تو جو میری دسترس میں ہے
از قلم زینب خان

تو جو میری دسترس میں ہے

از زینب خان

rubinovelszone

آرسٹیلیا کے شہر سڈنی میں رات کے آٹھ بجے اس پوش علاقے کے گھر میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ہولا دینے والا سناٹا! وہ تینوں گہرہ بنائے سر پکڑ کر بھیٹے تھے۔

"کیا کرنا ہے؟" گردن تک آتے ہوئے بالوں کو کان کے پیچھے کیے سانولے رنگ کی پرکشش لڑکی نے برابر صوفے پر نیم دراز لڑکے سے پوچھا جو بازو آنکھوں پر رکھے خاموش تھا۔

"آئی ڈونٹ نو مین۔" وہ نفی میں سر ہلا کر بڑبڑایا اور جیب سے موبایل نکال کر استعمال کرنے لگا۔

"آئی تھنک چھوٹی باجی ہمیں آپی کو بتا دینا چاہیے۔" سامنے صوفے پر بھیٹی پندرہ سال کی لڑکی نے ہمت جتاتے ہوئے کہا۔

"اس کو بولنا بھی مت تماشہ کھڑا کر دے گی۔" وہ لڑکا لاپرواہی سے بولا۔

"تو بھائی ہفتے تک تو اس کو معلوم ہو جائے گا۔" وہ لڑکی بولی۔

"کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔" یکدم پیچھے سے آتی ہوئی آواز پر وہ تینوں چونک گئے۔

ادھیڑ عمر کے شخص عینک اتار رہے تھے۔

"جب وہ آئے تو کمرے میں بھیج دینا۔" وہ کہتے اپنے کی کمرے کی طرف چل دیے۔

"اور ہاں تم دونوں بھی آنا۔" وہ رک کے کہا اور پھر چل دیے۔

"ڈیڈ کافی غصہ میں لگ رہے ہیں۔" پندرہ سال کی لڑکی ڈر کر بولی۔

"دادی کی طبیعت کا جو سوال ہے۔" وہ لڑکی افسوس سے بولی۔

"سارے رشتے اب یاد آنے تھے۔" وہ لڑکا چڑ کر بولتا ہوا اٹھا۔

"میں جا رہا ہوں صبح آؤں گا۔" موبایل جیب میں ڈالتا ہوا وہ باہر نکل گیا جبکہ پیچھے وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھتی رہ گئی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"سٹاپ دا کار آئی سیڈ سٹاپ دا کار۔" وہ انگریز لڑکی مسلسل چلا رہی تھی مگر ڈرائیونگ سیٹ پر بھیٹی لڑکی کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگ رہی تھی۔

یہ منظر سڑک کا تھا جہاں قطار سے تین سپورٹس کار پوری رفتاری میں ایک دوسرے کو بیٹ کر رہی تھیں۔

یہ ریس چل رہی تھی۔

"ون ٹو تھری۔" وہ تینوں گاڑیاں اپنے اینڈ پوائنٹ پر آنے لگیں تھیں۔

ریس کی شروعات میں پوری آٹھ گاڑیاں تھیں جبکہ آخری پوائنٹ پر تین رہ گئیں تھیں۔

"سٹاپ دا کار۔" اس انگریز لڑکی کو الٹیاں لگ رہی تھیں۔ گاڑی کی رفتار مزید تیز ہو گئی۔

"اینڈ..........." ریس کا پوائنٹ آگیا تھا۔ اب دو گاڑیاں بچیں تھیں۔ دونوں ایک دوسرے سے لگ کر چل رہی تھیں۔

"وی ون۔" اچانک سرخ ربن کو چیرتی لال رنگ کی گاڑی پار کر گئی اور ارد گرد لوگوں کا ہجوم چلا اٹھا۔

"واٹ دا ہیل۔" دوسری گاڑی رکی اور غصہ سے اندر ایک انگریز لڑکا نکلا اور جیتنے والی گاڑی کی طرف بڑھا۔ سب ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔

اچانک ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور سیاہ ہیل دکھی۔ وہ حیران ہوا۔

اور پھر کالے رنگ کی جینس اور شرٹ جس پر نیلے رنگ کی جیکٹ تھی۔ بال اونچی پونی میں باندھے کوئی لڑکی نکلی۔ اس کی پشت اس لڑکے کی طرف تھی۔

سب کا شور بلند ہوا۔ وہ لڑکی یکدم پلٹی۔

متناسب جسم، صبیح چہرہ، سرخ رنگ کی لپسٹک سے لدے ہونٹ، بڑی بڑی روشن آنکھیں۔وہ بے حد حسین تھی۔

"ہو آر یو؟" وہ لڑکا چلتا اس کے پاس آیا۔اس لڑکی نے اسے اپر سے نیچے تک دیکھا۔

"ہیلو علیزے انور ہاؤ آر یو لوزر؟" اس نے اپنا نام بتاتے ہوئے آخر لفظ "لوزر" دھیرے سے تمسخر بھرے انداز میں کہا تھا۔

سب شور مچانے لگے۔

"اوہ مائے گاڈ علیزے۔" دور سے بھاگتی ہوئے لڑکی آئی اور اس کے گلے لگ گئی۔

"مزا آگیا کیا ریس جیتی ہے میری شیرنی۔" اس لڑکی کا لباس بھی اسی طرح کا تھا لیکن وہ کافی صحت مند تھی۔

"تھینک یو بے بی۔" وہ مسکرا کر ادا سے بولی۔

"پارٹی؟" اس لڑکی نے اونچی آواز میں کہا۔ارد گرد کے لوگ بھی ساتھ دینے لگے۔

علیزے کچھ کہتی کہ اس کا جینس میں سے فون بج اٹھا۔

"ایکسکیوز می۔" اس نے فون نکال کر کان سے لگایا اور دفعتاً اس کے تاثرات تبدیل ہو گئے۔

"انا یا آئی ہیو ٹو گو۔" وہ جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر بھیٹی۔

"رکو میں بھی آتی ہوں۔"انابیا بھی متعدی سے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر بھیٹ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"ڈیڈ کھانا؟"وہ لڑکی باہر دروازے پر کھڑی انہیں آواز دینے لگی۔

"وہ آگئی؟"انہوں نے پوچھا۔

"میں نے فون کیا ہے آتی ہو گی۔"وہ بولی۔

"آجائے تو ساتھ کھائیں گے۔"وہ بولے تو اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"رایمہ...رایمہ؟"اچانک کوئی لڑکی پکارتی ہوئی اس کے پاس آنے لگی۔

"آگئی۔"رایمہ ان کو دیکھتی بولی اور باہر نکل گئی۔

"آپی آپ آگئیں۔"وہ پندرہ سال کی لڑکی اس کی طرف بھاگتے ہوئے آئی۔

"ہیلو انابیا۔"اس لڑکی نے پیچھے سے آتی لڑکی کو کہا۔وہ مسکرا اٹھی۔

"ہیلو یوجنا بے بی ہاؤ آر یو۔ "

"یوجنا رایمہ کہاں ہے اور اتنی ایمرجنسی میں کیوں بلایا ہے؟"علیزے نے پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں ہوا علیزے تم چینج کر و اور کھانے پر آجاؤ وہی بات ہو گی۔" رایمہ نے آکر کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا اور کمرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ رایمہ انایا سے ملنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

کھانے کی میز پر کھانا کم باتیں زیادہ ہو رہی تھیں۔ علیزے یوجنا اور انایا پتا نہیں کیا کھچڑی پکا رہے تھے جبکہ رایمہ صرف خالی پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی۔

"اوئے پرانی فلموں کی بیچاری ہیروین کس بات پر دیوداس بنی ہو؟" علیزے پانی کا گلاس لبوں سے لگا کر رایمہ کو چھیڑتے ہوئے بولی۔

"ڈیڈ آئیں گے تب بتائیں گے۔"

"ہاں کہاں ہے ڈیڈ آئیں نہیں اب تک انور صاحب او انور صاحب۔" علیزے شرارت سے آواز لگاتی ہوئی بولی۔

"آپی آپ یہ بتائیں ریس میں مزا آیا؟" یوجنا نے پوچھا۔ وہ پرجوش ہوئی۔

"اف کیا بتاؤں یوج اس جان کی شکل دیکھنے والی تھی کیوں انایا؟" انایا نے بھی تاید کی۔

"یونی کا اسائینمنٹ سر پر ہے اور تمہیں یہ فالتوں چیزوں کی پڑی ہے۔" رایمہ نے غصہ سے مدخلت کی۔

"میری اماں بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" علیزے نے آنکھیں گھما کر اسے چپ کروانا چاہا۔

"تم سے بات کرنا فضول ہے۔" رایمہ حسبِ معمول تپ گئی۔

"ہاں تو میں تو جیسے تمہارے پاؤں پڑتی ہوں نا مجھ سے بات کر لو پلیز میرا کھانا ہضم نہیں ہوگا۔" یوجنا اور انایا کا قہقہہ گونجا تھا۔

"اسلام علیکم انکل" انور صاحب آئے۔انایا نے جلدی سے سلام کیا۔

"وعلیکم اسلام بیٹا کیسی ہو؟" انور بخت نے بیٹھتے ہوئے خوش اخلاقی سے پوچھا۔

"فرسٹ کلاس۔" انایا مسکرا کر بولی۔

"کیا ہوا ڈیڈ سب ٹھیک ہے؟" علیزے نے چاول کا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔

"تیاری کر لو۔" انور بخت سنجیدگی سے بولے۔

"کس چیز کی؟" اس نے دوبارہ چاول سے چمچ بھرا۔

"ہم پاکستان جا رہے ہیں۔" چمچ منہ تک آتے آتے رک گیا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"واٹ ؟"اس نے چمچ پلیٹ میں ڈال کر حیرانگی سے انور بخت کو دیکھا جو خاصہ سنجیدہ نظر آرہے تھے۔

"ہاں تمہاری دادی کی طبیعت ناساز ہے ہم گاؤں جائیں گے حویلی۔"علیزے بغیر تاثرات کے تھی۔رایمہ اور یوجنا اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"تو آپ یہ مجھے کیوں کہہ رہے ہیں جیسے ہر سال رایمہ اور یوج جاتی ہیں اس بار بھی انہی کے ساتھ جایے۔"وہ بول کر عام سے انداز میں جگ سے گلاس میں پانی انڈیلنے لگی البتہ چہرہ سپاٹ ہو چکا تھا۔

"اس بار ہم سب جائیں گے تم اور تمہارا بھائی بھی۔"ان کا انداز تحکم بھرا تھا۔

"ایکسکیوز می ؟"علیزے نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"ڈیڈ یہ آپ بھی جانتے ہیں اور یہ دونوں بھی۔"رایمہ اور یوجنا کو دیکھا۔"میں اور بھائی بچپن سے آج تک جب بھی پاکستان گ ئے ہیں صرف اسلام آباد گ ئے ہیں کبھی گاؤں واؤں نہیں گ ئے۔"اس نے یاد دلایا۔

"وہ کوئی گاؤں واؤں نہیں تمہارا ددھیال اور ننھیال بھی ہے۔"علیزے نے ضبط سے پانی کے گلاس کو سختی سے پکڑ لیا۔انایا خاموشی سے سر جھکا کر کھانا کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"جہاں تک بات ہے سو کالڈ ددھیال کی تو وہ کوئی ہو گا مگر ننھیال جب ہوتا ہے جب ماں ہوتی ہے میری کوئی ماں نہیں ہے۔"

"علیزے۔" وہ پہلی بار چلائے۔

"واٹ ڈیڈ۔" وہ بھی مزید چلا کر اپنی جگہ اٹھ گئ۔ یوجنا سہم گئی۔

"آپ اندر جاؤ روم میں۔" رایمہ نے یوجنا سے کہا۔ وہ متذبذب سر ہلا کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

"تم شاید بھول رہی ہو کہ تمہاری ماں ابھی بھی وہی اسی حویلی میں حیات ہے۔" رایمہ ماحول میں تناؤ بڑھتے ہوئے دیکھ کھڑی ہو گئی۔

"اور آپ شاید یہ بھول رہے ہیں کہ وہ ہمارے لیے مر گئیں ہیں اسی وقت جب وہ چھوڑ کر گئی تھیں بے شک آپ رایمہ اور یوجنا ہر سال وہاں جاتے ہیں ملتے ہیں مگر بھائی اور میرا رشتہ نہ تھا نہ ہے اور نہ ہو گا میں اور میرا بھائی صرف اپنے ایک باپ کو اور دو بہنوں کو جانتے ہیں اور رشتہ داروں میں اسلام آباد میں ایک تایا جو آپ کے منہ بولے بھائی ہیں بس ان سے اور ان کے بچوں سے ہمارا رشتہ ہے دیٹس اٹ۔" وہ کہہ کر تن فن کرتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ وہ لب بھینچ غصہ قابو کرتے رہ گئے تھے۔ رایمہ تھکے ہوئے انداز میں واپس بھیٹ گئی۔ گاؤں کے ذکر پر اکثر یہی ہوتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

دروازے پر ہوتی ہوئی دستک نے اسے اپنے کانوں میں لگے ہیڈ فونز نکالنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"کون ہے کیا مسلہ ہے۔" اس کا موڈ رات سے ویسے ہی خراب تھا۔

"میں عدیب۔" کوئی دروازہ دھکیلتا ہوا اندر آیا۔

"بھائی آؤ۔" عدیب کو دیکھ اس کا موڈ ٹھیک ہو گیا تھا۔

"کیا کر رہی تھیں؟" عدیب کہتا اس کے بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔

"کچھ نہیں تم بتاؤ کہاں تھے؟"

"دوستوں میں تھا۔" علیزے نے سر کو خم دیا۔

"کیا ہوا منہ کیوں لٹکا ہے؟"

"جانتے ہو تم۔"

"علیزے چھوڑو نا ڈیڈ کا تمہیں معلوم ہے اپنوں کی محبت کے آگے انہیں اپنے خود کے بچیں نہیں دکھتے ہیں۔" وہ بے زاریت سے بولا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔" علیزے سوچنے والے انداز سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

"اچھا وہ جنت کی برتھڈے ہے کل یاد ہے۔" وہ کھسیا کر بولا۔علیزے کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اپنی دوست کی برتھڈے یاد نہیں ہو گی۔" عدیب نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"اور اوپر سے ہونے والی بھابھی۔" علیزے چھیڑتے ہوئے بولی۔اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"ویسے تمہیں نہیں لگتا ڈیڈ کو تمہارے اور جنت کے بارے میں بتا دینا چاہیے ؟" وہ عدیب کے پاس بھیٹ کر بولی۔

"ابھی نہیں پہلے ان کو اپنی محبتوں سے فارغ ہونے دو۔" وہ تضحیک آمیز انداز میں بولا۔علیزے طنزیہ مسکرادی۔

"یار اب ایسی بات بھی نہیں وہ تو بس پتہ نہیں ان لوگوں نے کیا پلا دیا ہے ڈیڈ کو اٹھارہ سال بعد یاد آنے لگ گ ئے۔ "

"لاسٹ ایر گ ئے تو تھے۔" عدیب یاد کرتے ہوئے بولا۔

"ہاں کہتے ہیں ان کی ماں کی طبیعت ٹھیک نہیں۔"

"دادی کی؟"

"ہاں جو بھی ہمیں کیا۔" وہ لاپرواہی سے بولتی ہوئی وہی لیٹ گئی۔

"میں نے کہا ہے خود چلے جائے ہمارے پتہ نہیں کیوں پیچھے پڑ گ ئے ہیں۔"

"مجھے تو دال میں کچھ کالا لگ رہا۔" عدیب کی بات پر وہ فوراً اٹھ کر بھیٹی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب کبھی بھی ہمیں نہیں کہا یو ج اور رایمہ کو لے کر چلے جاتے ہیں لیکن اس بار ہم دونوں کو فورس کر رہے ہیں ڈِڈیو سی؟" علیزے کو سمجھ نہ آیا۔

"وہ اسیلیے کیونکہ دادی کی کنڈیشن بہت خراب ہے وہ آپ دونوں کو دیکھنا چاہتی ہیں۔" اندر آتی ہوئی رایمہ بولی۔

"لو آگئی ان کی چچی۔" علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

"بھائی اس کو بولیں تمیز سے بات کیا کرو بڑی ہوں میں۔"

"صرف ایک سال بڑی ہو میڈم۔"

"زے بری بات ہے۔" عدیب نے تنبیہہ کی۔ وہ منہ بنا کر رہ گئی۔

"بھائی ڈیڈ بہت ناراض ہیں دادی بہت منت کر رہی ہیں ان سے آپ دونوں کو دیکھنے کی آپ دونوں کی جو بھی بات ہے وہ الگ ہے دادی کے تو آخری دن ہیں پلیز۔" رایمہ نے عدیب کو منانے کی کوشش کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"رایمہ مجھے تو دور ہی رکھو ان معاملوں سے میں اپنی زندگی میں خوش ہوں سوڈونٹ بوتھر می۔" عدیب کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور میری طرف تو آنا بھی نہیں میں نے جنت کی برتھڈے کی تیاری کرنی ہے میں چلی۔" وہ کہتی ہوئی باہر نکل گئی اس کے پیچھے عدیب بھی۔ رایمہ تاسف سے سانس بھر کر رہ گئی۔

اس کے یہ دو بہن بھائی بہت الگ تھے۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اماں آپ فکر نہ کیجیے میں اپنے پورے بچوں کے ساتھ آرہا ہوں آپ اپنا خیال رکھیے۔" انہوں نے اپنی ماں کو دلاسہ دے کر فون تو بند کر دیا لیکن علیزے اور عدیب کا سوچ کر وہ نئے سرے سے پریشان ہو گئے۔

ماضی میں جو کچھ ہوا تھا اس میں بھلے ہی علیزے اور عدیب کی غلطی نہیں تھی لیکن ان کے دلوں میں ایسا بیج بویا گیا تھا جس کی سزا وہ اب بھگت رہے تھے۔

اپنوں سے بھی وہ ان دو بچوں کے خاطر سات سمندر پار پرائے دیس میں رہ رہے تھے جو ان کے دو بچوں کے لیے اپنا تھا۔

اپنی بیوی سے الگ، اپنی محبت سے الگ، اپنے ماں بہن بھائی سے الگ وہ صرف اپنے ان دو بچوں کے خاطر تھے جن کو ان کے اپنوں سے نفرت کے سوا کچھ نہ تھا اور آج ان کی ماں جب زندگی موت کی جنگ لڑ رہی تھی تب یہ ان کے پاس نہیں تھے۔

لیکن نہیں بس بہت ہو گیا۔ اب تک اپنے بچوں کی ضد کے آگے خاموش تھے اب اور نہیں۔ وہ علیزے اور عدیب کو ساتھ ہی لے کر پاکستان جائیں گے اس کے لیے ان کو سختی سے زبردستی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔

آج تک انہوں نے سختی اور زبردستی نہیں کی تھی جس کی وجہ سے ان کے خیال میں ان کا بیٹا تو بگڑ ہی گیا تھا مگر بیٹی بھی اپنے علاوہ کسی کی نہیں سنتی تھی مگر اب اور نہیں۔ وہ اب حویلی میں اب قدم رکھیں گے تو اپنے چاروں بچوں کے ساتھ ورنہ نہیں رکھیں گے۔

دوسری پار اس عورت کے ہاتھوں بچپن کی کچھ بچوں کی تصویر تھی۔ جس پر ان کی آنکھ سے نکلا آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

وہ اتنی شدت سے انہیں یاد کر رہی تھی جنہیں اندازہ نہیں تھا کہ کتنے اپنے ان کے منتظر ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہیپی برتھڈے ٹو یو،ہیپی برتھڈے ٹو یو۔" وہ کیک کاٹتی ہوئی مسلسل مسکرا رہی تھی۔ارد گرد کا حجوم اس کی ویڈیو بناتا ہوا اونچی آواز میں سالگرہ کا گانا گا رہا تھا۔چاروں طرف کی سجاوٹ یہ بیان کر رہی تھی کہ کسی نے بہت ہی خوبصورت اسے سرپرائز دیا ہے۔

"تھینک یو۔" اس نے کہتے کہ ساتھ کیک کا بڑا پیس اپنے برابر کھڑے عدیب کو کھلایا۔سامنے کھڑی ویڈیو بناتی علیزے کا حیرت سے منہ کھل گیا۔

"اوہ مائے گاڈ یو چیٹر ہونے والے فیانسی کے آگے اپنی پرانی دوستی بھول گئ نہیں....." اس نے ڈرامٹک انداز سے دہائی دی۔سب کا قہقہہ گونجا۔

"ارے آپ کو میں چاہ کر نہیں بھول سکتی کیونکہ آپ میری ہونے والی نند بھی جو ہیں۔" کمر تک آتے بال،نام کا میک اپ،سفید و گلابی رنگت،وہ بے شک اپنے نام کی طرح تھی۔حسین!

"جنت ادھر دیکھو۔" عدیب نے پکارا۔وہ پلٹی۔

یکدم شور مچا کیونکہ عدیب نے اس کی انگلی میں انگھوٹی پہنائی تھی۔ساتھ تصویریں اور ویڈیو بھی بنیں۔

"اوہ مائے گاڈ آئی لو یو۔" وہ عدیب کے گلے لگ گئی۔علیزے مسکرائی۔

"کانگریچولیشن میری جان۔" عدیب سے الگ ہونے کے بعد اس نے جنت کو اپنے سے لگاتے ہوئے مبارک باد دی۔

"تو بھئی فاینلی آفیشل ہو گئے ہو تم لوگ۔" انایا بولی۔ جنت نے کان کے پیچھے لٹ کیے سر جھکا کر سر اثبات میں ہلایا جبکہ عدیب اور علیزے نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"بنا ڈیڈ کو بتائے؟" علیزے نے پوچھا۔

"ڈیڈ کو بعد میں بتائیں گے ابھی ہمارے درمیان آفیشل ہے۔" وہ حتمی انداز میں بولا۔ سب کا شور بلند ہوا۔

"اور آیم شیور ڈیڈ بالکل نہیں منع کریں گے آخر میری دوست میں کمی کیا ہے؟" علیزے فخریہ انداز سے بولی۔

"میں بھی ہوں۔" رایمہ کی آواز پر سب چونکے۔

"تم اب آرہی ہو؟" جنت خفگی سے بولی۔

"یار رستے میں لیٹ ہو گئی ہیپی برتھڈے۔" وہ جلدی سے گلے ملی۔

☆☆☆☆☆☆

"یوج ڈیڈ کہاں ہیں؟"علیزے عدیب اور رایمہ گھر آئے اور سامنے صوفے پر ٹی وی دیکھتی ہوئی یوجنا سے پوچھا۔

"اندر ہیں کھانا بھی نہیں کھایا۔"یوجنا افسردگی سے بولی۔

"بھائی۔"علیزے نے عدیب کی طرف دیکھا۔وہ سر ہلا کر انور صاحب کی کمرے کی طرف چل دیا پیچھے رایمہ علیزے اور یوجنا بھی آگ ئے۔

"ڈیڈ؟"وہ آنکھیں موندے لیٹے ہوئے تھے جب عدیب کی آواز سے اٹھے۔

"باپ کی یاد آگئی۔"وہ خفگی سے بولے۔

"ضد چھوڑیں ڈیڈ اور کھانا کھالیں آپ کو شوگر کی میڈیسن بھی لینی ہے۔"علیزے بولتی ہوئی ان کے بیڈ سے شال اٹھانے لگی جب انہوں نے اس کی کلائی پکڑی۔

"ادھر بھیٹو تم لوگ۔"انہوں اپنے بچوں کو دیکھ کہا۔سب ان کے پاس بھیٹ گ ئے۔

"بیٹا میں نے آج تک آپ سے کچھ مانگا ہے؟"ان کے اس طرح پوچھنے پر علیزے کو پل بھر کچھ ہوا۔عدیب نے نفی میں سر ہلایا۔

"آج میں آپ دونوں سے ہاتھ جوڑ کر صرف اپنے ساتھ چلنے کی سفارش کر رہا ہوں صرف ایک ہفتہ صرف۔" وہ باقاعدہ ہاتھ جوڑنے لگے تھے جب عدیب اور علیزے چلائے تھے۔ رایمہ نے اپنے آنسوں جلدی سے پونچھے۔

"ڈیڈ اموشنل بلیک میل تو نہیں کریں۔" عدیب چڑ کر بولا۔

"لیکن بیٹا "....

"ڈیڈ پہلے کھانا کھا دوائی لیں پھر بات کرتے ہیں۔" علیزے نے کہا۔ سب نے سر اثبات میں ہلایا اور ان کو لیے باہر نکل گ ئے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆

"ہیلو کیسی ہو؟" وہ دونوں ویڈیو کال پر تھیں۔

علیزے کی بیسٹ فرینڈ مہک جو انور صاحب کے منہ بولے بھائی مہراب علی کی بیٹی تھی۔

"ٹھیک ہوں۔" علیزے بیڈ پر لیٹی بے زاریت سے بولی۔

"مجھے تو نہیں لگ رہی۔" وہ دوسری طرف سنیکس کھاتے ہوئے بول رہی تھی۔

"ہر وقت کھاتی رہنا۔" علیزے چڑ کر بولی۔

"ائے کھانے پر نظر کس کی لگائی؟" وہ یکدم چیخی۔

"تمہارے علاوہ اور کون ہے؟"

"اچھا نا انکل کا غصہ مجھ پر نہ اتار۔"

"انکل کا نہیں ان کے گھر والوں کا یار وہ لوگ ہمیں جینے کیوں نہیں دیتے؟" وہ غصہ سے بیڈ سے اٹھ گئی۔

"ایسے تو نہ کہو اتنے اچھے ہیں سب اور ہم لوگ بھی جا رہے ہیں کیونکہ میرے پاپا تمہاری دادی کو اپنی ماں سمجھتے ہیں۔" مہک نے جیسے بہت اہم اطلاع دی۔

"واٹ ایور۔" اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"یار زے کیا ہے آجانا ساتھ چلیں گے صرف ایک ہفتے کی بات ہے پھر میرے گھر آجائیں گے بہت مزا آئے گا۔" مہک نے اس کو منانے کی کوشش کی۔

"میں اٹھارہ سال سے نہیں آئی ہوں اب بھی نہیں آؤں گی مجھے نفرت ہے ان سب سے۔" وہ غصہ سے بولی۔

"اس کا مطلب تم ان سے ڈرتی ہو۔" مہک نے جان بوجھ کر کہا۔

"واٹ ربش۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں جب ہی تو تمہیں ڈر ہے کہ تم آئیں تو تم ہمیشہ کے لیے یہاں رہ جاؤ گی۔" مہک اس کو منانے کے لیے جان بوجھ کر اسے اکسا رہی تھی۔

"واؤ واٹ آ جاک مجھے یعنی کے علیزے انور پر وہ کیا نام ہے میری سو کالڈ دادی کا ہاں انیلا بخت حکم چلا کر روک سکتی ہیں وہ تو خود اپنے آخری دن گن رہی ہیں؟" وہ طنزیہ ہنس کر بولی۔

"نہیں انیلا بخت نہیں ان کے بیٹے یعنی کے تمہارے تایا چاچی پھو پھوان کے بچیں جو معلوم نہیں کتنے بڑے ہو گ ئے ہوں گے تمہیں اس حویلی سے خوف ہے ادھر کے لوگوں سے ہیں نا؟" مہک مسکراہٹ دبائے بولی۔

"مہک اگر تمہیں لگتا ہے ایسا تو میری بلا سے یہ بات تم بھی جانتی ہو اور سب کہ علیزے انور پر اس کے باپ کا بھی حکم نہیں چلا تو کل کے آئے ہوئے چاچا تایا کیا کر لیں گے۔ "

"تو پھر ثابت کرو۔" مہک جلدی سے بولی۔

"کیسے؟"

"ایک ہفتے کے لیے آ کر۔" علیزے واقعی میں سوچ میں پڑ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بولو صرف ایک ہفتے کی بات ہے آخر تمہیں نہیں دیکھنا کہ وہ حویلی میں رہنے والے بخت فیملی ہے کیا؟"علیزے خاموش تھی۔

"زے بولو؟"

"اچھا ٹھیک ہے کیا یاد کرو گی تم بھی جسٹ ون ویک۔"علیزے نے کچھ سوچ کر کہا۔ مہک انبساط سے مسکرا دی۔

"چل میں ڈیڈ کو انفارم کر دوں کہیں وہ میری سو کالڈ دادی مر نہ جائیں۔"وہ ہنستی ہوئی کہتی فون رکھ کر باہر نکل گئی۔

"بری بات۔"مہک افسوس سے نفی میں سر ہلا کر ویڈو کال بند کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

"علیزے تم پاگل تو نہیں ہو گئی؟"رایمہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ وہ سیب کترتے ہوئے ٹی وی میں مگن تھی۔

"مجھے لگتا ہے چھوٹی باجی آپی کے دماغ پر اثر ہو گیا ہے۔"یوجنا ٹیپ پر گیم کھیلتی ہوئی بولی۔ علیزے نے برابر رکھا کشن اس کے سر پر دے مارا۔

"آؤچ کیا ہے۔"وہ چڑ گئی۔

"یار مطلب مجھے یقین نہیں آرہا۔" رایمہ نے یقین کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

"جاؤ جا کر ڈیڈ سے پوچھ لو وہ ہفتے کے ٹکٹس بک کروا رہے ہیں۔" وہ مزے سے بولی۔

"ہاں ڈیڈ تو ایسے خوش ہے جیسے کوئی لاٹری جیت لی۔" اندر داخل ہو کر عدیب صوفے پر بھیٹتا ہوا بولا۔

"آپ بھی جا رہے ہو؟" رایمہ نے عدیب کی طرف رخ موڑتے ہوئے حیرانگی سے پوچھا۔

"ہاں یار جسٹ ون ویک کی بات ہے اور ویسے بھی ہم نے پاکستان ٹور کر پلین بنایا ہے مہک اور دانی کے ساتھ۔" دانیال کے نام پر رایمہ کو یکدم چپ لگ گئی جو علیزے نے غور کی تھی۔

"ویسے بھائی دانی نے سر میں درد کر دیا میر ارات سے کال پر کال کیے جا رہا تھا۔" علیزے بولی۔

"میری بات ہو گئی ہے پلیننگ کے بارے میں پوچھ رہا تھا میں نے کہا پاکستان آتے تب کرتے ویسے بھی پہلے چاچو کے گھر جائیں گے پھر وہاں سے گاؤں جائیں گے۔" عدیب یوجنا کے ساتھ ٹیپ پر لڈو کھیلتا ہوا بولا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا تم لوگ مان گۓ دیکھنا دادی بہت خوش ہوں گی اور سب کتنا پیار کریں گے۔" رایمہ جوش سے بولی۔

"دکھاوہ ہوگا ڈیڈ کے سامنے۔" علیزے کی بڑبڑاہٹ سب نے سن لی تھی۔

"دودن رہ گۓ پیکنگ ہے سب کی؟" یوجنا نے پوچھا۔ رایمہ نے سر ہلایا۔

"ہو جائے گی اتنی جلدی کیا ہے۔" علیزے سیپ کرتی ہوئی دیوار پر لگے ایل ای ڈی میں مگن ہوگئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"آر یو میڈ تم نے سوچا بھی کیسے وہاں جانے کا؟" ویٹسن انگریزی میں اس پر چلانے لگا۔ اس نے کان میں انگلی ٹھونس کر نکالی۔

"یار ایک ہفتے کی بات ہے۔" وہ بھی انگریزی میں مصلحت آمیز لہجہ میں بولی۔

"ڈیر میں نے سنا ہے یہ گاؤں کے لوگ بہت چیپ اور کنزرویٹو ہوتے ہیں۔" جنت نے جوس کا گلاس ویٹسن اور علیزے کے سامنے رکھا۔

"ہوتے ہوں گے مجھے کون سا شادی کر کے سیٹل ہونا ہے۔" وہ ہنس کر بولتی ہوئی جوس پینے لگی۔

"پھر بھی پتہ نہیں کس طرح کے ہوں تمہیں دیکھ کر باتیں بنائیں۔ "

"بھئی میں جیسی ہوں ویسے جاؤں گی ویسے ہی واپس آؤں گی اور جنت تمہیں لگتا ہے کہ میں کسی کی بھی باتوں کی پروہ کرتی ہوں میں وہی کرتی ہوں جو دل کرتا ہے۔"وہ لاپرواہی سے بولی۔

"کون کون ہے وہاں تمہاری فیملی میں ؟"ویسٹن نے پوچھا۔

"میری فیملی نہیں ہے۔"علیزے نے فوراًباور کروایا۔

"ڈیڈ کی فیملی اور پتہ نہیں یار اٹھارہ سال پہلے پانچ سال کی تھی جب وہاں سے یہاں آرسٹیلیا آئی تھی کچھ یاد نہیں۔ "

"خیر اپنا خیال رکھنا اور کانٹیکٹ میں رہنا۔"

"ہاں برو ویسے بھی وہاں سے پھر ہم مہک دانی کے ساتھ پاک ٹور پر نکل جائیں گے ایک کام کرنا تم لوگ بھی آجانا۔"

"ناٹ بیڈ ہم کوشش کریں گے۔"جنت نے مسکرا کر کہا۔ویٹسن نے بھی تاید کی۔علیزے بھی مسکرادی۔

"یہ ہمیشہ سنبھال کر رکھنا۔"ویٹسن نے علیزے کی اٹھارویں سالگرہ پر اسے دیا ہوا بریسلیٹ اس کی کلائی پر باندھا۔وہ ہنسنے لگی۔

"اوئے ہوئے۔" جنت نے شوخی سے نعرہ لگایا۔علیزے نے اسے گھورا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے اور ویٹسن تم کیوں اتنے جزباتی ہو رہے ہو؟ "

"بس جو کہا ہے وہ کرو یہ ہاتھ سے اترنا نہیں چاہیے۔" وہ مسکرا کر سر ہلانے لگی جبکہ جنت ہونٹوں پر کوئی رومینٹک دھن بجا رہی تھی جس کو ویٹسن اور علیزے صفائی سے نظرانداز کر رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsanel|Articles|...
www.zubinovelszone.com

اسلام آباد کے ایرپورٹ پر جہاز لینڈ کر گیا تھا۔

انور بخت نے اٹھارہ سال بعد اپنے چاروں بچوں کے ساتھ پہلی بار اپنی سرزمین پر پاؤں رکھا تھا۔

جب بھی وہ لوگ اسلام آباد آتے تو الگ الگ آتے مگر آج پہلی بار سب ساتھ تھے اور انکی منزل صرف اسلام آباد نہیں بلکہ اپنی بخت حویلی تھی۔

علیزے اور عدیب بے پروہ تھے ہمیشہ کی طرح مگر علیزے انور بخت کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ خود نہیں آئی ہے اس کی قسمت اسے لائی ہے۔

آگے بہت کچھ رکھا تھا جس کا اس نے خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا اور نہ وہ کر سکتی تھی کیونکہ اب اس کی زندگی یکسر تبدیل ہونے والی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ لوگ دو دن کا مہراب علی کے ہاں ٹھہر کر آج صبح صبح گاؤں کے لیے گاڑیوں میں نکل گئے تھے۔ایک گاڑی میں مہراب اور انور بخت ڈرایور کے ساتھ تھے اور دوسری گاڑی میں رایمہ، عدیب، یوجنا علیزے اور دانیال مہک مستیاں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔

وہ لوگ ہائے وے پر تھوڑی دیر کے لیے رکے تھے جب اندر کانوں میں ہینڈ فری ٹھونسی آنکھیں بند کیے علیزے کے پاس دانیال آیا۔

"زے؟" وہ شیشہ بجانے لگا۔

"او بہری۔" اس نے جب چلایا۔علیزے ہڑبڑا کر اٹھی اور جلدی سے شیشہ نیچے کیا۔

"کیا مسلہ ہے دانی؟" وہ کانوں سے ہینڈ فری نکالتی ہوئی غصہ ہوئی۔

"کچھ کھانا پینا ہے؟" دانیال نے پوچھا۔

"نہیں۔" وہ سنجیدگی سے بول کر واپس کانوں میں ہیڈ فری لگانے لگی جب دانیال نے اس کے ہینڈ فری کھینچے۔

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔" وہ چیخی۔

"ایک بات بتا منہ کیوں لٹکا ہے؟" دانیال نے کوہنی کھڑکی پر ٹکا کر رازداری سے پوچھا۔

"تو ناچتی ہوئی جاؤں؟" اس نے بڑی بڑی آنکھیں دکھائیں۔

"ہاں گانا میں لگاؤں گا۔" وہ مسکراہٹ دبائے بولا۔ علیزے نے اسے صرف گھورنے پر اکتفا کیا۔

"اچھا سن ٹینشن نہ لو بس ایک ہفتے کی بات ہے پھر ہم پاک ٹور پر نکل جائیں گے۔" وہ جوش سے بولا۔

"مجھے کسی بات کی ٹینشن نہیں ہے مگر لگتا ہے میری موجودگی کی وجہ سے کسی کو ٹیشن لگ گئی ہے۔" علیزے نے ساتھ کہتے ہوئے چہرہ موڑ کر دوسری کھڑکی سے لگی رایمہ کو دیکھا جس کے چہرے پر پریشانی کے آثرات نمایاں تھے۔ دانیال نے رایمہ کو دیکھا۔ دونوں کی نظریں بیک وقت ملیں اور دونوں نے ہی چرا لیں۔ علیزے نے غور کیا تھا۔

"خیر چل کر میں سوفٹ ڈرنک لاتا ہوں۔" وہ بولتا ہوا سامنے ڈھابے پر جانے لگا۔

"میری بھی مگر وایٹ۔" آگے بھیٹی یوجنا کے ساتھ چپس کھاتی ہوئی مہک نے کھڑکی سے سر نکال کر پکارا۔

"جی نہیں بکھارن۔" دانیال نے خاصی اونچی آواز میں کہا تھا۔علیزے کا قہقہہ بلند ہوا۔

"میری بلیک۔" علیزے قہقہہ لگاتے ساتھ بولی۔

"بلیک کی بچی تمہیں زیادہ ہنسی آرہی ہے۔" مہک چہرہ موڑ کر اسے گھورتی ہوئی بولی۔اس نے ایک آنکھ دبائی۔

"لعنت ہے ایسی بیسٹ فرینڈ پر۔" اس نے باقاعدہ ہاتھوں کا پنجہ بنایا تھا۔

"اور لعنت ہے تم پر جب سے گاڑی میں بھیٹی ہو یوج کے ساتھ کوسم سلطان دیکھی جارہی ہو عجیب کتنے اپی سوڈ ڈاؤنلوڈ کر کے آئے ہو دونوں عجیب سیوں۔" علیزے نے سنایا۔اسے ان دونوں کا یہ پسندیدہ ڈرامہ ذرا بھی آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

"آپی پورے دس کر کے آئے ہیں۔" یوجنا نے جوس کا سپ لیتے ہوئے مزے سے بتایا۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بیٹا پورا ڈرامہ ہی کر لیتی۔" دانیال آتے ہوئے بولا ساتھ مہک کا کولڈ ڈرنک کا ٹن اس کی گود میں بھینکا اور علیزے کا اس کو دیا۔

"رایمہ کے لیے نہیں لائے۔" علیزے جان بوجھ کر رایمہ کو کنکنھیوں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"نہیں میرے پاس جوس ہے۔" رایمہ نے دھیرے سے کھڑکی پر نظریں جمائیں ہی کہا۔

"دانیال کیا ہوا ہے پچھلے سال یہاں آئی تھی جب سے......" علیزے کی دھیرے سے کہتے ہوئے لب رک گ ئے کیونکہ عدیب تیزی سے "چلو چلو" کہتا ہوا آ گیا تھا۔

دانیال بھی جلدی سے پیسنجر سیٹ پر جا کر بھیٹ گیا اور عدیب نے گاڑی کا انجن سٹارٹ کر دیا۔

"یہ ڈیڈ اور انکل تو پہنچ بھی گ ئے ہوں گے ہم نے یہاں دیر لگا دی ہیں نا بھائی؟" یوجنا نے کہا۔ عدیب نے سر ہلایا۔

"کتنی دیر رہ گئ؟" رایمہ نے انگلیاں مروڑتے ہوئے پوچھا۔

"آدھا گھنٹا۔" جواب سادہ سا دانیال کی طرف سے آیا تھا۔

دانیال علی اور مہک علی ہم عمر تھے۔ان کہ والدہ بچپن میں ہی چل بسی تھیں۔والد تھے مہراب علی جو انور بخت کے سب سے قریبی دوست اور انیلا بخت یعنی انور بخت کی ماں کے منہ بولے بیٹے تھے جو اسلام آباد میں اپنے دونوں بچوں کے ساتھ قیام پزیر تھے۔دانیال یونی ورسٹی کے آخری سال میں تھا اور مہک کی تعلیم مکمل ہو چکی تھی اور وہ اب اطمیمان سے فارغ لائف انجوائے کر رہی تھی۔ بچپن سے علیزے کی دوستی مہک سے اور عدیب کی دانیال سے تھی۔رایمہ کم گو تھی اسلیے اس کی اتنی کوئی گہری دوستیاں کسی سے زیادہ نہیں تھی۔

علیزے،دانیال،عدیب اور مہک جب ساتھ ملتے تھے تو رونق لگاتے تھے۔علیزے اور عدیب پاکستان صرف اور صرف ان ہی سے ملنے ان کے ہی گھر آتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"ویٹسن خیریت اتنی رات کو کیسے آنا ہوا؟" جنت کو اس کی ملازمہ نے جب اطلاع دی کہ ویٹسن ملنے آیا ہے تو وہ چونک کر رہ گئی۔وہ بہت کم آتا تھا۔

"کچھ نہیں یار بور ہو رہا تھا۔" ویٹسن سانس بھرتا ہوا صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔

"بور ہو رہا تھا یا دل نہیں لگ رہا تھا؟" جنت نے مصنوعی کھانسی کے ساتھ کہا۔اس نے اچھنبے سے دیکھا۔

"اس پیار کو کیا نام دوں ؟" جنت نے اردو میں جملہ کہا۔اس نے الجھ کر دیکھا۔

"کیا؟"اس نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" وہ واپس انگریزی میں بولنے لگی۔

"لیزا کا فون آیا؟" ویٹسن علیزے کو پیار سے "لیزا" کہا کرتا تھا۔

"ٹیکسٹ پر بات ہوئی تھی کہہ رہی تھی ابھی نکل گی گاؤں کے لیے۔" جنت نے بتایا۔

"کیا ضرورت تھی اس کو جانے کی۔" وہ بڑبڑایا۔

"کم آن یار ایک ہفتے کی بات ہے" جنت نے کہتے ہوئے ملازمہ کو جوس لانے کا کہا۔

" بات وقت کی نہیں جگہ کی ہے جانے کیسے لوگ ہوں گے اور لیزا کو نفرت ہے ان لوگوں سے پھر بھی گئی ہے۔" ویٹسن اور جنت سے کچھ بھی چھپا نہیں تھا۔

"کوئی بات نہیں ایک ایڈوینچر ہی ہو گیا چلو دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔" جنت نے لاپرواہی سے کہا۔اس نے لب کاٹتے ہوئے سر ہلایا۔

"ویسے ایک بات پوچھوں تم سے ؟" جنت کے اچانک سنجیدگی سے مخاطب ہونے پر ویٹسن نے الجھ کر اس کو دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"گانا شانا تو لگاؤ یار۔" یوجنا اور مہک کے جب قسط ختم ہو گئیں تو عدیب سے مہک نے فرمایش کی۔

"ہاں ایسے بائے روڈ کا مزا کہاں۔" یوجنا اپنا ٹیب بیگ میں رکھتی ہوئی اونچی آواز میں بولی۔

"ہاں میں لگاتا ہوں۔" دانیال کہتا ہوا اپنے موبایل سے لیڈ کنینکٹ کرنے لگا جب عدیب نے روکا۔

"گاؤں کی حدود شروع ہو گئی ہے رہنے دو۔" دانیال سر کو خم دیتے ہوئے رک گیا۔

"اوہ واؤ وہ دیکھو یوج۔" مہک نے باہر کھیت وغیرہ کا منظر دکھایا۔ یوجنا نے فخر سے سر ہلایا۔

"ہم ہر سال دیکھتے ہیں آپ آپی کو دکھائیں اور ویسے بھی یہ پورا گاؤں ہمارے دادی جان کو جانتا ہے سب ان کی حویلی آتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے....." یوجنا مزید دلچسپی سے بتانے لگی جب علیزے ہینڈ فری نکالتی ہوئی بولی۔

"یوج تمہارا دادی نامہ ختم نہیں ہوتا؟" وہ اکتاہٹ سے بولی۔ رایمہ نے اس کو پریشانی سے دیکھا۔ اسے ڈر تھا جانے وہ کیسا سب سے مل کر ردِ عمل دے گی؟

"زے جان بولو دادی جان نامہ۔" عدیب نے بیک مر ردرست کرتے ہوئے تمسخر سے کہا۔ علیزے نخوت سے بڑبڑائی۔

"سیریسلی برو۔" یوجنا نے محض دونوں کو گھوراہی تھا۔

"یوج تم ہماری بہن ہو ٹالک آباؤٹ سم کول سٹف۔" اس کی گھوری پر عدیب مسکراکر بولا۔

"تو برو یہ کول نہیں کہ پوراگاؤں تمہاری دادی کو مانتا ہے یوڈو ہیو آہول حویلی مین۔" دانیال بولا۔ مہک سے فوراً تائید کی۔

"دانی زے اور دیب دونوں ناشکرے ہیں میری ایسی کوئی دادی ہوتی میں تو یہی رہتی بڑی سی حویلی میں ہائے کتنا تھرل ہوتا سوچو ناولوں کی طرح کوئی وڈیرہ مجھے بھی پسند کرلیتا اور مجھے حویلی سے چرالے جاتا پھر پوری حویلی کے لوگ اس کے خلاف ہو جاتے اور....." مہک کی بکواس سب نے چیخ کر کانٹی تھی سوائے رایمہ کے جو خاموش تھی۔

"یار خدا کا واسطہ ہے۔" علیزے نے ہاتھ جوڑ لیے تھے۔

"مجھے یہ سمجھ نہیں آتا وہ بیچارا جو بھی ہو گا کسان وہ اس کو چرا کر کیسے لے جائے گا یہ تو کسی تھیلی میں بھی فٹ نہیں ہو گی۔" عدیب کی بات پر سب کا قہقہہ گونجا تھا جبکہ مہک نے منہ بنایا تھا۔

"اور حویلی والے آپ کے لیے اس بیچارے وڈیرے کے خلاف ہوں گے وہ تو شکر منائیں گے۔" یوجنا شرارت سے بولی۔ سب کا شور بلند ہوا۔

"یوج تم بھی؟" مہک نے غصہ سے۔ گھورا۔ رایمہ نے ڈانٹا مگر علیزے نے خوب ساتھ نبھایا۔

"بلکہ میں تو کہتی ہوں اس بندے کا شکریہ کریں گے۔" علیزے کی بات پر سب متفق ہوئے۔

"اور زے؟" دانیال نے آواز لگائی۔

"کوئی ضرورت نہیں تمہیں...." مہک نے شور کیا۔

"نہیں زے سن۔"

"ہاں ہاں۔"

"وہ بیچارا اگلے دن خود چھوڑ کر اس کو جائے گا اوپر سے کچھ پیسے بھی دے کر جائے گا کہے گا اس کو رکھ لو خدا کا واسطہ۔" اور یہ سب کے قہقہے اور فضا میں گونجے۔

"منحوسوں بیڑا غرق ہو تم لوگوں کا اتنی اچھی میری ناول کی سٹوری بگاڑ دی۔" مہک تپ کر بولی۔

"تو بہن ناول کی ہیروین کی جگہ نہ فٹ ہوا کرو نا۔" علیزے نے مسکراہٹ دبائے کہا۔ دانیال فوراً بولا۔

"نہیں ہو سکتی فٹ شکل ہی بکھارن والی ہے بھیا۔" سب کا پھر ہنسی کا فوارا چھوٹا۔ رائمہ بھی مسکرا کر بیچاری کا حال دیکھنے لگی جو لال ٹماٹر ہو گئی تھی۔

"گائیز... گائیز ڈیڈ کی گاڑی آئی تھنک آ گیا۔" عدیب نے سب کو خاموش کروا کے سامنے اشارہ کیا۔

دور سے ہی شاندار وسیع بخت حویلی دکھنے لگی تھی۔ علیزے کی چہرے کی مسکراہٹ اور شوخ پنا ہوا میں اڑ گیا تھا۔ وہ بے تاثر ہو گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"کہو؟" ویٹسن نے جوس کا گھونٹ بھرتے ہوئے سر ہلایا۔

"تم زے سے محبت کرتے ہو نا؟" وہ دوسرا گھونٹ لیتا کہ گلاس لبوں پر جانے سے پہلے ہوا میں رک گیا۔ جنت کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"بولو ویٹسن کیا نہیں کرتے؟"

"میں پسند کرتا ہوں۔" وہ گلاس میز پر رکھ کر بولا۔اس کے ہاتھوں میں واضح کنکپاہٹ آئی تھی۔

"صرف؟" وہ چونکا۔

"صرف پسند کرتے ہو؟" وہ کچھ نہ بولا۔

"یہ فکر کرنا صرف پسند کی حد تک ہے؟" وہ اب بھی خاموش تھا۔

"مجھ سے نہ چھپاؤ کب سے تمہیں اور زے کو جانتی ہوں میرے سے تم دونوں کا کوئی احساس نہیں چھپتا چہرے سے عیاں ہو جاتا ہے۔" جنت ہنس کر بولی۔

"تو پھر کیا دکھتا ہے چہرے پر؟" ویٹسن نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"محبت۔" جنت نے کہنے میں دیر نہ لگائی۔

"میں لیزا کی بات کر رہا ہوں۔" اب کی بار وہ چونکی۔ویٹسن واقعی میں سنجیدہ تھا۔

"کیا دکھتا ہے اس کے چہرے پر؟" فلحال ویٹسن کے چہرے پر جنت کے جواب کے انتظار میں گزرتے لمحے کو برداشت کرنے والے تاثرات تھے۔

"وہ... وہ بھی شاید پسند کرتی ہے۔" جنت نے سوچتے ہوئے کہا۔

"واہ ابھی تو کہہ رہی تھی ہم دونوں کو سالوں سے جانتی ہو چہرے سے پہچان لیتی ہوں احساسات میرے بھی پہچان لیے تو اس کے بتانے میں ہچکچاہٹ کیوں ہو رہی ہے؟"

ماحول سنجیدہ ہو گیا تھا۔ آج تک ان دونوں کے درمیان علیزے کو لے کر ایسے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

"وہ اسلیے کہ زے کبھی کبھار اپنے چہرے کو پڑھنے نہیں دیتی جیسے آج تک مجھے اس کی ماں کے بارے میں علم نہیں ہوا کہ کیوں وہ اتنی نفرت کرتی ہے ماضی کے پنوں کو جبھی پلٹنے کی کوشش کرتی ہوں تو کتاب ہی بند کر دیتی ہے۔" ویٹسن نے سر جھکا لیا۔ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔

صرف ایک ہی بات تھی جو ان دونوں کو نہیں معلوم تھی۔

"اور یہی کیس تمہارے ساتھ بھی ہے ویٹسن میں نے کئی بار اس سے پوچھنے کی کوشش کی ہے مگر ہر بار وہ موضوع بدل دیتی ہے۔" ویٹسن نے سر اٹھایا۔

"لیکن تم کہو تو میں جاننے کی کوشش کرتی ہوں۔" ویٹسن خاموش رہا۔ اب جنت انتظار کرنے لگی۔

"ٹھیک ہے مجھے بتاؤ تم کیونکہ اس بار میں اپنی سالگرہ والے دن اس کو پرپوز کرنا چاہتا ہوں۔" جنت نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا سچ؟" اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"یہ تو بہت ہی خوشی کی بات ہے۔"

"ویسے جنت تم بھی عدیب کے ساتھ آفیشیلی انگیجڈ ہو جاؤ۔" ویٹسن نے کہا۔ جنت نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"میں کہوں گی عدیب سے تمہاری ہی سالگرہ والے دن کیوں نا ایک اور نیک کام ہو جائے؟" جنت کی بات پر وہ حیران ہوا پھر تائید کرتا ہوا ہنسنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

گاڑی کا دروازہ کھولتی ہوئی وہ مہک کے ساتھ باہر آئی تھی اور ایک ستائیشی نگاہ اونچی اور وسیع حویلی پر ڈالی جو اپنی شان بیان کر رہی تھی۔

مہک اور رایمہ نے خوبصورت سی پٹیالہ اور گھٹنوں تک آتی ہوئی فراک زیب تن کی ہوئی تھیں اور اچھی طرح شال اپنے گرد لپیٹے ہوئی تھی جبکہ علیزے نے اونچا پجاما اور شارٹ کرتی پہنی تھی اور کندھے پر اجرک ڈال کر بال کھولے ہوئے تھے۔ یہ اجرک اس کی پاکستانی سندھی دوست نے اسے تحفہ میں دی تھی۔

مہک اور رایمہ نے ہلکا میک اپ کیا ہوا تھا لیکن علیزے کا چہرہ بالکل سادہ تھا کیونکہ اسے میک اپ کا شوق اتنا نہ تھا مگر ہونٹوں پر اسے لال لپسٹک سے عشق تھا تو ہمیشہ کی طرح آج بھی اس کے ہونٹ لال پلسٹک سے لدے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

وہ اور عدیب حیرانگی سے حویلی دیکھ رہے تھے جب یوجنا نے مصنوعی کھانسی دی تو دونوں چونکے اور ایسے بن گ ئے جیسے کچھ دیکھا نہ ہو۔

"آؤ بیٹا۔" انور بخت نے علیزے اور عدیب کو اشارہ کیا تو وہ سب کے پاس ان کے پاس گ ئے۔ علیزے کو اپنے ساتھ انور بخت نے لگا لیا اور مسکراتے ہوئے دہلیز پار کرنے لگے۔

باہر دو پٹھان گارڈ کھڑے تھے جو کسی کو دیکھیں نہ دیکھیں دانیال کو کڑی نظروں سے دیکھ رہے تھے جب ہی وہ معصوم ہڑبڑا کر مہک کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

"یہ مجھے اتنی محبت سے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ "

"تم حسین لگ رہے ہو گے نا۔" مہک اندر جاتی طنز کرتی ہوئی بولی دانیال نے خواہ مخواہ مسکرا کر بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

"اسلام علیکم و حرمتہ للہ ہی و برکتہ۔" وہ لوگ جیسی اندر داخل ہوئے سارے مسکرا کر ان کے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔

علیزے اچانک اتنے لوگوں کو ایک ساتھ دیکھ گھبرا گئی۔

"یہ پورا خاندان جمعہ بازار آیا ہوا ہے؟" دانیال نے عدیب کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ بھی دھیرے سے بولا۔

"لگ تو ایسے ہی رہا ہے۔" عدیب فیشن والی رپڈ جینس اور برینڈڈ شرٹ اور ہڈ لیے ہوا تھا۔ دانیال کی بھی ملتی جلتی ڈریسنگ تھی۔

مہک نے علیزے کو کندھا مار کر سب کی طرف دکھایا۔

لڑکیاں سر پر اچھی طرح دوپٹہ لی ہوئی تھیں۔ ساری عورتیں کالی شال اپنے ارد گرد اچھی طرح لپیٹے ہوئے تھیں۔

اونچی آواز میں سلام کرتے ہوئے کوئی مرد آیا تھا جو پورے تپاک سے انور بخت سے بغل گیر ہوا تھا۔

پھر ایک عورت آئی وہ بھی ملی۔ سب نے انور بخت اور مہراب علی کو گھیر لیا تھا۔

رایمہ اور یوجنا لڑکیوں میں جا کر سب سے مل رہے تھے۔

"بھائی جان آپ کی بھتیجی علیزے انور بخت۔" انور بخت جزباتی لگ رہے تھے۔ انہوں نے علیزے کی طرف اس کا نام اونچی آواز میں لے کر اشارہ کیا تھا اور یکدم سب کی نظریں علیزے کی طرف اٹھیں تھیں۔ وہ بھی نروس ہو گئی تھی۔

"میری بچی۔" وہ آدمی شلوار قمیض کے اپر کالی واسکٹ میں ملبوس تھے۔ علیزے نے انہیں غور سے دیکھا ان کی شکل اس کے اپنے ڈیڈ میں کافی مل رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"علیزے بیٹا ادھر آؤ۔" انور بخت نے اسے آواز لگائی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی بنا کسی تاثرات کے آئی اور جو محبت سے سب نے اسے کتنے منٹ تک گلے لگا کر رکھا ہے اس نے باقاعدہ گنے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

وہ سارے سب سے مل کر اب مین برامدے میں صوفوں پر بھیٹے تھے۔

علیزے، عدیب اور دانیال کے بیچ بھیٹی تھی۔ مہک عدیب کے برابر تھی۔ وہ چاروں ایک ہی صوفے پر تھے۔ وہ چاروں خاموشی سے بھیٹے سب بڑوں کی باتیں سن رہے تھے جو انیلا بخت کی بیماری کے بارے میں بتا رہے تھے۔

"اماں جان کہاں ہے بھابھی جان؟" انور بخت نے چہرہ موڑ کر ایک عورت سے پوچھا۔ انہوں نے سر ہلایا۔

"آرہی ہیں۔"

"بیٹا عدیب علیزے یہ تمہارے سب سے بڑے تایا ہے فرقان بخت۔" انور بخت نے اسی آدمی کا تعارف کروایا جو علیزے کو اپنے ڈیڈ سے ملتا جلتا لگ رہا تھا۔

سب علیزے اور عدیب کو ہی دیکھے جا رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

"یہ تمہاری تائی فرقان بھائی صاحب کی بیوی میری بھابھی مہرون نساء بخت۔" انور بخت نے پھر اس عورت کا تعارف کروایا جو قیمتی کپڑوں اس پر سیاہ شال لیے واقعی بڑی نفیس خاتون لگ رہی تھیں۔

"یہ تمہارے چچا دلاور بخت مجھ سے چھوٹا بھائی اور یہ تمہاری چاچی سلماں بخت۔" انور بخت نے دو اور لوگوں کا تعارف کروایا جو ایسی ہی لباس میں تھے جیسے تایا جان اور تائی جان۔

عدیب نے سمجھ کر سر ہلایا تھا جبکہ علیزے بے زاری سے سب کو دیکھ رہی تھی جن کے چہرے کی خوشی اور نظروں میں بے پناہ محبت تھی۔

"اور سب سے چھوٹی تمہاری پھپھو جان مدیحہ بخت۔" انور بخت نے سب سے خاموش خاتون کا تعارف کروایا جن کی علیزے خود پر نظریں سب سے زیادہ محسوس کر رہی تھی۔ وہ مسکرائیں بھی نہیں تھیں۔

"باقی تایا جان فکر نہ کریں ہم سارے کزن عدیب لالا اور علیزے باجی سے خود تعارف کر لیں گے۔" اچانک چاچا جان کے پیچھے کھڑے انیس بیس سال کا شلوار قمیض پر واسکٹ زیب تن کیے ہوئے لڑکا جوش سے بولا۔ سب مسکرانے لگے۔ انور بخت نے ہنس کر سر ہلایا۔

علیزے اور عدیب نے نوٹ کیا تھا۔ وہ بالکل الگ رہے تھے اپنوں میں۔

"شکر وہ عورت نہیں ہے۔" اچانک عدیب نے علیزے کے کان میں سرگوشی کی۔ اس نے سر ہلایا۔

"آ گئیں اماں جان۔" تائی جان نے کہا۔ سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ویل چیر چلائی ایک لڑکی اپنا چہرہ ڈھاکی ان کو لا رہی تھی شاید وہ ملازمہ تھی۔

نیلے رنگ کے شلوار قمیض پر مہرون رنگ کی شال پوری طرح اڑھے۔ سفید چہرے پر جھریاں۔ سفید بالوں والی وہ ضعیف عورت انیلا بخت تھیں۔

سب یکدم کھڑے ہو گئے۔

وہ چاروں سب کو دیکھ خود بھی کھڑے ہو گئے۔

"می... میرا بچہ آ گیا۔" وہ کنکپاتے ہوئے بولیں۔ انور بخت فوراً اپنی ماں سے بچھڑے مسافر کی طرح جزباتی ہو کر ملے۔

"اماں جان آپ کا پوتا۔" انور بخت نے عدیب کی طرف اشارہ کیا۔ عدیب ان کے پاس آیا۔

"ادھر بھیٹ میرا بچہ۔" ان کی آنکھوں میں بے پناہ محبت تھی۔

مہک نے باقی سب کو دیکھا جن کی آنکھیں نم تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

وہ ایک گھٹنے پر بھیٹ گیا۔انیلا بخت نے اس کا ماتھا چوما اور اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"بال بگاڑ دیے۔"اس نے دل میں سوچا۔

"اتنا سا تھا بالکل اتنا سا اب دیکھ کیسا بڑا گھبرو جوان ہو گیا۔"وہ آنکھوں میں نمی لیے مسکراتے ہوئے بولیں۔انور بخت نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"اماں جان آپ کی عین آگئی۔"علیزے کو معلوم ہی نہیں ہوا کب تائی جان اس کے پیچھے آگئیں۔وہ چونکیں۔

مہرون نساء اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی انیلا بخت کو متوجہ کر رہی تھیں۔

"عین؟"علیزے نے حیرت سے اب والا ع بڑبڑایا۔

"دیکھیں گڑیا کتنی بڑی ہو گئی ہے۔"مہرون نساء آنکھوں میں نمی لیے بولیں۔انیلا بخت نے اس کو اپنی طرف بلایا۔

"آؤ بیٹا۔"انور بخت نے کہا۔وہ عدیب کو دیکھتی ہوئی آئی۔عدیب اٹھ کر ایک طرف ہو گیا۔

"میری عین۔"ان کے آنکھوں سے لبالب آنسو گرنے لگے۔علیزے یک لخت پزل ہو گئی۔

"میری عین دادی کی یاد آگئی؟"انہوں نے علیزے کو خود کے سینے لگا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

ایک الگ احساس سے وہ دوچار ہوئی۔

"عین بیٹے ادھر آجا۔"

کسی کی آواز گونجی۔ منظر دھندلا تھا۔

وہ بجلی کی رفتار سے ان سے الگ ہوئی۔

"میرے بچے دادی کو پہچانا؟" انہوں نے اس کے دونوں گالوں کو چومتے ہوئے کہا۔

"کتنی پیاری ہوگئی ہے یہ تو۔" وہ خوشی اور آنسوؤں کے ساتھ مہرون نساء بخت کو دیکھتی ہوئی بولیں۔ وہ بھی لبالب آنکھوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگیں۔

علیزے حیرت سے سب کو دیکھ رہی تھی۔

اسے تو کچھ اور لگا تھا۔

خیر!

اس نے سر کو جھٹکا اور کھڑی ہوگئی۔ انیلا بیگم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور چومنے لگیں۔ علیزے ان کمفرٹیبل ہونے لگی۔

"میری عین میری آنکھوں کا تارہ۔" انہوں نے اس کا ہاتھ اپنے دونوں آنکھوں سے لگایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"پانچ سال کی تھی اور اب دیکھو ماشاللہ پوری تئیس سال کی ہو گئی ہے کہیں سے لگتا ہے۔" سلماں بخت مسکرا کر بولیں۔ علیزے چونکی۔

"بڑی بیگم صاحبہ دادی جان کو کمرے میں لے جاؤں ان کی طبیعت خراب نہ ہو جائے؟" اچانک وہی چہرہ ڈھا کی ملازمہ بولی۔ علیزے نے چونک کر دیکھا۔ اس کا انداز میں کچھ تو تھا۔ چبنے والا انداز؟ جلن؟ حسد؟ کیا تھا؟

اس نے علیزے کو ایک پل دیکھا اور دوسرے ہی پل ویل چیر لے کر اندر کی جانب چل دی۔ اس ملازمہ کی نظریں کچھ عجیب تھیں۔

"سلطانہ بچوں کو کمرے دکھادو۔" مہرون نساء نے ایک اور ملازمہ کو حکم دیا۔ وہ بھاگی بھاگی مسکراتی ہوئی آئی۔

ملازموں کی فوج تھی وہاں!

سب کمرے تک جاتے ہوئے حویلی کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ وہ حویلی کم کوئی ریل پلیس زیادہ لگ رہا تھا بڑے بڑے فانوس، قیمتی قالین، قلیچے، پردے ایک ایک چیز بہت قیمتی اور خوبصورت تھی۔

☆☆☆☆☆☆

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سِلا... سِلا۔" وہ کمرے میں آواز لگاتی ہوئی اندر داخل ہوئیں۔

"جی امی جان آرہی ہوں۔" گلدستہ ہاتھ میں پکڑی وہ تقریباً بھاگتے ہوئے آئی تھی۔

"لڑکی حال دیکھو اپنا۔" گندم رنگ پر گندم کا آٹا، بال بکھرے، سفید شلوار قمیض پر دوپٹا اطراف میں گھٹا بندھا ہوا جس پر شاید رنگ لگ گیا تھا، عنابی ہونٹوں پر زخم کا نشان اور پریشان وحال چہرہ۔

"امی جان میں باورچی خانے میں حسن کے لیے چینی والا پراٹھا بنا رہی تھی بس اسی کا لگ گیا سب اور کپڑے گندے ہوگئے ہونٹ پر کل بتایا تو تھا چوٹ لگ گئی تھی۔" وہ معصومیت سے بولی۔

"اور یہ؟" وہ اس کے ہاتھ میں گلدستہ کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولیں۔

"یہ چاچا جان لائیں ہیں وہ سلطانہ تائی مجھے پکڑا گئیں۔" وہ بیڈ پر بھیٹتی ہوئی تھک کر بولی۔

"یہ سب چھوڑوں بیٹا اور اپنا حلیہ درست کر کے سب سے ملو جا کر علیزے بخت اور عدیب بخت بھی آئیں ہیں۔" وہ محبت سے بولیں۔ وہ یکدم چونکی۔

"جی چلو اٹھو میری پیاری رانی۔" مہرون نساء پیار سے کہتی ہوئی گلدستہ اٹھانے لگی۔

"لالا کہاں ہیں؟" وہ سر جھکا کر دھیمے سے پوچھنے لگی۔ چہرے پر سخت تاثرات تھے جو اس معصوم شفاف چہرے پر بالکل بیچ نہ رہے تھے۔

"وہی تو کب سے کال ملا رہے ہیں تمہارے بابا جان مگر وہ کہاں کام کی مصروفیت میں خود کو بھی یاد کرتا ہے۔" وہ پریشانی سے بولیں۔

"لالا آجائیں پھر مل لوں گی۔" وہ کہتی ہوئی اٹھ کر جانے لگی جب اس کی کلائی پکڑ کر مہرون نساء نے اسے واپس بٹھایا۔

"بیٹا وہ اٹھارہ سال بعد آئے ہیں۔" وہ دھیمے سے بولیں۔

"بہت جلدی نہیں آگئے؟" سِلا نے سر اٹھا کر طنزیہ کہا۔

"تم جانتی ہو ناوہ کتنے انمول ہیں ہم سب کے لیے۔"

"نہیں امی جان ان سب میں میرا شمار نہیں ہوتا۔" وہ خود پر قابو پاتی ہوئی جانے لگی جب مہرون نساء سخت آواز میں بولیں۔

"تم شاید بہت کچھ بھول رہی ہو۔" وہ واپس پلٹی۔

"جی؟" وہ تلخی سے مسکرائی۔ وہ چاہ کر بھی نہیں بھول سکتی تھی۔ حویلی میں یہ تو سب کے ذہنوں میں نشین تھا۔

"جی ہاں آپ کو یاد دلا رہی ہوں۔"

"میں نہیں امی جان شاید آپ بھول رہی ہیں کہ وہ بھولیں ہی نہیں کیونکہ بھولتے تب ہیں جب یاد ہو اور وہ تو شاید بے خبر ہیں۔" وہ کہتے ساتھ رکی نہیں چلی گئی جبکہ مہرون نساء بخت نے گہری سانس لے کر آنکھیں بند کی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

"مجھے لگتا ہے اس حویلی کی دیواروں کے کونے کونے میں بہت راز دبے ہیں۔" مہک ڈرامٹک انداز سے دھیرے سے بولی تھی۔

"ہاں اور وہ یہ ہے کہ اٹھارہ سال بعد زے اور دیب کے ساتھ ایک ہینڈ سم لڑکا اور ایک نفسیاتی مریضہ آئے گی جس کو اس حویلی کے سب سے اوپر والے مالے پر لے جا کر نیچے پھینک دینا ہے۔" دانیال بہت سنجیدگی سے بولا تھا جبکہ عدیب کا قہقہہ روکنا مشکل ہو گیا تھا اور مہک کا غصہ۔

"دانیال کے بچے۔ "

"وہ تو دس سال بعد ہوں گے۔" وہ فوراً بولا۔

"تم... خیر زے تم کہاں کھوئی ہوئی ہو؟" مہک نے علیزے کا کندھا جو خاموشی سے کب سے دیوار کی خلا کو گھور رہی تھی۔

"بھائی تم نے دیکھا سب کیسے بچھ رہے تھے۔"علیزے نے کھوئے ہوئے انداز سے عدیب سے کہا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"سب دکھاوا ہے تم ان کے جال میں نہ پھنس جانا۔ "

"نہیں یار دیب واقعی میں محبت ان سب کی آنکھوں سے ٹپک رہی تھی۔"مہک کا دل نہیں مانا۔

"ہاں وہ دادی جان کتنا امو شنل ہو گئ تھی عین۔"عین بولتے وقت دانیال نے اپنی ہنسی ضبط کی تھی جبکہ علیزے نے اس کو گھورا تھا۔

"خیر مجھے تو تمہارے کزنز سے ملنا ہے ویسے کہاں ہیں سارے؟"مہک اشتیاق سے بولی۔

"ایک منٹ بھئی یہ یوج کہاں ہے؟"دانیال کو یاد آیا۔

"رایمہ بھی نہیں دکھ رہی۔"عدیب بولا۔

"وہ دونوں کہاں دکھیں گے اپنوں کی پیچ آگئیں ہیں۔"علیزے طنزیہ بولی۔

"جو بات ہے۔"عدیب نے تاید کی۔

"تمہاری تائی جان بہت سویٹ ہے ویسے دیب اور زے۔"مہک مسکرا کر بولی۔

"تمہاری کیا ہماری بھی ہوئی۔" دانیال نے اس کے سر پر چپت لگائی۔اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ویسے عین غین ایک با...." دانیال کا جملہ پورا ہونے سے پہلے علیزے نے برابر رکھا تکیہ اس کے سر پر مارا۔

"اچھا سوری ف قاف لام میم نون۔" علیزے نے اسے مزید مارا مگر وہ چپ نہیں ہوا۔

"بی بی جی۔" اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ باہر ملازمہ کھڑی تھی۔

"آپ سب کو نیچے بلا رہے ہیں۔"

"جی آتے ہیں ہم۔" مہک نے کہا۔وہ تعبے داری سے سر ہلا کر چلی گئ۔

"یار میں نہیں جا رہی اگین سب کو فیس کرنا ف۔" علیزے آنکھیں بند کرتی ہوئی الجھن سے بولی۔

"بری بات چل زے۔" مہک اس کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے اٹھانے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

"اماں علیزے اور عدیب کو دیکھ کر جو آپ کو خوشی ہوئی مجھے وہ دیکھ کر بہت اچھا لگا۔"

انور بخت اپنی ماں کے پاس ان کے کمرے میں بھیٹے علیزے اور عدیب کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ ساتھ فرقان بخت اور دلاور بخت بھی تھے۔

"میرے تو سینے میں ٹھنڈ پڑ گئی۔" وہ مسکراتی ہوئی بولیں۔ تینوں بیٹے ان کی خوشی دیکھ مسکرا دیے۔

"بھائی جان علیزے اور عدیب ماشاللہ بہت پیارے ہیں۔" مہرون نساء انیلا بخت کے کھانے کی ٹرے ہاتھ میں لیے اندر آتی ہوئی بولیں۔ وہ سب مسکرا دیے۔

"انور؟" انیلا بخت نے اچانک سنجیدگی سے انہیں پکارا۔ انہوں نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا۔

"تمہیں اپنے ابا جان کا فیصلہ تو یاد ہیں نا؟" اچانک ان کی مسکراہٹ سمٹ گئی جبکہ مہرون نساء نے جلدی سے فرقان بخت کو دیکھا۔

"کیوں نہیں اماں جان پورے گاؤں کو علم ہیں انور کیوں بھولے گا۔" فرقان بخت کا انداز کچھ جتلانے والا تھا۔ انور بخت خاموش تھے۔

"اماں جان اب تک بچے بے خبر ہیں۔" مہرون نساء قریب لکڑی کی کرسی پر بھیٹتی ہوئی بولیں۔ انور بخت نے سر ہلایا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی بھابھی جان مجھے بھی بس یہی ڈر ہے۔"

"کیسا ڈر بھائی جان؟" دلاور بخت نے حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

"آپ سب کو معلوم ہے وہ آرسٹیلیا میں پلے بڑھے ہیں ان کو ہماری روایات رسمیں اور....." ان کی بات فرقان بخت نے سختی سے کاٹی تھی۔

" سمجھنی پڑیں گی ان کو آخر وہ ہمارا خون ہے اس حویلی کے چشموں چراغ ہیں۔" سب خاموش ہوگۓ۔

"اور بھائی جان آپ جانتے ہیں یہ فیصلہ اباجان کا تھا۔" مہرون نساء بولیں۔

"اور ہماری خواہش۔" انیلا بخت نم آنکھوں سے بولیں۔

"انور بخت ذوئی (بیٹا) میں چاہتی ہوں میرے مرنے سے پہلے میری خواہش پوری ہو جائے۔" وہ غمگیں ہوتی ہوئی بولیں۔ سب ایک ساتھ بولے۔

"اللہ نہ کریں اماں جان اللہ کو میری عمر دیں۔" انور بخت جزباتی انداز میں بولے۔

"اماں جان ٹھیک کہہ رہی ہیں اب تم بچوں کے ساتھ آگۓ ہو تو اب یہی رہو گے اور جلد سے جلد ان کو باخبر کرو۔" فرقان بخت کے حکم پر انور بخت نے سر تو ہلا دیا تھا مگر انہیں اندر سے اپنے بچوں کا ردِ عمل سوچ کر ہی پریشانی ہو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"میں ثمن اور یہ میری بہن عمارہ اور ہمارا ایک بھائی ہے جو ابھی گھر پر نہیں ہیں وہ ہم سے بڑے ہیں سمیر لالا ہم تینوں دلاور بخت کے بچیں ہیں یعنی آپ کے چاچو کے بچیں آپ کے کزن۔" انیس بیس سال کی لڑکی اس کے سامنے کھڑی اسے بڑے دلچسپی سے بتارہی تھی جبکہ اس کے تاثرات سے صاف واضح تھا کہ اسے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے اپنے کزنز کو جاننے کی۔عدیب، دانیال اور مہک بڑے غور سے اسے سن رہے تھے جو چہرے پر معصوم مسکراہٹ لیے ان سے ایسے باتیں کررہی تھی جیسے جانے صدیوں سے جانتی ہو۔

"جی میں عمارہ۔" اسے کچھ سال بڑی لڑکی نے علیزے کے سامنے آکر کہا۔اس نے مروتاً سر ہلادیا۔

شلوار قمیض پر خود سے بڑا جانے کتنے گز کا دوپٹا اچھی طرح گھر میں بھی اڑھی ہوئی تھی۔ان سب کو حیرانی ہوئی تھی۔

"میں عمر بخت اور میری ایک بہن بھی ہے جو ابھی یہاں موجود نہیں ہے میں آپ کی پھپھو کا بیٹا ہوں۔" یہ وہی لڑکا تھا جو بڑے شوق سے بولا تھا کہ "تعارف اپنا ہم خود کروالیں گے" دانیال کو یاد آیا۔

"نائس ٹو میٹ یو آل۔" مہک بولی۔ وہ سب مسکرا دیے۔

"آپ لوگ کونسی ہی کلاس میں ہو؟" دانیال نے پوچھا۔ علیزے فوراً بولی۔

"کم آن دانی یہ لوگ یہاں رہتے ہیں ڈیفینیٹلی نہیں پڑھتے ہوں گے اسپیشلی گرلز ان پر کافی پابندیاں ہوتی ہیں ناسی۔" علیزے نے کہتے ہوئے ان سب کے لباس کی طرف اشارہ کیا۔ وہ جزبز ہو گئیں جبکہ دانیال نے گھورا تھا۔

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میں سِلا فرقان بخت میں نے ماسٹرز کیا ہوا ہے اور ثمن کالج میں ہے اور عمارہ نے ابھی بی اے کیا ہے اور عمر میٹرک میں ہے اور میرے لالا نے گریجویشن ہم سب الحمدللہ پڑھے لکھے ہیں۔" کوئی تیزی سے آیا اور اچھا خاصی علیزے کو دبے الفاظوں میں سنایا تھا۔

"آپ کی تعریف؟" مہک نے پوچھا۔

"میں ان کی۔" علیزے اور عدیب کی طرف اشارہ کیا۔

"سب سے بڑی کزن یعنی ان کے تایا کی بیٹی ہوں۔" وہ ہاتھ باندھتے ہوئے سپاٹ چہرے کے ساتھ بولی۔ علیزے نے آنکھیں گھمائیں۔ عدیب نے اس کو اوپر سے نیچے تک دیکھا وہ بلاشبہ بہت پیاری تھی۔

"ہاں اور آپ دونوں کے سب سے بڑے کزن یعنی جو سلاِ آپی سے بھی بڑے ہیں شاہ لالا وہ ابھی یہاں نہیں ہے وہ کام سے گ ئے ہوئے ہیں۔" ثمن جوش سے بولی۔ دانیال اور مہک نے نوٹ کیا ان کے "شاہ لالا" کے ذکر پر سب کے چہرے پر چمک تھی۔

"خیر میں آپ سب کو دوپہر کے کھانے کے لیے بلانے آئی تھی۔" سِلا کہہ کر جانے لگی جب علیزے بولی۔

"میں اور بھائی دوپہر کا کھانا نہیں کھاتے سو ہمارے روم میں بلیک کافی بجھوا دینا ساتھ میں ویجی ٹیبل سینڈوچز۔" وہ کہتے ہوئے اٹھی اور عدیب کی طرف رخ کیا۔

"چلو بھائی۔" عدیب نے سِلا کو دیکھا جس نے اس کی طرف ایک بار بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ سر جھٹکتا ہوا سر ہلا کر اٹھا اور علیزے کے ساتھ کمرے کی طرف چل دیا جبکہ سِلا خود پر قابو پاتی ہوئی غصہ پی گئی جبکہ مہک اور دانیال شرم سے پانی پانی ہو گ ئے وہ جانتے تھے علیزے کو وہ نفرت میں یہ سب جان بوجھ کر کر رہی تھی۔ باقی سب بھی تھوڑا حیران ہو گ ئے تھے۔

"سوری وہ بس زے تھوڑی ایسی ہے میں آتی ہوں۔" مہک شرمندگی سے اٹھی اور جلدی سے علیزے اور عدیب کے پیچھے چل دی۔

"آپ تو دوپہر کا کھانا کھا لیتے ہیں نا؟" عمر نے کھسیا کر دانیال سے پوچھا۔ وہ چونک گیا۔

"ہاں ضرور۔" دانیال کو عمر کا لہجہ بڑے مزے کا لگا تھا یہاں پر سب کا ہی لہجہ عام لہجہ سے مختلف تھا وہ اس کے لہجہ پر غور کرتا ہوا مسکراتے ہوئے بولا۔ سب مسکرا دیے سوائے سِلا کے جو تن فن کرتی ہوئی وہاں سے ناک آؤٹ ہو گئی تھی۔

"میں ان کے لیے سینڈوچز اور کافی بھجواتی ہوں۔" عمارہ جلدی سے کہتی ہوئی نکل گئی۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

"زے یہ کیا بدتمیزی تھی؟" مہک غصہ سے اندر آئی اور علیزے کے سر پر کھڑی ہو گئی جو عدیب کے برابر بھیٹی موبایل میں کچھ اس کو دکھا رہی تھی۔

"خیر سے میں نے کیا کر دیا۔" وہ بڑے نارمل انداز میں بولی۔

"مجھے بھی ابھی خبر ہوئی ہے۔" اندر داخل ہوتی ہوئی رایمہ بھی غصہ سے آئی۔

"اوہ ہوں بھائی دیکھو چودھوی کا چاند جواب نظر آیا ہے۔" علیزے طنز کرتی ہوئی مزاقیہ انداز میں عدیب سے بولی۔

"زے مت تنگ کرو اس کو۔" عدیب موبایل پر آتی ہوئی کال دیکھتا ہوا بولا اور ایکسکیوز کرتا ہوا باہر اٹینڈ کرنے چلا گیا۔

"خدارا تم مجھے نہ تنگ کرو۔" وہ کہتی ہوئی کانوں میں ہینڈ فری لگانے لگی۔ رایمہ نے اس کی ہینڈ فری کھینچی۔

"یہ کوئی طریقہ تھا سِلا سے بات کرنے کا؟ "

"واٹ دا ہیل تم ہوتی کون ہو مجھے طریقے سمجھانے والے اور میرے سامنے اگر کسی کی وکالت کی نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" علیزے اونچی آواز میں غصہ سے بولی۔ مہک فوراً بیچ میں آئی۔

"آٹس اوکے تم ریلیکس کرو۔"

"کیا ریلیکس کروں یار عجیب مجھے ایک تو زبردستی لایا گیا اپر سے امید لگائی جا رہی ہے کہ سب سے محبت سے ملوں تم بھول گئی رایمہ میں نفرت کرتی ہوں ان سب سے اور ان سب کو چاہنے والے سے بھی۔" وہ اس کو اوپر سے نیچے تک گھورتی ہوئی بولی اور باہر جانے لگی جب رایمہ بولی۔

"یعنی ڈیڈ سے بھی؟" وہ رک کر پلٹی۔

"ہاں علیزے ڈیڈ تو سب سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں ان سب سے۔ "

"رایمہ کیا ہو گیا۔" مہک بولی۔

"نہیں مہک پلیز۔" رایمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"ڈیڈ کو میں کچھ نہیں بول سکتی کیونکہ ان کو پھنسایا ہے سب نے۔"علیزے نے ہر بار کی طرح یہی کہا۔

"علیزے میں تمہارے اندر سے سب کی نفرت کی آگ کو بجھا نہیں سکتی بس اتنا کہتی ہوں بلکہ ریکویسٹ کرتی ہوں پلیز جب تک یہاں ہو کوئی تماشہ مت کھڑا کرنا۔" رایمہ نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ لیے۔

"بھاڑ میں جائیں یہ لوگ اور بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری محبت۔" وہ غصہ سے کہتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"میں اس کا کیا کروں۔" رایمہ پریشانی سے کہتی ہوئی بیڈ پر بھیٹ گئی۔

"ریلیکس رایمہ میں ہوں نا سمجھادوں گی اپنے طریقے سے۔" رایمہ نے سر ہلایا۔

"جیسے تم نے مجھے کال کر کے زے کو یہاں آنے پر مجبور کرنے کو کہا تھا انکل کی وجہ سے میں اب بھی اس کی خاموش ہونے پر مجبور کردوں گی۔" مہک بولی۔ رایمہ کو دلاسہ ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"سائیں؟" وہ ڈرتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"یہ اِکا۔" وہ موچھوں کو تاؤ دیتا ہوا تاش کا پتا پھینکتے ہوئے مسکرایا۔ چار آدمیوں کے ساتھ وہ شخص چرپائی پر بھیٹا جوا کھیلنے میں مست تھا۔

"سائیں؟" شکیل نے واپس پکارا۔

"کیا ہے شکیل۔" وہ تاش کے پتوں پر نظر رکھ بولا۔

"آپ سے ملنے کوئی آیا ہے۔ "

"بھیج دو ابھی ہم مصروف ہیں۔" وہ اپنے مخصوص انداز سے بولا۔

"جی وہ...." شکیل اٹکا۔

"کیا بول جلدی۔" وہ جوئے میں مصروف تھا۔

"وہ آیا ہے۔" اچانک پتا پھینکتے اس کا ہاتھ رکا۔

"بِٹھا مہمان نوازی کر میں آتا ہوں۔" چہرے ہر کمینی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے پتا پھینک قہقہہ لگائے تھے۔

یعنی وہی ہوا جیسا اس نے سوچا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"حسن یہ عید کی تصویریں ہیں۔" یوجنا اپنے ٹیب پر اپنے ہم عمر حسن کو گزری ہوئی عید کی تصویریں دکھا رہی تھی۔

"یہ تم لوگوں نے آرسٹلیا میں عید منائی تھی؟" حسن نے دلچسپی سے تصویروں کو دیکھ پوچھا جس میں علیزے، عدیب، یوجنا، رایمہ اور باقی لوگوں کے ہنستے مسکراتے ہوئے چہرے تھے۔

"ہاں ہم ہر سال وہی مناتے ہیں۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ وہاں ہمارا گھر ہے۔"

"لیکن تم لوگ یہاں کیوں نہیں آتے ادھر اتنی دھوم دھام سے عید تہوار منائے جاتے ہیں۔" حسن بولا۔ یوجنا خاموش ہوگئی۔

"یہاں ہر تہوار پر سب تم سب کو یاد کرتے ہیں۔" حسن مزید بولا۔

"لیکن ہم بھی بہت اچھے طریقے سے مناتے ہیں یہ دیکھو ہم سب نے دیسی لباس پہنا تھا۔" یوجنا نے جلدی سے اسے اور تصویریں دکھائیں۔

"تو اس میں کیا ہے یہاں تو ہم دیسی ہی پہنتے ہیں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"مگر ہم تو وہاں نہیں پہنتے نا بس دیسی تہواروں پر دیسی پہنتے ہیں یہ دیکھو بھائی نے شلوار قمیض پہنی اور تم یقین نہیں کرو گے زبردستی ویٹسن اور باقی انگریزوں کو بھی پہنائی۔"

یوجنا نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"وہ لوگ بھی تم لوگوں کے ساتھ ہمارے تہواروں میں شریک ہوتے ہیں؟" حسن نے حیرانگی سے پوچھا۔

"ہاں نا بالکل کیونکہ وہ ہمارے دوست ہیں جیسے ویٹسن آپی کا فرینڈ باقی یہ....." یوجنا تفصیل سے بتا رہی تھی جب وہاں ایک لڑکی آئی۔

"حسن تم یہاں بیٹھے ہو میں سارے گھر میں ڈھونڈ رہی ہوں چلو جلدی چلو۔" اس نے اپنا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ یہ وہی تھی جو انیلا بخت کو ویل چیر پر لائی تھی۔

"اسلام علیکم ماورہ باجی کیسی ہیں آپ۔" یوجنا نے مسکراتے ہوئے اٹھ کر اسے سلام کیا جس کا صرف اس نے سر ہلا کر جواب دیا پھر ایک نظر اس کے ٹیب کی اسکرین کی تصویر پر ڈالی جس میں علیزے سیلفی لے رہی تھی اور اس کے پیچھے عدیب، رایمہ، یوجنا اور وہی انگریز ویٹسن جس کا ابھی یوجنا نے تصویر دکھا کر ذکر کیا تھا اور ساتھ ایک انجانے چہرے والی لڑکی تھی۔ ماورہ یوجنا کی ساری باتیں سن چکی تھی۔

"جی باجی میں آتا ہوں۔" حسن نے سر ہلایا اور یوجنا سے معزرت کرتا ہوا اس لڑکی کے ساتھ چھت سے چلا گیا جبکہ یوجنا حیران تھی کیونکہ جب بھی وہ آتی تھی ماورہ کا راویہ ہمیشہ اچھا ہوتا تھا مگر اس بار وہ تو منظر سے غایب تھی اور روڈ الگ تھی۔ جانے کیوں؟ اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکا لیے۔

☆☆☆☆☆☆

"مخدوم شاہ زیب فرقان بخت تشریف لائے ہیں بھئی۔" وہ مونچھوں کو تاؤں دیتا ہوا چہرے پر کمینی مسکراہٹ لیے اونچی آواز میں اس کا پورا نام لیے باہر آیا۔
مخدوم شاہ زیب فرقان بخت جو چرا پائی پر بھیٹا تھا اچانک سر اٹھایا اور چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے کھڑا ہوا۔
کالی قمیض شلوار، کندھوں پر کتھئی شال ڈالے، سانولا رنگ، پرکشش نیلی آنکھیں، ہلکی ہلکی داڑھی، مغرور نین نقش، سڈوڈیل، مردانا وجہیہ شخصیت۔
اگر کوئی مرد کی خوبصورتی دیکھنا چاہے تو وہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو دیکھ سکتا تھا۔
وہ بے شک خوبصورت مرد تھا۔

"شاہ نہیں۔" برابر کھڑے نوجوان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تنبیہہ کی تھی۔

اس نے اسی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹا کر گھنی سیاہ بھنویں جوڑ کر نفی میں سر ہلایا تھا جیسے کہہ رہا کو "نہیں نہیں میں کچھ نہیں کرنے والا۔"

"ہمیں معلوم تھا سائیں تم ہی ہمارے در پر آؤ گے۔" وہ مونچھوں کو تاؤں دیتا ہوا فخریہ انداز میں بولا۔ شاہ زیب ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ دونوں ہاتھ پیچھے کر کے کھڑا ہو گیا۔

"ہم تمہیں کیا تمہارے باپ کو بھی کھینچ کر لا سکتا ہے تم کون سے کھیت کی مولی ہو۔"

وہ اپنے مخصوص لبوں لہجے میں مستقل اپنے بڑی بڑی مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا بول رہا تھا۔

شاہ زیب نے سر جھکا لیا۔

"دیکھو شہروز مخسید ہم یہاں تمہیں باور کرنے آئے ہیں اپنے چھوٹے بھائی کو سنبھال کر رکھو ہمارا ایک دوسرے سے زمین پر قبضہ والی لڑائی الگ بات ہے مگر تمہارے چھوٹے بھائی کی حرکتیں صحیح نہیں۔" اس کے برابر کھڑا وہ نوجوان تحمل سے بولا البتہ شاہ زیب کا سر جھکا تھا اور چہرے پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ارے سائیں کیا کر دیا میرے شریف بھائی نے؟" وہ مصنوعی حیرانگی سے بولا۔ شکیل جو کہ ہاتھ باندھے سر جھکائے دور کھڑا تھا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ بندہ کبھی نہیں سدھرے گا۔" وہ شہروز مخسید کو دیکھ کر بڑبڑایا۔

"تمہارے بھائی کے شرافت کے قصے پورے گاؤں میں مشہور یہاں تک کہ وہ گاؤں کی عورتیں بھی بددعاوں میں شامل ہے اس کو بولو حد میں رہے گاؤں کی بیٹیوں کو آئندہ تنگ کرنے کی کوشش کی تو ہم سے برا نہیں ہو گا۔" وہ نوجوان سختی سے بولا۔

"ارے سایں گاؤں کی لڑکیوں سے مزے لینے کی کوشش کی ہے کونسا بخت حویلی کی حسین لڑکیوں کو کچھ کہا ہے۔" اس نے آخری بات شاہ یب کو دیکھ کر کمینگی سے کہی تھی۔

"تمیز سے بات....." وہ نوجوان کچھ بولتا شاہ زیب کا سر اٹھا۔ چہرے پر ہلکی مسکراہٹ قایم تھی دھیرے دھیرے قدم چلتا ہوا شہروز مخسید کے قریب آیا۔

"شاہ چھوڑو۔" وہ نوجوان اچانک ڈر کر اس کی طرف آیا۔

"کچھ غلط کہہ دیا سائیں؟" شہروز مخسید مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے شاہ زیب کے قریب سرگوشی کرتا ہوا بولا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"غلط تو کہہ دیا ہے۔" شاہ زیب نے دھیرے سے کہا اور یہ تیزی سے اس کے گال پر اپنے ہاتھوں کے نشان چھوڑ دیے وہ یکدم نیچے زمین پر منہ کے بل گرا۔

"شاہ کیا کر رہے ہو؟" وہ نوجوان چلایا۔ شکیل نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ اندر بھیٹے تین آدمی باہر نکل کر آگ ئے۔

"تیری ہمت کیسی ہوئی؟" وہ غصہ سے اٹھا اور اپنا ہاتھ شاہ زیب کو مارنے کے لیے اٹھایا کہ اس نے پکڑ لیا اور شہروز مخسید اپنا ہاتھ ہلا بھی نہیں پایا۔

"میرے گھر کی عزتوں پر اگر تیرا کنجر بھائی نظر اٹھا کر بھی دیکھے گا تو اس کی لاش تیرے قدموں میں پڑی ہو گی۔" اس نے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پھینکنے والے انداز سے چھوڑ دیا شاہ زیب کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور اس کا دوسرے ہاتھ کی مٹھی مضبوطی سے بند تھی جو اس کے غصہ کی نشانی تھی۔

"شاہ کیا ہو گیا۔" وہ نوجوان جلدی سے بولا۔

"سمیر میری غیرت کو گوارا نہیں کہ یہ گلی کا کتا مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے سامنے اس کے باپ کی اور اس کے حویلی کی عورتوں کا نام اپنی گندی زبان پر لائے۔" وہ غصہ سے لال ہوتے چہرے کے ساتھ دھاڑا۔ سمیر سہم کر خاموش ہو گیا۔ اس کے غصہ کے آگے کسی کی نہیں چلتی تھی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور تو۔" وہ انگلی اٹھا کر شہروز مخسید کی طرف مڑا جو اسے غصہ سے دیکھ رہا تھا مگر زبان کنگ ہو گئ تھی۔

"اگر آیندہ اپنے کندگی زبان سے تو نے کچھ کہا نا تو یہ زبان کانٹ کر کتوں کو کھلا دوں گا اور ہاں اپنے اس آوارہ کمینے بھائی کو بھی سمجھا دینا آیندہ کوئی حرکت کی تو گاؤں کی عورتوں سے ہی اس کے چہرے پر کیچڑ لگواؤں گا۔" وہ لال انگاری آنکھوں سے کہتا ہوا مڑا اور چار پائی کو پاؤں سے ٹھوکر کر باہر نکل گیا۔اس کے پیچھے پیچھے سمیر بھی نکلا جبکہ شہروز مخسید الٹی ہوئی چر پائی کو کئی دیر تک وہی کھڑا ہوا دیکھتا رہا۔اس کے چہرے پر مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے انگلیوں کے نشان چھپ گ ئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"لعنت ہے اس پوری حویلی پر یہاں کہ مکینوں پر۔" وہ غصہ سے لال پیلی ہوتی ہوئی راہداری عبور کر رہی تھی جب راستے میں اسے یوجنا ٹکرائی۔

"کیا مسلہ ہے یوج دیکھ کر نہیں چل سکتیں؟" وہ اس پر چیخی۔

"کیا ہو گیا آپی؟" یوجنا نے اس کے لال پیلے چہرے کو دیکھ حیرانگی سے پوچھا۔

"میرا سر ہوا ہٹو یہاں سے۔" وہ کہتے ہوئے اس کے برابر سے نکلنے لگی جب وہ بولی۔

"ارے رکیں رکیں کہاں جارہی ہے اور ایسے میرا مطلب آپ کی شال دوپٹہ وغیرہ کہاں ہے؟"اس نے اس کو اوپر سے نیچے تک دیکھ کر کہا جو صرف کرتی اور اسی اونچے پجامے میں ملبوس تھی جس میں آئی تھی البتہ کندھوں پر ڈالی اجرک غایب تھی۔

"اس کا دوپٹا نہیں صرف اجرک اف میں کمرے میں بھول گئی چھوڑنا۔" وہ کہہ کر جانے لگی جب یوجنا اس کے سامنے آئی۔

"آپی یہ شہر نہیں ہے جہاں آرام سے ہم اپنی کمفرٹیبل ڈریسنگ میں گھوم لیں یہ گاؤں یہاں کچھ ویلیوس ہیں کچھ باؤنڈریس ہیں ایسے یہاں کہ لوگوں کو اچھا نہیں لگے گا یہاں پردے کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔"یوجنا نے اسے سمجھایا۔وہ کمر پر ہاتھ رکھ اسے گھورنے لگی۔

"اب تم اتنی سی ہو کر مجھے سمجھاؤ گی؟ "

"اب اللہ جس کو عقل دیں۔" وہ کھسیا کر بولی۔علیزے چلائی۔

"میں نے تھپڑ مارنا ہے۔"

"اچھا اچھا سوری۔" وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔

"یوج بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے زے۔" مہک بولتی ہوئی ان دونوں کے قریب آئی۔

"میں مانتی ہوں ہم جو ڈریسنگ کرتے ہیں اس میں کوئی برائی نہیں سب کی اپنی مرضی ہوتی ہے لیکن لباس جگہ دیکھ کر پہنا جاتا ہے اسیلیے یہاں کہ لیے ایسے تم گھوموگی تو بہت آکورڈ ہوگا اور تم تو پڑھی لکھی ہو اچھی طرح سمجھتی ہو کہ سب کو اپنے بلیفس پر جینے کا حق ہے اور سب کے بلیفس کی عزت کرنی چاہیے کوئی تمہیں کچھ بولے گا تو نہیں لیکن عجیب لگتا ہیں نا سو پلیز چادر لے لو۔" مہک کی تفصیل سے سمجھانے پر وہ چکر کھاتے کھاتے گری تھی کیونکہ اسے اس طرح کی سمجھدار باتیں کم از کم مہک کی طرف سے امید نہیں تھی۔

"بس بس اتنا بڑا گیان مت دیں گیانی دیوی میں سمجھ گئی جاؤ یوج کمرے سے میری اجرک لے آؤ تھوڑا اسٹایل سے اڑھ لوں۔" آخری بات کہتے ہوئے اس نے مہک کو دیکھ آنکھ دبائی۔ وہ مسکرائی اور دل میں خوش بھی ہوئی کیونکہ علیزے کا موڈ اچھا ہو گیا تھا یہ درست موقع تھا اس کو سمجھانے کا جب حسن بھاگتے ہوئے آیا۔

"مہک باجی آپ کو عمارہ باجی بلا رہی ہیں۔" حسن نے بتایا اور جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جانے لگا۔

"ارے ایک منٹ۔" اس نے حسن کو روکنے کی کوشش کی کیونکہ اسے علیزے سے بات کرنی تھی لیکن وہ تو جلدی میں تھا۔

"جلدی... جلدی.... جلدی وہ بلا رہی بہت ضروری کام ہے۔" وہ روانگی سے بولا۔

"اچھا بھئی چلو۔" وہ سر ہلا کر اس کے ساتھ چلی گئی جبکہ علیزے نے ادھر ادھر دیکھا اور کندھے اچکا دیے۔

"یہ یوج کہاں رہ گئی۔" وہ بولتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ابھی وہ راہداری عبور کر کے باہر نکلی ہی تھی جب چونکی۔

"یہ کمرے کہاں گئے ہیں۔" یہاں خالی میدان سا تھا جہاں بوریاں پڑی ہوئیں تھیں۔

"میں غلط آ گئی ایک تو توبہ اتنی بڑی حویلی ہے۔" وہ الجھن کا شکار ہوتی ہوئی ارد گرد دیکھنے لگی جب اس کو دور سے روشنی نظر آئی۔ یقیناً وہ باہر کا راستہ تھا۔

"ہاں یہاں سے پھر برآمدہ آتا ہے وہاں کسی ملازمہ سے پوچھ لوں گی۔" اس نے سوچا اور اس طرف چل دی۔

☆☆☆☆☆☆

"شاہ تمہیں کیا ضرورت تھی اسے تھپڑ مارنے کی؟" سمیر نے غصہ سے اپنے برابر بھیٹے شاہ زیب کی طرف دیکھ کر کہا جس کے چہرے پر چھائہ سنجیدگی ہولا دینے والی تھی۔

"میں تم سے بات کر رہا ہوں۔" وہ اس کو خاموشی سے ڈرایونگ کرتا ہوا دیکھ حیران ہوا۔ وہ دونوں جیپ میں تھے۔

"تو کیا بے غیرتوں کی طرح اس کی بکواس سنتا رہتا۔" وہ چبا چبا کر بولا۔

"تو میں بات کر رہا تھا نا۔" سمیر نے افسوس سے اسے یاد دلایا۔

"دیکھ رہا تھا میں کس طرح تم بات کر رہا تھے ایسے جیسے ہم نے اس کی زمین پر قبضہ کیا ہوا ہے اس کمینے نے چاروں زمینوں پر ڈھائی سے قبضے کیے ہوئے ہیں ویسے ہی میں نے باباجان کی وجہ سے برداشت کیا ہوا ہے اب مزید برداشت کر سکتا تھا۔" شاہ زیب کے ہاتھ سٹیرنگ پر مضبوط ہو گۓ تھے۔

"یار شاہ تم نے بلاوجہ نیا بکھیڑا پھیلا دیا اب معلوم نہیں وہ کیا پنچ حرکت کرے گا اس تھپڑ بدلے کے لیے۔" سمیر الجھن سے بولا۔

"جو بھی کرے میں ہوں یہاں دیکھتا ہوں کس حد تک گرتا ہے۔" وہ جیب روکتے ہوئے بولا۔ وہ دونوں حویلی میں آگۓ تھے۔

"سلام چھوٹے بابا۔" باہر پہرا دیتے ہوئے گارڈز چونکندہ کھڑے ہوگ ئے۔

"وعلیکم اسلام۔" وہ بولتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"رکو میں آتا ہوں۔" سمیر کے سیل فون پر کال آنے لگی وہ اٹینڈ کرنے کے لیے رکا۔ شاہ زیب نے سر ہلایا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤچ۔" وہ کسی سے بری طرح ٹکرایا جس کے باعث اس کو تو کچھ نہ ہوا جبکہ کوئی نازک انسان نیچے گر گیا تھا۔

"یااللہ میں کس پتھر سے ٹکرا گئی۔" وہ سر پر ہاتھ رکھ بولی کہ اچانک اس کی نگاہ اس کے فون پر پڑی جس کی اسکرین پر نشان آگیا تھا اور بند بھی ہو گیا تھا۔

"اومائے گاڈ مائے سیل۔" وہ چیختی ہوئی اٹھی۔ شاہ زیب چونکا۔

"آر رو میڈ اور واٹ۔" اس نے جلدی سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا اور تقریباً چیخی، شاہ زیب کچھ کہتا کہ اس کی نظر اس کے چہرے پر پڑی وہ خاموش ہو گیا یہ لڑکی انجان تھی مگر کچھ تو تھا اس کے چہرے پر جو کہ شاہ زیب ایک پل کو سہی رک سا گیا تھا مگر اگلے ہی پل سر جھٹک کر اس نے اپر سے نیچے تک اسے دیکھا اور پھر کڑی نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھا۔

"شاہ زیب وہ...." سمیر کہتا ہوا آیا مگر سامنے لڑکی کو دیکھ چپ ہو گیا۔

"اب زبان کو تالے لگ گ ئے ہیں کیا اف اللہ تم گاؤں والوں میں ذرا عقل بھی ہے یہ آئی فون ہے۔" اس نے فون اس کے سامنے لہرایا۔ شاہ زیب کے چہرے پر سختی تھی۔ سمیر نے اس کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور الجھا۔ یہ ضرور حویلی کی نہیں تھی یہ بات وہ آنکھیں بند کر کے بھی کہہ سکتا تھا۔

"آئی فون سمجھتے ہو پورے ڈیڑھ لاکھ کا ہے یہ اف میں بھی کسے سمجھا رہی ہوں انہیں تو یہ بھی نہیں پتہ ہوگا فون ہوتا کیا ہے جاہل جٹ پینڈو۔" وہ خود ہی بڑبڑائی۔ اپنے بارے میں اتنے حسین الفاظ سن کر شاہ زیب کی رگیں تن گئیں اور زور سے دھاڑا۔

"سلطانہ تائی سلطانہ تائی۔" اس کی دھاڑ پر علیزے یکدم سہم گئی جبکہ سمیر نے خاموشی سے سر جھکا لیا اسے معلوم تھا آگے اچھی سی کلاس ہونے والی ہے۔

"جی چھوٹے بابا۔" دوسری ملازمہ جو قریب ہی تھی وہ اس کی دھاڑ سن کر فوراً آئی۔

"یہ کون ہے؟" شاہ زیب نے غصہ سے پوچھا۔ علیزے کی بھنویں جڑیں۔

"جج.... جی۔" ملازمہ کی آواز حلق میں ہی رک گئی۔

"یہ کس حلیے میں کھڑی ہے کیا ہو رہا ہے یہاں؟" وہ جس آواز میں چیخ رہا تھا علیزے نے تھوک نگلا تھا پھر نگاہ دور کھڑے عدیب پر پڑی تو جان میں جان آئی۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

"بھائی.... بھائی۔" شاہ زیب اور سمیر چونک کر مڑے تو دور کھڑے لڑکے کو دیکھا جس نے ان تینوں کو دیکھ لیا تھا اور ان ہی کی طرف آیا۔

"لالا آپ آگئے۔" سِلا جو مسکراتے ہوئے آ رہی تھی منظر دیکھ کر چونک گئی اور جب نظر علیزے کے حلیے پر پڑی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"کیا ہوا زے؟" عدیب علیزے کے پاس آیا۔

"یہ پتہ نہیں کون ہے فضول میں چلا رہا ہے۔" علیزے ہمت کر کے شاہ زیب کی لال انگار آنکھوں سے نظریں چرا کر عدیب کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔ وہ چونکا۔

"آپ لوگ کون ہیں؟" اس سے پہلے عدیب کچھ کہتا سمیر نے پوچھ لیا۔

"وہ سب بعد میں تمہیں کیا ہوا بھئی؟" عدیب نے خاصہ روڈ ہو کر شاہ زیب کی طرف ہاتھ اٹھا کر پوچھا۔ اس نے آبرو اچکایا۔

"لالا یہ چچا جان کے بچیں ہیں۔" اس سے پہلے شاہ زیب کچھ کہتا سِلا چہرہ نیچے کی آہستگی سے بولی۔ سمیر اور شاہ زیب دونوں چونکے۔

"جی ہاں میں علیزے انور اور یہ عدیب انور۔" علیزے نے اونچی آواز میں کہا مگر شاہ زیب یکدم خاموش ہو گیا تھا۔ سپاٹ چہرہ لیے اس کی علیزے پر نظریں جم گئی تھیں

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ سمیر نے سِلا کو دیکھ کر سر ہلا کر کچھ اشارہ کیا تھا جس کا اس نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

"اب یہ اس طرح کیا گھور رہا ہے۔"علیزے نے کن کنھیوں سے شاہ زیب کو دیکھ کر عدیب کے کان میں سرگوشی کی۔ شاہ زیب سپاٹ چہرے لیے علیزے کو ہی دیکھ رہا تھا۔ان نیلی آنکھوں میں غصہ نہیں تھا جو ابھی کچھ دیر پہلے تھا ان آنکھوں میں کچھ اور تھا جو سب سے چھپا تھا۔کسی کے اندر ایک طوفان برپا تھا۔

سِلا سے مزید برداشت نہ ہوا تھا۔وہ علیزے اور عدیب سے بولی۔

"آپ لوگ جا سکتے ہیں۔"عدیب نے چونک کر چہرہ موڑا سے دیکھا جس نے سر جھکا لیا تھا۔

"چلو بھائی سارے عجیب وغریب اس حویلی میں ہی گھومتے رہتے ہیں اب روز کوئی نہ کوئی نمونے دیکھنے کو ملیں گے۔"وہ کہتی ہوئی اپنے موبائل کی طرف دیکھ بولی جس کے اپر سکریچ لاین اس کے دل کو تکلیف دے رہی تھی۔

"چلو۔"عدیب نے سِلا کو اپر سے نیچے تک دیکھا پھر سر جھٹک کر علیزے کا ہاتھ پکڑے اندر لے گیا۔ مغرب کی آزانیں چاروں طرف ہونے لگی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"لالا؟"سِلا نے پکارا۔شاہ زیب کی نظریں نیچے فرش پر جمی تھیں۔سپاٹ چہرے،نیلی آنکھیں کسی بھی جزبات سے خالی۔

"لالا؟"سِلا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔وہ چونکا۔

"آپ تھک گ ۓ ہوں گے کمرے میں چلے جائیں میں آپ دونوں کے لیے چاۓ بجھواتی ہوں۔"سِلا نے کہا۔سمیر نے سر اثبات میں ہلایا۔

"نہیں میں دادی جان سے مل لوں۔"اس کا اصول تھا جب بھی وہ گھر آتا تھا سیدھا انیلا بخت کے کمرے میں جاتا تھا اب بھی وہ وہی گیا مگر ذہن میں ہزاروں چیزیں گردش کرنے لگیں۔ماضی جیسے اس کے سامنے آگیا تھا۔سِلا کی کیفیت مختلف نہ تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم دادی جان۔"وہ اندر داخل ہوا تو سامنے بستر پر بھیٹی کنکپاتے ہاتھوں سے پانی پیتی ہوئ انیلا بخت نظر آئی۔

"وعلیکم اسلام ذوئی میرا شاہ زیب آگیا۔"انہوں نے گلاس میز پر رکھ کر اس کے ماتھے پر پیار کیا۔

"یہ آپ اکیلی کیوں کر رہی ہیں ماورہ کہاں ہے؟"اس نے حیرانی اور غصہ سے ارد گرد دیکھا۔

"ارے بیٹے تیری دادی اتنی بھی بوڑھی نہیں ہو گی کہ پانی بھی خود سے نہ پی سکے۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔ وہ خاموش ہو گیا اور پاس ہی لکڑی کی کرسی بیڈ سے قریب کرتے ہوئے بیٹھ گیا۔

"جی... جی؟" کوئی تقریباً بھاگتے ہوئے آیا۔

"ماورہ کہاں تھی آپ دادی جان اکیلے تھی میں نے کہاں ہے نا ایک پل بھی ان کو اکیلے نہیں چھوڑنا۔" وہ کڑی آواز میں کہنے لگا۔ وہ اندر تک سہم گئی۔ اسیلیے نہیں کہ اس نے ذرا سی سخت آواز میں کہا اسیلیے کہ وہ اس کو کم مخاطب کرتا تھا اور جب کرتا تھا تو ماورہ کی سانسیں اٹک جاتی تھیں۔

اس کی نظریں نیچی تھیں۔ چہرہ ڈھکا نہیں تھا، سر ہر اچھی طرح دوپٹا جما ہوا تھا۔

اس کے جواب میں کہنے کو کچھ ہمت نہیں اسیلیے وہ خاموشی سے انیلا بخت کی میز سے دوایاں نکالنے لگی۔

یہ بہانہ تھا کیونکہ اسے اس کمرے سے جانا نہیں تھا۔

"شاہ ذوئی اتنا غصہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر کرنا چھوڑ دے کل کو تیری بیوی آئے گی تو تو اس کا تو جینا ہی حرام کر دے گا۔" انیلا بخت نے سختی سے کہا۔ وہ کچھ نہ۔ بولا کسی کا چہرہ ذہن میں آیا البتہ دوایاں نکالاتی ہوئی ماورہ کے ہاتھ لرزے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"میں بھی یہی کہتی ہوں اماں جان اب آپ ہی سمجھائیں وہ تو اس کے مزاج کی ہو گی ہی نہیں نہ اور ہے بھی نہیں۔" اندر آتی ہوئی مہرون نساء پریشانی سے بولیں اور آخری بات دھیرے سے بولی

شاہ زیب نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

ماورہ کا اب اس کمرے میں رہنا مشکل ہو گیا تھا مگر وہ جا بھی نہیں پا رہی تھی۔

"مجھے پروہ نہیں۔" اس نے صرف تین لفظ کہے تھے اور پھر انیلا بخت کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"دادی جان اسغر سے میری بات ہوئی ہے اس نے کہا ہے کہ اگر آپ کی ڈایٹ صحیح رہی تو انشاللہ بہت جلد صحت یاب ہو جائیں گی۔" انیلا بخت مسکرا دیں۔

"ذوئی میرا وقت آ گیا ہے یہ تیرے ڈاکٹر شاکٹر کچھ نہیں کر سکتے۔" انہوں نے دھیرے سے ہنس کر کہا۔

"کیا ہو گیا ہے اماں جان ایسی باتیں کر کے ہمارا دل کیوں خراب کرتی ہیں۔" شاہ زیب نے غصہ سے ماں کی طرف دیکھا۔ وہ انیلا بخت سے بولیں۔

"لیکن دلھن ایک دن تو سب کو مرنا ہے۔"

"تو آپ سے پہلے ہمارا وقت آ جائے گا اگر ایسی بات ہے۔" شاہ زیب بولا۔ ماورہ دوایاں لے کر اب شاہ زیب کے پیچھے آ گئی تھی۔ اس نے اپنی کرسی ایک طرف کی۔ وہ انیلا بخت کے قریب آئی اور گلاس میں پانی انڈیلنے لگی۔

"اللہ نہ کرے ابھی تو تیری زندگی پڑی ہے اور تو فکر نہ کر اپنے پر پوتے پوتیاں گود میں کھلا کر جاؤں گی۔" وہ مسرور سی بولیں۔ مہرون نساء نے "انشاللہ" کہا جبکہ شاہ زیب کچھ نہ بولا۔

"دوائی۔" ماورہ نے پانی کا گلاس آگے کیا اور انہیں دوایاں نکال کر دیں۔ انہوں نے زبان پر گولیاں رکھ پانی کے گھونٹ حلق میں اتارے۔

"اپنا خیال رکھا کریں۔" شاہ زیب ان کو دوائی کھاتے ہوئے دیکھ فکر مندی سے بولا۔

"اگر تو چاہتا ہے کہ تیری دادی ٹھیک ہو جائے تو جلدی سے اپنا سہرا دکھا دے۔" وہ ضد سے بولیں۔ اس نے ماں کو دیکھا جنہوں نے مسکرا کر انیلا بخت کو دیکھا۔ ماورہ کو لگا اس کی سانسیں کسی نے کھینچ لیں ہوں۔

"آپ آرام کیجیے کھانے پر ملتے ہیں آپ بھی باہر آئیں گی اور ہم سب کے ساتھ کھانا کھائیں گی۔" وہ ان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے تلقین کرتا ہوا اٹھا اور باہر نکل گیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ماورہ لوئی اماں جان کا حلیہ ٹھیک کردو آج کھانا ہمارے ساتھ باہر کھائیں گی۔" مہرون نساء نرمی سے بولیں۔ ماورہ نے بامشکل سر ہلایا تھا۔ ابھی وہ کچھ بھی سوچنے اور سمجھنے کے حال میں نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"یار جنت کتنی بار بتاؤں کہ میں ٹھیک ہوں۔" اس نے فون پر جنت سے یہ بات کوئینڈ سوی بار دھرائی ہو گی مگر جنت کو یقین نہیں آرہا تھا۔

"تم وہاں ان سب کے بیچ کیسے ٹھیک رہ سکتی ہو؟"

"جیسے رہتے ہیں بھئی میں نے تمہیں پہلی کہا تھا مجھے اس حویلی میں رہنے والوں میں سے کسی کی ذات سے کوئ فرق نہیں پڑتا تو میں کیوں ٹیشن میں رہوں میں چِل ہوں برو۔" وہ چنگم چباتی ہوئی بیڈ پر بھیٹ گئی۔ کانوں میں ہینڈ فری لگی ہوئی تھی۔

"چلو اچھی بات ہے اپنا خیال رکھنا۔"

"اچھا سنو؟" علیزے نے پوچھا۔

"ہاں؟"

"ویٹسن کیسا ہے میں نے ٹیکسٹ کیا تھا مگر کوئی ریپلائے نہیں آیا۔" اس نے فکر مندی سے پوچھا۔

"کیوں یاد آ رہی ہے؟" جنت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی تھی۔

"ہاں یاد تو تم سب کی آ رہی ہے۔" علیزے نے لٹ کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"ایک بار پوچھوں تم سے زے؟"

"پوچھ۔"

"تم ویٹسن کو پسند کرتی ہو؟" جنت دوسری طرف چوکنہ تھی۔ اسے صرف علیزے کے جواب کا انتظار تھا۔

"ہاں یار ورنہ وہ میرا اتنا اچھا دوست تھوڑی ہوتا وہ بھی کب سے۔" وہ ببل پھلاتے ہوئے بولی۔

"اوہ ہوں وہ والا پسند نہیں میرا مطلب ڈیویلو ہِم؟" جنت نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے پوچھا۔ علیزے یکدم سنجیدہ ہو گئی۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں تیز حرکت کرنے لگی۔ وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتے ہوئے خاموش تھی۔

"کہتے ہیں مشرقی لڑکی کی خاموشی اس کا اقرار ہوتی ہے۔" جنت نے مسخرے پن سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"فور یار کائنڈ انفار میشن میرا شمار ٹپیکل مشرقی لڑکیوں میں نہیں آتا۔" وہ جلدی سے گردن اکڑ کر بولی۔

"اچھا تو کن میں شمار آتا ہے؟"

"خود اعتماد خود مختار اور بہادر لوگوں میں جو اپنی زندگی کا فیصلہ خود کرنا جانتی ہے۔" وہ اکڑ کر بولی۔

"اتنے کانفیڈنش سے مت بولو کبھی کبھار یہ قسمت دغا کر جاتی ہے میری جان۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں میں قسمت کو یہ موقع ہی نہیں دونگی کہ وہ مجھ پر حق جمائے۔" علیزے یقین سے بولی۔

"قسمت سے لڑو گی؟" جنت نے حیرانی پوچھا۔

"قسمت کو اتنی آزادی نہیں دوں گی کہ وہ علیزے انور کی زندگی پر حق جما سکے۔" اس کا جواب پختہ تھا۔اس کے یقین کی طرح!

"قسمت کو قابو کوئی نہیں کر سکتا۔"

"میں کروں گی۔"

"یہ بڑا بول ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہو گا مجھے فرق نہیں پڑتا۔

"بڑے بول آگے آتے ہیں۔"

"میرے سامنے نہیں آئیں گے۔"

"اکثر ایسے لوگوں کو قسمت بری طرح زمین پر پٹختی ہے۔"

"کس طرح کے لوگ؟"

"جو قسمت پر اختیار کرنا چاہتے ہے اسے اپنی مٹھی دبانا چاہتے ہیں۔"

"قسمت میری مٹھی میں ہے تھی اور رہے گی۔" وہ پر اعتماد تھی۔ جنت لاجواب ہو گئی تھی۔

"ویٹسن کاہاں ہے یانہ؟" وہ موضوع بدلتی ہوئی بولی۔

"آپی... آپی جلدی آئیں۔" یوجنا کی آواز پر وہ چونک گئی۔

"جنت میں تجھ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔" اس نے کہتے کے ساتھ ہی فون بند کر دیا تھا جبکہ دوسری طرف جنت اپنے فون کو دیکھتی رہ گئی۔

"میری دعاہے زے کہ تمہاری مٹھی میں پکڑی قسمت ریت کی طرح پسھل نہ جائے۔" اس نے سینے پر ہاتھ باندھ کر آنکھیں پل بھر موندی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

پوری میز پر طرح طرح کے ڈھیروں لزیز لوازمات سجے تھے جیسے کوئی تہوار ہو اور دیکھا جائے تو تہوار ہی تھا کیونکہ آج اتنے سالوں بعد پوری بخت خاندان ساتھ تھا۔ سب کے چہروں پر دمکتی خوشی اور چمک یہ بتا رہی تھی کہ سب ساتھ کتنے خوش ہیں۔ دانیال نے شاہ زیب سے مل کر باتوں باتوں میں کوئی چٹکلہ مارا تھا جس کی وجہ سے میز پر بھیٹے سارے لوگوں کے قہقہوں نے بخت حویلی کو سرشار کر دیا تھا، شاہ زیب صرف مسکرایا تھا۔ اسے مہراب چاچا کے بچوں سے مل کر خوشی ہوئی تھی، مہک بہت ہی سلجھی ہوئی بالکل ثمن اور عمارہ کی طرح پیاری سی لڑکی تھی اور دانیال سب سے الگ کافی ہنس مک مزاج کا لڑکا۔ مہراب صاحب اپنے بچوں کے بارے میں بتا رہے تھے اور ساتھ دانیال کو سب کے سامنے "نکما" کہا تھا جس پر سب بیچارے کے لٹکے منہ کو دیکھ ہنسے تھے۔

"رایمہ آج کل تمہاری کیا مصروفیات ہیں؟" سمیر نے مسکراتے ہوئے سامنے خاموش سِلا کے برابر بھیٹی رایمہ سے پوچھا تو سب اس کی جانب دیکھنے لگے۔ سِلا بھی مسکراتی ہوئی پوچھنے لگی جس کا جواب وہ دھیرے سے دینے لگی۔

"میں بتاتی ہوں سمیر بھائیچھوٹی باجی صرف کرافٹس بناتی رہتی ہیں۔" یوجنا بولی۔ سب نے حیرانی سے دیکھا۔

"ہاں میری بچی بہت ٹیلینٹڈ ہے ماشاللہ ہمارے گھر میں جتنے بھی شاپیس ہے وہ رایمہ نے ہی بنائے ہیں۔" انور بخت نے فخر سے بتایا۔ سب تعریف کرنے لگے۔

"واہ رایمہ تم نے کبھی بتایا نہیں۔" سِلا نے اشتیاق سے پوچھا۔

"ہاں چھوٹی باجی کو تو آفر بھی آئی ہے۔" یوجنا مزید بتانے لگی۔ اسی کے درمیان علیزے اور عدیب چلتے ہوئے آئے۔ سب خاموش ہو گئے۔

"میری عین آگئی۔" اسے پہلے وہ دانیال اور مہک کے درمیان خالی کرسی پر بھیٹتی انیلا بخت نے پکارا۔ انور بخت نے اشارے سے اسے ان سے ملنے کا کہا۔

"ابھی تو ملی تھی۔" وہ بے زاری سے مہک کے کانوں میں سرگوشی کرتی ہوئی اٹھی۔ اس کے بے زاری کے تاثرات کسی سے چھپے نہ تھے۔ شاہ زیب نے اسے صرف گھورا ہی تھا۔

انیلا بخت نے اسے پیار کیا پھر وہ آکر بھیٹ گئی۔ عدیب دانیال کے برابر بھیٹ گیا۔

"بیٹے آپ کیا لوگے۔" سلماں بخت نے عدیب سے پوچھا۔ اس نے بس سر ہلا دیا۔

"میں خود لے لوں گا آنٹی۔" عدیب بولا۔ وہ چونکیں۔ شاہ زیب اور سمیر عدیب کو کچھ زیادہ غور سے دیکھ رہے تھے۔ سِلا پلیٹ میں خاموشی سے جھکی تھی۔

"آنٹی بیٹا میں آپ کی چاچی ہوں۔" انہوں نے کہا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی چچی۔" اس نے زور دے کر کہا۔ وہ مسکرا دیں۔

"کیا مصیبت ہے۔" وہ صرف بڑبڑایا تھا۔

"آنٹی وہ کیا ہے؟" علیزے نے ان ہی کو دور رکھی ڈش کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ سب اس کو دیکھنے لگے۔

"بیٹا وہ پائے ہیں آپ کو چاہیے ماورہ بیٹا وہ ڈش سرو کرو۔" انہوں نے "آنٹی" کو نظر انداز کر کے انیلا بخت کے پیچھے کھڑی ان کو کھانا نکالتی ہوئی ماورہ سے کہا۔ شاہ زیب کی اب سنجیدہ نظریں علیزے پر ہی جمی تھیں۔ وہ سب بغور دیکھ رہا تھا۔ ان نظروں میں کچھ تو تھا شاید کھوج؟ شاید برسوں پرانے کسی چہرے کو ڈھونڈ رہا تھا جس کی چھبی تک نہیں دکھ رہی تھی۔

"زے کیا ہو گیا۔" مہک نے اس کے کان میں جھک کر ٹوکا۔

"کیا... کیا اب بھئی میں بے تکلفی نہیں کرتی اور کھانے کے معاملے میں تو بالکل نہیں۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔ انور بخت خاموش تھے۔

ماورہ اس کی پلیٹ میں پائے کا سالن نکالنے لگی جب وہ اس کو روکتی ہوئی بولی۔

"میں نے پوچھا یہ ہے کیا؟" ماورہ نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"علیزے ابھی چچی نے کیا کہا۔" رایمہ سخت لہجے میں بولی۔عدیب گلاس لبوں سے لگائے لاپرواہی سے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھر رہا تھا۔

"انہوں نے کہا یہ پائے ہیں اب مجھے کیا پتہ کہ یہ پائے کیا ہوتے ہیں اور یہ کتنا اویلی ہے وچ از ناٹ گڈ فار ہیلتھ اللہ یوجنا تم یہ کیا کھا رہی رکھو اسے آئی سیڈ رکھو اسے۔" وہ یوجنا کو نان اور کڑھائی گوشت کھاتا ہوا دیکھ فوراً ڈانٹتی ہوئی بولی۔یوجنا نے ڈر کر کھانا چھوڑ دیا اور پیچھے ہٹ گئی۔انور بخت شرم سے پانی پانی ہونے لگے تھے رایمہ نے آنکھیں بند کرلیں یعنی وہ سب کو جان بوجھ کر شرمندہ کرنے والی تھی۔دانیال اور مہک اسے آنکھوں ہی آنکھوں سے سمجھانے کی کوشش کررہے مگر وہ سب کو نظرانداز کررہی تھی خاص طور پر ان کڑی نظروں کو جو اس پر جمی تھیں۔شاہ زیب کی جو حیران تو تھا مگر شاید کہیں نہ کہیں جانتا تھا جب ہی ایک تضحیک آمیز مسکراہٹ اس کے لبوں پر آکر مدھم ہوئی تھی۔اس نے جیسے خود کا مزاق اڑایا تھا۔وہ کس کو ڈھونڈ رہا تھا؟ وہ غلط انسان میں غلط چہرے کو ڈھونڈ رہا تھا۔وہ چہرہ تو مٹ چکا تھا۔

سِلا بھی دھیرے سے تمسخرانہ مسکرائی تھی۔

"دلھن دیکھو بچی کو۔" انیلا بخت الگ پریشان ہوگئی تھی۔

"بیٹا آپ کس طرح کا کھاتی ہو ہمیں بتا دیتے ہم ویسا ہی...." مہرون نساء کی بات علیزے نے کاٹی تھی۔

"ارے آنٹی اچھا تھوڑی لگتا ہے پرائی جگہ آ کر آپ سب پر حکم جمانے لگوں ویسے میں سیلڈ کھاتی ہوں اور یوجنا کو بھی میں نے ہیلدھی ڈایٹ پر رکھا ہے۔" وہ یوجنا کو گھورتی ہوئی بولی جس کا ہاتھ نان پر جا رہا تھا وہ رک گیا۔

"پرائے نہیں ہیں اپنے ہیں ہم آپ کے۔" فرقان بخت جو کب سے خاموش تھے سنجیدگی سے ولے۔

"سوری انکل زے کی طرف سے میں معزرت کرتا ہوں نادان ہے ابھی بھول جاتی ہے کہ ہمارے بھی کوئی اپنے ہیں دراصل بچپن سے اکیلے خود مختار ہے اچانک اتنے اپنے دیکھ گھبرا گئی ہے۔" عدیب نے گلاس رکھ کر طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا جس پر علیزے نے معصوم شکل بنا کر سر ہلایا تھا۔

"جب ہی تو کہا جاتا ہے کہ شروع سے اپنوں کے پاس رہنا چاہیے ورنہ اکیلے رہنے والے اچانک اتنا پیار عزت اور مان کو دیکھتے ہیں تو بوکھلا جاتے ہیں۔" شاہ زیب نے عدیب اور علیزے کو دیکھتے ہوئے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ نوالہ توڑتے ہوئے بے عزت کر دیا تھا۔ علیزے اور عدیب کا چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا۔

"اب آگ ئے نا میرے بچیں اپنوں کے پاس تو پاس ہی رہیں گے۔" انیلا بخت جب ہڑ بڑائی تو جلدی سے مہرون نساء نے بات سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جی بالکل۔" دانیال نے کہا اور عدیب کو آنکھیں دکھائیں۔

"بیٹا یہ بریانی ہے مہک نے بتایا تھا آپ لوگوں کو پسند ہے۔" سلماں بخت جلدی سے عدیب اور علیزے کو دیکھتی ہوئی بولی۔ انہوں نے سر ہلا دیا۔

"خیر علیزے باجی آپ کون سی کلاس میں ہیں میرا مطلب کیا پڑھی ہیں۔" ثمن نے مسکرا کر پوچھا۔ علیزے نے آنکھیں گھمائیں۔

"علیزے یونی ورسٹی کے آخری ایر میں ہے۔" علیزے کا جواب دینے کا موڈ نہیں تھا اسلیے وہ بریانی کی طرف متوجہ ہو گئی جس کی خوشبو ہی اس کی بھوک دو بالا کر رہی تھی اسلیے جلدی سے رایمہ نے دیا۔

"اچھا جی۔" ثمن نے سر ہلایا۔

"اور عدیب آپ کی کیا مصروفیات ہیں۔" دلاور بخت نے عدیب سے پوچھا۔

"میں نے بزنز پڑھا ہے ابھی دوست کے ساتھ بزنز پارٹنر شپ پر سٹارٹ کرنے کا ارادہ ہے۔" عدیب نے بتایا۔

"وہی آرسٹیلیا میں؟" سمیر نے پوچھا۔

"ہاں وہی۔" شاہ زیب خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا۔

"ضرورت کیا ہے پرائے ملک میں رہنے کی یہاں اپنی زمینیں ہیں میں اور دلاور نے ابا جان کے بعد سنبھال لیا تھا لیکن شاہ جب سے بڑا ہوا ہے ماشاللہ سب اس کے کندھوں پر ہے سمیر کے ساتھ کافی ترقی کر لی ہے اب ہمارا کام گاؤں کی حدود تک نہیں رہا بس گریجویشن کرنے کے بعد آگے پڑھنے سے بھی انکار کر دیا کہتا ہے آپ لوگ آرام کریں ہم لوگ ہیں۔" فرقان بخت نے فخر سے اپنے بیٹے کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا تو عدیب نے صرف ایک سرسری نگاہ ہی ڈالی جبکہ علیزے تو کھانے میں مصروف ایسے تھی جیسے اس کے علاوہ یہاں کوئی اور نہیں موجود ہے۔

"ماشاللہ بھائی جان مجھے تو شاہ زیب کو دیکھ ابا جان کی یاد آ جاتی ہے بالکل وہی محنتی اور اپنوں کا خیال کرنے والا کتنی عمر ہونے والی ہے؟" انور بخت نے پوچھا، شاہ زیب نے سر اٹھا کر صرف ہلکا سا مسکرایا۔

"ماشاللہ میرا بچہ آٹھایس کا ہونے والا پتہ بھی نہیں چلا اتنی جلدی بڑا ہو گیا۔" مہرون نساء شاہ زیب کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں۔ اس نے عقیدت سے ان کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔

"دلھن یہ بچیں تو ہماری نظروں کے سامنے بڑے ہوئے مگر ان بچوں کو تو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترس گئیں تھیں۔" انیلا بخت کی بھیگتے لہجہ میں بولیں۔

"اماں جان کیا ہو گیا۔" ان کو روتا ہوا دیکھ سب بولنے لگے۔

علیزے نے چونک کر کھاتے ہوئے سر اٹھا کر دیکھا پھر نفی میں سر ہلا کر واپس سر جھکا لیا اور کھانے میں پھر مصروف ہو گئ۔

"اب آگئے ناب آپ کے پاس ہی رہیں گے۔" انور بخت کی بات پر عدیب کا چاولوں میں چلتا چمچ رکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"کیا کہا اس نے؟" وہ دونوں کھڑکی سے لگے آمنے سامنے کافی کے گھونٹ بھر رہے تھے جب ویٹسن نے باتوں باتوں میں جنت سے پوچھا۔

"کس نے؟" وہ انجان بنتی انگھوٹے سے کپ کے اطراف میں انگلی پھیرنے لگی۔

"لیزا نے۔" ویٹسن سنجیدہ تھا۔

"وہ.... وہ دراصل وہ مصروف تھی۔" جنت جلدی سے نظریں چرا کر بولی۔

"ہنہہ جانتا تھا۔" وہ تمسخر مسکراہٹ کے ساتھ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کیا؟"

"یہی کہ وہ کبھی بھی اپنے احساسات ظاہر نہیں کرے گی۔ "

"تمہاری غلط فہمی ہے ویٹسن میں اسے پھر بات کروں گی۔" جنت نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

"کاش غلط فہمی ہو۔" ویٹسن کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔ جنت نے گہری سانس بھری۔

"خیر وہ تمہیں یاد کر رہی تھی کہہ رہی تھی تم جواب نہیں دے رہے۔" اس نے بات بدلی۔

"میرا فون ٹوٹ گیا ہے۔"

"اوہ میں اسے کہہ دوں گی کہ ویٹسن تم سے جلدی رابطہ کرے گا۔" وہ مسکرا کر بولی تو ویسٹن نے سر کر خم دیا۔

☆☆☆☆☆☆

"وہ خود کو سمجھتا کیا ہے پہلے جب ٹکرایا تھا تب فضول بول رہا تھا اور اب سب کے سامنے بے عزتی۔" علیزے چکر کاٹتی ہوئی بیڈ پر بھیٹے فون میں مصروف عدیب سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"جو بھی سمجھتا ہو ہمیں کیا۔" عدیب مصروف سے انداز میں بولا۔

"کیا مطلب ہمیں کیا ہماری بے عزتی کی اس نے۔" علیزے سینے پر ہاتھ باندھ طیش کو دباتی ہوئی چیخی۔

"غلط کیا کہا شاہ زیب بھائی نے ؟" کب سے خاموش بھیٹی رایمہ آخر بول پڑی۔

"اوہ بی بی جو کر رہی تھی وہ کرو تم تو بولو ہی مت "علیزے نے تیزی سے اسے روک دیا۔

"شٹ آپ۔" وہ علیزے کو جھڑکتی عدیب کی طرف آئی۔

"بھائی آپ لوگوں کا رویہ کیسا تھا ہاں ؟"علیزے "یہ شروع ہو گئی" بڑبڑا کر صوفے پر بھیٹ کر فون میں مصروف ہو گئی۔

"اور یہ علیزے کتنی انسلٹ کروا رہی تھی ڈیڈ کی۔" اس کی بات پر علیزے نے عدیب کو حیرانگی سے دیکھ "میں ؟" خود کی جانب انگلی کی۔

"جی ہاں سب نوٹ کر رہے تھے کہ کس طرح تم لوگ بے ہیو کر رہے ہو اور شاہ زیب بھائی نے بالکل صحیح کہا بلکہ میں تو کہتی اور سنانا چاہیے تھا دادی کو دیکھا تھا ان کی حالت خراب ہونے کو آئی تھی۔" عدیب نے فون جیب میں رکھا اور رایمہ سے مخاطب ہوا۔

"ان کی تو بات ہی مت کرو ڈرامے باز ہیں۔" رایمہ نے حیرانگی سے بھائی کو دیکھا۔

"یہ کیا بول......" اسے پہلے وہ کچھ کہتی یوجنا آئی۔

"چھوٹی باجی آپ کو ثمن باجی بلا رہی ہیں۔" وہ کہتی باہر بھاگ گئی۔

"بعد میں بات کرتی ہوں۔" وہ عدیب اور علیزے کو دیکھتی ہوئی باہر نکل گئی پیچھے سے علیزے چلائی۔

"پلیز نہیں بعد میں بھی نہیں ابھی بہت پکا دیا۔" وہ ہاتھ جوڑتی ہوئی بولی پھر خود ہی ہنسنے لگی۔

"کیا نمونے ہیں سب بھائی؟" وہ عدیب کی طرف دیکھ بولی جب اس کو کھویا پایا۔

"بھائی؟" اس نے آواز دی، عدیب سوچ میں گم تھا۔

"کیا ہوا بھائی جنت سے لڑائی ہو گئی؟" وہ ہنستی ہوئی بولی۔ وہ چونکا۔

"نہیں بس ڈیڈ کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ "

"کیا ہوا ڈیڈ کو؟" وہ موبایل ایک طرف رکھتی پوچھنے لگی۔

"زے تم نے نوٹ کیا تھا ڈیڈ کچھ بدلے بدلے سے لگ رہے تھے ہیں نا؟" عدیب نے اٹھ کر بھیٹ کہا۔ علیزے بھی سوچنے لگی۔

"اور انہوں نے سب کے سامنے یہ کیوں کہا تھا کہ اب ہم یہی رہیں گے انیلا بخت کے ساتھ؟" علیزے چونکی۔

"کیا پتہ ان کا دل رکھنے کے لیے کہہ دیا ہو۔"

"نہیں بات کچھ اور ہے۔" عدیب نے نفی میں سر ہلایا۔

"یار بھائی تم تو مجھے ڈرا رہے ہو۔" علیزے نے خوف سے جھجھری لی۔

"مجھے بھی ڈر ہے کچھ الٹا سین نہ ہو جائے۔" عدیب نے علیزے کی آنکھوں میں دیکھ سنجیدگی سے کہا۔ وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"خیر جو بھی ہو میں نہیں ہونے دونگی گھر جانا ہے مجھے اپنے بھاڑ میں جائے ایک ہفتہ بس مل لیے دیکھ لیا اب کل ہی چلتے ہیں۔" وہ جلدی سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

"ہمم ٹھیک کہہ رہی ہو تم یہاں زیادہ رکنا ہمیں بھاری پڑ سکتا ہے ڈیڈ کی خواہش ہم نے پوری کر دی اور ویسے بھی کوئی وعدہ وغیرہ نہیں کیا تھا پتھر کی لکیر تھوڑی ہے کہ ایک ہفتے ہی رکنا لازمی۔" عدیب سر ہلا کر اس کی تاید کرتا ہوا بولا۔

"بالکل تم ٹکٹس بک کروا رہے ہو یا میں؟" علیزے پوچھنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم۔" سب انیلا بخت کے کمرے میں جمع چائے کی چسکیاں بھر رہے تھے جب شاہ زیب سمیر کے ساتھ داخل سلام کرتا ہوا تو سب نے یک آواز میں جواب دیا۔

"یہ بچیں کہاہیں؟" دلاور بخت نے سلماں بخت سے پوچھاتو وہ بولیں۔

"ثمن عمارہ دونوں رایمہ اور یوجنا کے ساتھ کمرے میں باتیں کر رہے ہیں اور باقی چاروں دوسرے کمرے میں ہیں۔" چاروں میں دانیال، مہک، عدیب اور علیزے کا ذکر تھا، شاہ زیب سِلا کے برابر اکر بھیٹ گیا جس نے اسے چائے پکڑائ، سمیر انور بخت کے ساتھ بھیٹ گیا جو اسے اس کے بارے میں پوچھنے لگے تھے۔

"انور ایک بات کہوں برامت ماننا۔" مدیحہ بخت نے انور بخت کو مخاطب کر کے کہا۔سب متوجہ ہوگ ئے۔

"ارے کیسی بات کر رہی ہیں آپاجان۔" انور بخت مسکرائے۔

"تمہارے عدیب اور علیزے یہ دونوں کچھ زیادہ بدتمیز نہیں ہے بڑوں کا احترام تو دور کی بات ہے آنکھ سے آنکھ نہیں ملاتے۔" وہ اتنی صاف گوئ سے بولیں کہ پل بھر میں پورے کمرے میں سناٹا چھا گیا۔

"جی....جی آپاجان میں ان کی طرف سے معافی مانگتا ہوں ابھی بچیں ہیں ناسمجھ ہیں۔" انور بخت شرمندگی سے جھجھکے۔

"بچیں ہیں کیا بات کہہ رہے ہو سب سے چھوٹی تو یوجنا ہے ہاں ان سے سمجھدار اور تمیز والی تو وہ بچی ہے۔" مدیحہ بخت فوراً بولیں۔وہ گھبراگ ئے۔

"کیا تم نے جانتی ہو مدیحہ ان دونوں بچوں کے دل میں جو ماضی سے پیچ ہے نفرت کا یہ سب اسی کی وجہ ہے۔" انیلا بخت سختی سے بولی تو وہ یکدم خاموش ہو گئیں۔ شاہ زیب سِلا سمیر خاموش تھے۔

"اماں جان آپ کو نہیں لگتا اب یہ پیچ ختم کر دینا چاہیے۔" مہرون نساء فرقان بخت کو چائے پکڑاتی ہوئی بولیں۔

"میرے بھی کچھ ایسی ہی خیالات ہے۔" فرقان بخت بولے۔

"میں تو انور بخت سے کہہ رہی ہوں میرے جیتے جی اپنے اباجان کی خواہش اور ماضی میں اس حویلی اور حویلی کے لوگوں کو گواہ بنا کر کیا گیا فیصلے کو پورا کردو۔" سِلا کے ہاتھ کنکپائے تھے، شاہ زیب نے اس کو سر اٹھا کر دیکھا جس کا سر مزید جھک گیا تھا۔

"انور بچوں سے بات اب تم کرو گے یا ہم کریں؟" فرقان بخت سنجدیگی چائے کی چسکی بھرتے ہوئے پوچھنے لگے۔

"نہیں.... نہیں بھائی جان میں کرتا ہوں۔" وہ پریشانی سے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتے ہوئے جلدی میں بولے۔

سب اپنی اپنی باتوں میں لگ گ ئے مگر سمیر کی نظریں شاہ زیب اور سِلا پر تھی جو خاموشی سے بھیٹے تھے، شاہ زیب کبھی مخاطب کیا جاتا تو ایک دو لفظ میں جواب دے

دیتا لیکن سِلا توبت بنی بھیٹی تھی، سمیر نے فیصلہ کر لیا تھا وہ کل ہی شاہ زیب سے اس بارے میں بات کرے گا۔

☆☆☆☆☆☆

"یہ... یہ گئ۔"علیزے نے دانیال کی گوٹ پیٹتے ہی شور کیا تھا جب رایمہ اندر یوجنا کے ساتھ داخل ہوئ۔

"آپی آپ لوگ لوڈو کھیل رہے ہیں۔"یوجنا جوش سے ان چاروں کی طرف آئ جو گھیرہ بنائے بڑے شوق سے آئ پیڈ بیچ میں رکھے کھیل رہے تھے۔

"ہاں جی میں اور زے اور یہ دونوں آلتو فالتو۔"مہک نے علیزے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے دانیال اور عدیب کا بتاتے برا منہ بنایا تھا جس پر عدیب نے برابر رکھا کشن اس کے سر پر مارا تھا۔

"واہ... واہ اب ہار رہے ہیں تو غصہ آرہا۔"علیزے اچھلتی ہوئ بولی، میچ بڑا دلچسپ تھا علیزے اور مہک جیتنے کی آخر پر تھی اور دانیال اور عدیب بری طرح پھنسے ہوئے تھے۔

"اللہ پوچھے گا تم سے زے تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔"دانیال نے اپنی باری چلتے کہا تو یوجنا چونکی، رایمہ خاموشی سے صوفے پر بھیٹے فون میں مصروف ہو گئ تھی۔

"آپی نے کیا کیا؟" یوجنا نے پوچھا۔

"کیا کیا یہ پوچھو کیا نہیں کیا چیٹنگ کی چیٹنگ۔" دانیال کے بلاوجہ الزام پر علیزے عش عش کرتی رہ گئی۔

"لعنت ہے تمہاری شکل پر جھوٹے۔" اس نے باقاعدہ لعنت دی تھی۔

"بلکہ خود چیٹنگ کر رہے تھے یہ دونوں۔" مہک بولی اور پھر سے عدیب نے اس کے سر پر کشن مارا تھا۔

یوجنا کمرے سے جانے لگی، جب علیزے نے پکارا۔

"تم کدھر؟"

"ڈیڈ کے پاس۔" وہ کہتی گئی تو علیزے نے سر ہلایا۔

"زے پانی دینا۔" دانیال کھیل میں مصروف علیزے سے بولا۔

"ہاں رایمہ پانی کا گلاس پکڑانا۔" علیزے بھی مصروف سے انداز میں صوفے پر بھیٹی رایمہ سے بولی جس کے قریبی میز پر پانی کا گلاس رکھا تھا۔

"یہ رہی بوتل۔" عدیب نے پیچھے سے منرل واٹر نکال کر دانیال کو دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یہ..." رایمہ گلاس لے کر علیزے کے پاس آئی تھی کہ دانیال نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بے دھیانی سے اپنی طرف کر لیا اور پانی گلاس میں انڈیلنے لگا، وہ خاموشی سے گلاس لیے کھڑی رہی، دانیال کی نظریں ٹیب پر تھیں۔

"لاؤ۔" پانی بھر کر اس نے چہرہ گھما کر گلاس پکڑا ہی تھا کہ نظر رایمہ پر گئی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی، وہ بھی اسے دیکھنے لگا، علیزے نے حیرانگی سے دونوں کو دیکھا اور مصنوعی کھانسی تو وہ دونوں چونکے اور رایمہ تیزی سے پیچھے مڑی اور گلاس نیچے زمین پر گر کر ٹوٹ گیا کیونکہ دانیال نے بھی مضبوطی سے نہیں پکڑا ہوا تھا۔

"اوہ شٹ۔" مہک یکدم چیخی۔

"اوہ ہوں گلاس ہی گرا ہے تم اپنی گوٹی پر دھیان دو۔" عدیب اپنی باری چلتا ہوا مہک سے بولا۔ وہ آنکھیں چھوٹی کرتی ہوئی بولی۔

"ہاں اور ساتھ تمھاری بھی دکھ رہا ہے مجھے سب۔" عدیب چیٹنگ جو کر رہا تھا۔

"توڑ دیا؟" بے ساختہ دانیال رایمہ سے پریشانی سے نیچے پڑے ٹوٹے ہوئے شیشوں کو دیکھ بولا۔

"ہاں توڑ دیا۔" رایمہ جس انداز سے بولی علیزے اور دانیال دونوں چونکے، اس نے قطعی شیشے کے گلاس کی بات نہیں کی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تمھیں لگی تو نہیں؟" دانیال نے نظرانداز کر کے اس کے ہاتھ دیکھتے فکرمندی سے پوچھا، علیزے تحیر سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ٹوٹا ہے تو چوٹ تو لگی ہو گی۔" رایمہ کا انداز پھر سے کچھ اجنبی سا تھا، وہ تو گلاس کے بارے میں بات کر ہی نہیں رہی تھی، دانیال نے چونک کر چہرہ موڑ لیا۔

"یہ لے دانیال تیری باری چھ لانا ہے۔" عدیب نے ٹیب مزید اس کی جانب کھسکھایا۔

"کس کو لگی ہو گی بہن وہ تمہاری بات کر رہا ہے۔" علیزے حیرانگی سے بولی۔

"میں بھی اپنی ہی بات کر رہی ہوں۔" رایمہ دانیال کو دیکھتی سنجیدگی سے کہہ کر کمرے سے نکل گئی، علیزے منہ کھولے دانیال کو دیکھنے لگی،

جس نے ٹیب پیچھے کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں، اس کا چھ آگیا تھا لیکن چہرے پر خوشی نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"دماغ ٹھیک ہے تم لوگوں کا یہ سب کیا ہے؟" رایمہ نے تحیر سے صبح سویرے عدیب اور علیزے کو تیار کھڑا دیکھ اور ساتھ بیگ دیکھ پوچھا۔

"بتایا تو ہے ہماری شام کو فلائیٹ ہے ہٹو راستے سے۔" علیزے تنک کر بولتی جانے لگی جب رایمہ جلدی سے عدیب کی طرف بڑھی۔

"بھائی ہم یہاں ایک ہفتے کے لیے آئے تھے نا؟"

"ہاں آئے تھے مگر اب جا رہے ہے مل تو لیے سب سے اب یہاں رہنے کا میرا تو کوئی موڈ نہیں ہے۔" وہ ہاتھ پر بندھی اپنی قیمتی گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا سرسری انداز سے بولا۔

"آپ ایسے کیسے جا سکتے ہیں سب کیا سوچیں گے؟" وہ پریشان ہو گئی تھی۔

"میڈم آپ تو بولے ہی نہ آپ تو کنویں میں چھلانگ لگا دیں گی بس اس وجہ سے اگر چھلانگ نہ لگائی تو لوگ کیا سوچیں گے۔" وہ باقاعدہ رایمہ کی اداکاری کرتی ہوئی بولی۔اس نے غصہ پیا۔

"کم از کم آپ دونوں ڈیڈ کا تو سوچیں وہ پہلے ہی اتنے شرمندہ ہے اور اب یہ......" اس کی بات عدیب نے کاٹی تھی۔

"میں ڈیڈ کے روم میں ہی جا رہا ہوں انہیں اطلاع دینے میں اور زے اسلام آباد جا رہے ہیں دانیال اور مہک کے ساتھ باقی تم لوگوں کو جب آنا ہو آ جانا ہم وہی سے ٹور پر نکل جائیں گے اور پھر سیدھا آرسٹریلیا۔" وہ کہتے ساتھ ہی باہر نکل گیا تھا، علیزے نے ببل گم پھلاتے ہوئے رایمہ کی پریشان حالت دیکھی اور قریب آئی۔

"میں تو کہتی ہوں تم بھی چلو اگر دو چار دن مزید رہ لی نہ تو تم بھی ان ہی سب کی طرح جاہل بن جاؤ گی اور پھر سوچو میرا کیا ہو گا میں سب کو تمہیں اپنی بہن کی طرح تعارف نہیں کروا سکوں گی۔" وہ سنجیدگی سے بولی، مسکراہٹ دبالی تھی۔

"یہ لوگ جاہل نہیں ہے۔" وہ غصہ سے بولی، وہ جانتی تھی علیزے جان بوجھ کر اتنی بدتمیز بن رہی ہے۔

"اوکے اوکے ریلکس مس رایمہ آپ تو سیریس ہی ہو گئ۔" وہ کہتے ساتھ گنگناتی ہوئی باہر نکل گئ جبکہ رایمہ نے افسوس سے عدیب اور علیزے کے بندھے سامان کو دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"خوشخبری تو سن لو پہلے۔" جنت نے خوشی سے جوس کا گھونٹ بھرتے ہوئے دوسری طرف ڈرایونگ کرتے ہوئے ویٹسن سے کہا۔ وہ چونکا۔

"کیسی خوشخبری؟"

"علیزے اور عدیب کی آج ہی فلایٹ ہے وہ لوگ اس گاؤں سے نکل رہے ہیں۔"

جنت کی بات پر ویٹسن نے بے ساختہ شکر ادا کیا۔

"اب تو پریشان نہیں ہو نا؟"

"نہیں شکر ہے کہ لیزا جلد سے جلد اپنے خاندان سے دور جا رہی وہ لوگ اسے ویسے ہی زہر لگتے تھے مزید رہتی تو وہ لوگ اس کے ساتھ کچھ غلط نہ کر دیتے۔"

"ارے یار تم زے کی بات کر رہے ہو کچھ کرتے بھی نا تو سب کو گولی مار کر آتی اور اس کا سب سے بڑا سپوٹر اس کا بھائی اس کے ساتھ ہے۔" عدیب کا ذکر کرتے وقت وہی مخصوص مسکراہٹ اس کے چہرے پر تھی۔

"وہ سپوٹر تو خیر آپ کا بھی ہے۔" ویٹسن اسے چھیڑتے ہوئے بولا تو وہ جوس کا سپ لیتی ہوئی بولی۔

"بالکل ہے صرف سپوٹر ہی نہیں میرے ساتھ قدم سے قدم ملانے والا میرا ہمسفر بھی۔" ویٹسن کو اس کے انداز سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ عدیب سے کس قدر محبت کرتی ہے، یہ سچ بھی تھا۔

"میری دعا ہے تم لوگ جلد مل جاؤ۔" ویٹسن گاڑی موڑتے ہوئے بولا۔

"میری بھی دعا ہے کہ علیزے جلد سے جلد تمہاری ہو جائے۔" جنت نے کہہ کر کال تو کانٹ دی تھی لیکن کئی دیر تک وہ فون کان سے لگائے اس کی بات پر مسکرا ہی رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"یار ایک بات تو طے ہے علیزے انور کہ تجھے کبھی بھی یہ حویلی سمجھ نہیں آئے گی عجیب یار حویلی نہ ہوگئی برمودا کا ٹرائے اینگل ہو گیا راستہ ملتا ہی نہیں۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے ادھر سے ادھر گھوم رہی تھی، مگر انور بخت کا کمرہ کون سا تھا؟ اسے علم نہیں تھا۔

"چلو خیر باہر ہی چلتے ہیں جب سے آئے ہیں حویلی میں ہی سڑ رہے ہیں۔" وہ کہتی ہوئی حویلی سے باہر آگئی، صبح سویرے خوشگوار موسم ہو رہا تھا، پرندوں کی چرچراہٹ ایک عجیب سا سکون بخش رہی تھی۔ وہ مسکراتی ہوئی حویلی سے کچھ دور ارد گرد کی تصویریں لیتی ہوئی آگئی تھی۔

"اوہ کھیت واؤ۔" وہ دور کھیت دیکھتے ہوئے ہی چلا اٹھی تھی اور تقریباً بھاگتے ہوئے گئی اور اپنے ساتھ سیلفی بنانے لگی پھر اس نے ویڈیو کا بٹن دبایا اور انگریزی میں خوبصورت مناظر دکھاتے ہوئے ساتھ بولتی گئی۔ ویڈیو ختم کر کے اس نے پہلی ہی فرصت میں وٹسن کو سینڈ کی پھر جنت کو اور پھر کچھ دو چار دوستوں کو کر دی۔ وہ موبایل میں ہی مصروف چلتی جا رہی تھی کہ کچھ ہنسنے کی آوازیں آنے لگی۔ وہ تیزی سے پلٹی تو قریبی گاؤں کی کچھ چار عورتیں اسے اپر سے نیچے تک دیکھتی ہوئی ایک دوسرے کے کانوں میں کھسر پھسر کر رہی تھیں اور پھر بلاوجہ ہی ہنس رہی تھیں، وہ سٹایل سے چلتی ان کے پاس آگئی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہیلو۔"اس نے کہا۔ان لوگوں نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ان میں سے ایک بولی۔

"لگتا ہے پردیسی ہے۔"ان کی بات کرنے کا طریقہ ایسا تھا کہ انہوں نے اتنی تیزی میں کیا بولا علیزے کو سمجھ نہ آیا۔

"تو پہناوے سے نہیں دکھ رہا۔"دوسری عورت نے اسے اپر سے نیچے تک اشارہ کر کے بولا۔علیزے نے جینس اور کرتی پہنی تھی،اجرک اس نے کندھوں پر ہی ڈالی ہوئی تھی، بالوں کی اونچی پونی بنائے وہ میک اپ سے عاری تھی۔

"اماں....؟"ایک لڑکی بھاگتے ہوئے آئی مگر علیزے کو دیکھ چونک گئی اور خوشگوار حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ شہر سے آئی ہیں؟"اس لڑکی نے پوچھا۔علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

"آرسٹیلیا سے ایک منٹ آرسٹیلیا جانتی ہو نا کیا ہوتا ہے؟"علیزے نے مسکراہٹ دبائے طنزیہ پوچھا،وہ ساری نفرت ہر دوسرے پر نکال رہی تھی ورنہ وہ ہرگز ایسی نہیں تھی،وہ لڑکی اس کے سوال پر جلدی سے بولی۔

"جی بالکل معلوم ہے۔"وہ برا منائے بغیر مسکراتی ہوئی بولی۔علیزے نے بھنویں اچکاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"نام کیاہے تیرا؟"ان عورتوں میں سے ایک نے علیزے سے پوچھا۔وہ حیران ہوئ۔

"ان گاؤں والوں میں ذرا بھی تمیز نہیں ہوتی۔"وہ تذبذب ہوتی ہوئی بڑبڑائ۔

"ایں؟"ایک عورت نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"بی بی جی؟"چوکیدار بھاگتے ہوئے علیزے کی طرف آیا۔

"بی بی جی آپ بغیر اجازت کے یہاں کیا کر رہی ہیں جلدی چلیں بڑے صاحب غصہ ہورہے ہیں۔"وہ ہانپتا کانپتا ہوا بولا۔علیزے نے آنکھیں گھمائیں۔

"سیف یہ کون کڑی ہے؟"ایک عورت نے چوکیدار سے پوچھا۔وہ جلدی سے بولا۔

"یہ بی بی جی ہیں انور صاحب کی بیٹی۔"وہ اپنے سر پر ٹوپی درست کرتے ہوئے بولا۔

"علیزے انور۔"علیزے بولی۔سب اچانک حیران ہوگۓ اور ایک دوسرے سے چہ منگویاں کرنے لگے،علیزے نے الجھ کر دیکھا۔

"آپ علیزے انور بخت ہیں؟"اس لڑکی نے حیرت سے اسے اپر سے نیچے تک دیکھ کہا۔اس نے کندھے اچکادیے۔

"یہ تو دھی ہے۔"ایک عورت جوش سے بولی۔

"واٹ میں آپ کو کس اینگل سے یوگرٹ دکھتی ہوں۔"علیزے نے "دہی" سمجھا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے وہ والا دہی نہیں دھی۔" اس لڑکی نے اسے بتایا۔

"واٹ ایور۔" علیزے سر جھٹک بول کر جانے لگی جب وہ عورتیں جھٹ سے اس کے پاس آئی اور اسے پیار کرنے لگیں۔

"معاف کرنا چھوٹی بی بی ہمیں معلوم نہیں تھا کہ آپ ہماری دھی ہیں۔" علیزے نے حیرت سے جھنجھلا کر دیکھا۔

"یہ لوگ کیا بول رہے ہیں۔" علیزے نے اس لڑکی سے پوچھا۔ وہ مسکرا کر بولی۔

"دھی مطلب ہوتا ہے بہو بھابھی جان۔" یکدم ہی اس کی آنکھوں کی پتلیاں باہر آ گئیں تھیں، اس نے حیرت واستجاب سے سب کو دیکھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے دور ہٹو۔" وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی۔

"یہاں کیا کر رہی ہو تم؟" پیچھے سے مردانہ آواز پر علیزے جھٹکے سے پلٹی، ان عورتوں نے جلدی سے پلو سر پر رکھ لیا اور پیچھے ہو گئیں۔

"سلام چھوٹے بابا۔" وہ سب ایک آواز میں بولی، علیزے نے دھوپ سے بچتے ہاتھ کا چھجھ بنا کر کر آنکھیں چندھیا کر دیکھا تو "اسی" کو پایا۔

"تم۔" اس نے اچھنبنے سے شاہ زیب کو دیکھا پھر آنکھیں گھمائیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کیا ہو رہا ہے؟" شاہ زیب نے سیف کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ لڑکی جلدی سے بولی۔

"لالا ہم بھابھی جان سے مل رہے تھے یہ تو بہت سوہنی ہے بالکل موم کی گڑیا جیسی۔" وہ لڑکی علیزے کو دیکھ مسکاتے لہجہ میں بولی۔ علیزے کے ساتھ ساتھ شاہ زیب بھی چونکا۔

"یہ کیا تم نے بھابھی بھابھی لگا رکھا ہے میں انور کی بیٹی ہوں علیزے انور اور میری اب تک شادی بھی نہیں ہوئی۔" علیزے جھٹ سے بولی، شاہ زیب خاموش ہو گیا، نیلی آنکھیں پتھر سی ہو گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں شادی نہیں ہوئی اب ہو گی آپ جب ہی تو آئی ہیں۔" وہ لڑکی ابھی بھی مطمعین انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"مجھے لگتا ہے تمہارے ساتھ مینٹل کیس ہے۔" علیزے غصہ سے بولی جب شاہ زیب بولا۔

"سیف بی بی کو لے کر جاؤ۔" بھرپور سنجیدگی سے حکم صادر کیا۔

"تم کون ہوتے ہو حکم جھاڑنے والے میں کسی کے ساتھ کہی نہیں جا رہی۔" علیزے جس بدتمیزی سے بولی تھی۔ وہ عورتیں اور لڑکی نے ششدرہ سے اس کو تکنے لگی۔

"سیف۔" شاہ زیب نے دانت پر دانت جمائے کنپٹی کو مسلتے ہوئے سیف کو آنکھوں سے اشارہ کیا۔ وہ ان عورتوں کی طرف مڑا۔

"آئیں بی بی کام کریں اپنا۔" وہ ان عورتوں کو لے کر چلا گیا جب وہ لڑکی بھی حیرانی سے علیزے کو دیکھتی ہوئی ان کے پیچھے چل دی۔

"اور تم۔" شاہ زیب نے ان کے مڑتے ہی اسے کندھے سے پکڑا اور تقریباً گھسیٹتے ہوئے اسے جیپ میں بٹھایا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے ہاؤ ڈیر یو تمہاری ہمت کیسے ہوئی کوئی ہے۔" وہ چلانے لگی تھی لیکن وہ بالکل خاموش جیپ میں بھیٹا اور جیپ دوڑا دی۔

"واٹ دا ہیل دماغ خراب ہے تمہارا اتارو مجھے۔" وہ بری طرح چیخ رہی تھی لیکن وہ ویسے ہی پر سکون بھیٹا تھا۔

"آئی سیڈ اتارو مجھے جاہل انسان۔" علیزے غصہ سے بولی، اس نے جیپ یکدم روکی، دونوں کو دھکا لگا۔

"یہ کہاں لے آئے ہو مجھے؟" اس نے ارد گرد دیکھا، کوئی بھی نہیں تھا، پیچھے کھیت اور حویلی دور رہ گئے تھے، اسے خوف محسوس ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"ڈیڈ آپ مزاق کر رہے ہیں؟" عدیب نے اپنے کانوں سے جو سنا اسے پر یقین کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا یا پھر وہ حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ دانیال اور مہک بھی ششدر رہ کھڑے انور بخت اور عدیب کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہے تھے، ان کے بھی طوطے اڑھ گ ئے تھے۔

"میرا اور تمہارا مزاق ہے؟" وہ سنجیدہ تھے حد سے زیادہ، عدیب حیران پریشان کیفیت میں دو قدم پیچھے ہوا۔

"یہ کیا بکواس ہے ڈیڈ؟" اب کی بار اس کی آواز اونچی ہو گئ تھی۔

"دیب آرام سے۔" دانیال جلدی سے بولا۔

"کیا آرام سے ہاں؟" وہ دانیال پر بگڑا، انور بخت خاموشی سے کرسی پر جا کر بھیٹ گ ئے تھے، انہیں اس ردِ عمل کی خبر تھی۔

"یہ کوئ مزاق ہے ہاں ایسا کیسے ہو سکتا ہے جبھی اس بڑھی کا ڈرامہ تھا ہمیں یہاں بلانے کا۔"

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عدیب۔" اپنی ماں کے بارے میں ایسے الفاظ سن کر انور بخت جلال سے چلاتے اٹھے، مہک نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا پھر کچھ یاد آتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکلی اور فون ملانے لگی۔

"کیا عدیب ہاں کیا عدیب؟" وہ ان سے بھی آواز میں چلایا۔

"اٹھارہ سال سے اپنے یہ بات ہم سے چھپا کر رکھی اتنی بڑی بات کیوں ڈیڈ کیوں؟" وہ غصہ میں آگیا تھا۔

"تم میرے باپ نہیں ہو۔" وہ بولتے ہوئے واپس بھیٹے، ان کا سانس پھولنے لگا تھا۔ طبیعت میں بھاری پن سا آگیا تھا۔

"ایک منٹ چلو جو ہو گیا وہ ہو گیا خیر اب یہ بات ہمارے درمیان رہ جانی چاہیے زے کو اس کی خبر نہیں ہونی چاہیے ہم بس آج ہی جا رہے ہیں۔" عدیب بالوں میں ہاتھ پھیرے خود سے بولتا ہوا کمرے سے جانے لگا جب انور بخت نے پکارا۔

"تم بڑوں کے فیصلوں سے انکار نہیں کر سکتے۔"

"یہ ہماری زندگی ہے ڈیڈ ہماری مرضی ہے وہ دور نہیں رہا جب بڑوں کی خوشی کے خاطر بچیں اپنی خوشیوں کی قربانی دے کر ایڈجسمنٹ کر لیتے تھے نہ ہی میں اور نہ ہی زے سمجھوتا کرے گی۔" وہ بولتا ہوا باہر نکل گیا، اس کے پیچھے دانیال بھاگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

انور بخت نے پریشانی سے آنکھیں موند لیں اور دل پر ہاتھ پھیرنے لگے جو درد کرنے لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"اترو۔" شاہ زیب سنجیدگی سے اس کی طرف آیا اور اپنا ہاتھ بڑھایا۔

"میں نہیں اتروں گی کوئی ہے۔" وہ پہلو بدلتی پوری قوت سے چلانے لگی تھی، شاہ زیب نے ارد گرد دیکھتے ہوئے کان کی لو کھجائی پھر گہری سانس بھرتے ہوئے بولا۔

"تم اتر رہی ہو یا میں زبردستی اتاروں۔" وہ غصہ ضبط کر رہا تھا۔ علیزے جذبز ہوتی ہوئی جلدی سے اتری۔

"کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ مجھے لگتا ہے یہ گاؤں کے لوگ یہ حویلی کے لوگ اور تم سب کے ساتھ کوئی خاص مینٹل کیس ہے۔" وہ دانت پیستے ہوئے غرائی۔

"چھوٹے بابا؟" سیف گاڑی لے کر آیا اور اتر کر ان دونوں کی طرف آنے لگا جب شاہ زیب نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا، وہ وہی دور کھڑا ہاتھ باندھے سر جھکا گیا۔

"کیا ہے میں تم سے بات کر رہی ہوں؟" علیزے نے سیف کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ مکمل طور پر شاہ زیب کی طرف متوجہ تھی۔

"تمہارے ساتھ کیا مسلہ ہے ہاں کس نے کہاں تھا بنا کسی کو بتائے سیر سپاٹے کے لیے نکل جانا۔" وہ غصہ سے اسے دو قدم دور اپنی نیلی آنکھوں سے اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"واٹ ڈو یو مین میری مرضی میں جو کروں تمہیں کیا ہے۔" وہ کمر پر ہاتھ رکھتی ہوئی آنکھیں میچ ضبط سے بولی، وہ اس وقت زہر سے بھی زہر لگ رہا تھا۔

"میڈم یہ مرضی اپنے آرسٹیلیا میں دکھایا کریں یہ ہمارہ گاؤں ہے یہاں وہی ہوتا جو ہم چاہتے۔" وہ جس انداز سے بولا علیزے کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

"تم نے خریدہ نہیں ہوا یہ گاؤں اللہ کی زمین ہے آئی سمجھ۔" وہ تلملا کر بولی۔

"خیر گھر جاؤ اور آیندہ بغیر اجازت کے حویلی سے باہر قدم نہیں نکالنا۔" وہ نظر انداز کرتا ہوا پختہ لہجہ میں بھرم سے حکم کرتے ہوئے بولا۔ علیزے کی سر سے لگی اور تلوؤں پر بجھی۔

"ایک منٹ.... ایک منٹ اجازت مائے فٹ مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہاری اعلیٰ حویلی میں رہنے کا اسیلیے ہم آج ہی جارہے ہیں۔" شاہ زیب جو دانستہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا، اس کی بات پر چونکا۔

"آج جارہے ہو؟" اس نے کچھ الجھ کر دیکھا۔

"جی ہاں میں اور بھائی۔" وہ بال جھٹکتی ہوئی بولی، اسے اس شخص سے بات کرنا بھی زہر لگ رہا تھا۔

"کیوں؟" اس کے سوال پر وہ حیران رہ گئی تھی۔

"کیا مطلب کیوں اور تم ہوتے کون ہو اس طرح کے سوال پوچھنے والے ہاں اوقات کیا ہے تمہاری جاہل جٹ انسان۔" اس نے بدتمیزی سے چلا کر کہا۔ شاہ زیب کی رگیں تن گئیں۔

"میری بات سنو۔" اس نے تیزی سے اسے کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ پھٹی آنکھوں کے ساتھ کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے لگ گئی۔

"جانتی ہو میری اوقات کیا ہے؟" وہ جس لہجہ میں اتنے قریب سے بولا کہ علیزے نے بے ساختہ تھوک نگلا۔

"ابھی جو گاؤں کی عورتیں تمہیں دھی کہہ کر پکار رہی تھی معلوم ہے کیوں؟" وہ نہیں بتانا چاہ رہا تھا لیکن اس کے غصہ کو علیزے کے لفظوں نے ہوا دے دی تھی۔

"کیوں؟" وہ اس سوال کا جواب چاہتی تھی اسیلیے بنا چوں چراں کیے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا، شاہ زیب نے اس کا کندھا سختی سے پکڑا ہوا تھا اور ان دونوں کے دمیان اب دو قدم کا فاصلہ بھی نہیں رہا تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیونکہ محترمہ آپ اس جاہل جٹ انسان کی منگ ہیں۔"علیزے کی بھنویں جڑ گئیں شاہ زیب کی نیلی آنکھیں اس کے چہرے کے ایک نقوش نقوش کا جایزہ لے رہی تھیں جب ہی نیلی آنکھیں چونکیں۔وہ حیران نہیں ہوئی تھی۔

"یہ منگ کیا ہوتا ہے ؟"شاہ زیب کے ماتھے پر لکیریں واضح ہوئیں یعنی اسے منگ کا مطلب ہی نہیں معلوم تھا۔

"کچھ نہیں۔"اس نے اس آنکھیں بند کر کے کھولتے ہوئے اسے جھٹکے سے چھوڑ دیا۔

"نہیں مجھے بتاؤ یہ منگ کیا ہوتا ہے ؟"علیزے نے شاہ زیب کے کندھے کو پکڑ کر اس کو اپنی طرف متوجہ کیا جواب ارد گرد دیکھتے ہوئے احساسات کو قابو کر رہا تھا۔اس کی حرکت پر اس نے حیرانی سے اس کے ہاتھ کو دیکھا جس نے اس کے کندھے کو پکڑا ہوا تھا پھر دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ جھٹکتا ہوا بولا۔

"فیانسے بچپن کی منگیتر ہو تم میری پورا گاؤں یہ بات جانتا ہے۔"وہ سنجیدگی سے جبڑے بھینچ کر بولتا ہوا اپنے چہرہ کا رخ بدل دیا،شاید وہ کچھ چھپا رہا تھا،اپنے احساسات ؟ اپنی آنکھیں یا اپنا شور کرتا ہوا دل ؟ جبکہ وہ سانس تک نہ لے سکی تھی۔

"واٹ ربش بچپن میں کسی کی کیسے منگنی ہو سکتی ہے۔"وہ تیزی سے انکار کرتی ہوئی نفی میں سر ہلا کر بولی۔

"یہ گاؤں ہے میڈم یہاں بچپن میں نکاح ہو جاتے ہیں آپ بات طے ہونے پر حیران ہو رہی ہیں۔"علیزے کا چہرہ لمحے بھر میں سپاٹ ہو گیا تھا۔

"چادر اڑھو اپنی۔"وہ اسے بولا۔وہ حیران ہوئی پھر خود پر اڑھی اجرک کو دیکھا جو زمین پر گری ہوئی تھی اس نے بے ساختہ اجرک اٹھائی اور اڑھی،اس کا دماغ سن ہو گیا تھا اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہی کیا نہیں۔اس کے اجرک پہنتے ہی شاہ زیب نے دور مودوب انداز میں کھڑے سیف آواز دی تو وہ دوڑا دوڑا آیا۔

"بی بی کو خیریت سے حویلی کے اندر تک چھوڑ کر آؤ۔"وہ بے تاثر بولتا ہوا اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا،اس نے علیزے کی طرف ایک پل بھی نہیں دیکھا تھا۔

"چلیں بی بی جی۔"وہ سر جھکا کر بولا وہ بادل ناخواستہ مرے قدموں کے ساتھ گاڑی کی طرف چل دی۔اس کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"سِلا کیا تم اس کو پسند کرتی ہو؟"سمیر نے سامنے خاموش بھیٹی انگلیاں مروڑتی ہوئی سِلا سے سنجیدگی سے پوچھا۔وہ چونک گئی۔

"پسند؟"وہ طنزیہ ہنسی تھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے اٹھارہ سال بعد پہلی دفعہ اس شخص کو میں نے دیکھا ہے جو بچپن سے میرا منگ ہے بچپن سے صرف ایک ہی بات کان میں ڈالی جارہی ہے کہ وفادار رہ امانت ہے تو اس کی یہ بات جانتے ہوئے بھی کہ وہ کتنی نفرت کرتا ہے یہاں کہ لوگوں سے یہ رشتہ چھوڑیں اپنے سگے تایا چاچا دادی سے بھی وہ ملنے آج تک نہیں آیا چلیں ملنا بھی چھوڑیں آج تک ایک فون نہیں کیا چاچا جان شرمندگی چھپاتے کوئی نہ کوئی کمزور سا بہانہ گڑھ دیتے لیکن آج... آج جب وہ اٹھارہ سال بعد پہلی بار آیا ہے تو آپ نے دیکھا وہ کیسا ہے وہ اس حویلی کا بیٹا نہیں ہے وہ آسٹریلیا میں رہنے والا ایک آزاد خیال والا لڑکا ہے۔" اتنے دن سے دل میں رکھی بڑھاس آج اس نے سمیر کے سامنے نکال دی تھی، وہ اکثر اسی طرح مہرون نساء کو سنایا کرتی تھی لیکن وہ اس کو آگے سے ڈانٹ دیا کرتی تھیں، سب یہ بات جاننے کے باوجود رشتہ بنانے پر ڈٹے تھے جو اس کو ناگوار گزرتی تھی۔

بھلا رشتے بھی زبردستی بنتے ہیں؟

"میں جانتا ہوں مجھے بھی کوئی خاص پسند نہیں آیا۔" سمیر نے بے دلی سے کہا۔

"ہنہہ میرے اور آپ کے پسند کرنے سے کیا ہوتا ہے ہوگا تو وہی جو اس حویلی کے بڑے چاہیں گے۔" وہ آنسوں قابو کرنے کی کوشش میں لگی تھی۔

"انکار دو تم۔" سمیر اس کی حالت جانچتا بولا۔

"اگر انکار کرنا ہوتا بہت پہلے کر چکی ہوتی مگر معلوم ہے کوئی نہیں سنے گا۔"

"تمہارے لالا بھی نہیں سنیں گے؟" وہ چونکی۔

"وہ تو تمہیں سب سے زیادہ چاہتے ہیں وہ بھی نہیں سنیں گے؟"

"پہلے وہ خود تو انکار کرنے کی جرت کر لیں۔" سِلا تلخی سے کہتی ہوئی اٹھی، سمیر نے اچھنبنے سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ وہ بچپن سے دادی جان کا کہا پتھر کی لکیر مانتے آرہے ہیں اور اتنی بڑی خواہش اتنا بڑا فیصلے سے انکار کر کے وہ دادی جان کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے چاہے ان کی اپنی زندگی ہی برباد نہ ہو جائے اس چڑیل سے شادی کر کے۔" سِلا دانت پیستے ہوئے بولی۔

"لیکن وہ مخدوم شاہ زیب بخت ہے وہ اس چڑیل میرا مطلب علیزے کو اپنے رنگ میں ڈھال دے گا پریشانی تمیں ہو گی تم کیسے اس عدیب کہ ساتھ رہو گی؟" سِلا نے سر جھکالیا۔

"پتہ نہیں لالا لیکن ایک بات تو طے ہے میں لالا کو اس آگ میں نہیں جھلسنے دوں گی چاہے مجھے اپنی ہی بلی دینی کیوں نہ پڑے لالا بہت اعلیٰ ڈیسزرو کرتے ہیں۔"وہ ہتمی انداز سے بولی۔

"کیا کرو گی تم؟"سمیر نے الجھ کر پوچھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"زیے کہاں تھی تم کب سے تمہارا نمبر ٹرائے کر رہی لیکن ملکہ صاحبہ تو اٹھا ہی نہیں رہی۔"وہ سست روی سے حویلی کے اندر داخل ہوئی۔مہک بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی۔

"میں تم سے بات کر رہی ہوں اور یہ تمہاری شال پر مٹی کیوں لگی ہے کیا ہوا ہے؟"اس نے حیرانی سے دیکھا جو سپاٹ چہرہ لیے فرش کو گھور رہی تھی۔

"مہک باجی پلیز یہی رک جائیں۔"یوجنا ہانپتے کانپتے ہوئے مہک اور علیزے کی طرف آئی۔

"یوج میں کتنی بار بولوں کہ ابھی نہیں تنگ کرو۔"مہک جلدی سے ٹوک گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

"میں تنگ نہیں میں آپ کو یہ آپی کا موبایل دینے آئی تھی ان کے روم میں تھا۔"یوجنا نے علیزے کا موبایل مہک کی طرف بڑھایا تو اس کا ہاتھ سر پر گیا۔

"پہلے نہیں بتا سکتی تھی کب سے اس کا فون ٹرائے کر رہی ہوں۔"

"میں تو کب سے آپ کو آوازیں لگاتے یہی بتانا چاہ رہی تھی لیکن آپ سن کہاں رہی تھی میری۔"یوجنا نے کہا تو وہ کھسیا کر رہ گئی، علیزے سن کھڑی تھی۔

"خیر زے کیا ہوا ہے کچھ بولو۔"وہ علیزے کی طرف مڑی۔

"بھائی کہاں ہے۔"وہ مہک کو نظر انداز کرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی جب وہ چونکی۔

"ایک منٹ ہوا کیا ہے مجھے بولو۔"مہک حیران پریشان اسے روکنے لگی۔

"مہک وہ....."علیزے رونے لگی تو مہک کے ساتھ یوجنا بھی حیران رہ گئی۔

"زے کیا ہو گیا تم رو کیوں رہی ہو ایک منٹ یوج تم پانی لے کر آؤ میں اس کو کمرے میں لے کر جاتی ہوں۔"مہک یوجنا سے کہہ کر جلدی سے علیزے کو کمرے میں لے کر آئی جس نے کمرے میں آکر مزید رونا شروع کر دیا تھا۔

"اللہ لڑکی کچھ کہو گی نہیں تو پتہ کیسے چلے گا کدھر تھی کیا ہوا ہے؟"مہک پریشانی سے اسے بستر پر بٹھانے لگی۔

"آپی پانی۔"یوجنا جلدی سے پانی لے کر آئی، رائمہ بھی ساتھ داخل ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"کیا ہو گیا تم رو کیوں رہی ہو؟" رایمہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بھائی کو بلاؤ پلیز۔" وہ آنسو بے دردی سے صاف کرتی چیخی۔

"ہاں میں بلا کر لاتی ہوں۔" رایمہ بھاگ کر جانے لگی تو عدیب خود اندر چلا آیا۔

"بھائی؟" علیزے اٹھی اور اس کے گلے لگ گئی۔

"کیا ہوا زے رو کیوں رہی ہو؟" وہ بھی حیران سے اسے اپنے سے لگاتے پوچھنے لگا۔

"بھائی ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔" وہ الگ ہوتی ہوئی بولی، عدیب نے مہک کو دیکھا اور مہک نے عدیب کو یعنی علیزے کو معلوم ہو گیا تھا۔

"ادھر بھیٹو یوج پانی لاؤ۔" عدیب نے اسے بٹھایا اور پانی پلایا۔

"کس نے بتایا تمہیں؟" پانی پینے کے بعد وہ علیزے کے پاس گھٹنوں کے بل بھیٹ کر پوچھنے لگا جب وہ چونکی۔

"یعنی آپ کو معلوم ہے؟"

"ہاں مجھے بھی آج ابھی معلوم ہوا۔" عدیب نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے سر جھکایا۔

"مجھے.... مجھے اس شاہ زیب نے خود بتایا کہ میں اس کی بچپن کی فیانسے ہوں آپ کو بھی ڈیڈ نے یہی بتایا؟ "

"صرف تم ہی اس کی نہیں میں بھی اس کی بہن کا فیانسے ہوں۔" دھک۔ علیزے کے چودہ طبق روشم ہو گ ۓ۔

"واٹ؟" وہ چیختی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"ہاں بچپن میں تم دونوں کی بات طے ہوئی تھی۔" رایمہ آہستگی سے بولی۔

"تمہیں معلوم تھا اور تم نے بتایا نہیں؟" علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا تو وہ سر جھکا گئی۔

"بھائی اب کیا ہو گا یہ گاؤں والے بہت پوزیسو ہوتے ہیں اب ہماری زندگی برباد ہو جائے گی ہم ہمیشہ کے لیے یہی رہ جائیں گے ہمارا مستقبل پلین سب تباہ ہم......" حواس باختہ اس کے منہ میں جو آرہا تھا وہ کہنے لگی، اس کی بات عدیب نے اس کو جھنجھوڑ کر کاٹی۔

"شٹ اپ زے۔" وہ چونکی، مہک رایمہ اور یوجنا پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔

"تمہیں تو شکر کرنا چاہیے۔" عدیب کی بات پر علیزے نے الجھ کر دیکھا۔

"یہاں ہم کسی سے بچپن سے منسوب ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں شکر کرنا چاہیے؟" وہ حیرت اور غصہ کے ملے جلے تاثرات سے بولی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں کیونکہ نکاح نہیں ہوا صرف معاملی سی بات طے ہوئی تھی اور چلو نکاح بھی ہوتا تو کیا ہو جاتا یہاں تو دس بیس سال کی شادیاں ٹوٹ جاتی ہیں یہ بچپن کی کمٹمنٹ کیا چیز ہے اور ویسے بھی یہ اِیلیگل ہے کوئی ہمارے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا وی آر آڈلٹس اور ہمیں اپنی زندگی کا فیصلہ لینے کا قانونی اور اسلامی حق ہے۔"اس نے تفصیل میں علیزے کو سمجھایا تھا،اس کے آنسو فوراً تھم گئے اور وہ مسکرا کر جلدی سے سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔"وہ خوشگوار حیرت سے بولی۔

"تم ہو ہی بدھو۔"مہک نے اس کے سر پر چپت ماری۔وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"اب جزباتی انسان یہاں بھیٹو۔"عدیب نے اسے کندھوں سے پکڑ کر بٹھایا،رایمہ انگلیاں مروڑتے ہوئے بے چین ہوئی۔

"آپ لوگ بہت غلط کر رہے ہیں اس رشتے سے ایک ایک انسان کی امیدیں جڑی ہیں ہمارے دادا جان کا فیصلہ تھا اور دادی جان کی تو خواہش ہے آپ کیسے......"رایمہ کی جزباتی تقریر جو کہ علیزے اور عدیب کے لیے حد سے زیادہ جزباتی تھی وہ عدیب نے روکی۔

"رایمہ پلیز۔"

"یہ تو مجھے اپنی بہن لگتی ہی نہیں۔"علیزے آچڑ کر بولی۔رایمہ غصہ سے کمرے سے نکل گئی۔

"اس طرح تو نہیں کہنا چاہیے تھا زے تمہیں۔"مہک نے ہمدردانہ نظروں سے دروازے کی چھوکٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو کس طرح کہتی جب دیکھو اس کو ان ہی کی پڑی رہتی ہے مرے ہوئے دادا کے فیصلے مرنے والی دادی کی خواہش ان سب کے چکر میں اپنی خوشیاں کا بلیدان دیں دیں اس کو تو عادت ہے۔" وہ طیش سے بولی۔

"کوئی کسی قسم کا بلیدان نہیں دے رہا اور زے تم نے مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہے۔" عدیب اس کے برابر بھیٹتا ہوا بولا تو اس نے الجھ کر دیکھا۔

"کیسا وعدہ؟"

"یہی کہ کچھ بھی ہو جائے تم ڈیڈ کے اموشنل بلیک میل ڈرامے میں نہیں پھنسو گی ہمیشہ یہی ہوتا لیکن اس بار بات تمہارے مستقبل کی ہے تمہاری ہے بتاؤ مجھے رہ لو گی تم اس گاؤں کی حویلی کے اس انسان کے ساتھ جسے تم نفرت کرتی ہو؟"علیزے نے فوراً معصومیت سے نفی میں سر ہلایا پھر بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"نہیں بھائی اس بار بات میری زندگی کی ہے اور علیزے انور کبھی بھی اپنی زندگی پر سمجھوتا کرنا نہیں جانتی۔" عدیب اور مہک ایک ساتھ مسکرا دیے۔

"چلو تیاری پکڑو ہم آج ہی شام کی چھ بجے کی فلایٹ سے نکل رہے ہیں۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ گیا تھا۔

یوجنا جو کب سے خاموش سب سن رہی تھی اس نے فکر مندی سے علیزے کو دیکھا پھر عدیب کو اور پھر وہ باہر بھاگ گئی۔

☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا اتنی بھاگی بھاگی کہاں جا رہی ہو؟" یوجنا سے ٹکرا کر حسن ہنس کر بولا۔

"ڈیڈ کے کمرے میں۔" وہ لب چباتے ہوئے بولی اور پھر چلنے لگی۔

"تم اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہو؟ "

"کچھ نہیں۔"

"تو پھر آؤ کچھ کھیلیں۔" حسن نے خوش ہوتے ہوئے کہا، اسی وقت ماورہ ان دونوں کی جانب آئی۔

"نہیں کھیل سکتی یہاں بہت بڑی بات ہو گئی ہے" وہ پریشانی سے بولی۔

"کیسی بات؟" ماورہ نے کو جھتے ہوئے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
www.zubinovelszone.com

"وہ ماورہ باجی بھائی اور آپی آج ہی واپس جا رہے ہیں۔" یوجنا نے بتایا، ماورہ کے چہرے پر خوشگوار حیرت کا رنگ آیا تھا۔

"کیا سچ؟" وہ خوشی سے بولی، یوجنا چونکی۔

"جی؟"

"اب... میرا مطلب کیوں؟" اس نے تاثرات کے ساتھ بات تبدیل کی۔

"ان کو سب معلوم ہو گیا ہے۔" وہ بس اتنا بولی اور پھر انور بخت کے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

"کیا سب باجی؟" حسن نے سوچتے ہوئے کہا لیکن ماورہ خاموش رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"تمہارا دماغ درست ہے؟" فرقان بخت کی آواز میں سختی تھی، شاہ زیب کچھ نہ بولا۔

"میں تم سے بات کر رہا ہوں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت۔" اس نے جھکا سر اٹھایا۔

"میں سن رہا ہوں بابا جان۔"

"یہ کیا حرکت کی ہے تم نے جب بڑے شامل تھے تو تم نے کیوں علیزے انور بخت کو اپنے اور اس کے رشتے کے بارے میں آگاہ کیا؟" وہ غصہ سے بپھرے۔

"باباجان میں معزرت خواہ ہوں۔"اس نے اٹھا سر واپس جھکا لیا تھا۔

"پہلے تمہارے اسی غصہ کی وجہ سے تم نے شہروز مخسید سے جھگڑا کیا اور اب یہ۔"شاہ زیب نے آہستگی سے سر اٹھا کر فرقان بخت کے پاس کھڑے سمیر کو غصہ سے گھورا تو اس نے ادھر ادھر دیکھ اس کی گھوری نظرانداز کی،اس کا مطلب یہ تھا کہ سمیر نے ہی شہروز مخسید والی بات تایاجان کو بتائی تھی۔

"کیا ہو گیا آپ کو کیوں اتنا غصہ کر رہے ہیں؟"مہرون نساء پریشانی سے اپنے برابر بھیٹرے فرقان بخت سے بولیں۔

"تو تم ہی بتاؤ میں کیا کروں علیزے بخت اور عدیب بخت دونوں آج شہر جا رہے ہیں۔"شاہ زیب کی نظریں اپنی کولاپوری چپل کی نوک پر تھی جس کو وہ دھیرے دھیرے ہلا رہا تھا۔

"چائے۔"سِلا مسکراتی ہوئی اندر چائے کی ٹرے لے کر آئی۔

"نہیں پینا کچھ۔"وہ غصہ سے بولے،سِلا نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔

"کیا ہوا باباجان؟"وہ ٹرے میز پر رکھتی ہوئی فکرمندی سے پوچھنے لگی۔

"اپنے لالا سے پوچھو۔"وہ شاہ زیب کو گھورتے ہوئے بولے۔

"ہاں تو بتا دیا تو بتا دیا نا کسی نہ کسی دن معلوم ہو جانی تھی اب بس بھی کریں۔" مہرون نساء بیٹے کی وکالت میں بولیں۔

"وہ اس کے باپ سے اسے معلوم ہوتی تو زیادہ بہتر ہوتا وہ اپنے طریقے سے سمجھا دیتا لیکن شاہ نے آگے سے بتا کر بات خراب کر دی ہے اب اماں جان کو کہا بتائیں گے ؟" سِلا کو ساری بات سمجھ آ گئی تھی۔

"بھائی جان نے عدیب کو بتائی تو کون سا کچھ کر لیا الٹا عدیب نے آگے سے جھڑک دیا تھا فایدہ ہی نہیں تھا ہمیں تھوڑا سختی سے پیش آنا ہو گا وہ لوگ بچیں ہیں نا سمجھ ہیں ہم تو بڑے ہیں نا۔" مہرون نساء بولیں۔ سِلا نے حیرت سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"میں آتا ہوں۔" فرقان بخت کے فون آنے پر وہ اٹھ کر کمرے سے چلے گ ئے۔

"امی جان آپ یہ کیا کہہ رہی ہے رشتے زبردستی نہیں بنتے اور کیا وہی آخری لڑکی ہے لالا کے لیے ہزاروں لڑکیاں ہے جو ہمارے لالا سے شادی کرنے کے لیے بے تا....." سِلا کی بات مہرون نساء نے کانٹی، سمیر فرقان بخت کی جگہ پر بھیٹ گیا۔

"خاموش ہو جاؤ تمہیں اندازہ بھی ہے تم کیا کہہ رہی ہو علیزے انور بخت اور ہمارے شاہ کا رشتہ مزاق نہیں ہے ابا جان نے جانے سے پہلے یہ فیصلہ لیا تھا اور امی جان کی خواہش ہے پورا گاؤں واقف ہے۔" شاہ زیب نے سر اٹھا کر ماں کو دیکھا۔

"ہاں تو کریے زبردستی بنائے زبردستی رشتے لیکن ایک بات یاد رکھے گا نہ ہی وہ یہاں ایڈجسٹ کر پائے گی اور نہ ہی ہمارے لالا خوش رہ پائیں گے ایک نہیں دو زندگیاں برباد ہوں گی۔" وہ غصہ سے کہتی نکل ہی رہی تھی کہ مہک اندر داخل ہوئی،اس نے ایک نظر مہک کو دیکھا اور تیزی سے باہر نکل گئ۔

"ارے مہک آؤ بیٹا۔" مہرون نساء سِلا کو کچھ کہتیں مہک کو آتا ہوا دیکھ بات بدلتی ہوئی میٹھے لہجہ میں بولیں۔

"وہ آنٹی آپ کو انکل بلا رہے ہیں وہ باہر پاپا کے ساتھ ہیں۔" اس نے کہا۔انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا اور اٹھ کر چلی گئیں۔

"مہک بھیٹو نا۔" سمیر نے پر تکلف کھڑی مہک سے کہا۔وہ بھیٹ گئ۔شاہ زب نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے سمیر کو عمیق نظروں سے دیکھا تھا،اس کے دماغ میں ضرور کچھ چل رہا تھا۔

"ایک بات بتاؤ مہک ؟" شاہ زیب نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے اس کو گھورا۔وہ جو سوچ رہا تھا وہی تھا سمیر ضرور علیزے اور عدیب کے بارے میں سوالات کرنے والا تھا۔

"علیزے سے تمہاری کب سے دوستی ہے ؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"زے سے میری بچپن کی دوستی ہے وہ بچپن سے چاچو کے ساتھ ہمارے گھر آتی تھی اور پھر جب بڑے ہوئے تو وہ خود آنے لگی ایک دو سال میں عدیب اور زے ہمارے ہاں آتے تھے کبھی ہم بھی وہاں چلے جاتے ہیں ورنہ باقی فون پر رابطہ رہتا۔" وہ مسکراتے ہوئے تفصیل سے بتانے لگی۔

"اچھا کیا مصروفیات ہے عدیب اور علیزے کی؟" سمیر نے چائے کا کپ اٹھاتے ایک نظر شاہ زیب کو دیکھ کہتے اس کو بھی چائے آفر کی لیکن اس نے انکار کر دیا، شاہ زیب خاموشی سے چائے پی رہا تھا۔

"دیب تو بس دوستوں میں رہتا اور اپنے ہی فرینڈ کے ساتھ بزنس سٹارٹ کرنے والا ہے اس بندے کے اندر بہت دماغ ہے اس نے بزنس ہی پڑھا ہے کافی اچھا ہے وہ بزنس میں اور باقی زے کا ایک ہی شوق ہے گاڑیوں کا۔ "

"گاڑیوں کا؟" سمیر نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں گاڑیوں کا سڈنی میں ہر ویک ریس لگتی ہے وہ ہمیشہ اس میں حصہ لیتی ہے اور لازمی جیتتی ہے وہی اس کی پاکٹ منی ہوتی ہے اور بہت اعلیٰ قسم کی گاڑی چلاتی ہے وہ کوئی نہیں ہرا پاتا اس کو باقی پڑھائی اور دوستیاں وغیرہ۔" اس نے کندھے اچکا کر بات ختم کی۔

"دلچسپ پہلی لڑکی کو دیکھ رہا ہوں جس کو ایسے شوق ہے۔" سمیر نے شاہ زیب کی جانب دیکھ کر کہا جس نے صفائی سے اس کی شوخ نظروں کو نظر انداز کیا تھا۔

"نہیں بہت سی لڑکیوں کو ہوتا ہے زے کا بھی بس ان لڑکیوں میں شمار ہوتا ہے جن کا بچپن گڑیا سے کھیل کر نہیں بلکہ لڑکوں کے کھلونوں سے کھیل کر ہوا ہے یہی وجہ ہے دیب اور زے ایک دوسرے سے بہت کلوز ہیں دیب اس کو ہمیشہ ساتھ رکھتا ہے دیب اور اس کے زیادہ تر شوق ایک ہی ہیں۔" مہک نے مسکرا کر بتایا۔

"خیر آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے؟" مہک کو یاد آیا تو وہ چونکی۔

"نہیں بس کزن ہے ہم جاننا ضروری ہیں نا۔" وہ گڑبڑا کر بولا۔

"آپ لوگوں کی کیا ہابیس ہیں؟" مہک نے پوچھا۔ سمیر ہنس کر شاہ زیب کو دیکھا جس نے خالی کپ میز پر رکھ دیا تھا۔

"ہمارے لیے ہابیس کیا بس کام کام چلو میں تو اپنے کالج اور یونی کے عرصے میں تھوڑا بہت ٹایم پاس کے لیے دوستوں کے ساتھ گھومنا اور بایکنگ کر لیتا تھا لیکن ان صاحب نے پہلے پڑھائی کو اپنا مقصد بنایا ہوا تھا پھر پڑھائی ختم ہوئی تو کام کو بس بہت ہی بورنگ انسان ہے یہ۔" آخری بات سمیر نے آہستہ سے کی تھی مگر بدقسمتی سے شاہ زیب کو آواز آ گئی تھی اور اس نے مہک کی موجودگی میں صرف گھوری سے نوازا تھا۔

"بورنگ ہے پھر تو آپ کی علیزے سے بالکل نہیں بننے والی اور میں نے سنا آپ غصہ بھی کرتے لو بھئی اب تو بننے ہی نہیں والی۔" مہک نے ہنس کر کہا۔ شاہ زیب اور سمیر نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تمہیں معلوم ہے سب؟" سمیر نے پوچھا۔ اس نے سر ہلایا۔

"میرے سامنے ہی تو زے نے آسمان سر پر اٹھایا تھا لیکن ہمیشہ کی طرح دیب نے اسے سمجھالیا۔ "

"تو اب کیا تم لوگ تو آج جا رہے ہو نا؟"

"ہاں جا تو رہے ہیں زے اور دیب کی ضد ہے جانا تو پڑے گا۔" مہک نے کندھے اچکا کر کہا پھر اس کے ہاتھ میں پکڑا فون بجنے لگا۔

"دانی کی کال ہے مجھے بلا رہا تھا لیکن دیکھو میں یہاں باتیں کرنے بھیٹ گئی میں جاتی ہوں۔" وہ مسکرا کہتی ہوئی فون کان سے لگا کر ناک آؤٹ ہو گئی جب سمیر نے شاہ زیب کو دیکھا تھا۔

"اب کیا ہو گا؟" اس نے پوچھا۔

"مجھے پروہ نہیں۔" وہی تین لفظ، وہی انداز، وہی لاپرواہی صرف مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے ہی جھلکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"کیسی ہے تیری اماں کی اب طبیعت ؟"ماورہ نے اسے پانی کا گلاس پکڑاتے ہوئے پوچھا۔

"چنگی ہے اب تو بس مجھے دیکھنے کے بہانے چاہیں ہوتے ہے اس کو۔"افشاں نے اس کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہنس کر کہا۔

"تو ٹھیک ہے ناتوان سے کتنی دور یہاں حویلی میں کام کرتی ہے ماں ہے فکر تو لگی رہتی ہے۔"وہ اس کے ساتھ پلنگ پر بھیٹتی ہوئ بولی۔

"تو کام بھی تو میں ان کے لیے کرتی ہوں ناان کی دوایوں کے لیے ماہا کے اسکول کے لیے۔"وہ پانی پیتی ہوئی بولی۔

"ماہا کیسی ہے خیال رکھ رہی ہے وہ خالہ ساجدہ کا؟ "

"ہاں اب زیادہ رکھ رہی ہے طبیعت خراب ہوئ تھی نہ۔"

"خیر تو بتا یہاں سب صحیح ہے میں نے سنا ہے پردیس سے مہمان آئے ہیں۔"افشاں کے پوچھنے پر ماورہ مسکرائ۔

"اور آج جانے والے بھی ہے۔ "

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا مطلب میں نے ابھی بڑی بیگم صاحبہ کو چھوٹے بابا اور اس لڑکی کی شادی کا ذکر کرتے سنا تھا اور چھوٹی بی بی کی بھی تو اس لڑکی کے بھائی سے ہو گی نا۔" افشاں حیرت سے بولی۔

"یہ لوگ جتنا بھی کہہ لیں وہ لوگ پردیسی ہے زور زبردستی ان پر نہیں چل سکتی دونوں نے اپنے باپ کو جواب دے دیا اور آج جا رہے ہیں واپس۔" بات کرتے وقت ماورہ کے چہرے پر الگ ہی چمک تھی جو افشاں نے غور کی۔

"تو نے تو دعائیں مانگی ہوں گی۔" ماورہ چونکی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تو کہاں چاہتی ہے بچپن میں ہوا فیصلہ سرانجام تک پہنچے۔" افشاں اس کے چہرے پر ان ہی تاثرات کو کھوج رہی تھی جو اس کے چہرے سے عیاں ہو رہے تھے۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔" اس نے تیزی سے اٹھ کر اپنی پشت افشاں کی طرف کر لی، وہ اپنا چہرہ چھپا رہی تھی۔

"ماورہ یہ بات تو بھی جانتی ہے اور میں بھی تو کیا فایدہ؟" وہ مڑی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے تو سفر کر کے آئی ہے آرام کر۔" وہ نظریں چراتی بات بدلنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"مجھے یہ بتا کیا انجام ہے اس سب کا ہاں؟" ماورہ چونکی۔

"کتنی بار کہاں ہے کہ ہم یہاں صرف کام کرتے ہیں ہم ملازم ہیں یہاں کہ وہ ہمارے اکلوتے وسیلے اس کی وجہ سے ہمیں چھت ملی ہے تین وقت کا کھانا ملتا ہے اور تو ان ہی کی ملکہ بننے چلی ہے۔" افشاں نے ایک بار پھر اسے سمجھایا۔

"میں ان کی ملکہ نہیں ان کے دل کی ملکہ بننا چاہتی ہوں۔" وہ کھوئے ہوئے انداز سے بولی۔

"دماغ خراب ہے تیرا؟" افشاں اسے ڈانٹتے ہوئے اٹھی اور اسے کندھوں سے پکڑا اپنی طرف متوجہ کیا۔

"ماورہ مت بھول کہ کون ہے تو کیا اوقات ہے تیری کیا اوقات ہے ہماری خود کو ایک نظر دیکھ اور پھر علیزے بخت بی بی کو دیکھ تو ان کے مقابلے کبھی نہیں آسکتی بلکہ چھوٹے بابا کی جڑی کسی چیز کے قابل نہیں ہے تو۔" افشاں نے اسے بار سخت لفظوں میں سمجھایا۔

"ہاں ہاں جانتی ہوں میں جانتی ہوں کہ میں ایک ملازمہ ہوں جانتی ہوں لیکن یہ دل یہ دل نہیں جانتا اس دل میں چھپی محبت نہ تو رنگ دیکھتی کے نہ ذات دیکھتی ہے

اور نہ انسان یہ محبت کبھی بھی کسی سے ہو جاتی دل پر اختیار آج تک ہوا ہے کس کا؟" وہ چلا کر بولی۔ افشاں حیران رہ گئی، اس کی آنکھوں میں جنون تھا۔

"لیکن تو بھول رہی ہے ایسا ممکن نہیں ہے نہ تھا نہ ہے اور نہ ہو گا تو صرف خود کو تکلیف پہنچا رہی ہے۔" افشاں نے اسے اب نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔

"تو مجھے مت سمجھا جا یہاں سے۔" ماورہ دو قدم پیچھے ہو گئی۔

"لیکن میری بات تو سن؟"

"میں نے کہا جا یہاں سے اکیلا چھوڑ دے مجھے۔" افشاں نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے پھر بند کر لیے ابھی کوئی فایدہ نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے کوٹیج سے باہر آ گئی، اسے اب ڈر لگ رہا تھا ماورہ کی پانچ سالوں سے خاموش چھپی محبت اب جنون اختیار کر رہی تھی اور افشاں کا معلوم تھا اسے اس کی ماں نے ایک بار اسے کہا تھا۔

"بیٹا جب محبت جنون میں تبدیل ہو جائے نا تو وہ آگ بن جاتی ہے اور اگر آگ کو ہوا دی جائے تو وہ نفرت بن جاتی ہے اور نفرت آگ اور محبت جب یہ تین ہو جائے نا تو یہ سب کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور سب سے پہلا شکار خود کا وجود ہوتا ہے۔" اسے اب خوف آ رہا تھا۔ جانے آگے کیا ہونا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

سامنے لگے چھوٹے سے گول شیشہ میں اسے اپنا عکس نظر آیا، کچھ دیر پہلے کہی ہوئی وہ صرف افشاں کی باتیں نہیں تھی بلکہ وہ باتیں تھیں جو وہ ہر رات سونے سے پہلے اور ہر صبح اٹھنے کے بعد سوچا کرتی تھی جو اس کے محبت سے دیکھے گئے خواب کو پل بھر میں چکنا چور کر دیا کرتی تھی، اس کی بنائی خیالی دنیا کو جس میں وہ ہوتا تھا اس کو مٹا دیا کرتی تھی اور ان ہی باتوں کو سوچ کر وہ ہمیشہ یہ فیصلہ کیا کرتی تھی کہ بس ابھی نہیں لیکن جب ہی اسے سامنا ہوتا تھا تو دل ایسے بدلتا تھا جیسے اس نے کبھی ماورہ سے وعدہ ہی نہ کیا ہو اسے نہ چاہنے کا، اور وہ بے خبر اسے تو اندازہ بھی نہیں تھا کہ کوئی اس کی ایک جھلک کے لیے دیوانہ گھومتا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے شیشہ کے قریب آئی اور اپنے آپ کو غور سے دیکھا اور پھر اس نے علیزے کو یاد کیا۔

علیزے کا کھلا کھلا رنگ،

اس کا کا بجھا بجھا رنگ،

علیزے کی تعلیم کا بولتا اعتماد،

تعلیم سے محروم اس کا اعتماد تو سر اٹھانے کا بھی نہیں تھا،

علیزے کی بڑی بڑی کالی آنکھیں،

اس کی ویران آنکھیں ویسے نہیں تھی،

علیزے کی مسکراہٹ،

اس نے تو شاید مسکرانا ابھی سیکھنا ہی شروع ہی کیا تھا۔

وہ زندگی سے بھرپور،

وہ زندگی کی ماری،

وہ آزاد پھنچھی،

وہ قید میں ہاری،

وہ موم کیا گڑیا جیسی،

تو وہ مجبوریوں کی پڑیا جیسی،

صیحح تو کہا تھا افشاں نے عیزے جیسی وہ نہیں تھی، وہ پڑھی لکھی فر فر انگریزی بولنے والی اور وہ مشکل سے میٹرک پاس کی ہوئی۔ جوڑ تھا اس کا اور مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا؟

کیا وہ لایک تھی ایک ملازمہ بخت حویلی کے چشمو چراغ کی بہو بننے کی؟

افشاں کا آج تک کہا ہوا ایک ایک لفظ سچ تھا جسے وہ بھاگتی آرہی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"جب میں یہ فرق دیکھ سکتی ہوں تو تم یہ زمین آسمان کا فرق کیوں نہیں دیکھ رہے؟" وہ اپنے دل سے مخاطب تھی، آواز میں ایک شدت تھی۔

"بولو کیوں کیوں؟" وہ سینے ہر ہاتھ رکھتی ہوئی بول کر بھیٹتی چلی گئی اور پھر اس کی سسکیوں کی آواز کو ٹیج میں باز گشت کر رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

"لالا مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" سِلا شاہ زیب کے کمرے میں داخل ہوتی ہوئی اجازت طلب نظروں سے بولی جو وہاں کچھ فائلز کا مطالعہ کر رہا تھا۔

"ہاں بھیٹو۔" اس نے فائز بند کر کے اپنے سامنے میز پر رکھ دی۔

"آپ جانتے ہیں ابھی امی جان ان دونوں سے بات کرنے گئی ہے انہیں سمجھانے یہ ہو کیا رہا ہے؟" سِلا غصہ سے بولی۔

"جو ہو رہا ہے ہونے دو۔" وہ واپس فائلز کھول کر بھیٹ گیا۔

"کیا مطلب جو ہو رہا ہونے دو کیوں سب اپنی بے عزتی کروانے ایک ایک کر کے ان کے پاس جا رہے ہیں جب سب جانتے ہیں جنہوں اپنے باپ کی سنی وہ کیا ان سب کی سنیں گے؟" شاہ زیب کا لاپرواہ انداز دیکھ وہ مزید غصہ ہو گئی تھی۔

"بچے دیکھو جو وہ کرنا چاہ رہے کرنے دو وہ لوگ بڑے ہیں ہم سے بہتر جانتے ہیں۔"وہ اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"لالا آپ انکار کر دیں اس رشتے سے۔"وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔وہ چونکا۔

"ہاں اس نے بھی کر دیا آپ بھی کر دیں ایسے کوئی زبردستی نہیں کرے گا ورنہ سب کو لگتا ہے بس علیزے ضد کر رہی ہے باقی آپ راضی ہیں۔"

"ہاں تو میں راضی ہوں۔"سِلا نے چونک کر اسے دیکھا۔

"میں دادی جان کی خواہش کا احترام کرتا آرہا ہوں اور دادا جان جان کا فیصلہ تھا اور میں نے آج تک نہ تو ان کی کوئی بات رد کی تھی اور نہ ہی میں دادی جان کی کرتا ہوں۔"پھر سے وہی باتیں جو وہ سِلا کو جانے کتنی بار کہہ چکا تھا۔

"آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ آپ خود چاہتے ہیں اس چڑیل سے شادی کرنا۔"شاہ زیب نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"چڑیل؟"وہ مسکرایا۔

"ہاں چڑیل جو آپ کا خون پی جائے گی۔"وہ غصہ میں آگ بگولہ ہو رہی تھی۔

"لیکن خون تو ڈاین پیتی ہیں۔"وہ موڈ میں تھا۔

"ہاں تو وہ ڈاین بھی ہے سب کچھ ہے۔" وہ چلا کر بولی۔ وہ ہنس دیا۔ کتنی دلکش ہنسی تھی جو تہوار کی طرح چہرے پر آتی تھی۔

"آپ ہنس رہے ہیں یا میں اتنی پریشان ہوں۔" وہ حیرت سے اسے دیکھ کر بولی۔

"تو کیا کروں؟"

"آپ انکار کریں۔"

"میں نے کہا میں نے کر سکتا۔"

"یہ بولیے کہ آپ انکار کرنا ہی نہیں چاہتے۔" سِلا اس کا چہرہ بغور دیکھنے لگی۔

"کیونکہ آپ اسے بچپن سے چاہتے ہیں۔" شاہ زیب سر اٹھا کر مسکرا دیا۔

"تمہیں لگتا ایسا ہو سکتا ہے۔" وہ سر جھٹک کر فائلز اٹھانے لگا۔

"نہیں چاہتے؟"

"نہیں؟" نیلی آنکھیں فائلز پر جمی تھیں۔

"پھر نظریں ملا کر کیوں نہیں کہہ رہے۔" سلا بدوقت بولی، وہ چونکا۔

"نہیں مجھے صرف بڑوں کا کہنا ماننا ہے بس۔" وہ سر اٹھا کر اسے نظریں ملا کر بولا۔

"تو پھر بھٹیں رہیے فرماں بردار بن کر اور کروائے اپنی توہین۔" وہ پیر پٹختی چلی گئ جبکہ شاہ زیب نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی تھی،اب اس کا کام کرنے کا دل نہیں رہا تھا۔

اس نے فائلز ایک طرف کر دیں۔

☆☆☆☆☆☆

"یار صبح سے سب نے زندگی عذاب کر دی ہے ہر کوئ آئے جا رہا ہے اور ایک ہی رٹ لگا رہا ہے مت جاؤ مت جاؤ دل تو چاہ رہا تھا سناؤں خوب لیکن رک گی کہ کیا فایدہ۔" وہ ادھر ادھر چکر کاٹتی ہوئی فون میں سر دیے عدیب سے بولی۔وہ ہنس دیا۔

"بھئ کب تک نکلنا ہے؟ "

"پہلی فلایٹ تو کینسل ہو گئ ہے رات کی کروائ ہے۔" وہ موبایل میں مصروف سا بولا۔

"ایک تو اس فلایٹ کو بھی ہمارے وقت میں ہی کینسل ہونا تھا ساری رکواٹیں آج ہی آنی تھی۔" وہ غصہ سے بڑبڑاتی ہوئی عدیب کے ساتھ ہی بھیٹ گئ۔

"فکر نہ کرو چاہیں جتنی بھی رکواٹیں آجائے ہمیں جانے سے کوئ نہیں روک سکتا۔" وہ موبایل ایک طرف پھینکتے ہوئے بولا۔اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہیلو گائیز واٹس اپ ؟" مہک لہراتی ہوئی آئی۔ علیزے نے حیرانی سے دیکھا۔

"اوہ گائیز کی بچی تم کہاں مٹکتے ہوئے گھوم پھر رہی ہو تیاری ہے نا جانے کی؟ "

"ہاں یار ڈونٹ وری میں سامان پیک ہے تم اپنی سناؤ۔" وہ سامنے صوفے پر نیم دراز ہوتی ہوئی مست انداز میں بولی۔

"کیا سناؤں میں تو ایک ایک پل گن رہی ہوں۔ "

"آنے کی ضرورت کیا تھا؟" دانیال اندر آتا ہوا بولا۔ علیزے نے غصہ سے مہک کی طرف دیکھا۔

"اس کی وجہ سے۔"

"ہاں جیسے میں نے تو تمہارے سر پر بندوق رکھ دی تھی نا۔" مہک تذبذب ہوتی ہوئی فوراً کھڑی ہوئی۔

"کیا ہو گیا گائیز اور تو کہاں تھا؟" عدیب نے دونوں کو ٹوکتے ہوئے چپس کھاتے ہوئے دانیال سے پوچھا۔

"میں سمیر کے ساتھ تھا وہ گاؤں کے بارے میں بتا رہا تھا اور یہ لوگ کیا کام کرتے ہیں وہ سب ".....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ایک بات بتاؤ تمہاری کچھ زیادہ دوستیاں نہیں ہو گئی یہاں؟"علیزے بھنویں اچکاتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"زے یار تم لوگوں کی پرسنل لڑائی ہے ہم سے تو ٹھیک ہے۔"دانیال مہک کو سائیڈ کرتا ہوا صوفے پر بھیٹ گیا۔

"مجھے بھی کھلاؤ۔"مہک نے چپس لینے چاہے۔

"بکھارن ہر وقت مانگتی رہنا ہٹو یہاں سے۔"وہ اس کا ہاتھ جھٹکتا ہوا بولا۔

"کس اینگل سے میں تمہیں بکھارن دکھتی ہوں؟"مہک اتنی زور سے چیخی تھی کہ علیزے کو اپنے کانوں میں اگلیاں ٹھونسنی پڑی تھیں۔

"کیا ہو گیا؟"عدیب نے ڈانٹا۔

"آپی؟"یوجنا آواز لگاتی ہوئی آئی۔

"اچھا ہوا آ گئی تم ادھر آؤ جب سے یہاں آؤ ہو شکل ہی دکھانا بھول گئی ہو کچھ لگتے ہیں ہم تمہارے۔"علیزے اس کو آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی۔

"ہاں یوج کدھر ہو تم اور رایمہ کہاں ہے؟"عدیب نے بھی پوچھا۔

"چھوٹی باجی یہی کہی ہوں گی میں آپی سے یہ کہنے آئی ہوں میرے ٹیب کی بیٹری نہیں ہے آپ اپنا فون دیں دیں مجھے دوست کو کال کرنی ہے۔"

"یہ لو اور سنو یہی رہو ادھر سے ہلنا نہیں اور اس بچے کے ساتھ تو بالکل نہیں رہنا کیا پتہ تمہارا ابھی اس کے ساتھ نکاح ہی کروادیں۔"علیزے کی بات پر مہک نے اپنے سر پر ہاتھ مار لیا تھا جبکہ دانیال چپس کھانے میں مصروف تھا۔

"کیا ہو گیا آپی اور اس کا نام حسن ہے ہی از ویری گڈ فرینڈ آف ماین۔"یوجنا منہ بنا کر بولی۔

"نہیں بھئی ان جیسے لوگوں کا بھروسہ نہیں ہوتا بچپن میں ہی یہ نکاح اور منگنیاں کردیتے ہیں اب جیتی جاگتی مثال میری اور بھائی کی لے لو۔"عدیب نے مسکرا کر تاید کی۔

"بالکل صحیح کہہ رہی ہے آپی زیادہ کسی سے مل جلنے کی ضرورت نہیں۔"یوجنا نے تپ کر علیزے کا فون لیا اور باہر چلی گئ۔

"مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی ان لوگوں کو ہم معصوموں پر ترس نہیں آیا تھا اللہ کتنے چھوٹے ہوں گے ہم۔"وہ سوچتے ہوئے بولی۔

"توبہ زرے بہت بڑی فلم ہو تم۔"مہک آنکھیں گھماتے ہوئے بولی، عدیب واپس فون اٹھاتے ہوئے مسکرا دیا۔

☆☆☆☆☆☆

"بھائی صاحب یہ کیا ہے بچیں تو کسی کی بھی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔" مہرون نساء نے حیرانی سے انور بخت سے کہا جو فرقان بخت کے سامنے پہلے ہی شرمندہ بھیٹے تھے۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تربیعت میں کھوٹ رہ گئی ہے اور رہتے بھی نہیں تو کیسے ماں کا سایا جن پر نہ ہو وہ ایسے ہی اٹھتے ہیں۔" مدیحہ بخت کہتے کہتے آخری پر چوٹ دے گئی تھی۔

"آپا یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ ایسا نہیں ہے بس تھوڑے بہت ضدی اور خودسر ہو گ ئے ہیں۔" انور بخت فوراً بولے۔

"معاف کرنا انور تھوڑے بہت نہیں پورے کے پورے اور علیزے کو دیکھا ہے تم نے کہیں سے اس گھر کی بیٹی نہیں لگتی ہے یہاں کی لڑکیوں میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔" فرقان بخت نے ہاتھ اٹھا کر مدیحہ بخت کو روکا اور انور بخت سے مخاطب ہوئے۔

"انور ہم نے اماں جان کو منہ دکھانا ہے ابھی وہ دوایوں کے زیرِ اثر سو رہی ہیں لیکن جب اٹھیں گی تو سب سے پہلے بچوں کو دیکھنا چاہیں گی اور دوسری بات میں نے یہ سوچا

تھا کہ اسی مہینے شاہ زیب کا نکاح علیزے سے اور عدیب کا نکاح سِلا سے کر دیا جائے بھلے علیزے کی رخصتی اس کی پڑھائی ختم ہونے کے بعد لے لی جائے۔"انور بخت نے حیرانی سے سر اٹھایا۔

"بھائی جان آپ کو نہیں لگتا آپ کو کچھ جلدی کر رہے ہیں ابھی تو وہ اپنے اس رشتے کے بارے میں باخبر ہوئے ہیں اور ابھی ہی نکاح پہلے ان سے مجھے بات........"فرقان بخت نے ان کی بات کاٹی۔

"جلدی انور بخت شاید تم بھول رہے ہو پانچ سال کی تھی علیزے جب وہ ہمارے شاہ زیب کی منگ بنی تھی اور آج ماشاللہ وہ بڑی ہو گئی ہے اتنے سال سے ہم انتظار میں تھے اور کتنا کریں چلو ہم تو کر لیں اماں جان کو صبر نہیں اور ان کی طبیعت کا تمہیں معلوم ہے دن بہ دن بگڑتی جا رہی ہے۔"فرقان بخت نے سخت آواز میں کہا۔

"اور ان کے لبوں پر بس ایک ہی خواہش ہے کہ وہ ان چاروں بچوں کو ایک ہوتا دیکھ لیں۔"مہرون نساء بولیں۔

"اور ہمیں بھی شاہ زیب کی دلھن جلد سے جلد لانی ہے تم بتا دو اگر صحیح ہے تو ٹھیک ورنہ لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔"مدیحہ بخت اترا کر بولیں تو فرقان بخت اور مہرون نساء نے انہیں حیرانی سے دیکھا، انور بخت نے سر جھکا لیا تھا۔

"یہ کیا بول رہی ہیں آپ آپا ہم اماں جان اور اس حویلی کے ایک ایک فرد علیزے کے علاوہ کسی اور کو شاہ کے ساتھ تصور بھی نہیں کر سکتے۔" مہرون نساء کی بات فرقان بخت نے تاید کی۔

"یہ کوئی مزاق نہیں بلکہ اباجان مرحوم کا آخری فیصلہ ہے جو بچپن میں ہی کیا گیا تھا۔" فرقان بخت بھی بولے۔

"بھائی جان مجھے تھوڑا وقت دیجیے میں بچوں سے بات کرتا ہوں اور آپ یہ نہ سمجھیں کہ مجھے اس رشتے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے نہیں بھائی جان بھابھی جان یہ رشتہ اتنا ہی مجھے عزیز ہے جتنا آپ سب کو ہے ابا مرحوم کا آخری فیصلہ اور اماں جان کی خواہش سر آنکھوں پر ہے شاہ زیب سے اچھا اور سلجھا ہوا لڑکا میری بیٹی کہ لیے اور کہیں نہیں ملے گا اور سمجھدار اور معصوم سِلا بیٹی میرے عدیب کے لیے پرفیکٹ ہے اباجان کا فیصلہ بہت اچھا تھا اگر وہ نہ کرتے تو میں خود یہ بات کرتا۔" انور بخت کی بات پر فرقان بخت اور مہرون نساء مسکرا دیئیں۔

"ہمیں بھی علیزے بخت اور عدیب بخت اتنے ہی عزیز ہیں جتنے کہ ہمارے شاہ اور سِلا۔" مہرون نساء مسکراتی ہوئی بولیں۔ سب نے سر ہلایا۔

☆☆☆☆☆☆

"یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ حویلی کی چھت پر کھڑے سیگرٹ سلگاتے ہوئے شاہ زیب کے پاس آیا۔

"تم نے پھر سے شروع کر دی؟" وہ اس کو سیگرٹ کا دھواں اڑاتا ہوا دیکھ کوفت سے بولا، اسے سیگرٹ سے گھن آتی تھی۔

"میں نے چھوڑی کب تھی؟" وہ ایش ٹرے میں سیگرٹ رکھ کر بجھاتا ہوا بولا۔

"خیر یہ سب کیا چل رہا ہے؟"

"کیا؟" وہ انجان بنا۔

"یہی جو کب سے چل رہا ہے۔"

"تم نے سیٹھی صاحب کو فائل پہنچا کر ساین لے لیے تھے؟" وہ میز اور دو کرسیوں کی طرف آیا۔

"میں نے تم سے یہ پوچھا ہے؟"

"تم نے کیا پوچھا ہے وہ بھی نہیں تو بتا رہا ہے۔" وہ میز پر رکھے کاغذات کا مطالعہ کرنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ تمہاری کیا رائے ہے علیزے کے بارے میں سِلا نے مجھے بتایا تم فرماں بردار تو ایسے بنے ہو جیسے شادی تم نے نہیں کسی اور کو کرنی ہو۔" وہ غصہ سے بولا۔

"تو؟" وہ ایک لفظ کہہ کر کرسی پر بھیٹ کر پوری توجہ سے کاغظات کے صفحے پلٹنے لگا، سمیر نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"شاہ تمہاری زندگی کا سوال ہے سِلا کی زندگی کا سوال ہے ایسے کیسے تم لاپرواہی برت سکتے ہو؟" وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بھیٹ گیا، شاہ زیب نے گہری سانس لی اور فائل بند کر کے واپس ٹیبل پر رکھ دی۔

"کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ تمہاری اپنی کوئی مرضی خواہش کچھ تو ڈسکس کرو پہلے بھی ہمیشہ خاموش تھے اب بھی ہو۔" بچپن سے شاہ زیب اور سِلا کو معلوم تھا کہ وہ کسے منسوب ہے بلکہ انہیں یاد دلایا جاتا تھا اور وہ جانتے تھے، سِلا کئی بار مہرون نساء سے بحث کر لیتی تھی لیکن شاہ زیب نے آج تک اس موضوع پر کوئی بات نہ کی تھی البتہ الٹا کوئی کچھ کہتا تو تعبے داری سے وہ سر ہلا دیا کرتا تھا، یہی بات سِلا کو ناگوار گزرتی تھی، وہ کیوں اپنی پسند، اپنی مرضی، اپنی خوشی کو فوقیت نہیں دیتا تھا؟

"میری رضا میری خواہش وہی ہے جو دادی جان کی ہے اور بچپن میں کیا جانے والا فیصلے کو پورا کرنا ہے جس کے لیے میں تیار ہوں۔" اس نے وہی بات کی جو اس نے سِلا سے کہا تھا۔

"کیا کرو گے تم دونوں شادی کے بعد ہاں کیسے رہو گے مختلف مزاج کے ساتھ؟" سمیر اس کے وہی جواب پر غصہ سے بولا۔

"جیسے رہتے ہیں اور جہاں تک بات ہے مختلف مزاج کی تو مجھے اپنے رنگ میں ڈھالنا آتا ہے وہ بیوی ہو گی میری اس کو ویسے ہی رہنا ہو گا جیسے میں رہتا ہوں۔" نیلی آنکھیں سنجیدہ تھیں، سمیر نے نفی میں سر ہلایا۔

"شاہ زیب......" وہ کچھ کہتا کوئی تالیاں بجاتے ان کی طرف آیا۔ دونوں چونک کر کھڑے ہو گ ئے۔

"واؤ مسٹر شاہ زیب بخت تو آپ میری بہن کو اپنے رنگ میں ڈھالنے کی منصوبے بنا رہے ہیں۔" عدیب نے تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا، ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"جانتے ہو تم اس کو جب کسی ڈریس کا کلر بھی پسند نہیں آتا نا تو وہ ہنگامہ مچا دیتی ہے جب اس کی پسند کا اس کو کھانا نہیں ملتا تو وہ کچھ نہیں کھاتی ہے جب اسے کوئی پریزنٹیشن

ملتی ہیں نا اور وہ اس کو پسند نا آئے یا دلچسپی نہ ہو تو وہ نہیں بناتی وہ ایسی ہے اور تم چلے اس کو اپنے جیسا گوار گاؤں والا بنانے واٹ آ جاک۔" وہ کہتے ہوئے ہنسنے لگا۔

"عدیب تمہیں کچھ......" سمیر کو شاہ زیب نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور دلچسپی سے سینے پر ہاتھ باندھے اسے سننے لگا۔

"تمہیں لگتا ہے تم عورتوں پر حق جماؤ گے یہ کہہ کر کہ وہ تمہاری بیوی ہے تمہاری نوکرانی ہے تو پلیز اپنی جیسی ادھر کی رہنے والی لڑکیوں کے ساتھ کرو کیونکہ میری بہن میری بہن ہے اور کسی کے اندر ہمت نہیں کہ اس کے ساتھ ذرا سا بھی سختی سے یا زبردستی سے پیش آئے۔" شاہ زیب دھیمے سے مسکرایا، سمیر نے آنکھیں بند کر کے جیسے افسوس کیا، وہی مسکراہٹ جو طوفان سے پہلے آنے کی خاموشی کہہ لو یا تمانچہ مارنے سے پہلے والا سگنل اب چاہے وہ لفظوں کا تمانچہ ہو یا ہاتھوں کا سامنے والا ضائع ضرور ہو جاتا تھا۔

"ایک بات بتاؤ مجھے ؟" مخصوص مسکراہٹ لیے وہ دو قدم عدیب کے پاس آیا، سمیر نے "کیوں پنگا لیا بھائی ؟" والے تاثرات سے عدیب کو دیکھا۔

"بھائی ؟" اسے پہلے وہ کچھ کہتا علیزے آواز لگاتے ہوئے ان کی طرف آ گئی، سمیر نے شکر دل میں کیا تھا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو؟" شاہ زیب خاموشی سے دو قدم پیچھے ہو گیا۔

"کچھ نہیں بس کسی کو اوقات یاد دلا رہا تھا۔" وہ شاہ زیب کی طرف دیکھتا بولا، علیزے نے بھی اس کی طرف دیکھا جس کی نیلی کرڑی آنکھیں عدیب پر جمی تھیں، ان آنکھوں سے علیزے کو جانے کیوں خوف آتا تھا۔

"میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ یہاں کہ لوگوں کے مت منہ لگا کرو خیر لنچ کا ٹائم ہو گیا ہے چلو اور ہاں ریڈی ہو جاؤ لنچ کے فوراً بعد نکلنا ہے۔" وہ سمیر اور شاہ زیب کی موجودگی کو یکسر نظر انداز کر کے بولی اور عدیب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئی۔

سمیر اور شاہ زیب نے دونوں کی پشت دیکھی جب شاہ زیب بولا۔

"اوقات بتانے آیا تھا اوقات دکھا کر چلا گیا۔" سمیر نے چونک کر اسے دیکھا جس کی نظریں اب تک وہی تھیں جہاں سے وہ دونوں گ ئے تھے۔

"میں سِلا کی شادی اسے ہر گز نہیں ہونے دوں گا۔" سمیر نے حیرت سے دیکھا۔

"کیا واقعی؟ "

"ہاں میں بات کروں گا بابا جان سے۔" وہ سرد لہجہ میں کہتا ہوا میز پر رکھی فائلز اٹھا کر نکل گیا جبکہ سمیر

نے مسکرا کر شکر ادا کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
www.zubiinovelszone.com

"چلو کم از کم ایک تو اس رشتے سے آزاد ہو گا۔" وہ اس کے پیچھے جاتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"دادی جان آپ کا کھانا اور دوایاں۔" ماورہ انیلا بخت کے کمرے میں کھانے کی ٹرے لے کر داخل ہوئی، وہ ابھی سو کر اٹھی تھی۔

"یہ دوایاں کھا کھا کر متلی ہونے لگی ہے۔" وہ بے بسی سے بولیں۔

"دادی جان جب تک آپ دوایاں نہیں کھائیں گی آپ پہلے جیسی ٹھیک کیسے ہوں گی ہاں؟" وہ میز پر ٹرے رکھ کر ان کی طرف متوجہ ہوئی اور ان کے سر سے دوپٹا نکال کر ان کو شال اڑھانے لگی۔

"آج آپ کو نہلانا بھی ہے جلدی سے کھانا کھا لیں۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

"جیتی رہ میری لوئی۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی بولیں۔

"دادی جان آپ سے ایک بات کہوں؟" ماورہ ٹرے ان دونوں کے درمیان کے فاصلے پر رکھ کر انہیں اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتی ہوئی بولی۔ انہوں نے سر کو خم دیا۔

"ہاں بول۔"

"مجھے لگتا ہے جیسے میرا کوئی اپنا نہیں ہے۔" اس کے چہرے پر افسوس والے تاثرات تھے جو کہ ہر گز سچ نہ تھے۔

"یہ کیا بات کر دی ہاں؟" وہ کھانا چھوڑ کر غصہ سے بولیں۔

"ہاں نا دیکھیے کسی کو میری فکر نہیں ہے میری تنہائی کی اماں ابا کے جانے کے بعد صرف آپ ہی تھی جنہوں نے مجھے یہاں سہارہ دیا صرف آپ ہی تھی جنہوں نے مجھے بیٹی بنا کرر کھا اور اگر اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو گیا تو میرا کیا ہو گا ایک آپ ہی تو ہے میری دل سے فکر کرنے والی۔" آنسوؤں کے قطرے آنکھوں سے گرے۔

"نہیں میری بچی۔" انہوں نے اس کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

"ایسا نہ سوچ تو تو میری بیٹی ہے پانچ سال سے میرے پاس میری دیکھ بھال کرتی ہے میں نے تجھے آج تک نہ ملازمہ سمجھا ہے اور نہ کسی کو سمجھنے دیا ہے۔" وہ سر اثبات میں ہلاتی ہوئی ان سے الگ ہوئی۔

"اور تو فکر نہ کر ایک بار میری خواہش میری آنکھوں کے سامنے پوری ہو جائے تو اس کے بعد تیرے لیے میں اپنے مرنے سے پہلے کچھ نہ کچھ کر کے جاؤں گی تو نے کیسے سوچ لیا کہ میں تجھے ایسی چھوڑ جاؤں گی؟" انہوں نے پیار سے کہا۔ وہ مسکرا دی۔

"اچھا اب یہ آپ جلدی سے کھانا کھالیں پھر دوایاں بھی لینی ہیں۔" وہ ان کے منہ میں نوالہ ڈالتی ہوئی بولی۔

"میری عین کہاں ہے؟" انہوں نے اسے پوچھا۔ وہ مزید مسکرائی۔

"وہ تو چلی گئی۔" انیلا بخت نے حیرت سے ماورہ کو دیکھا جس کے چہرے سے معصومیت ٹپک رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"یار جب سے اس حویلی میں آئے ہیں گاؤں گھومنے کا موقع ہی نہیں ملا۔" وہ مہک کے ساتھ حویلی سے باہر آتے ہوئے بولا۔

"تمہیں کیا دیکھنا ہے یہاں؟" مہک نے موبایل میں مصروف اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے سنا ہے یہاں بے حد حُسن ہے۔" وہ انگڑائی لیتا ہوا دھوپ میں آ کھڑا ہوا۔

"ارے ہاں یوج نے بتایا تھا کہ یہاں قریبی حُسن چاچا رہتے ہیں اور وہ اتنے مزیدا........" دانیال نے تیزی اس کی بات کاٹی۔

"میں حُسن کی بات کر رہا ہوں خوبصورتی کی خیر تمہیں کیا پتہ حُسن کیا ہوتا ہے تمہاری شکل بندریہ سے زیادہ ملتی ہے۔" مہک نے دانت پیستے ہوئے اسے گھورا۔

"اور تمہاری چوہے جیسی۔" مہک کیا کم تھی؟

"ہاں ہاں جانتا ہوں آپ کے بھائی میں لیونیر ڈو کی جھلک ہے بس بس۔" وہ بلا فضول بالوں میں ہاتھ پھیرتا اترا کر بولا۔ مہک بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔

"دانیال علی انسان کو اتنی خوش فہمی ہونی چاہیے جتنی ممکن ہو۔" وہ چبا چبا کر بولی، دانیال جانتا تھا لیونیر ڈو پر مہک کا بچپن سے زبردست والا کرش ہے اور وہ کوئی موقع نہیں جانے دیتا تھا مہک کو تپانے کا۔

"ارے بھئی بس کرو اتنی تعریف نہ کرو جانتا ہوں کہ ٹائیٹینک کے لیے انہیں مجھے ساین کرنا چاہیے تھا۔" وہ کیا بول رہی تھی اور وہ کیا جواب دے رہا تھا، اب مہک واقعی میں غش کھاتی کھاتی رہ گئی۔

"میرا دل چاہ رہا ہے اس گاؤں کے کسی گہرے کنوں میں تمہیں پھینک کر آ جاؤ۔" وہ چلائی جبکہ وہ ہنسا۔

"مہک تم اپنے بھائی سے جلتی ہو کیونکہ تمہارے بھائی کو دیکھ لڑکیاں ایسے بھاگ کر آتی ہے جیسے شاہ رخ خان اپنی بانہوں کو پھیلا کر ہیروین کو آغوش میں لیتا ہے۔" اس نے واقعی میں دونوں بازو پھیلائے آنکھیں بند کیے ہونٹوں پر گانے کی دھن بجائی تھی۔

مہک حیرانی سے اسے دیکھ رہی، اس بندے کو کتنی غلط فہمیاں تھیں۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سنیے؟" دور سے کسی لڑکی کی آواز آئی۔

"آجاؤ سمرن آجاؤ۔" وہ دونوں بازو پھیلائے آنکھیں بند کیے سر لہراتے ہوئے بولا، مہک نے مسکراہٹ دبائی۔

"جی سنیے۔" وہ زنانہ آواز اب قریب آ گئی تھی۔

"صرف تمہیں ہی سن رہا ہوں میری دل کی دھڑکنیں تک تمہارا ورد کر رہی ہیں۔" وہ رومانوی انداز میں بڑبڑایا۔

"میں نے کہا تھا ایک بار بھی با نہیں کھول لوں تو لڑکیاں ایسے آتی ہیں۔" وہ آنکھیں بند کیے مہک سے مخاطب ہوا۔

"ہاں ذرا اپنے نین کھول کر دیدار تو کر لیے اپنی سمرن کا۔" مہک مسکراہٹ دبائے بولی تو اس نے اپنے ماتھے پر گرے بالوں کو جھٹکتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔

"صاحب ذرا آپ ایک طرف ہو جائیں پوچھا مارنا ہے۔" سامنے کوئی پینتس سال کی ملازمہ دانت نکال کر بولی اور یہ مہک کا جاندار قہقہہ حویلی میں گونجا جبکہ دانیال کے بیگ گراؤنڈ میں "میرا دل تڑپ رہا ہے، میرا جل رہا ہے سینا۔" اونچی آواز میں بج رہا تھا، وہ تیزی سے دانت کچکچاتے سیدھا ہوئے مہک کو گھسیٹ کر ایک طرف ہوا۔

"جب تم جانتی تھی کہ سامنے کوئی دوشیرہ نہیں بلکہ کام والی بائی تھی تو بول نہیں سکتی تھی۔" وہ روندھی ہوئی آواز سے بولا لیکن مہک کے قہقہہ جاری تھے۔

"مہک آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں کھانا کھایا آپ لوگوں نے ؟" عمارہ ان دونوں کو دیکھ ان ہی کی طرف چلی آئی۔

"ہاں ہاں کب کا کھالیا تھا۔" مہک اپنی ہنسی پر قابو کرتی ہوئی بولی۔

"اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتائیے گا۔" عمارہ مسکرا کر بولی۔

"آپ یہ بتائیں یہاں پر گاؤں والی پیور لسی کہاں ملتی ہے ؟" دانیال اپنا غم بھول کر جوش سے پوچھنے لگا۔

"آپ کو پینی تھی آپ پہلے بتاتے ہم بنوا لیتے۔" عمارہ بولی۔

"نہیں کوئی پروفیشل بندا جو مشہور ہو یہاں پر میں نے سنا....." دانیال کی بات کاٹتی مہک مسکراہٹ دبائے عمارہ سے بولی۔

"عمارہ بتایے یہاں کس کی مشہور لسی ہے ؟"

"ہاں حُسن چاچا کی۔" عمارہ کے بولنے پر دانیال کی مسکراہٹ سمٹ گئی جبکہ مہک کا دوبارہ قہقہہ گونجا، عمارہ نے حیرانی اسے دیکھا، اس نے کیا کچھ غلط کہا تھا؟

"مر جاؤ تم جلتے ہیں سب مجھ سے۔" وہ بڑبڑاتا ہوا مہک کو دکھا دیتا ناک آؤٹ ہو گیا جبکہ مہک کے قہقہہ جاری تھے، عمارہ نے الجھ کر دیکھا۔

"میں بتاتی ہوں بس یہ سمجھیں کسی کے دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ گ ئے۔" وہ عمارہ سے کہتی ہوئی پھر ہنسنے لگی، عمارہ کے کچھ پلے تو نہ پڑا لیکن وہ پھر بھی مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆

"زے سب ریڈی ہے دس منٹ میں ہم بس نکل رہے ہیں۔" عدیب کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ کان سے فون لگائی علیزے نے سر ہلایا۔

"دانی اور مہک کو کال کر رہی ہوں۔" اس نے اپنا ہینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ان کو کہو باہر ہی ملیں۔" وہ ہینڈ کیری دروازے تک لے جاتے ہوئے بولا۔

"بیٹا؟" انور بخت ان دونوں کو تیار کھڑا دیکھ اندر آئے۔

"جی ڈیڈ ہم جا رہے ہیں آپ لوگ یوج اور رایمہ کے ساتھ آ جائے گا۔" عدیب بولا۔

"بھائی علیزے یہ کیا ہے منع کیا تھا نا پھر بھی؟" رایمہ انور بخت کے پیچھے آتی ہوئی پریشانی سے بولی۔

"پلیز رایمہ ہمیں لیٹ ہو رہا ہے۔" علیزے جلدی سے بولتی کمرے سے جانے لگی جب انور بخت نے روکا۔

"میری بات سن لو پہلے بیٹے۔" انہوں نے پیار سے کہا۔

"جی بولیں؟" علیزے ان کے سامنے آئی۔

"اپنے باپ کی لاج رکھ لو میری جان ویسی شرمندہ ہوں میں۔" وہ جس انداز سے بولے کچھ پل کے لیے علیزے کے تاثرات نرم پڑ گئے، عدیب نے علیزے کو دیکھا۔

"زے میں نے کیا کہا تھا؟" عدیب نے یاد دلایا، علیزے نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ڈیڈ اس بار آپ کا کوئی اموشنل بلیک میل نہیں چلنے والا۔ "

"بلیک میل میں بلیک میل کرتا ہوں؟" وہ حیرانی سے بولے، رائمہ نے افسوس سے دیکھا۔

"ڈیڈ دیر ہو رہی ہے ہمیں چلو زے۔" عدیب جانے لگا۔

"عدیب بیٹا میری بات سن لو پہلے۔" وہ اس کو روکتے ہوئے بولے۔

"کیا ڈیڈ پھر سے وہی کمزور کوشش آپ یہ بات جانتے ہیں کہ کوئی کچھ بھی کر لے میرا اور زے کا فیصلہ نہیں بدلنے والا۔" عدیب نے باور کروایا۔

"اور کیا ہم کوئی بھیڑ بکری ہے جب من چاہا جس کے ساتھ باندھ دیا؟" علیزے بھی غصہ سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelzone.com

"میرے بچے ہو تم لوگ ایک باپ اپنے بچوں کے لیے کبھی برا نہیں چاہے گا۔"

"ہم جانتے ہیں کہ آپ کبھی برا نہیں چاہیں گے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کے آنکھوں میں محبت کی پٹھی بندھی ہے اندھا کر رکھا ہے ان سب نے۔" علیزے اونچی آواز میں بولی۔

"یہ کیا طریقہ ہے ڈیڈ سے بات کرنے کا؟" رایمہ غصہ سے بولی، انور بخت نے ہاتھ اٹھا کر اس کو روک دیا۔

"بولنے دو رایمہ بیٹا میں بھی دیکھوں میرے بچوں میں نفرت کا کتنا زہر ہے۔" عدیب نے آنکھیں گھمائی۔

"نہیں ڈیڈ یہ نفرت بلا وجہ نہیں ہے یہ سب آپ کے ان سو کالڈ آپنوں کی وجہ سے ہے دے ڈیزرواٹ۔" علیزے کی آنکھوں میں نمی آگئی تھی۔

"اور ان ہی کے ساتھ چل پڑے مجھے اور زے کو باندھنے۔" عدیب درمیان میں بولا۔

"بیٹا شاہ زیب اور سِلا بہت اچھے اور سلجھے ہوئے بچیں ہیں بہت خوبصورت تربیعت کی ہے بھائی جان اور بھابھی جان نے اور سِلا بڑی ہی معصوم لڑکی ہے تم اس کے ساتھ خوش رہو گے اور ویسے ہی شاہ زیب تمہیں خوش رکھے گا ایک بار سوچ کر تو دیکھو تم لوگ جانتے ہی کتنا ہو؟" انور بخت نے سمجھانے کی کوشش کی۔

"یہی تومسلہ ہے ڈیڈیہی تومسلہ ہے کہ ہم جانتے ہی کتنا ہے اور نفرت الگ جن کے ساتھ میں ایک ہفتہ رہنا بھی برداشت نہ کروں آپ پوری زندگی کی بات کررہے ہیں شادی کی بات کررہے ہیں لایک سیر یسلی ڈیڈ آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ علیزے انور علیزے وہ ایسے کسی جاہل جٹ گاؤں کے کسی انسان سے شادی کرے گی وہ بھی اس حویلی کے بیٹے سے ویری فنی۔"علیزے ساری بڑھاس نکالتی ہوئی مصنوعی ہنسی ہوئی بولی۔

"میں نے تمہیں کتنی بار کہاہے کہ وہ جاہل جٹ کوئی پینڈو نہیں ہے پڑھے لکھے تمیز دار ہیں اور تمہارا ہی خون......"رایمہ کی بات علیزے نے تیزی سے کاٹی۔

"اتنا شوق ہے نا تمہیں اتنے اچھے لگتے ہیں نا تو میری جگہ تم کیوں نہیں کرلیتی اس سے شادی؟"رایمہ تحیر سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

"علیزے۔"انور بخت سخت آواز میں چلائے،عدیب موبایل میں پوری طرح مصروف تھا اور اس انٹینس سین کے ختم ہونے کا بے صبری سے انتظار کررہا تھا۔

"تمہاری کتنی گری ہوئی سوچ ہے۔"رایمہ تلملائی۔

"واؤ میری سوچ گری ہوئی ہوگی زبردست بھئی۔"علیزے طنزیہ مسکرائی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ویسے ڈیڈ مجھے سمجھ نہیں آتا جب بچپن میں یہ رشتہ ہو رہا تھا تو مجھے کیوں بیچ میں لایا گیا آئی مین آپ کے سو کالڈ بھائی جان کے سب سے بڑے بیٹے کا رشتہ آپ کی سب سے بڑی بیٹی کے ساتھ ہونا چاہیے تھا نا مجھے ہی کیوں چنا جو دوسرے نمبر پر آتی ہے ہاں؟"

رائمہ غصہ اور بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیونکہ اماں جان کی عین ان کے سب سے زیادہ قریب تھی۔" انور بخت افسردہ مسکراہٹ سے بولے۔

"عین ادھر آجا۔" وہی آواز کانوں میں گونجی جو آواز جب گونجی تھی جب وہ پہلی دفعہ انیلا بخت سے ملی تھی۔ اس نے سر جھٹکا۔

"واٹ ایور چلو بھائی۔" وہ برابر کھڑے عدیب کا بازو پکڑ کر بولی تو اس نے سر ہلایا۔

علیزے عدیب۔" انور بخت اب کی بار سخت آواز میں مخاطب ہوئے۔

"اگر جانا ہے تو چلے جاؤ لیکن ایک بات یاد رکھنا آئندہ اپنے باپ کو اپنی شکل نہ دکھانا۔"

علیزے عدیب اور رائمہ نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"ڈیڈ آپ ان لوگوں کے لیے اپنے بچوں سے رشتہ توڑ رہے ہیں؟" عدیب غصہ اور حیرانی کے ملے جلے تاثرات سے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں جانتی تھی کہ یہ لوگ ہمارے باپ کو بھی ہم سے جدا کر دیں گے ایک دن۔" علیزے کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

"علیزے زبان سنبھال کر۔" انور بخت چلائے۔

"ڈیڈ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔" رایمہ جلدی سے ان کے پاس آئی۔ وہ پہلے ہی ہانپ رہے تھے۔

"کیا آرام سے ہاں کیا آرام سے میں جانتی تھی کہ یہ لوگ مجھ سے میرا باپ بھی چھین لینگے ماں کا سایا تو تھا ہی نہیں باپ کا بھی چلا گیا۔" علیزے بھی غصہ میں بے قابو ہو کر مزید چیخی، آنسو ایک ایک کر کے گر رہے تھے۔

"علیزے پلیز چپ ہو جاؤ ڈیڈ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔" رایمہ آنکھیں دکھا کر بولی، انور بخت یکدم خاموش ہو کر اسے دیکھ رہے تھے۔

"پہلے آپ کو بھڑکایا اور پھر اس عورت سے آپ کو جوڑا اور پھر اس عورت نے کیا کیا ہاں یاد ہے آپ کو؟" عدیب نے حیرانی سے علیزے کو دیکھا، وہ یکدم ماضی کو سامنے لے آئی تھی۔ وہی دردناک ماضی جس کی وجہ سے جو کچھ بھی آج ہو رہا تھا، انور بخت سن ہو گئے تھے، رایمہ اسے مسلسل چپ رہنا کا اشارہ کر رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"دیکھ لے گا ایک دن ڈیڈ انشاللہ ایک دن سب کے آگے آئے گا جس جس نے ہمارا بچپن ہم سے چھینا ہے اس عورت کے آگے اور اس بڑھیا کے سامنے اس حویلی کے ایک ایک فرد کے آگے مر رہی ہے ناوہ انشاللہ میری بلا سے اسی وقت مر جائے وہ۔"

علیزے بے قابو ہوتی ہوئی چیخ رہی تھی، رایمہ نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔

"زے کام ڈاؤن چلو یہاں سے۔" عدیب نے اسے کندھوں سے پکڑ کر کمرے سے لے جانا چاہا، انور بخت بت بنے کھڑے تھے۔

"چلو زے۔" وہ آنسو پونچھتی عدیب کے ساتھ لگ کر کمرے سے نکلنے لگی جب انور بخت ٹوٹی ہوئی آواز میں پکارے۔

"بیٹا؟" علیزے رکی اور پلٹ کر دیکھا۔

"آج سے سارے رشتے ختم ڈیڈ پہلے ہم صرف یسیر تھے آج یتیم بھی ہو گئے۔" بھیگی سرخ آنکھوں سے وہ بولی اور عدیب کے ساتھ باہر نکل گئی۔

"آ... میر..... بچے..... " اچانک انور بخت کا ہاتھ دل پر گیا اور وہ ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں دونوں کو پکارنے لگے۔

"ڈیڈ... ڈیڈ.... " رایمہ چیختی ہوئی ان کے پاس بھیٹی جو زمین پر گرے جارہے تھے۔

"ڈیڈ بھائی علیزے کوئی ہے۔" رایمہ دیوانہ وار چلا رہی تھی۔

"ڈیڈ۔" عدیب بھاگتا ہوا واپس آیا پیچھے علیزے نے حیرت سے سامنے زمین پر گرے ہوئے انور بخت کو دیکھا ان کے پاس چلاتی ہوئی رایمہ کو اور ان کا گال تھپتھپاتے ہوئے عدیب کو، اسے منظر دھندلا ہوا محسوس ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"چلے گئے کہاں چلے گئے میرے بچیں۔" ماورہ کے منہ سے سنے الفاظوں پر انہیں یقین نہ آیا تھا، وہ یکدم ہول گئی تھی۔

"سنبھالیے خود کو دادی جان وہ لوگ اپنی مرضی سے گئے ہیں۔" ماورہ پانی کا گلاس انہیں تھماتے ہوئے بولی جن کے ہاتھ پیر پھول رہے تھے۔

"نہیں عین عدیب میرے لور انور کہاں ہیں سب؟" وہ لڑکھڑاتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہو رہا ہے کیسا شور ہے؟" سلماں بخت جو پاس سے گزر رہی تھی انیلا بخت کا شور سن کر آئی۔

"اماں جان خیر ہے کیا ہو گیا۔" وہ ہڑبڑا کر ان کی طرف آئی۔

"بہو میرے بچیں کہاں ہیں؟" سلماں بخت نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے کہ سلطانہ بھاگتے ہوئے ان کے کمرے میں آئی۔

"بی بی جی... بی بی جی وہ... وہ انور صاحب کو ہارٹ اٹیک آیا ہے۔" وہ گھبرا کر بولی، ماورہ اور سلماں بخت نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اماں جان۔" اور اگلے ہی پل سلماں بخت پر انیلا بخت بے ہوش ہو کر گر گئیں کیونکہ یہ خبر ان کے لیے قیامت تھی۔

☆☆☆☆☆☆

ہسپتال میں انیلا بخت اور انور بخت دونوں ایڈمٹ تھے، انیلا بخت صدمے کی وجہ سے بے ہوش تھیں لیکن انور بخت کی حالت خراب تھی۔ انہیں تیسرا ہارٹ اٹیک آیا تھا۔ پہلے دو آرسٹیلیا میں آچکے تھے۔ وہ ہارٹ پیشنٹ تھے۔

اندر ڈاکٹرز کی دیکھ بھال میں وہ اس وقت موجود تھے اور باہر علیزے روتے ہوئے عدیب سے لگی ہوئی تھی، دلاور بخت، مہرون نساء کے ساتھ بیٹھے تھے جب سِلا آئی۔

"کیا ہوا بیٹا دادی جان کی طبیعت کیسی ہے؟" مہرون نساء نے اجلت میں پوچھا۔

"ہوش میں آگئی ہیں بس دوایوں کے زیرِ اثر ہیں۔" سِلا پریشانی سے کہہ کر دلاور شاہ کے برابر بھیٹ گئی جو اسے "سب ٹھیک ہو جائے گا۔" کہنے لگے۔

عدیب نے ایک نظر دلاود شاہ کے برابر سر جھکائے بھیٹی سر سے نیچے تک چادر میں لپٹی لڑکی کو دیکھا پھر مہرون نساء کو جو دور سے ہی علیزے کو سسکتا ہوا دیکھ رہی تھیں لیکن وہ چاہ کر بھی اس کے پاس آکر اسے دلاسہ نہیں دے سکتی تھیں۔

"امی جان وہ..... "شاہ زیب آیا بولتے بولتے رکا ایک نظر علیزے اور عدیب کو دیکھا پھر بولا۔

"بابا جان کا نمبر نہیں لگ رہا ہے۔ "

"تمہارے بابا جان کو بھی آج ہی شہر سے باہر جانا تھا۔" وہ پریشانی سے بولیں۔

"بھا بھی کچھ بہت ارجنٹ تھا۔" دلاور بخت نے کہا۔

"بھائی ڈیڈ ٹھیک تو ہو جائیں گے نا؟"علیزے عدیب سے الگ ہوتی ہوئی سسکیاں لیتی بولی، شاہ زیب انہیں دیکھتا ہوا سِلا کے برابر بھیٹ گیا، سِلا سمیت سب ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گ ئے۔

"ہاں بے بی رونا بند کرو۔"عدیب نے ایک نظر اپنی بھیگی شرٹ کو دیکھا پھر اس کے بے تحاشہ آنسوؤں کو، وہ اس کے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے بولا۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے میں ڈیڈ سے نہ بد تمیزی کرتی نہ ان کو ماضی یاد دلاتی نہ ان کی حالت بری ہوتی۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر پھر رونا شروع ہو گئ تھی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زے کیا ہو گیا۔" مہک تقریباً بھاگتی ہوئی آئی۔

"تھینک گاڈ تم آ گئی مہک یہ دیکھو روئے جا رہی ہے سن نہیں رہی۔" عدیب بے بسی سے بولا۔

"اوئے عجیب سی انسان چڑیل لگ رہی ہو۔" مہک اس کے پاس گھٹنوں پر بھیٹ کر چیر اپ کرتی ہوئی بولی۔

" لگنے کی ضرورت ہے ؟" سِلا بڑبڑائی تھی، شاہ زیب نے اس کو دیکھا تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"بکواس مت کرو گیٹ لاسٹ۔" علیزے سسک کر چیخی۔

"اف زے میرے دل کا شاہی ٹکرا چاچو ول بی فاین یار۔" اس نے اس کے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے اس سے کہا۔

"بیٹا مہک ٹھیک کہہ رہی ہیں تم بس دعا کرو اور گھر چلی جاؤ سِلا تم بھی بیٹا گھر جاؤ۔" مہرون نساء نے علیزے کو کہتے پھر سِلا سے کہا۔

"میں کہیں نہیں جا رہی۔" علیزے نے عدیب کی طرف دیکھ ضد سے روتے ہوئے کہا۔اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں تم کہیں نہیں جا رہی یہ لو بات کرو جنت ہے کال پر۔" عدیب کا فون وایبریٹ ہوا تو اس نے دیکھا جنت تھی اس نے علیزے کو پکڑا دیا۔ اس نے کان سے لگایا اور پھر رونے لگی۔

"جنت ڈیڈ کو ہارٹ اٹیک آیا ہے۔" وہ سب بتاتے ہوئے رو رہی تھی اگلی طرف سے جنت اسے سنبھال رہی تھی اور وہ سنبھل بھی رہی تھی، مہک نے ایک نظر اسے دیکھا اور ایک نظر فون کو۔ وہ غصہ دباتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور وہاں سے ناک آؤٹ ہو گئی۔

"مہک؟" علیزے جانتی تھی وہ کیوں اور کس وجہ سے گئی ہے، اس نے آواز لگائی۔

سِلا بڑے غور سے سب دیکھ رہی تھی، عدیب اور اس کی نظریں ملیں اور دونوں نے ہی چرا لیں۔

"میں آتا ہوں۔" فون پر نظر ڈالتے ہوئے شاہ زیب اٹھا اور چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆

"آپ مہراب علی ہیں؟" ڈاکٹر مہراب صاحب کے پاس آئے۔ انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''انور بخت ہوش میں آچکے ہیں وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔''مہراب علی کچھ ہی پل میں سمجھ گ ئے، آدھی گفتگو ان کی حویلی میں ہوئی تھی اور شاید وہی پوری کرنے کی لیے انور بخت بلا رہے تھے، وہ کوئی ضروری فیصلہ تھا جو وہ اس گھڑی لے رہے تھے، جب ہی سب سے پہلے ہوش میں آکر نہیں مہراب علہ سے ملنے کا خیال آیا تھا۔

''اماں جان بھائی صاحب کو ہوش آگیا وہ بالکل ٹھیک ہیں۔''دلاور بخت نے انیلا بخت کو دلاسہ دیا تو وہ کافی حد تک مطمعین ہوئیں۔

''اور میرے بچیں؟''ان کو ابھی بھی ماورہ کی کہی بات کا ڈر تھا۔

''وہ بھی یہی ہیں ہم سب کے ساتھ۔''دلاور بخت بولے۔

''مجھے اپنے ذوئی سے ملنا ہے۔''انہوں نے ایک بار پھر وہی ضد کی۔

''آپ بس ایک بار تندرست ہو جائے پھر گھر آجائے تب تک بھائی صاحب کو بھی چھٹی مل جائے گی۔''دلاور بخت انہیں سمجھانے لگے تھے لیکن وہ راضی نہیں تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

''ان لوگوں کا جانا رک گیا؟''یہی سوچ سوچ کر اسے گبھراہٹ ہو رہی تھی، ان کے جانے کی ساری خوشی مٹی میں مل گئ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اب کیا ہو گا۔" وہ پریشانی سے ٹہلنے لگی۔

"اگر اس نے اپنے باپ کے دباؤ میں آکر شاہ جی کو اپنے منگتیر ہونے پر قبول کر لیا تو؟"

وہ یکدم پلنگ پر گرنے کے انداز سے بھیٹ گئی۔

"نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔" نفی میں سر ہلانے لگی۔

"وہ صرف میرے ہیں صرف میرے۔" وہ خود سے ہی خود بول رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"بھائی میں نے کہا نا مجھے بھوک نہیں ہے کچھ نہیں کھانا میں نے۔" وہ سینڈوچس کی پلیٹ دور کرتی کوفت سے بولی، وہ دونوں ہسپتال کے کیفے ٹیریہ میں بھیٹے تھے۔

"زرے اب تو ڈیڈ ہوش میں آگے ہیں نا تم نے لنچ کیا ہوا ہے رات کے گیارہ بج رہے ہیں۔" عدیب نے اسے سمجھایا۔

"میرا دل نہیں۔" اس نے بے زاری سے کہا۔

"لیکن....." وہ کچھ کہتا کہ کال آنے لگی اس نے اٹینڈ کی۔

"ہاں دانی تم اور مہک یوج رایمہ کو سنبھالو ہم جلد آتے ہیں ہاں او کے۔" اس نے کال کانٹی کہ مہراب علی کی کال آنے لگی اس نے تھوڑا حیران ہو کر اٹھائی۔

"جی ہم کیفے ٹیریہ میں ہے آجایں۔"

"کیاہوا؟"

"پتہ نہیں انکل مہراب کچھ بات کرناچاہ رہے ہیں ہم سے۔" وہ فون بند کرتا ہوابولا۔

"ہم سے وہ تو ڈیڈ کے پاس تھے نا؟" علیزے فکر مندی سے بولی۔

"پتہ نہیں تم کچھ کھالو اچھا جوس ہی پی لو۔" عدیب نے پھر اسے منانے کی کوشش کی۔

"بھائی فار گاڈ سیک میں نے کہانا مجھے وامٹ ہو جائے گی مجھے کچھ نہیں کھانا۔" وہ ضد پر اڑی رہی۔

"بچوں۔" مہراب علی ان کی طرف آئے، کیفے ٹیریہ میں چند نرسس اور ڈاکٹر چائے پیتے ہوئے موجود تھے۔

"جی انکل مہراب آپ کو کیا بات کرنی تھی؟" علیزے نے جلدی سے پوچھا، عدیب اٹھ کر اس کے برابر بھیٹ گیا اور مہراب علی ان دونوں کے سامنے سنجیدگی سے بھیٹ گ ئے۔

"ڈیڈ کی طبیعت کیسی ہے؟" عدیب نے پوچھا۔

"بہتر ہے۔" وہ پریشان لگ رہے تھے۔

"کیا ہوا انکل مہراب از ایوریتھنگ آل رایٹ؟" علیزے کو گھبراہٹ ہوئ۔

"میں نے حویلی میں انور کو بہت سمجھایا تھا کہ تم لوگ اب بچیں نہیں ہو جوان ہو گئے ہو اور اس طرح تم لوگوں کے ساتھ زبردستی کر کے کسی ان چاہے رشتے میں نہ باندھے۔" وہ بولے، عدیب اور علیزے نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ان کو جو بے حد سنجیدہ تھے۔

"لیکن وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک تھا یہاں کہ کچھ ویلیوز ہوتے ہیں کچھ رسموات ہوتی ہیں اور بچپن میں کیا سب کے سامنے فیصلہ مزاق نہیں ہے۔" وہ کہہ رہے تھے اور وہ دونوں خاموشی سے سن رہے تھے۔

"پھر ہم نے ایک بیچ کا راستہ نکالا ہے جس سے تم لوگوں کی بھی بات مانی جائے گی اور ماضی میں کیا گیا فیصلہ بھی پورا ہو جائے گا۔" اب کی بار علیزے اور عدیب نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

"اور وہ راستہ کیا ہے؟" عدیب نے پوچھا، علیزے سانس روکے سن رہی تھی۔

"تم دونوں ایک دوسرے سے کتنا پیار کرتے ہو؟" اچانک وہ موضوع سے ہٹ کیوں گئے تھے؟ بے صبر ان کے بولنے کا انتظار کرتی علیزے نے الجھ کا سوچا۔

"کیا مطلب؟" عدیب نے پوچھا۔

"کیا کر سکتے ہو ایک دوسرے کے لیے تم دونوں بہن بھائی؟" وہ کیا ہوچھ رہے تھے؟

"بے تحاشہ میں بھائی کے لیے جان بھی دے سکتی ہوں۔" عدیب کچھ کہتا کہ علیزے بول اٹھی۔ عدیب نے مسکرا کر اس کو دیکھا۔ کچھ یاد آیا تھا۔

"میری لیے بھی یہ بچپن سے عزیز ہے۔" عدیب نے بھی اظہارات ظاہر کیے۔ علیزے کو بھی کچھ یاد آیا جو اس کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ اور آنکھوں میں نمی چھوڑ گیا۔

"لیکن آپ یہ سب ابھی کیوں پوچھ رہے ہیں راستہ بتائیں نا؟" علیزے نے سر جھٹک کر پوچھا۔

"راستہ یہی ہے۔"

"کیا؟" دونوں بیک وقت بولے۔

"جان تو نہیں لیکن تم میں سے ایک کو دوسرے کے لیے قربانی دینی ہو گی۔" علیزے اور عدیب ان کو دیکھتے رہ گئے۔

"ہاں بچوں ایک قربانی دے کر دوسرے کو بری کر دو آزاد کر دینا اس رشتے سے۔" علیزے عدیب نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بتاؤ مجھے کون دے گا پھر یہ زندگی کی قربانی؟"علیزے کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا دل باہر آ جائے گا۔اگر اسے جان بھی مانگی جاتی وہ خوشی دے دیتی مگر یہ تو شاید اس کے لیے جان دینے سے بھی بدتر تھا۔

اس کا اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"بولو بچوں کون کس کے لیے یہ قربانی دے گا؟"مہراب علی کی آواز پر وہ دونوں چونکے۔ایک دماغ کی الجھنوں میں پھنسا تھا تو دوسرا دل کی۔یہ کوئی چھوٹا فیصلہ نہیں تھا بلکہ پوری زندگی کا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ڈیڈ اب بھی ہمیں اس فیصلے میں الجھا رہے ہیں بس کریں ختم کریں۔"علیزے روتے ہوئے غصہ سے چیخی۔

"بیٹے تمہارے ڈیڈ کی حالت ٹھیک نہیں ہے ان کو کسی قسم کا ہم دکھ نہیں دے سکتے اپنے ڈیڈ کے خاطر تم دونوں میں سے ایک کو کرنا ہو گا۔"مہراب علی نے سمجھایا۔

"اگر ایسا ہے تو میں دوں گی یہ قربانی۔"علیزے نے آنکھوں کو بے دردی سے مسلتے ہوئے کہا۔

"زے ؟" عدیب نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"نہیں بھائی پلیز تم مجھے کچھ نہ کہو آخر صرف تمہاری ہی نہیں جنت کی زندگی کا بھی سوال ہے اور جنت میری بیسٹ فرینڈ میں اسے اتنا ہی چاہتی جتنا تمہیں۔" وہ ہیجانیت سے بولی۔

"پاگل ہو یہ وقت جزبات سے سوچنے کا نہیں دماغ سے سوچنے کا ہے۔" عدیب نے غصہ سے اسے جھڑکا۔اس نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔

"انکل مہراب میں کروں گا اس لڑکی سے شادی اور زے جائے گی واپس آرسٹیلیا۔" اس نے ہتمی انداز اپنایا۔

"آر یو شیور بیٹا؟" مہراب علی نے پوچھا۔علیزے نے عدیب کو دیکھ جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔عدیب نے اسے آنکھوں سے خاموش رہنا کا اشارہ کیا۔

"جی آپ جائیں اور ڈیڈ کو بتا دیں۔" مہراب علی نے سر ہلایا اور دونوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر کیفے سے چلے گ ئے جب علیزے حیرت اور غصہ سے کرسی پیچھے دھکیلتے ہوئے کھڑی ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"یہ کیا کیا تم نے بھائی تمہیں معلوم ہے تم جنت یہ سب کیا....." وہ بری طرح پاگل ہی ہو گئی تھی، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا جب وہ قربانی دینے کے لیے تیار ہے تو عدیب نے کیوں اسے روکا۔

"دماغ سے سوچنا چاہیے میری جان دل ہمیشہ ڈوباتا ہے۔" وہ چہرے پر پراسرار مسکراہٹ لیے سینے پر ہاتھ باندھ کر بولا۔ علیزے چونکی۔

"کیا مطلب اور تم ایسے مسکرا کیوں رہے ہو؟" اسے سمجھ نہ آیا کہ عدیب کے دماغ میں چل کیا رہا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆

"یعنی اب وہ دونوں یہ فیصلہ کریں گے کہ تم دونوں کی ان دونوں میں سے کس کی شادی ہو گی؟" سمیر خود ہی بول کر الجھ گیا تھا۔

"لالا دیکھا آپ نے ہماری عزت آخر آپ کب تک بڑوں کے فیصلوں کے خاطر اپنی اس طرح توہین کروائیں گے۔" سِلا کو جب سے پتہ چلا تھا وہ غصہ سے جل بھن رہی تھی، شاہ زیب خاموش رہا۔

"اب تم دونوں میں سے دیکھتے ہیں کون بلی بکرا بنتا ہے۔" سمیر کے کہنے پر شاہ زیب نے اسے خونخوار نیلی آنکھوں دکھائیں تھیں جس کو دیکھ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا۔

" صحیح کہہ رہے ہیں آپ لالا جانے وہ کیا فیصلہ لیں گے۔" سِلا فکر مندی سے بولی۔

"تائی جان آپ کو....." مہرون نساء آئیں۔ سمیر ان سے پوچھ ہی رہا تھا کہ انہوں نے سر ہلایا۔

"ہماری خواہش تو یہ تھی کہ ہماری بہو اور داماد وہی ہوں لیکن اللہ کو جو منظور۔" وہ افسوس سے بولیں۔

"اگر وہ نہیں راضی ہیں تو اس طرح زبردستی تو نہیں کی جا سکتی ہمیں بھی کوئی شوق نہیں ان سے شادی کرنے کا اس طرح کی بے عزتی آج تک نہیں ہوئی۔" سِلا دل میں بولی تھی، دوسری طرف شاہ زیب کے دماغ میں کیا چل رہا تھا وہ سمیر جاننے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ہمیشہ کی طرح چہرہ ہر تاثرات سے عاری بے تاثر تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"ادھر بھیٹو میں سمجھاتا ہوں۔" عدیب نے اسے اپنی سامنے والی کرسی پر بھٹایا پھر میز پر رکھے جوس کا سپ لیا اور پھر بولا۔ علیزے اسے اتنا لاپروہ دیکھ حیران تھی۔

"تم کون ہو؟"علیزے کی حیرانی مزید بڑھی، وہ کیسے سوال کر رہا تھا؟

"بھئی کیا مسلہ ہے بھائی پوائینٹ پر آؤ۔" وہ چڑ کر بولی۔

"بے بی پوائینٹ پر ہی ہوں چلو بتاؤ مجھے کون ہو تم؟"

"تمہاری بہن علیزے انور بس؟" وہ آنکھیں گھماتی ہوئی بولی۔

"نہیں تم کون ہو؟"علیزے چڑ کر اٹھنے لگی جب اس نے واپس بھٹایا۔

"میں بتاتا ہوں لڑکی ہو تم معلوم ہے نا؟" آخری بات شرارت سے پوچھیا۔علیزے نے دانت پیستے ہوئے اسے گھورا۔

"ارے واہ بتادیا مجھے تو مرتے دم تک پتا ہی نہیں چلتا کہ میں لڑکی ہوں۔" وہی طنزیہ والا انداز، عدیب زور سے ہنسا۔

"بھئی بولو نا۔" اسے الجھن ہوئی۔

"دیکھو تم لڑکی ہو اور اگر تمہاری اس شاہ زیب سے شادی ہو گی تو تم اس کی بیوی بنو گی اور اس حویلی کی بہو اوکے؟"علیزے نے سر ہلایا، یہ تو عام بات ہے اس میں کیا؟

"زے دیکھو ہم آج کل کی جنریشن ہے سمجھدار جو لڑکا لڑکی میں فرق نہیں کرتیں لیکن یہ لوگ پرانے لوگ ہے اور موسٹ امپورٹینٹلی گاؤں کے جو لڑکا لڑکی کے فرق میں

ہی ساری زندگی اٹکے رہتے ہیں۔"علیزے نے بھنویں جوڑ کر اسے دیکھا، وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا؟

"ان کی بیوی بیٹیاں اور بہوان کی عزت ہوتی ہے اور یہ اپنی عزت کے خاطر جان لے بھی لیتے ہیں اور دے بھی دیتے ہیں۔"ایک ڈر کی لہر علیزے کو اس کی ریل کی ہڈی میں محسوس ہوئی تھی۔ وہ سچ کہہ رہا تھا، یہی سچ تھا۔

"یہ لوگ اپنی بیویوں کو غلام سمجھتے ہیں ان لوگوں کا یہ کانسیپٹ ہوتا ہے کہ بیوی ہے تو ساری باتیں مانیں گیں اور رعب چلے گا اسی وجہ سے ساری زندگی ان کے ہاں کی لڑکیاں دب کر رہتی ہے ان کو کھلے آسمان میں اڑھنے کی تو دور کی بات ہے زمین پر چلنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی پہننا اڑھنا بولنا چلنا سب کی چابی ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور اگر کوئی اس کے خلاف جانا چاہے تو یہ لوگ بہت برا حال کرتے ہیں ان لوگوں نے مزاجی خدا کو لیٹر لی لے لیا ہے۔"علیزے خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

"اگر لڑکی ڈیوارس بھی لینا چاہے اور لے لے تو کوئی بھی اس کے شوہر کی نہیں اس کی غلطی دیکھے گا وہ بدنام ہو جاتی ہے ایک طلاق شدہ کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی کیونکہ لڑکیوں کو کہا جاتا ہے کہ کچھ بھی ہو جائے لیکن تمہارا جنازہ تمہارے شوہر کے گھر سے اٹھنا چاہیے نو میٹر جو بھی ہو بس سمجھوتا کرو اس سمجھوتے کے لفظ کے ساتھ ان کے ہاں

بیٹیاں بڑی ہوتی ہیں۔" وہ کہہ رہا تھا اور ساری باتیں علیزے کے دل و دماغ میں حفظ ہو رہی تھیں۔

"سوچو تم اگر یہ قربانی دو گی تو تم اس کی بیوی اور اس حویلی کی بہو ہو گی ساری زندگی تمہیں اس شوہر کے نام پر تلوے چاٹنے ہو گا تمہاری اپنی مرضی کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی تمہارہ پہننا اڑھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا خواہش خواب سب ختم ہو جائے گا تم ایک چابی کی گڑیا بن جاؤ گی جو ان کے حساب سے چلے گی چلو تم سمجھوتا کر لو گی لیکن کل کو تمہاری بیٹی ہو گی تو کیا تم چاہو گی اس کی بھی ایسی ہی زندگی ہو؟" علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا اور تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"زے تمہارے خواب ہے تمہارا ایک الگ انداز ہے زندگی جینے کا تم جانتی ہو ہر انسان کو آزادی چاہیں ہوتی ہے اور وہ آزادی اگر چھن جائے نہ تو وہ بھی فضا میں اڑھنے والے پنچھی جو قید ہو جاتے ہیں ان جیسے بن جاتے ہیں۔" علیزے نے سر ہلایا۔ وہ صحیح کہہ رہا تھا۔ آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔

"اور میں نے جانتی ہو یہ قربانی کیوں دی کیونکہ یہ قربانی ہے ہی نہیں۔"

"مطلب؟" وہ بے ساختہ بولی۔

"کیونکہ سِلا ایک لڑکی ہے اور میں ایک لڑکا وہ میری بیوی بنے گی اور میں اس کا شوہر اب تک جو تمہیں کہا وہ سب سِلا کی طرف سے سوچو؟" عدیب چہرے پر مسکراہٹ لیے بھنویں اچکاتا ہوا بولا۔ علیزے نے حیرت سے سر ہلایا اور چیخ مار کر اچھلی۔

"آرام سے بھیٹ جاؤ۔" عدیب نے اسے کنڑول کر کے بھٹایا کیونکہ ہسپتال کا اسٹاف اسے دیکھنے لگا تھا۔

"اوہ مائے گاڈ یو آر سچ آ جینیز۔" وہ حیرت اور خوشی سے بولی تو اس نے کندھے اچکا دیے۔

"اور فکر نہ کرو میری شادی مشکل سے چند ماہ چلے گی میں اس کو اتنا ٹارچر کروں گا کہ وہ خود بھاگ جائے گی اور اپنوں کے سامنے بدنام ہو جائے گی۔" علیزے نے حیرت سے اس دیکھا۔

"لیکن بھائی یہ تو غلط ہے۔"

"کیا غلط ہے ہاں جو ہمارے ساتھ ہو رہا کیا وہ صحیح ہے؟" وہ خاموش ہو گئی۔ عدیب ٹھیک کہہ رہا تھا۔

"بہت شوق ہے نہ بچپن کا فیصلہ بچپن کی خواہش کو سر انجام تک پہچانے کا تو اب دیکھو کیسے میں اس کو انجام تک لے کر آتا ہوں میرے سامنے خود بھیک مانگے گی کہ میں

اسے چھوڑ دوں۔"علیزے نے اس کی مسکراہٹ کو دیکھی جو عجیب تھی۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ پھر خاموش ہو گئ۔

"زے سنو جنت کو اس بارے میں ذرا سا بھی علم نہیں ہونا چاہیے بس چند ماہ تک یہ ڈرامہ چلے گا پھر میں جنت سے فوری طور پر دھوم دھام سے شادی کر لوں گا۔"

علیزے سر اثبات میں ہلا کر مسکرائ۔

"لیکن بھائ اگر کچھ گڑبڑ ہو گئ میرا مطلب اگر اس سِلا نے کسی کو بتا دیا یا اس نے تم کو چھوڑا ہی نہیں کیونکہ آپ نے ہی کہا کہ ان کی لڑکیوں کو بچپن سے سمجھوتا کرنے کی ٹرینگ دی جاتی ہے۔"علیزے کے معصومیت سے پوچھنے پر وہ ہنس دیا اور پیار سے اس کے گال نوچے۔

"کیا ہے۔"وہ اس کے ہاتھ جھٹکتی ہوئ جھنجھلائ۔

"بے بی میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ان کو اپنی عزتوں پر بڑا مان ہے۔"

"تو؟"

"جب مان ہی کرچھی کرچھی ہو جائے گا تو کون کچھ کہے گا بلکہ شرمندگی سے اپنے منہ چھپا رہے ہونگے۔"

"میں کچھ سمجھی نہیں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کچھ نہیں وقت کے ساتھ سب سمجھ جاؤ گی۔" وہ سامنے دیوار پر لگی گھڑی کی سویوں کو دیکھتے گہری سوچ میں بولا، چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ تھی۔

"ڈو ڈیو آر سیریسلی جینیس۔"

"بس کبھی غرور نہیں کیا۔" وہ آنکھ دبا کر بولا۔ وہ ہنس دی۔

"اچھا اب میں جو پوچھنے جا رہا ہوں اس کا جواب سچ سچ دینا۔" عدیب کے سنجیدہ لہجے اور سب سے بڑھ کر سنجیدہ چہرے کو دیکھ علیزے کو ڈر محسوس ہوا تھا۔

"کیا؟ "

"ڈو یو لو ویٹسن ؟" اور اسے لگا جیسے اس نے ٹھیک سے سنا نہیں، وہ حیرت سے اسے دیکھتی رہ گئی، جس کی نظریں اس کے جواب کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھیں لیکن چہرے پر صاف لکھا تھا کہ اسے جواب معلوم ہے۔

☆☆☆☆☆☆

"مہراب بچیں ؟" انور بخت نے گردن ترچھی کرتے ہوئے پاس بیٹھے مہراب علی سے پوچھا۔

www.zubiinovelszone.com

"آتے ہوں گے۔" وہ صرف دو لفظ بولے تھے۔انہوں نے اب تک انور بخت کو عدیب کا کیا فیصلہ نہیں بتایا تھا وہ چاہتے تھے وہ خود سب کے سامنے بتائے اسیلیے انہوں نے انور بخت کے ہاسپتال کے کمرے میں سب کو بلا لیا تھا، مہرون نساء، سِلا اور شاہ زیب ساتھ سمیر بھی تھا۔کچھ ہی منٹ بعد اندر علیزے اور عدیب داخل ہوئے۔سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ڈیڈ کیسے ہیں آپ۔"علیزے فکر مندی سے اس کی طرف آئی اور ان کے سینے سے لگ گئی،عدیب نے طبیعت پوچھی اور حال احوال کے بعد وہ دونوں انور بخت کے پاس بھیٹ گئے،ان دونوں کے برابر مہراب علی بھیٹے تھے جبکہ سامنے مہرون نساء بھیٹی تھیں۔سِلا، شاہ زیب اور سمیر کھڑے تھے۔

"بچوں کیا فیصلہ کیا ہے؟"انور بخت نے پوچھا تو ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لی ہوئی علیزے نے چہرہ موڑ کر عدیب کو بولنے کا اشارہ کیا۔

"ڈیڈ آپ زے کو جلد سے جلد آرسٹیلیا بھیج دیں۔"اس کی بات پر سب نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"مطلب؟"انور بخت نے علیزے کو دیکھا پھر عدیب کو۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مطلب یہ کہ میں دادی کی خواہش پوری کروں گا علیزے واپس جائے گی۔" سِلا نے چونک کر سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر شاہ زیب کی طرف جو خود حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اوہ۔" سمیر کے لب سیٹی کی طرح سکڑے۔

"مجھے تمہارا فیصلہ قبول ہے۔" انور بخت نے سر کو خم دیا۔ مہرون نساء نے مسکرا کر سلا کے ماتھے پر پیار کیا جو حیرت کا پتلا بنے بھیٹی تھی۔

"ڈیڈ آپ آرام کریں پلیز۔" علیزے اٹھی اور باہر کی طرف جانے لگی جب شاہ زیب کے پاس سے گزری۔

"ہیلو کزن۔" اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی تو اس نے چہرہ موڑ کر اپنی نیلی آنکھوں سے اسے گھورا۔

"نو مور وہ کیا کہتے ہیں منگ۔" وہ تضحیک آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولتی ہوئی دروازہ دھکیلتی باہر نکل گئی جبکہ وہ اسی طرح خاموش کھڑا رہا جب مہرون نساء کی آواز نے اسے کھینچا۔

"ذوئی میری بیٹی کو خوش رکھنا بہت معصوم ہے یہ۔" مہرون نساء نے سِلا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں ہلکا سا دبائے کہا۔ وہ بولا۔

"فکر نہیں کریں آپ۔" وہ بولا، سِلا نے چہرہ اٹھا کر اس کو دیکھا جس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی اور وہ سر ہلا ہلا کر انور بخت کی تلقین سن رہا تھا۔ شاہ زیب غصہ سے باہر نکل گیا تھا اسے کے پیچھے پیچھے سمیر بھاگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"ماورہ ماورہ؟" افشاں تقریباً بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی تھی۔

"مت تنگ کر مجھے ابھی۔" ماورہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا، اس کا ویسی موڈ خراب تھا۔

"ٹھیک ہے میں تو تجھے ہسپتال کی خبر دینے آئی تھی اب تو نے نہیں سنا تو میں کیا کروں۔" وہ کہہ جانے لگی جب ماورہ چونک کر کھڑی ہوئی۔

"بول کیا؟ "

"مبارک ہو تجھے تیری دعائیں رنگ لے آئیں۔" افشاں نے جوش سے اسے کہا۔ اس کے چہرے کے تاثرات نرم پڑ گئے۔

"کیا مطلب؟" مسکراہٹ نے چہرے پر جگہ لے لی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"مطلب یہ کہ اس کے بھائی نے قربانی دینے کا فیصلہ کیا ہے میں نے ابھی پھوپھو مدیحہ سے سنا۔" اس نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور خوشی سے شکر ادا کرنے لگی۔

"لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ تجھے اپنی بہو بنائینگے اسیلیے خواب دیکھنا بند کر اور کام کر۔" افشاں نے کہا تو وہ پہلی بار اس کی بات پر غصہ ہونے کے بجائے اطمینان سے مسکرائی۔

"بچپن کا کانٹا راستے سے نکل گیا اب مجھے منزل تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔" وہ خود ہی خود بولی تھی، افشاں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا چل رہا ہے تیرے دماغ میں؟"

"بس تو دیکھتی جا اب ان کے لاڈلے پوتے کی اکلوتی بہو کون ہو گی کیونکہ میں جانتی ہوں مجھے اب کیا کرنا ہے۔" وہ جوش سے مسکرا کر بولی، افشاں کو اس کے دماغی توازن پر شک ہوا۔

"تجھے میں ایک نہیں ہزار بار کہہ چکی ہوں تو اپنی اوقات دیکھ ماورہ خواب اوقات دیکھ کر دیکھے جاتے ہیں۔"

"غلط بڑے خواب ہی وہ دیکھتے ہیں جن کی اوقات ہوتی ہے۔" وہ اپنی دھن میں بولتی چھوٹے گول شیشے کے پاس آئی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو کیا کرنے والی ہے؟"افشاں کو اب ڈر محسوس ہوا۔

"لوہا گرم ہے ہتھوڑا ماروں گی۔"وہ کہتے ساتھ شیشے میں اپنا عکس دیکھ سوچ میں پڑ گئ جبکہ افشاں کو اس کی بات سر کے اپر سے گزرتی محسوس ہوئ تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"ڈیڈ اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟"وہ اندر داخل ہوتے ہی انور بخت سے مخاطب ہوئ جو عدیب اور مہک کے ساتھ کمرے میں موجود تھے۔وہ ڈسچارج ہو کر حویلی آگۓ تھے۔

"میں جو سن رہا ہوں کیا وہ سچ ہے؟"انور بخت سنجیدگی سے مخاطب ہوئے،علیزے نے عدیب کو دیکھا جس نے آنکھیں بند کر کے کھولی جیسا کہہ رہا ہو سچ کہہ دو،مہک اور دانیال بھی حیرت میں تھے۔

"ڈیڈ وہ....."عدیب کے برابر وہ آہستگی سے آکر بھیٹ گئ۔رایمہ بھی اندر داخل ہوئ اور پانی کا گلاس انور بخت کو پکڑا کر مہک کے برابر خاموشی سے بھیٹ گئ۔

"بولو؟"عدیب نے اسے کہا۔وہ چونکی اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہسپتال کا منظر سامنے آگیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ڈویولووبیٹسن ؟"عدیب اس کے سامنے بھیٹا اسے پوچھ رہا تھا۔

"بھائی ابھی یہ بات کہاں سے آ گئی؟"اس نے نظریں چرائی تھیں۔

"ابھی ہی آنی تھی کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اس فیصلے کے بعد بھی تم پر کسی قسم کا پریشر ڈلے اور تمہیں اس شاہ زیب سے شادی کرنے پر راضی کیا جائے میں جانتا ہوں ان لوگوں کو یہ لوگ اتنی آسانی سے اپنے بچپن کی خواہش رد نہیں کر سکتے۔"عدیب کی بات پر وہ ڈری تھی۔

"کہو ڈویولو ہِم ؟ "

"تمہیں کس نے بتایا؟ "

"جنت نے۔"اس نے دل میں ہی جنت کو سلواتیں سنائی تھیں۔

"ہاں بھائی لیکن ابھی مجھے اپنے کریر پر فوکس کرنا ہے شادی دور دور تک نہیں۔"اس نے کہتے ساتھ جلدی سے انکار کیا تو عدیب مسکرایا۔

"وہ ویٹسن ہے یہاں کہ لوگوں کی طرح جاہل نہیں جو اپنی بیوی کے ایمبیشن پر آسمان سر پر اٹھالے وہ نہایت ہی اوپن مائنڈڈ اور تمھرے دماغ کا ہے۔"وہ سچ کہہ رہا تھا،علیزے نے سر اثبات میں ہلایا یہی وجہ تھی کہ وہ ویٹسن کے اتنے قریب تھی لیکن

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اظہار اس نے شادی کے ڈر سے نہیں کیا تھا کیونکہ اسے کمنٹمنٹ شادی اس سب سے ہی خوف آتا تھا۔

"تم ویٹسن کو کال کرو گی اور اسے کہو گی کہ وہ جلد سے جلد تم سے شادی کرے۔" اس کی بات پر علیزے نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟" عدیب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن....." اسے پہلے وہ کچھ کہتی عدیب بولا۔

"تمہیں اس حویلی کے بیٹے اس جاہل جٹ پینڈو انسان سے شادی کر کے ساری زندگی اس کی غلام بن کر رہنا قبول ہے یا پھر ایک آزاد خیال تمہارے قدم سے قدم ملا کر چلنے والا تمہیں چاہنے والا تمہارا دوست ویٹسن قبول ہے؟" وہ خاموش ہو گئ۔

"بولو زے ابھی نہیں تو کبھی تو کرنی تھی نا وہ ویٹسن ہے شادی کے بعد بھی تمہارے لائف سٹائل میں کوئ فرق نہیں پڑے گا بس اس عذاب سے جان چھوٹ جائے گی ورنہ میرے نکاح تک تمہارے سر پر شاہ زیب نام کی تلوار لٹکی رہے گی۔" وہ واقعی سوچ میں پڑ گئ تھی۔

"کہو بیٹا کیا بھائ سچ کہہ رہا ہے؟" انور بخت کی آواز سے وہ حال میں لوٹ کر آئ تھی۔

"جی جی ڈیڈ۔" وہ ہڑ بڑا کر بولی، مہک کا حیرت سے منہ کھل گیا جبکہ رایمہ نے خاموشی سے سر جھکا لیا۔

"میں جانتی ہوں ڈیڈ میرا اور اس کا مشرق اور مغرب کا فرق ہے لیکن پیار تو یہ سب نہیں دیکھتا نا۔" وہ کہہ کر سر جھکا گئی، انور بخت سنجیدگی سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے، وہ واقعی آج بڑی لگنے لگی تھی۔

"اس سب فرق کو اگر نظر انداز کر بھی دیا جائے لیکن تم یہ بھول رہی ہو کہ وہ مسلمان نہیں ہے میں اسے صرف ایک دو بار ملا ہوں اچھا لڑکا ہے لیکن وہ اتھیسٹ ہے وہ کسی خدا کو نہیں مانتا۔" انور بخت نے سب سے بڑی سچائی دکھائی۔

"آئی نو ڈیڈ آپ اس کی فکر نہیں کریں وہ میرے لیے میرا مذہب قبول کرلے گا۔" علیزے سر اٹھا کر بولی۔

"جی ڈیڈ جہاں تک مجھے پتہ ہے ہی از ویری اوپن مائنڈڈ اور معاملہ بھی علیزے کا ہے جنت نے مجھے بتایا کہ وہ علیزے کو بہت چاہتا ہے وہ کسی بھی حالت میں علیزے کو نہیں کھوئے گا۔" عدیب بولا، مہک نے جنت کا نام سن کر علیزے کو حیرت سے دیکھا۔

"ٹھیک ہے اگر ایسا ہے تو علیزے اسے بات کرلو مجھے کوئی مسلہ نہیں تمہاری خوشی کے لیے یہ بھی صحیح۔" ان کا انداز سے صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ خوش نہیں لیکن انہیں ماننا

پڑا صرف اور صرف اپنے بچوں کے خاطر، ورنہ ان کی نظر میں شاہ زیب ہی علیزے کے لیے بہترین انتخاب تھا۔

"سچ ڈیڈ تھینک یو اینڈ آئی لو یو۔" وہ خوشی سے اٹھی اور انور بخت کے گلے لگ گئی، مہک نے رایمہ کو دیکھا اور رایمہ نے مہک کو، عدیب مسکرایا۔

"اور تم تیاری کر لو اسی ہفتے نکاح ہے تمہارا۔" وہ عدیب سے مخاطب ہوئے تو اس نے

"جی ڈیڈ" تعبے داری سے تو کہا مگر دماغ میں کچھ اور چل رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"شاہ میری بات تو سنو؟" وہ اسے ان سنا کر کے آگے بڑھا جا رہا تھا۔

"شاہ زیب رکو۔" سمیر نے اب کے سختی سے کہا۔ وہ چونک کر رکا اور پلٹ کر دیکھا۔ وہ غصہ سے اس کی طرف آ رہا تھا۔

"رک کیوں نہیں رہے تھے؟ "

"کچھ کام تھا؟" اس نے سنجدگی سے پوچھا۔

"ہاں سوال کا جواب چاہیے۔" وہ بھی اسی کے انداز سے بولا، شاہ زیب نے الجھ کر دیکھا تو وہ بولا۔

"تمہیں برا تو نہیں لگ رہا؟" شاہ زیب نے حیرانی سے اسے دیکھا پھر اس کی بات سمجھ کر مسکرایا۔

"اور مجھے برا کیوں لگے گا؟"

"ان دونوں بہن بھائیوں کے فیصلے پر۔" سمیر اس کے تاثرات جانچتے بولا۔

"وہ ان کا فیصلہ تھا انہوں نے لے لیا۔" وہ سادگی سے بولا۔

"تو ہسپتال سے اتنے غصہ میں کیوں نکلے تھے؟"

"کیونکہ مجھے سِلا کا ڈر ہے بہن ہے وہ میری اسے سب سے بڑھ کر چاہتا ہوں اور ایسی کسی کے ہاتھ کیسے دے سکتا ہوں وہ بھی اس کے ہاتھ جس کی اصلیت میں نے اسی دن دیکھ لی تھی۔" وہ غصہ سے بولا۔

"بات تو ٹھیک ہے وہ مجھے بھی کچھ خاص آنکھ نہیں بہاتا لیکن اب کیا کر سکتے ہیں بڑوں کا فیصلہ رد تو نہیں کر سکتے اور تم تو بالکل بھی نہیں۔"

"رد نہیں کر سکتے بات تو کر سکتے ہیں۔" شاہ زیب سوچتے ہوئے بولا۔

"کیسے؟"

"عدیب سے۔" سمیر نے سر ہلایا۔

"اچھا میں چلتا ہوں ایک ضروری کام سے جانا ہے۔" وہ فون کان سے لگائے کسی کو کال ملاتا آگے بڑھ گیا جبھی کسی سے ٹکرایا۔

"وہ معاف....." ماورہ نے سامنے شخص کو دیکھا۔ اس کی سانس اپر کی اپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔ وہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت تھا۔

"سمہ دہ۔" (کوئی بات نہیں) وہ کال میں مصروف اس کے برابر سے نکل گیا لیکن وہ کتنی دیر وہی کھڑی اس کے پاس سے چھوٹنے والی کلون کی مہک کی لپٹ میں رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

وہ خاموشی سے چلتے ہوئے انیلا بخت کے پاس آئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بھیٹ گئے، انیلا بخت جن کی آنکھ ابھی لگی تھی انہوں نے آنکھیں کھولیں اور اپنے بچے کو دیکھ وہ نہال ہو گئیں۔

"انور زوئی۔" انہوں نے بھیگی آنکھوں سے مسکرا کر انہیں پکارا۔ انور بخت ماں سے جا لگے۔

"کیسی ہے آپ اماں جان؟" وہ پیار سے پوچھنے لگے تو وہ خفگی سے بولیں۔

"یہی سوال مجھے تجھ سے کرنا چاہیے اپنی عمر دیکھ اور اپنی طبیعت میری عمر میں پہنچے گا تو کیا ہوگا تیرا۔" انور بخت ہنس دیے۔

"اماں جان میں شرمندہ ہوں آپ کی عین کو میں آپ کا ہمیشہ کے لیے نہیں بنا سکا بچپن کے ابا جان کے فیصلے اور آپ می خواہش پوری نہیں کر سکا۔" وہ غمگیں انداز میں بولے تو انیلا بخت نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہ ذوئی ایسا نہیں کہتے خدا یہ کو جو منظور تھا وہی ہوا شاید عین کا جوڑ میرے شاہ کے ساتھ لکھا ہی نہیں تھا۔" وہ افسوس سے بولیں۔

"لیکن میں عدیب کو آپ کا داماد ضرور بناؤں گا سِلا میری بہو نہیں بیٹی بنے گی۔" انیلا بخت نم آنکھوں سے مسکرا دیں۔

"چل دو نہیں تو کیا ایک خواہش تو پوری ہو گئ۔" انہوں نے شاید سمجھوتا کر لیا تھا۔

"اماں جان ایک اور بات کرنی تھی۔" وہ تھورا جھجک کر بولے، انیلا بخت نے سر ہلایا۔

"علیزے کو اس کا آرسٹیلیا کا دوست پسند ہے۔" وہ سر جھکا کر آہستہ سے بولے، انیلا بخت چونکی پھر مسکرا کر بولیں۔

"تو پسند میں کوئ برائ تو نہیں۔" انور بخت نے حیرانی سے سر اٹھا کر دیکھا۔

"اور میری عین کی پسند ہم سب کی پسند ہونی چاہیں۔" ان کے لہجے میں مٹھاس تھی۔

"لیکن اماں وہ انگریز ہے ہم سے بالکل الگ۔" وہ تھوڑا ڈر کر بولے۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بیٹا الگ کوئی نہیں ہوتا بنایا جاتا ہے مذہب کے نام پر رنگ کے نام پر نسل کے نام پر تو کبھی قوم کے نام پر۔" انور بخت ایک بار پھر حیران ہوئے وہ کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی بول رہی تھیں۔

"اماں جان آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہے؟" وہ حیران تھے۔

"وہ مذہب تو بدلے گا نا؟" انیلا بخت نے چہرہ موڑ کر انہیں دیکھ کر پوچھا، انور بخت پھر حیران ہوئے انہوں نے تو صرف پسند کا بتایا تھا لیکن انیلا بخت کو دیکھ کر لگتا تھا کہ شاید وہ سمجھ گئیں کہ علیزے کو اسی سے شادی کرنے تھی اور شاید شاہ زیب کو انکار بھی اسی وجہ سے ہوا تھا، ہاں وہ یہی سمجھی تھیں۔

"جی۔" انور بخت نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ گہری سانس لے کر رہ گئیں۔

"آپ مان گئیں؟" انور بخت نے پوچھ ہی لیا۔

"میں کیوں انکار کروں گی انور لور عین کے دل میں ہمارے لیے ویسی نفرت ہے میں اس کی خوشیوں میں رکاوٹ بن کر اسے ہم سے اور بدضن نہیں بننا چاہتی اور نہ کسی کو یہ چاہنے دوں گی عین کی پسند کا احترام کیا جائے۔" انور بخت افسوس سے مسکرا دیے، ایک طرف دادی تھیں جو بڑی ہو کر بھی اس کی خواہش کا احترام کر رہی تھیں، اس کی پسند ناپسند کا خیال کر رہی تھیں اور ایک طرف پوتی تھی جو ان کے خلاف

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanes|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

صرف زہرا گلتی تھی، جس نے اٹھارہ سال سے بندھی ہوئی ڈور کو آسانی سے الگ کر دیا تھا۔

"لیکن میری ایک شرط ہے۔" وہ بولیں۔ انور بخت اپنی سوچوں سے باہر نکلے اور چونک کر انیلا بخت کو دیکھا جو سنجیدگی سے دیوار کو گھور رہی تھیں۔

"کیسی شرط اماں جان؟" انہوں نے الجھ کر پوچھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"برا مت مانے گا رایمہ باجی لیکن علیزے باجی تھوڑی اکھڑی اکھڑی نہیں رہتی وہ سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتی۔" ثمن عمارہ رایمہ اور یوجنا گھیرہ بنائے بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب باتوں باتوں میں ثمن نے تھوڑا جھجک کر رایمہ سے کہا۔ وہ اور یوجنا ساتھ چونکی۔

"ثمن۔" عمارہ نے اسے ڈانٹا۔ رایمہ جلدی سے بولی۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے بس وہ تھوڑی سی موڈی ہے۔" رایمہ نے کمزور سا بہانہ بنایا۔

"لیکن وہ ہمارے ساتھ نہیں بیٹھتی آپ کی طرح بالکل بھی نہیں ہے آپ دونوں کہیں سے بہنیں نہیں لگتیں کتنا فرق ہے۔" ثمن حیرت سے بولی، رایمہ مسکرا دی۔

"وہ تو ہے۔ "

"اب سِلا کا نکاح عدیب بھائی سے ہو رہا ہے آپ لوگوں نے کچھ تیاری کی؟" عمارہ نے مسکراتے ہوئے بات تبدیل کر کے پوچھا۔ یوجنا اور رایمہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اتنی جلدی سب کچھ ہو رہا ہے موقع ہی نہیں ملا۔" رایمہ نے کہا۔

"ہاں اور ہم نے تو کپڑے بھی نہیں بنائے ڈیڈ بتا رہے تھے کہ مہندی کی رسم بھی ہو گی۔" یوجنا پریشانی سے بولی۔

"ارے یوجنا اس کی فکر نہ کرو ہم کل سمیر لالا کے ساتھ شہر جائیں گے تم لوگ بھی ساتھ چلنا اور شاپنگ کر لینا۔" ثمن جوش سے بولی۔

"کیا واقعی؟" یوجنا نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں تائی جان اور چاچی جان بھی جائیں گی ہمیں سِلا باجی کا بھی تو نکاح اور مہندی کا جوڑا لینا ہیں نا۔" ثمن نے بتایا۔

"ویسے کتنا اچھا ہوتا اگر لالا کا بھی نکاح علیزے سے ہو جاتا۔" عمارہ سوچتی ہوئی بولی۔ رایمہ نے سر جھکا کر اپنے دامن میں لگے موتیوں سے کھیلنے لگی۔

"ہاں ہمیں تو یہی لگا تھا کہ ایسا ہی ہو گا بچپن سے ہم سب کو معلوم ہے کہ ہماری بھابھی علیزے باجی ہوں گی۔" ثمن افسردگی سے بولی۔

"نصیب کی بات ہے۔" رائمہ نے آسودہ مسکراہٹ سے کہا۔ سب نے سر ہلایا۔

"کیا ہو رہا ہے آپیوں؟" عمر کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔ سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"عمر کدھر تھے تم ہاں؟" عمارہ نے پوچھا۔

"میں تایا جان کے ساتھ شہر گیا تھا انہیں کچھ کام تھا اور مجھے بھی اپنے ایڈمیشن کے فارم سمبٹ کروانا تھا۔" وہ کہہ کر ثمن کے برابر بھیٹ گیا۔

"میں نے سنا ہے باجی سِلا کا نکاح ہے دو دن بعد؟" ثمن نے سر ہلایا۔

"شاہ لالا کا نہیں ہے؟" اس کے سوال پر عمارہ نے رائمہ کو دیکھا جس نے نظریں چرا لیں۔

"تم یہ بتاؤ پھوپھو جان سے ملے؟" عمارہ نے اس کے جواب دینے کے بجائے اسے سوال کیا۔

"اوہ وہ تو میں بھول گیا۔" وہ خود سر پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔

"میں آتا ہوں ورنہ میری شامت آجانی ہے۔" وہ ہڑبڑی میں کہتا باہر نکل گیا تو وہ چاروں مسکرا دیں۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

وہ لیپ ٹاپ کھولے اس کی ویڈیو کال کنیکٹ ہونے کا انتظار کر رہی تھی، چہرے پر مسکراہٹ تھی لیکن دل میں ایک انجانا سا ڈر، کیا ویٹسن اس کی یہ شرت قبول کرے گا؟ اس نے بڑے اعتماد سے کہہ تو دیا تھا کہ وہ اس کے لیے کچھ بھی کرے گا لیکن بات یہاں پر مذہب کی تھی اور وہ بچپن سے کسی بھی مذہب اور خدا کو نہیں مانتا آ رہا ہے۔ اتنا آسان نہیں تھا۔

"ہیلو لیزا کیسی ہو تم؟" جیسی ہی کال کنیکٹ ہوئ تو ویٹسن کا چہرہ نظر آیا۔

"ہیلو تم کیسے ہو؟" وہ اپنی سوچوں سے باہر آئ اور اس کو دیکھا، اتنے دنوں بعد وہ اس کو دیکھ رہی تھی وہی تر و تازہ چہرہ جو دھوپ میں اور بھی چمک رہا تھا۔

"تم سوئ نہیں وہاں تو آدھی رات ہو رہی ہو گی؟" ویٹسن نے پریشانی سے پوچھا، اسے اس کی کتنی فکر رہتی تھی، علیزے مسکرائ۔

"تمہاری یاد آ رہی تھی۔" ویٹسن بھی مسکرایا۔

"سچ بتاؤ کیا ہوا؟" کیا وہ اس کا چہرہ پڑھ سکتا تھا؟ یا وہ اندازہ لگا رہا تھا کہ علیزے آدھی رات کو کال نہیں کر سکتی ضرور کوئ ضروری کام ہی ہو گا، وہ سمجھی نہیں تھی۔

"ویٹسن میں گھوما پھرا کر بات نہیں کروں گی تم سے بس کچھ سوال کرنا چاہتی ہوں اس کا مجھے سیدھے سیدھے سچے جواب چاہیے۔" بات سنجیدہ تھی ویٹسن کو محسوس ہو گیا تھا۔

"کیا بات ہے لیزا وہاں سب ٹھیک ہے؟"

"کیا تم مجھے پسند کرتے ہو؟" ویٹسن نے حیرت سے اسے دیکھا، اس کے تاثرات بھی سات سمندر پار بیٹھی لڑکی سے چھپے نہ تھے وہ سب بتلا رہے تھے۔

"ہاں یا نہ؟"

"ہاں شاید پسند سے زیادہ۔" وہ نظریں نیچی کر کے بولا۔ علیزے مسکرائی، وہی فتحانہ مسکراہٹ۔

"معلوم تھا۔" ویٹسن نے چونک کر سر اٹھایا۔

"کیا مطلب؟" وہ حیران ہوا تھا۔

"کیا تم مجھے زندگی بھر کا ساتھی بنا کر مجھے جھیلنا چاہتے ہو؟" ویٹسن سن ہو کر ہی تو رہ ہو گیا تھا۔

"ویٹسن تم کنیکٹ ہو؟" علیزے سمجھی کہ کال اٹک گئی ہے لیکن اس نے سر کو جنبش دے کر اس کی غلط فہمی دور کر دی۔

"لیزا یہ کیا...." اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"ہاں یا نہ؟"

"ہاں کیوں نہیں۔" وہ جزباتی انداز سے بولا اور شاید اور کچھ بھی بولنا چاہتا تھا کہ علیزے کی مسکراہٹ اور اس کی بات پر اس کے کھلے لب بند ہو گ ئے۔

"معلوم تھا۔" اس کو کیسے معلوم تھا؟ کیا جنت نے بتایا؟

"میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں وہ بھی اسی ہفتے۔" ویٹسن کو شاید بجلی کا جھٹکے سے بھی برا جھٹکا لگا تھا کہ وہ ایک بار پھر سن ہو گیا۔

"کیوں کیسے کب کہاں سوچا تم نے لیزا یہ سوال مت کرنا۔" اس نے پہلے ہی تنبیہہ کر دیی۔

"کیونکہ ابھی شاید میں تمہیں سارے سوالات کے جواب نہ دے سکوں مجھے ابھی صرف تمہارا ہاں یا نہ میں جواب چاہیے۔" وہ کیسی گھڑی میں ڈال رہی تھی، ویٹسن نے ایسا اپنے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

"لیکن.... ہاں۔" وہ کچھ کہہ رہا تھا لیکن اسی پل اس نے جواب دے دیا۔ علیزے مسکرائی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

''اب تم یہ بھی کہہ لو کہ معلوم تھا۔'' ویٹسن نے چڑ کر کہا تو وہ ہنس دی، اسے وہ اس وقت بہت پیارا لگا تھا۔

''مجھے بھی تم پسند ابھی سے نہیں اس دن سے ہو جب ایلکس کی برتھ ڈے پارٹی میں ہم ملے تھے لیکن میں کبھی اظہار نہیں کر پائی وہ میری کچھ وجوہات تھی جو میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔'' ویٹسن نے جیسے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا۔

''لیزا مجھے یقین نہیں ہو رہا کہ یہ تم سچ میں مجھ سے کہہ رہی ہو۔'' علیزے مسکرا دی۔

''لیکن ویٹسن ایک شرط ہے جس کی بناء پر ہی ہماری شادی ہو سکتی ورنہ.....'' اسے پہلے وہ کچھ کہتی جو ویٹسن کو ناگوار گزرتا وہ بول اٹھا۔

''کیا؟''

''تمہیں میرا مذہب قبول کرنا ہو گا۔'' علیزے کے دل میں ایک ڈر تھا۔ وہ سانس روکے اس کے جواب کی منتظر تھی جو کچھ وقت لے رہا تھا جو جایز بھی تھا، یہ زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ تھا لمحوں میں ہو نہیں سکتا تھا۔

''کیا میرے مذہب قبول کرنے پر ہی ہماری شادی ہو سکتی ہے ویسے نہیں؟'' وہ بولا تو اس نے سوال کیا، علیزے نے صرف سر ہلایا۔

''کیا دوسرا اور کوئی راستہ نہیں؟'' علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ویٹسن میں جانتی ہوں کہ تم ایتھسٹ ہو کسی بھی خدا کو نہ ماننے والے لیکن یہ تم بھی جانتے ہو کہ میں مسلمان ہوں جیسی بھی ہوں میرا یہ مذہب ہے میرا ایک خدا ہے جسے میں مانتی ہوں چاہے میں اپنوں کے خلاف بھی چلی جاؤں لیکن ایسے میں میرا نہ تو دل اجازت دے گا نہ ہی میرا دین کہ میں تم سے شادی کرلوں ہم کسی اور مذہب کے انسان سے بھی شادی نہیں کر سکتے اور تم تو....." وہ رک گئی، اسے عجیب لگ رہا تھا، آج تک اس نے ویٹسن ہی کیا کسی بھی اپنے غیر مذہب کے دوست کے سامنے اس طرح کی بات نہیں کی تھی بلکہ وہ دل سے دوستی نبھاتی تھی لیکن یہاں بات دوستی کی حد تک نہیں تھی یہاں رشتے کی تھی۔

"مجھے قبول ہے لیزا۔" ویٹسن کے ان چار لفظوں نے علیزے کو چونکا دیا تھا، کچھ ہی منٹ میں وہ راضی ہو گیا تھا۔

"واقعی؟" وہ حیرت واستجاب سے کنگ رہ گئی۔

"لیزا تم جانتی ہوں بچپن سے میں کڈز ہوم میں پلا بڑھا ہوں میرے ماں باپ کون ہے میں نہیں جانتا میرا نہ تو کوئی آگے ہے نہ پیچھے بہت کم اپنے ہے میرے اور ان چند اپنوں کی فہرست میں تم سب سے اول نمبر پر آتی ہو میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا ہوں چاہے اس کے لیے مجھے خود کو ہی کیوں نہ بدلنا پڑے میں پہلے بھی تمہارے مذہب کی عزت

کرتا تھااور اب میں اسے اپنانے کے لیے بھی تیار ہوں صرف اور صرف تمہارے لیے کیونکہ میں تم سے پیار کرتا ہوں۔" اس نے چند ہی لمحوں میں علیزے انور کو لاجواب کر دیا تھا۔ وہ بس نم آنکھوں کے ساتھ ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے اسے کئی دیر تک دیکھتی رہی تھی، بنا کچھ کہے۔ اسے آج اپنی قسمت پر رشک آرہا تھا،

علیزے انور کی قسمت واقعی اس کی مٹھی میں تھی۔

اسے مستقبل کے خواب نظر آرہے تھے، ویٹسن کے ساتھ۔

لیکن قسمت کیا واقعی اس کی مٹھی میں تھی؟

یہ سوال تھا جس کا علم کسی کو نہ تھا، آگے بے انتہا امتحانات اس کی قسمت میں تحریر تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"دادی جان آپ کی دوائیوں کا وقت ہو گیا۔" انور بخت کے کمرے سے جانے کے بعد ماورہ آئی تھی اور ان کو دوایاں دینے لگی لیکن جب سے انور بخت گئے تھے وہ کسی گہری سوچ میں مبتلا تھیں جب ماورہ نے انہیں مخاطب کیا لیکن وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"دادی جان؟" ماورہ نے ان کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔ وہ چونکیں۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" وہ پریشانی سے بولی۔

"ہاں لا۔" وہ اس کے ہاتھ سے دوایاں لیتی ہوئی بولیں۔ ماورہ نے انہیں دوایاں دیں پھر ان کے سامنے بھیٹ گئی۔

"اپنی بیٹی مانتی ہیں مجھے نہیں بتائیں گی؟" وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔ انہوں سے پانی کا گلاس سایڈ میز پر رکھتے ہوئے گہری سانس لی۔

"کچھ نہیں بیٹا بس آج تیرے دادا کی یاد آرہی ہے۔" ماورہ مسکرائی۔

"ان کی یاد تو آپ کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے۔"

"ہاں وہ تو ہے لیکن آج یہ سوچ رہی ہوں کہ اگر وہ یہاں ہوتے تو وہ بھی یہی کرتے جو میں نے کیا۔" ماورہ ان کا ہاتھ سہلانے لگی۔

"آپ نے جو کیا درست کیا علیزے بی بی کی خوشی ان کے دوست میں تھی چھوٹے بابا میں نہیں۔" وہ ہمت کر کے بولی، اس نے انور بخت اور انیلا بخت کی باتیں سن لی تھیں، اور وہ خوش بھی ہوئی تھی۔

"لیکن میرا شاہ اس کا کیا ہوگا بچپن سے اس کی دلھن عین کا خواب بوڑھی آنکھوں میں سجائی ہوئی تھی اپنے آنکھوں سے اپنی عین کو اپنے ذوئی کا ہوتا ہوا دیکھنا چاہتی تھی۔" وہ

آنسوئں سے تر چہرہ لیے بولیں، انور بخت کے سامنے انہوں نے خود کو روکا ہوا تھا ورنہ وہ اور شرمندہ ہوتے لیکن غلطی تو ان کی بھی نہیں تھی نا، شاید قسمت کو ہی یہ منظور تھا۔

"آپ کیوں رو رہی ہے اپر والا ہے نہ سب بہتر کرے گا۔" وہ ان کے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے بولی۔

"اور آپ دیکھے گا چھوٹے صاحب کی قسمت میں ایسی لڑکی ہو گی جو ان کو سب سے زیادہ چاہے گی وہ بہت خوش رہیں گے۔" انیلا بخت مسکرا دی۔

"کون ہو گی وہ ایسی لڑکی ہم تو عین کے علاوہ کسی اور کا تصور......" ان کی بات ماورہ سے برداشت نہ ہوئی۔

"آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہے۔" انیلا بخت نے چونک کر اسے دیکھا۔

"آپ اپنے ارد گرد دیکھیں کچھ تو ہے جو آپ نہیں دیکھ پا رہی۔" وہ جزباتی انداز سے بولی۔

"کیا بول رہی ہے لور مجھے سمجھ نہیں آ رہا۔" انہوں نے الجھ کر اس کے تپتے چہرے کو دیکھا۔

"مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔" اس نے چہرہ جھکایا پھر اٹھایا اور اب کی بار اس کی پانی سے لبالب آنکھیں دیکھ انیلا بخت حیران ہو گئ۔

"کیا ہوا میری لور؟" وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھتی ہوئی پریشانی سے بولیں۔

"آپ کو صرف اپنی عین دکھتی ہے؟" وہ خفگی سے بولی، انیلا بخت نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"دادی جان ابھی سے نہیں پچھلے پانچ سال سے میں آپ کے پوتے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے پاگلوں والی محبت کرتی ہوں۔" یہ انکشاف انیلا بخت کے لیے کسی پہاڑ جیسا تھا جبکہ وہ کہہ کر چہرہ جھکا گئی تھی، آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔

اس نے یہ انکشاف دل برداشتہ اور جزباتی ہو کر یا پھر جان بوجھ کر کسی تیاری سے کیا تھا۔ دروازے پر کھڑی افشاں نے حیرت سے منظر دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔

"لوہا گرم ہے ہتھوڑا ماروں گی۔" ماورہ کا کہا جملہ اسے اب سمجھ آیا تھا۔ وہ حیرت زدہ کھڑی تھی، ماورہ کی جنونی محبت اسے کچھ وقت سے ڈرانے لگی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ اپنی محبت کو پانے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆

"ڈیڈ میری ویٹسن سے بات ہو گئی ہے وہ ہمارا مذہب قبول کرنے کے لیے راضی ہے۔" اگلی صبح علیزے نے جوش سے انور بخت کو بتایا تھا، انور بخت نے اس کے چہرے کی خوشی دیکھی پھر اپنی عینک اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔

"ٹھیک ہے بلالو اس کو۔"علیزے مسکرا کر "او کے" کہہ کر جانے لگی کہ پھر چونک کر رکی اور پلٹی۔

"بلالو مطلب ہم نے آرسٹیلیا جانا تھا نا اور ویٹسن نے ابو دھابی میں ڈیسٹینشن ویڈنگ کا پلین کیا ہے اربین تھیم اور......" وہ پھر خوشی اور جوش سے بتانے لگی کہ انور بخت نے اس کی بات کاٹی۔

"نہیں میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہارا نکاح سادگی سے عدیب کے ساتھ ہی ویٹسن سے ہوگا۔"علیزے نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"ڈیڈ یہ کیا بول رہے ہیں آپ ادھر آپ جانتے بھی ہے آپ نے کیا کہا ہے میں ہرگز ویٹسن کو اس گاؤں میں نہیں بلاؤں گی اور اس حویلی میں ان سب کے سامنے نہیں ڈیڈ ایسا نہیں ہو سکتا۔" وہ غصہ سے چیخی۔

"ایسا ہی ہوگا تم جاؤ اور اس کو بلالو۔"انہوں نے اس کی بات کو ان سنا ہی کر دیا تھا۔

"ڈیڈ مجھے سمجھ نہیں آرہا یہ کس قسم کا فیصلہ....." وہ بولتے بولتے رکی۔

"کہیں یہ ساری پٹی آپ کی ڈیر اماں جان نے تو نہیں پڑھائی؟ "

"تمیز سے نام لو ان کا علیزے کیوں اتنی بد تمیزی کرتی ہو۔" وہ غصہ سے ڈانٹنے لگے۔

"اوہ تو میرا اشک صحیح نکلا یہ سب ان ہی کا ڈرامہ ہو گا وہ ضرور مجھ سے بدلہ لے رہی ہیں کیونکہ میں نے ان کے لاڈلے پوتے جس میں ان کو ہیرے نظر آتے ہیں اس کو جو ریجیکٹ کر دیا ہے اب وہ ویٹسن کے سامنے میری توہین کرنا چاہتی ہیں۔" انور بخت اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

"زے میری بات سنو؟" دروازے پر کھڑا عدیب جو سب سن رہا تھا وہ انور بخت کے حیرت سے بھرے تاثرات شدید غصہ میں تبدیل ہوتے ہوئے دیکھ جلدی سے آیا۔

"بھائی تم نے دیکھا "......

"زے ڈیڈ جو کہہ رہے ہیں وہ کرو جاؤ اور ویٹسن سے بات کرو۔" علیزے نے متحیر اسے دیکھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو دماغ تو ٹھیک ہے؟"

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو نکاح تمہارا میرے نکاح کے ایک دن بعد ہی ہو گا چاہے نکاح کے بعد فوراً تم ویٹسن کے ساتھ واپس چلے جانا۔" علیزے نے نفی میں سر ہلایا کر کچھ کہنا چاہا کہ عدیب نے اسے آنکھیں دکھائیں اور وہ سمجھ گئی اسیلیے خاموشی سے غصہ پر قابو پاتی ہوئی باہر نکل گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ڈیڈ آپ فکر نہ کریں میں سمجھالوں گا۔" عدیب انور بخت کو کہہ کر باہر نکل گیا جبکہ وہ اپنے اشتعال کو دبائے گہری سانس بھرتے ہوئے سوچ میں پڑ گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"دادی جان آپ نے بلایا؟" شاہ زیب انیلا بخت کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہاں سب بڑوں کو دیکھ چونک گیا۔

"آؤ میرے چاند۔" انیلا بخت نے مسکرا کر اس اپنے پاس بلایا۔

"بابا جان آپ کب آئے؟" شاہ زیب نے فرقان بخت سے پوچھا۔ وہ بولے۔

"ابھی ابھی آیا تھا اور جب ہی اماں جان نے ضروری بات کرنے کے لیے بلالیا۔"

مہرون نساء نے سلماں بخت کو پریشانی سے دیکھا، انہیں ڈر تھا کہ فرقان بخت کا کیا ردِ عمل ہو گا انیلا بخت کے اس نئے فیصلے پر سب سے بڑھ کر شاہ زیب پر کیونکہ جب انہیں انیلا بخت نے اپنا فیصلہ سنایا تو وہ خود شاک میں تھیں۔

"ہم نے تیری زندگی سے جڑا ایک فیصلہ لیا ہے لیکن اس میں تیری رضا اہم کیونکہ یہ تیری زندگی ہے۔" شاہ زیب نے کچھ الجھ کر انہیں دیکھا۔

"کیا دادی جان؟"

NEW ERA MAGAZINE
www.zubiinovelszone.com

"ہم جانتے ہیں بیٹا کہ ہماری خواہش تو پوری نہ ہو سکی مگر ساری زندگی اس افسوس میں نہیں بھیٹ سکتے کیونکہ اب تو عین کا بھی نکاح وہ کیا نام ہے...." وہ رکیں۔

"ویٹسن۔" مہرون نساء نے کہا۔انہوں نے سر ہلایا۔

"اس سے ہونے جارہا ہے۔" شاہ زیب نے خاموشی سے سر جھکالیا،اسے معلوم ہو گیا تھا۔

"وہ اپنی زندگی میں خوشی خوشی آگے بڑھ رہی ہے تو میرا پوتا کیوں نہیں جو لاکھوں میں ایک ہے۔" سب مسکرادیے۔

"اماں جان آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟" فرقان بخت نے الجھ کر کہا۔

"میں چاہتی ہوں فرقان بخت کے تمہارے بیٹے کا نکاح تمہاری بیٹی کے نکاح والے دن ہی ہو جائے۔" فرقان بخت نے حیرت سے انہیں دیکھا،شاہ زیب نے بھی چونک کر سر اٹھایا۔

"کس سے اماں جان علیزے تو......" وہ کچھ کہتے کہ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"جانتی ہوں لیکن عین کی کون بات کر رہا ہے؟" شاہ زیب کی بھنویں جڑیں۔

"میرے پوتے کی شادی اسے ہونی چاہیے جو اس کو سب سے بڑھ کر چاہے۔" انہوں نے پیار بھری نظر سے ان کے قریب بھیٹے شاہ زیب کو دیکھا۔

"کون ؟"فرقان بخت نے پوچھا۔

"ماورہ۔"وہ بولیں، شاہ زیب نے الجھ کر ماں کو دیکھا۔

"ماورہ کون ؟"فرقان بخت بولے،ان دونوں کے ذہن و گمان میں بھی ماورہ نہیں تھی۔

"ماورہ۔"مہرون نساء نے جیسے نام پر زور دے کر انہیں یاد دلایا تب شاہ زیب نے چونک کر انیلا بخت کو دیکھا اور پھر ماں کو۔

"وہ ملازمہ ؟"فرقان بخت بے ساختہ بولے۔انیلا بخت نے انہیں کڑی نظروں سے دیکھا۔

"ملازمہ نہیں ہے بیٹی ہے میری۔"وہ سختی سے بولیں،شاہ زیب حیرت زدہ ان کو دیکھ رہا تھا یہ اچانک ماورہ کہاں سے آ گئی تھی ؟

"میں جانتا ہوں اماں جان مگر معاف کرے گا میرا بیٹا کوئی گرا پڑا کہیں کہ یہ نوبت آ جائے کہ ایک نوکرانی کو اس کی بیوی بنا دیا جائے باقی منہ بولی بیٹی بیٹے تو ملازموں کو اکثر بنا دیے جاتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں سر پر اتنا چڑھا دیا جائے۔"فرقان بخت نے خفگی اور غصہ سے کہا۔انہیں انیلا بخت کا یہ فیصلہ بے تکا لگا تھا۔

"آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں ماورہ بہت اچھی بچی ہے۔"مہرون نساء بولیں۔

"ہاں بھائی جان اور جہاں تک بات ہے ملازمہ کی تو آپ تو جانتے ہیں اماں جان یہ سب فرق کو نہیں دیکھتی اور وہ بخت خاندان کی بہو بن کر اعلیٰ درجہ پالے گی تب اس کی حیثیت فقط اماں جان کی دیکھ بال کرنے والی ٹیک کیر نہیں ہو گی۔" سلماں بخت بھی بولیں، شاہ زیب نے سر جھکایا ہوا تھا، وہ بس بے یقینی سے خاموش تھا۔

"بالکل صحیح کہہ رہی ہیں میری بہویں بھول گئے فرقان بخت تم ہی میرے لیے اس بیچاری لڑکی کو لائے تھے جس کے ماں باپ کا سایا اس پر نہیں رہا تھا اس نے کتنے پیار اور اپنے پن سے پانچ سال تک میری خدمت کی۔"

"ہاں لایا تھا اماں جان لیکن رحم کھا کر اور خدمت کا سِلا آپ دوسری طرح بھی دے سکتی ہے مگر اپنے خاندان کی بہو بنانا وہ بھی میرے اکلوتے بیٹے کی جس کو کمی نہیں ہے۔" وہ سخت ناراض ہو گئے تھے۔

"جانتی ہوں میرے پوتے کو کسی لڑکی کی کمی نہیں ہے لیکن ماورہ اسے پانچ سال سے بے تہاشہ محبت کرتی ہے وہ میری بیٹی جیسی نہیں بلکہ بیٹی ہے اگر اس کی جگہ عمارہ ہوتی تو تب بھی تم اعتراض کرتے؟" شاہ زیب نے حیرت سے محبت والی بات پر انہیں دیکھا، ماورہ اور اس سے پانچ سال سے محبت؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"اماں جان کیا ہو گیا آپ اس ملازمہ کا موازوانہ ہمارے گھر کی بچیوں سے کر رہی ہیں آپ فرق تو دیکھیں وہ ایک ٹیک کیر ہے آپ کی دیکھ بھال کرتی"۔۔۔۔۔

"فرقان بخت شاید تم بھول رہے ہو تو میں یاد دلادوں کہ تمہارے ابا جان کا ایک ہی اصول تھا اور بچپن سے انہوں نے تم چاروں بچوں کو یہی اصول سکھایا تھا کہ کسی میں بھی فرق نہیں کرنا ہے اور اسی کی بناء پر میں نے ایک انگریز سے ہماری عین کے نکاح کی اجازت دی تھی اور ماورہ وہ تو ہمارے اپنی حویلی کی ہے۔"انیلا بخت سختی سے بولیں۔

"اماں جان ٹھیک کہہ رہی ہیں یہ فرق تو ہم انسان کرتے ہیں ورنہ اللہ کے لیے تو ہر کوئی ایک برابر ہے اور ماورہ بہت معصوم اور سلجھی ہوئی بچی ہے۔"

مہرون نساء بولیں۔وہ بولتے بولتے خاموش ہوگئے۔

"وہ بچی شاید کب سے صرف خاموش اسیلیے رہی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عین ہی ہمارے بہو بننی تھی۔"سلماں بخت سوچتے ہوئے بولیں۔

"تو بتا میرے بچے کیا دادی کا فیصلہ مانے گا؟"انہوں نے شاہ زیب کو مخاطب کیے پوچھا۔وہ چونکا پھر چہرہ موڑ کر باپ کو دیکھا جو غصہ ضبط کیے سر جھکائے بھیٹے تھے پھر ماں کو جو مسکرا کر سر اثبات میں ہلا رہی تھیں۔

"بول ؟" انیلا بخت کے پکارنے پر اس نے ان کے ضعیف چہرے کو دیکھا جس پر امیدیں تھیں۔

"دادی جان جب آپ نے اپنی عین سے مجھے باندھا ہوا تھا تب بھی میں آپ کے فیصلے پر پوری طرح رضامند تھا اور اب آپ کا یہ فیصلہ بھی مجھے منظور ہے میں صرف آپ کی خوشی چاہتا ہوں آپ کا جو دل چاہے وہ کریں میں ماورہ سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ انیلا بخت اس پر نہال ہو گئیں، مہرون نساء اور سلماں بخت مسکرادیں جبکہ فرقان بخت نے جیسے نفی میں افسوس سے سر ہلایا۔

"میں جانتی تھی میرا پوتا مجھے کبھی بھی انکار نہیں کرے گا میرے فیصلے کا مان رکھے گا جیسے اب تک رکھتا آرہا ہے۔" وہ اس کے ماتھے پر پیار کرتی بولیں، وہ بس دھیمے سے مسکرادیا لیکن یہ مسکراہٹ میں کچھ تو تھا جو سب کی نظروں سے پوشیدہ تھا۔

"تو پھر سِلا اور عدیب کے نکاح والے دن ہی شاہ زیب اور ماورہ کا نکاح طے رہا؟" سلماں بخت نے انیلا بخت سے پوچھا۔ انہوں نے سوالیہ نظروں سے شاہ زیب کو دیکھا۔

"جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔" وہ سنجیدگی سے بولا تو سب مسکرادیے سوائے فرقان بخت کے جو اس فیصلے سے ناخوش نظر آرہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

وہ انور بخت کے کمرے سے باہر نکل کر آیا تو ایک طرف ہی دونوں ہاتھ سینے پر باندھی، پیر ہلاتی ہوئی اس کا انتظار کرتی علیزے کو پایا جواب اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

"یہ کیا تھا؟"اس نے دانت پر دانت جمائے پوچھا۔

"نہیں آپ بتا ہی دیں کس کے ساتھ ہے ہاں بڑا پیار آرہا حویلی کے لوگوں پر بڑے حکم ماننے جارہے ہیں۔"عدیب نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر سانس بھرتے بولا۔

"زے زے زے۔"اس نے دھیرے سے سر دائیں بائیں ہلایا پھر مسکرایا۔

"تمہیں کتنی بار سمجھانا پڑتا ہے کہ جزباتی پن سے نہیں دماغ سے سوچا کرو تمہاری نا یہی پرابلم ہے تم جزباتی بڑی جلدی ہو جاتی ہو اور میں بڑے تحمل سے بڑی سے بڑی صورتِ حال کو دماغ سے ہینڈل کرتا ہوں۔"علیزے نے آنکھیں گھمائیں۔

"ہاں ہوں جزباتی میں بس لیکن جو آپ نے اندر کہا نا وہ میں بلکل نہیں مانوں گی آپ کو اندازہ بھی ہے کہ ویٹسن یہاں آئے گا تو......."عدیب نے اس کی بات کاٹی۔

"تو کیا؟"علیزے نے رک کر اسے حیران ہو کر دیکھا۔

"آپ جانتے کیا ہو گا؟ "

"کیا ہو گا؟" وہ اب سینے پر ہاتھ باندھے اس کے جواب کا منتظر ہو گیا تھا۔

"آپ نہیں جانتے کیا کتنی بے عزتی ہو گی۔" اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا عدیب اتنا لاپرواہ کیوں ہو گیا؟

"زرے میری بات سنو تم نے ہی کہا تھا کہ ویٹسن کو پاکستان آنا یہاں کہ دیہاتی علاقے دیکھنا کتنا پسند ہے اور جہاں تک بات ہے اس حویلی کے لوگوں کی تو فکر نہ کرو کوئی ویٹسن سے کسی بھی قسم کی ایسی کوئی گفتگو نہیں کرے گا جس اس پر غلط اثر پڑے۔"

علیزے نے نفی میں سر ہلانا چاہا کہ وہ اس کو روک کر بولا۔

"زرے ابھی وقت ضد کرنے کا نہیں ہے جو ڈیڈ کہہ رہے ہے مان لو ویسی وہ اس رشتے سے کوئی خاصہ خوش نہیں اگر تم ان کی ماں کا فیصلہ مان لو گی تو وہ خاموش ہو جائیں گے اور ویسے بھی بات صرف دو دن کی ہے میرے نکاح کے اگلے روز ہی تمہارا نکاح ہو گا اور اس کے چند ہی گھنٹوں بعد تمہیں اور ویٹسن کو میں خود ایرپورٹ چھوڑ کر آؤں گا۔"

علیزے نے منہ بسور کر اسے دیکھا۔ وہ ہنس کر سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"آئی پرامس صرف دو دن کی بات ہے۔" علیزے نا چاہتے ہوئے بھی مان گئ تھی، ایک طریقے سے وہ صحیح کہہ رہا تھا ڈیڈ کے اب کسی بات کے خلاف جانا مطلب

اس کے ویسٹن کے رشتے میں خطرے کو دعوت دینا جیسا تھا اور حویلی کے لوگ ان کے اندر اتنی جرت نہیں کہ وہ علیزے کے معاملے میں کچھ بولے اور اگر کسی نے کچھ کہہ بھی دیا تو وہ انہیں دیکھ لے گی اور ویٹسن تو اس پر پوری طرح بھروسہ کرتا ہے اور پیار بھی،وہ مسکرادی۔

"چلو اب جاؤ اور اسے یہاں آنے کا کہو۔" عدیب کہ کہنے پر اس نے کندھے اچکائے اور جانے لگی تب عدیب نے اسے روکا۔

"اس کو کہنا جنت کو اسے تمہارے اور ویٹسن کی شادی کی خبر نہیں ہونی چاہیے ورنہ وہ بھی یہاں آئے گی اور اسے میرے نکاح کے بارے میں علم ہو جائے گا جو کہ ہم نہیں چاہتے ہمیں میرا نکاح کم از کم دو تین مہینے تک چھپانا ہے باقی بعد میں میرے اور اسے کی شادی کے ساتھ ہی تمہارے اور ویسٹن کی ہم آفیشل میرج کرلیں گے۔"اس نے سر اثبات میں ہلایا اور چلی گئی پیچھے عدیب گہری سانس لیتے ہوئے جیب سے فون نکال کر دانیال کی طرف گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"مام گڈ نایٹ۔" جنت فون میں مصروف اپنے کمرے میں جانے لگی۔اس کی مام جو کہ صوفے پر بھیٹی ناخنوں پر کیو ٹیکس لگا رہی تھیں چونک کر اسے دیکھا۔

"کم ہیر مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ کندھے اچکاتے ان کے سامنے والے صوفے پر نیم دراز ہو گئ۔

"میں نے تمہاری لنچ میٹنگ مسز کامران کے بیٹے کے ساتھ رکھی تھی تم گئ کیوں نہیں تھی؟" انہوں نے سختی سے پوچھا۔ اس نے موبایل ایک طرف پھینک انہیں دیکھا پھر دائے بائے سر ہلاتی ہوئی سیدھی ہو کر بھیٹی۔

"میں نے آپ کو کتنی بار کہا ہے کہ مجھے نہیں ملنا آپ کے ہائ فائ دوستوں کے بر گرز بچوں سے۔" وہ ان کو مخاطب کرتی ہوئی ان سے بھی زیادہ سختی سے بولی۔

"جنت کیا ہو گیا ہے یہ کوئ طریقہ ہے بات کرنے کا؟" وہ حیرت سے بولیں۔

"تو آپ مجھے غصہ دلاتی ہے جبھی ان لڑکوں وغیرہ کی میٹنگس میرے سے بنا پوچھے طے کر دیتی ہیں۔" وہ چڑ کر بولی۔

"تو بیٹا ملنے میں کیا برائ ہے؟"

"ملنے میں نہیں مل کر انہیں پسند کر کے ان سے شادی کرنے میں برائ ہے۔"

"اب نہیں تو کب کرو گی ہاں تم نے کہا تھا کہ تمہاری پڑھائ کی وجہ سے میں چار سال رک جاؤں تو میں رک گئ لیکن اب تمہاری پڑھائ کو ختم ہوئے بھی دو سال ہو گ ئے اور تمہارے نخرے ختم نہیں ہو رہے۔" پھر سے وہی موضوع، جنت اکتائی۔

"کیا پرابلم ہے تمہیں شادی سے ہاں؟"

"مام اتنی جلدی کیا ہے؟"

"اسے بھی تم جلدی کہہ رہی ہو بیٹا مجھے تمہاری فکر ہے تمہارے ڈیڈ کے جانے کے بعد اب صرف تم ہی میری اکلوتی اولاد میرا سب کچھ ہو میں جلد سے جلد تمہیں خوش اور اپنے گھر ہوتے دیکھنا چاہتی ہوں۔" وہ فکر مندی سے بولیں۔

"اف۔" اس نے آنکھیں گھمائیں۔ انہوں نے غصیلی نظروں سے گھورا۔ وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر سانس بھر کر بولی۔

"لک مام آئی ڈونٹ ہیو آ پرابلم ود شادی اینڈ آل بٹ"۔۔۔۔

"بٹ وٹ کیا تمہیں کوئی اور پسند ہے؟" اس نے اب تک اپنی مام کو عدیب کے بارے میں نہیں بتایا تھا، ان کے سوال پر اسے عدیب سے پاکستان جانے سے تین دن پہلے کی ہوئی بات یاد آ گئی۔

"یہ رنگِ بہت خوبصورت ہے۔" وہ ریستوان میں اس کے سامنے والے صوفے پر بھیٹی اپنے بائے ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنی نازک سی انگھوٹی پر ہاتھ پھیرتے بولی تو مسکرا دیا۔

"تم سے زیادہ نہیں۔" وہ درمیان میں رکھی میز سے کوک ٹیل اٹھاتا ہوا بولا۔ وہ ہنس دی۔

"فلٹ کر رہے ہو؟"

"نہیں لیکن اگر کہو تو وہ بھی کر دیتا ہوں۔" وہ سپ لیتا ہوا بولا۔

"وہ بھی سے کیا مطلب ہے آپ کا مسٹر عدیب انور؟" اس نے مصنوعی حیرانگی دکھائی۔

"مطلب پیار کر لیا ہے اب آپ کے مطابق آپ کا پسندیدہ والا فلرٹ بھی کر لیتے ہیں بتایے کون سا والا فلرٹ چاہتی ہیں آپ؟" جنت مسکرا دی۔

"اچھا تو جناب کے پاس فلرٹ کے مختلف اقسام بھی ہیں ارے واہ۔" عدیب نے کوک ٹیل واپس میز پر رکھتے سر اثبات میں ہلایا۔ دونوں ہی ہنس دیے۔

"اچھا خیر عدیب پلیز مام سے مل لو میں انہیں مزید نہیں روک سکتی وہ میری شادی کے ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئی ہیں اور شاید جایز بھی ہے انہیں میری فکر ہے۔" وہ پریشانی سے بولی۔ وہ بولا۔

"ابھی رک جاؤ یار میں نے یاسر کے ساتھ بزنس پلین کیا ہے ایک بار ہم سٹارٹ لیں لے پھر میں خود اپنی فیملی کے ساتھ تمہارے گھر رشتہ لے کر آوں گا۔" اس نے

کہا۔ جنت نے مطمعین ہو کر سر ہلا دیا کیونکہ وہ جانتی تھی عدیب ابھی کچھ نہیں کرتا کوئی جواز نہیں بنتا تھا اس کا ایسے رشتہ لانا ایک بار وہ اپنے دوست کے ساتھ بزنس سٹارٹ کر لے تو وہ مام کو سے ملوا سکتی ہے۔

"مس آرزو کا بھتیجا تو اتنا اچھا تھا شکل صورت بیک بیلنس کتنی سکیور لائف ہوتی تمہاری۔" وہ مام کی آواز سے اپنی سوچوں سے باہر آئی۔

"مام آپ نے پوچھا نا مجھے کوئی پسند ہے؟"

"ہاں؟"

"میں آپ کو جلد اس بارے میں بتاؤں گی مجھے بس کچھ وقت دے کچھ مہینے پلیز۔"

اس کی التجا پر وہ خاموش ہو گئیں تھیں جب جنت نے فون اٹھا کر عدیب کو دوبارہ کال ملائی مگر اس بار بھی اس نے نہیں اٹھائی۔ وہ دو دن سے اس کو کال کر رہی تھی لیکن وہ نہیں اٹھا رہا تھا، علیزے سے اس نے انور بخت کی طبیعت کا پوچھنے کے لیے کال کی تھی اور اسے عدیب کا بھی پوچھا تھا لیکن اس نے بات ہی گھما پھرا دی تھی۔

"سب کچھ ٹھیک تو ہو گا نا؟" اس نے گھبرا کر سوچا اور پھر علیزے کو ٹیکسٹ کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ماورہ یہ تونے کیا کیا؟" افشاں حیرت سے پلنگ پر اطمینان سے لیٹی ماورہ سے جانے کب سے پوچھ رہی تھی لیکن وہ آنکھوں پر بازو رکھے سکون سے لیٹی تھی۔

"میں تجھ سے کچھ پوچھ رہی ہوں۔" اس نے اس کے اپر سے چادر کھینچ کر کہا۔ وہ بے زاری سے اٹھی۔

"کیا ہے افشاں صبح صبح کیوں تنگ کر رہی ہے؟ "

"میں تنگ کر رہی ہوں اور جو تو نے کل رات کارنامہ انجام دیا اس کا کیا؟" وہ حیرت اور غصہ سے بولی۔

"ایسا بھی کیا کر دیا میں نے؟" وہ چادر ایک طرف کیے چپلیں پہنتی ہوئی بولی۔

"تو نے دادی جان کو ان کے منہ پر صاف صاف کہہ دیا کہ تو چھوٹے بابا سے محبت....." وہ محبت پر ہی آکر رک گئی اور منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"تو کیا سچ نہیں ہے یہ؟" وہ کپڑے جھاڑتی ہوئی اٹھی۔

"لیکن تجھے میں نے سمجھایا تھا کہ ہم......" اسے پہلے اس کی وہی باتیں پھر سے شروع ہوتی ماورہ نے روک دیا۔

"سن اب جو ہوگا وہ تو دیکھنا پھر مجھے کہنا کہ میری کیا اوقات ہے۔" وہ بول کر دیوار پر لگے چھوٹے شیشے کے پاس آئی اور بالوں کی لٹیں پیچھے کیے گنگنانے لگی۔

"اب کیا کرے گی تو؟" افشاں کا تو باقاعدہ دل ہول رہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"یعنی اب جو کریں گی وہ دادی جان کریں گی اور شاید اب تک تو کر بھی دیا ہو گا۔" وہ شیشے میں خود کو دیکھ مسکرائی، آج پہلی بار اس نے خود کو جی بھر کر دیکھا تھا، مسکرا کر دیکھا تھا، افشاں تو سر پکڑ کر ہی بھیٹ گئی تھی جبکہ وہ پھر گنگنانے لگی تھی۔ ہونٹوں پر محبت کا کوئی گیت تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"لالا مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا کہ دادی جان نے آپ کو سمجھ کیا لیا ہے جب دل چاہتا جسے دل چاہتا آپ کو باندھ دیتی ایسے تھوڑی چلتا ہے اور آپ... آپ تو بڑے ہی تعبے داری سے ان کا لکھا پتھر کی لکیر مان لیتے ہیں۔" سِلا غصہ اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے یہ بات کوئی دسوی بار کہہ رہی تھی، اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ انیلا بخت نے یہ فیصلہ لیا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں ویسے بات صحیح ہے مجھے تو دادی جان کسی ایک سے بھی نہیں باندھتی۔" سمیر نے شرارت سے کہا۔ شاہ زیب اور سِلا دونوں نے ایک ساتھ اسے گھورا۔

"لالا آپ کو اتنا شوق ہے نا تو آپ کر لیں لالا کی جگہ نکاح۔" وہ تپ کر بولی۔ وہ ہنس دیا۔

"نہیں نہیں میں بیچارے تمہارے لالا کا حق کیوں ماروں؟" شاہ زیب کی نیلی آنکھیں خود پر دیکھ وہ بولے ہوئے جملے پر پچھتا رہا تھا کیونکہ ان نیلی آنکھوں میں وہی غصہ تھا جس کی سب نے جان نکلتی تھی۔

"میں تو ماحول تھوڑا ہلکا کر رہا تھا۔" وہ ارد گرد دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

"ماحول ہلکا آج شام کے مہندی کی رسم پر کر لیے گا۔" اندر داخل ہوتی ہوئی مہرون نساء مسکرا کر بولیں۔ سمیر مسکرا دیا۔

"سمیر چلو اٹھو جا کر تیار ہو تم کو ہمیں اور بچیوں کو شہر لے کر جانا ہے پھر ہمیں جلد ہی خریداری کر کے واپس بھی آنا ہے آج سِلا کی مہندی کی رسم ہے۔" وہ سِلا کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں۔ اس نے دھیرے سے سر جھکا لیا، سمیر سر اثبات میں ہلا کر کمرے سے نکل گیا۔

"سِلا تم خوش تو ہو نا؟" شاہ زیب نے سنجیدگی سے اسے بغور دیکھ پوچھا۔اس نے گہری سانس لی۔

"لالا آپ ہی تو کہتے ہیں کہ ہماری خوشی سے کیا فرق پڑتا ہے بڑے جس میں راضی ہمیں بھی اسی میں راضی ہو جانا چاہیے۔" شاہ زیب نے مہرون نساء کو دیکھا مہرون نساء نے اسے۔

"میں جانتی ہوں عدیب ہماری سِلا کو خوش رکھیں گے اور بھائی صاحب سے تو ہم مطمعین ہیں ہی۔" شاہ زیب نے گہری سانس لیتے ہوئے کچھ سوچا اور اٹھ کھڑا ہوا جب مہرون نساء نے پوچھا۔

"تم کہاں؟ "

"میں آتا ہوں ایک ضروری کام یاد آگیا۔ "

"وہ سب بعد میں آج تمہاری بہن کی رسم ہے جاؤ اور تیاریاں دیکھو اور ہاں ملازمہ کو کہہ دیا ہے اس نے تمہارے کپڑے نکال دیے ہوں گے۔" اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ماورہ آجائے پھر وہی کرے گی تمہارے یہ کام۔" وہ مسکرا کر بولیں۔ سِلا اور شاہ زیب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ شاہ زیب نے نظریں چرا لیں۔

"اب کھڑے کیا ہو جاؤ۔ "

"جی۔" وہ باہر گیا۔ مہرون نساء سِلا سے مخاطب ہوئیں۔

"بیٹا میں جانتی ہوں کہ تم پوری طرح اس رشتے کے لیے تیار نہیں ہو تمہیں ہمیشہ سے ہی عدیب بخت اور علیزے بخت سے ناراضگی رہی ہے لیکن میں آپ کو بتا رہی ہوں عدیب کے ساتھ تم مکمل زندگی گزارو گی بھائی صاحب نے مجھے اور تمہارے بابا جان کو خود ضمانت دی ہے اور عدیب نے بھی کہا ہے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ بندھا بچپن سے یہ رشتہ دل سے قبول کیا ہے۔" ان کی بات پر سِلا نے چونک کر سر اٹھایا۔

"کیا واقعی انہوں نے خود کہا؟" وہ حیران ہوئی تھی، عدیب نے دل سے رشتہ قبول کیا تھا؟

"جی انہوں نے خود کل رات مجھ سے اور تمہارے بابا جان سے کہا۔" وہ اس کے چہرے پر آئی لٹوں کو پیار سے کان کے پیچھے کرتی ہوئی بولی۔ وہ حیران ہوئی۔

"اچھا۔ "

"اب تم خوش ہو؟" مہرون نساء نے پوچھا۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ایسے نہیں اپنی امی جان کو پیاری سی اپنی مسکراہٹ دکھا کر دل سے کہو؟ "

"جی۔" وہ سر ہلا کر ہنس دی۔ مہرون نساء بھی مسکرا دیں۔

"اللہ تمہیں خوش رکھے اور تمہارے نصیب بلند کرے" اس کو اپنے سینے سے لگائے انہوں نے محبت سے اسے دعا دی۔ وہ مزید مسکرا دی۔ ایک انجانی سے خوشی ہوئ تھی جیسے کاندھے سے منو بھر کا بوجھ ہٹ گیا ہو۔ وہ عدیب کے خیالات جاننے کے بعد ہلکا محسوس کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ فون پر مصروف تھی جب وہ تن فن کرتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئ اور اس کے کان سے لگے موبایل کو چھین کر بستر پر پھینکا، علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"یہ کیا بدتمیزی تھی مہک؟" وہ غصہ سے بولی۔

"زے تمہیں میں نے اپنا بیسٹ فرینڈ مانا تھا۔" وہ یکفم ہیجانیت سے بولی۔ علیزے چونکی۔

"ہاں تو میں ہوں کیا....." وہ کہتی اس کو کندھوں سے تھامنے لگی۔ مہک نے اس کے ہاتھ جھڑکے۔

"تم نہیں ہو میں مانتی آرہی تھی تم نے تو اس جنت کو مجھ سے بھی زیادہ اپنا سمجھا نا؟"

علیزے نے الجھ کر اسے دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Hardlook|Books|Poetry|Interviews

"اب زیادہ بھولی مت بنو تم نے آج تک مجھے ویٹسن اور تمہارے درمیان والے احساسات کی خبر بھی نہیں ہونے دی اور اس جنت اس جنت کو سب کچھ معلوم تھا۔"

علیزے نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری پھر بولی۔

"مہک ایسا نہیں ہے میں تو خود ہی شیور نہیں تھی اور جنت کو بھی ایسا کچھ نہیں بتایا اس نے خود ہی ازیوم کیا تھا۔ "

"بس زے بس بہت ہوگ ئے تمہارے بہانے شروع سے میں جنت کو ہمارے بیچ آتا ہوا دیکھ رہی ہوں لیکن ہمیشہ نظر انداز کر دیتی لیکن اب تو حد ہی ہو گئ ہے میری بیسٹ فرینڈ میری زے کسی کو پسند کرتی ہے اس کا نکاح ہونے والا اس کے دل میں جزبات ہیں مجھے ہی پتہ نہیں واؤ۔ "علیزے نے اسے تھک کر دیکھا پھر نفی میں سر ہلایا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے میری جان تم ہی میری بیسٹ فرینڈ ہو اور چلو جو بھی ہوا میں اس کی معافی مانگتی ہوں میری غلطی تھی بس ؟" وہ اس کو سمجھانے کا اردہ ترک کرتے ہوئے معافی مانگتی ہوئی بولی۔

"تم مجھ سے وعدہ کرو کہ آیندہ کوئ بھی بات مجھ سے نہیں چھپاؤ گی مجھے سب پتہ ہونا چاہیے ؟"علیزے نے مسکرا سر اثبات میں ہلایا۔ وہ مطمعین ہوئ۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

"ویسے یہ ویٹسن وہی ہے نا جس کا تم نے ذکر کیا تھا جب یہ تمہارا نیا دوست بنا تھا اور اکثر تم اس کے ساتھ تصویریں بھی ڈالتی ہو؟" علیزے نے سر ہلایا۔

"ویسے گڈ لکنگ ہے۔" مہک نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔ وہ فخریہ انداز میں کندھے اچکا گئی۔

"سو تو ہے۔"

"شرما ہی لیتے ہیں بہن؟" وہ افسوس سے بولی۔

"میں کیوں شرماؤں؟"

"بھئی تمہارے ہونے والے کا ذکر کر رہی ہوں تعریف کر رہی ہوں اصولاً تمہیں شرما کا چہرہ جھکا دینا چاہیں اور تمہارے گال لال ہو جانے چاہیے اور تمہیں پھر مجھے ڈانٹنا چاہیے کہ بدتمیز خاموش ہو جاؤ۔" مہک نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ اس نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"ایسا کہا ہوتا ہے؟"

"مشرقی لڑکیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔" مہک منہ بنا کر بولی۔ وہ ہنس دی۔

"پھر تو مجھے رہنے دو میرے ساتھ یہ چہرہ لال ہونے والا سین نہیں ہونے والا۔" وہ بستر پر بھیٹتی ہوئی لاپرواہی سے بولی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں کیونکہ تمہارے وہ بھی مغربی جو ہیں۔" مہک اس کو کندھا مارتی ہوئی بولی۔اس نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔

"یہ کون سے گھٹیا قسم کے ڈرامے دیکھ رہی ہو تم؟" مہک نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"توبہ زرے میں تو وہی کر رہی تھی جو سہیلیاں اپنی دلھن بننے والی سہیلی کے ساتھ کرتی ہیں۔" وہ منہ بسور کر بولی۔

"بہت ہی چیپ ہو تم۔" علیزے ہنس کر بولی۔وہ اس کو غصہ سے دکھا دیتی اس کے برابر بھیٹ گئی جبکہ وہ ہنسنے لگی۔

"خیر تمہیں پتہ چلا تمہارے ایکس فیانسے کا بھی نکاح ہونے جا رہا۔" مہک کو یاد آیا۔

"کون اچھا وہ منگ منگ۔" علیزے نے مزاقیہ انداز سے کہا۔مہک نے ہنس کر سر ہلایا۔

"کس کے ساتھ بھئی وہ بھی اتنی جلدی؟" وہ حیرت سے بولی۔مہک نے اسے ماورہ کے بارے میں بتایا۔

"واٹ وہ انیلا بخت اپنے ہونہار پوتے کی شادی اپنی ملازمہ سے کر رہی ہیں ان بلیوبل۔" وہ تحیر سے بولی۔

"یار وہ اس کو اپنی بیٹی مانتی ہیں سو...." مہک نے کندھے اچکائے۔

"یار مطلب اتنا گیا گزرا ہے ان کا پوتا ہائے میرے سے ریجیکٹ ہوا تو قسمت میں ملازمہ؟" وہ قہقہہ لگانے لگی۔

"بری بات زے تم کو کیا ہے اپنے کام سے کام رکھو۔" مہک علیزے کا فون استعمال کرتی ہوئی بولی جبکہ وہ ہنستی ہوئی بیچارے شاہ زیب کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

"ہائے اس کی قسمت۔" وہ مسکراتی ہوئی سوچنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

عدیب نے علیزے کا مسیج دیکھا جس میں اس نے جنت کے مسیجز فارورڈ کیے ہوئے اور اسے وہ کہہ رہی تھی کہ جنت سے وہ بات کیوں نہیں کر رہا وہ پریشان ہو رہی ہے، عدیب نے سانس بھری پھر جنت کی چیٹ کھولی وہاں پر اس کے ڈھیروں مسیجز آئے ہوئے تھے اس نے سیدھا اسے کال ملائی اور کچھ ہی دیر میں اس نے اٹھالی۔

"یاد آ گئی مجھے تو لگا کوئی بھول ہی گیا ہے کہ کوئی جنت نام کی انسان بھی اس دنیا میں ایکزسٹ کرتی ہے۔" دوسری طرف سے جنت کی بھرپور غصہ سے بھری آواز پر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"آپ کو بھولا جا سکتا ہے؟" وہ بیڈ پر نیم دراز ہوتا ہوا شرارت سے بولا۔ دوسری طرف وہ مزید بھڑکی۔

"فضول باتیں ابھی تو کرنا بھی مت ورنہ فون سے نکل کر تمہیں جان سے مار دوں گی۔" وہ واقعی پہلی دفعہ غصہ ہو رہی تھی۔

"اچھا بابا آیم سوری۔"

"کیا سوری ہاں کیا سوری کتنے کالز اور میسیجز کیے لیکن مسٹر تو ایسے نظر انداز کر رہے جیسے جانتے بھی نہیں ہوں پتہ ہے مجھے کتنی گھبراہٹ ہو رہی تھی زے بھی زیادہ آن لاین نہیں آرہی تھی اور ایک اس گاؤں میں فون کے سگنلز کی بھی اتنی پرابلم ہے۔" وہ اپنی بھڑاس نکالتی ہوئی بولی۔

"یار سوری تم تو جانتی ہو نا یہاں کتنے لوگ ہیں مجھے اور زے کو وقت ہی نہیں ملتا اتنے رشتے ہیں کہ مل مل کر تھک جاتے ہیں۔" اس نے جھوٹ کہا تھا کیونکہ وہ دونوں زیادہ تر کمرے میں ہی رہتے تھے۔ کسی کے ساتھ بھیٹتے نہیں تھے لیکن اسے اپنی نکاح کی بات بھی چھپانی تھی وہ جنت کو نہیں بتا سکتا تھا کہ یہاں کتنا کچھ چل رہا ہے۔

کچھ دیر جنت سے بات کر کے اس نے فون رکھ دیا تھا اور جیسی وہ اٹھ کھڑا ہوا باہر جانے کے لیے دروازے پر شاہ زیب کو دیکھ چونک گیا۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" پوچھا نہیں تھا بتایا گیا تھا، اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن رک گیا اسے یاد آیا کہ اسے اچھے بننے کی اداکاری کرنے تھی آخر اسے سب کو یقین دلانا

تھا کہ وہ سِلا کو کتنا خوش رکھے گا اتنا خوش کے شاید سِلا خود ہی نہ وہ خوشی سہہ پائے، وہ سوچتے ہوئے مسکرایا تھا اور پھر آنکھیں جھپکی جیسے اس کی بات کا جواب ہو کہ "ہاں کیوں نہیں۔"

☆☆☆☆☆☆

"بیٹے میں اندر آسکتی ہوں؟" مہرون نساء نے کوٹیج کے باہر کھڑے ہوتے ہوئے اندر ماورہ اور افشاں سے اجازت مانگی۔ وہ دونوں چونکیں۔

"جی جی بی بی جی۔" افشاں جلدی سے پلنگ سے اٹھ کر ان کے پاس گئی اور انہیں اندر لے کر آئی، وہ مسکراتے ہوئے ارد گرد دیکھنے لگیں پھر چھوٹے شیشے کے پاس چونک کھڑی ماورہ کو دیکھا۔

"ماورہ لو ر ادھر آؤ۔" ماورہ چونک کر جلدی سے ان کے پاس آئی۔

"آپ نے آنے کی کیوں تکلیف کی مجھے بلا لیتی۔" وہ بولی۔ مہرون نساء مسکرائیں۔

"ادھر بیٹھو۔" انہوں نے ماورہ کو اپنے برابر پیار سے بٹھایا۔ ماورہ نے پاس ہی کھڑی حیرت سے دیکھتی ہوئی افشاں کو دیکھا پھر مہرون نساء کو جو اس کے گال پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولیں۔

"کیا آپ ہماری بہو بنیں گی؟ "

"کیا؟" افشاں نے منہ پر حیرت سے ہاتھ رکھ لیا جبکہ ماورہ کی سانسیں چند لمحیں رک گئی تھیں

"کہو میرے بیٹے سے تو۔ تم پانچ سال سے محبت کرتی ہو نا اور بھنک بھی نہیں ہونے دی کسی کو؟" ماورہ نے آہستگی سے سر جھکا لیا۔ اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

"ہم نے تو بچپن سے اپنی بہو کے روپ میں علیزے انور بخت کو دیکھا تھا وہی ہمارے شاہ کی بچپن سے منگ تھی لیکن آج کل جیسا نہیں رہا شاید دونوں کے نصیب ساتھ نہیں جڑے تھے ہم ہی کوششوں میں لگے تھے خیر جو ہوا سو ہوا اب ہمیں ہماری بہو مل گئی ہے۔" انہوں نے اس کے ماتھے پر پیار کرتے کہا تو افشاں تو بے ہوش ہوتے ہوتے رہ گئی، ماورہ نے پلکیں اٹھا کر افشاں کو دیکھا اور دھیرے سے مسکرائی۔

"کل سِلا کے ساتھ ہی تمہارا اور شاہ کا نکاح ہے۔" دوسرا جھٹکا لگا تھا، لیکن صرف افشاں کو کیونکہ وہ تو اطمینان سے شرما رہی تھی۔

"آؤ تم حویلی میں چل کر تمہیں سب بتاتے ہیں اور میں نے تمہارے لیے کافی جوڑے بھی لیے ہیں۔" وہ سر ہلا کر ان کے ساتھ اٹھی۔

"ایک اور بات افشاں ماورہ کا سارا سامان جو عمارہ اور ثمن کے کمرے کے برابر والے کمرے میں شفٹ کر دو نکاح تک یہ وہی رہے گی۔" افشاں نے غش کھاتے ہوئے ماورہ کو دیکھا جو خود حیرانی سے مہرون نساء کو دیکھنے لگی۔

"لیکن".....

"لیکن ویکن کچھ نہیں تم ہمارے خاندان کی بہو بننے والی ہو اب سے تمہاری حیثیت فقط اماں جان کی دیکھ بھال کرنے والی ملازمہ کی نہیں رہی تم بخت حویلی کی عزت ان کی بیٹی ہو۔" ماورہ نے مسکرا کر افشاں کو دیکھا جس کو اب تک کہے ماورہ کے سارے الفاظ یاد آ رہے تھے یعنی جو جو اس نے کہا تھا وہ کوئی خیالی پلاؤ نہیں تھا وہ سب سچ تھا۔

ماورہ نے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے اپنی محبت ثابت کر دی تھی، اس نے پلک جھپکتے ہی بازی جیت لی تھی،

محبت کی بازی!

☆☆☆☆☆☆

وہ موبائل میں دھن چل رہا تھا جب کسی سے ٹکرایا اور اسے پہلے وہ کچھ غصہ میں کہتا ہوا سامنے والے کو دیکھ اس کے منہ پر تالا لگ گیا۔

"آیم سوری۔" دانیال نے جلدی سے رایمہ سے کہا۔

"اب کوئی فایدہ نہیں۔"اس کی بات پر وہ چونکا نہیں تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ کس میں بارے میں بات کر رہی ہے۔

"ابھی بھی وقت ہے مگر کوئی دیکھے تو۔"وہ بھی بولا۔

"دیکھ لیا تھا جو دیکھنا تھا۔"وہ دونوں سنجیدگی سے ہال میں کھڑے ہم کلام تھے۔

"کبھی کبھار آنکھوں دیکھا سچ نہیں ہوتا۔"یہ دانیال تھا جو حد سے زیادہ سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"آنکھوں دیکھا کانوں سے سنا ہر بار غلط فہمی نہیں ہوتی۔ "

"غلط فہمی ہی ہے۔"

"سچ کو غلط فہمی کہہ کر ڈھکا نہیں جاتا کیونکہ سچ ہر ڈھاکے جانے والے پردے جالی کے ہوتے ہیں آر پار سب نظر آتا ہے۔"دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ کیا باتیں کر رہے تھے اگر کوئی تیسرا ہوتا تو ضرور الجھ جاتا،وہ صرف غلطی سے ٹکرائے ہی تو تھے یا پھر ان کی نظر میں غلطی سے وہ نہیں ان کے نصیب ٹکرائے تھے؟

"ہر انسان کو اپنا دفاع کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔"اس کی چہرے پر سختی آگئی تھی جو کہ دانیال کی شخصیت کا حصہ نہ تھی۔

"جب دفاع کرنے کے لیے جھوٹے اور کمزور بہانے ہوں تو رہنے دینا ہی چاہیے۔"

رایمہ نے اب اس کے چہرے نظریں ہٹالیں تھی۔

"رایمہ تمہیں جو سمجھنا ہے سمجھو میں پہلے بھی تمہیں کہہ چکا ہوں جہاں بھروسہ نہ ہو وہاں غلط فہمیاں ہی پیدا ہوتی ہیں۔" اس نے بھی غصہ سے کہہ کر نظریں ہٹالیں تھی، رایمہ خاموش تھی۔

اس نے دوبارہ نظریں اس کے چہرے پر ڈالی۔ وہ چونکا کیونکہ رایمہ کے چہرے پر گھبراہٹ اور پریشانی نے جگہ لے لی تھی۔

"کیا ہوا؟" رایمہ کی نظریں بھی دانیال کے پیچھے دور مین گیٹ پر تھیں۔

"وہ دیکھو۔" رایمہ نے ہاتھ اٹھا کر انگلی سے مین گیٹ سے اندر آتے ہوئے دو شخصیت کی جانب اشارہ کیا۔ دانیال بھی بری طرح چونکا۔

"اوہ شٹ۔" وہ بے اختیار بولا۔

"اب کیا ہوگا؟" رایمہ نے پریشانی سے کہا۔ اس نے بھی رایمہ کو بھی لب چباتے ہوئے دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"اگر تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ میں تمہاری بہن کو خوش رکھوں گا یا نہیں تو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ......."اس نے کہتے کہتے اس کے اٹھے ہاتھ کو دیکھ خود کو روک لیا تھا۔ وہ دونوں آمنے سامنے بھیٹے تھے، شاہ زیب پاؤں پر پاؤں رکھے کرسی سے ٹیک لگائے ایک ہاتھ سے کان کی لو مسلتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ کو اٹھائے اسے روک گیا تھا۔

"پہلے مجھے یہ بتاؤ تم لوگ مان کیسے گ ئے کل تک تو تمہیں اور تمہاری بہن کو یہاں ایک ہفتہ رہنا برداشت نہیں تھا؟"سنجیدہ انداز میں تجسس بھی تھا، اس کی نیلی آنکھیں بیان کررہی تھیں کہ وہ مطمعین نہیں ہوا تھا۔

"کل تک لیکن آج ہم نے اپنا فیصلہ بدل لیا۔"وہ اس کے سوال پر کچھ ہی پل گھبرایا تھا۔

"اچھا؟"شاہ زیب اسے غور سے دیکھ رہا تھا جو بہادری سے اس کی نیلی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کچھ اور ہی کہہ رہا تھا، لیکن کیا کسی کو معلوم نہیں تھا۔

"اگر یہ نکاح چاچا جان کے دباؤ میں آکر کر رہے ہو تو پہلے ہی مجھے بتادو میں چاچا جان سے بات کرلوں گا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری بہن جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے وہ ایک ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزارے جو ایک سمجھوتے کے ساتھ اس کے ہمرہ ہو۔"وہ اب سیدھا ہو کر بھیٹا اور سنجیدگی سے کہا، عدیب نے نفی میں سر ہلایا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں کسی کے دباؤ میں آکر اپنی زندگی سے جڑا اتنا اہم فیصلہ لے سکتا ہوں؟" ہاں یہ ضرور تھا کہ شاہ زیب اسے نہیں جانتا تھا لیکن جتنا وہ جان گیا تھا اسے صاف پتہ چلتا کہ وہ ان لوگوں میں شمار نہیں ہوتا جو اپنی زندگی کی ڈور اپنوں کے خاطر ان کو تھمائے۔

"فکر نہ کرو یہ فیصلہ میں نے اپنی مرضی سے لیا ہے مجھے تمہاری بہن میں کوئی کمی نہیں دکھی اسیلیے مجھے کوئی خاص اعتراض نہیں میں یہ رشتہ دل سے نبھاؤں گا کیونکہ یہ ساری زندگی کا معاملہ ہے۔" شاہ زیب کچھ نہ بولا، عدیب کو دیکھ کر اس کی باتیں سن کر یہی لگ رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"ایسا ہی ہو تو زیادہ بہتر ہے ورنہ...." وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ عدیب نے بھی ساتھ اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ورنہ؟"

"عدیب میں اپنی بہن سے بہت پیار کرتا ہوں میرا بچہ ہے وہ اور میں نہیں چاہتا کہ اس کی آنکھوں میں ایک آنسو کا قطرہ بھی آئے میں ہرگز نہیں چاہوں گا کہ وہ کسی تکلیف کا سامنا کرے بچپن سے اس کو میں نے لاڈ سے رکھا ہے اس نے دنیا نہیں دیکھی ہوئی وہ معصوم ہے اسیلیے میں چاہوں گا کہ تم اس کو مجھ سے بھی زیادہ خوش رکھو مجھ سے بھی

زیادہ اس کی حفاظت کرو اور اگر ایسا نہ ہوا..... "وہ رکا، چہرے پر جو سِلا کے ذکر کے وقت نرمی تھی وہ سختی میں تبدیل ہو گئ۔

"اگر ایسا نہ ہوا اور مجھے پتہ چلا کہ تمہاری وجہ سے وہ اداس ہے یا اسے تکلیف پہنچی ہے تو میں بہنوئ اور کزن ہونا تو بہت دور کی بات ہے میں یہ بھی بھول جاؤں گا کہ تم ایک انسان ہو بہت بدتر سلوک کروں گا۔" عدیب چونکا، وہ حد سے زیادہ سنجیدہ نظر آرہا تھا اور چہرے کی سختی نے عدیب کو نظریں چرانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"تمہیں شکایت کا موقع نہیں ملے گا اب سِلا میری بیوی ہو جائے گی اور میں جانتا ہوں اسے کیسے میرا مطلب کس طرح خوش رکھنا ہے۔" وہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ شاہ زیب نے گہری سانس لی اور سر اثبات میں ہلایا۔

"میں امید کرتا ہوں کہ تم نے جو کہا ہے اس پر تم عمل بھی کرو ورنہ تم اب تک تو مجھے جان گئے ہو گے۔" وہی دھمی مسکراہٹ دی اور اس کے سائڈ سے ہوتا ہوا وہ کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ عدیب تیزی سے پلٹا اور سانس بھری۔

"کیا ہوا کیا کہہ رہا تھا؟" علیزے جو ابھی آئی تھی کمرے سے باہر نکلتے ہوئے شاہ زیب کو دیکھ چونکی جو اس کو نظر انداز کرتا ہوا سیدھا سیدھا نکل گیا تھا۔

"عجیب آدمی ہے کتنی بار کہوں کہ تمہاری بہن کو شہزادیوں کی طرح رکھوں گا۔"

علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بھائی مجھے ناڈر لگ رہا ہے۔" عدیب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیسے اسے؟"

"ہاں مطلب نہیں لایک مجھے نادادی کا پوتا سنکی ٹایپ لگتا ہے اگر اس کو بھنک بھی ہو گئ کہ سِلا کو لے کر تمہارا کیا پلین ہے تو یہ تو جان سے ہی مار دے گا ہم سب کو۔" عدیب نے علیزے کو غصہ سے دیکھا۔

"اس کے باپ کا راج ہے ڈرتا نہیں ہوں میں کسی سے۔"

"ہاں وہ تو صحیح ہے لیکن"۔۔۔۔۔

"زے کیوں آئ تھی تم؟" عدیب نے بات کاٹی۔ وہ منہ بنا کر بولی۔

"بتانے آئے تھی کہ ویٹسن سے بات ہو گئ ہے وہ آرہا ہے۔"

"جنت کو تو کچھ معلوم نہیں ہوا؟"

"نہیں سب سیف ہے۔" عدیب نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سر کو خم دیا۔

"خیر کب آرہا ہے؟"

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"آنٹی یہاں کیا کر رہی ہیں؟" دانیال نے بے اختیار پوچھا۔

"وہ اپنی حویلی میں نہیں ہوں گی تو کہاں ہوں گی۔" رایمہ اس کو غصہ سے دیکھ بولی پھر ان خاتون کی طرف بڑھی۔

"اسلام علیکم مما کیسی ہیں آپ۔" گلابی سادی شلوار قمیض میں ملبوس سر پر اچھی طرح دوپٹہ جمائیں اور اپنے بازوؤں کے گرد مخصوص سیاہ چادر لپیٹی وہ ادھیڑ عمر کی نفیس خاتون تھیں۔

"وعلیکم اسلام چندا۔" انہوں نے اس کو گلے لگاتے ہوئے اس کے ماتھے پر پیار کیا۔

"اسلام علیکم شاہستہ چچی کیسی ہیں آپ؟" دانیال مسکراتے ہوئے ان سے ملا۔ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"کیسی ہو لیلیٰ۔" رایمہ اب پیچھے کھڑی لڑکی کی طرف آئی جو شاہستہ بیگم کے ساتھ ہی داخل ہوئی تھی۔

"ہمیشہ کی طرح حسین۔" وہ آنکھیں گھماتی ہوئی بولی، رایمہ تو نرمی سے مسکرا کر رہ گئی لیکن دانیال نے اس کو چونک کر نیچے سے اوپر تک دیکھا، پٹیالا سرخ شلوار اور گھٹنوں تک آتی ہوئی کرتی جس کے ارد گرد سنہیری کام ہوا تھا، کمر سے بھی نیچے تک آتے ہوئے

بالوں میں بندھی چوٹی جس پر پیلا چمکیلا پراندہ لگا تھا، دوپٹے کو سینے پر پھیلایا ہوا تھا، چہرہ دیکھ کر لگتا تھا کہ اسے میک اپ کا بے حد شوق ہے۔

"یہ کون سی فلم ہے؟" دانیال نے رایمہ کے کان میں جھک کر بامشکل ہنسی ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔ رایمہ نے اسے گھورا۔

"پھپھو جان کی بیٹی عمر کی بہن لیلیٰ جو مما کے ساتھ مما کے ماموں کے ہاں گئی ہوئی تھی۔" دانیال نے سمجھ کر سر ہلایا اور سیدھا ہو گیا۔

"مما آپ نے ڈاکٹر کو دکھا دیا تھا آپ کا اپائنٹمنٹ تھا جس کے سلسلے میں آپ تین دن شہر گئی تھی؟" رایمہ نے فکرمندی سے پوچھا۔

"ہاں جی ممانی جان اب کافی بہتر ہے۔" ان کے بدلے لیلیٰ نے جواب دیا تھا۔

"چلیں آپ کمرے میں۔" وہ مسکرا کر شائستہ بیگم کے ساتھ ان کے کمرے کی طرف چل دی لیکن دل میں ڈر تھا کہ علیزے اور عدیب شائستہ بیگم کو دیکھ کر کیا ردِ عمل دیں گے، علیزے تو آسمان سر پر اٹھا لے گی۔

"آپ کی تعریف؟" اسے پہلے دانیال بھی جاتا لیلیٰ اس کے راستے میں آ کر اپنا پراندہ ہلاتے ہوئے بولی۔ اس نے دلچسپی سے اس کے سٹائل کو دیکھا پھر خود بھی سٹائل سے بولا۔

"تعریف کروں اس کی جس نے مجھے بنایا۔" لیلیٰ یک دم مسکرائی۔

"بات تو آپ نے سو فیصد کی ہے لیکن حویلی میں آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تو جب ہی ویسے دیکھ کر لگتا ہے آپ شہر سے آئے ہیں۔" وہ اس کے ہلیے کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی، فیشن والی رِپڈ جینس اور سفید شرٹ اور پیلی جیکٹ میں وہ واقعی گاؤں کا نہیں لگ رہا تھا۔

"کافی سمجھدار ہیں آپ۔" وہ مزاقیہ انداز سے بولا۔

"بس کبھی غرور نہیں کیا۔" وہ اپنی چوٹی پر ہاتھ پھیرتی ہوئی سر جھکا کر بولی۔

"کرنا بھی نہیں چاہیے۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"ویسے میں مہراب علی کا بیٹا دانیال علی ہوں۔"

"اوہ تو آپ مہراب ماموں کے بیٹے ہیں وہی بیٹے جس کو وہ نکما نکما کہتے ذکر کرتے ہیں۔" وہ خوش ہوتی سوچتی ہوئی بولی جبکہ دانیال کے چہرے کی مسکراہٹ غایب ہو گئی تھی۔

"اور وہ یہ بھی کہتے کہ وہ ایک نمبر کا گدھا....." وہ اپنی دھن میں بولتی جا رہی تھی جب دانیال مصنوعی کھانسا، اس بیچارے کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"اوہ سوری میں کچھ زیادہ بول گئی۔" وہ چونک کر شرمندہ ہوئی۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اٹس اوکے یہ تو ڈیڈ کا پیار کرنے کا انداز ہے۔" وہ منہ پر تو یہی بولا تھا، شرمندگی مٹاتے۔

"ہاں سو تو ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"لیلیٰ۔" مدیحہ بخت کی آواز پر وہ چونکی۔

"مجھے جانا ہوگا امی جان بلا رہی ہیں پھر بات ہوتی ہے۔" وہ کہہ کر اپنا رنگین دوپٹا لہراتی ہوئی نکل گئی تھی جبکہ دانیال ٹھیک سے مسکرا بھی نہیں سکا تھا۔

"ڈیڈ آپ مجھے ہر جگہ زلیل کروا دیتے ہیں۔" وہ اکتا کر پیر پٹختے بولا تھا اگر مہراب علی یہاں ہوتے تو وہ ضرور کہتے کہ۔

"کھوتے دے پتر تو اسی لائیک ہے۔"

یہ باپ بیٹے کا پیار تھا بیچارے دانیال کے مطابق۔

☆☆☆☆☆☆

علیزے موبایل میں مصروف انور بخت کے کمرے کی طرف جا رہی تھی لیکن ان کے دو کمرے چھوڑ کر انیلا بخت کے کمرے سے نکلتے ہوئے شاہ زیب کو دیکھ وہ چونکی اس نے کچھ سوچا پھر شریر مسکراہٹ کے ساتھ شاہ زیب کی طرف بڑھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہیلو ڈیر کزن۔" وہ شاہ زیب کے سامنے آتے ساتھ اچانک بولی۔ وہ چونکا اور پھر رکا، اسے اپر سے نیچے تک دیکھا، سفید سادی کرتی پر جینس پہنی تھی، کندھے سے تھوڑا نیچے تک آتے بال کھلے ہوئے تھے اور نیٹ کا دوپٹا ایک طرف کاندھے پر لاپرواہی سے جھول رہا تھا۔ اس نے ارد گرد دیکھا پھر اس کو نظرانداز کرتے وئے ایک طرف سے نکلنے لگا جب وہ اس کا راستہ روکتی ہوئی سر اٹھا کر اس کی نیلی آنکھوں میں آنکھیں ڈال بولی۔

"بندہ ہیلو ہائے ہی کر لیتا ہے۔" شاہ یب نے کوئی جواب نہ دیا جب وہ مسکراہٹ دبائے بولی۔

"میں نے سنا ہے کہ تمہارا نکاح ہونے جا رہا ہے مطلب یار تم تو بڑے فاسٹ نکلے مجھے تو لگا تھا میرے غم میں کچھ مہینے دیوداس بن کر گھموں گے لیکن نہیں جناب نے تو ایک نکلی دوسری پکڑ لی ویری نایس۔" وہ جانتا تھا کہ وہ اس کو زچ کر رہی ہے لیکن وہ بڑے ہی تحمل سے برداشت کرتا ہوا اسے سن رہا تھا اور اسے معلوم تھا کسی بھی وقت وہ اپنا برداشت کھو سکتا ہے، بس وہ وقت سامنے والے کے لیے خطرناک ثابت ہوگا۔

"ویسے ایک بات کہوں آپس کی بات ہے مجھے تمہار نکاح سن کر اتنا شاک نہیں لگا جتنا یہ سن کر لگا کہ کس سے نکاح ہونے جا رہا ہے۔" وہ رازداری سے بولی تھی، سامنے سے آتی ہوئی ماورہ دونوں کو ایک ساتھ دیکھ چونکی اور چلتے ان کے قریب آئی۔

"مطلب یار سیر یسلی نہیں یار کہہ دو یہ جھوٹ ہے کہ تم نوکر سے شادی کرنے جا رہے ہو مطلب مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کہوں تم اتنے گرے پڑے ہو؟" شاہ زیب کی بھنویں جڑیں تھی اور چوڑے ماتھے پر بل نمودار ہوئے، اس کے تاثرات میں تبدیلی آئی تھی، پاس کھڑی ماورہ نے ڈر کر دونوں کو دیکھا، علیزے میں کتنی جرت تھی کہ وہ شاہ زیب سے اس طرح کتنی بہادری سے بات کر رہی تھی شاید وہ اس کو جانتی نہیں تھی اگر جان جاتی تو ماورہ کی طرح دو لفظ بولنے میں بھی کترا تھی، ماورہ نے سوچا۔

"یہ تو وہی بات ہو گئ.... " وہ دھیرے سے اس کے نزدیق آئی، چہرہ اٹھایا، نیلی آنکھوں میں آنکھیں میں ڈالیں اور آہستگی سے بولی۔

"گ ئے تھے رانی کی چاہ میں اس کو پانے لوٹے......." وہ رکی، چہرہ پیچھے کیے ماورہ کو دیکھا، پھر بولی۔

"خیر جانے دو تم دونوں ویسے ایک ساتھ بہت اچھے لگتے ہو اب بنی نا تمہاری جوڑی تمہاری جیسی ہی جاہل جٹ گوار....." وہ ماورہ کو اپر سے نیچے تک بول رہی تھی جب شاہ زیب نے اس کے بازو سے دبوچا، وہ بے اختیار چونکی۔

"ایک لفظ اور نہیں۔" اس کی رگیں تن گئیں تھیں۔

"برا لگ رہا ہے اپنی ہونے والی بیوی کے بارے میں سچائی سن کر لیکن یہ تو سچ ہے نا یہ بھی تمہاری جیسی تمہارے ٹایپ کی قسم سے بہت بیسٹ جوڑی ہے۔" وہ اپنا بازو چھڑاتی ہوئی ابھی بھی باز نہیں آرہی تھی، وہ دونوں قریب تھے، ماورہ نے گہری سانس بھری اور تیزی سے ان کے پاس آئی اور ایک جھٹکے سے شاہ زیب سے علیزے کو چھڑوایا۔

"پر °° دہ چہ° لا° ہ شي.... آپ... آپ جانے دیجیے۔" (اسے جانے دیجیے) وہ نظریں جھکاتی ہوئی شاہ زیب سے پہلی بار التجا کیے بولی۔ وہ خاموش ہو گیا لیکن کڑی نیلی آنکھیں علیزے پر تھیں جو اپنا بازو جھڑک رہی تھی۔

"ہائے اللہ جانے دیجیے اف اتنی نیک بیوی بالکل تمہارے ٹایپ کی اور پتہ ہے مزے کی بات کیا ہے تم لوگ بیویوں کا اپنا غلام سمجھتے ہو نا لیکن اس کو سمجھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تو آل ریڈی ہے۔" وہ بول کر خود ہی ہنس دی، ماورہ نے تزلیل سے سرخ ہوتا

ہوا چہرہ جھکا یا ہوا تھا لیکن شاہ زیب برداشت صرف اور صرف ماورہ خاطر کر رہا تھا ورنہ اس کا بس چلتا تو علیزے کو منظر سے غایب کر دیتا۔

"یار ویسے تم پہلے ہی اپنے ٹایپ کی گاؤں ایسی کسی لڑکی کو چن لیتے تو کتنا اچھا ہوتا فضول کا بکھیڑا ہوا چلے تھے تم مجھ سے نکاح کرنے ایک بار خود کے اور میرے درمیان فرق کو دیکھ تو لیتے۔" ماورہ نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا، شاہ زیب دھیما سا مسکرایا پھر بولا۔

"درست کہا بہت فرق ہے۔" وہ جس انداز سے بولا تھا علیزے کی چہرے کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ انگلی اٹھا کچھ کہتی پیچھے سے آتی ہوئی آواز پر رک گئ۔

"زے چلو یہاں سے۔" عدیب آیا اور غصہ سے اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جانے لگا۔

"لیکن بھائ"...

"میں نے کہا چلو۔" وہ زبردستی اسے لے گیا پیچھے ماورہ نے سکون کا سانس لیا اور جیسی پلٹی شاہ زیب سے ٹکر ہوئ۔

"وہ...." یکدم شرمندہ ہو گئ۔

"تمہاری وجہ سے میں رک گیا تھا مگر مجھے گوارہ نہیں کہ وہ بدتمیز تمہاری توہین کرے جو ہوا سو ہوا لیکن تم میرے ہونے والی بیوی ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تمہیں وہ عزت نہ

ملے جو ملنی چاہیے۔" وہ جہاں سے علیزے عدیب گ ئے تھے وہاں دیکھ کر بول رہا تھا لیکن ماورہ کو اپنی دل کی دھڑکنیں بڑھتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ یکدم لب کاٹتے ہوئے حیا سے سر جھکا گئ۔

"نکاح تک تم اپنے کمرے سے باہر مجھے نظر نہیں آؤ۔" وہ سنجیدگی سے بول کر چلا تو گیا تھا لیکن پیچھے ماورہ کو اور اس کی منتشر دھڑکنوں کے ساتھ چھوڑ گیا۔

اسے سب خواب لگ رہا تھا وہی خواب جو وہ کھلی آنکھوں سے پانچ سال سے اب تک روز دیکھتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

☆☆☆☆☆☆

"کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟" وہ دروازے پر ناک کرتے ہوئے دھیرے سے بولیں تھیں، انور بخت نے چونک کر دروازے پر کھڑی شاہستہ بیگم کو دیکھا۔ وہ حیران رہ گ ئے۔

"کیسے ہیں آپ مجھے پتہ چلا کہ آپ کو ہارٹ اٹیک....." وہ پریشانی سے بولتی اندر آئ کہ بولتے بولتے رک گئیں، انور بخت حیرانگی سے اپنی جگہ سن بھیٹے انہیں ایسے دیکھ رہے تھے۔

www.zubinovelszone.com

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں پچھلی بار ہی تو ملے تھے۔" وہ دھیرے سے مسکراتی ہوئی ان کے پاس بستر پر بھیٹ گئیں جب انور بخت نے ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اور بولے۔

"ایک سال کا وقت کم ہوتا ہے؟" شاہستہ بیگم کی آنکھوں میں نمی آچکی تھی، انہوں نے سر جھکا لیا۔

"اور خاص کر تب جب کسی اپنے سے دور ہوں تب لمحے کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔"

انہوں سر اٹھایا۔ان کی آنکھوں میں لبالب پانی بھرا تھا جبکہ انور بخت کی آنکھیں نم تھیں اور ان کے ہاتھ تھامے ہولے ہولے لرز رہے تھے۔

"مجھ سے پوچھیے جو ایک ماں بھی ہے اپنے بچوں سے آپ سے کیسے دور رہتی ہوں۔"

آنسں ان کی نرم جلد پر گرنے لگے تھے، انور بخت نے سر جھکا لیا۔

"مجھے معاف کرو شاہستہ میں کتنا بدنصیب ہوں تمہیں تمہارے حق کی خوشیاں نہیں دے سکا" اب وہ باقاعدہ رو پڑے تھے، شاہستہ بیگم نے تڑپ کر نفی میں سر ہلایا۔

"آپ کو یاد ہے جب ہماری شادی کو کچھ دن ہوئے تھے تو آپ میرے لیے روز ایک گلاب کا پھول لاتے تھے۔" انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور جب جب وہ آپ مجھے دیتے تھے میں آپ کو شکریہ کے ساتھ صرف ایک بات کہتی تھی یاد ہے؟" انور بخت مسکرا کر بولے۔

"تم کہتی تھی کہ میرے لیے یہ گلاب کا پھول بہت معنے رکھتا ہے۔" شاہستہ بیگم نے مسکرا کر ان کے ہاتھ مضبوطی سے تھامے۔

"وہ معنے اسلیے رکھتا تھا کیونکہ وہ ایک احساس تھا محبت کا جو آپ مجھے روز دلاتے تھے مجھے آپ نے باور کروادیا تھا کہ ہماری محبت گلاب کے پھول کی مہک کی طرح ہے چاہے مسل بھی دی جائے لیکن مہک نہیں جائے گی ایسی ہی میں آپ سے کتنا بھی دور چلی جاؤں لیکن آپ میرے دل میں زندہ رہیں گے اور جہاں تک بات ہے خوشیوں کی وہ تو آپ نے مجھے اتنی دی ہے جتنا میں گن بھی نہیں سکتی اور وہ خوشی دینے کی شروعات اسی گلاب کے پھول سے ہوئ تھی وہ پہلی خوشی تھی جو آپ نے مجھے دی تھی یہ احساس دلا کر کہ ہمارے درمیان محبت کا پاک جزبہ موجود ہے۔" وہ ہمیشہ کی طرح شاہستہ کے بیگم کے سامنے لاجواب ہو گئے تھے، وہ کیوں اتنی اچھی تھیں؟ وہ کیوں انور بخت کو یہی یقین دلاتی رہی تھیں کہ انہوں نے شاہستہ بیگم کے ساتھ ناانصافی نہیں کی، ان کی بیوی انہیں احساسِ ندامت سے گزرنے نہیں دیتی تھیں۔

"شاہستہ تم نے دیکھا ہمارے بچیں کتنے بڑے ہو گ ئے ہیں کل ان کا نکاح ہے کل ہمارے بیٹے کا نکاح اور پرسوں ہماری بیٹی کا۔" وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولے۔ شاہستہ بیگم نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے تو ابھی بھی اپنے بچیں اپنے ہاتھوں میں محسوس ہوتے ہیں جب پہلی بار میں نے ان کو گود میں لیا تھا جب ماں بننے کا احساس ہوا تھا۔" انور بخت مسکرائے۔

"لیکن میں شاید اچھی ماں نہیں بن پائی دیکھیں نا انور میں اپنے بچوں کا بڑا ہوتے وقت نہیں دیکھ سکی ان کی چھوٹی بڑی خوشیوں میں شامل نہیں ہو سکی مجھے تو اب یہ بھی معلوم نہیں کہ میرے عدیب میرے علیزے کیا پسند کرتے اور کیا ناپسند انور آپ نہیں اصل میں شاید میں ہی بد نصیب ماں ہوں۔" انور بخت نے نفی میں سر ہلا کر انہیں اپنے سے لگا لیا۔

"شاہستہ اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے سارا قصور وقت کا ہے اور شاید نصیب کا جس میں یہ ہونا لکھا تھا۔"

"لیکن میرے ساتھ ہی کیوں....." وہ آج پھر رو دی تھیں، انور بخت نم آنکھوں سے ان کو روتا ہوا ہی دیکھ سکے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا یہ کہا کر رہی تھی؟"عدیب نے غصہ سے علیزے کو ڈانٹا۔وہ حیران رہ گئی۔

"تم مجھے سنا رہے ہو ان لوگوں کی وجہ سے؟ "

"زے زے زے سمجھنے کی کوشش کرو تم جو کر رہی تھی اسے ہمارے پلین پر اثر ہو سکتا ہے۔"علیزے نے کمر پر ہاتھ رکھ پوچھا۔

"کون سا پلین؟"

"بھول گئی سِلا والا۔ "

"پہلی بات وہ تمہارا پلین ہے مجھے تو رتی بھر بھی نہیں پسند وہ سِلا اور دوسری بات کیا اثر پڑ جاتا میں اس جاہل جٹ پینڈہ کو اس کی اوقات یاد دلا رہی تھی چلا تھا میرے خواب دیکھنے ہنہہ۔"وہ سینے پر ہاتھ باندھی سر ہوا کو مارتی ہوئی بولی۔

"پاگل ہو تم اس کی اوقات یاد دلانے کے چکر میں اسے یقین ہو جائے گا کہ اس کی بہن ہمارے ہاں خوش نہیں رہے گی اور وہ اپنی بہن کا مجھ سے نکاح نہیں ہونے دے گا پھر ڈیڈ کو پتہ چلے گا تو وہ تمہیں اس سے باندھ دیں گے دوبارہ کیونکہ کسی ایک نہ ایک کی تو کرنی ہے نا۔"علیزے نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"ہائے اللہ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ "

"جب ہی کہتے ہیں دماغ کا استعمال کرنا چاہیے۔" وہ اس کے سر پر چپت مارتے ہوئے بولا۔ وہ منہ بسور کر رہ گئ۔

"وہ دیکھو کون آگیا۔" عدیب نے مسکرا کر اسے پیچھے پلٹنے کو کہا۔ وہ پیچھے مڑی اور سامنے ویٹسن کو دانیال کے ساتھ آتا ہوا دیکھ چونک گئ۔

"ویٹسن کی کال آئ تھی میں نے دانی کو بھیجا تھا اس کو پک کرنے۔" عدیب نے بتایا۔

"اوہ مائے گاڈ۔" وہ تقریباً بھاگتے ہوئے ویٹسن کے پاس بھاگی اور اس کے جھپٹ کر گلے لگ گئ۔

پیچھے سب حویلی والے ان ہی کی طرف آگۓ۔

"زے۔" مہک نے اسے دانت پیستے ہوئے گھورا جو سب کی فکر چھوڑے اسے ایسے لپٹی تھی جیسے وہ صدیوں بعد آرہا ہو۔

"زے سب دیکھ رہے ہیں۔" مہک نے اس کا کندھا ہلا کر کہا۔ وہ چونکی اور ویٹسن سے الگ ہوئ۔

"کیسے ہو تم۔" اس نے انگریزی میں بات شروع کی۔ ویٹسن نے مسکرا کر جواب دیا۔

"آؤ ویٹسن۔" عدیب اسے انور بخت سے ملانے لگا جو صوفے پر دیگر افراد کے ساتھ بھیٹے تھے۔

انور بخت نے سب سے اس کا تعارف کروایا، وہ مسکرا کر سب سے ملا، سب بھی انکساری میز سے ملے، علیزے سب کو نوٹ کر رہی تھی کہ کہی کوئ ویٹسن کے ساتھ کچھ غلط برتاؤ نہ کرے لیکن اس کی توقع کے برعکس ہوا۔ سب بہت ہی اچھے سے ملے۔

"سفر ٹھیک رہا آپ کا؟" سلماں بیگم نے اردو میں پوچھا۔ ویٹسن نے الجھ کر علیزے کو دیکھا۔

"آنٹی اس کو اردو نہیں آتی۔" علیزے سلماں بیگم سے بولی۔ وہ چونکیں۔

"اوہ ہاں میں تو بھول گئ تھی اصل میں یہ انگریز دکھتے نہیں نا۔" سلماں بیگم کی بات سے سب نے اکتفا کیا، یہ سچ بھی تھا ویٹسن کا رنگ ضرور دودھ کی طرح تھا لیکن اس کے نین نقش ایشین تھے۔

"دراصل ویٹسن کو جنہوں نے پالا ہے وہ بتاتی تھی کہ ویٹسن کی ماں ایشین تھیں بس یہی ایک معلومات ہے جو ان کو ویٹسن کی ماں کے بارے میں پتا ہے۔" علیزے نے بتایا۔ سب حیران ہوئے۔

"مطلب؟" مہرون نساء نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ ویٹسن ایک چایلڈ ہوم میں پلا بڑھا ہے اس کی ماں اس کو جب چھوڑ کر گئ تھی جب وہ ایک سال کا بھی نہیں تھا ان کی کوئ مجبوری تھی اور وہ پھر لوٹ کر کبھی

نہیں آئیں ان کے بارے میں چند ہی معلومات تھیں جن سے میں سے یہ ایشین والی تھی جو کہ ماما بیری کو پتا تھی جو کہ چایلڈ ہوم چلاتی تھی انہوں نے ہی ویٹسن کو دوسرے بچوں کے ساتھ ساتھ پالا تھا۔" عدیب نے تفصیل سے بتایا۔

"افسوس ہوا ویٹسن۔" سمیر نے اسے انگیزی میں کہا۔اس نے الجھ کر علیزے کو دیکھا۔

"تمہاری چایلڈ ہوم والی بات بتائ ہے۔"علیزے نے بتایا۔

"نہیں اس میں افسوس کیا ماما بیری ہی میری ماں اور باپ تھیں مجھے کبھی اپنے ماں باپ کی کمی محسوس نہیں ہوئ۔" ویٹسن نے مسکرا کر نفی میں سر ہلا کر کہا۔سب مسکرا دیے۔

"بیٹا ویٹسن تھکا ہارا آیا ہے اس کو فریش ہونے دو کمرہ دکھاؤ۔" انور بخت نے عدیب سے کہا۔اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہیلو بیٹا۔" شاہستہ بیگم ویٹسن سے ملنے آئ اور علیزے اور عدیب کی نظر جیسی ان پر پڑی۔وہ حیران رہ گ ۓ۔

"آپ؟" ویٹسم نے الجھ کر انہیں دیکھا۔یوجنا بولی۔

" یہ ہماری ماما ہیں۔" ویسٹن نے چونک کر علیزے کو دیکھا جس کے چہرے پر سختی آ گئ تھی اور اس نے نظریں جھکالیں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"زے ویٹسن کو روم میں لے کر جاؤ۔" عدیب نے اس کو جان بوجھ کر کہا۔ وہ اٹھی اور سنجیدگی سے ویٹسن کے ساتھ کمرے کی طرف چل دی پیچھے مہک بھی ساتھ بھاگی، شاہستہ بیگم نے پیار سے عدیب کو دیکھا اور اس کے پاس اسے گلے لگانے بڑھی کہ وہ دو قدم پیچھے ہوا۔

"ایسکیوزمی۔" وہ بھی سنجیدگی سے انہیں صفائی سے نظرانداز کر کے نکل گیا۔

"کوئی بات نہیں۔" مہرون نساء مسکرا کر ان کے پاس آئیں۔ وہ آنسو پی گئیں۔

شاہ زیب جو پاس سے گزر تھا تھا سب کو ایک ساتھ دیکھ آگیا۔

"اسلام علیکم چاچی جان کیسی ہیں آپ۔" وہ شاہستہ بیگم کو دیکھ چونکا اور مسکراتے ہوئے ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"میں بالکل ٹھیک آپ کیسے ہو بیٹا۔" وہ پیار سے بولیں تو اس نے "الحمدللہ" کہا۔

"آپ مجھے کہہ دیتی میں آپ کو لینے شہر آجاتا۔" شاہ زیب نے کہا۔ انہوں نے شاہستگی سے نفی میں سر ہلایا۔

"چاچی جان دادی جان نے آپ کو بلایا ہے۔" ثمن نے آکر کہا۔ وہ سر ہلا کر چلی گئیں۔

"شاہ ذوئی تیاریاں کیسی ہیں آج شام مہندی کی رسم ہے۔" مہرون نساء نے پوچھا۔ شاہ زیب کے بدلے سمیر بولا۔

"تائی جان فکر نہ کریں سب مکمل ہے۔" اس نے کہا۔ وہ مسکرا دیں۔ انور بخت خاموشی سے سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے جو پاس بیٹھے دلاور شاہ نے محسوس کیا۔

"کیا ہوا بھائی جان؟" انہوں نے پوچھا تو انور بخت نے نفی میں سر ہلایا، سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"بس علیزے کے لیے فکر مند ہوں۔"

"بھائی جان آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ویٹسن اچھا لڑکا ہے۔" دلاور شاہ نے کہا۔ مہرون نساء نے بھی سر اثبات میں ہلایا۔

"کافی سلجھا ہوا لگا مجھے بھی۔" انور بخت نے تائید کی۔

☆☆☆☆☆☆

"ویٹسن کو کمرہ دیکھا دیا؟" عدیب کمرے میں داخل ہوتے ہوئے علیزے سے پوچھنے لگا جو غصہ ضبط کیے بستر پر بیٹھی تھی۔

"میں جانتا ہوں زے تم اس عورت کو دیکھ کر اتنی ہی غصہ ہو جتنا میں ہوں لیکن ابھی ہنگامہ کرنے کا کوئی فایدہ نہیں ہے یہ اس کا گھر ہے ہم یہاں مہمان ہے۔" عدیب نے سمجھداری سے اسے سمجھایا۔ وہ تیزی سے سر اٹھا کر بولی۔

"وہ عورت میری خوشیوں میں کیوں آئی ہے ہاں وہ کچھ دن اور نہیں رہ سکتی تھی شہر ؟"علیزے کا خون کھول رہا تھا، آج اٹھارہ سال بعد اس نے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔

"اب کیا کر سکتے ہیں خیر تم اپنا موڈ صحیح کرو ورنہ وہ عورت بنا کچھ کیے ہی کامیاب ہو جائے گی کیونکہ تم یہاں کمرے میں بند خود کو جلا رہی ہو اسیلیے بہتر ہے اس کی موجودگی کو نظرانداز کرو صرف دو دن۔"علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں اس کی شکل بھی برداشت نہیں کر سکتی۔"وہ غصہ سے اٹھی۔

"باقی حویلی والوں کی بھی تو نہیں کر سکتی نا لیکن کی نا کچھ دن تک اب ان کی بھی کر لو۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"زے پلیز ویٹس کے خاطر یار وہ کیا سوچے گا کم از کم جب تک وہ یہاں ہے اس پر تو اچھا امپیکٹ پڑے۔"

"بھاڑ میں جائے سب۔"وہ کندھے جھٹکتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی، عدیب نے شکر کیا ورنہ اس نے آسمان سر پر اٹھا لینا تھا۔

☆☆☆☆☆

شام کا وقت آن پہنچا تھا، بخت حویلی کو دلھن کی طرح سجا جا چکا تھا، چاروں طرف شور و ہنگاموں میں خوشیوں کا ماحول اور رونق جمی ہوئی تھی۔

بے شک نکاح سادگی سے ہونا تھا لیکن قریب کے رشتے دار اور گاؤں کے تقریباً سارے لوگ ہی تقریب میں شامل تھے ہوتے بھی نہیں تو کیسے بخت حویلی میں آج کتنے سالوں بعد شادی کا ماحول بنا تھا۔

آج سِلا اور عدیب کی مہندی کی رسموات تھیں، مردوں اور عورتوں کا الگ الگ پارٹیشن تھا، عورتیں حویلی کے اندر سِلا کے ارد گرد بھیٹی رسم کر رہی تھیں جبکہ باہر وسیع لان میں مردوں کا انتظام تھا جہاں سب کی نظریں عدیب پر تھیں کیونکہ اس کی بھی رسم ہونے والی تھی جو وہ مجبوراً نبھا رہا تھا۔

"اللہ میرا جھمکا........" وہ بیڈ کے نیچے جھکی اپنا جھمکا تلاش کر رہی تھی جب مہک کے ساتھ ثمن کمرے میں داخل ہوئی۔

"زرے اٹھو۔" مہک نے اسے نیچے جھکے دیکھا۔ وہ بولی۔

"ہاں یار میرا جھمکا گر گیا ڈھونڈ دو پلیز۔" وہ اپنا غرارہ اٹھاتے ہوئے اٹھی۔ مہک تو سر کو خم دیتے ہوئے جھمکا ڈھونڈنے لگی لیکن ثمن اسے منہ کھولے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا اچھی نہیں لگ رہی؟" اسے اس طرح دیکھ علیزے نے پریشانی سے پوچھا۔ اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ... آپ علیزے باجی آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔" وہ دل سے بولی۔ اس نے چہرہ موڑ کر سامنے لگے بڑے سے آینہ میں خود کو دیکھا۔

جامنی رنگ کا غرارے پر شارٹ جامنی رنگ کی قمیض جس کے اطراف میں سنہیرہ کام ہوا تھا جس کی آستینیں ہتھیلی تک آرہی تھیں اور غرارے پر بھی سنہیری رنگ کی پٹیاں بندھی تھیں، گلے میں جامنی رنگ کا ہی دوپٹا ڈالی ہوئی جس کے پلو پر سنہریے موتی لٹک رہے تھے، بالوں کی فرنچ بنائے، ایک کان میں بڑا سنہری جھمکا پہنے ہوئی تھی اور دوسرا اگرچکا تھا بلاشبہ وہ واقعی حسین لگ رہی تھی اور چونکے وہ ایسے کپڑے بہت کم پہنتی تھی تو اس پر بچ بھی زیادہ رہے تھے۔

"بہن اگر اپنا دیدار ہو گیا ہو تو یہ لو جھمکا مل گیا۔" مہک نے اسے خود شیشے میں مسکراتے ہوئے دیکھ کہا۔ وہ چونکی، ثمن بھی چھپ کر ہنسنے لگی تھی۔ وہ سیدھی ہوئی۔

"نہیں میں بس...." وہ ثمن کی موجودگی کو یاد کرتی ہوئی پھر سے سخت تاثرات لے آئی تھی، اسے ان حویلی والوں سے نرمی سے پیش ہر گز نہیں آنا تھا۔

"خیر تم لوگ جاؤ میں آتی ہوں۔" وہ بولی تو مہک نے سر ہلایا اور ثمن کے ساتھ باہر نکل گئی، وہ دونوں بھی شرارے میں ملبوس تھیں۔

علیزے یوجنا عدیب کی شاپنگ رائمہ ہی کر کے آئی تھی جب وہ سمیر اور باقی سب کے ساتھ شہر گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں علیزے کان میں جھمکا پہنتی ہوئی باہر نکل رہی تھی لیکن جھمکا تھا کہ پہنا ہی نہیں جا رہا تھا۔

"کیا مسلہ ہے۔" وہ جھنجھلا گئی۔

"کیا ہوا آپی۔" یوجنا بھی غرارے میں ملبوس اس کی طرف آئی۔ وہ جلدی سے بولی۔

"یوج یہ ذرا کان میں پہنانا۔" وہ بولی۔ یوجنا نے اس کے کان میں ٹھیک طرح سے پہنایا۔

"اس کا سٹون بڑا ہے یہ گرتا رہے گا۔" یوجنا نے کہا۔

"ہاں نا دماغ خراب یہ رائمہ کو پکڑتی ہوں یہی لائی تھی جیولری۔" وہ ارد گرد رائمہ کو ڈھونڈتی ہوئی بولی کہ نظر سامنے سِلا اور اس کے ارد گرد لڑکیوں کی طرف گئی جو اس کو پل پل کچھ کہتی اور وہ شرما کا چہرہ جھکا لیتی اور پھر لڑکیوں کا قہقہہ گونجتا تھا، علیزے نے دلچسپی سے دیکھا اور پھر اس کے دماغ میں کچھ سوجا۔

"ویسے سِلا آپی کتنی پیاری لگ رہی ہیں نا؟" یوجنا نے سامنے جھولے پر بھیٹی سِلا کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے ہرے رنگ کا شرارہ پہنا ہوا تھا، سر پر دلھنوں کی طرح دوپٹا ڈلا ہوا تھا اور ساتھ ماتھا پٹی بھی لگی تھی۔ وہ واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"چلو تعریف کر کے آتی ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے سِلا کے پاس آئی، سب اس کو دیکھ ایک طرف ہو گئے، وہ سِلا کے برابر بھیٹ گئی، سِلا کا سر جھکا تھا۔

"پیاری لگ رہی ہو بھابھی۔" سِلا نے چونک کر اسے دیکھا۔

"بھابھی بننے والی ہو نا۔" وہ معصومیت سے بولی۔ اس نے دوبارہ سر جھکا لیا، لڑکیاں علیزے کو دیکھ چہ منگویاں کرنے لگیں تھیں۔

"ویسے بھائی اور تم میں زمین آسمان کا فرق ہے میرا مطلب وہ کہاں..... " اپر کی جانب اشارہ کیا۔ "تم کہاں.... " نیچے کی جانب اشارہ کیا، سِلا سنجیدہ ہو گئی۔

"جانتی ہو بھائی کی اب تک جتنی بھی گرل فرینڈز رہی ہیں نا وہ ایک سے بڑھ کر ایک تھیں بچپن سے ہی نا بھائی کی کلاس ہے۔" سِلا کا چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا۔

"اور ایک سیکرٹ بتاؤں۔" وہ مزید اس کی طرف کھسکی۔

"جنت..... " وہ کچھ کہتی کہ عدیب آگیا۔

"زے ادھر آؤ۔" وہ سنجیدگی سے بولا، سب اس کی طرف متوجہ ہوگئے۔ وہ عورتوں کے پارٹیشن میں آگیا تھا سب سے بڑھ کر سِلا کے سامنے، سِلا کا سر مزید جھک گیا باقی سب کا منہ کھل گیا۔

اس نے ہری شلوار قمیض پر واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔

"بھائی وہ"......

"میں نے کہا آئی وانٹڈ ٹو ٹاک ٹو یو۔" وہ سختی سے بولا۔ اس نے سِلا کو دیکھا اور بولی۔

"چلو بھابھی نیکسٹ ٹائم اب تم نے تو آنا ہی ہمارے پاس ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی کہتے اٹھی اور عدیب کے ساتھ چل دی پیچھے سِلا کی سانس میں سانس آئی تھی۔

شاہ زیب جو کسی کام کے تحت حویلی میں داخل ہوا تھا سامنے کا منظر دیکھ چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"دانیال.... دانیال۔" وہ لان کے پچھلے والے حصہ میں کھڑی دور مردوں کے ہجوم میں دانیال کو پکارنے لگی۔

"ادھر آئیں۔" دانیال کی نظر جب اس پر پڑی تو اس نے ارد گرد دیکھا پھر حیرانگی سے اسے دیکھا اور چل کر اس کے پاس آیا۔

"وہ دراصل مجھے بڑے ماموں جان کو بلانا تھا آپ بلادی گے میں وہاں جا نہیں سکتی نا۔" لیلیٰ نے اپنی چوٹی لہراتے ہوئے مسکرا کر کہا اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اچھا سنیں۔" وہ واپس جاتا کہ وہ دوبارہ پکار بھیٹی۔

"اچھے لگ رہے ہیں آپ۔" وہ چہرہ جھکا کر مسکراتی ہوئی بولی، دانیال چونکا پھر نظر اس کے پیچھے آتی ہوئی رایمہ پر پڑی جو مشکوک نظروں نے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"حسین تو آپ بھی کم نہیں لگ رہی۔" وہ جان بوجھ کر رایمہ کو دیکھ مسکراتے ہوئے بولا۔ وہ چونکی۔

"ہاں نا مطلب دیکھیے خود کو ایسا لگ رہا آسمان سے چاند اتر کر آگیا ہو۔" رایمہ قریب آگئی تھی اور اس نے صفائی سے دانیال کا جملہ سن لیا تھا۔

"وہ.... میں.." وہ یکدم شرما گئی تھی۔

"لیلیٰ تمہیں پھوپھو بلا رہی ہے۔" رایمہ سپاٹ چہرے کے ساتھ بولی۔ دانیال نے ادھر ادھر دیکھا۔

"ویسے لیلیٰ آپ کا نام بہت خوبصورت ہے۔" وہ مزید بولا، لیلیٰ نے مسکراہٹ دبا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"نانی جان نے رکھا تھا۔" اسے پہلے دانیال اور تعریفوں کے پل باندھتا رایمہ بول اٹھی۔

"وہ تمہیں کب سے ڈھونڈ رہی ہیں۔"

"اف ایک تو اماں بھی نا دانیال میں ذرا......" وہ اجازت مانگنے لگی۔

"ہاں ہاں شیور۔" دانیال نے فوراً کہا۔

"آپ تایا جان کو بھیج دیں گا تائی جان بلا رہی ہیں۔" وہ کہتے اپنا شرارہ اٹھاتی ہوءی پلٹ کر جانے لگی کہ رکی، مسکرا کر چہرہ دھیرے سے موڑا، دانیال نے ہاتھ اٹھا کر بائے یا ہائے کہا تھا پتہ نہیں چلا، رایمہ نے حیرانگی سے دونوں کو دیکھا۔

وہ دوپٹہ دانتوں تلے دباتی ہوئی شرما کر اندر بھاگ گئی جبکہ اس کے جاتے ہی رایمہ دانیال کے سامنے آئی۔

"لیلیٰ معصوم ہے اس کا فایدہ مت اٹھانا۔" وہ سختی سے بولی۔ دانیال سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے بولا۔

"جلن ہو رہی ہے؟" رایمہ تمسخر سے ہنسی۔

"تمہاری خوش فہمی ہے۔"

"خیر لڑکیاں مجھ پر فدا ہوتی ہے اب اس میں میری غلطی تو نہیں۔" وہ پیچھے سے سر پر ہاتھ مارتا ہوا شوخی سے بولا۔ رایمہ نے اسے ایک نظر دیکھا اور سنجیدگی سے واپس پلٹ کر چلی گئی، اس کے جاتے ہی دانیال سنجیدہ ہو گیا۔

"رایمہ تم نے جو مجھ پر الزام لگایا تھا اس کی صفائی میں نہیں دوں گا تمہیں خود مجھ سے بات کرنی ہو گی۔" وہ بڑبڑایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"یہ کیا بکواس کر رہی تھی تم سِلا سے؟" عدیب نے اسے کونے میں لے جا کر غصہ سے پوچھا۔

"ارے سچائی بیان کر رہی تھی تمہارے سٹینڈرڈ بتا رہی تھی۔" وہ معصومیت سے بولی۔

"زے زے زے تم میرا پلین برباد کر کے رہو گی۔" وہ پریشانی سے گھوما۔

"کیا ضرورت تھی اس سب کی؟ "

"ضرورت تھی مجھے زہر لگتے یہ سب اور یہ لوگ کیا سمجھ رہے ہیں تمہیں اپنے داماد بنا کر جیت جایں گے ہم ہار مان جایں گے ایسا کبھی نہیں ہو گا ہماری اپنی زندگی ہے۔" وہ اشتعال کو دباتی ہوئی بپھری۔

"زے تم کچھ وقت اپنی نفرت پر قابو نہیں کر سکتی سارا پلین برباد ہو جائے گا۔"

علیزے نے آنکھیں گھمائیں۔

"اور تم یہ کیا جنت والی بات بتانے لگی تھی فار گاڈ سیک جنت کا ذکر آئندہ مت کرنا میں دونوں کو ایک دوسرے سے دور رکھنا چاہتا ہوں اور جلد سے جلد یہ ڈرامہ ختم کرنا چاہتا ہوں۔ "

"مجھے تو نہیں لگ رہا یہ اتنی آسانی سے ختم ہو گا یہاں تو پورا گاؤں ہی انوالو ہو گیا ہے۔ "

"تو اس کو ختم کرنے کا مزا دو بالا ہو گا ناجب ان بخت خاندان کی بدنامی ہو گی۔"وہ مسکرا کر بولا۔علیزے نے ہنہہ والے انداز سے چہرہ پھیر لیا۔

"زے تمہیں کیا لگتا ہے مجھے مزا آرہا ہے کیا یار میں بھی اتنا ہی فیڈ اپ ہوں میں بھی برداشت کر رہا ہوں ان سب لوگوں کو ان کی فضول رسموں کو فضول باتوں کو لیکن میں جانتا ہوں کچھ دن برداشت کرنا ہے پھر بازی ہمارے ہاتھ میں ہو گی۔"اس نے اس کو کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف متوجہ کیا اور سمجھایا تو اس نے سانس فضا کے سپرد کی۔

☆☆☆☆☆☆

"چٹا ککڑ بنئے ویکھے،

چٹا ککڑ بنے ویکھے،

کاسنی دوپٹے والی اے،

"منڈا اصدقے تیرے تے"

مہندی کی رسم زور و شور سے جاری تھی، گاؤں کی عورتیں اب ڈھول لے کر بھیٹ کر حویلی کی رونق میں چار چاند لگا رہی تھیں، سِلا کی رسم شروع ہو چکی تھی، ابھی مہرون نساء اور سلماں بخت کر رہے تھے، سب ارد گرد جمع رسم میں حصہ لے رہے تھے، ان سے کچھ دور کھڑی علیزے بے زاری سے موبایل میں مصروف تھی کہ اچانک اس کو کسی نے پیچھے کھینچا، اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

"ویٹسن تم۔" ویٹسن اسے جمگھٹے سے دور راہداری میں لے آیا تھا۔

"ہاں میں۔" وہ نیلے کرتے پجامے میں الگ ہی رنگ جما رہا تھا۔

"بڑے ہینڈ سم لگ رہے ہو۔" علیزے نے چہک کر کہا۔ وہ اس کے قریب ایک قدم مزید آیا اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے۔

"لیزا آج تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔" اس کی بات پر علیزے ہنس دی۔

"کیوں ویسے نہیں لگتی؟" وہ شرارت سے بولی۔ اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

"میرا مطلب وہ نہیں تھا۔ "

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''تو کیا تھا؟'' وہ اس کی گھبراہٹ دیکھ چونکی۔

''آج بھی اور کل بھی مطلب.... ''علیزے بے اختیار ہنس دی۔

''اوہ گاڈ ویٹسن تم کتنے کیوٹ لگ رہے ہو پریشان نہ ہو میں تمہیں چھیڑ رہی تھی۔ ''

''اچھا۔'' وہ مسکرا کر اس کے مزید قریب آیا۔اس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا۔

''صرف ایک دن بچا ہے قابو میں رکھیے جزبات۔'' وہ شریر لہجے سے بولی۔ ویٹسن اور بے باک ہوا۔

''اور اگر میں ایسا نہ کروں تو؟'' وہ اور نزدیق آیا۔

''مجھے کوئی پروبلم نہیں۔''اس نے شرارت سے کندھے اچکا دیے۔ وہ بے اختیار ہنسا۔

''لیزا تمہارا یہی انداز قاتلانہ ہے۔'' وہ دل سے بولا۔ وہ مسکرا دی اور اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے ٹکا دیا۔

''لیزا میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔'' وہ سنجیدہ ہوتے ہوئے پیچھے ہوا، علیزے چونکی۔

''کیا؟''

''یہی کہ میں تمہیں دنیا میں سب سے بڑھ کر چاہتا ہوں۔'' اس کی بات پر وہ مسکرا دی۔

"ویٹسن میں....." وہ کچھ کہتی کہ ویسٹن کے پیچھے آتے ہوئے شاہ زیب کو دیکھا۔

"میں تم سے بعد میں ملتی ہوں۔" شاہ زیب اب قریب آگیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں ذرا دیب کے پاس سے آجاؤں۔" وہ مسکرا کر بولا پھر شاہ زیب کو دیکھا۔

"ہیلو۔" اس نے شاہ زیب سے خوش دلی سے کہا۔اس نے کوئی جواب نہ دیا۔وہ بے حد سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"تم جاؤ۔" علیزے نے سنجیدگی سے ویٹسن سے کہا۔وہ چلا گیا۔

"چٹا ککڑ بنے وکھے،

"چٹا ککڑ بنے وکھے،

"کاسنی دوپٹے والی اے،

"منڈا صدقے تیرے تے"

"تم سے بات کرنی ہے۔" اس کے جاتے ہی شاہ زیب علیزے کے سامنے آیا۔انداز تحکم بھرا تھا۔

"کیا ہے؟" اس نے بے زاری سے ارد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یہ جتنی نفرت ہے ناتمہاری ہمارے خاندان سے یہ تم آج کے بعد سے اپنے تک رکھنا۔" وہ اس کو تنبیہہ کرتے ہوئے بولا۔وہ چونکی۔

"ا۔۔۔ا۔۔۔ایک منٹ تم کون ہوتے ہو؟" اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"اپنی یہ نفرت کا اظہار آیندہ کے بعد تم نے سِلا سے کیا یا اپنی بھڑاس اس پر نکالی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" علیزے نے دانت پیستے ہوئے اسے گھورا۔

"تمہارے بھائی کو تو میں پہلے ہی تنبیہہ کر چکا ہوں اب تمہیں بتا رہا ہوں میری بہن کو اس سب سے دور رکھنا اس کو ذرا سی بھی تکلیف ہوئی اگر تمہاری وجہ سے ہوئی تو میں ایسی تکلیف تمہیں اور تمہارے بھائی کو دوں گا کہ تم لوگوں کی روح تک کانپ اٹھے گی۔" اور اسی لمحے اس کی آنکھوں اور لہجے میں ایک ایسا جلتا شعلہ تھا کہ علیزے کانپ اٹھی تھی، اس نے بامشکل اپنے تاثرات کو ٹھیک رہا اور نظریں چرا لیں۔

"آئی سمجھ؟ "

"جسٹ گیٹ لاسٹ۔" وہ نظریں چراتی ہوئی اسے کہتے وہاں سے نکل گئی تھی لیکن پیچھے شاہ زیب نے اس کا نظریں چرانا محسوس کر لیا تھا، وہ کبھی بھی اس طرح کسی کو بلا وجہ دھمکی نہیں دیتا تھا لیکن اسے ان دونوں بھائی بہن پر رتی بھر بھی بھروسہ نہیں تھا

اور ان کے برتاؤ پر شک الگ تھا۔ وہ سِلا کو لے کر کسی بھی قسم کا رسک نہیں لے سکتا۔ یہ سب کو معلوم تھا کہ وہ اپنوں کے لیے کتنا پوزیسو ہے۔

☆☆☆☆☆☆

"ماورہ بیٹا آؤ اپنی ہونے والی نند کی رسم کرو۔" ایک گاؤں کی عورت نے ماورہ کو کونے میں کھڑے دیکھ بولا تو وہ چونکی، سلماں بخت کی بھی نظر اس پر پڑی تو انہوں بھی مسکرا کر اس کو بلایا۔

"جی۔" وہ کڑھائی والا سوٹ پہنی تھی جو مہرون نساء اس کے لیے شہر سے لائی تھی، اس نے سر پر اچھی طرح دوپٹا لیا ہوا تھا اور ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے جو آج ہی صبح مہرون نساء نے اسے اپنی اکلوتی بہو پر خاندانی دیے تھے۔

"ہاں آؤ اور بیٹا مہندی بھی لگوانی ہے پھر۔" مہرون نساء آتی ہوئی بولیں۔ وہ شرما گئی، سب ہنسے۔

"علیزے بیٹا آپ بھی آؤ مہندی لگے گی آپ کی بھی۔" علیزے کو مہک کے ساتھ آتا ہوا دیکھ سلماں بیگم بولیں۔

"ہاں آ جا جلدی سے۔" مہک جوش سے اسے مہندی والی کے سامنے لے کر بھیٹی جو گاؤں کی ہی ایک لڑکی تھی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE

"سنیے اس کی مہندی فل بھری ہونی چاہیے اور بیسٹ ڈزاین ہونا چاہیے۔" مہک کے جوش پر علیزے مسکرا دی۔ سِلا کی رسم سے ماورہ فارغ ہوئ تو سِلا اور ماورہ کو بھی علیزے کے ساتھ مہندی لگانے بٹھا دیا۔

"کہتے ہیں جس کی مہندی کا رنگ تیز آئے اس کا خسم اسے بہت محبت کرتا ہے۔" گاؤں کی ایک عورت تینوں دلھنوں کو دیکھ بولی۔

"خسم ؟" علیزے نے الجھ کر مہک کو دیکھا۔

"شوہر بیٹا۔" مہک کی جگہ مہرون نساء نے جواب دیا تھا۔

"تینوں کی مہندی لگ رہی تھی اسی درمیان شاہ زیب کسی کام سے مہرون نساء کے پاس آیا۔

"آپ نے بلایا؟" اس نے ایک نظر ایک ساتھ بھیٹی ماورہ، سِلا اور علیزے کو دیکھا پھر مہرون نساء سے مخاطب ہوا۔

"جی آپ اپنی نانی جان سے ملے۔" وہ اپنی ماں کی بہن جو بزرگ ساتھ ہی بھیٹی تھیں ان کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ شاہ زیب کو یاد آیا۔ وہ معزرت کرتا ان سے ملنے لگا۔

"نام لکھوں ان کا؟" اس لڑکی نے مسکرا کر علیزے سے پوچھا۔ اس نے سر اثبات میں ہلا یا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"جیتے رہو میرا بچہ۔" انہوں نے شاہ زیب کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ ان سے مل کر جانے ہی لگا تھا جب علیزے کی چیخ پر رکا۔

"دماغ خراب ہے تمہارا پاگل ہو؟" سب متوجہ ہو گئے۔

"جی کیا ہوا؟" وہ لڑکی یکدم ڈر گئی۔

"کیا ہوا بیٹا؟" مہرون نساء نے پوچھا۔

"یہ دیکھیں اس نے ویٹسن کی جگہ کیا لکھ دیا ہے۔" وہ غصہ سے اپنا ہاتھ دکھاتی ہوئی بولی۔ سب چونکے۔ سب سے زیادہ ماورہ حیران ہوئی۔ اس کے ہتھیلی پر "شاہ زیب" اردو میں لکھا تھا۔ شاہ زیب نے اس کی مہندی سے بھرے ہاتھ کو غور سے دیکھا اور اپنا نام دیکھ وہ بھی چونکا۔

"یہ کیا کیا تم نے گلناز؟" ماورہ نے اونچی آواز میں پوچھا۔ وہ اور سہم گئی۔

"گستاخی معاف جی مگر ماورہ باجی یہ علیزے بی بی ہیں نا توان کے منگ تو چھوٹے بابا ہے نا۔" گلناز نے ڈر کر شاہ زیب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا جس نے مہرون نساء کو دیکھا اور مہرون نساء نے اس کو، علیزے نے اسے غصہ سے گھورا۔

"اب نہیں ہے۔" ماورہ تیزی سے بولی۔ اس نے الجھ کو علیزے دیکھا جو اسے کھا جانے والی حد تک گھور رہی تھی۔

"اب میری شکل کیا دیکھ رہی ہو مٹاؤ اس کو۔" اس نے اپنی ہتھیلی آگے کی۔

"جی یہ تو مٹ نہیں سکتا جگہ نہیں ہے ورنہ پوری مہندی خراب ہو جائے گی۔" وہ ڈر کر بولی۔

"بھلے سے ہو جائے۔" وہ چیخی، گاؤں کی عورتیں ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھنے لگی تھی۔

"جی آپ کی تو آدھی سے زیادہ مہندی سوکھ گئی ہے آپ کا ہاتھ خراب ہو جائے گا۔" اس کے جواب پر وہ غصہ سے مزید کچھ کہتی مہرون نساء بول اٹھیں۔

"بیٹا تم غصہ نہ کرو کوئی بات نہیں جا کر جلدی سے دھو لو ہاتھ۔" ان کی بات سنتے ہی وہ جلدی سے اٹھی۔

"مہک میرے ساتھ آؤ۔" وہ مہک کو لے کر جلدی سے بھاگی، سِلا نے ماورہ کو دیکھا جس کی حالت بری ہونے لگی تھی۔

"کوئی بات نہیں ماورہ ضروری نہیں ہتھیلی پر لکھا نام ہاتھ کی لکیروں کا نصیب بن جائے۔" ماورہ نے خاموشی سے سر جھکا لیا۔ شاہ زیب نے بھاگتی ہوئی علیزے کو دیکھا پھر بھیگی ماورہ کے پریشانی چہرے کو۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سِلا ٹھیک کہہ رہی ہے۔" وہ بولتے ہوئے واپس پلٹ کر چلا گیا جبکہ ماورہ کے تاثرات نرم پڑے تھے، وہ چہرہ موڑ کر اس کی پشت دیکھ مسکرادی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"ماورہ پہلے مجھے دادی جان کے فیصلے پر اعتراض تھا لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے تمہاری آنکھوں میں لالا کے لیے محبت دیکھ مجھے سکون مل گیا ہے۔" تقریب کا اختتام ہو چکا تھا، آدھی رات آن پہنی تھی، سِلا کے کمرے میں عمارہ ثمن اور ماورہ موجود تھیں جب وہ ماورہ سے مخاطب ہوئی۔

"مجھے پورا یقین ہے تم میرے لالا کو خوش رکھو گی ورنہ اگر اس چڑیل میرا مطلب ہے اسے شادی ہوتی تو لالا کا وہ جینا حرام کر دیتی اسے ہم سے نفرت کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔" ماورہ مسکرادی۔

"خیر یہ سب باتیں چھوڑیے آپ دونوں مجھے بتایے کیسا لگ رہا ہے کل آپ دونوں کی زندگی کا سب سے بڑا دن ہے کل آپ لوگ کسی نکاح میں جانے والی ہیں؟" ثمن نے جوش سے پوچھا تو پاس کھڑی کپڑے طے کرتی ہوئی عمارہ نے جھڑکا۔

"ثمن تم جا کر سو جاؤ۔ "

"نہیں عمارہ ثمن کا سوال اچھا ہے تو بتاؤ ماورہ کیسا لگ رہا ہے ؟" سِلا نے آنکھوں میں چمک لیے ماورہ کے جزبات جاننا چاہے جبکہ وہ گھبرا گئی۔

"آہاں ہاں ایسے بن گئیں جیسے خود کا تو نکاح ہے ہی نہیں آپ مت بھاگیں سوال سے آپ بھی بتائیں۔" ثمن نے اماں دادیوں کی طرح پوچھا۔ سب ہنس دیے۔

"اسے پوچھا جائے نا جس کو اس کی محبت ملنے والی ہو۔" سِلا نے مسکرا کر کہا۔ ثمن بولی۔

"کیوں آپ کو محبت نہیں ہوئی اب تک عدیب بھائی سے۔" سِلا فوراً جھینپ گئی، ماورہ مسکرائی۔

"عمارہ ٹھیک کہہ رہی ہے تمہیں سو جانا چاہیے تم بہت بے شرم ہوتی جا رہی ہو۔" وہ اسے جھڑکتے ہوئے بولی۔ عمارہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"ایک منٹ سونے سے کیا انسان بے شرم نہیں رہتا؟" اس نے معصومیت سے پوچھا۔ سِلا نے برابر رکھا کشن اٹھا کر اسے مارا جبکہ عمارہ اور ماورہ ہنس دئیں۔

"بچی عدیب بھائی کے نام پر شرما گئی... شرما گئی۔" وہ مزید اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

"ادھر رکو تم۔" وہ جلدی سے کشن اٹھا کر ثمن کے پیچھے بھاگی لیکن وہ فوراً کمرے سے بھاگ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"عمارہ تمہاری بہن بہت شریر ہوتی جارہی ہے۔" وہ ہاتھ میں پکڑا کشن بیڈ پر پھینکتی ہوئی بولی۔

"تو غلط کیا کہا اس نے؟" عمارہ نے مسکراہٹ دبائے کہا۔ سِلا نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"تم بھی؟" عمارہ ہنس دی۔ ماورہ خاموشی سے مسکراتے سب کی نوک جھوک دیکھ رہی تھی جب اس کی نظر دیوار پر لگی گھڑی پر پڑی جس میں تین بجا رہی تھی، کل شام کو اس کا مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے نکاح تھا یعنی چودہ گھنٹے باقی تھے، اس کا دل گھڑی کی چلتی سویوں کی ٹک ٹک کرتی ہوئی آواز کے ساتھ دھک دھک کر رہا تھا۔

اسے ابھی بھی سب خواب محسوس ہو رہا تھا۔

وہ خوش تھی بے حد، ایسے خوش جیسے اس نے سب کچھ پا لیا ہو، کوئی خواب خواہش باقی نہ رہا ہو، ایک ہی مقصد تھا جو پورا ہو چکا تھا۔

صبح کا سورج طلوع ہونے کو آیا تھا، ڈھیر ساری نئی شروعات کے ساتھ، ویسے تو ہر صبح ایک نئی شروعات سے شروع ہوتی ہے لیکن اس صبح کچھ تو ایسا تھا جو بخت حویلی کے مکینوں پر اثر انداز ہو رہا تھا، کوئی نہ کوئی اپنا منتشر دل لیے بھیٹا تھا۔

شام کے نکاح کی تیاری عروج پر تھی، حویلی میں ایک رونق تھی جو برامدے میں بھیٹی انیلا بخت کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر رہی تھی۔

لڑکیاں اپنے کمروں میں تیاریاں کر رہی تھیں جبکہ مرد سارے انتظام دیکھنے میں مصروف تھے لیکن وہ نہیں جو سب سے الگ تھلگ کمرے میں اپنی کھڑکی پر کھڑا سویرے کی تازگی میں کھویا ہوا تھا۔

جس کے تاثرات کچھ بھی بیان کرنے سے قاصر تھے، وہ سنجیدگی سے بازو لپیٹے جانے کن سوچوں میں گم تھا کہ جب دروازے کی دستک پر وہ اپنے دل کی الجھنوں سے باہر آیا اور چہرہ موڑ کر دیکھا تو آنے والی ہستی ماں تھی۔

"امی جان آپ کو کچھ کام تھا مجھے بلا لیتی۔" وہ ان کے پاس آیا جو اس کا چہرہ خاموشی سے دیکھنے لگی، جیسے کچھ پڑھنا چاہ رہی ہو لیکن صفحے خالی ہو۔

"شاہ ادھر بھیٹو بیٹا۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ اس کو بیڈ پر لے کر بھیٹیں۔

"تم میرے بیٹے ہو مجھے سب سے زیادہ عزیز۔" انہوں نے اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے چوما۔

"جانتا ہوں۔"

"سِلا اور تم میرے جگر کے ٹکڑے ہو اور آج کا دن جتنا آپ لوگوں کے لیے اہم ہے اتنا ہی میرے لیے کیونکہ ایک ماں کے لیے اس کے ماں بننے والے دن کے علاوہ اس دن سے بڑھ کون سا دن ہو گا جب وہ اپنے بچوں کو اپنی ایک نئی زندگی شروع کرتا دیکھے گی۔" وہ مسکرا دیا۔

"بیٹے میں عدیب سے مطمعین ہوں مجھے سِلا کی فکر نہیں رہی ہے لیکن مجھے اب ہونے والی بہو کی فکر ہے۔" اس نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

"بیٹا اس کے ماں باپ خاندان کوئی بھی نہیں ہے جو آکر تم سے وعدہ لے کر آپ ان کی بیٹی کو خوش رکھو گے۔" اس نے سر جھکا لیا۔

"اس بچی نے بہت دکھ جھیلے ہیں بہت کچھ سہا ہے کم عمر میں کافی کچھ دیکھ لیا ہے اسلیے میں اور تمہاری دادی جان چاہتی ہیں تم اس کو ہر وہ خوشی دو جو ایک شوہر کا فرض ہوتا ہے۔" اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"وہ تم سے پانچ سال سے خاموش محبت میں مبتلا ہے اس کی آنکھوں سے دکھتا ہے کہ وہ تمہیں کتنا چاہتی ہے۔" مہرون نساء کی بات پر وہ دھیمے سے مسکرا کر بولا۔

"میری آنکھوں میں کیا دکھتا ہے آپ کو؟" وہ چونکیں پھر مسکرا کر بولی۔

"تمہاری آنکھوں میں تو محبت دکھتی ہے۔" وہ مزید مسکرایا۔ وہ حیران ہوئیں۔

"کس کے لیے ؟" انہوں نے الجھ کر اس کو دیکھا۔ وہ مسکراتے ہوئے ان کا ہاتھ پکڑے ان سے پوچھ رہا تھا۔

"کیا مطلب ؟ "

"کچھ نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"شاہ تم خوش تو ہو نا؟" اس نے چونک کر مہرون نساء کو دیکھا جن کے چہرے پر پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔

"کہی تم ہمیشہ کی طرح اپنے بڑوں کی خوشی میں تو خود کی خوشی نہیں ڈھونڈ رہے نا؟" وہ ماں تھی، کیسے نہیں پہچانتی اپنے بچے کو جس کی بچپن سے صرف ایک عادت تھی۔ وہ خود سے پہلے اپنوں کو رکھتا تھا۔

"امی جان ایسا کچھ نہیں ہے آپ پریشان نہ ہوں اور فکر نہ کریں میں یہ رشتہ پوری زمے داری سے نبھاؤں گا آپ کو کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔" وہی تعبے داری، وہی سنجیدگی۔ وہ آج کتنا بڑا ہو گیا تھا لیکن ابھی بھی وہ عزت، وہ مان پر اس نے کھروج بھی نہیں آنے دی تھی۔

"مجھے فخر ہوتا ہے تمہیں اپنا بیٹا کہتے ہوئے۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر بولی۔ وہ مسکرا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بڑی بیگم صاحبہ آپ کو دادی جان بلا رہی ہیں۔" ملازمہ نے آکر اطلاع دی۔ وہ شاہ زیب کو پیار کرتی ہوئی اٹھیں اور کمرے سے اطمینان ہو کر نکل گئیں۔ پیچھے شاہ زیب نے گہری سانس لے کر فرش پر نیلی آنکھیں جمالی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

"یار زے کل رات بھی تم اتنی دیر ہاتھ دھونے میں لگی رہی تھی اور ابھی بھی پتہ نہیں کون کون سے ٹوٹکے لگا کر اپنے ہاتھوں کو لال کر رہی ہو۔" مہک کمرے میں آئی تھی تو اسے علیزے کہی نظر نہ آئی جب اس نے باتھ روم کا کھلا دروازہ دیکھا تو اندر آگئی اور علیزے کو ایک بار پھر سنک کے سامنے کھڑے ہوتے پانی میں ہاتھ ڈالے جانے کونسی چیزیں لیے ہاتھ رگڑتے وہ دیکھ کر اکتا گئی تھی جبکہ وہ اپنی پوری جان لگا رہی تھی جس کے باعث ہاتھ سرخ ہو چکا تھا۔

"یہ مجھے ادھر کی ایک ملازمہ نے بتایا ہے یہ.... "کوئی بوتل اٹھا کر دکھائی" لگا کر ہاتھ دھونے سے مہندی مٹ جاتی ہے۔" وہ امید سے بولی۔ مہک نے سر پیٹ لیا۔

"بند کرو یہ۔"

"نہیں۔"

"میں نے کہا بند کرو یہ چھوڑو۔" اس نے نل بند کر کے اس کو اپنی طرف گھمایا۔

"پاگل ہو گئی ہو تم ہاں؟"علیزے ٹاول سے اپنے ہاتھ پونچھتی ہوئی باہر کمرے میں آ گئی۔

"یہ دیکھو کتنا تیز رنگ آیا ہے۔"اس کی مہندی اتنی خوبصورت تھی اپر سے اس کا رنگ اتنا گہرہ اور پکا آیا تھا کہ وہ اور حسین لگ رہی تھی۔

"تم اس کو مٹا رہی ہو؟"

"یہ دیکھو..."اس نے اپنے بائے ہاتھ کی ہتھیلی دکھائی۔

"اب تک اس کا نام لکھا ہے وہ بھی صاف صاف۔"وہ غصہ سے بولی۔

"اوہ ہوں تو کیا ہو جاتا ہے نام ہی تو لکھا ہے نا۔"اس نے سمجھایا لیکن وہ روتی ہوئی صورت لیے بستر پر بیٹھ گئی اور غصیلی نظروں سے اپنی خوبصورت مہندی پر اس کی ہتھیلی پھر لکھا واضح نام دیکھنے لگی۔

"یار زے آج اس کا خود کا نکاح ہے اور کل تمہارا کیا فرق پڑتا ہے ساری زندگی تھوڑی نام لکھا رہ جائے گا اور چلو مجھے یہ بتاؤ کہ اس پوری دنیا میں کیا ایک ہی شاہ زیب ہے ہاں تم یہ مان لو کہ شاہ زیب نام کا کوئی سیلیبریٹی ہے جس کا تمہاری ہتھیلی پر نام لکھا ہے۔"اس کے سمجھانے پر علیزے نے منہ بسورا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"وہ اکتا کر اٹھ گئی پیچھے مہک نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

"خیر تم مجھے یہ بتاؤ کیا پہن رہی ہو آج؟" مہک نے جوش سے پوچھا۔اس کا بھی دھیان بھٹکا۔

"یار رایمہ اتنا خوبصورت جوڑا لائی ہے ویسے آپس کی بات ہے مجھے اس کی پسند پر یقین نہیں تھا لیکن قسم سے بڑی اچھی پسند ہے۔" اندر آتی ہوئی رایمہ بھنویں اچکاتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

"کیا یقین نہیں تھا؟" علیزے چونکی۔

"میرا مطلب میری پیاری بہن کی اتنی اعلیٰ پسند ہو گی مجھے تو پتا ہی نہیں تھا۔" وہ اس کے گردن میں اپنی بانہیں ڈالتی ہوئی بولی۔

"ارے واہ یہ کیا دیکھ رہا ہوں میں مہک سچ بتاؤ کہی میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔" عدیب نے حیرانگی سے علیزے رایمہ کو دیکھ مہک سے ہو چھا۔اس نے بھی ساتھ حیرانی دکھائی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ہمیشہ لڑنے والی آج پیار سے ساتھ ہے اف کیا حسین لمحہ ہے۔" وہ اداکاری کرتا ہوا بستر پر نیم دراز ہوتا بولا۔علیزے نے مسکراہٹ دبائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں تو میری بہن ہے وہ میں نہیں پیار کروں گی تو کون کرے گا وہ الگ بات ہماری زیادہ بنتی نہیں لیکن ہے تو بہنیں نا کبھی کبھار پیار آ جاتا اس پر۔" وہ رایمہ کے گال نوچتے ہوئے بولی۔ اس نے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

"بتادو مکھن کس بات کا لگا رہی ہو؟" رایمہ اس کو ایک طرف کرتی ہوئی بستر پر پھیلے کپڑے سمیٹنے لگی۔

"یار مکھن نہیں لگا رہی بس یہ سوچ رہی ہوں کل میری زندگی بدل جائے گی میں نے اور ویٹسن نے سوچا ہے کہ ہم سویٹزرلینڈ شفٹ ہو جائے گے تو بس وہی سوچ رہی ہوں کہ تم لوگوں سے دور ایک الگ زندگی میں کیسا لگے گا۔" وہ سوچتی ہوئی بولی۔ عدیب اور مہک مسکرائے جبکہ رایمہ نے پلٹ کر اسے پریشانی سے دیکھا۔

"کیا یہ سچ ہے تم واقعی چلی جاؤ گی؟" علیزے نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔ وہ اور پریشان ہو گئی۔

"ہائے مجھے یاد کرو گی تم کوئی لڑنے والا نہیں ہو گا تمہارے ساتھ۔" وہ عدیب کے برابر نیم دراز ہوتی ہوئی مزے سے بولی۔ رایمہ نے ہاتھ میں پکڑا بیگ اس پر مارا۔

"شٹ اپ۔" وہ جزباتی ہو گئی تھی۔

"اللہ بھائی یہ تو رو رہی ہے۔"اس کے آنکھوں میں پانی دیکھ علیزے چونکی ساتھ مہک اور عدیب بھی حیران ہوئے۔

"اللہ رایمہ میں ہمیشہ کے لیے تھوڑی جا رہی ہوں۔" وہ اٹھ کر اس کو اپنے سے لگاتی ہوئی بولی۔وہ مزید رو دی۔

"مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا تم مجھ سے اتنا پیار کرتی ہو۔" وہ ہنس کر بولی۔وہ اسے غصہ سے الگ ہوئی۔

"ارے اچھا سوری۔" وہ اس کو واپس لگاتی ہوئی مسکراہٹ دبا گئی۔

"تم مجھے بتاؤ کیا میں تمہارے بھائی کے اور یوج کے بنا رہ سکتی ہوں؟" عدیب بھی مسکرا کر اٹھا اور دونوں کو اپنے سے لگایا۔

"ارے اتنا پیارا بھائی بہن مومنٹ پر ایک سیلفی تو بنتی ہے۔" مہک نے جوش سے کہا۔وہ تینوں مسکرا دیے۔

"ایک منٹ مجھے بھول گ ئے۔"۔دروازے پر کھڑی یوجنا نے کمر پار ہاتھ رکھے غصہ سے کہا۔وہ تینوں ہنس دیے۔

"ایسا ہو سکتا میری جان۔"علیزے نے ہنس کر کہا۔

"جلدی سے آجاؤ۔" رایمہ نے اس کو بلا کر اپنے ساتھ لگا دیا۔

"اسماعیل۔" مہک نے کیمرہ آن کر کے مسکرا کر وکٹری دی۔ رایمہ اور عدیب مسکرائے جبکہ علیزے اور یوجنا نے پاؤٹ بناتے ہوئے آنکھیں میچ لیں تھیں اور اسی لمحے ایک یادگار تصویر قید ہو گئی تھی۔

"یوج چلو آؤ تمہارے کپڑے پریس کرنے ہیں۔" دو چار اور تصاویروں کے بعد رایمہ یوجنا کو لے کر نکل گئی۔

"مجھے بھی اس بندر مطلب میرے ایک عدد بھائی کو دیکھنا ہے۔" مہک بھی ہنستے ہوئے رایمہ کے پیچھے نکل گئی جب علیزے عدیب سے مخاطب ہوئی۔

"بھائی ابھی بھی وقت ہے سوچ لو یہ آسان نہیں ہے۔" علیزے کی بات پر عدیب نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرا دیا۔

"میں ایک بار جو فیصلہ کر لیتا ہوں اسے پیچھے نہیں ہٹتا۔" علیزے گہری سانس لے کر رہ گئی جبکہ عدیب نے کلائی پر بندھی اپنی قیمتی گھڑی میں قیمتی وقت دیکھا تھا جس پر نو بج رہے تھے۔ اس نے گہری سانس بھری اور کمرے سے نکل گیا۔

☆☆☆☆☆☆

آٹھ گھنٹے۔ پورے آٹھ گھنٹے باقی تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

اس نے دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھ آنکھیں بند کرے کھولی تھی جیسے جانچ رہی ہو کہ وہ وقت سچ ہے نا کیونکہ اسے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ آج اس کے زندگی کا سب سے بڑا دن ہے۔

وہ جس حلقہ احباب سے تھی ادھر لڑکیوں کے لیے شادی ایک ایسا دن ہوتا ہے جس میں ان کی زندگی پوری پلٹ جاتی ہے۔

اس کے لیے شادی زندگی کا حصہ نہیں پوری زندگی تھی۔

اسے آج بھی یاد تھا جب وہ بچپن میں گڑیا اور گڈے کی شادی کرتی تھی تو کتنے دھوم دھام سے اتنے پیار سے اپنی گڑیا کو رخصت کیا کرتی تھی، اس کھیل کا آج ایک ایک حصہ یاد آ رہا تھا وہ ساری رسمیں کیا کرتی تھی اور کبھی کبھار تو خود کو اس گڑیا کی جگہ رکھ کر دیکھتی تھی اور خوش ہو جاتی تھی۔

وہ ایک سادہ لڑکی تھی جو چھوٹے چھوٹے خواب لے کر بڑی ہوئی تھی، اس کا بھی ہر لڑکی کی طرح خواب تھا کہ اس کا راج کمار آئے اور اسے لے جائے پھر اسے خوب پیار کرے اور اسے اپنی رانی بنا کر رکھے۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ شیشہ میں خود کے عکس کو دیکھتی ہوئی مسکرا دی۔آج کا دن اس کے لیے سب سے
اہم تھا اسے ایک طرف گھبراہٹ ہو رہی تھی تو دوسری طرف روایتی دلھنوں کی طرح
شرم جھجک خوشی، وہ نا چاہتے ہوئے بھی عدیب کے بارے میں سوچ رہی تھی۔
ہاں وہ مانتی تھی کہ پہلے اسے عدیب ایک آنکھ بھی نہیں بہاتا لیکن جب سے اس نے
سب سے سنا تھا کہ عدیب اس کے بارے میں کیا خیال رکھتا تھا اور اس نے اس کو دل
سے قبول کیا ہے تو وہ مطمعین ہو گئ تھی۔
کل اس کی سہیلی نے اسے کہا تھا کہ عدیب بہت ہینڈسم اور دلچسپ سا نظر آتا ہے، لیکن
وہ دلچسپ انسان کو جاننے کی جستجو اسے ہو رہی تھی۔
لیکن اچانک علیزے کی باتیں کانوں میں گونجنے لگیں۔اس نے اپنے بھائ کے بارے
میں جو بتایا تھا وہ اسے ڈرا رہا تھا۔
لیکن عدیب کا جو بھی ماضی تھا وہ اب حال میں نہیں تھا،اس کے لیے صرف اور صرف
سِلا ضروری ہو گی نا؟ وہ خود سوچ کر اپنے آپ کو دلاسہ دینے لگی تھی۔
آج سے اس کی زندگی نیا موڑ لینے والی تھی، وہ جانتی تھی لیکن یہ نیا موڑ اسے کہاں لے
جائے گا وہ یہ نہیں جانتی تھی اور یہ بدلتی زندگی اسے کیا رنگ دکھائے گی اگر وہ جان
جاتی تو ابھی چہرے پر موجود مسکراہٹ اور شرماہٹ سب غایب ہو جاتی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆

"ماورہ مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا۔" افشاں گرنے کے انداز سے اس کے برابر بھیٹی۔ وہ مسکرادی۔

"یقین کرلے افشاں یہی سچ ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی کپڑے طے کررہی تھی۔

"آج تو چھوٹے بابا کی اکلوتی بیوی بن جائے گی مجھے تو یہ سب ایک خواب لگ رہا ہے۔" وہ حیرانگی سے بولی۔

"خواب تو مجھے بھی لگ رہا ہے تو جانتی ہے یہی خواب میں ہرپل دیکھا کرتی تھی۔" وہ مسکراتی ہوئی اس سے مخاطب تھی۔

"تو اب ملکہ بن جائے گی۔" ماورہ ہنس دی۔

"تو کیا پھر مجھے بھول جائے گی؟" افشاں نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

" پاگل ہوگئ ہے کیا تو میرے ساتھ رہے گی میری سہیلی بن کر اور تو فکر نہ کر تیری اماں کا علاج میں اب شہر کے بڑے ہسپتال میں کرواؤں گی۔" افشاں نے مسکرا کر اسے گلے لگایا۔

"تو بہت اچھی ہے۔ "

"ایک بات تو بتا تو چھوٹے بابا کی بیوی بن جائے گی تو ان کا سامنا کیسے کرے گی مطلب تو ان کے سامنے بھی آنے سے کتراتی تھی۔ "

"افشاں پہلے کی بات کچھ اور تھی اب میں ان کے نکاح میں آجاؤں گی وہ میرے شوہر ہوں گے صرف میرا حق ہو گا ان پر یہی احساس مجھے خوشی دیتا ہے تو نہیں جانتی میرا ابھی دل چاہ رہا ہے میں زور زور سے چیخ کر پورے گاؤں والوں کو اکٹھا کروں اور انہیں بتاؤں دکھاؤں کہ میں اب ماورہ شاہ زیب بخت ہوں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی بیوی ماورہ شاہ زیب بخت۔ "وہ جس جنون میں بولی تھی۔افشاں صرف مسکرا کر رہ گئی، وہ اب ماورہ کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی شاید کچھ کہنے کے لیے بچا ہی نہیں تھا۔وہ اپنے سارے خواب پورے کر چکتی تھی، وہ اپنے جنون اپنی محبت اپنے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو پا چکی تھی۔اس نے اپنی کہی ایک ایک بات ثابت کر دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا آج تم نے کال کی۔" جنت اپنے ناخنوں پر نیل پینٹ لگاتے ہوئے عدیب سے بولی جو دوسری طرف باہر چہل قدمی کرتے ہوئے اسے بات کر رہا تھا، نکاح میں چند ہی گھنٹے باقی رہ گئے تھے جب ہی جان بوجھ کر اس نے جنت سے بات کرنے کا سوچا تھا۔

"طعنہ دے رہی ہو؟" جنت ہنس دی۔

"نہیں بس حیران ہو رہی ہوں۔ "

"تمہاری یاد آرہی تھی۔" وہ جھولے پر جا کر بیٹھ گیا، دوسری طرف جنت نے حیرانگی سے اپنے برابر رکھے فون کو دیکھا پھر کان میں ہینڈ فری ٹھیک کرتی بولی۔

"خیریت؟" عدیب نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ سامنے حویلی پوری دلھنوں کی طرح سجی وہ دیکھ رہا تھا۔

"جنت ایک بات کہو؟"

"کہو؟"

"اگر تمہیں کبھی ایسا لگے کہ میں نے تمہیں دھوکا دیا یا پھر تم سے میں پیار نہیں کرتا تو میرے سامنے آنا میری آنکھوں میں دیکھنا اور سچ جان لینا۔" جنت نے حیران ہوتے ہوئے نیل پینٹ ایک طرف رکھی اور سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"کیا ہوا ہے عدیب؟ "

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کچھ نہیں بس تمہیں یاد دلا رہا تھا کہ میں تمہیں کتنا چاہتا ہوں۔" جنت مسکرا دی۔

"یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتی ہوں بس تم بھی میری ایک بات یاد رکھنا۔" عدیب بھی سیدھا ہو کر بھیٹا۔

"اگر مجھے لگا کہ تم وہ نہیں جو میں تمہیں دیکھتی ہوں تو میں نے کچھ کر دینا ہے۔" وہ جزباتی انداز سے بولی۔

"پاگل ہو فضول باتیں مت کرو۔" عدیب نے واپس اپنا سر جھولے پر ٹکا دیا اور آہستہ آہستہ جھولنے لگا۔

"میں تم سے پاگلوں والا پیار کرتی ہوں عدیب اور مجھے پاگل بننے میں دیر نہیں لگے لگی۔" عدیب بے اختیار ہنس دیا۔

"کیوں قتل کرو گی میرا؟ "

"اگر نوبت آئے گی تو پہلے تمہیں ماروں گی پھر خود کو۔" عدیب کا قہقہہ گونجا۔

"تم فکر نہ کرو میری جان بہت جلد میں تمہیں اپنا بنا لوں گا۔"

"بنانے کی ضرورت باقی ہے کیا؟" عدیب مسکرا دیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا ایک بات بتاؤ وہاں کس کی شادی ہو رہی ہے؟" وہ بے ساختہ چونکا اور سرعت سے اٹھا۔

"ک.. کیا مطلب؟"

"میں نے یوج کی تصویریں دیکھیں زے اور رایمہ سب تیار تھے کوئی فنکشن ہو رہا تھا آئی گیس۔" وہ اب آخری کوٹ ناخنوں پر دیتی ہوئی بولی۔ دوسری طرف عدیب نے بے اختیار تھوک نگلا۔

"نہیں وہ دراصل میرے سو کالڈ کزن کی شادی ہے جب ہی ہمیں مزید ڈیڈ کے زور پر رکنا پڑا۔" اس نے بات بنائی۔

"اوہ ٹھیک۔"

"اچھا میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔" وہ فون رکھنے گا جب جنت نے پکارا۔

"عدیب؟"

"ہاں؟"

"آئی لو یو۔" وہ مسکرا دیا۔

"آئی لو یو مور۔" جنت بھی مسکرا دی۔

"سنو مجھے عجیب سا محسوس ہو رہا ہے۔" وہ بولی۔ وہ چونکا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب کچھ صحیح نہیں لگ رہا تم اپنا خیال رکھنا اور جلد سے جلد آسٹیلیا واپس آ جاؤ۔"

عدیب کا دل بھاری ہونے لگا اس نے بامشکل جنت کو یقین دلا کر فون رکھا۔

"یوج۔" اسے یوجنا کا یاد آیا تھا وہ جلد سے جلد اندر حویلی بھاگا، اسے یوجنا کو سمجھانا تھا کہ وہ یہاں کی کوئی اپڈیٹ انٹرنیٹ پر نہ ڈالے۔

☆☆☆☆☆☆

"آوچ...." نکاح کا وقت ہونے جا رہا تھا۔ وہ تیار ہو کر جلدی جلدی اپنے کمرے سے نکل رہی تھی جب اچانک اس کا پاؤں مڑا اور وہ گر گئی، پاس سے گزرتا دانیال اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"اماں اف....." وہ تکلیف سے کراہی تو دانیال بھاگتے ہوئے اس کے پاس آیا۔

"کیا ہوا لیلیٰ آپ ٹھیک ہیں؟" اس نے فکر مندی سے پوچھا۔ لیلیٰ نے نفی میں سر ہلایا۔

"لگتا ہے موچ آ گئی ہے۔" وہ آنکھیں میچتی درد سے بولی۔ دانیال نے پریشانی سے ارد گرد دیکھا پھر اس کو جو اٹھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"ادھر ہاتھ دیجیے۔" دانیال نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں خود اٹھ جاؤں گی۔" اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر کراہ کر ایسے ہی بیٹھ گئی۔

"جب ہی کہہ رہا ہوں ہاتھ دیجیے ادھر صوفے پر آئیں۔" اس نے سر اٹھا کر دانیال کو دیکھا پھر اس کے بڑھے ہاتھ کو، اس نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور اس کا سہارا لیتی ہوئی اٹھی، پاس سے گزرتی رائمہ چونکی، لیلیٰ نے ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ اس کے کندھے کے گرد ڈالا ہوا تھا۔

"شکریہ۔" لیلیٰ صوفے پر جاتی ہوئی مسکرائی۔ رائمہ نے ارد گرد دیکھا اور پھر واپس چلی گئی۔

"میں کسی کو بلا لیتا ہوں وہ آپ کو دیکھ لیں گی۔" دانیال کہہ کر چلا گیا جبکہ پیچھے لیلیٰ مسکراتے ہوئے اس کی پشت دیکھ رہی تھی۔ وہ نچلا ہونٹ دانتوں پر دبا کر سر جھکا کر مزید مسکرائی تھی اور ایک چور نگاہ ارد گرد دوڑائی کہ کسی نے دیکھا تو نہیں ورنہ کسی نے دیکھ لیا ہوتا تو شامت آجانی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

نکاح کا وقت ہو چکا تھا۔

سِلا کمرے میں سب عورتوں اور لڑکیوں کی جھرمٹ میں دلاور بخت کے سامنے سر جھکائے سر پر لمبا سا گھونگھٹ ڈالے نروس بھیٹی تھی۔

اس کے برابر میں مہرون نساء کھڑی تھی اور دوسری طرف انیلا بخت، شائستہ بیگم اور سلماں بیگم تھیں، رائمہ اور یوجنا بھی وہاں موجود تھے، دلاور بخت نے اپنے جملے شروع کر دیے تھے جب اسی دوران ہانپتے ہوئے علیزے سر پر دوپٹا ڈالتی ہوئی اندر آئی اور مہک کے برابر آ کھڑ کھڑی ہو گئی۔

"کہاں تھی؟" مہک نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا۔ اس نے "بعد میں بتاؤں گی" والا اشارہ کر دیا۔

شائستہ بیگم نے علیزے کو اپر سے نیچے تک دیکھا، سفید رنگ کی گھٹنوں سے نیچے تک آتی ہوئی فراک اور سفید ہی رنگ کا چنری والا پجاما، نیٹ کا دوپٹہ جو لاپرواہی سے سر پر ڈلا تھا، سفید رنگت پر لالی، وہ میک اپ سے آری تھی، صرف ہونٹوں پر گلابی لپسٹک لگی تھی۔

وہ کتنی بڑی اور کتنی خوبصورت ہو گئی تھی لیکن اس کے چہرے کے نقش آج بھی بچپن والی موٹی گول مول علیزے کی طرح تھے، انہیں علیزے میں ان کی بچپن کی علیزے

یاد آرہی تھی جو ماں سے لپٹ جاتی تھی لیکن یہ والی علیزے تو شاید دیکھنا بھی نہیں پسند کرتی تھی۔

"قبول ہے...." سِلا کی جزبات سے بھاری آواز پر وہ چونکی اور سِلا کو دیکھا جو سسکیاں لیتی ہوئی دستخط کر رہی تھی۔

علیزے نے پہلے سسکیاں لیتی ہوئی سِلا کو دیکھا پھر عمارہ اور ثمن کو جو باقاعدہ رو رہی تھیں اور باقی سب کو جن کی آنکھوں میں نمی تھی۔ علیزے نے الجھ کر مہک کے کان میں سرگوشی کرنی چاہی لیکن اس کو روتا ہوا دیکھ وہ وہی رک گئی اور پھر حیرت سے بھنویں اچکاتی ہوئی نفی میں سر ہلانے لگی۔

"رو تو سب ایسے رہے ہیں جیسے وہ جنگ لڑنے جا رہی ہے جس کا امکان نہیں کہ وہ واپس لوٹے گی بھی یا شہید ہو جائے گی۔" وہ خود ہی بول کر مسکراہٹ دبا گئی تھی۔

"اللہ نصیب اچھے کرے۔" وہ انیلا بخت سے لپٹ کر ہٹی۔ شائستہ بیگم نے اسے مہرون نساء سے گلے ملتے ہوئے دیکھ سِلا کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ وہ ان کے بھی گلے لگ گئی۔

"میرے بچے سب کا خیال رکھنا جیسے یہاں رکھتی تھی۔" وہ اس کا ماتھا چوم کر بولی۔ علیزے نے آنکھیں گھمائیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview
www.zubiinovelszone.com

"یارا اگر یہ سب ڈرامہ ہو گیا ہو تو میں جاؤں ؟"علیزے نے بے زاریت سے مہک کے کان میں سرگوشی کی۔اس نے آنکھیں دکھائیں۔

"نند بن گئی ہو تم جاؤ جا کر گلے ملو اس کے۔" مہک نے اسے زبردستی سِلا کے پاس بھیجا تو وہ چاہتے نا چاہتے بھی آ گئی، دلاور بخت بھی اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اٹھ کر باہر چلے گ ئے تھے۔

"کانگریچولیشن۔"علیزے نے زبردستی مسکرا کر کہا اور سِلا سے مشکل سے پانچ سیکنڈ ہی گلے لگی تھی۔

"بیٹے برا ہے مہربانی میری پھول سی بچی کا خیال رکھیے گا یہ بہت معصوم ہے آپ تو سمجھدار ہو اس نے دنیا نہیں دیکھی۔"مہرون نساء نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے التجائی انداز میں کہا۔اس نے دل میں سوچا۔

"دنیا تو اب بھائی دکھائے گا اور ایسی دکھائے گا کہ چکر ہی آ جائے گے آپ کی معصوم پھول جیسی بچی کو جو کہ ہر گز معصوم نہیں ہے۔"آخری بات سوچ کر اس نے تنفر سے سِلا کے گیلے چہرے کو دیکھا۔

"امی جان لالا۔"سِلا نے شاہ زیب کو بلانے کو کہا۔ایک لڑکی ملازمہ کو اسے بلانے کا کہنے گئی۔

"اس سے پہلے مجھے اس جاہل کی شکل دیکھنی پڑے میں چلی جاتی ہوں۔" وہ سوچتی ہوئی جلدی سے کمرے سے نکل گئی تھی۔

دوسری طرف عدیب کا نکاح بھی ہو چکا تھا، وہ اب سب سے گلے مل رہا تھا۔

"ڈیڈ کر دی آپ کی خواہش پوری۔" اس نے انور بخت سے گلے ملتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرا دیے اور نم آنکھوں سے اس کا ماتھا چومتے ہوئے فخر سے بولے۔

"خوش رہو اور سِلا بچی کو بھی رکھنا۔" وہ سر ہلا کر فرقان بخت سے ملا پھر دانیال، سمیر، ویٹسن اور باقی سب سے جب شاہ زیب آیا۔

"آج تو گلے لگو گے نا سالے صاحب۔" وہ مسکرا کر بولا۔ شاہ زیب بھی دھیمے سے مسکرا دیا اور اس کے گلے لگ گیا۔

"میں نے جو کہا ہے اسے یاد رکھنا اور اس کا خیال رکھنا۔" وہ اس سے الگ ہوتے ہوئے بولا۔ اس نے گہری سانس بھرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔" رش کم ہونے کے بعد ماورہ سِلا سے ملتی ہوئی بولی۔

"کہاں تھی آپ؟" اسے الگ ہو کر اس نے پوچھا۔

"بس سب کے سامنے آنا نہیں چاہ رہی تھی۔" وہ سر جھکا کر بولی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے کتنی بار کہ اب آپ میری ہونے والی بھابھی ہیں لالا کی بیوی اس خاندان کی بہو آپ سر اٹھا کر چلیں اور بھاڑ میں ڈالیں سب کو اور ان کی باتوں کو اگر کوئی آپ کو آپ کی حیثیت یاد دلائے تو فخر سے اپنی حیثیت بتائے کہ آپ کچھ ہی پل بعد اس بخت حویلی کے بڑے پوتے کی اکلوتی بیوی ہوں گی۔" وہ مسکرا دی اور اس کے پھر گلے لگ گئی۔

"ماورہ چلو بیٹا اب آپ کے نکاح کی باری ہے تیار ہو جاؤ۔" سلماں بیگم نے مسکراتے ہوئے اس کو کہا۔ وہ تاثرات سے کچھ بیان نہ کر سکی لیکن جو خوشی اور خوش نصیبی اسے محسوس ہو رہی اس کا جواب نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"تادO وبخOي۔" (جیتے رہو بیٹا) وہ اس کو پیار کرتی ہوئی بولیں جو صرف اور صرف انور بخت کی وجہ سے برداشت کرتا ہوا نکاح کے بعد ان سے ملا رہا تھا جن سے وہ اور اس کی بہن اس دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کرتے ہیں اور بد قسمتی سے یہ وہی عورت ہے جن کے پیٹ میں وہ دونوں نو مہینے رہے ہیں جنہوں نے ان کا جنا ہے اور کچھ سال تک پالا ہے۔

"بیٹا سِلا......" اسے پہلے وہ کچھ کہتیں کہ عدیب بول اٹھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

"اگر آپ مجھے سب کی طرح یہی لیکچر دینے والی ہیں کہ سِلا کا خیال رکھنا اسے خوش رکھنا اس کی آنکھیں نم نہ ہوں وہ معصوم ہے بو غیرہ وغیرہ تو پلیز یہی رک جائیں میں پک گیا ہوں۔" وہ اکتا کر بولا، شاہستہ بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا کہ وہ یکدم چونکا اور اپنے لفظوں پر غور کرتا ہوا جلدی سے بات بناتے ہوئے بولا۔

"میں جانتا ہوں کہ اس کو کیسے رکھنا ہے میری وائف ہے اب وہ اور آپ تو مجھے کچھ نہ کہیں تو زیادہ بہتر ہے۔" اس نے جلدی سے بات کا رخ موڑا آخر اس نے اداکاری کا مکھوٹا بھی تو پہنے رکھنا تھا نا۔

"فکر نہیں کرو میں تمہیں پریشان نہیں کروں گی۔" وہ آنسو صاف کرتی ہوئی جانے لگیں جب اندر آتی ہوئی علیزے کو دیکھا اور تیزی سے باہر نکل گئیں۔

"یہ مگرمچھ کے آنسو کیوں نکل رہے تھے اس عورت کے؟" علیزے نے اندر آکر عدیب سے پوچھا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں دماغ خراب۔" وہ سر پکڑتا ہوا بیڈ پر بھیٹ گیا۔

"کیا ہوا ہے؟"

"سر میں درد ہو رہا صبح سے سب کی بک بک سن رہا ہوں۔" وہ سچ میں اکتایا ہوا لگ رہا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سو تو ہے مجھ سے پوچھو میرا تو سب نے جینا حرام کر دیا ہے نکاح نہیں ہونے جا رہا میرا پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے اچھا ہوتا اگر ہم یہاں آتے ہی نا۔" وہ اس کے برابر بھیٹتی ہوئی بے زاریت سے بولی۔

"اب آگئے ہیں اور سب کچھ ہو گیا ہے تو جلد سے جلد ختم بھی کرنا ہو گا۔" وہ سامنے دیکھ بولا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن مجھے تمہاری فکر ہے میں تو کل ہی نکاح کے فوراً بعد آرسٹیلیا واپس چلی جاؤں گی لیکن تمہارا کیا ہو گا اس دنیا نہ دیکھی معصوم بیچاری دودھ پیتی بچی جو کہ وہ ہرگز نہیں اس کے چونچلے کیسے اٹھاؤں گے۔" عدیب ہنس دیا اور چہرہ موڑا اسے دیکھا جو سامنے دیکھتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"یہ میں نے نوٹ کیا ہے جب سے تم یہاں آئی ہو کافی اچھی اردو اور الگ الگ طرح کی بولنے لگی ہو واٹ از چونچلے؟" علیزے اس کو دیکھتی ہوئی ہنس دی۔

"مہک سکھا رہی ہے۔" عدیب نے بھنویں اچکا کر "واہ" کیا۔

"خیر تم فکر نہ کرو میں جانتا ہوں میں نے اس ابھلا ناری کو کیسے ہینڈل کرنا۔" اب کی بار علیزے حیران ہوئی۔

"واہ اب یہ کون سا لفظ ہے ابھلا ناری۔ "

''آپ کے بھائی کو پہلے سے ہی کافی تلفظ سے اردو آتی ہے۔''وہ ''تلفظ'' لفظ زور دیتا ہوا بولا۔علیزے نے ایک اونچا قہقہہ لگایا۔

''ناؤ ٹیچ می۔''وہ چکوری مارتی ہوئی اس کی طرف متوجہ ہو کر بھیٹی۔وہ باریقی سے اردو سکھانے لگا جس پر علیزے کے قہقہے مزید گونجے تھے۔

کمرے میں ان دونوں کی قہقہہ کی آوازیں آ رہی تھیں۔یہ پہلی بار نہیں تھا کہ وہ اس طرح ساتھ بھیٹے تفریح کر رہے ہیں لیکن....''شاید آخری بار ہو۔''دور سے قسمت نے سرگوشی کی تھی۔

کاش وہ سرگوشی وہ دونوں سن لیتے اور جان جاتے کہ قسمت ان دنوں کے ساتھ کیا کرنے والی ہے جس کے لیے وہ ہر گز تیار نہیں تھے نہ ہی تیار ہو سکتے تھے۔

کل علیزے کے لیے اس کی زندگی کا بڑا دن تھا کیونکہ وہ ویٹسن کے ساتھ نئی زندگی شروع کرنے والی تھی،وہ قسمت کو مٹھی میں پکڑے لاپرواہ قہقہہ لگا رہی تھی اور شاید وہ صیح بھی تھی واقعی زندگی کا اس کا سب سے بڑا دن تھا لیکن اس طرح وہ دن اہم نہیں تھا جس طرح وہ سوچ رہی تھی،کل کا دن تو ایسا تھا جو اس کی زندگی کو پل بھر میں پلٹنے والا تھا جس کا اس کو گمان بھی نہیں تھا اور ساتھ بھیٹے اس کے بھائی کو جس کے دماغ

میں اگلا لائحہ عمل تیار تھا لیکن کیا سب وہی ہونا تھا جو اس نے سوچا تھا؟ کیونکہ بلاشبہ قسمت کے رنگ تو کچھ اور ہی دکھ رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"آپ کا نکاح مخدوم شاہ زیب فرقان بخت ولد فرقان بخت سے دس لاکھ حق مہر سکہ سراج الوقت طے کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟" دلاور بخت کی آواز نے اس کو کانپنے پر مجبور کر دیا تھا کیونکہ یہ وہ لفظ تھے جو اس کے کان میں دن رات بازگشت کرتے تھے اور یہ جملے اس کو خواب دکھاتے تھے۔

"قبول ہے!" یہ ایک ایسا لمحہ تھا جب اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ محبت کی بازی جیت چکی ہے، چاروں طرف تالیاں بج رہی ہے، اس کا نام لے کر پکارہ جا رہا ہے، اس کو کہا جا رہا ہے کہ ماورہ تم نے کر دکھایا، تم نے اپنی محبت پالی۔

"قبول ہے!" پہلی بار اس نے اس کو جب دیکھا تھا تب وہ شہر سے لوٹا تھا، گاڑی سے اترا تھا، سن گلاسز اتارے تھے، وہ پلنگ پر کھلے آسمان کے نیچے مرچیں سکھا رہی تھی، اس کی نظر سامنے اس پر گئی تھی اور پھر جھکنا بھول گئی تھی جس کا اسے کبھی کبھار افسوس ہوتا

تھا تب جب اسے افشاں یاد دلاتی تھی کہ وہ مالک ہے نظریں جھکا کر رکھنی ہے ایک ملازم کو، لیکن اس کا دل اس کے دماغ پر قابض ہو جاتا تھا۔

"قبول ہے!" تیسری بار کہہ دیا، پا لیا ماورہ نہیں ماورہ شاہ زیب بخت نے اپنی محبت کو، دکھا دیا اس نے کہ ہر محبت میں ناکامی نہیں ہوتی محبوب مل بھی جاتا ہے اگر پانے کی چاہ ہو۔

سب اس کو گلے لگا رہے تھے، مل رہے تھے اور اس کی آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو گر رہے تھے، خوشی کے آنسو، وہ کچھ ایسا محسوس کر رہی تھی جیسے اس نے آج دنیا کی سب سے بڑی جنگ فتح کر لی ہے لیکن وہ سچ ہی تو تھا محبت کیا جنگ سے کم ہوتی ہے؟

وہ ایک ایسے احساس سے دوچار ہو رہی تھی جس کو بیان کرنا اتنا ہی مشکل تھا جتنا لفظوں میں اتارنا۔

☆☆☆☆☆☆

قہقہوں کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔ علیزے، دانیال، مہک اور رایمہ بیٹھے ہنسی مزاق کر رہے تھے جب یوجنا بھاگتے ہوئے آئی۔

"چھوٹی باجی اور آپی آپ سب نے اپنے کپڑے تیار کر لیے نا آج رات بارات کے لیے؟" رایمہ نے مسکراسر اثبات میں ہلایا جبکہ علیزے نے آلسی ہو کر انگڑائی لی تھی۔

"کرلیں گے اتنی جلدی کیا ہے؟" وہ جمائی لیتی ہوئی موبایل استعمال کرنے لگی۔

"زے تو کیسی بہن ہے تیرے بھائی کی شادی ہے اور تو ایسے بن رہی جیسے محلے والوں کی شادی ہے۔" مہک نے چپس کھاتے ہوئے علیزے کو تکیہ مارتے ہوئے کہا۔ وہ چونکی۔

"نہیں نہیں میں بھی ایکسایٹڈ ہوں اب ناچ کر دکھاؤں؟" وہ طنزیہ بولی تو مہک نے افسوس سے نفی میں سر ہلا دیا، یوجنا رایمہ کے برابر بھیٹ کر اسے اپنی تیاری کا بتانے لگی تھی۔

"مجھے تو دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے۔" دانیال نے موبایل میں مصروف کہا۔ مہک نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"کیا؟"

"یہی کہ یہ.... "علیزے کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ اپنے اکلوتے لاڈلے بھائی کی شادی کے لیے ایکسایٹڈ نہ ہو.... ہو ہی نہیں سکتا ضرور کچھ تو بات ہے۔" علیزے نے کھا جانے والی نظروں سے دانیال کو دیکھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔" رایمہ کی پریشان نظر پر وہ گڑ بڑا گئی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سچ سچ بتازے یہ کون سی کھچڑی پک رہی ہے تم دونوں بہن بھائی میں کیونکہ ویسے تو تم کتنا کہا کرتی تھی کہ بھائی کی شادی پر یہ کروں گی وہ کروں گی اور اب دیکھو۔" مہک کو علیزے نے دانت پیستے ہوئے گھورا پھر کنکھنیوں سے رایمہ کو دیکھا جو گھبرا کر اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"علیزے میں بتا رہی ہوں تم اور بھائی سِلا کے ساتھ کچھ نہیں کرو گے بھابھی ہے اب وہ ہماری تم لوگوں نے خود ہی قبول کیا ہے ہیں نا؟" وہ اپنے خدشات کا اظہار کرتی ہوئی بولی۔

"اوہ ہوں رایمہ مہک تم دونوں اس گدھے کی باتوں میں آ رہی ہو اسے تو بکواس کرنے کی عادت ہے۔" علیزے دانیال کو گھورتی ہوئی بولی۔ وہ چونک کر اٹھا۔

"ہاں سو تو ہے۔" مہک نے سر ہلایا تو موبایل استعمال کرتی ہوئی یوجنا کھی کھی کرتی ہنسی۔

"تم نے مجھے گدھا کہا؟" وہ غصہ سے اٹھ کر بولا ساتھ یوجنا کو گھورا جس نے اپنی ہنسی ضبط کر لی تھی۔

"نہیں میں نے تمہیں گدھا نہیں کہا۔"

"پھر ٹھیک ہے۔" وہ واپس بیڈ پر نیم دراز ہونے لگا۔

"ڈونکی کہا۔" اور مہک اور یوجنا کا قہقہہ بلند ہوا جبکہ وہ اسے القابات سے نوازتا ہوا اپنے پیچھے لگا تکیہ درست کرتے ہوئے بھیٹا۔

"تم مجھے بتاؤ کیا چل رہا ہے؟" رایمہ نے اس کی توجہ اپنے سوال کی جانب کی۔

"یار کچھ نہیں چل رہا کیا ہو گیا ہے اور میں اسیلیے زیادہ ایکسایٹڈ نہیں ہوں کیونکہ تم جانتی ہو رایمہ مجھے یہاں کہ لوگ اور یہاں کا ماحول نہیں پسند سِلا کو قبول کرنے کا یہ مطلب نہیں میں نے بخت خاندان کو بھی قبول کر لیا ہے ابھی بھی میں اتنی ہی نفرت کرتی ہوں سب سے اور مہک ہاں میں نے کہا تھا تجھے کہ میں یہ کروں گی وہ کروں گی ظاہر سی بات ہے ہر بہن کے ارمان ہوتے ہیں لیکن جس طرح کہ میرے ارمان تھے یہاں وہ ارمان نہیں پورے ہو سکتے دیکھا نہیں تم لوگوں نے یہاں ہر فنکشن میں مردوں کا الگ اور عورتوں کا الگ پارٹیشن رکھتے ہیں تو سوچ ایسا ہے یہاں کا ماحول اب میں کیا اپنی بھائی کی شادی کے خواب میں بنائی پلے لسٹ لگا کر ناچوں اور کہاں ہے میری باقی دوستیں وغیرہ؟" اس نے غصہ سے بات کور کی۔ رایمہ اور مہک نے سر اثبات میں ہلایا، وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔

"وہ جو ساری پلیننگ تھی نا وہ ادھر گاؤں میں ہرگز نہیں ہو سکتی وہ آرسٹیلیا یا شہر کی تھی اب یہ جلد بازی میں نکاح ہو ہی گیا ہے تو جو ہو رہا ہونے دو کیا کر سکتے ہیں کوئی بھی

دوست شریک نہیں ہے اسیلیے مجھے کوئ دلچسپی نہیں رہی بس جانا رات کو فنکشن اٹینڈ کرنا اور آ جانا ہے ویسے بھی ہم کمرے تک ہی محدود ہیں یہاں کون سی اتنی محبتیں ہے کسی سے۔" وہ کہہ کر اٹھ گی اور اپنا فون چارج پر لگانے لگی۔

"بات تو ٹھیک کی ہے۔" دانیال نے تاید کی۔

"چلو کوئ نہیں جب سِلا اور دیب ہمارے ہاں آئیں گے تب ایک چھوٹی سی پارٹی رکھ لیں گے اور پھر خوب ہلا گلا کریں گے۔" مہک نے تالی بجاتے ہوئے جوش سے کہا۔علیزے نے فقط مسکرا کر سر ہلایا ورنہ دل میں تو وہ کچھ ہی سوچ رہی تھی۔

"رایمہ دکھاؤ تمہاری مہندی کا رنگ ؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد مہک نے رایمہ سے جوش سے کہا۔اس نے اپنے ہاتھ آگے کی ۓ۔

"واؤ اچھا آیا ہے رنگ اوہ ہوں گرل یو مسٹ بی ویری لکی چاہنے والا ہے کوئ۔" مہک اس کے ہاتھ کا تجزیہ کرتی ہوئی بولی پیچھے دانیال کے موبایل پر چلتی انگلیاں تھمیں تھیں، رایمہ نے نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا جو لمحے بھر ہی رکا تھا پھر موبایل چلاتے ہوئے مزے سے چپس کھانے لگا تھا۔

"میرا تو کتنا پھیکا آیا ہے۔" یوجنا نے پریشانی سے اپنے ہاتھ آگے کیے۔ مہک کا قہقہہ گونجا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اوئے یو ج یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں ایسا کچھ نہیں ہوتا ضرور تم نے ہاتھ جلدی دھو لیے ہوں گے یا مہندی ہی ویسی ہو گی۔"علیزے دانیال کے برابر بھیٹتی ہوئی بولی۔اس نے شکرادا کرنے والے انداز سے سر ہلایا،رایمہ ہنس دی۔

"تو دکھا زے۔"مہک علیزے کی طرف مڑی۔

"اوہ مائے گاڈ تیرا تو بہت تیز آیا پورا مہرون۔"وہ حیرت سے اس کے ہاتھ دیکھ بولی۔

"ویٹسن بڑا ہی محبت کرتا ہے۔"مہک کی بات پر وہ ہنس دی۔

"اب اس کی محبت مہندی کے رنگ سے تھوڑی تولی جائے گی۔"وہ اپنے گردن میں پہنی چین کے ساتھ کھیلتی ہوئی بولی۔

"اچھا تو کیسے تولی جائے گی؟"مہک نے اس کے ہاتھ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"شادی کے بعد پتہ چلے گا اس کو۔"علیزے نے مسکرا کر کہا۔

"اللہ ہی مالک ہے بیچارے کا۔"دانیال کی سرگوشی اس نے باآسانی سن لی تھی کیونکہ وہ اسے لگ کر ہی بھیٹی تھی،اس نے تیزی سے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا تھا مگر وہ موبایل میں ایسے دھت رہا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

مہک کی ہنسی پر اس نے چہرہ موڑ کر مہک کو دیکھا جو اس کی ہتھیلی پر انگوٹھا پھیرتی ہوئی ہنس رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کیا ہوا..... "وہ پوچھتی لیکن ہتھیلی کو دیکھ رک گئی، وہ شاہ زیب کے لکھے نام کو دیکھ ہنس رہی تھی، علیزے بھی مسکرادی۔

"آج اس کا نکاح بھی ہو گیا اور نام تمہاری ہتھیلی پر لکھا ہے سٹرینج۔" مہک کی بات پر رایمہ بھی متوجہ ہو گئی۔

"کسی زمانے میں یہ نام اسی ہتھیلی کا حق دار تھا۔" رایمہ کی بات پر علیزے ہنسی۔

"اب تو نہیں ہے نا۔" وہ ایسے مسکرا کر بولی جیسے اس مسکراہٹ میں اطمینان، خوشی، فخر ہو، وہی فخر کہ علیزے انور کے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کرسکتا، کتنا سب پیچھے پڑے تھے، ہسپتال کے کیفے ٹیریا میں جب اس نے کہا تھا کہ وہ کرے گی شادی اس شاہ زیب سے، وہ دے گی قربانی تو اس پل اسے محسوس ہوا کہ بخت خاندان جیت گیا اور وہ ہار گئی لیکن نہیں علیزے انور کیسے بھول گی کہ قسمت اس کی مٹھی میں آج بھی ایسی قید ہے جیسے شروع سے تھی۔

"تو نکاح پر کیوں نہیں آئی؟" مہک نے پوچھا۔ اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"مجھے کون سا اس شخص کے نکاح میں چھوارے بانٹنے تھے۔" دانیال ہنس دیا۔

"اچھا ہے نہیں آئی ورنہ دادی جان کو دکھ ہوتا اور سارے گاؤں والے باتیں بناتے۔" رایمہ آہستگی سے اپنے دامن سے کھیلتے ہوئے بولی۔

"باتیں تو اب بھی بنے گی آج رات جب ماورہ کو شاہ زیب بھائی کی دلھن کے روپ میں دیکھیں گے نکاح میں تو اتنے افراد نہیں تھے لیکن آج رات کی تقریب میں پورے گاؤں کو دعوت دی ہے۔" مہک نے بتایا۔

"علیزے تمہارا آج پہننے والا جوڑا میرے اور یوج والے کمرے میں رکھا ہے آ کر لے لینا۔" رایمہ اٹھ کر کمرے سے جاتی ہوئی بولی۔ اس نے سر ہلایا۔

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا یہ میری اللہ میاں کی گائے والی بہن کو کیا گھول کر ان سب نے پلا دیا ہے طرف داری کرنے کی لائن میں سب سے پہلے کھڑی ہوتی ہے۔" اس کے جاتے ہی علیزے مہک سے غصیلی لہجہ میں بولی۔ وہ ہنس دی۔

☆☆☆☆☆☆

"ماورہ ذوئی تمہارا شادی کا جوڑا آ چکا ہے۔" وہ جو شیشے میں کھڑی کئی دیر سے اپنا عکس دیکھتی ہوئی اس بات کو قبول کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے نکاح میں ہے چونک گئی، پلٹ کر مہرون نساء کو دیکھا جو ہاتھ میں بھاری جوڑا لیے اب بیڈ پر سجا رہی تھی ساتھ سونے کے سیٹ بھی رکھ رہی تھی۔

"بتاؤ کیسا لگا پسند آیا؟" انہوں نے پوچھا۔ماورہ نے حیرت سے قیمتی بھاری لال جوڑے کو دیکھا اور ساتھ مہنگے زیور کو پھر مہرون نساء کو۔

"یہ تو بہت مہنگا ہے۔" مہرون نساء ہنس دی۔

"اب تم ہماری بہو ہو اس بخت خاندان کی بہو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی بیوی اس سب پر صرف اور صرف تمہارا حق ہے۔" وہ شادمانی سے سر جھکا گئی۔

"اور ہمارے بیٹے پر بھی۔" وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔وہ لال ہو گئی۔

"شرماتی بہت پیاری ہو۔" انہوں نے اس کو تھوڑی سے پکڑ نرمی سے اس کا چہرہ اٹھایا تو وہ نظریں جھکا گئی

"بیٹا ویسے تو ہم جانتے ہیں کہ تم میرے ذوئی کو بہت چاہو گی لیکن میں اپنے شاہ کو بھی جانتی ہوں وہ تمہارا خیال تو بہت رکھے گا پر ان کا غصہ کبھی کبھار سامنے والے کو ڈرا دیتا ہے اسیلیے تم برا نہ ماننا وہ دل کا بہت اچھے ہے اس کا غصہ زیادہ دیر کا نہیں ہوتا۔" وہ اس کو پیار سے سمجھاتی ہوئی بولیں۔اس نے مسکراتے ہوئے اپنی تھوڑی کے نیچے رکھا ہاتھ پکڑا اور بولی۔

"بڑی بیگم صاحبہ میں ان کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔" مہرون نساء چونکی۔

"بڑی بیگم صاحبہ نہیں شاہ کی طرح امی جان کہو۔" اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ بھی نفی میں سر ہلا کر بولیں۔

"کتنی بار کہوں تمہیں کہ تم ہماری نور ہو تم ماورہ شاہ زیب بخت ہو۔" اپنا نام اس کے نام سے جڑا کتنا حسین لگ رہا تھا، وہ بے اختیار نظریں جھکا گئی۔

"ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمیں اتنی پیاری نور ملی۔" وہ اس کے گلے لگتی ہوئی بولیں۔

"چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ تمہاری اور سِلا کے لیے خاص شہر سے نامور پالر والی لڑکیاں بلائیں ہیں۔" وہ اسے الگ ہوتی ہوئی بولیں۔ اس نے شرما کر سر ہلایا۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

رات کے آٹھ بج چکے تھے، تقریب کی شروعات ہو چکی تھی چونکے یہاں جلدی سویا جاتا تھا تو دس بجے ہی تقریب کا اختتام ہو جانا تھا، بخت حویلی کے پچھلے حصے میں ہی بڑے پیمانے پر انتظامات ہوئے تھے، سب سجے سنورے موجود تھے، ہمیشہ کی طرح مردیں اور عورتیں الگ تھیں۔

سٹیج ابھی خالی تھا دلھنیں نہیں آئیں تھیں۔

"بھائی سیلفی۔" علیزے اپنی تصویریں بناتی ہوئی عدیب کو بھی کیمرے میں لیتی ہوئی بولی۔ عدیب نے اس کو غصہ سے دیکھا۔

"تمہیں سیلفی کی پڑی ہے یہاں مجھے ٹینشن ہو رہی ہے۔" وہ شیروانی میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا۔

علیزے اپنا بڑا دوپٹا سنبھالتی ہوئی اس کو دیکھ کر ہنسی۔

"کیوں بھئی؟" اس نے پنڈلیوں تک آتی ہوئی لال فراک پہنی تھی جس پر نیلا کام ہوا تھا اور ساتھ نیلا بڑا دوپٹا ایک طرف اچھے سے سیٹ کیا ہوا تھا، بالوں کو کرلز دیے ہوئے تھے اور چہرے پر ہلکا میک اپ اور لال لپسٹک ہمیشہ کی طرح!

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ آج رات کا کیا کروں گا یو نو ویری ویل زے مجھے کمرہ شیئر کرنے کی عادت نہیں ہے۔" وہ بے زاریت سے بولا۔

"جنت کے ساتھ کر لیتے میرا مطلب شادی کے بعد؟"

"وہ جنت ہے یہ اس جاہل گوار کے ساتھ کیسے رہوں گا۔" وہ کنپٹی مسلتے ہوئے بولا۔ وہ مسکرا دی۔

"تمہیں ہی شوق تھا اب بھگتو۔" وہ ایک آنکھ دبا کر اسے چڑا کر مہک کی طرف چلی گئی تھی جس نے اب جیب سے موبائل نکال کر کھولا تو سامنے ہی جنت اور اس کی تصویر آگئی جس میں وہ جنت کی کمر تھامے اس کے ساتھ کسی پارٹی میں ڈانس کر رہا تھا اور وہ مسکرا کر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی، وہ تصویر اچانک لی گئی تھی۔

"عدیب۔" پیچھے کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔وہ چونکا۔اس نے تیزی سے فون جیب میں رکھااور پیچھے مڑا۔ سمیر کھڑااسے دیکھ مسکرارہاتھا۔

"کیاکررہے تھے؟ "

"کچھ نہیں بس ایسی۔"وہ ارد گرد دیکھتے ہوئے نارمل انداز میں بولا۔

"ویسے بہت بہت مبارک ہو تمہیں اتنی پیاری دلھن ملی لیکن ساتھ ہی افسوس۔"

عدیب نے الجھ کراسے دیکھا۔وہ مسکراکر سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"اتنا کھڑوس سالا بھی ملا چوبیس گھنٹے نظر رہے گی تمہارے سالے صاحب کی تم پر خوش رکھنا بھئی ہماری بہن کو۔"عدیب نے بھی سامنے کسی گروپ میں کھڑے شاہ زیب کودیکھا،شیروانی میں مبلوس وہ مہبوت سے ہاتھ ہلا ہلا کر کوئی ضروری بات کررہا تھا جس کوسب خاموشی اور توجہ سے سن رہے تھے۔

"یہ آدمی نہیں سدھرے گا اپنی شادی والے دن بھی اس کو کام سوج رہاہے۔"سمیر نے افسوس سے سانس بھر کر کہا۔عدیب سامنے کھڑے شاہ زیب کو سب کو سمجھاتے ہوئے دیکھ مسکرادیا۔

"اوہ ہاں مجھے یاد آیا چاچا جان تمہیں ڈھونڈ رہے تھے مل لوں ان سے۔" وہ اس کے کندھے پر مسکرائے تھپتھپی دیتا ہوا شاہ زیب کی طرف چل دیا جبکہ اس نے گہری سانس بھرتے ہوئے حویلی کے اندر قدم بڑھا دیے۔

☆☆☆☆☆☆

"چلو خیر سے آج کی تقریب بھی نپٹ گئ۔" سلماں بخت انیلا بخت کو پانی دیتے ہوئے مہرون نساء کے برابر بھیٹتی ہوئی بولیں جو اپنے کنگن اتارتی ہوئی سر اثبات میں ہلانے لگیں۔

"سب کافی پوچھ رہے تھے کہ شاہ کی دلھن کی جگہ ماورہ کہاں سے آئ۔" سلماں بخت نے کہا۔ پانی پیتے انیلا بخت مسکرائیں اور بولی۔

"نصیب سے۔" ان کی مسکراہٹ میں دکھ تھا لیکن چہرہ پر اطمینانیت۔

"آج میری سِلار خصت ہو گئ۔" مہرون نساء دکھ سے بولیں۔

"ایسے تو نہ کہیں بھابھی جان وہ ہماری نظروں کے سامنے ہی ہے۔"

"چاہے نظروں کے سامنے بھی ہو سلماں لیکن بیٹی پرائ ہو چکی ہے۔" وہ دکھ سے بولیں۔

"حوصلہ رکھیں بھابھی جان ہماری سِلا کی نئ زندگی کی دعامانگیں۔" سلماں بخت مسکرا کر بولی تو وہ بھی مسکرادیں۔

"بچیں اپنے کمرے میں چلے گ ۓ؟" انیلا بخت نے پوچھا۔

"ہاں لیکن بچیوں نے رسم کا شور لگایا ہوا تھا انہوں نے شاہ اور عدیب دونوں سے دروازہ رکائی کہ پیسے لیے ہیں۔" سماں بخت ہنس کر بتانے لگیں۔

"جبکہ دروازہ رکائ کی نہیں پہلے ہی لے لیے۔" مہرون نساء بولیں کہ اچانک کمرے میں کوثر آئ۔

"بڑی بیگم صاحبہ چھوٹے بابا کا فون آیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ گودام میں آگ لگ گئ ہے سمیر بابا بھی ان کے ساتھ ہے آپ بڑے صاحب کو جلد سے جلد بھیج دیں۔" کوثر نے گبھرا کر خبر دی۔ سب چونک گ ۓ۔

"اللہ رحم کرے۔" انیلا بخت نے اپنا دل پکڑ لیا۔

"اماں جان آپ حوصلہ رکھیں اور کوثر تم کیا بول رہی ہو؟" مہرون نساء کھڑی ہوتی غصہ سے کوثر سے بولیں۔ وہ جلدی سے بولی۔

''جی ان کا خود فون آیا لیکن وہ کہہ رہے ہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے آگ بجھا دی گئی ہے۔'' سلماں بخت نے شکر ادا کیا اور انیلا بخت کے پاس آکر انہیں دلاسہ دینے لگیں۔

''تم چلو میرے ساتھ باہر۔'' وہ کوثر کو لے کر کمرے سے باہر آئیں۔

''کتنی بار میں نے منع کیا ہے کہ اماں جان کہ سامنے ایسی کوئی خبر نہیں دینی۔'' وہ ڈانٹتے ہوئے بولیں۔ وہ معافی مانگتی ہوئی سر جھکا گئی۔

''جاؤ جا کر فون ملاؤ بات کرواؤ شاہ سے۔'' انہوں نے حکم دیا۔

''اللہ اے مایا رے۔'' اندر انیلا بخت بڑبڑائی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

''ویٹسن ویٹسن کہاں ہو؟'' وہ اس کے کمرے میں اسے آوازیں لگاتی ہوئے آئی لیکن وہ کہیں نہیں تھا۔

''رات کے ایک بجے تم مجھے بلا کر ہی غایب ہو گئے ہو۔'' وہ کمر پر ہاتھ رکھتی ہوئی خفگی سے بولی جب اسی پل کسی نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

''ویٹسن یہ کیا بچپنا ہے؟ ''

"پہچان لیا؟"

"ایسا ہو سکتا ہے تمہیں نہ پہچانوں؟"اس نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹا لیے۔

"ہزاروں کی بھیڑ میں بھی تمہیں پہچان سکتی ہوں۔"وہ مسکرا کر بولی۔وہ اس کے سامنے آیا اور اسے گلے لگایا پھر الگ ہوا۔

"کیا ہوا تم نے اتنی جلدی میں کیوں بلایا یہ دیکھو اب تک کپڑے بھی نہیں بدلے۔"وہ منہ بنا کر بولی۔وہ مسکرا دیا۔

"تم اتنی حسین لگ رہی ہو کہ تمہیں کپڑے بدلنے کی ضرورت نہیں میرا بس چلے تو ابھی تم سے شادی کر لوں اور یہاں سے چرا کر کہی دور لے جاؤں۔"وہ رومینٹک انداز میں بولا۔وہ مسکرا دی۔

"اتنی جلدی اچھی نہیں ہوتی ویسے کل ہی ہم آپ کے ہو جائیں گے سنم۔"وہ ڈرامٹک انداز سے بولی۔وہ ہنس دیا۔

"یہ سنم کیا ہے؟"اس نے سنم اردو میں بولا تھا جب ہی اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

"سنم مطلب جس کو ہم چاہتے ہیں۔"اس نے انگریزی میں بتایا۔وہ مسکرا دیا۔

"یعنی تم بھی میری س.... سن... سنم ہو۔"وہ اردو میں اتنے مزے دار اندار سے "سنم"بولا کہ علیزے قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"تم کتنے کیوٹ ہو ویٹسن۔" وہ پیار سے بولی۔

"لیز اکل ہم دونوں ایک ہو جائیں گے ہمارے درمیان میں کوئی بھی دیوار نہیں ہو گی لیکن کبھی بھی تمہیں ایسا لگے کہ ہمارے درمیان کوئی بھی دیوار ہے تو آنکھیں بند کر کے مجھے پکارنا میں تمہارے پاس آکر ہمارے دمیان حایل تمام دیوارے گرادوں گا۔" وہ اس کے دونوں ہاتھ پکڑ اس کے نزدیق آکر بولا۔

"کیا ہوا ہے ویٹسن ؟" علیزے نے ٹھٹھک کر پوچھا۔

"کچھ بھی تو نہیں بس دل چاہ رہا ہے تم سے یہ سب کہنے کا۔" وہ سر جھکا کر بولا۔وہ مسکرا دی۔

"تم سے ایک بات پوچھوں؟"

"پوچھو؟"

"کیا تم میرے علاوہ کسی سے مجھ سے بھی بڑھ کر پیار کر سکتے ہو؟" علیزے نے ڈر کر پوچھا۔اس نے جھکا سر اٹھایا۔

"ہاں بلکل۔" علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"واٹ ؟" وہ حیران تھی۔

"ہمارے بچوں سے۔" وہ مسکرا کر بولا۔علیزے بے اختیار ہنس دی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"توبہ ہے تم نے مجھے ڈرا دیا تھا۔ "

"اور تم؟"

"میں......." وہ مسکرا کر بولتی بولتی رکی، وہ کہاں ویٹسن سے محبت کرتی تھی وہ تو صرف پسند کرتی تھی، اس نے سر جھٹکا اور بنا جواب دیے اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے لگا دیا۔

"کل کے بعد سے تم میری بیوی ہو گی ہم اپنی باقی کی زندگی سب سے دور پہاڑیوں میں گزاریں گے میں بچوں کا بھی دھیان رکھوں گا اور ککنگ بھی کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں تم بہت ہی برا کھانا بناتی ہو۔" وہ ہنس کر بولا۔ علیزے جس کی آنکھوں میں جانے کیوں نمی آ گئی تھی وہ ہنس دی، دونوں کے ماتھے ایسی ملے تھے۔

"پھر تم کام سے آیا کرو گی تو میں تمہیں پانی کا گلاس دیا کروں گا اور تمہیں بتاؤں گا کہ ہمارے بچیں پولو اور وینی نے دن بھر کیا کیا۔" علیزے پھر ہنس دی۔

"تم نے نام بھی سوچ لیے ہے حد ہے ویٹسن۔" وہ اسے الگ ہوتی بولی تو اس نے کندھے اچکا دیے۔

"تیسرے والے کا نام تم اپنی پسند سے اپنے جیسا رکھ لینا۔ "

"تیسرا ابھی ہے اس پلیننگ میں اور مجھے اب تک پتا ہی نہیں چلا۔" علیزے حیرت سے بولی۔

"ارے بچے تو گیارہ ہے۔" وہ مطمعین انداز میں بولا۔ علیزے غش کھاتی رہ گئ۔

"پوری کرکٹ ٹیم بنانے کا اردہ ہے؟"

"ہاں آرسٹیلیا کی نئ ٹیم جس کی تم برینڈ امبیسڈر ہوگی اور میں کوچ ہوں گا۔" علیزے قہقہہ لگاتی گئ جو مزے سے اپنی اوٹ پٹانگ منصوبوں کے بارے میں آگاہ کر رہا تھا، اس کی باتیں اور علیزے کی ہنسی کمرے میں گونج رہی تھی، کھڑکی پر لگا پردہ ہوا کے تیز جھونکوں سے اڑھ رہا تھا، باہر کالی رات سویرے کے انتظار میں تھی اور شاید اندر ساتھ دو شخص بھی پل پل گن رہے تھے۔

جانے اگلی صبح کا سویرا کون سی زندگی کا نیا موڑ لانے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

وہ دلھن بنے سجی سنوری صرف اور صرف اس کے لیے بڑا سا گھونگٹ ڈالے روایتی دلھنوں کی طرح بھیٹی تھی، کمرہ خوبصورت سجا تھا۔

اچانک کمرے کے ہینڈل گھمانے کی آواز پر ماورہ کو لگا اس کا دل بند ہونے کو آیا ہے، اتنے سال سے چھپی محبت کو چھپا کر رکھنے والی لڑکی آج کیسے اظہار کردے گی؟

وہ تو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے نظریں بھی نہیں ملا پاتی تھی آج کیسے وہ سامنا کرے گی؟

لیکن.... لیکن وہ تو اس کی اب بیوی ہے، مہرون نساء نے کہا تھا کہ ان کا بیٹا شاہ زیب اب صرف اور صرف ماورہ کا ہے۔

نکاح کے جملے کانوں میں باز گشت کرنے لگے تھے۔

"بیٹا ماورہ؟" مہرون نساء کی آواز پر اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ وہ اندر آنے والا وہ نہیں تھا بلکہ اس کی ماں تھی، وہ حیران رہ گئی۔

انتظار کی گھڑیاں تو اس کی لیے وہ گن رہی تھی۔

"لور تم کپڑے تبدیل کر لو شاباش اور آرام کر لو۔" وہ اس کے پاس بھیٹیں پیار سے بولی۔ اس نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔

"لیکن میں تو مطلب..." وہ شرم اور جھجھک سے کچھ بول نہ سکی، انہیں بتا نہ سکی کہ آج تو ہر لڑکی کی طرح وہ بھی اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھی۔

"شاہ کا فون آیا تھا وہ کسی کام میں پھنس گیا ہے اسلیے آج رات نہیں آسکے گا تو تم سو جاؤ صبح تک وہ آجائے گا۔" ماورہ نے متحیر سے انہیں دیکھا اور پھر سر جھکا لیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں جانتی ہوں کہ تمہیں کیسا محسوس ہورہا ہوگا لیکن اس کی مجبوری ہے۔" وہ سمجھاتی ہوئی بولیں، انہوں نے ماورہ کو نہ پریشان کرنے کے غرض سے آگ لگنے والی بات نہیں بتائی تھی۔

"جی۔" وہ صرف اتنا ہی بول سکی تھی۔

"خوش رہو۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی چلی گئی تھیں جبکہ وہ بیڈ پر پھیلے گلاب کے پتوں کی دیکھتی رہ گئی۔

"کون سا کام انہیں اپنی ایک دن کی دلھن سے زیادہ عزیز تھا؟" ایک شکوہ تھا جو وہ اکیلے میں زبان پر لے آئی تھی۔

"خیر اب تو میں آپ کی ہو گئی ہوں نا آپ کے دل میں بھی ایسی جگہ بنالوں گی جیسے آپ کی زندگی میں بنائی۔" وہ مسکراتے ہوئے سوچنے لگی۔

"آج میں پورے حق سے کہہ سکتی ہوں میری محبت اب میری ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔" ایک خواب تھا جو اسے لگ رہا تھا، ایک ڈر تھا جو محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی آنکھ کھلے گی اور وہ اپنے کوٹیج میں پلنگ پر سو رہی ہو گی۔

لیکن یہ سچائی تھی!

"مانا گون تیرا سک محبت انت۔" وہ بڑبڑاتی مسکرائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہیلو برو کہاں بھئی اتنی رات کو میرے معلومات کے مطابق تجھے اس وقت اپنے کمرے میں ہونا چاہیے تھا ویڈینگ نایٹ ہے یار۔" دانیال مزے سے چنگم چباتا ہوا عدیب کے پاس آیا جو سنسان حویلی کے صحن میں ارد گرد چکر کانٹ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟" عدیب نے بے تحاشہ غصہ سے اسے دیکھا تو وہ حیران رہ گیا۔

"یو نو ڈیڈ نے مجھے کیا کہا؟" دانیال نے نفی میں سر ہلایا۔

"انہوں نے کہا ہے اب میں اس حویلی میں ہی رہوں گا سِلا کے ساتھ اور یہاں ہی بزنس کروں گا۔" اس نے غصہ سے بتایا۔

"تو برو صحیح تو کہا اتنی بڑی حویلی اتنی زمینیں اتنا بڑا کاروبار کا حق دار اتنا ہی تو ہے جتنے باقی سب ہے۔"

"میں نے بھی یہی کہا کہ مجھے میرا حصہ دیں دے وہ پیسہ اپنے آرسٹیلیا کے بزنس سیٹ اپ میں لگاؤں گا لیکن وہ کہتے ہیں کہ جو کرنا ہے یہی کرو میں نے کیا اسیلیے شادی کی اس گاؤں براؤں میں رہنے کے لیے میرا سب کچھ آرسٹیلیا سے جڑا ہے میں اپنے کریر کو یہاں زمینوں پر ہل چلاتے برباد نہیں کر سکتا۔" وہ غصہ سے پاگل ہو رہا تھا، ہاں اس نے ہی انور بخت سے اپنے حصہ کی بات کی تھی کیونکہ اس ۓ احساس ہوا تھا ان حویلی

والوں کے پاس کافی پیسہ ہے جس پر ان کے ہی صرف بچوں کا صرف کیوں حق ہو انور بخت کے بچوں کو بھی ملنا چاہیے لیکن انور بخت نے الٹا اپنا آگے سے فیصلہ سنا دیا تھا جس کو وہ کسی صورت میں قبول نہیں کرنے والا تھا۔

"یار ریلیکس ہو جا میں بات کروں گا پاپا سے وہ چاچو سے بات کریں گے سب سورٹ آؤٹ ہو جائے گا۔" دانیال نے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"وہ کیا سمجھتے ہیں میں پاگل ہوں کیا؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھے ارد گرد دیکھتے غصہ سے دھیرے بڑبڑایا۔

"دیب تو ابھی کمرے میں جا ہم صبح بات کریں گے ابھی یہ وقت نہیں ہے سِلا انتظار کر رہی ہو گی۔" عدیب نے اسے دیکھا پھر آنکھیں گھماتا ہوا تیز قدموں کے ساتھ نکل گیا۔ وہ دروازے کے باہر آکر کھڑا ہوا پھر ہلکے سے ناک گھما کر اندر آیا۔ سامنے کا منظر دیکھ اس کا موڈ مزید بگڑ گیا۔

چاروں طرف کمرہ سجا تھا، سامنے وہ سر جھکا کر بھیٹی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ شیروانی کے اپری بٹن کھولتا ہوا بے زاری سے اندر آیا اور دروازہ تیزی سے بند کیا، سِلا اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"تم سوئی نہیں اب تک اور یہ کپڑے نہیں تبدیل کیے؟" وہ بیڈ کے قریب آکر اسے بولا۔ وہ جو اس کی موجودگی پر چہرے پر چھائی حیا کے ساتھ انگلیاں مروڑ رہی تھی چونک گئی۔

"تم سے بات کر رہا ہوں۔" وہ ویسی چڑا ہوا تھا۔

"جی؟" اس نے سر اٹھا کر اپنی معصوم آنکھوں سے اسے دیکھا۔ وہ کچھ پل کے لیے ٹھٹک گیا، اس نے پہلی بار سِلا کو اتنے غور سے اور اتنا تیار ہوئے دیکھا تھا۔ وہ بے شک گڑیا لگ رہی تھی۔

"اسی عذاب کی وجہ سے آج میں یہاں پھنسا ہوں۔" وہ اس کو دیکھ تنفر سے سوچنے لگا۔ سِلا نے اس کے غور سے دیکھنے پر حیا سے چہرہ جھکا لیا۔

"کپڑے بدلو اور سو جاؤ کس کا انتظار کر رہی تھی؟" وہ مزید بٹن کھولتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آیا، سِلا نے پھر سر اٹھا کر تحیر سے اسے دیکھا، کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ آج کی رات کتنی خوبصورت ہوتی ہے وہ دلھن بنے اس کا ہی تو انتظار کر رہی تھی، ڈھیروں امیدیں لگائے شرماتی ہوئی وہ اس کے قریب بھیٹ کر پیار کے دو میٹھے بول بولنے کا انتظار کر رہی تھی، وہ بچہ تو نہیں تھا یا جان بوجھ بن رہا تھا۔

"اوہ ہاں یہ تمہاری منہ دکھائی ڈیڈ نے کہا تھا دینے کو یہ لو۔" اس نے جیب سے انگھوٹی کی ڈبیہ نکال کر یاد کرتے ہوئے لاپرواہی سے اس کی گود میں پھینکی اور باتھ روم چلا گیا جبکہ وہ حیرت زدہ بھیٹی اپنے گود میں پڑی ڈبیہ کو دیکھنے لگی، اس کے آنکھ سے ایک آنسو کا قطرہ گال پر لڑکھڑایا تھا۔

آج شادی کی پہلی رات کو ہی اس دلھن کو اس نے رلادیا تھا جس کو اس کی بیوی بنے چوبیس گھنٹے بھی پورے نہیں ہوئے تھے، ڈبیہ سے جاتی ہوئی آنکھوں کی پتلیاں قریب ہی بستر پر پڑی ڈھیروں گلاب کی پتیوں پر گی جن کی کشش اب نہیں لگ رہی تھی۔

کمرہ ویسی سجا تھا، وہ ویسی بھیٹی تھی لیکن سب کچھ ویسا نہیں تھا جیسا سوچا گیا تھا،

کیا وہ عدیب کے بارے میں غلط تھی،

کیا اس نے اس رشتے کو دل سے قبول نہیں کیا تھا،

کیا وہ زبردستی اس کے ساتھ تھی،

کیا اس کے دل میں ابھی بھی سب کے لیے ویسی نفرت تھی اور کیا وہ آسٹریلیا میں رہنے والا ایک بگڑ ہوا لڑکا تھا جس کو اس نے پہلی نظر میں دیکھ کر ہی اس نے محسوس کر لیا تھا؟

ڈھیروں سوال تھے جو سجی سنوری دلھن کے دماغ میں چل رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"کام ہو گیا پورا گدام جل کر راکھ ہو گیا تقریباً سولہ لاکھ کا تو مال تھا شہر جانے کے لیے۔" دوسری طرف سے ملی اطلاع پر اس شخص نے قہقہے لگاتے ہوئے فون رکھ دیا تھا۔

"سائیں ایسے بدلہ لیں گے آپ؟" پاس کھڑا آدمی نے پوچھا۔ وہ شخص سگھار سلگاتا مسکرایا۔

"شکیل تھپڑ بڑا زور کا تھا۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تو شکیل نے الجھ کر دیکھا۔

"آپ کا بدلہ پورا ہو گیا؟" اس نے ڈر کر پھر پوچھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ شہروز مخسید اتنا چھوٹا بدلہ نہیں لے سکتا تھا۔

"یہ تو صرف چنگاری تھی آگ لگنی تو باقی ہے۔" وہ کمینگی مسکراہٹ سے بولا۔ شکیل نے سر ہلایا۔

"ایسا سبق سکھاؤں گا کہ شہروز مخسید پر ہاتھ تو کیا انگلی اٹھانے سے بھی خوف کھائے گا اگر ہم نے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو اپنے پیروں پر گڑگڑاتا معافی مانگتا نہ دیکھا تو

میں اپنے باپ کی اولاد نہیں۔" وہ گرجدار آواز میں سگھار پھینک کر دھاڑا۔ شکیل نے تھوک نگلا، اسے معلوم تھا اب آگے جو ہونا تھا وہ کسی خطرے سے خالی نہیں تھا۔ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو ایک تھپڑ کی بہت بڑی قیمت جھکانی ہو گی۔ اس نے افسوس سے سوچا تھا

☆☆☆☆☆☆

"زے کدھر ہے؟" مہک ہاتھ میں اس کا نکاح کا جوڑا پکڑے کمرے میں چلاتے ہوئے افراطفری کے عالم میں داخل ہوئی۔

"زے۔" اس نے پھر آواز لگائی۔

"کیا مسلہ ہے مہک؟" وہ باتھ روم سے باہر آکر جلدی میں بولی تو مہک کو دل کا دورا پڑتے پڑتے بچا، وہ چِلا کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

"اللہ یہ کیا بھوت بنی ہوئی ہے؟" اس کے پورے چہرے پر کالے رنگ کا ماسک لگا تھا۔

"کچھ نہیں یار ایک کام کر یہ کپڑے بیڈ پر رکھ کر سینڈل لے آؤ۔" وہ جلدی بازی میں واپس باتھ روم جاتی مصروف سے انداز میں بولی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

"کیوں کس کو مارنا ہے؟" وہ ہنستی ہوئی کہتے جانے لگی جب بیڈ پر کپڑوں کے نیچے پڑا علیزے کو فون بج اٹھا۔

"یار مہک دیکھ کس کی کال ہے شاید بھائی کی ہو گی۔" اندر علیزے شیشے کے سامنے احتیاط سے ماسک اتارتی آواز لگاتی ہوئی بولی تو وہ سر ہلا کر واپس بیڈ کی طرف آئی اور کپڑے ایک طرف رکھ اس نے فون اٹھایا لیکن وہ علیزے کی کسی دوست کی کال تھی جو مسڈ کال بن چکی تھی، مہک واپس کانٹیکٹ میں جاتی لیکن ساتھ ہی گیلیری کے آئیکن پر کلیک ہو گیا پھر وہ کندھے اچکاتی وہی بھیٹ گئی اور اس کے ساتھ اپنی مہندی کی تصویریں دیکھنے لگی۔

وہ مسکراتے ہوئے تصویریں دیکھ رہی تھی جب اچانک سامنے جنت کی سالگرہ کے دن والی تصویریں آئیں، اس نے صرف ایک دو دیکھی اور جلدی سے اٹھ کر جانے لگی جب نظر تیسری تصویر پر پڑی جس میں عدیب جنت کی انگلی میں انگھوٹی ڈال رہا تھا، علیزے مسکراتے ہوئے ان دونوں کی ویڈیو بنا رہی تھی باقی سب بھی کھڑے تھے، مہک چونکی۔

اس نے تیزی سے اور تصویریں دیکھی تو ان کا منظر بھی کچھ ایسی تھا، اس نے ویڈیو کے فولڈر میں جا کر ویڈیو لگائی تو اس میں منگنی کا زکر بھی موجود تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"کس کی کال تھی....."علیزے منہ دھو کر باہر آکر اسے پوچھ ہی رہی تھی جب چلتی ویڈیو کی آواز پر چونکی اور دیکھا تو جنت کے سالگرہ والے دن کی ویڈیو تھی جس میں عدیب اور جنت کی منگنی ہو رہی تھی، اس نے ہڑبڑا کر مہک کے ہاتھ سے اپنا موبائل چھینا۔

"یہ کیا تھا؟"وہ حیران ہوتی اٹھی۔

"تم میرا فون کیوں استعمال کر رہی تھی؟"وہ ہڑبڑا کر بولی۔

"میں پوچھ رہی ہوں یہ کیا تھا زے؟"مہک نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں تھا جاؤ جا کر سینڈل لاؤ میرا نکاح ہے آج اتنا...."وہ کپڑوں کو دیکھتی اسے نظریں چراتی بول رہی تھی جب مہک نے اس کا بازو پکڑ اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"جنت کی عدیب کے ساتھ منگنی کب ہوئی اور یہ بات چاچو کو پتا ہے اور اگر ایسا ہے تو سِلا کے ساتھ شادی کا کیا جواز ہے دیب تو پہلے سے ہی ایکجڈ تھا نا؟"اس نے ڈھیروں سوال شروع کر دیے تھے۔

"مہک وہ پرانی بات تھی اب ایسا کچھ نہیں ہے۔"

"لیکن اس ویڈیو پر جو تاریخ لکھی ہے وہ گاؤں آنے سے ایک ہفتے پہلے کی ہے؟"مہک تو تفتیشی انداز سے پوچھتی ہوئی بولی۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مہک... مہک جلدی آؤ۔" دانیال بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"کیا ہوا؟ "

"ارے آؤ تو ایک زبردست چیز دکھانی ہے۔" دانیال جلدی میں اس کو لے کر چلا گیا لیکن وہ جاتے جاتے علیزے کو مڑ کر دیکھنا نہ بھولی جیسے کہہ رہی ہو کہ اس کا جواب وہ لے کر رہے گی، علیزے نے سکون کا سانس بھرا تھا لیکن اسے ایک نئی پریشانی نے گھیر لیا تھا، اب وہ مہک کو کیا جواب دے گی؟

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"شاہ زیب ادھر آؤ۔" وہ گودام کے باہر کھڑا پولس والوں سے بات کر رہا تھا جب سمیر کے ساتھ سنجیدگی سے کھڑے فرقان بخت نے اسے اپنی طرف بلایا۔

"تم گھر جاؤ تمہارا جانا ضروری ہے میں ادھر نپٹ لوں گا۔" فرقان بخت نے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلا کر کچھ کہنا چاہا جب وہ بولے۔

"تمہاری شادی کو چوبیس گھنٹے بھی نہیں ہوئے گھر جاؤ اچھا نہیں لگتا یہ سب تو چلتا رہے گا۔" وہ کچھ نہ بولا۔

"سمیر تم بھی جاؤ آج نکاح ہے حویلی میں سو کام ہوں گے۔" وہ سمیر سے مخاطب ہوئے تو اس نے دھوپ کے باعث آنکھیں چندیاتے سر اثبات میں ہلایا۔

"جی تایا جان۔" وہ واپس پلٹ کر گودام کے اندر چلے گئے جہاں پولیس ان کے ملازموں سے پوچھ گچھ کر رہی تھی۔

"اس کے پیچھے ضرور شہروز مخسید کا ہی ہاتھ ہے۔" سمیر نے ان کے جاتے شاہ زیب کے ساتھ جیپ کی طرف جاتے کہا۔

"میں نے کہا تھا مت اس کے منہ لگو اب وہ چپ نہیں بھیٹے گا ہمیں مزید نقصان پہچانے کی کوشش کرے گا۔" شاہ زیب رکا اور اس کی طرف مڑا۔

"جو کاٹھ والی زمین تھی اس کا کیا ہوا؟" اس نے پوچھا۔

"اس کے کاغضات کلیر ہو گئے ہیں لیکن شہروز مخسید کے دستخط ابھی بھی ضروری ہیں۔"

"کاغظات مجھے دو میں کرواؤں گا اس سے دستخط۔" وہ جیپ پر بھیٹتا اس کو سٹارٹ کرتے بولا تو دوسری طرف بھیٹتا سمیر چونکا۔

"تم شیر کے بِل میں جاؤ گے؟" سمیر نے حیرانی سے پوچھا۔

"شیر؟" شاہ زیب نے استہلال سے کہہ کر سمیر کو گھورا۔

"گیدڑ ہے جو اپنے بِل میں چھپا پیچھے سے وار کر رہا ہے۔" وہ ایک نظر گودام کو دیکھتے جیپ آگے بڑھاتا بولا۔

"شاہ زیب میں نے تمھیں پہلے بھی کہا تھا مت دشمنی پالو اسے وہ بندہ کافی خطرناک ہے۔" سمیر نے اسے پھر تنبیہہ کی۔

"کچھ حساب ہے جو پورے کرنے ہیں۔" وہ سٹیرنگ کاٹتے ہوئے سمیر کی بات کو نظر انداز کرتا ہوا بولا۔ اس نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا، وہ کسی کی سنتا تھا جو اب سنے گا؟

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
www.zubinovelszone.com

"یہ کیسا لگے گا تم پر۔" مہرون نساء اس کے اپر مختلف رنگوں کے کپڑے لگا کر دیکھ رہی تھیں جو خاموشی سے سر جھکائے بھیٹی تھی۔

"بہت جوڑے بنوائے ہیں تمہارے لیے اب تمہاری نئی نئی شادی ہے روز ایک سے بڑھ ایک ان میں سے سوٹ پہننا۔" وہ پیار سے بولیں، سِلا اس وقت ان کے کمرے میں بھیٹی تھی۔

"تمہارے سونے کے کنگن کہاں ہیں؟" اس کے خالی ہاتھ دیکھ انہوں نے پوچھا۔ اس نے اپنی ہتھیلیاں دیکھتے دماغ پر زور ڈالا۔

''وہ تو امی جان الماری میں ہی رہ گ ئے ہوں گے۔''اس نے معصومیت سے کہا۔مہرون نساء نے افسوس سے سر ہلایا۔

''سِلا کتنی بار کہا ہے تمہیں کہ زیورات کا خیال رکھا کو اور اپنے ہاتھ گلا سونا نہ رہنے دو اب تم اللہ رکھے سہاگن ہو۔''وہ اس کے پاس بھیٹتی پیار سے بولیں تو وہ پھر سر جھکا گئ۔

''کیا ہوا کیسی ہے ہماری بچی؟''مہرون نساء نے اس کے تاثرسات کھوجتے ہوئے اس کا ماتھا چومتے ہوئے پوچھا۔وہ خاموشی ہی رہی،اب وہ کیا کہتی؟

''بہت پیاری لگ رہی ہے ہماری گڑیا تو بھابھی۔''سلماں بخت نے اندر آتے ہوئے اسے بھرے جوڑے میں تیار ہوئے دیکھ مسکراتے ہوئے کہا۔مہرون نساء نے بھی تاید کی۔

''میں ابھی یہی سمجھا رہی تھی کہ ایسی ہی تیار رہا کرو۔''وہ مسکراتی ہوئی اسے دیکھ بولیں لیکن وہ کسی اور ہی سوچوں میں تھی۔

''سِلا تم خوش تو ہو نا؟''مہرون نساء نے اچانک اس کے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھ پریشانی سے پوچھا۔اسے عدیب کے کل رات کے رویے کے بارے میں یاد آگیا،اس نے بس سر ہلا دیا۔

"سِلا باجی آپ کی دوست زینیا آپی آئی ہیں۔" عمارہ نے آکر اطلاع دی۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"زینیا؟" اس نے خوشی سے اس کا نام لیا، وہ پورے دس دن بعد اسے ملنے آئی تھی، وہ جلدی سے باہر بھاگ گئی۔

"بچی ہی رہے گی یہ۔" سلماں بخت نے ہنستے ہوئے کہا اور مہرون نساء کے پاس آکر بھیٹ گئی جو کسی سوچ میں گم تھیں۔

"کیا ہوا بھابھی جان پریشان لگ رہی ہیں؟"

"بس سلماں سِلا کی طرف سے ڈر لگے جا رہا ہے بس ہماری بچی بہت معصوم ہے وہ خوش ہو۔" وہ پریشانی سے بولیں۔ سلماں بیگم نے نفی میں سر ہلایا۔

"بھابھی جان آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے عدیب سمجھدار ہے وہ بہت خیال رکھے گا ہماری بچی کا۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں لیکن تم نے دیکھا نا سلماں سِلا کا چہرہ مرجھایا ہوا لگ رہا تھا میں اس کی ماں ہوں جان سکتی ہوں۔" وہ ابھی بھی مطمعین نہیں ہوئی تھیں۔

"وہ بالکل آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں لیکن میں جانتی ہوں سِلا گبھرائی ہوئی ہے ابھی بچی ہے معصوم ہے ایک دم سے اتنی بڑی زمہ داری سے وہ ڈر گئی ہیں۔" مہرون نساء نے سر ہلایا۔

"ہاں ہو سکتا ہے۔"

☆☆☆☆☆☆

وہ تھکا ہارا رات کا جاگا حویلی آیا اور سیدھے اپنے کمرے میں گیا، دروازہ کھولتے ہوئے وہ اندر آیا اور اپنی چپل اتارتا ہوا ایک طرف پھینک، گھڑی اتار کر ایک طرف پھینکا اس نے بیڈ پر بھیٹے بھیٹے یونہی کم سیدھی کر لی اور آنکھیں موند گیا۔

کچھ ہی دیر بعد باتھ روم کھلنے کی آواز آئی تو وہ چونک کر بھیٹا، ماورہ جو منہ دھو کر باہر آئی تھی شاہ زیب کو دیکھ بری طرح چونکی اور اپنے حلیے کو دیکھا جس پر چادر تو دور کی بات ہے دوپٹہ بھی نہیں تھا، وہ تیزی سے دوپٹے پر جھپٹتی ہوئی اس کو اپنے سر پر اچھی طرح لینے لگی، اسے اتنا عجیب لگا ہمیشہ چادر میں ڈھکی چھپی ماورہ اچانک شرمندہ ہو گئی تھی جبکہ شاہ زیب حیرت سے اسے دیکھنے لگا پھر چہرے پر غصہ آیا۔

"تم میرے کمرے میں کیا کر....." وہ غصہ سے بولتے بولتے رکا، ماورہ نظریں جھکائے دھڑکتیں دل کے ساتھ کھڑی تھی۔

"اوہ۔" اسے یاد آیا، وہ اپنی کنپٹی مسلتے ہوئے واپس گرنے والے انداز سے لیٹ گیا جبکہ وہ وہی اپنی جگہ پر جمی ہوئی کھڑی تھی۔

"پنکھا کھول دو۔" وہ آنکھیں بند کیے کچھ لمحے بعد ہی بولا۔ وہ جو اپنی دھڑکنوں پر قابو پا رہی تھی چونکی، تیزی سے سوئچ کی طرف گئی اور پنکھا فل سپیڈ سے کھولا۔

"پان... پانی لا... لاؤں؟" وہ ہکلاتے ہوئے ڈر کر بولی۔ شاہ زیب کا ہنکار سنائی دیا، وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا، ماورہ نے ایک نظر بیڈ سے گرتی ہوئی اس کی قیمتی گھڑی کو اور ایک نظر چپلوں کو ادھر ادھر زمین پر دیکھا پھر اس کو جس نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا تھا۔

"کیا؟" وہ ویسی لیٹے انداز میں بولا۔ وہ چونکی، اسے کیسے پتہ تھا کہ وہ اب تک یہی کھڑی اس کی بکھری چیزوں کا جایزہ لے رہی ہے۔

"کک... کچھ نہی... نہیں۔" وہ دھیرے سے بولتی ہوئی ہڑبڑا کر باہر نکل گئی جبکہ وہ ویسی لیٹا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم کیسی ہو میری جان۔" سِلا اندر داخل ہوئی تو زینیا اسے جھپٹ کر ملی۔

"میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو اب آنٹی کی طبعیت کیسی ہے؟" اس نے اس کو ساتھ ہی صوفے پر بٹھا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے پوچھا۔ وہ مسکرا دی۔

"بالکل اچھی ہے الحمدللہ۔" سفید پجاما، نیلی گھٹنوں تک آتی ہوئی کرتی، سفید ہی دوپٹہ لی ہوئی وہ زینیا سِلا کی دوست بہت پیاری تھی۔

"تمہاری پڑھائی کیسی چل رہی ہے؟" سِلا نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ پوچھا۔

"تمہیں تو پتہ ہے سِلا میڈیکل آسان نہیں ہوتا ایکزیم بھی ہونے والے ہیں کافی پریشر ہے سر پر۔" وہ روتی صورت بناتی ہوئی بولی۔ سِلا ہنس دی۔

"تو میری ڈاکٹر صاحبہ آپ کو ورلڈ بیسٹ ڈاکٹر بھی تو بننا ہے۔"

"ورلڈ بیسٹ سے پہلے مجھے اپنا ہسپتال قایم کرنا ہے یہی گاؤں میں جس میں زیادہ تر سب کا فری علاج کروں گی میں۔" وہ فخر سے بولی تو سِلا مسکرا دی، وہ یہی سنتی آ رہی تھی۔

"خیر میری چھوڑو تم یہ بتاؤ کیسا چل رہا سب تم نے فون پر بتایا تھا عدیب بھائی کے بارے میں لیکن مجھے دیکھنا ہے کہاں ہے مجھے بھی ملاواؤ۔" زینیا کے جوش سے کہنے پر اس کی مسکراہٹ غایب ہو گئی تھی۔"

"کیا ہوا سِلا سب ٹھیک ہے؟" زینیا نے ہمیشہ کی طرح غور کر لیا تھا۔

"زینیا پتہ نہیں کچھ بھی ٹھیک نہیں لگ رہا۔" صرف وہی تھی جسے وہ ہر بات شیر کر سکتی تھی، زینیا شہر میں اپنے ماں باپ کی سلجھی ہوئی اکلوتی بیٹی تھی جس کی ملاقات سِلا سے کالج کے ایک فنکشن میں اس کی دوست کے ذریعے ہوئی تھی اور تب سے وہ ایک دوسرے کی بہترین دوست تھیں۔

"کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ عدیب بھائی ٹھیک نہیں ہیں کیا؟" سِلا نے اس کو کل رات کی ساری بات بتا دی جس کو سن کر وہ حیران ہوئی تھی۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" وہ حیران تھی۔

"انہیں ایسا رویہ نہیں رکھنا چاہیے تھا وہ بھی اتنی پیاری دلھن سے جس کو کوئی بھی دیکھ کر فدا ہو جائے۔" وہ اس کی تھوڑی پر ہاتھ رکھ پیار سے بولی۔ افسردہ سِلا مسکرا دی۔

"تم فکر نہ کرو میری جان تم عدیب بھائی سے بات کرو سیدھا سیدھا اور پوچھو کہ آخر کیا بات ہے کیا معلوم وہ کل رات پریشان ہو؟" زینیا نے کہا۔ وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"ہاں کچھ پریشان سے تو لگ رہے تھے۔ "

"ہاں نا ہمیں ایسی کسی کے بارے میں فوراً سے خیالات نہیں بنا لینے چاہیے پہلے دونوں طرف کے پہلو کو جاننا چاہیے۔" وہ ہمیشہ کی طرح پیار سے اس کو سمجھاتی ہوئی بولی۔ اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"سِلاوہ..... "سمیر کسی کام سے کمرے میں آیا تو سامنے سِلا اور اس کی دوست جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتی تھی ان دونوں کو چونکا۔

"سوری۔" وہ واپس جانے لگا جب زینیا کی آواز دھیرے سے آئی۔

"اسلام علیکم سمیر بھائی۔" وہ پلٹا اور مسکرا کر جواب دیا جب سائیڈ سے ہوتی ہوئی جلدی سے ثمن ہاتھ میں ٹرے پکڑی داخل ہوئی۔

"ٹھنڈا ٹھنڈا جوس اور گرم گرم کباب تیار ہیں۔" وہ زینیا اور سِلا کے قریبی رکھی ہوئی میز پر ٹرے رکھتی آواز لگاتی ہوئی بولی۔ زینیا مسکرا دی۔

"کیسی ہو پٹاخہ؟" سمیر جا چکا تھا۔

"میں فرسٹ کلاس ہوں آپ بتائیں زینیا باجی آپ کی بلی کیسی ہے؟" ثمن نے دلچسپی سے زینیا کی پالتو بلی کے بارے میں پوچھا۔ وہ اسے ہنستے ہوئے بتانے لگی۔

"زینیا تم آرام سے رات تک جاؤ گی نا؟" سِلا نے اچانک پوچھا۔ وہ نفی میں سر ہلاتے کچھ بولتی کہ ثمن بول اٹھی۔

"آج نکاح بھی ہے زینیا باجی وہ بھی دیکھ کر جائے گا۔" زینیا نے الجھ کر سِلا کو دیکھا۔

"میری نند عدیب کی بہن کا نکاح ہے اس کے انگریز دوست کے ساتھ۔" سِلا نے بتایا۔

"ایک منٹ لیکن وہ تو شاہ بھائی کے ساتھ....." وہ حیران ہوتے رکی۔

"ارے کیا ہو گیا زینیا باجی لالا کا نکاح تو کل ہی ماورہ باجی سے ہو گیا تھا۔" ثمن نے بتایا۔اس نے پھر الجھ کر سِلا کو دیکھا جس نے پوری تفصیل سے اسے بتایا جس پر وہ بس حیران ہی رہ گئ۔

"شاہ بھائ بہت اچھے ہیں لیکن خیر نصیب کی بات ہے۔" زینیا نے مسکرا کر کہا۔

"شکر ہے اس سے نہیں ہوئ لالا کی۔" سِلا کی بات پر ایک بار پھر زینیا الجھ گئ جب پھر سے سِلا نے اسے علیزے کی نفرت وغیرہ کے بارے میں بتایا۔

"وہی تو جو ہوتا ہے اس کے پیچھے اللہ پاک کی مسلیہت ہوتی ہے جیسے تمہاری شادی عدیب بھائ سے ہوئ وہ ضرور تم سے مخلص ہوں گے دیکھنا تمہیں بہت چاہیں گے۔" سِلا جھجھکتے ہوئے مسکرادی تھی۔

"آپ جوس تو لیں اور یہ کباب بھی میں نے بنائے ہیں۔" ثمن نے جوس پیتے ہوئے کہا۔اسے پہلے زینیا حیران ہو کر اس کی تعریف کرتی سِلا بول پڑی۔

"ثمن بری بات جھوٹ منع کیا ہے نا زینیا یہ عمارہ نے بنائے ہیں یہ اس بیچاری کا کریڈٹ لے لیتی ہے۔" ثمن کی پول کھلنے پر اس نے زبان دانتوں تلے دبائ تھی جبکہ زینیا ہنسی

www.zubiinovelszone.com

تھی اور پیار سے ثمن کو دیکھا جو معصومیت کی حدیں پار کر رہی تھیں جبکہ سِلا اس کے مزید پولیں کھول رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"اور کیسی گزری رات بیچاری دنیا سے گمنان معصوم بچی نے پریشان تو نہیں کیا؟" عدیب کمرے میں داخل ہوا۔علیزے جو کپڑے اٹھا رہی تھی اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

"عجیب۔" وہ آنکھیں گھماتا ہوا بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک رہا؟" علیزے نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔

"ہونا کیا تھا وہ سمجھ رہی تھی میں آؤں گا اس کا ہاتھ پکڑوں گا اور کسی فلمی ہیرو کی طرح اسے اس کی محبت میں مر جانے کی باتیں کروں گا۔" عدیب جیب سے فون نکالتا ہوا تضحیک آمیز انداز میں بولا۔علیزے ہنسی۔

"اور یقیناً تم نے اس کے سارے خوابوں پر پانی پھیر دیا ہو گا؟" وہ اب کپڑے لے جا کر باتھروم جانے لگی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

"ہاں اور پھر میں سو گیا صبح اٹھا تو برابر میں وہ غایب تھی بس اب تک یہی کہانی پہنچی ہے۔" وہ اونچی آواز میں بولا۔

"تو اب تک تم لوگوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی؟" علیزے نے منہ پر فیس واش لگاتے ہوئے اونچی آواز میں پوچھا۔

"نہیں اور مجھے کرنی بھی نہیں ہے۔" وہ موبایل میں مصروف سا بولا۔

"یار بھائی سنو ایسے مت پیش آؤ ورنہ اگر اس کے چہرے پر خوشی کے بجائے حویلی والوں نے دکھ دیکھ لیا تو کچھ شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا اور اس کا جاہل بھائی تو ہم میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔" وہ باہر آکر سنجیدگی سے بولی۔

"تم نے ہی کہا تھا کہ سِلا کو ہی ڈھال بننی ہے تمہاری تمہیں ابھی ان سب کی نظروں سے بچ کر جلد سے جلد اپنا حصہ لینا ہے اور یہاں سے چلے جانا ہے اور ان سب میں سِلا ہی حویلی والوں کے سامنے کھڑے ہو کر تمہارا ساتھ دے سکتی ہے۔" عدیب سوچ میں پڑ گیا۔

"تو لہذا اسے خوش رکھو۔" وہ فیس واش منہ پر ملتی بولی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم اب یہی مجھے میرے پلین میں کامیاب کرے گی اپنے پیچھے اتنا پاگل کر دوں گا کہ محبت میں اندھی ہو جائے گی اور پھر یہی مہرا ہو گی۔" عدیب اٹھتے ہوئے سوچ میں بولا۔

"ہاں اور میری بات سنو جلد سے جلد یہ سب ڈرامہ ختم کرو اور آسٹریلیا آجاؤ آج ویٹسن کے ساتھ نکاح کے کچھ گھنٹے بعد ہی میں چلی جاؤں گی لیکن مجھے تمہاری فکر رہے گی میں نہیں چاہتی تم ان حویلی والوں کے ارد گرد رہو۔" عدیب ہنس دیا۔

"فکر نہ کرو ہمارہ رابطہ رہے گا اور اب تم جلدی سے تیار ہو جاؤ آج تمہاری زندگی کا سب سے خوش نصیب دن ہے۔" عدیب پیار سے بولا۔ وہ مسکرا دی۔

"اور یہ ممکن صرف اور صرف تمہاری وجہ سے ہو پایا ہے ورنہ میں نے تو ہار مان لی تھی مجھے تو ایک پل لگا تھا کہ سب کچھ ختم ہو گیا۔" عدیب مسکرا دیا۔

"میرے ہوتے ہوئے ٹینشن کیوں؟" وہ اسے بولا۔ وہ مسکرا کر اس کے گلے لگ گئی۔

☆☆☆☆☆☆

"ارے آپ یہاں کیا کر رہے ہیں کچھ چاہیے تھا تو کہہ دیا ہوتا۔" ویٹسن کو باہر حویلی کے صحن میں دیکھ کہیں سے آتا ہوا چہرے پر اضطراب لیے سمیر چونکا۔

"نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔" ویٹسن اس کی فکر مندی پر ہنستے ہوئے بولا۔

"ایسے کیسے آپ ہمارے مہمان ہیں اور ہم میزبانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ادھر آکر بھیٹیے آرام سے۔" سمیر اس کو قریبی ہی دوپڑی کرسیوں پر لے آیا اور ساتھ بھیٹ گیا۔

"ویسے آپ کب سے جانتے ہیں تایا جان کی فیملی کو؟" اس نے ہلکی پھلکی بات کا آغاز کیا۔ ساتھ میں وہ ویٹسن کو بغور دیکھ رہا تھا۔ کیا کمی تھی شاہ زیب میں کہ علیزے نے ویٹسن کو چنا تھا۔

"یہی کوئی تقریباً تین سال سے۔" سمیر نے سر کو خم دیا۔

"لیزا کو تو میں چار سال سے جانتا ہوں باقی سب سے تعرف ایک سال بعد ہوا جب میں لیزا کا قریبی دوست بن گیا۔ "

"لیزا؟"

"علیزے۔" سمیر مسکرا دیا لیکن ایک افسردہ مسکراہٹ کسی کے لیے۔

"عدیب نہیں دِکھ رہا؟" وہ کچھ پریشانی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا۔ سمیر نے پوچھا۔

"کچھ کام تھا؟"

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں دراصل مجھے شادی سے پہلے پہلے شہر جانا تھا۔" وہ ہاتھ پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھتا ہوا بولا۔ سمیر الجھا۔

"کیوں خیریت؟"

"وہ مجھے لیزا کے لیے شادی کا تحفہ لینا ہے۔" وہ مسکرا کر بولا تو سمیر بھی مسکرا دیا۔

"اس میں اتنا تکلف کیوں آپ مجھے کہتے میں آپ کو لے جاتا ویسے بھی ابھی نکاح میں وقت ہے۔" ویٹسن خوش ہو گیا۔

"بہت بہت شکریہ۔ "

"ارے میں اس کا شکریہ کی کیا بات ہے میں نے کہا نا آپ ہمارے مہمان اور اس بخت خاندان کے ہونے والے داماد ہیں ہمارہ فرض بنتا ہے۔" ویٹسن کھڑے ہوتے ہوئے مزید مسکرا دیا۔

"آئیں میرے ساتھ چلیں میں لے جاتا ہوں کچھ ہی گھنٹے کا راستہ ہے جلدی جایں گے تو جلدی پہنچ پایں گے۔" وہ بولا تو ویٹسن نے سر اثبات میں ہلایا اور سمیر کے پیچھے چل دیا لیکن وہ نہیں جانتا تھا اس کے قدم کتنی زندگیوں کو بدلنے لے لیے بڑھ رہے ہیں سب سے بڑھ کر اس کی خود کی!

☆☆☆☆☆☆

"دانیال؟" وہ اپنا نام پکارنے پر چونکا اور پلٹ کر دیکھا۔ لیلیٰ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی، وہ دونوں باورچی خانے میں کھڑے تھے۔

"ہاں وہ پانی۔" دانیال نے ارد گرد دیکھ کہا۔ اس نے سر پر ہاتھ مارا۔

"آپ پہلے مجھے کہتے آپ نے خود کیوں تکلیف کی؟" وہ جلدی سے فرج کے پاس گئی اور ٹھنڈی بوتل نکالی اور گلاس میں انڈیلنے لگی جب دانیال نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"جی؟"

"میرا مطلب کسی بھی ملازمہ کو کہہ دیتے یہاں کمی تھوڑی ہے۔" اس نے ہڑبڑا کر کہا۔ وہ مسکرا دیا۔

"شکریہ۔" اس نے اس کے ہاتھ پانی کا گلاس لیا اور بھیٹ کر پینے لگا، وہ اس کے سامنے کھڑی اسے پانی پیتا دیکھ رہی تھی۔

"آپ کرتے کیا ہیں؟" لیلیٰ نے پوچھا تو اسے اچھو لگا، بڑا ہی مشکل سوال تھا۔

"می... میں آرٹسٹ ہوں۔" وہ تیزی سے بولا۔ لیلیٰ نے الجھ کر دیکھا۔

"میں گہری گہری پینٹنگس بناتا ہوں جو تقریباً پندرہ سولہ لاکھ کی تو بک ہی جاتی ہے۔" وہ گلاس سلپ پر رکھتے کافی صفائی سے جھوٹ بول گیا تھا جس پر لیلیٰ نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پندرہ لاکھ ایسا کیا ہوتا ہے آپ کی پہ پینٹنگز میں؟" وہ حیرت سے بولی، اندر آتی ہوئی مہک چونکی۔

"جزبات احساسات میرے غم میرا دکھ بڑی ہی بولتی ہوئی ہوتی ہے وہ تصاویر۔" وہ آنکھیں بند کرتے ہوئے بڑے ہی اعلیٰ قسم کی اداکاری کر رہا تھا، مہک کی حیرت لیلیٰ کی حیرت سے زیادہ تھی۔

"آپ اتنے بڑے آرٹسٹ ہیں اور مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔" وہ جیسے نہال ہونے پر آئی تھی۔

"بس میں دکھاوہ نہیں کرتا میں فرق میں نہیں مانتا ہم سب ایک جیسے کیا امیر کیا غریب ہاں میں مانتا ہوں کہ میں نہایت ہی ہونہار قابل اور ٹیلینٹ ہوں لیکن اب کیا غرور کرنا اور غرور کرنا بھی نہیں چاہیے کیونکہ اگر آپ میں ٹیلینٹ ہوگا نا تو وہ اپنے آپ سب کو دکھے گا۔" وہ بڑے ہی دانشور شخص کی طرح لیلیٰ کو سپیچ دے رہا تھا اور وہ حیرت سے بس واہ واہ کیے جا رہی تھی۔

"کیا سوچ ہے آپ کی کاش آپ جیسے لوگ اور ہوتے۔" مہک نے لیلیٰ کو دیکھا جو معصوم اس کی باتوں میں آکر اسے پتہ نہیں کیا سمجھ رہی تھی پھر دانیال کو دیکھا جو سر جھکا کر بس مسکراتے ہوئے تعریف بٹور رہا تھا، وہ چلتی ان کے قریب آئی۔

"دعا مانگو لڑکی کے اس جیسے اور نہ ہو ورنہ سب کا بیڑا غرق ہو جانا تھا۔" دانیال اور لیلیٰ دونوں چونکے۔

"جھوٹا مکار فریبی ہے کوئی آرٹسٹ نہیں ہے بلکہ اس کو توٹو کلاس کی ڈرائینگ میں گھر بھی نہیں بنانا آتا۔" دانیل بے اختیار کھانسا۔

"یہ آپ کیا کیا کہہ رہی ہیں؟" لیلیٰ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں...." وہ کچھ کہتی کہ اس کا فون چھنگاڑ اٹھا۔

"ایک منٹ۔" وہ لیلیٰ سے معزرت اور دانیال کو گھور کر فون اٹھا کر باہر چلی گئی جب لیلیٰ متحیر سے اسے مخاطب ہوئی جو ادھر ادھر دیکھتا یہاں سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آپ نے جھوٹ کہا مجھ سے؟"

"ارے یہ تو مجھ سے میرے ٹیلینٹ سے جلتی ہے لیلیٰ۔" لیلیٰ نے تحیر سے "اچھا۔" کہا۔

"ہاں تم بھی اب ذکر نہ کرنا تمہیں پتہ ہے نا مجھے شو آف کرنا اچھا نہیں لگتا اور ویسے بھی تم نے دیکھا یہاں کتنے لوگ میری کامیابی سے حسد کرتے ہیں کتنے دشمن ہیں۔" لیلیٰ نے تیزی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"ویری گڈ بائے۔" اسے پہلے وہ کچھ اور پوچھتی اس نے یہاں سے جانے میں عافیت سمجھی۔

"آرٹسٹ۔" اس نے مسکرا کر اپنے رنگین دوپٹے کا پلو دانتوں میں دبا لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

نکاح کا وقت قریب آگیا تھا، وہ کمرے میں کھڑی تیار جھمکے پہن رہی تھی جب عدیب آیا اور اس کو دیکھا پھر چلتے ہوئے اس کے قریب آیا، سِلا کے ہاتھ کانپے تھے۔ اسے کل والا واقعہ یاد آگیا تھا لیکن پھر زینیا کی بات بھی یاد آئی وہ ایسی اس کے خلوص پر شک نہیں کر سکتی تھی۔

"خوبصورت لگ رہی ہو۔" وہ اس کو پیچھے سے اپنی بانہوں میں لیتا ہوا بولا۔ وہ وہی سن ہو گئی۔

"کیا ہوا؟" وہ شیشے میں اس کے حونک چہرے کو دیکھتا بولا جو چونک کر اسے الگ ہوئی اور چہرہ جھکا لیا، شرم تھی جو چہرے پر شعاعوں کی طرح پڑ رہی تھی۔

"کیا ہوا میں تمہیں چھو نہیں سکتا تم میری وائف ہو رائیٹ؟" وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔ وہ شرم سے چہرہ جھکا گئی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھ... مجھے آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ کل رات....." وہ اس کے ہاتھ میں پہنے بینگل سے کھیل رہا تھا جب وہ بولی لیکن درمیان میں ہی اس نے اس کی بات کاٹ دی۔

"کل رات میں نے ایسا بی ہیو کیوں کیا ہیں نا یہی پوچھنا چاہتی ہو نا؟" وہ اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔ سِلا نے سر ہلایا۔

"سِلا میں کل کچھ پریشان تھا ایک دوست ہے آرسٹیلیا میں اس کے ایکسڈنٹ کی خبر ملی تھی بس اسیلیے سوری۔" سِلا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا واقعی؟ "

"ہاں۔"

"اب کیسے ہیں آپ کے دوست؟" اس نے فکرمندی سے پوچھا۔

"اب ٹھیک ہے۔" اس نے واپس اس کا ہاتھ پکڑ لیا، سِلا مسکرا دی۔

"مجھے تو کچھ وقت کے لیے لگا....." وہ انجانے میں بڑبڑائی۔ عدیب بولا۔

"یہی کہ میں اب تک تم سے نفرت کرتا ہوں اور یہ رشتہ میرے پر زبردستی مصلحت کیا گیا ہے؟" سِلا جھینپی۔

"سِلا میں ہرگز اس رشتے کو زبردستی نہیں نبھا رہا بلکہ کوئی بھی مجھ سے کچھ بھی زبردستی نہیں کروا سکتا اگر تمہاری اس وقت مجھ سے شادی ہوئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ

میں نے تمہیں چنا ہے۔" سِلا اس کو دیکھتی ہوئی مسکرا دی، وہ کتنے اچھے طریقے سے کتنے دھیمے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

"تم میری سب کچھ ہو اب۔" اس نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر قریب کیا۔ اس نے مسکرا کر چہرہ جھکا لیا۔

"واہ عدیب اداکاری پر تو آوارڈ بنتا ہے۔" وہ اس کو دیکھ رہا تھا جو چہرہ جھکائے شرما رہی تھی لیکن من میں وہ مسکراتے ہوئے اپنی ہی اداکاری پر تالیاں بجا رہا تھا۔

یہ پہلا تیر اس نے لگایا تھا جو سیدھا نشانے پر لگا تھا لیکن بد قسمتی سے وہ نشانہ دل کے بیچ و بیچ کا حصہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے عین سامنے بھیٹی تھی اور اس کے سر پر اب مہک نے دوپٹا ڈالا تھا اور مسکراتے ہوئے اسے شیشے میں دیکھا تھا جو خود کو دیکھ مسکرا دی تھی، سفید فراک زیب تن کی ہوئی تھی، میک اپ سے عاری چہرہ تھا، ہاتھ میں ویٹسن کا دیا ہوا بریسلیٹ جس کو اس نے کبھی نہیں اتارنا تھا۔

"میں آتی ہوں۔" مہک کہتی ہوئی باہر چلی گئی تھی جب اس نے سامنے رکھا اپنا فون اٹھایا اور ویٹسن کے نمبر پر کال ملائی۔

"لیزا تمہیں یہ بہت پسند آئے گا۔" ویٹسن نے گاڑی کے پیچھے رکھے تحفے کو دیکھا اور مسکرا دیا۔

"ویٹسن تمہارا فون۔" سمیر جو گاڑی چلا رہا تھا اس کا فون وایبریٹ ہونے پر بولا جو جانے کن سوچوں میں گم مسکرا رہا تھا۔

"اوہ ہاں۔" اس نے جلدی سے فون کان سے لگایا۔ اگلی طرف علیزے کی آوز سن کر مسکرا دیا۔

"کدھر ہو تم؟" علیزے نے پریشانی سے پوچھا۔

"آپ کے دل میں۔" ویٹسن کا جواب حاضر تھا، وہ بے اختیار مسکرا دی۔

"ویٹسن کچھ ہی گھنٹوں میں ہمارا نکاح ہے جلدی آؤ۔"

"بس سمجھو پہنچ گیا صرف آدھا گھنٹا۔" اس نے سامنے خالی ہائے وی کی سڑک دیکھ کر کہا۔

"لیکن تم گ ۓ کہاں ہو؟"

"لیزا سپرایز ہے۔" علیزے مسکرا دی۔

"تم نے مجھے اب ساری زندگی ہی سپرایز دینے ہیں۔ "

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں لیکن اسے پہلے ایک بڑا سپرائز دوں گا جو تمہیں شاک کر دے گا۔" وہ مسکراتے ہوئے بیک سیٹ پر پڑے تحفے کو دیکھ بولا۔

"اچھا چلو میں تیار ہو رہی ہوں آجاؤ۔" وہ فون رکھتی جب وہ جلدی سے بولا۔

"کیسی لگ رہی ہو؟ "

"کیا؟ "

"میرے لیے تیار ہوئی ہو کیسی لگ رہی ہو بتاؤ نا؟" ویٹسن دھیرے سے بات کر رہا تھا، میوزک آن ہونے کی وجہ سے سمیر کو صاف سنائی نہیں دے رہا تھا اور ویسے بھی وہ پوری طرح ڈرایونگ پر متوجہ تھا کیونکہ کھائی والا روڈ شروع ہو گیا تھا جدھر احتیاط سے چلائی جاتی تھی۔

"میں نے سفید رنگ پہنا ہے میک اپ ابھی نہیں کیا ہے اور اب میں جھمکے پہننے جا رہی ہوں۔" اس نے بتایا۔

"میرا دیا ہوا بریسلیٹ پہنا ہے؟ "

"ہاں بابا پہنا ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"لیزا اس کو اپنی کلائی سے نہ اتارنا وہ میری چاہت کی نشانی ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"تمہاری چاہت میرے دل میں ہے ویٹسن۔" وہ مسکرا دیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آئی لو یو۔" ویٹسن نے دھیرے سے کہا۔ وہ بھی مسکرا دی۔

"آئی لو یو ٹو۔" اس نے کہہ کر فون رکھ دیا اور مسکراتے ہوئے فون کو دیکھنے لگی پھر سر جھٹک کر جھمکے پہننے لگی۔

"کم ان۔" بیوٹسن کے دروازہ کھٹکھٹانے پر وہ اجازت دیتی اونچی آواز میں بولی۔

☆☆☆☆☆☆

"ہم کتنی دیر میں پہنچے گے؟" ویٹسن نے سمیر سے پوچھا۔ وہ مسکایا۔

"فکر نہ کریں ابھی نکاح میں دو گھنٹے ہیں اور بس ہمیں گاؤں پہنچنے میں ایک گھنٹا رہ گیا ہے۔" ویٹسن مطمعین ہوا۔

"پانی؟" اس کا گلا سوکھا تو اس نے ارد گرد پانی کی بوتل کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔

"پانی تو نہیں ہے لیکن کوئی بات نہیں آگے ڈھابا ہے وہاں روک لیں گے۔" سمیر نے مسکرا کر کہا۔ ویٹسن نے سر ہلایا۔

"لو آگیا۔" کچھ ہی منٹ بعد اس نے گاڑی ڈھابے کے پاس روکی۔ ویٹسن دلچسپی سے ارد گرد دیکھنے لگا۔

وہ ایک چوڑی سڑک پر تھے جس کے دونوں طرف کھائیں تھیں، بیچ میں ہی ایک چھوٹا سا ڈھابا بنا تھا جہاں رش زیادہ ہو رہا تھا، ویٹسن دلچسپی سے سب دیکھنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں لاتاہوں۔" سمیر کہہ کر اتر کر ڈھابے میں چلا گیا۔

"لیزا۔" میسج کی ٹون بجی جہاں علیزے کا میسج جگمگا رہا تھا۔

"کم فاسٹ اینڈ بی ماین۔" (جلدی آؤ اور میرے بن جاؤ) وہ مسکرا دیا پھر اس نے لکھا۔

"آیم آلویز یورز۔" (میں ہمیشہ سے تمہارا ہوں)

آخر میں اس نے W/A لکھا جو وہ علیزے کو میسج کرتے وقت آخری میں ہمیشہ لکھا کرتا تھا، دل والے اموجی کے ساتھ۔

میسج بھیج کر اس نے مسکرا کر ڈیش بورڈ پر موبایل رکھ دیا اور پھر گاڑی سے اتر گہری سانس لینے لگا، اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ علیزے اس کی ہونے والی ہے۔

اس نے واپس گاڑی کا دروازہ کھولا اور کیمرہ نکالا اور ارد گرد کی ویڈیو بنانے لگا۔

"واہ کیا منظر ہے۔" وہ بیچ سڑک پر آیا اور سامنے دور پہاڑوں کو کیمرے کی آنکھ میں دکھاتے ہوئے بڑبڑایا، سمیر نے پانی کی بوتل لے لی تھی۔

"کھائی یہ کھائی کتنی گہری اور خطرناک ہے۔" اس نے دور سے ہی کیمرے کو زوم کر کے کھائی دکھائی۔

"ویٹسن۔" سمیر نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور اس کے قریب جانے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

"زینیا یہ میری بھابھی ہیں ماورہ۔" سِلا نے مسکراتے ہوئے ماورہ سے اسے ملاوایا جو ادھر ادھر دیکھ کسی کو تلاش کر رہی تھی۔

"اسلام علکیم۔" زینیا مسکراتے ہوئے ماورہ کے گلے لگی۔ وہ مسکرا دی۔

"میری سب سے پیاری دوست زینیا۔" سِلا نے جوش سے بتایا۔ وہ اچھے سے زینیا سے ملی۔

"کیا ہوا بھابھی آپ کس کو ڈھونڈ رہی تھی؟" سِلا نے پوچھا۔

"وہ نظر نہیں آ رہے۔" اس نے پریشانی سے کہا۔

"وہ کون اچھا لالا وہ یہی ہوں گے اب آپ نے تھوڑی دیر ہی بھی دوری برداشت نہیں ہو رہی؟" وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔ وہ جھینپ گئی۔

"سِلا میری بہو کو تنگ مت کرو آؤ بیٹا تمہیں مہمانوں سے ملاوانا ہے۔" مہرون نساء سِلا کو ڈپٹتی ہوئی بولیں۔ وہ ہنس دی، وہ ماورہ کو لے کر چلی گئی جب زینیا اسے مخاطب ہوئی۔

"ارے واہ چہرے پر اتنی چمک لگتا ہے عدیب بھائی سے بات ہو گئی؟"

"ہاں زینیا تم صحیح تھی میری وہ غلط فہمی تھی عدیب نے مجھے پورے دل سے قبول کیا ہے۔" وہ خوشی سے بولی تو زینیا مسکرا دی۔

"میری دعا ہے کہ تمہیں اللہ پاک بہت خوشیاں دیں اور ایسی ہی مسکراتی رہو۔" وہ پیار سے بولی۔ سِلا اس کے گلے لگ گئ۔

"وہ دیکھو تمہاری نند آ گئ۔" زنیا نے سیڑھیوں سے رایمہ مہک یوجنا کے ساتھ اترتی علیزے کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ بھی متوجہ ہو گئ۔

وہ سر پر دوپٹا جمائے اپنی فراک پکڑے مسکراتی ہوئ اتر رہی تھی، رایمہ مہک نے اس کا دونوں طرف سے بڑا دوپٹا پکڑا تھا جو جھاڑو دیتا ہوا آ رہا تھا۔

"ماشاللہ میری عین۔" حویلی کے برامدے میں ہی انتظام ہوا تھا، اس کو صوفے پر لے جا کر انیلا بخت کے برابر بٹھا دیا جو اس کا ماتھا چومتے ہوئے نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے تو تجھے پیار جتانے کا موقع ہی نہیں ملا تو مجھے اتنے سالوں بعد پانچ سال کی عین سے آج اتنی بڑی عین ملی اور اب رخصت ہو کر جا رہی۔" وہ افسوس کرتے نم آنکھوں سے بولی۔ مہرون نساء نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ انہیں تسلی دی۔

"بہت پیار لگ رہی میری بچی۔" شاہستہ بیگم نے اسے اپنے سے لگایا تو اس کے چہرے پر سخت تاثرات آ گئے لیکن وہ چھپا گئ کیونکہ آج اس کے لیے اس کی زندگی کا سب خوبصورت دن تھا آج وہ کسی بھی قسم کی بدمزگی نہیں چاہتی تھی۔

"مبارک ہو علیزے۔" سِلا اس کے پاس آتی ہوئی بولی۔ اس نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا پھر اس کے پیچھے دانیال کے برابر کھڑے عدیب کو جس نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"خیر مبارک۔" وہ مسکرا کر بولی، وہ کتنی خوش تھی وہ اس کی چہرے کی چمک بتلا رہی تھی۔

لیلیٰ عمارہ ثمن سلماں بیگم کے ساتھ کھڑی تھیں، لیلیٰ اور دانیال کو دیکھ مسکرا رہی تھی جس نے اسے بھی عدیب سے بات کرتے گاہے باہے دیکھ مسکراہٹ کا مسکرا کر جواب دے دیا تھا، مہک اور یوجنا کے برابر بھیٹی رایمہ نے دونوں کو غور سے دیکھا تھا۔

ایسی باتوں باتوں میں چند گھنٹے گزر گۓ تھے، علیزے کو کمرے میں لے گۓ تھے، ویٹسن کا کچھ پتا نہیں تھا۔ اب سب کو پریشانی ہونے لگی تھی۔

"سنیے ذرا پتا کریں نا کہاں رہ گۓ بچیں سمیر ساتھ ہے۔" مہرون نساء نے فرقان بخت سے کہا۔

"کتنی بار کال ملا چکا ہوں لیکن فون بند جا رہا ہے۔" فرقان بخت فون کان سے لگاۓ بولے۔

"ایسا کیسے ہو سکتا سمیر تو اپنا فون کبھی بند نہیں کرتا۔" سلماں بخت آ کر بولیں تو مہرون نساء کو مزید پریشانی ہوئی۔

"کیا ہوا ویٹسن نے فون اٹھایا؟" دانیال نے عدیب سے پوچھا جس نے نفی میں سر ہلایا۔

"بیل جا رہی ہے مستقل لیکن کوئی پک اپ نہیں کر رہا۔" اب آہستہ آہستہ مہمان بھی باتیں کرنے لگے تھے، ویٹسن اور سمیر کا کچھ نہیں پتا تھا۔

ابھی جلدی ہی آجائیں گے شاید گاڑی خواب ہو گئی ہو گی۔" رایمہ نے سب کے پریشان چہرے دیکھ کہا۔ سب نے اسے دیکھا جیسے وہ خود کو دلاسہ دینے کے لیے کہہ رہی ہو۔

"ہو سکتا ہے شاید......" عدیب کچھ کہتا ہوا کہ حویلی کے اندر پولیس آئی، سب حیرانی سے کھڑے ہو گئے۔

"کیا ہوا اے ایس پی صاحب۔" فرقان بخت پولیس کے پاس گئے، سب انگشت بدنداں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

پولیس اور ایمبلنس کے شور میں وہ سامنے سب کو افراطفری میں مصروف دیکھ بڑی ہی خاموشی سے دبے پاؤں گاڑی کی طرف بڑھا اور دھیرے سے دروازہ کھولا اور اندر سے پڑا فون نکالا، کچھ پل اس نے اس میں کچھ کیا اور دھیرے سے واپس اس جگہ پر رکھ

دیا، وہ بڑے ہی چوکنہ ہو کر سب کی نظروں سے بچتے ہوئے کر رہا تھا جب پیچھے سے کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ چونک کر پلٹا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو؟" سامنے کھڑے شخص کو دیکھ اس نے سکون کا سانس لیا۔

"کچھ نہیں سر تلاشی لے رہا تھا۔" وہ ماتھے پر موجود پسینے کو پونچھتے ہوئے جلدی سے بولا۔

"ہاں اور جو بھی ملے جلدی سے اطلاع دو۔" وہ فون کان سے لگائے واپس مصروف ہو گئے جب اس نے سر ہلا کر واپس زمین پر کچھ نہ کچھ ڈھونڈتے ہوئے کام پر لگ گیا جبکہ اسے معلوم تھا کہ کچھ نہیں ملنے والا۔

☆☆☆☆☆☆

"یہ بریسلیٹ پیارا لگ رہا ہے۔" مہک اس کے پاس بھیٹی اس کے ہاتھ پہنے ویٹسن کے دیے ہوئے بریسلیٹ کو چھوتی ہوئی بولی۔ وہ مسکرا دی۔

"ماننا پڑے گا ویٹسن کی چوائس بہت کمال ہے۔" مہک نے تعریف کی تو علیزے نے فخر سے سر ہلایا۔

"آخر اس نے مجھے چنا ہے چوائس تو اچھی ہونی ہی ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے گردن اکڑ کر بولی۔ مہک ہنس دی۔

"پتہ ہی نہیں چلا زے کتنی جلدی وقت گزر گیا ابھی کل کی ہی بات لگتی ہے جب ہم گارڈن میں کھیل رہے ہوتے تھے تم میں دیب دانی ہم سب پکنک پر جاتے تھے کتنا کچھ کرتے تھے کتنی جلدی وہ وقت گزر گیا۔" مہک سوچتے ہوئے بولی۔ علیزے بھی سوچتے ہوئے مسکرا دی۔

"اب کل کا نہیں پتہ تمہارے تین چار بچیں آگے پیچھے گھومتے تمہاری زندگی عزاب کر رہے ہوں گے۔" وہ مہک کو دیکھتی ہوئی مسکراہٹ دبائے بولی۔

"ہی ہی ویری فنی۔" اس نے منہ بنایا۔ وہ ہنس دی۔

"نکاح کب ہوگا؟" علیزے دیوار پر لگی گھڑی دیکھتی ہوئی بولی جدھر نکاح کا وقت نکل بھی چکا تھا۔

"اللہ کتنی جلدی ہے تجھے۔" علیزے نے آنکھیں پھاڑی۔

"جلدی تو ہوگی نا فلایٹ کا ٹایم بھی ہونے والا ہے۔" مہک اسے پہلے کچھ کہتی تیزی سے دروازہ کھول عدیب آیا اور اس کے پیچھے دانیال، شاہستہ بیگم مہرون نساء اور رایمہ، مہک اور علیزے نے حیرانی سے دیکھا۔

"آگیا ویٹسن نکاح ہو رہا ہے؟" علیزے جلدی سے دوپٹہ صیح کرتی پوچھنے لگی۔

عدیب نے سپاٹ چہرے کے ساتھ دانیال کو دیکھا جو بے حد سنجدیدہ نظر آرہا تھا۔

"کیاہوا؟"علیزے نے ان کے سنجیدے چہروں کو دیکھااور پھر رایمہ کو جو رو رہی تھی۔

"کیاہواہے رایمہ تم رو کیوں رہی ہو؟"اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا،وہ تیزی سے بیڈ سے اتری،مہک بھی حیران اتری۔

سب ویسے ہی سنجیدہ خاموشی سے کھڑے تھے،رایمہ کے آنکھوں سے آنسوں نکل رہے تھے جبکہ شاہستہ بیگم کی آنکھیں نم تھیں،عدیب اور دانیال تو سن تھے۔

"کیاہواہے بھائی؟"کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"بھائی کیاہواہے مجھے ڈر لگ رہاہے؟"اس نے عدیب کا ہاتھ پکڑ کر اونچی آواز میں کہاتو وہ چونکا،سِلا بھاگتے ہوئے آئی۔

"زے۔"اس نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔

"میری بات سنو آرام سے۔"وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ پکڑے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا جبکہ علیزے کی دل کی دھڑکن تیزی سے دوڑ رہی تھی۔

"بھائی کیاہواہے؟"وہ دھیرے سے نم آواز میں بولی،مہک نے دانیال کو دیکھتے اشارے سے پوچھاتو اس نے رنجیدگی سے چہرہ جھکالیا۔

"زے تم ری ایکٹ نہیں کروگی۔"عدیب نے اسے سنجیدگی سے کہاتو وہ اور بگڑی۔

"بتا کیوں نہیں رہے ہوا کیا ہے باقی سب کہاں ہے ویٹسن آگیا؟" وہ اس کے ہاتھ جھٹکتی ہوئی تقریباً چلائی۔

"اس کا ایکسڈنٹ..... "دانیال ہمت کر کے صرف اتنا ہی بولا تھا جب علیزے کی آنکھوں کی پتلیاں باہر آگئیں۔

"کیا کہاں ہے وہ کیسا ہے کب ہوا کیا رہے ہو؟" وہ اچانک ڈھیروں سوال کرتی ہوئی کمرے سے تیزی سے نکلنے لگی جب عدیب نے اسے روکا۔

"بھائی کیا یہ سچ ہے کیسے ہوا۔" وہ رونے لگی تھی، رایمہ بے اختیار روتی ہوئی اس کے گلے لگ گئی جبکہ وہ سن ہوگئی، وہ اس کے گلے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"یہ کیا ہے چھوڑو مجھے اور ویٹسن کہاں ہے ہاسپٹل چلیں یہاں کیا کھڑے ہیں سب؟" وہ رایمہ کو الگ کرتی ہوئی روتے ہوئے بولی۔ عدیب نے اسے پکڑا۔

"زے میری بات سنو۔" علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں کچھ نہیں سن رہی ابھی ویٹسن کے پاس چلو جانے کس حال میں ہوگا۔" وہ خود کو چھڑاتے ہوئے بولی۔

"زے میری سنو؟" سِلا بھی روتے ہوئے ان کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ کب ہوا دانی کیسے ہوا اب کیسا ہے؟" وہ سن ہی نہیں رہی تھی۔

"زے؟" عدیب چیخا۔

"کیا ہے؟" وہ بھی روتے ہوئے چیخی۔

"ویٹسن از نو مور۔" وہ بڑی مشکل سے بھاری آواز سے بولا۔ خود کو چھڑواتی ہوئی علیزے ساکت و جامد ہو گئ۔

"ہی از ناٹ......" عدیب نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے اس کی طرف پورا متوجہ ہوا اور نفی میں سر ہلا کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا لیکن علیزے سپاٹ چہرے لیے اسے ایسی ہی دیکھتی رہی۔

"میری بچی؟" شاہستہ بیگم سے رہا نہ گیا۔ وہ اس کو گلے لگانے بڑھی لیکن وہ ان کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے بدحواس دو قدم پیچھے لڑکھڑائ۔

"نہیں۔" وہ نفی میں سر ہلا کر پیچھے ہو رہی تھی۔

"زے۔" مہک بڑھی۔

"نہیں....." وہ بڑبڑاتے ہوئے مزید پیچھے ہوئی۔

"زے س......م....ب۔" اسے سب کی آواز ٹوٹی ہوئ سنائ دی اور سب کی آواز چہروں کے ساتھ دھندلی ہوتی گئ اور اگلے ہی پل وہ صدمے سے چور اس دنیا سے بے گانی ہو گئ تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"عین عین؟" دھندلا دھندلا نظر آرہا تھا۔ صحن میں کوئی بچی بھاگ رہی تھی، وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتی اور قہقہہ لگاتی، اس کے ہنسی کی آواز چاروں طرف گونج رہی تھی۔

وہ اچانک رک گئی، سامنے کوئی دس بارہ سال کا بچہ کھڑا تھا، وہ رک گئی، اس نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا ایک پیاری مسکراہٹ کے ساتھ، وہ بھی مسکرایا اور پھر اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔

اس صحت مند گول مٹول بچی نے معصومیت سے اپنا ہاتھ سر کر پیچھے لے کر اس کو دیکھا پھر تیزی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لیا، اس بچے نے سر ہلایا اور جوش سے اس کا ہاتھ پکڑے بھاگنے لگا پیچھے اس کو آوازیں لگاتی جو آرہی تھیں وہ رک گئی اور مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھنے لگی جو ہاتھ پکڑے ساتھ بھاگ رہے تھے۔

"آؤچ۔" وہ بچی یکدم گری اور اسی وقت علیزے کی آنکھ کھل گئی۔

"زے؟" مہک جو قریب ہی بھیٹی تھی اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں....." اس نے سر پر ہاتھ رکھا اور ارد گرد دیکھا، وہ نکاح والے جوڑے میں تھی اور بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی شاید وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

"پانی۔" رایمہ نے تیزی سے پانی کا گلاس اٹھا کر اس کو دیا۔اس نے ایک طرف ہاتھ جھٹکا اور بیڈ سے جلدی سے اتری۔

"ویٹسن کہاں ہے؟" مہک رایمہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"زے اب وہ نہیں رہا۔" مہک نے افسوس سے نفی میں سر ہلا کر کہا۔علیزے بھڑکی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو ایسے کیسے ہو سکتا ہے ابھی کچھ دیر پہلے میں نے اسے بات کی تھی وہ میرے لیے تحفہ لینے گیا تھا کسی بھی وقت بھی آتا ہو گا آج ہمارا نکاح ہے۔" وہ بے قابو ہو رہی تھی، مہک نے بامشکل اسے پکڑا۔

"میں ڈیڈ کو بلا کر لاتی ہوں۔" رایمہ جلدی سے باہر بھاگی۔

"زے میری جان تم ریلکس کرو۔"

"تمہارا دماغ خراب ہے؟" وہ چیخی۔

"میر.... میرا فون؟" اس نے ارد گرد دیکھا۔

"تمہارا فون میرے پاس ہے۔"

"مجھے ویٹسن کو کال کرنی ہے۔" وہ ہڑبڑا کر بول رہی تھی۔

"علیزے بیٹا آپ جاگ گئیں؟" انور بخت رایمہ کے ساتھ اندر آتے بولے۔وہ بھاگتے ہوئے ان کے پاس گئی۔

"ڈیڈ دیکھیں نا یہ سب کیا بول رہے ہیں کہ ویٹسن کو کچھ ہو گیا آپ سمجھائے نا سب کو۔" وہ ان کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی۔ وہ اپنی بیٹی کی حالت دیکھ ٹوٹ گ ئے۔

"یہ سچ ہے میرے بیٹے ویٹسن اب ہمارے بیچ نہیں رہا۔" وہ سن ہو گئی، انور بخت کی آنکھوں میں نمی تھی، وہ تھکے تھکے لگ رہے تھے۔

"نہیں نا۔" وہ ادھر ادھر دیکھتے دو قدم پیچھے ہوئی، آنکھوں سے آنسوں لگاتار بہنے لگے۔

"ڈیڈ پلیز ایک بار ایک بار مجھے اس کی شکل دکھادیں ایسا نہیں ہو سکتا مجھے پورا یقین ہے آج ہمارا نکاح تھا وہ تو اتنا خوش تھا اسے تو انتظار ہی نہیں ہو رہا تھا ایسے تھوڑی اچانک.... "وہ ہتھیلی سے گال رگڑتے روتے ہوئے بولی رہی تھی، انور بخت نے تڑپ کر آنکھیں بند کیں، رایمہ نے جلدی سے آنسوں پونچھے۔

"علیزے تم کیا کوئی بھی اسے نہیں مل سکتا۔" علیزے نے حیرت سے دیکھا۔

"وہ......" رایمہ نے ڈر کر مہک کو دیکھا جو خود ڈر رہی تھی۔

"کیا؟" علیزے کو لگا اس کا دل باہر آجائے گا۔

"اس کا ایکسڈنٹ ٹرک سے ہوا تھا وہ اس دوران بیچ سڑک پر کھڑا تھا کھائی کے قریب اور جب ٹرک اسے مارتا گیا تو وہ......" علیزے سن ہو گئی تھی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ..... "رایمہ رکی، اس نے انور بخت کو دیکھا جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھے۔

"وہ کھائی میں..... "اسے آگے نہیں بولا گیا وہ رو دی اور علیزے ویسی ہی سن کھڑی رہی، انور بخت نے بے اختیار اسے اپنے سے لگا لیا جو ویسی کی ویسی سن تھی۔

"علیزے؟ "رایمہ نے اس کو پکارا لیکن وہ ویسی سن رہی، انور بخت نے اسے الگ کر اس کو دیکھا تو وہ ویسی صدمے سے چور کھڑی تھی۔

"زے؟ "مہک نے اس کے پاس آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"ڈیڈ یہ خواب چل رہے نا ایک بھیانک خواب جو ابھی ختم ہو جائے گا ہیں نا یاد ہے جب بچپن میں رایمہ اور میں خواب دیکھ کر ڈر کر اٹھتے تھے تو آپ ہی کہتے کہ محض ایک خواب تھا حقیقت نہیں آج بھی کہہ دیں نا کہ یہ میرا سب کچھ لٹ جانا ایک خواب ہے حقیقت نہیں۔ "وہ لال آنکھوں سے جس لہجہ میں بولی تھی اسے سن انور بخت سے برداشت نہ ہوا تھا، وہ کمرے سے نکل گئے تھے اور رایمہ ان کے پیچھے بھاگی تھی جبکہ مہک نے اسے اپنے سے لگ لیا تھا جو ویسی بت بنی کھڑی تھی بس فرق اتنا تھا کہ آنسوں گال پر کسی ندی کی طرح بہہ رہے تھے جو شاید اب کبھی رکنے نہیں والی تھے۔

☆☆☆☆☆☆

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تھوڑی دیر پہلے ہی حویلی میں آیا تھااور آکر اسے اتنی بڑی خبر ملی تھی جس کو سن کر اسے بھی دھچکہ لگا تھا، کافی بڑاایکسڈنٹ ہو گیا تھا جس کا شکار ہونے والی کی لاش بھی نہ مل سکی تھی، وہ حیران تھااس کی غیر موجودگی میں پیچھے اتنا کچھ ہو گیا تھا، علیزے نکاح سے پہلے ہی بیوہ ہوچکی تھی، پوری حویلی میں سوگ کا حال تھا، کل ہونے والے ولیمے کی تقریب بھی ختم کردی تھی، یہ ایک دھچکہ تھا جو سب کو لگا تھا، کسی نہیں بھی سوچا تک نہیں تھا۔

"دادی جان؟"اسے انیلا بخت کی طبیعت خراب ہونے کا معلوم ہوا۔وہ فوراًان کے کمرے میں آیا جوماورہ اور سلماں بخت کے ساتھ تھیں۔

"ہووشو؟"(کیا ہوا ہے)

وہ ان کے پاس آکر بھیٹا جو غنودگی میں تھیں، ان کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

"ہسپتال....."وہ کچھ کہتا کہ ماورہ جلدی سے بول پڑی۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں بس صدمہ لگا ہے دوایاں دے دئیں ہیں ابھی زیرِاثر ہیں۔"ماورہ نے چہرہ جھکا کر جلدی سے کہا۔اس نے اس کو دیکھا پھر سلماں بخت کو۔

"چاچی جان یہ سب "....

''بس بیٹا اللہ کی جو مرضی بھائی جان بھابھی جان سب علیزے کو لے کر بہت پریشان ہے وہ بالکل صدمے سے چور ہے اس پر تو جیسے قیامت ٹوٹی ہے اب تک وہ اپنے نکاح کے جوڑے میں بھیٹی یقین کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔'' وہ دکھ سے بولیں۔

''اماں جان کو بھی بہت بڑا دکھ لگا انہوں نے کبھی اپنے عین کے بارے میں یہ نہیں سوچا تھا۔'' شاہ زیب نے انیلا بخت کو دیکھا پھر ان کے اپر تک کمبل ڈال دیا۔

''ان کے پاس رہنا خیال رکھو میں چاچا جان سے مل کر آتا ہوں۔'' وہ سنجیدگی سے اٹھا اور ماورہ کو کہہ کر باہر نکل گیا، ماورہ نے سلماں بخت کو دیکھا جنہوں نے سر ہلایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

''جی سر آپ کو کچھ پوچھنا تھا؟'' وہ سنجیدگی سے اے ایس پی صاحب کے پاس آیا۔ انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

''بھیٹیے مسٹر عدیب انور۔'' انہوں نے سامنے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بھیٹا ساتھ فرقان بخت دلاوہ بخت اور سمیر بھی تھا۔ وہ لوگ حویلی کے مردوں کی بھیٹک میں تھے۔

''ویٹسن کے بارے میں کیا جانتے ہیں آپ اور ان کا پورا نام وغیرہ۔'' اے ایس پی صاحب کے برابر حولدار کھڑا تھا جو ساتھ ساتھ لکھنے کے لیے بھی تیار تھا۔

"ویٹسن کا پورا نام نہیں بس یہی نام ہے اور وہ جیسے کہ آپ کو بتایا آرسٹیلیا میں ایک کڈز ہوم میں پلا بڑھا ہے جس عورت نے اسے پالا ماما بیری جو کہ اب حیات نہیں وہی تھی جنہوں نے اس کا نام ویٹسن رکھا اور اسے پہچان دی۔" اے ایس پی صاحب نے سر اثبات میں ہلایا، باقی تینوں خاموش تھے۔

"اور ویٹسن کرتے کیا تھے؟ "

"اس کی کار کا شورم تھا۔" عدیب نے بتایا اور پھر باقی ضروری معلومات دیں۔

"ٹھیک ہے بہت شکریہ آپ کا۔" وہ کھڑے ہوئے ساتھ سب کھڑے ہو گئے۔

"اور بہت ہی افسوس ہوا آپ فکر نہ کریں جس ٹرک سے حادثہ ہوا تھا اس کی جان کاری چل رہی ہے امید ہے جلد ہی پتا چل جائے گا اور سزا بھی دی جائے گی باقی جہاں تک بات ہے ان کی ڈیڈ باڈی کی تو وہ تو ناممکن ہے کیونکہ کھائی بہت گہری اور خطرناک ہے ان کا نام و نشان بھی نہیں ملنے والا اگر وہ ٹرک کے حادثے کے بعد زندہ بھی تھے تو کھائی میں گر جانے کے بعد نہیں رہے ہوں گے۔" عدیب نے سر جھکا لیا، سمیر نے شکریہ کیا اور انہیں باہر تک چھوڑنے گئے۔

"بیٹا حوصلہ رکھو اور جا کر اپنی بہن کو تسلی دو انشاللہ صبر آجائے گا۔" فرقان بخت نے عدیب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا اور گہری سانس لیتے ہوئے باہر نکل گیا۔

"دلاورہ تم یہ کیس کی باقی ساری زمہ داری دیکھ لینا۔" فرقان بخت کے کہنے پر دلاورہ بخت نے سر ہلایا۔

"جی بھائی جان۔"

☆☆☆☆☆☆

"دانیال تم نے ٹکٹ کینسل کر دیے؟" مہک نے آکر پوچھا۔ وہ جو سنجیدگی سے اکیلے بھیٹا تھا مرے انداز سے سر ہلایا، وہ گرنے والے انداز سے اس کے برابر بھیٹ گئی۔

"زے کیسی ہے؟"

"کچھ نہیں بول رہی بس کمرا بند کیے بھیٹی ہے یقین ہی نہیں کر رہی ہے۔" مہک آنکھیں بند کرتی ہوئی بولی۔

"کیسے کرے گی جب ہمیں یقین نہیں آرہا ایسے اچانک اتنا بڑا حادثہ۔" وہ حیران پریشان بولا۔

"مجھے لگتا ہے نظر لگ گئی ہے اس کی خوشیوں پر کسی کی کتنی خوش تھی وہ سب کچھ کتنا صحیح جا رہا تھا ویٹسن تو جان چھڑکتا تھا اس پر ایسا کیوں ہوا؟" وہ آنسوں صاف کرتے ہوئے بولی۔

"صبح تک کس کو معلوم تھا کہ کتنی بڑی قیامت ٹوٹنے والی ہے زندگی بھی کیا ہے نا پتہ ہی نہیں ہوتا اگلے پل کیا ہو جائے۔" دانیال کھوئے ہوئے انداز میں بولا، رایمہ اندر آئی اور مہک سے کچھ پوچھنے لگی جب وہ کھوئے ہوئے انداز میں مزید بولا۔

"آپ کا اپنا کب بچھڑ جائے معلوم ہی نہیں ہوتا۔" رایمہ نے اسے دیکھا جو سامنے خلا کو گھورتے ہوئے کسی اور ہی دنیا میں تھا پھر وہ مہک سے مخاطب ہوئی۔

"مہک علیزے کی پانی کی بوتل تمہارے پاس رکھوائی تھی نا دینا۔" دانیال چونکا۔ مہک نے سر ہلایا۔

"رکو میں لاتی ہوں۔" وہ اٹھی اور باہر نکل گئی، رایمہ نے دانیال کو دیکھا۔

"ٹھیک کہا تم نے ہم دونوں بہنوں کی قسمت میں شاید اپنوں سے بچھڑنا ہی لکھا ہے۔" وہ بول کر چلی گئی جبکہ دانیال اس کی پشت دیکھتا رہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"یوجنامت رو پلیز۔"حسن یوجنا کو روتا ہوا دیکھ گبھرا گیا تھا جو سسکیاں لے رہی تھی جب عمران کے پاس آیا۔

"ارے یوجنا تم رو کیوں رہی ہو؟ "

"عمر بھائی دیکھیں نا کیا ہو گیا۔"وہ روتی ہوئی بولی۔

"آپی کی بہت حالت خراب ہے سب بہت پریشان ہے اتنا بڑا ایکسڈنٹ۔"وہ مزید رونے لگی۔

"ارے گڑیا آپ تو اتنی بڑی اور سمجھدار ہو آپ روگی تو باقی سب کو کون سنبھالے گا؟"عمر نے کہا۔وہ نفی میں سر ہلا کر رونا جاری رکھنے لگی۔

"آج آپی کا نکاح تھا سب کچھ ختم ہو گیا۔"

"گڑیا ایسے نہیں کہتے یہ سب تو اللہ پاک کی طرف سے ہوتا نا پتہ ہے دادی جان کہتی ہیں کہ زندگی اور موت کا فیصلہ صرف اللہ پاک کے پاس ہوتا ہے جو کچھ ہوا اس کے پیچھے اللہ پاک کی مرضی تھی۔"عمر نے اسے سمجھایا۔حسن نے بھی سر ہلایا۔

"ہاں یوجنا مجھے یاد ہے جب دادی جان یہ سب عمر بھائی کو سمجھا رہی تھی تب میں بھی وہاں تھا۔"حسن جوش سے بولا۔یوجنا روتے ہوئے مسکرا دی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب جلدی سے رونا بند کرو۔"یوجنا نے آنسو صاف کر لیے تھے۔وہ دونوں اب اس کا ذہن بٹھکانے لگے تھے۔ماورہ نے دور سے یہ سب دیکھا۔اسے خوف محسوس ہوا تھا۔ایک انجانا خوف!

☆☆☆☆☆☆

"زے دروازہ کھولو۔"مہک نے سنجیدگی سے دروازے پر دستک دی۔بیڈ کے کنارے وہ گھٹنوں پر سر رکھ سسک رہی تھی،اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر چہرہ موڑ کر ویسی ہی رونے لگی۔

"زے میں نے کہا دروازہ کھولو۔"اس کی آواز میں سختی محسوس ہوئی تھی،علیزے نے جواب نہیں دیا۔

"زے میں کہہ رہی ہوں دروازہ کھولو ورنہ....."وہ کچھ لمحے انتظار کر کے پھر غصہ سے بول ہی رہی تھی جب یکدم علیزے نے دروازہ کھول دیا،مہک نے چونک کر اسے دیکھا،سوجی ہوئی لال آنکھیں جیسے گھنٹوں سے لگاتار رو رہی ہو،اجڑے ہوئے بال،وہ ویسی نکاح کے جوڑے میں تھی۔

"ورنہ کیا سب کچھ تو ختم ہو گیا۔"اس کی آنکھیں پھر سے لبالب ہو گئی تھیں۔مہک کی آنکھوں میں نمی آئی لیکن اس نے اندر اتاری اور اندر آ کر پلٹ کر دروازہ بند کیا۔

"رونا بند کرو تم۔" وہ اس کو بیڈ تک لائی اور اس کو اپنے سامنے کر سختی سے بولی۔

"ساری زندگی رونا ہے اب تو۔" وہ تڑپ کر بولی تو مہک چلائی۔

"بس کرو زے بس کرو میں تمہاری یہ حالت نہیں دیکھ سکتی "

"کیا بس کروں ہاں کیا بس کروں؟" وہ اسے بھی تیز چلائی۔

"اپنی زندگی اجڑنے کا ماتم بند کروں یا اپنے پیار کو کھونے کا صدمہ لینا بند کروں؟"

مہک نے نفی میں سر ہلا کر کچھ کہنا چاہا۔

"مہک ایک لڑکی جس کا نکاح اس شخص کے ساتھ ہونے جا رہا تھا جس کو وہ سب سے بڑھ کر پسند کرتی ہے اس کے ساتھ ہزاروں خواب دیکھتی ہے اس کو جب نکاح کے وقت معلوم ہو کہ وہ مر گیا وہ چلا گیا اتنی دور کہ وہ اس کو آخری بار بھی دیکھ کر الوداع نہیں کہہ سکتی تم اسے کہہ رہی ہو کہ وہ اپنے آنسوں پونچھ لے؟" مہک نے آنکھیں بند کر لیں۔

"مہک اپنوں کے دور جانے پر صبر اتنی جلدی نہیں آتا اور خاص کر تب جب آپ پہلے بھی اس تکلیف کو جھیل چکے ہوں میں پہلے بھی اپنوں سے بچھڑ چکی ہوں۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی جب مہک نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جس کی حالت کافی خراب ہو رہی تھی۔

"میں مانتی ہوں مجھے ویٹسن سے پیار نہیں تھا جو اس کو تھا میں اس کی اتنی دیوانی نہیں تھی جتنا وہ میرا تھا میں اس کو چاہتی......."علیزے کہہ رہی تھی جب مہک چلائی۔

"پیار کیسا پیار؟"علیزے چونکی۔ آنسوں رفتاری سے بہہ رہے تھے۔

"کون سا پیار کیسا پیار؟"علیزے الجھی۔

"اس کا پیار...."وہ آگے کچھ کہتی مہک تمسخرانہ مسکرائی، علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"علیزے انور بخت وہ پیار نہیں محض فریب تھا۔"علیزے کو اس پل کچھ سمجھ نہ آیا۔

"ویٹسن پیار نہیں کرتا بلکہ وہ تو تمہیں پسند تک نہیں کرتا تھا بس ایک ہوس تھی اسے تمہاری۔"

"اپنی بکواس بند کرو تمہیں معلوم ہے تم کیا کہہ رہی ہو؟"وہ چلائی، مہک کی باتیں اس کا دل چیر رہی تھیں۔

"میں بکواس کر رہی ہوں جانتی تھی تم میرا یقین نہیں کرو گی کیونکہ تمہاری آنکھوں پر ویٹسن کی پٹی بندھی ہے۔"وہ کہہ کر مڑی، علیزے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جو جیب سے کچھ نکال رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یہ دیکھو ابھی کچھ دیر پہلے ہی تمہارے موبایل میں ویٹسن کا اس کے ایکسڈنٹ سے کچھ گھنٹے پہلے ہی میسیج آیا تھا جس کو تم مصروفیت میں نہ دیکھ سکی تھی۔"اس نے علیزے کو فون نکال کر انباکس کھول اسے ویٹسن کا میسج دکھایا، علیزے نے فوراً جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے لیا اور پڑھتی گئ، جیسے جیسے وہ پڑھ رہی تھی اس کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے۔

"دیکھ لیا مل گیا ثبوت یا ابھی بھی تمہیں یقین ہے اس پر کیونکہ اب تو اس نے خود تمہیں میسیج کر کے اپنے منہ سے بتا دیا۔"علیزے ہاتھ میں موبایل پکڑے ساکت کھڑی تھی، ایک اور قیامت اس پر ٹوٹی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں اپنی الماری میں کچھ تلاش کر رہا تھا جب ماورہ اندر داخل ہوئ، اس نے مڑ کر اس کو دیکھا۔وہ حیران ہوا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو دادی جان کے ساتھ رہنے کا کہا تھا نا۔"ماورہ نے اس کی نظروں سے گڑبڑا کر چہرہ جھکا لیا پھر بولی۔

"وہ سورہ....رہی ہے ان کے پاس اف...افشاں ہے۔"وہ ڈر ڈر کر بولی۔شاہ زیب نے واپس مڑ کر اپنی تلاشی جاری رکھی۔

"آپ کچھ ڈھونڈ رہے ہیں ؟"اس نے پھر ہمت کر کے کہا۔وہ مصروف انداز میں بولا۔

"یہاں ایک پیلی فایل تھی۔"وہ اپنے کپڑوں کے ادھر ادھر کرتا ہوا بولا۔وہ جلدی سے بولی۔

"ہاں جی وہ میں نے کاغضات والے خانے میں رکھ دی تھی۔"شاہ زیب نے یکدم پلٹ کر اسے غصہ سے دیکھا جو سٹپٹا گئ تھی۔

"میرے کپڑوں میں تم گھسی تھی؟"اس نے اتنی سنجیدگی سے پوچھا کہ وہ گڑ بڑا گئ۔

"جی وہ....وہ سب اتھل پتھل پڑا تھا میں نے صف...صفائ کر دی تھی۔"وہ آہستگی سے ڈر کر بولی۔وہ چلتے ہوئے اس کے قریب آیا۔

"میری چیزیں اس طرح ہی رہتی ہین۔"وہ چبا چبا کر بولا۔اس نے ڈر کر سر اٹھایا اور نیلی کرڑی آنکھوں کو اپنے اپر پایا۔

"بجٰ°نہ......."اس نے معافی مانگنی چاہی۔

"آیندہ میرے سامان کو میری اجازت کے بغیر ہاتھ مت لگانا۔"وہ غصہ سے کہتا ہوا واپس پلٹا اور دوسرا خانا کھول کر فایل نکالی اور جانے لگا پھر رکا،اور وہ سانس روکے ویسی ہی سر جھکائے کھڑی تھی۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور یہ کیا حلیہ بنائے پھر رہی ہو کپڑے بدلو یہ مت بھولو کہ تم اب بخت خاندان کی بہو ہو ملازمہ نہیں۔" وہ اسے کہہ کر چلا گیا جبکہ وہ وہی حیرت میں مبتلا کھڑی رہی پھر اس نے تیزی سے اپنے آپ کو دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ وہ صبح سے یہی سوٹ پہنی ہوئی تھی اور اس کی حالت بھی خاصی اچھی نہیں تھی، اس نے سر پر ہاتھ مارا وہ کیسے بھول گئ تھی کہ شوہر کے سامنے تو بیوی کو بننے سنورنا چاہیے اور خاص کر مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے سامنے کیونکہ جس طریقے سے ان کی شادی ہوئی سب کچھ اتنا آسان نہیں تھا، اسے معلوم تھا اس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ شاہ زیب کو جیت لے گی، وہ اسے ویسی محبت کرے گا جیسے وہ اسے کرتی ہے۔ پاگلوں والی۔ مگر اتنا کچھ آج ہو گیا کہ وہ بھول ہی گی کہ اب وہ کون ہے؟

"ماورہ جلدی سے کپڑے بدل کر تیار ہو جا۔" وہ جلدی سے خود سے بولی اور پھر شاہ زیب کا اسے ڈانٹنا یاد آتے ہی وہ مسکرا دی، وہ اس پر غور کرتا ہے۔ اس کی فکر کرتا ہے۔ اس نے اس کو بخت خاندان کی بہو کہا۔ وہ سرشاری سے مسکراتی رہ گئ تھی۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"شاہستہ میں اپنی بیٹی کو ایسے بکھرتے نہیں دیکھ سکتا۔" وہ باقاعدہ رونے لگے تھے، شاہستہ بیگم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں دلاسہ دینا چاہا لیکن شاید اس کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے، ہوتے بھی کیسے وہ بھی اس احساس سے گزر رہی تھیں جس احساس سے وہ گزر رہے تھے کیونکہ وہ اگر باپ تھے تو وہ ماں تھیں۔

"ہماری بیٹی کی خوشیاں جل کر راکھ ہو گئ۔" وہ بھی روتے ہوئے بولیں۔

"لیکن دیکھیں نا آپ میں تو اسے خود سے لگا کر تسلی بھی نہیں دے سکتی سب کچھ صحیح ہو جائے گا کہ چار لفظ بھی نہیں کہہ سکتی۔" انور بخت نے انہیں دکھ سے دیکھا۔

"کاش کاش میں اسے ویٹسن سے شادی کی اجازت نہ دیتا تو نہ وہ یہاں آتا نہ اس بچے کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑتا اور نہ ہی علیزے کو اس سب سے گزرنا پڑتا۔" وہ پچھتاوے سے بولے۔

"نہیں قسمت کا لکھا کوئ تبدیل نہیں کر سکتا یہی سب نصیب میں طے تھا۔" وہ افسردگی سے بولیں۔

"میری بچی کو اللہ صبر دے دے۔" وہ دعا کرتے ہوا ے بولے تو شاہستہ بیگم نے "آمین۔" کہا۔ماں باپ نے اس کے لیے دل سے روتے ہوئے دعا مانگی تھی اسے شاید

صبر آ ہی جانا تھا کیونکہ وقت سب زخم بھر دیتا ہے، لیکن کیا ابھی آزمائش ختم ہو گئ تھی یا یہ تو صرف شروعات تھی، کافی مرحل تھے جوان کی بیٹی کو طے کرنے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"جاؤ یہاں سے۔" وہ سن آنکھیں زمین پر جمائ مہک سے بولی۔ وہ چونکی۔

"زے میری جان۔" وہ اس کے پاس آکر پیار سے بولی تو علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

"مہک جاؤ۔" مہک کو اب رونا آنے لگا تھا وہ جانتی تھی کہ علیزے کو کیسا محسوس ہو رہا ہو گا۔

"زے پلیز ہمت رکھو ".....

"میں نے کہا جاؤ اکیلا چھوڑ دو مجھے۔" وہ پوری قوت سے چلائ تو وہ اپنی جگہ سے اچھلی۔

"ٹھ...ٹھیک ہے۔" وہ آنسوں پونچھتے ہوئے تیزی سے نکل گئ اور دروازہ بند کرنا نہ بھولی کیونکہ وہ جانتی تھی یہ وقت بہت مشکل ہے علیزے کو کچھ اکیلے وقت دینا درکار تھا۔

اس کے جاتے ہی اس کے ہاتھ سے پکڑا موبایل نیچے فرش پر گرا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کھڑکی کی طرف آ گئ۔

"کبھی بھی تمہیں ایسا لگے کہ ہمارے درمیان کوئی بھی دیوار ہے تو آنکھیں بند کر کے مجھے پکارنا میں تمہارے پاس آکر ہمارے درمیان حایل تمام دیوارے گرادوں گا۔ "اس نے آنکھیں بند کیں، گہری سانس لی اور پھر وہ زور سے چلائی۔

"ویٹسن۔ "اس نے اس کا نام پکارا تھا مگر جواب نہیں آیا وہ ایک بار پھر پکارنے لگی لیکن پھر بھی جواب نہ آیا اس نے پھر پکارا لیکن اب بھی کچھ نہ ہوا، اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولی۔

"جھوٹ کہا تھا تم نے کہ تم آؤ گے دیکھو کہی بھی نہیں ہو تم یہ دیوار گرانے کے لیے۔"

وہ ادھر ادھر دیکھتی سسکیاں لیتی ہوئی بولی۔

"وہ محبت کے جھوٹے دعوے سب کچھ ایک فریب تھا تمہیں میں تو کبھی چاہیے ہی نہیں تھی میں تو فقت ایک شکار تھی ایک جانور کا جس کو وہ نوچ ڈال کر ایک طرف پھینک دینے والا تھا۔" میسیج میں لکھے ایک ایک الفاظ اسے بار بار کانوں میں سنائی دے رہے تھے۔

"کیوں ویٹسن کیوں؟" وہ پھٹ پڑی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"جب تمہیں معلوم تھا کہ میں ویسی کتنا کچھ جھیل چکی ہوں پھر بھی تم نے میرا فایدہ اٹھایا ارے اگر جسم ہی چاہیے تو بتا دیتے کم از کم روح کے ساتھ تو نہ کھیلتے۔" وہ دھواں دھار روتے ہوئے بھیٹتی چلی گئ۔

"تم نے آج مجھے اپنی ہی نظروں میں گرا دیا میں دوسروں سے تو کیا خود سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی۔" وہ گھٹنیں خود سے لگائی تڑپتی ہوئی رو رہی تھی۔

"گھن آ رہی ہے مجھے اپنے وجود سے اپنے جسم سے اپنے چہرے سے اپنے ہاتھوں سے کیونکہ تم نے مجھے چھوا تھا۔" وہ اپنے ہاتھوں اور چہرے کو بے دردی سے رگڑنے لگی۔

"کیوں کیوں تم نے مجھے خود سے نفرت کرنے پر مجبور کر دیا کیوں میرا مان میرا بھروسہ میرا یقین کرچھی کرچھی کر دیا کیوں تم نے مجھے زندہ لاش بنا دیا کیوں؟" اس کے ہاتھ چہرہ سرخ ہو گئے تھے، وہ بری طرح خود کو رگڑتے ہوئے رو رہی تھی۔

"کسی کا دل توڑنا اتنا آسان ہو گیا ہے مجھے آج پتہ چلا۔" وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئ تھی، سسکیاں تھیں جو اب رک نہیں رہی تھیں اور شاید رکنے والی بھی نہیں تھیں۔

"غم کی راتیں تھی جو گزرنے والی تھی،

پچھتاوہ تھا جو نہ گھٹنے والا تھا،

دل تھا جو ٹوٹ کر بکھر گیا تھا،

کانچ تھا جو چبھ گیا تھا،

تکلیف کا احساس کچھ ایسے ہو رہا تھا،

وہ سسک رہی تھی اور اس کا وجود جل رہا تھا"

☆☆☆☆☆☆

"تمہاری نند کے ساتھ جو ہوا بہت برا ہوا۔" زینیا نے سِلا سے افسوس ظاہر کیا۔اس نے سر کو جنبش دیا۔

"وہ جیسی بھی تھی ہمارے ساتھ لیکن اتنا پتہ تھا کہ وہ ویٹسن کو بہت پسند کرتی ہے وہ اسے مخلص تھی اور جو ہوا وہ کیا کوئی بھی خواب میں نہیں دیکھ سکتا۔" سِلا نے افسوس سے کہا، عمارہ نے سِلا کا ہاتھ پکڑا۔

"سِلا اب تم اس کی بھابھی ہو تمہیں اس کو سنبھالنا چاہیے اور اس کی دیکھ بھال کرنی چاہیے۔"

"ہاں عمارہ ٹھیک کہہ رہی ہے وہ ابھی بہت مشکل وقت سے گزر رہی ہے تمہیں اس کے پاس ہونا چاہیے۔" زینیا نے عمارہ کی بات سے اکتفا کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

"نہیں نہیں میں کبھی بھی اس کے پاس نہیں جا سکتی وہ نفرت کرتی ہے۔" سِلا نے ڈر کر نفی میں سر ہلایا۔

"ارے پاگل یہی تو موقع ہے اپنا مقام اس کے دل میں بنانے کا۔" زینیا نے اس کے سر پر چپت ماری۔

"ہاں تم پوری ایمانداری سے اپنے بھابھی کا فرض ادا کرو میں جانتی ہوں وہ تمہارے لیے اپنے دل میں کھوئی کھوٹ نہیں رکھے گی۔" عمارہ نے کہا۔

"اور تم نے ہی بتایا کہ وہ عدیب بھائی کی کتنے قریب ہے اسے عدیب بھائی کے دل میں بھی تمہارے لیے عزت پیدا ہو جائے گی۔" زینیا بولی۔ عمارہ نے سر ہلایا جبکہ وہ سوچ میں پڑ گئی۔

☆☆☆☆☆☆

"زے کھانا کھالو۔" رایمہ نے اسے بتایا تھا کہ وہ کھانا تو کیا پانی کو بھی ہاتھ نہیں لگا رہی ہے، کب سے کمرے میں بند پڑی ہے اسیلیے وہ کھانے کی ٹرے لے کر اس کے پاس آیا اور اسے سامنے بیڈ پر آنکھیں بند کیے بھیٹے دیکھ وہ اس کی طرف آگیا، کھانے کی ٹرے رکھی پھر اس کو دیکھا جس کے رخسار پر آنسوؤں کے نشان مٹے مٹے تھے اور متورم

آنکھیں رو رو کر اندر تک دھنس گئیں تھیں، عدیب نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا لیں۔اس سے نہیں دیکھا جا رہا تھا۔

"زے کچھ کھا لو۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔

"چلے جاؤ تم پلیز اکیلا چھوڑ دو مجھے۔" وہ دوبارہ آنکھیں بند کرتی ہوئی بولی۔عدیب نے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی نہیں چھوڑ رہا آئی سمجھ۔" علیزے ویسے ہی بھیٹ رہی۔

"زے تم ایسے اپنی حالت نہیں بنائے رکھ سکتی تمہیں خود کو سمیٹنا ہو گا میری زے اتنی کمزور نہیں ہے۔" اس کی بند آنکھ کے کنارے سے ایک آنسو تیرتا ہوا نکلا۔

"مجھے پتہ ہے میری زے بہت بہادر ہے وہ کبھی ایسا نہیں کرے گی خود کے ساتھ وہ جانتی ہے کہ سب اسے کتنا پیار کرتے ہیں اور خاص کر ویٹسن اپنے نہیں تو ویٹسن کے خاطر ہی........" اس کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ علیزے نے یکدم آنکھیں کھولی اور ٹرے میں رکھا پانی کا گلاس اٹھا کر سامنے دیوار پر پوری قوت سے مارا، اندر آتی ہوئی رائمہ اور مہک اچھل پڑے۔

"زے۔" عدیب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"مت لو اس کا نام میرے سامنے۔" وہ چلائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اس کا ذکر اس کا نام میں برداشت نہیں کر سکتی۔" وہ چلا رہی تھی ساتھ رو رہی تھی، عدیب اور رایمہ تو حیرت ذدہ تھے جبکہ مہک نے افسوس سے سانس بھری۔

"لیکن...." عدیب کو سمجھ نہ آیا۔

"آپ کیا سمجھ رہے ہیں کہ میں اس انسان کے خاطر اس کی موت کا سوگ منا رہی ہوں جو مجھے رسوا کرنے چلا تھا نہیں بھائی نہیں اگر وہ مرتا نہیں نہ تو میں خود اسے جان سے مار دیتی۔" عدیب نے چونک کر رایمہ کو دیکھا اور رایمہ نے عدیب کو۔

"یہ کیا بول رہی تم؟" رایمہ نے پوچھا۔

"میں صاف صاف بتا رہی ہوں آپ سب کو اس انسان کا نام میں اب کسی کی بھی زبان سے نہ سنوں وہ مر گیا ہے تو وہ واقعی مر گیا ہے نفرت کرتی ہوں میں اسے اب جائیں اور خدا کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔" وہ رونے لگی تھی۔

"دیب رایمہ چلو یہاں سے۔" مہک نے انہیں اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ انہوں نے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھا پھر علیزے کو۔

"چلو میں بتاتی ہوں۔" مہک نے اشارہ کیا۔ عدیب اٹھا اور رایمہ کے ساتھ مہک کے پیچھے نکل گیا جبکہ پیچھے علیزے ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر اپنی قسمت پر رو دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"کھانا نہیں لگا؟" فرقان بخت حویلی میں آئے۔ کھانے کی میز خالی دیکھ حیران رہ گئے۔

"جی میں نے نہیں لگوایا۔" مہرون نساء نے کہا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ کوئی بھی نہیں آرہا ایسا ماحول ہے کہ کسی کے ہلک سے نوالہ تک نہیں نگل رہا ہے ہمارے خاندان کی بچی پر تو قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔" وہ رنجیدہ ہوتی ہوئی بولیں۔ فرقان بخت نے نفی میں سر ہلایا۔

"مہرون نساء ایسے کیسے چلے گا کھانا تو کھانا پڑے گا سب کو ایسے بھوکے نہیں رہ سکتے سب کو بلاؤ اور کہو کہ خاموشی سے آکر کھانا کھائے بچیں بھی بھوکے ہوں گے۔"

مہرون نساء نے سر ہلایا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن کوئی سنے تب نا۔"

"ان سے کہو تایا جان کہہ رہے ہیں۔" وہ کہہ کر کمرے کی جانب چل دیے۔

"یا اللہ پاک جلد سے جلد ہمارے خاندان پر آئی تکلیفوں کو ختم کر دے کس کی نظر لگ گئی ہے؟" وہ افسوس سے بولیں۔ کچھ دیر بعد ہی سب بڑے میز پر موجود تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بیٹااماں جان کو کچھ کھلایا؟"مہرون نساء نے پلیٹ لگاتی ہوئی ماورہ سے پوچھا۔اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"شاہ کہاں ہے؟"

"وہ بڑی بیگم صاحبہ سم...."مہرون نساء نے ٹوکا۔

"بیٹا مجھے امی جان بلاؤ شاہ کی طرح اب تمہارا رتبہ کچھ اور ہے بہو ہو تم ہماری۔"انہوں نے پیار سے ڈپٹا۔اس نے جھجک کر سر ہلایا پھر بولی۔

"امی جا.. جان وہ سمیر لالا کے ساتھ کام سے گ ئے ہیں۔"مہرون نساء نے سر ہلادیا۔

"باقی بچیں نظر نہیں آرہے؟"فرقان بخت نے پوچھا،ان کا اشارہ عدیب، مہک اور دانیال کی طرف تھا جو غایب تھے،علیزے تو کمرے میں ہی بند تھی۔

"وہ بھائ جان اپنے کمرے میں ہیں میں نے کھانا بجھوادیا تھا۔"سلماں بخت بولیں۔

"انور بھائ جان آپ کچھ لیں نا بھابھی جان آپ ہی کچھ کہیں۔"دلاور بخت نے خاموش بھیٹے پلیٹ کو گھورتے انور بخت کو دیکھتے ساتھ ان کے برابر بھیٹیں افسردہ شاہستہ بیگم کو کہا۔انہوں نے انور بخت کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"آپ کو دوایاں بھی لینی ہیں کچھ کھالیں۔"انہوں نے سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یوجنا تم لو نا رایمہ اس بیچاری کے پلیٹ میں کچھ ڈالو۔" عمارہ نے یوجنا کو ایسی بھیٹ دیکھ رایمہ سے کہا۔ وہ کچھ ڈالنے لگی جب یوجنا نے روک دیا۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا چھوٹی باجی۔"

"کیوں بھئی ہماری کیوٹی کا دل کیوں نہیں چاہ رہا؟" ثمن جان بوجھ کر پیار سے بولی۔ اس نے رایمہ کو دیکھا جو اس کو اشارے کرتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ "کھاؤ۔"

"آپی نے بھی کچھ نہیں کھایا ہو گا۔" عمارہ ثمن اور ساتھ بھیٹی زینیا بھی مسکرا دی۔

"یوج پریشان نہ کرو کھاؤ۔" رایمہ تھکی آزاز میں ڈپٹتی ہوئی اس کی پلیٹ میں سالن ڈالنے لگی۔

"باجی ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ کی بیٹا اگر آپ نہیں کھاؤ گی تو آپ کے اندر ایز جی کیسے آئے گی اور اگر ایز جی نہیں آئے گی تو آپ اپنی آپی کو سمجھاؤ گی کیسے؟" زینیا نے پیار سے کہا۔ اس نے منہ بنا کر زینیا کو دیکھا، سب بڑے کھانے میں مصروف تھے۔

"زینیا باجی میں بچی نہیں ہوں جو میں آپ کی باتوں میں آجاؤں گی۔" وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔ زینیا نے اپنی مسکراہٹ دبائی جبکہ رایمہ غصہ سے بولی۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے یوجنا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"نہیں رایمہ مجھے برا نہیں لگا بلکہ یہ کیوٹی تو اور کیوٹی پلس سمجھدار لگی۔" زینیا پیار سے بولی۔ عمارہ ثمن مسکرا دی۔

"ہماری یوج ویسے ہی بہت سمجھدار ہے اسلیے صورتِ حال کی نزاقت دیکھ وہ ضرور سمجھداری سے کام لے گی اور کھائے گی اور ساتھ بھیتی اپنی بہن کو بھی کھلائے گی ہیں نا؟" عمارہ نے کہا۔ یوجنا نے کچھ سوچ کر جلدی سے سر ہلایا۔

"چھوٹی باجی آپ بھی کھائیں کھانے سے کیا ناراضگی؟" وہ رایمہ کی پلیٹ میں روٹیاں ڈالتے ہوئے بولی۔ رایمہ کے ساتھ ساتھ سب مسکرا دیے۔

"انور تمہارا اب جانے کا ارادہ تو نہیں ہے نا اور نہ ہی بچوں کا؟" فرقان بخت نے اپنے ہاتھ روک انور بخت سے پوچھا جو خاموشی سے کھا رہے تھے یا کوشش کر رہے تھے۔

"بھائی جان ابھی تو کسی بھی بارے میں کوئی خیال ہی نہیں آ رہا صرف اپنی بچی کی فکر ہو رہی ہے۔" وہ دکھ سے بولے۔

"ہاں اسی کی فکر کرو اور کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں بھی جانے کی کم از کم کچھ مہینے یہی رہو اور علیزے کی دیکھ بھال کرو۔" وہ حکم دیتے ہوئے بولے۔ انہوں نے سر ہلایا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں واپس آرسٹیلیا جا کر علیزے کو ویٹسن اور یاد آئے گا۔" سب نے اکتفا کیا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زینیا بیٹا آپ بھی رک جائیں۔" مہرون نساء زینیا سے مخاطب ہوئیں۔ وہ جلدی سے بولی۔

"آنٹی میں ضرور رک جاتی لیکن اگلے ہی ہفتے سے میرے فائنل امتحان شروع ہو رہے ہیں اسلیے یہ ناممکن ہے۔" مہرون نساء نے کچھ کہنا چاہا کہ کب سے خاموش بھیٹی سِلا بولی۔

"امی جان زینیا صحیح کہہ رہی ہے اس کے لیے یہ امتحانات بہت ضروری ہے اس کے فائنل ایکزیمز ہیں۔ "

"ٹھیک ہے میں سیف سے کہہ کر آپ کو شہر بجھوادوں گی ساتھ عمر بھی ہو گا آپ بے فکری سے جایں اللہ آپ کو کامیاب کرے اور جلد سے جلد آپ ڈاکٹر بنیں۔" انہوں نے مسکرا کر دعا دی تو وہ خوش ہو گئ۔

"جزاک اللہ آنٹی۔" سلماں بخت اسے کچھ دیر دیکھتی ہوئی مسکرا دیں۔ نہایت ہی سلجھی ہوئ پیار لڑکی تھی۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟" ماورہ کو جاتا دیکھ مہرون نساء نے پوچھا۔

"وہ دادی جان کے پاس شاید کچھ چاہیے ہو گا انہیں۔" اس نے کہا۔

"تم یہاں بھیٹ کر سکون سے کچھ کھاؤاماں جان کے پاس آپااور لیلیٰ ہیں۔"انہوں نے کہا۔

"ہاں اور بیٹا تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا گھن چکر بنی ہو۔" سلماں بخت نے بھی کہا۔وہ انکار نہ کر سکی اور حسن کے برابر آکر بھیٹ گئی جو عمر سے باتیں کرتے ہوئے کھا رہا تھا۔

" باجی کہاں تھی ؟"اس نے اس کو دیکھ پوچھا۔اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ صیح سے کھارہے ہو؟"اس نے پوچھا۔

"جی۔"اس نے جواب دیا۔وہ مسکرادی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ درخت کے پاس کھڑے ہو کر جانے کتنی دیر سے کسی کا انتظار کر رہا تھا جب سامنے سے آتا ہوا کوئی دکھائی دیا۔

"صاحب کہاں رہ گ ئے تھے۔" وہ جلدی سے اپنے کندھے پر رکھا رومال اٹھا کر چہرے پر آیا پسینہ صاف کرتا ہوا ارد گرد دیکھتے ہوئے بولا جبکہ سامنے کھڑے شخص نے جیب سے کچھ نکالا۔

"پچھلا کام پوری طریقے سے ہو گیا تھا؟" اس شخص نے پوچھا۔

"جی صاحب کسی کو بھی شک تک نہیں ہوا۔"

"شاباش یہ لو۔" اس نے ادھر ادھر دیکھ ایک چھوٹا سا بیگ اس کی طرف کیا۔اس نے فوراً جھپٹا لیکن جب کھول کر دیکھا تو چونکا۔

"یہ تو آدھے ہیں۔" وہ حیران ہوتا ہوا بولا۔

"ہاں باقی اگلے کام کے بعد۔" وہ شخص بولا۔

"صاحب اگلا کام ہو ہی رہا ہے یقین نہیں آ رہا تو....." وہ کچھ کہتا کہی اشارہ کرتا ہوا کہ وہ شخص فوراً بول پڑا۔

"خاموش کتنی بار کہا ہے یہ بیوقوفیاں نہ کیا کرو بنا ہوا کام بگاڑ دو گے۔" وہ غصہ سے دھاڑا تھا۔

"صاحب معاف کرنا لیکن پیسے۔" وہ سر کھجاتے ہوئے پیسے پر اڑا تھا۔

"اف.... "اس شخص نے ہاتھ جھٹکتے ہوئے سیدھا کیا اور ہاتھ میں پہنی گھڑی پر وقت دیکھا پھر اس کو دیکھ سر ہلایا۔

"اگلے پیسے کل چار بجے تک مل جائیں گے اب خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤ کسی نے دیکھ لیا تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔" وہ غصہ سے بولا۔ وہ ڈر کر سر ہلاتا ہوا تیزی سے وہاں سے رفو چکر ہو گیا جبکہ وہ شخص بھی چلا گیا۔

دور کوئی گاڑی کے پیچھے چھپا ان کی دور سے ویڈیو بنا رہا تھا۔ وہ اٹھا ویڈیو بند کی اور مسکرایا پھر فون جیب سے نکالا اور فون کان سے لگایا۔

"ڈن۔" ایک لفظ تھا جو اس سوٹ بوٹ میں کھڑے شخص نے بولا تھا اور دوسری طرف خاموشی پھیل گئی تھی جیسے کوئی اپنی پلین کے کامیاب ہونے پر یقین کر رہا ہو۔ وہ پھر بولا۔

"بھیجوں؟" دوسری طرف اسے کوئی جواب موصول ہوا جس کو سن کر اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

ایک مہینہ گزر گیا تھا۔ وہ لوگ اب بھی حویلی میں تھے کوئی واپس نہ گیا تھا، انیلا بخت نے کسی کو جانے نہیں دیا تھا اور وہ صحیح بھی تھیں، علیزے کی ایسی حالت ہی نہیں تھی

کہ وہ کہی جاسکے، ایک مہینہ جیسے بہت سست گزرا تھا یا سب کو لگ رہا تھا، علیزے اب پہلے جیسے علیزے نہیں رہی تھی وہ خاموش سنجیدہ اپنے کمرے میں بند رہتی تھی، عدیب، رائمہ، یوجنا، دانیال اور مہک ہی اس کے پاس جاسکتے تھے وہ بھی صرف کھانے کے وقت اور تھوڑا بہت اس کا ذہن بھٹکانے کے لیے دانیال اور مہک ہنسی مزاق کرلیا کرتے تھے، انور بخت ایک دو بار جاتے تھے اور اس کو ایسی اجڑا سن بھیٹھے دیکھ تڑپ جاتے تھے اور بس سر پر ہاتھ پھیر کر باہر آجاتے تھے، ان کی طبیعت خراب ہونے لگی تھی۔ شاہستہ بیگم بھی کافی پریشان رہتی تھیں۔

حویلی کے لوگوں کی زندگی ویسی ہی تھی جیسے چل رہی تھی، سِلا اور عدیب کے درمیان ابھی بھی دوریاں تھی لیکن سِلا شکوہ نہیں کرسکتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی عدیب بہت پریشان ہے، وہ علیزے کے لیے ہر وقت فکر مند رہتا تھا اور اس کی پریشانی دیکھ سِلا کسی بھی قسم کی فرمایش نہیں کرتی تھی۔

شاہ زیب اور ماورہ کو وقت ہی نہیں ملا تھا ساتھ گزارنے کا، شاہ زیب ہر وقت کام میں مصروف رہتا تھا اور گودام کے نقصان کے بعد شہروز مخسید خاموش نہیں بھیٹا تھا وہ ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی مصیبت کھڑی کرتے دیتا تھا، شاہ زیب کی مصروفیت مزید

بڑھ گئی تھی وہ رات کو ہی صرف حویلی آتا اور کبھی کبھار ماورہ جاگتے ہوئے اس کا انتظار کرتی رہتی جو صبح آتا۔

سب کی زندگیاں معمول پر چل رہی تھی سوائے اس کے جس کا سب شروع ہونے سے پہلے ختم ہو گیا تھا، وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنی حالت کو دیکھ رہی تھی۔

اجڑے بال، آنکھوں کے گرد ہلکے جیسے کئی راتوں سے سوئی نہ ہو، سوجی ہوئی لال آنکھیں جن میں سے صرف پانی نکلنا ان کا کام ہو، دو تین دن کی وہی سادی کرتی، وہ بجھ گئی تھی، وہ تو وہ علیزے نہیں رہی تھی جو گاؤں آئی تھی۔

اس کی آنکھ سے ایک آنسوں کا قطرہ نکلا جس کو اس نے صاف کرنے کی ضرورت نہ سمجھی، اس نے سنگھار میز کی دراز کھولی اور اس میں سے وہی بریسلٹ نکالا، ویسٹن کی آخری نشانی جس کو اس نے سنمبھالنے کے لیے کہا تھا۔

"یہ ہمیشہ سنبھال کر رکھنا۔" یہ وہی جملہ تھا جو وہ تب سے بولتا تھا جب اس نے اس کی اٹھاروی سالگرہ پر یہ تحفہ دیا تھا اور علیزے نے بھی اس کو ہمیشہ سنبھال کر رکھا تھا۔

اس نے بریسلیٹ اٹھا کر آنکھوں کے سامنے کیا۔

ایک مہینا گزر گیا تھا لیکن وہ اب بھی اس بریسلیٹ کو اپنے سے دور نہیں کر پا رہی تھی لیکن.... لیکن شاید اب وقت آ گیا تھا، مہک نے اسے آج کہا تھا کہ زندگی ایسی تو نہیں

چل سکتی نااور شاید وہ ٹھیک کہہ رہی تھی ایک دھوکے باز انسان کے لیے وہ خود کو کیوں ازیت میں رکھے اب شاید وقت آگیا تھا پوری طریقے سے اس فریبی کی یادیں دل سے مٹا دینا۔

"ہاں میں نفرت کرتی ہوں تم سے۔" ویٹسن کا میسیج اسے یاد تھا، اس نے صرف پہلی اور آخری بار دیکھا تھا جبکہ اس کے فون میں اب تک سیو تھا لیکن اس کی دو بارہ ہمت نہیں ہوئی پڑھنے کی کیونکہ اسے معلوم تھا ایک ایک الفاظ اس کے دل میں خنجر گھوپیں گے۔

"نہیں تم جیسے شخص کے لیے میں خود کو نہیں رلا سکتی۔" اس نے تیزی سے آنسوں پونچھے اور بریسلیٹ لے کر کمرے کے کونے میں رکھے کچرے کے ڈبے کے پاس گئی، پاؤں سے ڈھکن کھولا اور بریسلٹ کو ایک آخری بار دیکھ اس نے اپنی انگلیوں سے چھوڑ دیا اور وہ کچرے کے ڈھیر میں گر گیا۔

اس نے پاؤں ہٹایا اور واپس شیشے کے سامنے آئی اور گہری سانس لی، اسے اب بہتر محسوس ہو رہا تھا، اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اپنے سلوٹوں والی کرتی جھڑکتی ہوئی باتھ روم میں گھس گئی۔

☆☆☆☆☆☆

"سنیے؟" سِلا نے اسے پکارا جو بیڈ پر نیم دراز سنجیدگی سے فون پر مصروف تھا۔

"ہوں؟" سِلا کپڑے طے کر کے الماری میں لگا رہی تھی۔

"وہ.... وہ امی جان کہہ رہی تھی کہ ہماری شادی کو ایک مہینا ہو گیا ہے تو ہمیں کہی باہر..... "اس کی بات پوری ہوتی کہ وہ غصہ سے بول پڑا۔

"دماغ خراب ہے تمہارا زے کی حالت دیکھ رہی ہو اور ایسے میں تمہیں لگتا ہے میں ہنی مون مناتا پھروں گا۔" اس نے اس کے ڈانٹنے کا برا نہیں مانا تھا کیونکہ وہ جانتی ہے کہ وہ پہلے سے ہی کتنی زہنی الجھن کا شکار ہے۔

"میں جانتی ہوں لیکن میری پوری بات سنیں۔" وہ نرمی سے بولی۔

"میں نے بھی امی جان کو یہی کہا تھا میں خود بھی نہیں جانے کا سوچ سکتی لیکن پھر انہوں نے مجھے کہا کہ صرف میں اور آپ نہیں ہم علیزے کو بھی لے کر چلیں گے دانیال بھائی اور مہک بھی ہوں اسے علیزے کو ایک نیا ماحول ملے گا اس کا دھیان بھٹکے گا وہ بہتر محسوس کرے گی۔" سِلا نے بتایا۔ وہ سوچنے لگا۔

"ہاں یہ ہو سکتا ہے۔" وہ موبایل ایک طرف رکھتے ہوئے بولا تو سِلا مسکرائی۔

"تو پھر میں بات کروں علیزے سے؟" سِلا نے پوچھا۔اس نے جلدی سے نفی میں سر

ہلایا۔

"نہیں تم نہیں میں کروں گا بات۔"

"ٹھیک جیسا آپ بہتر سمجھیں۔" وہ کندھے اچکا گئ۔

"اچھا یہ پہنوں یا یہ؟" کچھ منٹ بعد اس نے اپنے دو جوڑوں میں سے پوچھا۔عدیب

نے پہلے اس کے مختلف رنگ کے دو جوڑوں کو دیکھا پھر اس کو جو اس کے جواب کی

منتظر تھی۔

"اب یہ کیا چونچلے بازی ہے۔" وہ آنکھیں گھماتا ہوا بڑبڑایا۔سِلا نے الجھ کر دیکھا۔

"تم کچھ بھی پہن لو ہر رنگ تمہارے اپر جچتا ہے۔" وہ جان چڑھانے والے انداز میں

بولا۔سِلا شرمادی جبکہ وہ سانس بھرتا ہوا علیزے سے بات کرنے کے بارے میں

سوچنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

"شاہ تم ابھی بھی سوچ لو تم واقعی ملنے جا رہے ہو اسے؟" جیپ میں بھیٹے رستے میں ہی سمیر نے ایک بار پھر تسلی کے لیے پوچھا لیکن اب کی بار شاہ زیب نے اسے غصہ سے گھورا تو وہ گڑ بڑا گیا۔

"میرا مطلب کیا ضرورت ہے اس گھٹیا انسان کے منہ لگنے کی؟" وہ جلدی سے بولا۔

"ضرورت ہے دماغ خراب کرر کھا ہے ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی گری ہوئی حرکت کرتا ہے نقصان پر نقصان کرنے پر تلا ہے بابا جان بہت پریشان ہے صرف اور صرف اس کی وجہ سے اب تک رکا تھا لیکن اب پانی سر سے اپر چڑھ چکا ہے اس کے نقصان کی بھرپائی اب ہم نہیں کریں گے وہ خود کرے گا۔" وہ شہروز مخسید کے ٹھکانے پہنچ چکا تھا، بریک لگاتے ہوئے اس نے ساتھ اپنی بات ختم کی اور اترا۔

"ہاں لیکن کول رہنا گرم دماغ نہ کرلینا وہ پوری کوشش کرے گا تجھے غصہ دلانے کی۔" سمیر نے اسے سمجھایا۔

"میں نے کتنی بار کہا ہے مجھے کیا کرنا کیا نہیں یہ کوئی نہ بتائے تو زیادہ بہتر ہے۔" وہ نیلی آنکھوں سے کڑے لہجے میں کہتا ہوا اندر چلا گیا جبکہ سمیر نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"صاحب آپ؟" ان دونوں کو اندر آتا ہو ادیکھ شکیل ان کے پاس آیا۔

"کہاں ہے تمہارا سائیں؟" سمیر نے پوچھا۔

"جی وہ تو یہاں موجود نہیں ہے پاس والے گاؤں گ ئے ہیں۔" شکیل نے بتایا۔

"کس بِل میں چھپا ہے چوہا؟" شای زیب نے دانت پیستے پوچھا۔ وہ چونک گیا۔

"جی وہ نہیں......" شاہ زیب نے دھاڑ کر اس کی بات کاٹی۔

"سچ سچ بتا کدھر ہے؟" سمیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، شکیل نے تھوگ نگلتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"پتہ نہیں صاحب۔" وہ ڈر کر بولا۔

"شاہ وہ صحیح کہہ رہا ہے باہر اس کے بندے بھی نہیں ہیں۔" سمیر نے کہا۔ شاہ زیب نے شکیل کو خوخار نظروں سے دیکھنا بند کیا کیونکہ واقعی باہر شہروز مخسید کے ساتھ سائے کی طرح رہنے والے بندے غایب تھے۔

"اور بھئ بڑے بڑے لوگ آئے ہیں۔" کسی کی پیچھے سے آتی ہوئی آواز پر دونوں چونکے اور جب پیچھے مڑ کر دیکھا۔ شاہ زیب کے ساتھ ساتھ سمیر کا بھی خون کھول گیا۔

☆☆☆☆☆☆

"ارے میں پوچھتی کیا برائی ہے میری نند کے بیٹے میرے بھانجے میں ہاں؟" آج پھر وہی ذکر چھڑا ہوا تھا جس سے لیلیٰ کوسوں دور بھاگتی تھی۔ مدیحہ بخت نے آج اسے پکڑ بٹھالیا تھا اور اسے ان جواب مانگ رہی تھیں جو وہ ہمیشہ گول مول کر جاتی۔

"آپ کے بھانجے میں برائی ہی برائی ہے۔" وہ سڑ کر بولی۔

"ایں کوئی ایک بھی گنوا دے اچھا بھلا خوش شکل پڑھا لکھا اور اچھی کمائی والا ہے۔" وہ تو حیران ہی رہ گئی تھیں۔

"امی جان خوش شکل پڑھائی یا پیسہ ہی نہیں دیکھا جاتا اور بھی بہت کچھ دیکھا جاتا ہے۔" وہ آخری بات پر آہستہ سے کسی کو سوچ کر مسکراتی ہوئی بولی۔ وہ چونک گئیں۔

"کیا دیکھا جاتا ہے ہاں سچ سچ بتا لیلیٰ کیا چل رہا ہے دماغ میں ہاں ایسا کون مل گیا ہے جس میں زرخاب کے پر لگے ہیں؟"

"زرخاب کے پر تو آپ کے بھانجے میں بھی نہیں لگے شکل سے ہی لچھا لفنگا لگتا ہے۔" وہ تپی ہوئی بولی۔

"خبادار خبادار اگر اور کچھ بولی ہو یہ جوتی اٹھا کر میں نے مارنی ہے۔" وہ پاؤں سے چپلیں نکالتی ہوئی بولیں۔ وہ اچھل کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیکھو اماں آپ ٹھیک نہیں کہہ رہی یہ زیادتی ہے۔" وہ اپنا رنگین دوپٹا سنبھالتی ہوئی بولی۔

"ادھر آ زیادتی کی بچی۔" وہ کھڑی ہوئی۔ وہ بھاگنے لگی جب اندر آتا عمر منظر دیکھ اپنی ہنسی قابو نہ کر پایا۔

"خدا کا خوف کرو باجی اب تک اماں کی جوتیاں کھاتی ہو۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔ لیلیٰ نے برابر رکھا واس اٹھا کر اس کو مارنا چاہا جب وہ چلایا۔

"امی جان یہ دیکھیں باجی مجھے اس دنیا رخصت کر رہی ہیں۔"

"ادھر رکھ رکھ اسے ورنہ میں نے جوتی لگانی ہے۔" وہ چلائیں۔ اس نے روتی شکل بنائے واس رکھ دیا۔

"اماں آپ اس کو نہیں دیکھتی بس ہر وقت میرے پیچھے پڑا رہتا ہے۔" وہ دکھ سے بولی۔

"تو یہ سب چھوڑ یہ بتا کہ کون ہے ہاں کس کے پیچھے گھوم رہی ہے؟" لیلیٰ نے نظریں چرائیں۔

"بھئی ایسی کوئی بات نہیں بس مجھے آپ کا وہ چھچھورا بھانجا نہیں پسند۔" عمر ہنسی دبائے اس کے پیچھے آ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"شادی تو تیری اسی سے ہی ہونی ہے۔" مدیحہ بخت نے کہا۔ وہ حیران ہو گئی، عمر کو دیکھا جو دانت نکال رہا تھا۔

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے لیکن میں بھی بتا رہی ہوں امی جان اگر میرے ساتھ کسی نے زور زبردستی کرنے کی کوشش کی تو میں زہر کھا لوں گی۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ مدیحہ بخت نے پھر جوتی اٹھائی۔

"نہیں......." وہ چلاتی باہر بھاگنے لگی جب اندر آتی ہوئی مہرون نساء سے ٹکرا گئی اور ان کے پیچھے چھپ گئی۔

"ممانی جان دیکھیں یہ اپنی جوان بیٹی پر کیسا ظلم و ستم کر رہی ہیں۔" عمر کا قہقہہ گونجا جبکہ مدیحہ بخت غصہ سے اس کی طرف بڑھیں۔ وہ چلائی۔

"ارے ارے آپا کیا ہو گیا ہے؟" مہرون نساء نے انہیں روکا۔

"بھابھی جان تم راستے سے ہٹ جاؤ میں اس کی ہڈی پسلی ایک کر دوں گی۔" وہ غصہ سے بولیں۔ لیلیٰ مزید مہرون نساء کے پیچھے چھپ گئی۔

"کیا ہو گیا ہے آپا اب وہ بچی نہیں رہی ہے اس طرح تو نہ پیش آئیں آپ ادھر آئیں ادھر آ کر بھیٹیں اور مجھے بتائیں کیا ہوا؟" وہ ان کو سمجھاتی ہوئی بستر پر لے آئیں اور

انہیں بھٹا کر پوچھا، لیلیٰ نے دانت نکالتے ہوئے عمر پر حملہ کرنا چاہا لیکن وہ پہلے ہی کمرے سے بھاگ گیا۔

"تو صحیح تو کہہ رہی ہے بچی آپ زبردستی تو نہ کریں۔" مدیحہ بخت نے بتایا۔ مہرون نساء نے یہ کہا۔

"ارے ایسے کیسے نہ کریں یہ تو عقل سے پیدل دیوانی ہے اس کا بھلا میں نہیں دیکھوں گی تو کون دیکھے گا؟" لیلیٰ کی آنکھیں پھٹ گئ۔

"ممانی جان میں آپ کو عقل سے پیدل دکھتی ہوں؟" وہ روتی صورت بنائے مہرون نساء سے پوچھنے لگی۔ وہ ہنس دیں۔

"نہیں بیٹا آپ تو سمجھدار ہو۔" وہ مسکرادی۔

"اور آپا آپ ایسے بچی کے ساتھ پیش آئیں گی تو کیسے چلے گا؟"

"بیٹا مجھے بتاؤ آپ کو کوئی اور پسند ہے؟" ان کی بات پر لیلیٰ چونک گئی تھی، اس نے زبان خشک ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

☆☆☆☆☆☆

"او منھنجا خدا۰ س جیہ°و°یر آیو آھی۔"(اوہ میرے خدا دیکھو کون آیا ہے) شہروز مخسید کا چھوٹا بھائی آویز مخسید چلتے ہوئے ان کے سامنے آیا، سمیر نے غصہ سے اسے دیکھا جبکہ شاہ زیب کے تاثرات تنے ہوئے تھے۔

"اوہ شکیل کچھ کا۰و°مشروب کا انتظام کر۔"وہ شکیل سے بولا تو اس نے سر ہلایا اور تیزی سے اندر کی جانب چلا گیا۔

"ہم یہاں دعوت کھانے نہیں آئے ہیں ہم بس تیرے بھائی سے ملنے آئے تھے آئے تو سمجھا دینا کہ ہم سے دور رہ پہلے ہی وہ نقصان کر چکا ہے اگر ہم نے جواب میں کچھ کیا تو پچھتائے گا۔"سمیر بولا، شاہ زیب ویسے ہی خاموش کھڑا تھا۔

"۰ا ءنے آپ لوگوں کا نقصان کیا کیوں؟"وہ حیرت سے بولا۔ سمیر نے شاہ زیب کو دیکھا اور شاہ زیب نے نفی میں سر ہلا کر سمیر کو۔

"سمیر میرا اسے منہ لگنے کا کوئی خاص ارداہ نہیں ہے چلو یہاں سے۔"شاہ زیب کہہ کر مڑتا ہوا جانے لگا جب آویز مخسید کی آواز پر رکا۔

"منہ لگنے کا شوق نئی نویلی زال سے ہو گا اب تو۔"وہ ہاتھ پیچھے لے جا کر گدی کو کھجاتے ہوئے چہرے پر کمینی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ شاہ زیب کے قدم تھم

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

گ ئے، سمیر نے حیرت سے اسے دیکھا پھر ڈر کر شاہ زیب کو جس کی گردن کی رگیں تن گئیں تھیں۔

"تیری ہمت کیسے......." وہ تیزی سے پیچھے مڑا اور اسے پہلے وہ کھینچ کر اس کے گال پر نشان چھوڑتا ہوا شہروز مخسید اچانک بیچ میں آگیا، سمیر نے جلدی سے اسے پیچھے گھسیٹا۔

"شاہ دماغ ٹھنڈہ رکھو۔" سمیر چلایا۔

"خبادار اگر میرے ·ا ء کو ہاتھ بھی لگایا۔" شہروز مخسید غصہ سے بولا، آویز مخسید جو ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوا تھا بھائی کی موجودگی دیکھ سینہ چوڑا کر کے آگے آگیا۔

"اس کتے کو باندھ کر رکھ ورنہ کسی دن تیرے اس مکان کے باہر اس کی لاش پڑی ہوگی۔" وہ دانت پر دانت جمائے بولا۔ شہروز مخسید نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"بڑا ہی گرم خون ہے۔" وہ ہاتھ اٹھا کر واہ کرنے والے انداز سے بولا، سمیر نے آنکھیں بند کر کے کھولیں اور شاہ زیب سے مخاطب ہوا۔

"چلو یہاں سے بات کو بڑھانا چاہ رہے ہیں یہ لوگ۔" شاہ زیب نے ان دونوں کی طرف دیکھا اس کے ہاتھ جھٹکے اور انگلی اٹھا کر بولا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے تجھے پہلے بھی تشبیہہ کیا تھااور اب بھی کر رہا ہوں خود کو اور اس پلے کو قابو میں رکھ ورنہ اس کا انجام بہت خطرناک ثابت ہو گا۔" وہ کہتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے باہر نکل گیا۔

"آئی سمجھ؟" سمیر نے بھی غصہ سے کہا۔

"ای و۔" شہروز مخسید ہاتھ اٹھا کر اشارے سے اسے جانے کا کہا۔ وہ ان کو نظر انداز کرتا تیزی سے شاہ زیب کے پیچھے نکل گیا جب پیچھے آویز مخسید داڑھی پر ہاتھ پھیرتا ہوا بھائی کے پیچھے سے نکلا۔

"مون کي ھن جي ٰمزوري ياد آھی۔" (مجھے اس کی کمزوری معلوم ہو گئی ہے) وہ بولا۔ شہروز مخسید نے چونک کر اس کو دیکھا۔

"ٰیم؟" اس نے پوچھا تو وہ کمینگی سے مسکراتا ہوا اپنی زبان میں گنگناتا ہوا باہر جانے لگا جب اندر آتے ہوئے شکیل سے ملا جو ہاتھ میں ٹرے لیے ہوئے تھا جس پر مشروب کے دو گلاس تھے۔

"یو۔" وہ دو گلاس اٹھاتا پیتے ہوئے باہر نکل گیا جبکہ شکیل الجھا ہوا کھڑا رہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زے تمہیں پتہ ہے آج میں نے دانی کو ایسا ہرایا ایسا کہ مزا آ گیا۔" وہ دونوں علیزے کے پاس بھیٹے تھے اور اس بار بھی وہ علیزے کا دھیان بھٹکا رہے تھے جو خاموش سر جھکائے گہری سوچ میں گم تھی۔

"جھوٹی میں بتاتا ہوں میں جان بو کھ کر ہارا تھا۔" دانیال فوراً بولا۔

"بیٹا جب ہارتے ہیں نا تو یہی کہا جاتا ہے کہ جان بوجھ کر ہارا تھا۔" مہک نے بری سی شکل بنائے اس کی نقل اتاری۔

"تم لوگ واپس کب جاؤ گے؟" دانیال کچھ کہتا کہ علیزے نے سنجیدگی سے پوچھا۔ وہ دونوں چونکے۔

"واپس؟" مہک نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"ہاں واپس اپنے گھر شہر کب تک یہاں رہو گے تم لوگوں کی پڑھائی کا لوس نہیں ہو رہا؟ "

"زے ہمیں پڑھائی کی فکر نہیں تمہاری فکر ہے۔" مہک نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ اس نے ہاتھ پیچھے کر کے نفی میں سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں اب ٹھیک ہوں مجھے اب سوگ جاری رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے تم لوگ کل ہی واپس شہر روانہ ہو جاؤ اور میں بھی ڈیڈ سے بات کروں گی واپس گھر جانے کی۔" دانیال نے مہک کو دیکھا۔

"یہی تمہارا گھر ہے۔" اندر عدیب کے ساتھ آتی ہوئی سِلا بولی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"یہ حویلی میرا گھر نہیں ہے نہ ہی ہم میں سے کسی کا۔" آخری جملہ پیچھے آتے عدیب کو دیکھ کہا تھا، سِلا نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر خاموش ہو گئی۔

"دانی مہک تم لوگ جاؤ ایسے ہم سب کی زندگیاں رک نہیں سکتی میری بھی یونی ورسٹی کی چھٹیاں پوری ہو گئی ہیں۔" وہ بولی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہے زرے کب تک ایسی رہیں گے لیکن اپنے اپنے گھر لوٹنے سے پہلے کیوں نا وعدہ پورا ہو جائے؟" عدیب اس کے برابر بھیٹتا ہوا بولا سب نے اسے الجھ کر دیکھا۔

"ارے بھول گ ئے ہمارا پاکستان ٹور؟" اس نے سب کو یاد دلایا۔

"اوہ ہاں اسے کیسے بھول سکتے کتنی پلاننگ کی تھی میں نے۔" دانیال بیچارگی سے بولا۔

"میں نے تو پیکنگ بھی کرلی تھی میرے کمرے میں اب تک بیگ پیک رکھے ہیں۔"

مہک بھی بولی۔

"بھائی لیکن...."علیزے نے کچھ کہنا چاہا۔

"کیا لیکن اور تم نے ہی کہا تھا زے کہ اب تم اس شخص کے لیے مزید رونا نہیں چاہتی تو کس بات کا سوگ چلو اٹھو اور تیار ہو جاؤ ہم کل ہی واپس شہر جا رہے ہیں اور واپسی میں ٹور رہیں نا سِلا؟"اس نے سِلا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"ارے واہ ایک اور پارٹنر مزا آجائے گا۔"دانیال جوش سے بولا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اس جیسے انسان کے لیے میں خود کو کیوں مزید تکلیف دوں۔"اس کے لہجے میں نفرت تھی،بے بسی تھی کاش وہ یہاں ہوتا تو اس کا گریبان پکڑ کر اسے اپنے سوالوں کے جواب لے سکتی،اسے بدلہ لے سکتی،کچھ کر سکتی لیکن شاید کوئی راستہ نہیں تھا اسے بدلہ لینے کا خود کو اس پچھتاوے سے باہر نکالنے کا۔

"تو پھر یہ طے رہا ہم کل ہی واپس گھر جا رہے ہیں میں رایمہ اور یوج کو بتا کر آتی ہوں۔"

مہک جوش سے اٹھی اور مسکراتے ہوئے باہر نکلنے لگی جب ہڑبڑی میں اندر آتی ہوئی رایمہ سے ٹکرائی۔

"ارے واہ رایمہ میں تمہارے پاس ہی آرہی تھی تمہیں پتا "......

"ڈیڈ کی طبیعت بگڑ گئ ہے انہیں ہسپتال لے کر جا رہے ہیں۔" وہ گھبرا کر بولی۔ اندر بھیٹے سارے افراد چونک گ ئے اور علیزے اسے لگا وہ پھر کسی اور کو کھو دے گی۔ وہ تیزی سے کھڑی ہو کر باہر بھاگی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ حویلی داخل ہوا تھا اور سیدھا کمرے میں گیا، ماورہ جو بستر سے کپڑے اٹھا کر طے کر رہی تھی چونکی، وہ ماورہ کو نظر انداز کرتا بیڈ کے ایک سایڈ پر آ کر لیٹ گیا اور آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

"یہ ہمیشہ کمرے میں آ کر ایسی سو جاتے ہیں؟" وہ چونک کر اسے دیکھتے بڑبڑائ تو شاہ زیب نے بازو سے ہاتھ ہٹا کر اس کو دیکھا جو یک دم گڑبڑا گئ تھی۔

"ہ°؟" اس نے بھنویں اچکا کر اسے سنجیدگی سے دیکھ پوچھا۔ اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

ھیٔ°نہ۔" (کچھ نہیں) شاہ زیب نے واپس آنکھوں پر بازو رکھ لیا، اس نے سکھ کا سانس لیا۔

وہ چند منٹ تک ایسے ہی لیٹا رہا جب ماورہ نے نظریں چراتے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا، سفید شلوار قمیض پر سلوٹیں تھیں، ہاتھ میں چین جیسا کچھ تھا، چپلوں کے ساتھ ہی وہ لیٹا تھا اور چہرہ ہلکا ہلکا نظر آرہا تھا، وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھے جارہی تھی۔

"اگر دیکھنا ہو گیا ہو تو پنکھا کھول دو۔" وہ ویسے ہی انداز میں لیٹا ہوا بولا۔ وہ اتنا شرمندہ ہوئی کہ ہاتھ میں پکڑے کپڑے نیچے گر گئے۔

"دوی°ب°ہ وموندل؟" (ان کو کیسے پتہ چلا) وہ سوئچ پر بٹن دباتی بڑبڑائی تب شاہ زیب نے بازو سے ہاتھ ہٹایا۔

"°مکہ چ°زہ غو°ونہ او ستر °°لرم۔" (کیونکہ میرے کان اور آنکھیں ہیں) وہ اس کو دیکھ سنجیدگی سے بولا۔ وہ پھر ہڑبڑا گئی اور تیزی سے کپڑے لے کر الماری کے پاس آئی اور اس کو بامشکل نظرانداز کرتی کپڑے ٹھونسنے لگی جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔

وہ اس کو یہ نہ بول سکی کہ اس کی آنکھوں پر بازو تھا وہ بند تھیں، اسے پوچھنا تھا لیکن وہ پوچھ لے ایسا ہو نہیں سکتا تھا۔

اس کے ہاتھ سے کپڑے گر گئے، اس نے ہڑبڑا کر پیچھے مڑ کر اس کو دیکھا جو اس کی ہڑبڑاہٹ ہی دیکھ رہا تھا۔

"وہ یہ...."اس نے نیچے گرے کپڑوں کو دیکھا پھر جلدی سے کپڑے اٹھائے دوبارہ اندر ٹھونسے اور بامشکل الماری بند کیے باہر بھاگنے لگی جب بیڈ کے پایدے سے ٹکرائی۔

"آہ..."ایک سسکی نکلی، شاہ زیب اٹھ کر بھیٹا اور اسے مزید غصہ سے دیکھا جو بے وقوفیوں پر بے وقوفیاں کر رہی تھی۔

"میں وہ...."اس نے شاہ زیب کو دیکھا اور پھر جلدی سے پھر باہر بھاگنے لگی تب اس کی چادر اٹک کر ساتھ رکھے گلدان پر ڈلے نقلی پھلوں کی لڑی سے الجھی، وہ رک گئی، اس کی چادر سرکنے لگی جب شاہ زیب نفی میں سر ہلاتا ہوا اٹھا، اس کا دل چاہا کہ یہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے، اتنی شرمندگی؟

وہ اٹھ کر گلدان کے پاس آیا اور دھیرے سے اس کی اٹکی چادی نکالی، اس نے جلدی سے پھر صحیح سے پہنی اور پھر بھاگنے لگی جب اس کی آواز آئی۔

"ٹھہرو۔"وہ اس کی جانب پشت کیے رک گئی اور آنکھیں بند کرتی ہوئی خود پر ملامت کی۔

"پاگل ہو گئی ہو؟"وہ اس کے سامنے آیا اور پوچھا۔ وہ سر جھکا گئی۔

"مجھ سے کیوں بھاگ رہی ہو؟"وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ ماورہ نے تھوک نگلا۔

"میں وہ می..... "اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن کہہ نہیں پائی۔

"میں وہ میں کیا؟" شاہ زیب نے پوچھا اور ایک قدم اس کے قریب آیا، ماورہ کو لگا اس کا دل رکنے والا ہے۔

"ادھر دیکھ کر بات کرو مجھ سے۔" وہ اپنی نیلی آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ وہ یہ نہ کہہ سکی کہ اس کی اتنی جرت نہیں ہو سکتی۔

"اپر دیکھو۔" وہ پھر سختی سے بولا۔ اس نے ڈر کر چہرہ اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"سنبھل کر رہا کرو۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر اس کے سر پر سے سرکتی ہوئی چادر ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ وہ سن ہو گئی، اس نے پہلی بار ماورہ کو چھوا تھا۔

"اور میں کوئی ڈراؤنی چیز نہیں ہوں جو تمہیں کھا جاؤں گا یار۔" وہ نارمل انداز سے بولا۔ ماورہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی لیکن وہ چھپا گئی تھی اور جلدی سے چہرہ نیچے جھکا لیا، وہ زیادہ دیر اس کی نیلی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتی تھی اور اس کے مطابق یہ جرت کوئی نہیں کر سکتا کم از کم جس کے ساتھ اس کا اس طرح کا رشتہ ہو وہ تو بالکل نہیں!

"مسکرا سکتی ہو تم میرے سامنے۔" وہ دوبارہ بولا۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

"آپ کو سب کیسے پتہ چلا جاتا ہے؟" وہ بے اختیار بول گئی پھر احساس ہوا تو گھبرا کر چہرہ واپس جھکا لیا۔

"معلوم نہیں لیکن باقیوں کے لیے یہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔" اس نے ماورہ کی معلومات میں اضافہ کیا۔ وہ مزید گھبرائی۔

"چھوٹے بابا جلدی سے آجائیں وہ....." ملازم دروزے پر دستک دیتا ہوا پریشانی سے بولا۔ شاہ زیب اور ماورہ چونکے، وہ تیزی سے باہر نکل گیا جبکہ پیچھے ماورہ کے چہرے کی چمک اور مسکراہٹ دیکھنے کے لائق تھی۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ڈاکٹر صاحب اب کیسے ہیں بھائی جان اور کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے نا؟" ڈاکٹر کے باہر نکلتے ہی سب کھڑے ہو گئے، دلاور بخت نے پریشانی سے پوچھا تو وہ بولے۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے بس میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا کہ وہ ہارٹ پیشنٹ ہے کسی بھی قسم کی پریشانی اور صدمے سے دور رکھیے گا شاید اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کا بلڈ پریشر بالکل لو اور شوگر ہائی ہو گئی تھی میں نے کچھ دوایاں لکھ دی ہیں آپ یہ لے آئیں انشاللہ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔" انہوں نے کہتے دوائی کا پرچہ بڑھایا تو ساتھ کھڑے عدیب نے فوراً تھام لیا اور تیزی سے نکل گیا۔

پاس کھڑی علیزے گرنے والے انداز سے بھیٹ گئ، مہک نے اسے تھاما۔

"میری وجہ سے ہوا ہے۔" وہ بڑبڑائ، مہک نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے ہی انہیں دکھ دیا ہے میں نے ہی ان سے آج فضول باتیں کی تھی میں ہی ان کے آگے رو گئ تھی میں نے ہی اپنی قسمت کا ماتم کیا تھا سب میری وجہ سے ہوا ہے۔" وہ روتے ہوئے بڑبڑائی۔ مہک اسے اپنے سے لگاتی ہوئی چپ کروانے لگی۔

"بھابھی جان آپ اماں جان کو کیوں لائ ہیں آپ سب گھر پر رہتے میں اور عدیب بچیوں کے ساتھ بھائ جان کو لے کر آجاتے؟" دلاور بخت نے مہرون نساء سے پوچھا۔ وہ بولیں۔

"وہ بہت ضد کر رہی تھی ہم انکار نہیں کر سکتے انہیں بھائ جان سے ملنا ہے۔" مہرون نساء کے کہنے پر نا چاہتے ہوئے بھی دلاور بخت انیلا بخت کو انور بخت کے پاس لے گ ئے، پیچھے مہرون نساء بھی چلی گئیں۔

"زے چپ کر جاؤ پلیز۔" مہک نے خود سے لگی سسکتی ہوئی علیزے سے کہا۔ وہ روتے ہوئے اسے الگ ہوئ۔

"تمہاری وجہ سے کچھ نہیں ہوا ہے یہ سب صرف آزمایش ہے صبر سے کام لو چاچو ٹھیک ہو جائیں گے۔" اس نے اس کے آنسوں پونچھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"زے اٹھو چلو حویلی۔" عدیب آکر علیزے سے بولا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں ڈیڈ کے بنا کہی نہیں جاؤں گی۔"

"زے پاگل مت بنو تمہاری حالت دیکھو بالکل ٹھیک نہیں ہے حویلی چلو میرے ساتھ ڈیڈ آج ہی آجائیں گے۔"اس نے سمجھایا۔

"دیب ٹھیک کہہ رہا ہے چلو حویلی یہاں رکنے کا کوئی فایدہ نہیں۔"مہک نے بھی کہا۔

"ڈیڈ ٹھیک ہو جائیں گے نا؟"اس نے بڑی آس سے عدیب سے پوچھا۔عدیب نے لب بھینچ سر اثبات میں ہلایا۔

" بالکل ٹھیک ہو جایں گے لیکن اس کے لیے تمہیں ٹھیک ہونا ہو گا چلو حویلی اور واپس سے علیزے انور بن جاؤ۔"وہ علیزے کو اٹھاتا ہوا مہک کے ساتھ واپس حویلی لے جانے لگا اور ساتھ اسے سمجھانے لگا کہ اسے اب خود کو سنبھالنا ہو گا ڈیڈ کے خاطر ہی سہی!

☆☆☆☆☆☆

"میرا بچہ کیسا ہے؟"انیلا بخت نے روتے ہوئے انور بخت سے پوچھا جو بستر پر لیٹے تھے۔

"اماں جان آپ کیوں آئی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔"انور بخت نے کہا۔انہوں نے اسے غصہ سے دیکھا۔

"تیرے سے تو بھلی ہوں خود کو دیکھ ہر آئے دن ہسپتال میں ہوتا ہے یہ بھی نہیں سوچتا بوڑھی ماں پر کیا گزری جب وہ خود کے بیٹے کو ہی اس حالت میں دیکھے گی۔"وہ ڈانٹتے ہوئے بولی۔وہ سوچ میں پڑ گ ئے۔

"میں باہر بچیوں کو دیکھ کر آتا ہوں۔"دلاور بخت مہرون نساء کو کہہ کر چلے گ ئے جو انیلا بخت کے برابر بھیٹی تھیں۔

"کیا ہوا ہے کیا چیز ہے جو تجھے اندر ہی اندر کھا رہی ہے اپنی ماں سے مت چھپا۔"وہ بولیں۔انور بخت اچانک رو دیے اور انیلا بخت کو لگا ان کا دل ہلک سے باہر آجائے گا۔

"اماں جان سنبھالیے خود کو اور بھائی جان کیا ہو گیا ہے۔"مہرون نساء جلدی سے بولیں۔

"اماں جان میں اپنی علیزے کو ایسے نہیں دیکھ سکتا۔"انہوں نے انیلا بخت کے ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے کہا۔وہ بھی رو دیں۔

"زوئی میں جانتی ہوں ہماری عین...... "وہ بول نہ سکیں اور رودیں، کتنا تکلیف ذدہ منظر تھا باپ اور ماں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے رو رہے تھے، مہرون نساء کی بھی آنکھوں میں آنسوں آگ ۓ۔

"اماں جان مجھے معاف کردیں عین آپ کی امانت تھی میں نے خیانت کرنی چاہی اور دیکھیں کیا سِلا ملا۔ "وہ معافی مانگنے لگے۔انیلا بخت نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں میرے بچے تو نے وہی کیا جو اس وقت کوئی بھی باپ کرتا۔"

"اماں جان پلیز میری علیزے کی جھولی میں پھر سے خوشیاں ڈال دیں ایک باپ اپنی بیٹی کو ایسے نہیں دیکھ سکتا جب وہ روتی ہے میرے سامنے تو مجھے لگتا میرا کلیجہ باہر آجائے گا۔ "انہوں نے ان کے ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیے اور روتے ہوۓ گڑ گڑانے لگے۔

"سنبھالیے خود کو بھائی جان۔ "مہرون نساء روتی ہوئی بولیں۔

"اماں جان آپ سے ایک التجا کروں؟ "انہوں نے اچانک کہا۔روتی ہوئی انیلا بخت نے سر ہلایا۔

اور پھر جو انہوں نے کہا اس کو سن کر صرف انیلا بخت ہی نہیں مہرون نساء بھی ششدر رہ گئی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

"کیا یہ کیسے ممکن ہے؟" سلماں بخت نے حیرانی سے دلاور بخت سے پوچھا جو ابھی ابھی حویلی آئے تھے اور ساتھ ہی انہوں نے سلماں بخت کو انیلا بخت کا لیا ہوا فیصلہ سنایا تھا جسے سن کر انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

"کیا کیسے ممکن نہیں ہے؟" انہوں نے اپنی کوٹی اتارتے ہوئے پوچھا۔ انہیں سلماں کا سوال پسند نہیں آیا تھا۔

"میرا مطلب ہے یہ تو غلط بات ہے ناانصافی ہے۔" وہ پریشانی سے بولیں۔

"غلط بات اور کیسی ناانصافی اس چیز کی اجازت ہمارا مذہب دیتا ہے۔" وہ کرسی پر بھیٹ ساتھ بولے۔

"ہاں میں جانتی ہوں لیکن انہوں نے ہی پہلے انکار کیا تھا وہی پیچھے ہٹے تھے ورنہ یہ تو بچپن سے طے تھا۔" وہ ان کو پانی کا گلاس دیتی ہوئی بولیں۔

"پہلے کی صورتِ حال میں اور اب کی موجودہ حال میں بہت فرق ہے۔" انہوں نے پانی پیا اور گلاس واپس سلماں بخت کو دیا جنہوں نے ان کی بات سنتے گلاس میز پر رکھ دیا۔

"کیا بچیں مانیں گے؟" انہوں نے ان کے سامنے بھیٹتے ہوئے تفکر سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"بالکل مانیں گے مجھے نہیں لگتا کسی کو اعتراض ہو گا یا کسی کو ہونا چاہیے آخر یہ فیصلہ ابھی کا نہیں سالوں پہلے کا ہے۔ "

"ہاں لیکن اب سب ویسا نہیں رہا ایک مہینے پہلے ہی اماں جان نے خود ہی فیصلہ لیا تھا جو پورے گاؤں کے سامنے پورا ہوا تھا ایسے میں یہ فیصلہ مجھے نہیں لگتا ٹھیک ہو گا اس میں سوال دو زندگیوں کا نہیں تین زندگیوں کا ہے یہ ناانصافی ہے۔" وہ اب بھی مطمعین نہیں تھیں۔

"کوئی ناانصافی نہیں ہے جب اماں جان نے پہلے فیصلہ لیا تھا تب بھی کسی نے انکار نہیں کیا تھا اب لیا ہے اب بھی کوئی انکار نہیں کرے گا اور کسی کے ساتھ انصافی نہیں ہو گی اور تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے اس گاؤں میں یہ کوئی نئی بات ہے۔" وہ خفگی سے بولے۔ ان کو اس موضوع پر بحث کرنا بے بنیاد لگ رہا تھا۔

"لیکن حویلی میں تو نیا ہے نا اور یہ ہمارے بچوں کی زندگیوں کا سوال ہے کوئی معمولی بات نہیں ہے بہت بڑا فیصلہ ہے۔"

"وہ میں نہیں جانتا میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اماں جان نے یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر لیا ہے اور ہم میں سے کسی کو اعتراض نہیں ہے تمہیں ہے؟" انہوں نے پوچھا۔ سلماں بخت نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے کیا آج تک ان کے فیصلوں پر اعتراض ہوا ہے میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ اماں جان کے ہر فیصلے کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ "

"تو پھر؟"

"میں بس فکر مند ہوں کیونکہ یہ فیصلہ اتنا آسان نہیں ہے۔" وہ پریشانی سے بولیں۔

"سلماں فیصلے کوئی آسان نہیں ہوتے بس وقت صحیح نہیں ہوتا اور ابھی بھی وقت صحیح نہیں ہے مجھے پورا یقین ہے اماں جان کا یہ فیصلہ اس وقت کو بدل دے گا اور ہماری حویلی میں ٹھہرا رنج جلد ہی چلا جائے گا۔" وہ سوچتے ہوئے بولے۔

"اللہ پاک کرے ایسے ہی ہو اس فیصلے سے ہمارے بچوں کی زندگیوں میں اجالا آجائے مزید اندھیرا نہیں۔" وہ بھی سوچتے ہوئے ڈر سے بولیں تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

"زے خود کو سنبھالو یار تم ایسے نہیں بکھر سکتی۔" مہک نے اس کے آگے پانی کا گلاس کرتے ہوئے اسے پھر سمجھایا جو سسکیاں بھری جانے کب سے رو رہی تھی۔

"تم نے دیکھا نا مہک پہلے ویٹسن کی موت پھر اس کا کڑوا سچ اور اب ڈیڈ میں ایک دکھ سے سنبھلتی نہیں کہ دوسرا دروازے پر دستک دے دیتا ہے۔" وہ روتی ہوئی بولی۔ مہک کے آنکھوں میں بھی آنسوں آگ ئے۔

"صبر سے کام لو یہ کچھ وقت کی پریشانی ہے ہر اندھیرے کے بعد سویرا آتا ہے۔" اس نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کہا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"لیکن مجھے لگتا ہے یہ اندھیرا مزید گہرا ہوتا جارہا ہے اور سویرے کے امکان ہر گزرتے لمحے کے ساتھ کم ہوتے جارہے ہیں۔" مہک کچھ نہ کہہ سکی۔ وہ بس روتے ہوئے اس کے گلے لگ گئ۔

"تم اگر خود کو نہیں سنبھالو گی تو جب چاچو آئیں گے تو انہیں کیسے سنبھالو گی تم ٹھیک کہہ رہی تھی کہ وہ تمہارے غم کی وجہ سے ہی ٹوٹے ہیں اب تم ہی ان کو جوڑو گی۔" وہ اسے الگ ہوتی ہوئی بولی۔ علیزے نے تیزی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"میں کیسے؟" پھر اس نے پوچھا۔

"تم.... تم ان کا خیال رکھنا انہیں یقین دلانا کہ تم کافی حد تک بہتر ہو چکی ہو ان کے سامنے رونا نہیں خوش رہنا۔" مہک نے ادھر ادھر دیکھ سوچتے ہوئے جلدی جلدی کہا۔ اس نے بھی آنسوں پونچھتے ہوئے سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں ان کا بہت خیال رکھوں گی اور مہک ڈاکٹر نے کہا تھا اب ان کو اور کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے کیونکہ وہ ان کی صحت کے لیے بدتر ثابت ہو گا توسب ان کی بات مانیں گے انہیں کسی بھی قسم کا سٹرس نہیں دی گے۔" مہک نے تیزی سے سر ہلا کر اس کو ریلیس کرنا چاہا۔

"ہاں ویسا ہی ہو گا تم بس آرام کرو اور چاچو کا انتظار کرو اور ہاں اب پلیز مت رونا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" علیزے نے سر اثبات میں ہلا کر اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا یہاں کیوں بھیٹی ہو؟" وہ لان میں جھولے پر کھوئی ہوئی بھیٹی تھی جب سنجیدگی سے دانیال چلتا اس کے پاس آیا اور اس کے برابر بھیٹ گیا، اس نے غصہ سے اسے دیکھا اور اٹھ کر جانے لگی جب دانیال نے روکا۔

"رایمہ پلیز ابھی ان کچھ لمحے سب بھلا کر ہم دو دوست کی طرح بات نہیں کر سکتے جیسے پہلے کیا کرتے تھے؟" اس نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی بھیٹ گئی۔

"پہلے کا حوالہ نہ دیا کرو تو زیادہ بہتر ہے۔ "

"کیوں؟"

"تکلیف مزید بڑھ جاتی ہے۔" وہ خاموش ہو گیا، رائمہ چہرے پر موجود سختی کے ساتھ حویلی کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے علیزے کی پہلے ہی اتنی فکر تھی اور اب ڈیڈ بھی جانے کس کی نظر لگ گئی ہیں سب کچھ ہی اچانک ہو رہا ہے۔" وہ سامنے دیکھتے روتے ہوئے بولی۔ دانیال چونکا، ایسا نہیں تھا کہ اسے اپنے کہے پچھلے سخت جملے کا احساس ہوا تھا لیکن پھر بھی دانیال کو ایسا محسوس ہوا، وہ دھیمے سے مسکرایا پھر بولا۔

"فکر مت کرو جتنی تیزی سے سب بگڑا ہے اتنی تیزی سے سب سنور جائے گا۔" رائمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"جو بگڑا ہے وہ سنورنے والا نہیں ہے۔ "

"اور تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟" دانیال نے اچھنبے سے پوچھا۔

"کیونکہ کوئی جدا ہوا ہے اور جدا ہونے والے واپس نہیں ملتے خاص کر اگر وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہوں۔" رائمہ نے اس کی طرف دیکھ کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"تم نے درست کہا شاید جدا ہونے والے واپس نہیں ملتے کیونکہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہوتے ہیں جیسے ویٹسن زرے سے اور یہ واقعی تکلیف دہ ہے بلکہ بہت تکلیف دہ کیونکہ ان کے درمیان محبت تھی۔" دانیال نے سامنے حویلی کو دیکھا کہا۔ رایمہ بھی سامنے دیکھنے لگی۔

"لیکن ایک بات غلط کہی تم نے۔"

"کیا؟" رایمہ نے اس کی طرف دیکھا۔

"جدا ہونے والے مل بھی جاتے ہیں اگر وہ ساتھ ہوں۔" وہ اس کی نانب دیکھ کر بولا۔

"ساتھ ہونے سے پاس نہیں ہویا جاتا ایک بار جو جدا ہو گیا وہ واپس نہیں آیا جاتا چاہے وہ آپ کا اپنا عزیز انسان ہو یا پھر آپ کے دل سے جڑا احساس جو ایک بار جدا ہو گیا پھر واپس نہیں مل سکتا۔" دانیال مسکرایا۔

"ایک بار موقع تو ہر کسی کو ملنا چاہیے نا؟" وہ بولا، رایمہ کچھ کہتی کوئی چلتے ان کے قریب آیا۔

"دانیال آپ یہاں ہیں میں آپ کو کب سے ڈھونڈ رہی تھی۔" وہ لیلیٰ تھی، رایمہ نے دانیال کو دیکھا جو جلدی سے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا

جیسے کہہ رہا ہو پھر سے وہی غلط فہمی ہے لیکن رایمہ طنزیہ مسکرائی اور اپنے آنسوں پونچھتے ہوئے کھڑی ہوئی۔

"موقع جب جب دینے کے بارے میں سوچا بھی ہے تب تب وہی غلطی سامنے آجاتی ہے۔" وہ کہتے تیزی سے نکل گئی جبکہ دانیال جھٹکے سے کھڑا ہو کر اس کی پشت دیکھتا رہ گیا۔

"کیا ہوا آپ دونوں کے درمیان کچھ ہوا ہے؟" لیلیٰ نے پوچھا۔ اس نے لیلیٰ کو دیکھا اور پھر غصہ میں کچھ کہنا چاہا کہ پھر رک گیا۔

"آپ کس لیے ڈھونڈ رہی تھی مجھے؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہ مجھے آپ کو بتانا تھا کہ......" وہ رکی۔ دانیال نے الجھ کر اسے دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"دادی جان کیا ہوا آپ کی طبیعت کو؟" وہ تیزی سے اندر بستر پر لیٹی ہوئی انیلا بخت کے پاس آیا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

"آگیا میرا بچہ۔" انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی تو پاس کھڑی مہرون نساء نے انہیں سہارا دے کر بٹھایا، شاہ زیب ہمیشہ کی طرح ان کے پاس کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"امی جان کیا ہوا ہے دادی جان کو ہسپتال چلیں؟" اس نے پریشانی سے مہرون نساء نے پوچھا۔انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں بیٹا ہسپتال جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس بلڈ پریشر لو ہے۔" انہوں نے کہا تو اس نے فکر مندی سے انیلا بخت کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"آپ کو کتنی بار کہا ہے میں نے کہ اپنا خیال رکھا کریں اور میں نے سنا ہے آپ نے کھانا بھی کتنی دیر سے کھایا آپ کو معلوم ہے ناکہ ڈاکٹر نے خاص کہا ہے کہ آپ کو دوایاں وقت پر دی جائیں۔" وہ غصہ سے بولا۔انیلا بخت نے مہرون نساء کو دیکھا جو انہیں مسکرا کر دیکھنے لگیں۔

"اپنی دادی جان پر غصہ کرے گا اب؟" شاہ زیب نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"دادی جان؟" اس نے غصہ سے انہیں دیکھا۔وہ ہنس دیں۔

"اچھا مجھے یہ بتا تیرے ماورہ کے ساتھ تعلقات کیسے ہیں خوش تو رکھ رہا ہے نا اسے؟" انہوں نے پوچھا۔شاہ زیب نے سانس بھری،اندر آتی ہوئی ماورہ وہی رک گئی اور دروازے سے لگ گئی۔

"دادی جان وقت نہیں مل....." وہ اپنی بات پوری کرتا کہ مہرون نساء بول اٹھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"یہ کیا بات ہوئی شاہ وہ تمہاری کی بیوی ہے تم نے اسی کہ لیے سارہ وقت نکالنا ہے اور تمہارے پاس فرصت ہی نہیں ہے۔" مہرون نساء نے ڈپٹنے والے انداز میں کہا۔ شاہ زیب نے سر جھکا لیا۔

ماورہ بے صبری سے اس کو سننا چاہ رہی تھی۔

"جی اب میں پوری کوشش کروں گا۔" وہ سر اٹھا کر بولا۔ ماورہ مسکائی۔

"بیٹا تو اپنی دادی پر بھروسہ کرتا ہے؟" اچانک انیلا بخت نے پوچھا۔ اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"یہ کیسا سوال ہے دادی جان؟" وہ حیران ہوا تھا، آج تک انیلا بخت نے ایسا کوئی سوال نہیں پوچھا تھا۔

"میں نے تیرے لیے ایک اور فیصلہ کیا ہے۔" اندر آتی ہوئی پھر سے ماورہ کے قدم رک گئے اور وہ دروازے سے لگی رہی۔

"کیسا فیصلہ؟" اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"بیٹا میں جانتی ہوں میں تیری زندگی کا اختیار خود کے ہاتھوں میں لے رہی ہوں لیکن کیا کروں میں اپنے بچوں کا بھلا چاہتی ہوں پل پل جھیلتی تکلیف نہیں دیکھ سکتی ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔" شاہ زیب جتنا حیران ہوا تھا اتنی باہر کھڑی ماورہ بھی۔

"دادی جان یہ کیا بول رہی ہیں آپ اور آپ یہ جانتی ہیں کہ آپ ابھی حیات ہے اور آپ کو پورا حق ہے ہماری زندگی سے جڑا کوئی بھی فیصلہ لینے کا بلکہ آپ حکم کریں۔" وہ تعبے داری سے بولا۔ انہوں نے پیار سے اسے دیکھا۔

"تو نے اپنی دادی کا سر ہمیشہ فخر سے بلند کیا ہے۔" وہ نم آنکھوں سے بولیں، وہ دھیمے سے مسکرا دیا۔

"میرے مرنے سے پہلے ایک آخری خواہش ہے وہی خواہش وہی فیصلہ جو تیرے دادا جان نے کیا تھا۔" شاہ یب اب بھی الجھا ہوا تھا، ماورہ کا دل جانے کیوں تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"آپ کس خواہش کی بات کر رہی ہیں؟"

"میں چاہتی ہوں میرے مرنے سے پہلے میں تجھے علیزے کے ساتھ دیکھ لوں؟" ماورہ کا دل زور سے دھڑک کر بند ہوا۔

"کیا مطلب؟" شاہ زیب بری طرح چونکا۔

"بیٹا تو علیزے سے نکاح کر لے اسے اپنا لے وہ تیری بچپن کی منگ ہے اس سے دوسری شادی کر لے۔" شاہ زیب گنگ رہ گیا تھا جبکہ دروازے سے لگی کھڑی ماورہ کو

لگا وہ پتھر ہو گئی ہے اور یہ پوری حویلی اس کے سر پر آ گری ہے، جو کچھ اس نے سنا تھا وہ زہر کی طرح کانوں میں گھل رہا تھا۔

یہ کیا ہوا تھا؟ وہ سمجھنے سے سراسر قاصر تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"بولو؟" لیلیٰ کو خاموشی سے سوچوں میں ڈوبا دیکھ وہ پھر بولا۔ وہ چونکی پھر سوکھے لبوں پر زبان پھیرتی ہوئی گویا ہوئی۔

"امی جان میرا رشتہ کرنا چاہ رہی ہیں اپنے بھانجے کے ساتھ۔" وہ ہمت کر کے بولی، دانیال نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"تو؟ "

"وہ مجھے نہیں پسند۔ "

" یہ بات اپنی امی سے کہو۔" اسے سمجھ نہ آیا۔ وہ اسے کیوں بتا رہی ہے؟

"امی جان سے پہلے بلکہ کسی کو بھی کہنے سے پہلے مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔" وہ دوپٹے سے کھیلتی ہوئی سر جھکا کر بولی، دانیال نے ناسمجھی سے دیکھا۔

"مجھ سے؟"

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

"جی۔"

"مجھ سے کیا بات کرنی تھی؟" وہ الجھا۔

"آپ.... آپ سے میں کہتی خود اچھی لگوں گی؟" اس نے خفگی سے چہرہ اٹھا کر کہا۔ دانیال مزید الجھا۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں۔" وہ اکتا کر بولا، اسے رائمہ کی ویسی ٹینشن لگی تھی اپر سے لیلیٰ پہلیاں بجھا رہی تھی۔

"آپ کیجیے نا بات اپنے ڈیڈ سے۔" وہ جلدی سے بولی۔

"کیا؟" وہ اب بھی نہیں سمجھ رہا تھا یا نا سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا، لیلیٰ کو یہ سمجھ نہ آیا۔

"آپ کے اور میرے درمیان جو بھی.... میرا مطلب ان سے کہیے کہ وہ نانی جان سے بات کریں ہمارے...." وہ رک گئی اور شرما کر چہرہ نیچے کر لیا، دانیال چونکا۔

"کی... کیا ہمارے بیچ؟" اسے ڈر لگا۔

"آپ جانتے ہیں۔" وہ لٹ کان کے پیچھے کرتی ہوئی بولی۔ دانیال نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"لیلیٰ لیلیٰ میری بات سنیں آپ جیسا سمجھ رہی ہے ویسا کچھ نہیں ہے۔" اس نے اس کو کچھ بھی سوچنے سے پہلے روکنا چاہا۔

"کیا مطلب ایسا کچھ نہیں ہے؟"اس نے چونک کر چہرہ اٹھائے کہا۔

"یہی جو آپ سوچ رہی ہے لبنزا آپ ایسا کچھ بھی اپنے دل و دماغ میں نہ لائیں اور میں نے کب آپ کو ایسا محسوس کروایا کہ میری آپ میں دلچسپی ہے۔"اس نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ وہ باتیں.... وہ مزاق وہ سب؟"لیلیٰ بوکھلا گئی۔

"وہ تو میں ہر کسی سے کرتا ہوں اور زرے اس کو تو آپ جانتی ہے اسے میں کتنا قریب ہوں ہمارے درمیان کتنی بے تکلفی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اور زرے.... میری بات سنیں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا کہ ہمارے درمیان تو ایسی کوئی بے تکلفی نہیں تھی کہ آپ کو ایسا لگا خیر جو بھی ہو آپ یہ چیز اپنے دماغ سے نکال لیں۔"وہ اچانک حیران پریشان ہو گیا تھا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کسی کا دل توڑے، کوئی اسے امیدیں لگائے۔

لیلیٰ خاموش ہو گئی اور وہ اپنی بات کہہ کر چلا گیا، لیلیٰ کی آنکھوں کی نمی یہ بیان کر رہی تھی کہ اس کو کتنا برا لگا ہے، وہ تو دانیال کو پسند کرنے لگی تھی لیکن..... لیکن کیا وہ خود ایک جھوٹ میں جی رہی تھی؟ دانیال تو شروع سے ہی اسے محض ایک دوست کی

طرح سمجھ رہا تھا شاید دوست کی طرح بھی نہیں۔اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"دادی جان؟" وہ صرف دھیرے سے انہیں حیرت کے مارے پکار ہی سکا، برابر کھڑی مہرون نساء نے سانس بھرتے ہوئے اسے دیکھا، ان کو کہی نہ کہی معلوم تھا کہ یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں ہونے والا جتنا انیلا بخت سوچ رہی ہیں، دروازے کے پاس کھڑی ماورہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا، وہ اب بے صبری سے شاہ زیب کے جواب اور اس کے ردِ عمل سننے کیلیے کھڑی تھی ورنہ کھڑے ہونے کی بھی ہمت شاید موجود نہ تھی۔

"ہاں ذوئی میں یہ چاہتی ہوں کہ تو علیزے سے دوسری شادی کر لے۔" شاہ زیب کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا، اس نے بے یقینی سے ماں کو دیکھا جو سر جھکائے کھڑی تھیں۔

"آپ... دادی جان میں.... آپ کو معلوم ہے کہ میری شادی ہو چکی ہے اور آپ نے ہی کروائی تھی وہ آپ کا ہی فیصلہ تھا یہاں تک کہ آپ اپنے بیٹے بابا جان کے خلاف

ہو گئ تھی اور اب آپ ہی یہ کہہ رہی ہے؟" وہ حیران الجھا ہوا پوچھنے لگا، ماورہ نے گہری سانس لیے خود کو کمپوز کیا۔

"میں جانتی ہوں اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میرا وہ فیصلہ بالکل ٹھیک تھا ماورہ تجھ سے پیار کرتی ہے۔" وہ بولیں۔

"تو پھر کیا مطلب ہے اس لڑکی کو دوبارہ میری زندگی میں لانے کا جو خود میری زندگی سے گئ تھی۔" وہ سنجیدگی سے بولا لیکن آواز میں کچھ تھا جس پر مہرون نساء چونکنے پر مجبور ہو گئ تھیں۔

"وہ تیری بچپن کی منگ".....

"منگ تھی دادی جان منگ تھی اب نہیں ہے اب میں خود کسی اور سے منسوب ہوں اب کس طرح کا یہ فیصلہ ہے جب پہلے سے ہی کوئ میرے نکاح میں ہے۔" گفتگو خاصی سنجیدہ ہو گئ تھی، شاہ زیب نے آج سے پہلے انیلا بخت سے ایسے بات نہیں کی تھی، اتنی جزباتی ہو کر ان کی بات سے پہلے ہی اپنی بات بول دینا لیکن وہ صحیح بھی تھا یہ ایسا فیصلہ تھا جس کو سن کر کسی کو بھی جھٹکا لگ سکتا ہے۔

"دادی جان ایک مہینہ....ایک مہینہ گزرا ہے صرف اور اب آپ یہ نیا فیصلہ....آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کو اس فیصلے پر غور کرنا چاہیے کیونکہ میں پہلے سے ہی

شادی شدہ ہوں وہ بھی آپ کی مرضی سے۔" دروزے پر کھڑی ماورہ مسکرائی، مہرون نساء نے پریشانی سے انیلا بخت کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ ایسا ہی ہونا تھا، یہ فیصلہ کوئی بھی اتنی آسانی سے قبول نہیں کرنے والا تھا، وہ بھی تین زندگیاں!

"ذوئی مجھے ایک بات بتا؟" انہوں نے پوچھا۔ شاہ زیب نے سر جھکا کر سر ہلایا۔

"کیا دوسری شادی ہمارے مذہب میں گناہ ہے یا جایز؟" اس نے واپس سر اٹھا کر کچھ کہنا چاہا کہ انیلا بخت نے روک دیا، وہ خاموش ہو گیا۔

"ہمارے دین میں چار شادیوں کی اجازت ہے اسلیے نہیں کہ ہر کوئی منہ اٹھا کر لے اسلیے کہ اگر کوئی مجبور ہو اسے سہارا دینے کے لیے اس کا آسرا بننے کے لیے اس سے نکاح کرنا اور چاروں بیویوں کے حقوق پورے کرنا ان کو یکساں خوشی دینا ان کے درمیان عدل رکھنا... مجھے معلوم ہے کہ ماورہ سے نکاح میرا ہی فیصلہ تھا اور اس فیصلے پر مجھے قطعی افسوس یا کسی بھی قسم کا پچھتاوہ نہیں ہے کیونکہ وہ تیرے لیے بہتر ہے جیسے عین تیرے لیے بہتر تھی۔" شاہ زیب سر جھکائے انہیں سنتا رہا، ماورہ کی ایک بار پھر دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئیں کیونکہ وہ جو بھی کہہ رہی تھی اس میں وزن تھا۔

"عین اور تیرا بچپن کا رشتہ تھا تیرے دادا جان کا فیصلہ اور میری خواہش لیکن اتنے سالوں بعد جب اس فیصلے کو انجام تک لے جانے کا وقت آیا تب یہ معلوم ہوا کہ بچپن

بڑے ہو گئے ہیں وہ پہلے سے ہی کسی اور کو چاہتی تھی اور اس کے آگے اس کے باپ نے گھٹنے ٹیک دیے اسے اجازت دے دی اور یہاں ماورہ نے مجھے بتایا کہ وہ تجھ سے کئی سالوں سے محبت میں مبتلا ہے تو میں نے اس کا اور تیرا نکاح کا فیصلہ کیا سب ٹھیک جا رہا تھا جب قسمت کو شاید کچھ اور منظور تھا سب کی نظروں میں عین تجھ سے دور جا رہی تھی اور تیرے نکاح پر تو یہ ثابت ہو گیا تھا کہ عین اب تیری نہیں رہی لیکن... لیکن قسمت نے تو اپنے رنگ ایسے دکھائے کہ اب اسے تیرے لیے ہی چھوڑا اور اب بھی تو اس کو اپنانے کے لیے تیار نہیں.... میں نے کب کہا ماورہ کو چھوڑ دے میں نے کہا اسے بھی نکاح کر لے دونوں کو خوش رکھ۔" انہوں نے تفصیل سے کہتے ہوئے اپنی بات ختم کی، ماورہ کی سانسیں اپر کی اپر اور نیچے کی نیچے رہ گئیں۔ شاہ زیب خاموش رہا اور اس کی خاموشی ماورہ کو ہولا رہی تھی۔

"دادی جان میں نے آپ کا آج تک کوئی فیصلہ رد نہیں کیا۔" اس نے کہنا شروع کیا، انیلا بخت نے مسکرا کر مہرون نساء کو دیکھا جو حیران تھیں، ماورہ کا دل چاہا وہ اندر جائے اور شاہ زیب کو جھنجھوڑ دے اور اسے احساس کروائے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

"آپ نے کہا کہ وہ میری بچپن کی منگ ہے میں نے پورے دل سے قبول کیا آپ نے کہا کہ اب وہ میری منگ نہیں اب مجھے آپ کی دیکھ بھال کرنے والی لڑکی ماورہ سے نکاح

کرنا ہے میں نے تب بھی انکار نہیں کیا بلکہ کچھ پوچھا بھی نہیں کہ آپ ایسے کیسے میرا نکاح اچانک کسی سے بھی کروا سکتی ہے اور اب آپ کہہ رہی ہیں کہ میں واپس اسے نکاح کروں وہ بھی دوسرا..... "وہ رکا، سب کی دل کی دھڑکنیں بڑھیں۔

ماورہ نے آنکھیں میچ لیں۔

"دادی جان مجھے وقت چاہیے۔" اس نے کہہ دیا، ماورہ نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔

"وقت؟" مہرون نساء نے پوچھا۔

"جی وقت کیونکہ پہلے آپ کے حکم آنکھیں بند کر کے ماننے والا شاہ زیب اب وہ شاہ زیب نہیں ہے کیونکہ اب شاہ زیب کے ساتھ ایک اور زندگی جڑی ہے اور میری زندگی پر ہونے والا اثر اس زندگی پر بھی ویسے ہی ہو گا جیسے مجھ پر ہو گا ہاں اگر آپ کا فیصلہ اس طرح کا نہ ہوتا تو میں ضرور آپ کے دوسری بار کہنے سے پہلے ہی مان لیتا لیکن اس طرح کا فیصلہ میں اکیلے نہیں لے سکتا مجھے اجازت لینی ہو گی ماورہ سے اور دین میں بھی یہی ہے اگر بیوی کی اجازت ہو تب ہی دوسرہ نکاح کر سکتے ہیں نا؟" ماورہ کی آنکھ سے آنسو نکلا، وہ منہ پر ہاتھ رکھی وہاں سے بھاگ گئی جبکہ اندر اس کی بات سن کر انیلا بخت مسکرائیں۔

"فخر ہیں مجھے تجھ پر مخدوم شاہ زیب فرقان بخت۔" وہ بولیں وہ مسکرا بھی نہ سکا، وہ ایک ایسی کشمکش میں مبتلا تھا کہ کچھ سوچ بھی نہیں پا رہا تھا۔

اسے صرف ایک ہی فکر تھی، وہ تھی ماورہ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کوئی بھی عورت اتنی آسانی سے اپنے شوہر کی زندگی میں کسی دوسرے کی شراکت برداشت نہیں کر سکتی اور وہ بھی ایسی جو محبت کرتی ہو۔

☆☆☆☆☆☆

"ڈیڈ آپ یہاں پر آرام سے بھیٹیں۔" علیزے نے عدیب کی مدد سے انہیں بیڈ پر بٹھا کر جلدی سے بستے سے پانی کی بوتل نکالی اور میز پر رکھے گلاس کو اٹھا کر اس میں انڈیلا اور ان کی طرف بڑھایا۔

"سکون سے پانی پیے اور سو جائیں پھر اٹھ کر دوایاں بھی لینی ہیں۔" اس نے کہتے ساتھ گھڑی میں وقت دیکھا۔

"میری بچی کیسی ہے اب۔" انہوں نے اس کے سوجے ہوئے چہرے پر ہاتھ رکھ کہا۔ وہ افسردہ مسکرا دی۔

"بالکل ٹھیک ہوں۔" وہ جس دل سے بولی تھی وہی جانتی تھی، عدیب نے ہلکا سا اس کا ہاتھ دبا کر آنکھوں سے اشارہ کیا۔

"ڈیڈ زرے صحیح کہہ رہی ہے آپ سو جائیں آرام کریں ہم پھر بات کرتے ہیں۔" اس سے پہلے وہ اور دکھی ہو کر وہی ذکر چھیڑتے جس سے خود کا تو برا حال ہوتا ساتھ علیزے کے زخم بھی ابھرتے، اس نے جلدی سے کہا۔

"جی ڈیڈ۔" علیزے نے کھڑے ہو کر ان کو کمبل اڑھایا۔

"بیٹا ایک بات پوچھوں؟" انہوں نے اچانک کہا۔ علیزے رکی اور سر اثبات میں ہلایا۔

"اب میں تمہارے حوالے سے جو فیصلہ لوں گا وہ تم قبول کرو گی؟" علیزے نے عدیب کو دیکھا جو چونک گیا تھا۔

"کیسا فیصلہ ڈیڈ اب کون سا نیا فیصلہ......" عدیب کو علیزے نے ہاتھ اٹھا کر روکا پھر انور بخت کا ہاتھ پکڑتی بولی۔

"میں نے جو اپنے لیا فیصلہ لیا تھا اس کا پچھتاوہ مجھے اب تک ہے اب آپ جو میرے لیے فیصلہ لیں گے وہ مجھے قبول ہو گا۔" علیزے نے کہا اور ان کے گلے لگی پھر بتی بجھا کر عدیب کو لے کر باہر کمرے سے آ گئی جو اس پر چلانے لگا۔

"یہ کیا بکواس کی تم نے تمہیں معلوم ہے نا کہ ڈیڈ کسی بھی طرح کا فیصلہ لے سکتے ہیں بعد میں روتی رہنا کم از کم مجھے پوچھنے تو دیتی۔" وہ اس پر بھڑکا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا پوچھتے ہاں۔۔۔دیکھو بھائی اب میں مزید ڈیڈ کو دکھ نہیں پہنچا سکتی ویسی میں اب تک جانے کتنی بار ڈیڈ کو ہسپتال پہنچا چکی ہوں اب میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے ڈیڈ کو کسی بھی قسم کا سٹریس ہو۔" عدیب نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"زے پاگل مت بنو ڈیڈ نے اگر کچھ کرنے کو کہہ دیا تم سے جسے تمہیں مزید تکلیف ہو جو تم خواب میں بھی کرنے کا سوچ نہ سکتی ہو تب کیا کرو گی؟" عدیب سخت کبیدہ خاطر ہوا۔

"نہیں میں جانتی ہوں ڈیڈ ہر گز میرا برا نہیں چاہیں گے وہ مجھ سے ایسی کوئی امید نہیں رکھیں گے جس کو پوری کرنے میں مجھے درد ہو وہ وہی کریں گے جس میں خوش میں رہوں گی۔" وہ دھیمے سے مسکرا کر بولی اور سوجی آنکھوں کو رگڑتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

"اموشنل فول۔" پیچھے عدیب اس کی پشت دیکھ غصہ سے بڑبڑایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"آؤچ آیم سوری۔" وہ ہڑبڑی میں تیز قدم اٹھائے جا رہا تھا جب سامنے سے آتی ہوئی زینیا سے ٹکرایا لیکن اس کے معافی مانگنے سے پہلے زینیا نے خود ہی معافی مانگ لی۔

"جی نہیں آیم سوری میری غلطی تھی۔" وہ شرمندہ ہوا تھا۔

"ارے اٹس اوکے۔"وہ ادھر ادھر دیکھ بولی ساتھ سمیر نے بھی ارد گرد نظریں دوڑائیں۔

"آپ کسی کو ڈھونڈ رہی ہیں؟"

"جی وہ میں ابھی ابھی آئی ہوں سِلا......"وہ کہتے کہتے رک گئی۔

"اتنی سی بات ایک منٹ رکیں ثمن ثمن ادھر آؤ۔"سامنے سے جاتی ثمن کو جب پکارا۔وہ ان ہی کی طرف آ گئی۔

"جی لالا؟"اس نے پوچھا، زینیا اس کی طرف پلٹی۔وہ خوش ہو گئی۔

"زینیا آپی آپ کب آئیں؟"وہ خوشی سے بولی۔وہ مسکرا دی۔

"ابھی ابھی بس۔"سمیر کو جب یاد آیا کہ وہ کس ہڑبڑی میں کس کے پاس جا رہا تھا وہ جلدی سے نکلا، زینیا نے اسے جاتے دیکھا پھر ثمن کو۔

"سِلا کہاں ہے؟ "

"وہ اپنے کمرے میں ہیں آپ وہاں جائیں میں عمارہ باجی کو بلا کر لاتی ہوں۔"اس نے کہا۔وہ مسکرا کر سر ہلاتی ہوئی سِلا کے کمرے کی طرف چل دی۔

اندر داخل ہو کر اس نے دروازے پر شرارت سے ناک کی تو بیڈ پر آنکھیں موندیں لیٹی سِلا چونکی اور جب آنکھیں کھول اسے دیکھا تو چہرے پر ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"زینیا تم۔" وہ جوش سے اس کے پاس آئی اور جھپٹ کر اس کے گلے لگ گئی۔

"کیسا لگا میرا سرپرائز؟ "

"بہت بہت بہت اچھا شکریہ۔" وہ مسکراتی ہوئی اسے بیڈ تک لائی اور خوشی سے بولی۔

"تمہارے امتحانات کیسے ہوئے؟" اس نے جلد بازی میں پوچھا۔ زینیا نے خاموشی سے سر جھکا لیا، سِلا کو ڈر لگا۔

"زینیا اچھے نہیں ہوئے؟" اس نے ڈر کر پوچھا۔ زینیا سے سنجیدگی سے سر اٹھایا۔

"کوئی بات نہیں دیکھو تم فکر مت کرو ایسے ہوتا رہتا ہے پوری زندگی پڑی ہے۔" وہ جلدی سے اس کے برابر بیٹھی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ اسے چیر اپ کرتی ہوئی بولی تب زینیا کھلکھلا کر ہنس دی، سِلا چونکی۔

"کیا ہوا؟"

"اللہ کتنی بدھو ہو تم سِلا میں مذاق کر رہی تھی اپنی شکل دیکھو۔" وہ ہنسنے کے دوران بولی۔ سِلا نے اسے غصہ سے گھورا اور اس کے کندھے پر جہاں کچھ لمحے پہلے ہمدردی سے ہاتھ رکھا تھا وہی گھونسا جڑا۔ وہ بلبلا اٹھی۔

"اف آرام سے۔" وہ کندھا سہلاتی ہوئی منمنائی۔

"اسے بھی برا حال ہونا چاہیں تمہارا ڈرا دیا تھا مجھے۔"

"مجھے توسب سے اچھا یہ لگا کہ میری دوست کو میری کامیابی اور ناکامیابی سے کتنا فرق پڑتا ہے۔" وہ پیار سے بولی سِلا مسکرا دی۔

"ظاہر ہے اب تم مجھے بتاؤ کیسے ہوئے؟"

"بہت بہت بہت عمدہ۔" وہ دانت نکالتے ہوئے بولی۔ سِلا نے سکون کی سانس بھری۔

"مجھے انتظار ہے کہ کب رزلٹ اناؤنس ہو گا اور کب مجھے معلوم ہو گا کہ میرا ڈاکٹر بننے کا خواب پورا ہو گیا ہے۔" وہ جوش سے بولی سِلا نے اسے پیار سے دیکھا۔

"انشاللہ بہت جلد میری ڈاکٹر صاحبہ۔" وہ دونوں مسکرا دیں۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

وہ کمرے میں داخل ہوا۔ماورہ کو بیڈ کے دوسری جانب سر جھکائے بھیٹا پایا،اس کی آہٹ پر ماورہ نے سر اٹھا کر چہرہ موڑا تو نیلی آنکھیں اپنی طرف دیکھتی پائیں۔وہ اٹھی اور سوئچ تک گئی اور پھنکا فل سپیڈ سے کھول دیا اور پھر میز تک آئی اور جگ سے پانی گلاس میں انڈیلنے لگی،اس کی اس حرکت پر شاہ زیب کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ آئی جو وہ بڑی مہارت سے چھپا گیا تھا۔

"پانی۔" اس نے پانی کا گلاس لا کر اس کی طرف سنجیدگی سے بڑھایا۔اس نے پہلے اپنی طرف بڑھے گلاس کو دیکھا پھر اس کے جھکے سر کو،وہ سمجھ گیا تھا۔

"ادھر آؤ۔" اس نے پانی کا گلاس ہاتھ سے لیے اس کا ہاتھ پکڑا اور بیڈ کے پاس لایا، اس کی ہاتھ پکڑنے والی حرکت پر ماورہ چونک گئی تھی۔

"بھیٹو۔" اس نے ہاتھ چھوڑ کر گلاس سائیڈ میز پر رکھا اور اس کو ساتھ بھیٹنے کا اشارہ کیا لیکن وہ اب تک اس کے ہاتھ پکڑنے والی حرکت پر سن تھی۔

"بھیٹو۔" وہ پھر بولا۔ وہ چونکی اور جلدی سے بھیٹ گئی۔ شاہ زیب بھی اس کے قریب ہی بھیٹ گیا جو سر جھکائے اپنے گود میں رکھے ہاتھوں کے ساتھ سنجیدگی سے کھیل رہی تھی۔

"سب سن لیا؟" اس نے اس کے تاثرات گہرائی سے دیکھ پوچھا۔ وہ نہ تو ہاں میں سر ہلا سکی اور نہ ہی ناں میں۔ بس اس نے جس طرح مزید سر جھکا کر اپنے آنسوؤں پر قابو پایا تھا۔ وہ شاہ زیب سے چھپ نہ رہ سکا تھا، اس نے گہری سانس لی۔

دونوں کے درمیان خاموشی تھی، شاہ زیب کو پہلی بار سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا بات کرے اور کہاں سے بات شروع کرے، یہ کتنا پیچیدہ معاملہ تھا، انیلا بخت نے واقعی اسے ایک سنگین حالات میں ڈال دیا تھا۔

"آپ کو وہ پس... پسند ہے؟" ماورہ نے بامشکل ویسے ہی پوزیشن میں بھیٹے پوچھا۔ وہ جو اپنی سوچوں میں تھا چونکا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے ایسا؟" اس نے الٹا اسے سوال کیا۔ اسے سمجھ نہ آیا، اس نے سوال کو نظرانداز کیا ہے یا اس سوال پر غور کیا ہے۔

"اپن... اپنی ایک مہینہ کی دلھ... دلھن سے دوس... دوسری شادی کی اجا... اجازت جو مانگنے آئیں ہیں۔" اس نے جیسے آنسوں کو اندر اتارتے ہوئے کہا تھا، شاہ زیب اسے دیکھتا رہ گیا۔

"دادی جان کا فیصلہ ہے۔" اس نے نیلی آنکھیں جھکا لیں تھیں، وہ جانے کیوں خود کو مجرم محسوس کر رہا تھا۔

"میرے ساتھ آپ کی شادی بھی ان ہی کا فیصلہ تھا۔" وہ بے ساختہ بولی، شاہ یب نے پھر اسے دیکھا، وہ بالکل اس طرح کبھی اس سے بات نہ کر پاتی اگر اسے شاہ زیب اور اپنے رشتہ پر خطرہ محسوس نہ ہوتا۔

"اور تم میرے سامنے میری بیوی بن کر بھیٹی ہو۔" وہ بھی سنجیدگی سے بولا، اب کی بار ماورہ نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا، پھر واپس جھکا لیا۔

"کل کو وہ آپ سے کہیں گی کہ تیس... تیسری شادی کر لو تو آپ کیا کر لیں گے؟" اس کی آواز روندھی ہوئی ہونے لگی تھی، شاہ زیب نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"میں جانتا ہوں وہ نہیں کہیں گی۔ "

"آپ اتنے یق... یقین سے کیسے کہہ سکت... سکتے ہیں؟"اگراس طرح کی صورتِ حال نہ ہوتی تو وہ کبھی مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے اتنی جرت سے بات نہ کررہی ہوتی لیکن صورتِ حال ہی ایسی تھی کہ اسے چاہتے ناچاہتے ہوئے بھی بولنا پڑرہا تھا کیونکہ وہ جانتی اگر وہ ابھی چپ ہو گئی تو وہ ساری محنت جو اس نے اپنی محبت کو پانے کے لیے کی تھی وہ سب مٹی میں مل جائے گی اور شاہ زیب اسی کا ہو جائے گا جس کا وہ پہلے سے تھا اور کہانی میں وہ ایک تیسری بندی سپورٹنگ رول کرتی رہ جائے گی۔

نہیں کہانی تو اس کی اور شاہ زیب کی تھی۔علیزے بخت تھی تیسری بندی جو ان دونوں کے بیچ آرہی تھی۔اس نے سوچا۔

"کیونکہ میں جانتا ہوں دادی جان کو اپنی عین کی زیادہ فکر ہے ہمارا رشتہ انہوں نے ایک مجبوری کہ تحت کیا تھا ایک دکھ سے گزر کر کیونکہ میرا اور اس کا ساتھ نہیں ہو پایا تھا جس ساتھ کو وہ کھلی آنکھوں سے دیکھتی آرہی تھیں مگر آج یہ موقع وہ جانے نہیں دیں گی وہ اپنی عین کو ایسے نہیں دیکھیں گی اور نہ ہی تمہارے ساتھ کوئی زیادتی ہونے دیں گی اور اس دوسرے نکاح کے بعد وہ بالکل بھی نہیں چاہیں گی کہ ان کی عین یا تم کسی اور دکھ سے گزرو یہ آخری فیصلہ ہے جو میری زندگی سے جڑا وہ لے رہی ہیں یہ میں ان کی آنکھوں میں دیکھ چکا ہوں۔"اس نے کہا،ماورہ نے دکھ سے مسکرا کر اسے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"اور اس آخری فیصلے سے جو میں پل پل مروں گی اس کا کیا؟" شاہ زیب نے چونک کر اسے دیکھا، اس کی آنکھوں سے اب آنسوں نکل رہے تھے۔

"میں آپ کو ایک... ایک بات بتاؤں ایک عورت اپنے شوہر کو کبھی نہیں بانٹ سک... سکتی وہ بھی اسے جو اس کے شوہر کی دسترس میں پہلے رہ چکی ہو۔" اس کی آواز میں جو تکلیف تھی اور آنکھوں میں جو آنسوں تھے انہوں نے شاہ زیب کو کچھ محسوس کروایا تھا۔

"دسترس میں وہی ہوتا ہے جو آپ سے محبت کرتا ہو۔" وہ مضبوط لہجے میں بولا۔

"اور وہ مجھ سے محبت دور کی بات پسند تک نہیں کرتی۔" اب اس کے لہجے میں کچھ ایسا تھا جس نے ماورہ کو کچھ محسوس کروا دیا تھا۔

"اس بات کی آپ کو تکلیف ہے؟" وہ بے اختیار بولی۔

"تم سے کس نے کہا؟" اس نے پھر سوال کیا۔

"آپ کے لہجے نے۔" شاہ زیب نے چونک کر اس کو دیکھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ سخت لہجے میں بولا، کیا وہ جب بھی کچھ چھپانا چاہتا تھا تو اپنے لہجے کو سخت کر دیا کرتا تھا؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں نے تم سے اسیلیے کہا کہ تم بے فکر ہو جاؤ ہمارا رشتہ ایک سمجھوتا ہو گا کیونکہ نہ تو وہ مجھے پسند کرتی ہے نہ ہی وہ میرے میعار پر اترتی ہے میرا اصل رشتہ تم سے ہی ہے۔" ماورہ نے چونک کر اس کو دیکھا، وہ سنجیدہ تھا، وہ دھیرے سے مسکرا دی اور سر جھکا لیا۔

"میں کیسے مان لوں یہ آپ کو مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا۔"

"کیا؟"

"یہی کہ وہ آپ کی دوسری بیوی بن جائے لیکن دنیا کی نظروں میں اور دادی جان کی خوشی کے لیے ورنہ میں ہی آپ کی اصل بیوی ہوں۔" وہ انگلیاں چٹختے ہوئے بولی۔ شاہ زیب نے اس کے چہرے کو کئی لمحے دیکھا۔

"تم مجھ سے واقعی پانچ سال سے محبت کرتی ہو؟" اس نے اچانک پوچھا تو اس نے چونک کر سر اٹھایا، یہ ان باتوں میں وہ سوال کیسے آگیا تھا؟ ماورہ نے شرم سے سر جھکا لیا۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں؟" اس نے سختی سے ہو چھا۔

"توبہ کوئی محبت کے بارے میں اس طرح سر پر بندوق رکھ کر پوچھتا ہے۔" اس نے دل میں سوچا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں۔"اس نے سر اثبات میں ہلا کر کہا تھا جبکہ شاہ زیب نے اسے الجھ کر دیکھا۔

"ہاں یا نہیں؟"اس نے پھر سختی سے پوچھا،ماورہ نے تھوک نگلا۔

"جی جی۔"وہ اس وقت شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی۔

"تو پھر بس اپنی محبت پر یقین ہونا چاہیے۔"ماورہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا،دونوں کی نظریں ملیں اور دونوں نے ہی ہٹا لیں۔

ایک بے تکلف رشتے میں کچھ تکلف باقی تھا۔

"میں آپ کو اجازت دیتی ہوں لیکن... لیکن صرف ایک سمجھوتے کے تحت ورنہ میری جگہ....." وہ کس دل سے کہہ رہی تھی،وہی جانتی تھی۔

"تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔"شاہ زیب نے اس کی بات مکمل کی۔وہ سر جھکا گئی،وہ اٹھا اور جانے لگا جب ماورہ بولی۔

"یہ نکاح آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے؟"شاہ زیب رکا اور پلٹا،وہ ویسی ہنوز بھیٹی تھی۔

"دادی جان کی مرضی سے ورنہ میں اس لڑکی کو اپنی زندگی میں کبھی لانا نہیں چاہتا جو میرے ساتھ بنے بچپن کے رشتے کو ٹھوکر مار کر جائے اس لڑکی کی حیثیت مخدوم شاہ

زیب فرقان بخت کی زندگی میں کچھ نہیں ہے۔" وہ جس انداز سے بولا۔ماورہ نے چونک کر سر اٹھایا جبکہ وہ بول کر چلا بھی گیا تھا۔

ایک آنسو تھا جس کو باہر آنے سے پہلے ہی ماورہ نے پی لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

وہ لان میں بچھے پلنگ پر بیٹھے خاموشی سے آنسوں بہا رہی تھی جب رایمہ چلتے اس کے پاس آئی۔

"لیلیٰ کیا ہوا؟" وہ حیران ہوئی تھی، صبح تک تو وہ کویل کی طرح چہک رہی تھی۔

"کچھ بھی نہیں۔" اس نے تیزی سے آنسوں پونچھے۔

"تم مجھے بتا سکتی ہو۔" وہ اس کے برابر بیٹھ کر ہمدردی سے بولی۔

"اگر پھپھو نے کچھ کہا ہے تو دیکھو لیلیٰ ماں باپ جو بھی کہتے ہماری بھلائی"......

"دانیال...." رایمہ چونک کر رکی، ہمدردی سب ہوا میں غایب ہو گئی تھی، چہرے پر سختی آ گئی تھی۔

"دانیال نے اچھا نہیں کیا۔" وہ پھر رونے لگی تھی۔

"اب تمہارے ساتھ کیا کر دیا؟" وہ پریشان سی بولی۔ لیلیٰ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"میرا مطلب کیا ہوا؟" اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"رایمہ تم تو دانیال کی اچھی دوست ہو نا انہیں سمجھاؤنا۔" اچھی دوست پر رایمہ تمسخرانہ مسکرائی تھی اور سیدھی ہو کر بھیٹ کر سامنے ملازموں کے کو ٹیچ دیکھنے لگی تھی۔

"اسے سمجھاؤ کہ وہ میرے ساتھ ایسا نہ کریں۔" رایمہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا کیا ہے دانیال نے؟" اسے ایک ڈر محسوس ہوا۔

لیلیٰ نے اسے ساری بات بتادی جس کو سن کر اسے کا چہرہ دھواں ہو گیا تھا۔

"دور رہو تم اس سے وہ قابل نہیں۔" وہ کہتے اٹھی۔

"میں نہیں رہ سکتی۔" لیلیٰ روتے ہوئے بولی۔ وہ حیران رہ گئی، کچھ پل کے لیے اسے لیلیٰ میں اپنا آپ دکھا۔ وہ مٹھیاں بھینچتی آنسوں قابو کرتی ہوئی تیزی سے وہاں سے نکلی، پیچھے لیلیٰ رو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"مہک باجی جلدی کریں۔" یوجنا بار باہر جاتی منظر دیکھتی ہوئی اور واپس آکر مہک کو جلد بازی میں یہی کہتی۔

"یوج پلیز یار کم از کم مجھے تھوڑا وقت تو دو۔" وہ منہ سے ٹیپ نکالتے ہوئے بول رہی تھی۔

"دو گھنٹے ہو گ ۓ ہیں۔" یوجنا باہر جھانکتے ہوئے بولی۔

"تم فکر نہ کرو سب ہو جائے گا تم بس باہر نظر رکھو۔" وہ اب دھاگہ نکال کر غبارے میں باندھ رہی تھی۔

"وہ تو میں نے رکھی ہوئی ہے۔" یوجنا بولی جب ہی کسی کی آہٹ کی آوآز آئی۔

"میں دیکھتی ہوں۔" یوجنا تیزی سے بھاگی اور باہر آئی سامنے افشاں کو دیکھ اس کا سانس میں سانس آیا۔

"یوجنا آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" افشاں ہاتھ میں ڈبہ لیے الجھ کر پوچھنے لگی۔

"وہ.....وہ میں آپ کو کچھ کام تھا۔" اسے کوئی بہانہ نہ بنا تو اس نے سوال کو نظر انداز کر کے سوال پوچھا۔

"جی یہ سامان....." وہ ڈبے کو دیکھ بول ہی رہی تھی جب یوجنا بولی۔

"لائیں مجھے دے دیں میں رکھ دوں گی۔" وہ جلدی سے ہاتھ میں لیتی ہوئی بولی۔افشاں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا ہو گیا آپ کو میں رکھ دوں گی ویسے بھی اندر کی صفائی کرنی ہے۔" افشاں اجلت میں کہتے جانے لگی جب یوجنا اس کے سامنے آئی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں وہ میں کروادوں گی آپ یہ دیں اور جائیں۔"افشاں نے پھر حیران ہوتے ہوئے اسے دیکھا۔

"بات کیا ہے اور آپ کیا چھپا رہی ہیں؟"وہ اندر جھانکنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"وہ اندر مہک باجی کپڑے بدل رہی ہیں۔"اسے یہی بہانہ سوجا۔

"اندر ہال نما کمرے میں وہ...."افشاں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ اسے دیکھا۔

"ہاں وہ آپ پلیز جائیں نا۔"یوجنا افشاں کے ہاتھ سے ڈبہ لیے بولی۔

"یہ بہت بھاری ہے۔"افشاں نے کہا۔ڈگمگاتی ہوئی یوجنا نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں دیکھ لوں گی۔"وہ بامشکل ڈبہ اٹھائے بولی۔

"آپ مجھے بتائیں گی یہ سب ہو کیا رہا ہے ورنہ میں بڑی بیگم صاحبہ کو بلاؤں۔"اب کی بار افشاں نے سختی سے کہا،مہک باہر آئی۔

"میں بتاتی ہوں یوج تم جاؤ اور بلا کر لاؤ سب کچھ ہو گیا۔"وہ افشاں کو کہتی یوجنا سے خوشی سے بولی۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی اور بھاگتے ہوئے باہر گئی جبکہ افشاں نے الجھ کر مہک کو دیکھا جو مسکرا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"تو کیا فیصلہ کیا میرے ذوئی نے ؟" انیلا بخت نے مسکرا کر اپنے سامنے بھیٹے سر جھکائے شاہ زیب کو دیکھ پوچھا۔

"دادی جان آپ جانتی ہیں میں نے آپ کی آج تک کوئی بات نہیں ٹالی۔" وہ مسکرائیں۔

"آپ نے کہا کہ وہ تمہاری بچپن کی منگ ہے وہی تمہاری بیوی بننے گی میں نے پورے دل سے قبول کیا بچپن سے خود کو یہ باور کروایا کہ میرا مستقبل کس کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اس کو دیکھنے کے بعد اس کی نفرت کو دیکھنے کا بعد بھی میں نے کچھ نہیں کہا۔" وہ مزید بولا، انیلا بخت سنجیدگی سے سن رہی تھیں۔

"پھر آپ نے کہا کہ اب وہ میری منگ نہیں رہی میں نے مان لیا۔" وہ پھر بولا۔

"آپ نے کہا کہ اب مجھے آپ کی تعمیداری کرنے والی لڑکی سے نکاح کرنا ہو گا میں نے تب بھی ایک سوال تک نہیں کیا آپ کی خوشی میں ہی خود کو راضی کیا اپنی زندگی کا فیصلہ آپ کے حوالے کر دیا۔" وہ خاموش ہوا، انیلا بخت بے صبری سے اس کے جواب کی منتظر تھیں۔

"اور اب آپ کہہ رہی ہے کہ مجھے واپس اسی سے نکاح کرنا ہو گا وہ بھی دوسرا....." وہ رکا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"میں آپ کا فیصلہ مان تو لوں لیکن" ....

"لیکن کیا؟" انیلا بخت کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔

"میری ایک شرت ہے۔" اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ انیلا بخت کے آگے کوئی شرت رکھ بھی سکتا ہے، کوئی سوال کھڑا بھی کر سکتا ہے یا کچھ بول بھی سکتا ہے لیکن سوچ سے پرے ہونا ہی تو زندگی کہلاتی ہے، آج صورتِ حال کچھ اس طرح کی تھی کہ سب بدلا ہوا تھا۔

"مجھے تیری ہر شرت منظور ہے اور مجھے معلوم تھا میرا مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کبھی بھی اپنی دادی کو مایوس نہیں کرے گا تو ہی تو میرا فخر ہے۔" انہوں نے محبت کہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"چھوٹی باجی؟" مہک نے رایمہ کے کان میں سرگوشی کی۔ سامنے علیزے خاموشی سے سر جھکائے کھانا کھا رہی تھی۔

"ہاں۔" رایمہ نے علیزے کے لیے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے دھیرے سے جواب دیا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"سب تیار ہے آپی کو لے کر چلنا ہے۔" یوجنا نے جھک کر رایمہ کے کان میں کہا۔ اس نے سر ہلایا، علیزے نے سر اٹھا کر یوجنا کو دیکھا پھر رایمہ کو۔

"کیا ہوا؟ "

"آپی آپ کو ہمارے ساتھ کہی چلنا ہے۔" یوجنا تیزی سے بولی۔

"کہاں؟"

"ایک ضروری کام ہے۔" رایمہ بولی۔ اس نے دونوں کو الجھ کر دیکھا۔

"کیسا ضروری کام؟"

"آپ چلیں تو۔" یوجنا اس کے پاس آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھانے لگی۔

"لیکن یوج....." اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"ابھی کوئی سوال نہیں تم چلو بس۔" رایمہ بھی جلدی سے اٹھی اور یوجنا کے ساتھ اسے زبردستی باہر لے گئی۔

"تم لوگ مجھے بتاؤ گی کہ کہاں لے کر جا رہی ہوں؟" وہ غصہ سے بولی۔

"بس آگیا۔" یوجنا مسکرا کر بولی جب ہی رایمہ علیزے لے پیچھے آئی اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

"یہ کیا بچپنا ہے رایمہ۔" علیزے کو غصہ آیا۔

"تم چلو اندر۔" وہ لوگ وہاں آ گئی تھی۔

"ٹن ٹنا....." رایمہ نے اس کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا تو چاروں طرف اندھیرا تھا۔

"کیا ہوا یہاں کہاں رایمہ....." وہ ڈر کر کچھ کہتی کہ اچانک بتیاں جل اٹھی اور زور سے سب ایک آواز میں چلائے۔

"سپرائز۔" علیزے نے حیرت سے پہلے سب کو دیکھا پھر چاروں طرف، جہاں سجاوٹ ہی سجاوٹ تھی، غبارے، ربن، روشنیاں، گلیٹر سب کچھ سجا ہوا تھا۔

"زے۔" مہک بھاگ کر آئی اور اس کے گلے لگ گئی۔

"یہ سب....." علیزے اسے الگ ہوئی اور سب کو دیکھا، عدیب، دانیال، حسن، عمر اور ثمن بھی موجود تھے۔

"یہ سپرائز ہے تمہارے لیے۔" عدیب چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"اور میں اس کی وجہ جان سکتی ہوں؟ "

"یار زے سب کچھ کتنا اپسیٹ ہو رہا تھا زندگی میں تو ہم نے سوچا کچھ موڈ ہی اچھا کر لیں۔" دانیال نے عمر کے کندھے میں ہاتھ ڈال کر کہا۔ سب مسکرا دیے۔

"لیکن....." علیزے نے افسردگی سے کچھ کہنا چاہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں آؤ۔" عدیب نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کیک کے پاس لے آیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubainovelszone.com

"ہم سب مل کر کیک کاٹنے گے پھر مزے دار سا کھانا کھایں گے اور پھر پارٹی کریں گے۔" مہک جوش سے بولی۔ علیزے دھیرے سے مسکرادی۔

"لیکن سب سے پہلے تصویریں لیں گے۔" یوجنا کیمرہ نکالتے بولی۔

"ہاں لیکن موم بتیاں بجھادو۔" ثمن حسن سے بولی۔ وہ پھونک مارتے انہیں بجھانے لگا جب علیزے نے غصہ سے برابر کھڑے عدیب کو دیکھا۔

"یہ تینوں یہاں کیا کر رہے ہیں۔" اس کا اشارہ ثمن، عمر اور حسن کی طرف تھا۔

"زے کیا ہو گیا چھوڑو نا۔" عدیب نے دھیرے سے اسے کہا۔ وہ غصہ پی گئ۔

"ان سب کی وجہ سے ہوا ہے جو ہوا ان سب کی نظریں لگی ہیں میری خوشیوں پر۔" وہ آنسوں روکتے ہوئے بولی۔ رایمہ اس کے پاس آئ۔

"تم یہ سب چھوڑو تمہیں پتا ہے آج تمہارے لیے میں نے اپنے ہاتھوں سے تمہاری پسندیدہ ڈش بنائی ہیں۔" رایمہ نے کہا۔ علیزے چونکی۔

"اف مزا آجائے گا رایمہ مجھے تو ابھی سے منہ میں پانی آرہا ہے۔" مہک تھوک نگلتے ہوئے ندیدے پن سے بولی۔

"ویسے اور کتنی ڈشس بنائی ہوئی ہیں؟"دانیال اس کے برابر میں آتا پوا شوخی سے بولا۔اس نے ایک اچٹی نگاہ اس پر ڈالی اور سامنے ثمن کی طرف چلی گئ جو یوجنا کے ساتھ تصوریں بنا رہی تھی،دانیال نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اسے کیا ہو گیا؟"وہ جانتا تھا کہ وہ اسے خفا رہتی ہے لیکن اس طرح کی نظروں سے اسے رایمہ نے آج تک نہیں دیکھا تھا،وہ سوچ میں پڑ گیا۔

"دانی یہ میرے ہاتھ پر چپکاؤنا۔"علیزے کی آواز پر وہ چونکا اور اس کو دیکھا جو بھیٹی ہوئ آواز سے کہتے ہاتھ آگے کو ہوئ تھی،رو رو کر اس کی آواز بھیٹ چکی تھی۔

"کیا؟"

"یہ۔"اس نے باربی کا سٹیکر دکھایا۔

"وہ دیکھو سب نے لگایا ہوا ہے۔"اس نے رایمہ،یوجنا،مہک اور ثمن کی کلائ پر اشارہ کیا جس پر طرح طرح کی باربیز والے سٹیکر لگے ہوئے تھے،اس نے بھی میز سے سٹیکر کی تھیلی اٹھا کر ایک نکالا،دانیال مسکرایا۔

"لاؤ۔"اس نے اس کی کلائ پکڑی اور سٹیکر چپکانے لگا۔

"یہ لگ گیا۔"اس نے لگا دیا۔وہ خوش ہو گئ،عدیب نے اس کو دیکھا اور ایک سانس ہوا میں خارج کیا،ان سب کا پارٹی والا پلین علیزے کو خوش کرنے میں کامیاب ہو رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تم بھی لگاؤ یہ سپر مین والا۔"علیزے نے تھیلی سے مزید سٹیکر نکالے۔

"ہاں میں نے اور عمر بھائی نے بھی لگایا ہے۔"حسن جو پاس کھڑا تھا وہ اپنی کلائی آگے کرتا ہوا بولا۔دانیال مسکرا دیا اور علیزے سے لے کر اپنے بھی لگانے لگا۔

تھوڑی دور کھڑی رایمہ نے اس کے ہنستے مسکراتے چہرے کو غصیلی نظروں سے دیکھا تھا، لیلیٰ کو رلا کر وہ کتنے عیش سے رہ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"مجھے اماں جان کے فیصلے نے بے حد خوشی دی ہے۔"فرقان بخت ٹانگ پر ٹانگ جمائے بھیٹے خوشگوار لہجے میں بولے تھے۔

"کیونکہ ہمارے بخت خاندان کی بہو علیزے انور بخت ہی ہو سکتی ہے نہ کہ وہ ملازمہ۔" مہرون نساء نے انہیں چونک کر دیکھا۔

"ایسے تو نہ کہیں بہو ہے وہ آپ کی۔"مہرون نساء کو ان کی بات اچھی نہیں لگی تھی، سلماں بخت نے دلاور بخت کو دیکھا تھا جو اپنے بھائی جان کی بات سے کہی نہ کہی اکتفا کر رہے تھے۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھابھی جان لیکن علیزے ہماری بچی ہے اس بخت خاندان کی بیٹی اور سب سے بڑھ کر خوشی کی بات یہ ہے کہ علیزے اور شاہ کا بچپن سے ہی رشتہ طے تھا۔" وہ بولے۔ شاہ زیب جو ابھی ابھی آیا تھا وہ ان کی بات سن چکا تھا۔

"شاہ زیب بیٹا ادھر آؤ۔" انور بخت نے مسکرا کر اس کو اپنے پاس بلایا۔ وہ ان کے برابر آکر بھیٹ گیا۔

"مجھے تو حیرت اس بات کی ہے کہ دونوں کے رستے الگ بھی ہو گئے تھے لیکن اچانک کیسے......" سلماں بخت سوچ میں پڑ گئی تھیں۔

"نصیب سارا کھیل نصیب کا ہے بھابھی۔" شاہستہ بیگم سوچ میں کھوئی بولیں، شاہ زیب سر جھکائے انور بخت کے برابر بھیٹا تھا۔

"بیٹا مجھے امید ہے تم میری بیٹی کا خیال رکھو گے اسے اس حادثے نے ہلا کر رکھ دیا ہے مجھے تم پر بھروسہ ہے کہ تم اس کو اس صدمے سے باہر نکالو گے۔" انہوں نے کہا۔

"ہاں میرے بچے کا یہی تو کام رہ گیا ہے سب کو سہارا دیتے پھرنا۔" مدیحہ بخت بولیں۔ سب نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"مدیحہ۔" فرقان بخت سختی سے بولے۔ وہ منہ بنا کر رہ گئی۔

"بیٹے ہم جانتے ہیں کہ آپ کی کوئی اور بھی زمے داری ہے آپ کی ایک اور بیوی ہے لیکن اگر آپ دونوں کے درمیان عدل رکھیں گے تو اسے زیادہ خوشی کی کوئی بات نہیں ہو گی کہ آپ دونوں کے حقوق پورے کریں گے۔" شاہستہ بیگم بولی۔ شاہ زیب نے فقت سر ہلایا۔

"بھابھی جان آپ بے فکر ہو جائیں مجھے اپنے بیٹے پر پورا بھروسہ ہے وہ کسی کو مایوس نہیں کرے گا۔" مہرون نساء پیار سے بولیں۔

"ہاں اور اگر زیادہ پریشانی ہو تو تم ماورہ کو طلاق دے سکتے ہو۔" فرقان بخت کی بات پر جہاں سب چونکے تھے وہی شاہ زیب نے حیرانی سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" مہرون نساء حیرت سے بولیں۔

"نہیں بھائی جان میں ہر گز نہیں چاہوں گا کہ میری بیٹی کی وجہ سے ماورہ بیٹی کا گھر ٹوٹے۔" انور بخت نے نفی میں سر ہلایا۔

"بابا جان ماورہ میری بیوی بالکل اسی طرح ہے جس طرح علیزے ہو گی میں نہیں چاہتا کہ اس کی اجازت دینے کا مطلب اس کو ہی دھوکا دینا ہو اور ویسے بھی اس رشتہ سے مجھے دادی جان نے باندھا تھا اور نہ ہی میں کبھی دادی جان کا مان توڑوں گا اور نہ ہی بخت خاندان کی بہو ماورہ شاہ زیب فرقان بخت کا رتبہ اسے چھینوں گا۔" وہ سنجید گی سے

بولا۔ فرقان بخت نے نخوت سے چہرہ پھیر لیا، انہیں ماورہ سخت ناپسند تھی، مہرون نساء کے ساتھ سب ہی مسکرائے۔

"جب شاہ زیب اپنی پہلی بیوی سے اتنا وفادار ہو سکتا ہے تو میری بیٹی کو کبھی دکھ نہیں دے گا مجھے یقین ہے۔" انور بخت نے نم آنکھوں سے کہا۔ شائستہ بیگم نے بھی سر اثبات میں ہلایا۔

"چھوڑنا تو اس بدتمیز علیزے کو چاہیے کباب میں ہڈی بن کر آ گئی میرے بچوں کی زندگی میں۔" مدیحہ بخت صرف بڑبڑا ہی سکی تھیں۔

"تو پھر نکاح کی تاریخ کب رکھنی ہے؟" دلاور بخت نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ کل ہی رکھ لیتے ہیں۔" فرقان بخت نے کہا۔

"نکاح بالکل سادگی سے ہو گا چاچا جان۔" شاہ زیب نے سب کو پہلے ہی باور کروا دیا تھا۔

"ہاں بالکل سادگی سے ہو گا بیٹا۔" مہرون نساء بولیں۔

"جبکہ ہونا چاہیے بالکل دھوم دھام سے میں اپنی بہو کو فخر سے سب سے ملواتا۔" فرقان بخت ایک بار پھر بولے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بھائی جان علیزے تو مان جائے گی نا آپ نے بات کی؟" سلماں بخت نے اچانک پوچھا۔

"نہیں بات نہیں کی لیکن مجھے یقین ہے میری بیٹی انکار نہیں کرے گی کیونکہ وہ ایک بار انکار کر کے دیکھ چکی ہے۔" وہ سوچتے ہوئے بولے۔

"چاچا جان معاف کیجیے گا لیکن یہ نکاح اس کی مرضی سے ہونا چاہیے زور زبردستی نہیں ہونا چاہیے تاکہ آگے مجھے اور اس کو یہ رشتہ نبھانے میں کوئی تکلیف پیش نہ آئے۔" شاہ زیب سر جھکا کر سنجیدگی سے بولا تھا۔ وہاں بھیٹے سارے افراد خاموش ہو گئے تھے جبکہ انور بخت سوچ میں پڑ گئے تھے۔

جانے علیزے کا کیا ردِ عمل ہونا تھا؟

☆☆☆☆☆☆

کیک کاٹنے پر سب کی تالیوں کی گونج گونجی تھی، عدیب نے مسکرا کر اسے کیک کھلایا تو اس نے بھی بڑا سا پیس عدیب کو کھلایا اور پھر ایک ایک کر کے سب کو، علیزے کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کئی صدی بعد وہ کھل کر ہنسی ہو۔

"تھینک یو سو مچ۔" اس نے ایک بار پھر نم آنکھوں سے سب کا شکریہ کیا تھا۔

"اوئے یہ ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" مہک نے اس کے آنکھوں سے نکلتا ہوا پانی صاف کرتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرا دی۔

"اور ہمارے درمیان کب سے یہ بے تکلفیاں ہو گئی۔" دانیال مزے سے کیک کھاتا ہوا بولا اور پھر اچانک برابر کھڑے عدیب پر کیک مل دیا، سب چلا اٹھے جبکہ عدیب نے غصہ سے اسے دیکھا۔

"رک تجھے ابھی بتاتا ہوں۔" عدیب نے بھی کیک اٹھایا اور دانیال پر لپکا، سب کے قہقہہ گونجے اور ایسے سب ایک دوسرے پر کیک ملنے لگے۔

"چلو سب باربی کیو کھالیں اور علیزے کی فیورٹ ڈش تو بھول ہی گئے۔" رایمہ ہنس کر بولی۔ سب نے شور مچایا۔

"اف اللہ۔" علیزے مسکراتی ہوئی اپنے چہرے کو ٹشو سے صاف کرنے لگی، سب اپنے چہرے صاف کرتے ہوئے قہقہے لگا رہے تھے۔

"مزا بہت آیا ویسے۔" مہک بولی۔ سب نے تائید کی۔

"علیزے بیٹا۔" انور بخت کو جب پتہ چلا کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں یہاں ہے وہ یہی آگئے۔

"ڈیڈ۔" علیزے مسکراتی ہوئی بھاگ کر ان کے پاس آئی اور ان کے گلے لگ گئی۔

"میری بیٹی خوش ہے اب؟" انور بخت نے پوچھا۔اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"آپ کو اس پلین کے بارے میں کیسے پتہ چلا؟" عدیب نے حیرانی سے ان سے پوچھا۔وہ یوجنا کو دیکھ مسکرائے جس نے منہ پر انگلی رکھ لی تھی۔

"یوج کی بچی۔" مہک نے اسے پکڑ سر پر چپت لگائی جو کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

"بیٹا مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

"کہیے ناڈیڈ۔" وہ خوشگوار موڈ میں تھی اور یہ سب سے بہتر موقع تھا۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
www.zubinovelszone.com

"آپ مجھے بتا کیوں نہیں دیتے کہ کب تک آخر کب تک آپ ہم سب کے لیے قربانی دیتے رہیں گے۔" اس نے غصہ سے چیخ کر کہا، پاس بھیٹے سمیر نے سِلا کی آواز پر برابر بھیٹے شاہ زیب کو دیکھا جو بہن کا غصہ دیکھ رہا تھا جس کا اسے معلوم تھا۔

"پہلے ہی اتنی بے عزتی کہ باوجود سب نے علیزے سے آپ کو جوڑ کر رکھا جب تک اس نے ہمارے منہ پر انکار نہیں کر دیا پھر ماورہ سے جوڑا اور اب جب ماورہ ٹھیک ہے آپ کی اس کے ساتھ زندگی سکون سے گزر رہی ہے تو وہ دوبارہ آگئی آپ کی زندگی میں کیوں؟" سِلا نے جب سے سنا تھا وہ جلے پیر کی بِلی بنی تھی۔

"ماورہ بھابھی کے ساتھ میں یہ ظلم نہیں دیکھ سکتی لالا خدا کے واسطے آپ یہ سب ابھی کے ابھی روکیں۔" وہ شاہ زیب کے پاس بھیٹ کر بولی۔

"اس سے میں نے اجازت لی ہے۔" وہ بولا سِلا نے حیرت سے دیکھا۔

"آپ کی یہ فرماں برداری آپ کو آپ کی نئ نویلی دلھن سے دوسری شادی کی اجازت مانگنے پر مجبور کر دے گی میں نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا۔"

"سِلا....." سمیر نے کچھ کہنا چاہا۔

"نہیں لالا مجھے سمجھ نہیں آرہا دادی جان اب ایسا فیصلہ کیوں لے رہی ہیں آپ کی اور ماورہ بھابھی کی زندگی کیوں خراب کر رہی ہیں۔" وہ سر پر ہاتھ رکھتی ہوئی پریشانی سے بولی۔

"سِلا تمیز سے۔" شاہ زیب نے اسے ڈانٹا۔ اس نے غصہ سے اسے دیکھا۔

"لالا آپ جانتے ہیں نا یہ سب غلط ہو رہا ہے اور... اور وہ علیزے... وہ آپ سے ہم سے نفرت کرتی ہے وہ اس حویلی میں رہنا بھی پسند نہیں کرتی اور وہ آپ سے کل نکاح کرے گی وہ بھی یہ جاننے کے باوجود کے پہلے سے ہی ماورہ آپ کی بیوی ہے کبھی نہیں۔" سِلا نے نفی میں سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"وہ اس کی مرضی لیکن دادی جان نے مجھے اپنے فیصلے کے بارے میں آگاہ کیا تو میں نے ماورہ سے اجازت لے کر ہامی بھری اب آگے جو ہوتا ہے سو ہوتا ہے۔" وہ کندھے اچکا کر کھڑا ہو گیا۔

"لالا میں یہ نہیں ہونے دوں گی۔" وہ غصہ سے بولی اور وہاں سے نکل گئی۔

"شاہ کیا واقعی تم راضی ہو؟" سمیر نے اٹھ کر اسے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اب کیا لکھ کر دوں؟" وہ غصہ سے بولا۔

"نہیں میرا مطلب تم جانتے ہو کہ پہلے سے ہی ماورہ بھا..... "وہ کچھ کہتا کہ شاہ زیب غصہ سے بولا۔

"اب تم مت شروع ہو جانا۔" وہ چپ ہو گیا جبکہ شاہ زیب بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا نکل گیا تھا۔ اسے کچھ وقت اکیلے میں چاہیے تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"کہیے نا ڈیڈ کیا بات ہے؟" علیزے اور وہ اب کمرے میں آگئے تھے، باقی سب بھی کمرے میں موجود انور بخت کو سن رہے تھے جب انہوں نے ایک نظر سب پر ڈال کر گہرہ سانس لی۔

"ڈیڈ سب ٹھیک تو ہے؟" رایمہ نے پوچھا۔ انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

"بیٹا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارے لیے جو فیصلہ لوں گا وہ تمہیں قبول ہو گا۔" علیزے نے سر اثبات میں ہلایا، عدیب کو کچھ گڑبڑ محسوس ہوئی۔

"میں نے ایک فیصلہ لیا ہے۔" وہ بولے، سب الجھ کر انہیں دیکھنے لگے۔

"کیسا فیصلہ ڈیڈ؟" علیزے نے ان کا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے پوچھا۔

"بیٹا میں جانتا ہوں کہ یہ فیصلہ تمہیں اس وقت مناسب کسی بھی طرح نہیں لگے گا اور شاید تم اس کو قبول کرنے کا کبھی سوچو بھی نا لیکن....." وہ خاموش ہوئے، علیزے کا دل دھڑکا۔

"لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے باپ کے خاطر اس فیصلے کو قبول کرو۔" عدیب اب چلتے ان دونوں کے قریب آگیا تھا، اسے معاملہ سنجیدہ لگا، رایمہ نے مہک کو دیکھا تو اس نے بھی الجھ کر اسے دیکھا۔

"وہ....." انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ علیزے کو کس طرح بتائیں کیونکہ وہ جانتے تھے علیزے ایسا خواب میں بھی سوچ سکتی تھی۔

"ڈیڈ بولیے۔" علیزے دھڑکتے دل کے ساتھ ان کے ہاتھ سختی سے پکڑ کر بولی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بیٹا تمہارا نکاح ہے کل شاہ زیب کے ساتھ۔" انہوں نے جیسے اطلاع دی تھی، جہاں سب چونکے تھے وہی علیزے نے ان کے ہاتھ یکدم چھوڑ دیے تھے۔ چھت جیسے سر پر آن گر پڑی تھی۔

"کیا بول رہے ہیں ڈیڈ اس کی پہلے سے ہی شا....." عدیب جلدی سے غصہ سے بولا جب وہ بولے۔

"دوسری شادی کرے گا وہ علیزے سے۔" انہوں نے علیزے کی طرف دیکھ کہا جو ساکت ہو گئی تھی، رایمہ مہک اور دانیال بری طرح حیران رہ گئے تھے جبکہ علیزے کے کان میں سائیں سائیں کرتا صرف ان کا جملہ گونج رہا تھا۔

"تمہارا نکاح ہے کل شاہ زیب کے ساتھ۔"

☆☆☆☆☆☆

"ڈیڈ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" وہ بامشکل روندھی ہوئی آواز سے دھیرے سے بولی۔ سب حیرت میں کھڑے تھے اور عدیب غصہ سے کبھی انور بخت کو دیکھتا اور پھر علیزے کو جو امید بھری نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے تصدیق کر رہی تھی کہ اس نے جو بھی سنا وہ غلط تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں بیٹا یہ فیصلہ میں نے بہت سوچ سمجھ کر لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم انکار نہیں کرو گی۔" انہوں نے اس کی امید بھری نظروں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ امید ٹوٹ گئی۔

"ڈیڈ بس کیجیے میری بہن کوئی بوجھ نہیں ہے کہ اس حادثے کے بعد آپ کسی سے بھی اس کو باندھیں گے اور وہ بھی اس ایسے شخص جس کو پہلے ہی ہم منع کر چکے ہیں۔" عدیب غصہ سے بولا، علیزے نے سر جھکا کر آنسوں قابو کرنے کی کوشش کی۔

"وہ کوئی ایسا شخص نہیں وہ علیزے کا منگیتر تھا۔" وہ بولے۔

"ڈیڈ منگیتر تھے اب تو ان کی اپنی شادی ہو چکی ہے۔" رایمہ نے بھی آگے بڑھ کر الجھ کر کہا۔

"ہاں اور ایسے میں دوسری شادی وہ بھی زے سے جسے پہلے ہی انکار ہو گیا تھا وہ مان گئے؟" مہک نے بھی حیرانی سے پوچھا۔

"ہاں بیٹا تم لوگوں کی دادی جان نے بات کی اور وہ پورے دل سے اس دوسرے رشتے کو نبھانے کے لیے تیار ہے اور ویسے بھی یہ کوئی نئی بات نہیں ہے یہاں گاؤں میں۔" انور بخت نے ایک نظر علیزے کو دیکھ کہا جس کے آنسوں آنکھوں سے آزاد ہو گئے تھے۔

"گاؤں میں ڈیڈ یہاں گاؤں میں ہم میں نہیں اور پلیز ڈیڈ زے کو اسی سب سے بچانے کے لیے میں نے قربانی دی تھی اور اب میں نہیں چاہتا وہ اسی جہنم میں دوبارہ جائے۔"

عدیب غصہ سے بولا۔

"جہنم نہیں ہے یہ۔" انور بخت چلا کر بولے اور یکدم کھانسنے لگے۔

"ڈیڈ آرام سے۔" علیزے نے آنسوں پونچھتے ہوئے جلدی سے انہیں سنبھالا۔

"ڈیڈ فار گاڈ سیک آپ کو کیا ہو گیا ہے زے آپ کو بوجھ لگتی ہے ہاں بس بہت ہو گیا ہم آج رات کی فلایت سے ہی واپس اپنے گھر جا رہے ہیں دانی فلایٹ بک کرواؤ۔"

عدیب نے پیچھے کھڑے دانیال سے کہا۔ اس نے انور بخت کو دیکھا جو عدیب کو غصہ سے دیکھ رہے تھے۔

"میں جانتا ہوں میری بیٹی بوجھ نہیں ہے خود مختار ہے میں یہ نکاح اسلیے نہیں کر رہا اور نہ ہی اس حادثے کی بدنامی کے باعث میں یہ نکاح اسلیے کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ابا جان کا فیصلہ تھا جس کو ہم نے پورا نہ کرنے کی کوشش کی تو یہ سب ہو گیا بیٹا علیزے تمہارا نصیب شاہ زیب سے جڑا ہے تم جتنا دور جاؤ گی یہ نصیب اتنا ہی کھینچ کر تمہیں واپس اس حویلی لے آئے گا۔" وہ علیزے سے مخاطب ہو کر بولے تو وہ یکدم سن ہوتی

سوچ میں پڑ گئی....اس کا انکار.....ویٹسن کی موت......اس کا انکار.....ویٹسن کی سچائی.....عدیب نے اسے سوچ میں ڈوبا دیکھا۔ فوراً اسے جھنجھوڑا۔

"نہیں زے تم اموشنل فول نہیں بنو گی۔" اس نے چبا چبا کر کہا۔ وہ چونکی۔

"عدیب۔" انور بخت پوری قوت سے چلائے۔ سب چونکے اور اچانک ان کا ہاتھ دل پر گیا اور انہیں سانس لینے میں دشواری ہوئی۔

"ڈیڈ۔" علیزے نے انہیں سنبھالا۔

"ڈیڈ کے لیے سٹریس اچھا نہیں ہے مہک پانی۔" رایمہ بھی انور بخت کو سنبھالتی ہوئی مہک سے بولی۔ وہ سر ہلا کر پانی کے لیے بھاگی۔

"بولو بیٹا میرا فیصلہ....." انہوں نے تکلیف میں بولنے کی کوشش کی۔

"زے بے وقوفی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ ان کا اموشنل بلیک میل ہے۔" عدیب اس کے پاس آ کر بولا۔

"ڈیڈ ہم یہ سب بعد میں بات کریں گے۔" پانی آیا۔ اس نے ان کو پلاتے ہوئے کہا۔ انہوں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پانی کا گلاس ایک طرف کیا۔

"مج۔۔۔۔ھے ابھ...ابھی جواب چاہیے۔" وہ بامشکل بول رہے تھے، علیزے رونے لگی، اتنی بے بسی؟

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زے نو تم ایسا کچھ سوچو گی بھی نہیں ڈرامے ہے یہ۔" عدیب پھر غصہ سے بولا۔

"سٹاپ اٹ بھائی۔" وہ چیخی، سب چونکے۔

"ڈیڈ میں راضی ہوں آپ پلیز پانی پیے۔" اس نے آنسوں پونچھ کہا۔انور بخت مسکرائے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا، رائمہ نے انہیں تیزی سے پانی پلایا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا تم اس جاہل گوار شخص سے نکاح کرو گی وہ بھی دوسرا اہاں گری پڑی ہو تم زے تم پاگل ہو گئی ہو تم آ گئی پھر سے ان کے بہکاوے میں یہ ہمیں ادھر بھی اموشنل کر کے لائے تھے اور اب تمہیں بھی اس گوار کے ساتھ دوسری شادی پر آمادہ کر دیا۔" عدیب غصہ سے پاگل ہو گیا تھا۔

"دیب۔" دانیال نے اسے پکڑا۔

"دانی پلیز لے کر جاؤ ڈیڈ کی طبیعت مزید خراب ہو جائے گی۔" علیزے بولی۔دانیال نے سر ہلایا۔

"دیب چل۔ "

"پاگل ہو گ ئے ہو تم سارے ہاں تم لوگوں کو معلوم بھی ہے اس اموشنل فول نے ہاں کس پر کی ہے دوسری شادی پر وہ بھی اس انسان کے ساتھ جس کے خاندان سے ہم سب سے زیادہ نفرت کرتے ہیں۔" وہ دانیال کا ہاتھ جھٹک غصہ سے بولا۔

"ایک بعد یاد رکھنا زے اگر تم نے یہ نکاح کیا تو مجھے بھائی مت بلانا۔" وہ علیزے کو تشبیہہ کرتا ہوا غصہ سے نکل گیا پیچھے دانیال بھاگا جبکہ علیزے نے آنکھیں میچیں اور تر آنکھوں سے آنسوں سیلاب بنے گال پر پھسل گئے۔

☆☆☆☆☆☆

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ تو نے کیا سوچ کے چھوٹے بابا کو اجازت دی۔" افشاں اس کے سر پر ادھر ادھر چکر کاٹتی ہوئی بولی۔

ماورہ خاموشی سے سر جھکائے آنسوں بہاتی رہی۔

"میں بتا رہی ہوں تیرے ساتھ بڑی ناانصافی ہوئی ہے ایسا کوئی کرتا ہے بھلا ویسے تو یہ حویلی والے عدل وانصاف کی باتیں کرتے ہیں لیکن اپنے ہی بہو کے ساتھ ایسا کرنا وہ بھی نئی نویلی بہو کے ساتھ؟" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کہاں جائے؟ جب سے اسے یہ خبر ملی تھی وہ ایک جگہ ٹک کر نہیں بھیٹ پا رہی تھی اسے رہ رہ کر ماورہ کا خیال آرہا تھا، اس جنونی محبت کو پانے کے لیے ماورہ نے کتنے جتن کیے تھے اور اب جب اس کی کوششیں رنگ لائیں تھیں تو یہ ہو گیا تھا؟

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE

"چل اگر شادی کو کافی عرصہ گزر جاتا اور تو اگر بانجھ ہوتی تو سمجھ آتا کہ دوسری شادی بچے کے لیے کر رہے ہیں لیکن یہاں تو ایسا کچھ نہیں ہے۔" ماورہ کی آنکھوں سے پھر آنسو گرے۔

"کیوں ماورہ تو کیوں خاموش ہے تو نے کیوں اجازت دی تجھے تب اپنی محبت کا خیال نہ آیا ہاں بتا کرے گی کسی دوسری عورت کو چھوٹے بابا کی زندگی میں برداشت وہ بھی اس کو جو بچپن سے ان کی منگ اور اس خاندان کی چہیتی بیٹی ہے۔" افشاں کو مزید چڑ ہو رہی تھی جب ہی وہ چلا کر پوچھنے لگی جب ماورہ نے سر اٹھایا اور اسے بھی اونچی آواز میں بولی۔

"کیا کرتی میں ہاں کیا کرتی؟" افشاں چونکی۔

"میں اجازت دیتی یا نہ دیتی نکاح تو ہونا ہی تھا کیونکہ یہ دادی جان کا فیصلہ تھا وہ بھی ان کے بیٹے نے گڑگڑا کر ان سے اپنی بیٹی کی خوشیوں کی بھیک مانگی تھی تو کیا وہ مجھ جیسی لڑکی کے لیے اس کو نظر انداز کرتی نہیں افشاں نہیں میں ہی انکار کر کے بری بنتی۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تو ان کی بیٹی کی خوشیوں کی بھیک وہ تیرے بنے سنسار کو کیوں تباہ کر کے مانگ رہے ہیں اور تو مجھے بتا کیوں بری بنتی تو تیرا حق ہے تو ان کی بیوی ہے ایسے کیسے تیری مرضی ضروری نہیں؟" افشاں کو نئے سرے سے غصہ آیا۔

"نہیں افشاں تو شاید بھول رہی ہے کہ ہم کون ہے ہماری اوقات کیا ہے میں چاہے بخت خاندان بہو ہی کیوں نہ بن جاؤں لیکن اس لڑکی کی جگہ کبھی نہیں لے سکتی اور تجھے پتا ہے شاہ جی نے کہا مجھ سے اجازت کا ورنہ تو کسی نے مجھ سے پوچھنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔" وہ آنسوں پونچھتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"تو صحیح کہہ رہی ہے ماورہ ہم لوگ کمزور ہے نا ہمارے آگے پیچھے کوئی نہیں اسیلیے ان بڑے لوگوں نے فایدہ اٹھایا ہے۔" وہ اس کے پاس آکر بھیٹی اور دکھ سے بولی۔

"لیکن تو نے دیکھا نا چھوٹے بابا تیرے حمایتی ہیں وہ چاہتے تو اسی وقت ہی دادی جان کا فیصلہ مان لیتے لیکن نہیں انہوں نے تجھ سے اجازت لی تو بس سب جو چھوڑ اور ان کو اپنے قابو میں رکھ۔" وہ مزید سمجھاتے ہوئے بولی۔

"ہاں انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں ان کی پہلی بیوی ہوں اور میرا مقام کوئی نہیں چھین سکتا علیزے بھی نہیں اور ان کی اسے نکاح محض سمجھوتا ہے۔" وہ ہیجانی کیفیت میں سر ہلانے لگی۔

" بالکل ٹھیک ویسے بھی وہ علیزے نفرت کرتی ہے ان سے دیکھنا یہ نکاح ایک ہفتے بھی نہیں چلنے والا۔ "افشاں نے گویا تسلی دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"بھائی میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ "وہ ملسلسل روتے ہوئے عدیب کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی جو اس کی ایک نہیں سن رہا تھا۔

"کیا سمجھنے کی کوشش کروں ہاں یہ کہ تم ایک بار پھر ڈیڈ کے ہاتھوں بے وقوف بن گئی؟"وہ غصہ سے غرایا۔

"نہیں تم کیوں نہیں سمجھ رہے ڈیڈ کی طبیعت......."وہ بے بسی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولنے کی کوشش کرنے لگی۔

"فار گاڈ سیک زے تم اندھی ہو گئی ہو نظر نہیں آرہا کہ یہ سب ایک ناٹک ہے تمہیں اپنے بھتیجے کے پلے باندھنے کا مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا کہ اب تو اس کی شادی اس نوکرانی سے ہو گئی ہے تو تمہیں اس نوکرانی کی سوکن بنانے پر کیوں تلے ہے۔ "اسے اندازہ نہیں ہو رہا تھا اس کا چیخنا چلانا علیزے کو مزید ڈپریشن میں ڈال رہا تھا لیکن دروازے پر کھڑی رایمہ کو علیزے کی حالت دیکھ ہو رہا تھا جبھی وہ تیزی سے آئی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس بھائی بس کیا ہو گیا ہے ڈیڈ نے فیصلہ کیا علیزے نے ہامی بھر لی تو کیا مسلہ ہے؟"

عدیب نے حیرانی سے اسے دیکھا جبکہ علیزے تھک کر بیڈ پر بھیٹ گئی۔

"تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا تم جانتی ہو تم کیا کہہ رہی ہو اس جاہل گوار شاہ زیب......"اس کی بات رایمہ نے کاٹی۔

"جاہل گوار نہیں ہے وہ۔" وہ چلائی۔علیزے نے سر پکڑ لیا،اس کا سر پٹھا جا رہا تھا۔

"اور نہ ہی یہ بخت خاندان جاہل ہے شاہ زیب بھائی بہت سلجھے ہوئے اور سمجھدار ہیں مجھے یقین ہے ڈیڈ نے سوچ سمجھ کر اتنا بڑا فیصلہ لیا ہو گا اور ویسے بھی ان دونوں کا رشتہ تو بچپن سے طے تھا اور آپ کو اس خاندان سے کیا پرابلم آ گئی آپ نے ہی سِلا بھابھی کو قبول کیا نا؟"وہ مزید بولی۔

"چلو مان لیا کہ ڈیڈ نے بچپن کے رشتے کو مدِ نظر رکھتے یہ فیصلہ لیا مگر اس کی نوکرانی سے شادی تو ہو چکی ہے نا اور میری بہن اتنی گری پڑی نہیں ہے کہ ایک دوسری بیوی کا درجہ حاصل کرے سِلا کسی کی بیوی نہیں رہ چکی۔"وہ اونچی آواز میں بولا اور آخری میں اس کی بات کا جواب بھی دے دیا۔

"ہاں میں......"رایمہ کچھ کہتی علیزے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑے چلا اٹھی۔

"خدا کا واستہ ہے آپ لوگوں کو بند کریں میری زندگی کا تماشہ بنانا۔" وہ چلائی۔ وہ دونوں چونکے۔

"بھاڑ میں ڈالیں سب کچھ اور جو ہو رہا ہونے دیں میں مزید اپنی زندگی کا مزاق اڑتا نہیں دیکھ سکتی۔" وہ رونے لگی۔

"علیز....." رایمہ آگے بڑھتی کہ اس نے روک دیا۔

"پلیز جائیں آپ لوگ یہاں سے اور مجھے اکیلا چھوڑ دیں میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔" وہ چلائی۔ عدیب نے رایمہ کو دیکھا اور پھر اس پر ایک اچٹی نظر ڈالتا ناک آؤٹ ہو گیا۔

"یہ تمہارے لیے گولیاں لائی تھی دو کھا لینا۔" رایمہ نے دھیرے سے کہتے ساتھ گولیاں چھوٹی میز پر پانی کے جگ کے ساتھ رکھ کر چلی گئی۔

پیچھے علیزے نے تیزی سے چار پانچ گولیاں نکالی اور منہ میں رکھ کر تیزی سے پانی ہلک میں انڈیل دیا اور گہری گہری سانسیں لینے لگی، اس کے سر پر ہتھوڑے پڑ رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

وہ پریشانی سے کمرے سے باہر نکلی۔ اسے یوجنا ملی جو ہاتھ میں ٹرے لیے ہوئے تھی جس میں ایک کپ چائے کی پیالی تھی۔

"یوج کہاں جا رہی ہو؟"

"یہ ڈیڈ کے لیے لے کر جا رہی ہوں۔"اس نے کہا۔رایمہ نے سر ہلایا۔

"تم یہ ادھر دو میں ان ہی کہ پاس جا رہی ہوں تم جا کر حسن کے ساتھ بھیٹو۔"وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھ پیار سے بولی۔

"ٹھیک ہے۔"یوجنا الجھی ہوئی لگ رہی تھی،رایمہ نے غور سے دیکھ اس کے ہاتھ سے ٹرے لی۔

"کیا ہوا ہے؟"اس نے پوچھا۔

"چھوٹی باجی کیا واقعی آپی کا نکاح ہے کل وہ بھی شاہ زیب بھائی سے ان کی شادی تو ہو چکی ہے نا ماورہ باجی سے؟"رایمہ نے سانس بھری۔

"تمہیں کس نے کہا؟"

"میں بچی نہیں ہوں میری بہن کا نکاح ہے اور مجھے نہیں پتہ ہو گا ڈونٹ ٹیک می ایزا کڈ۔"وہ تپ گئ تھی۔

"یوج میں جانتی ہوں آپ بڑی ہو لیکن ابھی اتنی بڑی نہیں ہوئ ہو کہ ان معاملات میں دخل انداز کرو آپ کو یہ سب سوچنے کی کوئ ضرورت نہیں بس اپنی بہن کے لیے دعا کرو۔"اس نے نرمی سے سمجھایا۔

"جی ٹھیک ہے۔" وہ افسردگی سے چلی گئی جبکہ رایمہ اس کی پشت دیکھتی رہ گئی پھر نفی میں سر ہلاتی آگے بڑھ گئی، ابھی وہ انور بخت کے کمرے تک پہنچی ہی تھی جب سامنے سے آتا ہوا دانیال اسے ٹکرایا اور ٹرے تو ہاتھ سے گری ہی گری ساتھ گرم چائے کی چھینٹے اس کے ہاتھ پر آ گئی، وہ بے اختیار سسکی۔

"سوری سوری رایمہ میں نے دیکھا نہیں۔" رایمہ بھیٹ گئی۔ وہ بھی جلدی سے اس کے پاس بھیٹ اس کا ہاتھ دیکھ فکر مندی سے بولا جب رایمہ نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔

"تم دیکھتے ہی کہاں ہو۔" وہ بولی اور سر جھٹک کر نیچے گرے کانچ کی پیالی کے ٹکرے سمیٹنے لگی۔

"سوری یار یہ بھی میں نے توڑ دیا پتہ نہیں میرا دماغ......" وہ ماتھے پر ہاتھ رکھ بول ہی رہا تھا جب رایمہ نے سر اٹھا کر ایک اچٹی نگاہ اس پر ڈالی۔

"تمہیں تو توڑنا ہی آتا ہے دانیال کبھی کسی کا دل تو کبھی کسی کا۔" وہ بے ساختہ بول گئی تھی، دانیال چونکا تھا۔

"کبھی کسی کا مطلب کیا اور میں نے کتنے دل توڑ دیے تم ایسے کیوں بول رہی ہو اور پارٹی میں بھی تم مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی خیرت ہے؟" اسے رایمہ کا رویہ پارٹی سے کھٹک رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بھولے تو تم ایسے بن جاتے ہو جیسے تم کچھ جانتے ہی نہیں ہو۔" وہ کانچ سمیٹ کر ٹرے میں ڈالتی ہوئی اٹھی۔

"کیا مطلب تم صاف صاف بتاؤ گی؟" دانیال بھی اس کے ساتھ اٹھا۔

"کسی کو پہلے خواب دکھا کر پھر ان کو کرچی کرچی کر کے اس کو رلا کر تم ایسے بن جاتے ہو جیسے تم نے تو کچھ کیا ہی نہیں۔" وہ غصہ سے بولی، اسے رہ رہ کر لیلیٰ کا رونا یاد آ رہا تھا۔

"تم کیا بول رہی ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔" دانیال نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"لیلیٰ سے پہلے تم ہی فری ہوئے تھے تم نے ہی اسے احساس دلوایا کہ تم اس کے قریب ہو اور اب جب وہ تمہیں اتنا پسند کرنے لگی ہے تو تم نے صاف اس کے منہ پر انکار کر دیا تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آئی کتنی لڑکیوں کے دل ساتھ کھیلو گے؟" دانیال چونکا، اوہ تو وہ لیلیٰ کی بات کر رہی تھی۔

"رایمہ مجھے سمجھ نہیں آتا تم اتنی غلط فہمیاں اپنے ساتھ پال کر کیسے چلتی ہو اور خود ہی خود میرے بارے میں اپنے خیالات بنا لیتی ہو کبھی مجھ سے آ کر پوچھا ہے تم نے کبھی مجھے کہنے کا موقع دیا ہے تم تو مجھے فوراً ہی مجرم ثابت کر دیتی ہو۔" وہ غصہ ہو گیا تھا، پہلی

بھی کچھ ایسی ہی غلط فہمی میں اتنا کچھ ہو گیا تھا اور اب دوبارہ رایمہ اس پر الزام لگا رہی تھی۔

"میں اپنی آنکھوں سے ثبوت دیکھتی ہوں اور اپنے کانوں سے سنتی ہوں ایسی ہی ہوا میں بات نہیں کرتی۔" رایمہ بھی مزید غصہ سے بولی۔

"اور تمہیں میں کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ کبھی کبھار آنکھوں دیکھا اور کانوں سے سنا سچ نہیں ہوتا سکہ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔" اس نے ایک بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"تو تمہارے پاس اس کی کیا صفائی ہے کہ تم نے لیلیٰ کو دھوکا نہیں دیا۔" اس نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

"خدارا رایمہ دھوکا تم پاگل ہو گئی ہو میں بیچارا کسی کو دھوکا کیوں دوں گا جو خود ہی دھوکے میں رہتا ہے کہ ایک دن تم میری باتیں سمجھو گی۔"

"تم مدعے پر آؤ۔"

"میں مدعے پر ہی ہوں یار میں نے لیلیٰ کو ایسا کچھ نہیں بولا نہ ہی ایسا کوئی احساس دلایا جس سے وہ کسی بھی خوش فہمی میں رہے۔" وہ اکتا کر بولا۔

"دانیال میں نے خود دیکھا تھا تم لیلیٰ کے ساتھ فری ہو رہے تھے۔" اس کی آنکھوں کے سامنے دانیال لیلیٰ کا وہ سین آیا جب لیلیٰ دانیال کے کندھے پر ہاتھ رکھے چل رہی تھی۔

"یار وہ تو میری نیچر ہی ایسی ہے میں کہاں سنجیدہ رہتا ہوں اور اگر اس وجہ سے کوئی لڑکی میرے پیار میں پاگل ہوتی ہے تو اس میں میری کیا غلطی۔" وہ معصومیت سے بولا۔

"اٹس ناٹ آ جاک۔" وہ غصہ سے بولی۔

"آئی نو اٹس ناٹ لیکن میری بات سمجھنے کی کوشش تو کرو اچھا تم ہی بتاؤ زرے اور میں کتنے قریب ہے اب اسے زرے یہ سمجھنے لگے گی کہ میں اس کے پیار میں پاگل ہوں؟"

"ہماری بات الگ ہے۔" رائمہ بے ساختہ بولی جب دانیال کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"ہماری؟"

"میرا مطلب تمہاری اور علیزے کی۔" وہ بوکھلا کر بولی، دانیال محفوظ ہوا۔

"اب یہ جو تم نے میس پھیلایا ہے نا اس کو بھی خود ہی صحیح کرو۔" وہ بول کر پیر پٹختی واپس چلی گئی جبکہ دانیال نے بے بسی سے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یاخدامیرے ساتھ ہی کیوں پہلے ایک مصیبت نہیں سنبھلتی دوسری آجاتی ہے۔"وہ کسی بچے کی طرح منہ بگاڑتا ہوا منمنایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

وہ غصہ کمرے میں آیا۔ سِلا جو سر پکڑ کر بھیٹی تھی چونکی۔

"اپنے بھائی سے کہو جا کر اس نکاح سے انکار کر دے۔"وہ سِلا کی طرف غصہ سے آیا اور اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا، وہ حیران رہ گئ۔

"میں نے ان سے کہا ہے لیکن وہ نہیں سن رہے ہیں۔"وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

"کیا مطلب ہے نہیں سن رہے۔"اس نے سِلا کے بازو پر اپنی گرفت سخت کی۔

"آہ... عدیب پلیز مجھے درد ہو رہا ہے۔"وہ بے اختیار سسکی۔

"اور اس درد کا کیا جو میری بہن کو ہو گا؟"وہ شدید غصہ میں لگ رہا تھا۔

"میرے لالا اس کو درد نہیں پہنچائیں گے۔"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ بولی۔ وہ مسکرایا اور ایک جھٹکے سے اس کا بازوں چھوڑا۔

"وہ پہنچا بھی نہیں سکتا کیونکہ میں ابھی اپنی بہن کے ساتھ ہوں۔"

"دیکھیں میں بھی نہیں چاہتی یہ نکاح ہو۔"سِلا نے تحمل سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تو جا کر منع کرو نا۔ "وہ چلایا۔ وہ چونکی۔

"نفرت کرتی ہے زرے اس خاندان سے اور تمہارے اس جاہل بھائی سے میں اپنی بہن کو ان گواروں میں رہنے نہیں دے سکتا وہ بھی اس شخص کی دوسری بیوی بن کر میری بہن کی یہ حیثیت نہیں ہے۔ "سِلا نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"گوار جاہل آپ کو ہم سب ایسے لگتے ہیں؟ "اس کی آنکھوں میں نمکین پانی آ گیا تھا۔

"وہ سب میں نہیں جانتا لیکن یہ نکاح نہیں ہونا چاہیں۔ "وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا اضطراب سے بولا۔

"رات ہو گئی ہے آپ سو جائیں۔ "وہ گہری سانس لے کر خفگی سے اس کے برابر سے نکلنے لگی جب اس نے اس کو بازو سے پکڑا۔

"دیکھو سِلا میں صرف تمہیں چاہتا ہوں میرا مطلب ہم ابھی تک ماضی کو نہیں بھول پائے یہ نکاح کسی کے لیے بھی اچھا ثابت نہیں ہو گا۔ "اسے احساس ہوا کہ وہ اپنی اداکاری کا مکھوٹا اتار رہا ہے۔

"میں جانتی ہوں لیکن یہ میرے بھی بس میں نہیں ہے میں بھی نہیں چاہتی یہ نکاح ہو اور بھابھی کے ساتھ کوئی ناانصافی ہو۔ "وہ بے بسی سے بولی۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

"تو پھر ٹھیک ہے میں تمہیں اجازت نہیں دیتا کہ تم کل نکاح میں شریک ہو تمہیں اپنے بھائی سے تعلقات ختم کرنے ہوں گے جیسے میں اپنی بہن سے کر رہا ہوں۔" وہ بول کر اسے شاکڈ میں چھوڑ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"سنیے ؟" انہوں نے انور بخت کو پکارا۔ وہ ان کے جانب متوجہ ہوئے۔

"آپ کو نہیں لگتا یہ فیصلہ پیچیدہ ہے ؟" ان کے چہرے پر اضطراب وہ دیکھ سکتے تھے، وہ اٹھ کر ٹھیک سے بیٹھے اور گہری سانس لی۔

"شاہستہ میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے میں اپنی بیٹی کی خوشیاں دیکھنا چاہتا ہوں اور شاہ زیب سے بہتر کوئی نہیں اس کے لیے۔" انہوں نے شاہستہ بیگم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن انور کوئی عورت سوکن برداشت نہیں کرتی ایسے ماورہ ہماری علیزے سے اور ہماری علیزے ماورہ سے نفرت کرے گی شاہ زیب پریشانی میں آجائے گا۔" وہ گھبرا کر بولیں۔

"نہیں میں جانتا ہوں وہ بہت سمجھدار ہے وہ سب سنبھال لے گا۔" انہوں نے ان کے ہاتھ کو تھپک کر دلاسہ دیا۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میری بیٹی کو اپنا شوہر بانٹنا ہو گا۔" وہ دکھ سے بولی۔

"قسمت کو جو منظور ہم پہلے قسمت سے لڑ چکے ہیں جس کا سِلا ہمیں یہ ملا ہے اب ہم اور نہیں لڑ سکتے نہ ہی علیزے کو بغاوت کرنے دے سکتے ہیں۔" انہوں نے خاموشی سر جھکا لیا۔

"شہاستہ۔" کچھ دیر بعد انور بخت نے پکارا۔ انہوں نے ان کو دیکھا۔

"اللہ پر بھروسہ رکھو جو ہوتا ہے اس کے پیچھے وجہ ہوتی ہے میں بھی ایک باپ ہوں میرا دل بھی نہیں مانتا کہ میرے بیٹی اپنے شوہر کا بٹوارہ کرے لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے ماورہ بیٹی سے نکاح شاہ زیب نے اماں جان کے کہنے پر کیا تھا۔" شاہستہ بیگم نے سر ہلایا۔ وہ بھی سانس بھرتے ہوئے آنے والے دن کے بارے میں سوچنے لگے جو جانے کتنی زندگیاں بدلنے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

گہری رات میں چاند آسماں پر موجود اپنی روشنی بکھیرا ہوا تھا، اندھیرے میں ڈوبا کمرے میں چاند کی روشنی ہی آرہی تھی، ہلکے سے دروازے کی دستک نے فرش پر پڑتی چاند کی روشنی کو گھورتی ہوئی علیزے کو ہلا کر رکھ دیا تھا، وہ بری طرح چونکی تھی۔

"زے کھانا کھالو کافی رات ہو گئ ہے مگر تم نے کھانا نہیں کھا......" مہک دستک دیتی ہوئی ناک گھمائے اندر کھانے کے ٹرے لیے بولتی ہوئی داخل ہوئی۔ علیزے کو کہی نہ پایا۔

"زے کہاں ہو؟" اس نے ٹرے میز پر رکھی اور ارد گرد نظریں دوڑائیں جب سسکیوں کی آواز خالی کمرے میں بھیانک انداز میں گونجی۔

"زے کیا ہوا یہاں کیوں بھیٹی ہو؟" آواز کا تاقعب کرتے ہوئے وہ بیڈ کے کونے تک آئی۔ دونوں پاؤں سینے سے لگائ ہاتھوں میں چہرہ چھپائ وہ سسکیاں بھر رہی تھی۔

"زے میری جان کیا ہوا۔" وہ ایک گھٹنے کے بل بھیٹی اور اس کے چہرے سے اس کے دونوں ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرنے لگی جس نے چہرہ پھیر لیا۔

"مہک جاؤ یہاں سے۔" وہ چیخی۔

"میں کہیں نہیں جاؤں گی بتاؤ مجھ......" وہ اپنی بات پوری کرتی جب ایک جھٹکے سے علیزے اس کے گلے لگ گئ اور زارو قطار رونے لگی، مہک پل بھر کے لیے سن ہو گئ۔

"زے کیا ہوا۔" کچھ دیر اس نے خاموشی سے اس کو آنسوں بہانے دیے، جب رو رو کر اس کا دل ہلکا ہو گیا تو اس نے آہستہ سے پوچھا جو گیلی آنکھیں رگڑتی ہوئی اسے الگ ہوئی۔

"مہک میں یہ نکاح نہیں کر سکتی۔" اس نے نفی میں سر ہلا کر ناک پونچھی۔ مہک چونکی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم نے خود ہی تو چاچو سے کہا تھا۔ "

"ہاں کہا تھا لیکن میں اس جہنم میں نہیں جا سکتی میں اس حویلی میں نہیں رہ سکتی مجھے سب سے نفرت ہے اور ایک ایسے انسان کے ساتھ میں شادی نہیں کر سکتی جو مجھے کانٹے کی طرح چبھے۔" وہ اونچی آواز میں بولی تو مہک خاموش ہو گئی۔

"زے پہلے تم رونا تو بند کرو۔" مہک نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کہا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ ہٹایا۔

"کیا رونا بند کروں ہاں کیا جب سے جب اس حویلی میں قدم رکھا ہے میری دنیا اجڑ کر رہ گئی ہے اور تم کہہ رہی ہو میں رونا بند کر لوں؟" مہک نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"ان ہی سب کی وجہ سے آج میں اس مقام پر کھڑی ہوں کہ میرا باپ مجھے اپنے ہاتھوں سے جہنم میں دھکیل رہا ہے نہیں مہک نہیں اسی رشتے سے میں بھاگ رہی تھی ان

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب سے بھاگ رہی تھی لیکن....''وہ بے بسی سے دونوں ہاتھ سر میں دیے رونے لگی۔

''زرے میری بات سنو بالکل تحمل سے۔''مہک نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔

''میں جو بولنے جارہی ہوں اس کو غور سے سننا ہاں میں جانتی بہت کڑوہ لگے لیکن سچ یہی ہے۔''علیزے نے اسے دیکھا جو سوکھے ہونٹوں میں زبان پھیرتی ہوئی کچھ کہنے جارہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆

دوسرے دن کا سورج خوشیاں اور غم ایک ساتھ لایا تھا،ایک طرف انیلا بخت اور انور بخت خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے تو دوسرے طرف کئی پر قیامات گزر رہی تھی۔

حویلی میں سویرے سے ہی شور مچا ہوا تھا،ظہر میں نکاح تھا سب تیاری میں مصروف تھے۔

"سمیر بیٹا مولوی صاحب کو وقت دے دیا۔" مہرون نساء نے سمیر سے پوچھا۔اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"آپ بالکل بے فکر ہو جائیں میں نے سب دیکھ لیا۔ "

"جیتے رہو اور عمارہ آپ نے علیزے کے کمرے میں اس کا جوڑا پہنچا دیا؟" وہ اب عمارہ سے مخاطب ہوئی۔

"جی تائی جان میں نے پہنچا دیا ہے اور رایمہ کو بھی کہہ دیا ہے۔" اس نے دھیرے سے مسکرا کر کہا۔

"تائی جان آپ کو دادی جان بلا رہی ہیں۔" ثمن نے آکر کہا۔وہ سر ہلاتی ہوئی جلدی سے چلی گئیں۔

"مجھے تو یقین نہیں آرہا یہ سب ہو رہا ہے۔" ثمن نے سمیر اور عمارہ کو دیکھ کہا۔دونوں نے سانس بھری۔

"قسمت کو جو منظور۔" عمارہ بولی۔

"میں ذرا شاہ سے مل کر آؤں۔" سمیر کو اچانک خیال آیا۔وہ جلدی سے گیا جب اسی وقت سلماں بخت آئیں۔

"عمارہ ماورہ اپنے کمرے میں ہے؟"

"جی امی جان وہ صبح سے کو ٹیج والے کمرے میں بند ہیں کھانا بھی میں نے بجھوا دیا تھا۔"

وہ انگلیاں مروڑتے ہوئے پریشانی سے بولی۔

"ان کو کتنا برا لگ رہا ہو گا۔" ثمن سوچ میں ڈوبی بولی۔

"ظاہر سی بات ہے کوئی عورت اپنے شوہر کا نکاح کسی اور سے ہوتے ہوئے دیکھ نہیں سکتی۔" سلماں بخت نے افسوس سے کہا۔

"امی جان کیا آپ کو لگتا ہے کہ دادی جان کا یہ فیصلہ لالا بھابھی اور علیزے کی زندگی میں خوشیاں لائے گا؟" عمارہ نے پوچھا۔ وہ سانس بھرتی رہ گئیں۔

"یہ تو بیٹا وقت ہی بتا سکتا ہے کہ سب سنورے گا یا مزید بگڑے گا۔"

"اللہ نہ کرے۔" ثمن پریشانی سے مٹھیاں ہونٹوں تک لیے جاتی ہوئی بے ساختہ بولی اور دعا کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

"شاہ؟" وہ کمرے میں داخل ہوا تو اس کو شیشے کے سامنے کھڑا پایا، وہ شاید نہا کر نکلا تھا، سفید شلوار قمیض میں وہ خوبرو لگ رہا تھا، قمیض کے بٹن لگاتا ہوا وہ سمیر کی موجودگی سے آشنا ہو گیا تھا۔

"مولوی صاحب آگ ئے ہیں۔" سمیر نے جیسے افسوس سے کہا تھا، شاہ زیب نے سر کو خم دیا پھر سنگھار میز سے برش اٹھایا اور گیلے بالوں میں چلانے لگا۔

"شاہ تم ابھی بھی سوچ لو۔" سمیر کی آواز پر اس کا اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے ہاتھ رکا اور چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔

"تم جانتے ہو یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔" سمیر نے جیسے اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے باور کروایا تھا۔

"آسان تو میرے لیے اب تک کچھ بھی نہیں تھا۔" وہ واپس برش رکھ سانس بھرتا ہوا بولا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا علیزے مان گئ۔" سمیر نے جیسے حیرانی ظاہر کرتے ہوئے اس کے تاثرات کھوجنے کی کوشش کی ہو۔

وہ کچھ نہ بولا، نیلی آنکھیں واپس اپنا عکس دیکھنے لگیں۔

"چلو خیر آجاؤ نکاح کا وقت ہو گیا۔" وہ مایوس ہوتا ہوا بولا۔ شاہ زیب سے سر ہلایا اور اسے کے ساتھ باہر نکل گیا۔

"قبول ہے۔" حویلی کی خواتین کی جھرمٹ میں اس نے بہت آہستگی سے کہا تھا، سر مزید جھک گیا تھا کچھ بھاری لال چنری کا بھی اثر تھا جو اس کے سر پر ڈالی ہوئ تھی۔

یہ دو لفظ بولتے ہوئے اس کی نظریں جانے انجانے اپنی ہتھیلی پر چلی گئی اور وہ ساری باتیں یاد آنے لگی جو وہ غرور سے بولا کرتی تھی اوسب سی بڑی تو وہ بات تھی جو وہ اکڑ کہا کرتی تھی کہ قسمت اس کی مٹھی میں قید میں ہے، ہتھیلی پر نظریں گاڑھے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے قسمت ریت کی طرح اس کی کھلی مٹھی سے پھسل رہی ہو۔

مان، فخر، یقین، غرور، انا سب کو جیسے وہ ان لفظوں کو کہتے خود اپنے ہاتھوں سے اسی ریت کی مٹی میں دفن کر رہی ہو۔

آنکھوں سے آنسوں نکلنا بھی شاید بند ہو چکے تھے یا پھر آنسوؤں نے بھی ہار مان لی تھی کیونکہ اب کوئی پیچھے پانی رہا ہی نہ تھا جو بہہ جائے اب تک تو جیسے سب ہی پانی بہہ گیا تھا۔

ہاں وہ ہار گئی تھی اور اس کے دشمن جیت گئے تھے اور ان کی اس جیت کا سب سے بڑا ثبوت ان سب کے چہروں پر دھیمی مسکراہٹ تھی، کیا وہ ایک نہیں دو زندگیاں برباد کر رہے تھے؟

"قبول ہے۔" اسی سوال کو وہ دوسری طرف گھٹنوں میں سر دیے سسکتے سوچ رہی تھی، اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اندر حویلی میں اس وقت اس کا سہاگ اس سے چھینا جا رہا ہے، اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کا شوہر اپنے دوسرے نکاح پر دستخط کر رہا

ہے، اس کی محبت جنون جو پانچ سال سے تھی اس کا جیسے مزاق اڑایا جا رہا تھا، اس کے خاوند کی دسترس میں کسی اور کو لایا جا رہا تھا اور وہ بے بسی سے ماتم کر رہی تھی۔

"قبول ہے۔" کیا وہ اس کی دسترس میں آچکی تھی؟ آخری پرچے پر دستخط کرتے ہوئے اس کے ہاتھ جانے کیوں لرزے تھے، ایسا کبھی نہیں ہوا تھا تب بھی نہیں جب اس نے ماورہ سے نکاح کرتے وقت دستخط کیے تھے، یہ لرزش پاس کھڑے سمیر نے غور سے دیکھ لی تھی۔

نکاح ہو چکا تھا اب سب مرد ہاتھ آگے پھیلائے ان دونوں ہی نہیں ان تینوں کے لیے دعا گو تھے جبکہ وہ اپنے ہاتھ پھیلائے سامنے فرش پر نیلی آنکھیں جمائے جانے کن سوچوں میں الجھا ہوا تھا، اس کے چہرے پر کیا تھا؟ خوشی؟ غم؟ دکھ؟ پچھتاوہ یا پھر افسوس..... آج پھر اس کے چہرے کے تاثرات کچھ بیان کرنے سے قاصر تھے اور اسی ایک وجہ کی وجہ سے سمیر اس کو نہیں پڑھ پایا تھا۔

"اللہ ہمیشہ خوش رکھے۔" پہلی بار شہاستہ بیگم نے اسے خود سے لگا لیا تھا جو سن بھیٹی تھی، انور بخت اس کے سر پر ہاتھ پھیرے جانے کیا کہہ رہے تھے، کوئی آوازیں نہیں آرہی تھیں، آنسوں خشک ہو چکے تھے اور چہرہ مرجھا گیا تھا کیونکہ اس نے خود کو اپنی نفرت کے حوالے کر دیا تھا۔

وہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی دسترس میں آچکی تھی اور اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کہہ رہا ہو اب تو جو میری دسترس میں ہے تو پھر کیا غم ہے؟ جیسے وہ قہقہہ لگا رہا تھا جیسے اس کے ساتھ پوری حویلی والے قہقہے لگا رہے تھے اور جیسے اسے اپنے بہت پاس ویٹسن کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا جیسے وہ احساس اسے نادم کر رہا تھا جیسے وہ خود سے بھی نفرت کر رہی تھی۔

ایک طرف وہ تھی تو ایک طرف سسکتی ماورہ کیا قسمت نے کھیل کھیلا تھا، ایک ساتھ ہی دونوں پر قیامت بن کر ٹوٹی تھی۔

ایک کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی محبت اسے جدا ہو رہی ہے تو ایک کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی نفرت اسے جھنجھوڑ رہی ہے۔

اس نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر آمین ضرور کہا تھا لیکن سنجیدگی سے وہ بھیٹا صرف ایک ہی بات سوچ رہا تھا اور وہ تھا کہ آگے کیا ہونا ہے؟

کیا رکھ پائے گا وہ عدل ان دونوں کے درمیان؟

کیا وہ ابھی بھی برقرار رکھے گا انیلا بخت کا فخر؟

یا ابھی بھی قسمت کا کافی تماشہ لگانا باقی ہے؟

جانے کیا ہونا تھا جسے تینوں اپنی کیفیت میں انجان تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"کیسا سچ؟" اس نے روتے ہوئے مہک سے پوچھا۔ وہ سانس بھرتی اسی کے پاس بھیٹی اور بولنا شروع کیا۔

"تم نے آج تک چاچو کو کوئی خوشی نہیں دی ہے۔" علیزے یک دم سن ہو گئی۔

"تم نے ہمیشہ انہیں پریشان کیا ہے۔" لفظ تھے یا خنجر؟

"تم نے انہیں ان کے اپنوں سے اپنی نفرت کے خاطر دور رکھا ہے۔" مہک کس دل سے بول رہی تھی۔ وہی جانتی تھی۔

"آج اتنی بڑی خوشی انہیں تم دے رہی تھی اور وہ بھی تم چھین رہی ہو۔" علیزے اس کو دیکھتی رہ گئی۔ مہک کے آنکھوں میں کہتے آنسوں جمع ہو گئے تھے۔

"تم نے آج تک اپنی من مانی کی ہے زرے آج تک تم نے چاچو کی کوئی بات نہیں مانی آج اپنی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ مان لو کیا پتا اللہ تمہیں اس کا ہی اجر دے دیں تمہارے ماں باپ کے ساتھ کیے سلوک کے گناہ معاف ہو جائے اس ایک اقرار کے بدلے۔" اور علیزے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"میں نے یہ سب تمہیں تکلیف پہنچانے کے لیے ہر گز نہیں کہا ہے بس میں چاچو کو پھر سے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی اور ان کو تکلیف میں دیکھ تمہیں ازیت میں نہیں دیکھ سکتی۔" مہک کہتے اس کے گلے لگ گئی۔

"میں جانتی ہوں میری زے بہت بہادر ہے وہ بہت اچھے سے سامنا کرے گی اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ضرور بہتری ہو گی ان سب کے پیچھے کیا پتا شاہ زیب ہی تمہارے لیے لکھا گیا ہو پھر کیوں اپر کے لکھے فیصلوں کے خلاف ورزی کرنا؟"

علیزے روتی ہی رہی تھی۔ مہک اسے کئی گھنٹے اپنے سے لگائے سمجھاتی رہی لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ علیزے کے دماغ میں تو کچھ اور ہی چل رہا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

وہ نکاح کے بعد سیدھا ماورہ کے پاس آیا تھا جو کمرے میں آچکی تھی اور خود کو کمرے کی صفائی میں مصروف کر لیا تھا۔اندر داخل ہوتے ہی شاہ زیب چونکا تھا اسے لگا تھا وہ غمگین ہو گی۔سوگ منا رہی ہو گی مگر یہاں تو وہ لا پرواہی سے بیڈ کی چادر جھاڑ کر نئی چادر چڑھا رہی تھی۔

وہ چلتے اس کے پاس آیا جو اس کی موجودگی دیکھ سر پر چادر ٹھیک کرتے سیدھی ہو گئی تھی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"کیوں میں اپنے کمرے میں اپنی بیوی کے پاس نہیں آسکتا۔"اس کے چہرے کے تاثرات کھوجتے اس نے جان بوجھ کر کہا۔ماورہ کے ہونٹوں میں زخمی مسکراہٹ نے جگہ لے لی۔

"آپ کو اس وقت اپنی بیوی کی پاس ہی ہونا چاہیے تھا۔"کیا اس کے انداز میں طنز تھا؟ شاہ زیب نے غور کرنا چاہا۔

"ماورہ۔"وہ اس کے قریب آیا۔

"تم ٹھیک ہو؟"فکرمندی سے پوچھا۔ماورہ نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا پھر واپس جھکا لیا۔

"مجھے کیا ہونا ہے۔" آواز میں بوجھ محسوس ہوا تھا۔ آنسوؤں کا؟

"پھر ادھر دیکھ کر بات کرو۔" اس نے اس کی تھوڑی پر شہادت کی انگلی رکھی اور اس کا چہرہ اٹھایا۔ نیلی آنکھوں میں وہ نظریں پل بھر بھی نہ ڈال سکی اسیلیے لہذا نظریں ہی جھکا لیں۔

"ہماری بات تمہیں یاد ہے نا؟"

"ایک ایک لفظ یاد ہے۔" وہ آنسوں قابو کرتی بولی۔ شاہ زیب نے انگلی ہٹاتے گہرہ سانس لیا۔

"مجھے مشکل میں نہ ڈالو۔" ان کے درمیان محبت کا رشتہ نہیں تھا۔ شاید مجبوری کا تھا لیکن پھر بھی وہ ماورہ کا دکھ محسوس کر پا رہا تھا؟ کیسے؟ محبت تھی اسیلیے؟ لیکن محبت کا درد تو محبت والے ہی محسوس کرتے ہیں ناں۔

"میں آپ کو مشکل میں ڈال.... ڈالنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"تو پھر میرا ساتھ دو تاکہ میں یہ دو رشتے نبھا سکوں۔" ماورہ نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔ وہ کیسے محسوس کر رہا تھا کہ اس کو تکلیف ہو رہی ہے؟ کیا کوئی اسے بھی دور ہوا

تھا؟ کیا اس کو بھی ایسی تکلیف ہوئی تھی؟ کیا وہ بھی کسی سے ایسی محبت..... آگے سوچا نہ گیا یا پھر آگے سوچ جا ہی نہیں سکتی تھی۔

"کیسے؟" وہ سمجھی نہیں تھی یا نا سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

شاہ زیب کچھ نہ بولا یا پھر وہ کچھ بولنا چاہتا ہی نہیں تھا۔ اسے سمجھ آ گیا تھا یہ رشتے اسے اسی زمے داری سے نبھانے ہے جیسے وہ کئی زمے داریاں پوری کرتے آ رہا ہے۔

"بولیے کیسے؟" ماورہ نے پھر جواب مانگا۔

" سمجھوتا کر کے جیسے میں نے کیا اور جیسے وہ بھی کرے گی۔" اس نے دے دیا جواب اور وہ پھر ڈھیروں آنسوں پی گئی۔ اب وہ کیسے بتاتی کہ علیزے کا اس کے ساتھ تصور بھی برداشت نہیں ہو رہا اور یہ چیز اس کو اندر ہی مار رہی ہے کہ اس وقت اس کا شوہر کسی اور کے نکاح میں بھی ہے۔ کتنا تکلیف دہ لمحہ تھا یہ کوئی ماورہ سے پوچھتا۔ اسے حیرت ہو رہی تھی ان عورتوں پر جو یہ سمجھوتا کرتی ہیں۔ آخر کیسے وہ اپنے شوہر کو بانٹ لیتی ہیں؟ بڑا ہی دل گردہ چاہیے ہوتا ہے۔

"اپنا خیال رکھنا۔" وہ کہہ کر مڑنے لگا جب اس نے پکارا۔

"آپ اس کے پاس جا رہے ہیں؟" یہ پوچھنا کیا درد دے رہا تھا صرف وہی جانتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

شاہ زیب رکا لیکن کچھ کہا نہیں اور باہر نکل گیا۔ یہ ماورہ بھی جانتی تھی کہ اسے اب دو حصوں میں بٹنا ہو گا۔ کتنا ازیت ناک تھا یہ سوچنا بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اماں جان علیزے کو ابھی کچھ ہی دیر میں لاتے ہیں آپ کے پاس۔" سلماں بخت نے مسکرا کر کہا تو ان کا چہرہ دیکھنے لائق تھا،ل۔ طبیعت کی وجہ سے وہ مکمل بیڈ ریسٹ تھی اسلیے نکاح میں شریک نہیں ہو سکی تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے بہو لیکن ماورہ کو بھی بھیجنا۔" انہوں نے کہا تو پاس بھیٹی یوجنا نے حسن کو دیکھا اور پھر انگلیاں مروڑتے بولی۔

"دادی جان ایک بات پوچھوں؟ "

"جی اچھا۔" سلماں بخت نے سر اثبات میں ہلایا اور باہر چلی گئیں۔

"میرا بچا بلکل پوچھ۔" انہوں نے یوجنا کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا جو ان سے لگ کر بھیٹی کو میک پڑھ رہی تھی۔ حسن ٹیبلٹ پر گیم کھیل رہا تھا۔

"آپی کی شادی شاہ زیب بھائی سے کیوں ہوئی؟" اس نے پوچھا۔ انیلا بخت چونکیں۔

"کیونکہ تیری آپی اور تیرے لالا بچپن سے ایک دوسرے سے منسوب تھے۔"

انہوں نے پیار سے بتایا۔

"وہ تو مجھے پتا ہے لیکن پھر آپی نے انکار کر دیا تھا نا لیکن اب تو شاہ زیب بھائی کی شادی ماورہ باجی سے ہو چکی ہے پھر بھی آپی سے ہوئی کیا دو دو شادیاں ہو جاتی ہیں؟" وہ ان سے الگ ہوتے حیرت سے پوچھنے لگی۔

"جی دادی جان مجھے بھی بتائیں کیا دو دو شادیاں ہو جاتی ہے؟" حسن نے بھی ٹیبلٹ ایک طرف رکھ جوش سے پوچھا۔

"قسمت کا کھیل ہے میرے بچوں ورنہ تو جایز چار شادیاں بھی ہیں۔" حسن اور یوجنا نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیا واقعی؟" اس دونوں نے ایک آواز میں پوچھا۔

"ہاں یوجنا میرے بچے آپ نے اسلامیت نہیں پڑھی؟" اچانک انہوں نے پوچھا تو وہ کھسیائی۔

"دادی آپ تو جانتی ہیں میری باہر کی پڑھائی اس میں اسلامیت کیسے ہو سکتی ہے۔"

حسن منہ پر ہاتھ رکھ ہنسا۔

"کہا تھا.... کہا تھا انور کو کہ بچوں کو یہی پڑھاؤ لکھاؤ لیکن اس نے کبھی میری بات نہیں مانی وہی فرنگیوں کے رنگ میں رنگ دیا۔" وہ دکھ سے بولیں تو یوجنا نے امڈتی مسکراہٹ کا گلہ گھونٹا جبکہ وہ مزید بڑبڑانے لگی تھیں۔ حسن منہ پر ہاتھ رکھ ہنس رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کرلیا تم نے شوق پورا؟" وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑی اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی جب عدیب چلاتے ہوئے آیا۔ وہ چونکی۔

"بھائی کہاں تھے تم؟" وہ اس کی طرف گلے لگنے بڑھی کہ وہ پیچھے ہو گیا۔

"شٹ آپ زے۔" وہ حیران ہوتے پیچھے ہٹ گئی۔

"منع کیا تھا تمہیں لیکن پھر بھی تم نے کرلیا نکاح اسے۔" وہ غصہ سے پاگل ہو رہا تھا۔

"بھائی یار میری مجبوری سمجھنے کی کوشش کرو تم نہیں کرو گے تو کون کرے گا؟" وہ بے بسی سے بولی۔

"کیسی مجبوری ہاں تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتے ڈیڈ نے ناٹک کیا تھا تمہیں اپنے بھتیجے سے باندھنے کے لیے۔" وہ چیخا۔ اسے پہلے علیزے کچھ تھک کر کچھ کہتی شائستہ بیگم اندر داخل ہوئیں۔

"عدیب یہ کیا بدتمیزی ہے؟" ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔انور بخت کے لیے یہ الفاظ انہیں بہائے نہیں تھے۔

"تمہیں شرم نہیں آتی اپنے باپ کے بارے میں اس طرح کہتے؟" وہ پہلی بار غصہ سے بولیں۔علیزے کا سر ویسی چکرا رہا تھا اس نے رات سے کچھ نہیں کھایا تھا۔وہ سر پکڑ کر بیڈ پر بھیٹ گئ۔

"ایکسکیوزمی آپ کون ہوتی ہیں مجھ سے کچھ کہنے والی؟" عدیب نے بھنویں جوڑے نہایت ہی انجنبی پن سے کہا تو شاہستہ بیگم اندر تک ٹوٹ کر رہ گئیں۔

"بیٹا میں جانتی ہوں آپ نفرت کرتے ہو مجھ سے لیکن اپنے ڈیڈ سے تو نہیں نا انہوں نے یہ فیصلہ صرف علیزے کی خوشی"......

"خوشی یہ کہیے بربادی کے لیے لیا تھا آپ کو کیا لگتا ہے ڈیڈ نے اس رشتے میں باندھ کر زے کو خوشی دی نہیں شاہستہ بخت انہوں نے میری بہن کو جہنم میں دھکیلا ہے۔"

علیزے نے چہرہ اٹھا کر اس کو دیکھا پھر شاہستہ بیگم کو جن کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کس قدر ہرٹ ہوئیں ہیں۔اس نے سانس بھرتے واپس سر جھکا لیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''اور مجھے تو لگتا ہے ان سب کے پیچھے آپ کا ہی ہاتھ ہے آپ نے ہی ڈیڈ کا برین واش کیا ہے کیونکہ آپ ہمیں تکلیف میں دیکھنا چاہتی ہیں۔'' اتنے بڑے الزام پر وہ حیرت زدہ رہ گئی تھی۔ اپنے خود کے بیٹے یہ سب سننا کسی ازیت سے کم نہ تھا۔

''آپ اپنی ماں پر''......

''ماں نہیں ہے آپ۔'' ان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ چلایا۔

''بس کریں آپ لوگ بس کریں۔'' علیزے ہاتھ جوڑتے اسے بھی اونچی آواز میں بولی۔

''خدا کے لیے یہ جنگ باہر جا کر جاری رکھیں ورنہ میں مر جاؤں گی۔'' وہ تکلیف سے بولی تو اپنی اپنی جگہ دونوں کو اپنی بہن اور بیٹی کی تکلیف محسوس ہوئی۔

''شائستہ بخت مبارک ہو جیت گئی آپ۔'' وہ چبا چبا کر کہتا ایک کاٹ دار نظر ان پر ڈالتا نکل گیا جبکہ وہ حیرت سے اسے دیکھ اب علیزے کو دیکھنے لگی جو بھائی کو باہر نکلتا دیکھ چکی تھی۔

''آپ کو کیا الگ سے انویٹیشن کارڈ دوں باہر جانے کا؟'' وہ آنسوں قابو کرتی کھڑی تھی جب وہ اکتا کر بولی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس کی ضرورت نہیں۔" وہ ضبط کرتی باہر نکل گئیں۔ علیزے نے اپنا سر ہاتھوں میں لے لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اللہ کا شکر سب کچھ نپٹ گیا۔" مہرون نساء پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگائے بولیں۔

"میں سوچ رہا تھا کہ ایک ولیمے کی شاندار تقریب رکھنی چاہیے۔" فرقان بخت جو کچھ سوچ رہے تھے بولے۔

"کیوں؟" ان کو حیرت ہوئی۔

"اپنی بہو سے سب کو ملوانا ہے۔" وہ فخریہ انداز سے بولے۔

"آپ شاید بھول رہے ہیں کہ بہو نہیں بہویں ہیں ہماری۔" مہرون نساء نے انہیں یاد دلایا۔

"ہاں لیکن ایک مجبوری کے تحت ہوا تھا علیزے ہی ہماری اصل بہو ہے جو بچپن سے ہمارے بیٹے سے منسوب تھی۔" ان کو مہرون نساء کی بات ناگوار گزری تھی۔

"مجبوری سے ہو یا خوشی سے ہے تو وہ ہماری پہلی بہو ہے اور میں ہرگز نہیں چاہوں گی کہ اس کے ساتھ ناانصافی ہو اور مجھے یقین کہ ہمارے بیٹے کی بھی یہی رائے ہوگی۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Interviews
www.zubinovelszone.com

ان کو برا لگا تھا جب ہی وہ انکار کرتی بولیں۔ فرقان بخت نے سانس بھرتے خفگی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم۔" وہ سر جھکا کر انیلا بخت کے کمرے میں داخل ہوئی۔ چہرے پر خطرناک سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ انیلا بخت اس کی آنکھیں دیکھتے کے ساتھ جان گئیں کہ اس نے کتنے آنسوں بہائے ہوں گے۔

"وعلیکم اسلام میرا بچا آجا۔" انہوں نے محبت سے اسے بلایا تو وہ خاموشی سے چل کر ان کے قریب ہی بھیٹ گئی۔

"میں جانتی ہوں تو مجھ سے ناراض ہے۔" انیلا بخت کی آنکھوں میں نمی آگئی تھی۔ ماورہ نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ سر اٹھایا۔

"نہیں اپنی قسمت سے شکوہ ہے۔" اس کی آواز میں درد تھا جو بخوبی انیلا بخت نے محسوس کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

"ماورہ مجھے معاف کردے میں جانتی ہوں میں خود غرض ہوگئی تھی لیکن تو ہی بتا عین مجھے اتنے سالوں بعد ملی ہے میں اس کو کیسے کھو دیتی کیسے اسے رلنے دیتی؟" وہ جزباتی ہوتی بولی۔

"آپ نے اس کے آنسوں خشک کرنے کے لیے مجھے خون کے آنسوں رلا دیا؟" پہلی بار وہ ان سے اس طرح مخاطب تھی۔ انیلا بخت کو بے اختیار اس پر ترس آیا۔

"نہیں بیٹے میرا پوتا تیرے ساتھ عدل رکھے گا وہ کبھی بھی تجھ سے دستبردار نہیں ہوگا تو پہلی بیوی ہے اس کی تیرا حق کوئی نہیں مارے گا۔" ماورہ نے آنسوں پونچھتے سر جھکا لیا۔

"مجھے معلوم ہے کہیں نہ کہیں میں نے زیادتی کی ہے ہو سکے تو معاف کر دینا لیکن مجھے اس بات کا بھی پورا بھروسہ ہے کہ یہ فیصلہ تم تینوں کی زندگی کے لیے بہتر ثابت ہوگا۔" ماورہ خاموش رہی۔

"عین میرا بچہ۔" لال چنری سر پر ڈلی تھی۔ سر جھکا تھا۔ وہ تیار اب تک تھی یا اب تک رکھا گیا تھا۔ سلماں بخت کے ساتھ وہ اندر داخل ہوئی۔ ماورہ نے چونک کر سر اٹھایا اور جب چہرہ موڑ کر دیکھا تو وہ سن ہی رہ گئی۔ سرخ لپسٹک سے لدے ہونٹ۔ بالوں کو جوڑا جو کافی دیر بعد اب ڈھیلا ہو گیا تھا اسے کچھ لٹیں چہرے پر نکلی ہوئی تھی۔ اتنی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

حسین وہ لگ رہی تھی کہ ایک عورت ہو کر وہ اس کے حسن کی طرف متوجہ ہو گئ تھی تو وہ تو مرد تھا۔ وہ اس کی دسترس میں تھی۔ ماورہ کو اچانک ہی عدم تحفظ نے آن گھیرا۔

علیزے نے ایک نظر ماورہ کو دیکھا اور دونوں کی نظریں ملیں۔

"ویسے ایک بات کہوں آپس کی بات ہے مجھے تمہارا نکاح سن کر اتنا شاک نہیں لگا جتنا یہ سن کر لگا کہ کسے نکاح ہونے جارہا ہے۔"

"مطلب یار سیریسلی نہیں یار کہہ دو یہ جھوٹ ہے کہ تم نوکر سے شادی کرنے جارہے ہو مطلب مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کہوں تم اتنے گرے پڑے ہو۔"

"تم دونوں ویسے ایک ساتھ بہت اچھے لگتے ہو اب بنی نا تمہاری جوڑی تمہاری جیسی ہی جاہل جٹ گوار".....

"عین؟" وہ چونک کر اپنی سوچوں سے باہر آئی۔ ایک شرمندگی تھی جو اسے محسوس ہوئی تھی کتنا ذلیل کیا تھا اس نے اور آج دیکھو قسمت نے کیسے اسے رسوا کر دیا۔

وہ مرے قدموں سے انیلا بخت کے پاس آئی جنہوں سے اپنے سے خوب لگا کر اسے کے ماتھے پر پیار کیا اور اپنے پاس ہی اسے بٹھایا اور ہاتھ پکڑ کر سہلانے لگیں، ماورہ بس اسے ہی دیکھے جارہی تھی جبکہ وہ سنجیدگی سے سر جھکائے ہوئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ماشاللہ تاسو°ایستہ°کارئ۔" وہ اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ محبت پاش نظروں سے دیکھتی بولیں۔علیزے نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

"اماں جان کہہ رہی ہیں بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔" سلماں بخت نے اس کے نا سمجھ چہرے کو دیکھ کہا۔اس کے چہرے پر عجیب سی ناگواری آگئی جبکہ ماورہ جواب سر جھکائے ہاتھوں سے کھیل رہی تھی۔اس کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کو پسند نہیں کروگی اور یہ ظاہر سی بات ہے کوئی بھی عورت اپنے مرد کی دوسری عورت سے محبت تو کر نہیں سکتی لیکن میں اتنا کہنا چاہوں گی کہ ایک دوسرے سے نفرت نہ کرنا۔" انہوں نے ماورہ اور علیزے کو مخاطب کرتے کہا۔جانے کیوں علیزے کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔ایک طنزیہ مسکراہٹ!

"میں تم دونوں سے وعدہ کرتی ہوں کہ میرا پوتا یعنی تم دونوں کا شوہر کبھی بھی کسی ایک کے ساتھ زیادتی نہیں کرے گا دونوں کے حقوق یکسر پورے کرے گا۔" سلماں بخت مسکرائیں۔ماورہ نے آنسوں پیے اور علیزے جیسے سن کسی اور ہی جہاں میں تھی۔

"تم دونوں بہنوں کی طرح رہنا۔" ماورہ نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور جیسے حیرانگی ظاہر کی۔کیا یہ ممکن تھا۔ہاں اگر ممکن تھا بھی۔ہاں اگر ہوتا بھی ہے ایسا لیکن اس کے لیے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

ناممکن ہی رہے گا وہ کیسے علیزے کی موجودگی برداشت کر سکتی ہے۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ علیزے کو منظر سے غایب کر دے۔

"مجھے احساس ہے تیرے ساتھ جو ہوا اس کا۔"اب وہ علیزے سے مخاطب ہوئیں۔ س کی آنکھوں سے سامنے کسی کا چہرہ آیا۔

"لیزا؟"کسی نے پکارا۔

"لیکن جتنی جلدی ہو سکے اب تو آگے بڑھ جا اب تیرا شوہر مخدوم شاہ زیب فرقان بخت ہے۔"ماورہ کو یہ الفاظ خنجر محسوس ہو رہے تھے۔علیزے کی کیفیت مختلف نہ تھی۔

"اماں جان ٹھیک کہہ رہی ہیں اب تم دونوں کو سمجھوتا کرنا ہو گا اپنی زندگی کے ساتھ رو کر رہنے سے بہتر ہے خوشی سے رہو کیونکہ تم دونوں کا ایک مختلف مقام ہے جسے کوئ نہیں چھین سکتا کوئ کمتر نہیں ہے تم دونوں برابر ہو ہمارے لیے اور شاہ کے لیے۔" سلماں بخت نے کہا جس پر نم آنکھوں سے مسکراتے انیلا بخت نے اثبات میں سر ہلایا۔

ماورہ نے علیزے کو دیکھا جس پر اس نے بھی اس کو دیکھا۔دونوں ایک دوسرے کو سنجیدگی سے دیکھ رہی تھیں۔ماورہ نے ایک طنزیہ مسکرادی لیکن آنکھیں لبالب تھیں۔علیزے نے سانس بھرتے نظریں پھیر لیں۔اسے کسی کا بھی سامنا نہیں کرنا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ یہاں سے کہی دور چلی جائے۔بوجھ تھا جو بڑھتا جا رہا تھا۔

"مجھے آپ کے پوتے کے سہارے کی ہر گز ضرورت نہیں تھی آپ کی یہ بہو اور آپ کا پوتا ٹھیک تھے آپ نے بلاشبہ ناانصافی تو کی ہے۔"اچانک علیزے کی بات پر وہ تینوں چونکی تھیں جبکہ وہ سادگی بول کر اب اپنے سفید رنگ کی قمیض کے دامن پر لگے سنہرے موتیوں کے ساتھ چھیر چھاڑ کرنے لگی۔سلماں بخت نے انیلا بخت کو دیکھا اور ماورہ نے علیزے کو حیرت سے۔وہ کتنی آسانی سے بول گئی تھی۔

"نہیں لورا ایسا نہیں ہے تو غلط سمجھ رہی ہے۔"وہ اپنے مخصوص پختون لہجے میں فوراً بولی۔یہاں پر سب کا ہی پختون ہی لہجہ تھا۔

"ہاں بیٹا آپ کا شاہ سے نکاح ہر گز ہم نے آپ کو سہارا دینے کے لیے نہیں کیا بلکہ اسیلیے کیا کیونکہ یہ تو طے تھا اور اب......."سلماں بخت کی بات اس نے صفائی سے کانٹی۔

"میں تھک گئی ہوں کیا میں جا سکتی ہوں؟"ماورہ نے ایک بار پھر چونک کر دیکھا۔اس کا سپاٹ چہرہ تھا۔سلماں بخت نے انیلا بخت کو دیکھا جو خود پریشان سی لگ رہی تھی۔

"ہاں آؤ ضرور۔" سلماں بخت موقع کی نزاکت سمجھ کر اس کو لے کر کمرے سے نکل گئی جب ماورہ نے انیلا بخت کو دیکھا اور تمسخر سے مسکرائی۔

"دادی جان آپ کو کچھ اور بات کرنی ہے؟" وہ جو پریشانی سے باہر دروازے کی طرف دیکھ رہی تھیں چونکیں۔

"نہ نہ۔" انہوں نے کہا تو وہ سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں چلتی ہوں۔" بھرائی ہوئی آواز سے کہتی وہ باہر نکل گی۔ پیچھے انیلا بخت ان تینوں کی زندگی میں بہتری کے لیے دعا کرنے لگیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

☆☆☆☆☆☆☆☆

"بہت خوشی ہوئی کہ تم ایک بار پھر آئے وہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ۔" فرقان بخت کرسی پر پاؤں پر پاؤں جمائے بیٹھے دامن جھاڑتے سامنے بیٹھے مہراب علی سے بولے تو وہ ہولے سے مسکرا دیے۔

"فرقان بھائی بچوں کو تو لانا ہی تھا میں نے اماں جان سے ملوانا جو تھا۔" انہوں نے پاس مودوب سے بیٹھے دانیال کی طرف اشارہ کیا جو سامنے شاہ زیب کو دیکھ مسکرا دیا جواب تک علیزے سے نہیں ملا تھا خیر اب اسے ہی ملنا تھا لیکن سارے کام پہلے نپٹانے تھے وہ

www.zubinovelszone.com

ابھی ابھی کہی جا کر حویلی واپس ہی آیا تھا تو معلوم ہوا مہراب علی بچوں کے ساتھ واپس شہر جا رہے ہیں۔

"ٹھیک کہا ماشاللہ سے بچے کافی سمجھدار ہیں اور دانیال میاں کیا مصروفیت ہوں گی اب ؟" ساتھ بھیٹے دلاور بخت نے دانیال کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تو وہ بولا۔

"بس انکل یونی کا لاسٹ ایر پھر پڑھائی سے پھر چھٹی۔" وہ جس انداز سے بولا تھا شاہ زیب دھیمے سے مسکرا دیا۔اس کو شاید پڑھائی جان کا عزاب لگتی تھی اور یہ اس کے تاثرات زکرِ پڑھائی کے وقت بتا رہے تھے۔

"ہاں اس کو تو یہی چاہیے پڑھنا لکھنا تو ویسی صاحب کو نہیں بس یونی ورسٹی بھی تفریح کرنے جاتے اور جانے کن کن موسیقی مقابلوں میں حصہ لے کر آوارہ دوستوں کے ساتھ عیاشی کرتے۔" مہراب علی کو تو جیسے موقع مل گیا تھا۔دانیال اپنی جگہ سے اچھل پڑا جبکہ باقی سب محفوظ ہوئے تھے۔

"ڈیڈ سب کے سامنے تو ایسے نہ کریں۔" وہ کھسیا کر بولا، سب کے سامنے اس کی اس طرح بے عزتی۔مہراب علی بڑی ناانصافی کرتے تھے۔

"نہیں تو کیا بولوں میں بتاتا ہوں فرقان بھائی ایک ہی انڈہ وہ بھی گندا۔" ان کی بات پر فرقان بخت اور دلاور بخت نے تو کافی اونچا قہقہہ لگایا تھا جبکہ شاہ زیب بیچارے کی شکل دیکھ مسکرایا تھا۔

"ارے نہیں مہراب بچا ہے ابھی تو یہ جوانی کے دن ہیں جی لینے دو۔" فرقان بخت نے اس کی میسنی شکل دیکھ طرف داری کی تو وہ دانت نکال کر مہراب علی کو دیکھنے لگا۔

"انکل میں بتاتا ہوں قدر ہی نہیں ہے میری۔" وہ ہنہہ والے انداز سے بولا تو مہراب علی نے اسے گھوری نوازی۔

"ویسے کب نکلیں گے آپ لوگ؟" شاہ زیب نے چوڑی کلائی میں بندھی گھڑی پر نظر ڈال کر پوچھا۔

"ہاں بس ایک گھنٹے میں نکل رہے ہیں برخوردار پکینگ تو ہو گئی نا؟" انہوں نے دانیال سے پوچھا تو اس نے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے پھر میں سیف سے کہہ دیتا ہوں وہ گاڑی نکالتا ہے۔" شاہ زیب فرقان بخت کو کہتے کرسی سے اٹھا۔

"ارے بیٹا اس کی ضرورت نہیں ہے ہم"....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کیامطلب اس کی ضرورت نہیں کیا بات کر دی آپ نے ہمارے مہمان تکلف کریں ہمیں پسند نہیں۔" دلاور بخت بولے تو دانیال نے مہراب علی کو دیکھ کندھے اچکا دیے۔انہوں نے بھی زیادہ زور نہیں دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کی زات میں مہمانوں کی بہت بڑی اہمیت ہوتی ہے اگر دشمن بھی ان کی حویلی میں قدم رکھ لے تو اسے سارے گلوے شکوے ختم کر کے اس کی خاطر داری کی جاتی ہے جو کہ بہت ہی دلچسپ بات تھی۔یہ لوگ مہمان کو اپنے ہاں سے بغیر کچھ کھائے پیے جانا اپنی توہین سمجھتے تھے۔

"چلیں میں انتظام کرواتا ہوں۔" شاہ زیب کہہ کر باہر نکل گیا جب دانیال جلدی سے اٹھا۔

"میں بھی آتا ہوں۔" وہ کہہ کر باہر نکل گیا جبکہ پیچھے وہ باتیں کرنے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم نہ جاؤ۔" علیزے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر التجا بھرے لہجے میں کہا تو وہ اداس سی مسکرا دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"جانا تو پڑے گا نا اب ساری زندگی یہاں تھوڑی رہ سکتے یونی بھی کھل گئے۔" مہک نے پیار سے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"کیا ہوا؟"

"مہک یونی کی چھٹیاں جو میں نے لی تھی وہ بھی ختم ہو گی کل رات ہی مجھے ای میل آیا تھا۔" اس نے پریشانی سے کہا تو مہک نے اس کی سوجی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ اب تک نکاح والے لباس میں ملبوس تھی سب نے ابھی اس کو بدلنے سے روکا ہوا تھا۔ کہا تھا جب تک شاہ زیب نہ دیکھ لے وہ ایسی سجی سنوری رہے گی۔ علیزے نے تو غصہ کا کڑوا گھونٹ پی لیا تھا یا شاید اب پینا ہی تھا کیونکہ یہی زندگی تھی۔

"اب تم کیا کرو گی پڑھائی چھوڑ دو گی؟" اس نے پریشانی سے پوچھا۔ علیزے نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں میرا آخری ایئر ہے میں نے نہیں چھوڑنی۔"

"چلو کوئی نہیں کوئی حل نکل جائے گا تم ایک کام کرنا شاہ زیب بھائی سے بات".....

"ہرگز نہیں میں اس کی غلام نہیں ہوں کہ اسے اجازت لوں۔" وہ تلملا گئی تھی۔ مہک نے حیرت سے دیکھا۔ وہ نکاح کے بعد مزید نفرت کرنے لگی تھی۔ جانے کیسے ان کی زندگی کی گاڑی آگے بڑھنی تھی۔

"چلو ہم فون پر روز بات کر لیا کریں گے ویسے بھی رابطے میں سب ہی رہیں گے فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔" وہ پیار سے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ بولی تو اس نے گلے لگا لیا۔

"دانی سے مل لی؟"

"ہاں ابھی آیا تھا مل لی۔" علیزے نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک۔"

"مہک؟"

"ہاں؟"

"یہ دانی اور رایمہ کے بیچ کچھ ہوا ہے کیا؟" علیزے نے پوچھا۔ وہ چونکی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب دانی اور رایمہ کھنچے کھنچے رہتے ہیں پہلے کتنا ایک دوسرے سے بات کرتے تھے لیکن اب...." وہ سوچتے ہوئے کہہ رہی تھی مہک بھی سوچ میں پڑ گئی۔

"بی بی جی سب نیچے بلا رہے ہیں۔" ملازمہ نے آ کر اطلاع دی۔

"چلو فون پر بات کرتے ہیں اس بارے میں تم اپنا ڈھیر سارا خیال رکھنا اور رونا مت کھانا وقت پر کھانا آخر تمہیں ان سب کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمت چاہیے۔" آخری

بات جان بوجھ کر بولی تھی۔علیزے سمجھ گئی تھی وہ ایسی کرتی تھی یہاں گاؤں میں آنے کے لیے مہک نے جس طریقے سے اسے منایا تھا وہ اسے یاد تھا۔

"اللہ حافظ اینڈ آئی لو یو۔" مہک کہتی اٹھ کر اس کے گلے لگی۔علیزے مسکرا بھی نہ سکی۔

"اب اگلی بار میں ملوں تو مجھے پہلے والی زے ملنی چاہیے۔"اس نے جیسے وارن کیا۔

"یہ دانی نے بھی کہا تھا لیکن شاید وہ علیزے تبھی دفن ہو گی تھی جب اس کا سب لٹا تھا۔" وہ پھر سے جزباتی ہو رہی تھی۔

"اف زے نو رونا دھونا ورنہ میں بھی روتے ہوئے جاؤں گی۔"اس نے تشبیہہ کرتے کہا۔اس نے فقت سر ہلا دیا۔مہک مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"شاہ زیب بھائی سنیں۔" وہ باہر سیف کے پاس کھڑا اسے کچھ تلقین کر رہا تھا جب دانیال بیگ کندھے پر تھامے بھاگتے ہوئے آیا۔ پیچھے مہراب علی بھی انیلا بخت کے کمرے سے نکل کر سب کو الودع کر رہے تھے۔سیڑھیوں سے اتر کر مہک بھی اب مہراب علی کی طرف آ گئی تھی۔وہ سب باقی کے فرد سے مل رہے تھے۔باہر گاڑی میں

دو تین بستے رکھے جا رہے تھے۔ شاہ زیب بھی وہی سیف کے ساتھ کھڑا تھا جب وہ اسی کے پاس آیا۔

"ہاں کہو۔ "

"وہ....."دانیال نے بیگ سیف کو تھماتے کچھ کہنے کے لیے الفاظ ڈھونڈے۔ شاہ زیب منتظر تھا۔

"وہ جیسے کہ آپ جانتے ہی ہیں کہ آپ کا دوسرا نکاح زے سے ہوا ہے۔"وہ تھوڑا نروس ہو کر بولا۔ شاہ زیب نے ایک آبرو اچکایا۔

"نکاح میرا ہی ہوا ہے تو میں جانتا ہی ہوں گا نا۔"دانیال چونکا۔

"اوہ ہاں ظاہر سی بات ہے آپ کا ہوا ہے آپ کو تو معلوم ہی ہے۔"وہ جلدی سے بولا۔

"تو میں کہنا چاہ رہا تھا کہ زے میری دوست سے بڑھ کر کئی زیادہ ہے۔"شاہ زیب کے ماتھے پر بل پڑے۔

"مطلب ہماری۔"مہک تیزی سے دانیال کے پیچھے سے آئی اور بات سنبھالی ساتھ دانیال کو گھوری بھی دی۔

"یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ آپ پلیز زے کا خیال رکھے گا وہ اس وقت بہت تکلیف میں ہے۔" مہک نے جیسے دانیال کے منہ سے الفاظ لے لیے۔ دانیال نے تیزی سے سر ہلایا۔

"میں یہی کہنا چاہ رہا تھا اس کے لیے اب آپ ہی اپنے ہیں۔" شاہ زیب نے سانس بھرتے ان دونوں کو دیکھا جن کے چہرے پر علیزے کے لیے فکر مندی صاف تھی۔

"وہ میری بیوی ہے اب اور میں جانتا ہوں کہ اس کو کیسے رکھنا ہے۔" وہی مخدوم شاہ زیب فرقان بخت والا انداز۔ مہک اور دانیال نے ایک دوسرے کو دیکھا اور جیسے آنکھوں میں کہا کہ ان دونوں کی نہیں بننے والی۔ ایک سیر تو دوسرا سوا سیر۔

"ہمارا مطلب تھا کہ آپ دونوں مشرق مغرب جیسے ہیں نا وہ آگ ہے تو آپ پانی بہت ڈفرنس ہے۔" مہک نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ شاہ زیب کا رعب اور دبدبا کچھ ایسا تھا کہ سامنے والا بات کرنے سے پہلے دس بار سوچے۔

"اگر میں پانی اور وہ آگ ہیں تو یہ تو معلوم ہو گا آپ کو کہ جب آگ پانی سے ملتی ہے تو وہ آگ بجھ جاتی ہے اور فقت پانی رہ جاتا ہے۔" وہ جس لہجے میں اتنی گہری بات کہہ گیا تھا دانیال نے من ہی من میں داد دی تھی جبکہ مہک کو مزید ڈر لگا تھا۔ وہ واقعی دونوں الگ تھے جانے مل کر تباہی نہ مچادیں۔ اچانک اس کے قمیض کی جیب میں پڑا فون بجا تو

www.zubiinovelszone.com

وہ اس کو اٹھاتے ان دونوں کو خدا حافظ کہتے کونے میں بات کرنے چلا گیا جبکہ دانیال مہک نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور کندھے اچکا دیے۔

"پہنچتے فون کرنا۔" انور بخت نے مہراب علی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کہا تو انہوں نے سر ہلایا۔

"اللہ حافظ مہک باجی اللہ حافظ دانی بھائی۔" یوجنا مہک کے گلے لگی پھر دانیال کو ہائے فائے دی۔

دانیال نے نظر اٹھا کر شاہستہ بیگم کے پیچھے کھڑی رایمہ کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہی تھی۔پل بھر دونوں کی نظریں ملیں اور رایمہ نے پھیر لیں۔

رایمہ نے نظروں کا زاویاں بدلا تو دور ہی اسے لیلیٰ کھڑی نظر آئی جو دانیال کو دیکھ رہی تھی۔رایمہ کے دل کو کچھ ہوا۔

"چلیں فی امان اللہ۔" شاہستہ بیگم نے ان تینوں کو گاڑی بھیٹتے ہوئے دیکھ کہا تو شیشے سے سر نکال کر مہک مسکرا دی اور رایمہ یوجنا کو فلائینگ کس دی جس پر وہ دونوں مسکرا دیں۔

"میری طرف سے بھی دے دینا۔" اس کو فلائینگ کس دیتا دیکھ دانیال نے شوخی سے کہا۔باہر کھڑی رایمہ کو آواز پہنچ گئ تھی جس ہر وہ تذبذب ہو گی۔اسے اس کی بات کا

مطلب اچھے سے پتا تھا جبکہ یوجنا نے کھلکھلا کر دانیال کو آواز لگاتے اسے فلائنگ کس دی تھی۔

"لو یو یوج۔" مہک دانیال نے کہا اور مہراب علی کے کہتے ہی سیف نے گاڑی آگے بڑھا دی اور حویلی کی حدود سے نکلتے وہ واپس روانہ ہو گئے۔ شاہ زیب نے فون رکھتے گاڑی کو دیکھا اور چلتے سب کی طرف آیا۔

"چاچا جان سمیر کا فون بند کیوں جا رہا ہے؟" وہ موبائل میں مصروف بولا۔ باقی سب اندر چلے گئے تھے۔

"ہاں وہ میں نے کارخانے بھیجا ہے کچھ مزدوروں کے درمیان بحث ہو گئی ہے۔"

"کیا آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا میں جا کر دیکھتا ہوں۔" وہ تیزی سے فون جیب میں ڈال اپنی جیپ کی طرف جانے لگا جب دلاور بخت نے روکا۔

"شاہ بیٹا تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ یہ کیا بات ہوئی تم نکاح کے بعد ملے ہی نہیں ہو یہ وقت تمہارے اس کے ساتھ ہونے کا ہے نا کہ ان جھمیلوں میں پڑنے کا جو ساری زندگی چلنے ہیں۔" دلاور بخت نے سمجھایا۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

"جی۔"اس نے خاموشی سے سر اثبات میں ہلایا۔دلاور بخت تھوڑا حیران ہوئے۔وہ اتنی جلدی مان جائے گا وہ بھی کام کے معاملے میں۔انہیں حیرانی ہوئی لیکن شاید علیزے سے اسے واقعی ملنا تھا اور اب تک وقت بھی نہیں ملا تھا۔وہ مسکرا دیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ڈیڈ؟"وہ انور بخت کے کمرے میں داخل ہوتا مخاطب ہوا تو وہ چونکے۔

"آگئے تم بہن کے نکاح".....

"اوہ پلیز نکاح کا تو نام بھی نہ لیں آپ نے میری بہن کی زندگی برباد کر دی ہے خیر میں یہ سب بولنے نہیں آیا میں صرف اتنا کہنا آیا ہوا کہ میری زندگی آپ برباد نہیں کر سکتے کیونکہ میں عدیب ہوں زرے نہیں جو آپ کے اموشنل بلیک میل میں آکر اپنی زندگی داؤ لگا دے۔"ان کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی جب اس نے کانٹ کر اچھی خاصی بدتمیزی کی۔وہ ہونٹ بھینچتے رہ گئے۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ مجھے اپنا حصہ چاہیے۔"اس نے ایک بار پھر کہا لیکن اس بار لہجہ میں اکڑ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE www.zubinovelszone.com

"اس موضوع پر ہماری پہلے بھی گفتگو ہو چکی ہے۔" انہوں نے جیسے اسے یاد دلایا۔

"ہاں جانتا ہوں لیکن اس بار میں اپنا حق مانگنے آیا ہوں آپ کی بات ماننے نہیں مجھے گاؤں میں مزید نہیں رہنا مجھے میرے حصہ کے پیسے دیں میں واپس سڈنی جا کر اپنا بزنز سٹارٹ کروں گا۔" اس نے اپنا فیصلہ سنایا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا اِسلا"۔۔۔۔۔

"اس کی فکر مت کریں بزدل نہیں ہوں اتنا کہ رشتے سے بھاگ جاؤں میں اس کو ساتھ لے جاؤں گا۔" اس کے پلین میں ویسے بھی یہی تھا کہ وہ سِلا کو ٹارچر کرے تا کہ وہ اسے خود سے چھوڑ دیں کیونکہ اسے اس کے پلے باندھی لڑکی سے بے زاریت ہو رہی تھی۔ وہ جلد سے جلد اس سب سے نکلنا چاہتا تھا لیکن یہاں حویلی رہتے یہ ممکن نہیں تھا کیونکہ جب شادی کی پہلی رات کو اس نے روڈ برتاؤ کیا تھا تو حویلی کے کچھ مکینوں کو شک ہو گیا تھا یہ اس نے ان کے چہرے سے پڑھ لیا تھا۔ وہ اپنا پلین ان سب سے دور جا کر ہی پورا کر سکتا تھا ورنہ جب تک سِلا اپنوں کے پاس رہے گی خاص کر اپنے بھائی کے پاس وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

"میں بھائی جان کو کیا منہ دکھاؤں گا اول تو وہ کبھی بھی سِلا کو نہیں بھیجی گے اور انہوں نے یہی کہا تھا کہ عدیب اب یہی بزنز شاہ زیب اور سمیر کے ساتھ سنمبھالے آخر یہ سب تمہارا بھی تو ہے۔"

"اکزیکلی یہ سب میرا بھی ہے لیکن میں اسے کسی اور طرح لینا چاہتا ہوں اور مجھے رتی بھر بھی دلچسپی نہیں ہے یہاں رہنے کی اور جہاں تک بات سِلا کو اجازت دینی کی ہے تو وہ اب میری بیوی ہے اور مجھے یہ معلوم ہے کہ شوہر کا حق زیادہ ہوتا ہے تو سِلا میری زمے داری ہے میں اس کو دنیا کے کسی بھی کونے میں لے جاؤں کوئ سوال اٹھانے والا نہیں ہو سکتا۔"

"مت بھولو کہ تم اس حویلی کے بیٹے بھی ہو۔" انہوں نے باور کروایا۔

"آئی ڈونٹ کیر خیر مجھے میرا حصہ دیں تاکہ میں یہاں سے جاؤں اور اگر کسی اور کو پرابلم ہے تو میں بات کر سکتا ہوں مجھے نہیں لگتا ان کو گھر داماد کا اتنا شوق ہو گا۔" وہ اپنی بات ختم کر کے کمرے سے نکل گیا۔

"تم اس داماد سے پہلے بیٹے ہو۔" وہ پیچھے سے چلائے ساتھ کھانسے بھی اندر آتی شاہستہ بیگم نے انہیں جلدی سے پانی دیا اور دروازے کی طرف دیکھتیں بولیں۔

"یہ عدیب کیوں آیا تھا اور کیا ہوا؟" ان کے سوال پر انور بخت نے سب غصہ سے بتایا۔

"توٹھیک ہے ناانور ویسے بھی آپ کو واپس جانا ہے یوجنا کی پڑھائی کا نقصان ہو رہا ہے اور آپ کے کام کا بھی آپ کے ساتھ بہو رہے گی تو تسلی رہے گی مجھے بھی بیچاری رایمہ پر اکیلی زمے داری ہو گی۔" انہوں نے سمجھایا تو وہ سوچ میں پڑ گ ئے۔

"اصولاً سِلا کو وہی رہنا چاہیے۔ "

"ہوں۔" شاہستہ بیگم نے اپنے آنسوں چھپائے۔

"میں جانتا ہوں شاہستہ کہ تم دکھی ہو کہ ہم واپس جا رہے ہیں لیکن تمہیں یہاں رہنا ہو گا ہماری بچی کے خاطر علیزے اس ن ئے ماحول میں اکیلی ہے۔" وہ ان کے آنسوں دیکھ چکے تھے۔

"وہ کونسا مجھے کچھ سمجھتی ہے بلکے میں اس کے لیے بھی باقی کے فرد کی طرح ہوں۔" وہ غمگیں انداز سے بولیں۔

"ہاں لیکن تم ماں ہو وہ تم سے دور رہی ہے اسیلیے نفرت میں کبھی کمی نہیں آئ لیکن تم پاس رہو گی تو وہ کب تک ماں کی ممتا سے منہ پھیرے گی میں جانتا ہوں کیسے اس نے ماں کی کمی کو سب سے زیادہ محسوس کیا ہے کیونکہ رایمہ تو ہمیشہ سے سمجھدار تھی اور تم سے رابطے میں تھی لیکن وہ اور عدیب نے تم سے نفرت کی ہے اور تمہاری کمی کا

احساس کیا جبھی بدگمانی زیادہ ہے وہ ہمیشہ سے احساسِ کمتری میں رہے ہیں اسیلیے خودسر اور بدتمیز ہوگ ئے ہیں۔"انور بخت دکھ سے بولیں تو بے اختیار تڑپی۔

"میری آنکھیں بھی ان کو دیکھنے کے لیے ترسی ہیں۔"روتے ہوئے بولیں۔

"علیزے کی بھی عدیب کے مقابلے میں اس نے سب سے زیادہ تمہاری کمی شدت سے محسوس کی ہے کیونکہ وہ ایک لڑکی تھی ایسے کئ بار احساس ہوا ہے جب اسے ماں چاہیے تھی کیونکہ میں باپ ہوں چاہ کر بھی ماں کی کمی نہیں پوری کرسکا کئی ایسے باتیں ہوتی ہیں جو ایک بیٹی اپنی ماں سے شیر کرسکتی تھی۔ "

"آپ کو پتا ہے میں اس کے یادگار پل سے ہمیشہ آشنا رہی ہوں شکر ہے خدا کے اس کے پاس ایک بڑی بہن تھی جو اس کی ضرورتوں میں اس کے ساتھ ہوتی تھی اور پھر رایمہ مجھے بتاتی تھی کہ مما آج علیزے کے ساتھ یہ ہوا آج علیزے نے پوزیشن لی آج علیزے نے یہ کیا وہ کیا اور میں بس سن ہی سکتی یا زیادہ سے زیادہ تصویر دیکھ سکتی تھی۔" وہ روتے ہوئے بتانے لگیں۔ان کی باتوں سے صاف لگ رہا تھا کہ بھی کس قدر اپنے بچوں کے لیے تڑپی ہیں۔

"میری بدنصیبی کا آپ ادھر سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میں اپنی بیٹی کو صحیح غلط بھی نہیں سکا سکی اسے وہ پل نہیں دے سکی جو ایک ماں بیٹی کے درمیان ہوتا ہے میں اس کی

دوست تو دور کی بات ایک ماں نہیں بن سکی پھر بدلے میں مجھے نفرت ہی ملنی تھی۔"
وہ کہتے ساتھ چہرہ ہاتھوں سے چھپائیں سسکنے لگیں۔انور بخت کی آنکھیں بھیگ گئیں۔وہ خود کو لاچار اور بے بس محسوس کر رہے تھے جیسے وہ کرتے تھے ایک طرف وہ چھپ کر اپنی بیٹی کی سسکیاں دیکھتے تھے جو اس نے ماں کی کمی میں لی تھی تو دوسری طرف وہ اس ماں کو روتا دیکھ رہے تھے۔وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

"زینیا مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں؟"وہ موبائل کان سے لگائی روتے ہوئے بولی تو اگلی طرف صوفے پر لیٹی زینیا اٹھ کر بھیٹی اور پریشانی سے بولی۔
"پہلے تو رونا بند کرو۔"سِلا نے نفی میں سر ہلایا۔
"تمہیں میں نے ابھی بتایا نا کہ لالا نے اس سے نکاح کر لیا ہے اور اس نکاح کی وجہ سے صرف لالا کی ازواجی زندگی میں ہی نہیں میری اور عدیب کے رشتے میں بھی دوریاں آگئی ہیں۔"
"میری جان میں جانتی ہوں لیکن تم عدیب بھائی سے بات کیوں نہیں کرتی انہیں کہو کہ تم بھی اسی طرح مجبور ہو جیسے وہ ہیں۔"

"میں نے ان کو کہا ہے لیکن وہ اتنے غصہ میں کہ ایک نہیں سن رہے انہوں نے مجھے لالا سے تمام رشتے توڑنے کے لیے کہہ دیا اور تم یہ جانتی ہو کہ یہ ناممکن ہے اور خدا نہ کرے یہ بات لالا کے کانوں تک پہنچی تو پھر تمہیں پتا ہے کیا ہو گا۔" وہ ڈر کر بولی۔

"ہاں مجھے معلوم ہے شاہ زیب بھائی کا غصہ ویسی بہت خطرناک ہے اور وہ تم سے تو بے حد محبت کرتے ہیں اگر انہیں یہ پتا چلا کہ عدیب بھائی تمہیں ان سے دور کر رہے ہیں تو وہ ان کو اس دنیا سے دور کر دیں گے۔" وہ جھرجھری لیتی بولی۔

"وہی تو میں تو پھنس کر رہ گئی ہوں ایک طرف مجھے بھابھی کے غم سے افسوس ہوتا ہے تو دوسری طرف لالا کو ایسے دو حصے میں بٹتے دیکھ میں تمہیں بتا رہی ہوں علیزے نفرت کرتی ہے وہ لالا کو صرف تکلیف پہنچائے گی اور ادھر عدیب سمجھ رہے کہ لالا اسے درد دیں گے۔" وہ سر پکڑ کر بھیٹ گئی۔

"میں سمجھ سکتی ہوں تم بس فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا فلحال تم عدیب بھائی سے بات کرنے کی کوشش کرو ایسے کیسے نہیں سنیں گے آخر وہ تم سے تھوڑی نفرت کرتے ہیں۔" زینیا کی بات پر سِلا واقعی سوچ میں پڑ گئی۔

"عدیب کا رویہ میرے ساتھ بالکل ٹھیک نہیں ہے وہ اپنی بہن کے خاطر مجھ سے اس طرح کیسے پیش آسکتے ہیں اگر حویلی میں کسی کو پتا چلا تو طوفان آجائے گا۔ "

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ہاں وہ مجھے پتا ہے بس تم ان سے بات کرو دیکھو بھیٹ کر بات کرو گی تو ضرور کوئی حل نکلے گا انشااللہ اور جہاں تک بات ہے شاہ زیب بھائی اور ماورہ بھابھی کی تو وہ تم اللہ پر چھوڑ دو اسی نے اس صورتِحال میں ڈالا ہے ضرور اس کے پیچھے کوئ وجہ ہو گی تم بس دعا کرو۔" اسے بات کر کے اسے کافی سکون ملا تھا،اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو شکریہ۔"

"پاگل لڑکی اگر آیندہ تم نے مجھے شکریہ کہانا تو وہی آ کر ماروں گی۔" وہ اسے غصہ سے بولی تو سِلا بے اختیار مسکرائ۔

"تم آجاؤنا۔" وہ اداسی سے بولی۔

"اللہ سِلا حد ہو گئ ابھی تو آئ تھی کیا ساری زندگی تمہارے ہاں ہی پڑی رہوں میرا اپنا بھی گھر ہے مما یہی کہہ رہی تھی کہ زینیا یہ تم دو بار گاؤں کا چکر لگا چکی ہو خیرت تو ہے نا۔" وہ اپنی ماں کے انداز میں بولی تو سِلا ہنسی۔

"اچھا پھر تم نے کیا کہا؟" اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

"میں نے کہا مما سب خیریت ہے بس آپ کی پسندیدہ سِلا کا بس چلے تو مجھے کبھی آنے ہی نہ دے۔" وہ دونوں ہنس دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ویسے واقعی میرا بس چلے تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہیں حویلی لے آؤں۔" وہ دل کی خواہش بتاتے بولی۔

"ہائے کاش۔" زینیا بھی آہ بھرتی بولی۔

"ویسے اس پر ضرور سوچیں گے۔" سِلا شرارت سے بولی تو زینیا جس نے سر پیچھے صوفے پر ٹکا کر آنکھیں بند کرلی تھی یک دم کھولی۔

"کیا مطلب؟" وہ اس کی آواز میں شرارت محسوس کرچکی تھی۔

"کچھ نہیں بعد میں بات کریں گے۔" سِلا ہونٹ دانتوں میں دبائی شرارت سے بولتی فون بند کرگئی جبکہ زینیا منہ کھولے فون کو دیکھنے لگی۔

"بدتمیز لڑکی تم ملو مجھے۔" وہ شاید اس کی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی جبھی سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ بولی پھر مسکرادی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں بیڈ پر بھیٹی سر پیچھے ٹکائے آنکھیں مندے ہوئی تھی۔اس کو خود کے سجے سنورے وجود سے اکتاہٹ ہورہی تھی۔اس نے تیزی سے آنکھیں کھولی اور کپڑے بدلنے اور چہرہ دھونے کی نیت سے اٹھنے ہی لگی جب کوئی بنا اجازت لیے

دھڑلے سے کمرے میں اندر داخل ہوا۔ وہ حیران کے ساتھ ڈر بھی گئی کیونکہ اس نے اندر سے لاک لگایا ہوا تھا۔

"کون گھسا آرہا.... "وہ اونچی آواز میں کہتے کہتے رک گئی۔ سامنے آتے شخص کو دیکھ چہرے پر ڈھیروں ناگواریت آئی تھی جبکہ آنے والا شخص سفید شلوار قمیض میں جچتا مطمعین دکھ رہا تھا۔

مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نے پہلے اطمینان سے دروازہ بند کر کے لاک کیا اور چلتا اس دوشیزہ خوخار حسینا کے پاس آیا اور جب بھرپور نظر ڈالی تو نیلی آنکھیں مانو ٹھہر ہی گئیں۔

وہ بھی سفید کرتی پجامے میں مبلوس تھی۔ چکن کی کرتی کے دامن میں سنہریے موتی لگے تھے، بال کھلے تھے، چہرے پر صرف سرخ لالی کا راج تھا، لال چنری جو اس پر دوپٹہ تھا وہ بیڈ کے دوسرے کونے میں بے نیاز پڑا تھا۔

اس کی نظروں کو خاطے میں لاتے وہ مزید بڑھکی۔

"ایسے گھور گھور کر کیا دیکھ رہے ہو جاہل انسان فوراً نکلو کمرے سے ایک تو تمیز نہیں ہے منہ اٹھائے کمرے میں گھس گ ئے اور اب گھور رہے ہو واحیات انسان۔"وہ کئ

دنوں کی بڑھاس جو تھی وہ اس پر ہی نکلنی تھی کیونکہ وہی توجہ تھا۔ کاش وہ نہ ہوتا تو وہ آج یہاں نہ ہوتی۔

اس کی اتنی خوبصورت کلام بازی پر وہ جو اسے فرصت سے دیکھنے میں محو تھا چونکا اور ماتھے پر کچھ بل نمودار ہوئے۔

"کسی نے درست کہا ہے لڑکی جتنی زیادہ خوبصورت ہو گی اس کی زبان اتنی دو گز کی ہو گی۔" وہ اس کے طنزیہ جملے پر تلملا کر پیروں میں سلیپرس گھساتے اٹھی۔

"میں نے کہا نکلو یہاں سے۔" اس نے دروازے کی طرف اونچی آواز میں کہتے اشارہ کیا۔

"آواز نیچے۔" وہ بے اختیار دھاڑا اور ایک قدم اس کے نزدیق بڑھا ماچانک دھاڑ پر وہ چونک اٹھی مگر وہ بھی اپنے نام کی تھی سخت نیلی آنکھوں سے نظریں نہ ہٹائیں بلکہ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ شاہ زیب نے بے شک دل میں اسے داد دی تھی۔ یہ واحد نظریں تھیں جو اسے ملائیں وہ اتنے اعتماد سے کھڑی تھی ورنہ اچھوں اچھوں کی نظریں نیلی آنکھوں کی دہشت سے ٹکرا نہ پاتیں تھیں۔

"واٹ ڈو یو مین آواز نیچے مسٹر تمہاری غلام نہیں ہوں یہ جا کر اپنی پہلی بیوی سے بولو وہ ضرور غلام ہے۔" وہ چٹکیاں بجاتی دانت پیستے بولی۔ شاہ زیب کا دماغ مزید گھوم گیا موہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

جتنا خود کو کالم کر کے آیا تھا کہ وہ بہت اچھے سے پیش آگیا لیکن یہاں اس کا برتاؤ دیکھ وہ خود حیران رہ گیا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ اسے پسند نہیں کرتی لیکن اس رشتے کے لیے ہاں تو اپنی مرضی سے کی تھی نا۔

"بی بی یہ تمہارا آرسٹیلیا نہیں ہے یہاں اپنے شوہر سے لہجہ دھیمے کر کے مخاطب ہوتے ہیں اور اس قسم کی بد تمیزی پر کس طرح پیش آتے ہیں وہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔" وہ خود پر قابو پاتا بولا۔

"اوہ آئی سی کیا کرتے ہوگے تم لوگ؟" اس نے سوچنے کا تاثر دیا۔

"اوہ ہاں مارتے ہوگے تشدد کرتے ہیں آخر تمہارے ہاں بیویوں کو غلام سمجھا جاتا ہے نا اور کوئی اپنے حق کے لیے آواز اٹھائے کوئی اپنی مرضی سے جینا چاہے تو اس کا بدتر حال کرتے ہوگے تم جاہل گواروں سے امید بھی کیا کی جا سکتی ہے۔" اس کا مانو دل ہلکا ہو رہا تھا مجتنا وہ چلا رہی تھی اتنا سکون مل رہا تھا۔ اسے مار تو نہیں سکتی تھی لہذا لفظوں سے پیٹنے کا سوچا تھا لیکن علیزے انور بخت بھی انجان تھی سامنے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت تھا جو مسکرا مسکرا کر لوگوں کو گھایل کر دیا تھا۔ لوگوں کو ڈر خوف اس کے غصہ سے لگتا تھا لیکن اصل میں کانپ وہ اس کی وہی مخصوص مسکراہٹ سے جاتے تھے۔

اور یہ وہی دھیمی مسکراہٹ شاہ زیب کے ہونٹوں پر رینگی۔ علیزے انجان بے خبر اسے مسکراتا دیکھ اس کی دماغی حالت پر شک کرنے لگی تھی جبکہ وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کچھ ایسے لفظوں کا استعمال کر گئی ہے جو سامنے والے کا صبر آزما گئے ہیں اسیلیے تو مسکرا دیا گیا تھا۔

وہ دو قدم مزید قریب آیا، اب ان کے درمیان کم فاصلہ رہ گیا تھا لیکن نہ تو علیزے پیچھے ہوئی تھی اور نہ ہی ڈری تھی کیونکہ وہ پیچھے ہٹنے والوں میں سے تھی نہیں اور دشمن سے ڈر جائے؟ پھر وہ علیزے ہی نہیں ہو سکتی۔

"لگتا ہے آپ کی غلط فہمیاں دور کرنی پڑیں گی۔" وہ مسکراتے ساتھ بولا۔ علیزے نے آنکھیں گھمائیں۔

"مجھے کوئی شوق نہیں میں جا رہی...." وہ اس کے برابر سے نکل کر جانے لگی جب شاہ زیب نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچا۔ وہ چونکی۔

"ہاؤ ڈیر یو جاہل گوار لیو می۔" وہ پھڑپھڑاتی چڑیا کی طرح خود کو آزاد کروانے کی جدوجہد کرتی چلائی۔

"پہلے تو اگر یہ الفاظ میرے لیے تمہارے منہ سے اب دوبارہ نکلے تو یہی قبر کھو دو گا۔" وہ دھیرے سے کہتے بھاری آواز میں اسے سن کر گیا تھا۔ وہ اس کے قریب اس کی نیلی آنکھوں میں دہشت دیکھ سکتی تھی۔

"اور دوسری بات یہ جتنے بھی پاک خیالات ہے نا تمہارے اس حویلی کے بارے میں اس گاؤں کے لوگوں کے بارے میں وہ جتنی جلدی اپنے دماغ سے نکال دو تو بہتر ہو گا تمہارے لیے۔" ایک وارنگ تھی جو اسے محسوس ہوئی تھی۔ وہ سر جھٹک کر دوبارہ خود کو اس کی مضبوط گرفت سے آزاد کرنے لگی۔

"کیونکہ مجھے فرق نہیں پڑتا کہ تم میرے بارے میں کیا سوچتی ہو اور شاید اگر تم نے اپنی حرکتیں درست نہیں کیں تو قسم کھاتا ہوں تمہارے خیالات پر اتروں گا یعنی دفن کر ہی دوں گا۔" وہ بے اختیار ٹھٹکی اور سہم کر اس کی نیلی آنکھوں میں جھانکا جہاں نیلی آنکھوں میں سرخی دوڑ رہی تھی۔ اس نے تھوک نگلا اور فلحال کچھ کہنے سے پرہیز کیا۔

"فرام ناؤ ڈونٹ ایور ٹاک ٹو می اگین لائیک دس۔" اس کو ایک جھٹکے سے چھوڑتے وہ انگریزی میں چبا چبا کر بولا۔

"تمہاری سو کالڈ زبان میں بھی سمجھا دیا کہیں گلہ نہ کرو بعد میں کہ سمجھ نہ آیا تھا۔" کیا اٹیٹیوڈ تھا؟ وہ جل کر رہ گئی تھی۔

"اور ایک بات بتاؤ یہ نکاح تو کسی نے تمہارے سر پر بندوق رکھ کر نہیں کروایا تھا ہیں نا؟" اس کی بات کا مفہوم وہ سمجھ گئی تھی جبھی دھواں دھار چہرہ پھیر کر بولی۔

"مجبوریوں کی بندوق ہی تھی۔" شاہ زیب دھیمے سے مسکرایا۔

"گڈ اب کر لی نا تو نبھاؤ کیونکہ میں تمہارا عاشق نہیں ہوں جو یہ چوچنلے بازیاں سہوں گا۔" ایک آنسوں کا گولہ اس کے ہلک میں پھنس کر رہ گیا تھا بامشکل اس نے آنکھوں تک آنے سے روکا تھا۔ وہ کبھی بھی اس شخص کے سامنے کمزور ثابت نہیں ہونا چاہتی تھی جو اسے اس طرح لتاڑ رہا تھا کاش.... کاش اگر اس کے پاؤں پر باپ کے وعدے اور امیدوں کی بیڑیاں نہ ہوتی تو ڈٹ کر جواب دے کر اس کے منہ پر تھوک کر کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلی جاتی۔

"اور اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ میرے دل میں اس وقت تمہیں اپنی دسترس میں دیکھ لٹو پھوٹ رہے ہیں تو یہ غلط فہمی ہے تمہاری مجھے کوئی شوق نہیں تھا تمہیں دوسری بیوی بنانے کا کیونکہ تم ایک نہایت ہی بگڑی ہوئی بد تہزیب اور آوارہ لڑکی ہو۔" آخری لفظ پر وہ تڑپ کر ہی تو رہ گئی تھی۔ لمبے اختیار چہرہ موڑ کر اسے دیکھا اور چلائی۔

"تو نہ کرتے اس بد تمیز بگڑی ہوئی آوارہ لڑکی سے نکاح۔" اس کی آواز میں آنسوؤں کا بوجھ تھا۔ وہ اسے نفرت کرتی تھی پھر بھی اس کے ان لقبوں نے اسے تکلیف پہنچائی

تھی، کتنی آسانی سے لوگ آپ کو کیسے کیسے نام دے جاتے ہیں بنا یہ جانے کہ وہ انسان ہے کیا، کیا سہا ہے اس نے؟ کیوں بنا ہے وہ ایسے؟ کیا واقعی میں وہ ایسے ہے؟ لیکن نہیں شاید لوگوں کو مزہ آتا ہے کسی کے کردار کو نشانہ بنانے پر، اس پر کیچھڑ اچھالنے پر بنا یہ سوچے سمجھے کہ وہ خود انسان کس جہنم سے گزرا ہوگا، اس کی خود کی کہانی کیا ہو گی،

because every person has untold story.

"میرے سر پر بھی شاید مجبوریوں کی بندوق تھی۔" شاہ زیب بولا۔ وہ اپنے خیالات سے باہر آتی چونکی۔

"تم منع کر سکتے تھے۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ شاید پہلی بار وہ اتنے نارمل انداز میں بول گئی تھی یا پھر وہ غمگیں تھی۔

"تم کر سکتی تھی؟" اس نے پوچھا۔

"میری بات الگ ہے ڈیڈ سے میں نے وعدہ کیا تھا وہ بیمار ہے میں ان کو تکلیف نہیں پہنچانا نہیں چاہ سکتی تھی میں ان کا مان نہیں توڑنا چاہتی تھی۔" آواز روندھ گئی تھی۔

" بالکل اسی طرح میں دادی جان کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا تھا وہ بھی بیمار ہے اور ان کا مان ان کے پوتے نے آج تک نہیں توڑا۔" فخریہ انداز تھا۔

"ہاں اور اسی مان کے خاطر کسی اور کی زندگی چاہے برباد ہو جائے ہیں نا؟" وہ سلگ کر ہی تو رہ گئی تھی۔ یہ دادی اور پوتا اسے زہر لگتے تھے۔

"وہ میں نہیں جانتا میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اب تم میری بیوی ہو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی عزت اور تمہیں ویسے ہی رہنا ہوگا جیسے یہاں سب رہتے ہیں یہ میں تمہیں پہلے بھی باور کروا چکا ہوں یہ آسٹریلیا نہیں ہے جہاں تم آزادی سے رہ لو یہاں کچھ حدودیں ہیں۔" علیزے کا دل چاہا وہ اس کا منہ نوچ لے۔ وہ اس پر حق جما رہا تھا؟

"علیزے کو حدودوں تک محدود رہنے کی عادت نہیں میں اڑھنا جانتی ہوں نیلی نہ تو قید ہوتی ہوں اور نہ ہی کسی کو قید کرتی ہوں۔" شاہ زیب مسکرایا وہ ضرور اسے متاثر تو ہوا ہی ہوگا یا پھر اسے کوئی ٹکر کی ملی تھی یہ احساس اسے لطف دے رہا تھا۔ یعنی مزا آئے گا اس کو سیدھا کرنے میں؟

"وہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کون سونے کے پنجرے میں رہتا ہے یا کون اڑھ جاتا ہے۔" سونے کا پنجرہ؟ وہ کس سونے کی پنجرے کی بات کر رہا تھا؟ علیزے کو سمجھ نہ آیا۔

"خیر آزما لو ہر طریقے ہونا وہی ہے جو میں چاہوں گا کیونکہ تم جو میری دسترس میں ہو۔" دسترس؟ وہ بے اختیار کانپی تھی.... کیا وہ دسترس میں آ گئی یا کیا اس کی ملکیت اب چلے گی؟ کیا وہ غلام بن گئی؟

دسترس میں رہنا غلام بننا نہیں ہوتا یہ بات علیزے کو نہیں معلوم تھی اور شاید ان دونوں کا اس طرح رشتے میں بندھنا ان دونوں کی عجیب نفرت کی کہانی شروع ہونے کا مقصد یہی احساس دلوانا تھا شاید دسترس کے اصل معنے بتانے تھے لیکن کس کو؟

کون انجان تھا؟

جانے ان کھیل میں کس کو محبت میں ہار جانا تھا اور کس کو نفرت میں جیت جانا تھا۔ سب وقت پر مبنی تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

دوپہر کے گیارہ بجے وہ کروٹ لیتے سے موبائل پر بجتی بیل کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن موبائل مسلسل بج رہا تھا۔ اس نے چندیا کر آنکھیں کھولیں تو اچانک تو کچھ سمجھ نہ آیا لیکن جب الجھن کا احساس ہوا تو اس نے ایک جھٹکے سے خود سے کمبل ہٹایا اور اٹھ کر بھیٹی۔ آنکھیں مسلتے وہ دماغ پر زور ڈالنے لگی جب دوبارہ بیل بجی۔ اس نے موندی آنکھوں سے موبائل کان سے لگایا تو مہک کی پرجوش آواز نے اس کے چاروں طبق روشن کر دیے۔

"ہیلو۔" وہ اتنی زور سے چیخی تھی کہ اسے یکدم فون اپنے کان سے ہٹانا پڑا تھا۔

"کیسی ہو اور رات کیسے گزری سکون سے سوئی شاہ زیب بھائی وہی تھے تمہاری لڑائی تو نہیں ہوئی اور انہوں تم سے کیا کہا؟"اس نے ایک ہی باری میں ڈھیروں سوالات کی بارش کر کے اس کا موڈ مزید بگاڑ دیا تھا۔اس نے خود کو دیکھا تو وہ نکاح والے عروسی لباس میں ہی ملبوس تھی۔جانے رات کے آدھے پہر روتے روتے کب آنکھ لگ گئی تھی۔رات کو جو شاہ زیب سے باتیں ہوئیں تھیں وہ کانوں میں گونجنے لگیں۔وہ اپنی آخری بات کہہ کر کمرے سے چلا گیا تھا اور رات بھر آیا نہ تھا۔علیزے بھی دروازہ لاک کر کے بیڈ پر بھیٹی اپنی قسمت کا ماتم اور ویٹسن کے دیے ہوئے زخموں کو یاد کرتے کرتے کب سوئی معلوم نہ ہوا تھا۔

"ہیلو کہاں کھو گئیں؟"مہک کی پکار وہ اپنی سوچوں سے باہر آکر چونکی۔

"بتاؤ شاہ زیب بھائی وہی تھے تمہارے پاس؟"مہک کی آواز میں شرارت تھی۔علیزے طنزیہ مسکرائی۔

"اگر یہاں ہوتا تو قتل ہو چکا ہوتا۔"وہ کمبل ایک طرف کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہ کرو یار۔"مہک کچھ کھاتی ہوئی مزے سے بولی۔

"تم لوگ خیریت سے پہنچ گ ئے تھے؟"اس نے آیئنے کے سامنے جا کر پوچھا اور ایک نظر خود پر ڈالی۔وہ کتنی بے حال ہوئی لگ رہی تھی جیسے کھلا ہوا پھول مرجھا گیا ہو۔

"ہاں کب کے میں نے تمہیں ٹیکسٹ بھی کیا تھا اچھا سو بتاؤ نا شاہ زیب بھائی سے کوئی بات ہوئی۔" وہ اب سنجیدگی سے پوچھنے لگی تو علیزے نے آنکھیں گھمائیں۔

"گھمنڈی ہے۔" وہ بڑبڑائی۔ مہک ہنسی۔

"کیا؟"

"کچھ نہیں۔" وہ اب اپنا بیگ کھول کپڑے نکالنے لگی تھی۔

"یار زے لڑنا مت زیادہ دیکھو وہ پہلے ہی غصہ کے تیز ہیں۔"

"مائے فٹ۔" وہ بڑبڑا کر سیاہ لباس نکالنے لگی۔

"اچھا اوکے تم مجھے یہ بتاؤ ابھی کیا کر رہی ہو؟" مہک نے اس کا موڈ دیکھ پوچھا۔

"یار ابھی تو اٹھی ہوں کپڑے نکال رہی ہوں۔" وہ سیاہ لباس نکال چکی تھی۔

"ایک منٹ ایک منٹ زے خبادارا اگر تم نے بلیک پہننے کا سوچا بھی۔" اس کا سیاہ دوپٹا نکالتے ہاتھ رکا اور بے ساختہ مسکرائی۔

"یو نو می ویری ویل۔"

"آف کارس آئی نو یو دیکھو زے مزید میس پھیلانے کی ضرورت نہیں کچھ اچھا سا کھلا کھلا رنگ نکالو اور پہنو اف کاش میں وہاں ہوتی۔" علیزے بیگ کی زپ بند کرتی مسکرا دی۔

"اچھا ہے یہاں نہیں ہو۔" مہک نے نفی میں سر ہلایا۔

"زے تم کیوں نہیں سنتی؟"

"مہک کلر ڈزنٹ دفاین اینی تھنگ۔" وہ کپڑے اٹھا کر باتھ روم کی طرف جانے لگی۔

"یہ میں جانتی ہوں لیکن حویلی والے تو پرانی سوچ رکھتے ہیں نا یاران کو برا لگے گا اور شاہ زیب بھائی "......

"آئی ڈونٹ گوِ آ ڈیم زندگی پر تو قبضہ جمالیا اب وہ بتایں گے کہ میں سانس بھی کب لوں؟" وہ رک کر بولی۔

"لیکن زے".....

"او کے بائے۔" وہ فون بند کرتی بیڈ پر پھینک کپڑے لیتی باتھ روم گھس گئی جبکہ مہک نے افسوس سے دوسری جانب اپنے موبایل کو دیکھا جہاں علیزے کی تصویر جھلملا رہی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد وہ نہا کر فریش ہوتی کالے کپڑے زیب تن کیے باتھ روم سے باہر نکلی تو سامنے بھیٹی یوجنا کو پایا جو اس کے موبایل میں لگی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"یوج تم کب آئی۔" وہ تولیے سے کندھے تک آتے بال رگڑتی بولی تو یوجنا نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔ سیاہ شارٹ فراک جس کے بیچ ربن لگی تھی اور سیاہ اونچا پجاما جس کے پائنچے نیٹ کے تھے اور اس میں اس کا چہرہ جواب کافی فریش لگ رہا تھا۔

"ابھی ابھی جب شاور لے رہی تھیں۔" یوجنا نے اس کا موبایل ایک طرف رکھ پاؤں ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا میری جان؟" وہ تولیہ کرسی پر ڈال اس کے پاس آکر بھیٹی اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے۔

"آپ اور چھوٹی باجی مجھے اپنی بہن نہیں سمجھتے۔" وہ رو دینے کو تھی۔ علیزے چونکی۔

"تم سے کس نے کہا؟" آج سے پہلے یوجنا نے کبھی پہلے ایسی بات نہیں کہی تھی اسلیے وہ چونکی۔

"آپی آپ کی شادی بھی ہو گی اور مجھے کوئی کچھ نہیں بتا رہا آپ اتنی تکلیف میں ہے لیکن پھر بھی مجھ سے کچھ شیر نہیں کرتی اور نہ ہی چھوٹی باجی کچھ بتاتی بس تم چھوٹی ہو تم بچی ہو کہہ کر چپ کروا دیتی۔" وہ غصہ سے بولی تو علیزے مسکرائی اور اس کے گال پر اپنا ہاتھ رکھ پیار سے بولی۔

"آپ بالکل بھی چھوٹی نہیں ہو اب بڑی ہو گئی ہو۔" یوجنا کی آنکھیں چمک اٹھی۔

"ہیں نا میں بھی یہی کہتی ہوں کہ مجھے سب سمجھ آتا ہے وہ الگ بات ہے میں کہتی کچھ نہیں۔" وہ منہ بسور کر بولی تو علیزے بے اختیار مسکرائی اور اس کے گال سے ہاتھ ہٹا کر اس کا ہاتھ پکڑے بولی۔

"لیکن میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی اور کونسا میں رایمہ سے کچھ کہتی میں نہیں چاہتی میری بہنیں پریشان ہو۔" یوجنا نے غصہ سے اسے دیکھا۔

"بہنیں ہیں ہم آپ کی آپ اگر ہم سے شیر کریں گی تو پریشانی کم ہوگی نہ کہ بڑھے گی وہ کہتے ہیں نا خوشیاں باٹنے سے بڑھتی ہیں اور غم باٹنے سے گھٹتا ہے۔" اس کے سمجھداری سے کہنے پر علیزے کو بے حد پیار آیا۔

"اور ہم آج جا بھی رہے ہیں۔" وہ اداس ہوتی بولی تو علیزے نے آنکھیں بند کر کے آنسوں روکے۔ تھوڑی دیر خاموشی کا راج ہو گیا۔

"بس تم مجھے ایک ہگ دے دو وہی میرے لیے بہت ہے۔" کچھ دیر بعد علیزے لبالب آنکھوں کے ساتھ بولی تو یوجنا نم آنکھوں سے مسکرا دی اور جھپٹ کر اس کے گلے لگ گئی۔ علیزے اس کے گلے لگ کچھ دیر خاموشی سے روتی رہیں۔

"جی سیٹھی صاحب ہو جائے گا۔" اچانک شاہ زیب فون پر بات کرتا اندر آیا اور دونوں کو گلے دیکھ ساتھ علیزے کو روتے دیکھ خاموش ہو گیا اور فون بند کر دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

اس کی موجودگی کا احساس کرتی وہ دونوں الگ ہوئیں۔ علیزے نے تیزی سے آنسوں پونچھے اور یوجنا کو دیکھا جو سر اٹھائے شاہ زیب کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی کالی شلوار قمیض میں مبلوس تھا، اس نے پھر علیزے کو دیکھا تو وہ بھی سیاہ رنگ میں تھی۔

"آپ لوگ تو میچینگ کر رہے ہیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔ شاہ زیب علیزے دونوں ایک ساتھ چونکے اور دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ شاہ زیب نے جب اس کو دیکھا تو مسکرایا۔ علیزے نے چونک کر اس کی مسکراہٹ کو دیکھا جو اب یوجنا کو اچھالی گئی تھی۔

"آپ کی بہن نے جان بوجھ کر مجھے بھی سیاہ ہی پہنایا ہے اوہ تو علیزے تم جبھی مجھے صبح زبردستی یہی رنگ پہنانے پر تلی تھی۔" وہ یوجنا کو اطلاع دے علیزے کی طرف مڑا اور نیلی آنکھوں میں خوشگوار حیرت سمائے ایسے بولا جیسے ان جیسے ہیپی کپل اس پوری دنیا میں نہیں۔ علیزے حیرت میں مبتلا نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"ریلی آپی واؤ۔" یوجنا نے پہلے حیرت پھر خوشی سے دیکھ علیزے سے پوچھا تو نہ تو وہ ہاں میں سر ہلا سکی اور نہ ناں میں۔

"ارے ہاں مجھے آپ کو ایک اور چیز دکھانی ہے میں ابھی ٹیب لاتی ہوں۔" وہ اچانک یاد کرتی بولی اور خوشی سے باہر جلدی سے بھاگی۔ علیزے نے اس کے نکلتے ہی شاہ زیب کو

خوخار نظروں سے دیکھا اور اٹھی۔ جھٹکے سے اٹھنے پر گیلے بالوں کی بوندے شاہ زیب پر آئی تھی جس پر وہ لمحے بھر ہی آنکھیں میچا تھا لیکن بولا کچھ نہیں بلکہ اطمینان سے مسکرا کر اس کے پوچھنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"یہ سب کیا تھا؟" علیزے نے غصہ سے پوچھا۔

"جب بچوں کے سامنے اس طرح رونا دھونا کر کے ہمارے درمیان تعلقات کا اشتہار لگاؤ گی تو مجھے ہی بھرم رکھنا پڑے گا۔" کیا انداز سلگانے والا تھا؟ اگر نہیں تھا تو شاید الفاظوں کو استعمال کچھ اس طرح کیا گیا تھا کہ وہ سلگ کر ہی تو رہ گئی تھی۔

"وہ میری بہن ہے اور میری مرضی کہ میں اپنی بہن سے روں دھوؤں یا کچھ بھی کروں تم کون ہوتے ہو؟" وہ تلملا کر بولی۔ شاہ زیب ایک قدم اس کے قریب آیا۔

"بہن ہو یا باپ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے درمیان جو بھی ہے وہ کسی کو معلوم ہو اور تمہارے یہ نخرے جو اس رشتے کو قبول نہیں کر رہے یہ خود تک رکھو اور جہاں تک بات ہے میں کون ہوتا ہوں تو کیا تمہیں بار بار باور کروانا ہے کہ میں ہوتا کون ہوں اگر ایسا ہے تو برا ہے مہربانی بتا دو کیونکہ مجھے دوسروں کا حافظہ درست کرنا بڑے اچھے سے آتا ہے۔" آخری بات مزید قریب آکر چبا چبا کر بولی تھی اور وہ اسی پل اسے چاروں شانے چت کر گیا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو اگر تمہیں دوسروں کا حافظہ درست کرنا آتا ہے تو اپنا بھی کرنا آتا ہو گا اگر ایسا ہے تو اپنے زہن میں یہ بات بٹھالو چند کاغضات پر دستخط کرنے سے کچھ نہیں ہوتا اگر لفظوں میں تاثیر نہ ہوں تو نکاح تو کیا مذہب بھی نہیں قبول نہیں ہوتا۔" اور کیا علیزے انور نے ہار مانی تھی؟ شاہ زیب کچھ نہ بولا تھا بس نیلی نظریں اس کے نقوش کا جایزہ لے رہی تھی۔ کیا وہ لاجواب ہوا تھا؟ یا پھر وہ اسے دیکھنے محو تھا۔ بہت قریب سے کیونکہ علیزے نے کہتے ہوئے اپنا چہرہ اس کے قریب کیا تھا تاکہ بات میں وزن ہو اور بے شک بات میں وزن پیدا بھی ہوا تھا۔ مانو لگ رہا تھا جنگ چڑھی ہوئی ہو۔

اس کی نظروں سے الجھن کھاتے اس نے چہرے جھٹکے سے پیچھا کیا اور دوپٹا اٹھاتی باہر نکل گئی۔ شاہ زیب نے اس کی پشت دیکھتے مسکراہٹ دی تھی۔

کس قسم کی تھی وہ مسکراہٹ؟

معلوم نہ ہوا تھا!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بس اماں جان اپنی علیزے کو میں آپ کے حوالے کر کے جا رہا ہوں۔" وہ بھیگتی آنکھوں کے ساتھ انیلا بخت کا ہاتھ پکڑ بولے تو انیلا بخت نم آنکھوں سے مسکرا دیں۔

"تو بے فکر ہو جا اس کی طرف سے میں ہوں نا شاہ بہت خوش رکھے گا اسے۔" انہوں نے انہیں تسلی دیتے ان کا ہاتھ تھپتھپایا۔ وہ کافی حد تک مطمعین نظر آنے لگے۔

"اماں جان آپ جانتی ہے وہ آپ سے کتنی نفرت کرتی ہے۔" ان کے لہجے میں دکھ تھا۔ انیلا بخت نے گویا آہ بھری۔

"تو فکر نہ کر شاہ کا ساتھ اور ہماری محبت اسے پانچ سال والی عین بنا دے گی وہی عین جو ہم سب سے محبت کرتی تھی۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ اپنے جھریوں والے ہاتھ سے آنسوں پونچھتے بولیں تو انور بخت نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"انشاللہ امید یہی ہے۔"

"میری دونوں بچیوں اپنی دادی سے مل کر نہیں جائیں گی۔" وہ مسکراتی کہتی دروازے کی طرف رایمہ یوجنا کی راہ دیکھنے لگی۔

"جی بالکل ابھی آتی ہوں گی۔" انور بخت ہنس کر بولے۔

"انور رایمہ کی شادی نہیں کرنی؟" اچانک انہوں نے پوچھا تو انور بخت چونکے۔

"جی میں جانتا ہوں لیکن ابھی رایمہ کا سوچا نہیں کچھ۔"

"تو اب سوچ ایک سال عین سے بڑی ہے۔" یوجنا کے ساتھ اندر آتی رایمہ کے قدم رکے۔ دل کی دھڑکنیں بڑھیں۔ اس نے تو یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ کسی کا اس پر دھیان

جائے گا لیکن شاید وہ غلط تھی اسے اس صورتحال کے لیے خود کو تیار رکھنا چاہیے تھا، دل چاہے جتنا دانیال کے لیے مچلے لیکن وہ میچیور تھی جانتی تھی کہ دانیال اور اس کا راستہ ایک نہیں۔اب اگر ڈیڈا سے کسی بھی وقت اس طرح کی بات کریں گے تو وہ کیا جواب دے گی اور اگر دانیال کو یہ معلوم ہوا تو وہ تو کئی خود ہی انور بخت کو ان دونوں کے درمیان جو کچھ بھی ہے بتا نا دے....اسی ڈر سے رایمہ نے جھرجھری لی لیکن یہ سچ بھی تھا دانیال الٹے دماغ کا تھا وہ مست ملنگ کچھ کہنے سے پہلے نہیں سوچتا تھا اور بات تو رایمہ کی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہ زیب آنکھوں پر سیاہ گلاسز لگاتے راہداری عبور کر رہا تھا جب سامنے سے عدیب کو آتے دیکھ رک گیا، عدیب نے جب سامنے کالی شلوار قمیض اور کالے ہی سن گلاسز میں شاندار پرسنلٹی میں اسے دیکھا تو غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔وہ تن فن کرتا اس کے قریب آیا۔شاہ زیب جو اس کی شکل دیکھ چکا تھا اطمینان سے آنکھوں سے چشمہ نکالا اور سینے پر ہاتھ باندھے اس کا منہ کھولنے کا انتظار کرنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|...
www.zubinovelszone.com

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن سے شادی کرنے کی یہ بات اپنے دماغ میں بٹھالو اگر میری بہن کو زرا سا بھی دکھ پہنچایا یا پھر اس کے ساتھ اپنے گوار انداز میں کسی بھی قسم کی زبردستی کرنے کی کوشش کی تو میرے سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" وہ چبا چبا کر بولا جبکہ اس کے برعکس شاہ زیب نے بے زاری سے چوڑی کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالی اور پھر آستینیں کوہنی تک فولڈ کرنے لگا۔

"اوہ ہیلو میں تم سے بات کر رہا ہوں۔" اس کو اپنے میں مست دیکھ وہ چلایا۔

"ہو گی تمہاری بکواس؟" کوہنی تک آستینیں چڑھا کر وہ بولا تو عدیب سلگ کر رہ گیا۔

"اے اپنی اوقات میں......" وہ آگے بڑھ کر انگلی اٹھا کر بولا جب شاہ زیب نے دانت پیستے اس کی انگلی پکڑی اور اپنی بھاری آواز میں دھاڑا۔

"اگر آیندہ اس طرح پیش آئے تو اپنی بہن کو بیوہ کرنے میں دیر نہیں کرونگا۔" اور جھٹکے سے انگلی نیچے کی۔

"اگر یہ یاد ہے تو پتا ہی ہوگا کہ تیری بہن میرے پاس ہے اگر میری زے کو تکلیف پہنچائی تو پھر اچھے سے جانتے ہو تم۔" وہ اس کو اشارہ دیتے ہلکا سا دھکا مارتے نکل گیا جبکہ شاہ زیب نے پیچھے پلٹ کر اس کی پشت دیکھی اور ایک موٹی گالی لبوں تک آنے سے روکی تھی۔

"اگر سِلا کے ساتھ کچھ کرنے کا سوچا بھی تو تمھیں یہی زمین میں گاڑھ دونگا۔" وہ پیچھے سے دھاڑا تھا تو عدیب رکا اور پلٹا۔

"سیم گوز ٹو یو میری بہن سے دور رہنا۔" کہہ کر عدیب تیز قدموں سے نکل گیا، شاہ زیب لب بھینچتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے واپس گلاسز آنکھوں پر جمائے باہر اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"لیلیٰ تم فری ہو؟" وہ لان میں جھولے پر بیٹھی ثمن سے باتیں کر رہی تھی جب رایمہ اس کے پاس آئی۔

"ارے رایمہ آؤ نا ہم بڑے مزے کی باتیں کر رہے تھے تمہیں معلوم ہے ثمن کا رزلٹ آنے والا ہے اور مجھے پکا پتا ہے فیل ہو گی۔" وہ ہنس کر بولی تو ثمن چونک کر اس کو غصہ سے دیکھنے لگی۔

"توبہ ہے لیلیٰ باجی کبھی تو کوئی اچھی بات کہہ لیا کریں اللہ نہ کریں ایسا ہو آپ دیکھیے گا انشاللہ میں ٹاپ کروں گی۔" وہ فخریہ انداز سے بولی۔

"پڑھائی بھی ایسی کرنی ہوتی ہے اور تم نے اور عمر نے سارا سال صرف جگتیاں ہی ماری ہیں۔" وہ بھی مزے سے اسے ڈانٹے بولی تو ثمن ناراض ہو کر جھولے سے اٹھ گئی۔

"ٹھیک ہے میں جارہی ہوں اور پھوپھو کو آپ کی شکایت لگاؤں گی۔" وہ پاؤں پٹخ کر بولی۔لیلیٰ ہنسی۔

"ہاں جاؤ لگا دینا۔" وہ آواز لگاتی بولی جبکہ وہ منہ بناتی حویلی کے اندر چلی گی۔رائمہ جو حیران ان کی گفتگو سن رہی تھی لیلیٰ کے بلانے پر چونکی۔

"ہاں تمہیں کچھ بات کرنی تھی آؤ بھیٹو۔" وہ ذرا کھسکتی ہوئی اس کی جگہ بناتی ہوئی بولی۔رائمہ نے حیرانی سے بھیٹتے اس کو دیکھا وہ تو ہشاش بشاش لگ رہی تھی جبکہ کل تک تو وہ رورو کر اپنا برا حال کر رہی تھی۔

"تم... میرا مطلب کیسے اتنی خوش ہو؟" اس نے حیرت سے پوچھا تو لیلیٰ نے اپنی چوٹی میں لگے رنگ برنگے پراندے گھماتی اس کو آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھنے لگی۔

"نظر لگا رہی ہو؟" رائمہ نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"میرا مطلب تھا کہ تم تو رو رہی مطلب...." اسے سمجھ نہ آیا کیسے کہے، لیلیٰ کا اتنا ٹھنڈا برتاؤ دیکھ اسے حیرانی ہوئی تھی۔اسے یاد آیا جب دانیال جا رہا تھا تب وہ کونے میں

کھڑے اسے دیکھ رہی تھی لیکن اس وقت رایمہ اس کے تاثرات پر غور پائی تھی۔اب یاد کیا تو اسے یاد آیا کہ وہ اس وقت مسکرا رہی تھی۔

"ہاں ہاں میں جانتی ہوں مزاق کر رہی ہوں تم دانیال بھائی کی بات کر رہی ہو نا؟"

بھائی؟رایمہ کو اچانک اچھو لگا۔

"تم ٹھیک ہو پانی منگواؤ۔" وہ اس کی کمر سہلاتے ہوئے فکر مندی سے بولی تو رایمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم تو..... تم تو اسے پسند کرتی تھی نا اور اس نے تمہارا دل توڑا تھا تو....." اسے لیلیٰ کی دماغی حالت پر شک ہو رہا تھا۔

"ارے ہاں بالکل کرتی تھی بلکہ ابھی بھی کرتی ہوں لیکن مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ سب بچپنا تھا دانیال بھائی تو بہت اچھے ہیں میں ان کے بارے میں سوچ بھی کیسے سکتی تھی۔" رایمہ کا حیرت سے منہ کھل گیا وہ ایک رات میں ہی بدل گئی تھی۔

"تمہیں پتا ہے دانیال بھائی میرے پاس آئے تھے بات کرنے انہوں نے مجھے ٹھیک سے سمجھایا تب جا کر مجھ بدھو کو عقل آئی۔" وہ سر پر ہاتھ مارتی ہنس کر بولی۔اوہ تو دانیال کا کرم ہے سب؟

"سیریسلی یہ بندہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔" وہ صرف بڑبڑائی تھی۔

"ایں؟" لیلیٰ نے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تو اب کیا تم اپنے کزن سے شادی کرو گی۔" وہ بات بدلتے بولی ساتھ اسے اچھا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے اپنی کیفیت عجیب لگی۔

"تمہیں کس نے اس چھچھوندر کے بارے میں بتایا؟" وہ منہ بنا کر بولی۔ رایمہ کی بے اختیار ہنسی نکل گئی۔

"مجھے پھوپھو سے پتا چلا۔" اس نے مسکراہٹ دبائے اس کے ناگوار تاثرات دیکھتے کہا۔

"ہنہہ میری ماں نا سارے جہاں میں پھیلا دے گی یار نہیں کرنی مجھے اس بنا پیندے کے لوٹے سے شادی۔" اس کے ایک اور نام پر رایمہ پھر ہنسی۔

"بنا پیندے کے لوٹے؟"

"ہاں چھچھوندر کبھی کسی کی طرف ہوتا کبھی کسی کی طرف دھرتی پر بوجھ۔" رایمہ ہنستی چلی گئی۔

"لیلیٰ تم کیا چیز ہو؟" وہ ہنستی ہوئی بولی۔ لیلیٰ ہونٹ دبائے آنکھ مارتی اس کے قریب آئی۔

"لیلیٰ میں لیلیٰ ایسی میں لیلیٰ ہر کوئی چاہے مجھ سے ملنا اکیلا۔" وہ گنگاتی بولی تو رایمہ نے ہنس کر نفی میں سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اماں جان باجی وہ بے ہودہ گانا گا رہی ہے جس کو وہ دو بار ٹی وی پر بھی دیکھ چکی ہیں۔"

پیچھے سے اچانک عمر برآمد ہوا اور حویلی کی طرف دیکھتے چلایا۔ رایمہ تو اس اچانک حملے پر دل پکڑ کر بھیٹ گئی تھی جب لیلیٰ آنکھیں چھوٹی کر کے کمر پر ہاتھ رکھتے کھڑی ہوئی۔

"تُو میسنا ہماری باتیں سن رہا تھا؟" وہ حیرانی اور غصہ سے بولی۔

"ہاں اور آپ نے جو اماں جان کے لاڈلے کو چھچھوندر کہا ہے نا وہ بھی اب بتاؤں گا۔" وہ کہہ کر بھاگا۔

"نہیں نہیں رک اماں کا چمچا۔" وہ تیزی سے عمر کے پیچھے بھاگی جبکہ رایمہ مسکراتے ہوئے اس کی پشت دیکھتی رہ گئی۔

"یا خدا مجھے بتا میں کیا کروں کیا دانیال کو ایک موقع دینا چاہیے یا نہیں؟" اس نے سانس بھرتے آسمان کی جانب دیکھتے کہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"دانی؟" مہک نے آڑے ترچھے صوفے پر لیٹے ٹی وی میں مست پکارا تو وہ پیٹ پر رکھے پاپ کارن کے باؤل سے دو تین پاپ کارن نکال کر اچھالتے ہوئے ہنکارا۔

"ہوں؟" اور منہ کھولا تو زبان پر پاپ کارن گرے۔

"دیکھا اپنے بھائی کا ٹیلنٹ؟" وہ فخر سے بول کر واپس ٹی وی میں مصروف ہو گیا۔

"رایمہ سے تمہاری لڑائی ہوئی ہے۔" ٹی وی پر جمی نظریں جم ہی گئیں تھیں۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں؟" جب وہ ویسی ہنوز رہا تو مہک اکتا کر بولی۔

"نہیں تم کس نے کہا؟" وہ ٹھیک سے بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"اندھی نہیں ہوں میں سب دکھ رہا ہے۔" مہک نے کشن اس پر مارتے کہا تو اس نے کشن کیچ کرتے اسے گھورا۔

"اب ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" اس کو پانچ منٹ تک یوہنی گھورتا دیکھ وہ جھنجھلائی۔

"یہی کہ اگر اندھی نہیں ہو تو سامنے پڑی چیزیں نظر کیوں نہیں آتی؟" وہ بانولا سا اسے دیکھتے بولا۔ مہک نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ایں؟"

"ہاں اس دن ڈیڈ نے چشمہ منگوایا تو تمہیں سامنے رکھا نظر نہیں آرہا تھا اور اس دن....." وہ مزید اس کے کارنامے یاد دلاتا اس نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"خبادارا اگر بات بدلی اچھے سے جانتی ہوں باتیں بنانے کا ہنر ہے تمہارے پاس۔"

"بس الحمدللہ کبھی غرور نہیں کیا۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ریموٹ اٹھاتا بولا اور سمارٹ ٹی وی میں لگی یو ایس بی کھول کر علیزے عدیب اور ان دونوں کی ویڈیو کھول دی۔

یہ منظر بیچ کا تھا جہاں چاروں تفریح کرتے فٹ بال کھیل رہے تھے۔

"ہائے وہ دن۔" مہک کا دھیان فوراً ہی بٹھک گیا تھا اور دانیال کامیاب ہو گیا۔

"میں سوچ رہا ہوں زے کیسے رہ رہی ہو گی؟" اچانک دانایل نے سنجیدگی سے ٹی وی پر ہنسی مسکراتی علیزے کو مہک کے اپر مٹی ڈالتے دیکھتے کہا۔

"ہاں میری بات ہوئی تھی وہ بہت نفرت کرتی ہے جانے کیسا گزرا ہو گا۔" مہک بھی افسوس سے بولی۔

"بیچارے آئے تھے ایک ہفتے کے لیے لیکن دونوں یہی کہ ہو کے رہ گئے۔" دانیال نے افسوس سے کہا تو مہک نے سانس بھری۔

"قسمت کا کچھ پتا نہیں ہوتا کیا کیا سوچا ہوا ہوتا ہے لیکن ہوتا وہی ہے جو اپر والا چاہے۔"

اب عدیب لیٹ گیا تھا اور وہ تینوں گھیرہ بنائے کیمرہ اٹھائے ساتھ اس پر مٹی ڈال کر چھپا رہے تھے۔ پیچھے کوئی دوستی کا گانا چل رہا تھا۔ اکثر مہک ان سب کی ویڈیوز ایڈٹ

کر کے پیچھے دوستیوں کے گانے لگا دیتی تھی اور چاروں کے بنے گروپ میں بھیج کر تعریف وصول کرتی تھی۔ یہی سب یادیں تھی جو پڑی تھیں۔

"اب زے اور دیب یہاں آئیں گے تو ہم واپس ایسی گھومنے جائیں گے۔" مہک جوش سے بولی تو دانیال سوچ میں ڈوبا کچھ نہ بولا۔

"دانی کیا ہوا؟" مہک نے پکارا۔

"پتا نہیں مہک شاہ زیب بھائی کیسے ہو اور وہ سِلا بھابھی کیسی سوچ رکھتی ہوں ہمارے درمیان کافی بے تکلفی ہے اگر ان کا برا لگا؟" وہ سکرین نظریں جمائے بولا جہاں اب وہ چاروں ایک دوسرے پر چڑھے مٹھی منہ پر لگا رہے تھے۔ سمندر کی لہریں ان کے پاؤں کو چھو چھو کر جا رہی تھیں۔

"ہاں تم نے دیکھا تمہاری وہ زے سے قریب والی بات پر شاہ زیب بھائی کے تاثرات کیسے تھے؟" مہک نے یاد کرتے کہا۔ وہ تو شکر اس نے بات سنمبھالی تھی۔

"ہاں وہی تو یہ لوگ وڈیرے ٹایپ کافی پوزیسو ہوتے ہیں اللہ ہی مالک ہے ہماری زے کا وہ تو بہت مختلف ہے مجھے نہیں لگتا یہ نکاح چل پائے گا۔" دانیال ریموٹ ایک جانب پھینکتا اٹھ کر بولا تو مہک نے اسے چونک کر دیکھا۔

"شب شب بولو۔" مہک نے اسے گھورا۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شب شب۔" دانیال آنکھ دبا کر کہتا سو یچ تک گیا اور ٹی وی بند کر دیا جبکہ پیچھے مہک چلانے لگی تھی کیونکہ اس کو دیکھنا تھا۔

"ایک منٹ اس نے رایمہ والی بات کا جواب تو دیا نہیں کیا یہ مجھے بے وقوف بنا گیا؟" وہ حیرت سے خالی لاؤنج کو دیکھتی رہ گئی۔

واقعی میں دانیال علی باتیں بنانا جانتا تھا!

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ شاہستہ بیگم کی گود میں سر رکھے آنکھیں مندے اپنے اور دانیال کے پیچیدہ رشتے کے بارے میں سوچ رہی تھی جب شاہستہ بیگم نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے پیار سے پوچھا۔

"کیا ہوا میری گڑیا اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہو؟" ان کے محبت سے پوچھنے پر رایمہ نے ان کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا کر چوما اور نفی میں سر ہلا کر اٹھی۔

"بس آپ کو چھوڑ کر جا رہی ہوں نا تو دکھی ہوں۔" وہ آنکھوں کی نمی چھپاتے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

"اچھا ادھر دیکھو۔" انہوں نے اس کی تھوڑی پر ہاتھ رکھ اس کا چہرہ اپنی طرف کیا تو اس نے نظریں جھکا لئیں۔

"ماں ہوں بیٹا تمہاری اچھی طرح جانتی ہوں کہ کوئی بات ہے جو میری بیٹی کو جانے کب سے اندر ہی اندر کھا رہی ہے۔" رایمہ کچھ کہے بنا ان کے سینے سے لگ گئی۔

"مما ہم جسے پیار کرتے ہیں وہی ہمیں کیوں دکھ دیتے ہیں۔" وہ آنکھیں میچتی ان سے لگی ہوئی بولی تو وہ مسکرا کر اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتی بولیں۔

"لوگ دکھ نہیں دیتے ان سے لگائی امیدیں دکھ دیتی ہیں۔"

"تو پھر کیوں ہم ان سے امیدیں لگاتے ہیں کیوں ہم ان سے محبت کر کے یہ چاہتے کہ وہ بھی ہم سے مخلص رہیں؟" وہ ان سے لگی قید آنسوں بہاتی بولیں تو شاہستہ بیگم نے اسے خود سے الگ کیا اور گال پر ہاتھ رکھتی پیار سے اس کے آنسوں پونچھنے لگی۔

"بیٹا یہی تو انسان کی فطرت ہے جب ہم کسی کو چاہتے ہیں تو اسے بھی یہی امید کرتے ہیں کہ وہ ہمیں چاہے لیکن یہ ہر بار ممکن نہیں ہوتا کچھ لوگ آپ کو اس طرح پیار نہیں دے سکتے جس طرح آپ ان کو دیتے ہو اور غلطی ان کی بھی نہیں ہوتی شاید ہم ہی اس چیز کو قبول نہیں کرتے کہ کوئی دوسرا آپ سے آپ کی طرح نہیں پیار کر سکتا کئی بار

سمجھوتا کرنا ہوتا ہے اور یہ جان لیتا ہوتا ہے کہ محبت ہمیشہ بے مفاد کرنی چاہیے۔"

شاہستہ بیگم نے سمجھایا۔وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"تو کیا ہمارا دل نہیں ہے کہ وہ ہمارے ساتھ بھی اسی طرح پیش آئے جس طرح ہم آتے ہیں ہمیں بھی وہی ایز جی دے جو ہم دیتے ہیں؟"

"بالکل دل ہے لیکن آپ کو پتا ہے ایسے بہت چند لوگ ہوتے ہیں لیکن ان کے بھی انداز مختلف ہوتے ہیں ہر کسی کا انداز آپ کے جیسا نہیں ہو سکتا ہر کسی کا ایک مختلف طریقہ ہوتا ہے اپنی محبت کا اظہار کرنا کوئی بڑے بڑے لفظوں میں آسانی سے کر دیتا ہے تو کسی کو چند لفظ کہتے بھی عجیب لگتا ہے ہر کسی کا انداز بہت مختلف ہوتا ہے لیکن اس کا مطلب ہر گز نہیں ہے کہ سامنے والا آپ سے محبت نہیں کرتا بے شک آپ کے مقابلے آپ سے کم کرتا ہو لیکن کسی کو ایسے فوراً جج کر کے نہیں کہہ دینا چاہیں کہ اس کو آپ کی قدر نہیں آپ کو کیا معلوم اسے بے حد قدر ہو لیکن اظہار نہ کر پاتا ہو جیسے آپ کسی اور سے نہ کر پاتی ہوں۔" رایمہ ان کو دیکھتی رہ گئی۔انہوں نے مانو اس کے دل کا بوجھ ہلکا کر دیا تھا۔

"اب تم علیزے سے کتنی محبت کرتی ہو لیکن کیا اظہار کر پاتی ہو یا ہر وقت لڑتی رہتی ہو؟ "

"لیکن میں تو اس کے اچھے کے لیے اسے لڑتی ہوں۔"

"یہی میں کہنا چاہ رہی ہوں گڑیا یہ آپ کا انداز ہے۔" وہ لاجواب ہو گئی پھر کھسیاتی ہوئی ان کے واپس گلے لگ گئی۔

"کیا مجھے دانیال سے بات کرنی چاہیے کیا پتا وہ بھی مجھ سے..." وہ سوچتے رکی۔

"ہاں شاید اس کا انداز ایسا ہے شاید وہ ایسی طبیعت کا مالک ہے اور میں اسے شاید غلط لیتی ہوں۔" وہ واقعی سوچ میں پڑ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

قہقہوں کی آواز گونجی تھی۔ مسز عزیم سامنے بھیٹی عورت اور ان کے بیٹے سے گفتگو میں مصرف تھی جب ان کے موبایل پر رنگ ٹون بجی۔ وہ معزرت خواہ انداز سے کال کانٹ کر واپس ان سے مخاطب ہوئیں۔

"تو بیٹا عارف کیا کرتے ہیں آپ؟" انہوں نے سامنے بھیٹے نوجوان سے پوچھا۔

"بتایا تو اپنے ڈیڈ کا بزنز میں ہی شامل ہے۔" عارف کی جگہ اس کی ماں نے جواب دیا۔

"آنٹی جنت کب تک آئے گی فون بھی نہیں اٹھا رہی؟" عارف نے پوچھا تو وہ مسکرا کر بولیں۔

"بیٹا آپ کو تو پتا ہی ہے وہ جبھی باہر ملک جاتی ہے تو سب سے بے گانی ہو جاتی ہے اور اب تو اپنی دوستوں کے ساتھ ملیشیا ٹرپ پر گئی ہے آنے میں وقت لگے گا۔" انہوں نے جواب دیا۔

"ہوں ماشاللہ بہت خوبصورت بیٹی ہے آپ کی۔" اس عورت کی تعریف پر وہ کندھے ہی اچکا گئیں۔ یہ تعریف وہ دن میں کئی بار وصول کرتی تھی۔

"ویسے جنت اور عدیب کا کپل بھی اچھا ہے۔" اچانک عارف نے ماں کو دیکھتے کہا تو مسز عزیم بری طرح چونکیں۔

"کیا مطلب؟"

"آنٹی آپ کو نہیں پتہ؟" ان کے اس ردِ عمل پر عارف حیران رہ گیا تھا۔

"نہیں کیا؟" وہ چونکندہ ہو کر بھیٹیں۔

"حیرت کی بات ہے ورنہ جنت کے ریلیشنشپ کے بارے میں تو آل موسٹ سب کو پتا ہے۔" ان کے ساتھ ساتھ عارف کی ماں بھی حیران ہوئی تھی۔

"کیا واقعی مسز عزیم آپ کی بیٹی کسی میں انوالو ہے؟" اس عورت نے حیرت اور افسوس کے ملے جلے تاثرات سے پوچھا۔ وہ گھبرا گئیں۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے بیٹا آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"آنٹی۔" وہ یک دم ہنسا۔

"اچھا رکیں میں آپ کو کچھ دکھاتا ہوں۔" اس نے جیب سے موبایل نکالا اور جنت کی پروفایل کھولی اور ان کے پاس صوفے پر بھیٹ اسے جنت اور عدیب کی ڈھیروں تصوریں اور سٹیٹس دکھانے لگا جس میں in a relationship with adeeb anwar لکھا تھا اور نیچے کئی لوگوں نے ان دونوں کا مبارک باد دی تھی جو جنت نے باخوشی قبول کی تھی۔

اس کے ہاتھ سے موبایل لیے وہ دیکھتی رہ گئیں۔ حیرت غصہ سب آرہا تھا۔

"ایک منٹ ایکسکیوزمی۔" وہ اٹھی اور اپنا موبایل اٹھایا اور جنت کو کال ملائی لیکن اس کا فون ملسلسل بند جا رہا تھا۔

"مسز عزیم آپ کو اپنی بیٹی کے بارے میں کچھ معلوم بھی ہے؟" اس عورت کی طنزیہ لہجے پر وہ اور شرمندہ ہو کر رہ گئی تھی۔

"یعنی جنت نے مجھ سے اتنا بڑا سچ چھپایا؟" وہ بڑبڑائیں۔ جبھی جنت اب تک سارے رشتوں کو انکار کرتی آرہی تھی انہیں آہستہ آہستہ سب سمجھ آرہا تھا۔

"یہ لڑکی۔" انہیں اب مزید طیش آنے لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

علیزے اب کمرے سے باہر نکلی تھی کیونکہ انور بخت جا رہے تھے۔ عدیب اور سِلا بھی انہیں چھوڑنے فقت حویلی کے دروازے تک جا رہے تھے۔ علیزے انور بخت کے گلے لگی تھی جب پیچھے سے شاہ زیب آیا۔ رایمہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ اس کے گلے لگ گئی جبکہ شاہ زیب اب انور بخت سے مخاطب تھا جو اسے علیزے کا خیال رکھنے کی تلقین کر رہے تھے۔ پاس کھڑا عدیب ناگوار تاثرات لیے شاہ زیب کو گھور رہا تھا۔ سِلا نے یوجنا کو پیار کیا اور اسے بولی۔

"آپ لوگ پھر کب آؤ گے؟"

"جب میرے ویکشنس ہوں گے۔" یوجنا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عدیب کے گلے لگ گئی جو اسے مسکراتے ہوئے پیار کر رہا تھا۔

"اپنا خیال رکھنا علیزے اور کچھ بھی ہو مجھے کال کرنا ٹھیک ہے؟" رایمہ نے پیار سے اس کے بال کان کے پیچھے کرتے کہا تو وہ صرف سر ہلا سکی۔

"بتاؤ نکاح کے اگلے روز ہی سیاہ لباس پہن لیا۔" مدیحہ بخت مہرون نساء سے علیزے کے کپڑوں کا نشانہ بناتی بولیں۔

"آپا ابھی بچی نئی ہے اس ماحول میں تھوڑا وقت لگے گا۔" شاہ زیب جو پاس ہی کھڑا تھا۔اسے آواز آ گئی تھی۔اس نے نیلی آنکھیں علیزے پر جمائیں جو سیاہ کپڑوں میں ملبوس دوپٹا سر پر جمائی اب یوجنا کو پیار کر رہی تھی۔اس کا دوپٹا سر پر دیکھ وہ مطمعین ہوتا واپس انور بخت کی طرف بڑھا جو فرقان بخت کے ساتھ باہر گاڑی کی طرف جا رہے تھے۔

"خدا حافظ۔" وہ تینوں اب گاڑی میں بھیٹ چکے تھے۔ سمیر ان کے ساتھ ان کو شہر ایرپورٹ چھوڑنے جا رہا تھا۔

علیزے کی آنکھیں گاڑی کو جاتا دیکھ بھیگ چکی تھی، وہ اسے چھوڑ کر جا رہے تھے.... ایسا تو طے نہیں ہوا تھا۔اس کا خود کا باپ اسے اس جہنم میں جھونک کر جا رہا تھا یہ جاننے کے باوجود کے وہ یہاں سانس بھی نہیں لے سکتی۔

"بھائی؟" اس کے کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا تو وہ پلٹی اور عدیب کو کھڑا پایا جو خفا خفا سہی اس کو شاید اپنے ہونے کا دلاسہ دے رہا تھا۔

"بھائی۔" وہ روتے ہوئے گلے لگ گئی۔ عدیب نے بھی اسے خود سے الگ نہیں کیا۔ پیچھے شاہ زیب انہیں دیکھ واپس کمرے کی طرف جا رہا تھا جب سِلا نے پکارا۔

"لالا؟"

"ہاں؟" وہ رکا۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" اس نے تھوک نگلتے کہا۔ شاہ زیب سے سر ہلایا۔

"بیٹا کوئی بات نہیں ہمیشہ کے لیے تھوڑے گ ئے ہیں بھائی صاحب۔" سلماں بخت نے عدیب سے لگی علیزے کو پیار سے کہا تو اس نے صفائی سے نظر انداز کیا جبکہ عدیب نے آنکھیں گھماتا علیزے کو مزید اپنے سے لگا کر تھپکی دینے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں بولو بچے؟" شاہ زیب نے پیار سے اسے پوچھا تو تھوڑا جھجکی۔ وہ دونوں اب کمرے میں تھے۔

"کیا ہوا آج میرا بچا رک کیوں گیا ویسے تو مجھے ڈانٹتی رہتی ہے۔" اس نے دھیمے سے مسکرا کر اسے چھیڑا۔ اس نے سر جھکا لیا۔

"کیا ہوا عدیب نے کچھ کہا؟" وہ فوراً عدیب پر آگیا ساتھ لہجہ سخت ہو گیا۔

"نہیں نہیں۔" سِلا نے چونک کر سر اٹھایا اور نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر اتنی پریشان کیوں ہو؟" وہ کرسی پر بھیٹتا بولا۔

"لالا آپ علیزے سے لڑیں گے تو نہیں نا؟" اس کے معصومیت سے پوچھنے پر شاہ زیب بے اختیار مسکرایا۔

"آپ مسکرا رہے ہیں یہاں میں اتنی پریشان ہوں؟" وہ غصہ سے بولی۔ وہ ہنسا۔

"ادھر آؤ۔" اس نے اس کا ہاتھ پکڑ ساتھ والی کرسی پر بھٹھایا۔ وہ منمناتے ہوئے بھیٹ گئی۔

"سچ سچ بتانا عدیب نے کچھ کہا ہے کوئی دھمکی دی ہے کیسا رویہ ہے اس کا تمہارے ساتھ؟" شاہ زیب نے بھنویں اچکا کر پوچھا تو وہ گڑ بڑا گئی۔

"نہیں وہ تو میرا بہت خیال رکھتے ہیں میں خود سے پوچھ رہی ہوں۔" اس نے جھوٹ کہا۔

"اور خود سے کیوں پوچھ رہی ہوں؟" شاہ زیب اس کے چہرے کے بغور جایزہ لیتے بولا۔

"وہ.... وہ دیکھیں لالا عدیب بہت اچھے ہیں اور مجھے ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور اب یہاں وٹہ سٹہ ہو گیا ہے وہ بھی دوسری شادی اگر.... اگر آپ ان کی بہن کے ساتھ ٹھیک طرح پیش نہیں آئیں گے تو عدیب کو ہر وقت اپنی بہن کی فکر لگی رہے گی

اور اسے ہمارے رشتے میں دراڑ آسکتی ہے۔"اس نے لفظوں کا چناؤ کرتے کہا۔شاہ زیب پشت کرسی سے ٹکا کر اپنی معصوم بہن کو دیکھنے لگا جو بڑی سمجھداری سے اسے سمجھا رہی تھی۔

"آپ سمجھ رہے ہیں نا میں کیا کہہ رہی ہوں؟ "

"علیزے مانی زن ہے مجھے زیادہ پتا ہے کہ اس کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے۔"اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیوں سب آکر اسے علیزے کو کیسے رکھنا ہے اس کا لیکچر دیتے رہتے تھے۔

"میں جانتی ہوں لالا لیکن مجھے بس ڈر لگا رہتا ہے۔"شاہ زیب نے اس کے چہرے کو دیکھا اور پھر سیدھا ہوا۔

"تمہارا لالا تمہارے ساتھ ہے اور اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم مجھ سے جھوٹ بول رہی ہو یا عدیب نے تمہیں کچھ بھی کہا ہے تو تم جانتی ہو نا میں کیا حال کروں گا اس کا؟"اس کے سختی سے کہنے پر سِلا نے تھوک نگلا اور نفی میں سر ہلایا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے لالا آپ ہر وقت ان کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔"وہ ناراضگی سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ایک آنکھ پسند نہیں ہے مجھے وہ۔" چبا چبا کر کہا تو سِلا اس کا دھیان بٹھکانے کے خاطر مسکرائی اور اس کا ہاتھ اپنے میں لیا۔

"میں سب سے زیادہ خوش نصیب بہن ہوں کہ مجھے اتنا زیادہ اچھا لالا ملا۔" وہ پیار سے بولی تو وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کھڑا گیا۔

"لالا؟" اس نے بھیٹے بھیٹے پکارا۔ وہ قمیض جھاڑتے ہنکارا۔

"وہ... وہ علیزے آپ کے ساتھ کیسی ہے میرا مطلب بدتمیزی کرتی ہو گی؟" وہ کھڑے ہوتی ہوئی فکرمندی سے پوچھنے لگی۔ شاہ زیب مسکرایا۔ بدتمیزی؟ جنگ لڑتی تھی وہ تو۔ اس نکچڑی کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آیا اور اس کی دو گز لمبی زبان سے نکلے خوبصورت الفاظ کانوں میں گونجے وہ بے اختیار دھیرے سے ہنسا۔

"کیا ہوا آپ ہنسے کیوں؟" سِلا نے حیرت اور ناسمجھی سے دیکھا۔ وہ بہت کم ہنستا تھا۔

"کچھ نہیں تم فکر نہ کرو مجھے اسے ہینڈل کرنا آتا ہے۔" وہ کہتے ساتھ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا باہر نکل گیا جبکہ وہ سوچ میں پڑ گئی کہ وہ ہنسا کیوں تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں اندر آسکتی ہوں؟" مدیحہ بخت کو دروازے پر کھڑا اجازت مانگتا دیکھ خاموشی سے جانے کن سوچوں میں الجھی ماورہ چونک کر رہ گئی تھی۔وہ تیزی سے اپنے سر پر چادر ٹھیک کرتے اٹھی اور ان کی طرف بڑھی۔

"جی جی بیگم صاحبہ۔" وہ اجلت سے بول گئی تو اندر داخل ہوتی مدیحہ بخت نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھوپھی جان بولو لور۔" انہوں نے کہا تو وہ اپنی غلطی کے احساس سے نادم ہو کر سر ہلانے لگی اور جلدی سے انہیں بیڈ پر بھیٹنے کا اشارہ کرنے لگی جس پر وہ مسکرا کر فخریہ انداز سے ارد گرد دیکھتے بھیٹ گئی۔

"آپ مجھے بلا لیتی آپ نے تکلیف کیوں کیا؟" وہ کھڑی بولی تو مدیحہ بخت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھایا۔

"کیوں میں اپنی بہو اور بھتیجے کے کمرے میں نہیں آسکتی۔" ماورہ نے تیزی سے سر ہلایا۔

"بالکل آسکتی ہیں۔" وہ جھجھک کر بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ماورہ لور میں جانتی ہوں کہ اماں جان نے اس نکچڑی لڑکی سے میرے اتنے ہونہار شریف بچے کا دوسرا نکاح کروا کے سراسر زیادتی کی ہے۔" وہ برا منہ بناتی بولی۔ماورہ نے انگلیاں چٹخاتے اپنا سر جھکا لیا۔

"دلھن کے قدم بھی نہیں جمے تھے اور اس کی سوکن لے آئی بہت برا ہوا تیرے ساتھ۔" وہ جیسے اس کے زخموں پر نمک چڑھک رہی تھیں۔

"لیکن ایک بات یاد رکھ تیرے ساتھ یہ سب انصافی کر سکتے لیکن تیری پھوپھی جان تیرے ساتھ ہے۔" وہ اس کا ہاتھ دباتی بولیں تو اس نے بامشکل مسکرا کر نم آنکھیں اٹھائیں۔

"اچھا مجھے یہ بتا شاہ اور تیرے تعلقات کیسے ہیں دوریاں تو نہیں ہیں؟" وہ ان کے اچانک سوال پر بوکھلا گئ تھی اور شرم سے سر جھکا لیا۔

"آئے یہ دیکھ کتنی بھولی اور تمیزدار بچی ہے اور ایک وہ منہ پھٹ لڑکی توبہ توبہ انور بھائی نے تو ذرا بھی تعربیت نہ کی اس کی زبان تو اتنی لمبی ہے اور اس کا رہن سہن استغفار۔" وہ کانوں کو چھوتی بولیں۔ماورہ کچھ نہ بولی۔

"خیر اب میں تجھے بتا رہی ہوں اگر تجھے اپنا سہاگ کی حفاظت کرنی ہے ناتو یہ جاننا ہو گا کہ وہ تیری سوکن ہے جو تیرے خسم کو تجھ سے چھین سکتی ہے۔" ان کی بات سے گھبرا کر ماورہ نے سر اٹھایا۔

"نہی... نہیں انہوں نے مجھ سے خو... خود وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے ہو کر رہ گے وہ نکاح محض سمجھوتا ہے۔" وہ تیزی سے نکلے آنسوں اٹل انداز میں صاف کرتی بولی۔ جیسے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے ایک ایک الفاظ پر وہ آنکھیں بند کر کے بھروسہ کرتی ہو یا پھر بھروسہ کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ہی نہ ہو۔

"یہی یہی معصومیت میری بچی یہی معصومیت تجھے لے ڈوبے گی۔" اس نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

"نہیں انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔" اس نے یقین سے کہا۔

"مرد کے وعدے اور قسموں پر کون یقین کرتا ہے پاگل لڑکی؟" ماورہ چونکی۔

"میں کچھ سمجھی نہیں۔" اس کا خوف کیا وہ مزید بڑھا رہی تھیں؟

"لڑکی تیرا مرد کسی اور کے نکاح میں بھی ہے اس زبان دراز لڑکی کے۔" ماورہ نے نا سمجھی سے پھر دیکھا۔

"پاگل تو نے کیا اس کو دیکھا نہیں؟" ماورہ کی آنکھوں کے سامنے علیزے کا روپ آیا۔

"گوری گوری رنگت ریشمی بال خوبصورت جسمات نازک سی پڑھی لکھی کیا کمی ہے اس میں ؟"ماورہ کو جیسے کسی نے تھپڑ مارا تھا۔ محسوس یہی ہوا تھا۔

"تجھ میں اور اس میں کتنا فرق ہے معلوم ہے ؟"کچھ ٹوٹا تھا۔شاید بہت کچھ !

"اور میرا بھانجا ٹھہرا جوان مرد اسے اپنی ہی بیوی کے حسن کی طرف مایل ہونے میں کتنا وقت لگے گا؟"ماورہ کا دل زور سے دھڑکا۔ مدیحہ بخت نے اس کا اندیشہ صحیح ثابت کر دیا تھا۔

"نہی... نہیں وہ نفرت کرتی ہیں شاہ جی سے وہ کبھی بھی انہیں کسی بھی قسم کی اجازت نہیں دے گی۔"اس نے جیسے خود کو یقین دلایا تھا۔ مدیحہ بخت بے اختیار ہنسی۔

"تو کیا تو نے میرے بھانجے کو بھی نہیں دیکھا؟"وہ چونک گئی۔وہ کیا کہتی اس نے اسی کو تو صرف دیکھا تھا۔اس کے علاوہ نظر ہی کون آیا تھا؟

"میرا گبھرو نوجوان ہزار لڑکیوں کے دل سے اترتا ہے وہ لڑکی جتنا بھی غصہ ناک میں جمائی ہوئی ہو اگر تیرے شوہر نے اس کی طرف ایک قدم بھی بڑھایا یا کوئی جسارت کی تو وہ چاہتے نا چاہتے بھی احتجاج نہیں کر پائے گی۔"ماورہ کا دل بھیٹنے لگا تھا۔اس نے نفی میں سر ہلا کر ان کو امید بھری نظروں سے دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو یہ سب نہ کہیں بلکے مجھ سے کہیں کہ وہ دونوں کبھی ایک دوسرے کو قبول نہیں کریں گے۔

"اب یہ تیرے ہاتھ میں ہے کہ تو کیسے اپنے خسم کو اپنے قابو میں رکھتی ہے۔" انہوں نے جس انداز سے کہا ماورہ حیران ہوئی۔

"میں ان کو کیسے قابو میں کر سکتی ہوں؟" اس نے معصومیت سے پوچھا۔

"دیکھ ماورہ لور سیدھی سی بات ہے یہ جو شوہر ہوتے ہیں ناان کو مٹھی میں قید رکھنا پڑتا ہے کیونکہ اگر ایک بار بھی وہ اس قید سے نکلے تو بھول جا کہ وہ کبھی واپس قید ہو سکیں گے یہ بیویوں کا ہی فرض ہوتا ہے کہ وہ شوہر کو اپنی طرف متوجہ رکھیں اب تو خود کو ہی دیکھ لے ہر وقت ایسی روتی دھوتی ان پھینکے رنگ میں رہے گی تو شوہر تو تیرا دوسری والی کی طرف جائے گا نا۔" ماورہ نے خود کو دیکھا۔ وہ ٹھیک کہہ رہی تھیں۔ اس کی حالت واقعی میں ٹھیک نہیں تھی۔

"بس تجھے میں نے اشارہ دے دیا اب آگے کیا کرنا یہ تیرے ہاتھ میں ہے یا تو مٹھی میں قید کر لے لیکن ایسے کہ بیڑیاں نہ بندھی جائیں کیونکہ مرد صرف عورت کے پاؤں پر بیڑیاں ڈالنے کا روادار ہے نا کہ عورت اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالے قید سے مراد اسے صرف تو ہی نظر آئے اس کے زہن میں اس کا خیال بھی نہ آسکے وہ اس کے پاس بھی ہو تو تیری فکر ہو۔" ماورہ نے سوچ میں ڈوبے سر ہلایا۔

"یا پھر؟" ان کی ادھوری بات پر اس نے اچانک پوچھا۔

"یا پھر ہونے دے اس کو اس لڑکی کا۔" ماورہ تڑپ کر رہ گئی تھی۔

" کبھی نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"شاباش۔" وہ مسکرانے لگیں۔ان کی مسکراہٹ میں زہر تھا۔

وہ علیزے کو بالکل پسند نہ کرتی تھیں اس کی وجہ ایک دفعہ بد تمیزی تھی جو علیزے نے کی تھی جب انہوں نے علیزے کو الگ سے کہا تھا کہ وہ بد تہذیب ہے اور ان کے اس لفظ کے بدلے علیزے نے انہیں اچھا خاصہ سنایا تھا۔آج اپنے لاڈلے بھتیجے سے شادی وہ بھی دوسری دیکھ ان کی ناپسندیدی مزید بڑھا گئی تھی۔اب ان کا یہی مقصد تھا کہ علیزے جلد سے جلد ان کے بھتیجے کی زندگی سے نکل جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کے سائے حویلی پر چھاگ ئے تھے۔سِلا بیڈ کی چادر جھاڑ کر درست کر رہی تھی۔عدیب باتھ روم کپڑے تبدیل کرنے گیا تھا۔اس نے ایک نظر باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھا اور زینیا کی باتیں یاد کرنے لگی۔اسے زینیا نے کہا تھا کہ وہ بات کرے اور اسے کرنی بھی تھی۔علیزے کے دکھ کی وجہ سے ان کے درمیان ویسی دوریاں تھی

اور اب اس دوسرے نکاح کی وجہ سے عدیب اسے سیدھے منہ بات بھی نہیں کر رہا تھا۔

وہ چادر کو پھیلاتی سوچ میں پڑ گئی۔ان کے نکاح کو ایک مہینہ سے زیادہ ہو گیا تھا اور اب تک عدیب سِلا کے درمیان اونچی اونچی دیواریں تھیں۔اس نے زیادہ سے زیادہ اس کا ہاتھ پکڑا تھا یا پھر ایک دفعہ اسے پیچھے سے گلے لگایا تھا۔اسے کافی عجیب بھی لگا تھا کہ جانے کیوں عدیب اس کے ساتھ تھا پاس نہیں لیکن جتنا کچھ چل رہا تھا وہ کچھ بھی کہہ نہیں سکتی تھی اور خود سے وہ کیسے کہتی۔اسے تو شرم نے ہی گھیر لینا تھا۔

وہ اپنے اور عدیب کے رشتے کے بارے میں سوچ رہی تھی جب عدیب کی طرف کا تکیہ اٹھاتے اس کا موبائل دکھا۔اس نے اس کا موبائل اٹھا کر سائڈ میز پر رکھا اور تکیہ جھاڑ کر واپس رکھنے لگی جب اس کے موبائل پر ٹون بجی۔

سِلا نے سرسری سی نگاہ ڈالی اور واپس مصروف ہو گی' لیکن پھر ٹون بجی اور لگاتار نوٹیفیکشن آتے رہے۔سِلا نے واپس موبائل کو دیکھا تو وہ نظریں واپس ہٹا نہ سکی۔

مین والپیپر پر عدیب کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔سِلا سب چھوڑ تصویر کی جانب متوجہ ہو گئیج اور سراسریمگی سے موبائل میں ہاتھ میں لیتے غور کیا۔

وہ لاؤنج کی تصویر تھی۔ شام کا وقت تھا عدیب درمیانی صوفے پر بھیٹا تھا اور اس کے پہلو میں کوئی خوبصورت لڑکی تھی جس نے سرخ رنگ کا ٹاپ اور ٹائیٹس پہنا تھا۔ بالوں کی اونچی بنائے وہ میک اپ سے بے نیاز صرف سرخ لپسٹک لگائی ہوئی تھی اور ہنستے ہوئے عدیب پر جھکی تھی جبکہ عدیب نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے مسکراہٹ روکتا کیمرے کی آنکھ میں دیکھ رہا تھا۔

سِلا کی سانسیں اپر کی اپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔ اس تصویر کو دیکھ صاف لگتا تھا کہ عدیب کا اس لڑکی کے ساتھ تعلق فقت دوست کا نہیں تھا۔

باتھ روم کا دروازہ کھول عدیب باہر نکلا تو سامنے حق دق سِلا کو اپنا موبایل پکڑے کھڑا پایا۔

اس کی تیزی سے نظر اپنے موبایل پر گئی تو اسے اپنی اور جنت کی تصویر دکھی۔ اس نے بے اختیار انگریزی میں خود کو گالی دی۔ وہ کیسے تصویر ہٹانا بھول گیا تھا؟

دروازے کی آواز سے سِلا چونک کر عدیب کی طرف متوجہ ہوئ تھی۔ عدیب نے اس کی معصوم آنکھوں میں ڈھیروں شکوں کے ساتھ آنسوں دیکھ لیے تھے۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"شٹ۔" عدیب زیرِلب بڑبڑایا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ باتھ روم سے شاور لے کر نکلی۔ آج جانے کتنے دنوں بعد اس نے اپنا آرام دہ نائیٹ سوٹ پہنا تھا۔ ڈھیلی ڈھالی پلین شرٹ اور ٹراؤزر میں وہ کافی پر سکون محسوس کر رہی تھی۔

اس کی پر سکونی برباد کسی کے باہر سے دروازے کا ناک گھمانے سے ہوئی اور جب اندر آتی شخصیت کو دیکھا تو پہلے حیرانی پھر ناگواری اور پھر غصہ نے چہرے پر جگہ لے لی جبکہ وہ تو کسی بادشاہ کی طرح ایسے مطمعین انداز میں داخل ہوتا تھا جیسے اس کی سلطنت ہو۔

"ایک بات تمہاری سمجھ نہیں آتی پہلے بھی کہا تھا کہ کمرے میں مت آیا کرو اور اب ایک منٹ ایک بات بتاؤ تم آتے کیسے ہو میں تو اندر سے لاک لگاتی ہوں؟" وہ چیختی ہوئی اچانک حیرانی سے سوال کرنے لگی۔ شاہ زیب جو پلٹا ہی تھا اس کے سوال کو نظر انداز کرتا اس پر ایک بھرپور نظر ڈال کر بیڈ کی طرف آیا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے؟" اس نے آنکھیں دکھائیں۔

"بی بی شاید آپ بھول رہی ہیں کہ یہ میری حویلی ہے۔" وہ کلائی سے چین والی گھڑی اتارتا ہوا بولا۔

"جو بھی ہے آیندہ تم اس طرح نہیں آؤ گے بلکے آؤ گے ہی نہیں شرم نہیں آتی کسی کی پرایوسی میں دخل اندازی کرتے ہوئے۔" وہ اس کے سر پر کھڑی ہوتی کاٹ دار لہجہ میں گویا ہوئی۔

"تم شاید بھول رہی ہو کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔" اب وہ دوسرے ہاتھ کی چین اتارنے لگا۔

"اچھے سے یاد ہے مجھے اور یہ بھی پتا ہے کہ تم اب فایدہ اٹھا رہے ہو تمہیں تو موقع مل گیا میرے پاس آنے کا لیکن خبادار اگر تم نے مجھے ایسی ویسی نظروں سے دیکھا بھی یا اپنی حوس دکھائی علیزے انور نام ہے میرا آنکھیں نوچ لوں گی تمہاری۔" وہ دانت پیستے انگلی اٹھا کر تشبیہہ کرتی ہوئی بولی تو شاہ زیب نے پلٹ کر اسے دیکھا اور بے اختیار مسکرا دیا۔

"آئم جوکنگ اور واٹ؟" وہ تپ گئی تھی۔

"بس تمہاری اتنی بڑی دھمکی سے میں کنپکنپا گیا۔" وہ اب دوسری سایڈ پر گیا اور دراز کھول کر کچھ تلاش کرنے لگا۔

"واٹ ایور اور یہاں سے جاؤ تم اپنی پہلی بیوی کے پاس کیوں نہیں رہتے؟" وہ چڑ کر بولی۔ شاہ زیب نے اسے نیلی آنکھیں اٹھا کر دیکھا اور ان نظروں میں کچھ ایسا تھا کہ علیزے بے ساختہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"آئندہ اگر تمہاری زبان سے میں نے پہلی بیوی اور دوسری بیوی کرتے سنا تو گدی سے زبان کو کھینچ لونگا۔" وہ اتنی سختی سے بولا تھا کہ علیزے بری طرح چونک گئی تھی۔

"تم یہاں سے جاؤ۔" وہ خود کی گھبراہٹ پر قابو پاتے ادھر ادھر دیکھتی ہوئی بولی لیکن اس بار آواز دھیمی تھی۔

"علیزے خاموشی سے سو جاؤ اور میرا دماغ مت گھماؤ نکاح کیا ہے تم نے مذاق نہیں اور تمہیں پہلے بھی سمجھایا تھا کہ یہ چونچلے نہیں چلیں گے سیدھی طرح نبھاؤ ورنہ میں نے اگر زبردستی کی نا تو پھر نہ کہنا۔" وہ تیزی سے دراز بند کرتا ہوا بولا۔ علیزے کا دل کانپا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا کیا زبردستی؟" شاہ زیب نے غور کیا اس کی آواز لرز گئی تھی اور اس کا چہرہ پھیکا پڑ گیا تھا۔ ایک ڈر تھا جو علیزے نے محسوس کیا تھا۔

وہ کچھ نہ بولا اور نظر انداز کرتے کپڑے تبدیل کرنے باتھ روم چلا گیا جبکہ علیزے وہی کھڑے کچھ دیر خود کو نارمل کرنے لگی پھر تیزی سے اپنے فون کی طرف نظریں دوڑائیں تو بیڈ کے کمبل کے پاس ہی مل گیا۔ اس نے موبایل اٹھایا اور جلدی سے عدیب

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

کی چیٹ کھولی۔ وہ آن لائن نہیں تھا۔ علیزے نے بے بسی سے آنکھیں بند کر کے موبائل بیڈ پر پھینکا اور بند دروزے کو دیکھنے لگی۔

"وہ کس زبردستی کی بات کر رہا تھا اگر.... اگر اس نے میرے ساتھ زور زبردستی کی تو میں تو اس کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی یا اللہ میں کہاں پھنس گئی پلیز مجھے اس درندے سے بچائیں گا۔" وہ وہی بھیٹ کر لمبی لمبی سانس لینے لگی جب دروازہ کھلا اور شاہ زیب سفید کرتے اور پجامے میں آیا شاید وہ رات کو یہی پہنا کرتا تھا۔

علیزے نے تیزی سے پلٹ کر اس کو دیکھا جو اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے واپس چہرہ موڑا اور ایک نظر اپنے حلیے پر ڈالی۔

"دوپٹا؟" اس نے بے اختیار دوپٹے کے لیے نظریں دوڑائیں مگر اسے نہ ملا۔ وہ اٹھی اور الماری تک آئی اور کوئی دوپٹا نکالنے لگی۔ اسے اب احساس ہوا کہ وہ کتنی آسانی سے ایسی ہی حلیے میں اس کے سامنے رہتی لیکن یہ تو اس کی عادت تھی وہ آرسٹیلیا یا کہی بھی دوپٹا نہیں لیتی تھی لیکن یہ پہلا شخص تھا جو محرم ہو کر بھی اس کو عجیب سے احساس سے مبتلا کر رہا تھا۔ اس کی نظروں سے وہ ڈر رہی تھی شاید اکیلی جو پڑ گئی تھی۔

وہ جہاں تک اپنی حفاظت کر سکتی تھی اسے کرنی تھی۔ دوپٹا نکالتے اس نے سوچا اور شانوں پر اڑھ لیا۔

شاہ زیب جو اپنا موبائل اٹھا کر کچھ کر رہا تھا اسے یوں اچانک دوپٹا پہنتے دیکھ تو چونکا پھر اس کے حلیے کو دیکھا۔ وہ شرٹ اور ٹراؤزر میں دوپٹا کسی کام کا نہیں تھا وہ جانے کیوں بے ساختہ مسکرایا لیکن پل بھر میں ہی اس نے مسکراہٹ چھپالی۔ اسے شاید علیزے کی بے وقوفی پر ہنسی آئی تھی۔

"اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ میں اور تم ایک ہی بیڈ پر نہیں سو سکتے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے کیونکہ ہم یہی سونے والے ہیں۔" وہ جو ارد گرد صوفہ یا سونے کی چادر تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ کسی الگ جانا سو جائے چونکی اور کچھ بولنے لگی جب شاہ زیب بولا۔

"میں کچھ نہیں سنوں گا خاموشی سے آکر دوسری طرف پر سو جاؤ بستر کافی بڑا ہے۔" وہ اپنی سائیڈ پر بھیٹے چپلیں اتارتا بے نیازی سے بولا جبکہ علیزے نے اس کو ساری کی ساری انگریزی گالیاں دل میں ہی دے ڈالی تھی۔

"اگر میرے بارے میں حسین الفاظوں کا استعمال ہو گیا ہو تو لایٹ بند کر دو۔" وہ لیٹتا ہوا پر سکون بولا اور علیزے چونکی۔ اس کو کیسے پتہ کہ وہ اس کے قصیدے پڑ رہی ہے؟

"بی بی لایٹ بند کرنے کا تکلف کریں گی آپ یا پھر میں ملازم بلاؤں؟" وہ طنز کرتا اس کو وہی بت بنا کھڑا ہوا دیکھ بولا۔ وہ چونکی اور شرمندہ شرمندہ سی آئی اور بتی بجھا

دی۔ کھڑکھی سے چاند کی روشنی اندر آرہی تھی جسے علیزے کو سکون ہوا کیونکہ وہ گھپ اندھیرا میں وہ بھی اس انجان کے ساتھ رہنا برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

وہ بیڈ کے دوسری طرف آئی اور شاہ زیب کو دیکھا جو آنکھوں بازو رکھے لیٹا تھا۔ وہ صیح کہہ رہا تھا بیڈ واقعی بڑا تھا۔ بادل ناخواستہ وہ کڑوا گھونٹ پیتی اپنے کونے سے لگ کر دوپٹا ایک طرف اتارتی کمبل سے خود کو ڈھانپتے لیٹ گئی۔

کچھ ہی دیر بعد وہ جو بت بنی لیٹی تھی تھوڑا ہلی اور اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے تکیے دیکھے۔ اس نے کچھ سوچا پھر ان چار تکیوں کو پیچھے سے نکالا۔ شاہ زیب اور اپنے درمیان کے فاصلہ میں وہ قطار سے تکیے لگانے لگی جیسے سرحد کی لکیر کھینچ رہی ہو۔ تکیے رکھ کر وہ تھوڑا مطمعین ہوئی اور اپنی ملنے والی جگہ پر ٹھیک سے لیٹی پھر کچھ سوچا اور تھوڑا اٹھ کر شاہ زیب کو دیکھا جو ویسی لیٹا شاید سو گیا تھا۔

"ہنہہ کیسے سو رہا ہے میری رات تو کالی ہونے والی ہے۔" وہ دل میں سوچتی ہوئی لیٹ گئی اور کمبل سینے تک لیتی چھت کو گھورنے لگی جب اس نے شاہ زیب کو کہتے سنا۔

"اگر تمہیں یہ لگتا ہے کہ ہمارے درمیان لگائے یہ روئی کے تکیے مجھے اس پار آنے سے روک سکیں گے تو افسوس ہے مجھے تم پر اور تمہارے دوپٹے جیسے بیکار کے دماغ پر۔" وہ

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Article|Books|Poetry|Interviews

ویسے ہی آنکھیں پر بازو رکھے بولا تھا اور علیزے جیسے وہی جم گئ تھی۔ کیا وہ جاگ رہا تھا؟ کیا وہ ساری کاروائی دیکھ رہا تھا؟ وہ شرمندگی سے ڈوب گئ تھی۔

"لیکن فکر نہ کرو میرے دل کے ٹکرے مجھے رتی بھر بھی شوق نہیں ہے تمہیں چھونے کا اگر میں تمہارے برابر اس وقت سو رہا ہوں تو یہ صرف اس نکاح کی زمے داری کی وجہ سے جو میں نے پوری حویلی کے سامنے اٹھائی تھی ورنہ جتنی بدتمیزی سے تم بات کرتی ہو اب تک اللہ کو پیاری ہو چکی ہوتی۔" اور علیزے کو لگا کہ اس پر کسی نے ٹھنڈہ یخ پانی ڈال دیا ہو۔

"شبا خیر۔" وہ کہہ کر کروٹ لے گیا تھا اور علیزے نے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا اور پھر اپر چھت کو۔ وہ کچھ سوچنے سے یا کچھ کہنے سے قاصر تھی، کیا سادگی سے اس کی توہین کی گئ تھی۔ کیا لفظوں سے اسے مارا تھا۔ وہ صرف آنکھوں کی پتلیوں کو ہی حرکت دے سکی تھی جبکہ دوسری طرف شاید وہ گہری نیند میں جا چکا تھا۔

جانے اس نے ایسا کیا گناہ کیا تھا جس کی سزا اسے ایسے مل رہی تھی کہ وہ جس شخص کو دیکھنا بھی نہ پسند کرے آج اسے اپنی توہین سن کر بھی اس کے برابر لیٹی تھی۔

ضرور اس کا کوئی گناہ ہی تھا جس کی سزا وہ ایسے بگھت رہی تھی۔ ایک آنسو تیزی سے آنکھ کے کنارے سے گر کر تکیے میں جذب ہو گیا جبکہ روئی کے تکیے اب بھی اسے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

بظاہری مطمعین کرنے کیلیے ان دونوں کے درمیان فاصلہ بنائے ہوئے تھے جس کو وہ شخص کسی بھی پل بے حد آسانی سے عبور کر سکتا تھا لیکن وہ نہیں کرے گا کیونکہ شاید اس کے لیے علیزے انور کی اہمیت فقت ایک بوجھ ہے جو اس کے کندھوں پر انیلا بخت نے ڈالا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ پوری رات نہ سو سکی تھی۔ رہ رہ کر مدیحہ بخت کی باتیں کانوں میں گونج رہی تھی اور رات شاہ زیب بھی کمرے میں نہیں آیا تھا جس کا صاف مطلب تھا کہ وہ علیزے کے ساتھ تھا اور یہی سوچنا اسے تڑپا رہا تھا۔ کتنی آخر کتنی کوششیں کر کے اس نے اپنی محبت جیتی لیکن وہ محبت جیت کر بھی ہار گئی تھی۔

مدیحہ بخت کے ایک ایک الفاظ میں سچائی تھی۔ علیزے اسے کئی گناہ خوبصورت اور پڑھی لکھی تھی اور بچپن سے شاہ زیب کے ساتھ اس کا رشتہ سب کے دلوں میں چھاپ چھوڑا ہوا تھا کیسے وہ ایک نئی لڑکی وہ بھی ایک ملازمہ کا سب خیال کرتے۔

"ماورہ؟" افشاں کھانے کی ٹرے لے کر آئی اور ساتھ اسے روتے دیکھا تو پریشانی سے ٹرے میز پر رکھ اس کے پاس بھیٹ گئی۔

"کیا ہوا رو کیوں رہی ہے؟"

"اب رونا ہی ہے۔" وہ آنسوں بے دردی سے صاف کرتی ہوئی بولی۔

"میں نے تجھے کہا تھا کہ تجھے انکار کر دینا چاہیے تھا چھوٹے بابا نہیں کرتے اسے شادی۔" وہ افسوس سے بولی۔ ماورہ طنزیہ ہنسی۔

"ہنہہ جیسے میرے انکار کی بڑی اہمیت تھی۔"

"وہ بھی ہے خیر چل اب کیا کر سکتے ہیں۔" وہ سانس بھرتی ہوئی بولی۔

"بلکل کر سکتے ہیں۔" ماورہ تیزی سے اٹھ کر بھیٹی۔ مدیحہ بخت کی باتیں یاد آئی۔

"کیا؟" افشاں چونکی۔ اسے ماورہ کی آنکھوں میں اس وقت بلکل وہی جنون دکھا تھا جو شاہ زیب کو پانے سے پہلے تھا۔

"میں.... میں اس علیزے کو ان کی زندگی میں نہیں رہنے دوں گی۔" وہ اکڑ کر بولی تھی۔ افشاں نے اس کی جنونی آنکھیں دیکھیں۔ اسے ڈر لگا۔

"کیا کرے گی تو؟"

"کچھ بھی کرنا پڑے مجھے کسی بھی حد تک جانا پڑے لیکن میں اس کو ہمارے درمیان آنے نہیں دوں گی ابھی علیزے نفرت کرتی ہے اور مجھے اسی نفرت کا فایدہ اٹھانے ہے

اسے پہلے کے اس کے یا شاہ جی کے دل میں ایک دوسرے کے لیے کسی بھی قسم کے جزبات اجاگر ہوں۔" وہ جیسے عزم لیتی بولی اور کھڑی ہو گئی۔

"یہ تو کیا کہہ رہی ہے کیا واقعی تو ایسا کرے گی؟" افشاں نے حیرانی سے پوچھا۔اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"سب سے پہلے تو میں ان کے لیے تیار ہوں گی دیکھ میں نے کیا حالت بنالی اپنی۔" وہ خود کی طرف اشارہ کرتی ہوئی جزباتی انداز سے بولی۔

"ماورہ ماورہ میری بات سن۔" افشاں نے اسے دونوں کندھوں سے پکڑ کر کچھ کہنا چاہا جب اس نے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

"مجھے دیر ہو رہی ہے وہ کسی بھی وقت بھی آتے ہوں گے میں نے کسی بھی حالت میں انہیں خود سے نہیں جانے دینا وہ صرف میرے ہیں صرف میرے کوئی علیزے کوئی اور لڑکی ہمارے بیچ نہیں آسکتی۔" وہ جس پاگل پن سے بول رہی تھی افشاں چونک گئی تھی۔وہ کہہ کر الماری کی طرف گئی اور کپڑوں کا ڈھیر نکالنے لگی۔

"ماورہ کیا ہو گیا؟" افشاں بھاگتے اس کے پاس آئی۔

"پاگل ہو گئی ہے؟" اس نے پوچھا جو کوئی اچھا سا جوڑا تلاش کر رہی تھی۔

"نہیں افشاں اب آئی ہے مجھے عقل اب تو دیکھنا میں ایک بار پھر اپنی محبت کو کتنے شاندار طریقے سے جیتتی ہوں اگر میں نے شاہ جی کو اپنا دیوانہ نا بنایا تو میرا نام بھی ماورہ شاہ زیب فرقان بخت نہیں۔" وہ سوچتی ہوئی مسکرا کر بول۔افشاں خاموشی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

اسے ڈر تھا کہ جانے یہ جنونی ماورہ سب کچھ پا لیگی یا سب کچھ کھو دیگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کسمساتی ہوئی تکیہ کو اپنی بانہوں میں لیتی مسکرا رہی تھی شاید وہ کوئی خوبصورت خواب دیکھ رہی تھی جبھی اس کی میٹھی نیند میں خلل ہوا اور کسی کی زور سے دروازہ بجانے کی آواز پر وہ چونک گئی۔

اس نے ایک ہی جھٹکے سے آنکھیں کھولی تو پہلو میں شاہ زیب کو سوتا دیکھ اس کی میٹھی نیند، میٹھی مسکراہٹ سب ہوا میں اڑھ گئی اور وہ حقیقت میں واپس آگئی۔

وہ جھٹکے سے اٹھی اور اپنے اور اس کے درمیان تکیوں سے بنائے فاصلے کو دیکھا تو تھوڑی مطمعین ہوئی۔تکیے آڑے ترچھے ہی سہی ان کے درمیان دیوار کی طرح تھے اور ان

میں سے ایک تکیہ اس نے دبوچا ہوا تھا۔دروازے کی دستک نے ایک بار پھر اسے چونکایا ساتھ شاہ زیب نے بھی آنکھیں میچتے سیدھی کروٹ لی۔

وہ کمبل ایک طرف رکھ اٹھی اور پاؤں میں سلیپرز گھساتے ہوئے دروزے تک گئی اور کھولا۔

"اسلام علیکم بھابھی صبح بخیر۔"سامنے ثمن چہکتی ہوئی کھڑی تھی۔علیزے نے نیند میں ڈوبی آنکھیں ٹھیک سے کھولی۔

ثمن نے اسے اپر سے نیچے تک بے حال شرٹ اور ٹراؤزر میں دیکھا تو تھوڑا حیران ہوئی پھر شرارت سے بولی۔

"آپ نے اسی حلیے میں دروازہ کھول دیا وہ تو شکر ہے یہاں حویلی کے اندر غیر مرد نہیں آتے یہاں صرف ملازمہ ہی ہوتیں ہے ورنہ لالا غصہ کرتے۔"وہ اپنے ہی مست انداز میں بولی جبکہ علیزے کے ماتھے پر بل پڑے۔وہ اسے کیوں فضول کی باتیں بتا رہی تھی اور اس کی مرضی وہ اس حلیے میں کھولے یا ساڑھی پہن کر۔اس نے ناگواری سے سوچا پھر سر جھٹکا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تمہیں کوئی کام تھا؟" اس نے سپاٹ چہرے سے پوچھا تو ثمن کو اپنی جلد باز باتوں پر شرمندگی ہوئی۔ اسے اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہیے تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ علیزے یہاں نئی اور کسی کو کوئی خاص پسند نہیں کرتی۔

"وہ جی آپ لالا کو بھیج دیں گی دادی جان نے یاد کی

"زے یار پلیز پہلے تم رونا بند کرو۔" مہک نے اس کی تحمل سے پوری بات سن جب کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تو علیزے کی سسکیوں نے اسے روک دیا اور کافی دیر انتظار کے بعد بھی وہ سسکیاں نہ رکیں تو مہک نے غصہ اور فکر مندی سے کہا جبکہ دوسری طرف کب سے اپنے اندر سمایا غبار اس نے مہک سے فون پر نکال دیا تھا۔

"مہک اس جاہل جٹ انسان نے مجھے دھمکی دی ہے۔" وہ دھمکی پر زور دیے ناک پونچھتے ہوئے بولی۔

"ہاں جان ابھی بتایا نا تم نے سب۔" مہک نے پیار سے کہا۔

"تم ہی بتاؤ میں کیا کروں اب اگر اس نے ڈیڈ کو کچھ کہا تو میری قربانی ضایع ہو جائے گی اور اگر ڈیڈ کو کچھ ہو گیا نہیں نہیں۔" وہ روتے ہوئے خود ہی بولتی تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novel|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ایسا کچھ نہیں ہو گا شاہ زیب بھائی کچھ نہیں بتائیں گے انہوں نے بس تمہیں کہا ہے۔" مہک نے جلدی سے کہا۔

"اس گوار انسان کا میں قتل کر دوں گی سارے فساد کی جڑ ہی وہی ہے۔" وہ چلاتی ہوئی غصہ سے بولی۔

"اور اس گوار میرا مطلب انہوں نے ایسا کیا کہہ دیا جس پر تمہیں اعتراض ہو رہا ہے؟" مہک نے بھی غصہ سے پوچھا۔ وہ چونکی۔

"کیا کہہ دیا ابھی سب بتایا ناوہ کہتا ہے کہ میرے ساتھ رشتا نبھاؤ اس حویلی کی بہو بن کر اپنی زمے داریاں سنبھالو بہت ہو گئے یہ ڈرامے بیوی بنو اور تم کہتی".......

"کیا غلط کہہ دیا زے انہوں نے بلکہ ان کی جگہ کوئی بھی ہوتا شادی کی پہلی رات ہی یہی کہتا لیکن میں تو حیران ہوں کہ اب تک انہوں نے اتنا سب کیسے برداشت کر لیا زے کوئی بھی غیرت مند مرد نہیں برداشت کرتا کہ اس کی بیوی بیوی نہیں غیر بن کر رہے اور اپنے سارے فرایض سے ہاتھ دھو کے ایک طرف ہو جائے۔" مہک کی بات پر اس کا منہ حیرت سے کھلتا چلا گیا۔

"تم اس زلیل انسان کے ساتھ ہو یا میرے ساتھ؟" اس نے غصہ سے پوچھا۔

"میں صحیح کے ساتھ ہوں اور اس وقت غلطی پر تم ہو نہ کہ شاہ زیب بھائی اور پلیز ایسے الفاظ تو نہ استعمال کر شوہر ہیں وہ تھوڑا تو لحاظ کر۔" مہک نے اسے ڈانٹا۔

"میرا بس چلے تو میں اس خبیث انسان کی ہڈی پسلی ایک کر دوں کوئی شوہر نہیں ہے وہ میرا۔" وہ آنسوں بے دردسے صاف کرتی ہوئی بولی۔ وہ پوری طرح سرخ ہو چکی تھی۔

"تیرے ماننے یا نا ماننے سے سچائی نہیں بدل جائے گی بلکہ یہی سچ ہمیشہ رہے گا اور وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہے ہیں اگر نہیں مانتی تو چھوڑ دے کیوں خود کو تو اذیت میں رکھا ہوا ہے ساتھ اتنی بڑی زمے داری کندھوں پر ڈالے بے نیاز ہے؟" علیزے نے آنکھیں میچیں۔

"یہی تو نہیں کر سکتی ڈیڈ سے "......

"زے تو صاف صاف بتا تو کیا چاہتی ہے نہ چھوڑ رہی ہے نہ نبھا رہی ہے مزاق ہے کیا سب؟" مہک کو تو غصہ ہی آگیا تھا۔

"جبھی تو تجھے کال کی ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا میری طبیعت ویسی ٹھیک نہیں اپر سے یہ سب سوچ سوچ کے میری نسیں پھٹ رہی ہے مجھے لگ رہا ہے میری بی پی شوٹ کر جائے گا۔" وہ ایک بار پھر رونے لگی۔ مہک کو بے اختیار ترس آیا۔

"زے پلیز ریلکس کر اچھا ہم آرام سے بات کرتے ہیں تو آرام کر۔" مہک جلدی سے بولی۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں مجھے اس کا حل چاہیے ورنہ اگر اس نے ڈیڈ سے کچھ "......

"اس کا حل صرف اور صرف تیرے پاس ہے۔" مہک جملے پر زور دیتی تقریباً چیخی۔

"کیا؟"علیزے نے یکم پوچھا۔

"تو اس رشتے کو قبول کر لے۔" مہک کی بات پر علیزے کو لگا کہ اس کی سانس اکھڑنے لگی ہیں۔

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔" وہ تیزی سے کھڑی ہو کر نفی میں سر ہلانے لگی۔

"کیوں نہیں ہو سکتا سب ہو سکتا ہے زے مجھے یقین ہے شاہ زیب بھائی اتنے برے نہیں ہیں سب اچھے ہیں وہاں اب تو نے اتنا بڑا فیصلہ چاچو کے خاطر کر ہی لیا تھا اب نبھا بھی لے مجھے یہ کہتے ہوئے بہت.... بہت تکلیف ہو رہی ہے لیکن مجھے یہ کہنا ہڑ رہا ہے کہ زے سمجھوتا کر لے اپنے نصیب کے ساتھ۔" آخری جملا کہتے جہاں مہک کی آواز تک بھیگ گئی تھی وہی علیزے کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ کب آنکھ کے کنارے سے ایک آنسو تیز رفتاری سے نکل کر سرخ رخسار پر لڑھک گیا۔

"جانتی نہیں کہ کہاں جاؤں،

راستے بند ہیں کدھر غم کو دفناؤ،
کیا میں خود کو کر دوں نصیب کے حوالے،
کیا میں تقدیر کو خود کار کھوالا بناؤں،
ستمگر ہے ہر ایک وہ شخص،
جو کھیل رہا ہے اس طرف،
جہاں ہر کسی کو میں غیر پاؤں،
مجھے تو ہی بتا اب میں کہاں جاؤں،
روں مروں یا کسی اپنے کو بھول جاؤں،
زندگی کے ساتھ سمجھوتے کرتے،
کیا میں کسی روٹھے اپنے کو مناؤں؟ "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"چاچا جان آپ کی چائے اور یہ آپ کی دوایاں۔" سِلا نے مسکراتے ہوئے چائے کا کپ ان کے سامنے رکھتے ساتھ دوایاں بھی رکھی۔ وہ بھی مسکرا دیے۔

"جیتی رہو۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

''سِلا یہ دیکھو یہ میں نے بنایا ہے۔'' وہی لاؤنج میں رایمہ بھی اپنے ہاتھ میں پکڑی باسکٹ لائے اور صوفے پر بھیٹ سِلا کو دیکھانے لگی۔ یوجنا انور بخت سے لگی موبایل استعمال کر رہی تھی اور وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے دوسرے ہاتھ سے چائے پیتے اپنی بہو اور بیٹی کو خوشی سے دیکھ رہے تھے جب کچھ ہی دیر بعد عدیب باہر سے آیا۔

''آؤ برخوردار آتے ہی چلے گ ئے اپنے آوارہ دوستوں میں۔'' وہ آکر یوجنا کے پاس بھیٹ اسے تنگ کرنے لگا جب وہ ناگواری سے بولے۔ سِلا اور رایمہ نے بھی چونک کر دیکھا۔

''ڈیڈ۔'' وہ سِلا کی موجودگی میں انور بخت کو اس طرح کہتے دیکھ غصہ سے بولا۔

''میں چائے لاؤں آپ کے لیے۔'' سِلا جلدی کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ اس نے یوجنا کے موبایل کی سکرین پر نظریں جمائے نفی میں سر ہلایا۔ سِلا تھوڑا حیران ہوئی۔ وہ تھوڑا بدلا بدلا لگ رہا تھا۔

''ڈیڈ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔'' اچانک اس نے انور بخت پر نظریں جمائے سنجیدگی سے کہا۔ انہوں نے سر ہلایا۔ یوجنا اب سیدھی ہو کر بھیٹ گئی اور موبایل رکھ کر عدیب کی طرف دیکھنے لگی۔ رایمہ بھی باسکٹ ایک طرف رکھ متوجہ ہو گئیں۔ سِلا واپس بھیٹ گئی۔

"ڈیڈ میں الگ گھر میں رہنا چاہ رہا ہوں میرا مطلب ادھر ہی لیکن الگ گھر میں۔" اس کی بات پر سب ہی حیران ہو گئے تھے۔

"الگ اس کی کیا ضرورت پیش آ گئی بھائی؟" رائمہ نے حیرانی سے پوچھا۔ انور بخت خاموش تھے۔

"بس پرائیویسی چاہیے۔" اس نے کندھے اچکا دیے۔ سِلا نے پریشانی سے اسے دیکھا پھر بولی۔

"لیکن یہاں پر ہم ٹھیک تو ہیں چاچا جان کی طبیعت ....."

"تم سے پوچھا کسی نے؟" عدیب کی سرد آواز پر جہاں وہ چونک کر چپ ہو گئی وہی رائمہ یوجنا نے حیرانگی سے بھائی کو دیکھا۔

"عدیب۔" انور بخت نے اسے سختی سے پکارا۔ وہ سر جھکا گیا۔

"ڈیڈ گھر کا انتظام ہو گیا ہے دوست کا ہے وہ اور اس کی فیملی آسٹریلیا سے باہر ہین تو کسی بھی قسم کی شفٹنگ کی ضرورت نہیں سب کچھ ہے وہاں۔" سِلا نے الجھ کر اسے دیکھا جو دونوں ہتھیلیوں کو باہم پھنسائے سنجیدگی سے انور بخت سے بات کر رہا تھا۔

"ہوں ٹھیک ہے تم لوگ پھر کل ہی چلے جاؤ۔" انور بخت کی اجازت دینے پر رائمہ اور یوجنا نے انہیں دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"مگر ڈیڈ کیا ضرورت ہے بھابھی یہاں ہمارے ساتھ کیوں نہیں رہ سکتی؟" یوجنا نے انور بخت سے کہا۔

"یوج ہم یہی ہیں اسی شہر میں کہی جا نہیں رہے۔" انور بخت کے بجائے عدیب نے جواب دیا۔

"سِلا تمہیں جو کچن کا سامان لینا ہو تم کل شام رایمہ کے ساتھ چلی جانا رایمہ میں تمہیں ایڈرس سینڈ کر دوں گا وہاں جا کر تم سِلا کے ساتھ مل کچن سیٹ کروا لینا باقی تم اپنا سامان بھی تیار رکھنا ہم کل رات کو کھانا کھا کے نکل جائیں گے۔" عدیب نے سِلا اور رایمہ کو مخاطب کر کے کہا۔ دونوں نے سر ہلایا۔

"ویسے اتنی بھی کیا جلدی تھی۔" یوجنا پھر منہ بنا کر بولی تھی۔

"ہیلو۔" عدیب کے فون پر کال آئی۔ وہ کال اٹینڈ کرتے ساتھ ناک آؤٹ ہو گیا پیچھے سِلا بھی اٹھ کر گئی۔

"ڈیڈ آپ نے اجازت کیوں دی؟" رایمہ انور بخت کے پاس آکر بھیٹ پوچھنے لگی۔

"ہاں ڈیڈ بھابھی چلی جائیں گی۔" یوجنا بھی ناراضگی سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews www.zubiinovelszone.com

"بیٹا میں کیوں منع کرتا اب دونوں شادی شدہ ہے اچھا ہے اپنی زندگی میں مصروف رہے اگر عدیب چاہ رہا ہے الگ رہنا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔" انور بخت نے دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ڈیڈ....." رایمہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"اچھا ہے رایمہ عدیب پر بھی کوئی زمے داری ڈلے میں نے کچھ سوچ کر ہی اجازت دی ہے۔" وہ پر سوچ انداز میں ڈوبے ہوئے بولے۔ ایمہ سانس بھرتی ہوئی سیدھی بھیٹ گئی۔

"میں بھی چلوں گی کل۔" یوجنا نے رایمہ سے کہا۔ اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"وعلیکم اسلام کیسے ہو ٹونی؟" شاہ زیب ٹانگ پر ٹانگ جمائے بھیٹا صوفے پر ہاتھ پھیلائے سامنے سمیر کے ساتھ بھیٹے ٹونی سے سلام کا جواب دیتے پوچھنے لگا۔ آج کافی دنوں بعد سب کزنز ایک ساتھ ہال میں جمع ہوئے تھے۔

"بالکل سیٹ شاہ بھائی۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا مسکراتا مزے سے بولا۔ شاہ زیب ماورہ کے ہاتھ سے چائے کپ پکڑتے دھیمے سے مسکرا دیا۔ ٹونی شاہ زیب کی

پرسنیلیٹی سے بہت زیادہ متاثر تھا اور جب اس کو یہاں آکر پتا چلا کہ شاہ زیب کی ایک نہیں دو دو شادیاں ہوئی ہے تو اس نے بنا حیرانگی دکھائے کہا "یہ تو ہونا ہی تھا وہ ٹھہرے اتنے کمال کے شخص ایک کہاں کافی تھی کافی لڑکیاں بھائی کی دیوانی جو ہیں۔" بدلے میں اس کو بتانے والا عمر اور ثمن نے ایک دوسرے کو حیرانگی سے دیکھا تھا۔

"کیا کر رہے ہو آج کل؟" اس نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے پھر پوچھا۔ ماورہ اب عمارہ کی مدد سے باقی سب کو چائے پکڑا رہی تھی۔

عمر حسن آپس میں جانے کیا کسھر پسھر کر رہے تھے جبکہ لیلیٰ اور ثمن سب نے بے نیاز منہ پھلائے بھیٹی تھیں۔

ثمن کا منہ تو نہ جانے کی وجہ سے پھولا ہوا تھا اور لیلیٰ کا منہ چھچھندر کی موجودگی کے باعث!

"جی ابا کے ساتھ دکان پر ہوتا ہوں۔" اس نے پھر تیل سے چپکے بال سیٹ کرتے کہا۔

"پپو۔" لیلی نے اسے ناگواری سے دیکھ نیا نام دیا تھا۔

"جی کچھ کہا آپ نے؟" اس نے سامنے صوفے پر بھیٹی لیلیٰ سے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ سب لڑکیوں نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"نہیں آپ کے کان بج رہے ہیں۔" اس نے چبا چبا کر کہا۔

"ایں مجھے تو صرف دل کی گھنٹیوں کی آواز سنائی دے رہی ہے۔" وہ ویسی مسکراہٹ لیے بولا جسے لیلیٰ جل کر رہ گئی۔ سمیر اور شاہ زیب چائے کی چسکیاں بھرتے لطف انداز ہو رہے تھے۔ سب ہی لیلیٰ اور ٹونی کے رشتے کے بارے میں شروع سے جانتے تھے اور لیلیٰ کے انکار کے متعلق بھی سب کو خبر تھی۔

"بھابھی آئیں نا۔" اسے پہلے لیلیٰ غصہ سے کوئی جواب دیتی عمارہ کی جوشیلی آواز پر سب کے ساتھ چونک گئی۔

علیزے مرے قدموں سے چلتی سب کی طرف آ رہی تھی۔ جہاں سب حیران اور خوش تھے وہی ماورہ کا دل جل گیا تھا۔ وہ کیوں آ رہی تھی؟ وہ تو نفرت کرتی نا؟ وہ تو صرف کمرے تک محدود رہتی۔ ڈھیوں سوال ماورہ کے ذہن میں آنے لگے تھے۔

شاہ زیب ٹانگ پر سے ٹانگ ہٹائے سیدھا ہو کر بھیٹ گیا تھا۔ کچھ دیر پہلے کی لفط اندازی، دھیمی مسکرایٹ اب سنجیدگی میں تبدیل ہو گئی تھی۔

کالی نیٹ والی گھٹنوں سے اپر آتی قمیض اور سفید کھلا فلیپر، سیاہ ہی نیٹ کا بڑا دوپٹا سر پر جمائی وہ سادہ نہیں تھی بلکہ ہلکی سی ہونٹوں پر لپسٹک اور آنکھوں میں گہرہ کاجل تھا جس پر سب مزید حیران رہ گ ئے تھے جبکہ شاہ زیب کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی.

یعنی... یعنی علیزے انور نے اپنی ہار قبول کرلی تھی،

علیزے انور نے خود کو قسمت کے حوالے سونپ دیا تھا۔

ہاں علیزے انور نے اس ان چاہے رشتے کو قبول کرلیا تھا۔اسی بندھن کو اسی شخص کو اسی حویلی کے مکینوں کو جسے اسے سخت نفرت تھی۔

ہاں علیزے انور نے سمجھوتا کرلیا تھا! لیکن کیا علیزے انور س۔ جھوتا کرنے والوں میں سے تھی؟

جہاں مسکراتے وہ علیزے کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا وہی وہ شمن کے برابر میں ٹِکتی آنسوؤں کو کب کا خشک کرچکی تھی۔

"مخدوم شاہ زیب فرقان بخت میں نے سمجھوتا کیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ میرا دل صاف ہوگیا میں اس نکاح کا نبھاؤں گی اب تمہارے حقوق کی خلاف ورزی نہیں کروں گی لیکن ہرگز اس کا مطلب نہیں کہ میں دل سے تمہیں اپناؤں گی میں آج جس مقام پر ہوں جو زندگی مجھے مل گئی ہے وہ سب تمہاری وجہ سے ہے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی نہ آج نہ کل اور نہ بیس سال بعد نہ ہی کبھی۔" وہ اسے دیکھتے آنسوں زبط کرتی سوچ رہی تھی جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال اطمینان سے مسکرا رہا تھا۔نیلی آنکھوں میں کیا تھا؟ جشن؟ جیت کی خوشی؟ یا پھر کچھ اور ہی!

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"بس کر اور چرا لے نظریں اتنا برداشت اب ہم میں نہیں۔" سمیر نے دونوں کو دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا۔ جہاں وہ دونوں چونکے وہی ماورہ تڑپ کر کھڑی ہوئی اور شاہ زیب کے برابر آکر بھیٹ گئی۔ علیزے نے چہرہ پھیر لیا۔

"واہ واہ سمیر بھائی۔" ٹونی نے اس کے کندھے پر ہلکا سا مکا مارتے ہوئے کہا۔ وہ ہنس دیا جبکہ شاہ زیب نے اسے گھورا تھا۔

"سمیر لالا آپ کچھ زیادہ ہی شاعریاں نہیں کرنے لگے ابھی صبح بھی فیض احمد کی شاعریاں سنا رہے تھے۔" لیلیٰ نے سیپ کا پیس پلیٹ سے اٹھاتے ہوئے کھاتے اسے ٹوکا۔ وہ اور ہنسا۔

"بس۔" اس نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے۔

"خوش کیسے نہیں ہوں گے زینیا باجی کے ہاں جو رشتہ لے کر سب جا رہے ہیں۔" ثمن "سب" پر زور دیتی اپنی ناراضگی یاد دلاتی بولی۔

"کیا ہوا ثمن میں وہی غور کر رہا تم کیوں خاموش ہوں؟" شاہ زیب میز کپ پر رکھتے ہوئے بولا۔ اس کی رونے والی شکل ہو گئی۔

"لالا مجھے کوئی لے کر نہیں جا رہا۔" علیزے نے اپنی برابر بھیٹی ثمن کی غمگیں آواز پر اسے دیکھا۔

"کیوں؟" شاہ زیب نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ دراصل سب بڑے جا رہے ہیں۔" ماورہ نے جواب دیا۔

"ہاں اس کو لے کر بھی نہیں جانا چاہیے۔" سمیر نے مسکراہٹ دبائے اسے تنگ کیا۔

"تم چپ کرو۔" شاہ زیب نے اسے جھڑکا۔

"ادھر آؤ بچے۔" اس نے نرمی سے ثمن کو اپنے پاس بلایا۔ اس کے آنسوں ابل کر آگ ئے اور شاہ زیب کے پاس آکر بھیٹ گئی۔

"بھابھی چائے۔" عمارہ نے چائے کا کپ علیزے کی طرف بڑھایا۔ اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"سمیر بھائی ذرا دیکھیں تو دونوں بیویاں ایک ساتھ ایک پہلو میں تو دوسری سامنے۔" ٹونی نے جھک کر سمیر کے کان میں کہا۔ اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"یہاں ایک ہو جائے بہت بڑی بات ہے یہ بندہ قسمت تو بچپن سے بڑی زبردست لے کر آیا ہے۔" سمیر نے کہا۔ ٹونی نے قہقہہ لگاتے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا جسے سب ہی چونکے۔

شاہ زیب نے ان دونوں کو ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ دونوں سمجھ گ ئے کہ وہ جانتا کہ وہ کیا بات کر رہے ہیں۔ علیزے کو یہاں اپنا آپ غیر ضروری لگا جبکہ یہ اس کی ہی

غلطی تھی۔اس نے اپنے اوران سب کے درمیان اتنی اونچی دیوارے کھڑی کی ہوئی تھیں جو اتنی آسانی سے نہیں گرنے والی تھی لیکن اسے اب نبھانا تھا اسیلیے اس نے ارد گرد دیکھا پھر سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"تم نہ روں یہ تو اچھی بات ہے کہ تم نہیں جارہی ورنہ سوچو اگر جاتی تو بور ہو جاتی بہت بورنگ ہوتا ہے یہ سب۔" اس نے ہمت کرتے ثمن کو بہلانے والے انداز میں کہا۔سب نے چونک کر اسے دیکھا اور منظر میں آکر وہ جذب ہو گئی۔

ثمن نے معصومیت اسے دیکھا۔

"ہاں بالکل بھابھی صحیح کہہ رہی ہیں وہاں صرف بڑوں کی ضروری باتیں ہونی ہیں۔" شاہ زیب نے کہا۔علیزے نے اسے دیکھا جو ثمن کی طرف متوجہ تھا پھر علیزے نے ماورہ کو دیکھا جو شاہ زیب کی علیزے سے اکتفا کرنے پر غم و غصہ سے دیکھ رہی تھی۔

علیزے نے سر جھکالیا۔

شاید وہ ماورہ اور شاہ زیب کے درمیان آرہی تھی۔اسے ماورہ پر یکدم ترس آیا۔

"لیکن بھابھی لالا میں زینیا باجی کے پاس بھیٹ جاتی۔" اس نے جلدی جوش سے کہا۔عمارہ علیزے کے برابر بھیٹتی بولی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جس وقت ہم جائیں گے اس وقت زینیا باجی گھر پر نہیں ہوں گی کچھ فارم کے سلسلے میں وہ باہر ہوں گی اور ویسے بھی ہم نے ان کی امی سے ملنا ہے۔" ثمن کے ساتھ سمیر نے بھی "اوہ" کیا جس پر ٹونی نے اس کو فوراً دیکھا۔اس کے اچانک دیکھنے پر سمیر نے بھنویں اچکائیں۔

"آپ بھی جارہے تھے کل؟" اس نے پوچھا۔لیلیٰ نے سیپ ختم کرتے ہاتھ جھاڑتے منہ بناتے ان دونوں کو دیکھا۔

"اپنا کام کرنا۔" سمیر نے لاپرواہی سے اس کے سر پر چپت مارتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں تو کوئی کام کر ہی نہیں رہا۔" وہ حیران ہوتے ہوئے بولا۔

صحیح جوڑی ہے بھئی تم دونوں کی۔" وہ لیلیٰ کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔لیلیٰ نے "لالا" کہتے اس کو گھورا جبکہ ٹونی نے بالوں میں بلاوجہ شرماتے ہاتھ پھیرا تھا۔لیلیٰ منہ پھلائے اٹھی اور چلی گئی۔

"جا جلدی جا۔" سمیر نے کہا۔ٹونی بھی بھاگا۔

"بس دیکھ لیا۔" عمارہ کے بتانے پر شاہ زیب نے اس کے سر پر ہلکا سا مارتے ہوئے کہا۔وہ خجل سی ہو گئی۔

"سوری اینڈ تھینک یو بھابھی۔" وہ مسکراتے ہوئے کسی اور جہاں میں کھوئی ٹانگ پر ٹانگ رکھی بھیٹی بند ہتھیلی تھوڑی پر جمائے علیزے سے بولی۔ وہ چونکی۔

"ہوں ہاں اٹس ٹوٹلی فاین۔" اس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔ ماورہ نے اسے غصہ سے دیکھا اور ساتھ حیرانی بھی اسے کھائے جا رہی تھی آخر اچانک ایسا کیا ہوا کہ وہ اتنی بدل گئی۔

"آپ نے یہ کپڑوں کی شاپنگ کہاں سے کی؟" شاہ زیب سمیر اپنی کاروباری باتوں میں مصروف ہوئے تو ثمن علیزے کے برابر بھیٹ گئی اب وہ عمارہ اور ثمن کے درمیان بھیٹی تھی جو بہت دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھیں جبھی اس کی سادی قمیض کا دامن ہاتھ میں لیتے عمارہ نے پوچھا۔

"یہ سب کپڑوں کی مہک نے شاپنگ کی تھی۔" اس نے بتایا۔ عدیب اور علیزے کے نکاح سے پہلے جب رایمہ مہک شاپنگ پر گ ئے تھے تبھی وہ یہ کپڑے علیزے کے لیے لائی تھیں باقی جو تھے وہ یہاں آنے سے پہلے ہی گاؤں کے مطابق وہ کپڑے پیکنگ میں رکھے گ ئے تھے۔ کرتیاں وغیرہ مگر اب وہ سب کافی نہیں تھے یہاں اس کو اب ہمیشہ کے لیے رہنا تھا اسلیے اس کو شاپنگ کی ضرورت تھی کچھ میک اپ اور جیولرلی اور جو وہ سکن کیر کے لیے لوشن کریم لگاتی تھی کیونکہ اب تک وہ خانہ بدوش کی طرح ایسے

رہ رہی تھی جیسے ابھی سٹیشن آئے گا اور وہ اتر جائے گی لیکن اب اس کو اپنی پسرنل چیزیں سب کچھ لینا تھا اور خود کو مستقل سیٹ کرنا تھا لیکن وہ چاہ کر بھی کسی سے کچھ نہیں کہہ رہی تھی کیونکہ ایک جھجھک تھی جو قایم تھی اور نفرت تو دل کے کونے میں تھی جس کا اظہار ضرور اس نے کرنا چھوڑ دیا تھا۔ سمجھوتا جو کر لیا تھا۔

"یہ سب سے مراد؟" ثمن نے بھی اس کا دوپٹا چھوتے ہوئے پوچھا۔

"یہاں حویلی میں پہننے والے ورنہ میرے کپڑے الگ ہوتے ہیں۔" اس نے سادہ سا جواب دیا۔ لہجہ میں اب کوئی تلخی نہیں تھی۔

"اوہ ہاں آپ کے تو زیادہ ترویسٹرن ہوتے ہوں گے نا؟" عمارہ نے پوچھا۔ علیزے نے سر ہلایا۔

تھوڑی دور بھیٹا شاہ زیب سمیر سے بات کرتے کنکھیوں سے علیزے کو دیکھا رہا تھا جو ہلکے ہلکے عمارہ ثمن کے ساتھ کوئی گفتگو کر رہی تھی۔ چہرے پر نرمی تھی شاید اس نے واقعی اب اس رشتے کو قبول کر لیا تھا۔ اس نے گہری سانس لی اور اپنے بائے طرف دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے ماورہ علیزے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی جسے شاہ زیب اچھی طرح واقف تھا لیکن اب وہ وہاں نہیں تھی۔ وہ اٹھ کر چلی گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"یہ سب تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟" وہ غصہ سے اس کے سر پر کھڑی پوچھ رہی تھی جو اسے اس کے زبردستی کرنے پر ساری بات بتا چکا تھا اور وہ حیرانگی سے سنتی گئی اور اب وہ آگ بگولہ ہو رہی تھی جبھی چیختی ہوئی بولی۔

"آرام سے۔" دانیال نے کان میں انگلی ڈال آنکھیں میچتے اسے ٹوکا۔

"عریبہ کی بچی میں اس کی جان لے لوں گی۔" وہ مٹھیاں بھیچتی بولی۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گی یہ میرا معاملہ ہے مجھے خود اسے نپٹ لینے دو۔" دانیال نے سختی سے کہا۔

"ہاں جیسے اب تک تم نے نپٹ لیا۔" مہک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"عریبہ نے جس جال میں مجھے پھنسایا ہے اس سے نکلنا اتنا آسان نہیں۔" دانیال نے اب نرمی سے کہا۔

"تو تم پھنسے ہی رہو میں رایمہ کو کال کر کے پوچھتی ہوں کہ کیا میرے بھائی پر اس کا اعتبار صرف اتنا تھا؟" وہ اپنی جینس کی جیب سے موبایل نکالتی غم و غصہ سے بولی۔

"مہک نہیں۔" دانیال نے جھپٹ کر اسے موبایل کھینچا۔

"تم اس کو کال کر کے میری صفائیاں پیش نہیں کرو گی۔" وہ غصہ سے بولا تو مہک حیران رہ گئی پھر نرمی سے اس کے پاس بھیٹ بولی۔

"کیوں دانی تم مجھے رایمہ سے صرف ایک بار بات کرنے دو پھر دیکھو میں سب صحیح کر دوں گی۔" دانیال نے نفی میں سر ہلایا۔

"سب صحیح کی جگہ بگڑ جائے گا اور ویسے بھی میں نہیں چاہتا کہ رایمہ کو لگے میں نے اپنی غلطی پر پردا ڈالنے کے لیے اپنے ہمایتی بھیجے ہیں۔" مہک سے غصہ سے اسے دیکھا۔

"وہ ایسا نہیں سوچے گی تم بس ایک بار مجھے بات تو کرنے دو پکا میں نہیں کہوں گی کہ مجھے دانی نے خود بتایا ہے میں باتوں باتوں میں اسے پوچھوں گی پلیز۔" اس نے سمجھانے والے انداز سے کہا۔ دانیال چپ ہو گیا۔

"لیکن ایک شرت پر۔" اس نے موبایل دیتے دھیرے سے کہا۔

"کیا؟" مہک خوش ہوئی۔

"تم میرے سامنے بھیٹ کر سپیکر پر بات کرو گی۔" مہک نے فوراً سر اثبات میں ہلایا اور سکرین پر انگلیوں کو حرکت دیتی رایمہ کا نمبر ملانے لگی۔ دانیال بھی لب کاٹنے بے صبری سے سننے لگا۔ ہاں وہ چاہتا تھا، وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ رایمہ کیا جواب دیتی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

''اٹھا نہیں رہی میں پھر ٹرائے کرتی ہوں۔''اس نے فون کان سے لگائے اکتا کر ہٹایا اور پھر ملایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

''علیزے؟''وہ ابھی کلاس لے کر بھیٹی تھی۔اپنی کتابیں سمیٹتے ہوئے شاہ زیب جو المار ی سے اپنے کپڑے نکال رہا تھا اچانک اس نے پکارا۔وہ چونکی۔
کوئی جواب نہ دیا بس اس کی طرف دیکھا تو وہ ہاتھ میں پکڑی سفید شلوار قمیض اس کے پاس بیڈ پر پھینکتے ہوئے بولا۔
''اس پر استری کر دو مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔''وہ مصروف سے انداز میں بولا۔علیزے کے تاثرات نے بتادیا کہ اس اسے کی بات بری لگی ہے۔
''میں ملازمہ سے کہہ دیتی ہوں۔''وہ صبر کا کڑوا گھونٹ پی کر اٹھ کر جانے لگی جب شاہ زیب دوبارہ بولا۔
''ملازمہ نہیں تم کرو ماورہ کھانا بنانے میں مصروف ہے اسیلیے کہہ رہا ہوں۔''اس کے سختی سے کہنے پر اس نے اس کے گنجلے ہوئے کپڑوں کو دیکھا اور بنا کچھ کہے آگے بڑھی اور ہاتھ میں اٹھا لیے۔

"تم بھی کام میں ہاتھ بٹایا کرو ہر وقت کمرے میں بند نہیں رہا کرو۔" وہ اب کوئی کاغضات نکال کر انہیں دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔ علیزے کا دل چاہا کچھ کہے لیکن خود کو روک لیا آخر اس نے اب سمجھوتے کا فیصلہ جو کر لیا تھا۔

"مجھے کھانا بنانا نہیں آتا۔" وہ روکھے سے انداز میں ادھر ادھر دیکھتی ہوئی بولی۔

"جانتا ہوں لیکن کھانا بنانے کے علاوہ بھی دس کام ہوتے ہیں باہر جایا کرو خواتین کے ساتھ بھیٹا کرو تم اس حویلی کی بیٹی خود کو نہیں مانتی تو کم از کم بہو مانو ویسے بھی سمجھوتا کر ہی لیا ہے تو عمل کرنا شروع کرو۔" آخری جملہ نیلی آنکھیں اٹھاتے اس کو دیکھتے ہوئے کہا تو جو اس کی ساری بات اس پر نظریں جمائے سن رہی تھی فوراً نظریں ہٹا لیں۔ وہ دھیمے سے مسکرایا لیکن جلد ہی مسکراہٹ کو چھپا گیا۔

"اچھا۔" وہ ایک لفظ سپاٹ چہرے کے ساتھ کہتی پلٹنے لگی جب وہ حیران سا فائل ایک طرف رکھ بولا۔

"ہر وقت کانٹ کھانے کو آنے والی جنگی بِلی اتنے نرم لہجے اتنی تعبے داری سے سب سنتے ہوئے شاک میں ڈال رہی ہے مجھے۔" اس نے پلٹ کر اسے خوخار نظروں سے دیکھا۔ وہ دلکشی سے مسکرا رہا تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس میں بھی پرابلم ہے تمکیں؟" وہ سرد لہجے میں بولی۔ اس نے دھیرے سے ہنس کر نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے کیا ہو سکتی ہے ہاں یہ سمجھ آ رہا مجھے کہ اس وقت تم پر کیا بیت رہی ہو گی۔" وہ چلتے اس کے پاس آیا۔ علیزے کو اس کی ہنسی دلکش ضرور لگی تھی لیکن اس نے اپنی آنکھیں گھماتے نظریں ہٹالی تھی، اس کے اس طرح ہنسنے پر کسی اور کی بھی ہنسی یاد آئی تھی۔ بے ساختہ دل کو کچھ ہوا تھا بلکہ بہت کچھ۔

"کیا ہوا کس سوچ میں پڑ گئی۔" اس کے جھٹکے سے اپنے قریب کرتے وہ آہستہ سے بولا۔ اس کی سانسیں علیزے کو اپنے چہرے پر بے حد قریب محسوس ہوئیں۔ اس کا دل بے اختیار کانپا۔

اس نے ہلکی سی مزاحمت کرتے کلائی اس کے ہاتھ سے چھڑوانی چاہی اور چہرہ نیچے کیے ارد گرد دیکھنے لگی اور اس کی اتنی ہلکی مزاحمت پر شاہ زیب کا قہقہہ بے ساختہ گونجا تھا اور وہ چونک کر رہ گئی تھی۔

"تم نے تو واقعی سمجھوتا کر لیا ہے میں تو اب تک یقین نہیں کر رہا تھا۔" اس کے ایک جھٹکے سے پیچھے ہونے کے بجائے بس روایتی حیادار بیویوں کی طرح دھیرے سے اپنی

کلائی چھڑواتے اسے نظرانداز کرنے پر وہ خوشگوار حیرت سے بولی۔علیزے نے سر اٹھا کر اس کی نیلی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوچا کہ اس کی آنکھیں نوچ لینی چاہیے۔

"تم اتنی کم بولتی ہوئی مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھوڑا سا لڑ ہی لو۔" وہ اس کے ایک بار پھر خاموشی سے اس کی آنکھوں میں دلیری سے آنکھیں ڈالے دیکھ وہ ایسے بولا جیسے منت کر رہا ہو۔علیزے نے نظریں پھیر لیں۔

"اچھا ٹھیک ہے نہیں کرتا پریشان بلکہ سچ کہوں تو ایسی ہی تم صحیح ہو چلو دیر آئے درست آئے تمہاری عقل تو ٹھکانے پر آئی۔" وہ اسے الگ ہوتا ہوا بولا۔وہ سانس بھرتی پھر غصہ کا کڑوا گھونٹ پی گئی۔

"آج رات میں جلدی آؤں گا۔" وہ اب سنجیدگی سے بولا۔

"مجھے کیوں بتا رہے ہو اپنی بیوی کو بتاؤ اس کے پاس جاؤ۔" اسے مزید چپ نک رہا گیا۔

"اپنی بیوی کو ہی تو بتا رہا ہوں اور اس کے پاس ہی آؤں گا۔" علیزے چونکی۔اس کے لہجے میں پہلی بار اس نے اپنے لیے اپنایت محسوس کی تھی۔وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا اور وہ نظریں چرا گئی تھی۔

"جاؤ جا کر استری کر کے لے آؤ۔" وہ جو ویسی کھڑی تھی اس کی بات پر چونکی اور پلٹ کر جانے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"سنو؟" وہ رکی لیکن مڑی نہیں۔

"تیار رہا کرو اب تم مجھے اتنے سادے حلیے میں نہ دکھو۔" اس کی بات پر اس نے دانت پیسے۔ حویلی والوں کے ساتھ شاہ زیب نے بھی غور کیا تھا کہ اس کی ناک، کان، گلہ اور ہاتھ سب خالی رہتا تھا اور ان کے ہاں بہویں کبھی بھی ایسی نہیں رہتی تھی۔ برا مانا جاتا تھا لیکن حویلی والے اس کے رویے کی وجہ سے کچھ نہ کہتے۔

"تیار ہوتی ہے میری جوتی۔" وہ پیر پٹخ کر بڑبڑائی اور دروازہ کھول تیزی سے باہر نکل گئی۔ جاتے ہوئے وہ اتنی زور سے دروازہ بند کر گئی تھی جیسے اس نے سارہ غصہ بیچارے دروازے پر نکالا ہو۔

"پاگل لڑکی۔" وہ تاسف سے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے بڑبڑاتا فریش ہونے چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہیلو رایمہ؟' اب کی بار فون پہلی ہی بیل پر اٹھالیا گیا تھا جب مہک نے دانیال پر ایک نظر ڈال جلدی سے فون سپیکر پر رکھ اسے پکارا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"اسلام علیکم مہک کیسی ہو؟" دوسری طرف رایمہ کی آواز دانیال کے خالی کمرے میں گونجی تھی۔ دانیل نے نچلا لب کاٹتے مہک کو دیکھ بھنویں اچکائیں۔

"وعلیکم اسلام میں ٹھیک ہوں تم سناؤں؟" مہک نے آنکھیں بند کر کے پھر کھولتے ہوئے اسے جیسے اشارہ دیا۔ وہ واپس فون کی سکرین پر نظریں جما گیا جہاں رایمہ کے نام کے ساتھ اس کی تصویر مہک کے ساتھ لگی تھی۔

"الحمدللہ علیزے سے بات ہوئی؟" رایمہ نے جواب دیتے ہوئے ساتھ پوچھا۔

"ہاں ابھی کچھ گھنٹے پہلے ہی ہوئی تھی۔" اس نے علیزے کے ساتھ اپنی وہ بات یاد کی جب اس نے اسے سمجھوتا کرنے پر سمجھایا تھا۔ وہ بے اختیار فکر مند ہو گئی۔ جانے علیزے نے کیا فیصلہ لیا ہو گا۔

"مہک؟" رایمہ اسے پکار رہی تھی لیکن وہ کھوئی ہوئی تھی جب دانیال نے اس کا ہاتھ ہلا کر آنکھیں دکھائیں۔ وہ چونکی۔

"ہوں ہاں؟" وہ فوراً فون کی طرف متوجہ ہوئی۔

"کیا بات ہوئی سب ٹھیک ہے ناں؟" رایمہ نے پریشانی سے پوچھا۔ دانیال کا بھی یہی سوال تھا جبھی وہ مہک کو دیکھ رہا تھا۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔" اس نے دانیال کو دیکھ رایمہ سے کہا۔رایمہ کے ساتھ دانیال بھی مطمعین ہوا۔

"رایمہ ایک بات پوچھوں؟" اچانک مہک نے کہا۔رایمہ نے فوراً "ہاں" کہا۔

"تمہارا دانیال سے کوئی جھگڑا وغیرہ ہوا ہے؟" مہک نے دانیال کو دیکھتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر پوچھا۔دانیال کی تیزی سے منتظر نظریں سکرین پر گئیں اور وہ بے صبری سے رایمہ کا جواب سننے لگا جہاں کچھ پل کے لیے خاموشی قایم ہو گئی تھی۔

"نہیں تم سے کس نے کہا؟" اچانک رایمہ کے جواب پر دانیال کے ساتھ مہک بھی چونکی تھی۔دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"مجھے ایسا لگا بلکہ صرف مجھے ہی نہیں زرے کو بھی ایسا محسوس ہوا تم اس بار جب یہاں آئی تو دانیال سے بات تک نہیں کر رہی تھی تمہارے رویے میں اس کے لیے انجانیت تھی۔" مہک نے دوبارہ سپیکر کو منہ کو قریب کرتے کہا تو دوسری طرف پھر خاموشی قایم ہو گئی جبکہ دانیال اب چھت کو گھور رہا تھا۔

"مہک ہمارے درمیان جو تھا یا جو ہے وہ ہمارے درمیان ہے میں چاہ کر بھی تمہیں نہیں بتا سکتی اپنے بھائی سے پوچھ لو۔" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد دھیرے سے رایمہ کی آواز آئی اور اگلے پل ہی کال کانٹ دی گئی جبکہ مہک ہکا بکا اپنے ہاتھ میں پکڑے فون

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Esays|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

کو دیکھنے لگی جبکہ دانیال کی نظریں چھت پر ہی تھیں محض اس نے لمبی سانس بھری اور پھر اطمینان سے مہک کو دیکھا جو حیران تھی۔

"میں جانتا تھا۔" اس نے کہہ کر گود میں پڑا کمبل ایک طرف پھینکا اور پاؤں میں چپلیں گھساتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب میں بات کروں گا وہ بھی آخری بار یا تو آر یا پار۔" اس کو سنجیدگی سے کہتا وہ نکل گیا جبکہ پیچھے مہک اس کی بات پر مزید حیران ہوتی سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

وہ بے دلی سے استری کر کے واپس کمرے میں آئی تو شاہ زیب نہیں تھا۔ اس نے اس کے استری کیے ہوئے کپڑے اچھی طرح بیڈ پر پھیلائے تاکہ پھر سے شکن نہ آجائے پھر واپس اپنی کتابوں کی طرف بڑھنے لگی جب شاہ زیب کی بات یاد کرتے رک گئی۔

اس نے کہا تھا کہ اسے حویلی کے افراد میں گھل ملنا ہو گا۔ وہ کمرے میں بند نہ رہے۔ اس کی باتیں سوچتی کچھ لمحے کھڑی رہی پھر یہ سوچ کر کے سمجھوتا کر ہی لیا ہے تو ساری زندگی یہی گزارنی ہے اور زندگی اکیلے نہیں کاٹی جاسکتی تو کیوں نہ ان کے ساتھ ہی

کانٹ لی جائے جن کو وہ پسند نہ کرتی ہو جب اس شخص کے ساتھ رہ سکتی ہے جسے وہ نفرت کرتی ہے تو پھر یہ حویلی والے کیا ہے جن سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

چادر اڑھتی ہوئی وہ سوچتے سوچتے باہر نکل کر آ گئی۔

ہاں اس نے اپنے نصیب کے ساتھ ڈیڈ کے خاطر سمجھوتا کر لیا تھا لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ بھی انہی کہ رنگ میں رنگ جائے اگر اس کو کوئی بات بری لگے لگی تو وہ بھی ٹکا کر جواب دے گی اور ان کے حکم بالکل نہیں مانے گی بلکہ اپنی مرضی سے ہی سب کرے گی۔

سوچ میں ڈوبی وہ سیڑھیاں اترتی برآمدے آ رہی تھی جب سامنے حویلی کے باہر صحن میں عورتوں کا رش دکھا۔وہ اترتے ہوئے اسی طرف آ گئی جہاں ڈھیروں عورتیں زمین پر بھیٹی تخت پر بھیٹی انیلا بخت کو دیکھ رہی تھیں جو ان میں سے کسی ایک عورت سے بات کر رہی تھی۔

علیزے نے ناسمجھی سے دیکھا۔اسے سمجھ نہ آیا یہ سمجھ کیا ہو رہا ہے جبھی پاس سے گزرتی سلطانا تائی کو اس نے پکارا۔

"جی چھوٹی بی بی جی؟" وہ جلدی سے اس کے پاس آئیں۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" اس نے پوچھا۔ سلطانا تائی نے پیچھے پلٹ کر دیکھا پھر مسکراتی ہوئی علیزے کی طرف مڑیں۔

"جی آج جمعرات ہے نا آپ کو نہیں معلوم؟" علیزے نے غصہ سے اسے دیکھا۔

"نہیں معلوم جبھی تو پوچھ رہی ہوں ایسا کیا ہوتا ہے جمعرات کو کہ یہ سب ایسے جمع ہیں؟" علیزے کے غصہ پر وہ گڑ بڑا کر بڑ بڑائیں۔

"جیسے چھوٹے بابا ویسی چھوٹی بی بی دونوں غصہ کے تیز توبہ توبہ آپس میں کیسے بنتی ہو گی؟ "

"کیا؟" علیزے نے ناسمجھی سے اسے خود سے بات کرتے ہوئے دیکھا۔

"جی کچھ نہیں وہ دراصل ہر جمعرات والے دن نا گاؤں کی ساری عورتیں اماں جان کے پاس آتی ہیں۔" اس نے جلدی سے بتایا۔

"کس لیے؟" علیزے نے واپس ان سب کی طرف دیکھ پوچھا۔

"اپنے اپنے گھریلوں مسایل درفیات کرنے اور پھر اماں جان سمجھاتی ہیں اور کبھی کوئی نا انصافی کسی کے ساتھ ہو رہی ہوتی ہے تو انصاف بھی دلاتی ہیں یعنی پنچایت لگتی ہے۔" سلطانا تائی خوش ہو کر بتانے لگیں جبکہ علیزے تمسخرانہ ہنسی تھی۔

"ہنہہ خود کے ہاں اپنے ہی پوتے کے ساتھ مل دو دو بیویوں کے ساتھ ناانصافی کر کے دوسروں کو سبق دیتی ہیں منافق لوگ۔" اب کہ وہ بڑبڑائیں۔

"ایں جی؟" سلطانا تائی نے غور سے کان لگانے چاہے۔

"کچھ نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا

وہ سر ہلا کر چلی گئیں جب علیزے واپس پلٹنے لگی لیکن کچھ سوچ اپنے قدم بھیڑ کی طرف بڑھا لیے۔

"ارے میری لور یہ دیکھو میری بیٹی اور بہو میرے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی بیوی۔" علیزے کو دیکھ وہ سرشار ہو گئی اسلیے بامشکل سیدھی بھیٹ وہ فخریہ انداز سے بولی۔ ساری عورتیں کھسپھساتی ہوئی علیزے کو اوپر سے نیچے تک دلچسپی سے دیکھنے لگی۔ علیزے خود کو توجہ کا مرکز بنتے دیکھ یہاں آ کر پچھتانے لگی لیکن چاہ نہ چاہ کر کے بھی وہ انیلا بخت کے پلنگ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے ٹک گئی جبکہ انیلا بخت اسے جانے کیا کہہ رہی تھی۔

"ماشللہ ھغہ °°رہ °کلا° دہ۔" (یہ تو بہت خوبصورت ہے) ایک عورت نے پشتو میں کہا۔ انیلا بخت اور ان کے ساتھ کھڑی ملازمہ مسکرائیں جبکہ علیزے کو تو اپنے سر کے اوپر سے جاتا محسوس ہوا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"هغه ○ ب ○ ه نه شي هغه زما لمسي ده۔"(کیسے نہیں ہوتی میری پوتی ہے میری) انیلا بخت فخریہ انداز نے جواب دیا۔ علیزے بے نیاز بھیٹی رہی جانے کیا پشتو میں وہ لوگ باتیں کر رہے تھے۔

"ہاں رخسانا اپنا مسلہ بول؟" ملازمہ نے اچانک دور بھیٹی عورت کا مخاطب کیا۔ وہ جلدی سے منہ چھپائے چادر سنبھالتی کھڑی ہوگئی۔ علیزے غور سے دیکھنے لگی۔

"اماں جان اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں میرا مرد دوسری عورتوں کے چکر میں رہتا ہے مجھے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا مجھ میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا میرے کو تو یاد بھی نہیں پڑتا کہ آخری بار اس نے میرے کو کب چھوا تھا۔" وہ اتنی بے باکی سے بول گئی کہ جو علیزے بڑے غور سے سن رہی تھی اچانک چونک گئی اور جلدی سے انیلا بخت کو دیکھا جو نارمل انداز میں تھیں بلکہ سب نارمل انداز میں تھے۔ کچھ عورتیں اس کی بات سن افسوس میں سر ہلا رہی تھی جبکہ کچھ عورتیں اب تک کان لگائی بھیٹی جانے کیا باتیں کر رہی تھی۔ علیزے کو حیرانی ہوئی شاید یہاں ایسا ہی ہوتا تھا۔

یہ زنانہ خانہ تھا یہاں مرد کو آنے کی اجازت نہ تھی بلکہ پوری حویلی میں غیر مرد اور ملازموں کو اجازت نہ تھی صرف حویلی کے مرد ہی ہوتے تھے جو احتیاط کرتے تھے

اور خاص بنائے زنانہ خانوں کی طرف نہیں آتے تھے جبھی اتنے آرام سے عورتوں کی باتیں چل رہی تھی۔ علیزے کو اب کچھ کچھ سمجھ آنے لگا تھا۔

"کیا کرتا ہے تیرا مرد؟" انیلا بخت نے رعب سے پوچھا۔ علیزے نے تھوڑا حیران ہوتے۔ل ہوئے انہیں دیکھا۔ وہ اس وقت وہ دادی جان نہیں لگ رہی تھی جو وہ سب کے ساتھ ہوتی تھیں۔ ادھر ایک رعب تھا جو سالوں سے قایم تھا۔ وہ الگ بات تھی کہ اب ان کی عمر بھی بڑھتی جا رہی تھی اور صحت ان کا ساتھ چھوڑتی جا رہی تھی لیکن انہوں نے ایک بھی جمعرات کو یہ سب نہیں چھوڑا تھا چاہے جتنی بھی طبیعت ناساز ہوں۔ ایسی تھوڑی پورا گاؤں بخت حویلی کو مانتا تھا۔

ایک رعب تھا ایک بھرم تھا نہ صرف انیلا بخت کا بلکہ ان کے بچوں کا بھی جن کے باعث گاؤں کا ایک نظام قایم تھا جو ان کے اباجان نے قایم کی تھا۔ ایک انصاف ایک اعتدال تھا ہر۔ کوئی اپنی پریشانی لے کر بخت حویلی حاضر ہوتا مرد مردوں کے پاس تو عورتیں انیلا بخت کے پاس اور اسی کو دیکھتے ہوئے انیلا بخت کے پوتے جوان ہوئے اور انہوں نے اپنے دادا باپ کی ریت نبھاتے اپنے گاؤں کو مزید سنوارہ جس کا انیلا بخت کو فخر تھا۔

"جی وہ مزدوری کرتا ہے شہر میں ایک دکان کا چوکیدار ہے۔"اس عورت نے بتایا۔انیلا بخت نے ہاتھ سے اسے بھیٹنے کا اشارہ کیا۔علیزے دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

"ایک آخری بار کوشش کر کے دیکھ تھوڑا سج سنور کیسے نہیں توجہ ملے گی اور اگر پھر بھی دوسری عورت کے چکروں میں رہے تو اسے حویلی پیش کرنا پھر معاملہ بڑی عدالت میں جائے گا۔"علیزے ان کی پہلی بار پر ناگواری سے سنتی آخری بات پر الجھی۔

"بڑی عدالت اب یہ کونسی عدالت ہے خیر مجھے کیا؟"اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکا دیے۔

"جی شکریہ یہ کر کے دیکھتی ہیں۔"اس عورت نے تشکر بھری نظروں سے دیکھ کہا۔

"ویسے اگر وہ آپ کی اتنی ڈس ریسپیکٹ کرتا ہے تو آپ کو چھوڑ دینا چاہیے کیوں مری جا رہی ہے اس کے پیچھے جو لوئیل نہیں ہے۔"علیزے سے چپ نہ رہا گیا تو وہ بول اٹھی۔یکدم سناٹا چھا گیا۔

"میرا مطلب جو آپ کا ہوتا ہے وہ آپ کا ہی ہوتا ہے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے یا اپنی محبت کا احساس دلانے کے لیے ایسے ہتھکنڈے استعمال نہیں کرنے چاہیے کہ تیار ہو کر آؤ شاید دل پگھل جائے یہ تو ایسا ہو گیا کہ ایک عورت اپنا گھر بچانے کے لیے کبھی اپنے جسم کا سہارہ لے رہی ہے تو کبھی اپنی عزتِ نفس کچل رہی ہے جو آپ کا نہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

ہے ناوہ آپ کا کبھی نہیں ہو سکتاہاں ہو سکتادکھاوے کے لیے یاکچھ دیر کی لالچ کے لیے آپ کاہو جائے لیکن اگراس کی فطرت ہی ادھرادھر منہ مارنے کی ہے تو معزرت کے ساتھ وہ کبھی نہیں بدلے گی الٹاآپ ساری زندگی روتی رہ جائیں گی۔"سب حیرت اسے دیکھنے لگے جواپنی بات کہہ کرسانس بھرتی سب عورت کودیکھ رہی تھی۔

"اماں جان؟"ملازمہ نے انیلابخت کے کان کے پاس آکرپکارا۔انہوں ہاتھ اٹھاکراس کوکچھ کہنے سے روک دیا۔

عورتیں ایک بارپھرعلیزے کی جانب اشارہ کرتی جانے کیاکیاکہنے لگی۔

"لورتواندرجا۔"انیلابخت نے پیارسے کہا۔اس نے ایک نظران کودیکھاپھربڑبڑاتی کھڑی ہوئی۔

"ان جاہل گوارلوگوں کاکچھ نہیں ہو سکتاان کی زندگی چھوٹی سوچ سے چھوٹی سوچ پرختم ہوتی ہے۔"وہ آنکھیں گھماتے وہاں سے ناک آؤٹ۔ہوگئی۔

"ہائے کتنی تیزہے آنکھیں تودیکھواماں جان کے سامنے گھماکرگئی ہے۔"آہستہ آہستہ عورتوں کی آوازیں شروع ہوگئی۔

"بس میری عین کے بارے میں ایک لفظ نہیں۔"انیلابخت کی سخت آوازپریکدم خاموشی چھاگئی۔

"چھوٹی بی بی ابھی بچی ہیں تھوڑی جزباتی ہیں۔" ملازمہ نے جھوٹ کا ہنستے ہوئے کہا۔ عورتوں نے منہ بنایا لیکن بخت حویلی کی بیٹی اور بہو کے بارے میں گستاخی نہیں کر سکتی تھی اسلیے خاموش رہیں۔

"ناصرہ تو بتا اپنا مسلہ ؟" انیلا بخت کے پاؤں دباتی عورت سے انہوں نے پوچھا۔ وہ رو پڑی۔

"بچوں کی پڑھائی کا مسلہ ہے اپر سے چھت بھی گر گئی پیسوں کی بہت تنگی ہے جی۔" اس نے روتے روتے ہوئے کہا۔

"پیسوں کا انتظام ہو جائے گا لیکن بچوں کی تعلیم نہیں رکنی چاہیے۔" انیلا بخت کی بات پر وہ خوش ہو گئی جبکہ ساتھ کھڑی ملازمہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑے رجسٹر پر جلدی سے انیلا بخت کی ہدایت کے مطابق رقم تحریر کی اور پھر اسی رجسٹر پر نظر ڈالتی کسی اور عورت کا نام پکارنے لگی لیکن انیلا بخت کسی اور ہی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"یہ ایک گلاب جامن دے نا چاچی؟" ٹونی ہاتھ میں چمچم اور دیگر مٹھائیوں کی پلیٹ لیے میز پر رکھے مزید لوازمات کے ساتھ گلاب جامن کی جانب اشارہ کر کے بولا۔ لیلیٰ نے دانت پیستے غصہ سے اس کو دیکھ ایک اور نام پیشِ نظر کیا۔

"ندیدہ۔" وہ ماں کی موجودگی میں صرف گھور کر ہی رہ گئی۔

"ارے میرے بچے ایک کیوں تو پوری کی پوری پلیٹ لے نا۔" مدیحہ بخت نے گلاب جامن سے بھری پلیٹ آگے کی اور ساتھ عمر کا پیٹیس کی طرف بڑھتا ہاتھ انہوں نے نا محسوس انداز میں پیچھے کر دیا جبکہ وہ خود کے یوں تیسرے بار روکے جانے پر بہن کی طرف مڑا اور کان کے قریب جا کر بولا۔

"مجھے لگتا ٹونی بھیا ہی سب کچھ کھا جائیں گے ہمارے حصہ کچھ نہیں آنے والا۔" وہ دکھ سے بولا۔

"تمہارے ہی ٹونی بھیا ہیں۔" لیلیٰ نے اس کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ وہ منہ بناتا پیچھے ہٹا اور اپنی نظریں ٹھنڈے ٹھار شربت کے واحد گلاس پر جما لیں۔

"اب یہ ہاتھ سے نہیں جانا چاہیے۔" اس نے دل میں ہی دعا کی مگر ہائے رائے عمر کی پھوٹی قسمت اسی پل گلاب جامن رغبت سے کھاتے ٹونی نے شربت کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ مٹھائی کے ساتھ نمکین اور پھر مٹھائی اور پھر شربت کون پیتا ہے؟" وہ دوبارہ دل برداشتہ ہو کر لیلیٰ کی طرف پلٹا۔

"تمہارے ٹونی بھیا۔" لیلیٰ نے پھر سے ویسی منہ بنایا جیسے عمر ٹونی بھیا کہتے بناتا تھا۔

"چاچی بس مجھے لگتا بہت ہو گیا۔" وہ ہاتھ اٹھا کر آخر کار مٹھائی کی پلیٹ میز پر رکھتا مدیحہ بخت سے بولا جو اسے سب کچھ ایک ہی وقت میں کھلانے میں آمداہ تھیں۔

"ایسے کیسے میرے زوئی نے تو کچھ نہیں کھایا بالکل دھیان نہیں رکھا دیکھ کیسے کانٹے کی طرح سوکھ رہا۔" ان کی بات پر جہاں ٹونی مسکرایا تھا وہی لیلیٰ اور عمر نے منہ کھولے ماں کو دیکھا۔ وہ آدھے گھنٹے میں ہی آدھے سے زیادہ ناشتہ کھا گیا تھا۔

"امی جان خدا کا خوف کریں یہ دوسری پیٹیس کی پلیٹ ہے۔" لیلیٰ سے رہا نہ گیا جبھی تیزی سے بولی۔

"اور یہ جگ سے نکلا آخری چھوتا گلاس جواب نہیں بچا۔" عمر ٹونی کو گھٹا گٹ شربت حلق میں اتارے دیکھ بیچارگی سے بولا۔

مدیحہ بخت سے گھورا۔ دونوں منہ بنا کر خاموش ہو گئے۔

"اور لاؤں ٹونی بیٹے؟" مدیحہ بخت مسکرا کر ٹونی کی طرف مڑیں تو اس نے ڈکار لیتے دونوں ہاتھ اٹھا لیے۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں چاچی پیار ہے تیرا بس۔" لیلیٰ اور عمر نے بے ساختہ شکر ادا کیا تھا جبکہ مدیحہ بخت مسکرا دیں۔

"بس چاچی اب دوپہر کے کھانے میں لسی دا گلاس اور تین لچھے دار پراٹھے ہو جائیں تو بات بن جائے۔" لیکن اس کی اگلی بات پر لیلیٰ اور عمر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ٹونی جی آپ کا پیٹ نہیں بھرا؟" لیلیٰ دانت پیستے بولی۔ ٹونی آگے کو جھکا۔

"پیٹ تو جی پیار سے بھرتا ہے بھر دیجیے۔" وہ بلاوجہ شرماتے ہوئے بولا۔ لیلیٰ کا دل چاہا پاس ہی پڑا گلدان اٹھا کر اس کے سر پر مار دے جبکہ عمر منہ چھپائے ہنس دیا۔

"چل پگلے جا اور منہ ہاتھ دھو کے کچھ آرام کر تھک ہو گیا اتنا لمبا سفر کر کے آیا ہے۔" مدیحہ بخت برتن اٹھاتی کھڑے ہو کر بولی۔ وہ سر پر ہاتھ لے جاتا "جو حکم" بولا۔ لیلیٰ بھی اٹھ کر بے دلی سے برتن سمیٹنے لگی جبکہ عمر بچے کچے ناشتے پر جھپٹا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟" دروازے پر کھڑے پوچھتے ساتھ وہ مسکرائی تھیں جبکہ شیشے کے سامنے کھڑا اپنے سفید کرتے پجامے میں ملبوس وہ ایک ہاتھ کرتے کے

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جیب میں ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے کان پر جو فون لگانے جا رہا تھا چونک گیا اور کال کانٹ کر مہرون نساء کی طرف بڑھا۔

"امی جان آپ اجازت لے رہی ہیں؟" وہ ہلکے سے غصہ سے بولا۔ وہ ہنس دیں اور اندر اس کے ساتھ چلی آئیں۔

"بھئی اب بہو بیٹے کے کمرے میں اجازت لے کر ہی آنی ہو گی۔" مہرون نساء کی بات پر وہ کچھ کہتا کہ ملازمہ اجازت لیے اندر آئی اور اس کی چائے میز پر رکھنے لگی۔

"میں پہلے تمہارے کمرے میں گی لیکن وہاں صرف ماورہ تھی پھر معلوم ہوا کہ تم یہاں علیزے کی طرف ہو۔" مہرون نساء نے ملازمہ کو چائے کا منع کرتے شاہ زیب سے کہا۔ اس نے چائے کا کپ اٹھاتے ملازمہ کو مخاطب کیا۔

"کل ادھر کی صفائی ہو جانی چاہیت۔" ملازمہ ڈر کر "جی اچھا" کہتے نکل گئی جب وہ مہرون نساء کی طرف مڑا۔

"آپ کی بہو تو کچھ کرنے والی نہیں۔" کپ لبوں سے لگائے وہ علیزے پر طنز کرتا ہوا بولا۔ مہرون نساء نے اسے گھورا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم جانتے ہو شاہ وہ کس ماحول سے آئی ہے کچھ وقت لگے گا۔" شاہ زیب نے لبوں سے کپ ہٹاتے ہوئے گہری سانس لی اور نیلی آنکھیں اپر چھت پر جمائیں جیسے کہہ رہا ہو "اللہ ہی جانے۔"

"ویسے کہاں ہے میری بہو؟" انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نہیں ہو گی باہر۔" اس نے کپ میز پر رکھتے ہوئے سرسری سا کہا۔

"تم نے غور کیا علیزے اب سب میں گھلنے ملنے کی کوشش کرنے لگی ہے ابھی صبح ہی اماں جان کے ساتھ باہر پانچایت میں شامل ہوئی تھی۔" مہرون نساء نے مسکرا کر کہا۔ وہ ان کے چہرے پر خوشی دیکھتے رہ گیا۔ یہی تو اسے چاہیے تھا۔

"چلو اچھی بات ہے اسے اچانک احساس ہو گیا کہ وہ اس حویلی کی بیٹی اور بہو ہمیشہ یہی رہنے والی ہے۔" وہ بس بنا کچھ کہے ماں کو سنتا رہا۔ اب وہ کیا کہتا کہ یہ اچانک احساس کے پیچھے اس کا ہی ہاتھ ہے لیکن وہ تھوڑا حیران ضرور تھا کیونکہ اس نے سوچ کر رکھا تھا کہ علیزے ایک ہی بار اس کے کہنے پر اتنی آسانی سے نہیں مانے گی لیکن اتنی جلدی اس نے اس رشتے کو قبول کر لیا یہ حیرن کن بات تھی اسے لگا تھا کہ اس کو اس رشتے کو قبول کروانے کے لیے محنت کرنی پڑے گی کیونکہ وہ سیدھی بات سمجھنے والوں میں سے نہیں ہے لیکن وہ ایک بار میں سمجھ گئی تھی شاید یہ انور بخت کے نام کو شامل کرنے کا اثر

تھا۔اسے ڈر تھا آخری وہی تو تھے جن کی وجہ سے اس نے اتنا بڑا فیصلہ لیا تھا وہ بھی اپنے بھائی کے خلاف جا کر۔ آہ اسے پہلے معلوم ہوتا تو وہ کب کا یہ دھمکی دے دیتا اور ٹرین پٹڑی پر آجاتی۔

"کیا ہوا کہاں گم ہو گئے ؟" وہ جو اپنی سوچ میں مگن تھا۔مہرون نساء کے پکارنے پر سوچوں سے باہر آیا۔

"نہیں کچھ نہیں آپ بتائیں کوئی کام تھا مجھے بلا لیتیں ؟"اس نے واپس چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"ایسا کوئی کام نہیں بس کچھ وقت اپنے بیٹے کے پاس گزارنا چاہ رہی تھی زمے داریوں کا بوجھ لیے ہر وقت پھرتے رہتے ہو کچھ وقت اپنے لیے نکالا کرو اپنی ماں کے ساتھ کچھ پل بھیٹ جایا کرو کام کا کیا ہے ہوتا رہے گا۔"انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ محبت سے کہا۔وہ دھیمے سے مسکرا دیا۔

"امی جان آپ کے لیے وقت ہی وقت ہیں آپ بتائیں سِلا سے بات ہوئی میری صبح ہوئی تھی۔"اس نے میز پر واپس کپ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بات ہوئی تھی ماشاللہ بہت خوش ہے آواز سے ہی معلوم ہو رہا تھا۔"مہرون نساء بیٹی کی بات پر مسکراتی ہوئی بولیں۔شاہ زیب کے چہرے پر بھی اطمینان اتر آیا۔

"خیر تم بتاؤ آج جلدی آگ ئے ؟" انہوں نے اس کا جلدی آنا یاد کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ ہولے سے کندھے اچکا گیا۔

"زیادہ کام نہیں تھا بس ایسی۔" اس نے کرسی سے پیچھے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"آج تم یہاں علیزے کے ہمرہ ہو دو دن سے اپنے کمرے میں تھے کیا تم نے دن باندھے ہیں ؟" مہرون نساء کے پوچھنے پر وہ مسکرایا۔

"جی امی جان تین چار دن وہاں تین یہاں۔" مہرون نساء اس کو دیکھتی رہ گئیں۔ ان کا بیٹا حصوں میں تقسیم ہو کر رہ گیا تھا۔

"کیا تم خوش ہو ؟" اچانک ان کے سنجیدگی سے پوچھنے پر اس کا واپس چائے ک کپ پر جاتا ہاتھ رک گیا اور نیلی آنکھیں اٹھائے ماں کو دیکھا جو غور سے اس کے چہرے کا جایزہ لے رہی تھیں۔

"آپ کیوں پوچھ رہی ہیں ؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

"تم میرا جواب دو" مہرون نساء نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ وہ کپ چھوڑ سانس بھرتا سیدھا ہو کر بھیٹا۔

"آپ کو نہیں لگتا امی جان یہ سوال آپ غلط شخص سے غلط وقت پر پوچھ رہی ہیں ؟" اس کے جواب میں چھپا سوال ان کو تیر کی طرح لگا تھا۔

"کیا تم ناخوش ہو" انہوں نے جلدی پریشانی سے پوچھا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"تم نے یہ بھی نہیں کہا کہ تم خوش ہو۔" مہرون نساء نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

"میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ میں ناخوش ہوں۔" وہ اسی بات پر اٹکا رہا۔

"میں کیا مطلب سمجھوں شاہ اس بات کا انسان یا تو خوش ہوتا ہے یا ناخوش۔" انہیں اب اس کے جوابوں پر غصہ آیا۔

"کچھ نہیں امی جان میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ یہ سوال غلط انسان سے کر رہی ہیں۔" وہ ہنس دیا جبکہ مہرون نساء بیٹے کو دیکھتی رہ گئیں۔

وہ کیا تھا؟ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کیا اتنی آسانی سے اپنے احساسات چھپا لیتا تھا جس کی خبر اس کو بھی نہیں ہوتی تھی جس کے پیٹ سے وہ نکلا تھا؟

انہیں دکھ بھی ہو رہا تھا لیکن وہ آگے کچھ نہ بولیں تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سنیں آپ نے کیوں جانے کا کہا ہم یہاں ٹھیک تو تھے اور چاچا جان کی طبیعت بھی ناساز ہے۔" اس نے کمرے میں آتے بیڈ پر لیٹے موبایل استعمال کرتے عدیب سے کہا۔ اس نے ناگواری سے موبایل ایک طرف پھینکا۔

"کیونکہ میں ٹھیک نہیں تھا اور دوسری بات یہاں رایمہ یوج دونوں ہیں تمہیں اتنی پروہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر پروہ ہوتی نا تو تمہاری چاچی جان یہاں ہمارے ساتھ ہوتی جب ہماری ماں نے پروہ نہیں کی تمہارے خاندان نے ہماری پروہ نہیں کی تو تم کس خوشی میں کر رہی ہو؟" وہ غصہ سے اٹھ کر بولا۔ سِلا حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ آپ کی... کیا کہہ رہے ہیں آپ کو کوئی بات میری بری لگی آپ مجھ سے ناراض ہے۔" وہ جلدی سے اس کی طرف آئی فکر مندی سے بولی۔ عدیب کچھ لمحے اس کے پریشان چہرے کو دیکھتا رہا پھر نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں وہ بس کام کا تھوڑا سا سٹریس ہے۔" سِلا اس کے پاس اس کا ہاتھ پکڑے بھیٹ گئی۔

"سب ٹھیک ہے اور کام آپ نے کام شروع کر دیا؟" اس کے پوچھنے پر اس نے نا محسوس انداز سے اپنا ہاتھ سے اس کے ہاتھ سے نکالتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"وہی دوست کے ساتھ بزنس سٹارٹ کیا ہے اب بس مجھے میرا حصہ مل جائے تو میں اپنا کام الگ کر لوں گا۔" وہ بولا۔ سِلا مسکرائی۔

"انشاللہ۔" اس نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔" عدیب نے برابر سے اپنا والٹ اٹھایا اور اس میں سے کریڈٹ کارڈ اسے تھمایا۔

"یہ کل جو شاپنگ کروگی۔" سِلا نے کریڈٹ کارڈ کو دیکھتے ہوئے سر ہلایا۔

"اچھا وہ مجھے یہاں کی نیشنیلیٹی کب تک مل جائے گی اور باقی کے کاغضات پر کام کب ہوگا مطلب اب تو ادھر ہی ہمیشہ رہنا ہے نا۔" اس کی بات پر عدیب ساختہ مسکرایا۔

"میری جان تمہارا وہم ہے صرف ایک ہفتہ لگے گا یہاں سے بھاگنے میں اور جس طرح میرے سر پر تمہاری تلوار لٹکائی گئی ہے نا اسی طرح میں تمہارے سر پر تلوار کی طرح لٹکوں گا مگر فکر نہ کرو جلد ہی تمہیں آزاد کردونگا کیونکہ میں مزید جنت سے دور نہیں رہ سکتا مجھے اپنی زندگی شروع کرنی ہے بس ایک بار تم حویلی والوں سے میری اور میری بہن کی جان چھوٹ جائے۔" وہ سوچ میں گم اسے دیکھ رہا تھا جب سِلا جو اسے پکار چکی تھی ایک بار پھر پکارنے لگی۔

"کہاں کھو گئے؟" اس نے اس کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

"تمہارے خیالوں میں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تو اس نے لٹ کان کے پیچھے کرتے دھیرے سے کہا۔

"لیکن میں تو آپ کے سامنے ہوں۔" عدیب نے قہقہہ لگایا۔

"اسی بات کا تو دکھ ہے۔" وہ قہقہہ لگاتے لگاتے کہہ گیا۔

"جی؟" سِلا کے کچھ پلے نہ پڑھا تھا۔

"کچھ نہیں بس تم سامنے ہو یا نہ ہو دل میں تو ہو نا۔" وہ اس کی دوسری لٹ کان کے پیچھے کرتے رومینٹک انداز میں بولا۔ وہ شرما گئی جبکہ عدیب کے زہن میں تجویزیں چل رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"سمیر بیٹا دیکھنا تو کس کا فون بج رہا ہے؟" سلماں بخت ہال میں بھیٹی ثمن کے پٹھے دوپٹے کے کناروں کو سی رہی تھی جب لاینڈ لاین پر بجتی آواز پر کسی بھی ملازمہ کو آس پاس نہ دیکھ وہ ان کے پاس ہی لیٹے موبایل میں مصروف سمیر سے بولی جو "جی اچھا" کہہ کر قمیض سیدھا کرتا اٹھا اور لاینڈ لاین کے قریب جا کر فون کان سے لگالیا۔

"اسلام علیکم عمارہ سے بات کروادیں۔" دوسری طرف زینیا کسی ملازمہ کو سمجھ تیزی سے بول گئی۔

"آپ کون بات کر رہی ہیں؟" سمیر نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"جی میں زینیا بات کر رہی ہوں۔" سمیر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"آپ عمارہ کی کون لگتی؟" ایک نظر سامنے سلماں بخت کو مصروف دیکھا وہ ایک ہاتھ کمر کے پیچھے کرتے دوسرے ہاتھ سے ٹیلی فون جس کو پہلے جلد بازی میں پکڑا تھا اب سیدھی طرح پکڑے وہ نچلا ہونٹ دبائے بولا۔ دوسری طرف کچھ پل کی خاموشی چھا گئی۔

"میں.... میں دوست۔" زینیا کو کچھ سمجھ نہ آیا۔اس نے جلدی سے دوست کا حوالہ دیا۔

"اوہ مجھے لگا کچھ اور بھی......" وہ نچلے ہونٹ سے مسکراہٹ دبائے بولتے اپنی بات ادھورہ چھوڑ گیا۔دوسری طرف زینیا خجل ہو گئی۔

"ہاں میں اس کی ہونے والی نند بھی ہوں لیکن آپ کون ہے خیر جو بھی ہوں عمارہ بی بی سے بات کرواؤ۔" وہ اب تک اسے کوئی ملازم سمجھ رہی تھی۔ شاید اسے نہیں معلوم تھا کہ حویلی کے اندر مرد ملازموں کو اجازت نہیں۔ سمیر مسکرا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Artistes|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"اچھا نند۔"اس نے "اچھا" پر زور دیا۔

"آپ کون ہیں؟"اب اس کی آواز دھیمی ہو گئی تھی۔ ضرور کوئی ملازم نہ تھا کیونکہ جس طرح وہ فری ہو کر بات کر رہا تھا ملازموں کو تو اجازت نہیں تھی۔

"آپ اندازہ لگائیں۔" سمیر کوہنی ٹیلی فون کی میز پر رکھ بولا۔

"شاہ زیب بھائی آ.... آپ؟"دوسری طرف اندازہ لگا دیا گیا تھا جبھی ڈرتے ڈرتے آواز آئی۔ سمیر کا قہقہہ گونجا۔ سلماں بخت نے اپنی عینک اتارتے اس کو دیکھا پھر سر جھٹک اسے بات کرتا مصروف واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

"یار وہ بیچارہ کھا نہیں جاتا ہاں کھا جانے والی نظروں سے ضرور گھورتا ہے۔" سمیر ہنستا ہوا بولا۔ زینیا مزید الجھی۔ یہ پکا نوکر نہیں تھا۔

"آپ کون ہیں؟" پریشان سی آواز آئی۔

"ارے آپ تو گھبرا ہی گئیں۔" وہ دوسری طرف لطف انداز ہوتا ہوا بولا۔

"آپ میرا جواب سیدھی طرح کیوں نہیں دے رہے۔" اب کی بار غصہ سے آواز آئی۔

"کیونکہ آپ سیدھی طرح سوال نہیں پوچھ رہی؟" سمیر نے چھوٹتے ہی کہا۔

"تو کیا میں چاینز میں سوال کر رہی ہوں؟" اب وہ تپ گئی تھی۔

"نہیں آپ کا سوال یہ ہونا چاہیے تھا۔" وہ رکا۔ دوسری طرف وہ اس کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"ہم آپ کے ہیں کون؟" وہ آہستہ سے بولا۔ دوسری طرف زینیا کو سانپ سونگھ گیا۔

"لالا کس کا فون ہے؟" عمارہ اسی طرف آئی۔ سمیر نے فون اپنے کان سے ہٹایا۔

"یہ لو تمہاری ہونے والی بھابھی کا۔" وہ اس کی طرف مسکراہٹ اچھالتا ہوا بولا۔ وہ ہنس دی۔

"لائے دیں۔" اس نے اس کے ہاتھ سے فون لیا تو سمیر واپس سلماں بخت کے پاس آگیا جو اسے "کون تھا" پوچھ رہی تھی لیکن اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ چہرے پر مسکراہٹ قایم تھی۔

"اسلام علیکم زینیا کیسی ہو؟" عمارہ نے کان سے ٹیلی فون لگائے کہا۔ وہ بامشکل بولی۔

"ابھی کچھ دیر پہلے کون تھا؟" اسے اپنا شک جھوٹا ثابت کرنا تھا لیکن عمارہ نے اس کے ارادے پر پانی پھیر دیا۔

"لالا تھے۔" اور زینیا نے دوسری طرف آنکھیں سختی سے میچ لی۔

"کیا ہوا؟" عمارہ نے مسکرا کر پوچھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں کچھ نہیں میں بعد میں بات کرتی ہوں۔" وہ جس نے یہ پوچھنے کے لیے کال کی تھی کہ ایکزیٹ کس وقت پر آ رہے ہیں بنا پوچھے کال کانٹ دی جبکہ عمارہ حیران رہ گئی۔

"زینیا تو پاگل ہے۔" زینیا سر پر ہاتھ مارتی آنکھیں میچتی ہوئی بولی پھر خود ہی مسکرا دی۔

"ہم آپ کے ہیں کون۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے ساتھ شرما گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اچھا ٹھیک ہے انایا پچیس تاریخ نا اوکے اوکے چل آئی ول ٹالک ٹو یو لیٹر۔" وہ جو انایا سے بات کرتے کرتے کمرے میں آئی تھی سامنے بیڈ پر ٹیک لگائے آنکھیں موندے شاہ زیب کو دیکھ رک گئی اور مزید اسے بات کرنے کا ارادہ ترک کرتی اندر آ کر الماری کھول رات کے سونے کے کپڑے نکالنے لگی۔

"کہاں تھی؟" شاہ زیب نے ویسی آنکھیں بند کیے سوال پوچھا تو اس کے کپڑے نکالتے ہاتھ چند پل کے لیے رکے لیکن پھر اپنا کام جاری رکھ لاپرواہی سے بولی۔

"باہر۔ "

NEW ERA MAGAZINE.com
www.zubinovelszone.com

"وہ مجھے بھی پتا ہے لیکن باہر کہاں ؟"اس نے آنکھیں کھول چہرہ موڑ اس کی پیٹ کو دیکھتے پوچھا۔اس نے کپڑے نکال الماری کا پٹ بند کرتے کوئی جواب نہ دیا۔

"علیزے ؟"شاہ زیب نے سختی سے پکارا۔وہ باتھ روم کی جانب بڑھتے رک گئی لیکن پلٹی نہیں۔

"مجھے بالکل نہیں پسند کہ مجھے اس طرح نظر انداز کیا جائے جو پوچھتا ہوں اس کا سیدھا سیدھا جواب دیا کرو آئی سمجھ۔"وہی رعب،وہی حکم دینے والا انداز،علیزے نے اپنی مٹھیاں بھینچی لیکن خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا۔

"اور ہاں جب میں آیا کروں تو تم مجھے کمرے میں ملو۔"ایک اور حکم !اب وہ مزید صبر نہ کر سکی۔

"اچھا ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں۔"وہ دانت پیستے پلٹ کر اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی اور پھر مڑ کر جانے کہ پھر جان بوجھ کہ رکی اور واپس پلٹی۔شاہ زیب ویسی اسے دیکھ رہا تھا۔

"وہ آپ ذرا بتائیں گے کہ میں ابھی اگلے پل سانس لے سکتی ہوں ؟"اس نے تعبے داری سے پوچھا اور شاہ زیب نا چاہتے ہوئے بھی بے اختیار مسکرایا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں بالکل لے سکتی ہو۔" وہ بھی تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ وہ اندر تک جل گئی۔ پیر پٹخ وہ کپڑے تبدیل کرنے چلی گئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ رات کی ڈھیلی سے سادی کرتی اور کھلے فلیپر میں گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتے نکلی یہ سوچ کہ اب وہ کمرے میں نہیں ہو گا لیکن بیچاری کی امیدوں کا ستیاناز کرتے وہ ویسی اسی جگہ بھیٹا اپنی رکی گھڑی صیح کرنے میں مصروف تھا۔

"تم.... تم آج یہی سوں گے ؟" اس نے تولیے صوفے پر پھینک اپنے گیلے بال کیچر میں مقید کرتے پوچھا۔ شاہ زیب نے سر اٹھائے اسے دیکھا۔

"بھول گئی ؟" اس کے سوال پر اسے اپنا رشتہ قبول کرنا یاد آ گیا تھا جبھی وہ یکدم بری طرح گبھرا گئی جبکہ وہ پھر اطمینان نے اپنی گھڑی میں مصروف ہو گیا تھا۔

وہ جب کافی دیر وہی کھڑی اپنی انگلیاں چٹخنتی رہی تو شاہ زیب نے بھنویں اچکائیں اسے دیکھا۔

"ساری رات یہی کھڑے رہنے کا ارادہ ہے ؟" علیزے نے نفی میں سر ہلایا اور واپس الماری کھول اپنے کپڑے الٹ پلٹ کرتی دھڑکتے دل کو قابو میں کرنے لگی۔

"اچھا سنو ؟" وہ گھڑی ایک جانب رکھتا ہوا بولا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"کیا؟" شاہ زیب اس کی کیفیت سے اچھی طرح واقف تھا۔

"کل تیار ہو جانا شہر چلنا میرے ساتھ۔"اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"کس لیے؟"اس نے پلٹ کر جلدی سے پوچھا۔

"خریداری کے لیے تمہیں جو لینا ہو لے لینا اب تک صرف ضرورت تک محدود چیزوں ہوں گی نا؟"شاہ زیب نے کہتے ساتھ اس کی الماری کی طرف دیکھا جہاں چند کپڑے رکھے تھے پھر سنگھار میز کی طرف دیکھا جو تقریباً خالی ہی تھی۔علیزے نے بے ساختہ سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

"ہاں چاہیے تو ہے مجھے کافی چیزیں۔"وہ سوچتے ہوئے بول گئی۔

"ہوں پھر ٹھیک ہے کل چلنا جو لینا ہو لے لینا۔"اس نے سر ہلایا اور الماری کا دروازہ بند کرتی اپنی سائیڈ پر آکر بیٹھ کر ہونٹ کچلتی پاؤں ہلانے لگی۔وہ جانتی تھی شاہ زیب اسے ہی دیکھ رہا ہے۔

"تمہارے امتحان کی تاریخ مل گئی؟"شاہ زیب کی بھاری آواز پر اس نے بس بامشکل سر ہلایا پھر کیچر سے گیلے بالوں کو آزاد کیا۔شاہ زیب اب اس کی پشت پر پھیلے گیلے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کب ہیں؟"

"پچیس کو۔"

"اگلے مہینے کی؟"

"ہوں۔"اس نے واپس سر ہلایا۔دونوں کے درمیان معنی خیز خاموشی چھاگئی پھر کچھ ہی لمحے بعد اسے احساس ہوا کوئی اس کے بہت قریب پیچھے ہے لیکن وہ جانتی تھی کون ہے۔دل اچھل کر حلک میں آگیا لیکن اس نے ردِ عمل نہیں دیا البتہ وہ پوری سرخ پڑ گئی تھی۔

اب محسوس ہوا کہ کوئی اس کی کان کی سرخ ہوتی لوں کو اپنی ناک سے مس کر رہا ہے۔اس نے کچھ کہنا چاہا۔کوئی مزاحمت لیکن کسی کی قربت کا اثر یوں تھا کہ زبان سے نکلنے والے الفاظوں نے الوداع کہہ دیا۔خاموشی ہنوز برقرار تھی۔صرف سانس لینے کی آواز تھیں اور اس کی دل کی دھڑکنوں کا شر با بر پا تھا۔

"اپنی دل کی دھڑکنوں سے کہو کہ ذرا کم دھڑکیں کیونکہ ان کی گونج خاموشی میں بھی شور مچارہی ہیں۔"اور پھر آہستہ سی بالکل آہستہ سی آواز اس کے بائے کان کے بہت قریب سے محسوس ہوئی اور وہ وہی بت بن گئی جبکہ جو پیچھے تھا وہ کہہ کر دور ہو چکا تھا۔چند لمحے کی قربت کا احساس صرف اتنا ہی تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچانک چاروں طرف اندھیرہ چاہ گیا شاید کسی نے بتیاں بجھادی تھی جبکہ اب وہ اپنی رکی سانس بحال کرتی اس کے کہے لفظوں پر غور کر رہی تھی اور بے ساختہ ہی اسے اپنی دل کی دھڑکنوں کی تیز رفتاری پر غصہ آیا تھا۔

یہ تو ایک سمجھوتے کا رشتا تھانا؟ پھر کیوں اس کے قربت کے احساس میں اس کی دل کی دھڑکنیں، آواز، سانس سب اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھیں؟

کیسا احساس تھا یہ جسے وہ ابھی چند لمحے پہلے گزری تھی؟

وہ کئی لمحے یوہنی آنکھیں بند کیے رہی تھی۔اس کے اندر اتنی سی بھی ہمت نہ تھی کہ وہ پیچھے مڑ کر اس شخص کے تاثرات دیکھ لے اگر دیکھ لیتی تو شرم سے پانی پانی ہو جاتی۔وہ جانتی تھی جبھی دیکھنے سے گریز کیا ہوا تھا جبکہ باہر رات بیتی جارہی تھی اور گہری سے گہری ہوتی جارہی تھی۔

)جاری"زے یار پلیز پہلے تم رونا بند کرو۔" مہک نے اس کی تحمل سے پوری بات سن جب کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تو علیزے کی سسکیوں نے اسے روک دیا اور کافی دیر انتظار کے بعد بھی وہ سسکیاں نہ رکیں تو مہک نے غصہ اور فکر مندی سے کہا جبکہ دوسری طرف کب سے اپنے اندر سمایا غبار اس نے مہک سے فون پر نکال دیا تھا۔

"مہک اس جاہل جٹ انسان نے مجھے دھمکی دی ہے۔" وہ دھمکی پر زور دیے ناک پونچھتے ہوئے بولی۔

"ہاں جان ابھی بتایا نا تم نے سب۔" مہک نے پیار سے کہا۔

"تم ہی بتاؤ میں کیا کروں اب اگر اس نے ڈیڈ کو کچھ کہا تو میری قربانی ضایع ہو جائے گی اور اگر ڈیڈ کو کچھ ہو گیا نہیں نہیں۔" وہ روتے ہوئے خود ہی بولتی تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا شاہ زیب بھائی کچھ نہیں بتائیں گے انہوں نے بس تمہیں کہا ہے۔" مہک نے جلدی سے کہا۔

"اس گوار انسان کا میں قتل کر دوں گی سارے فساد کی جڑ ہی وہی ہے۔" وہ چلاتی ہوئی غصہ سے بولی۔

"اور اس گوار میرا مطلب انہوں نے ایسا کیا کہہ دیا جس پر تمہیں اعتراض ہو رہا ہے؟" مہک نے بھی غصہ سے پوچھا۔ وہ چونکی۔

"کیا کہہ دیا ابھی سب بتایا نا وہ کہتا ہے کہ میرے ساتھ رشتا نبھاؤ اس حویلی کی بہو بن کر اپنی زمے داریاں سنمبھالو بہت ہو گئے یہ ڈرامے بیوی بنو اور تم کہتی"........

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کیا غلط کہہ دیا زے انہوں نے بلکہ ان کی جگہ کوئی بھی ہوتا شادی کی پہلی رات ہی یہی کہتا لیکن میں تو حیران ہوں کہ اب تک انہوں نے اتنا سب کیسے برداشت کر لیا زے کوئی بھی غیرت مند مرد نہیں برداشت کرتا کہ اس کی بیوی بیوی نہیں غیر بن کر رہے اور اپنے سارے فرایض سے ہاتھ دھو کے ایک طرف ہو جائے۔" مہک کی بات پر اس کا منہ حیرت سے کھلتا چلا گیا۔

"تم اس زلیل انسان کے ساتھ ہو یا میرے ساتھ؟" اس نے غصہ سے پوچھا۔

"میں صحیح کے ساتھ ہوں اور اس وقت غلطی پر تم ہو نہ کہ شاہ زیب بھائی اور پلیز ایسے الفاظ تو نہ استعمال کر شوہر ہیں وہ تھوڑا تو لحاز کر۔" مہک نے اسے ڈانٹا۔

"میرا بس چلے تو میں اس خبیث انسان کی ہڈی پسلی ایک کر دوں کوئی شوہر نہیں ہے وہ میرا۔" وہ آنسوں بے دردی سے صاف کرتی ہوئی بولی۔ وہ پوری طرح سرخ ہو چکی تھی۔

"تیرے ماننے یا نا ماننے سے سچائی نہیں بدل جائے گی بلکہ یہی سچ ہمیشہ رہے گا اور وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہے ہیں اگر نہیں مانتی تو چھوڑ دے کیوں خود کو تو اذیت میں رکھا ہوا ہے ساتھ اتنی بڑی زمے داری کندھوں پر ڈالے بے نیاز ہے؟" علیزے نے آنکھیں میچیں۔

"یہی تو نہیں کر سکتی ڈیڈ سے "......

"زے تو صاف صاف بتا تو کیا چاہتی ہے نہ چھوڑ رہی ہے نہ نبھا رہی ہے مزاق ہے کیا سب ؟" مہک کو تو غصہ ہی آ گیا تھا۔

"جبھی تو تجھے کال کی ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا میری طبیعت ویسی ٹھیک نہیں اپر سے یہ سب سوچ سوچ کے میری نسیں پھٹ رہی ہے مجھے لگ رہا ہے میری بی پی شوٹ کر جائے گا۔" وہ ایک بار پھر رونے لگی۔ مہک کو بے اختیار ترس آیا۔

"زے پلیز ریلکس کر اچھا ہم آرام سے بات کرتے ہیں تو آرام کر۔" مہک جلدی سے بولی۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں مجھے اس کا حل چاہیے ورنہ اگر اس نے ڈیڈ سے کچھ "......

"اس کا حل صرف اور صرف تیرے پاس ہے۔" مہک جملے پر زور دیتی تقریباً چیخی۔

"کیا؟"علیزے نے یکم پوچھا۔

"تو اس رشتے کو قبول کر لے۔" مہک کی بات پر علیزے کو لگا کہ اس کی سانس اکھڑنے لگی ہیں۔

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔" وہ تیزی سے کھڑی ہو کر نفی میں سر ہلانے لگی۔

"کیوں نہیں ہو سکتا سب ہو سکتا ہے زے مجھے یقین ہے شاہ زیب بھائی اتنے برے نہیں ہیں سب اچھے ہیں وہاں اب تو نے اتنا بڑا فیصلہ چاچو کے خاطر کر ہی لیا تھا اب نبھا بھی لے مجھے یہ کہتے ہوئے بہت.... بہت تکلیف ہو رہی ہے لیکن مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ زے سمجھوتا کر لے اپنے نصیب کے ساتھ۔" آخری جملا کہتے جہاں مہک کی آواز تک بھیگ گئی تھی وہی علیزے کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ کب آنکھ کے کنارے سے ایک آنسو تیز رفتاری سے نکل کر سرخ رخسار پر لڑکھ گیا۔

"جانتی نہیں کہ کہاں جاؤں،
راستے بند ہیں کدھر غم کو دفناؤ،
کیا میں خود کو کر دوں نصیب کے حوالے،
کیا میں تقدیر کو خود کا رکھوالا بناؤں،
ستمگر ہے ہر ایک وہ شخص،
جو دکھیل رہا ہے اس طرف،
جہاں ہر کسی کو میں غیر پاؤں،
مجھے تو ہی بتا اب میں کہاں جاؤں،
روں مروں یا کسی اپنے کو بھول جاؤں،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

زندگی کے ساتھ سمجھوتے کرتے،

کیا میں کسی روٹھے اپنے کو مناؤں؟ "

☆☆☆☆☆☆☆☆

"چاچا جان آپ کی چائے اور یہ آپ کی دوایاں۔" سِلا نے مسکراتے ہوئے چائے کا کپ ان کے سامنے رکھتے ساتھ دوایاں بھی رکھی۔ وہ بھی مسکرا دیے۔

"جیتی رہو۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"سِلا یہ دیکھو یہ میں نے بنایا ہے۔" وہی لاؤنج میں رایمہ بھی اپنے ہاتھ میں پکڑی باسکٹ لائج اور صوفے پر بھیٹ سِلا کو دیکھانے لگی۔ یوجنا انور بخت سے لگی موبایل استعمال کر رہی تھی اور وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے دوسرے ہاتھ سے چائے پیتے اپنی بہو اور بیٹی کو خوشی سے دیکھ رہے تھے جب کچھ ہی دیر بعد عدیب باہر سے آیا۔

"آؤ برخوردار آتے ہی چلے گئے اپنے آوارہ دوستوں میں۔" وہ آ کر یوجنا کے پاس بھیٹ اسے تنگ کرنے لگا جب وہ ناگواری سے بولے۔ سِلا اور رایمہ نے بھی چونک کر دیکھا۔

"ڈیڈ۔" وہ سِلا کی موجودگی میں انور بخت کو اس طرح کہتے دیکھ غصہ سے بولا۔

"میں چائے لاؤں آپ کے لیے۔" سِلا جلدی کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔اس نے یوجنا کے موبایل کی سکرین پر نظریں جمائے نفی میں سر ہلایا۔ سِلا تھوڑا حیران ہوئی۔ وہ تھوڑا بدلا بدلا لگ رہا تھا۔

"ڈیڈ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" اچانک اس نے انور بخت پر نظریں جمائے سنجیدگی سے کہا۔انہوں نے سر ہلایا۔یوجناب سیدھی ہو کر بھیٹ گئی اور موبایل رکھ کر عدیب کی طرف دیکھنے لگی۔ رایمہ بھی باسکٹ ایک طرف رکھ متوجہ ہو گئیں۔ سِلا واپس بھیٹ گئی۔

"ڈیڈ میں الگ گھر میں رہنا چاہ رہا ہوں میرا مطلب ادھر ہی لیکن الگ گھر میں۔" اس کی بات پر سب ہی حیران ہو گئے تھے۔

"الگ اس کی کیا ضرورت پیش آ گئی بھائی؟" رایمہ نے حیرانی سے پوچھا۔انور بخت خاموش تھے۔

"بس پرایوسی چاہیے۔" اس نے کندھے اچکا دیے۔ سِلا نے پریشانی سے اسے دیکھا پھر بولی۔

"لیکن یہاں پر ہم ٹھیک تو ہیں چاچا جان کی طبیعت ".....

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم سے پوچھا کسی نے؟" عدیب کی سرد آواز پر جہاں وہ چونک کر چپ ہو گئی وہی رایمہ یوجنا نے حیرانگی سے بھائی کو دیکھا۔

"عدیب۔" انور بخت نے اسے سختی سے پکارا۔ وہ سر جھکا گیا۔

"ڈیڈ گھر کا انتظام ہو گیا ہے دوست کا ہے وہ اور اس کی فیملی آسٹریلیا سے باہر ہین تو کسی بھی قسم کی شفٹنگ کی ضرورت نہیں سب کچھ ہے وہاں۔" سِلا نے الجھ کر اسے دیکھا جو دونوں ہتھیلیوں کو باہم پھنسائے سنجیدگی سے انور بخت سے بات کر رہا تھا۔

"ہوں ٹھیک ہے تم لوگ پھر کل ہی چلے جاؤ۔" انور بخت کی اجازت دینے پر رایمہ اور یوجنا نے انہیں دیکھا۔

"مگر ڈیڈ کیا ضرورت ہے بھابھی یہاں ہمارے ساتھ کیوں نہیں رہ سکتی؟" یوجنا نے انور بخت سے کہا۔

"یوج ہم یہی ہیں اسی شہر میں کہی جا نہیں رہے۔" انور بخت کے بجائے عدیب نے جواب دیا۔

"سِلا تمہیں جو کچن کا سامان لینا ہو تم کل شام رایمہ کے ساتھ چلی جانا رایمہ میں تمہیں ایڈرس سینڈ کر دوں گا وہاں جا کر تم سِلا کے ساتھ مل کچن سیٹ کروا لینا باقی تم اپنا

سامان بھی تیار رکھنا ہم کل رات کو کھانا کھا کے نکل جائیں گے۔"عدیب نے سِلا اور رایمہ کو مخاطب کر کے کہا۔دونوں نے سر ہلایا۔

"ویسے اتنی بھی کیا جلدی تھی۔"یوجنا پھر منہ بنا کر بولی تھی۔

"ہیلو۔"عدیب کے فون پر کال آئی۔وہ کال اٹینڈ کرتے ساتھ ناک آؤٹ ہو گیا پیچھے سِلا بھی اٹھ کر گئی۔

"ڈیڈ آپ نے اجازت کیوں دی؟"رایمہ انور بخت کے پاس آکر بھیٹ پوچھنے لگی۔

"ہاں ڈیڈ بھابھی چلی جائیں گی۔"یوجنا بھی ناراضگی سے بولی۔

"بیٹا میں کیوں منع کرتا اب دونوں شادی شدہ ہے اچھا ہے اپنی زندگی میں مصروف رہے اگر عدیب چاہ رہا ہے الگ رہنا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔"انور بخت نے دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ڈیڈ....."رایمہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"اچھا ہے رایمہ عدیب پر بھی کوئی زمے داری ڈلے میں نے کچھ سوچ کر ہی اجازت دی ہے۔"وہ پر سوچ انداز میں ڈوبے ہوئے بولے۔ایمہ سانس بھرتی ہوئی سیدھی بھیٹ گئی۔

"میں بھی چلوں گی کل۔"یوجنا نے رایمہ سے کہا۔اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"وعلیکم اسلام کیسے ہو ٹونی؟" شاہ زیب ٹانگ پر ٹانگ جمائے بھیٹا صوفے پر ہاتھ پھیلائے سامنے سمیر کے ساتھ بھیٹے ٹونی سے سلام کا جواب دیتے پوچھنے لگا۔ آج کافی دنوں بعد سب کزنز ایک ساتھ ہال میں جمع ہوئے تھے۔

"بالکل سیٹ شاہ بھائی۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا مسکراتا مزے سے بولا۔ شاہ زیب ماورہ کے ہاتھ سے چائے کپ پکڑتے دھیمے سے مسکرا دیا۔ ٹونی شاہ زیب کی پرسنیلیٹی سے بہت زیادہ متاثر تھا اور جب اس کو یہاں آکر پتا چلا کہ شاہ زیب کی ایک نہیں دو دو شادیاں ہوئی ہے تو اس نے بنا حیرانگی دکھائے کہا "یہ تو ہونا ہی تھا وہ ٹھہرے اتنے کمال کے شخص ایک کہاں کافی تھی کافی لڑکیاں بھائی کی دیوانی جو ہیں۔" بدلے میں اس کو بتانے والا عمر اور ثمن نے ایک دوسرے کو حیرانگی سے دیکھا تھا۔

"کیا کر رہے ہو آج کل؟" اس نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے پھر پوچھا۔ ماورہ اب عمارہ کی مدد سے باقی سب کو چائے پکڑا رہی تھی۔

عمر حسن آپس میں جانے کیا کھسر پسھر کر رہے تھے جبکہ لیلیٰ اور ثمن سب نے بے نیاز منہ پھلائے بھیٹی تھیں۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE

ثمن کا منہ تو نہ جانے کی وجہ سے پھولا ہوا تھا اور لیلیٰ کا منہ چھچھوندر کی موجودگی کے باعث !

"جی ابا کے ساتھ دکان پر ہوتا ہوں۔" اس نے پھر تیل سے چپکے بال سیٹ کرتے کہا۔

"پپو۔" لیلی نے اسے ناگواری سے دیکھ نیا نام دیا تھا۔

"جی کچھ کہا آپ نے ؟" اس نے سامنے صوفے پر بھیٹی لیلیٰ سے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ سب لڑکیوں نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"نہیں آپ کے کان بج رہے ہیں۔" اس نے چبا چبا کر کہا۔

"ایں مجھے تو صرف دل کی گھنٹیوں کی آواز سنائی دے رہی ہے۔" وہ ویسی مسکراہٹ لیے بولا جسے لیلیٰ جل کر رہ گئی۔ سمیر اور شاہ زیب چائے کی چسکیاں بھرتے لطف انداز ہو رہے تھے۔ سب ہی لیلیٰ اور ٹونی کے رشتے کے بارے میں شروع سے جانتے تھے اور لیلیٰ کے انکار کے متعلق بھی سب کو خبر تھی۔

"بھابھی آئیں نا۔" اسے پہلے لیلیٰ غصہ سے کوئی جواب دیتی عمارہ کی جوشیلی آواز پر سب کے ساتھ چونک گئی۔

علیزے مرے قدموں سے چلتی سب کی طرف آرہی تھی۔ جہاں سب حیران اور خوش تھے وہی ماورہ کا دل جل گیا تھا۔ وہ کیوں آرہی تھی؟ وہ تو نفرت کرتی نا؟ وہ تو صرف کمرے تک محدود رہتی۔ ڈھیوں سوال ماورہ کے زہن میں آنے لگے تھے۔

شاہ زیب ٹانگ پر سے ٹانگ ہٹائے سیدھا ہو کر بھیٹ گیا تھا۔ کچھ دیر پہلے کی لفظ اندازی، دھیمی مسکراہٹ اب سنجیدگی میں تبدیل ہو گئی تھی۔

کالی نیٹ والی گھٹنوں سے اپر آتی قمیض اور سفید کھلا فلیپر، سیاہ ہی نیٹ کا بڑا دوپٹا سر پر جمائی وہ سادہ نہیں تھی بلکہ ہلکی سی ہونٹوں پر لپسٹک اور آنکھوں میں گہرہ کاجل تھا جس پر سب مزید حیران رہ گ ئے تھے جبکہ شاہ زیب کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی.

یعنی... یعنی علیزے انور نے اپنی ہار قبول کرلی تھی،

علیزے انور نے خود کو قسمت کے حوالے سونپ دیا تھا۔

ہاں علیزے انور نے اس ان چاہے رشتے کو قبول کر لیا تھا۔ اسی بندھن کو اسی شخص کو اسی حویلی کے مکینوں کو جسے اسے سخت نفرت تھی۔

ہاں علیزے انور نے سمجھوتا کر لیا تھا! لیکن کیا علیزے انور س۔ جھوتا کرنے والوں میں سے تھی؟

جہاں مسکراتے وہ علیزے کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا وہی وہ ٹمن کے برابر میں ٹِکتی آنسوؤں کو کب کا خشک کر چکی تھی۔

"مخدوم شاہ زیب فرقان بخت میں نے سمجھوتا کیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ میرا دل صاف ہو گیا میں اس نکاح کا نبھاؤں گی اب تمہارے حقوق کی خلاف ورزی نہیں کروں گی لیکن ہرگز اس کا مطلب نہیں کہ میں دل سے تمہیں اپناؤں گی میں آج جس مقام پر ہوں جو زندگی مجھے مل گئی ہے وہ سب تمہاری وجہ سے ہے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی نہ آج نہ کل اور نہ بیس سال بعد نہ ہی کبھی۔" وہ اسے دیکھتے آنسوں زبط کرتی سوچ رہی تھی جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال اطمینان سے مسکرا رہا تھا۔ نیلی آنکھوں میں کیا تھا؟ جشن؟ جیت کی خوشی؟ یا پھر کچھ اور ہی!

"بس کر او رچرا لے نظریں اتنا برداشت اب ہم میں نہیں۔" سمیر نے دونوں کو دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا۔ جہاں وہ دونوں چونکے وہی ماورہ تڑپ کر کھڑی ہوئی اور شاہ زیب کے برابر آکر بھیٹ گئی۔ علیزے نے چہرہ پھیر لیا۔

"واہ واہ سمیر بھائی۔" ٹونی نے اس کے کندھے پر ہلکا سا مکا مارتے ہوئے کہا۔ وہ ہنس دیا جبکہ شاہ زیب نے اسے گھورا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Poetry | Interviews

"سمیر لالا آپ کچھ زیادہ ہی شاعریاں نہیں کرنے لگے ابھی صبح بھی فیض احمد کی شاعریاں سنا رہے تھے۔" لیلیٰ نے سیب کا پیس پلیٹ سے اٹھاتے ہوئے کھاتے اسے ٹوکا۔ وہ اور ہنسا۔

"بس۔" اس نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے۔

"خوش کیسے نہیں ہوں گے زینیا باجی کے ہاں جو رشتہ لے کر سب جا رہے ہیں۔" ثمن "سب" پر زور دیتی اپنی ناراضگی یاد دلاتی بولی۔

"کیا ہوا ثمن میں وہی غور کر رہا تم کیوں خاموش ہوں؟" شاہ زیب میز کپ پر رکھتے ہوئے بولا۔ اس کی رونے والی شکل ہو گئی۔

"لالا مجھے کوئی لے کر نہیں جا رہا۔" علیزے نے اپنی برابر بھیٹی ثمن کی غمگیں آواز پر اسے دیکھا۔

"کیوں؟" شاہ زیب نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ دراصل سب بڑے جا رہے ہیں۔" ماورہ نے جواب دیا۔

"ہاں اس کو لے کر بھی نہیں جانا چاہیے۔" سمیر نے مسکراہٹ دبائے اسے تنگ کیا۔

"تم چپ کرو۔" شاہ زیب نے اسے جھڑکا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ادھر آؤ بچے۔"اس نے نرمی سے ثمن کو اپنے پاس بلایا۔اس کے آنسوں ابل کر آگ ئے اور شاہ زیب کے پاس آ کر بھیٹ گئی۔

"بھابھی چائے۔"عمارہ نے چائے کا کپ علیزے کی طرف بڑھایا۔اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"سمیر بھائی ذرا دیکھیں تو دونوں بیویاں ایک ساتھ ایک پہلو میں تو دوسری سامنے۔" ٹونی نے جھک کر سمیر کے کان میں کہا۔اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"یہاں ایک ہو جائے بہت بڑی بات ہے یہ بندہ قسمت تو بچپن سے بڑی زبردست لے کر آیا ہے۔"سمیر نے کہا۔ٹونی نے قہقہہ لگاتے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا جسے سب ہی چونکے۔

شاہ زیب نے ان دونوں کو ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ دونوں سمجھ گ ئے کہ وہ جانتا کہ وہ کیا بات کر رہے ہیں۔علیزے کو یہاں الناآپ غیر ضروری لگا جبکہ یہ اس کی ہی غلطی تھی۔اس نے اپنے اور ان سب کے درمیان اتنی اونچی دیوارے کھڑی کی ہوئی تھیں جو اتنی آسانی سے نہیں گرنے والی تھی لیکن اسے اب نبھانا تھا اسیلیے اس نے ارد گرد دیکھا پھر سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"تم نہ روں یہ تو اچھی بات ہے کہ تم نہیں جا رہی ورنہ سوچوا گر جاتی تو بور ہو جاتی بہت بورنگ ہوتا ہے یہ سب۔"اس نے ہمت کرتے ثمن کو بہلانے والے انداز میں کہا۔سب نے چونک کر اسے دیکھا اور منظر میں آکر وہ جذبذب ہو گئی۔

ثمن نے معصومیت اسے دیکھا۔

"ہاں بالکل بھابھی صحیح کہہ رہی ہیں وہاں صرف بڑوں کی ضروری باتیں ہونی ہیں۔" شاہ زیب نے کہا۔علیزے نے اسے دیکھا جو ثمن کی طرف متوجہ تھا پھر علیزے نے ماورہ کو دیکھا جو شاہ زیب کی علیزے سے اکتفا کرنے پر غم و غصہ سے دیکھ رہی تھی۔

علیزے نے سر جھکا لیا۔

شاید وہ ماورہ اور شاہ زیب کے درمیان آرہی تھی۔اسے ماورہ پر یکدم ترس آیا۔

"لیکن بھابھی لالا میں زینیا باجی کے پاس بھیٹ جاتی۔"اس نے جلدی جوش سے کہا۔عمارہ علیزے کے برابر بھیٹتی بولی۔

"جس وقت ہم جائیں گے اس وقت زینیا باجی گھر پر نہیں ہوں گی کچھ فارم کے سلسلے میں وہ باہر ہوں گی اور ویسے بھی ہم نے ان کی امی سے ملنا ہے۔" ثمن کے ساتھ سمیر نے بھی "اوہ" کیا جس پر ٹونی نے اس کو فوراً دیکھا۔اس کے اچانک دیکھنے پر سمیر نے بھنویں اچکائیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"آپ بھی جا رہے تھے کل؟" اس نے پوچھا۔ لیلیٰ نے سیپ ختم کرتے ہاتھ جھاڑتے منہ بناتے ان دونوں کو دیکھا۔

"اپنا کام کرنا۔" سمیر نے لاپرواہی سے اس کے سر پر چپت مارتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں تو کوئی کام کر ہی نہیں رہا۔" وہ حیران ہوتے ہوئے بولا۔

صحیح جوڑی ہے بھئی تم دونوں کی۔" وہ لیلیٰ کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ لیلیٰ نے "لالا" کہتے اس کو گھورا جبکہ ٹونی نے بالوں میں بلاوجہ شرماتے ہاتھ پھیرا تھا۔ لیلیٰ منہ پھلائے اٹھی اور چلی گئی۔

"جا جلدی جا۔" سمیر نے کہا۔ ٹونی بھی بھاگا۔

"بس دیکھ لیا۔" عمارہ کے بتانے پر شاہ زیب نے اس کے سر پر ہلکا سا مارتے ہوئے کہا۔ وہ خجل سی ہو گئی۔

"سوری اینڈ تھینک یو بھابھی۔" وہ مسکراتے ہوئے کسی اور جہاں میں کھوئی ٹانگ پر ٹانگ رکھی بھیٹی بند ہتھیلی تھوڑی پر جمائے علیزے سے بولی۔ وہ چونکی۔

"ہوں ہاں اٹس ٹوٹلی فاین۔" اس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔ ماورہ نے اسے غصہ سے دیکھا اور ساتھ حیرانی بھی اسے کھائے جا رہی تھی آخر اچانک ایسا کیا ہوا کہ وہ اتنی بدل گئی۔

"آپ نے یہ کپڑوں کی شاپنگ کہاں سے کی؟" شاہ زیب سمیر اپنی کاروباری باتوں میں مصروف ہوئے تو ثمن علیزے کے برابر بھیٹ گئی اب وہ عمارہ اور ثمن کے درمیان بھیٹی تھی جو بہت دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھیں جبھی اس کی سادی قمیض کا دامن ہاتھ میں لیتے عمارہ نے پوچھا۔

"یہ سب کپڑوں کی مہک نے شاپنگ کی تھی۔" اس نے بتایا۔ عدیب اور علیزے کے نکاح سے پہلے جب رایمہ مہک شاپنگ پر گ ئے تھے تبھی وہ یہ کپڑے علیزے کے لیے لائی تھیں باقی جو تھے وہ یہاں آنے سے پہلے ہی گاؤں کے مطابق وہ کپڑے پیکنگ میں رکھے گ ئے تھے۔ کرتیاں وغیرہ مگر اب وہ سب کافی نہیں تھے یہاں اس کو اب ہمیشہ کے لیے رہنا تھا اسلیے اس کو شاپنگ کی ضرورت تھی کچھ میک اپ اور جیولرلی اور جو وہ سکن کیر کے لیے لوشن کریم لگاتی تھی کیونکہ اب تک وہ خانہ بدوش کی طرح ایسے رہ رہی تھی جیسے ابھی سٹیشن آئے گا اور وہ اتر جائے گی لیکن اب اس کو اپنی پسرنل چیزیں سب کچھ لینا تھا اور خود کو مستقل سیٹ کرنا تھا لیکن وہ چاہ کر بھی کسی سے کچھ نہیں کہہ رہی تھی کیونکہ ایک جھجک تھی جو قایم تھی اور نفرت تو دل کے کونے میں تھی جس کا اظہار ضرور اس نے کرنا چھوڑ دیا تھا۔ سمجھوتا جو کر لیا تھا۔

"یہ سب سے مراد؟" ثمن نے بھی اس کا دوپٹا چھوتے ہوئے پوچھا۔

"یہاں حویلی میں پہننے والے ورنہ میرے کپڑے الگ ہوتے ہیں۔" اس نے سادہ سا جواب دیا۔ لہجہ میں اب کوئی تلخی نہیں تھی۔

"اوہ ہاں آپ کے تو زیادہ تر ویسٹرن ہوتے ہوں گے نا؟" عمارہ نے پوچھا۔ علیزے نے سر ہلایا۔

تھوڑی دور بیٹھا شاہ زیب سمیر سے بات کرتے کنکھیوں سے علیزے کو دیکھا رہا تھا جو ہلکے ہلکے عمارہ ثمن کے ساتھ کوئی گفتگو کر رہی تھی۔ چہرے پر نرمی تھی شاید اس نے واقعی اب اس رشتے کو قبول کر لیا تھا۔ اس نے گہری سانس لی اور اپنے بائے طرف دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے ماورہ علیزے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی جسے شاہ زیب اچھی طرح واقف تھا لیکن اب وہ وہاں نہیں تھی۔ وہ اٹھ کر چلی گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"یہ سب تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟" وہ غصہ سے اس کے سر پر کھڑی پوچھ رہی تھی جو اسے اس کے زبردستی کرنے پر ساری بات بتا چکا تھا اور وہ حیرانگی سے سنتی گئی اور اب وہ آگ بگولہ ہو رہی تھی جبھی چیختی ہوئی بولی۔

"آرام سے۔" دانیال نے کان میں انگلی ڈال آنکھیں میچتے اسے ٹوکا۔

"عریبہ کی بچی میں اس کی جان لے لوں گی۔"وہ مٹھیاں بھینچھتی بولی۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گی یہ میرا معاملہ ہے مجھے خود اسے نپٹ لینے دو۔"دانیال نے سختی سے کہا۔

"ہاں جیسے اب تک تم نے نپٹ لیا۔"مہک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"عریبہ نے جس جال میں مجھے پھنسایا ہے اس سے نکلنا اتنا آسان نہیں۔"دانیال نے اب نرمی سے کہا۔

"تو تم پھنسے ہی رہو میں رایمہ کو کال کر کے پوچھتی ہوں کہ کیا میرے بھائی پر اس کا اعتبار صرف اتنا تھا؟"وہ اپنی جینس کی جیب سے موبایل نکالتی غم و غصہ سے بولی۔

"مہک نہیں۔"دانیال نے جھپٹ کر اسے موبایل کھینچا۔

"تم اس کو کال کر کے میری صفائیاں پیش نہیں کرو گی۔"وہ غصہ سے بولا تو مہک حیران رہ گئی پھر نرمی سے اس کے پاس بیٹھ بولی۔

"کیوں دانی تم مجھے رایمہ سے صرف ایک بار بات کرنے دو پھر دیکھو میں سب صحیح کر دوں گی۔"دانیال نے نفی میں سر ہلایا۔

"سب صحیح کی جگہ بگڑ جائے گا اور ویسے بھی میں نہیں چاہتا کہ رایمہ کو لگے میں نے اپنی غلطی پر پردا ڈالنے کے لیے اپنے حمایتی بھیجے ہیں۔"مہک سے غصہ سے اسے دیکھا۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ ایسا نہیں سوچے گی تم بس ایک بار مجھے بات تو کرنے دو پکا میں نہیں کہوں گی کہ مجھے دانی نے خود بتایا ہے میں باتوں باتوں میں اسے پوچھوں گی پلیز۔" اس نے سمجھانے والے انداز سے کہا۔ دانیال چپ ہو گیا۔

"لیکن ایک شرط پر۔" اس نے موبائل دیتے دھیرے سے کہا۔

"کیا؟" مہک خوش ہوئی۔

"تم میرے سامنے بیٹھ کر سپیکر پر بات کرو گی۔" مہک نے فوراً سر اثبات میں ہلایا اور سکرین پر انگلیوں کو حرکت دیتی رایمہ کا نمبر ملانے لگی۔ دانیال بھی لب کاٹتے بے صبری سے سننے لگا۔ ہاں وہ چاہتا تھا، وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ رایمہ کیا جواب دیتی ہے۔

"اٹھا نہیں رہی میں پھر ٹرائے کرتی ہوں۔" اس نے فون کان سے لگائے اکتا کر ہٹایا اور پھر ملایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"علیزے؟" وہ ابھی کلاس لے کر بیٹھی تھی۔ اپنی کتابیں سمیٹتے ہوئے شاہ زیب جو الماری سے اپنے کپڑے نکال رہا تھا اچانک اس نے پکارا۔ وہ چونکی۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی جواب نہ دیا بس اس کی طرف دیکھا تو وہ ہاتھ میں پکڑی سفید شلوار قمیض اس کے پاس بیڈ پر پھینکتے ہوئے بولا۔

"اس پر استری کردو مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔" وہ مصروف سے انداز میں بولا۔ علیزے کے تاثرات نے بتادیا کہ اس اسے کی بات بری لگی ہے۔

"میں ملازمہ سے کہہ دیتی ہوں۔" وہ صبر کا کڑوا گھونٹ پی کر اٹھ کر جانے لگی جب شاہ زیب دوبارہ بولا۔

"ملازمہ نہیں تم کرو ماورہ کھانا بنانے میں مصروف ہے اسیلیے کہہ رہا ہوں۔" اس کے سختی سے کہنے پر اس نے اس کے گنجلے ہوئے کپڑوں کو دیکھا اور بنا کچھ کہے آگے بڑھی اور ہاتھ میں اٹھا لیے۔

"تم بھی کام میں ہاتھ بٹایا کرو ہر وقت کمرے میں بند نہیں رہا کرو۔" وہ اب کوئی کاعضات نکال کر انہیں دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔ علیزے کا دل چاہا کچھ کہے لیکن خود کو روک لیا آخر اس نے اب سمجھوتے کا فیصلہ جو کر لیا تھا۔

"مجھے کھانا بنانا نہیں آتا۔" وہ روکھے سے انداز میں ادھر ادھر دیکھتی ہوئی بولی۔

"جانتا ہوں لیکن کھانا بنانے کے علاوہ بھی دس کام ہوتے ہیں باہر جایا کرو خواتین کے ساتھ بھیٹا کرو تم اس حویلی کی بیٹی خود کو نہیں مانتی تو کم از کم بہو مانو ویسے بھی سمجھوتا کر

ہی لیا ہے تو عمل کرنا شروع کرو۔" آخری جملہ نیلی آنکھیں اٹھاتے اس کو دیکھتے ہوئے کہا تو جو اس کی ساری بات اس پر نظریں جمائے سن رہی تھی فوراً نظریں ہٹا لیں۔ وہ دھیمے سے مسکرایا لیکن جلد ہی مسکراہٹ کو چھپا گیا۔

"اچھا۔" وہ ایک لفظ سپاٹ چہرے کے ساتھ کہتی پلٹنے لگی جب وہ حیران سا فائل ایک طرف رکھ بولا۔

"ہر وقت کانٹ کھانے کو آنے والی جنگی بِلی اتنے نرم لہجے اتنی تعبے داری سے سب سنتے ہوئے شاک میں ڈال رہی ہے مجھے۔" اس نے پلٹ کر اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔ وہ دلکشی سے مسکرا رہا تھا۔

"اس میں بھی پرابلم ہے تمکیں؟" وہ سرد لہجے میں بولی۔ اس نے دھیرے سے ہنس کر نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے کیا ہو سکتی ہے ہاں یہ سمجھ آ رہا مجھے کہ اس وقت تم پر کیا بیت رہی ہو گی۔" وہ چلتے اس کے پاس آیا۔ علیزے کو اس کی ہنسی دلکش ضرور لگی تھی لیکن اس نے اپنی آنکھیں گھماتے نظریں ہٹالی تھی، اس کے اس طرح ہنسنے پر کسی اور کی بھی ہنسی یاد آئی تھی۔ بے ساختہ دل کو کچھ ہوا تھا بلکہ بہت کچھ۔

"کیا ہوا کس سوچ میں پڑ گئی۔" اس کے جھٹکے سے اپنے قریب کرتے وہ آہستہ سے بولا۔اس کی سانسیں علیزے کو اپنے چہرے پر بے حد قریب محسوس ہوئیں۔اس کا دل بے اختیار کانپا۔

اس نے ہلکی سی مزاحمت کرتے کلائی اس کے ہاتھ سے چھڑوانی چاہی اور چہرہ نیچے کیے ارد گرد دیکھنے لگی اور اس کی اتنی ہلکی مزاحمت پر شاہ زیب کا قہقہہ بے ساختہ گونجا تھا اور وہ چونک کر رہ گئی تھی۔

"تم نے تو واقعی سمجھوتا کر لیا ہے میں تو اب تک یقین نہیں کر رہا تھا۔" اس کے ایک جھٹکے سے پیچھے ہونے کے بجائے بس روایتی حیادار بیویوں کی طرح دھیرے سے اپنی کلائی چھڑواتے اسے نظر انداز کرنے پر وہ خوشگوار حیرت سے بولی۔علیزے نے سر اٹھا کر اس کی نیلی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوچا کہ اس کی آنکھیں نوچ لینی چاہیے۔

"تم اتنی کم بولتی ہوئی مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھوڑا سا لڑ ہی لو۔" وہ اس کے ایک بار پھر خاموشی سے اس کی آنکھوں میں دلیری سے آنکھیں ڈالے دیکھ وہ ایسے بولا جیسے منت کر رہا ہو۔علیزے نے نظریں پھیر لیں۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا ٹھیک ہے نہیں کرتا پریشان بلکہ سچ کہوں تو ایسی ہی تم صحیح ہو چلو دیر آئے درست آئے تمہاری عقل تو ٹھکانے پر آئی۔" وہ اسے الگ ہوتا ہوا بولا۔ وہ سانس بھرتی پھر غصہ کا کڑوا گھونٹ پی گئی۔

"آج رات میں جلدی آؤں گا۔" وہ اب سنجیدگی سے بولا۔

"مجھے کیوں بتا رہے ہو اپنی بیوی کو بتاؤ اس کے پاس جاؤ۔" اسے مزید چپ نک رہا گیا۔

"اپنی بیوی کو ہی تو بتا رہا ہوں اور اس کے پاس ہی آؤں گا۔" علیزے چونکی۔ اس کے لہجے میں پہلی بار اس نے اپنے لیے اپنایت محسوس کی تھی۔ وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا اور وہ نظریں چرا گئی تھی۔

"جاؤ جا کر استری کر کے لے آؤ۔" وہ جو ویسی کھڑی تھی اس کی بات پر چونکی اور پلٹ کر جانے لگی۔

"سنو؟" وہ رکی لیکن مڑی نہیں۔

"تیار رہا کرو اب تم مجھے اتنے سادے حلیے میں نہ دکھو۔" اس کی بات پر اس نے دانت پیسے۔ حویلی والوں کے ساتھ شاہ زیب نے بھی غور کیا تھا کہ اس کی ناک، کان، گلہ اور ہاتھ سب خالی رہتا تھا اور ان کے ہاں بہویں کبھی بھی ایسی نہیں رہتی تھی۔ برا مانا جاتا تھا لیکن حویلی والے اس کے رویے کی وجہ سے کچھ نہ کہتے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تیار ہوتی ہے میری جوتی۔" وہ پیر پٹخ کر بڑبڑائی اور دروازہ کھول تیزی سے باہر نکل گئی۔ جاتے ہوئے وہ اتنی زور سے دروازہ بند کر گئی تھی جیسے اس نے سارہ غصہ بیچارے دروازے پر نکالا ہو۔

"پاگل لڑکی۔" وہ تاسف سے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے بڑبڑاتا فریش ہونے چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہیلو رایمہ؟" اب کی بار فون پہلی ہی بیل پر اٹھا لیا گیا تھا جب مہک نے دانیال پر ایک نظر ڈال جلدی سے فون سپیکر پر رکھ اسے پکارا۔

"اسلام علیکم مہک کیسی ہو؟" دوسری طرف رایمہ کی آواز دانیال کے خالی کمرے میں گونجی تھی۔ دانیل نے نچلا لب کاٹنے مہک کو دیکھ بھنویں اچکائیں۔

"وعلیکم اسلام میں ٹھیک ہوں تم سناؤں؟" مہک نے آنکھیں بند کر کے پھر کھولتے ہوئے اسے جیسے اشارہ دیا۔ وہ واپس فون کی سکرین پر نظریں جما گیا جہاں رایمہ کے نام کے ساتھ اس کی تصویر مہک کے ساتھ لگی تھی۔

"الحمدللہ علیزے سے بات ہوئی؟" رایمہ نے جواب دیتے ہوئے ساتھ پوچھا۔

"ہاں ابھی کچھ گھنٹے پہلے ہی ہوئی تھی۔"اس نے علیزے کے ساتھ اپنی وہ بات یاد کی جب اس نے اسے سمجھوتا کرنے پر سمجھایا تھا۔وہ بے اختیار فکر مند ہو گئی۔جانے علیزے نے کیا فیصلہ لیا ہو گا۔

"مہک؟"رایمہ اسے پکار رہی تھی لیکن وہ کھوئی ہوئی تھی جب دانیال نے اس کا ہاتھ ہلا کر آنکھیں دکھائیں۔وہ چونکی۔

"ہوں ہاں؟"وہ فوراً فون کی طرف متوجہ ہوئی۔

"کیا بات ہوئی سب ٹھیک ہے ناں؟"رایمہ نے پریشانی سے پوچھا۔دانیال کا بھی یہی سوال تھا جبھی وہ مہک کو دیکھ رہا تھا۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔"اس نے دانیال کو دیکھ رایمہ سے کہا۔رایمہ کے ساتھ دانیال بھی مطمعین ہوا۔

"رایمہ ایک بات پوچھوں؟"اچانک مہک نے کہا۔رایمہ نے فوراً"ہاں"کہا۔

"تمہارا دانیال سے کوئی جھگڑا وغیرہ ہوا ہے؟"مہک نے دانیال کو دیکھتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر پوچھا۔دانیال کی تیزی سے منتظر نظریں سکرین پر گئیں اور وہ بے صبری سے رایمہ کا جواب سننے لگا جہاں کچھ پل کے لیے خاموشی قایم ہو گئی تھی۔

"نہیں تم سے کس نے کہا؟" اچانک رایمہ کے جواب پر دانیال کے ساتھ مہک بھی چونکی تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"مجھے ایسا لگا بلکہ صرف مجھے ہی نہیں زے کو بھی ایسا محسوس ہوا تم اس بار جب یہاں آئی تو دانیال سے بات تک نہیں کر رہی تھی تمہارے رویے میں اس کے لیے انجانیت تھی۔" مہک نے دوبارہ سپیکر کو منہ کو قریب کرتے کہا تو دوسری طرف پھر خاموشی قایم ہو گئی جبکہ دانیال اب چھت کو گھور رہا تھا۔

"مہک ہمارے درمیان جو تھا یا جو ہے وہ ہمارے درمیان ہے میں چاہ کر بھی تمہیں نہیں بتا سکتی اپنے بھائی سے پوچھ لو۔" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد دھیرے سے رایمہ کی آواز آئی اور اگلے پل ہی کال کانٹ دی گئی جبکہ مہک ہکا بکا اپنے ہاتھ میں پکڑے فون کو دیکھنے لگی جبکہ دانیال کی نظریں چھت پر ہی تھیں محض اس نے لمبی سانس بھری اور پھر اطمینان سے مہک کو دیکھا جو حیران تھی۔

"میں جانتا تھا۔" اس نے کہہ کر گود میں پڑا کمبل ایک طرف پھینکا اور پاؤں میں چپلیں گھساتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب میں بات کروں گا وہ بھی آخری بار یا تو آر یا پار۔" اس کو سنجیدگی سے کہتا وہ نکل گیا جبکہ پیچھے مہک اس کی بات پر مزید حیران ہوتی سر پکڑ کر بھیٹ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ بے دلی سے استری کر کے واپس کمرے میں آئی تو شاہ زیب نہیں تھا۔اس نے اس کے استری کیے ہوئے کپڑے اچھی طرح بیڈ پر پھیلائے تاکہ پھر سے شکن نہ آجائے پھر واپس اپنی کتابوں کی طرف بڑھنے لگی جب شاہ زیب کی بات یاد کرتے رک گئی۔

اس نے کہا تھا کہ اسے حویلی کے افراد میں گھل ملنا ہو گا۔وہ کمرے میں بند نہ رہے۔اس کی باتیں سوچتی کچھ لمحے کھڑی رہی پھر یہ سوچ کر کے سمجھوتا کر ہی لیا ہے تو ساری زندگی یہی گزارنی ہے اور زندگی اکیلے نہیں کاٹی جا سکتی تو کیوں نہ ان کے ساتھ ہی کاٹ لی جائے جن کو وہ پسند نہ کرتی ہو جب اس شخص کے ساتھ رہ سکتی ہے جسے وہ نفرت کرتی ہے تو پھر یہ حویلی والے کیا ہے جن سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

چادر اڑھتی ہوئی وہ سوچتے سوچتے باہر نکل کر آگئی۔

ہاں اس نے اپنے نصیب کے ساتھ ڈیڈ کے خاطر سمجھوتا کر لیا تھا لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ بھی انہی کہ رنگ میں رنگ جائے اگر اس کو کوئی بات بری لگے لگی تو وہ بھی ٹکا کر جواب دے گی اور ان کے حکم بالکل نہیں مانے گی بلکہ اپنی مرضی سے ہی سب کرے گی۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE

سوچ میں ڈوبی وہ سیڑھیاں اترتی برآمدے آرہی تھی جب سامنے حویلی کے باہر صحن میں عورتوں کارش دکھا۔وہ اترتے ہوئے اسی طرف آگئی جہاں ڈھیروں عورتیں زمین پر بھیٹی تخت پر بھیٹی انیلا بخت کو دیکھ رہی تھیں جو ان میں سے کسی ایک عورت سے بات کررہی تھی۔

علیزے نے ناسمجھی سے دیکھا۔اسے سمجھ نہ آیا یہ سمجھ کیا ہورہا ہے جبھی پاس سے گزرتی سلطاناتائی کو اس نے پکارا۔

"جی چھوٹی بی بی جی؟" وہ جلدی سے اس کے پاس آئیں۔

"یہ سب کیا ہورہا ہے؟" اس نے پوچھا۔سلطاناتائی نے پیچھے پلٹ کر دیکھا پھر مسکراتی ہوئی علیزے کی طرف مڑیں۔

"جی آج جمعرات ہے نا آپ کو نہیں معلوم؟" علیزے نے غصہ سے اسے دیکھا۔

"نہیں معلوم جبھی تو پوچھ رہی ہوں ایسا کیا ہوتا ہے جمعرات کو کہ یہ سب ایسے جمع ہیں؟" علیزے کے غصہ پر وہ گڑبڑا کر بڑبڑائیں۔

"جیسے چھوٹے بابا ویسی چھوٹی بی بی دونوں غصہ کے تیز توبہ توبہ آپس میں کیسے بنتی ہوگی؟ "

"کیا؟" علیزے نے ناسمجھی سے اسے خود سے بات کرتے ہوئے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"جی کچھ نہیں وہ دراصل ہر جمعرات والے دن ناگاؤں کی ساری عورتیں اماں جان کے پاس آتی ہیں۔"اس نے جلدی سے بتایا۔

"کس لیے؟"علیزے نے واپس ان سب کی طرف دیکھ پوچھا۔

"اپنے اپنے گھریلوں مسایل درفیات کرنے اور پھر اماں جان سمجھاتی ہیں اور کبھی کوئی نا انصافی کسی کے ساتھ ہو رہی ہوتی ہے تو انصاف بھی دلاتی ہیں یعنی پنچایت لگتی ہے۔" سلطانا تائی خوش ہو کر بتانے لگیں جبکہ علیزے تمسخرانہ ہنسی تھی۔

"ہنہہ خود کے ہاں اپنے ہی پوتے کے ساتھ مل دو دو بیویوں کے ساتھ ناانصافی کر کے دوسروں کو سبق دیتی ہیں منافق لوگ۔"اب کہ وہ بڑبڑائیں۔

"ایں جی؟"سلطانا تائی نے غور سے کان لگانے چاہے۔

"کچھ نہیں۔"اس نے نفی میں سر ہلایا

وہ سر ہلا کر چلی گئیں جب علیزے واپس پلٹنے لگی لیکن کچھ سوچ اپنے قدم بھیڑ کی طرف بڑھا لیے۔

"ارے میری لو ریہ دیکھو میری بیٹی اور بہو میرے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی بیوی۔"علیزے کو دیکھ وہ سرشار ہوگئی اسیلیے بامشکل سیدھی بھیٹ وہ فخریہ انداز سے بولی۔ساری عورتیں کھسپھساتی ہوئی علیزے کو اپر سے نیچے تک دلچسپی سے دیکھنے لگی۔

علیزے خود کو توجہ کا مرکز بنتے دیکھ یہاں آ کر پچھتانے لگی لیکن چاہ نہ چاہ کر کے بھی وہ انیلا بخت کے پلنگ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے ٹک گئی جبکہ انیلا بخت اسے جانے کیا کہہ رہی تھی۔

"ماشللہ ھغہ °°رہ °کلا° دہ۔" (یہ تو بہت خوبصورت ہے) ایک عورت نے پشتو میں کہا۔ انیلا بخت اور ان کے ساتھ کھڑی ملازمہ مسکرائیں جبکہ علیزے کو تو اپنے سر کے اوپر سے جاتا محسوس ہوا۔

"ھغہ °ب° ہ نہ شي ھغہ زما لمسي دہ۔" (کیسے نہیں ہوتی میری پوتی ہے میری) انیلا بخت فخریہ انداز نے جواب دیا۔ علیزے بے نیاز بھیٹی رہی جانے کیا پشتو میں وہ لوگ باتیں کر رہے تھے۔

"ہاں رخسانا اپنا مسلہ بول؟" ملازمہ نے اچانک دور بھیٹی عورت کا مخاطب کیا۔ وہ جلدی سے منہ چھپائے چادر سنبھالتی کھڑی ہو گئی۔ علیزے غور سے دیکھنے لگی۔

"اماں جان اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں میرا مرد دوسری عورتوں کے چکر میں رہتا ہے مجھے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا مجھ میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا میرے کو تو یاد بھی نہیں پڑتا کہ آخری بار اس نے میرے کو کب چھوا تھا۔" وہ اتنی بے باکی سے بول گئی کہ جو علیزے بڑے غور سے سن رہی تھی اچانک چونک گئی اور جلدی سے انیلا بخت کو دیکھا

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو نارمل انداز میں تھیں بلکہ سب نارمل انداز میں تھے۔کچھ عورتیں اس کی بات سن افسوس میں سر ہلارہی تھی جبکہ کچھ عورتیں اب تک کان سے کان لگائی بھیٹی جانے کیا باتیں کررہی تھی۔علیزے کو حیرانی ہوئی شاید یہاں ایسا ہی ہوتا تھا۔

یہ زنانہ خانہ تھا یہاں مرد کو آنے کی اجازت نہ تھی بلکہ پوری حویلی میں غیر مرد اور ملازموں کو اجازت نہ تھی صرف حویلی کے مرد ہی ہوتے تھے جو احتیاط کرتے تھے اور خاص بنائے زنانہ خانوں کی طرف نہیں آتے تھے جبھی اتنے آرام سے عورتوں کی باتیں چل رہی تھی۔علیزے کو اب کچھ کچھ سمجھ آنے لگا تھا۔

"کیا کرتا ہے تیرا مرد؟"انیلا بخت نے رعب سے پوچھا۔علیزے نے تھوڑا حیران ہوتے۔ل ہوئے انہیں دیکھا۔وہ اس وقت وہ دادی جان نہیں لگ رہی تھی جو وہ سب کے ساتھ ہوتی تھیں۔ادھر ایک رعب تھا جو سالوں سے قایم تھا۔وہ الگ بات تھی کہ اب ان کی عمر بھی بڑھتی جارہی تھی اور صحت ان کا ساتھ چھوڑتی جارہی تھی لیکن انہوں نے ایک بھی جمعرات کو یہ سب نہیں چھوڑا تھا چاہے جتنی بھی طبیعت ناساز ہوں۔ایسی تھوڑی پورا گاؤں بخت حویلی کو مانتا تھا۔

ایک رعب تھا ایک بھرم تھا نہ صرف انیلا بخت کا بلکہ ان کے بچوں کا بھی جن کے باعث گاؤں کا ایک نظام قایم تھا جو ان کے ابا جان نے قایم کی تھا۔ایک انصاف ایک

اعتدال تھا ہر۔ کوئی اپنی پریشانی لے کر بخت حویلی حاضر ہوتا مرد مردوں کے پاس تو عورتیں انیلا بخت کے پاس اور اسی کو دیکھتے ہوئے انیلا بخت کے پوتے جوان ہوئے اور انہوں نے اپنے دادا باپ کی ریت نبھاتے اپنے گاؤں کو مزید سنوارہ جس کا انیلا بخت کو فخر تھا۔

"جی وہ مزدوری کرتا ہے شہر میں ایک دکان کا چوکیدار ہے۔" اس عورت نے بتایا۔ انیلا بخت نے ہاتھ سے اسے بھیٹنے کا اشارہ کیا۔ علیزے دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

"ایک آخری بار کوشش کر کے دیکھ تھوڑا سج سنور کیسے نہیں توجہ ملے گی اور اگر پھر بھی دوسری عورت کے چکروں میں رہے تو اسے حویلی پیش کرنا پھر معاملہ بڑی عدالت میں جائے گا۔" علیزے ان کی پہلی بار پر ناگواری سے سنتی آخری بات پر الجھی۔

"بڑی عدالت اب یہ کونسی عدالت ہے خیر مجھے کیا؟" اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکا دیے۔

"جی شکریہ یہ کر کے دیکھتی میں۔" اس عورت نے تشکر بھری نظروں سے دیکھ کہا۔

"ویسے اگر وہ آپ کی اتنی ڈس ریسپیکٹ کرتا ہے تو آپ کو چھوڑ دینا چاہیے کیوں مری جا رہی ہے اس کے پیچھے جو لویل نہیں ہے۔" علیزے سے چپ نہ رہا گیا تو وہ بول اٹھی۔ یکدم سناٹا چھا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میرا مطلب جو آپ کا ہوتا ہے وہ آپ کا ہی ہوتا ہے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے یا اپنی محبت کا احساس دلانے کے لیے ایسے ہتھکنڈے استعمال نہیں کرنے چاہیے کہ تیار ہو کر آؤ شاید دل پگھل جائے یہ تو ایسا ہو گیا کہ ایک عورت اپنا گھر بچانے کے لیے کبھی اپنے جسم کا سہارہ لے رہی ہے تو کبھی اپنی عزتِ نفس کچل رہی ہے جو آپ کا نہیں ہے نا وہ آپ کا کبھی نہیں ہو سکتا ہاں ہو سکتا دکھاوے کے لیے یا کچھ دیر کی لالچ کے لیے آپ کا ہو جائے لیکن اگر اس کی فطرت ہی ادھر ادھر منہ مارنے کی ہے تو معزرت کے ساتھ وہ کبھی نہیں بدلے گی الٹا آپ ساری زندگی روتی رہ جائیں گی۔" سب حیرت اسے دیکھنے لگے جو اپنی بات کہہ کر سانس بھرتی سب عورت کو دیکھ رہی تھی۔

"اماں جان؟" ملازمہ نے انیلا بخت کے کان کے پاس آکر پکارا۔ انہوں ہاتھ اٹھا کر اس کو کچھ کہنے سے روک دیا۔

عورتیں ایک بار پھر علیزے کی جانب اشارہ کرتی جانے کیا کیا کہنے لگی۔

"لو رتو اندر جا۔" انیلا بخت نے پیار سے کہا۔ اس نے ایک نظر ان کو دیکھا پھر بڑبڑاتی کھڑی ہوئی۔

"ان جاہل گوار لوگوں کا کچھ نہیں ہو سکتا ان کی زندگی چھوٹی سوچ سے چھوٹی سوچ پر ختم ہوتی ہے۔" وہ آنکھیں گھماتے وہاں سے ناک آؤٹ۔ ہو گئی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہائے کتنی تیز ہے آنکھیں تو دیکھو اماں جان کے سامنے گھما کر گئی ہے۔" آہستہ آہستہ عورتوں کی آوازیں شروع ہو گئی۔

"بس میری عین کے بارے میں ایک لفظ نہیں۔" انیلا بخت کی سخت آواز پر یکدم خاموشی چھا گئی۔

"چھوٹی بی بی ابھی بچی ہیں تھوڑی جزباتی ہیں۔" ملازمہ نے جھوٹ کا ہنستے ہوئے کہا۔ عورتوں نے منہ بنایا لیکن بخت حویلی کی بیٹی اور بہو کے بارے میں گستاخی نہیں کر سکتی تھی اسیلیے خاموش رہیں۔

"ناصرہ تو بتا اپنا مسلہ؟" انیلا بخت کے پاؤں دباتی عورت سے انہوں نے پوچھا۔ وہ رو پڑی۔

"بچوں کی پڑھائی کا مسلہ ہے اپر سے چھت بھی گر گئی پیسوں کی بہت تنگی ہے جی۔" اس نے روتے روتے ہوئے کہا۔

"پیسوں کا انتظام ہو جائے گا لیکن بچوں کی تعلیم نہیں رکنی چاہیے۔" انیلا بخت کی بات پر وہ خوش ہو گئی جبکہ ساتھ کھڑی ملازمہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑے رجسٹر پر جلدی سے انیلا بخت کی ہدایت کے مطابق رقم تحریر کی اور پھر اسی رجسٹر پر نظر ڈالتی کسی اور عورت کا نام پکارنے لگی لیکن انیلا بخت کسی اور ہی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

☆☆☆☆☆☆☆☆

"یہ ایک گلاب جامن دے ناچاچی؟" ٹونی ہاتھ میں چم چم اور دیگر مٹھائیوں کی پلیٹ لیے میز پر رکھے مزید لوازمات کے ساتھ گلاب جامن کی جانب اشارہ کر کے بولا۔ لیلیٰ نے دانت پیستے غصہ سے اس کو دیکھ ایک اور نام پیشِ نظر کیا۔

"ندیدہ۔" وہ ماں کی موجودگی میں صرف گھور کر ہی رہ گئی۔

"ارے میرے بچے ایک کیوں تو پوری کی پوری پلیٹ لے نا۔" مدیحہ بخت نے گلاب جامن سے بھری پلیٹ آگے کی اور ساتھ عمر کا پیٹیس کی طرف بڑھتا ہاتھ انہوں نے نا محسوس انداز میں پیچھے کر دیا جبکہ وہ خود کے یوں تیسرے بار رو کے جانے پر بہن کی طرف مڑا اور کان کے قریب جا کر بولا۔

"مجھے لگتا ٹونی بھیا ہی سب کچھ کھا جائیں گے ہمارے حصہ کچھ نہیں آنے والا۔" وہ دکھ سے بولا۔

"تمہارے ہی ٹونی بھیا ہیں۔" لیلیٰ نے اس کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ وہ منہ بناتا پیچھے ہٹا اور اپنی نظریں ٹھنڈے ٹھار شربت کے واحد گلاس پر جمالیں۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE

"اب یہ ہاتھ سے نہیں جانا چاہیے۔" اس نے دل میں ہی دعا کی مگر ہائے رائے عمر کی پھوٹی قسمت اسی پل گلاب جامن رغبت سے کھاتے ٹونی نے شربت کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔

"یہ مٹھائی کے ساتھ نمکین اور پھر مٹھائی اور پھر شربت کون پیتا ہے؟" وہ دوبارہ دل برداشتہ ہو کر لیلیٰ کی طرف پلٹا۔

"تمہارے ٹونی بھیا۔" لیلیٰ نے پھر سے ویسی منہ بنایا جیسے عمر ٹونی بھیا کہتے بناتا تھا۔

"چاچی بس مجھے لگتا بہت ہو گیا۔" وہ ہاتھ اٹھا کر آخر کار مٹھائی کی پلیٹ میز پر رکھتا مدیحہ بخت سے بولا جو اسے سب کچھ ایک ہی وقت میں کھلانے میں آمادہ تھیں۔

"ایسے کیسے میرے زوئی نے تو کچھ نہیں کھایا بالکل دھیان نہیں رکھا دیکھ کیسے کانٹے کی طرح سوکھ رہا۔" ان کی بات پر جہاں ٹونی مسکرایا تھا وہی لیلیٰ اور عمر نے منہ کھولے ماں کو دیکھا۔ وہ آدھے گھنٹے میں ہی آدھے سے زیادہ ناشتہ کھا گیا تھا۔

"امی جان خدا کا خوف کریں یہ دوسری پیٹیس کی پلیٹ ہے۔" لیلیٰ سے رہا نہ گیا جبھی تیزی سے بولی۔

"اور یہ جگ سے نکلا آخری چھوتا گلاس جو اب نہیں بچا۔" عمر ٹونی کو گھٹاگٹ شربت ہلک میں اتارے دیکھ بیچارگی سے بولا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مدیحہ بخت سے گھورا۔ دونوں منہ بنا کر خاموش ہو گئے۔

"اور لاؤں ٹونی بیٹے؟" مدیحہ بخت مسکرا کر ٹونی کی طرف مڑیں تو اس نے ڈکار لیتے دونوں ہاتھ اٹھا لیے۔

"نہیں چاچی پیار ہے تیرا بس۔" لیلیٰ اور عمر نے بے ساختہ شکر ادا کیا تھا جبکہ مدیحہ بخت مسکرا دیں۔

"بس چاچی اب دوپہر کے کھانے میں لسی دا گلاس اور تین لچھے دار پراٹھے ہو جائیں تو بات بن جائے۔" لیکن اس کی اگلی بات پر لیلیٰ اور عمر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ٹونی جی آپ کا پیٹ نہیں بھرا؟" لیلیٰ دانت پیستے بولی۔ ٹونی آگے کو جھکا۔

"پیٹ تو جی پیار سے بھرتا ہے بھر دیجیے۔" وہ بلاوجہ شرماتے ہوئے بولا۔ لیلیٰ کا دل چاہا پاس ہی پڑا گلدان اٹھا کر اس کے سر پر مار دے جبکہ عمر منہ چھپائے ہنس دیا۔

"چل پگلے جا اور منہ ہاتھ دھو کے کچھ آرام کر تھک ہو گیا اتنا لمبا سفر کر کے آیا ہے۔" مدیحہ بخت برتن اٹھاتی کھڑے ہو کر بولی۔ وہ سر پر ہاتھ لے جاتا "جو حکم" بولا۔

لیلیٰ بھی اٹھ کر بے دلی سے برتن سمیٹنے لگی جبکہ عمر بچے کچے ناشتے پر جھپٹا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا میں اندر آسکتی ہوں؟" دروازے پر کھڑے پوچھتے ساتھ وہ مسکرائی تھیں جبکہ شیشے کے سامنے کھڑا اپنے سفید کرتے پجامے میں مبلوس وہ ایک ہاتھ کرتے کے جیب میں ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے کان پر جو فون لگانے جارہا تھا چونک گیا اور کال کانٹ کر مہرون نساء کی طرف بڑھا۔

"امی جان آپ اجازت لے رہی ہیں؟" وہ ہلکے سے غصہ سے بولا۔ وہ ہنس دیں اور اندر اس کے ساتھ چلی آئیں۔

"بھئی اب بہو بیٹے کے کمرے میں اجازت لے کر ہی آنی ہو گی۔" مہرون نساء کی بات پر وہ کچھ کہتا کہ ملازمہ اجازت لیے اندر آئی اور اس کی چائے میز پر رکھنے لگی۔

"میں پہلے تمہارے کمرے میں گی لیکن وہاں صرف ماورہ تھی پھر معلوم ہوا کہ تم یہاں علیزے کی طرف ہو۔" مہرون نساء نے ملازمہ کو چائے کا منع کرتے شاہ زیب سے کہا۔ اس نے چائے کا کپ اٹھاتے ملازمہ کو مخاطب کیا۔

"کل ادھر کی صفائی ہو جانی چاہیت۔" ملازمہ ڈر کر "جی اچھا" کہتے نکل گئ جب وہ مہرون نساء کی طرف مڑا۔

"آپ کی بہو تو کچھ کرنے والی نہیں۔" کپ لبوں سے لگائے وہ علیزے پر طنز کرتا ہوا بولا۔ مہرون نساء نے اسے گھورا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"تم جانتے ہو شاہ وہ کس ماحول سے آئی ہے کچھ وقت لگے گا۔" شاہ زیب نے لبوں سے کپ ہٹاتے ہوئے گہری سانس لی اور نیلی آنکھیں اپر چھت پر جمائیں جیسے کہہ رہا ہو "اللہ ہی جانے۔"

"ویسے کہا ہے میری بہو؟" انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نہیں ہو گی باہر۔" اس نے کپ میز پر رکھتے ہوئے سر سری سا کہا۔

"تم نے غور کیا علیزے اب سب میں گھلنے ملنے کی کوشش کرنے لگی ہے ابھی صبح ہی اماں جان کے ساتھ باہر پانچایت میں شامل ہوئی تھی۔" مہرون نساء نے مسکرا کر کہا۔ وہ ان کے چہرے پر خوشی دیکھتے رہ گیا۔ یہی تو اسے چاہیے تھا۔

"چلو اچھی بات ہے اسے اچانک احساس ہو گیا کہ وہ اس حویلی کی بیٹی اور بہو ہمیشہ یہی رہنے والی ہے۔" وہ بس بنا کچھ کہے ماں کو سنتا رہا۔ اب وہ کیا کہتا کہ یہ اچانک احساس کے پیچھے اس کا ہی ہاتھ ہے لیکن وہ تھوڑا حیران ضرور تھا کیونکہ اس نے سوچ کر رکھا تھا کہ علیزے ایک ہی بار اس کے کہنے پر اتنی آسانی سے نہیں مانے گی لیکن اتنی جلدی اس نے اس رشتے کو قبول کر لیا یہ حیرن کن بات تھی اسے لگا تھا کہ اس کو اس رشتے کو قبول کروانے کے لیے محنت کرنی پڑے گی کیونکہ وہ سیدھی بات سمجھنے والوں میں سے نہیں ہے لیکن وہ ایک بار میں سمجھ گئی تھی شاید یہ انور بخت کے نام کو شامل کرنے کا اثر

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا۔اسے ڈر تھا آخری وہی تو تھے جن کی وجہ سے اس نے اتنا بڑا فیصلہ لیا تھا وہ بھی اپنے بھائی کے خلاف جا کر۔ آہ اسے پہلے معلوم ہوتا تو وہ کب کا یہ دھمکی دے دیتا اور ٹرین پٹڑی پر آجاتی۔

"کیا ہوا کہاں گم ہو گئے؟" وہ جو اپنی سوچ میں مگن تھا۔ مہرون نساء کے پکارنے پر سوچوں سے باہر آیا۔

"نہیں کچھ نہیں آپ بتائیں کوئی کام تھا مجھے بلا لیتیں؟" اس نے واپس چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"ایسا کوئی کام نہیں بس کچھ وقت اپنے بیٹے کے پاس گزارنا چاہ رہی تھی زمے داریوں کا بوجھ لیے ہر وقت پھرتے رہتے ہو کچھ وقت اپنے لیے نکالا کرو اپنی ماں کے ساتھ کچھ پل بھیٹ جایا کرو کام کا کیا ہے ہوتا رہے گا۔" انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ محبت سے کہا۔ وہ دھیمے سے مسکرا دیا۔

"امی جان آپ کے لیے وقت ہی وقت ہیں آپ بتائیں سِلا سے بات ہوئی میری صبح ہوئی تھی۔" اس نے میز پر واپس کپ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بات ہوئی تھی ماشاللہ بہت خوش ہے آواز سے ہی معلوم ہو رہا تھا۔" مہرون نساء بیٹی کی بات پر مسکراتی ہوئی بولیں۔ شاہ زیب کے چہرے پر بھی اطمینان اتر آیا۔

www.zubinovelszone.com

"خیر تم بتاؤ آج جلدی آگئے؟" انہوں نے اس کا جلدی آنا یاد کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ ہولے سے کندھے اچکا گیا۔

"زیادہ کام نہیں تھا بس ایسی۔" اس نے کرسی سے پیچھے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"آج تم یہاں علیزے کے ہمرہ ہو دو دن سے اپنے کمرے میں تھے کیا تم نے دن باندھے ہیں؟" مہرون نساء کے پوچھنے پر وہ مسکرایا۔

"جی امی جان تین چار دن وہاں تین یہاں۔" مہرون نساء اس کو دیکھتی رہ گئیں۔ ان کا بیٹا حصوں میں تقسیم ہو کر رہ گیا تھا۔

"کیا تم خوش ہو؟" اچانک ان کے سنجیدگی سے پوچھنے پر اس کا واپس چائے ک کپ پر جاتا ہاتھ رک گیا اور نیلی آنکھیں اٹھائے ماں کو دیکھا جو غور سے اس کے چہرے کا جایزہ لے رہی تھیں۔

"آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

"تم میرا جواب دو" مہرون نساء نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ وہ کپ چھوڑ سانس بھرتا سیدھا ہو کر بھیٹا۔

"آپ کو نہیں لگتا امی جان یہ سوال آپ غلط شخص سے غلط وقت پر پوچھ رہی ہیں؟" اس کے جواب میں چھپا سوال ان کو تیر کی طرح لگا تھا۔

"کیا تم ناخوش ہو" انہوں نے جلدی پریشانی سے پوچھا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"تم نے یہ بھی نہیں کہا کہ تم خوش ہو۔" مہرون نساء نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

"میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ میں ناخوش ہوں۔" وہ اسی بات پر اٹکا رہا۔

"میں کیا مطلب سمجھوں شاہ اس بات کا انسان یا تو خوش ہوتا ہے یا ناخوش۔" انہیں اب اس کے جوابوں پر غصہ آیا۔

"کچھ نہیں امی جان میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ یہ سوال غلط انسان سے کر رہی ہیں۔" وہ ہنس دیا جبکہ مہرون نساء بیٹے کو دیکھتی رہ گئیں۔

وہ کیا تھا؟ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کیا اتنی آسانی سے اپنے احساسات چھپا لیتا تھا جس کی خبر اس کو بھی نہیں ہوتی تھی جس کے پیٹ سے وہ نکلا تھا؟

انہیں دکھ بھی ہو رہا تھا لیکن وہ آگے کچھ نہ بولیں تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سنیں آپ نے کیوں جانے کا کہا ہم یہاں ٹھیک تو تھے اور چاچا جان کی طبیعت بھی ناساز ہے۔" اس نے کمرے میں آتے بیڈ پر لیٹے موبائل استعمال کرتے عدیب سے کہا۔اس نے ناگواری سے موبائل ایک طرف پھینکا۔

"کیونکہ میں ٹھیک نہیں تھا اور دوسری بات یہاں رایمہ یوج دونوں ہیں تمہیں اتنی پروہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر پروہ ہوتی نا تو تمہاری چاچی جان یہاں ہمارے ساتھ ہوتی جب ہماری ماں نے پروہ نہیں کی تمہارے خاندان نے ہماری پروہ نہیں کی تو تم کس خوشی میں کر رہی ہو؟" وہ غصہ سے اٹھ کر بولا۔ سِلا حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ آپ کی... کیا کہہ رہے ہیں آپ کو کوئی بات میری بری لگی آپ مجھ سے ناراض ہے۔" وہ جلدی سے اس کی طرف آئی فکرمندی سے بولی۔عدیب کچھ لمحے اس کے پریشان چہرے کو دیکھتا رہا پھر نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں وہ بس کام کا تھوڑا سا سٹریس ہے۔" سِلا اس کے پاس اس کا ہاتھ پکڑے بھیٹ گئی۔

"سب ٹھیک ہے اور کام آپ نے کام شروع کر دیا؟" اس کے پوچھنے پر اس نے نا محسوس انداز سے اپنا ہاتھ سے اس کے ہاتھ سے نکالتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"وہی دوست کے ساتھ بزنس سٹارٹ کیا ہے اب بس مجھے میرا حصہ مل جائے تو میں اپنا کام الگ کرلوں گا۔" وہ بولا۔ سِلا مسکرائی۔

"انشاللہ۔" اس نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔" عدیب نے برابر سے اپنا والٹ اٹھایا اور اس میں سے کریڈٹ کارڈ اسے تھمایا۔

"یہ کل جو شاپنگ کروگی۔" سِلا نے کریڈٹ کارڈ کو دیکھتے ہوئے سر ہلایا۔

"اچھا وہ مجھے یہاں کی نیشنیلیٹی کب تک مل جائے گی اور باقی کے کاغضات پر کام کب ہوگا مطلب اب تو ادھر ہی ہمیشہ رہنا ہے نا۔" اس کی بات پر عدیب ساختہ مسکرایا۔

"میری جان تمہارا وہم ہے صرف ایک ہفتہ لگے گا یہاں سے بھاگنے میں اور جس طرح میرے سر پر تمہاری تلوار لٹکائی گئی ہے نا اسی طرح میں تمہارے سر پر تلوار کی طرح لٹکوں گا مگر فکر نہ کرو جلد ہی تمہیں آزاد کردونگا کیونکہ میں مزید جنت سے دور نہیں رہ سکتا مجھے اپنی زندگی شروع کرنی ہے بس ایک بار تم حویلی والوں سے میری اور میری بہن کی جان چھوٹ جائے۔" وہ سوچ میں گم اسے دیکھ رہا تھا جب سِلا جو اسے پکار چکی تھی ایک بار پھر پکارنے لگی۔

"کہاں کھو گئے؟" اس نے اس کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

"تمہارے خیالوں میں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تو اس نے لٹ کان کے پیچھے کرتے دھیرے سے کہا۔

"لیکن میں تو آپ کے سامنے ہوں۔" عدیب نے قہقہہ لگایا۔

"اسی بات کا تو دکھ ہے۔" وہ قہقہ لگاتے لگاتے کہہ گیا۔

"جی؟" سِلا کے کچھ پلے نہ پڑھا تھا۔

"کچھ نہیں بس تم سامنے ہو یا نہ ہو دل میں تو ہو نا۔" وہ اس کی دوسری لٹ کان کے پیچھے کرتے رومینٹک انداز میں بولا۔ وہ شرما گئی جبکہ عدیب کے ذہن میں تجویزیں چل رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"سمیر بیٹا دیکھنا تو کس کا فون بج رہا ہے؟" سلماں بخت ہال میں بھیٹی ثمن کے پھٹے دوپٹے کے کناروں کو سی رہی تھی جب لاینڈلاین پر بجتی آواز پر کسی بھی ملازمہ کو آس پاس نہ دیکھ وہ ان کے پاس ہی لیٹے موبایل میں مصروف سمیر سے بولی جو "جی اچھا" کہہ کر قمیض سیدھا کرتا اٹھا اور لاینڈلاین کے قریب جا کر فون کان سے لگالیا۔

"اسلام علیکم عمارہ سے بات کروادیں۔" دوسری طرف زینیا کسی ملازمہ کو سمجھ تیزی سے بول گئی۔

"آپ کون بات کررہی ہیں؟" سمیر نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"جی میں زینیا بات کررہی ہوں۔" سمیر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"آپ عمارہ کی کون لگتی؟" ایک نظر سامنے سلماں بخت کو مصروف دیکھا وہ ایک ہاتھ کمر کے پیچھے کرتے دوسرے ہاتھ سے ٹیلی فون جس کو پہلے جلد بازی میں پکڑا تھا اب سیدھی طرح پکڑے وہ نچلا ہونٹ دبائے بولا۔ دوسری طرف کچھ پل کی خاموشی چھا گئی۔

"میں.... میں دوست۔" زینیا کو کچھ سمجھ نہ آیا۔ اس نے جلدی سے دوست کا حوالہ دیا۔

"اوہ مجھے لگا کچھ اور بھی......" وہ نچلے ہونٹ سے مسکراہٹ دبائے بولتے اپنی بات ادھورہ چھوڑ گیا۔ دوسری طرف زینیا خجل ہوگئی۔

"ہاں میں اس کی ہونے والی نند بھی ہوں لیکن آپ کون ہے خیر جو بھی ہوں عمارہ بی بی سے بات کرواؤ۔" وہ اب تک اسے کوئی ملازم سمجھ رہی تھی۔ شاید اسے نہیں معلوم تھا کہ حویلی کے اندر مرد ملازموں کو اجازت نہیں۔ سمیر مسکرا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Artistes|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اچھا نند۔" اس نے "اچھا" پر زور دیا۔

"آپ کون ہیں؟" اب اس کی آواز دھیمی ہو گئی تھی۔ ضرور کوئی ملازم نہ تھا کیونکہ جس طرح وہ فری ہو کر بات کر رہا تھا ملازموں کو تو اجازت نہیں تھی۔

"آپ اندازہ لگائیں۔" سمیر کوہنی ٹیلی فون کی میز پر رکھ بولا۔

"شاہ زیب بھائی آ.... آپ؟" دوسری طرف اندازہ لگا دیا گیا تھا جبھی ڈرتے ڈرتے آواز آئی۔ سمیر کا قہقہہ گونجا۔ سلماں بخت نے اپنی عینک اتارتے اس کو دیکھا پھر سر جھٹک اسے بات کرتا مصروف واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

"یار وہ بیچارہ کھا نہیں جاتا ہاں کھا جانے والی نظروں سے ضرور گھورتا ہے۔" سمیر ہنستا ہوا بولا۔ زینیا مزید الجھی۔ یہ پکا نوکر نہیں تھا۔

"آپ کون ہیں؟" پریشان سی آواز آئی۔

"ارے آپ تو گھبرا ہی گئیں۔" وہ دوسری طرف لطف انداز ہوتا ہوا بولا۔

"آپ میرا جواب سیدھی طرح کیوں نہیں دے رہے۔" اب کی بار غصہ سے آواز آئی۔

"کیونکہ آپ سیدھی طرح سوال نہیں پوچھ رہی؟" سمیر نے چھوٹتے ہی کہا۔

"تو کیا میں چاینز میں سوال کر رہی ہوں؟" اب وہ تپ گئی تھی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں آپ کا سوال یہ ہونا چاہیے تھا۔" وہ رکا۔ دوسری طرف وہ اس کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"ہم آپ کے ہیں کون؟" وہ آہستہ سے بولا۔ دوسری طرف زینیا کو سانپ سونگھ گیا۔

"لالا کس کا فون ہے؟" عمارہ اسی طرف آئی۔ سمیر نے فون اپنے کان سے ہٹایا۔

"یہ لو تمہاری ہونے والی بھابھی کا۔" وہ اس کی طرف مسکراہٹ اچھالتا ہوا بولا۔ وہ ہنس دی۔

"لائے دیں۔" اس نے اس کے ہاتھ سے فون لیا تو سمیر واپس سلماں بخت کے پاس آگیا جو اسے "کون تھا" پوچھ رہی تھی لیکن اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ چہرے پر مسکراہٹ قایم تھی۔

"اسلام علیکم زینیا کیسی ہو؟" عمارہ نے کان سے ٹیلی فون لگائے کہا۔ وہ بامشکل بولی۔

"ابھی کچھ دیر پہلے کون تھا؟" اسے اپنا شک جھوٹا ثابت کرنا تھا لیکن عمارہ نے اس کے ارادے پر پانی پھیر دیا۔

"لالا تھے۔" اور زینیا نے دوسری طرف آنکھیں سختی سے میچ لی۔

"کیا ہوا؟" عمارہ نے مسکرا کر پوچھا۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں کچھ نہیں میں بعد میں بات کرتی ہوں۔" وہ جس نے یہ پوچھنے کے لیے کال کی تھی کہ ایگزیٹ کس وقت پر آرہے ہیں بنا پوچھے کال کانٹ دی جبکہ عمارہ حیران رہ گئی۔

"زینیا تو پاگل ہے۔" زینیا سر پر ہاتھ مارتی آنکھیں میچتی ہوئی بولی پھر خود ہی مسکرا دی۔

"ہم آپ کے ہیں کون۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے ساتھ شرما گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
www.zubinovelszone.com

"اچھا ٹھیک ہے انایا پچیس تاریخ نا اوکے اوکے چل آئی ول ٹاک ٹو یو لیٹر۔" وہ جو انایا سے بات کرتے کرتے کمرے میں آئی تھی سامنے بیڈ پر ٹیک لگائے آنکھیں موندے شاہ زیب کو دیکھ رک گئی اور مزید اسے بات کرنے کا ارادہ ترک کرتی اندر آکر الماری کھول رات کے سونے کے کپڑے نکالنے لگی۔

"کہاں تھی؟" شاہ زیب نے ویسی آنکھیں بند کیے سوال پوچھا تو اس کے کپڑے نکالتے ہاتھ چند پل کے لیے رکے لیکن پھر اپنا کام جاری رکھ لاپرواہی سے بولی۔

"باہر۔"

"وہ مجھے بھی پتا ہے لیکن باہر کہاں؟" اس نے آنکھیں کھول چہرہ موڑ اس کی پیٹ کو دیکھتے پوچھا۔ اس نے کپڑے نکال الماری کا پٹ بند کرتے کوئی جواب نہ دیا۔

"علیزے؟" شاہ زیب نے سختی سے پکارا۔ وہ باتھ روم کی جانب بڑھتے رک گئی لیکن پلٹی نہیں۔

"مجھے بالکل نہیں پسند کہ مجھے اس طرح نظر انداز کیا جائے جو پوچھتا ہوں اس کا سیدھا سیدھا جواب دیا کرو آئی سمجھ۔" وہی رعب، وہی حکم دینے والا انداز، علیزے نے اپنی مٹھیاں بھینچی لیکن خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا۔

"اور ہاں جب میں آیا کروں تو تم مجھے کمرے میں ملو۔" ایک اور حکم! اب وہ مزید صبر نہ کر سکی۔

"اچھا ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں۔" وہ دانت پیستے پلٹ کر اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی اور پھر مڑ کر جانے کہ پھر جان بوجھ کہ رکی اور واپس پلٹی۔ شاہ زیب ویسی اسے دیکھ رہا تھا۔

"وہ آپ ذرا بتائیں گے کہ میں ابھی اگلے پل سانس لے سکتی ہوں؟" اس نے تعبے داری سے پوچھا اور شاہ زیب نا چاہتے ہوئے بھی بے اختیار مسکرایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں بالکل لے سکتی ہو۔" وہ بھی تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ وہ اندر تک جل گئی۔ پیر پٹخ وہ کپڑے تبدیل کرنے چلی گئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ رات کی ڈھیلی سے سادی کرتی اور کھلے فلیپر میں گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتے نکلی یہ سوچ کہ اب وہ کمرے میں نہیں ہو گا لیکن بیچاری کی امیدوں کا ستیاناز کرتے وہ ویسی اسی جگہ بھیٹا اپنی رکی گھڑی صحیح کرنے میں مصروف تھا۔

"تم.... تم آج یہی سوں گے ؟" اس نے تولیے صوفے پر پھینک اپنے گیلے بال کیچر میں مقید کرتے پوچھا۔ شاہ زیب نے سر اٹھائے اسے دیکھا۔

"بھول گئی؟" اس کے سوال پر اسے اپنا رشتہ قبول کرنا یاد آ گیا تھا جبھی وہ یکدم بری طرح گبھرا گئی جبکہ وہ پھر اطمینان نے اپنی گھڑی میں مصروف ہو گیا تھا۔

وہ جب کافی دیر وہی کھڑی اپنی انگلیاں چٹخنتی رہی تو شاہ زیب نے بھنویں اچکائیں اسے دیکھا۔

"ساری رات یہی کھڑے رہنے کا ارادہ ہے ؟" علیزے نے نفی میں سر ہلایا اور واپس الماری کھول اپنے کپڑے الٹ پلٹ کرتی دھڑکتے دل کو قابو میں کرنے لگی۔

"اچھا سنو؟" وہ گھڑی ایک جانب رکھتا ہوا بولا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"کیا؟" شاہ زیب اس کی کیفیت سے اچھی طرح واقف تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کل تیار ہو جانا شہر چلنا میرے ساتھ۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"کس لیے؟" اس نے پلٹ کر جلدی سے پوچھا۔

"خریداری کے لیے تمہیں جو لینا ہو لے لینا اب تک صرف ضرورت تک محدود چیزوں ہوں گی نا؟" شاہ زیب نے کہتے ساتھ اس کی الماری کی طرف دیکھا جہاں چند کپڑے رکھے تھے پھر سنگھار میز کی طرف دیکھا جو تقریباً خالی ہی تھی۔ علیزے نے بے ساختہ سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

"ہاں چاہیے تو ہے مجھے کافی چیزیں۔" وہ سوچتے ہوئے بول گئی۔

"ہوں پھر ٹھیک ہے کل چلنا جو لینا ہو لے لینا۔" اس نے سر ہلایا اور الماری کا دروازہ بند کرتی اپنی سائیڈ پر آکر بیٹھ کر ہونٹ کچلتی پاؤں ہلانے لگی۔ وہ جانتی تھی شاہ زیب اسے ہی دیکھ رہا ہے۔

"تمہارے امتحان کی تاریخ مل گئی؟" شاہ زیب کی بھاری آواز پر اس نے بس بامشکل سر ہلایا پھر کیچر سے گیلے بالوں کو آزاد کیا۔ شاہ زیب اب اس کی پشت پر پھیلے گیلے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کب ہیں؟"

"پچیس کو۔"

"اگلے مہینے کی؟"

"ہوں۔"اس نے واپس سر ہلایا۔دونوں کے درمیان معنی خیز خاموشی چھاگئی پھر کچھ ہی لمحے بعد اسے احساس ہوا کوئی اس کے بہت قریب پیچھے ہے لیکن وہ جانتی تھی کون ہے۔دل اچھل کر حلق میں آگیا لیکن اس نے ردِ عمل نہیں دیا البتہ وہ پوری سرخ پڑ گئی تھی۔

اب محسوس ہوا کہ کوئی اس کی کان کی سرخ ہوتی لوں کو اپنی ناک سے مس کر رہا ہے۔اس نے کچھ کہنا چاہا۔کوئی مزاحمت لیکن کسی کی قربت کا اثر یوں تھا کہ زبان سے نکلنے والے الفاظوں نے الوداع کہہ دیا۔خاموشی ہنوز برقرار تھی۔صرف سانس لینے کی آواز تھیں اور اس کی دل کی دھڑکنوں کا شر با بر پا تھا۔

"اپنی دل کی دھڑکنوں سے کہو کہ ذرا کم دھڑکیں کیونکہ ان کی گونج خاموشی میں بھی شور مچا رہی ہیں۔"اور پھر آہستہ سی بالکل آہستہ سی آواز اس کے بائے کان کے بہت قریب سے محسوس ہوئی اور وہ وہی بت بن گئی جبکہ جو پیچھے تھا وہ کہہ کر دور ہو چکا تھا۔چند لمحے کی قربت کا احساس صرف اتنا ہی تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچانک چاروں طرف اندھیرہ چاہ گیا شاید کسی نے بتیاں بجھادی تھی جبکہ اب وہ اپنی رکی سانس بحال کرتی اس کے کہے لفظوں پر غور کر رہی تھی اور بے ساختہ ہی اسے اپنی دل کی دھڑکنوں کی تیز رفتاری پر غصہ آیا تھا۔

یہ تو ایک سمجھوتے کا رشتا تھا نا؟ پھر کیوں اس کے قربت کے احساس میں اس کی دل کی دھڑکنیں، آواز، سانس سب اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھیں؟

کیسا احساس تھا یہ جسے وہ ابھی چند لمحے پہلے گزری تھی؟

وہ کئی لمحے یوہنی آنکھیں بند کیے رہی تھی۔اس کے اندر اتنی سی بھی ہمت نہ تھی کہ وہ پیچھے مڑ کر اس شخص کے تاثرات دیکھ لے اگر دیکھ لیتی تو شرم سے پانی پانی ہو جاتی۔وہ جانتی تھی جبھی دیکھنے سے گریز کیا ہوا تھا جبکہ باہر رات بیتی جا رہی تھی اور گہری سے گہری ہوتی جا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"کیوں فون کیا ہے؟" سرد آواز سے وہ بولتی اسے کچھ اور کہنے سے باز رکھ گئی تھی۔اس کے اس سوال پر اس نے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔اس وقت وہ گیمنگ زون

میں کونے میں بھیٹ کیرم کو دیکھتے ہوئے بات کر رہا تھا کچھ دور اس کے چند دوست سنو کر کھیل رہے تھے۔

"کیسی ہو؟" اس کے سوال کو نظر انداز کرتا وہ معمولی انداز سے اپنا سوال کر گیا۔

"ٹھیک۔" شاید اس ایک لفظ کا جواب بھی مراوتً تھا۔

"رایمہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ سب اب اور نہیں چلے گا یا تو آر یا پار۔" دوسری طرف خاموشی چھاگئی تھی۔ وہ بے صبری سے انتظار کرنے لگا۔

" صیحح کیا اب سب سوال کرنے لگے ہیں۔" اس نے ضرور مہک کا حوالہ دیا تھا۔

"ہاں کیونکہ پہلے یہ نہیں ہوا جواب ہوا۔" دانیال نا چاہتے ہوئے بھی طنز کر گیا تھا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو واقعی میں پہلے یہ نہیں ہوا جواب ہوا تھا۔" وہ پیچھے نہ رہی۔

"رایمہ میں کتنی بار سمجھاؤں وہ سب عریبہ کی چال تھی تھی وہ شروع سے تم سے حسد کرتی ہے اسلیے اس دن جان بوجھ کہ اس نے ہمارے درمیان غلط فہمی پیدا کی اب تم بتاؤ اگر میری جگہ تم ہوتیں اور کوئی لڑکا اس طرح غلط فہمی پیدا کرتا جیسے اس نے یونی میں ہونے والے تھریٹر کا بہانہ بناتے وہ سب ڈائیلوگس بولے اور ایساد کھایا جیسے وہ مجھ سے سچ مچ کہہ رہی ہے ایسی اگر کوئی لڑکا تمہارے ساتھ کرتا مجھے دکھانے کے لیے تو تم کیسے صفائی دیتی مجھے وہ بتادو میں ویسی دے دیتا ہوں؟" اس کی بات میں وزن تھا۔ وہ

چپ رہ گئی تھی۔دل جیسے جھنجوڑ رہا تھا کہہ رہا تھا کہ دانیال کہ ایک ایک لفظ میں سچائی ہے۔وہ جو کہہ رہا تھا وہ ناممکن نہیں تھا۔

"دانیال میرا دل کر رہا ہے کہ میں تم پر یقین کر لوں۔" اچانک وہ بھرائی ہوئی آواز سے بولی۔دانیال کے تاثرات دیکھنے والے تھے۔

"پلیز کر لو رایمہ صرف ایک بار....ایک بار بھروسہ کر کے دیکھو تم نہیں پچھتاؤ گی۔" دانیال کے لہجے میں التجا ہی التجا تھی۔

"دانیال......." رایمہ نے اسے پکارا۔اس کا دل شدت سے کہا کہ وہ اب معاف ہی کر دے اسے۔اخر بھروسہ اور یقین یہی تو ایک رشتے کی بنیاد ہوتی ہے کل کو اگر دانیال کو رایمہ کو لے کر کوئی دھوکہ ہوا تو اسے بھی اس وقت رایمہ کی بات سننی ہو گی اس پر یقین کرنا ہو گا۔وہ اسے ایسے مجرم ٹھہرہ نہیں سکتا ایسے ہی رایمہ کو دانیال پر یقین کرنا ہو گا۔

"ہاں رایمہ صرف تم ہی اس رشتے کو بچا سکتی ہو۔" دانیال نے مضبوطی سے موبایل کو پکڑے کہا۔دوسری طرف لب کاٹتی رایمہ سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"دانیال میں نے یقین کر........" اس کی بات پوری ہوتی کہ دانیال بول پڑا۔

"کیا ہوا عاقب ؟" شاید وہ فون کان سے تھوڑا سا دور کیے اپنے یونی کے دوست سے یکدم مخاطب ہوا تھا جو کچھ دیر پہلے باقی لڑکوں کے ہمرہ سنو کر کھیل رہا تھا۔ شاید کچھ ضروری تھا اسیلیے رایمہ مسکراتے ہوئے انتظار کرنے لگی۔ اسے اب کہنا تھا کہ اس نے پر یقین کر لیا اور معافی بھی مانگنی تھی۔

"دانی.... " عاقب ہانپ رہا تھا۔ وہ تقریباً بھاگتے ہوئے اس کی طرف آیا تھا۔

"ابھی.... ابھی عریبہ کی دوست انیکا کی کال آئی ہے عریبہ نے خودخوشی کر لی ہے۔" دانیال مجسمہ بن گیا تھا۔ عاقب نے دھیرے سے بتایا تھا۔ رایمہ کو آواز نہیں پہنچی تھی۔

"کیا بکواس کر رہا ہے ؟" وہ فوراً ہوش میں آکر چلایا۔ رایمہ کی بھنویں جڑیں مگر مسکراہٹ قایم تھی۔ جانے کیا بات ہو رہی تھی۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں وہ کہہ رہی ہے دانیال کی وجہ سے اس نے خودکشی کر لی ہے۔" دانیال کے اوسان خطا ہو گ ئے تھے۔

"دانی.... دانی اگر تم نے میرے ساتھ ایسا ہی رویہ رکھا تو میں.... میں زہر کھا کر اپنی جان دے دوں گی۔

" تمہیں یہ سب ڈرامہ لگ رہا ہے تو ٹھیک ہے جب میری لاش تمہیں دکھے گی تب تم پچھتانا۔" عریبہ کی آواز کانوں میں وحشت زدہ انداز میں گونجنے لگی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دانی؟" عاقب نے پریشانی سے اس کا کندھا ہلایا تو وہ چونکا۔

"کوئی فون پر ہے تمہیں بلا رہا ہے؟" عاقب نے اس کی فون کی چمکتی سکرین کی طرف اشارہ کیا جہاں رایمہ اسے کب سے پکار رہی تھی۔

"عاق.... عاقب عری... عریبہ کے گھر چل۔" دانیال نے گبھرا کر کہا اور اس کے ساتھ باہر بھاگا۔

"دانیال؟" رایمہ نے پھر پکارا۔ وہ جلدی سے باہر بھاگ کر فون جیب میں رکھنے والا تھا جب کال پر رایمہ تھی اسے یاد آیا۔

"رای.... رایمہ مجھے عریبہ کی طرف جانا بعد میں بات کر.... کرتا۔" رایمہ کی مسکراہٹ فوراً سمٹی۔ اس نے تیزی سے کہہ کر فون رکھا اور بھاگ کر عاقب کے پیچھے بائیک پر بھیٹا تو عاقب نے سپیڈ سے بائیک دوڑا دی جبکہ وہ پیچھے منہ پر ہاتھ پھیرتا دھڑکتے دل کے ساتھ ڈھیروں دعایں کرنے لگا تھا۔ کوئی خودکشی کرے وہ بھی اس کون سے ایسا کون چاہتا تھا؟

☆☆☆☆☆☆

وہ دونوں آج نئے گھر میں شفٹ ہو گئے تھے جو چھوٹا سہی لیکن صاف اور خوبصورت بنگلا تھا۔ وہ جب سے آئی تھی کام میں لگی تھی۔ عدیب نے ٹھیک کہا تھا کہ سارا فرنیچر وغیرہ تھا یہاں تک کہ ڈیکوریشن بھی تھی سب سامان تھا لیکن اسے باورچی خانہ اور اپنے کپڑے اور دیگر سامان سیٹ کرنا تھا اسیلیے دن کب گزرا معلوم نہ ہوا۔ اب وہ اپنا آخری کام انجام یعنی کھانا بنا کر فارغ ہو گئی تھی اور تھک کر بیڈروم میں آ کر ماتھے کا پسینہ دوپٹے کے پلو سے صاف کرنے لگی جو کمر پر بندھا تھا۔ اس نے دیوار پر لگی گھڑی پر نظر ڈالی تو وہ رات کے تین بجا رہی تھی۔ عدیب اب تک گھر نہیں آیا تھا۔

"ارے باتھ روم تو سیٹ کیا نہیں عدیب کا فیس واش اور شیو کا سامان نہیں ہو گا تو غصہ کریں گے۔" اسے یاد آیا۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھی اور الماری سے ایک چھوٹا بیگ نکال باتھ روم کے اندر جا کر دیوار سے لگے کیبنٹ میں اپنا اور عدیب کا سامان سجانے لگی۔

اسے عدیب کے ساتھ رہے زیادہ وقت تو نہیں ہوا تھا لیکن وہ اس کے بارے میں کافی حد تک جان گئی تھی وہ کہتے ہیں نا کسی کو دل سے جاننے کے لیے وقت درکار نہیں ہوتا کچھ وقت ہی سالوں جیسا لگتا ہے۔ س کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا وہ عدیب کی پسند ناپسند کا بہت خیال رکھتی ہے۔ اس کے کبھی کبھار روڈ ہونے پر بھی برا نہیں مانتی تھی کیونکہ

وہ اسے پیار کرنے لگی تھی جس کا اظہار اس نے کر دیا تھا۔اظہار سوچ کر ہی وہ یک دم شرما گئی تھی۔

اس کے بر عکس عدیب نے اس کو جاننے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی تھی۔وہ ابھی بھی اس کے لیے انجان تھی جبکہ وہ کافی کچھ کہتی رہی جس کو وہ ایسے دکھاتا جیسے سب سنا رہا ہو لیکن سب وہ اپنے سر کے اپر سے گزرنے دیتا کیونکہ اسے دلچسپی نہیں تھی اور بد قسمتی سے پہلے دن سے ہی سِلا کو یہ محسوس نہ ہوا شاید وہ اتنے چلاکی سے اسے اپنی محبت کا احساس دلاتا کہ وہ اور کچھ پر غور نہیں کر پاتی۔

عدیب کی محبت نے اسے سرشار کر دیا تھا۔

"یہ آواز کہاں سے آرہی ہے؟"اچانک ہی دھیمی ٹون کی آواز اس کے کانوں تک آئی۔وہ کیبنٹ کا شیشہ بند کرتی آواز پر غور کرنے لگی۔

"کدھر سے آر......"وہ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جب کچھ دور ہی واش بیسن پر اسے عدیب کا موبایل پڑا دکھا جس پر کال آرہی تھی۔

"اوہ دیکھو جلدی سے شاور لینے کے چکر میں اپنا موبایل ہی باتھ روم میں بھول گ ئے۔"اس نے ہنس کر ماتھے پر ہاتھ مارا پھر مسکراتی ہوئی موبایل اٹھا کر باہر نکل آئی۔

"یہ ٹینا کون ہے؟" اس نے آنے والی کال پر "ٹینا" نام دیکھا تو سوچنے لگی۔

"شاید دوست ہوگی میں اٹھاؤں کال؟" اس نے بیڈ پر بھیٹتے ہوئے سوچا۔

اٹھالیتی ہوں بیوی ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے خود سے کہا اور کال اٹینڈ کر کے فون کان سے لگالیا۔

"ہیلو عدیب ویر آر یو وی ار ویٹینگ فار یو جیک از ود یو رایٹ؟" دوسری طرف تیزی سے کوئی ایک ہی سانس میں بول گیا تھا۔

"ایکچلی عدیب از ناٹ ہیر۔" سِلا نے ہلکے سے کہا۔ دوسری طرف اسے کچھ بر براہٹ کی آواز آئی۔

"ہو آر یو؟"

"آیم ہز وایف سِلا۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ دوسری طرف خاموشی چھا گئی پھر قہقہہ کی آواز آئی۔

"کیا مزاق ہے بر و عدیب اور شادی وہ بھی کسی اور لڑکی سے۔" وہ قہقہہ کے درمیان بول رہی تھی۔ سِلا کی مسکراہٹ غایب ہوگئی۔ یعنی عدیب اپنی شادی یا اس کا کسی کو نہیں بتایا تھا۔ ایک درد سا دل میں اٹھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

اس نے بنا کچھ کہے کال کانٹ دی لیکن ٹینا کے الفاظوں پر غور کیا۔ وہ موبائل کی سکرین دیکھ چونکی۔

"وہ بھی کسی اور لڑکی سے اس بات کا کیا مطلب تھا؟" اسے یک لخت ڈر لگا۔

اس نے واپس سکرین کو دیکھا تو وہاں لاک نہیں تھا۔ وہ ہونٹ کچلتے ہوئے کچھ سوچنے لگی پھر آنکھیں میچتے اس نے اس کا موبائل کھول لیا۔

وہ کیا ڈھونڈنے لگی تھی اسے خود نہیں معلوم تھا۔

اس نے بے اختیار گیلری کھول لی۔ وہاں ڈھیروں فولڈرز تھے۔ آخری تصویر علیزے کے ساتھ لی گئی تھی گاؤں میں۔ اس نے ناچاہتے ہوئے بھی وہی فولڈر کھول لیا لیکن وہاں کچھ ایسا نہ ملا۔ وہ پرسکون ہوئی۔ اسے پہلے وہ گیلری کا ایپ بند کرتی کہ نظر ایک فولڈر پر گئیء جہاں "بے بی۔" لکھا تھا اور ہزار سے اپر تصوریں تھیں۔ اس نے دھڑکتیں دل کے ساتھ کھول لیا اور پھر اس کی آنکھیں باہر آگئی۔

یہ وہی لڑکی تھی جس کو عدیب نے ماڈل کہا تھا لیکن اس کے ساتھ ہزار تصویریں وہ بھی اتنے قریب سے اور اس خوبصوت لڑکی کی کچھ اکیلی تصویریں بھی۔ سِلا کا دل ڈوبتا جارہا تھا۔

www.zubainovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھئی میری ہونے والی بھابھی کو کچھ مت بولو۔" اس نے ویڈیو پر کلک کیا تو علیزے، ویٹسن عدیب اور کچھ لوگ تھے۔ وہ کسی جگہ تھے اور وہاں علیزے ہاتھ میں کیمرہ لیے عدیب اور جنت کو کیمرے کی آنکھ میں لیتے مزے سے جنت کو گلے لگا کر کہہ رہی تھی۔

"ہائے آئی لو یو۔" جنت کی طرف داری کرنے پر جنت نے پیار سے علیزے سے کہا۔ سِلا دم سادھے ویڈو دیکھ رہی تھی۔

"اچھا زیادہ فری مت ہو۔" علیزے نے ایک جھٹکے سے جنت کو چھوڑ مسکراہٹ دبائے کہا۔ عدیب کا قہقہہ گونجا تھا جبکہ جنت اسے سلاوتیں سنانے لگی تھی۔

سِلا سے مزید دیکھا نہ گیا جبھی غصہ سے ویڈیو بند کردی پھر تیزی سے انگلیاں چلاتی میسیجز پر گئی اور جنت نام کی لڑکی کو ڈھونڈا جو فوراً ہی مل گئی اور پھر جیسے جیسے وہ عدیب اور جنت کے میسجز پڑھنے لگی ویسے ویسے آنکھوں سے آنسوں گرنے لگے۔

اس کے ہاتھ سے موبایل گر گیا تھا۔ وہ بت بن کر وہی بھیٹی رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"کیسے ہیں آپ؟" شاہستہ بیگم نے کرسی پر بھیٹتے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ دوسری طرف انور بخت گہری سانس بھر کر رہ گ ئے۔

"بس اپنی بچی کی بہت فکر ستا رہی ہے۔" شاہستہ بیگم اداس سی مسکرادی۔

"فکر تو مجھے بھی ہر پل ستائ رہتی ہے۔ "

"کیا کر رہی ہے شاہستہ اس نے گھلنا ملنا شروع کیا سب سے؟"

"ہاں اب جا کر وہ سب میں بھیٹنے لگی ہے اس کا رویہ پہلے جیسا تلخ نہیں رہا مجھے لگتا شاید شہازیب نے کوئ بات کی ہے۔" شاہستہ بیگم نے پر سوچ انداز سے کہا۔

" یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو کہ شہازیب نے ہی کچھ کہا ہے ہو سکتا ہے اسے خود احساس ہوا ہو؟" انور بخت کو علیزے کے اس کے رویے پر بے حد خوشی ہوئ تھی لیکن ساتھ حیرانی کی نھی بات تھی کہ اچانک ایسا کیا ہوا تھا۔

"کل علیزے کی طبیعت ناساز تھی تب شہازیب اسے ہسپتال لے کر گیا تھا بس اس کی واپسی سے علیزے بدلی بدلی ہو گئ ہاں خوش نظر نہیں آتی لیکن دکھی بھی نظر نہیں آتی۔" شاہستہ بیگم نے بتایا۔

"ہوں۔" انور بخت نے بھی دوسری طرف سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

"بس مجھے ایک ہی بات کی پریشانی ہے کہ شہازیب نے سختی نا کی ہو انور علیزے ایک پیڑ کی ٹہنی کی طرح ہے پیار سے موڑو گے تو مڑ جایگی لیکن سختی سے موڑو گے تو ٹوٹ جائے گی وہ سختی پر ضدی اور باغی ہو جائے گی۔ "

"تو تمھیں لگتا ہے کہ شہازیب اس کے ساتھ زبردستی کر رہا ہے؟" اچانک انور بخت کی آواز سخت ہو گئ۔

"وہ تو میں نہیں جانتی لیکن ہمارہ شہازیب سمجھدار ہے۔" انہوں نے جلدی سے کہا۔

"شاہستہ تم شہازیب سے بات کرو پوچھو کہ ان کے درمیان کیا چل رہا ہے۔" انور بخت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"انور برا نہیں لگے لگا میاں بیوی کے تعلقات کے درمیان گھسنا؟" شاہستہ بیگم نے دھیرے سے کیا۔

"نہیں میں اپنی بیٹی کی طرف سے بہت فکر مند ہوں جانے ان دونوں کے درمیان کیا چل رہا ہے تم اپنے طریقے سے بات کرو۔" شاہستہ بیگم نے سر ہلا یا۔

"اور اسے سمجھانا کہ میری بیٹی کے ساتھ کوئی زور زبردستی نہیں..... " اچانک وہ کھانسے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کیاہواانور آپ ٹھیک ہے یہ آپ کی کھانسی کب تک جائے گی؟"شاہستہ بیگم فوراً پریشان ہو گئی۔

"بوڑھاہو گیاہوں ایک زمانے میں اتنادل مضبوط ہوا کرتا تھااور آج دیکھو ڈاکٹر کہتے کہ میرادل کمزور ہو گیاہے کسی بری خبر کو برداشت کرنے کے چانس کم ہے ہارٹ اٹیک ہو سکتا۔"وہ افسردہ ہو گئے تھے،شاہستہ بیگم کے آنکھوں میں نمی آگئی۔

"انشاللہ آپ جلد صحت یاب ہو جاینگے فکر نا کریں آپ کے بچے اور آپ کی بیوی آپ کے ساتھ ہے۔"انور بخت ان کی بات پر ہولے سے مسکرادیے۔

"علیزے تم سے بات کر رہی ہے؟"اچانک انہوں نے پوچھاتوشاہستہ بیگم دکھی ہو گئی۔

"انور میری بیٹی میری بچی میری آنکھوں کے سامنے ہو کر بھی میری نہیں ہے میں اس کو خود سے گلے لگا کر بھی نہیں کہہ سکتی ہے کہ رو لو جتنا رونا ہے میں اس کا دل کا حال بھی نہیں سن سکتی انور مجھے سمجھ نہیں آتا ماضی میں میری ماں کی وجہ سے میں ماں کا سکھ پوری طرح نہیں اٹھا سکی آخری میری ماں نے ایسا کیوں کیا جس کی وجہ سے ہم سب کو کتنی تکلیف اٹھانی پڑی لیکن دیکھیں میں اپنی مری ہوئی ماں سے شکوہ بھی نہیں کر سکتی کہ انہوں نے بیٹی کا نصیب اپنے ہاتھ سے اپنے مفاد کے لیے بگاڑ دیا۔"وہ رونے لگی

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی، انور بخت خاموش ہو گئے تھے وہ کچھ غلط نہیں کر رہی تھی، ماضی میں جو کچھ ہوا اس کی قصوروار ان کی ساس ہی تو تھی، اپنی لالچ کے خاطر انہوں نے اپنی بیٹی کا ہنستا بستا گھر اجاڑنے کی پوری کوشش کی تھی خیر ان کی کوشش تو کامیاب نہیں ہوئی تھی لیکن ان کوششوں کی وجہ سے شاہستہ بیگم کے بچے ان سے دور ہو گئے تھے۔

آج تک علیزے عدیب رایمہ یوجنا کو کچھ خبر نہیں تھی، رایمہ نے تو اپنی ماں سے پیار کرنا کبھی نہیں چھوڑا تھا لیکن عدیب اور علیزے نے ان کو ہی قصوروار ٹھہرہ کر ان سے نفرت کرنا سیکھ لی تھا لیکن اس میں عدیب علیزے کی بھی کوئی غلطی نہیں تھی، ان کا بچپن بھی تو تباہ کیا گیا تھا ان ننھی آنکھوں کو جو دکھا انہوں نے وہی سچ مان لیا تھا اور ان کی نفرت کے آگے انور بخت کو بھی سال میں ہی پاکستان آکر شاہستہ بیگم سے ملنا پڑتا تھا، یہاں تک کہ یوجنا کے دس سال کے ہونے کے بعد علیزے عدیب نے اپنی چھوٹی بہن کو اپنے پاس ہی بلا لیا تھا لیکن ان کو گوارہ نہیں تھا کہ شاہستہ بیگم ان کے گھر آئے۔

☆☆☆☆☆☆

"علیزے بھابھی کے امتحانات پچیس سے شروع ہیں تو دادی جان نے پچیس سے پہلے یعنی بیس کو مہندی اکیس کو بارات اور بائیس کا ولیمہ رکھا ہے۔" عمارہ ثمن کو بھیٹے بتا رہی

تھی۔ وہ لوگ زینیا کے گھر سے آچکے تھے۔ انہوں نے رشتہ پکا کر دیا تھا حویلی والوں کو زینیا کی ماں بہت ڈیسنٹ اور رکھ رکھاؤ والی لگی تھی جبکہ زینیا کے باپ حیات نہیں تھے۔ زینیا کی ماں ایک این جی او میں کام کرتی تھی اور ان کے ایک چاچا تھے جن کے زینیا کے باپ کے ساتھ مشترکہ دکان تھی جن کو انہوں نے وسیع کر لیا تھا لیکن زینیا کے باپ کے انتقال کے بعد انہوں نے منہ نہیں پھیرا بلکہ وہ زینیا سے اور محبت کرنے لگے تھے اور اپنی بھابھی کو ہر ماہ ایک رقم بھجواتے تھے جو ان کا حق تھا کیونکہ دکان میں ان کا بھی حصہ تھا۔

زینیا کی ماں انیلا بخت اور حویلی والوں سے کافی متاثر تھی اور بہت عزت کرتی تھی انہیں زینیا نے پہلے ہی آنے والے رشتے کی خبر کر دی تھی اور انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا بس پھر کیا چٹ منگنی اور پٹ بیاہ کرنے کی سلماں بخت نے ٹھان لی اور یہ طے پایا کہ اگلے مہینے ہی حویلی میں سمیر اور زینیا کی دھوم دھام سے شادی کی جائے گی۔ وہ لوگ منہ میٹھا کر کے آچکے تھے اور زینیا سے بھی مل لیے تھے کیونکہ اس کی ماں نے اسے گھر میں رہنے کی تلقین کی تھی اور اسے بھی کوئی اعتراض نہ ہوا تھا۔

"آپ لوگ زینیا باجی سے ملے؟" ثمن نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔ عمارہ گھبرا گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"نن..... نہیں وہ کہاں تھی وہ تھوڑی تھیں۔" عمارہ نے ثمن کے ڈر سے جھوٹ کہا۔اس نے مطمعین ہو کر سر ہلایا۔

"اے لڑکیوں سارا دن کمرے میں گھسی رہو گی یا شادی کی تیاروں میں اماں کو ہاتھ بھی بٹاؤ گی۔" اچانک مدیحہ بخت عمارہ ثمن کے مشترکہ کمرے میں آ کر چلانے لگی۔عمارہ جلدی سے کھڑی ہوئی۔

"یہ پھو پھو کیوں آ گئیں" ثمن کو ابھی اور بہت کچھ پوچھنا تھا لیکن پھو پھو آ چکی تھی جو ہر بار اپنے ساتھ سب کی شامت بھی لاتی تھیں۔

"ایں کیا بولی لڑکی؟" انہوں نے ثمن کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی جبھی قریب آ کر اس کا کان مروڑا۔وہ چیخ اٹھی۔

"کک.... کچھ نہیں پھو پھو جان میری اتنی مجال۔" ثمن دانت تلے زبان دبائی۔

"جی پھو پھو جان کچھ نہیں کہا اس نے۔" عمارہ بھی جلدی سے دونوں کی طرف بڑھی اور آخری لفظ زور دیتے ثمن کو گھورتے ہوئے کہے۔

"بہت زبان چلنے لگی ہے اس کی دلاور بھائی سے کہہ کر اس کو بھی رخصت کرواتی ہوں۔" مدیحک بخت کی بات پر ثمن کی آنکھیں باہر آ گئی۔وہ تیزی سے پلٹی۔

"نہیں نہیں نہیں پھو پھو جان سوری۔" ثمن کی حالت دیکھ عمارہ زیرِ لب مسکرائی۔

"اور بولو اچھا ہے۔" وہ ثمن کو گھورتی من میں بولی۔

"اچھا اب جاؤ جا کر باورچی خانہ دیکھو اور یہ میری نکمی اولاد لیلیٰ کو بھی اپنے ساتھ پکڑ کر لگاؤ جانے کہاں آوارہ گردی کرتی رہتی ہے شادی کی تیاریاں شروع ہونے والی کتنے کام ہیں........" وہ اب شروع ہو چکی تھیں۔ عمارہ ثمن نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور لپک کر دروازے کی طرف گئیں۔

"ٹھیک ہے پھوپھو جان جا رہے ہیں۔" وہ آواز دیتے ان کے مڑنے سے پہلے نکل گئیں اسے پہلے وہ کچھ کہتی شاہ زیب اندر کسی کو ڈھونڈتا ہوا داخل ہوا۔

"ارے میاں تم یہاں خیرت؟" وہ شاہ زیب کی طرف آئی۔

"اسلام علیکم پھوپھو جان عمارہ کو کہی دیکھا ہے ایک کام تھا اسے۔" وہ مصروف سے انداز میں ہاتھ میں کوئی کاغذ پکڑا ہوا بولا۔

"وعلیکم یاد آ گئی اپنی شکل پھپھی کو دکھانے کی ہر وقت بیوی کے پلو سے چپکے رہتے ہو زن مرید نک ہو تو۔" ان کو تو موقع مل گیا تھا جبھی جل کر بولی۔

"میں زن مرید؟" شاہ یب نے خود کی طرف اشارہ کیا پھر قہقہہ لگایا۔ آج اس کا موڈ خلافِ معمول اچھا تھا ورنہ چہرے پر چھائی سنجید گی اتنی خطرناک ہوتی کہ کوئی بات کرنے سے بھی ہچکچاتا۔

"ہاں نہیں تو کیا دیکھ میرے بچے تو بہت بھولا ہے اور یہ جو علیزے ہے نا انور کی بے حیا بیٹی توبہ توبہ۔" انہوں نے کانوں کو ہاتھ چھوا۔ شاہ زیب کا فریش موڈ فوراً بدلا چہرے پر سنجیدگی آ گئی۔

علیزے جو ثمن کے پاس نا چاہتے ہوئے بھی پڑھنے کے لیے اِنک مانگنے آ رہی تھی کیونکہ اس کی اِنک کا ڈبہ ختم ہو گیا تھا۔ وہ وہی دروازے پر رک گئی اور مدیحہ بخت کے منہ سے نکلے خود کے لیے اس نے اس طرح کے الفاظ سن لیے تھے۔ اسے برا لگا تھا لیکن.... لیکن اسے سننا تھا کہ شاہ زیب کی کہتا ہے جبھی دروازے کی اوٹ چھپ گئی۔

"پھوپھو جان یہ آپ کیا کہہ رہی ہے؟" وہ مدیحہ بخت کی نیچر سے واقف تھا اسلیے تحمل سے بولا۔

"ہاں تو کچھ غلط کہا دیکھا نہیں اس کا رہن سہن توبہ اس انگریز کو باپ کے سامنے شادی کرنے کے لیے لے آئی تھی استغفار ایسا تو ہماری سات پشتوں میں بھی نہیں ہوا اس قسم کی کھلی آزادی انور نے اس کو دی ہو نگ اس دن حسن اور یوجنا مجھ کو وہ کیا کہتے ہاں ٹیبلٹ میں اس کی باہر کی تصوریں دکھا رہے ہے توبہ توبہ اتنے چھوٹے کپڑے لڑکوں کے ساتھ گلے میں بانہیں ڈالی بے شرمی کی انتاہ پر تھی۔" وہ جب بولنا شروع ہوتی تھی تو

رکتی نہیں تھی شاید یہی عاات لیلیٰ میں آئی تھی لیکن لیلیٰ چلبلی تھی کسی کی دل آزاری نہیں کرتی تھی۔

علیزے نے اپنے دوپٹے کے پلو کو دبوچ لیا اور آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں کو آنکھیں میچ کر روک لیے۔ اسے اور نہیں سہا جا رہا تھا وہ پلٹ کر جانے لگی جب شاہ زیب کی آواز پر اس کے قدم رک گ ئے

" پھوپھو جان آپ جس لڑکی کے بارے میں یہ سب کہہ رہی ہیں وہ آپ کی بھتیجی کے ساتھ میری بیوی ہے اور میں ہر گز برداشت نہیں کروں گا کہ میری بیوی کے کردار پر کوئی انگلی اٹھائے جو وہ کرتی تھی وہ اس کا ماضی تھا اب یہ اس کا حال ہے اور یہ حال میرے ساتھ ہے اور میری دسترس میں میری بیوی کو اپنی حدود کے بارے میں معلوم ہے باقی وہ مجھ سے ان حدودوں پر لڑتی ہے جھگڑتی ہے مانتی ہے یا نہیں وہ میرے اور اس کے درمیان کا معاملا ہے اور مجھے اسے اچھی طرح ہینڈل کرنا آتا ہے ہاں وہ مغربی ماحول میں پلی بڑھی ہے ہمارے اصول قایدے اس کو پسند نہیں وہ الگ ہے ہم سے لیکن وہ بدکردار نہیں ہے اور آج تو میں لحاز کر گیا لیکن آیندہ اگر میں نے کسی کے بھی منہ سے اگر اس کے بارے کچھ بھی غلط سنا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا کیونکہ وہ میری عزت ہے اور اس کی عزت پر داغ میری عزت پر داغ ہے وہ کتنی باحیا اور بے حیا ہے

اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا صرف میں جانتا ہوں کہ وہ کیا اور کیا نہیں یہی کافی ہے۔"
لہجے میں نہ سختی نہ ہی نرمی تھی۔ وہ بس سادگی سے بول گیا تھا جبکہ باہر کھڑی علیزے وہی جم کر رہ گئی تھی۔

"تو اپنی پھوپھی سے اس کے لیے......." مدیحہ بخت کا حیرت سے منہ کھل گیا تھا۔

"میں آپ کی عزت کرتا ہوں تو برا ہے مہربانی اس عزت کو نہ ختم کیجیے۔" وہ اب سختی سے کہہ کر دوسری طرف سے نکل گیا تھا جبکہ علیزے فوراً چھپ کر اس کی پشت کو دیکھنے لگی تھی وہ بھی خالی خالی نظروں سے۔ کل رات جو شاہ زیب نے اس کے ساتھ اپنے فاصلے مٹائے تھے اس پر اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی کیونکہ وہ سمجھوتا کر گئی تھی لیکن اس کی آغوش میں رات کے ہر گزرتے لمحے میں اسے شاہ زیب سے نفرت ہو رہی تھی۔ شاہ زیب کو محسوس بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ بنا آواز کے روتی رہی تھی اسے لگا تھا صرف اسے اپنی ہوس مٹانے میں دلچسپی ہے جبھی آج صبح سے وہ صرف خاموش تھی اور کوئی ربوٹ بنی تھی لیکن ابھی شاہ زیب کے منہ سے سنی باتوں نے اس گھن کو ختم کر دیا تھا جو اسے رات کا سوچ سوچ کر خود سے ہو رہی تھی۔ نفرت اپنی جگہ اب تک تھی کیونکہ یہ سمجھوتا وہ ساری زندگی کا اس بے حس انسان کی دھمکی پر ہی تو کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"خالہ جان میں بے بس کب تک رہوں گی؟" شائستہ بیگم آج پھر انیلا بخت کے سامنے ناچاہتے ہوئے بھی رو پڑی تھیں۔انیلا بخت نے تکلیف سے ان کو دیکھا اور پھر چھت کو دیکھتی گہری سانس لے گئیں۔

"میں کب اپنی بیٹی اپنے بیٹے کو گلے سے لگا سکوں گی کب اپنی بیٹی کو یہاں اپنے پن کا احساس دے سکونگی کب ان کے دلوں سے نفرت ختم کر سکوں گی؟" انیلا بخت نے نم آنکھوں سے ان کا جھکا سر دیکھا۔

"نہ میری بچی ایسے نہیں روتے۔" انہوں نے ان کے ہاتھ پر تھپکی دیتے کہا۔

"خالہ جان کیوں امی نے ایسا کیا کیوں اپنی بیٹی کو خون کے آنسوں رلائے؟" وہ آج پہلی بار اپنی ماں سے شکوہ کر رہی تھی۔

"کاش اپنی بہن کی حرکتوں کی مجھے پہلے خبر ہوتی تو میری بھانجی کے ساتھ یہ سب نہ ہوتا۔" وہ آنکھیں بند کر کے ماضی میں جو ہوا سوچتے ہوئے من میں بولی۔

"خالہ جان مجھے اپنی بیٹی کے ایک بار گلے لگنا ہے ایک بار اس کا چہرہ چومنا ہے ایک بار اسے چند باتیں کرنی ہے کاش یہ سب ہو پاتا۔" شاہ زیب کے اندر آتے قدم وہی رک

گ ئے۔اس نے اندر شہاستہ بیگم کو سسکیاں لیتے دیکھا۔ان کے اس طرح علیزے کے لیے تڑپتے دیکھ انیلا بخت کو بھی تکلیف ہو رہی تھی۔وہ جانتا تھا۔اسے علیزے پر سخت غصہ آیا۔

وہ الٹے پاؤں جیسے آیا تھا ویسی چلا گیا۔

"آپ کے لیے چائے لاؤں؟"ماورہ نے اس کو کمرے میں آتے دیکھ جلدی سے کھڑے ہو کر پوچھا۔اس نے سنجیدگی سے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟"ماورہ کو محسوس ہوا کہ وہ کچھ غصہ میں لگ رہا تھا جبھی اچھی بیویوں کا فرض نبھاتی اس کے پاس آ کر بھیٹ کر نرمی سے پوچھنے لگی۔

"علیزے کو چاچی جان کے ساتھ ایسا رویہ اب نہیں رکھنا چاہیے ان کی ممتا اس کے لیے للچا رہی ہے وہ رو رہی ہیں اور دادی جان بھی کافی دکھی ہیں۔"وہ سیدھے ہاتھ کی مٹھی اپنے گھٹنے پر رکھ دوسرے ہاتھ سے بالوں میں ہاتھ پھیر کسی غیر مری نقطے کو دیکھ کہہ رہا تھا۔

"آپ صحیح کہہ رہے ہیں علیزے کا رویہ بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے آپ جانتے ہیں اس نے کل چاچی جان سے بہت بد تمیزی کی اور انہیں جانے کیا کچھ کہا۔"ماورہ نے سوچا لوہا گرم ہے ہتھوڑا مار دینا چاہیے اسیلیے اپنے پاس سے بنا کر جو منہ میں آیا بول گئی۔

"کیا کہا؟" شاہ زیب جو جھک کر بھیٹا تھا سیدھا ہوا اور ماتھے پر بل ڈال اس نے پوچھا۔ وہ گڑ بڑا گئی۔

"یہ..... یہی کوئی انگریزی میں زیادہ تر کہہ رہی تھی مجھے سمجھ نہیں آیا۔" اس نے جلدی سے بات بنائی۔ اس نے واپس سامنے دیکھا اور دانت پیستے کچھ سوچنے لگا۔

"اب آپ کیا کریں گے؟" اس نے دل میں خوشی کو دباتے سنجیدگی سے پوچھا۔

"سیدھا کروں گا اسے۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے سخت انداز میں بولا۔ ماورہ خوش ہوئی۔ وہ چاہتی تھی کہ علیزے اور شاہ زیب کے درمیان لڑائیاں ہوں تاکہ وہ جلد سے جلد الگ ہو جائیں کیونکہ علیزے کے سمجھوتے پر اس کا بہت بڑا نقصان ہوا تھا۔ وہ جو شاہ زیب کو بانٹنے کو سوچ بھی نہیں سکتی تھی پہلے علیزے سے اس کی شادی برداشت کی اور جب اسے یقین تھا کہ شاہ زیب اسے جلد سے جلد چھوڑ دے گا تو وہ یقین بھی جلد ٹوٹ گیا پھر اسے امید ہوئی علیزے اس رشتے کو کبھی قبول نہیں کرے گی تو یہ رشتہ ابھی نہیں تو کل ٹوٹ ہی جائے گا لیکن اس امید پر علیزے کے سمجھوتے نے پانی پھیر دیا تھا۔

اب اسے کیسے بھی کر کے ان دونوں کو الگ کرنا تھا اور اس کے لیے وہ کوئی بھی جھوٹ بول سکتی تھی۔ کوئی بھی منصوبہ بنا سکتی تھی اور کسی بھی حد تک جا سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"لیلیٰ جی سنیے نا۔" وہ جھولے پر بھیٹی مٹر چھیلتے ہوئے کانوں میں الجھی ہینڈ فری لگائی گانے سن رہی تھی جب جھولے کو پکڑے وہ بلو جہ شرماتا ہوا اسے پیار سے پکارنے لگا جس کے کان میں جوں تک نہیں رینگی تھی۔

"لیلیٰ جی؟" اس نے پھر اس کے پیچھے دانت نکالتے ہوئے پکارا لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی بلکہ گانے سنتی ساتھ گنگنانے بھی لگی۔

"لیلیٰ جی۔" اب کی بار اس نے جھولے کو زور سے جھلایا۔ وہ آگے کو گرتے گرتے بچی اور مٹر کے چھلکوں کی تھیلی زمین میں نوش ہو گئی اور ساتھ چھلکے پھیل کر گر گئے۔

"ہائے اللہ زلزلہ آ گیا بسملہ بسملہ اللہ میرے گناہوں کو معاف کر دے قسم سے اللہ پاک میں گانوں سے دور رہوں گی میں جانتی ہوں کانوں میں سیسا........" وہ جو زلزلہ سمجھ بے اختیار دعایں پڑھتی سمبھلتی ہوئے کھڑی ہو رہی تھی اچانک ٹونی کے قہقہوں کی آواز سے چونکی۔

"ہائے لیلیٰ جی آپ کتنا ڈرتی ہیں۔" وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے بری طرح ہنس رہا تھا لیلیٰ سب چھوڑ اسے قہر آلودہ نظروں سے گھورنے لگی تھی۔

"آپ کتنی ڈرپوک ہیں۔" وہ اپنی ہنسی کو قابو کرنے کی کوشش کرتا ہوا پھر بولا۔

"چھچھوندر اڑھنے والا کاکروچ۔"یکدم لیلیٰ اس کے پاؤں کی طرف اشارہ کرتی اپنا پلو منہ تک لائی ڈرنے کی اداکاری کرتی چیخی تو ٹونی کی ہنسی کو بریک لگا اور وہ اسے بھی زیادہ چلایا۔

"ہائے اللہ جی میں مر گیا کہاں ہے؟"وہ اچھل کر لیلیٰ کے پیچھے آکر چھپ گیا جواب کمر پر ہاتھ رکھ غصہ سے پلٹی۔

"آیئنے میں جا کر دیکھو۔"اسے نے چبا کر کہا وہ سینا چوڑا کیے سیدھا ہوا۔

"آپ کا مطلب کیا ہے؟"وہ بھاری آواز کر کے بولا۔لیلیٰ نے آنکھیں گھمائیں۔

"اوئے نائی کے باہر پوسٹر پر لگے ہیرو ہلکے پڑ جاؤ۔"ٹونی فوراً سانس بحال کر کے واپس اپنے انداز میں آیا۔

"لیلیٰ جی آپ نے مجھے کاکروچ کہا وہ بھی اڑھنے والا۔"اس نے منہ پھلائے کہا۔لیلیٰ نے اپنا رنگ برنگی پراندہ گھمایا۔

"تو کیا ٹام کروز کی اولاد بولوں اچھے خاصے کاکروچ دکھتے ہو اور اڑھنے والے اسلیے کیونکہ کچھ زیادہ ہی اڑھ رہے ہو ویسے مجھے سمجھ نہیں آیا تمھیں اعتراض کیوں ہو رہا ہے اعتراض تو بیچارے کاکروچ کو ہو رہا ہو نگا ایوی بیچارہ کونے میں گھسا آنسوں بہا رہا ہو گا شکوہ کر رہا ہو گا کہ لیلیٰ باجی آپ کو یہی چمگادڑ ملا تھا مجھ سے موازنہ کرنے کے لیے کیا اتنا

گرا پڑا ہوں میں۔" وہ ہمیشہ کی طرح اپنی دھن میں بولتی چلی گئی جبکہ ٹونی کا حیرت سے منہ کھل گیا تھا۔

"لیلیٰ جی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔" وہ دکھ سے بولا۔

"وہی جو تم نے سنا بتاؤ مجھے کیوں دکھا دیا؟" وہ چیخ کر بولی۔

"میں جی اتنی ہمت کر سکتا جی آپ سن ہی نہیں رہی تھی کانوں میں ٹوٹیاں لگی تھیں۔" اس نے جلدی سے وضاحت دی۔

"مجھے مخاطب ہی نہ کیا کرو آئی سمجھ۔" وہ غصہ سے کہتی ہوئی مٹر کی تھیلی اٹھائی ملازمہ کو آواز دیتی چل گئی جبکہ اس بیچارے کا اتنا سا منہ ہو گیا تھا جبھی عمر کے کھی کھی کرنے کی آواز آئی۔

"اوئے ادھر آ سالے۔" اس نے عمر کو بازو سے پکڑ کھینچا۔

"ٹونی بھیا یہ آپ نے رشتے والا سالا کہا ہے یا گالی والا؟" اس کے پوچھنے پر ٹونی نے تھوڑی پر ہاتھ رکھ سوچنے والے انداز سے سر ہلایا۔

"دونوں ہی سمجھ لے ہنس کیوں رہا تھا یہاں تیری بہن مجھے منہ نہیں لگاتی اور تو اپنے بھیا اور مستقبل میں ہونے والے بہنوئی کی کچھ مدد کرنے کے بجائے الٹا گلیاں اڑھا رہا ہے۔" وہ اسے گردن سے دبوچتا بولا۔

"ارے نہیں نہیں آپ کی مدد کرنے آرہا تھا یہ ناچیز لیکن پھر باجی کی باتوں سے ہنسی آگئی۔" اس نے جھٹ سے کہا۔

"اپنی باجی کی باتوں پر بعد میں ہنس لینا پہلے یہ سوچ کہ کیسے تیری باجی کے دل تک کا راستہ ڈھونڈا جائے۔"

"ارے بھیا یہ تو کوئی بات ہی نہیں آپ بس کاغذ اٹھاؤ اور پین پھر بس شروع ہو جاؤ۔" عمر نے ہاتھ ہوا میں لہرائے کہا۔ ٹونی نے اسے نا سمجھی دے دیکھا۔

"ہیں جی مطبل؟"

"مطلب شاعری لکھو نا باجی پر میں بتا رہا ہوں ان کو بڑی پسند ہے شعر و شاعری وہ ضرور متاثر ہو جائیں گی۔" عمر کی بات پر وہ منہ کھولے خوشگوار حیرت میں ڈوب گیا۔

"یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔"

"اب سوچ لو اور جاؤ۔" عمر کہتے ساتھ بھاگ کر حسن کی طرف چلا گیا جو ہاتھ میں بلا پکڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"لیلیٰ جی میں آرہا ہوں پھر۔" اس نے اپنے تیل سے چپکے بالوں کو مزید چپکاتے ایک بار پھر بلا وجہ شرما کر اونچی آواز لگائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

وہ مدیحہ بخت کی باتوں سے دل برداشتہ ہوگئی تھی اسیلیے شاہ زیب کے ساتھ جو خریداری کرنے جانی تھی اس کے لیے تیار ہونے کا ارداہ ترک کرتی اس کے قدم لان کے جانب چل دیے۔لان میں آکر وہ سیڑھیوں پر بھیٹ کر سویرے کا جایزہ لیتی سوچوں میں گم ہوگئی

گھٹنوں پر کوہنی رکھے تھوڑی پر مٹھی جمائے وہ سامنے خالی جھولے کو دیکھنے لگی تھی اور نا چاہتے ہوئے بھی ماضی میں جارہی تھی۔یہ حویلی بدلی نہیں تھی ویسی سب تھا۔

اچانک ہی ماضی کی ایک یاد سامنے آئی اور اس جھولے پر اسے پانچ سال کی گول مٹول بچی بھیٹی نظر آئی جو ہاتھ میں لالی پاپ لیے اپنی کندھے تک آتی چھوٹی سی پونی کو جھلاتی ہوئی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔علیزے بے ساختہ مسکرائی، آہ اس کا بچپن !

وہ بچی ارد گرد کسی کو ڈھونڈ رہی تھی اچانک ہی کوئی بچا بھاگتے ہوئے اس کے پاس آیا اور اسے کچھ باتیں کرنا لگا پھر کچھ ہی پل بعد لوہے کی روڈ ہلاتے وہ اب اس کا جھولا دے رہا تھا..... یہ بچا کون تھا..... علیزے نے دماغ پر زور ڈالنا چاہا۔اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں تو وہ جھولا اب خالی تھا۔وہ ماضی سے باہر آگئ تھی۔

وہ بچہ اس کے ساتھ رہتا تھا اس کا دوست کیا نام تھا اس کا؟علیزے کو دھندلا دھندلا اس کا چہرہ نظر آیا تھا۔

جب کچھ دیر تک وہ یاد کرنے کی کوشش کرتی رہی بلکہ الٹا سر میں درد اٹھ گیا۔اس نے سر جھٹک دیا۔اب وہ آسمان کی جانب دیکھتے پرندوں کو ان کے آشیانوں سے نکلتے ہوئے دیکھ رہی تھی جو اپنی بھوک پیاس مٹانے آسمان پر روا ہو گ ئے تھے۔

اس کے سر سے دوپٹا ڈھلک کر گر گیا اور اس کے بال کمر پر پھیل گ ئے۔ہوا چلنے کے باعث اب اس کے بال اور دوپٹے کا پلو ہواؤں سے باتیں کر رہے تھے جبکہ وہ دونوں پاؤں جوڑی ویسی بھیٹی تھی البتہ تھوڑی سے ہاتھ ہٹا لیا تھا۔

"کیا میں اتنی بری ہوں اتنی خراب ہوں کہ مجھے کوئی آسانی سے بدکردار کہہ دے۔" وہ آسمان کی جانب دیکھتی ہوئی دھیرے سے خود سے بولی۔

"میں زندگی اپنے حساب سے جینے کی قایل ہوں تو کیا میں بدکردار ہو گئی؟"اب اس کی نظریں آسمان سے ہٹ سامنے ملازموں کے کوٹیج پر چلی گئی۔

"اگر بدکرداری یہ ہے تو باکرداری کیا ہے؟"اس نے خود سے سوال کیا پھر نظریں واپس آسمان پر چلی گئیں جہاں پرندے آزادی سے اڑان بھر رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Stories|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"شاید لوگوں کے مطابق جینا سوال نہ اٹھانا سب کا کہا ماننا جو نہ بھی پسند ہو اس پر سمجھوتا کرنا ریت روایات پر یقین کرنا خود کو سب سے پیچھے رکھنا سر جھکا دینا اور خود کی زندگی کی ڈور کسی اور کے ہاتھ میں تھام دینا با کرداری ہے۔" کہتے ساتھ اس کے ہونٹوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ آگئی۔

"اور علیزے انور نے یہ سب تو کبھی سیکھا ہی نہیں وہ تو ان پرندوں کی طرح بے فکری کی زندگی گزارتی آئی ہے قید ہونا تو اسے آتا ہی نہیں جب من چاہا کچھ کر لیا جب من چاہا کچھ پالیا گاڑیوں کا پیشن پورا کیا دوست ایک سے بڑھ ایک بنائے اپنی مرضی کی زندگی گزاری جو پسند وہ کھایا جو پسند وہ پہنا اور اب اچانک مجھے پنجرے میں قید کر دیا یہ تو ناانصافی ہے۔" آنکھوں سے آنسوں رواہونے لگے۔

وہ ایسی بھیگتی رہی تھی۔ خالی خالی نظروں سے سب دیکھ رہی تھی کہ اچانک اسے یاد آیا کہ اسے شاہ زیب کے ساتھ خریداری کرنی جانی تھی کیونکہ اب پوری زندگی اس قید میں گزارنی تھی۔ وہ سانس بھرتی گھٹنوں پر زور دیتی کھڑی ہوئی اور واپس حویلی کے اندر چل دی۔

ہر انسان قید ہے! کوئی معاشرے کے بنائے اصولوں میں تو کوئی خود کی بنائے سوچوں کے الجھتے داگھوں میں، کوئی ریت رواجوں میں تو کوئی اپنی لاحاصل خواہشوں

میں۔آزاد پھرنے والے لوگ اصل میں اندر سے قید ہی ہیں اور کسی کو رہائی کا شوق نہیں کسی کو اڑھنا نہیں کیونکہ اڑھنے میں پر پھیلانے ہوں گے اور اس میں ہمت چاہیے ہو گی جو کسی کسی میں ہی پائی جاتی ہے کیونکہ ہر کسی کو اڑھنا جو نہیں آتا۔

☆☆☆☆☆☆

بظاہری طور پر تو اس کا دھیان سامنے سڑک پر تھا لیکن وہ اپنے برابر بھیٹی خاموش علیزے کو کنکنھیوں سے دیکھ رہا تھا جو سب سے لاپرواہ جانے کن سوچوں میں بھیٹی کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی۔

شاہ زیب کو محسوس ہو گیا تھا کہ کچھ تو بات ہے۔علیزے کی اداسی کا اسے معلوم ہو رہا تھا لیکن کیا بات ہو سکتی ہے؟اس نے کلچ گھماتے ہوئے سوچا۔شاید کل رات کی وجہ سے؟ وہ سنجیدگی سے ڈرایونگ کرتا سوچ رہا تھا۔

اچانک اس کی موبایل پر کال آئی۔وہ کام کی بات کرنے لگا۔علیزے ابھی بھی بے گانی باہر دیکھ رہی تھی۔وہ لوگ شہر خریداری کے لیے رواں تھے۔

"آہم۔"فون ڈیش بورڈ پر رکھ اس نے گلہ کھنکھار کر علیزے کو متوجہ کرنا چاہا لیکن ناکام رہا کیونکہ وہ ابھی بھی کسی بت کی طرح بنی بھیٹی تھی۔

"علیزے؟" شاہ زیب نے سامنے دیکھتے ہوئے پکارا لیکن اب بھی حیرانگی ہوئی تھی شاید اس نے سنا ہی نہیں تھا اسیلیے کوئی ردِ عمل نہیں آیا۔

"علیزے کیا ہوا؟" اس نے اب اس کی طرف دیکھ اس کا کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ۔ وہ کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے اچھلی۔

"نہیں۔" وہ ساتھ چلائی بھی تھی۔ شاہ زیب نے بھنویں جوڑ چونک کر اسے دیکھا۔ وہ سہمی ہوئی لگ رہی تھی۔

وہ فوراً ہی واپس اپنی سابقہ پوزیشن میں آ گئی جبکہ شاہ زیب نے لب بھینچ واپس نظریں سڑک پر مرکوز کر لیں۔

چند لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے۔

"اس ردِ عمل کا کیا مطلب سمجھوں میں؟" اچانک ہی شاہ زیب نے بلند آواز میں سخت لہجے کے ہمرہ گاڑی میں پھیلی حد درجہ خاموشی کا سکوت توڑا۔

"ہوں ہاں؟" علیزے اب چونکندہ بھیٹی تھی جبھی چونک کر چہرہ موڑا اسے الجھ کر دیکھا۔

"تم اپنے رویے سے کیا ثابت کرنا چاہ رہی ہو؟" سنجیدہ نظریں اس پر گاڑھے اس نے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں سمجھی نہیں۔"علیزے نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"علیزے بی بی میں اس سوگ مناتے ویران چہرے اور اس شاک کی بات کر رہا ہوں جو تھوڑی دیر پہلے تمہیں لگا ہے؟"اس کا نام کافی چبا چبا کر لیا گیا تھا۔علیزے جو مدیحہ بخت کی وجہ سے اپ سیٹ تھی وہ شاہ زیب کو کوئی صفائی نہ دے سکی اور خاموش رہی۔

"تم تو ایسی بنی ہوئی ہوں جیسے میں نے تمہارے ساتھ کوئی زبردستی کر کے زیادتی کی ہے حالانکہ تمہاری رضامندی شامل تھی۔"اس نے گاڑی موڑتے ہوئے کچھ ایسے الفاظوں کا غصہ سے استعمال کر لیا جو علیزے کو بری طرح چبھے۔

"حد میں رہو شاہ زیب۔"وہ بے اختیار بولی۔چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔

شاہ زیب نے واپس سخت نیلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔اس نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتی سختی قایم رکھی۔

شاہ زیب کا غصہ کچھ کم ہوا۔اس نے غور سے علیزے کی سرخ آنکھیں دیکھی شاید وہ روتی رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟"اچانک اس نے نرمی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھا تو اب اس نے نظریں پھیر لی۔شاہ زیب نے بھی واپس سامنے دیکھا۔

"کسی نے کچھ کہا ہے؟"وہ دوبارہ سٹیرنگ گھماتے ہوئے بولا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے..... میں نے تمھاری اور تمہاری پھوپھی کی باتیں سن لی تھیں۔" اس کے سوال کو نظرانداز وہ کر چکی تھی لیکن چند ہی منٹ بعد کچھ سوچ اس نے تیزی سے کہا۔ شاہ زیب نے اسے دیکھا۔

"پھوپھو جان کا برامت منانا وہ ایسے ہی طبیعت کی مالک ہیں۔" اس نے اس کے چہرے کو بغور دیکھ دھیمے سے کہا۔ جانے کیوں علیزے کی آنکھیں بھر آئیں شاید شاہ زیب کے لہجے میں اپنایت تھی جسے اس کا دل کا غبار نے نکلنا چاہا۔ وہ بے ساختہ آواز سے رونا شروع ہوگ ئے۔ شاہ زیب نے چونک کر اسے دیکھا۔ آج پہلی بار وہ اس کے سامنے رو رہی تھی ورنہ وہ ہر بار اپنے آپ کو مضبوط دکھانے کے چکر میں اپنے آنسوں پونچھ لیا کرتی تھی۔

شاید یہ کل رات کی فرسٹریشن، مدیحہ بخت کی باتیں اور اس کی ناساز طبیعت کے باعث تھا کہ وہ ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ تھک چکی تھی۔

شاہ زیب نے کچھ نہ کہا بلکہ ڈرایونگ پر فوکس کیا وہ روتی رہی پھر کچھ ہی دیر میں گاڑی رکی۔ علیزے نے چونک کر سر اٹھائے ارد گرد دیکھا، وہ شہر نہیں پہنچے تھے تو پھر گاڑی کیوں روک دی گئ تھی؟

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''گاڑی......''رونے کے باعث بھیتی آواز سے وہ اپنی سرخ ناک رگڑتی شاہ زیب سے بولی جواب اس کی طرف رخ کر کے بھیٹا اور اس کا دوسرا گود میں رکھا ہوا ہاتھ اٹھا کر اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیا۔علیزے بری طرح گھبرائی۔اس نے اپنا ہاتھ تیزی سے پیچھے کرنا چاہا لیکن شاید یہ کاروائی ہونے والی تھی یہ پہلے سے اس کو علم تھا جبھی ہاتھ کی گرفت مضبوط کر لی گئی۔

''شاہ.....''اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن شاہ زیب نے پھر سنجیدگی سے اس کا دوسرا ہاتھ پکڑ کر وہ بھی گرفت میں لے لیا۔اب وہ دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اس کی نظروں میں نظریں ڈالے بولا۔

''تم جیسی بھی ہو بد کردار نہیں ہو تم جیسی بھی ہو بے حیا نہیں ہو تم جیسی بھی ہو بد تہزیب نہیں ہو جانتی ہو کیوں؟''اس کے ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھ کے انگھوٹے کے پوروں سے سہلاتے ہوئے وہ ٹھہر ٹھہر کر اس کی انکھوں میں دیکھ کہہ رہا تھا جبکہ علیزے مجسمہ بن چکی تھی۔اس کے آخری سوال پر اس نے بے نفی میں سر ہلایا۔وہ مسکرایا۔اس کی مسکرہٹ....آج پہلی بار علیزے نے غور کیا وہ بہت کم مسکراتا تھا لیکن اس کی مسکراہٹ میں بہت ٹھہراؤں تھا،بہت پر سکونیت!

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"کیونکہ آج تمہیں لوگ جو بھی سمجھتے ہیں خود سر بد تمیز بدلحاظ باغی وہ تم ہو ہی نہیں وہ علیزے ہو ہی نہیں سکتی جس کو میں جانتا ہوں تم یہ سب کا ایک لبادہ اڑھی ہو جان بوجھ کو نفرت کرتی ہو کیونکہ جو تم نے بچپن میں تکلیف اٹھائی جس احساسِ کمتری سے تم گزری اس کا بدلہ تم خود سے لے سکو دوسروں سے لے سکو۔" وہ بہت آرام سے اس کا ہاتھ سہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا اور علیزے حونک اسے سن رہی تھی۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں؟" شاہ زیب نے آنچ دیتے لہجے میں تھوڑا قریب ہو کر اسے پوچھا۔

"سب نے میرے ساتھ برا کیا ہے تو میں کیوں اچھی بنوں سب کے ساتھ؟" وہ کسی بچے کی طرح شکایت لگاتے ہوئے بولی۔ شاہ زیب ایک بار پھر مسکرایا۔

"ضروری نہیں میرے دل کے ٹکرے جو آپ نے دیکھا ہے سنا ہے وہی سچ ہو۔" وہ اس کے ہاتھ باری باری چومتے ہوئے ایسے بولا جیسے واقعی وہ کسی بچے سے بات کر رہا ہے۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟" علیزے کے دونوں ہاتھ چومے گ ئے تھے۔ اسے فرق نہیں پڑا وہ صرف اس کی بات پر ہی اٹک گئی تھی۔

"کچھ نہیں بہت جلدی سمجھ جاؤ گی جھوٹ زیادہ دیر نہیں چھپتا اور سچ کی خاصیت یہ ہے کہ وہ دیر سے سہی آتا سامنے ضرور ہے۔" وہ اب اس کی پیشانی چوم کر بولا اور اپنی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ وہ جیسے فوراً ہوش کی دنیا میں آئی...... یہ۔۔۔۔ یہ کیا ہوا تھا؟ ابھی وہ جس شاہ زیب سے مخاطب تھی وہ کون تھا؟

"میں..... میں نے تمھیں پہلے بھی کہی دیکھا ہے۔" وہ چونک کر ہڑبڑاہٹ میں بولی۔ وہ جو چابی گھما رہا تھا رکا۔

"مطلب میں..... یہ جو تم ابھی تھے وہ کوئی اور بھی تھا مطلب تمہیں میں برسوں سے جانتی ہوں ایسا لگا مجھے ابھی تم جو تھے۔" وہ گھبرا گئی تھی۔ شاہ زیب نے اس کو غور سے دیکھا۔

"کیا تھا میں ابھی؟" سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

"اتنے میٹھے اتنے اپنے اتنے اچھے۔" جو منہ میں آیا وہ بول گئی۔

"ویسے کیا ہوں؟" پھر سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

"اتنے کڑوے اتنے پرائے اتنے برے۔" اب بھی جو منہ میں آیا وہ بول گئی۔ شاہ زیب کو سمجھ نہ آیا وہ غصہ کرے یا مسکرائے۔ آج زندگی میں وہ پہلی بار الجھا تھا۔

"اور کچھ؟" وہ بے اختیار پوچھ بھیٹا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کھڑوس بدتمیز جلاد درندے جاہل گوار جانور......"وہ جواب تک اپنی دھن میں تھی۔شاہ زیب کے تاثرات سخت ہوتے دیکھ بقیہ الفاظ منہ میں ہی رہ گ ئے۔وہ آج پہلی بار اسے ڈری۔

"علیزے بی بی اتنی تعریف نہ کیا کریں میری مجھ سے بالکل ہضم نہیں ہوتی۔"وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔وہ گڑ بڑا کر سیدھی ہو کر بھیٹ گئی جبکہ وہ اب تک اسے گھور رہا تھا۔

"کیا ہے اب چلو بھی دماغ مت خراب کرو میرا۔"وہ اس کے گھورنے پر چڑ گئی تھی جبھی جھنجھلا کر بولی۔

"صحیح کہا تھا پھوپھو جان نے نہایت ہی بد تہزیب ہو تم۔"وہ گاڑی کا انجن سٹارٹ کرتے ہوئے اسے تپاتا ہوا بولا۔

"کیا کہا میں تمہارا منہ نوچ لوں گی۔"وہ غصہ سے اس کا بازو پکڑے بولی اور پھر ایک پل نہیں لگا شاہ زیب کو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت میں لوٹنے میں کیونکہ اس نے جن نظروں سے علیزے کو دیکھا تھا وہ نظریں کافی تھیں علیزے جو سہانے کے لیے اس نے دھیرے سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور سیدھی بھیٹ گئی۔

"جلاد واپس آ گیا۔"علیزے بڑبڑائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"مجھے سمجھ نہیں آتا میں تمہیں برداشت کیسے کر لیتا ہوں ورنہ تمہاری جگہ اب تک کوئی اور ہوتا تو زندہ نہ ہوتا۔" اس نے گاڑی سڑک پر رکھ اپنی بھاری آواز میں ہتک آمیز انداز سے کہا۔ علیزے نے تھوک نگلا۔

"میں ڈرتی نہیں ہوں تم سے۔" وہ بھی پہلے والی علیزے بن گئی تھی جبھی نفرت سے بولی۔ کچھ دیر پہلے جو وہ تھے وہ اب نہیں تھے۔

"کیونکہ اب تک میں وہ شاہ زیب تمہارے ساتھ بنا ہی نہیں جس کو لوگ جانتے ہیں ورنہ جتنی کینچی کی طرح تمہاری زبان چلتی ہیں نا اب تک تالوں سے چپکا کر گونگی ہوتی تم۔" اور یہ کاٹ دار انداز نے علیزے کو مزید غصہ دلایا لیکن اس نے ناچاہ کر بھی خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا کیونکہ اس کے اب سر میں درد ہونے لگا تھا اور جو تھوڑی دیر پہلے ہوا وہ ناقابل یقین تھا اسیلیے اس پر غور کرنا ضروری تھی اسیلیے خاموشی سے واپس کھڑکی کی باہر دیکھتی وہ سوچنے لگی جو ابھی ہوا تھا لیکن اسے سمجھ نہ آیا کہ ہوا کیا تھا؟

اس نے کنکھنیوں سے برابر بھیٹے شاہ زیب کو دیکھا۔ بھورے رنگ کے شلوار قیمض کے اپر مردانہ چادر ڈالے وہ دائے ہاتھ کی کوہنی کو کھڑکی پر ٹکا کر کبھی مونچھوں کو تاؤ دے رہا تھا تو کبھی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا کچھ سوچ رہا تھا جبکہ بائے ہاتھ سے سٹیرینگ پکڑا

ہوا تھا۔ نیلی سنجیدہ آنکھیں سامنے مرکوز تھیں۔ بلاشبہ اس کے ساتھ ڈبل کیبل کار میں شال میں لپٹی بھیٹی وہ اس مغرور وڈیرے کی بیوی ہی تو تھی۔

"ہونہہ۔" وہ حقارت سے پھنکارتے ہوئے واپس کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی تھی جہاں گاؤں کی حدود ختم ہو گئی تھی اور شہر شروع ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"سِلا دیکھو میں کیا لایا ہوں؟" وہ ہاتھ میں پکڑے شاپرز لیے سیدھا کمرے میں آیا لیکن وہاں سِلا موجود نہیں تھی۔ اس نے ادھر ادھر متلاشی نظریں دوڑاتے بیگز بیڈ پر رکھے اور تھک کر وہی سیدھا لیٹ گیا۔

کچھ دیر گزرنے کے بعد بھی سِلا نہیں آئی۔ وہ اٹھا اور کمرے سے باہر نکل کر اسے ڈھونڈنے لگا۔ لاؤنج، کچن اور گیسٹ روم میں بھی وہ نہیں تھی۔

"یہ لڑکی کہاں گئی؟" اسے اب پریشانی ہوئی۔

"سِلا کہاں ہو یار؟" وہ آوازیں لگانے لگا کہ پھر سوچ کر اوپر چھت کی جانب قدم بڑھا دیے۔ سھیڑیاں عبور کر کے وہ تیزی سے چھت پر آیا اور ارد گرد دیکھا تو دور ہی لوہے کی روڈ پکڑے نیچے جھانکتی سِلا کی پشت نظر آئی۔ اس نے بے اختیار سانس بھرا اور اس

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

کے پاس آہستہ سے قدم بڑھا کر آیا اور مسکراتے ہوئے اسے پیچھے سے اپنی بانہوں کے حصار میں لے لیا۔

"ہیلو جانِ من۔" وہ آہستہ سے اس کے کان پاس بولا ہی تھا کہ تیزی سے وہ مڑی اور ایک پل نہیں لگا اس کا ہاتھ عدیب کے گال پر چھوڑنے میں جبکہ عدیب ہکا بکا اسے بدک کر پیچھے ہوتا حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم..... تم نے مجھے تھپڑ....." توہین کے احساس سے وہ صرف اتنا ہی ضبط کر کے ہاتھ گال پر رکھ بول پایا۔

"میرا دل کر رہا ہے آپ کو جان سے مار دوں۔" سرخ آنکھیں جو جانے کب سے بھیگ رہی تھیں۔ رخسار پر آنسوں کے نشان، لال غم و غصہ میں لپٹا چہرہ لیے وہ اسے ششدر چھوڑ گئی تھی۔

"کیوں کیوں کیا آپ نے؟" وہ یک لخت اس کا گریبان پکڑ کر پوری قوت سے چلائی اور اس وقت عدیب کو سب کچھ سمجھ آ گیا تھا۔ وہ اسے اس وقت کوئی پاگل لڑکی لگی جو اپنے حواس میں نہیں تھی۔

"بولیے کیوں میرے جزباتوں کے ساتھ کھلواڑ کیا؟" وہ کہتے ساتھ بری طرح رو رہی تھی۔

"چھوڑو مجھے۔" عدیب جانتا تھا اب کوئی بہانہ کام نہیں آسکتا شاید اس کا راز افشاں ہو چکا ہے جبھی قدرے ناگواری سے اس کے ہاتھ جھٹکے۔ سِلا چونکی جبکہ وہ ہونٹوں پر اب شاطرانہ مسکراہٹ لیے دو قدم اس کے قریب آیا۔

"ہاؤ آر یو سِلا فرقان بخت میری گاؤں میں رہنے والی گوار کزن یا بچپن کی فیانسے؟" بیوی؟ کون بیوی؟ سچائی سامنے آگئی تو وہ اصل عدیب انور بن گیا جس کے نزدیق سِلا کے ساتھ اس کا رشتہ زبردستی تھا اور اپنے پلین کے مطابق اب تک وہ ڈھونگ کرتا آرہا تھا۔

وہ اپنی بیوی سے نہیں اب اپنی اسے کزن سے بات کر رہا تھا۔ اسی کزن سے جس نے مل کر اسے زندگی تباہ کرنی چاہی جس کے خاندان سے اس کا بچپن چھینا جس کے بھائی نے اس کی بہن کی زندگی برباد کی۔ اب وقت آیا تھا سارے بدلے لینے کا۔

"عد..... عدیب؟" سِلا دھیرے سے دو قدم پیچھے ہوئی اور خوف سے اسے دیکھا۔ یہ عدیب وہ عدیب ہر گز نہ تھا جو کئی دنوں سے اس کے ساتھ رہ رہا تھا جس کا قیام اس کے دل پر تھا۔

اسے ڈر لگا۔ بے ساختہ وہ کنکنپائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گاڑی سے اتر کر سیدھا مال کے اندر چلی گئی تھی جبکہ پیچھے شاہ زیب گاڑی پارک کر کے اس کے پیچھے آرہا تھا جو سب کچھ ایسے انہماک سے دیکھ رہی تھی جیسے زندگی میں پہلی بار دیکھ رہی ہو شاید یہی کچھ تھا کیونکہ جب سے اس نے گاؤں میں قدم رکھا تھا اس کی زندگی ہی تو پوری طرح پلٹ گئی تھی۔ گھومنے پھرنے کی شوقین علیزے چار دیواری میں قید ہو گئی تھی۔

دوپہر کے باعث رش نہ ہونے کے برابر تھا۔ وہ سیدھا ایک کرتیوں کی برینڈ شاپ میں گھس گئی تھی۔ شاہ زیب جو اسے کافی فاصلے پر تھا اس کو اندر جاتا دیکھ رک گیا اور جیب سے فون نکالے وہ کچھ ضروری کالز کرنے لگا جب تک علیزے اندر خریداری کر رہی تھی۔ پاس سے گزرتی دو تین لڑکیوں نے مڑ کر شاہ زیب کو اوپر سے نیچے تک اتنے دلچسپی سے دیکھا کہ خود با خود نظریں شاہ زیب کی بھی ان پر اٹھ گئیں اور ایک ہاتھ سے فون کان سے لگائے دوسرا ہاتھ قمیض کی جیب میں ڈالے اس کی بھنویں جڑ گئی۔ وہ تینوں لڑکیاں سٹپٹا کر ادھر ادھر ہو لیں جبکہ اس نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

وہ کچھ دیر بعد کال ختم کر کے علیزے کے پیچھے آگیا جواب بیگ سے کریڈٹ کارڈ نکال پیمنٹ کرنے بڑھ رہی تھی۔اسی وقت شاہ زیب بڑھا اور اس نے علیزے کو گھورا جس پر اس نے واپس اپنا کریڈٹ کارڈ رکھ لیا۔

"کتنے ؟" وہ اب والٹ سے پیسے نکال پیمنٹ کرنے لگا تھا جواب ہاتھ میں شاپرز اٹھائی ارد گرد دیکھ رہی تھی۔

"چلو۔" وہ علیزے کے ساتھ باہر آگیا۔

"امی جان نے کہا تھا کہ سمیر کی شادی کی خریداری بھی......" وہ چلتے ساتھ اسے کہہ رہا تھا جب اس نے اس کی بات کاٹتے نفی میں سر ہلایا۔

"میں بعد میں لڑکیوں کے ساتھ آکر لے لوں گی۔" اتنی لمبی شاپنگ وہ بھی دشمنِ جاں کے ساتھ کون کرے۔اسیلیے جلدی سے بول کر جان چھڑائی۔اس نے بھی کندھے اچکا لیے۔

"جیسی تمہاری مرضی۔" اس نے کہتے ساتھ ایک بار پھر آتی کال اٹھائی اور فون کان سے لگالیا اور علیزے کی پیروی کرنے لگا جواب مڑ کر جانے کہاں تیزی سے جا رہی تھی شاید وہ اس مال میں کافی بار آچکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"میں.... میں آتی ہوں۔" اس نے تھوڑا جھجک کر کہا۔ شاہ زیب نے بات کرتے الجھ کر اسے دیکھا اور پھر اس جگہ جو وہ فٹ سے جانا چاہ رہی تھی لیکن اسے نہ بتا کر۔

"علیزے تم یہ سب لو گی؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔ علیزے نے غصہ سے اسے دیکھا۔

"میری مرضی میرا ان سب پر ہی دل ہے یہ سب ہی پہنتی ہوں میں۔" شاہ زیب نے ایک نظر اس کی ہٹ دھرمی دیکھی اور پھر اسی دکان پر جہاں سارے برینڈڈ ویسٹرن کپڑے تھے۔

"اور تمہیں لگتا ہے میں تمہیں اجازت دوں گا یہ سب پہننے کی؟" وہ وہی مخصوص سنجیدگی سے بولا۔

"تمہاری اجازت درکار نہیں اور ویسے بھی مجھے بھی عقل ہے تمہارے گاؤں یا حویلی میں پہن کر ماڈلنگ کرنے نہیں جا رہی جو ایسے کہہ رہے ہو۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"تو؟" اس نے فون کان سے ہٹایا۔

"میں جبھی انکل مہراب کے ہاں آؤں گی یا ڈیڈ کے پاس سڈنی جاؤں گی تب۔" وہ جلدی للچاتی نظروں سے خوبصورت کپڑے دیکھتی ہوئی بولی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دماغ خراب ہے تمہارا تمہیں لگتا ہے کہ میری دسترس میں رہتے تم اس طرح سارے جہاں میں گھومو گی؟" شاہ زیب کو تو غصہ ہی آ گیا تھا۔ سمجھوتا کرنے کے باوجود وہ باز نہیں آ رہی تھی لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے سمجھوتا دونوں کے مابین رشتے میں کیا ہے نا کہ اپنی پسند ناپسند اور رہن سہن پر کیا ہے۔

"ہاؤ ڈیر یو دسترس دسترس بخش دو مجھے۔" وہ بے اختیار اموشنل ہو گئی تھی۔ شاہ زیب نے کچھ کہنا چاہا لیکن پبلک پلیس کے باعث خاموش رہا۔

"جاؤ لے لو جا کر۔" وہ اب جب بولا تو علیزے کی آنکھیں چمک اٹھی۔ وہ ان چمک کو دیکھتا رہ گا۔ پھر کچھ نہ بولا اور اس کی پیروی کرتے اس آؤٹلٹ میں آ گیا اور ارد گرد دیکھنے لگا جہاں ایک سے ایک ماڈرن کپڑے تھے۔

اس نے علیزے کو دیکھا جو کوئی چھوٹا بچا جو کھلونوں کی دکان پر جھپٹتا ہے وہ کپڑوں پر جھپٹی تھی۔ وہ بے اختیار مسکرایا شاید اسے واقعی اس سب کا بہت شوق تھا جبھی اس کے یکدم اموشنل ہونے پر اس نے ہتھیار ڈال دیے تھے کیونکہ وہ جانتا تھا وہ ضدی ہے جب تک وہ اپنی من پسند شاپنگ نہیں کر لیتی اسے چین نہیں آئے گا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اس جمپ سوٹ میں رنگ دکھائیے۔" وہ چست جمپ سوٹ خود سے لگاتی شیشے کے سامنے کھڑی وہاں دکان دار سے بولی۔ پہلے تو اس نے چادر میں لپٹی بالوں کی سادی چٹیاں بنائی علیزے کو دیکھا پھر وڈیرے شاہ زیب کو۔

"میم یہ آپ اپنے لیے لے رہی ہیں؟" اس لڑکے نے پوچھا۔ علیزے نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"نہیں اپنے پڑوسیوں کے لیے ظاہر سی بات ہے اپنے لیے۔" وہ انگریزی میں جھڑک کر بولی۔ وہ معزرت خواہ ہوا۔

"اور میں یہی شاپنگ کرتی ہوں اسلیے مجھے اندازہ ہے اس میں کل تک تو بہت کلرز تھے آج ایک بھی نہیں دکھ رہا۔" وہ پھر بولی۔ شاہ زیب سینے پر ہاتھ باندھتا اسی طرف آکر اس کے پیچھے کھڑا ہوگا جو بہت دلچسپی سے کبھی رامپر خود پر لگا کر دیکھتی تو کبھی ٹاپ۔

"جی میں دکھا دیتا ہوں۔" وہ لڑکا بولا اور اندر کی طرف گیا۔

"یہ پہنو گی تم؟" شاہ زیب نے اسے شیشے کے عکس میں دیکھے پوچھا جو چھوٹی سی شرٹ اور جینس اب اپنے سے لگائے دیکھ رہی تھی۔

"میں اسی طرح کے پہنتی ہوں۔" وہ سرد لہجے میں بولی۔

"مجھے لگا یہ کڈز سیکشن ہے۔" وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے طنز کرتا بولا۔ علیزے مسکرائی۔

"آج سے پہلے یہ سب نہیں دیکھا ہوگا گوار میرا مطلب گاؤں والے جو ٹھہرے۔" وہ کہاں باز آنے والی تھی۔ شاہ زیب وہی دھیمی مسکراہٹ سے گویا ہوا۔

"شاید علیزے بی بی آپ جانتی نہیں جس مال میں آپ اس وقت کھڑی ہیں نا اس کی تعمیرات میں میرا حصہ تھا کیونکہ یہ زمین ہماری تھی اور میں نے ہی فروخت کی تھی جس پر آپ کا مال کھڑا ہے۔" علیزے چونکی اور اس کو دیکھا جو ویسی اس کی معلومات میں اضافہ کرتا مسکرا رہا تھا۔

"ہاں یہ سب کی خریداری پہلی بار ہے کیونکہ اول تو میں عورتوں کی خریداری نہ کرتا ہوں نہ ہی شامل ہوتا ہوں اور دوسری بات ہمارے خاندان کی عورتیں یہ سب نہیں پہنتی۔" وہ کہاں حساب رکھنے والا تھا؟ وہی جلا دینا والا انداز!

"اوہ اچھا او پس اب کیا ہوگا اصولوں کے بادشاہ مذہبی انسان مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی بیوی یہ سب پہنے گی اوف کتنی باتیں بنے گی سب کہیں گے اپنی بیوی کو قابو میں نہ کر سکا اس کی بیوی نے اپنی کیسے چلائی ہائے۔" وہ ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئی

بولی۔شاہ زیب کی مسکراہٹ سمٹی اسے پہلے وہ دونوں اپنی مقابلے بازی جاری رکھتے دکان دار آگیا۔

"یہ لیں میم یہ دو ہی رنگ ہیں۔"اس نے نیلا اور فیروزی دکھایا۔

"یہی گلابی کر دیں پھر۔"وہ منہ بنا کر بولی اور باقی سارے کپڑے بھی اس کی طرف بڑھائے جواب سب پیک کر رہا تھا۔

شاہ زیب جو پیمنٹ کرنے بڑھا تھا۔علیزے نے روک دیا۔

"تم جانتے بھی ہو یا ایک شرٹ پانچ ہزار کے قریب ہے اور میں نے اچھا خاصے کپڑے لیں ہیں بل ہزاروں میں بنا ہو گا اسلیے مجھے دینے دو ویسے بھی ان کپڑوں سے نہ تو تمہارا کوئی تعلق ہے نہ ہی تمہاری حویلی کا سو لہذا یہ میری زمے داری ہے۔"وہ اپنا بیگ ٹٹولتے ہوئے بولی۔

"علیزے بی بی آپ کا تعلق مجھ سے ہے اتنا کافی نہیں اب تم کیا لیتی ہو کیا نہیں یہ میرا سر درد ہے اور آیندہ تم نے اپنا کریڈٹ کارڈ میرے سامنے لہرایا تو توڑ کر پھینک دوں گا جانتا ہوں کچھ پیسے ہے تمہارے پاس وہ اپنے تک ہی رکھو میری زمے داری ہو تم میری بیوی ہو۔"وہ سخت آواز میں دھیمے سے کہتا آگے بڑھ گیا جبکہ علیزے نے دانت پیسے۔

"ہاں ان کے ہاں تو گواروں میں عورتوں کا مختار ہونا بھی ان کی انا کی توہین ہیں۔"وہ سر جھٹک کر شاپرز اٹھائے باہر نکل گئی۔

"ابھی تم مجھے پرایوسی دو۔"میک اپ کی دکان میں آکر وہ شاہ زیب سے نظریں چرائے بولی۔وہ اس کی بات سمجھ گیا۔

"ویسے تو شوہر بیوی کے درمیان کوئی پرایوسی نہیں ہوتی لیکن ٹھیک ہے مجھے تمہارے ساتھ پیچھے گھمنے کا کوئی شوق نہیں تو تم باقی کی خریداری کر کے آجانا لاؤ یہ شاپرز دو۔" اس نے کہہ کر اس کے ہاتھ سے ڈھیروں شاپرز لیے جو کہ وہ خود بامشکل سنبھالی ہوئی تھی۔

"یہ جتنی شاپنگ تم نے ایک گھنٹے میں اب تک کی ہے یہ میرے چار پانچ مہینے کی ہوتی ہے۔"وہ لاتعداد بیگز تھماتے ناگواری سے بولا۔علیزے نے یکسر نظرانداز کیا اور آئی لینز دیکھنے لگی۔

وہ بیگز لیتے چلا گیا۔علیزے نے سکھ کا سانس لیا۔

"کیا عزاب ہے۔"وہ بری طرح بدمزہ ہو رہی تھی۔آج پہلی بار اسے شاپنگ کرنا برا لگ رہا تھا اگر یہی شاہ زیب کے بجائے دانیل، مہک یا اس کے دوست وغیرہ ہوتے تو

وہ تصویریں بناتی کچھ کھاتی پیتی مزے سے شاپگ کرتی لیکن اس وقت صورتِ حال بالکل الگ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ تقریباً بھاگتے ہوئے ہسپتال کی لوبی میں آیا تھا پیچھے اس کا دوست بھی تیزی سے چلتے آیا۔ان کو راستے میں ہی معلوم ہو گیا تھا کہ عریبہ کی ابھی بھی سانسیں باقی ہے جبھی اس کو فوری طور پر ہسپتال لے کر گ ئے ہیں اسیلیے وہ دونوں یہ جاوہ جا کر کے سیدھے ہسپتال آگ ئے تھے۔

"ایکسکیوزمی ہاؤ مے آئی ہلیپ یو؟" ریسیپشن پر بھیٹی لڑکی نے اپنی عینک درست کرتے مسکرا کر تحمل سے گبھراتے ہوئے دانیال سے پوچھا۔وہ گہری گہری سانسیں بحال کرتا ہوا بولا۔

"عری..... عریبہ جم.... جمیل کونسے روم میں ہے؟" اس کے پوچھنے پر اس لڑکی نے ایک منٹ کہہ کر جلدی سے کمپیوٹر کی جانب دیکھا اور تھوڑی ہی دیر میں بولی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عریبہ جمیل سر روم نمبر سکسٹین وہ وہاں سے سیکنڈ فل......"وہ بتا کر ہاتھوں سے اشارہ کیے فلور کی طرف سمجھانے لگی کہ وہ بس بھاگتے ہوئے اسی جانب چلا گیا۔اس لڑکی نے حیرانی سے عاقب کو دیکھا۔وہ بھی اسی کے پیچھا بھاگا تھا۔

"سنیے نرس روم نمبر سکسٹین کہاں ہے ؟"سیکنڈ فلور پر آکر وہ جلدی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کمرہ ڈھونڈ رہے تھے جب پاس سے گزرتی نرس سے عاقب نے پوچھا۔

"وہ سیدھا جا کر دائی طرف۔"نرس نے مصروف سے انداز میں کہا۔دانیال بھاگا جب عاقب کے سیل پر کال آئی تو وہ دانیال کو ایک نظر دیکھ پریشانی سے کال اٹھانے کا ارادہ کرتا کچھ دیر وہی رک گیا جبکہ دانیال کو کمرہ مل گیا تھا اسے پہلے وہ تیزی سے دکھیلتا اندر جاتا اندر سے آتی قہقہوں کی آواز پر وہی رک گیا۔

"اوہ گاڈ عریبہ تم کتنی چلاک ہو۔"وہ چونک کر دروازے کی اوٹ میں چھپ گیا۔عریبہ کی دوست ہنستے ہوئے بول رہی تھی۔اس نے چہرہ موڑ کر گول شیشے کے باعث اندر جھانکا تو حیرت زدہ رہ گیا۔اندر کا منظر کچھ یوں تھا کہ عریبہ بیڈ پر لیٹی سیب کھا رہی تھی جبکہ اس کی ایک دوست اس کے پاس بھیٹی ہنس رہی تھی اور دوسری دوست ڈرپ کا جایزہ لیتی مسکرا رہی تھی۔

"تم نے دانیال کو کتنا بے وقوف بنایا اس بیچارے کو تو لگ رہا ہو گا کہ تم نے اس کے پیار میں واقعی اپنی جان دینے کی کوشش کی۔" دانیال سٹپٹا کر رہ گیا۔ پسینے سے شرابو وہ ہلکان ہو رہا تھا اب تک جبکہ یہ عریبہ کی سازش تھی۔

"تو کیا کرتی اس کو اس لومڑی رایمہ کا ہونے دیتی کبھی نہیں میں اپنے دانی کو کسی بھی طرح پانے کا ارادہ رکھتی ہوں۔" عریبہ منہ ناک چڑھائی بولی۔ دانیال نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔

"لیکن عریبہ اتنا سب کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی کم از کم ہسپتال تو شفٹ نہ ہوتی اگر کسی کو پتا......" اس کی دوسری دوست کی بات عریبہ نے کاٹی۔

"روزی تمہیں سمجھ نہیں آیا میں نے ابھی کیا کہا میں دانی کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں اس کو پانے کے لیے میں کسی چیز کو نہیں دیکھوں گی۔"

"لیکن بے بی اگر اس کو پتا چل گیا تو؟" اس کی دوست نے پریشانی سے کہا۔

"کیسے چلے گا میرا پلین بہت سولڈ ہے اس کو خبر نہیں ہو گی اور صرف تم دونوں ہی جانتی ہو تو اپنا منہ بند ہی رکھو کسی بھی وقت دانی آتا ہی ہو گا اور میرا ہاتھ پکڑے مجھ سے معافی مانگے گا اور خود میرے گھر اپنا پرپوزل لیے چل کر آئے گا اور تم روزی ڈرپ سے ہٹو میں نے اپنی ہاتھ کی نس کاٹنے کی کوشش کی ہے ایسا دکھانا ہے تو میں بیمار

دکھنی......."وہ اپنی بات اترا کر کہتی اب روزی کو ڈانٹنے لگی تھی جو ڈرپ کے ساتھ چھیڑ خانی کر رہی تھی لیکن اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی دھڑام کر کے دروزہ کھولا اور اندر آنے والے شخص کو دیکھ کمرے میں موجود تینوں لڑکیوں کی ہوائیاں اڑ گئی کیونکہ سامنے والے شخص کی لہو لہان آنکھیں کافی تھی بتانے کے کے لیے کہ اس نے سب سن لیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"عریبہ......."رایمہ نے بے یقینی سے اپنے سیل فون کی جانب دیکھا جہاں دانیال کا نمبر جھلملا رہا تھا۔وہ جو سب بھول بھال کر اس پر بھروسہ کرنے جا رہی تھی۔وہ اب خود کو ملامت کر رہی تھی۔

کیوں آخری کیوں وہ دانیال جیسے شخص پر بھروسہ کر رہی تھی جو بھروسے کے لایق ہی نہیں۔

اس نے غصہ سے سوچتے ہوئے فون پٹخا اور دونوں ہاتھوں سر پکڑ کر بھیٹ گئی اور رونے لگی۔

"دانیال جبھی میرا من کہتا ہے کہ میں تمہیں ایک موقع دوں تب تب تم مجھے خود سے شرمندہ کر دیتے ہو۔" وہ روتے ہوئے بڑبڑائی۔

"ہر بار میں تمہاری چکنی چپڑی باتوں میں آکر بے وقوف بن جاتی ہوں کیا اتنی گئی گزری ہوں میں کیا کوئی ویلیو نہیں ہے میری اپنی ہی نظروں میں؟" وہ اب سر اٹھائے بولی۔

"بس بہت ہو گیا اب تم رہو اپنی عریبہ کے پاس میرے سے تمہارا اب کوئی واستہ نہیں ہے۔" وہ کہہ کر پھر رونے لگی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے سرعت سے آنسوں پوچھے اور اندر آنے کی اجازت دی۔

"چھوٹی باجی وہ......." یوجنا کچھ کہتے جلد بازی میں آرہی تھی۔ وہ رائمہ کی حالت دیکھ رک گئی۔

"کیا ہوا چھوٹی باجی آپ ٹھیک ہیں؟" اس نے پریشانی سے پوچھا۔

"ہوں ہاں کیا ہوا تمہیں کوئی کام تھا۔" اس نے جلدی سے خود کو کمپوز کرتے ہوئے بات بدلی۔

"جی وہ مجھے نہیں ڈیڈ کو کام تھا۔"

"ڈیڈ کو کیا کام ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"پتا نہیں وہ آپ کو بلا رہے ہیں کچھ بات کرنی ہے۔" یوجنا نے کندھے اچکا کر بتایا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ میں آتی ہوں۔" وہ کپڑوں کی سلوٹیں درست کرتی ہوئی بولی۔

"اوکے اچھا ہاں میں زیک کے گھر جا رہی ہوں۔" وہ پلٹی کہ پھر یاد آتے اطلاع دی۔

"وہاں کیا کرنے جا رہی ہو اور اس وقت؟" رایمہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"یار چھوٹی باجی کمبائینڈ سٹڈی ہے کم آن۔" وہ لاپرواہی سے اترا کر بولی۔ رایمہ کو علیزے اس میں دکھی۔ اسے علیزے کی یکدم یاد آئی ویسے تو ان کی زیادہ بنتی نہیں تھی لیکن تھی تو وہ اس کی بہن نا۔ وہ بھی رایمہ کہ ٹوکنے پر اس طرح کہتی کبھی اس کو چڑاتی اور تنگ تو بے حد کرتی۔ علیزے کی کمی اسے محسوس ہوئی۔

"کیا ہوا اب میں جاؤں؟" وہ رایمہ کو کھوئے ہوئے دیکھ بولی۔

"ہاں جاؤ اور سنو بدتمیزی نہیں کیا کرو۔" وہ یوجنا کی پشت دیکھتی اونچی آواز میں بولی جو اس کا جواب سننے سے پہلے ہی بھاگ کر جا رہی تھی۔

"آئی لو یو۔" یوجنا کی آواز آئی۔ وہ مسکرائی۔ وہ واقعی علیزے لگ رہی تھی۔

"خیر ڈیڈ کے پاس جانا ہے۔" اچانک یاد آتے وہ سر جھٹک اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ایک کام کرو یہ باورچی خانے میں رکھوادو میں آکر دیکھتی ہوں۔"مہرون نساء ملازمہ کو کہتی راشن کی بوریوں کی طرح اشارہ کرتی ہوئی انیلا بخت کے کمرے کے جانب چل دیں۔

"اسلام علیکم اماں جان سو تو نہیں رہی تھی؟"مہرون نساء نے لیٹی ہوئی انیلا بخت سے پوچھا۔انہوں نے نفی میں سر ہلا کر تسبیح ایک طرف رکھ دی۔

"وعلیکم نہیں ابھی کہاں نیند آنی۔"وہ تھوڑا اٹھتے ہوئے بولیں۔

"ماورہ نے دوایں دیں آپ کو؟"انہوں نے میز پر رکھی ڈھیروں دوایاں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ابھی دیں بہو یہ ماورہ کو کس نے میری دیکھ بھال کا کہا ہے؟"انہوں نے سختی سے پوچھا۔

"ارے اماں جان آپ کے پوتے نے اس کو خاص کہا ہے اس کو کسی ملازمہ پر بھروسہ نہیں پہلے بھی وہ مطمعین صرف ماورہ کی وجہ سے رہتا تھا۔"مہرون نساء ان کے پاس بھیٹتے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھلا یہ کوئی بات ہوئی بیچاری لور نئ نویلی دلھن کو گھمانے پھرانے کے بجائے میرے کاموں میں لگادیا جو چلنے ہی والے ہیں۔"انہوں نے خفگی سے کہا۔

"اماں جان ایسے کیا کہتی ہیں اور آپ کو تو پتا ہی ہے شاہ کو کتنی فکر رہتی ہے آپ کی اور آپ کے آرام کے خلل کی وجہ سے وہ رات کو آپ سے ملتا نہیں لیکن مجھ سے لازمی پوچھتا ہے روز آپ کی طبیعت کا۔" مہرون نساء کی بات پر ان کو اپنے پوتے پر پیار آیا اور خفگی کم ہوئی۔

"خیر آپ یہ بتائیں انور بھائی جان سے بات ہوئی کب آ رہے پھر وہ سمیر کی شادی پر؟ "

"ہاں صبح ہوئی تھی کہہ رہا تھا دو تین دن پہلے ہی آئے گا یوجنا کے امتحان چل رہے ہیں اور واپسی میں علیزے کو لے جائے گا اس کے امتحانات کے لیے۔" مہرون نساء نے سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے اچھی بات ہے بچی پڑھائی سے فارغ ہو جائے تو پھر اپنے اور شاہ کے مستقبل کے بارے میں سوچے۔" انیلا بخت نے بھی اتفاق کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"دان......دانی ت..... تم؟" عریبہ کی آواز ہلک سے نہیں نکل رہی تھی۔ وہ باشمکل اٹکتے ہوئے بولی تھی۔ اس کی دوست تو تیزی سے عریبہ کے پاس سے اٹھ کر کونے میں ہو گئی تھیں جبکہ روزی نے بھی اپنا تھوک نگل کر اپنا کونا پکڑ لیا تھا۔

"یہ کیا تھا عریبہ؟" وہ نہایت ہی سنجیدگی سے قدم بڑھاتے ہوئے اس کے قریب آکر آہستہ آواز میں پوچھتا اسے ڈرا گیا تھا۔ آج سے پہلے اس نے دانیال کو اتنے غصہ میں نہیں دیکھا تھا۔

"و.....وہ میں۔" عریبہ نے بیڈ سے اترنا چاہا جب وہ دھاڑا۔ وہ وہی جم کر رہ گئی۔

"یہ کیا تھا؟" اس کی دونوں دوستیں بھی سہم گئی تھین۔ انہوں نے اشارے سے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کچھ کہا اور دبے پاؤں اپنی دوست کو بے سہارہ میدان میں چھوڑ رفو چکر ہو گیں۔

"یہ کس قسم کا بے ہودہ مزاق تھا تم اور کتنا گرو گی۔" وہ پھر چیخا۔ عاقب جلدی سے اندر آیا اور سارہ معاملہ سمجھ گیا۔

"دانی ریلیکس۔" عاقب نے آگے بڑھ اس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کہا۔ اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"کیا ریلیکس یار یہ کیا تماشہ لگایا اس نے اس کی وجہ سے میرے اور رایمہ کے درمیان تعلقات جو استوار ہونے جا رہے تھے وہ مزید خراب ہو گئے میری حالت بری ہو گئی تھی اور یہ......" وہ غصہ سے کہہ کر عریبہ کی طرف بڑھا جو "مزید خراب ہو گئے" لفظوں پر غور کرتی مسکرا رہی تھی۔ دبک کر پیچھے ہوئی۔

"دانی کیا کر رہا ہے۔" عاقب نے اس کو کندھوں سے پکڑے پیچھے کیا۔

"جان سے جانے کا ڈھونگ کیا تھا نا اب میں واقعی میں اس کو جان سے مار دوں گا۔" وہ طیش میں بولا۔

"میری کیا غلطی ہے دانی بس یہی نا کہ تمہیں پانے کے لیے میں سارے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہو تو تم ہی بتاؤ ایسا کیا کروں جسے تم میرے ہو جاؤ گے۔" وہ آنکھوں میں آنسوں لاتے دانیال کو مزید غصہ دلا گئی تھی۔

"اپنی بکواس بند کرو۔" وہ چنگھاڑا۔

"دانی۔" عاقب آگے بڑھا۔

"تم میری محبت کی بے عزتی کر رہے ہو اسیلیے تمہیں تمہاری محبت نہیں مل رہی تمہاری محبت کو وہ زلیل کر رہی ہے۔" عریبہ اس کے غصہ کو بلائے طاق رکھ زہر اگلنے لگی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عریبہ خاموش ہو جاؤ۔" عاقب بھی غصہ سے بولا۔ دانیال کو ویسی پارا چڑھا ہوا تھا اوپر سے اس کی باتیں اسے مزید طیش دلا رہی تھیں۔

"یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں یہ ہسپتال ہے یہ سب اپنے گھر ہر کیجیے۔" اسے پہلے دانیال پھر سے کچھ کہتا ایک نرس آندر آکر غصہ سے بولی۔

"سوری سسٹر سوری۔" عاقب نے معزرت خواہ انداز سے کہا۔

"دانی چل یہاں سے۔" اس نے دانیال کے کندھے کو پکڑے کہا جو عریبہ کو خوخار نظروں سے گھور رہا تھا۔

"رک ایک منٹ۔" اس نے اب کی بار آہستہ سے دانیال کو کہا اور عریبہ کی طرف بڑھا۔

"تم اگر مجھ سے سچ میں محبت کرتی نا کہ ضد تو میں دل سے تمہاری محبت کی قدر کرتا تم سے بدلے میں محبت ہی نہ سہی تمہارا احترام کرتا لیکن افسوس کی بات ہے عریبہ جاوید کہ تم جس ضد انا کو اتنے پاک خوبصورت اتنے بڑے احساس کا اتنی آسانی سے نام دے رہی ہو نا اصل میں تم محبت کی توہین کر رہی ہو۔" خفت کے مارے عریبہ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ عاقب اور نرس خاموشی سے دانیال کو دیکھ رہے تھے جو آہستہ ہی سہی لیکن بڑے ہی سمجھداری سے اسے آینہ دکھا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubainovelszone.com

"دفعہ ہو جاؤتم۔"آخری جملہ دانت پیستے کہتے وہ باہر نکل گیا پیچھے عاقب بھی عریبہ پر تنقیدی نظر ڈال نکل گیا جبکہ عریبہ نے پیچھے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

"تمہیں میں پا کر رہونگی ضد تو ضد سہی انا تو انا سہی۔"وہ غصہ سے پھنکاری تھی۔نرس نے ایک افسوس نظر اس پر ڈالی اور باہر نکل گئی جبکہ پیچھے وہ ایک نئے منصوبے کو تشکیل دے رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کک.....کیا مطلب یہ سب آپ کی پلیننگ تھی؟"وہ نڈھال سی شاک کے عالم میں بیڈ پر گرنے والے انداز میں بھیٹی جبکہ عدیب مصروف سا کبٹ کھولے جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا عدیب؟"وہ تیزی سے اٹھ کر آنکھوں میں ڈھیروں آنسوں سمائے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھتی بولی۔

عدیب نے کبٹ بند کر کے ایک نظر اس کو دیکھا اور اس کے آنسوں دیکھ رک سا گیا پھر سر جھٹک۔وہ دراز میں اب کچھ ڈھونڈنے لگا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

"آپ کی اور آپ کی بہن کی نفرت کے لیے میرے جزباتوں کے ساتھ کیوں کھیلا میں نے کیا بگاڑہ تھا آپ کا؟" وہ ملسلسل روتے ہوئے یہی تو ایک سوال پچھلے ایک گھنٹے سے اسے پوچھ رہی تھی جو سرے سے اسے نظر انداز کر رہا تھا۔

"سِلا میرے پاس یہ بھیں بھیں سننے کا وقت نہیں ہے خاموش ہو جاؤ۔" وہ چڑا ہوا لگ رہا تھا۔

"آپ میری دنیا اجاڑ کر اتنے نارمل انداز میں کیسے رہ سکتے ہیں۔" اس کے رونے میں تیزی آگئی تھی۔

"کیا کیا ہے میں نے؟" عدیب ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کی کلائی سختی سے پکڑے غصہ سے غرایا۔

"آآآآ عدیب مجھے درد ہو رہا ہے۔" وہ بے ساختہ چیخی۔

"مزید درد دوں گا اگر تم نے اپنا منہ بند نہ کیا۔" وہ غصہ سے بولا۔

"آپ.... آپ کوئی اور ہیں۔" سِلا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"میں یہی ہوں ہاں جو اتنے دن سے تمہارے ساتھ تھا وہ کوئی اور تھا وہ جھوٹ تھا یہ سچ ہے تم نے اور تمہارے خاندان نے ہمارہ سکھ چین سب چھین لیا میری بہن کی خوشیاں چھین لی اس نے اس زندگی کا کبھی خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا جو تمہارا سو کالڈ لالا

اسے دے رہا ہے جانے کیسے رہ رہی ہو گی وہ کتنا تڑپ رہا ہو گا وہ اسے اور میں خود یہاں تمہارے ساتھ پھنس چکا ہوں تو ہم دونوں بہن بھائی کے اس سارے نقصان کا خامیازہ تم بگھتو گی آئی سمجھ۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے چبا چبا کر کہتا اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔ وہ جو حیرت اور بے یقینی کی مورت بنے سب سن رہی تھی اس جھٹکے پر سنبھل نہ پائی اور بے اختیار پیچھے کی جانب گر گئی ساتھ پاس پڑی شیشے کی میز پر اس کا سر جھٹکے سے لگا تو درد کی شدت سے اس کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔

"عد..... عدیب۔" وہ اس کو پکارتے کب ہوش بے گانا ہو گئی پتا ہی نہیں چلا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ علیزے کو حویلی چھوڑ کسی کام سے چلا گیا تھا لیکن پھر دیر سے رات گ ئے لوٹا تو سیدھا اپنے کمرے میں گیا جو اس وقت خالی تھا۔ آج کا دن تھکا دینے والا تھا پہلے شہر کا چکر پھر آج کام بھی کچھ زیادہ تھا۔ وہ آنکھیں موندے بغیر کپڑے تبدیل کیے دونوں بازوں کو پیچھے لیے پیر پھلائے نیم دراز ہو گیا جب کچھ ہی دیر بعد ماورہ کمرے میں آئی۔

"کھانا لاؤں؟" اس نے دروازہ بند کیے جھجھکتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ اس نے ویسی آنکھیں بند کیے نفی میں سر ہلایا۔

"آج تھکن زیادہ ہو گئی نا؟" کچھ لمحے توقف کے بعد وہ پھر بولی۔ شاہ زیب نے آنکھیں کھول ہاتھ سے چین والی گھڑی اتارے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہاں یار فیکٹری پر نئے سرے سے کام ہو رہا ہے۔" اس نے گھڑی سائیڈ میز پر رکھ کر کہا۔

"جی اور علیزے کو خریداری کیلیے بھی لے کر گئے تھے۔" نا چاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔ شاہ زیب نے چونک کر اسے دیکھا جس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کس قدر خفا اور غصہ میں ہے۔

"اس کی اپنے ضروریات کی چیزیں نہیں تھیں۔" وہ سنجیدگی سے پاؤں سمیٹے بیڈ سے اترتے ہوئے بولا۔

"مجھے تو کبھی آپ باہر لے کر نہیں گئے نہ کبھی پوچھا کہ کسی چیز کی ضرورت ہے۔" چاہتے نہ چاہتے بھی ماورہ کے دل کا شکوہ زبان پر پھسل گیا۔ شاہ زیب جو کپڑے تبدیل کرنے جا رہا تھا رک گیا اور کچھ حیرت سے دیکھا۔ یہ ماورہ وہ ماورہ نہیں تھی جو اسے مخاطب کرنے سے دس بار سوچتی تھی اور آدھی ادھوری بات بھی اٹکتے ہوئے چھوڑ دیتی تھی۔ وہ کافی بدلی ہوئی لگ رہی تھی شاید یہ ان دونوں کے مابین رشتے کا اثر تھا کہ

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ڈر خوف کو پرے رکھ بیویوں کی طرح شکوے کر رہی تھی اور علیزے سے جلن حسد بھی جو کہ حیرانی والی بات نہیں تھی آخر علیزے اس کی سوکن تھی۔

"جہاں تک مجھے نظر آتا ہے تمہارے پاس سب کچھ ہی ہے اور کسی چیز کی کمی ہو گی تو تم کسی سے بھی کہہ لو گی مجھ سے بات کر لو گی لیکن اس کا تم جانتی ہو آخری سانسیں بھی لے رہی ہو گی تو ہم سے پانی نہیں مانگے گی۔" وہ ماورہ کے پاس آکر نرمی سے بولا۔

"آپ کو وہاں تک نظر جہاں تک آپ دیکھتے ہیں میرے پاس سب کچھ نہیں ہے۔" وہ نظریں جھکائے دوپٹے کے پلو سے کھیلتی بولی۔

"کیا نہیں ہے ؟" شاہ زیب نے ناسمجھی سے اسے دیکھا جس کی نظریں کبھی بھی اس کی نظروں سے ملتی نہیں تھی اور ایک وہ جنگلی بلی تھی جو زبان سے تو زبان سے آنکھوں سے بھی ڈٹ کر بے خوفی سے مقابلہ کرتی تھی۔

"آپ۔" اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھتے کہا لیکن اگلے پل نظریں ہٹا لیں۔ شاہ زیب چونکا۔

"اس بات کا کیا مطلب ہے ؟" بھنویں جوڑے پوچھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ کی محبت پر شاید کسی اور کا حق ہے۔" وہ افسردہ مسکراہٹ سے واپس نظریں جھکا کر بولی۔ شاہ زیب نے گہری سانس لی اور اس کے دونوں کندھوں پر نرمی سے اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اسے نروس کر دیا۔

"ماورہ مجھے نہیں لگتا میں کسی سے اس طرح کی محبت کا دعوہ کر سکتا ہوں میں صرف اپنوں سے محبت کرتا ہوں۔" اس نے کہہ کر اپنے ہاتھ پیچھے لے لیے۔

"تو آپ کے اپنوں میں وہ یا میں نہیں آتی؟" ماورہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"بے وقوف لڑکی میں دوسرے طرح کی محبت کی کر رہا ہوں۔" اس نے ٹوکا۔

"تو کیا آپ کو اسے اس طرح کی محبت نہیں؟ "

"تم سے کس نے کہا؟"

"کسی نے نہیں۔"

"تو پھر؟"

"دکھتا ہے۔"

"کیا؟"

"آپ کی آنکھوں میں؟"

"محبت؟"

"نہیں۔"

"تو؟"

"چاہت۔" وہ یکدم خاموش ہو گیا۔ماورہ نے اسے ایک نظر دیکھا اور مسکرادی۔

"علیزے کے لیے آپ کچھ محسوس کرتے ہیں نا؟" بظاہر تو وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی لیکن اندر جوالہ مکھی اٹھ رہا تھا۔

"کہیے ؟" اس کو خاموش دیکھ اس کا دل چاہ رہا تھا سارے جہاں میں آگ لگا دے۔

"تم کیا فالتو سوچتی رہتی ہو ماورہ میں تمہیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں علیزے سے جلنا چھوڑ دو وہ تمہارے مقام کو نہیں چھینے گی تمہارے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہو گی۔" ماورہ کا دل کیا کہ وہ چلا کر کہے کہ "ناانصافی تو ہو چکی۔" لیکن وہ خاموش رہی۔

"میں ذرا منہ ہاتھ دھولوں تم ایک پیالی چائے لے آؤ۔" وہ کہہ کر چلا گیا لیکن وہ وہی کئی دیر تک کھڑی اپنے اندر اٹھتے ہوئے ابال کو برداشت کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی ڈیڈ آپ نے بلایا؟" رایمہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھتی ان کے پاس کرسی پر جا کر بھیٹ گئی۔ انہوں نے اپنا سیل فون ایک طرف رکھ آنکھوں سے عینک اتار اسے غور سے دیکھا۔

"کیا ہوا ڈیڈ؟" اس نے نظریں چرائیں۔

"سب ٹھیک ہے بیٹا" ان کے اچانک اس طرح کے سوال پر وہ چونک گئی۔

"جی سب ٹھیک ہے۔" خود کو نارمل دکھاتے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"ہوں۔" انور بخت نے سر ہلایا۔

"ڈیڈ آپ کی علیزے سے بات ہوئی تھی؟"

"نہیں صبح کی تھی کال لیکن اماں جان بتا رہی تھی شاہ زیب کے ساتھ شہر خریداری کے لیے گئی ہے۔" رایمہ نے "اوہ" کیا۔

"اللہ کرے وہ شاہ زیب بھائی کے ساتھ خوش رہے۔" اس نے فکرمندی سے دل سے دعا کرتے کہا۔ نور بخت نے اپنا "آمین" شامل کیا۔

"آپ کو کوئی کام تھا؟" رایمہ نے پھر پوچھا۔

"بیٹا پڑھائی سے فارغ ہونے میں کتنا وقت ہے تمہارا؟"

"یہی کوئی کچھ مہینے بس رزلٹ آنے کی دیر ہے۔" رایمہ نے سوچتے ہوئے بتایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"اچھا۔"انور بخت پھر سوچ میں پڑگ ئے۔

"کیوں ڈیڈ خیرت؟"دل میں اندیشہ سا اٹھا۔

"بیٹا میں چاہ رہا تھا اب علیزے کے بعد تمہاری بھی کہی بات پکی کر دوں اور جلد شادی۔"اور اندیشہ صحیح ثابت ہو گیا۔

"تمہیں کوئی پسند ہے؟"انور بخت نے سنجیدگی سے پوچھا۔اس نے رکا سانس بحال کیا۔کوئی یاد آیا۔

"رایمہ میں نے سوچا ہے ہم اپنی شادی ریگستان میں کریں گے۔"وہ بڑے دلچسپی سے رایمہ کے برابر بھیٹتا اسے اپنا پلین بتا رہا تھا۔رایمہ جو کتاب سر دیے ہوئی تھی چونک کر اٹھایا۔

"لوگ اٹلی مالڈیوس کے پلین بناتے ہے اور تم ریگستان کے بنا رہے ہو دانیال سیریسلی؟"وہ حیران ہوئی تھی۔

"ہاں نا بھئی اٹلی مالڈیوس تک ہی سب کی سوچ جاتی ہے کوئی میری طرح ہونہار قابل نہیں جو ریگستان میں ایک زبردست سیٹ اپ لگا کر شادی کرنے کی جرت کر سکتا ہے۔"وہ فرضی کالر جھاڑتے ہوئے بولا۔

"دانیال تم تو پاگل ہو مگر تمہاری فضول باتیں اسے زیادہ ہیں۔" وہ کتاب ایک طرف رکھ اٹھ کر جانے لگی جب وہ پیچھے سے چلایا۔

"ناشکری لڑکی اتنے ہونہار قابل انسان کی کوئی قدر ہی نہیں۔" رایمہ مسکراہٹ دبائی پلٹی۔

"کرنی بھی نہیں۔" اور بھاگ گئی۔

"ہنہہ قدر ہی نہیں ہے میری کسی کو ویسے ریگستان میں کتنا مزا آئے گا ناسارے جہاں میں خبریں ہوں گی دانیال علی نے رایمہ انور سے ریگستان میں شادی کی۔" وہ دوبارہ گال پر ہاتھ رکھ سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

"رایمہ؟" اور اس کو سوچوں میں غوطے کھاتے دیکھ انور بخت نے پکارا۔ وہ چونکی۔

"بتاؤ بیٹا تمہیں کوئی پسند ہے یا پھر میرے اپر تم بھروسہ کر کے یہ فیصلہ چھوڑتی ہو؟" انہوں نے پھر پوچھا۔

"میں نے آپ پر فیصلہ چھوڑ دیا ڈیڈ۔" یہ جملہ کتنے تکلیف سے ادا کیا گیا تھا۔ کوئی اس وقت رایمہ انور بخت سے پوچھتا۔

☆☆☆☆☆☆

''بھابھی جان دیکھیے کتنا خوبصورت رنگ ہے۔'' سلماں بخت مہرون نساء کو قیمتی جوڑا دکھاتی ہوئی بولی۔ منظر لاؤنج کا تھا جہاں ڈھیروں نئے نویلے کپڑے پھیلائے سمیر کی بری تیار ہو رہی تھی۔

''ہاں ماشللہ زینیا کے لیے؟'' مہرون نساء نے ان کے ہاتھ سے جوڑا لیتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔ انہوں نے خوشی سے سر اثبات میں ہلایا۔

''امی جان ہم کب جائیں گے خریداری کرنے دن ہی کتنے رہ گئے ہیں۔'' ثمن مہرون نساء کے پہلو میں بھیٹی ہوئی سلمان بخت سے بولی۔

''ہاں ابھی ارے سمیر ادھر آؤ۔'' وہ کچھ کہتی اپنے کمرے کی جانب جاتے سمیر کو آواز دی۔ وہ وہی چلا آیا۔

''جی امی جان؟'' عمارہ جو کپڑے پیک کر رہی تھی۔ اس کے برابر بھیٹتا ایک نظر اپنی شادی کی تیاریاں ہوتے دیکھ سلماں بخت سے مخاطب ہوا۔

''کل یاد سے بچیوں کو خریداری کے لیے شہر لے کر جانا۔'' سلماں بخت نے کپڑے طے کرتے ہوئے حکم صادر کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بھئی امی جان مجھے نہ پھنسائے اس میں ایک تو مجھے ویسی خواتین کی شاپنگ سے چڑ ہوتی ہے اپر سے یہ لڑکیاں اتنا وقت لگاتی ہے تو بہ انسان سو کر اٹھ جائے۔" اس نے فوراً نفی میں سر ہلاتے ہاتھ کھڑے کر لیے۔

"ہائے امی جان تائی جان دیکھ رہی ہیں انہی کی شادی ہے اور یہی۔" ثمن حیرت اور غصہ کے ملے جلے تاثرات سے بولی۔

"ثمن تم دیکھنا بھابھی آئیں گی نا تو کیسے لالا انہیں آگے پیچھے لے کر مال کے چکر لگائیں گے۔" عمارہ نے مسکراہٹ دبائے مصروف سے انداز میں کہا۔ سمیر بھویں جوڑے پیچھے مڑ کر اسے گھورنے لگا۔

"سمیر بری بات ہے بہنوں کو لے کر جانا ہے اور ہاں علیزے بھی جائے گی۔" مہرون نساء نے بھی کام کرتے ہوئے اسے ٹوکا۔ وہ حیران ہوتا مہرون نساء کی طرف پلٹا۔

"کیوں علیزے تو کل ہی شاہ کے ساتھ گئی تھی نا۔"

"ہاں گئی تھی لیکن شادی کی لمبی خریداری کرنے تو اس نے بچیوں کے ساتھ جانا ہے۔"

"میں تمہاری تائی جان اور ماورہ تو پرسوں جائیں گے تم کل بچیوں کو لے جانا۔" سلماں بخت نے بھی کہا۔ اس نے ہتھیار ڈال دیے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"چلیں لے جاؤں گا۔ "

"ارے دیکھے کیسے کہہ رہے ہیں جیسے احسان کر رہے ہو۔" ثمن دوبارہ بولی۔ سمیر نے اسے گھورا

" ثمن بری بات لالا ہے نا۔" مہرون نساء نے ٹوکا۔ وہ منہ بناتی سمیر کو چڑانے لگی۔

"امی جان اس کی شادی کیوں نہیں کر دیتی؟" سمیر نے جلدی سے بدلا لیا۔ وہ گڑ بڑا گئی۔

"تائی جان؟" معصوم سی صورت بنائے ہمیشہ کی طرح مہرون نساء کی موجودگی کا فایدہ اٹھائے۔

"سمیر پریشان نہ کرو میری بیٹی کو اور ابھی تو بچی ہے۔" انہوں نے ثمن کو اپنے سے لگاتے کہا۔

"ہاں ویسے بھی تمہارے بعد اب عمارہ کا نمبر ہے۔" سلماں بخت بولیں۔ عمارہ چونکی، سمیر نے مسکرا کر چہرہ موڑا اسے دیکھا اور پھر واپس ثمن کو دیکھتے منہ چڑایا جو مہرون نساء سے لگی تھی۔

"یہ میں رکھ دیتی ہوں لاؤ۔" ساتھ بھیٹی ملازمہ پیک ہوئے کپڑے اٹھا کر جانے لگی تو عمارہ نے اسے روک کر کپڑے لیے اور سنجیدگی سے چلی گئی جو کسی کو محسوس نہ ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆

وہ رات دیر گئے گھر میں گھسا تو دروازہ بند کرنے کی چرچراہٹ پورے ہال میں گونجی۔اس نے دروازہ بند کر کے چاروں طرف دیکھا۔گھر سنسان پڑا تھا۔

"ضرور کونے میں بھیٹی آنسوں بہا رہی ہو گی شی ڈزرواٹ۔" وہ حقارت سے کہتا صوفے پر آیا اور نیم دراز ہو کر آنکھیں موند لیں۔چند منٹ ایسی گزر گئے پھر نیند کا خمار چڑھا۔وہ کمرے کی جانب چل دیا۔

"سِلا۔" کمرے میں گھستے کے ساتھ سامنے کا منظر دیکھ وہ چونک کر رہ گیا۔سِلا فرش پر بے ہوش پڑی تھی۔

"اوہ گاڈ۔" وہ تیزی سے اس کے پاس آیا اور اس کا سر سیدھا کر کے اس کے منہ سے سارے بال ہٹائے۔

"خون کہاں سے......" اس نے جس ہاتھ سے اس کا سر پکڑا تھا۔وہ گیلا محسوس ہوا تو ہاتھ ہٹا کر دیکھا تو خون تھا۔اس نے جلدی سے اس کا سر اپنی گود میں لیے دیکھا تو اس کے سر پر چوٹ لگی تھی جہاں خون جم گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

وہ انگریزی گالی دیتا سِلا کا چہرہ تھتھپانے لگا مگر وہ ایسی ہوش سے بے گانی تھی۔

"کیا مصیبت ہے۔" اس نے اس کو اپنی بانہوں میں لیا اور بیڈ کے پاس آکر اسے لٹا دیا۔

اب وہ جیب سے فون نکال کسی کو کال ملانے لگا تھا جبکہ سپاٹ نظریں اس کے معصوم چہرے پر تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

"برخوردار کہاں سے آرہے ہو؟" مہراب علی دانیال کو تھکا تھکا گھر میں داخل ہوتے دیکھ بولے۔ وہ چونکا۔

"دوست کے ہاں سے ڈیڈ آپ سوئے نہیں؟" اس نے جلدی سے پوچھا۔

"ہر وقت آوارہ گردی کرتے رہنا مستقبل کے بارے میں سوچو۔" انہوں نے اپنا پسندیدہ موضوع پھر اٹھایا۔

"پاپا کچھ مہینے میں پڑھائی ختم ہو رہی ہے پھر جاب کے لیے اپلائے کروں گا۔ "

"ہوں آؤ ذرا بات کرنی ہے تم سے۔" مہراب صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔ اس نے تھوڑا الجھ کر انہیں دیکھا پھر ان کے پیچھے ان کے کمرے کی طرف چل دیا۔

"سب خیریت؟" وہ پاس پڑی کرسی پر بھیٹتا ہوا بولا۔

"ہاں سب خیریت ہے تمہاری پڑھائی ختم ہو رہی ہے اور مہک کی ہو چکی ہے۔" انہوں نے بات کا آغاز کیا۔

"جی۔" دانیال نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"رفیق ہے نا لندن والا میرا دوست؟ "

"جی رفیق انکل وہ ٹھیک ہیں؟" دانیال کو یاد آیا۔

"ہاں وہ ٹھیک ہے اس کا فون آیا تھا اس کا بڑا بیٹا ارمان ماشاللہ کافی خوبرو نکلا ہے باپ کے ساتھ ہی لندن میں بزنز میں شامل ہے ماشاللہ سے بتا رہے تھے سارہ بزنز ہی وہی سمبھالتا ہے۔" دانیال کو کچھ کچھ سمجھ آنے لگا۔

"جی ارمان ہاں دو تین بار ہی ایک سال پہلے ملاقات ہوئی تھی اسے۔ "

"ہوں تو رفیق نے مہک کے لیے ارمان کا ہاتھ مانگا ہے۔" دانیال نے سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

"اچھی بات ہے ڈیڈ یہ تو ارمان کافی اچھا لڑکا ہے۔ "

"ہاں مجھے بھی کوئی برائی نہیں دکھی رفیق میرا بچپن کا دوست ہے اور وہ یہ دوستی رشتے داری میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔"

"تو مہک بھی لندن چلی جائے گی؟" اچانک دانیال نے گبھرا کر پوچھا۔

"ہاں بالکل وہی رہے گی۔" مہراب صاحب نے مطمعین انداز میں کہا۔

"لیکن پاپا میں اپنی بہن کو اتنی دور نہیں جانے دوں گا۔" وہ جیسے بالکل بچا بن گیا تھا۔

"ویسے تو ہر وقت کتے بلیوں کی طرح لڑتے رہتے ہو اب بہن پاس چاہیے۔" مہراب صاحب کی ڈپٹ پر اس نے منہ بنایا۔

"پیار کرتا ہوں جبھی تو تنگ کرتا ہوں اسے۔" مہراب علی نے مسکراہٹ دبائی اور چہرے پر سنجیدگی رکھے بولے۔

"بہن کا سوچو پر سکون زندگی ملے گی اسے۔ "

"اچھا ٹھیک ہے دیکھتے ہیں۔"

"آرہے ہیں وہ اگلے ہفتے پاکستان میں نے دعوت پر مدعو کیا ہے انور بھی آرہا ہے سمیر کی شادی پر تو اچھا ہے اس کے واپس جانے سے پہلے ہی مہک کی شادی کر دیں گے۔ "

"پاپا واٹ اتنی جلدی کیا ہے اس موٹی کو بھیجنے کی؟" وہ پھر سے اچھل پڑا۔

"برخوردار وہ ایک مہینے کے لیے ہی آرہے ہیں پاکستان پھر واپس چلے جائیں گے تو آنا مشکل ہو گا ارمان بھی سارا بزنز اتنے عرصے کے لیے نہیں چھوڑ سکتا ان کا اصل مقصد ارمان کی شادی کرنے کے لیے ہی آنے کا ہے۔" دانیال نے پھر منہ بسورا۔

"ہو گا وہ اپنے گھر کا بزنز مین۔" ساتھ بڑبڑایا۔

"اچھا خیر مہک سے پوچھا؟" مہراب علی نے نفی میں سر ہلایا۔

" یار پاپا پہلے اسے تو پوچھ لیں میں نہیں چاہتا میری بہن پر کوئی زور زبر ستی ہوا گر اس کا دل ہو گا تبھی ہو گی شادی ورنہ جس جہاز سے وہ آرہا ہے اسی جہاز سے واپس بھیج دوں گا۔" مہراب علی نے اس کے "یار" پر غور کرتے اسے غصہ سے گھورا تو وہ گڑ بڑایا۔

"سوری پاپا۔" اس نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" ظاہر سی بات ہے اسی کی رضامندی ہی ضروری ہو گی باپ ہوں تم لوگوں کا اچھا چاہتا ہوں اور محبت کرتا ہوں اپنی بیٹی سے بہت تمہاری ماں کے جانے کے بعد تم دونوں کو میں نے ہی ماں باپ دونوں بن کے پالا ہے لیکن بے فکر ہو جاو جو ہماری بیٹی کہے گی وہی ہو گا اگر اس کو نہیں کرنی شادی تو نہیں کریں گے۔" مہراب علی کی بات پر وہ مسکرا کر پر سکون ہو گیا پھر آگے بڑھ کر ان کے گلے گیا۔

" جانتا ہوں پاپا ماما کے جانے کے بعد آپ ہی ہمارے لیے سب کچھ ہے وی لو یو ٹو۔ "

"اچھا جاؤ اور کچھ اپنے مستقبل پر دھیان دو ہر وقت آوارہ گردی فالتو دوستوں کے ساتھ آیا شی..... "وہ اب پھر سے شروع ہو گئے دانیال بیچار گی صورت لیے بھیٹا اگلے ایک گھنٹے تک ان کے لیکچر سنتا رہا تھا جبکہ باہر کھڑی مہک مسکراہٹ دبائے اپنے کمرے میں بھاگی اور جلدی سے علیزے کا نمبر ملایا۔

"اوہ گاڈزے فون اٹھا دنیا کی سب سے بڑی خبر دینی ہے۔" وہ ادھر ادھر چکر کاٹتی بے صبری سے فون کان سے لگائی بڑبڑائی۔

"دنیا کی؟" پھر خود ہی رکی۔

"مطلب ملک کی۔" وہ پھر چلنے لگی۔

"ملک کی؟" وہ پھر سوچتے ہوئے خود سے سوال کرتی رکی۔

"یار مطلب میری زندگی کی تو نا۔" پھر خود ہی جھلا کر واپس ناخن کترتے علیزے کو بار بار کال ملانے لگی جہاں صرف بیل جا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ تن فن کرتی کمرے کے دروازے پر آکر کھڑی ہو گئی تھی اور اندر کھڑے وجود کی حرکات مٹھیاں بھیچ دیکھنے لگی جو الماری کھولی تمام شاپرز سے کپڑے نکالتے الماری میں سیٹ کر رہی تھی تو کبھی سنگھار میز پر جا کر چیزیں سجا رہی تھی۔ ہونٹوں پر کسی گانے کی دھن تھی وہ لاپروہ سب سے نظر آ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry
www.zubinovelszone.com

"خیریت ہر وقت اپنے نصیب پر ماتم کرتی لڑکی آج تو بڑی خوشگوار نظر آرہی ہے؟"

ماورہ اندر داخل ہوتی طنز کرتی ہوئی بولی۔علیزے کا کام کرتے ہاتھ رکا۔اس نے چونک کر ماورہ کو دیکھا۔

"تم۔"وہ سب چھوڑ اسے حیرانی سے دیکھنے لگی۔

"ہاں میں تمہاری سوکن۔"ماورہ اسے کچھ عجیب لگی تھی۔

"کیا ہوا؟"علیزے نے نرمی سے پوچھا۔

"یہ تو مجھے تم سے سوال کرنا چاہیے کہ تمہیں کیا ہوا تم تو نفرت کرتی تھی نا ان سے پھر کیوں سب کچھ قبول کرلیا؟"وہ غم وغصہ سے علیزے کے پاس آکر بولی۔

"دیکھو ماورہ میں ابھی بھی نفرت ہی کرتی ہوں اور جہاں تک بات ہے قبول کرنے کی تو وہ میری مجبوری تھی۔"اس نے تحمل سے سمجھایا۔

"جھوٹی مکار یہ کہو نا کہ رال ٹپک گئی۔"علیزے کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ تم ہوتی کون ہو مجھ سے اس طریقے سے بات کرنے والی؟ "

"تمہارے اسی خسم کی پہلی بیوی جس نے تم پر ترس کھا کر پناہ دی ورنہ تم تو اتنی سبز قدم ہو کہ شادی والے دن ہی اپنے ہونے والے شوہر اپنے انگریز دوست کو نگل گئی

اور پھر میرے شوہر کے سر تھوپ دی گئی۔"علیزے کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔وہ جم سی گئی۔ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے خطرناک زخموں پر کسی نے ہاتھ رکھ دیا ہو اور وہ بلبلا اٹھی ہو۔

"ماورہ۔"کسی کی دھاڑ وہ دونوں ایک ساتھ چونکی اور دروازے پر شاہ زیب کو غصہ میں دیکھ ماورہ کی آواز حلق میں رہ گئی جبکہ اب علیزے کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائی کسی اور ہی جہاں میں چلی گئی تھی۔کب ڈھیروں آنسوں آنکھوں میں جمع ہوئے معلوم نہیں ہوا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ سب کہنے کی؟"وہ ماورہ کا بازو دبوچے سختی سے بولا۔ماورہ کو سانپ سونگھ گیا۔

"وہ....میں......"اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"شاہ زیب جانے دو اسے اس نے جو کہا صحیح کہا ہے۔"علیزے نے جان بوجھ کر انگریزی میں اسے کہا۔ماورہ کو سمجھ نہ آیا جبکہ شاہ زیب انہی سخت نظروں سے اسے گھورا۔

"تم چپ رہو اور یہاں سے جاؤ۔"شاہ زیب نے بھی جواباً انگریزی میں کہا۔ماورہ تھوک نگلتے دونوں کو جانے کیا باتیں کرتے دیکھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں کہی نہیں جاؤں گی تم اسے کچھ نہیں کہو گے۔"علیزے نے پھر انگریزی میں کہا۔

"ٹھیک ہے رہو یہی۔"وہ ماورہ کا بازوں پکڑے باہر لے گیا جبکہ وہ پیچھے سے آوازے دیتی رہی پھر بیڈ پر گرنے والے انداز میں بھیٹ کر آنکھیں میچ لیں۔

"میں نے تم سے تمہاری زندگی چھین لی مجھے معاف کر دینا کاش... کاش میں تمہیں یہاں نہ بلاتی۔"وہ کسی کو یاد کرتی پچھتاوے سے لبریز یکدم رونے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

اس نے دھیرے سے پلکیں اٹھائیں تو سب دھندلا دھندلا نظر آیا۔ سر یک دم گھومنے لگا۔وہ بے اختیار سسکی۔ سر میں ٹھیسنے اٹھنے لگی تھیں۔وہ غنودگی کے عالم میں اٹھنے کی کوشش کرنے لگی کہ ایک زنانہ آواز پر وہ چونک کر رہ گئی۔

"بھیٹی رہیں برا ہے مہربانی۔"انگریزی میں کہے جملے پر غور کرتی اس نے آنکھیں کھولیں تو سامنے کھڑی انگریز نرس کو پایا۔اس نے تیزی سے ارد گرد دیکھا تو وہ ہسپتال کے ایک کشادہ کمرے کے بیڈ پر تھی۔

"میں یہاں کیسے......"اس کا سر بھاری ہونے لگا۔وہ بامشکل ارد گرد دیکھتی بڑبڑائی۔اس نے ذہن پر زور دیا تو اسے سب یاد آنا شروع ہوا......عدیب کی

سچائی.... عدیب کا دھوکا..... عدیب کا اسے دھکا دینا اور پھر.... اور پھر اس کا ہوش کھو دینا۔ اس کی آنکھوں میں پانی لبالب بھر آیا۔

نرس باہر جا چکی تھی وہ اکیلے بھیٹی اپنی قسمت پر ماتم کر رہی تھی۔ اسے حویلی جانا تھا۔ اسے اپنوں کے پاس جانا تھا، اسے اپنی ماں باپ اور لالا بے حد یاد آنے لگے۔

"لالا درست کہتے تھے۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اس نے آخر کیسے عدیب پر بھروسہ کر کے اسے پیار کر لیا تھا جبکہ وہ خود شروع میں اسے ناپسند کرتی تھی۔ کیا وہ اتنا شاطر تھا کہ اس نے اس کو آسانی سے اپنے فریب کے جال میں پھنسا لیا یا پھر وہ اتنی بے وقوف تھی کہ خود اس کے فریب کے جال میں پھنستی چلی گئی تھی؟

اچانک دروازہ کھلا اور کوئی شخص اندر داخل ہوا۔ سِلا یکدم چپ ہو گئی اور بھیگی پلکیں اٹھا کر آنے والے انسان کو دیکھا تو ایک بار پھر آنکھیں لبالب بھر گئی۔ وہ وہی تو تھا جس نے اسے دھوکا دیا تھا۔ جس نے اس کے جزباتوں کے ساتھ بے دردی سے کھیلا تھا۔

"کیوں میں نے کیا بگاڑا تھا آپ کا؟" وہ غصہ سے چلائی۔ دماغ کی نسیں پھٹنے کو آئیں لیکن کس کو فکر تھی؟

"خاموش ہو جاؤ ہم ہسپتال میں ہیں۔" وہ جو اس کے سر پر بندھی سفید پٹھی دیکھ رہا تھا اچانک اس کی چیخ پر سختی سے بولا۔

"کیوں چپ ہوں بولیے کیوں چپ ہوں آپ نے میری زندگی برباد کردی اب میں کہاں جاؤں گی کیا منہ دکھاؤں گی آپ کو معلوم ہے نا ہمارے ہاں شادی کی حیثیت کیا ہوتی ہے میرے ماتھے پر طلاق کا کلنک لگ جائے گا میں......" وہ منہ چھپائے بے آواز رونے لگی۔ عدیب کو کچھ ہوا لیکن پھر مسکرایا۔

"واہ مجھے تو لگا تھا کافی محنت کرنی پڑے گی لیکن تم تو ابھی سے تڑپنے لگی۔" اس نے حیرت سے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹائے اور اس کی حد درجہ سفاکی دیکھی۔

"آپ اتنے بے رحم کیسے ہو سکتے ہیں آپ چاچا جان کی اولاد کہی سے نہیں لگ رہے۔" عدیب نے آنکھیں گھمائیں۔

"تمہاری بڑ بڑ پھر شروع ہو گئی منع کیا تھا نا اب دیکھ لو خود کا حال ابھی تو صرف ہسپتال پہنچایا ہے اب مزید بولی نا تو اوپر پہنچا دوں گا۔" وہ نفرت سے بولا۔ سِلا سہم کر رہ گئی۔

"میرے لالا کو پتا چلے گا نا تو وہ آپ کو زمین میں گاڑھ دیں گے۔" آنسوں پونچھتے اس نے عدیب کو باور کروایا اور یہ کمرے میں عدیب کا قہقہہ گونجا۔

"میں بھی چاہتا ہوں اس کو پتا چلے مجھے بہت بے صبری سے اس کے بے بس چہرے کو دیکھنے کا انتظار ہے۔" وہ آگے جھک کر بولا۔ سِلا نے نخوت سے چہرہ پھیر لیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"کیوں کرتے ہیں آپ اور آپ کی بہن اتنی نفرت ؟" وہ پیچھے ہٹ کر جانے لگا جب سِلا کی آواز کانوں میں آئی۔

وہ پیچھے پلٹا اور سِلا کی آنکھوں میں بے تاثر آنکھیں ڈالیں۔

"کیونکہ تم لوگ نفرت کے قابل ہو مجھے یہ سوچ سوچ کر ہی غصہ آتا ہے کہ میری بہن اس جنگلی کی دسترس میں اس کے پاس موجود ہے میں بتا رہا ہوں سِلا فرقان بخت اگر میری بہن کے ساتھ کسی بھی قسم کی زبردستی یا اسے تکلیف پہنچانے کی کوشش بھی کی گئی تو بخت حویلی تم نہیں تمہاری لاش جائے گی۔" وہ گرجدار آواز میں کہہ کر نکل گیا تھا جبکہ وہ سن بھیٹی اس کے لفظوں پر غور کرتی رہی تھی اور پھر جھٹکے سے اٹھ کر اضطراب سے بھیٹ نفی میں سر ہلانے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

"یہ سب کیا تھا؟" وہ اپنے کمرے میں آکر ماورہ کا بازوں چھوڑتے ہوئے غصہ سے بولا۔ وہ بوکھلا گئی۔

"میں وہ..... وہ میں..... " اسے سمجھ نہ آیا کیا کہے۔ شاہ زیب کا غصہ اسے خوف میں مبتلا کر رہا تھا۔

"کیا میں؟" وہ دھاڑا۔ وہ اپنی جگہ سے اچھلی۔

"وہ سب علیزے کو کہنے کیا ضرورت تھی ماورہ اگر تمہارے دل میں علیزے کے لیے اچھائی نہیں ہے تو کم از کم اپنا منہ بند رکھا کرو تم جانتی ہو تم نے کتنی تکلیف دی ہے اس کو۔" ماورہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔

"آپ کو اس کی تکلیف دکھ رہی ہے اور میری؟" وہ سر جھکا کر رونے کے درمیان کہنے لگی۔

"اوہ خدایہ چہ چیر ولا شم۔" (یا خدا کدھر جاؤں) وہ چہرے پر ہاتھ پھیر رخ موڑ گیا پھر پلٹا۔

"ماورہ دیکھو جو تم نے کہا وہ قطعی مناسب نہیں تھا تمہیں وہ سب بکواس نہیں کرنی چاہیے تھی۔" اب کی بار وہ تحمل سے بولا لیکن لہجے میں سختی تھی۔

"آپ.... آپ کو اس کی فکر ہے یعنی؟" وہ روتے ہوئے غصہ سے بولی۔ شاہ زیب اس کو دیکھتے دانت پر دانت جمائے بولا۔

"ہاں ہے۔" ماورہ نے چونک کر سر اٹھایا۔

"ہے مجھے اس کی فکر کیوں وہ میں تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتا بس یہ سمجھ لو کہ وہ بیوی ہے میری۔" اس کا خون کھول رہا تھا اپر سے ماورہ کی باتیں مزید غصہ سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

بولا۔ماورہ نے واپس سر جھکالیا۔ سسکیاں لیتی وہ خود کو کچھ کہنے سے باز رکھ رہی تھی لیکن نہ رکھ سکی جبھی تڑاخ سے بولی۔

"اور میں کون ہوں؟" وہ دلیر ہو رہی تھی کیونکہ وہ شاہ زیب کو کسی کے ساتھ بانٹ نہیں سکتی تھی اور اب یہ جان کر کہ شاہ زیب کے دل میں کچھ تو ہے علیزے کے لیے۔وہ پاگل ہو رہی تھی۔

"میرا سر۔" وہ برداشت کرتا چلایا۔وہ سہم گئی۔

"ماورہ ادھر دیکھو۔" پھر گہری سانس بھرتا اس کو دونوں کندھوں سے پکڑے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔وہ ویسی ہنوز نیچے دیکھتی سسکیاں لیتی رہی۔

"ماورہ؟" شاہ زیب نے پھر پکارا۔اس نے اب بھی سر نہیں اٹھایا۔

"ماورہ ادھر دیکھو میری طرف۔" اب کی بار آواز میں تنبیہہ تھی جبھی اس نے دھیرے سے سر اٹھائے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"وہ جس تکلیف سے گزری ہے وہ بہت بڑی ہے اب وہ آہستہ آہستہ زندگی کی طرف واپس آرہی ہے اور تم نے وہی واقعہ دوہرا کر اسے مزید تکلیف میں واپس مبتلا کر دیا اگر اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو میں تم پر اس طرح ہی غصہ کرتا اور اسی طرح تمہیں سمجھا رہا

ہوتا۔"ماورہ نے نظریں جھکائی ہوئیں تھی۔شاہ زیب کا نرم لہجہ اور اس کا لمس اسے بے جان کر رہا تھا۔وہ خاموش ہو گئی۔

"ماورہ علیزے سے حسد کرنا چھوڑ دو وہ میرے اور تمہارے درمیان نہیں آئے گی کیونکہ نہ ہی اس کو اجازت ہے اور نہ ہی اس کو شوخ ہے۔"وہ دھیرے سے پیچھے ہوتا ہوا بولا۔ماورہ سے ہلکے سے سر کو جنبش دی۔

"آپ سے ایک بات پوچھوں؟"اچانک اس نے آنسوں صاف کرتے جھجھکتے ہوئے پوچھ۔شاہ زیب نے سینے پر ہاتھ باندھ سر اثبات میں ہلایا۔

"آپ اس کو واقعی چاہتے ہیں؟"شاہ زیب نے سانس بحال کرتے پل بھر کے لیے آنکھیں موندی۔ماورہ انگلیاں مروڑتی اسے چور نظروں سے دیکھتے کچھ کھوجنے لگی۔

"پھر وہی سوال؟"وہ جیسے تھک کر بولا۔

"آپ جواب ہی نہیں دیتے۔"ماورہ تیزی سے بولی۔شاہ زیب کچھ پل اس کو دیکھتا گیا پھر آہستہ سے بولا۔

"تاسو بہ نہ پوھیہ°ئ."(تم نہیں سمجھو گی)وہ تمسخرانہ مسکرا دیا۔

"اسہ تاسو تشریح کا°ئ۔"(آپ سمجھایں تو)ماورہ نے جلدی سے سر اٹھا کر کہا۔

"غالب وہ دن گ ۓ اب یہ حماقت کون کرتا ہے وہ کیا کہتے ہیں اس کو ہاں یہ محبت... محبت کون کرتا ہے؟" وہ سادگی سے شعر پڑھتا فریش ہونے چلا گیا تھا جبکہ وہ حیرت سے اس کی پشت دیکھتی رہ گئی۔

"علیزے۔" اسے اپنی آنکھیں جلتی محسوس ہو رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

"یہ امی جان کو بھی مجھے ہی کہنا تھا جاؤ جا کر ٹونی کو دیکھو بیچارے نے ناشتہ نہیں کیا اب ان کو کیا پتا کہ صبح سے میرے اور عمر کے تین پیکٹ چپس ہڑپ چکا ہے۔" وہ غصہ سے دوپٹے سے کھیلتی ہوئی بڑبڑاتے چل کر سرسبز لان میں آ رہی تھی جب جھولے پر بیٹھے ٹونی کی نظر لیلیٰ پر پڑی تو اس نے جھٹ سے ہاتھ میں پکڑے کاغذ اور قلم کو اپنے پیچھے چھپا لیا۔ اسی میں وہ صبح سے سر کھپا رہا تھا۔

"یہ..... یہ کیا چھپایا ہے؟" مگر ہائے رے پھوٹی قسمت۔ لیلیٰ نے اس کی کارکردگی دیکھ لی تھی جبھی اس کے پاس آتی آنکھیں چھوٹی کرتے اس کے پیچھے جھانکنے لگی۔

"کک.... کچھ نہیں لیلیٰ جی۔" وہ ہڑبڑا گیا تھا۔

"کیا کچھ نہیں تم نے کچھ چھپایا ہے چھپ گھنے ہو نہہ۔" اور یہ ایک اور نام ٹونی کو مل چکا تھا۔

"کچھ بھی نہیں تو لیلیٰ جی آپ بتائیں آپ کو مجھ سے کوئی کام تھا؟" وہ جو دونوں ہاتھ پیچھے کیے کاغذ قلم کو چھپا رہا تھا۔ ایک ہاتھ آگے کرتا تیل سے چپکے ماتھے پر بالوں کو مزید چپکاتا ہوا بولا۔

"زیادہ ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں بتاؤ کیا چھپے رہے ہو۔" لیلیٰ کمر پر ہاتھ رکھی لڑاکا عورتوں کی طرح بولی۔

"افو لیلیٰ جی آپ بھی نا۔" وہ سر پر ہاتھ مارتا کھڑا ہوا اور کاغذ قلم اس کے آگے لہرایا لیلیٰ نے سر پیچھے کر کے آنکھیں چندیا کر دیکھا پھر جلدی سے بولی۔

"یہ.... یہ یہی چھپا رہے تھے نا؟" وہ ابھی بھی مطمعین نہیں ہوئی تھی اسلیے اس کے پیچھے جھانک کر دیکھتے ہوئے بولی۔

"اوہو لیلیٰ جی آپ کو میرے پر بھروسہ نہیں ہے میرے پر؟" وہ سینے چوڑا کرتا ہوا ناراضگی میں بولا۔ لیلیٰ نے اسے خمشگین نگاہوں سے اپر سے نیچے تک گھورا۔

"کیا ہے اس میں؟" پھر سر جھٹک کر لاپرواہی سے اس کے ہاتھ میں پکڑے کاغذ کو دیکھنے لگی۔

"جی گی فٹ۔" وہ دانت نکالتے ہوئے بولا۔

"ایں؟" وہ چونکی۔

"جی تحفہ۔ "

"اوہ۔"

"کیسا تحفہ؟" اچانک حیران ہوئی۔

"آپ کے لیے ایک وہ کیا کہتے ہاں جی سپرایز۔" "سپرایز" پر کافی زور دیا گیا تھا۔

"ایسا کیا ہے؟" لیلیٰ نے بھنویں اچکائیں۔ اسے کچھ گڑبڑ لگی۔

"بس آپ کے لیے کچھ لکھ رہا ہوں۔" وہ بلاوجہ شرماتا نظریں جھکا کر بولا۔

"کیا بو......." وہ کچھ کہتی کہ مدیحہ بخت کی آواز آئی۔

"او لیلیٰ کدھر مر گئی؟ "

"آئی امی جان۔" اس نے ٹونی کو عجیب سی نظروں سے دیکھتے یہی سے اونچی آواز لگائی۔

"ناشتہ کرنے آجاؤ۔" بیغام دیتی وہ پراندہ گھماتی چل پڑی لیکن دو قدم آگے جا کر رکی اور پیچھے پلٹ کر ٹونی کو دیکھا جو واپس جھولے پر بھیٹ کاغظ پر قلم تیزی سے چلا رہا تھا پھر رکا تھوڑی پر انگلی رکھے کچھ سوچنے لگا پھر اچانک چٹکی بجا کر مسکراتے پھر لکھنے لگا۔

"جی آیا بس۔" لیلیٰ کی نظریں خود پر جمی دیکھ وہ ہاتھ ہلاتا ہوا بولا۔ وہ واپس مڑ گئی۔

"اف اللہ ہی رحم کرے جانے لکڑ بگھا اب کیا کرنے والا ہے۔" ہمیشہ کی طرح ایک نیا نام دیتی تاسف سے سر ہلاتی وہ آگے بڑھ گئی جبکہ پیچھے ٹونی کے چہرے پر چمک تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"اپنی شرم جہاں چھوڑی ہے اس کا راستہ بتا دو؟" فون کان سے لگاتے ہوئے ساتھ نہ سلام نہ دعا بلکہ غصیلی آواز کانوں میں گونجی۔ وہ جو روتی رہی تھی یکدم بے اختیار مسکرا دی۔

"یار راستہ کا تو مجھے خود نہیں معلوم۔" کھڑکی کے پاس آکر باہر نیچے رائفل لیے دو چار لوگوں کو پہرہ دیتے دیکھ وہ مسکراہٹ دبائے بولی۔

"زے حد ہو گئی مطلب حد ہو گئی کب سے کال اور ٹیکسٹ کر رہی ہوں لیکن مجال ہے جو آپ ریپلائے دینے کی زحمت کر لیں۔" مہک کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا جبکہ وہ بے خیالی میں نیچے کا منظر دیکھ رہی تھی جہاں شاہ زیب سیاہ شلوار قمیض میں باہر نکل کر اپنی گاڑی میں بھیٹ رہا تھا۔ ایک بندہ اس کے پاس آیا اور گن دی جسے اس نے لے کر جیب میں رکھ لی اور ٹھاٹ سے بھیٹ کر گاڑی سٹارٹ کی۔ پیچھے چھ رائفل لیے آدمی بھاگتے

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

ہوئے آئے اور تین اس کی گاڑی کے پیچھے الرٹ بھیٹے اور تین دوسری دو گاڑیوں میں بھیٹ کر شاہ زیب کے آگے بڑھنے کا انتظار کرنے لگے۔

"محترمہ کو سمجھنا چاہیے کہ کوئی ضروری بات ہو سکتی ہے لیکن نہیں وہ تو شادی کے بعد ایسی بے نیاز ہوئی ہیں جیسے ہم اس دنیا میں پائے نہیں جاتے۔" مہک مسلسل اسے بول رہی تھی جو نیچے کا منظر دیکھے جا رہی تھی۔ شاہ زیب نے تیزی سے گاڑی آگے بڑھائی اور حویلی کا مین گیٹ عبور کرتے ہوئے نکلا پیچھے دو گاڑیاں اور اس کی پیروی کرتے نکلی۔ یہ منظر نیا نہیں تھا وہ جب سے آئی تھی کئی بار دیکھ چکی تھی۔

"بہن تم سے بات کر رہی ہوں۔" مہک زور سے چیخی۔ وہ چونکی۔

"ہوں ہاں وہ یار جانی موبایل چارجنگ پر تھا رات سے اور میں نکالنا بھول گئی تھی۔" وہ کھڑکی پر پردہ لگاتے بیڈ کے پاس آ کر بولی۔

"کیوں جنگ عزیم لڑ رہی تھیں؟" مہک نے طنز کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ اداسی سے مسکراتے ہوئے بیڈ پر ہی بھیٹ گئی۔

"نہیں لیکن جنگ ہی سمجھ لو۔" وہ ماورہ کی باتیں یاد کرتے جانے کب سے رو رہی تھی پھر فریش ہو کر موبایل کے لیے جب تلاش نظریں دوڑائیں تو چارجنگ پر لگا پایا جس جو اس نے رات سے لگایا تھا۔ شاہ زیب کمرے میں نہیں تھا تو وہ پوری رات موبایل

استعمال کرتی رہی تھی اسیلیے چارجنگ پر لگا کر سو گئی تھی صبح اٹھ کر شاپنگ کا سامان سیٹ کرنے میں وہ بھول ہی گئی تھی پھر ماورہ اچھا خاصی تکلیف دے کر چلی گئی تھی۔اس نے اس زخموں کو نشانہ بنایا تھا جن کی طرف اسے دیکھنے میں بھی تکلیف ہوتی تھی۔

"ایں کیا؟"مہک نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"نہیں کچھ بھی نہیں تم بتاؤ کیا آفت آگئی تھی۔"وہ تھکی تھکی آواز سے بولی۔

"یار یار یار کیا بتاؤں اف۔"مہک اپنے جوش میں اس کی آواز پر غور کرنا بھول گئی تھی۔

"ہوا کیا ہے دانی کا رزلٹ آگیا؟"علیزے نے اس کا جوش دیکھتے اندازہ لگایا۔

"نہیں رزلٹ تو نہیں آیا لیکن رشتہ آگیا۔"وہ شرمانے کی اداکاری کرتے دھیرے سے بولی۔

"ایں؟"علیزے نے غور کرنا چاہا۔

"رشتہ آیا ہے۔"وہ پھر دھیرے سے بولی۔

"کیا بول رہی ہے؟"علیزے جھنجلائی۔

"منحوس رشتہ آیا ہے۔"مہک اب کی بار چلائی۔

"کس کے لیے؟"علیزے حیران ہوئی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میری چاچی کے لیے۔"مہک جل بھن کر بولی۔

"ایں اللہ تیری چاچی شبانہ آنٹی دوسری شادی کر رہی ہے یار ان کے ہسبینڈ یعنی تیرے چاچو کی ڈیتھ کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے۔"علیزے نے معصومیت کی حد کر دی تھی جبکہ دوسری طرف مہک نے دانت پیستے تحمل سے پوچھا۔

"زے؟"

"ہاں؟"

"دیوار دکھ رہی ہے سامنے؟"

"نہیں دروازہ ہے۔"

"اس کے دائے طرف میں دیوار ہے؟"

"نہیں شوپیس لگا ہے چھپ گئی ہے۔"

"اس کے بائے طرف؟"

"اس کے بائے طرف بھی گلادان ہے خیر میرے بائے طرف دیوار ہے۔"

"ویری گڈ جا اور اسی دیوار پر اپنا سر زور سے مار۔"

"اوکے۔"وہ اٹھنے لگی کہ چونک کر رکی۔

"واٹ؟"اسے اب سمجھ آیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں تاکہ عقل میں جو تالے پڑگ ئے ہیں ناوہ سارے ٹوٹ جائیں بے وقوف عورت۔" مہک زور سے چلائی۔

"عورت؟" علیزے صدمے سے چلائی۔

"نہیں تو اور کیا کہوں شادی شدہ ہو میں معصوم کنواری لڑکی۔" مہک شرارت سے بولی۔

"استغفار معصوم لفظ شرم سے ڈوب نہ مرے خیر مہک میں تمہارا منہ توڑ دونگی کام کی بات پر آؤ۔" وہ سر جھٹک بولی۔

"شبانہ چچی نہیں بلکہ میرے لیے آیا ہے عقل مند انسان۔" مہک نے دوسری طرف بالوں کو جھٹکتے اترا کر کہا۔

"کس کا کب کیسے کہاں کیوں؟" علیزے نے حیرت سے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے۔

"ارمان رفیق کچھ دن پہلے جیسے آتا ہے ڈیڈ کے پاس کیونکہ میں انہیں پسند آئی سمپل۔" اس نے کندھے اچکادیے۔

"ایک منٹ.... ایک منٹ یہ وہی ارمان ہے نا جو تیری کزن کی شادی پر ہم سے ملا تھا؟" علیزے نے یاد کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہی ہے۔" مہک کی بے نیازی عروج پر آگئی تھی۔

"یار وہ بڑا ہی کوئی ہینڈسم چارمنگ بندہ ہے۔" علیزے خوشگوار حیرت سے بولی۔

"ہوں ہوگا۔" مہک دوسری طرف ناخنوں پر لگی کیوٹیکس دیکھتی ہوئی لاپرواہی کا مظاہرہ کررہی تھی۔

"ایک سیکنڈ تم کس بات پر اترا رہی ہو تمہیں تو خوشی سے ناچنا چاہیے؟"

"کیوں میں کیوں ناچوں اب شہزادے گلفام کا رشتہ تھوڑی آیا ہے۔" وہ آنکھیں چڑھاتے ہوئے بولی۔

"پہلی بات شہزادے گلفام کا رشتہ تم جیسی ماسی کے لیے نہیں آتا اور دوسری بات یہ وہی ارمان ہے جس کی آئی ڈی ہم دونوں نے مل کر سٹاک کی تھی اور تمہیں اتنا کوئی ہیوج کرش آیا تھا کہ حد ہے اور اب محترمہ ایسی بن رہی ہیں جیسے اس میں دلچسپی لے کر کوئی احسان کر رہی ہوں۔" مہک تپ کر سیدھی بھیٹی۔

"ہاں معلوم ہے اوور مت ہو۔"

"خیر یہ بتاؤ کیا سین ہے اب؟"

"یار ابھی وہ اپنی فیملی کے ساتھ لندن سے آرہا ہے پاپا نے ڈنر پر انوایٹ کیا ہے لیٹس سی۔" علیزے نے سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

"ہاں نا جب تک چاچو دیب رایمہ سب آجائیں گے۔ "

"وہ کیوں آئیں گے ؟"علیزے چونکی۔

"ارے سمیر بھائی کی شادی پر۔"

"اوہ ہاں۔"علیزے نے سر پر ہاتھ مارا۔

"تو پھر آرہے ہو نا تم لوگ بھی ؟"اس نے جوش سے پوچھا۔ مہک مسکرائی۔

"نہیں۔"شرارت سے کہا۔

"مہک۔"علیزے افسردہ ہو گئی۔

"ارے بابا آرہے ہیں ایسا ہو سکتا کہ ہم تجھ سے ملنے کا موقع گنوا دے۔"مہک نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ بھی مسکرا دی۔

"یے آیم سو ہیپی ڈیڈ رایمہ یوج بھائی تم دانی سب سے ملوں گی آئی مسڈ یو آل سو مچ۔" مہک مسکرا دی۔

"ہاں یار میں اور دانی بھی ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں۔"دونوں اداس ہو گئیں۔

"اچھا ہاں شاہ زیب بھائی کے ساتھ تعلقات کیسے ہیں اب ؟"مہک کو اچانک یاد آیا۔

"جیسے ہوتے ہیں۔"علیزے کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔

"مطلب وہ مطلب تم نے قبول کر لیا؟"مہک چونکی۔

"اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ تھا کب تک اسے بھاگتی اور نہ ہی وہ مجھے بھاگنے دیتا۔"

علیزے نے سانس بھرتے ہوئے کہا پھر سر جھٹک کر مسکرائی۔

"اف مہک مجھے تو انتظار ہی نہیں ہو رہا تیری شادی اف میں سارے خواب پورے کروں گی جو جو ہم سوچا کرتے تھے پلیننگ کیا کرتے تھے یہ کریں گے وہ کریں گے۔"

وہ جوش سے بولی۔

"ہاں نا تیری شادی پر تو کچھ بھی نہیں ہو پایا لیکن میری پر تو نے ہی سب کرنا ہے۔"

علیزے اداسی سے مسکرادی۔

"انشاللہ ارمان جیجو۔" وہ شرارت سے اسے چھیڑنے لگی۔

"ابھی آپ کے جیجو ہوئے نہیں ہیں صبر رکھیے جناب۔" مہک نے ہنستے ہوئے کہا۔وہ بھی ہنس دی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ خاموشی سے سر جھکائے جیبوں میں ہاتھ ڈالے رات کے اندھیرا کا فایدہ اٹھاتے لال ٹیلی فون بوتھ کی طرف اپنے قدم آہستہ آہستہ بڑھا رہا تھا۔کچھ دور کھڑا ایک آدمی اس پر اچھے سے نظر رکھا ہوا تھا جس کا احساس اسے تھا جبھی کوئی نادانی کرنے سے وہ باز

تھا۔شکے سے ارد گرد خالی سڑک پر نظریں ڈالے وہ دھیرے سے فون بوتھ کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا اور جیبوں سے ہاتھ نکالتا چہرے پر آئے پسینے کے چند قطرے بازوں کی آستین سے صاف کرنے لگا۔

ذرا سا سر اٹھا کر بند دکان کی طرف دیکھا جہاں وہ آدمی سینے پر ہاتھ باندھے خطرناک حد تک اسے گھور رہا تھا جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تنبیہ کر رہا ہو کہ "کوئی بھی ہوشیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے" اور وہ ہوشیاری کر بھی نہیں سکتا تھا وہ جانتا تھا خود پر ہی آئے گی جبھی احتیاط سے جیب میں سے ایک سکہ نکال کر ٹیلی فون میں ڈالتا یاد کیا ہوا نمبر ڈائل کرنے لگا۔اس کے ہاتھ کنکپا رہے تھے۔

"Hello HN Speaking" ۔" سختی سے ٹیلی فون کو کان سے لگائے وہ بھاری آواز میں اس نے پوچھا تو دوسری طرف خاموشی برقرار ہی۔اس نے الجھ کر سامنے اسی شخص کو دیکھا جو اسی پر نظر رکھا انتظار کر رہا تھا۔یہی تو شخص تھا جو آدھی رات کو HN سے بات کروانے اسے ہوٹل سے نکال کر لایا تھا، HN کے حکم پر۔

"کہو کیا بات کرنی تھی کیوں میرے آدمی کو پریشانی کر رہے تھے ؟" دوسری طرف کی خاموشی ٹوٹی تو پہلا سوال کیا گیا۔وہ آواز کو چاہ کر بھی پہچان نہ پایا کہ وہ کسی مرد کی ہے یا

عورت کی کیونکہ شاید کسی سوفٹ ویر کی مدد سے آواز کو ربوٹ کی آواز میں تبدیل کر دیا تھا۔

"کب تک..... میں کب تک اس قید میں رہوں گا آخر تم بتا کیوں نہیں دیتے کی تم کون ہو اور کیوں مجھے اس ہوٹل میں بند رکھا ہے کیا مقصد ہے تمہارا دیکھو میں اور نہیں رہ سکتا مجھے واپس اپنے ملک جانا ہے۔" وہ غصہ سے بولا۔ دوسری طرف تحمل سے اس کی بات سنی گئی۔

"تم بتا کیوں نہیں دیتے کہ تم کون ہو اور تمہارا کیا مقصد ہے مجھ سے کیوں مجھے زندہ لاش بنا کر رکھا ہے یا تو مار دو یا رہا کر دو۔" اب وہ منت کرنے لگا تھا۔

"ہو گیا تمہارا!؟" دوسری طرف کے سوال پر اس نے غصہ سے دوسرے ہاتھ کی مٹھی بھینچ لی۔

"جو کچھ ہو رہا ہے اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے تمہیں تمہاری زندگی لوٹا دی جائے گی اور اتنی خوبصورت زندگی دی جائے گی جیسے تم چاہتے ہو لیکن اس کے لیے چند مہینے تمھیں انتظار کرنا ہو گا صحیح وقت آنے پر تمہیں آزاد کر دیا جائے گا اور وہ آزادی اتنی خوبصورت ہو گی اس آزادی کے بعد تمہیں وہ ملے گا جس کا تم خواب دیکھتے آرہے ہو جو تمہیں نہیں مل پایا لیکن اس وقت تک تمہاری سانسوں پر بھی ہمارا حق ہے اسلیے

خاموشی سے صبر کرو۔" دوسری طرف ٹھک کر کے فون رکھ دیا گیا تھا جبکہ وہ حیرت سے اسی پوزیشن میں کھڑا رہا تھا۔

"کیسا خواب کیا نہیں مل پایا کون نہیں مل پ......" بقیہ لفظ منہ میں رہ گ ئے تھے۔ کچھ مہینے پہلے جو کچھ بھیانک نایٹ میر اس کی زندگی میں ہوا۔ وہ سب آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگا تھا۔ وہ اپنے زہن پر زور دینے لگا۔ کچھ تو تھا جو وہ مس کر رہا تھا۔ کوئی تو لڑی تھی جو نہیں جڑ رہی تھی۔ جو کچھ ہوا وہ کس نے کیوں اور کیسے کیا؟ اور سب کچھ اس کی فیور میں کیوں ہو رہا تھا کیا اس کو فیور دے کر کسی اور کو تکلیف دینے والا تھا یہ HN ؟

"اوہ خدایا کیا ہونے والا ہے اس سب میں کون کان ملوث ہے اس HN کی کسی سے کیا دشمنی ہے کہی یہ.... کہی یہ اپنے مقصد کے لیے مجھے مہرا تو نہیں بنا رہا جبھی اتنی عنایتیں ہیں؟" وہ بوتھ سے باہر نکلتا سوچوں کے ایک ن ئے جل میں پھنستا جا رہا تھا جبکہ اس HN کے آدمی نے اسے ہوٹل میں چھوڑ کر ہی دم لیا تھا۔ شاید یہ بھی حکم تھا۔

☆☆☆☆☆☆

وقت کو جیسے پر لگ گ ئے تھے۔ مہینہ کب گزرا پتا نہیں چلا اور وہ وقت آ گیا تھا جب بخت حویلی دلھنوں کی طرح سجائی گئ۔ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ سمیر دلاور بخت کی شادی شروع ہو چکی تھی۔ زینیا اور اس کی ماں بھی طویل سفر کے بعد بخت حویلی آ چکے تھے اور ادھر ہی اس کی ماں کو زینیا کو اسی حویلی میں رخصت کر کے واپس چلے جانا تھا جبکہ زینیا ہمیشہ کے لیے یہاں کی ہو جانے والی تھی۔ سڈنی سے انور بخت آج صبح ہی یوجنا کے امتحانات کے فوری بعد آ چکے تھے۔ سِلا اور عدیب بھی انہی کے ساتھ آئے تھے۔ عدیب صرف اور صرف جاید ادا اپنے نام کروانے آیا تھا جس کے کاغضات اس کے حساب سے اتنے وقت میں تیار ہو چکے تھے۔

سِلا جب سے آئی تھی۔ خاموش تھی سب کے پوچھنے کے پر وہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا رہی تھی اور حیرانی کی بات یہ تھی کہ اس نے ایک لفظ بھی کسی سے کچھ نہیں کہا تھا نہ ہی اس کی آنکھوں میں کسی نے آنسوں دیکھے تھے اور اس کے پیچھے کیا وجہ تھی وہ صرف اور صرف عدیب اور وہی جانتے تھے۔ جانے عدیب اسے کیا کہہ کر لا یا تھا کہ وہ نارمل بے ہیو کر رہی تھی۔

آج شام سمیر اور زینیا کی مہندی تھی۔ صبح سے ہی تیاریاں عروج پر تھیں۔ انیلا بخت کی طبیعت بھی تھوڑی سنبھلی تو انہوں نے بھی اپنے پوتے کی شادی کی تیاریوں میں

بہوں کا ساتھ دیتے حصہ لیا تھا۔

"آپی؟" یوجنا اپنا شرارہ اٹھائی کمرے میں تقریباً بھاگتے ہوئے آئی اور سامنے سنگھار میز کے سامنے علیزے کو بال بناتے دیکھ رک گئی۔

"واؤ آپی ماشاللہ۔" وہ چلتے ہوئے اس کے پاس آئی اور اوپر سے نیچے تک اسے دیکھا۔ جامنی رنگ کا شرارہ جس پر نارنگی لکیروں کا ڈیزاین بنا ہوا تھا اس پر نارنگی ہی رنگ کی شارٹ فل آستینوں کی سادی قمیض جس کے دامن میں جامنی چمکتی بیل لگی ہوئی تھی۔ جامنی اور نارنگی رنگوں میں لپٹا میچنگ کے دوپٹے کو سٹایل سے پیچھے سے دونوں بازوں میں لیے وہ اپنی تیاری کو آخری ٹچ اپ دے رہی تھی۔

"تھینک یو جناب۔" اس نے مسکرا کر سر کو خم دی۔ یوجنا ہنس دی۔

"میک اپ آپ نے خود کیا ہے؟" وہ سنگھار میز پر پھیلے اس کے سامان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے اشتیاق سے پوچھنے لگی۔

"ہاں شکر ہے ورنہ تو بیوٹشن کو بلا رہی تھیں مہرون نساء آنٹی مطلب یار دلھن میں ہوں کیا عجیب۔" وہ نارنگی لپسٹک ایک بار پھر ہونٹوں پر اچھی طرح لگاتی ہوئی

بولی۔ آنکھوں میں کاجل، گالوں پر سرخی اور ناک میں سونے کی لانگ تھی جبکہ کانوں میں اب خوبصورت جھمکے ڈالنے لگی تھی۔

"یہ میں لگالوں؟" یوجنا نے مسکارا اٹھا کر پوچھا۔ اس نے حیرانی سے یوجنا کو دیکھا۔

"یوج یہ تم ہی ہو نا؟" یوجنا نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیوں؟" گلابی شرارے میں وہ بھی پیاری لگ رہی تھی۔

"کیونکہ جس بہن کو میں جانتی ہوں وہ میرا کوئی بھی سامان لینے سے پہلے مجھ سے پوچھتی نہیں تھی بلکہ لے کر استعمال کرنے کے بعد مجھ پر احسان کرنے والے انداز سے بتاتی تھی۔" وہ بھنویں جوڑ یوجنا کو کہتی دراز کھول کر چوڑیاں نکالنے لگی۔

"ہاں نا مگر پہلے کی بات کچھ اور تھی۔" یوجنا نے اس کے ہاتھ سے چوڑیاں لیتے اس کے مہندی کے نام پر ٹکیاں بنے ہاتھوں میں پہناتے ہوئے کہا۔

"کیوں اب کیا میرے سر پر سینگھ نکل آئے ہیں؟" اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں لیکن اب آپ بدل گئی ہیں نا مطلب آپ کی شادی ہو گئی ہے نا۔" یوجنا نے اس کی ہتھیلی پر بنی مہرون ٹکیاں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے تحیر سے یوجنا کو دیکھا۔

"زیادہ فضول مت ہانکو کوئی نہیں بدلی میں اب بھی میں علیزے انور ہوں وہی جو گاڑیاں اڑانا جانتی ہے ایسے بششششش۔" وہ جھک کر یوجنا کے چہرے کے قریب اپنے ہاتھ کو لا کر اڑاتی ہوئی بولی۔ یوجنا کی نظریں علیزے کے ساتھ اس کے جہاز بنے ہاتھ کو اڑتا دیکھتی اپر کی جانب تک گئیں جبھی دروازہ کی آواز پر وہ چونکی۔ سامنے شاہ زیب کو کھڑا پایا۔

"اسلام علیکم شاہ زیب بھائی" یوجنا نے تیزی سے مڑ کر سلام کیا جبکہ علیزے بھی تیزی سے ہاتھ چلاتے اکتا کر چوڑیاں پہننے لگی۔ اس کو یہ سب پسند نہ تھا لیکن مہرون نساء کے اتنے اصرار پر وہ کچھ نہ کہہ سکی جبھی انہوں نے مہندی بھی اسے لگوائی اور چوڑیاں پہننے کی بھی تلیقین کی۔ ساتھ بھیٹی ماورہ جو سنجیدگی سے بازوں تک مہندی لگا رہی تھی۔ علیزے نے بڑی مشکل سے مسکراہٹ اور اپنی زبان روکی تھی ورنہ اس کا دل چاہا کہہ دے کہ "شادی تمہاری ہو رہی ہے؟" لیکن شاید اسے شوق تھا اور باقی سب کو بھی جبھی ساری خواتین نے بھر بھر کر مہندی لگوائی تھی اور اس نے بس دونوں ہتھیلی پر سادی ٹکیاں پر ہی زور دیا تھا۔

"وعلیکم اسلام۔" اس نے نرمی سے یوجنا کو جواب دیا اور بے گانی علیزے کو اپر سے نیچے تک دیکھا جو بڑا ہی برا بناتی چوڑیاں کلائی میں گھسا رہی تھی۔

"آپی؟"یوجنا نے شاہ زیب کو دیکھتے ہی ایڑھیوں کے بل سے اپر ہوتے اپنی گردن پیچھے گرائی اور دھیرے سے علیزے کو پکارا۔

"کیا ہے؟"علیزے شاہ زیب کی گہری نظریں اپنے اپر محسوس کررہی تھی جبھی مزید اکتا گئی۔

"یہ ہر وقت کالا رنگ ہی پہنتے ہیں آپ لوگ میچینگ کرتے نا یو نو کپل گولز اینڈ آل۔"یوجنا نے سرگوشی کرتے شاہ زیب کو دیکھتے ہوئے کہا۔علیزے نے بھی سر اٹھا کر شاہ زیب کو اپر سے نیچے تک دیکھا۔سیاہ رنگ کی گھیر والی شلوار پر سیاہ رنگ کی قمیض اور گرے شال میں وہ کافی اچھا لگ رہا تھا۔

"صحیح تو ہے۔"علیزے نے یوجنا کے کان میں سرگوشی کی۔اسے تو خیر اچھا ہی لگا تھا۔

"افو آپ سمجھ نہیں......"یوجنا کچھ کہتی شاہ زیب چلتا ان کی طرف آیا۔دونوں چونکندہ ہوئیں۔

"اوہ ہاں میں کیا کہنے آئی تھی مہک باجی اور دانیال بھائی آگ ئے ہیں آپ کا بے صبری سے انتظار ہو رہا ہے۔"یوجنا کو شاہ زیب کو دیکھتے ہی ڈر سا لگتا تھا جبھی وہاں سے فرار ہونے سے پہلے خبر دینا نہ بھولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Reading|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"وہ دونوں آگ ئے۔"علیزے کے چہرے پر چمک آئی تھی۔یوجنا نے مسکرا کر سر ہلایا اور جلدی سے فرار ہو گئی جبکہ پیچھے کمرے میں وہ دونوں اکیلے رہ گ ئے تھے۔

علیزے نے آخری چوڑی پہنی اور موبائل اٹھاتی جلدی سے باہر کی طرف جانے لگی جب شاہ زیب نے وہی کھڑے اس کو بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔وہ لڑ کھڑائی۔

"واٹ دا....."کچھ کہنے سے خود کو باز رکھا۔لڑکھنے سے چوڑیوں کی کھنک کمرے میں گونجی ساتھ کھلے بال جن کو بیچ کی مانگ نکال کر نیچے سے کرلز کر کے سیٹ کیا ہوا تھا بے ترتیب ہوئے۔

"ٹیکا کہاں ہے؟"شاہ زیب کے سنجیدہ سوال پر اس نے کافی حیرت سے اسے اپنے بہت قریب دیکھا جس کی نظریں اس کی خالی مانگ پر تھی۔

"میری مرضی۔"وہ تلخی سے کہتی واپس جانے لگی لیکن بازو پر گرفت مضبوط ہونے کے باعث وجود کو صرف حرکت میں ہی لا سکی۔

اس نے آنکھوں سے تنبیہہ کی۔وہ منہ بسور کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور دوسرے ہاتھ سے بال سیٹ کرنے لگی جب شاہ زیب نے سنگھار میز پر بکھرے سامان پر نظریں دوڑائیں اور کچھ ہی پل میں اسے کونے میں ڈبیا کے اندر سنہیری ٹیکا نظر آگیا۔

"یہ کیا کر رہے.....''شاہ زیب کا سنگھار میز کی طرف بڑھتا ہاتھ دیکھ وہ بولی لیکن اگلے ہی پل اسے ٹیکا اٹھاتے دیکھ جل بھن گئی۔

"پہنو اسے۔"رعب سے حکم دیا گیا۔

"نہیں پہنوں گی تم کیوں ہر وقت مجھ پر اپنا حق جماتے رہتے ہو سارے حقوق تمہیں مجھ پر ہی یاد آتے ہیں۔"وہ ناک چڑھا کر غصہ سے بولی۔شاہ زیب کی سنجدیگی ہنوز برقرار رہی۔

"میں نے ماورہ کی ثمن سے باتیں سنی تھی وہ بھی ٹیکا نہیں لگانے والی جاؤ جا کر اسے بولو بلکہ خود ہی محبت سے لگا آؤ۔"وہ کہہ کر واپس جانے لگی جب پھر شاہ زیب نے اسے کھینچا۔

"پہنو اسے۔"لیکن شاید سامنے والا ڈھیٹ تھا۔اس کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگی تھی۔

"تمہیں کیا مسلہ ہے میرا چہرہ میرے بال میں اس پر جو بھی پہنوں نہ پہنوں تمہیں کیا دلچسپی ہے؟"وہ چڑ کر بولی شاید وہ بھی اتنی ہی ڈھیٹ تھی۔

"کتنا بولتی ہو تم۔"اس نے علیزے کو جھٹکے سے آیئنے کے آگے کیا۔وہ حونک سی خود کو دیکھنے لگی اور اس کے پشت پر کھڑے شاہ زیب کو جو شیشے سے ہی اس کو دیکھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

شاہ زیب نے ٹیکا اٹھا کر اس کی مانگ پر رکھا اور اسے مخاطب ہوا۔

"کیا لگاتی ہو یہاں؟" اس نے حیرانی سے ہاتھ بڑھا کر پنوں کا ڈبہ اٹھایا پھر اس میں سے دو بال پن نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔ شاہ زیب نے بال پن اس کے ہاتھ سے لی اور ٹیکا ان دو سے لگا کر مطمعین ہوا۔

" صحیح نہیں لگایا تم نے گر جائے گا۔" وہ خفگی سے مڑی اور اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"تو تم صحیح کر لو۔"

"کیا ضرورت تھی؟"

"ضرورت تھی۔"

"کیا؟"

"کچھ نہیں۔"

"میرا دل چاہتا ہے تمہارا خون کر دوں۔" اور وہ سنجیدہ جو کھڑا تھا اس کی بات پر بے ساختہ قہقہہ لگایا۔ علیزے غصہ سے واپس مڑی اور صحیح سے ٹیکا لگانے لگی۔

"گھور کیوں رہے ہو اپنی پہلی بیوی کو گھورو جا کر۔" علیزے نے غصہ سے ٹیکا لگاتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اس کو بھی گھور لوں گا تم اتنی فکر نہ کرو۔" وہ سینے پر باندھے دھیرے سے مسکراتے ہوئے اس کو دیکھ کر بولا۔

"عجیب انسان ہو تم۔" ٹیکا اچھی طرح لگا کر وہ واپس اس کی طرف پلٹ کر بولی۔

"اور تم اس عجیب انسان کی بیوی۔" شاہ زیب اطمینان سے بولا۔

"زبردستی کا عزاب۔" علیزے نے دل میں سوچا لیکن بولی کچھ نہیں۔ شاہ زیب اسے پھر جانے کن نظروں سے جایزہ لینے لگا۔

"اچھی لگ رہی ہوں تو ماشاللہ کہہ دو نظر نہ لگا دینا ویسے ہی مجھے بڑی لگتی ہے۔" اس کی خود پر ملسلسل نظروں پر اس نے تنک کر کہا۔

"سیدھے سیدھے کہو نا تعریف چاہتی ہو مجھ سے۔" شاہ زیب نے دھیرے سے ہاتھ بڑھا کر اس رخسار کو اپنی دو انگلیوں سے چھوتے ہوئے کہا۔ وہ نامحسوس انداز سے پیچھے ہوئی جو شاہ زیب نے نوٹس کیا۔

"تمہیں اتنی خوش فہمیاں کیوں رہتی ہیں؟" آنکھیں گھماتے ہوئے پوچھا۔

"زے۔" اسے پہلے شاہ زیب کچھ کہتا دروازے پر دانیال کو دیکھ جہاں علیزے چونکی وہی شاہ زیب نے چہرہ موڑ دیکھا۔ نارنگی کرتے سفید پجامے میں دانیال کو کھڑا پایا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اومائے گاڈ دانی۔"علیزے شرارہ اٹھا کر بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی اور جھپٹ کر گلے لگ گئی۔ جہاں دانیال اسے واپس خوشی سے گلے لگا رہا تھا وہی شاہ زیب کے چہرے کے زاویے تبدیل ہوتا دیکھ رک گیا۔

"یار آئی مسڈ یو سو مچ۔"علیزے اسے مضبوطی سے گلے لگائی دبی دبی جوش سے چیخی۔ دانیال نے شاہ زیب کے ناگوار تاثرات دیکھتے علیزے کو خود سے پیچھے کیا۔ وہ حیران ہوتی پیچھے ہوئی۔

"کیا ہوا؟"اس نے مسکراتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔ دانیال نے آنکھوں سے پیچھے شاہ زیب کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے بھی پیچھے دیکھا اور چونکی۔ اس کی نظریں کافی تھیں علیزے کو ڈرانے کے لیے۔ وہ بے اختیار پیچھے ہوئی۔

"خیر کیسے ہو تم او گاڈ ہم تو ٹیوننگ کر رہے ہیں سیم اورنج اورنج۔"پھر سر جھٹک خوشی سے اپنی طرف اور اس کے کپڑوں کی طرف اشارہ کرتی بولی۔

"اسلام علیکم شاہ زیب بھائی کیسے ہیں آپ؟"دانیال ابھی علیزے کو نظر انداز کیے موقع کی نزاکت سمجھ شاہ زیب سے آگے بڑھ کر گلے ملتا ہوا بولا۔ اس نے صرف سر ہلایا البتہ سنجیدہ نظریں علیزے پر تھیں۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم کیسی ہو زے؟" اب وہ علیزے کی طرف مڑا جواب تکلف سے بس دانیال کی طرف مسکرا کر دیکھنے لگی۔

شاہ زیب کی کال آئی۔ وہ جیب سے موبائل نکالتا علیزے کو گھورتے باہر کی جانب چل دیا۔ علیزے دروازے تک دیکھتی سانس بحال کر کے جان چھڑانے والے انداز سے دانیال کی طرف آئی اور پھر سے گلے ملی۔

"دانی کیسے ہو یار۔" دانیال بھی مسکراتے ہوئے ملا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن شاہ زیب بھائی....." دانیال باہر کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"دفع کرو اسے اس نے تو جیسے قسم کھائی ہوئی ہے ہر وقت رعب جمانے کی ایسا لگتا ہے مجھے اس نے خرید ہی لیا ہے نہ میرا کوئی حق اپنے وجود پر رہا نہ ہی اپنی زندگی پر۔" وہ غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائی تلخی سے بولی۔ دانیال نے سانس بھری۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا زے تم بہت بہادر ہو اور مجھے یقین ہے ایک دن شاہ زیب بھائی تمہیں ضرور سمجھیں گے اور تمہارے آیڈل اسپوس ثابت ہوں گے۔" دانیال نے مسکرا کر کہا۔ علیزے بھی مسکرائی لیکن تمسخرانہ۔

"خیر مہک کہاں ہے یار بھائی کو بھی بلاؤ اتنی ساری باتیں کرنی ہیں۔" وہ جوش سے بولی۔

"مہک تیار ہو رہی ہے ابھی ابھی تو پہنچے ہیں ہم اور ابھی نیچے چل رسم شروع ہونے والی ہے۔" دانیال نے کہا۔ علیزے نے سر پر ہاتھ مارا۔

"میں تو بھول ہی گئی تھی۔" موبایل اٹھاتی وہ دانیال کے ساتھ ہنستی ہوئی باتیں کرتی وہ باہر چل دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

زینیا کو پھولوں سے سجے جھولے پر بٹھایا گیا تھا اور اس کے برابر بھیٹا سمیر اس پر سے نظریں نہیں ہٹا رہا تھا۔ وہ بالکل پری لگ رہی تھی۔ ہرے رنگ کی چنیا چولی میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی اپر سے گیندے سے بنے زیورات اسے مزید پیارہ بنا رہے تھے خیر پیارا تو سمیر بھی کم نہیں لگ رہا تھا۔ ہرے رنگ کے کرتے پجامے اور واسکٹ میں وہ بھی خوبرو لگ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟" زینیا روایتی دلھنوں کی طرح سر جھکا کر نروس بھیٹی اپنے اپر کئی لوگوں کی نظریں محسوس کر رہی تھی لیکن پاس بھیٹے شخص کی نظریں اسے مزید نروس کر رہی تھی۔

"دیکھا رہا ہوں کہ میں کتنا خوش نصیب ہوں۔" سمیر نے مسکراتے ہوئے اس کے کان کے پاس سرگوشی کی۔ شرماہٹ کے رنگ اس کے چہرے پر بکھر گ ئے۔

"کیوں؟" دھیرے سے پوچھا گیا۔

"اتنی خوبصورت شریکِ حیات میری زندگی کا حصہ بننے جا رہی ہے۔" وہ کھل کر مسکرا رہا تھا۔

"اس کا مطلب آپ حسن پرست ہیں۔" مسکراہٹ دبائے زینیا نے شرارت سے کہا۔

"غلط تم نے میری پوری بات سنی ہی نہیں۔" سمیر فوراً بولا۔

"سنا دیں۔" زینیا نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھتی ہوئی بولی۔

"اتنے خوبصورت دل کی شریکِ حیات۔" سمیر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ زینیا کی آنکھیں چمک اٹھی لیکن شرارت برقرار رہی۔

"مطلب میں صورت سے خوبصورت نہیں ہوں؟" سمیر گڑبڑا گیا۔

"لڑکی تمہارے سامنے آینہ رکھوں جب تمہیں یقین آئے گا؟ "

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کیا؟"

"یہی کہ تم اس وقت کتنی حسین لگ رہی ہو۔" سمیر نے اس کی نظروں سے نظریں ملائے کہا۔

"اوہ تو یعنی میں صورت سے ہی اچھی ہوں صرف۔" زینیا نے مصنوعی ناراضگی دکھا کر اسے پھر تنگ کیا۔ سمیر نے اسے خفگی سے گھورا۔

"تم لڑکیوں کا سمجھ نہیں آتا۔" وہ سانس بھرتا ہوا بولا۔

"اوہ تو جناب ابھی سے تنگ آگئے۔" زینیا نے نچلا ہونٹ دبائے کہا اور واپس سر جھکا لیا۔

اسے پہلے سمیر کوئی جواب دیتا لان میں بنے سٹیج پر سِلا چڑھ کر آگئی۔

"آپ میری دوست کو پریشان کیوں کر رہے تھے؟" سِلا نے زینیا کے ساتھ بیٹھتے ہوئے سمیر سے پوچھا۔ اس نے پہلے سِلا کو گھورا اور پھر ہنسی ضبط کرتی زینیا کو۔

"میں تنگ کر رہا تھا؟" خود کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں تو سب دیکھ رہے ہیں۔" سِلا نے زینیا کے سر پر دوپٹا صحیح کرتے ہوئے کہا۔ سمیر نے ایک نظر وسیع لان کی گہما گہمی میں ڈالی جہاں مہندی کا انتظام ہوا تھا۔ یہاں ساری

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

خواتین اور گھر کے ہی مردوں کو آنے کی اجازت تھی جبکہ حویلی کے پچھلے حصہ میں مردوں کا علیحدہ کا انتظام تھا جہاں کسی خواتین کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔

"میں نہیں یہ تمہاری دوست تنگ کر رہی تھی کتنی ہی تعریف کروں میں مطمعین ہی نہیں ہو رہی تھی۔" زینیا کو اس بیچارے پر ترس آیا تو "سوری" کہہ دیا۔

"اوہ تو یہاں تریفیں ہو رہی تھیں۔" ثمن اپنا غرارہ اٹھائے آئی اور چھیڑنے والے انداز سے کہا۔ زینیا کا سر مزید جھک گیا جبکہ سمیر ثمن کے ہیر سٹائل کا مزاق بنائے اسے چڑا رہا تھا اور وہ چڑ رہی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاللہ زینیا میں بہت خوش ہوں۔" سِلا نے اسے اپنے سے لگاتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرا دی۔

"تم بھی لیکن تم مجھے خوش نہیں لگ رہی۔" زینیا نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے کہا جو خالی خالی سا تھا۔ وہ رونق نہیں تھی جو ہوا کرتی تھی۔

وہ جلدی سے مسکرائی۔ "نہیں میں خوش ہوں۔" نظریں چراتے ساتھ۔

"اچھا لیکن یہ مسکراہٹ اتنی پھیکی کیوں ہے؟" وہ سنجیدگی سے بولی۔ سِلا جو اپنے سر پر مہرون دوپٹا جما رہی تھی چونکی۔

"یہ تم کیا لے کر بھیٹ گئی وہ دیکھو لالا کو۔" اس نے اس کا دھیان پاس بھیٹے سمیر کی طرف دلایا جواب ثمن کو تنگ کرنے کے بعد ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"سِلا عدیب کہاں ہے؟" سمیر نے پوچھا۔ سِلا کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔

"لالا وہ مردوں کی طرف ہوں گے۔" اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو میں بھی وہی جاتا ہوں امی جان رسم شروع ہوں تو بلوا لیے گا۔" وہ پاس آتی سلماں بخت کہتا ہوا اٹھا اور زینیا پر ایک پیار بھری نظر ڈال سٹیج سے اتر گیا۔

"میری بیٹی ماشاللہ اتنی پیاری لگ رہی ہے۔" سلماں بخت اس کی بلائیں لیتی ہوئی بولیں۔ زینیا کی ماں اور دیگر مہمان بھی زینیا سے ملنے آرہے تھے۔ سِلا سنجیدگی سے اٹھی اور سٹیج سے اتر گئی، اسے اپنی پیاری دوست کے اتنے اہم دن پر بھی گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔

ایک طرف کسی کا گھر بس رہا تھا تو دوسری طرف اس کا گھر اجڑ چکا تھا۔

ایک آنسو آنکھ کے کنارے سے نکلا جس کو اس نے سرعت سے پوچھ لیا۔ وہ اپنوں کی خوشیوں میں بھنگ نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ اس نے دل سے دور بھیٹی زینیا کے کھلتے ہوئے گلاب کے چہرے کو دیکھتے اس کے اور سمیر کی آنے والی زندگی کے لیے خوشی دعا مانگی تھی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

☆☆☆☆☆☆☆

"رایمہ میری بات سنو پلیز۔" رایمہ کو اکیلے کھڑا پانی پیتا دیکھ آخر کار اسے موقع مل گیا تھا اسے بات کرنے کا۔ ورنہ رایمہ اسے کوئی موقع نہیں دے رہی تھی۔

"رایمہ پلیز۔" رایمہ اسے سرے سے نظر انداز کر جانے لگی تب بے ساختہ دانیال نے اس کی کلائی پکڑ لی جس پر وہ بھنا کر سیدھی ہوئی اور تیزی سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

"ہاؤ ڈیر یو میں تمہاری عریبہ نہیں ہوں دانیال تم اس طرح مجھ سے پیش نہیں آسکتے۔" ناچاہ کر بھی اسے دانیال سے بات کرنی پڑی۔ اس نے حرکت ہی کچھ ایسی کر دی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا میری عریبہ یار قسم سے میرا ایسا کوئی تعلق نہیں ہے اسے بلکہ مجھے وہ زہر لگتی ہے۔" دانیال چڑ کر اس کے سجے سنورے خوبصورت روپ کو دیکھتا ہوا بولا۔

"دانیال بس بہت ہو گیا میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے مت دو اتنی اذیت میں نے بہت مشکل سے خود کو سمنبھالا ہے میں بھولنا چاہتی ہوں تمہیں میرے لیے

آسانی پیدا کرو نہ کہ مزید مشکلات۔" رایمہ نے تھک کر اس کے آگے ہاتھ جوڑ لیے تھے۔موتی کی طرح آنسوں آنکھوں سے گرے۔

"بھول سکتی ہو مجھے ؟" دانیال نے آگے بڑھ کر اس کے آنسوں کے قطرے رخسار سے صاف کرتے دھیرے سے کہا۔اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

"دانیال کیوں میرے لیے مشکل پیدا کر رہے ہو؟" دانیال کے اتنے قریب ہوتے وہ خود کو بے بس محسوس کرنے لگی تھی شاید پیار ہی ایسا احساس ہے جو نا چاہتے ہوئے بھی آپ کو خود کو سمیٹنے نہیں دیتا۔

"میں کبھی تمہارے لیے مشکلات پیدا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا رایمہ میں سچ کہہ رہا ہوں میرا یقین کرو تم صرف ایک بار.... ایک بار مجھے سنو میں تمہاری ساری غلط فہمیاں ختم کر دوں گا لیکن پلیز کچھ بولو بتاؤ مجھے تم فون پر کیا کہنے جا رہی تھی کیا تم مجھے ایک موقع"......

"دانیال سٹاپ اٹ۔" رایمہ ایک جھٹکے سے اسے پیچھے ہوئی۔

"تم جھوٹے مکار ہو تم میرے جزباتوں کے ساتھ کھیلنا جانتے ہو تمہارے نزدیق محبت صرف وقت گزاری ہے تمہیں جب جب میں نے موقع دینے کا سوچا بھی ہے جب جب اس دل نے مجبور کیا ہے تب تب تم نے مجھے خود سے نفرت کرنے پر آمادہ کیا ہے

تم ایک فریبی انسان ہو۔" وہ روتے ہوئے جو کہہ رہی تھی وہ دانیال کو تیر کی طرح لگ رہا تھا۔

"آیندہ میرے راستے میں آنے کی کوشش مت کرنا۔" انگلی اٹھا کر تنبیہہ کرتی وہ سامنے سے آتی عمارہ کع دیکھ جلدی سے آنسوں پوچھنے لگی۔

"ارے آپ لوگ یہاں ہے آئے نارسم شروع ہونے والی ہے۔" عمارہ نے مسکرا کر دوپٹا سنبھالتے ہوئے کہا۔ رایمہ نے سر اثبات میں ہلا یا اور بنا دانیال پر نظر ڈالے عمارہ کے ساتھ بڑھ گئی جبکہ دانیال جیسا کھڑا تھا ویسی کھڑا رہا تھا۔

"تم جھوٹے مکار ہو تم میرے جزباتوں کے ساتھ کھیلنا جانتے ہو تمہارے نزدیق محبت ایک وقت گزاری ہے۔" اس نے آنکھوں میں آنے والے آنسوں کو آنکھیں میچتے ہوئے روکا۔

"آہ.... رایمہ تمہیں میری پاک محبت وقت گزاری لگتی ہے۔" دل میں درد سا اٹھا۔

"تم ایک فریبی انسان ہو۔" اس کے الفاظ کانوں میں باز گشت کرنے لگے تھے۔

آخر کیوں دوسرے کے دل کو اپنا گھر بنا کر رہنے والے ہی اسی گھر کی در و دیواروں کو نقصان پہنچاتے ہیں؟

کیا نہیں جانتے وہ مٹی کے بنے گھر تو ریت کے ہوتے ہیں ایک سمندر کی لہر سے ڈھیر ہو جاتے ہیں فرق بس اتنا ہوتا ہے کہ وہ وہ گھر مٹی کے ہوتے ہیں تو یہ گھر دل کے جہاں الفاظوں کی لہر سے ڈھیر ہو جاتے ہیں۔

کبھی کبھی الفاظ بے معنی ہوتے ہیں تو کبھی کبھی الفاظ ہی سب کچھ ہوتے ہیں۔ سارا کھیل وقت کا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"چہ چہ بھائی چہ چہ سنو۔" وہ اپنا شرارہ اٹھاتی مردوں کے جھرمٹ میں دور کھڑے فرقان بخت کے ساتھ باتیں کرتے عدیب کو دھیرے سے چھپ کر پکارنے لگی لیکن دور ہونے کے باعث علیزے کی جانب وہ متوجہ ہونے میں ناکام تھا۔

"یار اس کا فون بھی بند ہے۔" وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کی سکرین پر نظریں جمائے اکتا کر بولی اور ایک بار پھر آواز لگانے لگی۔

"بھائی بھائی؟" آواز تھوڑی اونچی کی تو پاس کھڑے دو تین شخص اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور مردوں کی طرف اس اکیلی حسین حویلی کی لڑکی کو دلچسپی سے اپر سے نیچے

تک دیکھنے لگے جبکہ وہ ان کی بے باک نظروں سے بے نیاز عدیب کی توجہ اپنی جانب کھینچ رہی تھی جو مکمل طور پر فرقان بخت اور دلاور بخت کی طرف متوجہ تھا۔

"بھائی یار سن بھی لو......."اسے پہلے وہ تھک کر چیختی کسی نے اسے بازوں سے پکڑ کر تقریباً گھسیٹ کر ایک طرف کیا تو وہ لڑکھڑا گئی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"شاہ زیب کو غصہ سے دیکھتی وہ دبی دبی چیخی۔وہ دونوں پلر کے پیچھے اندھیرے کی طرف آگ ۓ تھے۔

"کیا کر رہی ہو یہاں؟"شاہ زیب کی آواز غصیلی تھی تو چہرے پر سختی۔

"سبزی بیچ رہی ہوں۔"علیزے نے گھوری سے نوازتے۔ہوئے اسے طنز کیا۔

"تمہیں معلوم ہے نا حویلی کے کچھ اصول ہیں خواتین کو آنے اجازت نہیں ہے اس طرح منہ اٹھائے".......

"اف پتا ہے چھوڑو بھائی کو بلانا ہے۔"وہ بے زاری سے بولتی اپنا بازو چھڑانے لگی۔

"علیزے۔"شاہ زیب نے دانت پیستے اس کا ڈھیٹ پنا دیکھا۔وہ جو دور سمیر اور انور بخت کے ساتھ کھڑا تھا علیزے کو یوں چھپے آوازے لگاتے دیکھ چکا تھا اور کچھ مردوں کو بھی دیکھ چکا تھا جو بے باکی سے مسکراتے علیزے کا جایزہ لے رہے تھے۔

"کیا ہے؟"علیزے نے بھنویں جوڑ اسے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"دوپٹا کہاں ہے تمہارا؟"اس کے پوچھنے پر علیزے بے زاری سے جھک کر پھر کھڑی ہوئی۔

"اف اف تمہاری سوئی یہاں ہی اٹکتی ہے دکھ نہیں رہا یہ دیکھو۔"اس نے بازوؤں سے لیے دوپٹے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

"یہ تمہارا شہر نہیں ہے جہاں نام کا دوپٹا لیے پھرو اس کو ادھر دکھاؤ۔"اس کے بازوں سے دوپٹا نکالا اس کے سینے پر اڑھایا جو بالوں سے ڈھکا تھا۔"ایسے پہنتے ہیں۔"ساتھ طنز بھی کیا۔

علیزے نے بال سیدھے کیے اور دوپٹا ٹھیک سے گلے میں پہن کر اسے گھورا۔

"اب جاؤں میں؟"کچا چبانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے اس نے پوچھا۔شاہ زیب نے ایک طرف ہو کر اسے جگہ دی۔

"اڈیٹ جاہل گوار۔"وہ بڑبڑاتی ہوئی جانے لگی جب واپس شہازیب نے کلائی سے اس کو اپنی طرف کھینچا۔وہ اس کی پشت اس کے سینے سے جا لگی۔

"کیا کہا؟"اس کے کلائی کو پیچھے کی طرف ہلکے سے موڑتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔علیزے گڑبڑائی۔

"کک.... کچھ نہیں۔"اس کے چہرے پر پسینہ آنے لگا اس شخص کا کوئی بھروسہ نہیں تھا ہاتھ کی ہڈی ہی نہ توڑ دے۔

"میں....."ماورہ کو سامنے کھڑا دیکھ اس نے دھیرے سے علیزے کی کلائی چھوڑ دی۔وہ جھٹکے سے اسے الگ ہوئی۔اس نے بھی ماورہ کو دیکھ لیا تھا۔ماورہ کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس نے کتنے جلتے ہوئے یہ منظر دیکھا تھا جس میں علیزے شاہ زیب سے لگی کچھ بول رہی تھی جبکہ شہازیب کا چہرہ اس کے گردن کے بالکل قریب تھا اور کانوں کے پاس اپنے ہونٹ رکھے وہ سرگوشی کر رہا تھا۔ان دونوں کو اتنے قریب دیکھتے اس نے غصہ سے مٹھیاں بھینچ لیں تھیں۔

"زے بلا رہی تھی؟"وہ دونوں ماورہ کو ہی دیکھ رہے تھے جب عدیب نے ماورہ کے پیچھے سے آکر پوچھا۔وہ جلدی سے عدیب کے پاس بھاگی۔

"ہاں کدھر تھے موبائل کیوں آف ہے؟"

"بیٹری لو ہوگئی ہے یار چارجر ملے گا میرے بیگ میں ہے اب کون نکالے۔"عدیب نے کہا۔اس نے ایک نظر شاہ زیب کو دیکھا جو سنجیدگی سے دونوں بہن بھائی کو دیکھ رہا تھا پھر ماورہ کی پشت دیکھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں آؤ کمرے میں چلو وہی ہے میرا لے لو۔" وہ عدیب کا بازو پکڑے جلدی سے اسے وہاں سے ایسے لے کر گئی جیسے کچھ ضروری بات بتانی ہو۔ عدیب بھی اس کے ساتھ چلتا گیا جب شاہ زیب ماورہ کی طرف متوجہ ہوا جو علیزے کو سرخ آنکھوں سے جاتے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟" وہ ماورہ کے پاس آیا۔

"وہ یہاں کیا کر رہی تھی؟" اچانک ماورہ نے لہجہ نرم رکھ شاہ زیب سے پوچھا۔

"عدیب کو بلانے آئی تھی منع بھی کیا ہے ایسی منہ اٹھا کر نہ پھرا کرو۔" اس کی آواز میں خفگی تھی۔ماورہ کو یہ موقع اچھا لگا جبھی تیزی سے بولی۔

"اس کو ذرا بھی خیال نہیں ہے اس طرح بغیر دوپٹے کے حویلی میں پھر رہی ہے ویسے سارے مہمان اس کو دیکھ اتنی باتیں بنا رہے ہیں اپر سے اب اس طرف بھی آ گئی اس کو سمجھائے نا اب ویسی آزادی سے گھومنا چھوڑ دے استغفار۔" ماورہ نے جلتی میں گھی ڈالنے کا کام کیا۔ شاہ زیب کے تاثرات مزید تنے لیکن کچھ بولا نہیں۔

"تمہیں کیا کام تھا؟" اس نے ماورہ نے پوچھا۔ وہ چونکی۔

"وہ رسم کے لیے..... ہمیں ساتھ کرنی نا۔" اس نے اپنے ہاتھوں میں پہنے کنگن سے کھیلتے ہوئے کہا۔ شاہ زیب نے سر ہلا کر اسے ایک نظر دیکھا۔ نیلے شلوار قمیض جس ہر

سنہیرا کام ہوا تھا۔ سر پر نیٹ کا دو گز کا دوپٹا اچھا طرح جمائی۔ سونے کے زیورات میں لت پت وہ حویلی کی بہو یعنی شاہ زیب کی پہلی بیوی بن کر دکھا رہی تھی اور سارے انتظامات اور مہمانوں کا دھیان بھی ویسی رکھ رہی تھی جبکہ علیزے تو سب سے بے نیاز مہک دانیال اور اپنی بہنوں میں مصروف تھی۔ اسے کوئی فکر نہ تھی لیکن ماورہ جانتی تھی کہ وہ شاہ زیب کی بیوی ماورہ شاہ زیب بخت کا درجہ رکھتی ہے جبھی سارے لوگ ماورہ کے گن گا رہے تھے اور علیزے کو خاصی عجیب نظروں سے دیکھ "لا ابالی اور بگڑی بچی" ٹھہرا رہے تھے جو ہر فکروں سے آزاد تھی اسے بھی کہ وہ اس حویلی کی بیٹی اور بہو ہے اس کی کتنی زمے داریاں ہیں۔ اس سب کا فایدہ ماورہ کو خوب ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

بڑوں کے گرد رسمِ حنا ہوئی تھی۔ شاہ زیب کے ساتھ ماورہ نے رسم کی تھی، علیزے کا کچھ پتا ہی نہیں تھا اور اس کی یہی بے نیازی انیلا بخت کو بے حد بری لگی رہی تھی کیونکہ مہمان بھی باتیں بنا رہے تھے۔ ماورہ تو پھولے نہیں سما رہی تھی۔ اس کو شاہ زیب کی بیوی کا درجہ مل رہا تھا اور علیزے تو منظر سے ہی غایب تھی۔ حویلی کے اندر وہ چاروں گرد بنائے بھیٹے قہقہہ لگا رہے تھے اصل میں کچھ یوں ہو رہا تھا کہ مہک کا بن رہا تھا

مزاق اور اس کی ٹانگ کھینچنے میں عدیب، علیزے اور دانیال کا بھرپور ساتھ دے رہے تھے۔

"زے زے سن۔" دانیال نے اچانک علیزے کو مخاطب کیا۔ وہ جلدی سے دانیال کی طرف متوجہ ہوئی۔ آج کتنے دن بعد وہ چاروں ساتھ بیٹھے گپے مار رہے تھے جس کے باعث علیزے تو بھول ہی گئی تھی کہ وہ اس حویلی کی بیٹی اور بہو ہے جبکہ تھوڑا بہت عدیب کو یاد تھا جبھی وہ سر سری طور پر سِلا کے ساتھ زینیا سمیر کی رسم کرنے کچھ دیر باہر گیا تھا لیکن پھر واپس آکر مستی مزاق میں شامل ہو گیا تھا۔

"مہک کی رخصتی پر گانا پتا کونسا چلائیں گے؟" دانیال جوش سے اٹھ کر بھیٹا۔ عدیب مہک کی پھولی ہوئی شکل دلچسپی سے دیکھ دانیال کی طرف اس کو مزید چڑانے کے لیے متوجہ ہوا۔

"نہیں نہیں وہ میں نے سوچا ہوا ہے نا مہک جو ہماری پلیننگ میں ہے وہ والا......." علیزے بھی جوش سے کہتی کہ دانیال نے روک دیا۔

"ارے نہیں میرا گانا زیادہ اچھا ہے سنو تو۔" علیزے جو خوش ہو کر مہک کی رخصتی پر سیٹ کیا ہوا گانا مہک کے ساتھ بتانے لگی تھی دانیال کے روکنے پر رک گئی۔

"گاڑی والا آیا گھر سے کچرا نکال...... آئے ہائے گاڑی والا آیا...... گاڑی والا آیا گھر سے کچرا نکال۔" وہ اتنے سر میں گا رہا تھا کہ بے اختیار علیزے اور عدیب کا قہقہہ فضا میں گونجا جبکہ مہک غصہ سے سرخ پڑ گئی۔

"دانی۔" وہ چیخی۔

"زبردست ڈن کر و یہ۔" عدیب نے ہنس کر ہاتھ اٹھا کر کہا جب علیزے بھی دانیال کے ساتھ اونچی آواز میں مزے لیتے گانے لگی جب ملازمہ نے آکر اطلاع دی کہ باہر کھانا کھانے آجائیں لیکن علیزے عدیب نے انکار کر دیا اور یہی بھیٹ دانیال مہک کے ساتھ کھانا کھاتے مہک کا خوب مزاق اڑایا۔ یوجنا نے بھی جواین کر لیا اور پانچوں قہقہہ لگاتے رہے۔ اتنے دن بعد علیزے اتنا خوشگوار محسوس کر رہی تھی جس کا وہ بیان نہیں کر سکتی تھی۔

ایسی وقت گزرا اور مہندی کی تقریب اختتام پزیر ہوئی۔ دور کے دیگر رشتے دار دوست احباب چلے گ ئے جبکہ قریب کے مہمان حویلی میں ہی رکے ہوئے تھے۔ رات کے گیارہ بجے کے قریب سب بڑے تو اپنے اپنے کمروں میں چلے گ ئے لیکن چھوٹوں نے محفل جمائے رکھی اور زینیا سمیر کو تنگ کرنے لگے۔

وہ سارے گھیرہ بنائے باہر وسیع کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ پیچھے سارہ انتظام ملازم نکال رہے تھے اور صفائی کر رہے تھے۔ شاہ زیب ہاتھ میں پکڑی چائے لیے سب کے دوران آگیا جہاں سب کے قہقہے گونج رہے تھے۔ شاہ زیب کو آتے دیکھ علیزے جو مہک کے ہاتھ پر ہنستے ہوئے تالی مار رہی تھی سنجیدہ ہو گئی۔

"سِلا کہاں ہے؟" شاہ زیب نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پاس کھڑی ماورہ سے پوچھا۔

"وہ طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو سونے چلی گئیں۔" ماورہ نے بتایا۔ شاہ زیب نے دیکھا عدیب بھی نہیں تھا پھر سر اثبات میں ہلا کر ٹونی کی طرف متوجہ ہو گیا جو یکدم کھڑا ہو گیا تھا۔

"آہم آہم۔" ٹونی نے گلا کھنکھار کر سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"تو جی میں نے لیلیٰ جی کو تحفہ دینا ہے۔" وہ شرماتے ہوئے بولا۔ لیلیٰ جو اپنی کسی کزن سے سے کولڈ ڈرنک کے سپ لیتے باتیں کر رہی تھی اس کا ہلک تک کڑوہ ہو گیا۔ سب نے مسکراہٹ دبائی۔ مہک دانیال نے علیزے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو اس نے کندھے اچکا دیے۔

"جی تحفہ میں شاعری ہے۔" ایک کزن کے پوچھنے پر ٹونی نے بالوں کو ماتھے سے چپکا کر کہا جس پر لیلیٰ کی آنکھیں پھٹ گئی تھی۔

"ارے واہ۔" زینیا نے ہاتھ اٹھا کر دھیرے سے واہ کہا تو پاس کرسی پر بھیٹا سمیر اس کی طرف جھکا۔

"آپ کو شاعری پسند ہے؟" اس نے دھیرے سے سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا۔ زینیا نے شرما کر سر ہلایا۔

"ارے واہ اب تو فکر ہی نہیں شادی کے بعد ہر صبح آپ کی شاعری سنتے ہوگی۔" وہ دل پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

" ہلکے پڑ جاؤ ابھی نکاح نہیں ہوا۔" سمیر کے کسی کزن نے اسے گردن سے دبوچ کر پیچھے کیا۔ جہاں اس نے غصہ سے اسے دیکھا وہی زینیا نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

"تو جی سناؤں پھر میں لیلیٰ جی۔" ٹونی نے سر جھکا کر اجازت لینی چاہی۔

"ارے ارشاد ارشاد۔" لیلیٰ تو کچھ بولی نہیں البتہ سب ہی ایک ساتھ شور مچانے لگے۔ شاہ زیب بھی ٹانگ پر ٹانگ جمائے مسکراتے ہوئے چائے کی چسکیاں لیتا ٹونی کی طرف متوجہ ہو گیا جبکہ پیچھے ماورہ اس کی کرسی پکڑے دلچسپی سے کھڑے ٹونی کو دیکھنے لگی اور شاید کسی کو کچھ جتا بھی رہی تھی لیکن جس کو جتانا چاہ رہی تھی وہ لاپروہ اپنی ہی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

دھن میں دانیال اور مہک کے بیچ بھیٹی ان دونوں کے ساتھ لایو منظر کا لطف اٹھا رہی تھی۔ آج اس کا موڈ بے حد خوشگوار تھا۔

"ہاؤ رومینٹک۔" ثمن نے گال پر ہاتھ رکھ ٹونی کو شاعری سنانے کی تیاری کرتے دیکھا۔ عمارہ نے اسے گھورا جس پر وہ گڑ بڑا گئی۔

"امی جان کو بتاؤں گی پڑھائی پر دھیان نہیں لگ رہا یہ جب سے تم رومانوی ناول پڑھنے لگی ہو نا دماغ خراب ہو چکا ہے تمہارا۔" عمارہ نے اچھی خاصی وہی بھیٹے بھیٹے اس کی کلاس لے لی جس پر وہ ہڑ بڑا کر جلدی سے بولی۔

"آپی آپ کو کیا پتا کتنا پاک جزبہ ہوتا ہے محبت اف کبھی کی ہوتی یا کسی نے آپ نے کی ہوتی تو پتا ہوتا ہیر وہیر وین کے جزبے۔" وہ منہ بنائے بولی۔ عمارہ چونک گئی۔ کچھ یاد آیا۔ اس کی دل کی دھڑکن تیز ہوئی پھر سر جھٹک ثمن کو گھورا۔

"میں بند کرواتی ہوں تمہارا یہ ناول پڑھنا بگڑ رہی ہو تم۔" اس نے دھمکی دی۔

"اچھا اچھا سوری وہ دیکھے ٹونی لالا شاعری سنا رہے ہیں۔" اس نے گبھرا کر جلدی سے اس کا دھیان ٹونی کی شاعری پر لگایا جہاں سب کی توجہ تھی۔ وہ بھول بھال کر مسکراتے ہوئے لیلیٰ کا چہرہ اور ٹونی کی شاعری سننے لگی جبکہ ثمن نے دانت تلے زبان دبا کر جھر جھری لی۔

"ہاں تو غور فرمایے۔"ٹونی فارم میں آیا اور نظریں لیلیٰ پر جمائیں جو خطرناک حد تک اسے گھور رہی تھی۔

"لوَ ہو گیا مجھے آپ سے۔" ابھی اس نے شاعری کا پہلا جملہ ہی پڑھا تھا کہ سمیر کی واہ واہ نے سب کو چونکا دیا ساتھ بھیٹی زینیا نے بھی اس کا جوش اور جلد بازی حیرت سے دیکھی۔

"سمیر اپنی خوشی قابو میں رکھو۔" شاہ زیب کی آواز پر جہاں سمیر کھسیایا وہی زینیا شرمندہ سی سر جھکا گئی تھی۔

"ہائے کتنی خوشی ہے سمیر بھائی کو۔" مہک نے کولڈ ڈرنک پیتے سمیر کی طرف اشارہ کرتے علیزے سے کہا۔ وہ بھی اسے دیکھنے لگی جو شاہ زیب کی بات پر شرمندگی سے ہنس رہا تھا جبکہ اس کے کزن اس کا ریکوڈ بنا رہے تھے۔

"اگر دانی تم ہوتے نا اس کی جگہ تو تم کرسی ہی توڑ دیتے جوش سے۔" علیزے نے رایمہ کو گھر کے کپڑے پہن آتے دیکھ جان بوجھ کر شرارت سے کہا۔ دانیال رایمہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور دونوں ہی سنجیدہ ہوگ ئے۔ رایمہ ثمن کے برابر آکر بھیٹ گئی تھی۔ علیزے نے تھوڑا الجھ کر دونوں کے تاثرات دیکھے اس پہلے وہ دانیال سے کچھ پوچھتی ٹونی کی آواز پر رک گئی۔

"لوَ ہو گیا مجھے آپ سے،

جب نہ پتا تھا کسی کو مینگ آف لوَ،

آئی وانٹ ٹو میری یو،

لائک نوبڈی ڈز۔" سب کی واہ واہ کی آواز گونجی۔ لیلیٰ سے مزید نہ رکا گیا جبھی اس نے ہاتھ اٹھا کر غصہ سے کہا۔

"بس۔" سب نے مسکراہٹ دبائے لیلیٰ کو دیکھا۔

"مائے ڈریمس از ود یو بے یونڈ،

لائک یو کین سے بس۔" ٹونی ڈھیٹ بنا رہا اور موقع پر چوکہ مارنے کی وجہ سے ایک بار پھر سب کا شور گونجا۔

"آپ نے مریض بنا دیا،

آپ نے ہمیں رلا دیا،

یوں نہ کرو ستم اب،

بس بہت ہوا،

بھنڈی گاجر مولی سے زیادہ مجھے آپ سے پیار ہوا۔"اس نے مزید پڑھا۔سب کا قہقہہ گونجا۔مہک تو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی جبکہ علیزے شاہ زیب کی موجودگی کے باعث ہنسنے پر کنجوسی کرتی ہلکے سے ہنس رہی تھی۔

"جیسے دودھ والا کرتا ہے دودھ میں پانی کی ملاوٹ،

ویسے میں کرتا ہوں آپ کی ناراضگی میں اپنی محبت کی ملاوٹ۔"لیلیٰ کی خفگی بھرے چہرے کو دیکھ وہ اپنے بال چپکاتے ہوئے بولا۔سب کا شور پھر گونجا۔لیلیٰ نے آنکھیں پھیر لیں۔اس کا دل چاہ رہا تھا ٹونی کا سر پھاڑ دے۔

"یوں نہ نظریں پھیر کر دل چیرو،

میں بتا رہا ہوں میں ہوں آپ کے دل کا ہیرو۔"ٹونی نے پھر موقع پر چوکہ مارا۔

"ارے بھئی محفل لوٹ لی۔"ایک کزن نے اونچی آواز میں کہا۔سب نے ساتھ دیا۔

"یوں نہ نظریں پھیر کر دل چیرو،

میں بتا رہا ہوں میں ہوں آپ کے دل کا ہیرو۔"اس نے پھر جملہ دہرایا۔

"ہنہہ دل کا ہیرو۔"لیلیٰ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کو گنجا کر دے۔

"بیوی جب بنیں گی آپ میری آپ بنائے گی میرے لیے الائچی والی چائے،

جب صبح ہمارے بچے اسکول نہ جانے کی ضد کریں گے تب کروں گا میں ان کی پٹائی۔"

ایک بار پھر سب کا قہقہہ گونجا۔

"یہ کیا ہے؟" مہک نے ہنستے ہوئے علیزے سے پوچھا۔اس نے حیرانی سے کندھے اچکا دیے۔دانیال بھی ہنستے ہوئے اس کی مووی بنا رہا تھا۔

"میرے پوتے پوتیوں کی دادی بن جایے پلیز،

مجھے جلدی سے اپنا لیجیے میں ہوں آپ کا ٹونی جی۔"اس نے یہیں اپنی شاعری ختم کی اور سب کی تالیوں کے ساتھ سیٹیاں بھی گونجی۔علیزے نے بھی تالیاں بجائی۔

"ٹو گڈ یار۔" دانیال نے ویڈیو بند کرتے داد دی۔

"تھینک یو جی۔" ٹونی سب کی تعریفیں وصول کرتے شرما رہا تھا۔

"لیلیٰ تم کتنی لکی ہو۔" ایک کزن نے لیلیٰ سے کہا۔اس نے غصہ سے اسے گھورا۔

"اتنی بکواس شاعری میں نے اپنی زندگی میں نہیں سنی۔" لیلیٰ نے تپ کر کہا۔ٹونی کا چہرہ اتر گیا۔

"لیلیٰ جی آپ کو پسند نہیں آیا تحفہ؟" اس نے افسردگی سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews www.zubinovelszone.com

"ہنہہ اتنا فضول میرا دل چاہ رہا تھا کان بند کر لوں اپنے۔" لیلیٰ کی بات پر وہ سنجیدہ ہو گیا اور خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔ یکدم پورے ماحول میں سنگینی پھیل گئ۔ سب خاموش ہو کر لیلیٰ کو افسوس بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

"لیلیٰ بری بات بیچارے نے اتنے پیار سے لکھی تھی۔" سمیر نے اسے کہا۔ زینیا نے بھی سر اثبات میں ہلا کر اس کا ساتھ دیا۔

"میں نے کہا تھا؟" وہ بے نیازی سے بولی۔ سب اسے سمجھانے لگے۔

"لیلیٰ واقعی میں غلط بات ہے دل توڑ دیا تم نے اس کا۔" شاہ زیب کی سنجیدہ آواز پر وہ چونک گئ۔

"لالا آپ بھی؟" اس نے حیرانی سے شاہ زیب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیلیٰ بری بات تو ہے بیچارا کونسا شاعر ہے جیسی بھی لکھی تمہارے لیے لکھی تھی۔" ماورہ بھی جلدی سے بولی۔ اس نے منہ بنا کر سر جھکا لیا۔

"ہاں لیلیٰ یو شلڈ سے سوری۔" مہک نے کہا۔ سب نے تاید کی البتہ علیزے دانیال کے ساتھ ویڈیو دیکھنے میں مصروف ہو گئ تھی جبکہ سب لیلیٰ کو شرمندہ کر رہے تھے۔ شاہ زیب کال آنے پر اٹھ کر گیا تو ماورہ اس کی جگہ پر بھیٹ علیزے کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھنے لگی جو دانیال کے کندھے پر ہاتھ رکھ مسکراتے ہوئے اس کے موبایل میں کچھ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

دیکھ رہی تھی۔ علیزے کی کو محسوس ہوا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے تو نظریں اٹھائیں۔ ماورہ کو خود کو دیکھتے اس نے بھنویں اچکا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو وہ منہ پھیر گئی۔

"پاگل۔" علیزے نے لاپرواہی سے کندھے اچکا لیے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"بچے آپ سوئی نہیں؟" شاہ زیب جو سِلا کے کمرے سے گزر رہا تھا۔ کمرے کی بتی جلی دیکھ کمرے کی طرف آگیا جہاں وہ سنگھار میز کے سامنے بھیٹی کھوئی ہوئی سنجیدہ کانوں سے جھمکے اتار کر پھینک رہی تھی۔ شاہ زیب کی آواز پر چونک کر اٹھی۔

"لالا آپ آئیں نا۔" وہ دوپٹا سر پر اڑھتی جلدی سے اس کے پاس گئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے کے اندر لے آئی۔ شاہ زیب مسکرا کر اس کے ساتھ آیا اور صوفے پر بھیٹ اسے بھی اپنے ساتھ بٹھا کر پیار سے پوچھا۔

"کوئی پریشانی ہے؟" وہ سِلا کے سر پر ہاتھ پھیرتا پوچھ رہا تھا جو فوراً نظریں جھکا گئی تھی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے لالا۔" وہ ہاتھوں سے کھیلتی ہوئی بولی۔ شاہ زیب نے سنجیدگی سے اس کا چہرہ بغور دیکھا۔

"اب اپنے لالا سے چھپاؤ گی؟" وہ نرمی سے بولا۔ سِلا نے سر اٹھا کر دیکھا اور اسی پل شاہ زیب چونک گیا۔ اس کی آنکھیں لبالب کھارے پانی سے بھریں تھیں۔

"بچے کیا ہوا؟" شاہ زیب حیران پریشان اسے اپنے لگاتا ہوا بولا۔ وہ اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ شاہ زیب مزید پریشان ہوا۔

"کیا ہوا ہے مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے سِلا۔" شاہ زیب اسے خود سے لگائے بولا۔ وہ کچھ نہ بولی۔ اول اپنا رونا جاری رکھا۔

"میں یہی ہوں ہاں جو اتنے دن سے تمہارے ساتھ تھا وہ کوئی اور تھا وہ جھوٹ تھا یہ سچ ہے تم نے اور تمہارے خاندان نے ہمارا سکھ چین سب چھین لیا میری بہن کی خوشیاں چھین لیں اس نے اس زندگی کا کبھی خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا جو تمہارا سو کالڈ لالا اسے دے رہا ہے جانے کیسے رہ رہی ہو گی وہ کتنا تڑپا رہا ہو گا وہ اسے اور میں خود یہاں تمہارے ساتھ پھنس چکا ہوں تو ہم دونوں بہن بھائی کے اس سارے نقصان کا خامیازہ تم بھگتو گی آئی سمجھ۔" اس کی رونے میں تیزی آگئی تھی۔ شاہ زیب کو لگا اس کا دل باہر آجائے گا۔

"کیونکہ تم لوگ نفرت کے قابل ہو مجھے یہ سوچ سوچ کر ہی غصہ آتا ہے کہ میری بہن اس جنگلی کی دسترس میں اس کے پاس موجود ہے میں بتا رہا ہوں سِلا فرقان بخت اگر

میری بہن کے ساتھ کسی بھی قسم کی زبردستی یا اسے تکلیف پہچانے کی کوشش بھی کی گئ تو بخت حویلی تم نہیں تمہاری لاش جائے گی۔" وہ روتے روتے چپ ہو گئی اور سرخ بھگی آنکھیں اٹھا کر شاہ زیب کو دیکھا جس کی آنکھیں بھی سرخ تھیں۔

"کیا کیا ہے عدیب نے؟" اس نے یہ جملہ بہت آہستگی سے کہا تھا لیکن اس کے لہجے میں جو سختی اور اشتعال تھا وہ سِلا کو ڈرا گیا تھا۔ وہ جلدی سے شاہ زیب سے الگ ہوئی اور تیزی سے اپنے آنسوں صاف کرتی ہچکیوں پر قابو پایا اور شاہ زیب کو دیکھا جس کا چہرہ بتا رہا تھا وہ کس حد تک اپنا غصہ ضبط کیے بھیٹا ہوا ہے۔

"لالا آپ ہر بار ان کو ہی کیوں لے آتے ہیں بیچ میں؟" وہ جس دل سے بولی تھی وہی جانتی تھی۔

"یہ سب کیا تھا پھر؟" شاہ زیب نے اب کی بار نرمی سے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے پوچھا۔ وہ نظریں چرا گئی۔

"میں وہ بس میں نے آپ سب کو بہت یاد کیا اسی وجہ سے۔" سِلا نے نا چاہتے ہوئے بھی جھوٹ بولا۔

"تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو؟" شاہ زیب نے سختی سے پوچھا۔ اس نے سرعت سے نفی میں سر ہلایا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں لالا میرا یقین کریں میں کچھ نہیں چھپا رہی مجھے آپ سب کی بہت یاد آ رہی تھی میں کبھی نہیں رہی آپ لوگوں سے دور۔" وہ اب اس کے سامنے رونے سے پچھتا رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ جتنا بھی اس کو مطمعین کر لے وہ نہیں ہوگا اور ایسا ہی ہوا بظاہری تو وہ خاموش ہو گیا لیکن سِلا جانتی تھی اسے اطمینان نہیں پہنچا تھا۔

"ہم یہی ہے میں یہی ہوں لالا ہے اپنے بچے کے پاس۔" وہ سِلا کو خود سے لگاتے ہوئے بولا۔ وہ دھیرے سے مسکرادی۔

"لالا ایک بات پوچھوں آپ سے؟" اچانک کچھ یاد آتے وہ اسے الگ ہوتی بولی۔ شاہ زیب نے بھنویں اچکائیں۔

"پہلے آپ وعدہ کریں آپ اس بات کا بھی رخ ان کی طرف نہیں موڑیں گے۔" اس نے ڈر کر کیا۔ شاہ زیب دھیمے سے مسکرادیا۔

"پوچھو؟"

"آپ علیزے کو خوش تو رکھ رہے ہیں نا؟" اس کی معصومیت پر شاہ زیب کو ڈھیروں پیار آیا اسیلیے اس کے گال نوچتے مسکرادیا۔

"آپ نے جواب نہیں دیا۔" وہ گال سہلاتی ہوئی سنجید گی سے بولی۔

"بچے۔" اس نے سانس بھر کر اسے دیکھا۔

"بتائیں لالا علیزے خوش تو ہے نا؟"اس نے سوالیہ نگاہوں سے شاہ زیب کو دیکھا۔

"جو انسان خود ہی خوش نہ رہنا چاہے اسے میں کیا کوئی بھی خوش نہیں رکھ سکتا اور علیزے کی خوشیاں نہ یہاں ہے نہ یہاں تھی وہ ایک الگ دنیا سے آئی ہے اس کے لیے یہ ماحول بہت مختلف ہے لیکن میرے سمجھانے پر وہ کوشش کر رہی ہے اسیلیے اب میں یہ نہیں بتا سکتا وہ خوش ہے یا نہیں یہ تو اسے ہی معلوم ہو گا لیکن رہنا تو اسے یہی ہے اسیلیے خوش ہو کر رہے یا ناخوش ہو کر یہ میرا اور تمہارا سر درد نہیں ہے۔"شاہ زیب نے سکون سے جواب دیا۔

"لیکن لالا وہ آپ کی بیوی ہے آپ کو اس کا خیال رکھنا چاہیے اس کی خوشیوں کو مدِ نظر رکھنا چاہیے وہ جیسی بھی ہے ضدی خود سر لیکن وہ دل کی اچھی ضرور ہے میں جانتی ہوں آپ اس کو محبت دیں گے تو وہ آپ کی طرف مائل ہو جائے گی لالا لڑکیاں صرف پیار کی بھوکی ہوتی ہے وہ محبت کے خاطر کچھ بھی کر سکتی ہیں۔"سِلا نے آخری بات آنسوں کا گلہ گھونٹ کر کہی تھی۔

"وہ محبت کے خاطر کچھ بھی کر سکتی ہیں۔"اس نے بھی تو محبت کے خاطر سب کچھ کیا لیکن اسے کیا ملا؟ دھوکا؟ فریب؟

"مجھے نہیں لگتا اس کا شمار لڑکیوں میں ہوتا ہیں۔" شاہ زیب بات کو مزاحیہ رنگ دیتا ہوا بولا۔ سِلا چونک کر خیالوں سے باہر آئی۔

"تو؟" تھوڑی حیرت سے اس نے پوچھا۔

"جنگلی بلیوں میں ضرور ہوتا ہے۔" شاہ زیب دھیمے سے مسکراتا ہوا بولا۔ سِلا نے اسے گھورا لیکن کچھ پل بعد وہ ہنس دی۔ شاہ زیب بھی مسکرا کر اس کی ہنسی دیکھ پر سکون ہوا۔

"آپ کتنا تنگ کرتے ہو ں ن گے اسے مجھے اندازہ ہے۔" وہ شاہ زیب سے آنکھیں چھوٹی کرتی ہوئی بولی۔ شاہ زیب کی آنکھیں بڑی ہو گئیں۔

"میں تنگ کرتا ہوں یا وہ میرا جینا حرام کرتی ہے؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"لالا۔" سِلا نے مصنوعی غصہ سے پیار سے ڈپٹا۔

"خیریت بڑی محبت جاگ رہی ہے اپنی کزن کے لیے۔" وہ موبایل پر ایک نگاہ ڈالتا ہوا کھڑا ہوا۔ وہ بھی ساتھ کھڑے ہوتے بولی۔

"کزن کے علاوہ میری بھابھی بھی ہے وہ تو فکر تو لاحق ہے۔" سِلا کی بات پر وہ مسکرا دیا اور اگلے ہی پل کان پر فون لگایا۔

"اچھا اب سو جاؤ اور سنو لالا سے کوئی بات مت چھپانا کوئی پریشانی ہو تو بتانا۔" شاہ زیب اس کا ماتھا چوم کر کہتا فون پر ہیلو کہتے باہر نکل گیا جبکہ سِلا کی مسکراہٹ سمٹ گئی اور وہ

گرنے والے انداز سے بیڈ پر بھیٹی۔ آنکھ کے کنارے سے نمی صاف کرتے وہ بہت کچھ اپنے اندر سمونے لگی ورنہ دل کر رہا تھا زور زور سے روئے لیکن وہ بے بس تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"شاہستہ مجھے آج اپنی بچی کو خوش دیکھ دل میں سکون اتر آیا ہے۔" انور بخت نے شاہستہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ وہ دھیرے سے مسکرا کر سر جھکا گئیں۔

"کیا ہوا شاہستہ؟" وہ الجھ کر انہیں دیکھنے لگے۔

"پتا نہیں وہ خوش ہے یا نہیں شاید آج وہ آپ سب کو دیکھ خوش ہوئی تھی اس خوشی کا تعلق اس کی گزرتی زندگی سے نہیں ہے۔" شاہستہ بیگم کی بات پر انور بخت پریشان ہو گئے تھے۔

"شاہستہ تم نے شاہ زیب سے بات کی تھی؟" اچانک انہیں یاد آیا۔

"موقع ہی نہیں ملا۔" انہوں نے معزرت خواہ نظروں سے انہیں دیکھ کہا۔

"کوئی بات نہیں اب ہم دونوں ایک ساتھ بات کریں گے۔" وہ سوچتے ہوئے بولے۔

"مجھے بھی لگتا ہے آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔"شاہستہ بیگم بھی سر ہلاتے ہوئے سوچ میں پڑ گئیں۔

"اچھا ہاں شاہستہ رایمہ کے دو تین رشتے آئے ہیں میں غور و فکر کر رہا ہوں۔"انور بخت نے بتایا۔

"رایمہ کے ؟"شاہستہ بیگم چونکیں۔

"ہاں اسے میں نے بات کی ہے وہ راضی ہے اس نے مجھ پر چھوڑا ہے میری بچی نے میرا سر سے فخر بلند کر دیا۔"انور بخت نے فخریہ انداز میں کہا۔

"اچھا کونسے رشتے آئیں ہیں؟"شاہستہ بیگم نے پوچھا۔انور بخت کچھ رشتوں کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگے،اب دونوں میاں بیوی اپنی بیٹی کے لیے فیصلہ لینے جا رہے تھے،ان کا خیال تھا کہ جلد سے جلد رایمہ کی بھی منگنی کر دی جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے علیزے کو رف ہلیے میں اپنا شرارہ طے کرتا ہوا پایا البتہ جیولرلی پہنی ہوئی تھی اور میک اپ چہرے سے اترا ہوا تھا،وہ آج خوشگوار موڈ میں دانیال کا مہک کی رخصتی پر سوچا ہوا گانا گنگناتی ہوئی آج کے دن کے بارے میں سوچ

رہی تھی جو بہت ہی اچھا گزرا تھا، آج اتنے دنوں بعد وہ کھل کر ہنسی تھی، ان چاروں نے ایک ساتھ مل کر قہقہہ لگایا تھا، کتنا مزا آیا تھا ایسا لگا تھا کہ پھر سے وہ پرانی علیزے بن گئی ہو وہ علیزے نہیں جو زندہ لاش بن کر رہ رہی تھی اپر سے شاہ زیب کی ناموجودگی موڈ کو مزید خوشگوار بنا رہی تھی لیکن شاید قسمت کو اس کا مسکرانا پسند نہیں آیا تھا جب ہی شاہ زیب مو کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ اس نے نفی میں سر ہلا کر آنکھیں زور سے میچیں پھر کھولیں۔

"تم یہاں سو گے ؟" اس نے برا منہ بنا کر پوچھا۔ شاہ زیب جو گرے شال بیڈ پر پھینک اب جیب سے والٹ اور موبایل نکال کر سایڈ میز پر رکھ رہا تھا علیزے کے سوال پر اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا۔

"تمہیں نہیں لگتا تم بہت بے تکے سوال کرتی ہو ؟" وہ قمیض کے اپری بٹن کھولتا ہوا سنگھار میز کے سامنے آیا۔

"میرا مطلب تھا آج یہاں سو گے تم تو تین دن ماورہ کے پاس رہتے ہو نا تو کل تو صرف ایک دن ہی ہوا ہے اصولاً آج کا دن اور کل کا دن تمہیں اپنے کمرے میں گزارنا چاہیے۔" اس نے کافی کیلکولیٹ کر کے رکھا تھا، شاہ زیب نے مزید بٹن کھولتے ہوئے

چہرہ موڑ کر اسے دیکھا، لمبی قمیض اور کھلے فلیپر میں وہ بالوں کا رف سا جوڑا بنائے الجھ کر اسے دیکھ رہی تھی، اس نے واپس سنجیدگی سے آئینے میں خود کو دیکھا۔

"بتاؤ؟" وہ اس کو خاموش دیکھ شرارہ ایک طرف رکھ بولی لیکن وہ نظر انداز کرتا چینج کرنے واش روم چلا گیا، علیزے نے غصہ سے پیر پٹخا، ساری خوشی ملیامیٹ ہو گئی، اس کے ساتھ کمرہ شیئر کرنا اس جیل جیسا لگتا تھا۔

"ہنہہ دماغ ہیں جاہل کے۔" وہ شرارہ جیسا تیسا طے کرتی ہوئی الماری میں گھسا کر باقی چیزیں سمیٹنے لگی پھر کانوں سے جھمکے نکال کر سائیڈ میز پر پٹخے اور چوڑیاں بھی اتارنے والی تھی جب جوڑا کھل گیا، اسے واپس غصہ سے بنا کر کیچر لگایا اتنے میں شاہ زیب اپنے رات کے کپڑے سادہ سفید کرتا پجاما میں باہر آیا، بال گیلے تھے شاید اس نے شاور لیا تھا۔

"جواب دو میرا اور یہ میرا برش ہے رکھو واپس اسے۔" علیزے اسے ایک بار سنگھار میز کے سامنے جا کر بالوں میں اسی کا برش کرتے ہوئے دیکھ چڑ کر اسے کے پاس آئی، وہ اپنا برش کسی سے بھی شیئر نہیں کرتی تھی، اب کی بار ردِ عمل آیا۔

اس نے برش واپس رکھا اور اس کی طرف مڑا۔

"میری مرضی میرا اس کمرے پر بھی حق ہے اس کمرے کی چیزوں پر بھی حق ہے اور تمہارے پر بھی حق ہے۔" جتاتی ہوئی نظروں سے کہتا ہوا وہ بیڈ پر آکر نیم دراز ہو گیا جب وہ غصہ سے اپنے بیڈ کی سائیڈ پر آئی اور اس کی طرف رخ موڑ کر بھیٹ اسے گھورنے لگی پھر بولی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری کوئی کنیز ہوں جس پر جب چاہا رعب جما لیا جب چاہا بے عزت کر لیا۔" وہ اس کے انداز پر سلگ کر ہی تو رہ گئی تھی جب ہی اپنی بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی کرتی ہوئی بولی۔

"علیزے کیا ضروری ہے کہ ہم ہر بار لڑتے رہے بحث کرتے رہے انسانوں کی طرح نہیں رہ سکتے؟" اس نے سنجیدگی مگر نرمی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھا۔

"کیا تم اپنے آپ کو انسانوں میں گنتے ہو کیونکہ میں تو تمہیں نہیں گنتی۔" وہ تڑاخ سے بولی، شاہ زیب کو اس کی پھر بد تمیزی اور ہٹ دھرمی پر غصہ آیا لیکن بڑے ہی تحمل سے اس نے پی لیا اور ساری توجہ اس کے چہرے سے ہٹا لی اب اس نے آہستہ سے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے، چوڑیوں کی کھنک نے خاموش کمرے میں شور کیا، علیزے نے اپنے ہاتھ کوفت کھاتے ہوئے پیچھے لینے چاہے لیکن اس کی کوشش

ناکام ہوئی کیونکہ شاہ زیب کی دونوں ہاتھوں کی گرفت مضبوط تھی، مجبوراً علیزے کو خاموش ہونا پڑا۔

وہ اس کی ہتھیلی پر بنے مہندی کے نقش و نگار پر دلچسپی سے ہاتھ پھیرنے لگا اور پھر اس کی کلائی پر سجی چوڑیوں پر، علیزے کو کچھ ہوا اس نے اپنی انگلیوں کو حرکت دی۔

"تم ایسے چوڑیاں کیوں پہن کر نہیں رکھتی؟" شاہ زیب نے اس کے خوبصورت ہاتھوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے سر اٹھا کر اس کی نظروں میں دیکھ پوچھا۔

"مجھے نہیں پسند۔" وہ سرد لہجہ میں بولی۔

"لیکن مجھے تو پسند ہے نا۔" وہ اس کی چمکتی دھمکتی چوڑوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا پھر ہتھیلی پر لگی مہندی کی ٹکیہ پر اپنا انگھوٹا پھیرا، علیزے کے وجود میں سنسنی پھیل رہی تھی۔

"تمہارے ہاتھوں میں مہندی بہت جچتی ہے تم لگا کر رکھا کرو۔" اس کی عجیب سی فرمایش پر علیزے نے اسے گھورا۔

"کیوں میں نے کہا نا مجھے نہیں پسند یہ سب۔" علیزے کو وہ آج کچھ الگ رہا تھا جو اس کے ہاتھوں میں کھو ہی گیا تھا، اس کو عجیب لگنے لگا جب ہی لہجہ میں سختی خود با خود آ گئی۔

"لیکن مجھے تو پسند ہے نا۔" پھر وہی جواب۔

"تو میں کیا کروں اتنا پسند ہے تو خود لگا لو خود پہن لو۔"علیزے نے چہرہ دوسری طرف کیے نفرت سے کہا، وہ اس کے ہاتھ کیوں نہیں چھوڑ رہا تھا؟علیزے کو الجھن ہونے لگی۔

"شوہر کی پسند بیوی کی پسند ہوتی ہے وہ اسی کے لیے سجتی سنورتی ہے ایسے ہی وہ شوہر کے دل میں اپنے لیے جگہ بناتی ہے۔" وہ سر اٹھا کر سنجیدگی سے بولا۔علیزے نے چہرہ موڑا اسے دیکھا۔

"بیوی کی پسند بھی شوہر کی پسند ہونی چاہیے اسے ویسا ہی کرنا چاہیے جیسا بیوی چاہتی ہو ایسی اس کے دل میں شوہر کے لیے جگہ بنتی ہے۔" وہ کیا کم تھی؟ایسی تراخ سے اس کی بات اسی پر ماری۔

"برا لگا نا سن کر ایسی مجھے لگا لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی سوچیں اپنی پسند دوسرے پر نہ تھوپے چاہے اس کے ساتھ اس کا کوئی بھی رشتہ ہو۔"علیزے کی بات پر شاہ زیب خاموش ہو گیا اور سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔

"ایسے رشتے نہیں چلتے علیزے۔" اب کی بار بولا۔لہجہ میں کافی ٹھہراؤ تھا۔

"مجھے اس طرح کے رشتے چلانے بھی نہیں ہے جس میں دوسرا اپنی مرضی دوسرے پر مسلط کرے۔" وہ اپنے ہاتھوں کو پیچھے کھینچتے ہوئے بولی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شوہر کی پسند کا خیال رکھنے میں کیا برائی ہے؟" شاید وہ اسے بحث کرنے کے موڈ میں آ گیا تھا۔

"کوئی برائی نہیں ہے لیکن شوہر بھی کسی قابل ہو گوِن ٹیک والا معاملہ ہوتا ہے۔"

علیزے بیڈ سے اتر کر جانے لگی جب اس نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے روک دیا۔

"تم کیوں ہر بار مجھے غصہ دلانے پر تلی رہتی ہو۔" وہ نا محسوس انداز سے اسے اپنے قریب کرتا ہوا بولا۔

"مجھے نہیں پتا تھا مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو سچ اتنا کڑوہ لگتا کہ ان کا پارہ ہائی ہو جاتا ہے۔" علیزے سادگی سے اپنے ناخنوں پر لگی کیو ٹیکس دیکھ بولی، شاہ زیب نے لب بھینچے، یہ پہلی اور آخری لڑکی تھی جو اسے اس طرح باتوں سے مار کر مقابلہ کیا کرتی تھی، وہ بہادر تھی اور اس بات سے شہازیب انکار نہیں کرتا تھا۔

"کیا ہوا کوئی جواب نہیں ہے چپ نہیں کروا سکتے مجھے ہار گ ئے؟" علیزے نے طنزیہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔ وہ بھی مسکرایا پھر اس پر جھک کر دھیرے سے بولا۔

"چپ تو میں کروا سکتا ہوں اور ہارنا میں نے سیکھا نہیں تمہیں تو رعایت دی ہوئی ہے۔" وہ اس کے لبوں کے دیکھتا ہوا اس کی آنکھوں کو دیکھنے لگا جن میں کچھ دیر پہلے کی دلیری غایب تھی اور ڈر تھا۔

"کیوں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نے مجھے کیوں رعایت دی ہوئی ہے؟" وہ بناڈر ظاہر کیے اسے خود سے الگ کرتی ہوئی بولی۔

"کیونکہ شاید مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے لیے تم خاص ہو۔" وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے لبوں تک لاتا ہوا بولا۔ علیزے اس کی بات کو سن ان سنی کر اسے پٹڑی سے اترتا دیکھ گبھرائی۔

"میں وہ مجھے سونا ہے۔" شاہ زیب کی جسارتیں بڑھتے دیکھ اس کی جان نکلنے لگی تھی۔

"کیوں ڈر گئی؟" شاہ زیب نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس نے ہمت کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"تو؟" وہ مزید اس کے قریب آیا۔

"پلیز۔" اس نے اس کے حصار سے نکلنا چاہا لیکن دیر ہو چکی تھی۔

"ایک راز کی بات بتاؤں؟" وہ مدہوش لہجے میں بولا تو نہ تو اس کا سر ہاں میں ہل سکا نہ ناں میں۔

"آج تم بے حد حسین لگ رہی تھی۔" اس کے چہرے پر آئی لٹ کان کے پیچھے کرتا ہوا بولا۔ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

کیا اس شخص نے اس کی تعریف کی تھی؟

"پلیز ہٹو۔"وہ تعریف کو نظر انداز کیے ایک کمزور کوشش کرتی ہوئی مزاحمت کرنے لگی لیکن ناکام ہوئی اسیلیے اس نے بھی ہتھیار ڈال دیے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"اللہ تمہارے نصیب بلند کرے آمین۔" سِلا نے زینیا کو خود سے لگاتے ہوئے کہا۔وہ شرماتی ہوئی مسکرادی۔

"تم خوش ہونا زینیا؟"سِلا نے فکر مندی سے پوچھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے ؟"وہ شرارت سے سنجیدہ تاثرات کرتی ہوئی بولی۔سِلا گبھرائی۔

"زینیا میری دوست کیا تم خوش نہیں ہو؟"وہ ڈر گئ تھی لیکن زینیا کے یکدم ہنسنے میں پر چونک گئ۔

"میں بہت خوش ہوں سِلا اور مجھے لگتا ہے سمیر بہت اچھے ہیں وہ بہت عمدہ انتخاب ہیں میرا۔"وہ سر جھکا کر مسکرا کر بولی تو بے اختیار سِلا نے سانس بحال کی۔

"تم مجھے ڈرا ہی دیتی ہو ہر بار۔"وہ ہلکے سے اس کندھے پر تھپڑ مار کر بولی۔زینیا کھکھلا کر ہنس دی۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE

"تم ڈر ہی جاتی ہو میری معصوم سی پیاری سہیلی۔" زنیا نے سِلا کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔اس نے منہ پھلایا۔

"ابھی لالا بھی میرے گال کھینچ کر گئے تھے اور اب تم بھی۔" وہ گال سہلاتی ہوئی بولی۔

"تو کیا کریں ہم تمہارے چبی گال ہیں ہی اتنے کیوٹ کہ کسی کو بھی پیار آجائے ویسے آپس کی بات ہے عدیب بھائی نے کتنی بار کھینچے ہیں؟" وہ اس کے کندھے پر کندھا مارتی ہوئی اسے چھیڑتے ہوئے پوچھنے لگی لیکن عدیب کا نام سن ہی اس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا، زنیا نے رک کر اسے دیکھا۔

"سِلا کیا بات ہے میں دیکھ رہی ہوں تم پہلے جیسی نہیں رہی میرا مطلب کافی سنجیدہ بی ہیو کر رہی ہو اور کچھ پریشان سی لگ رہی ہو کیا کچھ ہوا ہے؟" زنیا نے آخر وہ پوچھ لیا جو وہ کب سے پوچھنا چاہ رہی تھی۔

"ارے کچھ بھی نہیں ہوا اور کل میں تمہیں چھیڑوں گی آخر کو شادی ہے۔" سِلا نے بات کا رخ بدل کر زنیا کا دھیان اس کی شادی کی طرف لگایا۔ زنیا شرما کر سب بھول بھال گئی۔

"کل تو دلھن بنے گی میری دوست۔" سِلا نے اس کی تھوڑی پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میں بہت خوش ہوں زینیا تم میرے لالا کی بیوی بنو گی میری بھابھی۔" سِلا اس کے گلے لگ گی اُ تتنے میں عدیب کمرے میں داخل ہوا۔۔وہ دونوں الگ ہوئیں۔زینیا نے ایک نرم مسکراہٹ عدیب کی طرف پاس کی لیکن وہ نظر انداز کرتا ہوا چلتے کمرے کے اندر آیا اور باتھ روم چلا گیا۔

"چلو میں چلتی ہوں شاید عدیب بھائ تھک گ ۓ ہیں۔" زینیا کھڑے ہوتے ہوۓ بولی۔سِلا بھی خاموشی سے کھڑی ہو گئ۔

"گڈ نایٹ۔" زینیا اس کے ایک بار پھر گلے لگ کر باہر چلی گئ، سِلا پلٹی تو عدیب سادہ ہلیے میں باہر آیا اور ایک سرد نگاہ اس پر ڈالتا ہوا بیڈ کے دوسری طرف آ کر بتی بجھاتے ساتھ لیٹ گیا، سِلا وہی صوفے پر بھیٹی جانے کتنی دیر اس بے حس انسان کو دیکھتی رہی جو کل تک اس پر محبت کی برسات کرتا تھا، پھول نچھاور کرتا تھا آج وہی شخص اس کی دبی دبی سسکیاں نہیں سن رہا تھا جو وہ ہر روز پوری رات لیتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

رات کے آدھے پہر اس کی آنکھ اچانک کھلی تو گلے میں کانٹے چبنے لگے، پیاس کی شدت کی وجہ سے اس نے پانی ڈھونڈنے کے لیے نیند میں خمار آنکھیں کھول کر سائیڈ میز پر

دیکھا مگر وہاں خالی جگ اسے منہ چڑا رہا تھا پھر چاہتے ناچاہتے بھی باہر جانے کا فیصلہ کرتے یوہ اٹھ کر چادر اڑھنے لگی اور جگ لیے کھڑی ہو گئی، ایک حقارت بھری نظر شاہ زیب کی سوئی ہوئی پشت پر ڈال وہ کمرے سے نکل گئی۔

"آخر کیوں اس شخص کی بانہوں میں مجھے تحفظ کا احساس ہوتا ہے برا نہیں لگتا میں کیوں بے خود ہو جاتی ہوں۔" وہ آنکھیں میچتے سوچتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم بڑھا رہی تھی۔

حویلی باہر سنسان پڑی تھی، تقریباً اندھیرا تھا۔ وہ سر جھٹک جگ کو مضبوطی سے پکڑ سیڑھیاں اترتی ہوئی کچن کی طرف جانے لگی جب کوئی اسے ٹکرایا۔ وہ چونکی۔

"اندھے ہو کیا؟" وہ جگ کو مضبوطی سے پکڑی تھی۔ وہ ٹکر کے باعث ہاتھوں سے چھوٹا نہیں تھا اس کا شکر کرتی ہوئی وہ غصہ سے بولی لیکن سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ وہ چونک گئی۔

"بھابھی آپ۔" وہ عمارہ تھی جو علیزے کو دیکھ رکا ہوا سانس بحال کرنے لگی۔

"ہاں میں تم کیا کر رہی ہو وہ بھی اتنی رات کو؟" علیزے نے کھوجتی ہوئی نظروں سے دیکھ اسے کہا جو ڈرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہی جیسے کسی چور کو چوری کرتے ہوئے پکڑے جانے کا خدشہ ہو۔

"میں وہاں میں پانی پینے آئی تھی۔" وہ کچھ سوچتی کہ علیزے کے ہاتھ میں جگ دیکھ جلدی سے بولی۔

علیزے نے اس کے خالی ہاتھوں کو دیکھا پھر اس کو، علیزے کے تاثرات سمجھتی ہوئی پھر جلدی سے بولی۔

"میں ٹھنڈا پانی پینے آئی تھی کمرے میں جگ میں رکھا گرم ہو گیا تھا۔" اس نے جلدی سے کہا۔ علیزے نے سر اثبات میں ہلایا، وہ جانتی تھی کہ یہاں ہر کمرے میں پانی کا جگ لازمی ہوتا ہے جبھی اسے تھوڑا شک ہوا تھا۔

"اچھا وہ میں نے کہنا تھا کہ وہ میری کرتی......." علیزے کو کچھ یاد آیا تو وہ بولنے لگی لیکن اسے پہلے ہی عمارہ جلدی سے وہاں سے بھاگ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی، علیزے نے کافی حیرت سے چہرہ موڑ اس کی پشت دیکھی پھر کندھے اچکا دیے۔

"سارے پاگل اسی حویلی میں ہیں۔" وہ بڑبڑائی ہوئی باورچی خانے میں آئی، وہاں کی بتی چالو تھی اور کھٹ پھٹ کی بھی آوازیں آرہی تھی۔

"چور۔" علیزے نے ایک دم سے کچن میں انٹری ماری تو یوجنا اور رایمہ کو دیکھ حیران رہ گئی۔

"تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ حیرت سے چلتی ہوئی ان کے پاس آئی، یوجنا چھوٹی سے میز پر بھیٹی کھانا کھا رہی تھی جبکہ رایمہ اس کے سامنے بھیٹی پانی کے گھونٹ بھرتی ہوئی سوچوں میں گم تھی۔

"آہستہ بولیں آپی۔" یوجنا نے ٹوکا۔

"علیزے تم۔" رایمہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔

"تم دونوں کیا کر رہی ہو میں پانی پینے آئی تھی۔" علیزے رایمہ کا سوال سمجھ جگ لہراتی ہوئی بولی۔

"ان میڈم کو بھوک لگی تھی جگا کر مجھے کہتی ہیں کھانا کھلا کر لے آئیں مجھے۔" رایمہ یوجنا کی طرف دیکھ بولی جو مزے سے کھانا کھا رہی تھی۔

"یوج کتنی بری بات ہے کتنی بار کہا ہے تمہیں کھانے کے وقت ٹھیک سے کھانا کھایا کرو یہ کسی اور کا گھر ہے کتنا برا لگتا ہے۔" علیزے نے یوجنا کو ڈانٹا۔

"آپی یہ ہماری دادی جان کا گھر ہے اور دوسری بات ہے میری آپی کا سسرال بھی۔" وہ آنکھ دبا کر شرارت سے بولی۔

"یوج برا لگتا ہے ابھی کوئی اور دیکھ لیتا تو کیا سوچتا چپس وغیرہ کھا لیتیں۔" علیزے نے اسے سمجھایا۔

"بھئ مجھے کھانا کھانا تھا سمپل۔" یوجنا کو فرق نہیں پڑا۔

"رایمہ تم دیکھ رہی ہو اسے....." علیزے رایمہ کی طرف مڑ کر کچھ کہتی کہ رایمہ کی خود پر جمی نظریں دیکھ الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے علیزے؟" رایمہ نے آگے بڑھ کر اسے پوچھا۔ وہ خاموش ہو گئ اور فقت سر ہلایا۔

"چہرہ کیوں اترا ہوا ہے؟" رایمہ نے اس کے گال پر ہاتھ رکھ پوچھا۔ وہ بنا کچھ کہے رایمہ کے گلے لگ گئ۔

"کیا ہوا آپی؟" یوجنا نے کھانا چھوڑا اسے حیرت سے دیکھا، رایمہ بھی حیران تھی۔

"کچھ بھی نہیں۔" وہ سنجیدگی سے رایمہ سے الگ ہوتی ہوئی بولی اور جگ میں پانی بھر کر پانی پینے لگی، رایمہ اور یوجنا نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"علیزے تم خوش تو ہو نا؟" رایمہ نے اس کے پاس آکر اسے پوچھا تو علیزے مسکرائ۔

"کیا فرق پڑتا ہے؟" وہ آج اسے بہت بڑی بڑی اور سمجھدار لگی تھی۔

"ایسے تو نہ کہو تمہاری خوشیوں سے ہمیں فرق پڑتا ہے۔" رایمہ نے اس کے ہاتھ تھماتے ہوئے کہا۔

"رایمہ؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ہاں۔"

"مجھے یہ زندگی نہیں چاہیے مجھے واپس گھر لے چلو۔" رایمہ چونک گئ، یوجنا بھی حیرانی سے کھڑی ہو گئ۔

"علیزے تم......." رایمہ کچھ کہتی علیزے ہنس پڑی۔

"مزاق کر رہی ہوں سریس مت لیا کرو مجھے۔" وہ پلٹ کر جگ اٹھانے لگی۔

"آپی آپ ایسا بی ہیو کیوں کر رہی ہیں؟" یوجنا نے اس کے عجیب سے انداز کو دیکھا۔

"کیونکہ مجھے بہت تھکن ہو رہی ہے اور نیند بھی آ رہی ہے۔" وہ سونے کی اداکاری کرتی ہوئی بولی۔ وہ دونوں مسکرا دی۔

"تمہارا نیند میں یہی حال ہو جاتا ہے بہکی بہکی باتیں کرتی ہو۔" رایمہ مسکراتے ہوئے بولی۔ وہ کچھ نہ بولی بس وہ بھی دھیمے سے مسکرا دی۔

"اچھا چلو میں چلتی ہوں تم بھی اس کو لے کر جلدی سے کمرے میں جاؤ کوئ دیکھے گا تو ناراض ہو گا یہ ہمارا گھر نہیں ہے جہاں جب جو چاہا کر لیا۔" علیزے نے رایمہ سے کہا۔

"بڑی سمجھدار ہو گئ ہے میری بہن تو۔" رایمہ کی بات پر وہ مسکرا دی۔

"حالات آپ کو سمجھدار بنا دیتے ہیں چلو جاؤ اور تم اتنا کھاتی ہو جاتا کہاں ہے؟" وہ جاتے ہوئے یوجنا سے شرارت سے بولی۔

"آپ نے ہی ڈایٹ کروائی تھی۔" یوجنا کو یاد آیا۔

"اوہ ہاں چلو کل سے پھر شروع کریں گے ساتھ میں۔" علیزے جاتے ہوئے بولی۔ وہ دونوں مسکرادیں۔

"یوج کھانا کھاؤ جلدی سے اب۔" رایمہ نے علیزے کے جانے کے بعد یوجنا سے کہا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"اب سے نو اوور اٹینگ کل ڈایٹ شروع کرنی ہے۔" اس کی بات رایمہ ہنس دی، وہ اور علیزے کے کام ہی نرالے تھے پتا نہیں کیا کیا کرتی رہتی تھیں۔

"اچھا ٹھیک چلو۔" وہ برتن سمیٹ کر یوجنا کے ساتھ کمرے میں چلی گئی۔

علیزے واپس سیڑھیاں چڑھتے کمرے میں جا رہی تھی جب اسے محسوس ہوا کہ سامنے سے کوئی گزرا ہے وہ چونک کر رک گئی، پھر سر جھٹک کر واپس چلنے لگی جب اسے پھر محسوس ہوا کہ سامنے وسیع کھڑکی کے پیچھے کسی کا سایا ہے، وہ پھر رکی اور ارد گرد خالی حویلی کو دیکھا جو آدھی رات کو اندھیرے میں ڈوبی تھی۔

"کیا میں ہارر فلم میں ہوں؟" وہ تھوک نگلتے ہوئے بڑبڑائی پھر ہمت کر کے اس کھڑکی کی طرف گئی، جیسے جیسے وہ قریب جا رہی تھی اسے صاف دکھنے لگا تھا کہ کوئی اس کھڑکی کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"کون ہے۔" وہ اونچی آواز میں بولی، کھڑکی کے پیچھے چھپے سائے میں حرکت ہوئی، علیزے کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

"میں نے پوچھا کون ہے؟" وہ ایک بار پھر اونچی آواز میں بولی۔

"علیزے؟" نسوانی آواز پر وہ پیچھے مڑی تو رایمہ دکھی جو یوجنا کو ہاتھ پکڑے شاید کمرے میں جا رہی تھی جو اونگھ رہی تھی۔

"یہاں کیا کر رہی ہو؟" رایمہ نے پوچھا۔

"کک.... کچھ نہیں بس کمرے میں جا رہی تھی۔" علیزے جلدی سے بولی۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"گڈ نائیٹ آپی۔" یوجنا نے کہا۔

"گڈ نائیٹ۔" علیزے نے بھی مسکرا کر رایمہ اور یوجنا سے کہا، پھر وہ دونوں چلی گئی، علیزے واپس آنکھیں بند کرتی ہوئی پلٹی اور ڈرتے ہوئے کھڑکی جھٹکے سے کھولی لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔

"ابھی یہاں کوئی تھا۔" وہ باہر لان کو دیکھ بولی پھر سر جھٹک کر واپس کھڑکی بند کی۔

"میرا وہم ہو گا۔" وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

علیزے کمرے میں واپس آئی اور جگ میز پر رکھا جب شاہ زیب کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

"کہاں تھیں؟" اس کو تو آگ ہی لگ گئی تھی، اسے ساری خبر ہوتی تھی، اس نے غصہ سے شاہ زیب کو دیکھا جو آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا۔

"جہنم میں۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"ہاں پھر ٹھیک ہے ظاہر سی بات ہے تمہارا ٹھکانا ہے آنا جانا تو لگا رہتا ہو گا۔" وہ نیند میں ڈوبی آواز سے کہتا ہوا کروٹ بدل گیا جب علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"جہنم کا ٹھکانا تمہارا ہے اللہ کرے..... اللہ کرے تمہیں جہنم نصیب ہو میرے سارے بدلے اللہ تم سے لے اللہ کرے تمہیں جنت دیکھنا تک نصیب نہ ہو آمین۔" وہ فرسٹریٹ ہو کر بد دعائیں دینے لگی جب شاہ زیب نے امڈنے والی مسکراہٹ دبائی اور بولا۔

"میرے اعمال اتنے بھی برے نہیں اپنی خیر مناؤ شوہر سے زبان چلانے والی بیویوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔" وہ اب سیدھا ہوتا ہوا بولا اور بازو آنکھوں پر رکھ لیے، علیزے کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"شوہروں کا یوں بیویوں پر زور زبردستی کرنا بھی نیک اعمالوں میں شامل نہیں ہوتا۔"

اس نے اسے تھیکے چتون سے دیکھ دوبدو کہا۔

"شوہروں کا بیویوں پر حق ہوتا ہے جایز حق شرعی حق قانونی حق۔" کافی چبا چبا کر ویسے ہی انداز سے کہا۔

"اوہ مائے فٹ۔" وہ غصہ سے بڑبڑاتے ہوئے اسے کچھ فاصلے پر لیٹ گئ۔

"توبہ کرو لڑکی دین کے احکام پر ایسے بولنے سے گناہ ملے گا۔" وہ خوشگوار موڈ میں تھا جب ہی نیند میں بھی اسے مزید جلا رہا تھا۔

"گیٹ لاسڈ شاہ زیب اینڈ شٹ آپ مجھے نیند آرہی ہے۔" وہ کافی اونچی آواز میں چیخی۔ شاہ زیب خاموش ہو گیا وہ جانتا تھا وہ اس وقت چڑ چڑی ہے اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ ساری رات اب کروٹیں بدلنے والی ہے، جب جب اہ زیب اس کے پاس ہوتا تھا۔ وہ ساری رات کروٹیں ہی بدلتی تھی اور وہ درست تھا۔ دوسری طرف لیٹی علیزے کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی، وہ اپنی سوچوں میں غرق تھی تو دوسری طرف لیٹا شخص اپنی سوچوں میں، کتنی عجیب بات تھی نا وہ ساتھ ہو کر بھی علیحدہ تھے، پاس ہو کر بھی دور تھے،

نام اور جسم صرف بظاہری طور پر ایک ہوتے ہیں اصل میں اگر دل جدا ہوں تو وہ بھی دو لوگ ہی رہتے ہیں کبھی ایک نہیں ہوتے۔

☆☆☆☆☆☆☆

آج زینیا رخصت ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بخت حویلی کی سمیر کے ہمرہ ہو چکی تھی، آج وہ زینیا سمیر بخت بن چکی تھی۔

صبح سے لے کر رات کے ڈھائی بجے تک وہ سارا دن مصروف رہی تھی، سنجیدہ سی خاموش، اس کا موڈ رات سے ویسے ہی خراب تھا اپر سے صبح انیلا بخت نے کمرے میں بلا کر اسے جب سمجھایا کہ وہ حویلی کی بہو اور بیٹی ہے وہ اپنی زمے داریوں سے فراموش نہیں رہ سکتی تو اس کا موڈ مزید بگڑتا گیا اور چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔ دانیال مہک نے کئی بار اسے پوچھا، اسے بات کرنی چاہی لیکن وہ خاموش رہی اور اپنی زمے داریاں نبھاتی ہوئی مہرون نساء کے ساتھ کافی لوگوں سے ملی جن سے اس کا تعارف "انور کی بیٹی" اور شاہ زیب کی "دوسری بیوی" سے ہوا، زمے داریوں میں حصہ لیتے ہوئے وہ آدھی ہو گئی تھی، اسے کہاں عادت تھی لیکن مجبوری تھی اسے آخر سمجھوتا جو کر لیا تھا۔

ابھی بھی رات کے ڈھائی بجے جا کر زینیا اور سمیر کی رسمیں ختم ہوئی جن کو دانیال مہک تو کافی انجوائے کر رہے تھے لیکن عدیب اور علیزے بے زاری سے کھڑے تھے، آخر کار سلماں بخت اور ان کی بیٹیوں کے ارمان اور انیلا بخت کی روایتیں ختم ہوئیں تو زینیا اور سمیر کو کمرے میں بھیج دیا گیا، وہ بھی اب دانیال مہک عدیب کے ساتھ کھانا کھا کر فارغ ہوئی جو ہلکی پھلکی باتوں کے دوران انہوں نے کھایا اور اب اپنے کمرے میں آرام کے غرض سے جا ہی رہی تھی جب شاہستہ بیگم نے اسے روک لیا۔

"بیٹا آپ کے پاس تھوڑا وقت ہو گا؟" شاہستہ بیگم نے اپنے نرم لہجے میں پوچھا۔ علیزے نے ناگواری سے انہیں دیکھا جو آج اس کے باپ کے ساتھ ان کی بیوی بن کر کیسے سب سے مل رہی تھی، جب بھی انور بخت یہاں ہوتے ان کے تو چہرے سے خوشی ہی نہیں جاتی تھی۔

"نہیں۔" لفظی جواب دے کر وہ واپس کمرے میں جانے لگی۔ شاہستہ بیگم پھر بولیں۔

"علیزے بیٹا میں جانتی ہوں تم اپنی ماں سے بہت بدگمان ہو لیکن بیٹا تمہاری ماں تم سے بہت محبت کرتی ہے اس کی ممتا بہت ترستی ہے اپنی بیٹی کو اپنے سینے سے لگانے کے لیے اور یوں اپنی بیٹی کو سہاگن کے روپ میں دیکھتے ہوئے تو".......

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اوہ پلیز اپنا یہ اموشنل ڈرامہ بند کریں نہیں سننی مجھے آپ کی ممتا کی للکار اور میں بدگمان ہوں نہیں شاہستہ انور بخت میں بدگمان نہیں میں سچائی سے واقف ہوں اور سچائی یہ ہے کہ میری ماں ماں کہلانے کے لایق بھی نہیں ہے۔" وہ سارا غصہ ان پر نکالتی ہوئی چیخی۔

"علیزے یہ کیا طریقہ ہے اپنی امی سے بات کرنے کا؟" انور بخت وہاں چلے آئے اور حیرت سے علیزے کو دیکھا، شاہستہ بیگم نے جلدی سے اپنے آنسوں صاف کیے۔

"ڈیڈ آپ کو کتنی بار بتانا پڑے گا کہ یہ ہماری ماں نہیں ہے اب سٹیم پیپر پر لکھ کر دوں؟" ایک حقارت بھری نظر شاہستہ بیگم پر ڈال کر وہ انور بخت سے بولی۔

"اور اب پلیز مجھے کوئی لیکچر نہ دے گا صبح ہی آپ نے اور آپ کی ماں کیا کہتے آپ ہاں اماں جان نے اچھی بہو کا لیکچر دے دیا ہے وہ سنا اور عمل کیا نا بس وہی کافی ہے میری برداشت کا فایدہ مت اٹھائے نصیب کے ساتھ سمجھوتا کیا ہے دل کے ساتھ نہیں۔" وہ تیزی سے کہتے جانے لگی کہ انور بخت کی آواز پر رک گئ۔

"کیوں مجھے شرمندہ کرتی ہو تم ایسی تعربیت کی تھی میں نے تمہاری؟" وہ پیچھے مڑی، رایمہ بھی وہاں آگئ تھی۔

"ڈونٹ وری ڈیڈ آپ کی تعربیت میں کوئی کھوٹ نہیں ہمارے اندر کھوٹ ہے میرے اور میرے بھائی میں ہی کھوٹ ہے ہم دونوں ہی برے ہیں بس ایک آپ کی یہ بیوی ہی تو اچھی ہے جانے کیا پٹھیاں پڑھائی ہے کہ اب تک آپ پر ان کی محبت کا نشہ نہیں اترا۔" وہ شاہستہ بیگم کے روتے ہوئے چہرے کو دیکھ بولی۔

"علیزے یہ کیا بد تمیزی ہے ڈیڈ سے ایسے بات کرتے ہیں؟" رایمہ جو افسوس سے اپنی بہن کی نفرت دیکھ رہی تھی غصہ سے بولی۔

"نہیں بیٹا رایمہ رہنے دو مجھے عادت ہو گئی ہے۔" انور بخت دھیرے لیکن سختی سے کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے جب علیزے کی آنکھوں سے آنسوں رواہوئے۔

"آپ کی وجہ سے صرف آپ کی وجہ سے میرے ڈیڈ نے یہ کہا آپ کی وجہ سے میرے ڈیڈ مجھ سے دور ہوتے ہیں آپ نے ماں تو ہم سے بچپن میں ہی چھین لی تھی اب باپ بھی چھین لیں گی کیا؟" علیزے غم و غصہ سے شاہستہ بیگم کے پاس جا کر بولی۔ رایمہ نے حیرت سے اسے دیکھا جبکہ شاہستہ بیگم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے تھامنا چاہا۔

"نہیں میری بچی....... "وہ اس کے دونوں رخسار ہر ہاتھ رکھتی روتے ہوئے کہنے لگیں لیکن اس نے ان کے ہاتھ جھٹک دیے۔

"ڈونٹ ٹچ می۔" انگلی اٹھا کر اپنے رونے میں ضبط کرتی تشبیہہ کی اور تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئ۔

"مما سنبھالیں خود کو۔" رایمہ جلدی سے شاہستہ بیگم کی طرف بڑھی تھی جو بے بسی سے اپنی آنکھیں میچ گئ تھی۔

شاہ زیب جو حویلی کے اندر داخل ہوا تھا اندر کا منظر دیکھا اور ایک نظر اپر کی جانب اپنی مہرون پنڈلیوں تک آتی ہوئی فراک کو اٹھا کر بھاگتی ہوئی علیزے کو، اس کے قدم بھی سیڑھیوں کے جانب بڑھے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ماورہ سنبھال تو خود کو۔" افشاں نے آگے بڑھ کر ماورہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو جانے کتنی دیر سے آنسوں بہا رہی تھی۔

"افشاں میرا دل کرتا ہے کہ میں علیزے کو جان سے مار دوں۔" وہ نفرت سے بولی۔ افشاں نے ڈر کر اسے دیکھا۔

"نہیں ماورہ ایسے خیالات اپنے ذہن میں نہ آنے دے۔" وہ اس کے برابر بھیٹتی ہوئی خوف ذدہ سی بولی۔

"تو کیا کروں وہ..... وہ میرے شاہ جی کو چھین لے گی وہ میری محبت کو چھین لے گی مجھ سے بلکہ وہ چھین چکی ہے۔" وہ روتے ہوئے اپنا ہاتھ بیڈ پر مارتی ہوئی بولی۔

"یہ تیرا وحم ہے اور چھوٹے بابا نے کتنی بار تجھے بتایا تو ہے کہ تیری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔" افشاں نے اسے سمجھایا۔

"مجھے اپنی جگہ کی فکر نہیں ہے کیونکہ میری جگہ ان کے دل میں نہیں ہے ان کا دل خالی مکان کی طرح ہے جس پر وہ علیزے قبضہ جمانا چاہتی ہے اور وہ کامیاب بھی ہو رہی ہے۔" ماوری نے افشاں کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے غصہ سے کہا۔

"افشاں تو جانتی ہے جب وہ اسے دیکھتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں وہ چمک ہوتی ہے جو مجھے دیکھتے وقت نہیں ہوتی وہ جب اسے چھوتے ہوئے تو مجھے دور سے ہی اس لمس میں چاہت اور دلچسپی دکھتی ہے اور جب مجھے چھوتے ہیں مجھے دیکھتے ہیں مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ اپنا صرف فرض نبھا رہے ہوں۔" وہ اٹھ کر کسی ٹرانس میں چلتی ہوئی سنگھار میز کے سامنے آئی اور خود کے گال پر ہاتھ رکھتی کھوئے ہوئے انداز سے بولتی گئی جب افشاں بھی اپنی جگہ سے اٹھی۔

"وہ حسین ہے پڑھی لکھی ہے اس حویلی کی بیٹی ہے میں نا تو حسین ہوں نا ہی پڑھی لکھی ہوں اور اس حویلی کی ایک نوکرانی"......

"ماورہ چپ کر کیا بکواس کر رہی ہے۔" اسے پہلے وہ کھوئے ہوئے انداز سے خود کو آئینے میں دیکھتی ہوئی مزید بولتی افشاں نے اسے جھڑک پلائی۔

"تو چھوٹے بابا کی بیوی ہے پہلی بیوی تیرا ان پر سب سے زیادہ حق ہے آج دیکھا تھا تو نے کیسے.... کیسے سب تیرے گن گا رہے تھے اور علیزے کو کیا کچھ کہہ رہے تھے۔" افشاں کی بات پر وہ جھٹکے سے پیچھے مڑی۔

"لوگ گن گائے مجھے پروہ نہیں جس کے منہ سے خود کے لیے تعریف سننی ہے وہ تو کچھ کہتا ہی نہیں۔" افشاں چپ ہو گئی۔

"نہیں میں.... میں اپنی چار سال کی محبت کو یوں کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔" اب وہ تیزی سے نفی میں سر ہلاتے بیڈ کے پاس آئی اور کچھ سوچتے ہوئے بھیٹ گئی، افشاں چونکی۔

"کیا کرے گی تو؟" افشاں اس کے پاس چلتی ہوئی آئی اور اس کے برابر بھیٹی، اس کا چہرہ بغور دیکھتے افشاں نے پوچھا۔ وہ مسکرادی۔

"بچہ۔" اس کے جواب پر افشاں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بچہ؟"

"ہاں بچہ اس حویلی کا سرتان پیدا کروں گی میں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا بیٹا اس کی پہلی بیوی سے پھر میرا مقام مزید اونچا ہو جائے گا اور ان کی توجہ محبت سب ملے گی اور وہ علیزے سے غافل ہو جائیں گے۔" وہ کہتے ساتھ مسکرا رہی تھی، اس کے دماغ میں کافی کچھ چل رہا تھا۔

"لیکن ابھی دو مہینے تو ہوئے ہیں شادی کو اتنی جلدی؟" افشاں کو بے چینی ہونے لگی تھی۔

"ہاں یہ بہت ضروری ہے افشاں تو کل میرے ساتھ ڈاکٹرنی کیا چلے گی مجھے ان سے کہنا ہے کہ میں جلدی ماں بننا چاہتی ہوں اس کے لیے میں کیا کروں۔" وہ ماورہ کے ہاتھ پکڑ کر بولی۔ افشاں نے کچھ کہنے لے لیے لب کھولے۔

"افشاں منع مت کرنا تو میری سہیلی ہے نا تجھے میرا ساتھ دینا ہو گا میں جانتی ہوں ان کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔" افشاں نے کھلے لب واپس بند کر دیا اور گبھرا اور اسے دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ آہستگی بولی۔ ماورہ نے جوش سے اسے گلے لگالیا۔

"تو میری اکلوتی سب سے اچھی سہیلی ہے۔" وہ خوشی سے بولی تھی، افشاں نے پریشانی میں مسکرانے کی کوشش کی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب دیکھ علیزے میں کسی بھی حالت میں تجھے اپنی محبت اپنا خسم تجھے چھیننے نہیں دوں گی۔"وہ افشاں کی گلے لگی سوچتی ہوئ مسکرادی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"میرا خیال ہے اتنے وقت میں تو سارے کاغضات بن گ ئے ہوں گے تو اب بتا دیر کیے مجھے میرے حصہ کا بتادیں۔"وہ دلاور بخت کے سامنے والی کرسی پر بھیٹا میز پر بکھری فایلوں میں اتھل پتھل کرتا ہوا مسکرا کر بولا۔دلاور بخت سانس بھرتے ہوئے مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"عدیب تمہیں اپنے حصہ کی اتنی جلدی کیا ہے؟"دلاور بخت کا تو تیش انداز عدیب کو چونکا گیا تھا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا آپ جانتے تو ہے مجھے بزنس سٹارٹ کرنا ہے۔"عدیب نے ان کے لہجے پر غور کرتے ہوئے کہا۔انہوں نے پیچھے کرسی سے ٹیک لگائے بکھری فایلوں میں سے لال رنگ کی فایل کی جانب اشارہ کیا تو عدیب نے تیزی سے وہ فایل اٹھائ اور جلدی سے کھولی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس حویلی کے دوسرے بیٹے یعنی انور بھائی کے اکلوتے بیٹے ہونے کے تحت کل جایداد سے اتنا حصہ بنتا ہے تمہارا۔" دلاور بخت اس کے تاثرات غور سے دیکھتے ہوئے بتانے لگے۔

"ریلی؟" عدیب کی نظریں جیسے جیسے فایل کے اندر لکھی سطح کو پڑھ رہی تھی ویسے ویسے اس کے تاثرات خوشگوار ہوتے جا رہے تھے، بے ساختہ وہ دلاور بخت کو دیکھتے جوش سے بولا۔ انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اس حویلی کے تین بیٹوں کے بھی تین بیٹے یعنی شاہ زیب سمیر اور تم ہو یہ تمہارے حصے کا سب کچھ ہے۔" عدیب کی خوشی دیکھنے لایق ہو گئی تھی، وہ جلدی جلدی پنے پلٹتا بے یقین تھا۔

"بیٹا یہ سب کافی زیادہ ہے میرا آپ کو یہی مشورہ ہو گا کہ آپ نے کچھ بیچنا نہیں ہے اپری جو پیسے مل رہے ہیں اپنے بزنز میں وہ انویسٹ کرو باقی سب یہ زمین پلاٹ فیکٹری ویسی رہنے دو جیسے ہے یہاں پر کام ہوتا ہے۔" دلاور بخت اب اسے سمجھانے لگے۔

"یہ مجھے اپنی فیکٹری زمین کا چکر لگانا ہے۔" عدیب نے ان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview
www.zubinovelszone.com

"ٹھیک ہے زوہیب ہمارا بندہ ہے وہ لے جائے گا تمہیں لیکن یاد رکھنا وہ سب ہماری ہیں اور ہم..... "ان کی بات پوری ہوتی کہ عدیب کھڑا ہو گیا۔

"بہت شکریہ آپ کا چاچا جان۔" عدیب کے "چاچا جان" بلانے پر دلاور بخت نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا۔

"جیتے رہو خوش رہو میرے شاہ اور سمیر کی طرح ہو تم۔" دلاور بخت اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ وہ مسکرا دیا لیکن اس کے دماغ میں کچھ اور ہی چل رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com

"چاچی جان سے یہ کیا بدتمیزی تم کر کے آرہی..... "شاہ زیب غصہ سے کہتا ہوا کمرے میں داخل ہوا لیکن دروازے پر آکر ہی رک گیا اور حیرت سے کمرے کو دیکھا جس کا ہشر نشر بگڑا ہوا تھا، وہ دھیرے قدم اٹھاتا ہوا چاروں طرف دیکھتا ہوا چلتا اندر آیا، واس ایک جگہ گر کر ٹوٹا پڑا تھا، کانچ زمین پر پھیلے تھے، سنگھار میز کی ساری چیزیں گر کر ادھر ادھر بکھر گئ تھی، بیڈ شیٹ پوری نیچے گری ہوئ تھی، سائیڈ میز کے فانوس اور جگ سب نیچے ٹوٹ کر گرے ہوئے، وہ لب بھینچے سب دیکھتا ہوا بیڈ کے قریب علیزے کے پاس آیا جو اوندھے منہ لیٹے سسکیاں بھر رہی تھی۔

"علیزے یہ سب کیا ہے؟" بھاری آواز میں کہتا ہوا وہ بے ساختہ پاؤں اٹھا کر پیچھے ہوا تھا کیونکہ اس کے پاؤں کے پاس ہی گلدان ٹوٹا ہوا گرا پڑا تھا، علیزے نے کمرے کی حالت غصہ میں بری کر دی تھی۔

"علیزے؟" اس نے پھر غصہ سے پکارا لیکن وہ ایسی ہی لیٹی رہی۔

"علیزۓ آواز آرہی...... " وہ جھک کر اس کا بازوں پکڑ کر اسے سیدھا کرتا ہوا بولا ہی تھا جب وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر پوری قوت سے چلائی۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔" شاہ زیب نے تھوڑا چونک کر اسے دیکھا اور ماتھے پر شکنیں لاتا ہوا سیدھا ہوا۔

"سب چلے جاؤ میری زندگی سے اکیلا چھوڑ دو مجھے بالکل اس طرح جس طرح میری ماں نے مجھے چھوڑا تھا۔" سرخ آنکھیں، رونے کے باعث، پھیلا ہوا کاجل، بکھرے بال جو منہ پر آرہے تھے، وہ بے حال لگ رہی تھی۔

"علیزے بات سنو میری۔" شاہ زیب پھر اس کی طرف جھکا لیکن وہ دبک کر پیچھے ہوئی۔

"میں نے کہا نا جاؤ یہاں سے نہیں کرنی مجھے کسی سے بات۔" وہ چیخی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Biography|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"علیزے۔" شاہ زیب پھر بھی آگے بڑھا اور زبردستی اس کے دونوں ہاتھ پکڑے جبکہ وہ پھڑپھڑاتی چڑیا کی طرح ہاتھ چھڑانے کی سعی کرنے لگی۔

"ہٹو یہاں سے جنگلی انسان تم برے ہو سب برے ہیں کوئی اچھا نہیں سب علیزے کے ساتھ یہی کرتے ہیں سب علیزے کو چھوڑ جاتے ہیں۔" شاہ زیب نے آگے بڑھ کر اسے خود کے سینے سے لگایا۔ وہ زور زور سے بولتی یکدم رونے لگ گئی، ہاتھ ڈھیلے چھوڑ دیے اور اس کے حصار میں لپٹی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی، شاہ زیب خاموشی سے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹے اسے خود کے سینے سے لگایا ہوا تھا جبکہ بائے ہاتھ سے آہستہ سے اس کے بال سہلا رہا تھا اور وہ دل کا غبار نکالتی ہوئی روئے جا رہی تھی۔

"ششش بس۔" کافی دیر بعد بھی وہ اسے لگی چپ نہ ہوئی تو شاہ زیب نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے اس کے آنسوں پونچھ کہا۔

"علیزے بس۔" وہ اب ہچکیاں لینے لگی تھی جب شاہ زیب سے ہلکی سی سختی سے کہا پھر اسے الگ ہوتا ہوا بیڈ سے اتر کر سائیڈ میز کی جانب بڑھا جہاں ایک گلاس پانی سے بھرا اب تک محفوظ تھا، اس نے اٹھایا اور واپس علیزے کے پاس آکر اسے پلایا اور ساتھ ہی اس کے قریب بھیٹ گیا، علیزے نے بھی خاموشی سے پی لیا اور حواسوں میں آکر

جھٹکے سے اسے دور ہوئی لیکن بولی کچھ نہیں، ادھر ادھر دیکھتی وہ اپنی شرمندگی مٹانے کی کوشش کر رہی تھی، شاہ زیب اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر پاس ہی میز پر رکھ کر اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا جو اسے نظریں نہیں ملا رہی تھی۔

"علیزے؟" اس نے نرمی سے پکارا، علیزے نے دھیرے سے پلکیں اٹھا کر ناراضگی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

"اپنی ماں سے کوئی اس طرح پیش آتا ہے؟" وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے کسی بچے کی پیار سے کلاس لگ رہی ہو۔

"وہ میری ماں نہیں ہے۔" اس نے نہایت سرد آواز میں جملہ ادا کرتے ہوئے کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جما لیں۔

"کون ہے پھر؟" شاہ زیب نے ویسی سنجیدگی ہنوز برقرار رکھی۔

"میرے باپ کی بیوی۔" وہاں بھی ویسے ہی سرد مہری برقرار تھی۔

"تمہاری کچھ نہیں لگتی؟" شاہ زیب نے بھنویں جوڑیں پوچھا۔

"نہیں۔" فوراً انکار کیا گیا۔

"آسمان سے ٹپکی تو تم ہو نہیں۔" شاہ زیب نے طنز کرتے ہوئے کہا۔ علیزے نے واپس اسے دیکھا۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''میں نہیں مانتی انہیں اپنی ماں اور تم اس معاملے میں نہ بولو تو بہتر ہے۔'' وہ انگلی اٹھا کر بولی۔

''تم مانو یا نہ مانو لیکن یہی سچ ہے وہ تمہاری ماں ہیں تمہیں سات مہینے اپنی کوک میں رکھا ہیں انہوں نے تمہیں اتنی تکلیفوں کے بعد جنم دیا ہے ان کے پاؤں کے نیچے جنت ہے ایک ماں کا درجہ حاصل ہیں انہیں اور تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا ان کے ساتھ اس طرح پیش آنے کا تم جانتی ہو تمہارے باعث ان کی آنکھ سے نکلا ایک آنسوں تمہیں فرشتوں کی لعنت دے رہا ہو گا۔'' شاہ زیب برہم ہوا، علیزے اسے غصہ سے گھورتی رہی۔

''اور آیندہ میرے سامنے تم نے اپنی نازک سی انگلی بھی اٹھائی نا تو ہاتھ میں صرف چار ہی انگلیاں باقی بچیں گی۔'' وہ اس کی اٹھی انگلی کو سختی سے پکڑ کر بولا اور اٹھ کھڑا ہوا، علیزے نے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔

''ہنہہ ایسے تقریریں دیتے ہیں جیسے خود بڑے ہی نیک ہو۔'' علیزے اسے دروازے کی جانب جاتا ہوا دیکھ سر جھٹک بڑبڑائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بے شک میں عام سا بشر ہوں لیکن ماں کے رتبے سے اچھی طرح واقف ہوں اس کی کیا حیثیت ہے اسے جانتا ہوں تمہاری طرح نہیں ہوں ہتو ماں باپ سے بات کرنے کی تمیز ہے نہ شوہر سے۔" وہ اونچی آواز میں کہتا ہوا باہر نکل گیا جب علیزے سٹپٹائی۔

"کتنے لمبے کان ہیں۔" وہ غصہ سے بولی۔ کچھ ہی لمحے بعد ملازمہ ہاتھ میں جھاڑو پکڑے حیرت سے ارد گرد دیکھتے ہوئے اندر آئی۔

"کیا مسلہ ہے؟"علیزے نے ساری خنس اس پر نکالی۔

"جی وہ چھوٹی بی بی جی چھوٹے بابا کہہ کر گۓ ہیں کہ جو کباڑ چھوٹی بی بی نے اندر کیا ہے اس کو صاف کردو کیونکہ وہ مہرانی خود تو اپنی جگہ سے ہلنے والی نہیں۔" وہ معصومیت سے بولی، علیزے حیرت سے کھڑی ہوئی۔

"یہ کہا تھا اس نے؟"اس کے غصہ سے پوچھنے پر ملازمہ سہم گئ۔

"ج.. جج... جی میں صفا.. صفائی کرلوں؟ '

"جو کرنا ہے کرو بھاڑ میں جاؤ تم بھاڑ میں جائے تمہارے چھوٹے با..... آؤچ۔" وہ پیر پٹختی کمرے سے جاتے ہوئے بولنے لگی لیکن رستے میں الٹا گرا گلدان اس کے پاؤں پر لگ گیا۔

"یہ کس جاہل نے ادھر پھینک....." وہ پاؤں پکڑتی ہوئی چیخ ہی رہی تھی کہ یاد آیا یہ سب حال اس کی خود کی نوازش ہے جبھی سر جھٹک کر باہر نکل گئ۔

"کمال ہے جی۔" پیچھے ملازمہ نے کندھے اچکاتے ہوئے حیرانگی دکھائی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم۔" صبح زینیا سمیر کے ساتھ ناشتے کی میز پر آئی اور اونچی آواز میں دونوں نے سلام کیا جس کا جواب سب نے دیا، شاہ زیب کے برابر بھیٹی علیزے نے جوس پیتے ہوئے ایک نظر اسے اپر سے نیچے سجے سنورے دیکھا، وہ ٹھیک ایک دن کی دلھن لگ رہی تھی اور پھر اس کے چہرے پر پھوٹتی ہوئی خوشی اور شرمیلی مسکراہٹ۔

"بیٹا کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی آپ کو؟" سلماں بخت نے مسکرا کر زینیا سے پوچھا اسے پہلے وہ جواب دیتی سمیر جلدی سے بولی۔

"میرے ہوتے ہوئے کیا پریشانی امی جان۔" وہ فخریہ انداز میں بولا۔ سب لڑکیوں کی دبی دبی ہنسی نکلی جبکہ سلماں بخت نے اسے گھورا۔

"ہاں ناوی آئی پی ٹریٹمنٹ دے رہے ہوں گے بھابھی کو۔" لیلیٰ نے کھیر امنہ میں رکھتے ہوئے کہا۔ سب کا قہقہ گونجا۔

"زے؟" مہک نے علیزے کے کان میں سرگوشی کی۔اس نے زینیا پر ہی نظریں ٹکائے بھنویں اچکائیں۔

"یہ کیا تم ساس بن کر اس کا جایزہ لے رہی ہو؟" مہک نے ڈپٹ کر کہا۔اس نے تیزی سے اپنی نظروں کا زاویہ تبدیل کر کے ٹوسٹ اٹھایا۔

"نہیں وہ بس میں دیکھ رہی تھی تم بتاؤ؟" اس نے جلدی سے بات بدلی۔

"صاف صاف بولو نا بیچاری کی خوشی تمہیں ہضم نہیں ہو رہی پکی جھیٹانی بننا چاہ رہی ہو۔" وہ آنکھ دبا کر بولی۔علیزے نے اسے گھورا۔

"بکواس بند کرو اور ٹھونسو۔" وہ دانت پیستے ہوئے دبی دبی غرائی۔

"علیزے چائے نکال کر دینا۔" شاہ زیب جو موبائل میں کچھ مصروف تھا، موبائل جیب میں ڈال پراٹھے کی طرف متوجہ ہو کر سرسری سا حکم دیا جس پر علیزے نے جھٹکے سے چہرہ موڑا اسے گھورا پھر سب کو موجود دیکھ خاموشی سے کیتلی سے چائے نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔

"سر پر رکھوں؟" رکھنے کے بجائے ہوا میں اس کی طرف بڑھانے پر وہ چڑ کر بولا۔علیزے نے اسے پھر گھورا۔

"دفع ہو۔" اس کے پاس کپ رکھ وہ اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہوئی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا ہوا تنگ کر رہے تھے شاہ زیب بھائی؟" مہک نے شوخی سے پوچھا۔

"تم چپ نہیں رہ سکتی؟"علیزے نے اسے بھی گھورا۔

"تم اب ہر وقت کچے چنے چبائے رہتی ہو۔" مہک نے عمر کو پانی کا جگ پاس کرتے ہوئے کہا۔

"ہیں اس کا کیا مطلب؟"علیزے نے الجھ کر اسے دیکھا، اس سے پہلے وہ جواب دیتی شاہ زیب کی آواز گونجی۔

"امی جان ماورہ کہاں ہے؟"وہ مہرون نساء سے مخاطب تھا۔

"بیٹا وہ شاید".....

"وہ اور افشاں باہر گئے ہیں کسی کام سے۔"عمارہ نے جواب دیا۔

"کس کام سے؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"یہ بھائی دانی کیا باتیں کر رہے ہیں؟"علیزے نے مہک کے کان میں سرگوشی کی۔اس نے بھی سامنے بیٹھے عدیب دانیال کو دیکھا جو آہستہ آہستہ ایک دوسرے کو کچھ کہہ رہے تھے۔

"پتہ نہیں۔" مہک نے کندھے اچکائے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"سِلا کیا ہوا؟" زینیا کی تیسری آواز پر بھی وہ متوجہ نہ ہوئی۔ زینیا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ چونکی۔

"ہوں ہاں؟" اس نے ایک نظر اپنے برابر بھیٹے عدیب کو دیکھا جو دانیال کے ساتھ باتیں کرتا ہوا ناشتہ کر رہا تھا پھر زینیا کو جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"طبیعت ٹھیک ہے؟ "

"ہاں بس ایسی۔" وہ پلیٹ میں چمچ چلاتی ہوئی خود کو کمپوز کیے بولی۔

"محترمہ کیا لیں گی آپ؟" سمیر نے زینیا کے کان میں سرگوشی کی۔

"کچھ بھی۔" وہ سر جھکا کر بولی۔

"بیٹا تکلف مت کرو سمیر یہ کھیر کا ڈونگا اس کی طرف بڑھاؤ۔" سلماں بخت نے کہا۔ سمیر نے سر اثبات میں ہلایا۔

"یوج رایمہ کو کیا ہوا؟" علیزے نے سامنے بھیٹی کھوئی ہوئی رایمہ کو دیکھ شاہستہ بیگم کے برابر بھیٹی یوجنا کو میسج کیا۔

"پتا نہیں آپی کل رات سے خاموش ہیں۔" یوجنا نے سینڈوچ کترتے ہوئے ہوئے ایک ہاتھ سے ٹایپنگ کرتے ہوئے جواب دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"یوجنا اور علیزے موبایل رکھو۔" انور بخت کی سخت آواز پر وہ دونوں گڑبڑا گئیں اور جلدی سے موبایل گود میں ڈالا، شاہ زیب نے علیزے کو دیکھا۔ وہ نظر انداز کیے کان کے پیچھے لٹ کرتی ہوئی پھل کھانے لگی۔

"میرا بچہ ٹونی نظر نہیں آرہا؟" مدیحہ بخت نے کہا۔ لیلیٰ نے بھی ادھر ادھر دیکھا لیکن وہ نہیں تھا۔

"وہ کہہ رہے تھے ان کا ناشتہ کرنے کا دل نہیں۔" ملازمہ نے بتایا۔ سب نے لیلیٰ کو دیکھا جس پر وہ مزید شرمندہ ہوگئی۔

"اس کے کمرے میں ناشتہ پہنچادو۔" مہرون نساء نے حکم دیا۔ ملازمہ سر ہلا کر چلی گئی۔ لیلیٰ نے بھی اپنے ہاتھ کھینچ لیے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

دوپہر کے تین بجے کے قریب وہ چند گھنٹوں سے اپنی جگہ ساکت بھیٹی ہوئی تھی، ڈاکٹرنی کے کہے الفاظ اس کے کانوں میں سیسہ گھول رہے تھے، وہ کئی گھنٹوں سے بغیر کوئی حرکت کیے بت بنی بھیٹی کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائی ہوئی تھی، افشاں نے ایک بار پھر اپنے دوپٹے سے روتے ہوئے آنکھیں رگڑی اور ہمدردانداز میں اس

کے کندھے پر ہاتھ رکھا جبکہ وہ اب تک ہلی نہیں تھی صرف پلکیں تھی جو جھپکتے ہوئے اس کے زندہ ہونے کا ثبوت دے رہی تھی۔

"میں.....میں بڑی بیگم صاحبہ کو یہ خبر دے کر آتی ہوں۔" افشاں ناک پونچھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور سوں سوں کیے جلدی سے باہر نکلی، ماورہ نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا اور پاس ہی رکھے چند کاغظات کو دیکھتے روانگی سے ایک کے بعد ایک آنسوں آنکھوں سے بہتے چلے گ ئے۔

کچھ دیر بعد مہرون نساء بھی روتے ہوئے کمرے میں تیزی سے داخل ہوئیں اور جھپٹ کر ماورہ کو گلے لگا لیا لیکن وہ ویسی بھیٹی رہی البتہ خاموشی سے آنسوں جاری تھے۔

"بیٹا جو ہوتا ہے اس میں اللہ کی بھلائی ہوتی ہے۔" مہرون نساء اسے الگ ہوتی ہوئی بولیں۔

"رپورٹس دکھاؤ۔" افشاں کو اندر آتے ہوئے دیکھ انہوں نے کہا۔ اس نے جلدی سے وہی کاغضات اٹھائے اور مہرون نساء کو دیے، وہ منہ پر ہاتھ رکھے روتے ہوئے پڑھنے لگیں۔

"میں نے بلا دیا ہے مردان خانے سے چھوٹے بابا کو۔" افشاں نے ساتھ اطلاع دی۔

"یہ.... یہ کیسے ہو گیا؟"مہرون نساء روتے ہوئے کاغظات پر لکھی تحریریں پڑھتی ہوئ بڑبڑائیں۔

"ڈاکٹرنی نے باقاعدہ چیک اپ کر کے رپورٹ بنوا کر دی ہے۔"افشاں نے ایک افسوس نگاہ سن بھیٹی ماورہ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں کیوں گئ تھی؟"اچانک مہرون نساء کو یاد آیا۔

"جی وہ جی......"افشاں نے گھبرا کر ماورہ کی مدد چاہی لیکن وہ تو کسی اور ہی دنیا میں کھوئ خاموشی سے آنسوں بہا رہی تھی۔

"ماورہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو اسیلیے....."افشاں نے سر جھکا کر جھوٹ کہا،وہ دونوں صبح ہی ہسپتال کے لیے نکل گئ تھی۔

"تو تم نے ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی؟"مہرون نساء نے غصہ سے پوچھا۔

"وہ جی بس ماورہ نہیں چاہتی کی آپ لوگ پریشان ہوں۔"افشاں جلدی سے بولی،اسے پہلے مہرون نساء پھر کچھ کہتیں شاہ زیب اندر آیا،افشاں منہ چھپا کر ایک طرف ہو گئ،مہرون نساء بیٹے کو دیکھ کھڑی ہوئ اور اس کو خود سے لگا کر رو پڑیں۔

"امی جان کیا ہو گیا سب خیریت؟"شاہ زیب کے ماں کو روتے ہوئے دیکھ اوسان خطا ہو گئے تھے،ماورہ کو دیکھا جس کی حالت کچھ عجیب ہی لگ رہی تھی۔

"بیٹا بہت بری خبر ہے۔" مہرون نساء اسے الگ ہوتی دکھ سے بولیں۔ شاہ زیب کے ماتھے پر شکنوں کے جال گہرے ہوگئے۔

"کیا ہوا ہے؟" اس نے خاصی پریشانی سے پوچھا۔

"ماورہ آپ کی بیوی کبھی ماں نہیں بن سکتی۔" یہ جملہ وہ دوسری بار سن رہی تھی، پہلے ڈاکٹرنی نے کہا تھا جب اسے لگا اس پر چھت گر گئی ہے پھر اب مہرون نساء نے کڑوہ سچ بولا، ماورہ نے آنکھیں میچ لیں، افشاں بھی رونے لگی جبکہ شاہ زیب ایک پل کو رک سا گیا۔

"ک.... کیا؟" بے یقینی ایک لفظ ادا ہوا۔

"ہاں بیٹا آج ماورہ اور افشاں ہسپتال گیں تھیں وہاں جا کر ماورہ کا مایعنہ ہوا اور یہ رپورٹس....." مہرون نساء بول ہی رہی تھیں جب تیزی سے شاہ زیب نے رپورٹس اٹھائی اور پڑھی اور پھر وہ جم سا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو انایا؟" علیزے نے بے یقینی سے ہاتھ میں پکڑے فون پر اپنی گرفت مضبوط کی اور تیزی سے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی، اندر داخل ہوتی مہک بھنویں

جوڑا اس کے پاس آئی جس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اگلی طرف سے ملے جانی والی خبر خاصی ناخوشگوار ہے۔

"ایسا کیسے ہو سکتا یار میرا دل چاہ رہا میں ہماری یونی کو آگ لگا دوں۔" وہ غصہ سے دانت پیستی ہوئی بولی، مہک نے الجھ کر اسے پوچھا اور ساتھ "کیا ہوا؟" کا اشارہ بھی کیا۔

"اچھا ٹھیک ہے کرتی ہوں تم سے بات بائے۔" وہ سست روئی سے چلتی مہک کو ایک طرف کرتی آگے بڑھی اور فون کان سے ہٹا کر بیڈ پر پھینک دیا۔

"کیا ہوا زے سب خیریت؟" مہک اس کے پیچھے آئی جواب غصہ سے چکر کاٹ رہی تھی۔

"یار ایگزامس پوسٹ پون کر دیے گئے ہیں۔" اس نے پریشانی سے بتایا۔

"ارے اس میں تو پارٹی دینی چاہیے تجھے۔" مہک خوشی سے جھوم کر بولی۔ علیزے نے اسے گھورا۔

"پارٹی کی بچی یہاں میری پارٹی ہو گئی ہے سارے پلین کا ستیاناس ہو گیا مطلب کتنا دل تھا میرا اپنے گھر واپس جانے کا لیکن مجھے لگتا ہے میں اس دسترس میں اب ساری زندگی قید ہی رہوں گی۔" وہ دکھ سے بولتی ہوئی گرنے والے انداز میں بیڈ پر بھیٹ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
www.zubiinovelszone.com

"اہو کیا ہو گیا ہے یار پوسٹ پون ہوئے ہیں کینسل تھوڑی ہو جائیں گے چلی جاؤ گی تم اسی بہانے اتنا کیا اور یہ کتنی بری بات ہے تم اتنے پاک اتنے خوبصورت رشتے کو اتنی اہم دسترس کو قید کہتی رہتی ہو کسی نے سن لیا تو کیا سوچے گا؟" مہک اس کے برابر بھیٹتی ہوئی اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔

"جس نے سننا ہے سن لے بھاڑ میں جائے سب اور قید نہیں تو کیا کہوں دسترس معنے آپ پر کسی کا حق جو آپ کی سانسیں بھی گنے تمہیں پتا ہے مجھے گھٹن ہوتی ہے اس دسترس میں میرا دل کرتا ہے میں یہاں سے بہت دور چلی جاؤں اتنی دور کہ کبھی واپس نہ آؤں۔" وہ کھوئے ہوئے انداز سے بولی۔ مہک نے اسے ڈر کا دیکھا۔

"کیا فضول بکواس کر رہی ہو۔" اسے پہلے علیزے کچھ کہتی ملازمہ اندر آئی اور پیغام دے کر گئی۔

"میں نہیں جا رہی۔" علیزے نے صاف منہ پھیر لیا۔

"زے پاگل ہو گئی ہو چاچو بلا رہے ہیں ان کی بات تو سن لو۔" مہک نے اسے ڈانٹا۔

"یار میں.....اچھا چلو۔" وہ اپنا سر ہاتھوں میں لیتی کچھ بڑبڑانے لگی تھی کہ جھٹکے سے سر اٹھا کر نفی میں سر ہلاتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

"ٹینشن مت لو سب ٹھیک ہو جائے گا وقت سب ٹھیک کر دیتا ہے۔" مہک نے اس کے ساتھ باہر نکلتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرا دی۔

"درست کہا وقت بہت ظالم ہوتا ہے آپ سمجھتے ہیں کہ آپ مر جائیں گے لیکن نہیں آپ نہیں مرتے وقت آپ کو جیسے تیسے جینا سکھا دیتا ہے۔" علیزے کہتے ساتھ انور بخت کے کمرے کے اندر چلی گئی جبکہ مہک باہر کھڑی رکی اس کی باتوں پر غور کرنے لگی پھر سر جھٹک اندر گئی۔ سامنے انور بخت اور عدیب کو ساتھ پایا۔

"جی ڈیڈ بلایا؟" علیزے روکھے سے انداز میں کہتی ہوئی عدیب کے برابر ٹک کر بیٹھ رہی تھی۔

"ہاں پیکنگ ہے تمہاری؟" انور بخت نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ڈیڈ پیپر آگے بڑھا دیے گئے ہیں۔" علیزے نے نیچے فرش کو دیکھ جواب دیا، عدیب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ریلی؟" علیزے نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہوں اچھا ہوا۔" انور بخت نے پر سوچ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ علیزے نے غصہ سے انہیں دیکھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

"کچھ اچھا نہیں ہوا ڈیڈ۔" اس نے دھیرے سے کہا جو صرف عدیب کو سنائی دیا۔ اس نے علیزے کے کندھے پر ہاتھ رکھ تسلی دی۔

"چاچو پھر آپ لوگ چل رہے ہمارے ساتھ واپس؟" مہک نے پوچھا۔ انور بخت نے سر ہلایا جبکہ علیزے نے الجھ کر مہک پھر انور بخت کو دیکھا۔

"کیوں ابھی جا رہے ہیں ولیمہ میں شرکت نہیں کریں گے؟" اسے یاد تھا آج ولیمہ ہونا تھا۔

"تمہیں نہیں پتہ؟" عدیب نے حیرانی سے اسے پوچھا۔ علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا نہیں پتہ مجھے؟" باری باری تینوں کو دیکھا۔

"ماورہ کانٹ ہیو آ بے بی۔" مہک نے دھیرے سے اسے بتایا۔ اس نے چونک کر مہک کو دیکھا پھر عدیب کو جس نے سر ہلاتے ہوئے کندھے اچکائے۔

"اماں جان نے ولیمہ کینسل کر دیا ہے ماتم کا ماحول ہے حویلی میں تم کہاں ہوتی ہو علیزے اس حویلی کی خود کو بیٹی نہیں مانتی تو کم از کم بہو تو مانو اتنا کچھ چل رہا ہے اور تمہیں کوئی خبر نہیں۔" انور بخت نے بتاتے ہوئے ساتھ اس کو جھاڑ پلائی۔

"ڈیڈ اب زے چوکیداری کرتی پھرے اور اس حویلی میں تو کچھ نہ کچھ ڈرامہ چلتا ہی رہتا ہے۔" عدیب نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"مجھے تو لگتا ہے یہ کوئی ناول چل رہا جب دیکھو کوئی نیا تماشہ روز کھڑا ہوتا ہے جانے کب اس کا دی اینڈ ہونا ہے اور میری کب جان چھٹنی ہے۔"علیزے نے سانس بحال کرتے ہوئے آخری بات عدیب کے کان میں کی۔وہ ہنس دیا۔

"میں ذرا اماں جان کے پاس ہو آؤں کافی افسردہ ہیں وہ مہک بیٹا تم آؤ ساتھ مہتاب کو بلا کر اماں جان کے کمرے میں لاؤ۔"انور بخت نفی میں سر ہلاتے ہوئے اٹھے اور ایک افسوس نگاہ دونوں بچوں پر ڈال مہک کے ساتھ باہر نکل گئے۔

"اب یہ کیا سین ہے یار۔"ان کے نکلتے ہی علیزے تیزی سے اٹھی اور دبی دبی چلائی۔

"تمہیں کیا پریشانی ہے؟"عدیب نے نیم دراز ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یار تمہیں نہیں پتا ان گاؤں والوں کا بھائی اب پہلی بہو ماں نہیں بن سکتی تو یہ سب میرے پیچھے پڑ جائیں گے اور یہ لمبی لمبی باتیں بس اب تو تم ہی ہماری آخری امید ہو میں جانتی ہوں برو۔"وہ انیلا بخت کی اداکاری کرتے ہوئے کوفت سے بولی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے ایسی ویسی باتیں سننی کی خبادار جو اپنی زندگی ایک بار پھر اپنے ہاتھوں سے برباد کی۔"عدیب کرنٹ کھا کر اٹھا۔

"نہیں میں پاگل نہیں ہوں ان کی امیدیں ہی پوری کرتی رہوں یہی تو حیثیت ہے یہاں ایک عورت کی بس مردوں کے اشاروں پر چلے اور بچیں پیدا کرتی رہے بس ختم۔" وہ سینے پر ہاتھ باندھتی ہوئی نخوت سے بولی۔

"گڈ اچھا سنو ایک ضروری بات کرنی ہے۔" عدیب نے علیزے کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ بٹھایا۔

"ہاں مجھے بھی کرنی ہے بتاؤ سِلا کیسی ہے کیا چل رہا تم دونوں کے درمیان؟" علیزے نے بھی جلدی سے بھیٹتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا۔

"بھاڑ میں ڈالو اسے روتی دھوتی مشین ہے تم یہ بتاؤں جنت سے بات ہوئ؟" عدیب نے جان چھڑانے والے انداز میں جلدی سے کہا۔

"نہیں میں یہی تم سے پوچھنے والی تھی اس کا نمبر بند جا رہا ہے۔" علیزے نے پریشانی سے کہا۔

"تم تو اس کی دوست ہونا تو تم دونوں کے کوئ دوست"....

"جتنے بھی ہیں سب سے پوچھ لیا کسی کو کچھ نہیں معلوم پتہ نہیں اچانک کہاں غایب ہو گئ۔" عدیب نے پریشانی سے کنپٹی مسلی پھر سر جھٹک کر سیدھا ہوا۔

"سنو میرے حصہ کے جاید اد مجھے مل گئ ہے یہ دیکھو۔" عدیب نے تھوڑی دور رکھی فایل اٹھائ اور علیزے کو دکھائ جو حیرت سے پڑھنے لگی تھی۔

"اومائے گاڈ واؤ کانگریچلوشن۔" وہ خوشی سے بولی اور عدیب کے گلے لگی۔

"ہاں وہ سب ٹھیک ہے اب میری بات تم غور سے سنو۔" عدیب نے اسے الگ ہوتے ہوئے اس کی ساری توجہ اپنی جانب کی۔

"کیا؟" علیزے سنجیدہ ہوئ، عدیب کے چہرے پر مسکراہٹ آئ اور پھر جو اس نے علیزے سے کہا، وہ نے حیران منہ کھولی اسے دیکھتی رہی۔

"نہیں نہیں یہ غلط ہے۔" وہ نفی میں سر ہلا کر کھڑی ہو گئ۔

"کچھ غلط نہیں ہے تمہارا حق ہے۔" وہ اس کو واپس بٹھاتا ڈانٹتے ہوئے بولا۔

"ہاں چلو میرا حق تک ٹھیک ہے لیکن میں کیسے یہ سب"......

"زے شٹ آپ پھر سے ثابت نہ کرو کہ تم اموشنل فول ہو تمہیں ہماری تکلیفوں کو بدلا نہیں لینا حویلی والوں سے؟" عدیب نے اس کی درشتی سے بات کانٹ غصہ سے پوچھا۔

"لیکن یہ تو بہت بڑا اسیا پا ہے بھائ بہت بڑا ر ایتہ پھیل جائے گا اور اگر کسی کو مجھ پر شک ہو گیا؟" وہ ڈر کر بولی۔

"کسی کو شک نہیں ہو گا تم یہ کام بہت آسانی سے کر سکتی ہو کیونکہ تم اس شخص کی بیوی ہو اس کے ساتھ رہتی ہو تمہارے بائے ہاتھ کا کام ہے۔" عدیب کہہ کر مسکرانے لگا۔

"نہیں بھئی یہ بہت خطرناک ہے اگر اس جنگلی کو پتہ چل گیا کہ اس سب کے پیچھے میرا ہاتھ تھا وہ مجھے قتل کر دے گا ویسی وہ اپنوں پر کوئی مصیبت برداشت نہیں کرتا۔"

علیزے نے جھرجھری لی۔

"ایسے کیسے ہاتھ تو لگا کر دکھائے تمہیں اور تم فکر مت کرو میں یہی ہوں ڈیڈ رایمہ اور یوجنا جا رہے ہیں صرف۔"

"لیکن".....

"زے سمجھنے کی کوشش کرو یہ جو جاید اد میرے نام ہوئی یہ کچھ بھی نہیں ہے جب تک یہ سب جو میرے حصہ میں آیا ہے مجھے مل نہ جائے اور ملے گا تب جب یہ سب بکے گا اور وہ شاہ زیب کا بچہ کبھی بھی یہ فیکٹریاں یہ زمینیں نہیں بیچنے دے گا کیونکہ ان سب پر کام ہوتا ہے اور سارا اس کے انڈر ہوتا ہے ہمیں کسی بھی طریقے سے ان حویلی والوں کو برباد کرنا ہو گا جاؤ اپنا حصہ مانگو اور وہ کرو چھپکے سے جو میں نے سمجھایا ہے۔" عدیب نے تفصیل سے اسے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"لیکن ضروری ہے کہ ہم باقی سب بھی خراب کریں مطلب یار مجھے نہیں سمجھ آرہا کچھ۔" علیزے کھڑی ہو گئی اور ادھر ادھر دیکھ ذہن پر زور دینے لگی، اس کا دل ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

"کیا تمہیں رہائی نہیں چاہیے اس سب سے ؟" علیزے نے عدیب کو دیکھا جو غصہ سے کھڑے ہو کر اسے پوچھ رہا تھا۔

"چاہیے لیکن ایسے دھوکا کر کے ان کے کام خراب کر کے "....

"تم آم کھانے سے مطلب رکھو گٹھلیاں مت گنو۔"

"ایں کیا اتنی مشکل اردو۔" علیزے نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اف چھوڑو تم اب میری بات سنو کہ تمہیں کرنا کیا ہے تھوڑا سا تو ان کو بھی پریشانیاں جھیلنے دو بہت ٹارچر کیا نا ہمیں اب ان کو بھی گدھے کا ناچ نہ نچا دیا تو میرا نام بھی عدیب انور نہیں۔" وہ طنزیہ مسکراتے ہوئے علیزے کو دیکھ کہہ رہا تھا جو منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اف اللہ میں کیسے کروں گی ؟" اس کے دل و دماغ میں صرف یہی چل رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ماورہ یہ ژا°ہ۔"(ماورہ رونا بند کرہ) وہ شاہ زیب سے لگی جانے کتنی دیر سے زارو قطار رو رہی تھی، شاہ زیب اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا ہوا خاموشی سے اس کی سسکیاں سن رہا تھا جب ہی کافی دیر بعد بھی وہ چپ نہ ہوئی بلکہ ہر گزرتے لمحے میں اس کے رونے کی شدت اضافہ ہوتا گیا تو ناچار شاہ زیب کو ٹوکنا ہی پڑا۔

"کیس... کیسے میں.... میں کبھ.... کبھی بھی۔"اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن نہ کہہ سکی اسیلیے پھر رونے لگ گئ، شاہ زیب نے اسے الگ کیا اور اس کے سامنے ہو کر بھیٹا۔

"ادھر دیکھو۔"اس نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے پکارا۔اس نے بھیگی پلکیں اٹھائی جو کانپ رہی تھی۔

"جتنی تکلیف سے تم گزر رہی ہو اتنی تکلیف سے میں بھی گزر رہا ہوں لیکن اب ساری زندگی سوگ تو نہیں منا سکتے نا اور اللہ چاہے تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا تم صرف خدا سے دعا کرو وہ تمکاری جھولی ضرور بھرے گا۔"شاہ زیب کے اتنے پیار سے سمجھانے پر وہ اسے دیکھتی رہ گئ۔

"اب آپ مجھے چھوڑ دیں گے؟"اچانک پوچھے جانے والے سوال پر شاہ زیب چونک گیا تھا۔

"کس نے کہا تم سے؟"شاہ زیب نے سختی سے پوچھا۔

"کسی نے نہیں لیکن میں تو پہلے ہی آپ کے قابل نہیں تھی اور اب تو ایک بانجھ".....

"کیا فضول بکواس کر رہی ہو بچیں نہ ہونے پر تم کوئی ادھوری عورت نہیں بن گئی تم مکمل ہو میری بیوی ہو اور میں اپنی بیوی کو کبھی نہیں چھوڑوں گا فضول مت سوچا کرو۔" شاہ زیب نے ڈانٹ کر اسے خود سے لگایا۔ خوشی کے آنسوں اس کے گال پر بہنے لگے۔

"تہ °°ر°ہ یہ°۔" (آپ بہت اچھے ہیں) وہ اسے الگ ہوتی ہوئی دھیمے سے آنسوں پونچھ بولی۔

"تايو°ہ خو°لي؟" (کچھ کھایا تم نے) شاہ زیب کے سنجیدگی کے پوچھنے پر اس نے نظریں چرالیں، شاہ زیب نے کچھ لمحے اسے گھورا پھر ملازمہ کو آواز لگا کر دوپہر کا کھانا کمرے میں ہی منگوایا۔

"میرا جی نہیں کر رہا۔" ماوری نے صاف انکار کیا۔

"چپ چاپ کھانا کھاؤ۔ "

"لیکن".....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں نے بھی کچھ نہیں کھایا۔" وہ کچھ نہ بولی اور شاہ زیب کے ساتھ خاموشی سے چند لقمے لینے لگی۔

"اب علیزے ماں بن جائے گی نا؟" کھانے کے دوران اس نے پھر اچانک پوچھا۔ پانی پیتے ہوئے شاہ زیب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟" گلاس واپس رکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"مطلب جو میں آپ کو دے نہیں سکتی وہ دے دیگی۔" ماورہ کی حالات کے باعث شاہ زیب کو اپنے غصہ پر قابو کرنا پڑا ورنہ اس کی بات نے اسے اچھا خاصہ غصہ دلایا تھا۔

"تم علیزے سے کیوں اتنی حسد کرتی ہو؟" شاہ زیب نے بھنویں جوڑا سے پوچھا۔

"وہ میری سوکن ہے اور آپ کو اس کے ساتھ دیکھ کر میرا خون جلتا ہے آپ.... آپ اس کو چھوڑ دیں۔" وہ بے ساختہ بول گئی تھی، شاہ زیب نے کھانے سے ہاتھ پیچھے لیے اور کھڑا ہو گیا، ماورہ بھی کھڑی ہوئی۔

"جیسے میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا ویسے ہی میں اس کو بھی نہیں چھوڑ سکتا آج تم نے یہ کہہ دیا اگلی بار یہ بات تمہارے ذہن میں بھی نہیں آنی چاہیے۔" ایک ایک لفظ اس پر واضح کر کے وہ کمرے سے نکل گیا تھا جب ماورہ نے بے اختیار گلاس اٹھایا اور پوری

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

قوت سے سامنے دیوار پر مارا، کانچ کے ٹکرے ہر جگہ پھیل گ ئے، ان کانچ کے ٹکروں میں اس کے نقوش نظر آنے لگے۔

"میں تمہیں بہت دور کر دوں گی اپنی شاہ جی سے۔" وہ بڑبڑا رہی تھی اور پھر چلا چلا کر روتے روتے وہی بھیٹ گئ۔

اندر آتی ہوئی مہرون نساء دروازے پر ہی رک گئ۔

"ماورہ بیٹا....." وہ تیزی سے اندر آئ اور ماورہ کو سنبھالا۔

"میرے ساتھ ہی کیوں ہوا؟" وہ انکھیں بند کرتی ہوئی چلائ تھی، مہرون نساء کو اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں لگی، وہ کچھ سوچنے لگی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کیا میں اندر آسکتی ہوں؟" لیلیٰ نے دروازے پر دستک دی۔ سامنے بیڈ پر منہ پھلائے لیٹا ٹونی چونک کر سیدھا ہوا۔

"لیلیٰ جی آپ۔" اس نے جلدی سے اپنے شکن دہ لباس کو صحیح کیا اور مودوب انداز میں تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

"ہاں میں۔" لیلیٰ دونوں ہاتھ پیچھے لے جاتی کمرے کے جایزہ لیتی ہوئی چلتی اندر آئ۔

"لیلیٰ جی کوئی کام تھا مجھ غریب کا بلا لیتیں۔" ٹونی کی بات پر لیلیٰ نے اسے دیکھا پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پھنسائے سر جھکا کر بولی۔

"سوری۔"

"ہیں جی؟" ٹونی نے اپنا کان آگے کیا۔

"بہرے ہو گیا؟" لیلیٰ ویسی اتنا جھجھک رہی تھی اوپر سے اس کی حرکت پر اسے اشتعال آ گیا۔

"نہیں جی۔" ٹونی ڈر کر پیچھے ہوا۔

"میرا مطلب ہاں بس سوری مجھے کل تمہیں مطلب تمہاری شاعری کو سب کے سامنے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔" وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی جلدی سے بولی۔

"ہاں جی وہ تو ہے۔" ٹونی نے اداس شکل بنائی۔

"ہاں تو تم نے بھی تو مجھے مجبور کیا تھا کیا ضرورت اتنی گھٹیا شاعری کرنے کی وہ بھی سب کے سامنے۔" وہ پھر اونچی آواز میں چلا کر بولی۔ وہ پھر سے ڈر گیا۔

"لیلیٰ جی۔" دل پر ہاتھ رکھ ناراضگی سے کہا۔ اس نے سانس بھر کر خود کو کمپوز کیا۔

"بھئی تم مجھے پہلے اکیلے میں وہ اپنی شاعری کا نہیں بتا سکتے تھے۔"

"پھر وہ تحفہ کیسا رہتا؟" ٹونی نے معصومیت سے پوچھا۔ لیلیٰ نے دانت پیسے۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"خیر آئندہ ایسی کوئی بھی جرت کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھ لینا۔" وہ اپنا دوپٹا لہراتی ہوئی واپس پلٹنے لگی جب ٹونی کی بڑبڑاہٹ کانوں میں آئی۔

"جیسے آپ نے اجازت دے دینی ہے۔" اس کے مخصوص لہجے میں خفگی سے کہنا لیلیٰ کو مسکراہٹ دے گیا تھا لیکن پھر سنجیدہ ہو کر پلٹی۔

"یہ تم میرے منہ پر بولا کرو پیٹھ پیچھے بولنے والے مجھے زہر لگتے آئی سمجھ؟" اس نے انگلی اٹھا کر تشبیہ کرتے ہوئے وارننگ دی۔ ٹونی نے تھوک نگلا۔

"مستقبل میں جی آپ کافی رعب جمانے والی ہیں۔" وہ ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔ لیلیٰ نے اسے گھورا۔

"اپنے حال پر غور کرو جو بے حال نظر آ رہا ہے۔" وہ آنکھیں گھمائے کہتی ہوئی کمرے سے نکل گئی جبکہ ٹونی سر پر کھجلی کرتے ہوئے بڑبڑایا۔

"ایں جی کیا کہا؟"

☆☆☆☆☆☆☆

"نہ لو رنہ میری جان ایسے نہیں روتے صبر کر صبر۔" انیلا بخت ماورہ کو خود سے لگائیں اپنی نم آنکھوں کے ساتھ بولیں۔ وہ ان سے الگ ہوئی۔

"کیسے صبر کروں دادی جان میں ممتا کے احساس سے کبھی نہیں گزر سکتی۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

"اللہ نہ کرے تو بھی کیا ان ڈاکٹروں کی باتوں میں آ گئی میرا رب چاہے تو پتھر کو بھی سونا بنا سکتا ہے۔" انیلا بخت نے فوراً اسے ڈانٹا۔

"اماں جان بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں ماورہ بیٹا اللہ پر بھروسہ رکھو اسے دعا کرو وہ ضرور سنے گا تمہاری اور جلد تمہیں اولاد جیسی نعمت نوازے گا۔" سلماں بخت نے اس کے کندھے پر ہاتھ دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور نہیں تو کیا میں بھی پورے چار سال تک ماں نہیں بن سکی تھی پھر اتنی دعاؤں کے بعد مجھے میرے اللہ نے لیلیٰ کو پورے چار سال میری جھولی میں ڈالا تھا۔" مدیحہ بخت نے بھی کہا۔

"ایں سچی امی جان۔" لیلیٰ نے مسکرا کر ماں کی طرف دیکھا۔

"ہاں وہ الگ بات ہے اتنے سال بعد اتنی دعاوں کے بعد یہ پیدا ہوئی یہی کام چور نکھٹی میری قسمت میں میری قسمت پھوڑنے آئی۔" وہ سر پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ لیلیٰ کی مسکراہٹ سمٹی۔

"نانی جان۔" اس نے شکواں کناں نظروں سے انیلا بخت کو دیکھا۔

"آپ لوگ ولیمہ کریں میری وجہ سے مت....." ماورہ اچانک آنسوں صاف کرتی ہوئی بول ہی رہی تھی جب اندر آتی ہوئی زنیا نے اس کی بات کانٹی۔

"ہم ایسے ماحول میں اپنی خوشیاں کیسے منا سکتے ہیں بھابھی؟" زنیا ہاتھ میں ٹرے لیے مسکراتی ہوئی داخل ہوئی۔

"زنیا ٹھیک کہہ رہی ہے۔" انیلا بخت نے سر اثبات میں ہلایا، زنیا نے ان کے آگے ٹرے رکھی اور سلماں بخت کے برابر بھیٹی جو اپنی بہو کے سر پر فخریہ انداز سے ہاتھ پھیر رہی تھیں۔

"مجھے پورا یقین ہے بھابھی اللہ آپ کو مایوس نہیں کرے گا وہ بہت جلد آپ کی جھولی بھرے گا اور میں بھی ایک ڈاکٹر ہوں لیکن آپ کو بتاؤں اللہ کی رحمت بہت بڑی ہے وہ ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتا ہے بس آپ کو اس پر بھروسہ رکھنا ہے۔" زنیا کی بات پر سلماں بخت نے اسے خود سے لگایا اور مدیحہ بخت نے اس کی بلائیں لیں۔

"ہائے میری دونوں بھتیجوں کی بیویاں کیسی ہیرا ہیں ہیرا اور ایک وہ جو زبردستی پلے باندھ دی گئی ہیں مجال ہے جو آکر خبر بھی لے لی ہو اتنا سب کچھ ہو گیا ہاں سوکن ہی سہی لیکن دکھ میں تو دشمن کو بھی پوچھا جاتا ہے ویسے میں بتا رہی ہوں اماں جان آپ نے بلاوجہ ہی میرے پوتے شاہ اور میری بہو ماورہ کے بیچ کباب کی ہڈی بنا دیا ہے اس کو نہ

اگلی جا رہی ہے نہ نگلی۔" مدیحہ بخت دونوں پاؤں اپر کرتے ہوئے بھیٹتی اپنا دوپٹا سر پر صحیح سے جماتی ہوئی بولیں۔

"امی جان۔" لیلیٰ نے آہستہ سے ان کا بازو پکڑ کر ان کی توجہ زینیا پر دی جو گھبرا گئی تھی۔

"ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں بچی کو معلوم نہیں ہوگا۔" سلماں بخت نے جلدی سے مسکرا کر بات کو سمبھالا اور زینیا کو دیکھا جو ہلکا سا مسکرا دی۔

"اس کے لیے تو یہ اچھی خبر ہوگی۔" ماورہ اپنے آنسوں قابو میں کرتی ہوئی بڑبڑائی پھر اٹھ کر کھڑی ہوئی اور بنا کچھ کہے باہر نکل گئی۔

"مدیحہ کیا ضرورت تھی ایسی بات کرنے کی ماورہ کے سامنے بیچاری میری بچی ویسی ہی قرب سے گزر رہی ہے۔" انیلا بخت نے غصہ سے کہا۔ مدیحہ بخت سر جھٹک گئی۔

"کوئی بات نہیں میں دیکھ لیتی ہوں۔" زینیا اٹھ کر جانے لگی جب سلماں بخت نے روکا۔

"نہیں بیٹا تم اپنے کمرے میں جاؤ دیکھو سمیر آگیا ہے صبح سے کہی گیا ہوا ہے ایک تو اس لڑکے کو چین نہیں ہے مجال ہے جو ایک جگہ پاؤں ٹک جائیں تم جاؤ ماورہ کو کچھ وقت دو شاہ کمرے میں ہی ہے۔" اس نے سر ہلایا اور باہر چلی گئی۔

"لالا کو بھابھی کے ساتھ وقت بتانا ہی چاہیے۔" لیلیٰ دکھ سے بولی۔

"اسی کے ساتھ ہی بتانا چاہیے نا کہ اس لڑکی کے ساتھ جو میرے بھتیجے کا پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہی۔" مدیحہ بخت اپنی عادت سے مجبور پھر بولیں۔

"امی جان پلیز۔" لیلیٰ نے انہیں ٹوکا۔

"اماں جان آپ فکر نہ کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔" سلماں بخت نے خاموش انیلا بخت سے کہا۔انہوں نے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی۔

"پتہ نہیں بہو کس کی نظر میرے بچوں پر لگ گئی ہے اتنی بڑی آزمائش۔" وہ آہ بھرتی ہوئی بولی تھیں۔وہاں بیٹھے باقی تین افراد بھی افسردہ ہو گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"بابا جان تہ °ہ وای°؟" (بابا جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں) شاہ زیب نے قدرے چونکتے ہوئے فرقان بخت کی جانب دیکھا، مردان خانے میں اس وقت تمام مرد بیٹھے کافی سنجیدگی سے آنے والے الیکشن کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔

"ہاں شاہ میں چاہتا ہوں کہ اس بار تم میری جگہ الیکشن میں کھڑے ہو۔" فرقان بخت نے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"لیکن کیوں ہر بار تو آپ کھڑے ہوتے ہیں؟" اس نے ایک نظر سمیر کو دیکھا پھر دلاور بخت کو، اس کے سوال پر باقی گاؤں کے مردوں نے بھی اس کی پیروی کی۔

"ہاں لیکن اس بار میں چاہتا ہوں تم ہماری پارٹی کے لیے کھڑے ہو۔"

"بابا جان میں کیسے میرا مطلب ہے سمیر بھی شمالی علاقوں میں چھٹیوں کے لیے جارہا ہے یہاں پر کام زیادہ ہے۔" سمیر اور زینیا ہنی مون کے لیے جارہے تھے جو بہت پہلے سے طے تھا۔

"تم باقی سارے کاموں کی فکر چھوڑو وہ سب زوہیب دیکھ لے گا تم صرف الیکشن پر غور کرو اس بار مخالف پارٹی کافی مضبوط اپر سے پچھلی بار شہروز مخسید اپنے ہارنے کا غم لیے بھیٹا ہے وہ اس بار کچھ بھی کرے گا سیٹ حاصل کرنے کے لیے۔"

"بھائی جان ٹھیک کہہ رہے ہیں اس بار کا الیکشن کافی مشکل ہے اور بھائی جان کا شہر جانا ضروری ہے بہتر ہو گا کہ تم لڑو مجھے پورا یقین ہے میرا بھتیجا اپنی قابلیت اور سچائی سے ضرور فتح حاصل کرے گا۔" دلاور بخت نے کہا۔ سب نے تاید کی۔

"لیکن چاچا جان......" شاہ زیب نے کچھ کہنا چاہا۔

"شاہ تایا جان کا فیصلہ ٹھیک ہے تم جانتے ہو اس بار شہروز مخسید نے اپنی طرف سے اپنے بیٹے آویز مخسید کو میدان میں اتارا ہے اور وہ کمینہ کچھ بھی کرے گا اس بار الیکشن

جیتنے کے لیے وہ جھوٹی گاؤں کی ہمدردیاں سمیٹ رہا ہے خود ہی ظلم کر کے خود ہی اس ظلم کو ختم کر کے۔ "سمیر نے بھی سنجیدگی سے کہا۔ شاہ زیب نے مٹھیاں بھینچیں۔

"اندیٖ°نہ مہ کویٔ چ°مو° لہ تاسو سرہ یو۔ "(آپ فکر مت کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں) پارٹی کے ایک خاص بندے نے شاہ زیب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی دی۔ اس نے سنجیدگی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"ٹھیک ہے تم لوگ تیاری پکڑو۔ "شاہ زیب حکم صادر کرتا ہوا کھڑا ہوا اور فرقان بخت کے پاس آکر اپنا سر جھکایا۔

" باباجان آپ فکر نہ کریں اس بار بھی جیت ہماری ہو گی۔ "فرقان بخت نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا۔ وہ مونچھوں کو تاؤں دیتا ہوا اسید ھا ہوا۔

"ماسرہ راشہ۔ "(تم لوگ چلو میرے ساتھ) گن مین کو اشارہ کرتا ہوا وہ اپنی کندھے پر ڈلی مخصوص شال کا ایک حصہ دوسرے کندھے پر ڈال اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"جوان خون ہے بخت صاحب کچھ گڑ بڑ نہ ہو جائے۔ "ایک آدمی نے فرقان بخت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں جانتاہوں میرا سمجھدار بیٹا مجھے مایوس نہیں کرے گا میں نے بہت سوچ سمجھ کر اس بار اپنے بیٹے کو اتنی بڑی زمے داری دی ہے۔" فرقان بخت پر سوچ انداز میں بولے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

رات کے بارہ بجے کے قریب وہ حویلی میں داخل ہوا تھا اور ایک نظر اپنے ہاتھ میں شاپر دیکھ سیدھا اپنے کمرے میں آیا جہاں سامنے ہی اس کو اپنی نئی نویلی بیوی سنگھار میز کے سامنے بھیٹی ملی جو ہاتھوں میں لوشن لگاتی ہوئی کسی سوچ میں گم تھی۔

"میرے خیالات میں ہی ہو نا؟" پیچھے سے اس کے کندھے پر تھوڑی رکھت وہ بولا۔ زینیا مسکرادی۔

"نہیں تو۔" شرارت سے وہ کہہ کر اٹھی اور پلٹی۔

"کیا؟" سمیر نے مصنوعی حیرانگی دکھائی۔

"ہاں کسی اور کے خیالاتوں میں تھی۔" زینیا اس کے برابر سے نکل کمرے کے بیچ و بیچ آکر سینے پر ہاتھ باندھ آہ بھرتی ہو ضبح بولی تو سمیر نے بھنویں جوڑا سے دیکھا۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE

"اچھا اور کسی اور کا نام میں جان سکتا ہوں؟" "کسی اور" پر کافی زور دیتا وہ بولا۔ زینیا نے مسکراہٹ دبائی۔

"نہیں کیا کریں گے جان کر۔" وہ بیڈ سے دوپٹا اٹھاتی ہوئی شانوں پر ڈال مست انداز میں بولی۔

"واہ ایک شوہر اپنی بیوی کے خیالاتوں میں رہنے والے انسان کا نام جان کر کیا کرے گا؟" اس نے الٹا اسے سوال کیا۔ زینیا نے گال پر انگلی رکھتے سوچنے والے تاثرات دیے۔

"سلام۔" چٹکی بجا کر وہ بولی، سمیر چونکا۔

"مطلب؟"

"اپنی ساس کو سلام کریں گے نہ ہائے آپ اپنی ساس کو سلام نہیں کریں گے چہ چہ کتنی بری بات ہے۔" اس کی اداکاری عروج پر تھی۔

"ایک منٹ..... ایک منٹ یہ میری ساس کہاں سے بیچ میں آگئی؟" سمیر نے کمر پر ہاتھ رکھ پوچھا۔

"ارے جس شخص کے خیالات میں میں کھوئی ہوئی تھی وہ میری ماں تھی۔" زینیا نے اس کی معلومات میں اضافہ کی۔ وہ حیران ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"مطلب تم امی کے بارے میں سوچ رہی تھی؟"

"ہاں بھئی آپ کیا سمجھے؟" زینیا نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے دیکھا۔ اس نے سر جھٹکا۔

"کچھ نہیں یہ دیکھو میں تمہارے لیے کیا لایا ہوں۔" اس نے شاپر آگے کیا۔ زینیا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا ہے اس میں؟"

"خود ہی دیکھ لو۔" وہ مسکراتا ہوا اس کے قریب ہوتا ہوا بولا۔ اس نے بھی مسکراتے ہوئے اپنا دھیان شاپر کھولنے میں لگایا جب تک سمیر اس کے چہرے پر آئی لٹوں کے ساتھ کھیلتا رہا۔

"جوڑا میرے لیے؟" اس نے حیرانی سے قیمتی لباس کو دیکھا۔

"جی میری پیاری بیوی کے لیے۔" اس نے ہاتھوں کا پیالہ بناتے ہوئے اس کے دونوں گالوں پر رکھ کہا۔ وہ شرما دی۔

"کیسا لگا؟"

"بہت پیارا۔" زینیا نے دل سے تعریف کی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"شکریہ نہیں کہو گی؟" وہ مزید قریب ہوتے ہوئے بولا۔ زینیا اس کے "شکریہ" کا مطلب سمجھ گئی۔

"کھانا۔" بوکھلاتے ہوئے وہ جلدی سے بولی۔ سمیر چونکا۔

"اب کھانا کہاں سے رومینس کے بیچ آگیا۔" وہ بے حد بدمزہ ہوا، زینیا نے اپنی ہنسی دبائی۔

"وہ تو آنا ہی ہے نا آپ کو بھوک لگی ہو گی اور آپ کے انتظار میں میں نے بھی نہیں کھایا تو میں بس ابھی گئی اور ملازمہ کو کہہ کر ابھی آئی۔" وہ جتنی تیزی سے بولی تھی اتنی تیزی سے باہر بھاگی جبکہ وہ بیچارہ پیچھے آواز دیتا رہ گیا۔

" صحیح کہا کسی نے بیویاں بہت چلاک ہوتی ہیں۔" وہ بڑبڑایا پھر خود ہی ہنس دیا۔

"اب تک نہیں آئی۔" مشکل سے ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہو گا کہ اسے زینیا کی یاد ستانے لگی جب ہی باہر نکل گیا۔

"زینیا؟" حویلی میں اکادکا ہی ملازمہ نظر آرہی تھی، اموماً سب اس وقت سو جاتے تھے۔

"اوئے حسن زینیا بھابھی کو دیکھا ہے؟" پاس سے گزرتے ہوئے حسن کو اس نے پکارا۔ وہ بھاگا بھاگا آیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview
www.zubinovelszone.com

"ہاں جی لالا وہ باورچی خانے میں ہیں۔ "اس نے بتایا۔

"تو یہاں کیا کر رہا ہے اس وقت سویا نہیں؟ "

"نہیں میں ماورہ باجی کے پاس تھا اب کو ٹیج جا رہا ہوں سونے۔ "وہ انگڑائی لیتا ہوا بولا۔ سمیر ہنس دیا۔

"چل آجا تجھے چھوڑ کر آؤں میں۔ "وہ حسن کے ساتھ باتیں کرتا ہوا باہر چل دیا، حسن کو اس کے کمرے میں چھوڑ کر وہ واپس اندر حویلی میں جا رہا تھا جب لان میں عمارہ نظر آئی۔

"اس وقت یہاں عمارہ کیا کر رہی ہے؟ "ایک نظر اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتا ہوا وہ اچھا خاصہ حیران ہوا کیونکہ عمارہ ثمن دس بجے ہی سو جاتی تھی۔

"عمارہ؟ "وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا لیکن اسے کچھ فاصلے پر ہی رک گیا۔

"میں نے کہا نا میں نہیں مل سکتی۔ "عمارہ کسی سے فون پر بات کرتی ہوئی اجلت میں کہہ رہی تھی، گاہے باہے اپنے دائے بائے نظر بھی ڈال لیتی، سمیر اس کے پیچھے کھڑا تھا۔

"تم سمجھ کیوں نہیں "......

"عمارہ؟ "سمیر نے سنجیدگی سے پکارا۔ وہ اپنی جگہ سے اچھل پڑی، موبایل ہاتھ سے گرتا گرتا بچا۔

"ل...لا......لالا آ...آپ؟" وہ خود کو سنبھالتی ہوئی جلدی سے بولی، سمیر چلتا اس کے پاس آیا۔

"اتنی رات کو یہاں چھپ کر کس سے بات کر رہی تھی؟" سمیر نے سختی سے پوچھا۔ اس نے تھوک نگلا۔

"لالا آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں؟" اس نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا تھا جب ہی مضبوط لہجے میں بولی۔

"نہیں بچے میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔" سمیر نے تحمل سے کہا۔

"وہ میں اپنی دوست سے بات کر رہی تھی وہ.... وہ مجھے بار بار ملنے بلا رہی ہے اپنے گھر مگر آپ تو جانتے نا بابا جان سے اجازت ملنا کتنی مشکل ہے۔" وہ سر جھکائے بولی۔ سمیر نے بے اختیار سانس بحال کی۔

"کوئی بات نہیں میں بابا جان سے بات کروں گا۔" سمیر نے کہا۔ اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"جاؤ اب جا کر سو جاؤ کافی رات ہو گئی ہے۔" اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا اور پلٹی جب سمیر کی آواز آئی۔

"میں جانتا ہوں میری بہن اپنے لالا کا بھروسہ مان کبھی نہیں توڑے گی۔" عمارہ نے چونک کر چہرہ موڑا اسے دیکھا، جو دھیرے سے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھ کہہ رہا تھا۔

"جی لالا میں بخت خاندان کی عزت ہوں۔" اس نے کہا۔ سمیر بھرپور طریقے سے مسکرا دیا۔

"جاؤ سو جاؤ۔ "

"ہ°شپہ۔" (شبا خیر) عمارہ نے بھی مسکرا کر کہا

"ہ°شپہ۔" سمیر نے سر ہلایا، وہ واپس پلٹی اور آنکھیں میچتے ہوئے فون کو مضبوطی سے پکڑے دھیرے دھیرے حویلی کی طرف قدم بڑھانے لگی۔

"میں بخت خاندان کی عزت ہوں اپنے لالا کا مان اپنے بابا جان کا یقین۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے اب تیز تیز قدم حویلی کی جانب بڑھا رہی تھی۔

"میں بخت خاندان کی عزت ہوں اپنے لالا کا مان اپنے بابا جان کا یقین۔" یہ جملہ اب وہ رٹ رہی تھی لیکن جانے کیوں ہونٹ دل کا ساتھ نہیں دے رہے تھے، دل تو بغاوت کرنے پر اتر رہا تھا اور دل پر اختیار ہے کس کا ہے؟ ہاں محبت کا! صرف محبت کا! جس

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ پاؤں میں لپٹی ہر زنجیر توڑ دیتی ہے، طوفان کی مانند یہ محبت اپنے ارد گرد کے لوگوں کے ساتھ خود کو بھی ڈوبا دیتی ہے، یہی تو محبت کہلاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"سارے ثبوت اور گواہوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پنچایت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ ضمیر کا بیٹا سلمان اور یاور کی بیٹی کا آپس میں نکاح کر کے صلح کر لی جائے۔" سرپنچ نے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔ اب کسی کی چوں چرا کرنے کی گنجایش ہی نہیں بچی تھی کیونکہ سرپنچ کا فیصلہ یعنی پتھر کی لکیر۔ سرپنچ کے فیصلے پر مرد آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔ یاور بوڑھے آدمی نے سر پکڑ لیا تھا جبکہ ضمیر نے فخر سے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا تھا اور اس کے بیٹے کے چہرے پر خباثت بھری مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

"کسی کو کوئی پریشانی؟" سرپنچ صاحب نے اپنی لاٹھی کو مضبوطی سے پکڑ اونچی آواز میں کہا۔

"سرپنچ جی کا فیصلہ ہم آنکھیں بند کر کے مان لیں۔" ایک آدمی نے تیزی سے کہا۔ سب نے تاید کی مگر کچھ مردوں کی آنکھوں میں یاور بیچارے کے لیے ہمدردی تھی۔

"سرپنچ جی آپ تو ہمارے سایں ہیں آپ کے سامنے کون کچھ کہہ سکتا آپ نے کہہ دیا مطلب ہو گیا نکاح کی تیاریاں شروع کرو۔"ضمیر نے چاپلوسی کرتے سرپنچ کے آگے جھک کر کہا۔ان کی گردن مزید اونچی ہو گئی۔

"یہ نکاح نہیں ہو سکتا۔"بھری پنچایت میں کسی کی بھاری آواز پر جہاں سب چونکے تھے وہی ضمیر اور سلمان کے چہرے پر ناگواریت آگئی تھی۔سب نے اپنے چہرے موڑ کر آنے والے اس شخص کو دیکھا جو سرپنچ کے فیصلے پر بھگاوت کرنے جا رہا تھا۔کچھ کی آنکھوں میں تجسس تھا تو کچھ کی آنکھوں میں غصہ۔آخر کون تھا یہ جو سرپنچ کے فیصلے پر آواز اٹھا رہا تھا۔

اور جب آنے والے شخص کو دیکھا تو یاور کے چہرے پر اطمینانیت اتر آئی جبکہ حیرت کی بات یہ تھی کہ سرپنچ صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔یہی تو تھا وہ جو اتنی ہمت والا تھا کہ سرپنچ اور پورے گاؤں کے سامنے آواز آٹھا سکے۔

شال کو جھٹکے سے دوسرے کندھے پر پھینکتے ہوئے بڑے بڑے قدم اٹھاتا مخدوم شاہ زیب فرقان بخت پنچایت میں آیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''آپ نے مجھے بلایا؟''علیزے نے کمرے میں داخل ہوتے ساتھ سامنے نیم دراز آنکھیں موندی انیلا بخت کو پکارا۔انہوں نے دھیرے سے آنکھیں کھول کچھ دور کھڑی اپنی پوتی کا سرتا پیر جایزہ لیا۔

''لور۔''سادے کرتی شلوار میں دوپٹا ایک طرف ڈالی۔ بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائی۔خالی کان کے اپر ٹکی پینسل یہ بتار ہی تھی کہ وہ پڑھ رہی تھی۔وہ سادگی میں بھی پیاری لگ رہی تھی۔

''ادھر آ۔''انیلا بخت نے اپنے ضعیف ہاتھ سے باقاعدہ اشارہ کر کے بلایا۔وہ تھوڑا جھجھکتی ہوئی ان کے پاس آئی۔

''خوش رہ سدا سہاگن رہ۔''اس کا ماتھا چومتی وہ محبت سے بولی۔

''کچھ پل اپنی دادی کے پاس بھی بھیٹ جایا کر کل کو زندہ نہیں رہوں گی۔''ان کی بات پر علیزے نے بے ساختہ ''اللہ نہ کرے''کہا جس پر وہ مسکرا اٹھیں اور اپنے پاس ہی اسے بٹھا لیا۔اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیے وہ کسی اور سوچ میں گم ہو گئیں تھی جبکہ علیزے بھی کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائی الفاظ ڈھونڈ رہی تھی لیکن فاصلہ اتنا تھا کہ بات کرنے کا کوئی بہانہ بھی نہیں مل رہا تھا۔

"کیسی جا رہی ہے پڑھائی تیری؟" کافی دیر کی خاموشی کے بعد انیلا بخت نے خود ہی پوچھا۔اس نے کان کے پیچھے لٹ کرتے بے خیالی میں پینسل نکالی اور دھیرے سے بس سر اثبات میں ہلایا۔اب وہ خاموشی سے پینسل سے کھیل رہی تھی۔

"میرا پوتا خوش تو رکھ رہا ہے نا تجھے؟" اب کی بار انیلا بخت کے چہرے پر چھائی فکر مندی علیزے نے دیکھ لی تھی اور وہ جھوٹ تو اسے نہیں لگی تھی۔وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"بتا خوش نہیں رکھ رہا تجھے غصہ کرتا ہے نا بہت؟" اس کو خاموش دیکھ ان کی فکر مندی اب پریشانی میں تبدیل ہو گئی تھی۔علیزے اچانک چونکی۔

"نہیں..... نہیں ٹھیک ہے۔" وہ جلدی سے بولی۔

"غصہ کرے نا تو اپنی دادی کو بتانا کان کھینچ کر سیدھا کر دوں گی۔ "

"آپ کو لگتا ہے کہ آپ کے کان کھینچنے پر وہ سدھر جائے گا؟" علیزے کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا پھر خود ہی جھینپ گئی۔انیلا بخت مسکرائی۔

"سدھرنے والوں میں سے تو وہ نہیں ہے تو ٹھیک کہہ رہی ہے۔" علیزے نے حیران ہو کر سر اٹھایا اور انہیں دیکھا جو ہلکی سی مسکراہٹ لیے کہہ رہی تھی۔اسے تو لگا تھا وہ

اس کے " جائیں گے " کہ بجائے " جائے گا " پر لمبا لیکچر دیں گی مگر یہاں تو الٹا تھا وہ تو دوستانا انداز میں بات کر رہی تھی۔

" تو ایک کام کر۔ " انیلا بخت نے رازدانہ انداز سے کہا تو حیران علیزے نے بے اختیار بھنویں اچکائیں۔

" تو لگام کھینچ کر رکھا کر ایسی یہ بے قابو گھوڑا نہیں گھوڑا نہیں گدھا قابو میں آئے گا ہر وقت غصہ ناک پر جمائے رکھتا ہے۔ " ان کے بولنے کے انداز اور شاہ زیب کو " گدھا " بلانے پر علیزے مسکرائی اور جلدی سے پہلو بدل کر ان کی طرف متوجہ ہو کر بھیٹی۔

" آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں پتا نہیں خود کو کیا سمجھتا ہے پنے خاں ہر وقت ایسے..... " کمر پر ہاتھ رکھ شاہ زیب کی طرح اکڑ کر سیدھی ہوئی۔ " علیزے یہ کیا پہنا ہے۔ " آواز اس کی طرح بھاری کرتے وہ اس کی اداکاری کر رہی تھی۔ " علیزے یہ کیا ہے علیزے یہ تمہارا شہر نہیں علیزے تمہارے پر میرا حق ہے ہنہہ اپنے آپ کو کوئی توپ...... " وہ اپنے میں مگن بنا رکے شاہ زیب کی اداکاری کر رہی تھی جب احساس ہوا انیلا بخت اسے سخت نظروں سے سنجیدگی سے گھور رہی ہیں۔ وہ یک لخت سیدھی ہوئی۔

" وہ میں سوری۔ " شرمندگی سے اس نے چہرہ جھکا لیا پھر ہنسنے کی آواز پر چونک کر سر اٹھایا انیلا بخت ہنس رہی تھیں۔ سانس بحال کرتی وہ بھی ان کے ساتھ قہقہہ لگانے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"واہ میری لور کیا اداکاری کرتی ہے بتاؤں گی اس پنے خاں کو۔" وہ اتنے دوستانہ انداز میں اسے چھیڑتے ہوئے بولی کہ علیزے ہنسنے کے دوران جلدی سے نفی میں سر ہلاتے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔

"نہیں پلیز ورنہ وہ بولے گا علیزے تم میری برائیاں کر رہی تھی وہ بھی میری دادی کے ساتھ تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔" وہ پھر شاہ زیب کی اداکاری کرتی ہوئی بولی اور پھر ہنس دی۔

"تو کہنا کہ وہ میری بھی دادی ہیں۔"

"ہاں نا میں یہی......" اچانک چہرے کی مسکراہٹ غایب ہوگئ چونک کر ان کو دیکھا جو ہلکے سے مسکرا کر اپنی بوڑھی آنکھوں میں ڈھیروں محبت اور ہلکی نمی لیے دیکھ رہی تھی۔ علیزے نے بے ساختہ نظریں چرائیں اور سنجیدگی سے کھڑی ہوگئ۔

"عین میری بچی۔" انہوں نے پیار سے پکارا۔ علیزے نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"ماضی میں جو کچھ ہوا نا اس میں تیری ماں کی غلطی نہیں تھی۔"

"تو کیا ہماری تھی؟" علیزے کی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔

"نہ بچے نہ میری عین تم لوگوں کی غلطی نہیں تھی بلکہ کسی اور کی غلطی کی وجہ سے تم لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی۔" انیلا بخت بھی دوپٹے سے آنسوں صاف کرتی بولیں۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کس کی غلطی اور ایسا کیا ہوا تھا جو آپ لوگ ہمیں غلط سمجھتے ہیں آپ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ ہماری آنکھوں پر پٹھی بندھی ہے چلیں کھولے یہ پٹھی آپ ہی بتادیں شاہستہ انور قصوروار نہیں تھیں تو ہماری ماں کو کس نے چھینا کون قصوروار تھا؟" وہ ہمیشہ کی طرح اس موضوع پر پھٹ پڑی تھی۔

"نہیں ہے نا جواب میں جانتی ہوں ہم لوگ صحیح"۔۔۔۔۔

"نہ بچے غلطی تیری نانی کی تھی۔" انیلا بخت کے انکشاف پر اس نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

"نانی یہ کہاں سے بیچ میں آگئیں؟" علیزے نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں عین ماضی میں"۔۔۔۔۔۔

"زے۔" انیلا بخت نے بات شروع ہی کی تھی کی ایک تیز آواز پر دونوں نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں عدیب غصہ سے کھولتا علیزے کو گھور رہا تھا۔

"بھائی اچھا ہوا تم آگۓ دیکھو یہ کہہ رہی ہیں ہماری نانی"۔۔۔۔۔۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا ہے ان حویلی والوں کی باتوں میں آرہی ہو اور تم یہاں ان کے پاس آئی کیوں؟" عدیب نے غصہ سے دھیمے سے کہا۔ انیلا بخت الجھ کر دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"بھائی ہو سکتا ہے یہ کچھ بتا"۔۔۔۔۔۔

"زے بار بار ثابت مت کیا کرو میں جانتا ہوں کہ تم اموشنل فول ہو۔" عدیب نے اس کا ہاتھ پکڑا اور باہر لے گیا۔

"عین لور۔" انیلا بخت نے پیچھے سے لرزتی ہوئی آواز لگائی تھی۔

"یار بھائی کیا مسلہ ہے سننے میں کیا جا رہا تھا میں جاننا چاہتی ہوں کہ یہ سب ہمیں غلط کیوں سمجھتے ہیں یہ کیوں کہتے ہیں کہ جو ہم الزام لگاتے ہیں ایسا کچھ نہیں ڈیڈ بھی یہی بولتے آرہے ہیں۔"

"اسی.... اسی بات کا ڈر تھا مجھے یہی ہونا تھا تم اس حویلی میں رہ رہی ہو نا تو اس کا اثر تم پر چڑھ رہا ہے اپنی پیاری دادی جان سے ہمدردیاں ہو رہی ہیں۔"

"فار گاڈ سیک میں کیا کہہ رہی ہوں تم کیا کہہ رہو ہو۔"

"سیریسیلی فار گاڈ سیک ہوش میں آؤ یہ سب ان کا پلین ہے تمہیں چکنی چپڑی باتوں میں پھنسانا جانتے ہیں عدیب تو ہاتھ آئے گا نہیں بچی یہ اموشنل فول آسانی سے بے وقوف بن جائے گی۔" علیزے نے تنک کر آنکھیں میچی پھر کھولیں۔

"تم بتاؤ میں کیا کروں؟"

"مت سنو کسی کو تمہارے سامنے ہے میرا اور تمہارا بچپن آئی سمجھ۔" علیزے نے سر اثبات میں ہلایا۔

"خیر اس پلین پر کچھ کیا جو میں نے".....

"حد ہو گئی تمہارے اندر صبر نام کی کوئی چیز نہیں مجھے پہلے سوچنے تو دو اور وہ بھی اب تک آیا نہیں میری اسے ملاقات نہیں ہوئی۔"علیزے ناخن کترتی سوچتے ہوئے بولی۔

"کیوں ڈیٹ پر جانا ہے یا لانگ ڈرائیو پر۔"

"ایں؟"

"عقل کی دشمن اسے کیوں ملاقات کا انتظار کر رہی ہو بزنز مٹنگ کرنی یا اس کو بتانا سنیں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت یہ میں کرنا چاہ رہی کرلوں۔"وہ علیزے کی ادکاری کرتا ہوا بولا۔اس نے اسے گھورا۔

"میرا مطلب تھا وہ آئے گا تو اف خیر چھوڑو میں اپنے طریقے سے نپٹا لوں گی تم اور سب میری جان چھوڑو واللہ اتنا مشکل سوال حل کر رہی تھی میں اب پھر سے بھول گئی کیا تھا ون ناین ہنڈریڈ....."وہ حساب کرتی کرتی اس کے برابر سے نکل گئی جب عدیب نے اس کی پشت دیکھتے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"بے وقوفی کا کوئی میڈل ہوتا تو ایک دو تین سارے اس کو ہی ملتے۔"وہ سر جھٹک بڑبڑاتے ہوئے خود بھی اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"را°ہ شاہ زیب را°ہ۔" سرپنچ نے ہاتھ اٹھا کر شاہ زیب کی جانب اشارہ کیا۔ وہ باری باری سب کی شکلیں دیکھتا بڑے بڑے قدم اٹھاتا سنجیدگی سے ان کے پاس آیا اور سر جھکایا۔ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا پھر اپنے پاس ہی پلنگ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ کندھے پر ڈلی شال ٹھیک کرتا جا بھیٹا۔

"آپ ہمارے گاؤں کے بڑے ہیں سرپنچ ہیں برسوں سے آپ ہی انصاف کرتے آرہے ہیں میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں لیکن آپ آج غلط فیصلہ کرنے جا رہے تھے۔" سرپنچ کے بولنے کے اشارے پر اس نے نیچے بنجر زمین کو دیکھتے ٹھہر ٹھہر کر اپنی بھاری آواز میں کہا اور جو کہا اس کے باعث پوری پنچایت میں خاموشی چھا گئی۔ ضمیر اور اس کے بیٹے سلمان کے چہرے پر ناگواری اتر آئی۔ انہوں نے چونک کر سرپنچ کو دیکھا جو اس کی اتنی بڑی بات پر ابھی بھی اطمینان سے بھیٹے تھے۔

"گستاخی معاف سایں اس نوجوان میں اتنی ہمت کہ وہ آپ کے فیصلے کو غلط ٹھہرائے۔" ضمیر نے ایک نظر شاہ زیب کو دیکھ تیزی سے سرپنچ سے کہا۔ انہوں نے اپنی گھنی اور بڑی مونچھوں کو تاؤں دیتے سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

"شاہ زیب تم میرے سامنے کے بچے ہوں لل میری نظروں کے سامنے میری گود میں پلے ہو تم سے یہ امید نہیں تھی مجھے۔" سرپنچ نے شہلاہ زیب کو دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا جو سر جھکایا ہوا تھا۔

"جانتا ہوں اسیلیے بڑے ہی مودوب انداز سے میں آپ کے سامنے بھیٹا ہوں۔" سلمان نے ضمیر کی طرف غصہ سے دیکھا۔۔اس نے ہاتھ اٹھا کر اس کو ٹہرنے کا کہا۔

"تمہیں میرے فیصلے میں کیا غلطی نظر آئی ہے؟" ہر طرف خاموشی تھی۔بس شاہ زیب اور سرپنچ کے درمیان کی گفتگو ہی پوری پنچایت حیرت سے سن رہی تھی۔

"یہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی کہ سلمان ضمیر کا بیٹا تیس سال کا ہے اور ایک نمبر کا آوارہ اور نشئی باز ہے اور یاور کی بیٹی فقط سترہ سال کی معصوم بچی ہے زمینی مسایل کو دیکھتے اس بچی کی زندگی برباد کرنا مجھے نہیں لگتا کوئی بہتر فیصلہ ہے۔" اس نے ایک نظر سلمان کے غضب ناک تاثرات اور ضمیر کے ہکابکا چہرے کو دیکھتے ادب سے کہا۔کچھ مردوں نے سر اثبات میں ہلا کر اس کی تاید کی تھی۔ سلمان کے گھٹیا قصے پورے گاؤں میں مشہور تھے۔لڑکیوں کو چھیڑنا،نشے کی خرید و فروخت کرنے میں سب سے اول تھا۔

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews www.zubiinovelszone.com

"ہوں۔" سرپنچ نے سر اٹھا کر یاور کو دیکھا جو ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔ ان کے دیکھنے پر اس نے تیزی سے سر ہلایا۔

"میرا بیٹا انتہائی شریف".....

"تیرے بیٹے کے کرتوتوں کا یہاں موجود ایک ایک افراد کو اندازہ ہے تو لہذا اپنی زبان بند رکھ ورنہ وہ حال کروں گا کہ بولنے کے لایق نہیں رہے گا۔" ضمیر غصہ سے کچھ کہتا شاہ زیب کی دھیمی ہی سہی لیکن بھاری وار نگ پر جذبز رہ گیا۔

"شاہ زیب۔" سرپنچ نے شہازیب کو سختی سے پکارا۔ وہ اپنا غصہ قابو کرتا واپس سر جھکا گیا۔

"اللہ کا واستہ ہے سرپنچ صاحب یہ ظلم نہ کریں میری بیٹی بہت بھولی ہے۔" یاور نے گڑگڑا کر کہا۔ شاہ زیب نے شکواں کناں نظر اٹھا کر سرپنچ کو دیکھا جو دائے بائے سر ہلا کر کسی جانے کیا سوچ رہے تھے۔

"میں جانتا ہوں آپ انصاف کے قایل ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ انصاف ہی کریں گے۔" شاہ زیب پھر بولا۔

"ابا........" سلمان نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے ضمیر کو پکارا۔ اس نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ یہ فیصلہ مجھ سے کیسے ہو گیا۔" سر پنچ غصہ قابو کرتے ہوئے بولے۔

"غلطیاں انسان سے ہوتی ہیں مگر ان غلطیوں کو درست وقت پر سدھرانا ہی ان غلطیوں کا ازالا ہوتا ہے۔" شاہ زیب نے نرمی سے کہا۔ سر پنچ نے سر ہلایا اور پاس کھڑے اپنے خاص آدمی کو کچھ کان میں کہا۔

"ضمیر اور یاور کے درمیان ہوئے مسایل کا حل ابھی تک نہیں نکلا ہے کل اسی وقت اسی پہر سر پنچ پنچایت میں اپنا فیصلہ سنا کر اس مسلے کو انجام تک پہنچائیں گے۔" اس آدمی نے اونچی آواز میں اعلان کیا۔ مکھیوں کی طرح سب ایک ساتھ کچھ نہ کچھ کہنے لگے۔

"بس آج کی پنچایت کا یہی اختتام ہوتا ہے۔" سر پنچ نے ہاتھ اٹھا کر رعب دار آواز میں کہا۔ سب خاموش ہو گئے اور ایک ایک کر کے اٹھ کر جانے لگے۔

"ابا سارے منصوبے پر پانی پھیر دیا اس خبیث نے وہ یاور کی بیٹی کیا مال ہے۔" سلمان نے غصہ کو بامشکل کرتے غرا کر ضمیر کے کان میں سرگوشی کی۔ اس نے سامنے شاہ زیب کو دیکھا جو یاور کے ہاتھ جوڑ کر شکریہ ادا کرنے پر نفی میں سر ہلا کر کچھ کہہ رہا تھا پھر اپنے بیٹے کو دیکھا جو غصہ کے سبب تلملا رہا تھا۔

www.zubainovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کوئی نہیں ایک دن ہے میں بھی دیکھتا ہوں یہ بڈھا اپنی بیٹی کیسے تجھے نہیں دیتا ابھی چل یہاں سے۔" ضمیر نے بیٹے کو اشارہ کرتے سرپنچ کو سلام کیا اور سلمان کو لیتا نکل گیا۔ جاتے ہوئے سلمان نے ایک اچٹی نظر شاہ زیب کو دیکھا جبکہ شاہ زیب نے اسے سختی سے گھورا تھا جو باپ کے پیچھے چل جا رہا تھا۔

"مخدوم شاہ زیب فرقان بخت ہم نے سنا ہے تم اس بار °ما کہ° کے لیے کھڑے ہو رہے ہو؟" سب کے جانے کے بعد سرپنچ سگار پیتے ہوئے شاہ زیب سے باتیں کرنے لگے تھے۔ شاہ زیب نے ان کے سوال پر فقط سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"ہوں ٹھیک کیا فرقان نے تم اس گاؤں کے سب سے قابل اور مضبوط نوجوان ہو اس فیصلے سے ہم خوش ہیں۔" وہ نیم دراز ہوتے ہوئے بولے۔

"شکریہ۔"

"ضرورت محسوس ہو تو بلا جھجھک یہاں چلے آنا۔" وہ اٹھ کر جانے لگا تب سرپنچ نے کہا۔

"فلحال تو صرف میری ایک گزارش ہے آپ سے کہ یہ معاملہ لے دے کر ختم کریں مردوں کے مسایل میں عورتوں کو نہ شریک کیا جائے تو بہتر ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ انہوں نے سگار سلگاتے ہوئے سر ہلایا۔

"اند°°نہ مہ کوہ۔"(فکر مت کرو) شاہ زیب ان کے پاس آیا اور سر جھکایا انہوں نے سر پر ہاتھ رکھ۔ وہ سیدھا ہوا اور خدا حافظ کہتا نکل گیا۔ سرپنچ کی آنکھوں نے اس کا دور تک تعاقب کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"جی ڈیڈ آپ نے بلایا؟" رایمہ اندر داخل ہوئی۔ مہراب علی اور انور بخت کو ساتھ بھیٹے پایا تھا

NEW ERA MAGAZINE

ابھی مہک نے خبر دی تھی کہ اس کو انور بخت نے یاد کیا ہے۔ وہ لوگ آج صبح ہی شہر کے لیے روانہ ہو گ ۓ تھے اور مہراب علی کے گھر میں قیام تھے۔

"ہاں آؤ بیٹا۔" انور بخت نے کہا۔ وہ سر ہلاتی اندر داخل ہوئی اور ان دونوں کے سامنے کرسی پر ٹک کر بھیٹ گئ۔

"مہراب۔" انور بخت نے مہراب علی کو اشارہ کیا۔ انہوں نے میز پر رکھا اپنا موبایل اٹھایا اور سکرین پر انگلی چلا کر کسی کی تصویر کھولی اور رایمہ کے آگے موبایل کیا۔

www.zubinovelszone.com

"رایمہ بیٹا اسے دیکھو۔" مہراب علی نے ساتھ کہا۔رایمہ نے نا سمجھی سے موبایل ان کے ہاتھ سے تھاما اور تصویر دیکھی جس میں ایک خوش شکل لڑکا پینٹ کوٹ میں کسی کی شادی میں کھڑا کیمرے کی آنکھ میں مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"ولید نام ہے اس کا مہراب کی بھابھی کا بھائی ہے۔" انور بخت نے کہا۔رایمہ کو کچھ کچھ سمجھ آنے لگا۔

"ڈاکٹر ہے اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے کے ہیں لوگ بھی اچھے ہیں مہراب نے بتایا بھابھی رشتہ تلاش کر رہی ہیں اس کے لیے تم سے چار پانچ سال ہی بڑا ہے۔" انور بخت نے مزید کہا۔رایمہ کے ہاتھ سے موبایل لرزا۔

"بہت اچھا بچا ہے کافی سمجھدار اور میچور ہے میں تو اکثر ملا ہوں۔" مہراب علی نے بھی کہا۔

"بتاؤ بیٹا آگے بات بڑھائے؟" انور بخت نے پوچھا۔رایمہ بالکل خاموش نیچے فرش کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری ماں کو بھی میں نے دکھایا انہیں بھی پسند آیا ہے۔" انور بخت اور مہراب علی جانے کیا کیا کہہ رہے تھے لیکن رایمہ کا دل اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔

"دانیال....دانیال تم ایسا کیسے کر سکتی ہو محبت کرتی ہو نا؟" دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔

"نہیں دانیال محبت نہیں کرتا اس کی محبت محبت نہیں وقت گزاری تھی بھول گئی کتنی بار اس نے دھوکا دیا جزباتوں کے ساتھ کھیلا ہے۔" اب کی بار دماغ نے کہا اور دل و دماغ کی جنگ میں دماغ دل پر حاوی ہو گیا جس کے باعث بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

"جیسی آپ لوگوں کی مرضی۔" اس نے بس اتنا کہا اور اٹھ کر باہر نکل گئی۔ مہراب علی نے ہنستے ہوئے انور بخت کو دیکھا جو بیٹی کی بات پر اطمینان نے مسکرانے لگے تھے۔

"تو پھر کر دیتے مہک کی شادی کے ساتھ رایمہ کی منگنی بلاؤں میں بھابھی کو؟" مہراب علی نے پوچھا۔ انور بخت نے سر ہلایا۔

"مجھے یقین ہے بھابھی اور ولید کو ہماری رایمہ ضرور پسند آئے گی آخر ہماری بچی میں کمی ہی کیا ہے۔" مہراب علی پھر بولے لیکن جب نظر انور بخت پر گئی تو ان کے سوچتے ہوئے چہرے کو دیکھتے پوچھ اٹھے۔

"کیا ہوا انور؟"

"ہوں کچھ نہیں بس مہراب تم جانتے ہو سب تمہارے سامنے ہوا ہے میری علیزے کے ساتھ کتنا کچھ ہوا پھر جا کر اس کو شاہ زیب کا ساتھ ملا ہر وقت اس کی فکر کھائی رہتی لیکن اب میں شاہ زیب سے بات کر کے مطمعین ہوں بس اب اپنی رایمہ کی فکر ہے

عدیب سے زیادہ مجھے اپنی بیٹیوں کی فکر ہے بیٹیاں سانجھی ہوتیں ہیں۔" انہوں نے آتے ہوئے شاہ۔زیب سے شہاستہ بیگم کے ہمرہ علیزے کے حوالے سے بات کی تھی اور کافی حد تک شاہ زیب نے ان دونوں کو مطمعین کیا تھا اور یقین دلایا تھا کہ ان دونوں کے درمیان سب ٹھیک ہے اور علیزے نے یہ رشتہ قبول کر لیا ہے۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہے مجھے بھی دانیال سے زیادہ مہک کی فکر رہتی ہے اس نکمے کی پریشانی نہیں مگر میری بیٹی خوش رہ اسے مجھ سے بھی زیادہ محبت کرنے والا شوہر ملے ان دونوں کی ماں کو بھی میں نے منہ دکھانا ہے۔" مہراب علی دھیرے سے بولے۔

"نہیں ارمان اچھا لڑکا ہے میں بھی ملا ہوں ان سے بھائی صاحب اور بہن جی بھی اچھے ہیں ہماری مہک خوش رہے گی ویسے کب تک آئیں گے وہ لوگ؟ "

"بس ابھی بات ہوئی تھی اٹھ بجے تک آجائیں گے کھانا ایک ساتھ کھائیں گے۔" مہراب علی نے دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔انور بخت نے سر کو خم دیا۔

"چلو اللہ بہتر کرے اور بچیوں کے نصیب بلند کرے۔" انور بخت کی دعا پر مہراب علی نے اونچی آواز میں آمین کہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ماورہ طبیعت ٹھیک ہے اب؟"وہ کمرے میں داخل ہوا۔ماورہ کو کپڑے بیگ میں ڈالتے دیکھ اسی کے پاس آگیا۔

"میری طبیعت کو کیا ہونا ہے؟"اس نے بغیر اسے دیکھے سرد مہری سے کہا۔

"کھانا کھایا؟"شاہ زیب نے پھر پوچھا۔

"جی۔"اس نے واپس الماری میں جا کر کپڑے نکالے اور بیگ میں ڈالتی سرسری سا جواب دیا۔

"کہاں جانے کی تیاری کر رہی ہو؟"شاہ زیب نے چونک کر اسے کپڑے پیک کرتے دیکھ پوچھا۔ماورہ نے سر اٹھا کر جواب دینا چاہا لیکن اسے پہلے وہ کچھ کہتی دروازے پر کھڑی مہرون نساء کی آواز پر ان دونوں نے دیکھا۔

"ماورہ شاہستہ بھابھی کے ساتھ شہر جا رہی ہے بھابھی جان کی بھابھی کی طبیعت پھر خراب ہو گئی ہے تو انہیں شاہستہ بھابھی کی ضرورت ہے۔"مہرون نساء نے اندر آتے کہا۔

"پچھلی بار تو لیلیٰ ساتھ گئی تھی لیکن اس بار میں چاہتی ہوں ماورہ جائے۔" ماورہ خاموشی سے کپڑے پیک کرنے لگی۔ شاہ زیب نے الجھ کر ماورہ کو دیکھا پھر مہرون نساء کو۔ اسے پہلے وہ کچھ کہتا مہرون نساء نے آنکھیں بند کر کے کھول اسے تسلی دی تو وہ خاموش ہوا۔

"ماورہ جاؤ شاہ زیب کے لیے چائے کر آؤ۔" مہرون نساء نے ماورہ کو کہا۔ وہ سر ہلا کر سنجیدگی سے باہر چلی گئی تب مہرون نساء شاہ زیب کی طرف متوجہ ہوا۔

"امی جان یہ آپ ماورہ کو کیوں بھیج رہی ہیں آپ جانتی ہے نا اس پر کیا گزر رہی ہے وہ کتنی تکلیف میں ہے اسے ہم سب کا ساتھ چاہیے اور آپ اسے چاچی جان کے ساتھ بھیج رہی ہیں بتایا بھی نہیں آپ نے۔" شاہ زیب نے ماورہ کے جاتے کے ساتھ مہرون نساء سے کہا۔

"میں جانتی ہوں کہ تمہارے زہن میں اس وقت ڈھیروں سوالات ہین لیکن شاہ اپنی ماں پر بھروسہ رکھو میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ لیا ہے اطمینان رکھو۔"

"لیکن کیوں؟"

"شاہ ماورہ کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے تم نے بالکل درست کہا وہ اس وقت تکلیف سے دوچار ہے اور بار بار وہ اپنے بانجھ ہونے کا سوچتی دکھی ہوتی جا رہی ہے جو کہ میں نہیں چاہتی اس کا دھیان بھٹکانے کے لیے میں نے اس کو بھابھی جان کے ساتھ بھیجنے کا

سوچا یہی اس کے لیے بہتر ہے پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ تم کو کہوں کہ ماورہ کو کہی گھمانے لے جاؤ لیکن الیکشن سر پر آ چکے ہیں اسیلیے تمہارا جانا ناممکن ہے اور پھر مجھے معلوم ہوا کہ بھابھی جان ایک بار پھر لیلیٰ کو لے کر شہر جا رہی ہین تو میں نے یہ سوچا۔"

شاہ زیب کنپٹی مسلتے وہی بیڈ پر بھیٹ گیا۔

"فکر مت کرو اگر اللہ نے چاہا تو سب بہتر ہو گا ماورہ واپس آئے گی تو مجھے یقین ہے اسے کافی بہتر محسوس ہو گا ماحول بدلے گا تو اس کی ذہنی حالت میں کافی نکھار آئے گا۔"

انہوں نے شاہ زیب کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اس نے غیر مرئی نقطے کو دیکھ سر اثبات میں ہلایا۔

"بھابھی آپ کیا کر رہی ہیں؟"علیزے کو باورچی خانے میں کھٹ پھٹ کرتے دیکھ عمارہ نے پوچھا۔وہ پریشانی سے بولی۔

"وہ میں چائے بنانے کی کوشش کر رہی ہوں۔"وہ اس وقت پریشان لگ رہی تھی۔

"چائے لیکن آپ کیوں آپ کو آتی ہے؟"عمارہ نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں نا وہی تو پرابلم ہے آتی تو نہیں ہے۔"علیزے نے عاجزی سے کہا۔

"تو پھر کیوں بنا رہی ہیں؟ "

''وہ شاہ زیب نے ابھی جاتے ہوئے راستے میں کہا چائے بنا کر میرے کمرے میں لے آؤ۔'' وہ منہ بنا کر بولی۔

''لالا نے آپ سے کیوں کہا آپ نے بتایا نہیں؟'' ماورہ باورچی خانے میں داخل ہوئی۔ عمارہ اور علیزے کو بات کرتے دیکھا۔

''میں نے اسے غصہ سے کہا کہ مجھے کہاں آتی لیکن اس نے مجھے ڈانٹ دیا اب آگے میں نے بحث نہیں کی وہ کافی برے موڈ میں تھا۔'' علیزے نے ایک ہاتھ سلپ پر رکھ اور دوسرا ہاتھ کمر پر رکھ آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

''اچھا ہے آپ نے بحث نہیں کی وہ جب برے موڈ میں ہوتے تو مزید غصہ کرتے آپ ہٹیے میں بنا دیتی ہوں۔'' عمارہ نے اسے چولہے کے پاس سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

''نہیں نہیں میں بنا لوں گی میں نے ابھی افشاں سے پوچھا ہے اس نے بتایا کیسے بنتی ہے۔'' علیزے جلدی سے بولی۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے میرے شوہر کا کوئی کام کرنے کی۔'' اسے پہلے عمارہ کچھ کہتی ماورہ کی آواز پر وہ دونوں چونک گئیں۔

''ارے آؤ ماورہ بہت دکھ ہوا سن کر''.....

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ڈرامے بند کرواپنے اور ایک بات اپنے دماغ میں بٹھالو وہ میرے شوہر ہے اور میں ان کی بیوی ان کو زیادہ خود کی طرف رجھانے کی ضرورت نہیں ہے ان پر صرف میرا حق ہے ہٹو میں بناؤں چائے اپنے شوہر کے لیے۔" وہ اس کو ہلکا سا دھکا دے کر چولہے کی طرف متوجہ ہوئی ساتھ "شوہر" لفظ پر کافی زور دیا گیا تھا جہاں علیزے نے حیرانی سے اسے دیکھا وہی عمارہ یکدم پریشان ہو گئی۔

"اوہ میڈم پہلی بات تو وہ صرف آپ کے شوہر نہیں میرے بھی شوہر ہیں اور دوسری بات مجھے شاہ زیب کو اپنی طرف رجھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور سچ کہوں تو کبھی ضرورت پڑتی ہی نہیں وہ خود ہی میری طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔" وہ بھی "شوہر" لفظ پر خاصہ زور دیتی ہوئی بولی۔ ماورہ نے پانی بھرتے پتیلی کو سختی سے پکڑا۔

"خبادار اگر میرے اور میرے مرد کے درمیان آئی تو۔" وہ جھٹکے سے پلٹی اور انگلی اٹھا کر غصہ سے بولی۔

"بھابھی آپ لوگ کیوں......" عمارہ گبھرا گئی۔

"ماورہ یہ تمہاری غلط فہمی ہے مجھے اتنی سی بھی دلچسپی نہیں ہے تم دونوں کے درمیان آنے کی اور نہ میں آئی ہوں بلکے لایا گیا ہے مجھے اور جہاں تک بات ہے یہ متوجہ

رجھانے کی تو اس میں میری غلطی نہیں ہے میں کیا کروں میں ہمیشہ کہتی ہوں کہ وہ تمہارے پاس جائے میرے پاس کیوں آتا ہے۔"علیزے نے سکون سے کہا۔

"میں تھوڑے عرصے کے لیے گاؤں سے جا رہی ہوں اگر میری غیر موجودگی میں تو نے میرے ہی°ہ کو اپنی مٹھی میں دبایا تو میں تیری جان لے لوں گی۔"وہ لال انگار آنکھوں سے بولی۔علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"واٹ دا ہیل تمہیں بات کرنے کی تمیز نہیں ہے جاہل۔"وہ چڑ کر کہتی باورچی خانے سے نکل گئی۔

"بھابھی؟"عمارہ اس کے پیچھے بھاگی تھی۔پیچھے ماورہ نے پتیلی سلپ پر پٹخا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

قہقہوں کی گونج مہراب علی کے گھر کے کونے کونے میں گونجی تھی۔وہ سارے اکٹھا لاؤنج میں بھیٹے باتوں میں مہو تھے جب دانیال داخل ہوا اور با آواز سب کو سلام کیا جس کا سب نے یکجا ہو کر جواب دیا۔

"اتنی دیر لگادی کہاں تھے؟"مہک نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"برخوردار تمہارا نمبر کیوں بند جا رہا تھا؟" مہراب علی ٹانگ پر ٹانگ جمائے انور بخت کے برابر بیٹھے دانیال سے مخاطب ہوئے۔

"پاپا بیٹری نہیں تھی۔" اس نے ایک نظر سب کو پانی سرو کرتی رائمہ کو دیکھا پھر مہک کو جو تیار سی بیٹھی سر جھکائے تھی۔

"کیسے ہو دانیال کیا چل رہا ہے؟" یہ آواز ارمان کی تھی۔ دانیال نے اپنے عین سامنے بیٹھے سِول ڈریسنگ میں خوش شکل وہ ہینڈسم نوجوان وہی تھا جسے اس کی بہن کی بات پکی ہونے جا رہی تھی۔ دانیال نے بھایوں کی طرح کافی بغور اس کا جایزہ لیا تھا۔ ایسا نہیں تھا وہ پہلی بار اسے مل رہا تھا لیکن اس طرح تو پہلی بار ہی تھا۔

"بس یونی کا لاسٹ ایر ہے۔" اس نے کہتے ساتھ اچھی طرح نوٹ کیا کہ رائمہ نے اس کی طرف پانی کا گلاس نہیں بڑھایا تھا بلکہ میز پر ٹرے رکھ وہ یوجنا کے برابر بیٹھ گئی تھی جو ارمان کی چھوٹی بہن کے ساتھ باتوں میں مشغول تھی۔ اسے اپنی ہم عمر مل گئی تھی۔

"پھر کیا ارادہ ہے؟" اب کی بار ارمان کے والد رفیق صاحب نے استفسار کیا۔ پینٹ کوٹ میں وہ اپنی بیوی کے برابر بیٹھے مسکراتے ہوئے دانیال سے مخاطب ہوئے تھے۔

"بس انکل پاپا کے ساتھ ہونا پھر۔" دانیال نے مختصر سا جواب دیا۔

"ویسے مجھے ایک اور جاک یاد آیا ہے۔" یہ شریر آواز ارمان کے چھوٹے بھائی کی تھی۔ سب مسکراتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"حماد۔" مسز رفیق نے اپنے شرارتی چھوٹے بیٹے کو آنکھیں دکھائیں۔

"کیا مام اب تو ہم بھابھی لانے والے ہیں اپنے ہی لوگ ہیں۔" وہ اونچی آواز میں اپنے سے چھ سالہ بڑے بھائی ارمان اور سامنے مہک کو چھیڑتے ہوئے کہا۔ مہک نے بے اختیار ارمان کو دیکھا جو اسی کو دیکھ مسکرا رہا تھا۔ مہک نے گڑبڑا کر نظریں ادھر ادھر کر لیں۔ اس کی اس حرکت پر رایمہ ہلکا سا ہنسی بھی اور اشارہ کیا جس پر اس نے رایمہ کو آنکھیں دکھائیں۔

"چلیں میرا خیال ہے کھانے کا وقت ہو گیا ہے کھانا کھاتے ہیں۔" حماد کے لطیفے پر سب ہنس رہے تھے جب انور بخت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سب نے ان کی پیروی کی۔

"میں کھانا لگواتی ہوں۔" رایمہ اٹھتی ہوئی بولی۔

"میں بھی آتی ہوں۔" مہک بھی اٹھنے لگی کہ رایمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں تم بھیٹو جاؤ آنٹی کے پاس کچھ پوچھ رہی ہے نا وہ یوج تم آؤ میرے ساتھ۔" رایمہ نے مہک کو منع کرتے یوجنا سے کہا تو وہ اپنی نئی بننے والی دوست کو دو منٹ کا کہتی رایمہ کے ساتھ چل دی۔

"میری محبت کی ناقدری کرنے والی میرے دل میں کیوں قیام ہے اب تک؟" دانیال نے رایمہ کی پشت دیکھتے جیسے خود سے سوال کیا تھا۔ باہر اٹھنے والے قہقہے اس کے اندر چھائی ویرانی تک نہیں پہنچ رہے تھے۔ وہ خاموش خاموش سا صرف ہوں ہاں میں جواب دے رہا تھا اور کچھ سوال وہ صرف ارمان سے ہی پوچھ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ارے ارے کہاں چلے آ رہے ہو؟" سمیر جو حویلی کے اندر آ رہا تھا کسی نوجوان کو ہاتھ میں پارسل لیے اندر جاتے دیکھ تیزی سے بولا۔

"صاحب وہ.... وہ پارسل ڈلیوری بوائے ہوں شہر سے پارسل لایا ہوں۔" وہ لڑکا یکدم گڑبڑا گیا تھا۔

"اچھا تو ادھر ہی کسی ملازم کو دے دینا تھا اندر حویلی غیر مردوں کو جانے کی اجازت نہیں۔" وہ اس کو اوپر سے نیچے دیکھتے ہوئے سختی سے بولا۔ وہ حلیے سے ڈلیوری بوائے ہی لگ رہا تھا۔ چہرے پر بھوری داڑھی اور مونچھ اور سر پر کیپ سمیر کو تھوڑا وہ عجیب لگا جو بار بار وسیع حویلی پر نظریں دوڑا رہا تھا جیسے کسی کی تلاش ہو۔

"سیف سیف۔" سمیر نے اسے دیکھتے ہی چلا کر آواز دی۔ وہ چونکا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"جی.... جی چھوٹے بابا۔" سیف سر پر ٹوپی ٹھیک کرتے بھاگ کر آیا۔

"تاسوھعوی°بہ°ہ دنہ کا°ل؟" (اندر کیسے آنے دیا تم نے انہیں) سمیر نے سختی سے پوچھا۔ وہ گبھرا گیا۔

"وہ... وہ چھوٹے بابا یہ کہہ رہے تھے چھوٹی بی بی کا سامان لائے ہیں۔" سمیر نے چونک کر اس نوجوان کو دیکھا۔

"جی آنلاین ہمارے سٹور سے منگوایا گیا ہے۔" وہ لڑکا اب سکون سے بولا۔

"جہاں تک مجھے پتا ہے حویلی میں کوئی بھی کچھ شہر سے نہیں مگنواتا وہ بھی آنلاین خیر کس کے نام پر ہے؟" سمیر نے تو تیش انداز میں اس کے ہاتھ سے پارسل لیتے ہوئے پوچھا۔

"یہ.... یہ دیکھیں۔" اس نوجوان نے اپنے بستے سے سلپ نکال کر سمیر کی طرف بڑھائی۔

"علیزے انور۔" سمیر بڑبڑایا۔

"علیزے نے منگوایا ہے؟" وہ تھوڑا حیران ہوتے ہوئے بڑبڑایا۔

"کیا ہے اس میں؟"

"جی میک اپ پروڈکٹس ہیں۔" وہ لڑکا بولا۔

"سمیر وہ....." عدیب کو جلد بازی میں سمیر سے کچھ کہنے آرہا تھا رک گیا۔

"کیا ہوا؟"

"یہ علیزے نے کچھ شہر سے آنلاین میک اپ کا سامان منگوایا ہے۔" سمیر نے پارسل عدیب کی طرف بڑھایا۔اس نے تھامتے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہاں تو وہ منگواتی رہتی ہے۔" عدیب نے لاپرواہی سے کہا۔

"اچھا۔" سمیر نے اس نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا جو عدیب کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کا جایزہ لے رہا ہو۔

"تم جاؤ پیسے"......

"جی پیمنٹ آنلاین ہو گئی۔" اس لڑکے نے دوبدو کہا۔ سمیر نے سر ہلایا۔

"تمہیں کچھ کام تھا؟" سمیر اب عدیب کی طرف متوجہ ہوا۔

"اے سنو یہ علیزے میم کو دے دو۔" عدیب نے قریب سے گزرتی لان میں ملازمہ کو پکارا۔ وہ اس کے ہاتھ سے پارسل لیتی سر ہلا کر حویلی کے اندر چلی گئی۔

"ہاں وہ تم ہنی مون پر جا رہے ہو تو کیا اپنی گاڑی میرے حوالے کر سکتے ہو میں سِلا کو گھمانے لے جاؤں گا۔" عدیب نے کہا۔

"ہاں ہاں بالکل یہ لو گاڑی کی چابی اپنے پاس رکھو پہلے بولتے تمہیں ضرورت".....

"نہیں مجھے ضرورت نہیں کونسا ساری زندگی یہاں رہنا ہے ہاں ابھی یہاں ہوں تو اسیلیے لی تم سے تم جا رہے ہو نا ہیو آ سیو جرنی۔" عدیب نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔اس نے کندھے اچکا دیے۔

"جیسا تمہیں ٹھیک لگے شکریہ....." وہ آگے کچھ کہتا اس لڑکے کو وہی کھڑا دیکھ چونکا۔

"تم ابھی تک گ ئے نہیں؟" سمیر نے پوچھا۔عدیب چابی لے کر واپس حویلی کے اندر چلا گیا تھا۔

"جی جی بس جا رہا ہوں۔" وہ جلدی سے کیپ ٹھیک کرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ سمیر نے اس کی پشت دیکھتے بھنویں جوڑیں۔اسے یہ بندہ کچھ مشکوک لگا تھا۔

"خیر سیف آیندہ خیال رکھنا جانتے ہو نا حویلی کے اندر کسی کا بھی داخلہ منع ہے اگر ایسے پارسل اور آئے تو خود لے کر ملازمہ کو دیا کر وہ وہ پہنچا دے گی۔" وہ سر جھٹک سیف کو تلقین کرتا خود بھی حویلی کی جانب بڑھ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"چھوٹی بی بی جی۔" وہ موبایل میں مصروف سیڑھیاں اتر رہی تھی جب ملازمہ نے اسے پکارا۔اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور سیڑھیاں اترتی اس کے پاس آئی۔

"کیا؟"

"جی یہ آپ کے لیے سامان آیا ہے۔"اس نے پارسل اس کی طرف بڑھایا۔علیزے حیران ہوئی۔

"میرے لیے کیا؟"اس نے حیران ہوتے ہوئے اس کے ہاتھ سے سامان لیا۔

"معلوم نہیں جی۔ "

"اچھا تم جاؤ میں دیکھتی ہوں۔"اس نے کہا۔ملازمہ سر ہلا کر چلی گئی۔وہ واپس اپنے کمرے میں آئی اور پارسل کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا۔

"میک اپ؟"پارسل پر میک اپ کا سامان اور ساتھ اس کا نام اور حویلی کا پتا لکھا تھا۔

"ہاں میں نے منگوایا تھا لیکن یہ تو کل ہی آگیا تھا ڈبل ڈبل ڈلیوری مجھ سے بھی یہ ڈبل ہی چارج کریں گے ان کو تو بتاتی میں۔"وہ غصہ سے پارسل بیڈ پر پھینکتی موبایل پر انگلیاں چلانے لگی پھر کسی کو کال ملا کر فون کان سے لگایا۔مشکل سے ایک منٹ کی بات کے بعد اس نے حیرت سے پارسل کو دیکھا۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اگر انہوں نے نہیں بھیجا تو کس نے بھیجا ہے؟" وہ حیرت سے پارسل کی طرف بڑھی اور اسے کھولا۔

"یہاں تو کچھ نہیں ہے۔" لیکن پارسل خالی تھا۔ وہ مزید حیران ہوئی۔

"اب یہ کیا چکر ہے۔" وہ خالی ڈبے کو کھنگال رہی تھی جب چھوٹی سی چٹ اسے نظر آئی۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے چپکی ہوئی چٹ ڈبے سے الگ کر کے کھولی تو وہاں بڑے بڑے الفاظوں میں اس کے لیے پیغام تھا۔

"زے تم اپنی محبت کے قاتل کے ساتھ رہ رہی ہو۔" اس نے حیرت سے پڑھا اور پھر ہنس دی۔

"یہ کس کا مزاق ہے؟" اس کے سر کے اپر سے گزرا تھا۔

"زے بولا ہے یعنی مہک یا دانیال کی حرکت ہے مجھ پر پرینک کرنے کی اف یہ دونوں بھی نا۔" وہ سر پر ہاتھ مارتی ہوئی بولی۔ اکثر مہک دانیال پرینک کرتے تھے۔

"ان کو تو میں بتاؤ گی محبت قاتل اف پاگل۔" وہ ڈبے کے ساتھ چٹ کوڑے دان میں پھینکتی نفی میں سر ہلا کر باہر نکل گئی جبکہ کوڑے دان میں پڑی چٹ پر لکھے الفاظ اپنے ساتھ بہت بڑا راز دفن کیے ہوئے تھے جس کا علیزے کو اندازہ بھی نہیں ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہیلو کام ہو گیا۔" وہ لڑکا وسیع حویلی پر بھرپور نظر ڈال کان سے فون لگائے دھیرے سے بولا تھا۔

"ہاں ابھی سب بتاتا ہوں۔" وہ دور کھڑی اپنی گاڑی میں بھیٹتا ہوا بولا اور دوسری طرف شخص کو ایک ایک تفصیل دینے لگا اور ساتھ وہ اپنے چہرے سے داڑھی اور مونچھ ایک جھٹکے سے اتار پھینک رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سامنے دیوار پر لگی ایل ای ڈی میں کوئی فلم دیکھ رہا تھا۔ ایک ہاتھ سے ریموٹ پکڑے دوسرے ہاتھ سر کے پیچھے کیے وہ سکرین کو دیکھتے دیکھتے کسی اور سوچ میں چلا گیا تھا اور بے اختیار آنکھیں موندلیں۔

"جنت کدھر ہو تم یار؟" پیشانی میں بل ڈالے وہ کافی پریشان نظر آرہا تھا۔ سوچ میں گم اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور سائیڈ میز پر رکھی گاڑی کی چابی پر نظر ڈال اسے یاد آیا کہ کس سلسلے میں اس نے گاڑی کی چابی لی تھی۔

"اوہ بتادوں اس کو۔" اس نے جیب میں اپنا موبائل ڈھونڈنے کے لیے ہاتھ کنگھالا لیکن موبائل موجود نہیں تھا۔

"کہاں گیا؟" وہ جو نیم دراز تھا، اٹھ کر بھیٹ گیا۔

"اس کو ڈھونڈ رہے ہیں۔" نسوانی آواز پر اس نے چونک کر دروازے پر کھڑی سِلا کو دیکھا جو ہوا میں اس کا موبایل لہراتے اندر آرہی تھی۔

"ایک منٹ۔" اس نے ایل ای ڈی بند کی اور غصہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا موبایل تمہارے پاس کیا کر رہا ہے ادھر دو۔" اس نے آگے بڑھ کر لینا چاہا لیکن سِلا دو قدم پیچھے ہو گئی۔ اسے اس وقت وہ ہوش سے بے گانی لگی۔ سرخ آنکھیں جیسے بہت روئی ہو۔ ہاں جب سے عدیب کا سچ معلوم ہوا تھا وہ اس کے ساتھ گھٹ گھٹ کر ہی تو رہ رہی تھی۔ ساری رات اس کی سسکیاں اس کے کانوں میں آتی تھی جسے وہ چڑ جاتا تھا۔ ابھی بھی اس کی آنکھوں میں بھرا پانی باہر آنے کے لیے بے تاب تھا۔

"سب کچھ اس فون کی وجہ سے ہوا سب کچھ نا میں اس دن یہ فون اٹھاتی نک دیکھتی نہ مجھے سچائی پتا چلتی کاش.... کاش میں اس بھرم میں جی رہی ہوتی کہ آپ مجھ سے وفادار ہیں مجھ سے محبت کرتے ہیں کاش میں اس جھوٹ میں جی رہی ہوتی۔" وہ دیوانوں کی طرح چیخ کر بولی۔ عدیب نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئی ہو دو ادھر اور خبادارا اگر پھینکا۔" عدیب نے ساتھ وارنگ بھی دی۔

"ہاں ہاں ہو گئی ہوں پاگل تھک چکی ہوں اپنوں کے سامنے جھوٹی مسکراہٹ قایم کرتے آپ جانتے ہیں میں نے اپنے لالا سے آج تک کچھ نہیں چھپایا لیکن آج آپ کی وجہ سے میری زندگی کے طوفان کا میں انہیں بتا بھی نہیں سکتی وہ مجھ سے بار بار پوچھتے ہیں کہ تم ٹھیک ہو لیکن میں ہر بار نظریں چرا لیتی ہوں میں جانتی ہوں وہ مجھے پہنچانتے ہیں میں کب واقعی خوش ہوتی ہوں کب نہیں عدیب ڈر یے اس وقت سے جب میرے لالا کو پتا چلے گا وہ آپ کی جان لے لیں گے اور میں انہیں روک بھی نہیں پاؤں گی۔" وہ بیڈ پر موبایل پھینکتی روتے ہوئے بولتی چلی گئی آخر میں عدیب کو انجام سے باخبر کیا۔ اہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر آگے بڑھا اور اسے دونوں کندھوں سے تھاما۔ سِلا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ادھر آؤ۔" اس نے اسے بیڈ پر لے جا کر بٹھانا چاہا۔

"مجھے نہیں جانا کہی ہاتھ مت لگائیں مجھے آپ صرف اذیت دینا جانتے ہیں۔" وہ اس کے ہاتھ جھٹک کر بولی۔

"سمجھ نہیں آرہا ادھر آؤ۔" اب کی بار عدیب نے سختی سے کہا اور اسے بیڈ پر لے جا کر بٹھا دیا اور اسے کچھ فاصلے پر بھیٹ گیا۔

"دیکھو سِلا میں کرتا ہوں سیدھی بات کیونکہ مجھے باتیں گھمانا نہیں آتی سیدھی سی بات ہے میری تم سے کوئی پرسنل دشمنی نہیں ہے بس ایک نفرت ہے اس بخت خاندان سے اور تم اس سو کالڈ بخت خاندان کی بیٹی ہو تو خود بخود تم سے بھی نفرت ہو جاتی ہے لیکن ویسی کوئی بات نہیں ہے دیکھو میری بھی تین بہنیں ہیں میں جانتا ہوں عورت کی عزت کیا ہوتی ہے تم مجھے ایک بات بتاؤ آج تک میں نے تمہیں چھوا ہے تمہارا کبھی غلط فایدہ اٹھایا ہے میں چاہتا تو اٹھا لیتا تم سے بدلہ اتارتا کون روکتا مجھے تم خود نہیں روک پاتی لیکن میں نے کیا ایسا؟" سِلا جو تیزی سے کچھ بولنے جا رہی تھی چپ ہو گئی۔ وہ ٹھیک تو کہہ رہا تھا اس نے آج تک سِلا کو بری نظر سے نہیں دیکھا تھا۔ اسے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا جبکہ وہ اس کی بیوی تھی۔

"نہیں نا کیونکہ مجھے تم سے کوئی غرض نہیں ہے ہاں میں پہلے چاہتا تھا کہ تمہاری زندگی ایسی جہنم بنا دوں گا کہ تم خود طلاق کی بھیک مانگو گی لیکن سب تمہارے سامنے ہے میں تم سے بات تک نہیں کرتا اپنے کام سے کام رکھتا ہوں کیونکہ جب جب میں سوچتا ہوں تمہیں ہرٹ کرنے کا تب تب میری تربیعت بیچ میں آ جاتی ہے ہاں ہوں میں آزاد خیال ہوں میں کیا کہتے تمہاری زبان میں آوارہ ٹایپ لیکن آج تک میں نے کسی لڑکی کا

فایدہ نہیں اٹھایا کیونکہ میں نے کسی کو چاہا ہے۔" سِلا دم سادھے اسے سن رہی تھی۔ آج پہلی بار وہ نہ تو پرانا عدیب لگ رہا تھا نہ نیا عدیب یہ تو کوئی اور ہی تھا۔

"جنت نام ہے اس کا جس کی تم نے تصویر دیکھی دیکھو سِلا محبت کا تو مجھے نہیں پتا لیکن میں نے اسے پورے دل سے چاہا ہے میں نے اسے پسند کیا ہے خود کے لیے وہ جب ساتھ ہوتی ہے تو مجھے اچھا لگتا ہے اور جب نہیں ہوتی تو مجھے اس کی کمی محسوس ہوتی ہے میں اس کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔" سِلا کی آنکھ کے کنارے سے آنسو نکلا۔

"کون ہے وہ؟" لرزتی آواز سے پوچھا۔

"شاید تم نے اسے تصویروں میں دیکھا ہے ایک منٹ رکو۔" اس نے سِلا کو کہہ کر موبایل اٹھایا اور جنت اور اپنی تصویر کھول کر دکھائیں۔

"زے کی دوست ہے ایسی ہمارا تعرف ہوا تھا۔" سِلا نے سکرین پر انگلی رکھی۔ وہ کتنی خوبصورت تھی اور عدیب کے ساتھ کتنی اچھی لگ رہی تھی ایسا لگتا تھا دونوں ایک دوسرے کے لیے بنتے ہیں۔

"لیکن جو کچھ ہوا اس کی وجہ سے مجھے قربانی دینی پڑی ہے اپنی بہن کے لیے اور یہ سب میں نے پلین بنایا تاکہ میں اس سب جھمیلے سے باہر آسکوں۔ "

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"آپ نے اپنے مفاد کے لیے میرا استعمال کیا؟" سِلا نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کرتا کسی نے میرے لیے دوسرا آپشن چھوڑا تھا بچپن کی منگنی.... بچپن کی منگنی وہ بس بچپن کی ہوتی ہے بڑے ہو کر احساسات بدل جاتے ہیں میں نے تو کبھی دیکھا ہی نہیں نہ کبھی ہماری منگنی کا پتا تم مانو یا نا مانو اس سب میں بڑوں کی غلطی ہے۔" عدیب نے غصہ سے کہا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ اس سب میں ہمارے بڑوں کی غلطی ہے۔" عدیب نے چونک کر اسے دیکھا جو کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"لیکن فکر نہ کریں اس غلطی کو اب میں سدھاروں گی۔" وہ آنسو پونچھتی ہوئی بولی۔

"ایک منٹ ایسا کچھ مت کرنا اور ایک سیکنڈ۔" وہ کچھ کہتا اس کا فون بج اٹھا۔ اس نے سِلا کو دیکھتے کان سے لگایا اور بات کی۔ سِلا کسی اور سوچ میں گم ہو گئی۔

"ہاں میں نے تمہیں بتانا تھا میرا دوست ہے زید شہر میں اس نے ایک پارٹی ارینج کی ہے مجھے دعوت دی ہے تمکارے ساتھ اسی کا فون تھا میں نے سمیر کی گاڑی لے لی ہے کل تیار ہو جانا چلنا ہے۔" وہ کہہ کر بنا جواب سنے باہر نکل گیا۔ سِلا گرنے والے انداز سے بھیٹی۔

"جنت تم جو بھی ہو بہت خوشنصیب ہو۔" وہ آنکھیں میچتی بڑبڑائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

لان میں بے صبری سے علیزے ادھر سے ادھر چکر کاٹتی بار بار فون کان سے لگا رہی تھی اور پھر بار بار غصہ سے فون کو دیکھ رہی تھی شاید جس کو کال کر رہی تھی وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔

"کیا مصیبت ہے اس مہک کی بچی کے ساتھ مجھے ایک ٹیکسٹ کر کے پریشان کر دیا اور اب جواب بھی نہیں دے رہی۔" اس کی جھنجھلاہٹ کی وجہ مہک صاحبہ تھی جنہوں نے بڑے ہی جلد بازی میں اس کو میسج کیا تھا کہ ارمان لوگ آگئے ہیں مگر اب وہ موبایل سے فراموش ہو گئی تھی۔

"ہو سکتا ہے سب میں مصروف ہو اف کاش میں وہاں ہوتی اپنی بیسٹ فرینڈ کے اتنے اہم دن پر اس کے ساتھ ہوتی رایمہ کتنی لکی ہے۔" وہ افسوس سے بڑبڑاتے ہوئے جھولے پر بھیٹ جھولا لینے لگی۔

"زندگی بھی کیا ہے نا آج کہاں ہوتے کل کہاں کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ میں آج اس مقام پر ہوں گی کبھی نہیں سوچا تھا کہ میری زندگی کی ریل گاڑی اس سٹیشن پر آ کر رک جائے گی اور پھر کبھی میں اس میں سفر کر کے اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکوں گی کتنے

خواب تھے اپنے اور ویٹسن سے جڑے زندگی کو حسین بنانے کے لیے کتنا کچھ سوچا تھا لیکن کیا میری قسمت میں شروع سے شاہ زیب کا ساتھ تھا اور کیا میری ساری زندگی ایسی گزر جائے گی؟" وہ جھولا لیتی آنکھیں بند کرتی بے گانی سوچ رہی تھی جب قدموں کی چاپ سنائی دی۔اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھول آنے والے شخص کو دیکھا۔

"بھابھی آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" یہ ثمن تھی۔ چہکتی ہوئی اس کے قریب آ رہی تھی۔علیزے اس کو دیکھتی سوچ میں پڑ گئی۔

"کیا ہوا بھابھی؟" ثمن نے مسکرا کر پوچھا۔

"ایک بات پوچھوں؟"علیزے نے کہا۔

"ہاں بالکل ایک سے بھلی دو پوچھیں۔" وہ اس کے برابر جھولے پر بھیٹتی ہوئے مزے سے بولی۔

"تم لوگ کتنی آسانی سے کتنی خوشی سے یہاں رہ لیتی ہوں گھٹن نہیں ہوتی دل نہیں کرتا اڑھنے کا؟" وہ بے خیالی سے پوچھ بھیٹی۔

"ہم قید تھوڑی ہیں بلکہ آزاد ہیں تو دکھی کیوں ہو؟ "

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یہ تمہیں آزادی لگتی ہے یہ مت کرو وہ مت کرو یہاں مت جاؤ وہاں مت جاؤ ایسے مت پہنو ویسے پہنو؟"علیزے نے حیرت سے پوچھا لہجے میں تلخی آ گئی تھی۔

"اللہ بھابھی اتنی پابندیاں اتنی پابندیاں کسی نے نہیں لگائیں اور کیوں لگاتے ہم یہی کہ ہیں ہم وہی پہنتے ہیں جیسے یہاں پر پہنا جاتا ہم وہی کرتے جیسے کیا جاتا ہاں آنے جانے میں پابندی لگتی ہے کبھی بابا جان کبھی لالا سے لیکن وہ ہمارے بھلے کے لیے ہوتی ہے۔"وہ اپنی دھن میں بولتی چلی گئی۔

"تم مجھے بھابھی کیوں کہتی ہو؟"علیزے نے ساری باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اچانک پوچھا۔

"ځکہ چہ تاسو زمو ږ دلالا میرمن یاست۔"ثمن ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"کیا؟"علیزے نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"مطلب آپ ہمارے لالا کی بیوی ہیں ہماری بھابھی۔"ثمن نے "بھابھی" پر زور دیا۔

"لیکن میں تم لوگوں کی کزن بھی تو ہوں علیزے آپی کہا کرو مجھے اچھا لگے گا۔"

علیزے نے اس کے معصوم چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمیں کزن مانتی ہیں؟" ثمن نے آنکھیں بڑی کرتے خوشگوار حیرت سے پوچھا۔علیزے کا ہاتھ جو ثمن کے بالوں پر جا رہا تھا وہی رک گیا،۔ایک شرمندگی سی ہوئی۔

"تم..... تم لوگ یہ کونسی زبان اتنی تیزی سے بولتے ہو میرے سمجھ نہیں آتی تمہارے لالا کو بھی میں نے فون پر بات کرتے سنا وہ تو بہت ہی تیز بولتا ہے۔"علیزے نے بات بدلتے اشتیاق سے پوچھا۔ ثمن کھلکھلا کر اٹھی۔

"یہ پشتو ہے بھابھی ہماری ہی نہیں آپ کی بھی زبان ہے لیکن آپ یہاں رہی نہیں اسلیے آپ کو نہیں آتی۔" ثمن اپنے مخصوص لب ولہجے سے بولی۔

"تم لوگوں کا ایکسنٹ بھی بڑے مزے کا ہے۔"اس نے کافی دفع شاہ زیب کے بولنے کے انداز پر بھی غور کیا تھا وہ بھی علیزے کی طرح نارمل انگریزی اردو نہیں بولتا تھا۔ یہاں سب کا لب ولہجہ ایسی تھا۔

"ہاں وہ تو ہے اچھا چلیں اندر آئیں لالا اور زینیا بھابھی گھومنے جا رہے ہیں وہ کیا کہتے ہیں ہنی مون۔"اس نے آخری لفظ کافی دھیرے سے منہ پر ہاتھ رکھ کہا تھا جس پر علیزے ہنس دی۔

"سمیر اس کو ہنی مون پر لے کر جا رہا ہے؟" اس نے اس کی بات پر غور کرتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔ ثمن سے تیزی سے سر ہلایا۔ علیزے چپ سی ہو گئی۔

"لالا نے بہت پہلے ہی طے کر لیا تھا بھابھی آئیں گی اور انہیں لے کر جائیں گے۔" ثمن دلچسپی سے بتانے لگی۔

"اس نے زینیا کو تحفہ میں کیا دیا میں نے سنا بات ہو رہی تھی۔" علیزے نے باتوں باتوں میں ثمن سے پوچھا۔ وہ جلدی سے بولی۔

"ارے میں کیا بتاؤں اتنا پیارا ہار دیا ہے سونے کا لالا نے منہ دکھائی میں کہ بس۔" ثمن جوش سے بتا رہی تھی۔

"تمہارے لالا کی لگتا نہیں ارینج میرج ہوئی ہے اتنی محبت۔" وہ سنجیدگی سے ہاتھوں سے کھیلتی ہوئی بولی۔

"ہاں نہیں تو کیا میں آپ کو بتاؤں کسی کو مت بتائیے گا میں نے بتایا ہے لالا نا پہلے سے ہی بھابھی کو پسند کرتے تھے سِلا باجی کی دوست تھی نا اکثر آتی رہتی تھی۔" ثمن نے بڑے رازدانہ انداز سے بتایا۔

"صرف پسند پر اتنا کچھ گھمانا پھرانا اتنے مہنگے تحفے دینا؟" علیزے مصنوعی حیرانگی سے بولی۔

''جی وہ تو ہے ہمارے ہاں سب ایسی ہیں بہت محبت ہے سب کو ایک دوسرے سے۔''
ثمن اس کے ساتھ جھولا لیتی بولی۔

''اب ایسا بھی نہیں ہے۔'' علیزے اپنی انگلیوں میں موجود انگھوٹیوں سے کھیلتی دھیرے سے بولی۔

''تمہارے شاہ لالا کا شمار تو اس سب میں نہیں ہوتا۔'' وہ ساتھ بڑبڑائی۔

''جی کچھ کہا؟'' ثمن نے پوچھا۔

''نہیں کچھ نہیں۔'' وہ گھاس کو دیکھتی سنجیدگی سے بولی۔

''لالا اور بھابھی جا رہے ہیں چلیں۔'' ثمن اچانک سب کو حویلی سے باہر نکلتا دیکھ جوش سے چیخی۔ علیزے بھی چونک گئی۔

''را°ہچ°°و۔'' (چلیں) وہ علیزے کو کہتی بھاگ کر سب کے پاس گئی۔ علیزے نے وہی بھیٹے بھیٹے دور سے زینیا کو اپر سے نیچے تک دیکھا۔ نیلے کام والے آسمانی شلوار قمیض میں شال ارد گرد اچھی طرح لپیٹی فل میک اپ، جیورلی پہنی ہوئی وہ تیار لگ رہی تھی۔ وہ دونوں سب سے مل رہے تھے۔ زینیا کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا کسی بات پر سمیر نے اس کے کان میں سرگوشی کی جس پر وہ لال ہو گئی اور ہنستے ہوئے چہرہ جھکا لیا۔ سمیر نے بھی جاندار قہقہ لگایا۔ سلماں بخت دونوں کی بلائیں لے رہی تھی۔

"کتنی خوش ہے۔"علیزے نے دل میں سوچا اور اٹھ کھڑی ہوئی بنا کسی سے ملے وہ حویلی کے اندر چلی گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا اور اب چائے کا سیشن چل رہا تھا۔سب لوگ اب ڈرائینگ روم میں بھیٹے چائے کا لطف اٹھاتے رایمہ کے بنے ہاتھ کے کھانے کی تعریفوں کے پل باندھ رہے تھے جس پر وہ صرف مسکرانے پر اکتفا کر رہی تھی۔تھوڑی دیر بعد وہ دانیال کو دیکھتی جو اسے صفائی سے نظر انداز کیے ارمان سے گفتگو کر رہا تھا۔جانے کیوں رایمہ کا اس کا طرح نظر انداز کرنا چبھ رہا تھا۔ہاں وہ جانتی تھی وہ یہی چاہتی تھی لیکن دل سے مجبور بھی تو تھی نا اور ویسے بھی شاید یہ اس کے اور دانیال کے لیے اچھا تھا کیونکہ اب وہ کسی اور کی ہو جائے گی۔ہاں اس نے ولید کے رشتے کے لیے ہاں کر دی تھی۔کیا دانیال کو پتا لگ گیا تھا؟اگر ہاں تو وہ اتنا خاموش کیوں تھا؟کیا پتا اس نے رایمہ سے دوری اختیار کر لی ہو؟کیا پتا وہ واقعی عریبہ میں دلچسپی لیتا ہو۔رایمہ نے دکھ سے گردن جھکا لی۔

"رایمہ بیٹا آنٹی بلا رہی ہیں۔"جب دو تین بار پکارنے پر بھی وہ اپنی سوچوں سے باہر نہ آئی تو انور بخت نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ اس کی توجہ مسز رفیق کی جانب کروائی۔وہ چونکی۔

"جی....جی آنٹی؟"سب کی توجہ کا مرکز بننے کے باعث دانیال نے بھی اس کی طرف دیکھا لیکن واپس نظروں کا زاویہ تبدیل کر لیا تھا۔

"کچھ بھی نہیں۔"مسز رفیق نے ہنس کر کہا۔وہ جذبذب ہو گئی۔

"ویسے مام آپ کو نہیں لگتا کہ ارمان بھیا اور بھابھی اوپس میرا مطلب مہک باجی کو اکیلے میں تھوڑا وقت دیا جائے۔"حماد کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی لیکن اس بار ارمان نے اسے گھورا نہیں تھا بلکہ اپنا خیر خواہ سمجھا تھا وہ کب سے یہی تو چاہ رہا تھا۔

"بر وہ ذرا میرا پلے سیٹشن فایو....."اپنے بھائی کی خواہش سے باخبر اس نے جھک کر ارمان کے کان میں سرگوشی کرتے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔

"ہاں میرے باپ دلوا دوں گا۔"ارمان نے مہراب علی کو مسکراہٹ اچھالتے دھیرے سے کہا۔وہ مطمعین ہو گیا۔

"ہاں ہاں بیٹا اب ہمارا زمانہ تھوڑی رہا ہے جیسے میں نے تمہارے ڈیڈ کو ہماری شادی کی رات دیکھا تھا آج کل کے بچے تو انڈرسٹینگ کو فوقیت دیتے ہیں۔" مسز رفیق نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"جو بات ہے ویسے آنٹی بہت ضروری ہوتا ہے انڈرسٹینگ ایک دوسرے کو سمجھنا شادی مزاق تھوڑی ہے ایک ہی بار ہوتی ہے اور اگر پہلے سے بھروسہ یقین نک ہو تو رشتہ خود بخود ٹوٹ جاتا ہے۔" دانیال نے سنجیدگی سے رایمہ کو طنز کا نشانہ بناتے اپنی بات کہی تھی جس پر مسز رفیق اور رفیق صاحب نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ٹھیک کہا بہت ضروری ہوتا ہے اور اگر پہلے ہی جان لیں تو بعد میں فیصلہ لینے میں آسانی ہوتی ہے۔" رایمہ نے بھی طنز کا جواب دیا تھا۔ ماحول میں کچھ لمحے خاموشی پھیل گئ تھی۔ مہک نے نا سمجھی سے دونوں کو دیکھا۔

"ویسے دانیال بھائی میں آپ کی بات سے اتفاق نہیں کرتا۔" خاموشی توڑنے والا حماد تھا،

۔دانیال نے چونک کر اسے دیکھا۔

" صحیح تو کہا ہے بچے نے۔" مسز رفیق نے بیٹے کو نا سمجھی سے دیکھ کہا۔

"ہاں مام باقی باتیں بے شک صحیح کہیں لیکن شادی ایک بار ہوتی وہ غلط ہے شادی بار بار بھی ہو سکتی ہے۔" وہ شرارت سے بولا تھا کچھ لمحے پہلے چھائی ماحول میں سنجیدگی ہوا ہو گئی اور سب کے قہقہے گونجے۔

"مہتاب تمہیں اعتراض نہ ہوں تو ہم بچوں کو کچھ وقت دیں دیں؟" رفیق صاحب نے مہراب علی سے پوچھا۔

"ارے مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے اچھا ہے بچے ایک دوسرے کو جان لیں اور میں چاہتا ہوں کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے میری بیٹی کی دل سے رضامندی شامل ہو۔" مہراب علی نے مہک کو دیکھتے ہوئے کہا۔اس نے سر جھکا لیا۔

"چلیں پھر جائیں مہک باجی وہ کیا کہتے ہیں ڈراموں اور فلموں میں ہاں سنیے آئیں ذرا میں آپ کو اپنا گھر دکھاؤں۔" حماد نے لڑکیوں کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ایک بار پھر سب ہنس دیے۔

"جاؤ بیٹا ٹیرس پر چلے جاؤ۔" مہراب علی نے ہنستے ہوئے کہا۔ مہک نے سر ہلایا اور کھڑی ہو گئی۔ارمان بھی کھڑا ہو گیا۔

"چلیں؟" مہک نے آہستہ سے اسے کہا۔

"پہلے آپ۔" ارمان نے اسے راستہ دیتے کہا۔وہ مسکراہٹ دباتی سر ہلاتے آگے نکل گئی جبکہ وہ اس کے پیچھے۔

"بہن میں نے اپنے دونوں بچوں کو ماں اور باپ دونوں بن کر پالا ہے انہیں ان کی ماں کی کمی محسوس ہونے نہیں دی لیکن آپ تو جانتی ہیں ماں باپ واحد ایسا رشتہ جن کی کوئی کمی پوری نہیں کر سکتا اسیلیے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ میری بچی کو ماں کا پیار دے گا۔" مہراب علی نے مسز رفیق کو مخاطب کرتے کہا۔انہوں نے مسکرا کر رفیق صاحب کو دیکھا پھر ان کو۔

"بھائی صاحب میری بھی بیٹی ہے میں جانتی ہوں بیٹیاں کتنی انمول ہوتی ہیں آپ فکر نہ کیجیے میں کبھی اسے محسوس نہیں ہونے دوں گی کہ میں اس کی ساس ہوں اور سچ بتاؤ مجھے ساس بننا بھی نہیں آتا میں اس کی دوست اور ماں بن کر رہوں گی۔" مسز رفیق نے نرمی سے کہا۔

"ہاں اور مام نے ساس بہو والے سیریل بھی نہیں دیکھے جو وہ اپنی بہو کے شربت میں نیند کی گولیاں ملائے تاکہ ان کا بیٹا اپنی بہو کو چڑھے دن تک سونے کے طعنے دے۔" حماد پھر چپ نہیں رہا تھا اور سب کو ہنسا گیا۔

"تم چپ کرو بڑوں میں نہیں بولتے۔" مسز رفیق نے اسے گھوری دی۔ رایمہ نے مسکراتے ہوئے اس کو دیکھا جو بیچاری شکل بنا گیا تھا۔

"میں جانتا ہوں مہراب تم فکر مند ہو اور ظاہر سی بات ہے ہر باپ فکر مند ہو گا لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں مہک بیٹی ہمارے ہاں خوش رہے گی ہاں وہ جا رہی ہے اتنے دور پردیس لیکن تم سے ملنے آتی رہے گی۔" رفیق صاحب نے بھی تسلی دی۔

"انکل آپ تو جانتے ہیں میری اکلوتی بہن ہے میں جتنا بھی اسے تنگ کرتا ہوں لیکن اس میں میری جان بستی ہے میں پہلے خلاف تھا اس کا اتنی دور جانے کے لیے لیکن اب آپ کی فیملی کو دیکھ مطمعین ہوں اس کو آنٹی جیسی پیار کرنے والی ماں آپ کی باپ جیسا شفقت بھری محبت او مان کی سپورٹ ملے گی اور چھوٹا دیور جو میری کمی پوری کرے گا اور کیا چاہیے۔" دانیال نے بھی کہا۔ سب مسکرا گ ئے۔

"جی نہیں میں اپنی بھابھی کو تنگ نہیں کروں گا ایک ہی تو بھابھی ہوں گی میری۔" حماد اکڑ کر بولا۔ سب مزید مسکرا دیا۔

"تو بس بچیں اپنا فیصلہ سنادیں پھر شادی کی تاریخ طے کر لیتے ہیں۔" انور بخت نے کہا۔ سب نے تاید کی۔

"آنٹی انکل یہ کیک لیجیے نا۔" رایمہ نے آگے بڑھ کر کیک کی پلیٹ بڑھائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"نہیں بیٹا تمہاری آنٹی نے مجھے ڈایٹ پر رکھا ہے۔" رفیق صاحب نے کہا۔ مسز رفیق نے انہیں گھوری دی اور رایمہ سے بولیں۔

"نہیں بیٹا منہ میٹھا تو اب بچوں کے آنے کے بعد کریں گے۔ "

"چلیں ٹھیک ہے۔" رایمہ نے مسکرا کر واپس پلیٹ رکھ دی اور ایک نظر دانیال کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا لیکن اس کے دیکھنے پر فون میں مصروف ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"علیزے میرا فون اٹھانا۔" شاہ زیب بیڈ پر بھیٹا ڈھیروں کاغضات پھیلائے کچھ کام کر رہا تھا۔ سنگھار میز پر پڑے فون کا کہتے وہ واپس مصروف ہو گیا تھا لیکن ہاتھوں میں لوشن لگاتی خاموش علیزے نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"علیزے؟" شاہ زیب نے پھر پکارا۔ وہ چونکی۔

"ہوں ہاں؟"

"فون۔" شاہ زیب نے لفظ پر زور دیا۔

"ماورہ چلی گئی؟"فون اٹھا کر اس کو دیتی اس نے دھیرے سے پوچھا۔اس نے بغیر سر اٹھاتے سر سے ہاں کا اشارہ کیا۔مصروفیت کے باعث وہ یہ غور نہیں کر سکا کہ اس کو کیسے معلوم ماورہ کو کہی جانا تھا۔

"میں نے سنا افسوس ہوا مجھے۔"اسے تھوڑا فاصلے پر بیٹھتے ہوئے وہ بول۔اب کی بار شاہ زیب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ جب سے کمرے میں آیا تھا وہ کھوئی کھوئی سی اپنے میں مگن دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا ہوا سب ٹھیک؟"اس نے سرسری سا پوچھتے ہوئے واپس کاغضات پر نظریں جما لیں۔

"تمہیں کیا پرواہ۔"علیزے اپنے ناخنوں کو دیکھتی بڑبڑائی۔شاہ زیب نے پھر سر اٹھایا اور اس کے اتنے بدلے انداز کو دیکھا پھر سانس بھرتے فائل ایک جانب رکھی اور اس کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہوا۔

"کچھ ہوا ہے؟"علیزے نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔نیلی آنکھوں میں۔علیزے نے پہلی بار نیلی آنکھیں اتنی غور سے دیکھی جس میں ہر وقت سنجیدگی چھائی رہتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"میں نے سنا ہے جن کی نیلی آنکھیں ہوتی ناوہ بے وفا ہوتے ہیں۔" وہ بے اختیار کہہ گئی۔ شاہ زیب اب صحیح معنے میں پریشان ہو گیا تھا۔ یہ علیزے تو نہیں تھی جو کبھی سیدھے منہ بات بھی کر لے۔

"کیا؟" شاہ زیب نے بھنویں جوڑیں۔

"اف کچھ نہیں تم کبھی کچھ سمجھتے ہو ہر بار سمجھانا ہی پڑتا؟" وہ سر جھٹک غصہ سے اٹھ کر جانے لگی جب شاہ زیب نے اس کی کلائی پکڑ اسے واپس بٹھایا۔ اب کی بار وہ جھٹکے سے اس کے بہت پاس گری۔ کچھ پل دونوں کی نظریں ملیں۔ وہ دونوں پاس تھے بہت پاس۔ وہ دونوں الگ نہ ہوتے اگر شاہ زیب اپنی نظریں اس کی نظروں سے نہ ہٹاتا۔ ہوش میں آتے ہی علیزے تھوڑا دور ہوئی۔

"ہوا کیا ہے کچھ بولو گی؟" شاہ زیب نے لہجہ میں سختی رکھی شاید جان بوجھ کر؟

"ایسے اتنی بد تمیزی سے پوچھو گے تو کبھی نہیں بولوں گی۔" علیزے نے دانت پیستے ہوئے چہرہ موڑ لیا۔

"تو کیا منہ میں گلاب جامن ٹھونس کر پوچھوں؟" شاہ زیب نے دوبدو کہا۔

"تم سے بات کرنا ہی بے کار ہے میں ہی پاگل تھی جو تمہارے منہ لگی۔"علیزے واپس اٹھ کر جانے لگی اور یہ ایک بار پھر شاہ زیب نے اس کی کلائی پکڑ کر کھینچا اور وہ اسے جا لگی۔

"اتنا صفائی سے کیسے جھوٹ بول لیتی ہو؟"شاہ زیب نے اس کی لٹ کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔وہ دونوں اتنے قریب تھے کہ علیزے کو اس کی سانسیں اپنے اپر محسوس ہو رہی تھی۔

"کی....کیسا جھوٹ؟"وہ بے اختیار نروس ہوئی تھی۔پلکیں جھکا لیں۔ایسا نروس وہ کبھی نہیں ہوئی جب ویٹسن اس کے اتنے پاس ہوتا۔پلکیں کبھی نہیں جھکی تھیں۔جھجھک کبھی نہیں ہوئی تھی۔جانے کیوں صرف مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے ساتھ،پاس اس کی قربت،بانہوں میں ہی وہ ان احساس سے دوچار ہوتی جن کا پتا اسے آج سے پہلے کبھی نہیں چلا تھا۔

"یہی کہ تم میرے منہ لگی ہو وہ تو تم آج تک نہیں لگیں اور نہ......"علیزے نے چونک کر پلکیں اٹھائیں۔

"نہ؟"بے ساختہ پوچھا۔

"نہ لگنے کبھی دیا۔" شاہ زیب نے اپنا چہرہ مزید اس کے قریب کیا۔ نیلی آنکھوں کا رخ خوبصورت گلابی ہونٹوں پر گیا۔

"تم نے کبھی چاہا؟" ہاں وہ بولڈ تھی جبھی اتنی آسانی سے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے ارادے سمجھتے ہوئے بھی نڈر ہو کر پوچھا۔ شاہ زیب نے واپس اس کی آنکھوں میں دیکھا، اس کی نظروں میں کچھ تو تھا شاید حیرانی؟

"تم نے کبھی چاہنے دیا؟" کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے مخاطب ہے۔ لاجواب ہو گئی تھی جبکہ وہ اب مسکرا رہا تھا۔ علیزے ایک جھٹکے سے نظریں چرا کر پیچھے ہوئی۔ شاہ زیب نے بھی اس کی کلائی آزاد کر دی۔

"خیر کیا ہوا بتاؤ منہ کیوں لٹکایا ہوا ہے؟" علیزے نے چونک کر اسے دیکھا۔ کیا بندہ تھا وہ؟ چند لمحے؟ چند لمحے بھی اسے درکار نہیں ہوئے پہلے والے شاہ زیب بننے میں۔ وہی سڑیل جس کے لہجے کی سختی، آنکھوں کی سنجیدگی اور پرسنیلیٹی کا رعب کافی تھا۔

"کچھ نہیں۔" علیزے نے انگلیوں میں پہنی انگھوٹی کے ساتھ کھیلتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"بتاؤ علیزے؟" شاہ زیب کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ وہ مجبوراً بول اٹھی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سمیر نے زینیا کو کتنا خوش رکھا ہوا ہے۔" لفظ تولتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔" اس نے حیرانی سے شاہ زیب کو دیکھا۔

"اس نے اسے منہ دکھائی میں سونے کا ہار دیا۔" علیزے نے سوچا شاید اب اسے احساس ہو گا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔

"دوسروں کی نہیں اپنی بات کرو موڈ کیوں آف ہے؟" علیزے کا دل چاہا اس کا سر پھوڑ دے۔

"وہ اسے ہنی مون پر لے کر گیا۔" وہ پھر بولی اب کی بار اونچی آواز کر کے۔

"تو؟" علیزے بری طرح زچ ہوئی۔

"شاہ زیب مجھے اپنی قسمت پر رونا آتا ہے۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

"یہ بات تم روز کرتی ہو کچھ نیا بتاؤ؟" وہ ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی دیکھ بولا شاید اسے کہیں جانا تھا۔

"تم کیسے انسان ہو یار بیوی کا احساس ہے تمہیں آج تک نہ تم مجھے کہیں لے کر گئے نہ تم نے مجھے کچھ دیا نہ تم نے کبھی سمیر کی طرح پیار جتایا نہ کبھی مجھے زینیا کی طرح شرمانے دیا نہ کبھی......" وہ فرسٹریشن میں آکر منہ میں جو آیا بول گئی۔ زبان کو بریک تب لگا جب شاہ زیب حیران پریشان اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟"اس نے بے ساختہ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

"دفع ہو جاؤ۔"علیزے نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"علیزے۔"شاہ زیب نے غصہ سے تنبیہہ کی لیکن وہ نظر انداز کر گئی۔

"اور اس سب کے پیچھے میں مقصد جان سکتا ہوں؟"اسے پہلے وہ کمرے سے جاتی شاہ زیب کی بات پر رک گئی۔

"کیا مطلب؟"نا سمجھی سے دیکھا۔

"مطلب یہ کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے تم مجھ سے نفرت کرتی ہو میرا ساتھ تمہیں جیل کی مانند لگتا ہے یہ دسترس تمہیں قید لگتی ہے میں تمہیں کیا کہتی ہو جاہل اجڈ لگتا ہوں تو علیزے بی بی آپ کے اندر بیویوں والی روح کب اور کیسے گھس گئی؟"علیزے تذبذب ہوئی۔اسے خود نہیں پتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔کیوں اسے یہ سب محسوس ہو رہا ہے۔

"ہاں تو ابھی بھی لگتے ہو ابھی بھی کرتی ہوں نفرت لیکن دیکھو رہنا تو مجھے تمہارے ساتھ ہی ہے نا کوئی فرار کا راستہ چھوڑا تم نے اب رہنا ہے تو رو دھو کر خود کو ہلکان کیوں کروں اور یہ سب نا تمہارا فرض اور میرا حق ہے ویسے تو تمہیں سارے حق یاد رہتے ہیں ایک ہفتہ نہیں لگا تمہیں اپنا حق وصول کرنے میں اور اب تک کرتے آ رہے ہو وہ بھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

فخر سے میں نے کچھ کہا نہیں نا تو اب میں اپنا حق مانگوں گی ورنہ میں تمہاری دادی جان کو کہہ دوں گی کہ آپ کا لاڈلا پوتا مجھے اہمیت نہیں دیتا۔" وہ بولتی گئی اور وہ حیرانی سے سنتا گیا۔ بول کر وہ مزے سے سینے پر باندھ کھڑی ہو گئی جبکہ وہ ویسی کچھ دیر تک سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔

"کیا ہوا؟" اس کو چپ دیکھ وہ بولی۔

"کچھ نہیں الیکشن شروع ہو رہے ہیں مجھے جانا ہے۔" وہ نفی میں سر ہلا کر کھڑا ہوا اور سنجیدگی سے باہر نکل گیا۔

"اف یہ بندہ کبھی نہیں سدھر سکتا۔" وہ پیر پٹخ بڑبڑائی۔

"بی بی جی؟" کچھ دیر بعد ملازمہ اندر آئی۔

"کیا ہے؟" علیزے نے تڑاخ سے پوچھا۔

"وہ چھوٹے بابا کہہ کر گئے ہیں تیار ہو جائے گا وہ کھانے پر باہر جانا ہے۔" ملازمہ نے ڈر کر بتایا۔ علیزے چونکی۔

"ایں اس کی موٹی عقل میں میری باتیں آگئی؟" وہ خوشگوار حیران ہوئی۔

"جی؟" ملازمہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں تم جاؤ۔" ملازمہ سر ہلا کر نکل گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہائے اتنے دن بعد میں ڈنر کرنے جاؤں گی ورنہ ان چار دیواری میں مزید رہتی تو انتقال کر جاتی۔" وہ خوشی سے جھومتی بڑبڑائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ثمن تمہاری حرکتیں نا بالکل ٹھیک نہیں ہے۔" عمارہ ساتھ چلتی ثمن کو غصہ سے کب سے ایک ہی بات سنائے جا رہی تھی۔

"یار آپی بس آپ تو پیچھے ہی پڑ گئی۔" ثمن چڑ کر بولی۔

"کیا ضرورت تھی سیف کو منع کر کے خود چاچا کے ہاں سے کپڑے لانے کی وہ بھی رات کو اوپر سے مجھے بھی پکڑ لیا اگر شاہ لالا کو پتا چل گیا نا کہ ہم دونوں اکیلے باہر نکلے ہیں تو کتنا غصہ کریں گے۔" وہ دونوں گاؤں کی کچی سڑک پر چلتی سیاہ بڑی چادر میں لپٹی تیز تیز قدم بڑھا رہی تھی۔

"اف کتنا ڈرتی ہیں آپ فکر نہ کریں امی جان سے میں نے اجازت لی ہے اور کونسا چاچا کا گھر دور ہے یہی تو ہے دو گھر چھوڑ کر۔" ثمن ارد گرد روشنیاں دیکھتی عمارہ کے بار بار ڈانٹنے پر اکتا کر بولی۔

"لیکن پھر بھی ہمارا نکلنا ضروری تھا اگر لالا "......

"بس آگیا میں اندر جا کر کپڑے لاتی ہوں آپ یہی رکیں۔" اسے پہلے عمارہ مزید کچھ کہتی ثمن نے فل سٹاپ لگا دیا اور کچے مکان کے اندر چلی گئی۔ عمارہ باہر رک تھوڑی دور بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھنے لگی۔

"عمارہ؟" ابھی دو منٹ ہی گزرے تھے جب پیچھے مردانہ آواز پر وہ چونکی اور جھٹکے سے پلٹی سامنے کھڑے شخص کو دیکھ وہ بری طرح چونکی تھی۔

"آ.... آپ؟" وہ خوف سے لرزتی ہوئی آواز سے بمشکل بولی۔ دل تیزی سے دھڑکتا ہوا مٹھی میں آچکا تھا جبکہ سامنے والے کے چہرے پر پر سکون مسکراہٹ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

شاندار ریستوان میں جگمگاتی بتیاں اپنی روشنی بکھیر رہی تھی۔ وہ سب سے کونے کی میز پر بھیٹی موبائل کے کیمرے کی مدد سے اپنا حال درست کر رہی تھی۔ شاہ زیب فون کال کی وجہ سے کال اٹینڈ کرنے گیا تھا۔ وہ دونوں ابھی ابھی شہر کے اس بڑے اور مہنگے ریستوان آئے تھے۔ پورے راستے علیزے موبائل میں مصروف رہی تھی اور شاہ زیب بھی خاموشی سے اپنی توجہ ڈرائیونگ پر رکھا ہوا تھا جو کہ مشکل تھا۔

علیزے نے اپنا حال درست کر کے موبائل رکھا اور ارد گرد مسکرا کر نظریں دوڑائیں اور رش کو دیکھا۔ آتے جاتے تیار لوگوں کو دیکھا، ہنستے مسکراتے چہرے خوشگوار ماحول

میں ڈنر کر رہے تھے۔اس نے آنکھیں بند کر کے مسرت سے واپس کھولیں۔ کتنے دنوں بعد وہ یہ سب دیکھ رہی تھی ورنہ اسے یاد تھا جب سے اس نے گاؤں میں قدم رکھا تھا وہ وہی کی ہو کر رہ گئی تھی۔ایک بار بھی نہیں نکلی تھی۔

"آرڈر نہیں کیا تم نے؟"شاہ زیب سفید شلوار قمیض، کریم رنگ کی گلے میں ڈالی شال کو صحیح کرتے میز تک آیا۔وہ چونکی۔

"ہوں ہاں نہیں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔"علیزے نے اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔شاہ زیب سر کو خم دیتا اس کے عین سامنے کرسی کھینچ کر بھیٹا اور مینو کارڈ پر نظریں دوڑائیں پھر نظریں اٹھا کر سامنے علیزے کو دیکھا اور دیکھتا چلا گیا۔

گلابی کام والی فراک میں وہ کچھ زیادہ ہی نکھری نکھری لگ رہی تھی۔ بالوں کو سائیڈ کی مانگ نکالے کھولے۔کانوں میں جھمکے پہنے۔اچھا خاصہ کیا میک اپ صاف بتا رہا تھا کہ وہ کافی دنوں بعد دل لگا کر تیار ہوی ہے۔شال وہ جو پہن کر آئی تھی وہ پیچھے کرسی پر لٹکا دی تھی اور اب وہ بغیر شال کے تھی۔شاہ زیب ڈانٹنے کے لیے لب کھولتا کہ اس کی چہرے پر پھوٹتی خوشی دیکھ اس نے لب واپس بند کر دیے۔وہ اپنی بالوں کی لٹ سے کھیلتی اشتیاق سے آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔شاہ زیب نے بھی اس کے

تعاقب میں سب کو دیکھا جو اپنے میں مگن بے نیاز تھے پھر واپس علیزے کو دیکھا جو سب کو دیکھتے مسکرانے لگی تھی شاید وہ کچھ سوچ رہی تھی یا کچھ نوٹس کر رہی تھی۔

"علیزے؟" شاہ زیب نے پکارا۔اس نے چہرہ موڑ شاہ زیب کو دیکھا اور سیدھی ہو کر بھیٹی۔

"کیا لو گی تم؟" شاہ زیب نے سنجید گی سے پوچھا۔

"میں سوشی لوں گی فلحال۔" علیزے نے مینو کارڈ پر انگلی رکھ اسے اپنا بتایا۔اس نے سر ہلایا اور قریب ہی ویٹر کی طرف اشارہ کیا اور اس کا اور اپنا آرڈر دینے لگا۔علیزے اب موبایل میں مصروف ہو گئی۔

"تمہیں پتا ہے ہمارے ہاں آج تک کوئی ایسے بیوی کو لے کر کھانا کھانے نہیں آیا۔" شاہ زیب آرڈر دے کر فارغ ہوا تو پیچھے کرسی سے ٹیک لگاتے علیزے پر فوکس رکھے بولا۔

"کیوں منع ہے کیا؟" علیزے نے محض نظریں اٹھائے تیکھے انداز سے پوچھا۔میز پر رکھا موبایل پر سر جھکانے کی وجہ سے اس کے ایک طرف کے بال آگے کو گرے تھے۔

"ایسا ہی سمجھ لو ہماری غیرت کو گوارہ نہیں دیتا کہ اس طرح پبلک پلیس میں بیویوں کو لے کر گھومے۔" شاہ زیب نے سینے پر ہاتھ باندھے دلچسپی سے اسے دیکھتے اس کی معلومات میں اضافہ کیا ہے۔

"ارے واہ مجھے تو لگتا تھا شاید دوستوں کے ساتھ تمہارے گھر کی عورتوں کا ایسے نکلنا تم لوگوں کو پسند نہیں لیکن بھئی تم لوگ تو میری سوچ سے بھی زیادہ تنگ دماغ کے نکلے۔" علیزے نے سیدھے ہوتے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے مصنوعی حیرانگی دکھاتے ہوئے کہا۔

"تنگ دماغ نہیں اسے"......

"پلیز اب صفائی دینے نہ بھیٹ جانا میں ویسی تنگ ہوں خیر یہ بتا کر تم مجھے اگر جتانے کی کوشش کر رہے ہو کہ کتنا بڑا احسان تم نے مجھ پر کیا ہے تو میں صرف تمہاری سوچ پر افسوس کر سکتی ہوں اسے زیادہ مجھ سے نہیں ہو گا۔" وہ ہاتھ اٹھا کر نفی میں سر ہلا کر بولی۔

"میں تم پر ہی احسان کیوں کروں گا؟" شاہ زیب نے ویسی انداز میں پوچھا۔

"کیونکہ جیسا کہ آپ نے کہا تھا اس رات کہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے لیے علیزے انور خاص ہے۔" اب کی بار علیزے نے سینے پر ہاتھ باندھے اور کرسی سے

ٹیک لگایا۔ شاہ زیب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ وہ سیدھا ہوا اور دونوں کہنیاں میز پر جمائے سر آگے کو جھکایا۔

"وہ تو ہے۔" سر کو جنبش دیتے وہ بڑے ہی دلچسپ انداز سے بولا تھا۔ علیزے نے تمسخرانہ ہنستے چہرہ پھیرا۔

"ویسے کس رات؟" اس کو اسی طرح سینے پر ہاتھ باندھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے چہرہ پھیرے گلاس ونڈو کے ذریعے باہر پارکنگ ایریا کی جانب دیکھتے شاہ زیب نے شوخ لہجے میں پوچھا۔ علیزے نے چونک کر چہرہ واپس موڑا اسے دیکھا جس کی نیلی آنکھوں میں اس وقت شوخی عروج پر تھی۔ علیزے نے جواب نہ دینا بہتر سمجھا۔

"اوہ کہیں تم اس رات کی بات تو نہیں کر رہی جب تمہیں میری جانب سے کچھ قربت کے لمحوں کا اعزاز نصیب ہوا تھا۔" ہونٹوں پر دھیمی مسکراہٹ، نیلی آنکھوں میں شوخی، ایک آئی بروا پر کی جانب کھڑی کرتا وہ بڑے ہی دل جلانے والے انداز سے ہمہ تن گوش تھا۔

"بتاؤ؟" علیزے کے ایک بار پھر نظر انداز کرنے پر وہ پھر بولا اور غور سے اس کے تاثرات دیکھے جو بے چین ہو گئی تھی۔ نچلا ہونٹ چباتے وہ اب سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

"میں تمہارے کسی بھی واحیات سوال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی۔"ایک غصہ، ایک چڑ، ایک ملال، ایک بے بسی کی لہریں تھی چہرے پر۔اس کا دل چاہ رہا تھا قسمت پر روئے کتنی آسانی سے یہ سفاک، پتھر دل شخص اس کے وجود پر اپنا قبضہ کر لیتا تھا اور بے بسی کی انتہا تھی کہ وہ احتجاج بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اس کا تو حق تھا نا یہی حق جو علیزے کو دینے میں اپنے آپ سے شرمندگی محسوس ہوتی تھی۔کیسے وہ خود کو اس کے حوالے کرتے بے خود ہو جاتی تھی اور اگلی صبح جانے کتنی دیر خود سے نظریں نہیں ملا پاتی تھی۔دھوکا ہی تو کر رہی تھی وہ خود سے۔ایک طرف اس رشتہ سے جان چھڑانے کے منصوبے بنانا تو دوسری طرف اس رشتے کو اپنا سب کچھ دے دینا۔اسے مستقبل سے خوف آتا تھا۔

"علیزے؟"شاہ زیب نے سجیدگی سے پکارا۔وہ اپنی سوچوں سے باہر آئی۔آنکھ کے کنارے سے نکلنے والا آنسو لمبے ناخن سے صاف کیا اور نڈر ہوتے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہاتھ دو اپنا۔"علیزے اس کی اچانک فرمائش پر چونکی۔

"کیا؟ "

"ہاتھ۔"شاہ زیب کافی سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

"سنائی تو تمہیں دیتا نہیں ہے۔"اس کے ویسی رہنے پر شاہ زیب نے اکتا کر آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے۔وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔وہ کیا کرنے جا رہا تھا۔

"ایک منٹ۔"اس نے ایک ہاتھ چھوڑ اپنی جیب میں کچھ ٹٹولا اور پھر تھیلی نکالی۔اس میں گجرے تھے۔علیزے انہماک سے اس کی کاروائی دیکھتی رہی۔

"تم جانتی ہو میں نے تمہیں خاص کیوں کہا تھا؟"بڑی سادگی سے اس کے ہاتھ میں گزرے پہناتا وہ کہہ رہا تھا۔

"جانتی ہو کیا ہو تم میرے لیے؟"اب وہ دوسرے ہاتھ میں گجرہ پہنا رہا تھا۔علیزے نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

"تاسو دز° ہ سرہ انجلا° یاست چہ° زمادانا سرہ مخالفت کوي۔"(تم میری انا کی مخالفت کرتے دل کا ساتھ دیتی لڑکی ہو)

"تاسو زمادز°. خاور° برخہ یاست۔"(تم میرے اسی دل کی بنجر زمین کا حصہ ہو)

"تاسو ھغہ° وک یاست چہ° زما حواس راولی۔"(تم میرے حواسوں پر قابض ہونے والی وہی تو ہو)

"تہ زماد ضد کاری°۔"(تم میری ضد کی تصویر ہی تو ہو)

"زہ پوھیº م چº ستاسو ºای زمادلاسرسي پہ دننہ کاº دی؟"(تمہارا مقام میری دسترس میں جانتی ہو کیوں ہے)

"ºکہ چº تاسوزمادسواº اصلي لامل یاست۔"(کیونکہ تم میرے سکون کی اصل وجہ ہو)

"تہ زمادز º ہ º و º ہ ی º تہ زمادز º ہ º و º ہ ی º۔"(تم میرے دل کا ٹکرا ہو، تم میرے دل کا ٹکرا ہو)

کافی ٹھہراؤ تھا اس کی آواز میں۔ نیلی آنکھیں تھی جو اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں جھانک رہی تھیں۔ ان آنکھوں میں ایک الگ چمک تھی۔ جیسے.... جیسے ان الفاظوں کی پیروی کی ہو انہوں نے۔ دسترس کہا تو پلکیں جھپکیں، دل کا ٹکرا کہا تو آنکھیں ہنسی، سکون کہا تو اطمینان اتر آیا، انا ضد مخالفت کہا تو آنکھوں میں ایک عجیب سا احساس اتر آیا۔

علیزے خاموشی سے اسے دیکھتی گئی۔ جواب دھیمے سے مسکراتے اس کے چہروں کے نقوش کا جایزہ لے رہا تھا۔ کچھ دیر خاموشی پھیل گئی بس سانسوں کی آواز آرہی تھ۔ باہر کا شور تو جبھی آنا بند ہو گیا تھا جب اس نیلی آنکھوں والے شخص نے لب کھولے تھے۔

"تم نے کیا کہا مجھے سمجھ نہیں آیا تم نے کیوں کہا مجھے وہ بھی سمجھ نہیں آیا لیکن...... لیکن تم نے کیسے کہا وہ مجھے اندر تک محسوس ہوا ہے۔" خاموشی کو چیرتی

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Magazine|Articles|Books|Poetry|Interviews

علیزے کی آواز تھی۔ کچھ ایسا کہا اس نے کہ ایک بار پھر دونوں کے درمیان خاموشی ہو گئی۔ شاہ زیب کی مسکراہٹ جانے کیوں سمٹی۔ نیلی آنکھوں نے جانے کیوں دیکھنے سے اسے گریز کیا۔ اسی کو جس پر سے نظریں ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ وہ خاموش ہو گیا۔ بالکل خاموش۔

"شاہ زیب؟" علیزے کی پھر آواز آئی۔ شاہ زیب نے دھیرے سے سر اٹھا کر اسے سنجیدگی سے دیکھا۔

"تم اس کا مطلب بتاؤ نا مجھے۔" لہجے میں التجا تھی۔ آنکھوں میں پناہ کا تجسس تھا۔

"کیا کرو گی جان کر؟" لیکن اس کا لہجہ کیوں خالی خالی تھا؟

"مجھے جاننا ہے تم نے کیا سنایا ہے اتنی خوبصورتی سے تم نے مجھے کیا کہا ہے اور.... اور کیوں کہا ہے؟" آخری کے تین الفاظ نہایت ہی دھیرے سے ادا ہوئے۔ اتنے دھیرے سے کہ لگا محض ہونٹوں تک رہ گئے اور کچھ کہنے کی تصدیق دیتے فقط لب ہلے۔

شاہ زیب نے کچھ نہ کہا اور آہستہ سے ہاتھ اٹھا کر اس کے ہاتھ پر رکھا۔ علیزے کے تاثرات میں تبدیلی آئی۔ کچھ لمحے پہلے کی مہوبت باقی نہ رہی۔ بے چینی ہوئی۔ انگلیوں کو حرکت دے کر یہ دکھایا کہ وہ ہاتھ پیچھے سرکنا چاہ رہی ہے۔ شاہ زیب دھیمے سے

مسکرایا۔ایک نظر اس کے ہاتھ کو دیکھا پھر اس کے تنے تاثرات کو۔اس نے کافی واضح طور پر اپنا ہاتھ اٹھا کر پیچھے کیا۔علیزے نے بھی سرعت سے اپنا ہاتھ پیچھے لیا۔

"جس دن تم میرے چھونے پر مسکراؤ گی میرے چھیڑنے پر شرماؤ گی میرے دیکھنے پر سرشار ہو جاؤ گی میرے کچھ بولنے پر سب بھول جاؤ گی اور مجھے اپنا بناؤ گی تب تمہیں مطلب میں خود فرصت سے سمجھادوں گا لیکن جب تک میرے ہر عمل سے تم مجھے ہر قدم اپنے ساتھ اپنا محافظ پاؤ گی۔" وہ کہہ گیا تھا۔پھر وہی سادگی سے پیچھے بھی ہو گیا تھا۔بیرا کھانا لے آیا اب سنجیدگی سے بیرے کو سرف کرتے دیکھ رہا تھا جبکہ اسے حیران چھوڑ گیا تھا۔

"لٹیرا نہیں ہوں میں علیزے محافظ ہوں تمہارا تم بس دیکھنے کی نظر تبدیل کرو اس لمس پر کبھی غور کرنا جو تمہیں چھوتے ہوئے میرا ہوتا ہے کافی کچھ کا احساس ہو گا۔" اس نے چونک کر واپس اسے دیکھا جو ویٹر کے جانے بعد کھانے کی طرف متوجہ ہوتا بغیر اسے دیکھے سرسری سا ہی بہت بڑی بات کہہ گیا تھا۔وہ خاموش ہو گئی اور خود بھی کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی لیکن دماغ نئے سرے سے الجھنے لگا۔

پھر ان دونوں نے برائے نام کا ہی کھایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"آپ یہاں کی.... کیا کرر.... رہے ہیں؟" وہ ایک نظر جہاں ثمن گئی تھی وہاں جھانکتی ہکلاتے ہوئے بامشکل آواز دھیمی کرتے حیرت سے بولی۔

"عمارہ آپ میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھیں؟" سامنے ہٹے کٹے نوجوان نے عمارہ کے سوال کو نظر انداز کرتے تحمل سے پوچھا۔

"آپ.... آپ پلیز یہاں سے جایے میری بہن آپ کو دیکھ لے گی یا اگر میرے لالا نے دیکھ لیا یا کسی نے....." وہ گبھراہٹ کے مارے ماتھے پر آئے چند قطرے پسینے کے صاف کرتی تیزی سے بولتے بولتے رک گئی کیونکہ سامنے والے نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"آپ پہلے میرے سوال کا جواب دیجیے۔" وہ وہی اٹکا تھا۔

"ٹھیک ہے دے رہی ہوں آپ پلیز سائیڈ پر آجائیں۔" عمارہ کو پتا چل گیا تھا کہ وہ اپنے سوال کا جواب لیے بنا یہاں سے ٹس سے مس نہیں ہو گا جبھی تھوڑے اندھیرے کی طرف لے جاتی وہ ارد گرد خوف سے دیکھتی جلدی سے بولی۔

"دیکھیں آپ مجھے ملنے پر زور دے رہے تھے اور میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ یہ میرے لیے ممکن نہیں ہے ہمارے ہاں تو اپنی سہلیوں سے بھی ملنے جانے کی اجازت نہیں اور میں چھپ کر آپ سے ملنے آتی؟" عمارہ نے بار بار ارد گرد دیکھتے پریشانی سے بتایا۔

" بالکل ٹھیک کہا ہم بھی یہی کہ ہیں یہی حویلی ہے ہماری ایک جیسی روایت اور اصول ہیں ہارے ہاں بھی اجازت نہیں".....

"تو پھر کیوں بلا رہے تھے آپ؟" عمارہ نے اس کی بات کانٹ تھوڑے غصہ میں کہا۔ سامنے والا سینے پر ہاتھ باندھ مسکراتے ہوئے چادر میں اس کے معصوم چہرے کا جایزہ لینے لگا۔ عمارہ کچھ جذبذب ہوئی۔

"دیکھیے پلیز چلے جایے کوئی دیکھ لے گا۔" وہ نظریں نیچے کرتی دھیمے سے بولیا لتجا والا انداز۔

"آپ اتنا ڈرتی کیوں ہیں ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے گناہ نہیں آپ کہیے تو کل ہی میں رشتہ بھیج دوں۔ "

"آپ کا دماغ ٹھیک ہے آپ جانتے آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ لوگوں کو ہماری دہلیز بھی پار کرنے نہیں دیا جائے گا کتنا بڑا تماشہ کھڑا ہو گا اور.... اور اگر سب کو معلوم ہو گیا

کہ میں اس میں شامل.... نہیں نہیں میں آگے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔" وہ خوف سے کانپتے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"تو عمارہ آپ ہی بتایے اس کا انجام کیا ہے کیوں کی ہم نے پھر محبت؟" سامنے والا حیرت اور غصہ کے ملے جلے تاثرات سے بولا۔

"آزان آپ پلیز سمجھنے کی کوشش کیجیے اگر مجھے انجام پتا ہوتا تو میں کبھی محبت کا دعوہ نہیں کرتی لیکن میں انجان تھی اور جب مجھے معلوم ہوا تو میں پیچھے ہٹ گئی لہذا آپ بھی اب پیچھے ہٹ جائیں ہماری منزل ایک نہیں۔" اس کی آواز میں دکھ اور چہرے کے تاثرات چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کہ کتنے درد سے اس نے یہ الفاظ ادا کیے ہیں۔ آزان نے آنکھیں میچ لیں تھیں۔ عمارہ پلٹ کر جانے لگی جب آزان کی آواز کانوں میں گونجی۔

"آپ اپنی محبت کی قربانی دے رہی ہیں کیا یہی محبت تھی آپ کی کیا بڑوں کے خاطر آپ خود سمجھوتا کریں گی اور کسی سے بھی شادی کر لیں گی؟" آزان کے لہجے میں تلخی آگئی تھی۔ غصہ تھا، بے بسی تھی۔ اتنی آسانی سے عمارہ نے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ پیچھے ہٹ جائے۔ محبت کی تھی مزاق تھوڑی۔

''ہم لڑکیاں تو قربانی دینے کے لیے ہی بنی ہیں محبت کا بوجھ بہت بھاری ہوتا ہے وہ ہم جیسی بزدل لڑکیاں نہیں اٹھا سکتیں لیکن دیکھیے نا پھر بھی محبت کر لیتی ہے یا پھر ہو جاتی ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ معاشرہ عورت کی نامحرم سے محبت کو گناہ سمجھتا ہے یہ ریت یہ روایت ہمیں سمجھوتا کرنے پر ہی مجبور کرتے ہیں وہ تو بہت کم بہادر لڑکیاں ہوتی ہیں جو اپنے خاطر اپنی خوشیوں کے خاطر بغاوت کرنے پر اتر آتی ہیں ورنہ ہم جیسی تو ماں باپ کی شکل دیکھ کر ہی کمزور پڑ جاتی ہیں اس معاشرے کے اصول ماں باپ کی محبت بھائی کا مان اور یقین رکھتے رکھتے ہی اپنی ساری زندگی گنوا دیتی ہیں اور اپنوں کی خوشی میں ہی خوش ہونا سیکھ لیتی ہیں۔''وہ کہہ کر رکی نہ تھی بلکہ چلی گئی تھی۔آنکھوں میں بے پناہ آنسو لیے۔آواز میں تکلیف لیے وہ سچائی منہ پر مار گئی تھی اور سامنے والا جانتا تھا وہ کچھ غلط نہیں کہہ کر گئی ہیں۔ہاں اس کی بہنوں کی بھی تو اپنی پسند ہو گی لیکن آج تک غیرت کے خاطر وہ بھی تو بڑوں کی پسند پر سر جھکاتی آ رہی ہیں۔عمارہ کے الفاظوں نے اسے بہت کچھ کا احساس دلایا تھا۔وہ اب خود کی بہنوں سے کیسے نظریں ملائے گا کہی نا کہی قصوروار تو وہ بھی تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی شام کو گاڑی جھٹکے سے وسیع بنگلو کے سامنے رکی تھی۔ عدیب نے برابر بھیٹی تیار سِلا کو دیکھا جو کسی اور ہی سوچ میں سارے رستے گم سم رہی تھی پھر سامنے جگ مگ بتیوں میں لپٹا بنگلا۔ دور سے ہی لگ رہا تھا اندر بہت بڑی پارٹی چل رہی ہے۔ باہر بھی دو چار لوگوں کا آنا جانا لگا تھا۔ عدیب سِلا کو باہر نکلنے کا کہتے سیٹ بیلٹ نکالنے نکلا۔ سِلا بھی سانس بھرتے دوپٹا سنبھالتی نکلی تھی۔

"چلیں؟" گاڑی کا لاک لگاتا وہ ہلکی سی مسکراہٹ لیے سِلا سے بولا۔

"جی۔" سِلا نے سر اثبات میں ہلایا اور اس کے ساتھ بنگلو کے اندر چلی گئی۔

اندر پہنچتے ہی سِلا نے حیرت سے چاروں طرف دیکھا۔ اتنا خوبصورت بنگلا اپر سے اتنی خوبصورت ڈیکروشن نے چار چاند لگا دیے تھے۔ چاروں طرف مہمان ہی مہمان تھے۔ کوئی گروپ میں کھڑے مشروب پیتے قہقہے لگا رہے تھے تو کوئی سامنے ڈانس فلور پر کپلس کو ڈانس کرتے دیکھ ویڈیو بنا رہے تھے تو کوئی کچھ کھا رہا تھا کچھ پی رہا تھا کوئی تصویریں لے رہا تھا تو کوئی کسی سے مل رہا تھا۔ ہر جگہ ہلا گلا تھا۔

"ہیلو ڈارلنگ۔" سامنے سے پیلی سلیو لیس میکسی میں حسین دوشیرہ چلتی عدیب کی طرف آئی اور گلے لگی۔ سِلا نے حیرت سے اسے اپر سے نیچے تک دیکھا۔

"ہیلو نایمہ ہاؤ آر یو؟" عدیب اسے الگ ہوتا دوستانہ لہجے میں بولا۔

"بالکل فٹ تم سناؤ کہاں تھے اور ہینڈسم مزید ہو گئے ہو تم۔" وہ اسے اپر سے نیچے تک دیکھتی واہ والے انداز سے بولی تو عدیب ہنس دیا۔

"ٹیل می سمتھنگ آئی ڈونٹ نو۔" فرضی کالر جھاڑتے ہوئے وہ بولا۔ نایمہ ہنس دی۔ نیلے پینٹ کوٹ، جیل سے بال سیٹ کیے ہوئے وہ خوبرو نوجوان ہینڈسم ہی تو تھا۔

"اینی وے ہو از شی تعرف تو کرواؤ بھئی۔" نایمہ نے اس کے برابر کھڑی خاموش نیچے دیکھتی سِلا کی جانب اشارہ کرتے کہا۔ سِلا نے چونک کر سر اٹھایا۔

"شی از مائے".....

"فرینڈ۔" اسے پہلے عدیب بیوی بولتا۔ سِلا جلدی سے بولی۔ عدیب نے تھوڑا حیران ہو کر اسے دیکھا لیکن نایمہ کو دیکھ چہرے پر مسکراہٹ سجالی۔

"اوہ آئی سی ویری پریٹی۔" نایمہ خوش دلی سے بولی۔ سِلا صرف رسماً مسکرائی۔

"عدیب تم نے کب ایسی آنٹی ٹایپ فرینڈز رکھنا شروع کر دی؟" پیچھے سے آتی آواز پر وہ تینوں چونکے تھے اور جب دیکھا تھا تو نامور ماڈل "عبیرہ نین" کو ایک ہاتھ سینے پر باندھے دوسرے ہاتھ سے ادا سے ڈرنک پکڑے پایا۔ گہرے گلے کی گلابی رنگ کی وہ گھٹنوں تک آتی فل فیشن والی ڈریس پہنی بالوں کو جوڑا بنائی آہستہ آہستہ چلتے ان تینوں

کی طرف آئی۔ سِلا کا تو ہکا بکا منہ ہی اس کے آدھے کپڑے دیکھ کھل گیا تھا۔اس نے شرم سے اپنی نظریں جھکا لیں۔

"نین کیا بد تمیزی ہے۔" نایمہ نے اسے آنکھیں دکھائیں تھیں۔

"عبیرہ دوست رکھتے نہیں بناتے ہیں اور مجھے فخر ہے کہ سِلا میری دوست ہے۔" عدیب نے سِلا کو ہلکا سا خود سے لگائے کہا۔اس نے حیرت سے اسے کو دیکھا۔اسے ہر گز یہ امید نہیں تھی کہ وہ اس کی طرف داری کرے گا۔

"واٹ ایور۔" عبیرہ نین نے آنکھیں گھماتے ڈرنک کا سپ لیا پھر سِلا کو اوپر سے نیچے تک گھورا۔پنڈلیوں تک آتی سفید فراک جس پر سنہیرا کام ہوا تھا۔نیٹ کے بڑے دوپٹے کو ایک طرف ڈالی۔ بالوں کو سادگی سے کھولی۔نام کا میک اپ کیے وہ پیاری لگ رہی تھی۔

"سِلا ان سے ملو یہ ہے نایمہ حسن ہماری پیاری مشہور ایکٹرس اور یہ عبیرہ نین ناٹ سو پیاری مشہور ماڈل۔" عدیب نے نایمہ کا تعرف کرواتے عبیرہ کا کروای۔اس نے اسے گھورا۔

"زیادہ اوور مت ہو۔" وہ ہلکا سا مکہ اس کے کندھے پر مارتی ہوئی بولی۔ وہ ہنس دیا۔

"خیر سِلا آپ آیے نا میں آپ کو سب سے ملاتی ہوں۔"نایمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔سِلا نے عدیب کی طرف دیکھا۔

"ہاں جاؤ۔" عدیب نے کہا تو اس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے نایمہ کو دیکھا۔وہ اسے اچھی لگی تھی۔

"جی۔"سِلا نایمہ کے ساتھ چلی گئی مگر جاتے جاتے ایک نظر عبیرہ کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھی۔

"یہ ہمارے ہوسٹ کہاں ہے زید؟"دو تین دوست اور ملنے آئے تو عدیب نے پوچھا جس کا جواب ایک دوست نے دیا۔

"وہ ہمیشہ لیٹ ہی ہوتا ہے چاہے خود کی ہی پارٹی کیوں نہ ہو۔"اس کی بات پر عدیب نے ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا پھر دور کھڑی سِلا کو نایمہ کے ساتھ دیکھا جو اور لڑکیوں سے اسے ملا رہی تھی۔نایمہ تھی سِلا کے ساتھ۔عدیب مطمعین ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"جی....جی ملک جی میرے ہوتے ہوئے فکر کیسی؟" وہ فون کان سے لگائے کمرے میں داخل ہوا اور ایک نظر علیزے جو الماری سیٹ کر رہی تھی اس کو دیکھا اور پھر چلتے بیڈ پر آیا اور ٹھاٹ سے بھیٹ گیا۔

"ارے کیا بات کر دی آپ نے؟" وہ کہتے ساتھ جاندار قہقہہ لگا گیا تھا۔ علیزے نے چونک کر اسے دیکھا جو مونچھوں کو تاؤ دیتا گھٹنوں پر کہنیوں کو زور دیتے رکھے فون کان سے لگائے خوشگوار موڈ میں بات کر رہا تھا۔

"جی...جی ہو جائیں گے حاضر۔" وہ علیزے کو دیکھتے مسکرا کر بولا۔ علیزے نے نا سمجھی اسے دیکھا۔

"فی امان اللہ۔" فون رکھ وہ کھڑا ہوا اور اور علیزے کی طرف رخ کیا جو بے نیاز بنی کام میں مصروف تھی۔

"شام میں تیار ہو جانا ملک جی نے دعوت پر بلایا ہے۔" موبایل پر ایک نگاہ ڈال وہ اجلت میں موبایل جیب میں ڈالتا ہوا علیزے سے بولا۔

"ہاں تو چلے جاؤ اپنے ملک جی کی دعوت میں مجھے کیوں بتا رہے ہو میں کونسا کسی کو جانتی ہوں۔" علیزے نے لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے کاندھے اچکائے۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لیکن میں تو جانتا ہوں نا خاص خاندان کے ہیں ہم دونوں کو شادی کی دعوت پر بلایا ہے۔" شاہ زیب نے بھی صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"تمہیں اگر جانا تو جاؤ۔" لاپرواہی برقرار تھی۔

"علیزے تم بنا کسی بحث مباحثے کے خاموشی سے میری بات نہیں مان سکتی ہر بار ہٹ دھرمی دکھانا ضروری ہے۔" شاہ زیب نے دانت پیستے اپنا غصہ قابو کرتے کہا جس پر وہ کپڑے پھینک اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"تمہیں بھی ہر بار زبردستی حکم جمانا ضروری ہے میں نے کہا نا مجھے نہیں جانا ویسے بھی مجھے نوٹس تیار کرنے ہیں۔" وہ واپس مصروف ہو گئی۔

"یہ سب پڑھائی وغیرہ بعد میں ہو جائے گی دو گھنٹے کی بات ہے جانا کھانا کھانا ہے اور آنا ہے میرے پاس بھی وقت نہیں ہے الیکشن سر پر ہے لیکن جانا ضروری ہے ورنہ تمہارے ساتھ دماغ کا دہی نہیں بنوا رہا ہوتا۔" وہ آگے بڑھ کر غصہ سے بولا۔

"لیکن میں نے کہا نا"......

"چھ بجے تیار دکھو تم مجھے۔" وہ اس کی بات کاٹتے کہہ کر چلا گیا جبکہ پیچھے وہ جل بھن گئی تھی۔

"ہمیشہ اپنی من مانی کرتا اپنا رعب جماتا ہے۔" وہ ہاتھ میں پکڑی چیزیں الماری میں واپس پھینک بڑبڑائی۔

"یہ لڑکی دماغ خراب کر دیتی ہے۔" وہ باہر نکلتا بڑبڑا کر غصہ سے جا رہا تھا جب مہرون نساء نے اسے روکا۔

"کیا ہوا شاہ اتنے غصہ میں کیوں دکھ رہے ہو سب ٹھیک ہے؟" مہرون نساء اس کے پاس چلتی آئیں اور ٹھہر کر پوچھا۔

"جی امی جان۔" شاہ زیب نے کنپٹی مسلتے مختصر سا جواب دیا۔

"الیکشن کی بہت پریشانی ہے میرے بیٹے کو؟" مہرون نساء نے پیار سے پوچھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں بس آپ کی بہو نے جینا حرام کیا ہوا ہے ایک سیدھی سیدھی بات اس کے پلے ہی نہیں پڑھتی ہر بات پر مخالفت کرنا جیسے اس پر فرض ہے اور آپ جانتی ہیں ایسی چونچلے بازی میں ہر گز برداشت نہیں کرتا۔" وہ غصہ سے بولا۔

"میں جانتی ہوں کہ علیزے تھوڑی ضدی ہے لیکن تم کو اس کو محبت سے ہینڈل کرنا ہے عورت صرف محبت کی بھوکی ہوتی ہیں تم اس کو محبت دو گے تو جلد ہی وہ نرم پڑ جائے گی۔" مہرون نساء نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ سمجھداری سے سمجھایا۔ اس نے صرف سر کو جنبش دی۔

"ماورہ ٹھیک ہے؟"مہرون نساء نے پوچھا۔

"جی میری بات ہوئی تھی کچھ دیر پہلے ٹھیک ہے۔"شاہ زیب نے کلائی پر بندھی کھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہی جارہے ہو؟"

"جی میں اور علیزے دونوں جارہے ہیں ملک جی نے حویلی دعوت پر مدعو کیا ہے۔"

"اوہ ٹھیک ہے خیال سے جاؤ۔"مہرون نساء نے مسکرا کر کہا اور آگے بڑھ گئیں۔ شاہ زیب نے کمرے کے بند دروازے کو ایک نظر دیکھا اور نفی میں سر ہلا کر خود بھی آگے بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"مبارک ہو میری جان۔"رایمہ نے پوری کی پوری مٹھائی مہک کے منہ میں رکھ دی تھی اور وہ ہنستے ہوئے مزے سے کھا گئی تھی۔

"کانگریٹس مہک باجی۔"یوجنا بھی جلدی سے اس کے گلے لگی۔

"تھیک یو بے بی۔"مہک نے اس کے گال پر پیار کیا۔

"مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا میری بیٹی اتنی جلدی رخصت ہو جائے گی۔" مہراب علی ایک بار پھر غمگیں ہو گئے تھے اور برابر بھیٹی مہک کو خود سے لگا لیا۔ مہک کی دن تاریخ طے ہو گئی تھی اور بہت جلد وہ نکاح کر کے ارمان کے سنگ لندن چلی جانی تھی۔

"بیٹیاں بھی کیا ہوتی ہیں نا بچپن سے انہیں پالو پوسو اور پھر ایک دن وہ چڑیا بن کر آنگن سے اڑ جاتی ہیں۔" انور بخت بھی افسردگی سے بولے۔ ماحول میں دکھ کی فضا پھیل گئی۔

"سرپرائز۔" دانیال کی آواز پر سب ایک ساتھ چونکے تھے جو ہاتھ میں اپنے سے بڑے دو تین ڈبے اٹھائے اندر آرہا تھا۔

"دانی بھائی آپ خود سرپرائز ہیں؟" یوجنا نے اچھا خاصہ منہ بگاڑ کر کہا جسے مہک نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ رائمہ سنجیدگی سے اٹھ کر صوفے پر بھیٹ مٹھائی میں چمچ چلانے لگی تھی۔

"یہ تمہارے ایکسپریشن کا کیا مطلب ہے؟" دانیال نے بھنویں جوڑے لڑاکا عورتوں کی طرح ڈبے رکھ کمر پر ہاتھ رکھے یوجنا سے پوچھا۔ وہ گڑبڑائی۔

"ارے میرے پیارے بھائی میں تو کہہ رہی ہوں کہ آپ سرپرائز ہے واہ۔" وہ اب کی بار بڑے ہی جوش سے لہجہ اور تاثرات دونوں بدل کر بولی۔ دانیال نے اسے گھورا۔

"چھپکلی سب سمجھتا ہوں میں۔ "

"انکل مہراب دانی بھائی نے مجھے چھپکلی بلایا۔" جھوٹے موٹے آنسو صاف کرتی وہ مہراب صاحب کے پاس بھاگ۔انہوں نے غصہ سے دانیال کو دیکھ یوجنا کی ہمایت کی۔

"یہ خود کسی خرگوش سے کم ہے۔"اس بار رایمہ نے بھی اپنی مسکرہٹ دبائی تھی۔سب کا قہقہہ گونجا۔

"پاپا۔"دانیال نے منہ بنایا۔

"اف سپرایز کیا ہے اور کیا ہیں؟"مہک نے سب کو باتوں سے روکتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔

"ڈیر بہن آپ کے اس گھر دفع ام.... میرا مطلب ہے اس گھر سے جانے کے لیے بہت کم دن رہ گ ۓ تو تب تک میں نے سوچا کیوں نا اپنی بہن کو اس کی پسند کی کچھ شاپنگ کچھ نوٹیلا کے ڈبے اور کچھ اس کی پسندیدہ سینڈلس گفٹ کروں جو وہ ارمان کو مار سکے۔"آخری بات آہستہ سے مہک کے کان میں کی گئی تھی۔

"اومائے گاڈ دانی آئی لو یو۔"مہک خوشی سے جھومتے اس کے گلے لگ گئی۔

"مور۔"دانیال نے اسے خود سے لگائے اپنی آنکھیں بند کیے کہا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اف یہ بہن بھائی مومینٹ کیمرے کی آنکھ میں قید ہونا چاہیے۔"یوجنا نے موبائل نکالا اور ان کی تصویر لی جنہوں نے ایسی ہی رینڈم پوز دیا۔

"اف یہ تو بہت یمی ہے مہک باجی شیر کریں گے۔"نوٹیلا کے ڈبے کو دیکھ یوجنا کی رال ٹپک گئی تھی جبھی جوش سے بولی۔

"میں اپنی بیسٹ فرینڈ کے ساتھ بھی شیر کروں گی کب آئے گی زے کتنا کچھ کرنا ہے شاپنگ یہ وہ۔"مہک نے جلدی سے اپنا موبائل اٹھائے علیزے کا نمبر ملاتے ہوئے کہا۔

"ہاں انور علیزے اور عدیب کب آئیں گے؟"مہراب علی نے بھی انور بخت سے پوچھا۔

"ویسے پاپا فنکشنس کون کون سے رکھنے اور تیاری مہمانوں کی لسٹ کھانا وغیرہ؟" دانیال نے بھی سنجیدگی سے مہراب علی سے پوچھا۔وہ تینوں دسکشن کرنے لگے۔

"زے کو بتادوں میں۔"علیزے نے فون نہ اٹھایا۔مہک نے اس کو میسیج کر کے ڈیٹ فکس کا بتادیا۔

"مہک باجی برائیڈل شاور وغیرہ سب ہوگا اور مہندی میں ڈانس فلور تو لازمی۔"یوجنا نے ہاتھ اٹھا کر صاف صاف کہا۔مہک ہنس دی۔

"ہاں پاگل ایسا ہو سکتا کچھ بھی نہ ہو سب ہو گا اور بہت دھوم دھام سے بس زے اور دیب آجائیں۔" مہک نچلا ہونٹ کاٹتے شدت سے علیزے کو یاد کرتی ہوئی بولی۔

"آجائے گی کچھ دنوں میں وہ بھی ابھی تو خیر تیاریاں شروع کریں۔" رایمہ نے کیا۔ مہک نے سر ہلایا۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ دونوں دعوت سے واپس آرہے تھے۔ شاہ زیب دھیمے سے مسکراتے ہوئے گاڑی چلا رہا تھا جبکہ اس کے برابر بیٹھی علیزے ونڈ سکرین پر کوہنی ٹکائے انگلیوں کو اپنے ہونٹوں پر رکھے ہونٹ نوچتی کنکھنیوں سے شاہ زیب کی مسکراہٹ کو دیکھ جلے جا رہی تھی۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ کیوں اس کی باچھیں کھلی ہوئی ہیں۔ آتے ہوئے ملک جی کی بیوی نے شاہ زیب کے سامنے ہی اسے شوہر کا خیال رکھنے پر ایک سو ایک ٹپس دیں تھیں وہ بھی دشمنِ جاں کے سامنے جو علیزے کے تاثرات سے ہی لطف اٹھا رہا تھا جن میں بے زاریت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

"انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ بیوی کا خیال رکھنا فرض ہے۔"علیزے ٹھیک سے بھیٹتی ادھر ادھر دیکھتی آخر کار اس کی مسکراہٹ سے تنگ آکر بولی۔ فلک شگاف قہقہہ شاہ زیب کا گاڑی میں گونجا تھا۔ وہ مزید جز بز ہوئی۔

"ہاں میں نے کب منع کیا بالکل کہا تھا۔" وہ گاڑی موڑتے ہوئے خوشگوار انداز میں بولا۔

"انہوں نے اتنا کچھ دے دیا نیک کہہ کر۔"علیزے سر جھٹک گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھے ڈھیروں سامان اور پیسوں کا بولی جو ملک جی کی بیوی نے شگن کا کہہ کر دیے تھے۔

"تم پہلی بار گئی تھی نا اسیلیے منہ دکھائی ہے تمہاری۔"شاہ زیب نے چہرہ موڑا اسے دیکھ کہا پھر سامنے دیکھا۔

"ہوں اف ایک تو ہیر کٹنگ بھی کروانی۔"علیزے کوفت سے اپنے کھلے بال جوڑے میں باندھتی بڑبڑائی۔ شاہ زیب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا؟"

"کیا کیا؟"علیزے نے بالوں کو باندھ اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"تم بال کٹوانے کا سوچ رہی ہو؟" وہ سنجیدگی سے بولا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں بھئی سوچ کیا ارادہ ہے آخری بار سڈنی میں کروائی تھی مجھے تو شارٹ ہیر ہی پسند ہے یہ لمبے بالوں کا جھمیلا مجھ سے نہیں سنمبھلتا۔" وہ چہرے پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے کرتی ہوئی کوفت سے بولی۔

"کوئی ضرورت نہیں۔" شہازیب کی سخت آواز پر وہ بے ساختہ چونکی۔

"واٹ؟"

"علیزے تم بال نہیں کٹوا رہی سکون سے بھیٹو۔" وہ ہلکے سے غصہ سے بولا۔

"کیا مطلب ہے میرے بال میری مرضی اب پلیز تم ادھر بھی مت شروع ہو جانا بھئی اب میرے بالوں کو تو چھوڑ دو ہر چیز.... ہر چیز جس کا تعلق مجھ سے ہے اس پر حق جمانا تو تم نے اپنا فرض سمجھ لیا ہے۔" علیزے اسے بھی مزید غصہ سے تنک کر بولی۔

"میں نے کہہ دیا نہیں تو نہیں۔" وہ چہرہ موڑ اس کے بالوں کو دیکھتا پھر اس کی آنکھوں میں نیلی آنکھیں ڈالتا تنبیہہ کرتے ہوئے بولا۔

"کیوں کیا مسلہ ہے تمہیں؟" علیزے دانت پیستے تقریباً چیخی۔

"میں.... مجھے نہیں پسند کہ تم بال کٹواؤ۔" وہ کچھ کہنے جا رہا تھا کہ کسی احساس کے تحت رک گیا اور بولا تو آواز کافی دھیمی تھی۔

"واؤ تمہیں جو پسند ہے وہ کروں جو مجھے پسند ہے وہ جائے بھاڑ میں ویسے تم ایک کام کیوں نہیں کر لیتے مجھے چھوڑ ایک ملازمہ ہی خرید لو قسم سے بالکل تمہاری مرضی کے مطابق چلے گی پکا گیرنٹی ہے میری۔" علیزے سینے پر ہاتھ باندھ منہ پھلائے سامنے دیکھتی تڑاخ سے بولی۔

"علیزے۔" شاہ زیب نے غصہ سے تنبیہہ کی۔

"کیا علیزے آواز نیچے رکھو نوکرانی نہیں ہوں تمہاری۔" وہ بھی غصہ سے چیخی۔ شاہ زیب نے بے اختیار گاڑی جھٹکے سے سائڈ پر روکی۔ دونوں کو دھکا لگا۔

"بات کرنے کی تمیز بھول گئی ہو؟" وہ اس کا بازو پکڑ اپنی طرف گھسیٹتے غصہ سے غرایا۔ علیزے چند لمحوں کے لیے سہم گئی۔

"کب سے بکواس کیے جا رہی ہو میرے صبر کا امتحان لینا پسند ہے تمہیں؟" نیلی آنکھوں سے اس کی دونوں آنکھوں میں دیکھے وہ اب کی بار دھیرے سے بولا لیکن آواز بھاری تھی۔ علیزے چپ رہی بس اسے خطرناک نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

"اگر تمہاری بدتمیزی برداشت کرتا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سر چڑھ کا ناچو آئندہ مجھے مخاطب کرتے وقت آواز ہلکی رکھنا ورنہ وہ حال کروں گا کہ حلق سے آواز نکلے گی ہی نہیں کبھی۔" وہ وارننگ دیتا اس کو ایک جھٹکے سے چھوڑ انجن میں چابی گھماتا

واپس گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا جبکہ علیزے اسے ابھی بھی پیچھے ہٹ ایسے گھور رہی تھی جیسے اندر ہی اندر نگل رہی ہو۔

"دیکھنا بند کرو گی مجھے؟" جب چند منٹ ایسی گزر گئے اور وہ اس کو نظر انداز کیے غصہ کو ٹھنڈا کرتے خاموشی سے ڈرایونگ پر فوکس کرنے لگا لیکن علیزے نے اسے گھورنا بند نہیں کیا تو وہ تنگ کر بولا جس پر اس نے جھٹکے سے اپنا چہرہ موڑ سامنے سڑک پر نگاہیں ٹکالیں۔

"تم کیا سمجھتے ہو تم مجھ پر حکم چلاؤ گے رعب جھاڑو گے اور میں ڈر جاؤں گی نہیں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت اب تو میں بال بھی کٹواؤں گی اور تم سے اونچی آواز میں بات بھی کروں گی۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے کہہ رہی تھی جو باآسانی شاہ زیب کے کانوں میں جا رہی تھی۔

"اوہ خدا اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔" وہ گاڑی موڑتے نفی میں سر ہلا کر بڑبڑایا تھا۔ افسوس تھا اس کے لہجے میں۔ ایک نظر اس کے غصہ سے سرخ لیکن خاموش چہرے کو دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلاتے سامنے۔

میسیج کی ٹون کی آواز پر علیزے نے نا چاہتے ہوئے بھی گود میں رکھا فون اٹھایا اور میسیج کھولا تو مہک کا تھا جس کو پڑھ اس کے چہرے پر غصہ، نفرت، تلخی کے تاثرات غایب

ہوگئے تھے اور وہ بے اختیار خوشی سے چیخی تھی جس پر کافی چونکتے ہوئے شاہ زیب نے اسے دیکھا تھا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا؟" ابھی اتنے غصہ میں دیکھ اور پھر اب خوشی سے جھومتے دیکھ شاہ زیب کو اس کی دماغی حالت پر پکا پکا شبہ ہوا تھا جبھی کافی حیرانگی سے پوچھا۔

"مہک کی ڈیٹ فکس ہوگئی ہے اومائے گاڈ اس کی شادی اف مہک کی شادی میری بیسٹ فرینڈ کی اف کتنی تیاریاں کرنی کتنا کچھ کرنا اومائے گاڈ آئی کانٹ بلیواٹ آٹس فائینلی ہیپننگ مہک ویڈس ارمان جیجو۔" اس کے منہ میں جوش سے جو آیا وہ بولتی گئی۔ شاہ زیب نے اسے سنتے کبھی سامنے دیکھتا کبھی اس کو۔

"پک اپ دا فون بے بی۔" وہ لمبی لمبی سانس لیتی خود کو کمپوز کرتی فون کان سے لگائی پل پل گن رہی تھی۔

"اف......" خود کے فون میں ریچارج ختم ہونے پر اس کے منہ سے بے ساختہ اچھی خاصی انگریزی میں گالی نکلی اور یہ گالی سے گالیاں ہوتی کہ برابر بیٹھے شاہ زیب کے سخت تاثرات پر وہ گڑبڑا گئی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novel|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ.... وہ بیلنس ختم ہو گیا آئی گیس۔" شاہ زیب کو دیکھتی موبایل لہرا کر بولی اور پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے خاموشی سے موبایل واپس رکھ دیا۔ جوش اور خوشی سب ہوا ہو گئی تھی۔

"او کورڈ۔" وہ دانت پر دانت جمائے آنکھیں بند کرتی بڑبڑائی۔

"کیا اس کو ان انگلش سلینگس کا مطلب پتا ہو گا؟ "وہ سوچتے ہوئے ڈر کر بڑبڑائی۔

"یہ میرے فون سے کر لو کال۔" شاہ زیب نے اپنا فون جیب سے نکالتے اس کی طرف سنجیدگی بڑھایا۔ وہ حیران رہ گئی۔

"تھینک یو سو......" اسے پہلے وہ خوشی سے اس کے ہاتھ سے فون لیتی شاہ زیب نے فون پیچھے کیا۔

"بہت اچھے سے معلوم ہے مجھے ان سب کا مطلب آئندہ تمہاری زبان سے یہ بے ہودگی نہ سنوں یہ تمہارا شہر نہیں ہے شکر کرو میں تھا کوئی اور ہوتا تو ڈوب مرنے کا مقام ہوتا تمہارے لیے۔" فون کو پیچھے کرتے اچھی طرح اس کو سنا کر اس نے اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے اپنے ہاتھ پیچھے لے لیے۔

"فضول میں ڈوب مرنے کا مقام اپنی طرف سے ہائے علیزے تم کیسے بھول گئی یہ تو جاہل گوار لوگ ہے ان کے لیے تو ہمارا ہر عمل ہی بے ہودہ ہوتا ہے جیسے خود بڑے پارسا شریف ہوں۔" علیزے ہاتھ باندھ تلخی سے خود سے اس کو سنا کر بولی۔

"ہاں شاہ زیب تم بھی کیسے بھول گ ئے یہ تو پڑھے لکھے لوگ ہیں ان کے لیے تو ہر عمل ہی بہترین ہوتا ہے ان کو کہاں شرم حیا چھو کر گزری ہو گی جواب آجائے گی۔" وہ بھی فون واپس جیب میں ڈالتا خود سے اونچی آواز میں بولا۔

"ادھر دیکھ کر مجھ سے منہ پر بات کرو طنز کیا کر رہے ہو؟" علیزے نے غصہ سے پہلو بدل کہا۔

"شروع تم نے کیا تھا۔" شاہ زیب نے ایک نظر اسے دیکھ کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"خیر مجھے پتا ہے تمہارا شرم سے کبھی کوئی واستہ رہا ہی نہیں ہے لیکن یہاں سامنے والے کو شرم آجائے گی تو خبادار اس طرح کے الفاظ کسی کے بھی سامنے استعمال کیے۔" پھر سے حکم دینے والا انداز۔ علیزے کا دل چاہا اس کے بال نوچ لے لیکن پھر خود پر جبر کر لیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

"خود بھی تو کرتا ہے منافقت کی بھی حد ہوتی ہے جاہل آدمی پتا نہیں کہاں پھنس گئی میں کنزویٹو انسان۔" علیزے نے اب کی بار دل میں ہی کہا کیونکہ موصوف کے کان اور زبان کافی لمبی ہے اسلیے احتیاط اب اسی کو کرنی تھی پتا نہیں اب کب کیا سن لے۔

کچھ دیر ہی گزری تھی۔ شاہ زیب کے فون پر کال آئی۔ وہ علیزے کے مطابق عجیب و غریب زبان میں بات کرنے لگا جبکہ وہ خاموشی سے باہر دیکھتی اندر ہی اندر مہک کی شادی کی پلیننگ کر رہی تھی ساتھ دعا کہ اس کی پلیننگز میں یہ جاہل انسان آڑے نہ آجائے۔ ابھی وہ دانت پیستے بڑبڑانے ہی والی تھی کہ شاہ زیب کی بلند آواز پر وہ بری طرح چونکی۔

"علیزے پیچھے ہٹو۔" وہ جو آگے ہو کر بھیٹی تھی۔ شاہ زیب نے دھاڑا ساتھ ہاتھ بڑھا کر اسے پیچھے سیٹ پر دھکا دیا۔ اسے پہلے علیزے بھی اس ردِ عمل پر اپنا کوئی ردِ عمل دیتی گولیوں کی آواز پر اسے لگا اس کی جان پر بند آئی ہے۔

"علیزے جھکو۔" شاہ زیب نے اونچی آواز میں کہا۔ وہ حواس باختہ نیچے کو جھکی۔ گاڑی کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ شہاہ زیب نے آگے بڑھ کر اپنی ریوالور ڈھونڈ رہا تھا اور ساتھ گاڑی کو فل سپیڈ سے چلا رہا تھا۔

"شا... شاہ زیب .... یہ کی ... کیا...... "علیزے جھٹکے سے واپس اٹھی اور روتے ہوئے شاہ زیب سے پوچھا اور باہر کی جانب دیکھا۔ دو تین گاڑیاں ہوا میں گولیاں چلاتی ان کو چیس کر رہی تھی۔ اچانک ہی ایک گاڑی تیز رفتار سے ان کے برابر علیزے کی طرف آئی اور اندر بھیٹے شخص نے اپنی گن کی نالی علیزے کی طرف کی۔ علیزے کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"علیزے ہٹو۔ "اس سے پہلے وہ علیزے کو نشانہ بناتا شاہ زیب اس پر چیختے ہوئے آگے کو ہوا اور علیزے کو بازو سے پکڑ نیچے کو جھکایا اور گولی شاہ زیب کے کندھے کو چھو کر گزری۔ وہ بے ساختہ سسکا۔

وہ لوگ آبادی کی طرف آنے لگے۔ ان دو گاڑیوں نے فوراً اپنا رستہ بدل لیا۔

"شاہ.... شاہ.... گو.... گولی۔ "علیزے تیزی سے اٹھ کر ہڑبڑا کر چیخی اور شاہ زیب کو دیکھا جو ایک ہاتھ سے سٹیرنگ پکڑے بے قابو گاڑی کو ایک طرف لگانے لگا اور دوسرے بازو سے نکلتے خون کو جھٹکتا غصہ سے دوچار حملہ آور کو گالیاں دینے لگا۔

"تم..... تم ٹھیک ہو؟ "گاڑی کو ایک طرف روک وہ خود کو نظر انداز کیے علیزے کی طرف متوجہ ہوا جس کا حال بے حال ہو گیا تھا۔

"کہی لگی؟" وہ علیزے کے جسم پر کوئی گھاؤ ٹٹولتے فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔ بازو کے درد سے جبڑے بھینچ لیے اور چہرے کے تاثرات ضبط کے باعث سختی آگئی تھی۔

"میں.... میں ٹھیک ہوں ہاسپیٹل ہاسپیٹل چلو۔" وہ بوکھلائی سی آنسو صاف کرتی شاہ زیب سے بولی۔

"ہاں علیزے شش کالم ڈاؤن۔" وہ علیزے کے اوسان خطا دیکھ اس کو خود سے لگائے بولا۔ وہ نفی میں سر ہلا کر جھٹکے سے دور ہوئی اور روتے ہوئے چیخی۔

"شاہ زیب خو... خون پلیز ہاسپیٹل چلو میں.... میں چلاؤں گاڑی مجھے بتاؤ راستہ کیا ہے۔" وہ جلدی سے آنسوں صاف کرتی اجلت میں بولی۔

"اچھا... آہ... اچھا ٹھیک ہے تمہیں آتی ہے چلانا؟" شاہ زیب کا درد بڑھتا جا رہا تھا اور خون بہتا جا رہا تھا۔ اس کو محسوس ہو رہا تھا اس کے بازو نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ اسے اب گاڑی نہیں چل سکتی تھی۔

"ہاں آتی ہے تم پلیز اترو۔" وہ گبھراتے ہوئے گاڑی سے اتری اور شاہ زیب کی طرف آئی اور اس کو نکالا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"رکو....رکو خون۔" شاہ زیب کے کندھے سے نکلتا خون اسے مزید خوف زدہ کر رہا تھا جبھی اس نے اپنے دوپٹے کا پلو پھاڑا اور جلدی سے مضبوط گٹھا اس کے بازو پر باندھتی فلحال خون روکا اور شاہ زیب کو پیسنجر سیٹ پر بٹھا کر وہ ڈرایونگ سیٹ پر بھیٹی۔

"علی.... علیزے تم چل.... چلا لو گی؟" شاہ زیب نیم دراز ہوتا بازو کا مظبوطی سے پکڑے علیزے سے بولا۔اس نے سر اثبات میں ہلایا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

"علیزے فکر مت کرو کچھ نہیں ہوا مجھے اتنا بھی کمزور......." اس کی آنکھوں سے ملسلسل بہتے آنسو دیکھ جن کو وہ بار بار بے دردی سے پوچھتے ڈرایونگ کر رہی تھی۔شاہ زیب نرمی سے بولا۔

"بہادر بننے کی ضرورت نہیں ہیرو کیوں بنے مجھے بچانے کے لیے لگنے دیتے گولی چپ کر کے بھیٹو اور راستہ بتاؤ۔" وہ غصہ سے روتے ہوئے چیخی۔

"چپ کر کے بھیٹوں گا تو راستہ کیسے بتاؤں گا۔" وہ دلچسپی سے اس کے اس روپ کو دیکھ بولا۔علیزے نے چہرہ موڑ خطرناک حد تک اسے گھورا۔

"تمہیں مزاق سوجھ رہا یہاں میری جان جا رہی ہے گولی لگی ہے تمہیں جاہل انسان۔" وہ فرسٹریٹ ہو کر چیخی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

''گولی نہیں لگی چھو کر گزری ہے میں ٹھیک ہوں۔''شاہ زیب نے کہا۔علیزے نے پھر گھورا۔

''اچھا ٹھیک ہے بائے طرف لو۔''شاہ زیب اس کے کڑے تیور دیکھ راستہ بتانے لگا۔

''انگلش۔''علیزے چلائی۔

''لیفٹ میر ماں۔''شاہ زیب نے تصحیح کی۔

☆☆☆☆☆☆☆

''عدیب کہاں ہیں؟''اسے کچھ دیر ہی گزری تھی جب اس کا دل بھیٹنے لگا۔اسے عجیب سی بے چینی شروع ہو گئی تھی اسلیے سب کی جھرمٹ سے ہٹتے نایمہ کو ایکسکیوز کرتے وہ عدیب کو ڈھونڈنے لگی اور ڈھونڈتے ہوئے وہ بنگلو سے باہر لان میں نکل آئی جہاں تھوڑا اندھیرہ تھا۔

''یہاں بھی نہیں ہے۔''وہ نفی میں سر ہلا کر واپس جانے لگی جب کسی کی آواز کانوں میں پڑی۔

''اف شاہد ایک بات تو بتا؟''سِلا نے چونک کر پلٹتے دیکھا تو دو لڑکے کھڑے اس کا اوپر سے نیچے تک جایزہ لے رہے تھے۔سِلا کو ان کی نظروں سے گھن آنے لگی۔

"ہاں ہاں بول۔" شاہد نامی لڑکے نے اپنے داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے للچاتی نظروں سے سِلا کو سرتاپیر دیکھا سر ہلایا۔

"یہ حسین دوشیزہ یہاں بھٹک کر کیسے آگئی ہے۔ "ان دونوں کی آواز اور لڑکھنے کے انداز سے ہی دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ ڈرنک تھے۔خوف نے سِلا کے وجود کو جکڑ لیا۔اس کو کہاں عادات تھی اس سب کی،۔حویلی سے وہ کبھی نکلی نہیں اور نکلی تو ہمیشہ کسی نا کسی کا سہارہ ہوتا تھا۔وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اندر جانے لگی جب وہ دونوں اس کی طرف آئے۔

"ارے رک جائیں محترمہ اتنی بھی کیا جلدی ہے اپنے دیدار کا شرف تو بخشیے۔" پینٹ کوٹ میں ان دونوں کو دیکھ لگتا تھا۔وہ شاید اسی پارٹی کے مہمان تھے۔

"پلیز ہٹیے۔" سِلا فوراً رونے لگی تھی کیونکہ وہ دونوں اس کے ارد گرد چکر کاٹتے اسے گوشت کی مانند دیکھ رہے تھے جیسے ابھی کچا کھا جائیں گے۔

"ارے عابد یہ گونگی نہیں بولتی ہے۔" شاہد مصنوعی حیرت سے لڑکھڑا کر بولا۔عابد نامی لڑکے نے بھی مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کیا۔

"پلیز۔" سِلا آگے نکلنا چاہ رہی تھی لیکن وہ دونوں اسے موقع نہیں دے رہے تھے۔اس نے مدد طلب نظروں سے ارد گرد دیکھا مگر وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔

"چھوڑیے۔" اچانک عابد نے سِلا کا ہاتھ پکڑ اپنی طرف اسے گھسیٹنے کی کوشش کی۔ سِلا بے اختیار چلائی اور زور زور سے رونے لگی۔ اندر بنگلو میں گانے اتنی اونچی آواز میں چل رہے تھے کہ اس کی آواز جانا ممکن نہ تھا۔ اسے پچھتاوہ ہو رہا تھا کہ وہ باہر کیوں آئی۔

"عدیب عدیب۔" وہ روتے ہوئے چلانے لگی۔ عابد اور شاہد قہقہہ لگاتے اسے اب گھسیٹتے ہوئے جانے کہاں لے جا رہے تھے۔ ان سے اٹھنے والے شراب کی بدبو سے سِلا کو لگا کہ وہ ابھی الٹی کر دے گی۔

"عدیب۔" وہ روتے ہوئے چلا رہی تھی۔

"چل میں نے کہا چل۔" جب وہ پوری جان لگا کر بھیٹ گئی۔ شاہد آگے بڑھا اور اسے غصہ سے اٹھایا۔ اس کا دوپٹا پھسل کر نیچے ہی گر گیا اور وہ گھسیٹتی ہوئی روتے چلاتے ان کے ساتھ جانے لگی کہ یکدم سِلا کو کسی تیسرے نے پیچھے کی طرف کھینچا اور وہ جھٹکے سے بے اختیار دو قدم پیچھے لڑکھڑائی۔

"عدیب......." سِلا روتے ہوئے اس شخص کی طرف بڑھتی کہ اس کا چہرہ دیکھتی وہی رک گئی۔

ہلکی ہلکی داڑھی، دراز قد، کالے پینٹ کوٹ میں، جیل سے کھڑے چھوٹے بال۔ وہ ہینڈسم نوجوان کو بج اور ہی تھا۔

"ایک منٹ۔" اس نے بڑے ہی شاہستہ انداز میں نظریں جھکائے سِلا کو کہا اور ان دونوں کی طرف پلٹا۔

"زید یار وہ ہم بس...... "شاہد آگے بڑھ کر کچھ کہتا کہ زید نے ایک مکہ اس کے جبڑے پر رسید کیا اور وہ لڑکھڑتا نیچے گرا۔ سِلا نے روتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"ہمت کیسے ہوئی تم دونوں کی میری پارٹی میں کسی بھی لڑکی کے ساتھ زبردستی کرنے کی۔" وہ عابد پر مکہ لات برساتا بری طرح تیش میں چیخ رہا تھا۔ شاہد بامشکل اٹھا اور اسے پیچھے سے پکڑا۔

"زید یار غلطی"......

"غلطی..... یہ غلطی تھی ہرام خور و یہ غلطی تھی رک پولس کو کال کرتا ہوں۔" وہ شاہد کو تھپڑ مارتا موبایل جیب سے نکال کال ملانے لگا کہ عابد نے اس کے پاؤں پکڑ لیے۔

"زید مع.... معاف کر... کردے۔" سِلا خوف اور حیرت سے زید کو دیکھ رہی تھی جو ابھی اس کو ایک منٹ کہتے وقت کتنا نرم اور شاہستہ مزاج تھا اور ابھی وہ جلاد بن گیا تھا۔

"ہم.... ہم آپ سے معافی مان.... مانگتے ہیں۔" زید کا کوئی ریسپونس نہ دیکھ وہ دونوں سِلا کے پاؤں میں گرے۔ سِلا ڈر کر پیچھے ہوئی۔

"ہٹ وہاں سے ہٹ۔" زید کی آواز پر وہ دونوں پیچھے ہوئے۔

"یار دیکھ یہ مت کر تو جانتا ہے گھر والوں کو پتا چلا تو......" وہ دونوں اب تحمل سے زید کو سمجھانے لگے۔

"اچھا ہے تم دونوں کے گھٹیا کرتوتوں کے بارے میں ان کو بھی خبر ہو اور عابد تو تیری تو بہن ہے نا تجھے ذرا شرم نہیں آئی سالوں تم لوگ جب کسی کی بہن بیٹی ماں پر گندی نظریں اپنی حوس پوری کرنے کے خاطر اٹھاتے ہو تب تم لوگوں کو اپنی ماں بہن کا خیال نہیں آتا تب یہ خیال نہیں آتا کہ مکافاتِ عمل لاحق ہے آج تم کسی کی بہن کے ساتھ گھٹیا حرکت کرو گے کل اسی جگہ تمہاری بہن ہو گی اور تمہاری جگہ کوئی اور درندے اپنی حوس میں تم ایسے بے قابو ہو جاتے ہو نا تو اللہ کا خیال آتا ہے نا ہی اس ماں کا جس کی پیٹ سے تم نکلے ہو کیا ثابت کرنا چاہتے ہو اتنا پڑھ لکھ کر اتنے اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہوئے جانور نہیں میں جانور کہنا پسند نہیں کروں گا کیونکہ جانوروں کی توہین ہو گی ایسے درندے بن کر کیا ملتا ہے اگر آج میں خاموش ہو گیا آج میں نے غلطی سمجھ کر معاف کر دیا تو کل تم پھر نشے میں کسی اور کے ساتھ یہی حرکت کرو گے تم جیسے

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کو تو فرسٹ پلیس پر ہی سزا دے دینی چاہیے تاکہ آئندہ کسی پر اپنی گندی نظریں ڈالنے سے پہلے تم لوگوں کی روح تک کانپ اٹھے تم جیسوں کی وجہ سے مردانگی پر لعنت ہے کیونکہ مردانگی کا غلط استعمال ہی تم لوگ کرتے ہو اصل مرد عورت کو عزت اور تحفظ مہیا کرتا ہے اگر تم جیسوں کی وجہ سے کوئی عورت خوف کھائے اپنا راستہ بدل دے تو تم میں اور گلی کے کتے میں فرق کیا ہے تم جیسوں پر تو گلی کے کتے کو فوقیت دیتی ہیں لڑکیاں نام بدنام کر دیا ہے ہمارا جہاں دیکھو ترسے ہوئے پھرتے ہیں اب دیکھ میں کرتا کیا ہوں تم لوگوں کے ساتھ۔" وہ اچھا خاصہ سناتا فون کان سے لگائے کسی سے بات کرنے لگا۔ شاہد اور عابد کا سر جھک گیا تھا۔ سِلا نے مسکراتے ہوئے زید کو دیکھا۔ کیا اس کے لالا اس کے بابا جان جیسے بھی اور ہوتے ہیں جو عورت کو تحفظ دینا جانتے ہیں؟ ایسی سوچ رکھتے ہیں؟ شاید اب بہت مشکل ہو گیا ہے ایسے لوگوں کا پایا جانا۔

"ہاں بول کیا ہوا؟" بنگلو سے باہر نکل کوئی نوجوان آیا اور زید کی طرف بڑھا۔

"کاشف ان دونوں کو لے جا اور اپنے تھانے بند کر دے میں آکر بتاتا ہوں اور سن اچھی خاصی خاطر داری بھی کرنا کافی بھوک لگی ہے کنجروں کو۔" آخری جملہ ان دونوں کو غصہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ان دونوں کر سر مزید جھک گیا اور کاشف کے پیچھے چل دیے۔

"آپ وہ....." وہی نرم لہجہ لیے وہ پلٹا اور سِلا کی طرف آیا۔ کچھ کہتا کہ اس کو دیکھا اور رکا نظریں نیچے کی اور آگے بڑھ کر نیچے پڑا دوپٹا اٹھایا۔ سِلا بھی چونکی۔ وہ کب سے بغیر دوپٹے کے تھی۔ خبط سے وہ لال ہو گئ۔

"یہ لیجیے۔" زید نے نظریں نیچے کیے اس کی طرف دوپٹا بڑھایا۔ اس نے تیزی سے اس کے ہاتھ سے لیے اور چادر کی طرح لیا۔

"میں تہے دل سے معزرت چاہتا ہوں جو کچھ بھی آپ کو میری پارٹی میں سہنا پڑا مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ میرے دوستوں میں چھپے یہ نا.... میرا مطلب آپ پلیز ریلکس ہو جائے۔" وہ غصہ سے پھر کچھ کہتا کہ روک لیا خود کو اور سِلا کے معصوم چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"شکریہ اگر آپ نہیں ہوتے تو پتا کیا ہو جاتا۔" وہ آنسوں صاف کرتی دھیرے سے بولی۔ زید نے نفی میں سر ہلایا۔

"اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے آپ کو ایک بات کہوں بہادر بنیے ایسے گندی زات کے لوگ اب ہر قدم پر ٹکراتے ہیں اب لڑکیوں کو اپنی حفاظت خود کرنی آنی چاہیے اپنے اندر ان سے لڑنے کا حوصلہ پیدا کریں کم از کم کوشش تو۔" زید نے دوستانہ انداز میں کہا۔ سِلا کچھ نہ بولی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"جائیں اندر چلی جائیں۔" زید نے ایک طرف ہو کر جگہ دی۔ سِلا بھاگی بھاگی اندر گئی پیچھے زید کئی دیر تک وہی کھڑا رہا تھا۔

"کیا ایسی بھی لڑکیوں ہوتی ہیں اب اتنی معصوم؟" وہ دھیرے سے مسکرا کر بولا پھر سر جھٹک خود بھی اندر بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم۔" رایمہ ہاتھ میں چائے اور دیگر لوازمات کی ٹرالی دکھیلتی ڈرائینگ روم میں آئی۔ سب کی نظروں کا رخ رایمہ پر گیا جو سر پر اچھی طرح دوپٹا جمائی سادہ سا مگر پیارا سوٹ پہنی۔ ہلکے سے میک اپ کے ساتھ وہ اچھی لگ رہی تھی۔

"وعلیکم اسلام آؤ بیٹا۔" سب نے ایک آواز میں جواب دیا اور ادھیڑ عمر کی خاتون نے اسے اپنے پاس بلایا۔

"ہاں جاؤ رایمہ میں سرف کرتی ہوں۔" پیچھے سے جوس کی ٹرے لیے مہک داخل ہوئی اور مسکرا کر کہا۔ وہ سر ہلاتی ان خاتون کے برابر جا کر بھیٹ گئی۔

"اور بتائیں چچی رکنے آئی ہے نا؟" مہک نے سب کو سرف کرتے ان خاتون سے پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

"ہاں بیٹا اب تو میری بھتیجی کی شادی شروع ہو گئی ہے ایسے کیسے آنا جانا کروں گی اب گھر والوں کو ہی تو سب دیکھنا ہے کیوں مہراب ؟" وہ خاتون مہک اور دانیال کی چاچی اور مہراب صاحب کی اکلوتے بھائی کی بیوی ان کی بھابھی تھی جوان کے بھائی کے گزر جانے کے بعد اپنی بیٹی کے ہمرہ زندگی بسر کر رہی تھیں۔

"بالکل بھابھی اب بس آپ تو جانتی ہیں مہک کی ماں نہیں ہے وہی سب تیاریاں کرتی اور مجھے تو اندازہ نہیں آپ بڑی اور اس کی ماں ہے آپ ہی دیکھیں سب۔" مہراب صاحب نے کہا۔ سب مسکرا دیے۔ رایمہ کافی دیر سے اپنے اپر نظروں کو محسوس کر رہی تھی لیکن اس نے اب تک آنکھیں اٹھا کر دیکھا نہیں تھا۔

"بیٹا کتنا پڑھی ہو ؟" چچی اب مہک سے سوالات کر رہی تھی جن کا جواب وہ کافی آہستہ دے رہی تھی۔

"ولید بھائی بس کیجیے آپ تو بھول ہی گ ئے کی باقی سب بھی موجود ہیں۔" مہک نے چائے کا کپ بڑھاتے صوفے پر بھیٹے نوجوان ولید سے دھیرے سے کہا۔ وہ گڑبڑا گیا۔

"ارے نہیں بس۔" وہ چائے کا کپ لیتے آنکھوں پر لگی عینک درست کرنے لگا۔

"بیٹا آپ کس ڈاکٹری کی فیلڈ میں ہو ؟" انور بخت کے بھی ہر دو منٹ بعد سوالات چل رہے تھے ولید سے کہ پھر پوچھا۔

"انکل میں ہارٹ سرجن ہوں۔" ولید نے ایک نظر نروس بھیٹی رایمہ کو مسکراتے ہوئے کہا۔ مہک جو سب کو سرف کرنے کے بعد جوس لے کر رایمہ کے برابر بھیٹ گئی تھی۔ ولید کی بات بعد پر اسے کندھا مارا جس پر اس نے آنکھیں دکھائیں۔

"میرے خیال سے مجھے بھی یہ عنایت دی گئی تھی تو رایمہ کو بھی ملنی چاہیے میرا مطلب ہے چچی ولید بھائی اور رایمہ کو اگر کچھ وقت اکیلے میں دیا جائے تو ".....

"نہیں.... نہیں۔" مہک نے اونچی آواز میں سب کو متوجہ کر کے کہا کہ رایمہ کے تیزی سے منع کرنے پر سب اس کو دیکھنے لگے۔

"مم.... میرا مطلب ضرورت نہیں اس کی۔" وہ سب پر اپنی نظریں دیکھ جلدی سے بولی اور پہلی بار سامنے بھیٹے ولید کو دیکھا جو ہلکا سا مسکرا رہا تھا۔

"کیا رایمہ تم زیادہ مشرقی لڑکی نہیں بنو۔" مہک نے منہ بنا کر کہا۔

"بھابھی جی میری بیٹی بھلے ہی ہمارے ساتھ باہر ممالک رہتی ہو لیکن اپنی ریت روایات کا اچھے سے خیال ہے اسے میری تینوں بیٹیوں میں میری یہ بیٹی بہت نیک اور صالح ہے۔" انور بخت نے پیار سے رایمہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈ میں آپی کو بتاؤں گی۔" یوجنا کا تو منہ ہی کھل گیا تھا جبھی انور بخت کے برابر بھیٹی وہ ہلکا سا مکہ ان کے کندھے پر مارتی بولی۔ وہ ہنس دیے۔

"نہیں میری دونوں بیٹیاں بھی بہت پیاری ہیں۔" وہ یوجنا کو خود سے لگاتے ہوئے بولے۔

"بھائی وہ تو رایمہ کو ایک نظر دیکھ کر ہی معلوم ہو گیا تھا باہر رہتے ہوئے بھی وہ شرم حیا کچھ نہیں بھولی بہت پیاری بچی ہے آج کل کی بچیاں کہاں ایسی ہوتی ہیں اپنی مہک کو ہی دیکھ لو کتنی پٹاخہ اور فیشن باز ہے۔" وہ نرمی سے بولتی مہک کو تنگ کرتی اس کے سر پر چپت لگاتی ہوئی بولی۔

"چچی۔" مہک نے منہ بسور کر انہیں دیکھا۔

"اف فیشن ایبل ہونا بری بات تو نہیں ہوتی آپ کیا جانے اور یہ رایمہ تو پوری بور نگ ہے جبھی میری بیسٹ فرینڈ زے ہے اس کی بہن جو اسے بہت مختلف ہے۔" مہک اکڑ کر بولی۔

"زے؟" چچی نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"میری دوسری بیٹی علیزے شادی شدہ ہے ماشللہ میرے بھتیجے سے ہی ہوئی ہے گاؤں میں حویلی ہے ہماری۔" انور بخت فخر سے بولتے اپنے خاندان کے بارے میں بتانے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview
www.zubinovelszone.com

"وہی نا جس کے ساتھ مہک اتنی تصویریں ڈالتی رہتی ہے۔" نمکو کے ساتھ انصاف کرتی چچی کی بیٹی اور دانیل مہک کی اکلوتی کزن ماروخ بولی۔

"ہاں تو۔" مہک نے آنکھیں گھمائیں "جل ککڑی۔" وہ ساتھ بڑبڑائی بھی۔

"میرے خیال سے باتیں تو ہمارے ہوتی رہیں گی ولید بیٹا جاؤ رایمہ آپ بھی آپس میں باتیں کرلو۔" چچی نے کہا۔ بادل ناخواستہ رایمہ کھڑی ہو گئی۔

"ہاں بیٹا جاؤ۔" اس نے التجائی نظروں سے باپ کو دیکھا۔ انہوں نے بھی ہامی بھر لی جس پر وہ مزید بے بس ہو گئی۔

"آئیں۔" ولید جلدی سے کھڑا ہوتا مودوب انداز میں بولا۔ وہ نظرانداز کرتی باہر نکل گئی۔ پیچھے وہ بھی نکل گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ڈاکٹر ہاؤ از ہی؟" ڈاکٹر کو کمرے میں آتے دیکھ علیزے جو کب سے ہسپتال کے بیڈ پر نیم دراز شاہ زیب کو گھور رہی تھی اور وہ اسے سرے سے نظرانداز کیے فون پر جانے کیا باتیں کر رہا تھا وہ اٹھ کر تیزی سے ڈاکٹر کے پاس آئی۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے گولی چھو کر گزری تھی پٹی کر دی ہے ایک ہفتے کا آرام کریں گے تو بہتر ہو جائے گا یہ کچھ دوائیوں کی سلپ"......

"باہر زوہیب ہے آپ ان کو دے دیں۔"علیزے سر ہلا کر ان کے ہاتھ سے سلپ لیتی کہ شاہ زیب کی آواز پر ڈاکٹر نے اسے دیکھا اور سر ہلا کر باہر نکل گئے۔علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"یہ تم ڈاکٹر سے کس بھرم سے بات کر رہے تھے تمہیں معلوم ہے کہ انہوں نے گولی کو لے کر پولس کیس نہیں کیا ورنہ ایسے ایمرجنسی پر فوراً پولس کیس بنتا ہے اندازہ ہے تمہیں؟"علیزے نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے شاہ زیب کو گھورتے ہوئے ڈانٹا جس پر وہ دھیمے سے مسکرایا۔

"علیزے بی بی یہ گاؤں میرا ہے اور جس ہسپتال میں آپ کھڑی ہے نا وہ ہماری زمین پر کھڑا ہے یہی آپ کے دونوں سوالات کے جواب ہیں۔"شاہ زیب ایک نظر اپنے پٹی والے بازوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"یہ ہر بلڈنگ تم لوگوں کی ہی زمین پر کیوں کھڑی ہوتی ہے کبھی مال کبھی ہاسپیٹل عجیب لوگ ہو۔"علیزے سر جھٹک بولی۔

"ایک ہفتہ ہنہہ۔"شاہ زیب اپنے بازو کو جھٹکتے خود بھی جھٹکے سے بیڈ سے اترا۔

"مسٹر میں ایک مہینہ....ایک مہینہ تمہیں آرام کرواؤں گی ایک ہفتے سے جان جارہی ہے تمہاری اور یہ زیادہ ہیرو بننے کی ضرورت نہیں ہے ویسے تم مجھے بتاؤ تمہیں ہیرو بننے کی ضرورت ہی کیا تھی کیوں بچایا مجھے ؟"علیزے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ اس کے پاس آئی اور ہلکا سا سر اٹھا کر بھنویں جوڑیں سوال کیا۔شاہ زیب نے اپنا سر ہلکا سا جھکا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"بتاؤ بولو کیوں بچایا مرنے دیتے مجھے لگنے دیتے گولی کیا فرق پڑتا اور میرے حصہ کی گولی کھا کر تم نے ایسے بچایا جیسے ہمارے درمیان بڑا ہی محبت والا رشتہ ہو جبکہ ہم دو منٹ پہلے ہی لڑ کر چپ ہوئے تھے پھر ہیرو بننے کی کیا ضرورت تھی ؟"علیزے مزید پاس آئی۔آنکھوں میں ہلکی سی سرخی دوڑ گئی تھی۔آواز لرزتے ہوئے بھی مضبوط تھی۔نیلی آنکھوں میں آنکھیں بے خوفی سے ڈالے آج ایک بار پھر مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے دلیری سے سامنے سوال لیے کھڑی تھی لیکن اس بار سوال مختلف تھا۔مشکل تھا لیکن ضروری تھا۔جواب دینا بھی۔

شاہ زیب نے ہلکے سے وجود کو جنبش دیتے خود کو اس کے مقابل کیا اور خود بھی اس کے نزدیق آیا۔اب مشکل دونوں میں ایک فٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔

"بولو کہو کیوں چپ کیوں ہو گ ئے بتاؤ مجھے کیا ضروری تھا مجھے بچانا؟" پھر سوال کیا گیا۔

"کیا ضروری نہیں تھا تمہیں بچانا؟" سوال پر سوال کیا گیا۔ایک فٹ کا فاصلہ مٹاتے ہوئے۔آنچ دیتے لہجے سے سامنے والے کی ہمت کو جھٹاتے ہوئے۔گہری خاموش میں ارتعاش پیدا کرتے ہوئے۔جواب دینا ضروری تھا مگر سوال میں چھپا جواب ہی تو تھا۔

"نہی.... نہیں کیا فرق پڑتا مر ہی تو جاتی کچھ بھی ہو سکتا تھا مجھے۔" آنکھوں میں سرخی کے ساتھ پانی تھا جو ابھر کر آ گیا تھا۔نیلی آنکھوں میں بھی کچھ تھا جو کبھی ابھر کر آیا ہی نہیں تھا۔

"وہ بات کرو جو ممکن ہو۔" شاہ زیب نے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کیا۔نیلی آنکھوں میں بھی سرخی آ گئی تھی۔شاید جزبات کافی شدت سے تھے۔

"مجھے کچھ بھی ہو سکتا تھا نا ممکن تھوڑی ہے ممکن ہے کبھی بھی کہی بھی کسی بھی وقت۔" علیزے نے ہر بار کی طرح اس بار اپنا چہرہ پیچھے نہیں کیا تھا۔جزبات سے بوجھل آواز سے وہ دھیمے سے بولی۔

"میں محافظ ہوں تمہارا ہر بار بچاؤں گا.... ہر بار خود گولی کھاؤں گا..... ہر بار لڑوں گا لیکن تمہیں کھروش تک نہیں آنے دوں گا کبھی بھی کہی بھی کسی وقت بھی۔" اور اس

کو لگا کچھ پل صرف کچھ پل کے لیے وہ یہاں موجود نہیں ہے بلکہ اس نیلی آنکھوں میں ڈوب رہی ہے جن میں سحر تھا اس وقت۔

"اتنے بڑے وعدے مت کرو غیر تو غیر اپنے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں وعدے ٹوٹ جاتے ہیں محض باتیں رہ جاتی ہیں۔" علیزے نظریں چرا کر پیچھے ہوئی اور نم آنکھیں صاف کرتی بولی۔

"کتنے لوگ چھوڑ کر گئے ہیں تمہیں؟" شاہ زیب نے سینے پر ہاتھ باندھے بغور دیکھ اسے سوال کیا۔ وہ چونکی۔

"صرف ایک وہ بھی تمہاری ماں تمھارے مطابق۔" شاہ زیب نے جیسے سچائی کا آئینہ اس کے سامنے کیا۔

"علیزے جو اپنے چھوڑ کر جاتے ہیں وہ کبھی اپنے نہیں ہوتے اور جو وعدے ٹوٹتے ہیں وہ کبھی وعدے کہلاتے ہی نہیں ہیں وہ باتیں ہی ہوتی ہیں کیونکہ وعدے ٹوٹنے کے لیے نہیں ہوتے نا وہ ٹوٹ سکتے ہیں بلکہ قایم رہنے کے لیے ہوتے ہیں۔" ٹھہر ٹھہر کا بولتا وہی سمجھانے والا انداز۔ علیزے اسے دیکھتی گئی۔

"خیر ہمیں چلنا چاہیے۔" وہ سر جھٹک بات بدلتی بولی۔ شاہ زیب نے سانس بھرتے سنجیدگی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"اچھا سنو۔"علیزے چادر درست کرتی نکلنے کی تیاری میں تھی جب شاہ زیب اپنی شال سے اپنا بازو چھپاتے ہوئے بولا۔

"کیا؟"

"جو کچھ بھی ہوا حویلی میں کسی کو مت بتانا سب بلاوجہ پریشان ہو جائیں گے۔"

"تم پاگل ہو تمہیں گولی لگی"......

"علیزے گولی چھو کر گزری ہے لکھ کر دوں کیا تمہیں۔"شاہ زیب تنک کر بولا۔

"جو بھی ہے پتا نہیں کون تھے کیوں ہم پر حملہ کیا پتا نہیں کیا چاہتے تھے اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو....."وہ گھبرا کر جو منہ میں آیا بول گئی کہ اچانک زبان کا بریک دیا۔

"تو؟"شاہ زیب نے عمیق نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اسے پوچھا۔

"تو.... تو تمہاری ماما کا کیا ہوتا دادی بہن سب کتنا پیار کرتے ہیں تم سے کتنی محبت......"وہ جلدی سے ادھر ادھر دیکھتی بولی کہ شاہ زیب بول اٹھا۔

"دوسروں کی نہیں مجھ سے اپنی بات کیا کرو سب کا مجھے معلوم ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"تمہیں دکھ نہیں ہوتا میرے مرنے پر اگر یہ گولی بازو کو چھو کر گزرنے کے بجائے سینے سے چیرتی ہوئی آر پار ہو جاتی تو تمہیں فرق نہیں پڑتا؟"شاہ زیب جانے کیا پوچھنا

چاہ رہا تھا۔ وہ سمجھ نہ سکی لیکن اس کے لہجے میں کچھ تو تھا کہ علیزے نے نظریں چرائیں تھیں۔

"مجھے لگتا ہے تمہیں بہت خوشی ہوتی آخرکار جان چھوٹتی تمہاری مجھ سے اس قید سے رہا ہو جاتی تم اس دسترس سے نکل جاتی ہیں نا؟" مگر تلخی سے خود ہی جواب دے کر وہ تمسخرانہ مسکرایا تھا۔

"اتنا برا گمان رکھتے ہو میرے بارے میں؟" علیزے نے آہستہ سے افسردگی سے کہا۔ شاہ زیب نے اسے دیکھا۔

"کیوں یہ سچ نہیں ہے؟"

"نہیں کیونکہ میں ایک انسان ہوں اور میرے اندر انسانیت ہے مجھے افسوس ہوتا بہت افسوس بلاوجہ تم مارے جاتے تو۔" وہ چادر درست کرتی بے تاثر لہجے میں بولی اور دیکھ نہ سکی کہ سامنے والے کے کتنے خراب تاثرات ہو گئے تھے۔

"چلو گی یا یہی رہنے کا ارادہ ہے؟" شاہ زیب کی سخت آواز پر وہ چونکی اور سر اٹھا کر اسے دیکھا جو اپنے مخصوص انداز سے کہتے باہر نکل گیا تھا۔

"ہنہہ سڑیل۔" وہ اسے پریشان ہی تو ہو گئی تھی۔ کبھی دھوپ کبھی چھاؤں۔ کبھی اسے بچانے کے لیے گولی کھا لیتا تو کبھی ڈھنگے طریقے سے بات بھی نہ کرتا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"عجیب آدمی۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے جلدی سے باہر بھاگی کیونکہ اسے معلوم تھا۔اس عجیب آدمی کا بھروسہ نہیں اسے یہاں چھوڑ کر بھی جا سکتا تھا کیونکہ تمیز کے لفظ سے بھی مخدوم شاہ زیب فرقان بخت آشنا نا تھا۔علیزے کے مطابق!

☆☆☆☆☆☆☆

"آپ کی نیچر میں ہی خاموشی ہے یا آپ میرے سامنے بولنے سے ہچکچا رہی ہیں؟" جب کافی دیر بعد بھی رایمہ آگے سے نہ بولی۔ مجبوراً ولید کو کہنا ہی پڑا۔رایمہ جو دوپٹے کے پلو سے کھیلتی باہر روڈ کو دیکھ رہی تھی چونکی۔

"جی نیچر میں ہی ہے۔"ٹِکا کر جواب دیا۔نا نے کیوں لہجے میں سختی در آئی تھی۔وہ دونوں بالکونی میں کھڑے سروس روڈ کا نظارہ لیتے ایک دوسرے کے کچھ کہنے کا ہی انتظار کر رہے تھے۔

"اوہو یہ تو کافی اچھا ہو گیا میں بھی ذرا کم گو ہوں زیادہ بولنے والی لڑکیاں مجھے نہیں پسند۔"ولید نے اطمینان سے ریلنگ پکڑتے ہوئے کہا۔ہوا کے جھونکے کے باعث کان کے پیچھے کھلے بال کرتی رایمہ نے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟"رایمہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"مطلب ہماری خوب جمے گی نا مستقبل میں۔" ولید نے دھیرے سے مسکرا کر کہا۔

"آپ مستقبل کے بارے میں نہ سوچیں فلحال تو اچھا ہے ابھی ہمارا رشتہ جڑا نہیں ہے۔" وہ روکھے پن سے بولتی سامنے آتی جاتی سواریوں کو دیکھنے لگی۔

"وہ بھی جڑ جائے گیا مٹھائی باجی ساتھ لے کر ہی آئیں ہیں۔" ولید کی بات پر رایمہ نے اسے دیکھا تھا جواباً وہ کندھے اچکا گیا۔

"اسلام علیکم چچی کیسی ہیں آپ؟" دانیال ہاتھ میں کچھ شاپرز لے کر داخل ہوا اور چچی کے آگے سر جھکایا۔ مہک اس کے ہاتھ سے شاپر لے کر چلی گئی تھی۔

"وعلیکم اسلام میرا بچہ کیسا ہے ہائے کتنے دنوں بعد شکل دیکھنا نصیب ہوئی ہے۔" چچی نے اس کے ماتھے پر پیار کرتے دلار سے کہا۔ وہ مسکرا دیا۔

"بالکل ہینڈسم اور چارمنگ ہوں۔" دانیال نے کندھے اچکائے۔

"وہ تو تم ہو۔" چچی کے فاصلے پر بھیٹی ماروخ نے ادا سے اسے دیکھ کہا۔

"ماروخ کیسی ہو؟" دانیال مرا و تا گو لا۔

"بالکل خوبصورت اور چارمنگ۔" اس نے بھی دانیال کے انداز سے کہا۔ وہ کھی کھی کرتا ذرا دور ہو گیا۔ یہ کزن اس پر ڈورے ڈالنے کے کوئی موقع نہیں چھوڑتی تھی۔

"پاپا کہاں ہے یہ ہال کی لسٹ لایا ہوں کام تھا ان سے ؟" دانیال نے واپس آتی مہک سے پوچھا۔

"وہ کمرے میں ہیں۔" مہک نے بتایا۔ دانیال نے نوٹ کیا اس کا انداز روکھا روکھا تھا۔ اسے بعد میں پوچھ لے گا یہ سوچ کر وہ مہراب صاحب کے کمرے کی طرف جانے لگا جب بالکونی سے رایمہ اور کسی لڑکے کی آواز آئی۔ وہ چونک کر رکا۔

"آپ کا پسندیدہ رنگ کونسا ہے ؟" ولید نے سینے پر باندھ دلچسپی سے پوچھا۔ رایمہ کو اس سوال کا سمجھ نہ آیا بھلا رنگ جان کر اسے کیا کرنا تھا۔

"رایمہ۔" دانیال کی آواز پر وہ دونوں چونکے اور دروازے کی طرف دیکھا جہاں وہ ولید کو گھورتا ہوا کھڑا تھا۔

"ارے دانیال آؤ کہاں ہو بھئی ؟" ولید چلتے اس کے پاس آیا۔

"رایمہ تم جاؤ۔" دانیال کو وہ دونوں اکیلے بالکونی میں کھڑے برے لگے تھے۔ اپر سے ولید کا فالتو سوال۔ آخر یہ چل کیا رہا تھا؟

"میں کیوں جاؤں ؟" رایمہ نے غصہ سے پوچھا۔

"دانیال کیا ہوا؟" ولید نے تھوڑا حیران ہوتے ہوئے دونوں کو دیکھا۔

"ولید بھائی آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" رایمہ کی ہٹ دھرمی دیکھ دانیال نے ولید سے پوچھا۔ وہ رایمہ کو دیکھ مسکرا دیا۔ دانیال کو پھر وہ زہر لگا۔

"رایمہ مہک بلا رہی ہے جاؤ کوئی کام ہے۔" ولید کا رایمہ کو دوسری نظروں سے دیکھنا تو دانیال کو جلا ہی گیا تھا جبھی ایک بار سختی سے کہا۔

"مہک مجھے نہیں بلا رہی کیونکہ ابھی ہمیں کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا ڈیڈ نے ہی اکیلے وقت گزارنے کو کہا ہے۔" رایمہ نے اکڑ کر کہا۔

"کیا مطلب یہاں کیا ہو رہا ہے؟" دانیال کو خطرے کی گھنٹی سنائی دی تھی۔

"تم تو ایسے بن رہے ہو جیسے کچھ جانتے نہیں ہو۔" رایمہ نے ولید کی موجودگی کے باعث نرمی سے کہا۔

"میں کیا نہیں جانتا ولید بھائی یہ کیا ہو رہا ہے آپ دونوں یہاں اکیلے کیا کر رہے ہیں اور"......

"دانی رایمہ اور ولید بھائی کی بات پکی ہونے والی ہے۔" پیچھے مہک کی آواز پر وہ بجلی کی رفتار سے پلٹا۔

"کیا؟" دانیال نے چونک کر پہلے مہک کو دیکھا پھر رایمہ کو جس نے سینے پر ہاتھ باندھ چہرہ پھیر لیا تھا۔ وہ کچھ پل کے لیے خاموش ہو گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"مبارک ہو۔" بے تاثر چہرے کے ساتھ وہ خالی لہجہ میں دو لفظ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔ رایمہ نے مہک کو دیکھا جس نے سنجیدگی سے رایمہ کو پھر ولید کو جو سب سے بے خبر تھوڑا الجھا ہوا کھڑا تھا۔

"آپ دونوں کو سب بلا رہے ہیں آجائیں۔" مہک سنجیدگی سے کہہ کر چلی گئی۔

"چلیں۔" ولید نے مسکرا کر کہا۔ رایمہ خاموشی سے آگے بڑھ گئی پیچھے ولید کندھے اچکاتے ہوئے چل دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

وہ شخص مسکراتا ہوا سامنے بے حال کھنڈر کمرے کی ٹوٹی ہوئی کھڑکی سے اندر کرسی پر جکڑے نفوس کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا جس کے ہاتھ پاؤں رسی سے جکڑے تھے اور وہ بے حال ایک طرف سر گرائے آنکھیں موندے پانی کے لیے ترس رہا تھا۔

اس کے پھٹے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ شاید وہ جو بھی شخص تھا پانی کے لیے فریاد کر رہا تھا۔

"HN؟" اس کے پیچھے مودوب انداز میں سر جھکائے کھڑے آدمی نے تھوڑا ڈر کر پکارا۔ HN نے آہستہ سے سر کو جنبش دی۔ جیسے کہنے کی اجازت دی ہو۔

"پانی دے سکتے ہیں؟" شاید اس انسان کو بھی سامنے کرسی سے جکڑے نفوس پر ترس آگیا تھا جبھی آہستہ سے درخواست کی۔

"اس کا زندہ رہنا سخت ضروری ہے۔ HN " نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔اس نے پاس کھڑے دو تین آدمی کو اشارہ کیا۔وہ دوسرے راستے اس کھنڈر میں گ ئے اور پانی کی چھوٹی بوتل اس شخص کا ایک ہاتھ کھول بڑھائی۔وہ شخص آنکھیں موندے نڈھال تھا۔پانی دیکھ جلدی سے لبوں سے لگالیا۔

"ایک اور بات تھی۔" پیچھے کھڑے شخص نے پھر مودوب انداز میں HN کو پکارا۔ HN نے سر کو پھر جنبش دی۔

"وہ دو بار ہوٹل سے بھاگنے کی کوشش کر چکا ہے اب اس کو قابو کرنا مشکل ہوتا جارہا ہے اسے ہر حالات میں وہاں سے نکلنے کی پڑگئی ہے پہلے تو چپ تھا لیکن اب اس کی برداشت جواب دے رہی ہے جلد ہی ہمارے پلین کو شروع کرنا ہوگا۔" اس نے بتایا۔ HN نے سامنے کرسی پر جکڑے شخص کو دیکھا جو پانی ایسے پی رہا تھا جیسے سحرا میں بھٹکے پیاسے کو دو بوند میٹھے پانی کی مل گئی ہو۔

"کب تک آرہے ہیں وہ؟" اس نے سانس بھرتے ہلکا سا چہرہ بائے طرف کیے پیچھے کھڑے اپنے آدمی سے سوال کیا۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جہاں تک ہماری جان کاری ہے بہت جلد اسی ہفتے۔" اس آدمی نے مسکرا کر بتایا۔

"پھر اتوار کو ہی کیوں نا دھماکہ کیا جائے؟" کمینی مسکراہٹ کے ساتھ HN نے کہا۔ وہ آدمی بھی مزید مسکرا دیا۔

"مطلب اس کو اتوار کو تیار رکھنا ہے۔" وہ آدمی سمجھتے ہوئے بڑبڑایا۔ HN نے سر ہلایا۔

"اور اس کو خبر پہنچا دی؟ HN "نے ہاتھ اٹھا کر سامنے اندر بندھے شخص کی طرف اشارہ کیا۔

"جی HN اور ردِ عمل دیکھ کر لگتا تھا کہ ہم کامیاب ہو رہے ہیں شاید نفرت ہونے لگی اب اس کو اسے۔" اس آدمی نے بھی سامنے دیکھ کہا۔ HN نے قہقہہ لگا کر نفی میں سر ہلایا۔

"اب اس میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں دھوکا تو ملا ہے۔ HN "نے افسوس بھری سامنے بے حال شخص کو دیکھا اور اس کھڑکی سے ہٹ اس جگہ سے نکلتے قہقہہ لگا دیا۔ پیچھے وہ آدمی بھی مسکرا رہا تھا جبکہ اندر وہ کرسی پر جکڑا شخص ایک ہی گھونٹ میں پوری پانی بوتل ختم کیے لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا اور سامنے کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے اس کے چہرے پر غصہ، غم، نفرت، بے بسی کیا کچھ نہیں تھا لیکن اسے یہاں اس قید

سے جلد از جلد نکلنا تھا تا کہ وہ اس کا گریبان پکڑ پوچھ سکے کہ کیوں اس نے اسے دھوکا دیا۔

آخر کیوں؟

☆☆☆☆☆☆☆

وہ ہاتھ میں ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئی۔ شاہ زیب کو بستر پر پاؤں پھیلائے نیم دراز بازو اپنی آنکھوں پر رکھے پایا جبکہ دوسرا پٹی والا ہاتھ سینے پر رکھا ہوا تھا۔ وہ دونوں خاموشی سے حویلی واپس آئے تھے اور کسی کو بھی گولی لگنے والا حادثے کی خبر نہ ہونے دی تھی اسیلیے حویلی میں سکون سے خاموشی تھی۔

"شاہ زیب یہ ہلدی والا گرم دودھ پی لو ساتھ پین کلر بھی لینی ہے درد ہو رہا ہو گا نا؟" علیزے نے ٹرے سائیڈ میز پر رکھی اور تھوڑے فاصلے پر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے فکر مندی سے اس کے بازو کا جایزہ لینے لگی۔ شاہ زیب نے چونک کر آنکھوں سے بازو ہٹائے پہلے اس کو دیکھا پھر میز پر رکھے دودھ کو۔

"وہ میں نے ایسی باتوں باتوں میں پوچھا مہرون نساء آنٹی سے کہ جب چوٹ لگتی ہے تو کیا ڈایٹ لینی چاہیے انہوں نے بتایا ہلدی والا دودھ بیسٹ ہوتا ہے تو میں ملازمہ سے بنوا

کر لے آئی۔" شاہ زیب کی الجھی نظروں کو سمجھتے ہوئے وہ جلدی سے بولی اور واپس بازو دیکھنے لگی۔ شاہ زیب اسے دیکھتا رہ گیا۔

"سسس..... علیزے۔" شاہ زیب اچانک ہلکا سا سسکا اور خفگی سے علیزے کو گھورا۔ وہ ہڑبڑا گئی۔

"اوہ آئم سوری وہ میں بس چیک کر رہی تھی۔" اس کا ناخن شاید زخم میں چبھ گیا تھا جبھی وہ بے اختیار کراہ کر رہ گیا تھا۔

"ضرورت نہیں ہے۔" اس نے سنجیدگی سے اپنا بازو پیچھے کر لیا۔ علیزے نے اسے گھورا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اچھا چلو یہ پیو جلدی پھر دوائی بھی لینی چلو شاباش گڈ بوائے۔" وہ اٹھ کر دودھ کا گلاس اٹھا کر شاہ زیب کی طرف ایسے بڑھاتی بولی کہ وہ اسے حیرانی سے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا بابا ٹائم نکل جائے گا دوائی کا جلدی سے شاباش۔" علیزے دودھ اس کے لبوں تک لے جاتی اپنی ہی دھن میں تھی جب شاہ زیب نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے دودھ کا گلاس پکڑ کر واپس ٹرے پر رکھے اسے دیکھا۔

"میں کوئی چھوٹا بچہ ہوں جو تم اس طرح پیش آ رہی ہو۔" وہ خاصہ تپا ہوا بولا۔

"وہ میں"......

"علیزے میرے اس وقت سر میں شدید قسم کا درد ہو رہا ہے ابھی چلی جاؤ۔" شاہ زیب نے آنکھیں بند کرتے اسے سنجیدگی سے باہر کا راستہ دکھایا تھا۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب اسے اپنے ماتھے پر نرم ملائم انگلیوں کا لمس محسوس ہوا جو اسے سکون بخش رہا تھا۔ اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔ سامنے نظریں جھکائے خاموشی سے علیزے اس کے بہت پاس بھیٹے ہلکے ہلکے سر دبا رہی تھی۔ وہ حیرت سے اسے دیکھتا چلا گیا۔ وہ اس وقت بے حد معصوم لگ رہی تھی۔ سادی سی قمیض پر سادہ چہرہ، بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے پر آگے دو کالی لمبی سیاہ لٹیں جھول رہی تھیں۔ آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔ اس کا سر دباتی وہ خود بھی آہستہ آہستہ ہل رہی تھی۔

"تم گئیں نہیں؟" شاہ زیب نے بے ساختہ پوچھا۔ وہ سمجھا تھا وہ چلی گئی۔

"نہیں سر میں درد ہو رہا تھا تو......" وہ جملہ پورا نہ کر پائی تھی۔ شاہ زیب کی نظروں سے خجل ہوتی واپس نظریں جھکا گئی۔ چند منٹ بعد بھی شاہ زیب نے اپنی نیلی آنکھیں اس کے چہرے سے نہ ہٹائیں۔ علیزے نے تنگ کر دوسرا ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھتے ہوئے سر دبانا جاری رکھا۔ شاہ زیب کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ آگئی۔ اس نے آنکھیں بند ہی کر لیں۔ جب علیزے کو اطمینان ہو گیا کہ وہ آنکھیں بند کر چکا ہے تو اس

نے سانس بحال کرتے اپنا دوسرا ہاتھ ہٹایا اور تھوڑا مزید سرک کر اس کے نزدیق ہوئی اور انگلیوں کے بجائے اب ہتھیلی سے ٹھیک طرح دبانے لگی۔

شاہ زیب کو شاید آج سے پہلے اتنا سکون نہیں ملا تھا جتنا اس وقت نصیب ہو رہا تھا کہ وہ بے ساختہ اٹھا۔علیزے چونکی۔

"ادھر آؤ۔" اس نے اپنی جگہ پر علیزے کو ہاتھ پکڑ کر بٹھایا۔

"کیا کر رہے......" علیزے حیران اس کی جگہ پر بھیٹ گئی۔وہ آگے کو ہوا اور اپنا سر اس کی گود میں رکھے لیٹ گیا۔علیزے کا تو منہ ہی کھل گیا۔

"تمہیں انگلی پکڑاؤ تم ہاتھ پکڑ لیتے ہو۔" وہ جھنجھلا کر کہتی اٹھ کر جانے لگی مگر شاہ زیب نے اس کی ہتھیلی پکڑ کر روک لیا۔

"علیزے پلیز۔" آج پہلی بار مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے لہجے میں التجا تھی وہ بھی علیزے انور کے لیے۔وہ نا چاہتے ہوئے بھی چپ ہو گئی۔شاہ زیب نے دھیمے سے مسکراتے اس کا نازک ہاتھ اپنی چوڑی پیشانی پر رکھا جیسے سر دبانے کا اشارہ کر رہا ہو۔علیزے نے آنکھیں میچتے چھت کی جانب سر کیا پھر سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتی آہستہ آہستہ دبانے لگی اور وہ دونوں ہاتھ سینے پر رکھے کب نیند کی وادیوں میں چلا گیا اسے بھی معلوم نہ ہوا۔

"یہ میں کیا کر رہی ہوں؟"علیزے نے اپنی گود میں رکھا اس کا سر ہٹانا چاہا لیکن شاہ زیب کے تاثرات میں نیند میں بھی ناگواریت دیکھ وہ رک گئی اور اسے ایسی اپنی کی گود میں سوتا دیکھ اس نے دل میں سوچا۔

خود بھی تھکے تھکے اعصاب کو ڈھیلے چھوڑتے اس نے اپنا سر پیچھے بیڈ کی پشت سے ٹکا دیا اور آنکھیں موند لیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

"آپی میں بہت خوش ہوں۔"ثمن چہکتی ہوئی کمرے میں آئی اور عمارہ کے سامنے جھومتے ہوئے بولی۔

"کیا ہوا؟"عمارہ جو بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے کسی گہری سوچ میں تھی چونک کر آنکھیں کھولیں۔

"میں ابھی امی جان اور بابا جان کی باتیں سن کر آرہی ہوں۔"وہ رازدانہ انداز سے اس کے قریب بھیٹ بولی۔

"کتنی بری بات ہے ثمن کتنی بار کہا ہے غلط بات ہوتی ہے کسی کی چھپ کر باتیں سننا۔"عمارہ نے عادت کے مطابق اسے ڈپٹا۔

"ارے پوچھ تو لیں کیا سن کر آئی ہوں آپ پھر مجھے شاباشی دیں گی کہ میں نے سن لی۔" ثمن نے سر پر ہاتھ مارتے کہا۔

"کیا سن کر آئی ہو؟" عمارہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"خالہ نے آپ کا ہاتھ مانگا ہے۔" ثمن نے جوش سے بتایا۔ عمارہ بری طرح چونکی۔

"کیا؟"

"ہاں ابھی میں نے سنا امی جان بابا جان کو بتا رہی تھی۔" وہ خوشی سے عمارہ کے تاثرات پر غور کیے بنا بولی۔

اسے پہلے عمارہ کچھ کہتی اس کے فون پر گھنٹی بجی۔

"کس کا ہے؟" ثمن نے گردن اونچی کر کے دیکھنا چاہا۔

"کس.... کسی کا نہیں تم جاؤ پانی پلاؤ مجھے۔" عمارہ سکرین پر آزان کا نام پہلے ہی دیکھ چکی تھی جبھی ثمن کو منظر سے غایب کرتی تیزی سے فون اٹھایا۔

"شکر تم نے کال تو آٹینڈ کی میں کتنا پریشا"......

"آزان خالہ نے رشتہ بھیجا ہے اب میری شادی ہو جائے گی اور ہم الگ ہو جائیں نگے۔" عمارہ مظبوطی سے فون کان سے لگائے جزبات میں آکر تیزی سے بول گئی۔

"کیا؟" آزان بھی عمارہ کی طرح بری طرح چونکا تھا۔

"نہیں عمارہ میں تمہیں کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔"آزان نے شدت سے کہا۔

"میں جانتی ہوں لیکن اب یہی ہونا ہے آخری خدا حافظ "........

"نہیں عمارہ پلیز ایسے نہیں کرو اچھا ٹھیک ہے اگر آخری بار الوداع کہنا ہی ہے تو مل کر کہو۔"آزان نے اس کی بات کاٹتے تیزی سے کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔"عمارہ کھڑی ہوتی نفی میں سر ہلا کر بولی۔

"لیکن تمہیں اس کو ممکن بنانا ہوگا صرف آخری بار.....آخری بار تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں کیسے بھی کر کے مجھے صرف دو منٹ مل لو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں پھر اپنی شکل کبھی نہیں دکھاؤں گا۔"آزان نے دکھ سے التجا کی۔

"آزان......"وہ تھک کر گرنے والے انداز سے بیٹھی۔

"آپ نے مجھے مشکل میں ڈال دیا۔"وہ اب رونے لگی تھی۔

"سمجھ لو یہ تمہاری محبت کا آخری امتحان ہے پھر ہم جدا ہو جائیں گے۔"اس نے کہہ کر فون رکھ دیا تھا جبکہ عمارہ ہاتھ میں پکڑے فون بے بس ہو گئی تھی۔ کتنی تکلیف ہو رہی تھی اسے یہ سوچتے ہوئے بھی کہ اسے اب آزان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بھولنا ہے۔آزان کا باب اسے زندگی سے ہمیشہ کے لیے ختم کرنا تھا اور ختم کرنے سے پہلے اپنی محبت کے خاطر آخری ملاقات کرنا بھی ضروری ہو گئی تھی۔

وہ پریشان ٹہلنے لگی تھی۔ کیا کرے کیسے ملے اور کس منہ سے ملے۔

اس نے روتے ہوئے اپنی آنکھیں میچ لیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

"زید ہاؤ'ز ڈوینگ مین؟" عدیب نے زید سے جوشیلے انداز میں گلے ملتے مسکرا کر استفسار کیا بدلے میں زید کے تاثرات سنجیدہ دیکھ وہ چونکا۔

"کیا ہوا؟" اس نے الجھ کر پوچھا۔

"یہ لڑکی سِلا ہے عدیب؟" زید نے عدیب کی طرف آتے سِلا کو اس کے ساتھ کھڑے دیکھ دیکھا۔ وہ حیران ہوا کیونکہ یہ وہی لڑکی تھی جس کی ملاقات ابھی باہر ہوئی تھی اور آج دونوں کے قریب آتے جب عدیب نے سِلا کا نام پکار کر اسے کچھ کہا تو زید بری طرح حیران ہوا تھا۔

"ہاں برو بتایا نا تھا وہی کزن جس کے پلے باندھ دیا گیا ہے مجھے۔" عدیب اور زید کی دوستی اتنی اچھی تھی کہ ان دونوں کے درمیان کچھ بھی نہ چھپا ہوا تھا۔ پاکستان آکر کیسے گاؤں میں وہ لوگ حویلی اپنے ددھیال سے ملنے گ ئے اور کیسے بچپن کی منگ کا کہہ کر سِلا کی عدیب سے شادی کروائی اور علیزے کی شاہ زیب سے جو خود بچپن سے شاہ زیب کی منگ تھی۔ زید کا عدیب سے فون پر رابطہ تھا۔ اسے سب معلوم تھا۔

"تو پاگل ہے یار یہ اتنی معصوم ہے تو.... تو اس کو ہرٹ کرتا رہا ہے؟" زید تو پریشان ہی ہو گیا تھا۔ عدیب نے خاصہ چونک کر اسے دیکھا جو نایمہ کے ساتھ کھانا نکال رہی تھی۔ ززید کو عدیب نے جب مختصر سا بتایا تھا کہ وہ اس کزن کا جینا حرام کر کے مجبور کر دے گا کہ اس کی کزن خود ہی چھوڑ دے گی تو زید نے اسے کافی سمجھایا جس کا ہوں ہاں کہتے عدیب نے ان سنا کر دیا تھا۔

"نہیں یار پھر دل نہیں کیا ویسے تمہارے دل کو کیا ہو گیا اتنا ٹینس کیوں دکھ رہے ہو؟" عدیب نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔

"کتنی معصوم..... میرا مطلب بری بات ہے اس سب میں اس بیچاری کیا غلطی اسے بھی تو تم سے باندھا گیا تھا نا۔" زید نے ہڑبڑا کر کہا اسے پہلے عدیب کوئی جواب دیتا سِلا روسٹ اور سیلڈ کی پلیٹ پکڑی عدیب کے پاس آئی اور زید کو ساتھ دیکھ حیران ہوئی۔

"سِلا اس سے ملو یہی ہے زید جس کی پارٹی میں ہم کھڑے ہیں ون آف مائے کلوز سٹ فرینڈ۔" عدیب نے زید کے کندھے پر بازو ڈال خوش دلی سے تعرف کروایا تھا۔ سِلا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سلام کیا جس کا جواب زید نے بلند آواز میں دیا تھا۔

"کھانا۔" سِلا نے عدیب کو کہا۔

"ہاں آؤ نا چلو ساتھ کھاتے ہیں آؤ زید۔" عدیب نے زید سے کہا۔ وہ ایک نظر سِلا کو دیکھ فوراً مان گیا اور قریبی ہی صوفے پر وہ تینوں بھیٹ گ ئے۔

"بھئی عدیب اب تم ہی سمجھاؤ زید کو مجال ہے جو زندگی میں سیریس ہو جائے آنٹی کے کتنے فون آ چکے ہیں مجھے کہتی ہیں زید کو سمجھاؤ شادی کر لے۔" ان تینوں نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ نایمہ بھی اپنی پلیٹ اور سوفٹ ڈرنک لے کر ساتھ ہی بھیٹ گئی۔ اس کی بات پر عدیب نے قہقہہ لگایا تھا۔

"ہاں بیچارا بتارہا تھا آنٹی نے دس گیارہ لڑکیوں کی تصویریں تو دکھاہی دی اب تک کیوں؟"عدیب سوفٹ ڈرنک کا گھونٹ لیتے مسکرا کر زید سے بوا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"برو دس گیارہ کیا کوئی پچپن تصویریں دکھاچکی ہیں بس ایک ہی بات شادی شادی آئم ٹاٹلی فیڈاپ۔"زید کے حال پر نایمہ اور عدیب نے مسکراہٹ دبائے افسوس کیا تھا۔سِلا خاموشی سے تینوں کو سنتی کھانا کھا رہی تھی۔

"یار زید کرلے۔"عدیب نے پلیٹ میں چمچ کانٹا چلاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔

"تو ایسے کہہ رہا ہے جیسے شادی نہیں زید جا کپڑے تبدیل کرلے۔"زید نے ناگواری سے کہا۔نایمہ کا قہقہہ گونجا۔

"جو بات ہے عدیب شادی ہے مزاق تھوڑی تمہاری ہوگی نا جب پوچھیں گے ہم کیوں زید۔"نایمہ بے خبر عدیب سے ہنستے ہوئے کہتی زید سے بولی۔سِلا کا چمچ منہ تک جاتے رہ گیا تھا۔عدیب نے سوفٹ ڈرنک منہ سے لگائے کنکھیوں سے سِلا کو دیکھا جبکہ زید نے ملامتی نظروں سے عدیب کو۔

"ویل زید تمہیں کیسی لڑکی چاہیے؟"نایمہ نے اچانک پوچھا۔وہ تینوں چونکے۔

"مجھے.....مجھے کیسی چاہیے۔" زید نے میز پر رکھے جھک کر اپنے سوپ میں چمچ چلاتے نظریں اٹھا کر سے سے بے پرواہ کانٹے کی مدد سے نوڈلس کو لپیٹتی سِلا کو دیکھا اور دیکھتا چلا گیا۔

"جو معصوم ہو۔" سِلا نے آنکھیں پٹپٹاتے ایک ہاتھ سے اپنے چہرے پر آئی لٹ پیچھے کی اور اپنی پوری توجہ سے کانٹے میں نوڈلس لپیٹنے لگی جیسے اسے اہم اور مشکل کام کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

"جو پیاری ہو۔" سِلا نے پھر چہرے پر آئی لٹ کو جھنجھلا کر پیچھے کی۔

"جو دوسروں کا درد سمجھتی ہو جو دوسروں کو سمجھتی ہو اور جو سادگی میں بھی دل کا گھایل کرنا جانتی ہو۔" کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر کے سِلا نے اپنی معصوم آنکھیں جھپکی اور نظریں اٹھا کر سامنے زید کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔پل بھر دونوں کی نظریں ملی اور ایک پل میں ہی دونوں نے ایک دوسرے سے ہٹا لیں۔

"اہو۔" عدیب نے واہ والے انداز سے نایمہ کو دیکھا۔نایمہ نے تالیاں بجائیں۔

"واہ زید مان گ ۓ ہم آپ کو۔" نایمہ ہنس کر بولی۔

"اور عدیب تمہیں؟" پاس بھیٹی ایک اور دوست نے ان چاروں کو جوائنڈ کر لیا تھا۔زید کو سننے کے بعد اس نے عدیب سے پوچھا۔وہ مسکرا دیا۔

"عدیب سے کیا پوچھ رہی ہو ہمیں پتا ہے اس کی پسند جنت کی حور نہیں خود جنت ہی ہے۔" نایمہ نے مسکراہٹ دبائے کہا۔ عدیب مزید مسکرا دیا۔ زید نے سِلا کو دیکھا جس کا سارہ دھیان کھانے پر تھا لیکن اب بظاہری۔

"ویسے ایک بات تو ہے عدیب تم اور جنت پرفیکٹ کپل کا منہ بولتا ثبوت ہو جنت کی بات ہی الگ ہے جس طرح وہ خود کو کیری کرتی ہیں جس طرح بولتی ہے چلتی ہے پہنتی ہے خوبصورت تو وہ بلا کی ہے لیکن یو نو وہ کہتے ہیں نا بیوٹی ود برین وہی والی بات ہے کافی سمجھدار اور انٹیلیجنٹ ہے کلاس ہے اس میں۔" نایمہ تھوڑی پر ہاتھ رکھے بولتی گئی۔ عدیب کی مسکراہٹ میں فخر آ گیا تھا۔ زید نے سنجیدگی سے سِلا کو دیکھا جس نے کانٹے کو سختی سے پکڑ لیا تھا۔ وہ اس کی کیفیت سمجھ سکتا تھا۔

"ہیں نا زید تم تو ملے ہو۔" انجان نایمہ نے زید کے کندھے پر کندھا مار کر کہا۔ اس نے سیدھے ہوتے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہاں بالکل یہ بات سچ ہے لیکن معصومیت کسی کسی میں ہوتی ہے اور مجھے وہی لڑکیاں اٹریکٹ کرتی ہیں۔" زید نے کہا۔ سلا نے پلکیں اٹھا کر زید کو دیکھا جو دیکھ تو نایمہ کو رہا تھا لیکن اسے اندازہ تھا سِلا اسے دیکھ رہی ہے۔

"ہاں تو دوسری لڑکیاں ہی اٹریکٹ کرنی چاہیے جنت کا سوچنا بھی مت۔" عدیب نے وارننگ والے انداز سے کہا۔ زید ہنس دیا۔

"ارے دوست ہے صرف میری۔" زید فوراً ہاتھ اٹھا کر بولا۔ عدیب مطمعین ہوا۔

"خیر جانے کا کیا پلین ہے؟" زید نے عدیب سے پوچھا۔

"بس نکلتے ہیں چلو سِلا راستہ لمبا ہو گا۔" عدیب نے کلائی پر بندھی اپنی رسٹ واچ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ سِلا فوراً پلیٹ میز پر رکھی کھڑی ہو گئی۔

"ارے ارے وقت دیکھ رہے ہو راستہ طویل ہے محفوظ نہیں ہو گا اس وقت جانا۔" زید نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے کچھ نہیں ہوتا۔" عدیب کھڑے ہو کر جانے کی تیاری کرتا بولا۔

"ہاں تمہیں کچھ ہو گا نہیں اگر ہو بھی جائے تو مسلہ نہیں بات سِلا کی ہے اکیلی لڑکی ساتھ ہے اس وقت شہر سے جانا خطرہ ہو سکتا ہے حالات ویسی خراب ہے اسلیے بہتر ہے کہ کل دن میں نکلو۔" زید نے عدیب کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اسے بھی اندازہ ہوا۔ سِلا چپ چاپ کھڑی باری باری ان دونوں کے چہرے دیکھتی رہی۔

"ایک کام کرو میرے گھر چلو وہاں رات گزار لو ویسے بھی گھر آتے ہی ہونا اب کی بار سِلا بھی امی سے ملے گی۔" زید نے کہا۔

"سِلا تم بتاؤ کمفرٹیبل ہو؟" عدیب نے خاموش سِلا سے پوچھا۔

"مجھ.... مجھے لگتا یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں اس وقت جانا بہتر نہیں۔" سِلا نے انگلیوں کو چٹختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر۔" عدیب نے کندھے اچکائے۔ زید نے سر اثبات میں ہلایا اور نایمہ کی طرف پلٹ گیا۔ سِلا نے زید کو دیکھ عدیب کی طرف دیکھا۔

"آپ.... آپ ساتھ ہوں گے نا میرا مطلب آپ مجھے ان کے ہاں اکیلے تو نہیں چھوڑیں گے نا؟" سِلا اپنی عادات کے مطابق ڈرتے ہوئے بولی۔

"ہاں میں ہوں ساتھ اور ٹینشن نہ لو گھر میں آنٹی ہوتی ہیں میں نے بتایا تھا نا زید سب سے اچھا دوست ہے میرا زے جنت سب کا دوست ہے۔" عدیب نے سِلا کو مطمعین کیا۔

"اچھے تو ہیں۔" سِلا نے دھیرے سے کہا کچھ دیر پہلے والا منظر یاد آیا۔ وہ کانپ اٹھی۔ واقعی میں اگر زید نہ آتا تو کیا ہوتا۔ وہ دونوں جانے کہاں اسے لے جا رہے تھے اور اگر آج اس کے ساتھ کچھ ہو جاتا تو وہ ساری عمر خود سے بھی نظریں ملا پاتی۔ وہ زید کی مشکور تھی۔

www.zubiinovelszone.com

وہ عدیب کو چاہ کر بھی نہیں بتا رہی تھی کہ وہ اور زید پہلے مل چکے اور تھوڑی دیر پہلے اس کے ساتھ کیا ہوا۔ جانے کیوں؟

☆☆☆☆☆☆☆

"مہک مہک میں کیا بتاؤں میں کتنی خوش ہوں۔" ان کی اب تک دو گھنٹے کی کال میں یہ جملہ وہ کوئی دسوی بار بول رہی تھی اور ہر بار اس کے جواب میں مہک ہنستی۔

"کتنا کچھ کرنا ہے اف میں نے سارے پلین بنا لیے۔" وہ جوش سے بولی۔ شام میں حویلی آکر شاہ زیب کے ساتھ اس کی بھی تھوڑی دیر کے لیے آنکھ لگ گئی تھی پھر اٹھ کر اس نے شاہ زیب کے ساتھ کھانا کھا کر اسے پین کلر دیں اور آرام کا کہہ کر باہر آگئی اب برآمدے میں صوفے پر چکوری مارے بھیٹے وہ پچھلے دو گھنٹے سے مہک پر تفصیل سے فون پر بات کر رہی تھی۔

"پلین ہمارے پہلے سے بنے تھے بس اب ان کو پورا کرنا ہے اور وہ ایسے ہی ہو سکتے جب تو آئے گی یار جلدی آ چچی سب دیکھ رہی اور یہ ماروخ اپنی ناک گھسا رہی مہندی کے فنکشن کا خود ہی ڈیسایڈ کر لیا ایسے کیسے۔" مہک رونے دینے کو تھی۔

"اف اس ماروخ کی بچی کی ہمت کیسے ہوئی تو بس رک پرسوں ہی ہفتے کو میں اور بھائی آرہے ہیں بس پھر سارے انتظام دیکھ لوں گی ویسی سب ہونا چاہیے جیسا ہم ڈیسایڈ کیا کرتے تھے۔" علیزے نے ہاتھ اٹھا کر صاف صاف کہہ دیا۔

"اور چچی کا کیا؟" مہک نے دوسری طرف ناخن کترتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

"وہ میں انکل مہراب کو ابھی ٹیکسٹ کر کے کہہ دیتی کہ فنکشنس کی پوری تیاری ہم پر چھوڑ دے باقی سب دیکھ لیں۔" علیزے نے کہا۔ مہک مطمعین ہوئی۔

"یار مہک تو لندن چلی جائے گی کتنی اچھی قسمت ہے ارمان جیجو اور ان کی فیملی کتنی اوپن مائنڈڈ ہے ٹھاٹ سے رہے گی۔" علیزے پیچھے ٹیک لگاتی ہوئی بولی۔

"بس جیسی جس کی قسمت۔" مہک نے ادا سے کہا۔

"اللہ ہمیشہ اچھی رکھے اور تیرے نصیب خوب بلند ہو۔" علیزے نے دل سے آنکھیں میچتے دعا دی۔

"آمین۔" مہک بھی چہکتی ہوئی بولی۔

"بھابھی؟" عمارہ کو سامنے دیکھ علیزے سیدھی ہوئی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ مجھے آپ سے بات کرنی تھی لیکن اگر آپ مصروف ہے تو کوئی بات نہیں میں پھر....."عمارہ دوپٹے پے پلو سے کھیلتی کچھ پریشان لگ رہی تھی۔اسے پہلے وہ علیزے کو فون پر بات کرتا دیکھ جاتی علیزے جلدی سے بولی۔

"ارے نہیں نہیں تم آؤ بھیٹو اچھا مہک سن بعد میں کرتی ہوں ہاں چل اب رکھ۔"وہ عمارہ کو بولتی مہک سے کہہ کر فون کانٹ کر عمارہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

"نہیں آپ مہک سے بات کر رہی تھی آپ کرتی نا۔"عمارہ پاس صوفے پر بھیٹتی ہوئی بولی۔علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

"ارے کوئی نہیں ہم تو کب سے لگے ہوئے تھے اور ہماری باتیں ختم ہی کہاں ہوتی ہیں ابھی پھر کال کرلے گی دیکھو کال رکھی اور ٹیکسٹ آنا شروع ہوگئے برایڈل ڈریس پوچھ رہی ساتھ پسند کر رہے نا۔"علیزے اپنے میں موبایل کو دیکھتی بولتی گئی۔

"خیریت ؟"عمارہ نے الجھ کر پوچھا۔

"وہ مہک کی شادی ہو رہی ہے تو بس۔"علیزے خوشی سے بولی۔عمارہ مسکرائی۔

"بہت بہت مبارک ہو آپ کو بھی اور ان کو بھی۔"عمارہ نے خوش دلی سے کہا۔وہ مسکرادی۔

"خیر مبارک۔"وہ پھر موبایل میں مصروف ہوتی کہ چونکی۔

"اوہ سوری کہو تمہیں کچھ بات کرنی تھی وہ بھی مجھ سے۔" وہ تھوڑا حیران ہوتی موبائل گود میں ڈالتی ہوئی بولی۔

"وہ بھابھی وہ دراصل....." عمارہ ہچکچانے لگی۔ جو اس نے سوچا تھا وہ ناممکن تھا لیکن صرف علیزے ہی تھی جو اس کو ممکن بنا سکتی تھی۔

"عمارہ کھل کر کہو یار چِل سین ہے۔" علیزے اپنی عادت کے مطابق مست انداز میں بولی۔ عمارہ کو ڈھارس ملی۔

"بھابھی آپ کو میرا مطلب مہک کی شادی ہے آپ کی دوست کی تو شاپنگ نہیں کرنی؟"

"ہاں کرنی ہے بہت کرنی ہے بس پرسوں ہی میں جا رہی شہر پھر وہاں جا کر ساتھ"......

"وہاں جا کر تو آپ مہک کی شاپنگ بھی کریں گی اور کتنا سب دیکھیں گی اپنی شاپنگ کا کہاں وقت ملے گا اور کپڑوں کہ علاوہ بھی کتنی چیزیں ہوتی ہے تو بہتر نہیں کہ آپ وہاں جانے سے پہلے تھوڑی بہت اپنی کر لیں دوست کی شادی میں جتنی خریداری کریں گی اتنا کم ہو گا ہیں نا؟" عمارہ جو بات کرنے آئی تھی وہ شاپنگ کی ہی تھی لیکن مہک کی شادی کے بہانے سے بات کرنا اور علیزے کو قایل کرنا مزید آسان ہو گیا تھا۔

"میں سمجھی نہیں ابھی کیسے۔"علیزے نے نا سمجھی سے عمارہ کو دیکھا۔

"آپ نے ابھی تو کہا پرسوں جا رہی ہیں آپ تو کل صبح چلتے ہیں نا شاپنگ پر وہ دراصل بھابھی مجھے بھی کچھ ضروری سامان لینا ہے لیکن جانے کی اجازت نہیں ملے گی آپ کو تو مل جائے گی اور آپ کے بہانے میں ثمن لیلیٰ اور ٹونی لالا کو بھی لیلیں گے سب مل کر چلتے ہیں گھومنا بھی ہو جائے گا میں تو بھول ہی گئی آخری بار کب حویلی سے باہر گئی تھی۔"اس نے علیزے کو مناتے آخری بات افسوس سے کہی۔علیزے کچھ سوچتی ہوئی مان گئی۔

"ناٹ بیڈ اچھا آیڈیا ہے چلتے ہیں تم لوگوں کی آؤٹنگ بھی ہو جائے گی۔"علیزے مسکرا کر بولی۔عمارہ کو اطمینان پہنچ گیا۔

"تو آپ لالا سے بات کر لیں گی میرا مطلب اجازت کا".......

"اہو ڈونٹ وری میں ہوں نا اور اجازت کیوں لوں گی حق سے کہوں گی جانا ہے تم فکر نہ کرو کوئی نہیں روکے گا بڑی صحیح بندی کے پاس آئی ہو۔"علیزے ہنس کر کہتی اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔

"پھر ٹھیک ہے کل چلتے شب خیر۔"عمارہ بھی جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

"پریشان نہ ہوا کرو گڈ نایٹ۔" وہ چپل پاؤں میں گھساتی عمارہ کے سر پر چپت مارتی موبایل میں دیکھتی چلی گئی۔ پیچھے عمارہ علیزے کے اتنے بدلے انداز کو دیکھ خوش بھی ہوئی تھی تو ایک طرف دکھی بھی۔

"میں نے آپ سے ملنے کا بندوبست تو کر لیا ہے لیکن سمجھ نہیں آرہا آخری بار آپ کو کیسے الوداع کہوں گی یا اللہ میرے لیے آسان کرنا ان سے یہ آخری ملاقات۔" وہ دکھ سے کہتی خود بھی اپنے کمرے کی طرف چل دی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی قسمت میں کیا لکھا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا اب ایسے دکھی کیوں پھر رہے ہو؟" مہک کی تیز آواز پر دانیال نے کوئی ردِ عمل نہ دیا تھا۔ وہ رات کے اس پہر بالکونی میں ریلنگ پکڑے نیچے جھانکتا کسی سوچ میں گم تھا۔

"بولو ایسے رویے سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہو جیسے تمہارا ارایمہ نے دل توڑا ہے۔" مہک اس کے پاس آئی اور کمر پر ہاتھ رکھے قدرے سختی سے کہا۔ دانیال نے اسے دیکھا پھر سر جھٹک سامنے آتی جاتی اکا دکا سواریوں کو۔

"مہک مجھے نہیں پتا تم کیا بکواس کر رہی ہو لیکن ابھی یہاں سے جاؤ میرا کوئی موڈ نہیں ہے کسی سے بحث کرنے کا۔" دانیال نے چڑ کر کہا۔

"اچھا مطلب چوری اپر سے سینا چوری۔" مہک نے غصہ سے کہا۔

"کیا مطلب کیا بول کیا رہی ہو؟" دانیال نے تنک کر اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے پوچھا۔ مہک کی آنکھیں پھیل گئ۔

"او مائے گاڈ اب انجان بھی بن رہے ہو۔ "

"مہک سیدھی بات کرو۔" دانیال نے سختی سے کہا۔

"تم نے ہی تو رایمہ کو چھوڑا ہے نا تم ہی تو پیچھے ہٹے ہو نا اس سب سے جو تمہارے اور رایمہ کے درمیان کئی عرصے چل رہا تھا جو ہم خاموشی سے نوٹ کر رہے تھے اور اب رایمہ اپنی زندگی میں موو آن کر رہی ہے تو تمہیں پریشانی ہونے لگی۔" مہک کی بات وہ چونک کر رہ گیا تھا۔ اس نے چھوڑا تھا رایمہ کو؟ اس نے؟ حیرت کے مارے اس کا منہ کھل گیا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم یہ کس نے کہا ہے تم سے؟ "

"رائمہ نے میرے پوچھنے پر مجھے خود بتایا ہے کہ تمہارا بھائی انٹرسٹڈ نہیں ہے مجھ میں اور وہ تو شکر کرو اس کا دل اچھا ہے جبھی وہ تمہیں معاف کر کے آگے بڑھ گئی ورنہ سوچا اس کا دل ٹوٹ جاتا۔" مہک اپنے بھائی کو ملامتی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"یہ رائمہ نے کہا ہے تم سے؟" دانیال نے ہکا بکا پوچھا۔ مہک نے سینے پر ہاتھ باندھ چہرہ پھیر سر اثبات میں ہلایا۔

"اور اب پلیز دانی ختم کرو یہ سب....." اسے پہلے وہ کچھ کہتی دانیال تیزی سے بالکونی سے نکل گیا۔

"اب اس کو کیا ہوا؟" مہک بڑبڑائی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"تم جاگ رہے ہو؟" علیزے جو اپنے میں مگن کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ سامنے شاہ زیب کو بیڈ پر نیم دراز فون پر بات کرتے دیکھ چونک گئی کیونکہ تین گھنٹے پہلے جب وہ کمرے سے باہر آئی تھی۔ وہ کھانا کھا کر دوائی لیتے سو چکا تھا۔

"ہوں بہتر۔" شاہ زیب نے موبائل رکھا اور علیزے کی طرف متوجہ ہوا۔ "ہاں وہ الیکشن کے سلسلے میں بس کام ......"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"شاہ زیب تمہارے چوٹ لگی ہے یو ہیڈ این ایکسیڈنٹ اور تمہیں کام کی پڑی ہے آر یو میڈ اور واٹ ؟"علیزے غصہ سے چل کر اس کے پاس آئی اور اس کے سر پر کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

"علیزے معاملی سی چوٹ ہے تم نے تو سنجیدگی سے ہی لے لیا ہے۔"شاہ زیب تنک کر بولا۔

"زیادہ ہیرو مت بنو اتنا خون بہا ہے دیکھو کتنی ساری پٹی کی ہے۔"وہ اسے جھڑک کر پاس بھیٹی اور اس کے بازو کو پریشانی سے دیکھتی ہوئی بولی۔شاہ زیب کچھ لمحے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔

"اتنی فکر کیوں کر رہی ہو میری ؟"شاہزیب کی بھاری آواز پر علیزے نے قدرے چونک کر اسے دیکھا جو نیلی آنکھیں اس پر جمائیں بے حد سنجیدہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہمدردی مت دکھاؤ اتنی۔"وہ نا محسوس انداز سے اپنا بازو پیچھے لیتا علیزے کے کوئی جواب نی دینے پر مزید بولا۔

"ہاں میں ہی پاگل ہوں ٹھیک کہہ رہے ہو میرا کیا حق ہے جو تم پر جماؤ یہ کام تو صرف تمہارا ہے۔"علیزے کا تو دماغ ہی بھگ اٹھا اسیلیے دھیرے سے غصہ میں بولتی اٹھنے لگی

کہ شاہ زیب نے اپنے انداز میں اس کی کلائی پکڑ کر اسے واپس بھٹایا اور وہ چپ چاپ بھیٹ بھی گئی لیکن خفگی سے چہرہ موڑ لیا۔

"کیوں کر رہی ہو فکر؟" شاہ زیب نے پھر پوچھا۔

"میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" چڑ کر جواب آیا۔

"محبت تو نہیں ہو گئی تمہیں مجھ سے؟" اچانک ہی شاہ زیب کے سوال پر علیزے نے حیرانگی سے چونک کر اسے دیکھا جو دھیمے سے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑ رہا تھا۔

"اب اتنا بھی دماغ خراب نہیں ہوا۔" دو بدو جواب دیا۔ جانے کیوں شاہ زیب نے کافی جاندار قہقہہ لگایا جو خاموش کمرے میں گونج اٹھا۔ علیزے نے منہ بسورتے ہوئے اسے گھورا۔

"دانت اندر کرو۔" جب وہ ہنستا رہا تو علیزے نے پہلو بدل کر کہا۔ وہ بہت کم ہنستا تھا اسیلیے ابھی اس کو ایسے اسے ہنستے دیکھنا ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

"تو کر لو نا۔" وہ مسکراتے ہوئے دلچسپ نظروں سے اس کو دیکھتا ہوا بولا۔

"دماغ خراب؟"

"نہیں۔"

"تو؟"

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"محبت۔"اور علیزے کی زبان تالو سے چپک گئی جبکہ وہ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے گولی بازو میں نہیں دماغ پر لگ گئی ہے بہکی بہکی باتیں کرر ہے ہو۔"وہ ہڑ بڑا کر اٹھی اور الماری کے پٹ کھولتے اپنے رات کے کپڑے نکالنے لگی۔

"خیر ہاں کل شاپنگ پر جانا ہے مجھے ہفتے کو مہک کے ہاں جانے سے پہلے تاکہ تھوڑی بہت کرلوں عماری لیلیٰ سب ہوں گے۔"علیزے نے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے جلدی سے کہا اور اس کی جانب پشت کیے اس کے ردِ عمل کا انتظار کرنے لگی۔

"اچھا۔"حیران پریشان علیزے تیزی سے پلٹی اور اسے دیکھا جو سامنے دیکھتے ہوئے کسی سوچ میں گم تھا۔

"میں نے کہا ہے کل میں شاپنگ پر جارہی ہوں تم سے بنا پوچھے صرف بتارہی ہوں۔" علیزے نے لفظوں پر زور دیتے پھر کہا۔

"سنا میں نے۔"شاہ زیب نے اطمینان سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہیں طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری۔"وہ بیڈ پر اپنا شرٹ ٹراوزر پھینکتی اس کی طرف آئی اور فکر مندی سے پوچھا۔

"میں سیف کو بول دوں گا لے جائے گا تم لوگوں کو دن ڈھلنے سے پہلے آجانا کیونکہ واپسی کا راستہ لمبا ہو گا۔" وہ سکون سے پھر بولا۔ علیزے کا منہ کھل گیا۔

"واہ یہ کوئی پہلی دفع ہے جب تم نے کوئی روک ٹوک نہیں کی۔" علیزے ہاتھ اٹھا کر واہ کرتی سیدھی ہوئی۔

"میں بلاوجہ نہیں کرتا۔" شاہ زیب نے نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لو بھئ۔" وہ کندھے اچکا کر اٹھنے لگی جب شاہ زیب نے اسے روکا۔

"ٹھہرو۔" وہ واپس بھیٹ گئ۔

" یہ لو۔" اس نے میز پر رکھا اپنا والٹ اٹھایا اور پیسے اسے تھمائے۔

"میں کیوں......" اسے پہلے وہ غصہ سے کچھ کہتی کہ اسے یاد آیا۔

"علیزے لے لے بینک میں تیرے جتنے بھی تھے تو نے آنلاین شاپنگ پر اڑا دیے اور ویسے بھی بھائی نے صحیح کہا تھا اس حویلی میں میرا بھی حصہ ہے تو اپنے پیسے حق سے لے۔" وہ دل میں سوچتی سر ہلانے لگی۔ شاہ زیب اس کے تاثرات دیکھنے لگا۔

"دکھاؤ کتنے ہیں۔" اس نے اداسے اس کے ہاتھ سے پیسے لیتے ہوئے گنے۔

"بس اتنے سے میں میرا گزارا نہیں ہو گا بہت ہاتھ کی کھلی ہوں میں اور برینڈ ڈ لیتی ہوں سب تو زیادہ دو۔" کافی حق سے مانگے۔ شاہ زیب نے اسے تھوڑا حیران ہوتے ہوئے

دیکھا پھر والٹ سے کچھ اور پیسے اور نکالے اور اس کی طرف بڑھائے لیکن اسے پہلے وہ مسکرا کر لیتی شاہ زیب نے ہاتھ پیچھے کیا۔

"فضول خرچی مجھے نہیں پسند دیکھ کر لینا۔" وہ کہہ کر واپس اسے دینے لگا۔

"رکھو اپنے پاس کنجوس انسان نہیں چاہیے اور ویسے بھی اپنا حق لے رہی تھی میرا بھی جایداد میں حصہ ہے لیکن کوئی نہیں میں بھائی سے لے لوں گی۔" وہ کندھے اچکا کر بولی۔

"یہ کس نے تمہارے دماغ میں یہ کہانی ڈالی ہے؟" شاہ زیب نے اس کے منہ سے "جایداد" کا نام سن چونک کر پوچھا۔

"ضرور تمہارے بھائی کا ہاتھ ہو گا۔" وہ کچھ غصہ میں بولا۔

"اپنے کام سے کام رکھو تم۔" علیزے تڑاخ سے بولتی اٹھنے لگی۔

"رکو یہ لو عدیب سے لینے کی ضرورت نہیں ہے بیوی تم میری ہو اپنی ضرورت کا مجھ سے کہا کرو۔" وہ اسے پیسے تھماتے ہوئے سختی سے بولا۔

"ہاں تاکہ تم سے فضول کے لیکچر سنوں۔" وہ پیسے لیتے ہوئے منہ بنا کر بولی۔

"لیکچر نہیں دے رہا تھا سمجھا رہا تھا فضول خرچی غلط بات ہے اور میں تم میں یہ عادت دیکھ چکا ہوں تمہیں پیسوں سے منع نہیں کیا جتنے چاہیے لے لو لیکن صحیح اور دیکھ کر

استعمال کرو ہزاروں لوگ اپنے خون پسینے سے محنت کر کے کماتے ہیں اس نے پوچھو جو ایک ایک رپے کے لیے ترستے ہیں اللہ نے اگر دیا ہے تمہیں تو قدر کرو بس یہ کہہ رہا ہوں۔" شای زیب نے اسے تحمل سے سمجھایا۔ وہ اس چیز کو سب سے زیادہ سمجھتا تھا کیونکہ اس کے انڈر ہی کتنے کسان کتنے ورکرز روزی روٹی اور چند ہزاروں کے لیے دن رات کٹھن محنت کرتے تھے۔

"اوہ گاڈ پھر سے لیکچر۔" وہ تنک کر بولی اور کھڑی ہو گئ۔ شاہ زیب نے افسوس سے اسے دیکھا جو صدا کی ڈھیٹ انسان تھی مجال ہے جو اس لڑکی کے کانوں میں جوں تک رینگ جائے۔

وہ پیسے بیگ میں رکھ باتھ روم چلی گئی اور جب کپڑے تبدیل کر کے آئی۔ شاہ زیب کو پھر سے فون پر بات کرتے ہوئے پایا۔ وہ اپنی زبان میں ہی الیکشن کے بارے میں سنجیدگی سے بات کر رہا تھا علیزے لوشن لے کر بیڈ پر آ کر اس کے برابر اپنی سائیڈ پر بھیٹی اور لوشن لگانے لگی۔

"علیزے؟" شای زیب نے فون رکھ اسے دیکھا۔ وہی آدھی آستینوں والی شرٹ اور ٹراؤزر جو اس نے پہلے دن پہنا تھا اور شاہ زیب کی تنبیہہ سے ڈر کر رات میں ڈھنکے

کپڑے پہننے شروع کر دیے تھے لیکن اب وہ دوبارہ اپنے انداز میں آگئی تھی کیونکہ شاید اب پہلے کی طرح ڈر نہ تھا جو ہونا تھا وہ ہو ہی ہو چکا تھا۔

"اکیلے اکیلے کیا مسکرا رہے ہو؟"علیزے نے لوشن لگاتے ہوئے اسے مسکراتے دیکھ کہا۔وہ چونکا۔

"ہوں ہاں کچھ نہیں وہ میں کہہ رہا تھا تمہارا یہاں کا شناختی کارڈ بنا ہوا ہے نا؟"اس نے سر جھٹک کر پوچھا۔

"یہ کیا ہوتا ہے؟"علیزے نے لوشن کی بوتل سائیڈ میز پر رکھ پوچھا۔

"آئیڈنٹی کارڈ۔"

"ہاں آرسٹیلیا کا۔"علیزے نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہوں ایک کام کرنا کل مجھے اپنے ضروری کاغضات دینا تمہارا یہاں کا بنواؤں گا۔"شاہ زیب نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ایں کیوں؟"علیزے نے آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔

"اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے اب ساری زندگی یہی رہنا ہے تم نے یہاں کا بنے گا نا ووٹ کیسے دو گی ورنہ۔"شاہ زیب نے سادگی سے کہا۔

"ایں کس کو ووٹ؟"

"مجھے۔ "

"کیوں؟"

"علیزے میں الیکشن میں کھڑا ہوا ہوں تو سب ووٹ دیں گے حویلی میں سب دیں گے عورتیں بھی دیتی ہیں تمہارا اگر نہیں بنا جلدی تو ایک ووٹ ضایع ہو جائے گا۔" وہ سوچتے ہوئے بولا۔

"ہاں تو ہو جائے میں تو نہیں بنوا رہی۔" علیزے نے صاف صاف کہا۔

"کیوں آگے کام آنا ہے یہی رہنا"......

" تمہیں کیا پتا کی میں ساری زندگی یہاں رہوں بھی یا نہیں۔" علیزے کی بات پر اس نے جبڑے بھینچ لیے۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔" وہ کچھ کچھ سمجھ گیا تھا۔

" بھئی قسمت کا کچھ نہیں پتا کیا معلوم تمہارے سے رہائی مل جائے۔" وہ مسکراتے ہوئے جان بوجھ کر اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

" مجھ سے رہائی تو تمہیں میرے مرنے پر ہی ملے گی اسیلیے لہذا مرنے کی دعا کرو۔" وہ چبا چبا کر کہتا ایک جھٹکے سے کمرے کی بتیاں بجھا کر لیٹ گیا جبکہ علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں مزاق کر رہی تھی۔" وہ دھیرے سے بڑبڑائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم امی۔" زید بلند آواز میں سلام کرتا ہوا گھر میں داخل ہوا۔ ٹی وی دیکھتی چہرے پر عینک لگائیں ضعیف عورت نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"ہو گئی تمہاری پارٹی ختم؟"

"جی امی بس آپ کی دعاوں کی وجہ سے اتنی بڑی ڈیل ملنے پر دی ہوئی پارٹی ختم ہو ہی گئی۔" وہ بھی مسکراتے ہوئے بولا اور ان کے آگے سر جھکایا۔ انہوں نے اس کا ماتھا چوما۔

"دیکھیں میرے ساتھ کون آیا ہے۔" اس نے اپنے پیچھے آتے ہوئے عدیب کی طرف اشارہ کیا۔

"ارے عدیب بیٹا کیسے ہو اتنے عرصے بعد۔" وہ خاتون خوشگوار انداز میں بولی۔ عدیب ہنس کر ان کے پاس آیا اور ان کے آگے سر جھکایا انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"بس آنٹی مصروفیت ہی اتنی ہو گئی ہے۔" وہ کندھے اچکاتے ہوئے کہتا ان کے برابر بھیٹ گیا۔

"ارے جاؤ تمہاری مصروفیت کا اندازہ ہے مجھے اور اس نالایق کی بھی۔" وہ عدیب سے بولتی ہوئی زید کا کان پکڑ کر بولیں۔

"امی میں معصوم تو کام دھندھے والا بندہ ہوں یہ موصوف ہے آوارہ۔" عدیب نے زید کو گھورا۔ وہ آنکھ دبا کر دوسری طرف بھیٹ گیا۔

"بتاتا ہوں تجھے......" عدیب اٹھنے لگا کہ ان خاتون نے جھڑک دیا۔

"چپ کرو تم دونوں اور اس بچی کا بتاؤ بیٹا کون ہو آپ یہ ادھر کیوں کھڑی ہے۔" انہوں نے دروازے کے پاس خاموشی سے تینوں کو دیکھتی سِلا کو اپر سے نیچے تک دیکھتے کہا۔ وہ دونوں چونک اٹھے۔

"سِلا تم اندر نہیں آئی؟" عدیب کھڑا ہوا اور اس کے پاس گیا۔

"سوری آپے نا سِلا۔" زید بھی کھڑا ہو گیا۔ سِلا عدیب کے ہمرہ چلتی آئی۔

"امی یہ سِلا ہے میں نے بتایا تھا نا عدیب کی کزن کے بارے میں....." زید نے جیسے انہیں اشارہ دے دیا تھا۔ وہ اپنی امی سے کوئی بات نہیں چھپاتا تھا۔

"اوہ اچھا آؤ بیٹا کیسی ہو؟" وہ شفقت سے بولیں۔

"اسلام علیکم۔" سِلا نے جھجھک کر سلام کیا۔

"سِلا یہ ہے میری پیاری امی فرزانہ بیگم۔" زید نے ڈرامٹک انداز سے تعرف کروایا۔ سِلا سر اٹھا کر زید کو دیکھا وہ کتنا بدلا ہوا الگ رہا تھا۔

"اپچلی آنٹی رات بہت ہوگئی تھی تو زید نے کہا گھر چل کل چلے جانا۔" عدیب نے واپس بھیٹتے ہوئے ملازم کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے ساتھ کہا۔

"بالکل ٹھیک کیا بیٹا رات گ ئے بچی کے ساتھ نکلنا صحیح نہیں ہوتا۔" فرزانہ بیگم نے کہا اور غور سے سِلا کو دیکھا۔ وہ انہیں پہلی نظر میں پسند آگئی تھی۔

"تھک گ ئے ہوں گے سو جاؤ کمرے میں چلا جا پتا تو ہے تجھے۔" زید نے کوٹ اتارتے ہوئے سِلا کو ایک نظر دیکھ عدیب سے کیا۔ وہ نیم دراز ہوتا نفی میں سر ہلانے لگا۔

"نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں آج آنٹی کے ساتھ اتنے عرصے بعد ایک لوڈو کا میچ ہو جائے کیوں آنٹی؟" عدیب کے کہنے پر فرزانہ بیگم نے تاید کی۔

"کیوں نہیں بھئی۔"

"ابے گدھے تو نہیں سِلا تھک گئی ہوں گی ان کو تو دکھا دے کمرہ۔" زید کے گھور کر کہنے پر عدیب کو یاد آیا۔

"اوہ ہاں سوری آؤ سِلا۔" عدیب جلدی سے کھڑا ہوا اور سِلا سے بولا۔

"جاؤ بیٹا آرام کرو۔" فرازانہ بیگم نے نرمی سے کہا۔ وہ ہلکا سا مسکرا دی۔ ان کو دیکھ اس کا کسی انجان گھر میں جا کر رکنے کا خوف ہلکا پڑ گیا تھا۔

"چلو۔" عدیب اس کو لے کر گیا۔ فرازنہ بیگم زید کی طرف متوجہ ہوئی۔

"یہی ہے وہ؟"

"جی امی اللہ مالک ہے اس عدیب کے بچے کا تو کتنی اچھی ہیں سِلا کتنی معصوم وہ کیوں نہیں اس رشتے کو قبول کر رہا لیکن شاید وہ بھی اپنی جگہ درست ہے جنت کے ساتھ رشتہ کافی پرانہ اور مضبوط ہے۔" زید نیم دراز ہوتا آنکھیں بند کرتا ہوا بولا۔ فرزانہ بیگم کے کوئی جواب نہ ملنے پر اس نے بند آنکھیں کھول انہیں دیکھا۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھیں۔

"کیا ہوا؟ "

"اچھی لگی ہے تمہیں؟" زید چونک کر سیدھا ہوا۔

"نہیں مطلب ہاں عدیب کی کزن ہے بیوی ہے۔" وہ گڑبڑا کر بولا۔ فرزانہ بیگم مسکرائی۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو بیوی ہے اور بیوی ہی رہے تو بہتر ہے مجھے عدیب کے ساتھ اچھی لگی۔" وہ اپنی عینک اتارتی سنجیدگی سے بولیں۔ زید نے خاموشی سے نظریں جھکا لیں۔

"میں بھی چینیج کر لوں۔" وہ کوٹ اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

فرزانہ بیگم نے اپنے اکلوتے بیٹے کی جاتے ہوئے پشت دیکھی جو باپ کے بعد اس پورے گھر کا اور اپنی ماں کا سہارہ بن گیا تھا۔ شادی لفظ سے تو اب تک بھاگتا آیا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ اب اس عمر کے حصے میں فرزانہ بیگم کو ملازموں کی نہیں ایک بہو کی ضرورت ہے۔ انہیں اکیلا، خالی پن کاٹنے کو آتا ہے مگر مجال ہے جو یہ لڑکا سن لے۔ آج تک کسی لڑکی میں دلچسپی نہیں لی لیکن آج جو اس کے انداز، اس کی آنکھوں میں جو دکھا انہیں وہ غلط لڑکی کے لیے ہی دکھا۔

وہ کسی اور کی بیوی تھی۔ وہ اس کے دوست کی بیوی تھی اور دبے الفاظ میں فرزانہ بیگم نے اسے یہ بات باور کروادی تھی جو وہ سمجھ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ہیلو کون؟" وہ باتھ روم سے باہر آئی تو کب سے بجتا فون آخر کار اٹھا لیا۔ وہ کوئی انجان نمبر تھا جو مسلسل بج رہا تھا۔

"رایمہ میں ولید بات کر رہا ہوں۔" دوسری طرف نرمی سے اپنا تعرف کروایا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کون ولید؟" رایمہ نے الجھ کر موبائل کو کندھے اور کان کے درمیان ٹکا کر بیگ کھول کر اس میں سے کریم نکالی اور ہتھیلی پر تھوڑی سی ڈالتی دونوں ہتھیلیاں آپس میں ملنے لگی۔

"کون ولید؟" دوسری طرف سے ولید نے کافی حیرانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے سوال کو دوہراتے سوال پر زور دیا۔

"جی کون؟" اس وقت رایمہ کے ذہن و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس ولید سے بات کر رہی ہے جسے اس کی رشتے کی بات چل رہی ہے۔ جسے وہ آج ملی تھی۔ اس نے منہ پر اچھی طرح کریم لگائی اور فون کو ٹھیک طرح سے پکڑے اب صحیح طرح متوجہ ہوئی۔

"خیریت اتنی جلدی بھول گئی۔" رایمہ یکدم چپ ہو گئی۔ اسے یاد آیا ولید چچی کا بھائی جسے اس کا رشتہ ہونے جا رہا ہے۔ اس نے بے اختیار سر پر ہاتھ مارا۔ وہ کیسے بھول گئی شاید دانیال کے علاوہ وہ کسی کو یاد ہی نہیں رکھ پاتی تھی۔

"آیم س.... سوری مجھے اندازہ نہیں تھا آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟" رایمہ نے جھجھکتے ہوئے معزرت کرتے ساتھ سوال کیا۔

"ہماری ہونے والی سالی صاحبہ سے۔" شوخ آواز آئی۔

"سالی.....یوجنا؟" رایمہ چونکی۔

"جی بالکل صحیح پہچانا۔" رایمہ کا دل چاہا ابھی جائے اور یوجنا کا سر پھاڑ دے۔ وہ جتنا ولید سے بھاگ رہی تھی اتنا ہی اس کا سامنا ہو رہا تھا۔ وہ سچ سے ہی تو بھاگ رہی تھی۔

"آپ بادام کھانا شروع کر دیں ورنہ آگے جا کر خاصی پریشانی ہو گی کہی میں گھر آؤں اور آپ کہے کہ آپ کون؟" ولید اسے تنگ کرتے ہوئے بولا۔ رایمہ جذبذب ہوئی۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے اور آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں ابھی تک رشتہ ہوا نہیں۔" رایمہ نے لہجہ کو مضبوط کرتے کہا۔ جانے کیوں وہ ہر بات میں مستقبل کو ہی لے آتا تھا۔

"تو وہ بھی ہو جائے گا بس پرسوں آپ کے بہن بھائی آجائیں گے تو بات تھوڑی سی اور آگے بڑھ جائے گی۔"

"پرسوں کی پرسوں دیکھیں گے۔" رایمہ نے جان چھڑانے والے انداز سے کہتے کال کانٹ دی اور یوجنا کی گردن دبوچنے باہر بھاگی۔ دوسری طرف ولید مسکرانے لگا۔ اسے نکچڑی سی رایمہ پسند آئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

آدھی رات کو اس کی آنکھ کھلی تو برابر میں عدیب کو بے خبر سوتے پایا وہ ابھی دو گھنٹے پہلے ہی کمرے میں آیا تھا۔ وہ فرازانہ بیگم اور زید کافی دیر تک لوڈو کھیلتے رہے تھے۔ شور

شرابے کی آواز آرہی تھی۔ جب وہ آکر سویا تبھی سِلا کو نیند آئی ورنہ اکیلے وہ ڈرتی تھی وہ بھی انجان گھر میں اکیلے کمرے میں تو وہ سوئی نہیں سکتی تھی۔

پیاس محسوس ہوئی تھی تو اِدھر ادھر نظریں دوڑائیں لیکن پانی کا جگ نہ تھا۔

وہ چادر اچھی طرح لے کر باہر نکل آئی۔

شکر کہ بتیاں جل رہی تھی ورنہ وہ کمرے کے دروازے سے ہی واپس آجاتی۔ ارد گرد دیکھتے وہ باورچی خانہ تلاش کرنے لگی۔ گھر زیادہ بڑا نہیں تھا چھوٹا مگر لکجری سا فرنش تھا۔ سامنے ہی اسے کچن دکھ گیا۔ وہ تھوڑا جھجھکتی ہوئی کچن میں داخل ہوئی اور سوئچ بورڈ ٹٹولتے اس پر ہاتھ مار کر کچن کی ساری بتیاں جلادیں۔

"میرے خدا۔" سِلا سامنے میز پر کھانے پر جھکے زید کو دیکھ بری طرح ڈر گئی تھی جبکہ وہ بھی بتیاں کھلنے پر چونک گیا تھا۔

"آ.... آپ یہاں؟" سِلا تھوک نگلتے ہوئے دل کو تھامتی بولی۔

"وہ میں یہ کھانا کھانے آیا تھا۔" زید نے معصومیت سے کہا۔

"اندھیرے میں؟" سِلا آہستہ سی چلتی میز کے قریب آئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"وہ دراصل کیا ہے ناامی کے ڈر کی وجہ سے میں موبایل کی ٹورچ سے کھا رہا تھا اگر وہ اس وقت کچن کی لایٹ آن دیکھ لیتی تو میری خیر نہیں تھی۔" زید نے ایک نظر باہر جھانکتے ہوئے کہا۔ سِلا نے اسے دیکھا۔ نایٹ سوٹ میں مبلوس وہ بھلا لگ رہا تھا۔

"لیکن کیوں؟" سِلا نے انجانے میں سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے جستجو سے پوچھا۔

"وہ میں نا دیر رات تک جاگتا ہوں کچھ آفس کا کام ہوتا ہے وہ کر لیتا ہوں کبھی مووی دیکھ لیتا ہوں اور پھر لگتی ہے مجھے بھوک اور اگر میں کچن میں اس وقت پایا جاؤں تو میری امی کے ہاتھوں خیر نہیں ہوتی اتنا سناتی ہیں مجھے کہ بس۔" وہ کھانے کی طرف متوجہ کر مزے سے بتانے لگا۔

"تو مت جاگا کریں نا صحت کے لیے اچھا نہیں۔" سِلا کی بات پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ معصومیت سے آنکھوں میں فکر لیے کہہ رہی تھی۔ کیا وہ ایسی ہی تھی ہر کسی کے لیے فکر مند ہونے والی؟ زید نے خود کو کسی خوش فہمی سے بچانے کے لیے سوچا۔

"عادت ہے۔" وہ نا جانے اچانک کیوں سنجیدہ ہو گیا تھا۔ سِلا نے غور کیا۔

"تو بدل لیں۔" سِلا کندھے اچکا کر بولی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ کو کچھ کام تھا؟" زید نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے پوچھا تو جیسے اسے کرنٹ لگا اور ہوش کی دنیا میں آ کر جلدی سے کھڑی ہوئی اور چادر ٹھیک کرتی تکلف کی دیوار اس کے اور اپنے درمیان حایل کر لی۔

"وہ.....وہ پانی۔" زید نے بھنویں جوڑ کر الجھ کر اسے دیکھا۔اچانک اسے کیا ہو گیا تھا۔

"اوکے یہ رہا میں دے دیتا ہوں ریلیکس میں کھا نہیں جاوں گا یہ کھانا کافی ہے۔" وہ مسکرا کر بولا اور اپنے پاس رکھی بوتل سے پانی گلاس میں انڈیلا اور اس کی طرف بڑھایا جس نے ایک ہی گھونٹ میں حلق کے اندر اتار لیا اور جھٹ سے کچن سے بھاگنے لگی جب زید کے سوال نے اس کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی۔

"سِلا آپ خوش ہیں؟" وہ خاصہ چونک کر پلٹی اور اس کی آنکھوں میں دیکھا جو فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔

"جی؟ "

"آپ عدیب کے ساتھ خوش ہیں؟" نام پر زور دیا گیا۔ سِلا کے دھڑکنیں تیز دوڑی۔ آنسوں سیلاب بن کر آنکھوں تک آئے۔ یہ کیسا سوال تھا؟ خوش؟ وہ اور خوشی؟ سِلا اور خوشی کا تعلق تو تب ہی ٹوٹ گیا تھا جب عدیب کا سچ اس کے سامنے آیا تھا۔اسے تو خود نہیں معلوم تھا کہ کیسے اس میں اتنی ہمت آ گئی کہ ایک ایسے انسان کے

ساتھ اس کی بیوی بن کر رہ رہی ہے جو کسی اور کو چاہتا ہے۔ جو کسی اور کا ہے۔ جس کے دل میں کوئی اور بستی ہے۔

"آپ کون ہوتے ہیں یہ سوال کرنے والے؟"آنسوؤں کو بامشکل روکتے ہوئے وہ تلخی سے پوچھ بھیٹی لیکن سامنے والے کے تاثرات میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا تھا۔

"شاید آپ کا ہمدرد۔ "وہ بے ساختہ بول گیا تھا۔

"مجھے کسی کی بھی ہمدردی کی ضرورت نہیں خاص کر ایک انجان انسان کی۔"وہ اس کی اوقات یاد دلا گئی تھی کیا؟ زید اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"میں جانتا ہوں سب مجھے معلوم ہے عدیب آپ کے ساتھ ٹھیک نہیں کر رہا۔"زید کی بات پر سِلا چونکی تھی۔ ایک شرمندگی کا احساس ہوا تھا لیکن لہجہ کو مضبوط بنائے بولی۔

"مجھے بالکل پسند نہیں کہ میرے اور میرے شوہر کے معاملے میں کوئی تیسرا بولے یہ میری پنجی زندگی ہے۔ "

"لیکن آپ مجھ سے ایک دوست کے ناطے شیر کر سکتی".....

"آپ عدیب کے دوست ہیں میرا اور آپ کا کسی بھی قسم کا تعلق نہیں ہونا چاہیے نی دوست نہ ہمدرد کا میرے لیے عدیب جیسے بھی ہیں وہی کافی ہیں کیونکہ وہ میرے شوہر

ہیں۔" وہ جو کہہ کر چلی گئی تھی وہ کسی کو بھی برا لگ سکتا تھا۔ کسی کی بھی انا کو چوٹ کر سکتا تھا لیکن جانے کیوں زید کو ایک ایک لفظ اتنا اچھا لگا کہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ چھوڑ گیا۔

"سِلا آپ بہت انمول ہیں عدیب خوش نصیب ہیں لیکن یہ خوش نصیبی اس انسان کو ہی کیوں دی گئی جو کسی اور کا ہے؟" وہ قسمت کے اس کھیل سے حیران اور دکھی ہی تو ہو گیا تھا لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ قسمت اب کونسا کھیل کھیلنے والی ہے جس کا وہ چاہ کر بھی سوچ نہیں سکتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|

☆☆☆☆☆☆☆

ا

گلے دن کی دوپہر کو علیزے، عمارہ، ثمن، لیلیٰ اور ٹونی شہر کے مشہور مال میں ابھی ابھی داخل ہوئے تھے اور جب سے داخل ہوئے تھے تب سے شاپنگ پر ٹوٹ ہی پڑے تھے۔ سب ہی خریداری میں مست تھے یہاں تک کہ ٹونی بھی جو لیلیٰ جی لیلیٰ جی کرتے خوشی خوشی اس کے بیگز اٹھائے پیچھے پیچھے تھا اور بلاوجہ شرماتے ہوئے اس کو چوڑیاں

www.zubinovelszone.com

پسند کروا رہا تھا جس پر وہ اسے غصہ سے ہی دیکھ رہی تھی بس ایک عمارہ تھی جو پریشان اور نروس ادھر ادھر دیکھ رہی تھی تو کبھی موبایل کو۔

"عمارہ؟"علیزے نے اپنے لیے جو گرز دیکھتے ہوئے عمارہ کو پکارا۔

"عمارہ؟"علیزے نے پھر پکارا۔وہ چونکی۔

"جی....جی بھابھی؟"

"کیسے لگ رہے ہیں۔"علیزے نے اپنی سینڈل اتار جو گرز پہن کر پوچھے۔ مسکرائی۔

"آپ پر تو سب ہی اچھا لگتا ہے بھابھی۔"علیزے بھی فخریہ انداز میں مسکرا دی۔شارٹ کرتی اور جینس میں مفلر کی طرح سٹالر لیے، بازوں میں چھوٹی سی شال سٹایل سے ڈالے اونچی پونی بنائے،لال لسپٹک لگائے وہ اچھی لگ رہی تھی جبکہ باقی سب بڑی بڑی چادروں میں اپنے مخصوص ہلیے میں تھیں۔سب سے الگ وہی لگ رہی تھی۔

"مہک کے لیے کیا لوں؟"اس نے پھر عمارہ سے پوچھا۔

"میں بتاؤں علیزے باجی؟"ثمن نے جلدی سے کہا۔علیزے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"آپ جھمکے لیں لے۔" اس نے جیورلی کی دکان کی طرف کرتے ہوئے جوش سے کہا۔

"صاف صاف بولو نا تمہیں لینے کا دل ہے۔" لیلیٰ کے کہنے پر وہ چونکی۔

"نہیں ثمن ایک سوٹ لیا نا تم نے کافی ہے۔" عمارہ نے سنجیدگی سے ٹوکا۔

"ارے یہ کیا بات ہوئی ثمن تم فکر نہ کرو میرے ساتھ آؤ جو لینا ہے لو۔" وہ ثمن کا ہاتھ پکڑتی ہوئی اس شاپ میں چلی گئی۔

"لیلیٰ جی آپ وہ لیں۔" ٹونی نے اپنے تیل سے چپکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سامنے کی طرف اشارہ کیا۔ لیلیٰ نے حیرت سے پہلے سامنے دیکھا پھر غصہ سے اسے۔

"وہ برائیڈل ڈریس ہے اس کا کیا کروں گی میں؟"

"لیلیٰ جی ہماری شادی نہیں ہونی اچھا ہے نا ابھی سے آپ پسند سے لیں لیں۔" وہ شرماتا ہوا بولا۔ لیلیٰ نے دانت کچکچاتے اسے دیکھا۔

"میں تمہیں اف خیر چلو ادھر مجھے پاپکارن لینے ہیں۔" وہ سر جھٹک سامنے کی طرف چل دی پیچھے ٹونی بھی بلا وجہ شرماتا بڑبڑاتے ہوئے گیا۔

"ابھی سے پریکٹس کروا رہی ہیں۔" وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں شاپنگ بیگز دیکھتے ہوئے شرمایا تھا۔

"ہیلو ہاں فوڈ کورٹ ٹھیک ہے؟" عمارہ نے فون کان سے ہٹاتے ہوئے ایک نظر سامنے جیولری شاپ میں علیزے کو دیکھا جو طرح طرح کے جھمکے ثمن کے کان سے لگاتی کچھ نہ کچھ کہہ رہی تھی پھر لیلیٰ ٹونی کو جو پاپ کارن لینے میں مصروف تھے۔

"جی یہاں فوڈ کورٹ کہاں ہوگا۔" اس نے پاس سے جاتی ایک لڑکی سے جھجھک کر پوچھا۔

" تھرڈ فلو پر وہ رہی لفٹ۔" وہ لڑکی بتا کر آگے بڑھ گئی۔ عمارہ نے سانس بحال کرتے آنکھیں زور سے بند کی اور پھر کھولیں۔

"آخری بار عمارہ۔" وہ دکھ سے بڑبڑا کر لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"جی یہ تینوں پیک کر دیں۔" علیزے نے دکان دار سے کہا اور پیسے نکال کر پیمنٹ کرنے لگی۔ چمن اپنی پونی ہلاتی شوق سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"چلو۔" وہ شاپرز لیے باہر نکلی۔

"تھینک یو بھابھی آپ بہت اچھی ہیں۔" ثمن نے خوشی سے کہا۔ وہ مسکرا دی۔

"اس میں تھینک یو کی کیا بات ہے بھابھی کے ساتھ بہن بھی ہوں آپکی۔" وہ ثمن کے گال پر ہاتھ رکھ بولی اور لیلیٰ ٹونی کی طرف آئی۔

"میں تمہیں جان سے مار دونگی۔" لیلیٰ غراتے ہوئے ٹونی سے کہہ رہی تھی۔

"افواب کیا ہوا تم دونوں لڑتے ہی رہتے ہو مستقبل میں کیسے بنے گی۔" علیزے کی بات پر جہاں ٹونی شرمایا تھا وہی لیلیٰ نے خفگی سے علیزے کو دیکھا۔

"مجھے کہہ رہا ہے لیلیٰ جی میں پاپکارن آپ کو اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں۔" لیلیٰ ٹونی کی نقل اتارتی ہوئی بولی۔ ثمن نے ہنسی چھپاتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"ہائے کتنا رومینٹک ہے پاگل لکی یو۔" علیزے نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ٹونی شرما دیا۔

"اللہ توبہ استغفار اور تمہیں تو ہاں میں شاہ لالا سے شکایت لگاؤں گی کہ یہ چھچھوری حرکتیں کررہا ہے میرے ساتھ۔" لیلیٰ اسے دھمکی دیتی بولی۔ وہ ڈر گیا۔

"اپنے لالا کو تو تم رہنے ہی دو خود تو وہ کوئی بڑے ہی بورنگ انسان ہے اس بیچارے کو بلاوجہ ڈانٹ دیں نگے۔" وہ ٹونی کو دیکھتی ہوئی ہمدردانہ انداز میں بولی۔

"بھابھی جی یو آر دی بیسٹ۔" ٹونی نے لفظوں پر خاصہ زور دے کر ایسے کہا کہ علیزے کو ہنسی آگئی۔

"یہ آپی کہاں ہے؟" ثمن کی آواز پر وہ تینوں چونک گ ئے۔

"ہاں عمارہ کہاں گئی؟" علیزے نے بھی ادھر ادھر دیکھا۔

"وہ یہی قریبی دکان میں ہو گی۔" لیلیٰ نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"اچھا چلو مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے فوڈ کورٹ چلتے ہیں میں عمارہ کو میسیج کر دوں گی وہاں جا کر کہ فورڈ کورڈ میں آ جائے۔"علیزے نے کہا۔

"ہاں پیٹ میں تو میرے بھی چوہے دوڑے رہے ہیں۔"ٹونی بیچارگی سے بولا۔

"ڈسکسٹنگ۔"علیزے نے اس کے مہاورے پر ناک منہ چڑھایا۔

"ایں جی بھابھی جی؟"ٹونی نے سمجھنے کے لیے آگے کو ہوا۔

"پرے ہٹو تم کوئی نئی بات کرو صدا کے بھوکے ہو تم۔"لیلیٰ نے اسے پیچھے دکھیلتے ہوئے جھاڑا۔

"لیلیٰ جی اب آپ ناانصافی کر رہی ہے۔"اسے پہلے ٹونی جزبات میں آتا علیزے بول اٹھی۔

"گایز پلیز یہ لڑائی فورڈ کورڈ میں جا کر جاری رکھنا ابھی چلیں؟"علیزے نے دونوں کی جنگ روکتے ہوئے کہا۔

"چلیں چلیں لیکن آپی کہ نہیں پتا یہ فورڈ کورڈ کہاں ہوتا ہے؟"ثمن فکر مندی سے چلتی ہوئی بولی۔

"کسی سے بھی پوچھ کر آ جائے گی۔"لیلیٰ نے کہا۔

"تم لوگ بھیٹو میں آرڈر کر کے آتی ہوں۔" فورڈ کورڈ میں آکر علیزے ان تینوں سے ان کا پوچھتی کہہ کر چلی گئی۔

آرڈر دینے کے لیے وہ جا رہی تھی کہ ایسی کسی سامنے سے آنے والے سے ٹکرائی۔

"سوری۔" وہ معزرت کر کے آگے بڑھ ہی رہی تھی کہ نظر اچانک سامنے میز پر بھیٹی عمارہ پر پڑی۔ علیزے حیران ہو گئی۔

"یہاں کیا کر رہی ہے؟" وہ تھوڑا اور آگے بڑھی اور حیرانگی مزید تب ہوئی جب اس کے عین سامنے بھیٹے کسی نوجوان کو پایا۔ اس نے پھر عمارہ کو دیکھا جو رو رہی تھی اور اس کے اچانک رونے پر سامنے والے نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے لیکن اس نے تیزی سے اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے۔

"میں صرف آخری بار آپ سے ملنے اسلیے اتنا خطرہ اٹھا کر آئی ہوں تا کہ آپ کو یہ بتا سکوں کہ میری محبت صرف محض باتیں......" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی جب نظر سامنے علیزے پر پڑی اور وہی جم گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"مجھے سمجھ نہیں آرہا بابا جان کہ کون حملہ کر سکتا ہے اور مجھے تو غصہ صرف اس بات کا آرہا ہے کہ وہ گولی علیزے کو لگنے والی تھی آخر کس نے اس کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا میرے ہاتھ آجائے وہ شخص جس نے بندوق کی نالی علیزے کی طرف کی تھی اس کو ایسی موت دوں گا کہ دوزخ تک بھی جا نہیں پائے گا۔" شاہ زیب آگ بگولہ مردان خانے میں ادھر سے ادھر چکر کانٹ رہا تھا۔ فرقان بخت کسی گہری سوچ میں گم تھے کہ اچانک کچھ یاد آیا۔

"شاہ کتنی گاڑیاں تھیں؟"

"شاید دو۔" شاہ زیب سامنے کرسی پر بھیٹتا ہوا منظر یاد کرتے ہوئے بولا۔

"ہوں اور یہ کب سے تمہارا پیچھا کرنا شروع ہوئی تھیں؟"

"کب سے ہاں ملک صاحب کے گاؤں کی حویلی سے نکلنے تک کوئی بھی نہیں تھا اپنے گاؤں کی حدود شروع ہوتے ہی دس منٹ کے اندر اندر اچانک ہی گاڑی آئی اور ہوائی فایرنگ کرنا شروع کر دی۔" شاہ زیب پھر اٹھا اور پھر چکر کاٹتے ہوئے حساب کرتا آہستہ آہستہ بتانے لگا۔

"کچھ یاد ہے نمبر گاڑی کا یہ پھر کچھ اور؟"

"بابا جان کیسے یاد ہو گا وقت نہیں ملا سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ".....

"لالا آپ نے کیوں واپس گولیاں نہیں چلائیں ؟" زوہیب نے اچانک پوچھا۔

"میرے ساتھ علیزے تھی ممکن نہیں ہو پایا۔" وہ واپس بھیٹتے ہوئے آنکھیں بند کرتا کنپٹی مسلتے ہوئے بولا۔ اس نے اس وقت اپنی ریولور نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن علیزے کی وجہ سے وہ رک گیا تھا۔ اسے اپنا نہیں صرف علیزے کا ڈر تھا اگر اس کے اور حملہ آور کے درمیان کی لڑائی میں علیزے کو کوئی نقصان پہنچ جاتا تو وہ کیا کرتا۔

"مجھے لگتا ہے یہ شہروز محسید کا کام ہے دیکھا میں نے کہا تھا نا مت لگو اس کے منہ اب ایسے حملے وہ کرواتا رہے گا۔" فرقان بخت نے غصہ سے کہا۔

"میں نے کچھ بندوں کو کام پر لگایا ہے اگلے ایک گھنٹے تک ساری خبر مل جائے گی اور اگر اس میں شہروز محسید کا ہاتھ ہوا تو قسم سے بابا جان اس کو گھسیٹتا میں یہاں تک لاؤں گا اور اپنے ہاتھوں سے اس کا وہ حشر کروں گا کہ ساری زندگی وہ یاد رکھے گا۔" وہ دانت پیستے بولتا اٹھا۔

"شاہ بے وقوفی مت کرو الیکشن سر پر ہے تمہاری ذرا سا بھی غلطی بہت بڑا نقصان کر سکتی ہے۔" فرقان بخت نے چونکتے ہوئے اسے جھڑکا۔

"بابا جان اگر اس نے صرف مجھ پر حملہ کیا ہوتا تو میں جانے دیتا لیکن اس نے علیزے پر حملہ کیا ہے یعنی اس کو معلوم ہو گا کہ علیزے میری بیوی ہے اور ہم ملک صاحب کی

دعوت سے واپس آ رہے ہیں اسے ساری خبریں ہوں گی نہیں بابا جان پانی سر سے اپر جا چکا ہے اس نے علیزے پر حملہ کیا تھا میں برداشت نہیں کرو گا۔" وہ بے پناہ غصہ سے بولتا ہوا باہر چلا گیا۔

" سمجھاؤ زوہیب اس کو جا کر اپنے غصہ کی وجہ سے کچھ کر نہ لے ساری الیکشن پر کی گئی محنت خراب ہو جائے گی اس کی خود کی بھی۔" فرقان بخت زوہیب پر چلائے۔

" آپ جانتے ہیں لالا نے ایک بار جو ٹھان لی پھر وہ نہیں کسی کی سنتے۔" زوہیب نے سر جھکا کر کہا۔

" تو اس کو واپس لاؤ میرے پاس میں خود سمجھاؤں گا کہ بس ایک بار الیکشن ہو جائیں پھر ہم حملہ آور سے خود نپٹیں گے اور یہ شہروز مخسید کو بھی دیکھ لیں گے ابھی کسی بھی قسم کا بکھیڑا نہ کھڑا کرے۔" فرقان بخت سوچتے ہوئے بولے۔

☆☆☆☆☆☆☆

علیزے وہ منظر دیکھنے کے بعد خاموشی سے واپس آرڈر دینے چلی گئی تھی جبکہ دوسری طرف عمارہ کی سانس ہی اٹک گئی تھی۔ وہ جیسے تیسے آزان کو خدا حافظ کر کے سب کے پاس پہنچی اور علیزے کی جانب دیکھ کچھ کہنے کی کوشش ہی کی تھی کہ علیزے نے بات

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

بدل دی اور ایسے پیش آئی جیسے اس نے کچھ نہ دیکھا ہو۔اس وقت تک تو عمارہ کو ڈھارس مل گئی تھی اسے لگا تھا علیزے، ثمن، لیلیٰ اور ٹونی کے سامنے ہی اسے سوالات پوچھے گی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس منظر کو اس نے صفائی نے نظر انداز کر دیا اور وہ اس کے لیے تہے دل سے علیزے کی شکر گزار تھی۔

واپسی کا سارا سفر بھی خاموشی سے گزرا تھا اور حویلی آکر جب عمارہ نے سب کے اپنے کمرے میں جانے کے بعد علیزے کو مخاطب کرنے کی کوشش ہی کی تھی کہ اسی لمحے اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ بنا علیزے کی طرف دیکھے بھی نظریں چراتے اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ پیچھے علیزے الجھی ہوئی سوچے جا رہی تھی کہ حویلی میں اتنی سختی ہونے کے باوجود عمارہ چوری چھپے کس لڑکے کے ساتھ تھی۔

"علیزے بیٹا؟" وہ ملازمہ کو ڈھیروں شاپنگ بیگز دے کر اپنے کمرے میں بھیج خود بھی الجھے ہوئے ذہن کے ساتھ اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی جب سلماں بخت کی آواز وہ چونکی۔

"جج.....جی؟" اس نے خود کو کمپوز کیا۔

"بیٹا آگ ئے آپ لوگ؟" سلماں بخت نے مسکرا کر پوچھا۔علیزے نے محض سر اثبات میں ہلایا۔کیا عمارہ کی ماں یعنی سلماں بخت کو معلوم ہوگا؟ وہ سوچ میں پڑ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے ؟" سلماں بخت نے اس کے گال پر ہاتھ رکھ پوچھا۔

"ہوں جی نہیں مطلب جی ہاں بس تھکن ہو گئی ہے۔" علیزے نے ہڑ بڑا کر بہانہ بنایا۔

"اوہو تم نہیں جاسکتی کوئی بات نہیں تم کمرے میں جا کر آرام کرو۔" سلماں بخت کچھ سوچتے ہوئے بولیں پھر سر جھٹک کر اسے آرام کرنے کی تلقین کی۔

"کہاں نہیں جاسکتی آپ کو کچھ کام ہے آپ بتادیں۔" علیزے نے ان کی بات پر غور کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہ بیٹا شاہ نے اپنے چاچا جان کی ایک کام کی فایل لی تھی تو انہوں نے شاہ سے مانگی ہے لیکن وہ مصروف ہے کال نہیں اٹھا رہا تو انہوں نے مجھے کہا کہ میں کسی ملازمہ کو بھیج کر فایل منگوالوں۔" سلماں بخت نے بتایا۔

"تو ٹھیک ہے آپ منگوالیں۔" علیزے نے کندھے اچکائے۔

"نہیں پریشانی ہی تو اس بات کی ہے کہ شاہ اپنے کمرے اور خاص کر اپنی الماری میں کسی کو نہیں گھسنے دیتا ملازمہ تو دور کی بات ہے ماورہ ادھر نہیں ہے ورنہ بس یہی فکر تھی میں نے سوچا تم بھی بیوی ہو شاید"......

"ارے کوئی بات نہیں میں لے آتی ہوں آپ مجھے بتائیں کس طرح کی ہے۔" علیزے نے لاپرواہی سے مسکرا کر کہا۔

"خاکی رنگ کی ہے پہلے خانے میں۔"علیزے نے سر کو خم دیا اور شاہ زیب کے کمرے کی طرف چل دی۔

وہ پہلی بار شاہ زیب کے کمرے میں آئی تھی۔اندر داخل ہوتے ساتھ ہی اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔سادہ لیکن وہ کمرہ کشادہ اور اچھا تھا۔بیڈ پر نظر پڑتے ساتھ ہی جانے کیوں پہلا خیال اس کے دماغ میں آیا کہ ادھر وہ ماورہ کے ساتھ بیڈ شیر کرتا ہوگا۔ایک ایک چیز کو دیکھتے اسے محسوس ہوا کہ ان سب پر ماورہ کا حق ہے۔ہاں وہی تو ہے اس کہ پہلی بیوی۔جانے کیوں علیزے کو یہ احساس چبھنے لگا لیکن سر جھٹک وہ الماری کی طرف گئی اور الماری کھول کر ادھر ادھر فائل ڈھونڈنے لگی۔

"یہ......"دراز کھول کر جب وہ ڈھونڈنے لگی تو سب سے کونے میں جو چیز نظر آئی وہ حیران رہ گئی۔اس نے تیزی سے جھمکا اٹھایا اور آنکھوں کے سامنے لہرا کر دیکھا ساتھ اسے کچھ یاد آیا۔

"اس کا سٹون بڑا ہے یہ گرتا رہے گا۔"عدیب اور سِلا کی مہندی کے دن کا جھمکا جو اسے پہنا تھا اور جو بار بار گرے جا رہا تھا تب یوجنا نے یہ کہا تھا اور پھر.....اسے مزید کچھ یاد آیا۔

"رایمہ یار پلیز ڈھونڈ دو پتا نہیں کہاں چلا گیا۔" وہ اس رات کپڑے تبدیل کر کے اپنا ایک جھمکا رایمہ کے ساتھ ڈھونڈ رہی تھی جو واقعی میں کہی گر گیا تھا۔

"اف اب بیچارا یہ ایک اس کا کیا کروں گی میں پتا نہیں دوسرا کہاں گر گیا شاید جب میں ویٹس سے ملنے گئی تھی وہی گر گیا ہو گا میں دیکھ کر آتی ہوں۔" وہ اپنا دوسرا جھمکا اپنی جیورلی کے ڈبے میں ڈال دوسرا کھویا ہوا ڈھونڈنے باہر نکل گئی تھی مگر پھر بھی وہ کہی نہیں ملا تھا اور تھک ہار کر اس نے ہار ہی مان لی تھی اور پھر..... پھر وہ بھول گئی تھی۔

علیزے نے حیرانی سے اپنے ہاتھ میں جھمکے کو پکڑا۔

"یہ..... یہ یہاں کیسے آیا؟" اس نے اس دراز کو دوبارہ دیکھا جہاں طریقے سے یہ کونے میں ٹشو میں رکھا تھا مگر جھٹکے سے دراز کھولنے سے وہ آگے کو لڑھکا اور ٹشو سے باہر ہو گیا جبھی علیزے کی نظروں میں آ گیا۔

علیزے نے کسی احساس کے تحت اس دراز کا کونے کونے کا جائزہ لیا اور حیرانی تب مزید ہوئی جب اسے وہ دوپٹے کا پھٹا پلو ملا جو علیزے نے گولی لگنے پر شاہ زیب کے بازو پر باندھا تھا۔ اس پر اب خون سوکھ گیا تھا۔

"یہ تو.... یہ تو شاید...." وہ حیرانی سے ایک ہاتھ میں جھمکا اور ایک ہاتھ میں وہ پھٹا ہوا دوپٹے کا کپڑا لیا دو قدم پیچھے ہوئی۔ اسے یاد تھا شاہ زیب کی پٹی جب ہو رہی تھی تو وہ

کمرے سے باہر تھی کیونکہ وہ اتنا خون دیکھ نہیں پا رہی تھی لیکن پٹھی کے بعد جب وہ اندر گئی تو یہ کپڑا نہیں تھا اسے لگا نرس یا شاہ زیب نے پٹی کے دوران اسے کھولتے کہی پھینک دیا ہوگا مگر یہ یہاں الماری میں چھپا ہوا رکھا دیکھ اس کا دماغ ہی بھگ سے اڑ گیا تھا۔

جانے کیوں اس کی آنکھوں میں نمی تیرتی ہوئی آگئی تھی۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا لیکن پھر کچھ سوچ وہ دوبارہ الماری کی طرف بڑھی اور اب شاہ زیب کے خانے کی اچھی طرح تلاشی لینے لگی۔نیچے جھک کر ایک اور دراز تھی لیکن وہ لاک تھی۔علیزے کی جستجو بڑھتی جا رہی تھی۔اس نے ایک نظر باہر جھانک کر دیکھا کوئی نہیں تھا وہ تیزی سے واپس دراز کی طرف پلٹی اور بالوں سے بال پن نکالی اور لاک میں گھساتے کھولنے کی کوشش کی۔ایک دو بار وہ پہلے بھی اس طرح لاک کھول چکی تھی اور اس بار بھی وہ کامیاب ہوئی اور لاک کھل گیا۔

"یہ غلط ہے کسی کی پرایویسی....."علیزے پل بھر کو رکی لیکن جب نظریں اپنے ایک جھمکے اور دوپٹے کے پیچھے پلو پر گئ۔وہ سر جھٹک کر دراز کھولنے لگی۔

اندر ڈھیروں کاغظات اور دو تین بیگ تھے۔علیزے نے کاغضات کی تلاشی لی لیکن سب کام کے تھے۔وہ واپس کاغضات رکھتی کہ عدیب کی بات یاد آئی۔ہاں وہ تو بھول

ہی گئیج تھی عدیب والا کام۔اس نے ایک تیر سے دو نشانے کرتے ہوئے کاغضات پڑھ کر نکال لیے اور پھر واپس دراز بند کرنے لگی کہ اس کی نظریں خود بخود اس کالے بیگ پر گئی۔چاہتے نا چاہتے بھی اس نے وہ بیگ ہاتھوں میں لیا اور کھولا تو اندر کا سامان اپر اپر سے دیکھ وہ چونکی۔

"علیزے؟"اسے پہلے وہ سامان باہر نکال کر مزید جایزہ لیتی پیچھے شاہ زیب کی گرجدار آواز پر اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔

اس نے کافی ہوشیاری سے وہ کاغضات اور وہ کالا بیگ اپنے آگے کر کے اپنے ہینڈ بیگ میں ڈال دیا۔اہی ہینڈ بیگ جو وہ شاپنگ مال لے کر گئی تھی لیکن واپس آکر اس کو اتارنے سے پہلے ہی سلماں بخت نے کمرے میں بھیج دیا تھا۔وہ اس کو ایک طرف رکھ فایل ڈھوڈنے لگی تھی۔اس نے شاہ زیب کی نظروں سے چھپا کر وہ کاغضات اور وہ چھوٹا کالا بیگ آسانی سے رکھ لیا تھا کیونکہ الماری کا دروازہ آگے کو تھا اس وجہ سے شاہ زیب صرف علیزے کی آدھی سایڈ کو ہی دیکھ سکتا تھا۔

"علیزے؟"شاہ زیب اب چلتا قریب آرہا تھا۔علیزے نے تیزی سے وہ دراز واپس بند کر کے لاک لگایا اور کھڑی ہو گئیج۔شاہ زیب نے جھٹکے سے الماری کا دروازہ پیچھے کیا اور اس کو اپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے گھورا۔

"میری اجازت کے بغیر میرے کمرے میں میری الماری میں کیا کر رہی ہو؟" وہ بے حد غصہ میں لگ رہا تھا لیکن علیزے نے کوئی جواب نہ دیا بس نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور وہ چونک گیا۔ اس کی آنکھوں میں نمکین پانی تھا۔

"یہ.... یہ میرا جھمکا یہ میرے دوپٹا پھٹا کپڑا یہ سب اتنی حفاظت سے یہاں کیا کر رہا ہے؟" علیزے نے جھمکا اور کپڑا اس کے سامنے لہر کر پوچھا۔ شاہ زیب کے تاثرات تبدیل ہوئے۔

"بولو میری چیزیں یہاں کیا کر رہی ہے یہ جھمکا بھائی کی مہندی پر کہی گر گیا تھا تو تمہیں ملا اور تم نے اپنی الماری میں چھپا دیا کیوں؟" شاہ زیب نے نظریں چرائی تھیں۔

"یہ دوپٹے کا پھٹا کپڑا جو میں نے تمہاری چوٹ پر باندھا تھا یہ تو پھینکنے والا تھا نا تو یہاں اتنی حفاظت سے کیا کر رہا ہے؟" شاہ زیب ایک قدم اس کی طرف بڑھا اور ایک جھٹکے سے اسے جھمکا اور کپڑا چھینا۔

"آئندہ تم نے میری اجازت کے بغیر میری کسی بھی چیز کو ہاتھ لگایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" وہ لہجہ میں سختی لاتے ہوئے اونچی آواز میں بولا۔

"چلاؤ مت اچھے سے جانتی ہوں میں جب تم کچھ چھپانے لگتے ہو تو غصہ کرتے ہو تاکہ سامنے والا سوال نہ کرے بتاؤ مجھے اس سب کا مطلب بتاؤ میں کیا سمجھوں کیونکہ جہاں

www.zubinovelszone.com

تک مجھے پتا ہے تم میرے کوئی عاشق نہیں ہو۔"علیزے اسے بھی اونچی آواز میں چلائی۔

"ہاں نہیں ہوں عاشق یہ فالتو کام مجھے نہیں آتے۔"

"تو کیا آتا ہے لوگوں کے احساسات سے کھیلنا؟"شاہ زیب کے ماتھے پر شکنوں کا جال آیا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو علیزے؟"

"وہی جو تم سن رہے ہو ایک طرف مجھے کہتے ہو کہ تمہیں مجھ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے بڑوں کے خاطر تم یہ رشتہ نبھا رہے ہو دوسری طرف ایسے نبھاتے ہو جیسے کوئی اپنا بھی نہ نبھائے میرے لیے اپنی جان تک دینے کو تیار ہو جاتے ہو گولی کھا لیتے ہو ایک طرف مجھ سے لڑتے ہو مجھے بری بری باتیں سناتے ہو تو دوسری طرف کبھی کچھ ایسا کہہ جاتے ہو جو مجھے سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ یہ انسان کچھ چھپا رہا ہے اور آج.... آج تو حد ہی ہو گئی تمہاری الماری سے یہ سب چیزوں کا ملنے کے مطلب کیا ہے کیوں مجھے اتنا الجھا کر رکھا ہے صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے ہو کہ مجھ سے نفرت کرتے ہو یا نہیں کیوں ایسے دکھاتے ہو کہ جیسے تم فیلنگ لیس ہو جبکہ تم نہیں ہو۔"وہ جو پوری قوت سے

چلاتے ہوئے اپنے دل کا غبار نکال رہی تھی آخری کے چار لفظوں پر آکر بہت دھیمی ہو گئی تھی۔آنسوں آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

"نفرت تو میں نے تم سے کبھی کی ہی نہیں ہے۔"اس نے شاہ زیب کو اس کے مزید قریب آتے کافی دھیرے سے کہتے ہوئے سنا۔اتنے دھیرے سے کہ اگر وہ اس کے اتنے قریب نہ ہوتا تو وہ صرف اس کے ہلتے لب ہی دیکھ سکتی اور سننے سے قاصر رہتی۔

"محبت بھی تو تم نے مجھ سے کبھی کی ہی نہیں ہے۔"اور جب وہ بولی تو شاہ زیب سے بھی آہستہ اتنی آہستہ کہ اسے خود بھی ٹھیک سے نہیں سنائی دیا لیکن جانے اس شخص نے کیسے سن لیا جس کی سرخ آنکھوں میں اس نے پانی آتا دیکھا تھا لیکن جیسے ہی وہ پانی آیا تھا ویسے ہی سامنے والے نے کمال کے ضبط سے اسے اندر کر لیا تھا۔

"تم نے مجھ سے نفرت کی ہے۔"شاہ زیب ہلکی سی مغموم مسکراہٹ کے ساتھ بولتا ہوا آہستہ سے پیچھے ہوا۔

"تم نے مجھے خود سے نفرت کرنے پر مجبور کیا ہے۔"علیزے بھی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو صاف کرتی ہوئی بولی۔

"کیا کیا ہے میں نے؟"شاہ زیب نے آگے بڑھ کر جھٹکے سے اس کا بازو دبوچتے ہوئے پوچھا۔وہ چونکی۔

"یہ.... یہی رعب جمانے والے زبردستی کرنے والا اپنی مرضی دوسروں پر تھوپنے والے انداز سے مجھے نفرت ہے اور یہ ہر انداز تمہارا ہے اسلیے میں نفرت کرنے پر مجبور ہوئی تمہیں کیا لگتا ہے یہ سب کر کے تم اونچے انسان بن جاتے ہو نہیں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت میری نظر سے دیکھو تو تم جب جب مجھ پر اپنی چھوٹی سوچ اپنے زلالت بھرے انداز تھوپتے ہو نا تب تب تمہارا مقام میری آنکھوں میں گرتا رہتا ہے مرد وہ نہیں ہوتا جو عورت پر اپنا حق جمائے اپنی مرضی کے مطابق اسے کٹ پتلی بنائے رکھے مرد وہ ہوتا ہے جو اسے محبت سے پہلے عزت دے اس کی سیلف ریسپیکٹ کو ٹھینس نہ پہنچائے اسے آزاد رکھے اسے کسی پنجرے میں قید نہ رکھے وہ پنجرہ جو کبھی محبت کے نام کا ہوتا ہے تو کبھی اصولوں اور قایدے کے نام کا لیکن پنجرہ پنجرہ ہوتا ہے چاہے سونے کا ہی کیوں نہ ہو میں یہ نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے کسی کی ماں بہن بیوی بیٹی بن کر دیکھے میں یہ چاہتی ہوں کہ کوئی مجھے انسان بن کر دیکھے کیونکہ میں ہر رشتے سے پہلے ایک انسان ہوں ہاں سیلفش لگ رہی ہوں تو سیلفش صحیح لیکن آئی پٹ مائے سیلف فرسٹ میں خود کو سب سے اپر رکھتی ہوں میں خود کی عزت کرتی ہوں میں خود کی فرسٹ پرایوٹی ہوں سوری ٹو سے بٹ آیم ہو آیم یو کانٹ چینج دار یالٹی بیسڈ آن یور بلیوز۔" وہ کہہ کر رکی نہ تھی بلکہ جھٹکے سے اپنا بازو چھڑا کر اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر اسے

خطرناک حد تک گھورتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی تھی اور پیچھے شاہ زیب جانے کتنی دیر وہی کھڑا تھا۔خاموش.....کچھ سوچتا ہوا.....اس کی باتوں پر غور کرتا ہوا.....وہ کتنی بڑی بات کہہ کر چلی گئی تھی....وہ....وہ لڑکی کون تھی؟جو زندگی میں پہلی بار مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو بنا ہاتھ لگائے تمانچہ مار کر گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"آنٹی میں کچھ مدد کروادوں؟"دیر رات سونے کے باعث صبح اٹھنے میں سب ہی کو دیر ہوگئی تھی اور اب دوپہر کے وقت ناشتے کا اہتمام ہو رہا تھا جب سِلا زید اور عدیب کو لونگ روم میں باتیں کرتا چھوڑ باورچی خانے میں آکر جھجھکتے ہوئے فرزانہ بیگم کو مخاطب کرتی ہوئی بولی تھی جو ملازم کو مہمانوں کی وجہ سے ناشتے میں خاص اہتمام کی ہدایت دے رہی تھیں۔

"ارے نہیں بیٹا آپ جا کر آرام سے بھیٹو۔"فرزانہ بیگم نے پیار سے کہا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ جا کر آرام سے بھیٹیں اتنے تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔"سِلا نے ان کے پاس آتے نرمی سے کہا۔وہ مسکرا دیں۔

"تکلف کہاں بیٹا آج سب مل کر ناشتہ کریں گے تو کچھ اچھا بنوا رہی ہوں اور ویسے بھی زید آج گھر پر ہی ہے ساتھ ناشتہ کر رہا ہے ورنہ ہمیشہ جلدی نکل جاتا اور ناشتہ اس کا میرے ساتھ رہ جاتا ہے۔" وہ کہتی زید کا بتانے لگیں۔

"میں پانی...." سِلا نے جگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مانو اجازت مانگی تھی۔

"ہاں بیٹا جاؤ بالکل یہ بھی بھلا پوچھنے کی بات ہے پاگل۔" فرزانہ بیگم تو حیران ہی رہ گئی تھی جبھی فوراً بولی۔ سِلا نے سر ہلایا اور جگ کی طرف بڑھ گئی۔ فرزانہ بیگم اسے چند پل تک دیکھتی رہیں۔ وہ واقعی پیاری اور بھلی لڑکی تھی لیکن بیچاری کا نصیب اتنا پیارا نہ تھا جس کے پلے وہ باندھی گئی تھی وہ تو تھا ہی نہیں اس کا۔ قسمت بھی کیا کھیل کھیلتی ہے نا۔ فرزانہ بیگم ایک افسوس بھری نظر اس پر ڈالتی باورچی خانے سے نکل گئی۔

"سِلا؟" وہ پانی پی کر ناشتہ لگانے کے لیے ملازم سے برتن پوچھ ہی رہی تھی کہ زید کی آواز پر چونک گئی۔

"جی؟" زید کے اچانک پکارنے پر وہ تھوڑی حیران ہوئی۔

"تم جاؤ۔" ملازم کو چائے کی ٹرے لیے کھڑا دیکھ زید نے اسے اشارہ کیا۔ وہ سر ہلا کر چلا گیا۔

"میں آپ سے کل کے لیے معافی چاہتاہوں میں نے جلد بازی میں شاید کچھ زیادہ ہی بول دیا تھا مجھے دھیان رکھنا چاہیے تھا کہ آپ کے اور میرے درمیان کوئی بے تکلفی نہیں ہے۔" زید نے نظریں جھکاتے ہوئے معزرت کی۔ سِلا نے سر پر دوپٹا ٹھیک کرتے سر کو خم دیا۔

"کوئی بات نہیں۔" وہ کہہ کر پلٹتی جوس کا جگ اور گلاس اٹھائے اس کے برابر سے نکل گئی۔ زید نے سانس بحال کرتے ہوئے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

"جلدی لگاؤ ناشتہ۔" ملازم کو واپس اندر آتے ہوئے دیکھ وہ کہتے ساتھ باہر چلا گیا تھا۔

"آنٹی اس.... اس کی کیا ضر.... ضرورت ہے۔" وہ گبھراتے ہوئے ان کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تو کبھی عدیب کی طرف دیکھتی ہوئی منمنائی۔

"کیوں نہیں ضرورت ہے عدیب کی بیوی ہو پہلی بار آئی ہو ایسے کیسے کوئی نیک نہ دوں۔" زید نے باہر آتے سارا منظر دیکھ لیا تھا۔ ایک نظر فرزانہ بیگم کے لفافے پر نظر ڈالتے ہوئے وہ ان کے برابر میں کرسی کھینچ کر بھیٹ گیا۔

"سِلا لے لو پیار سے دے رہی ہیں۔" عدیب بریڈ پر جیم لگاتے ہوئے سِلا سے بولا۔ اس نے جھجھکتے ہوئے ان کے ہاتھ سے لفافہ لے لیا۔

"جزاک اللہ۔" وہ دھیرے سے بولی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novel|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"خوش رہو اللہ تمہیں سارے جہاں کی خوشیاں دکھائے۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔ زید کے اونچی آواز کے آمین پر سِلا نے اسے چونک کر دیکھا۔ وہ ہلکی سی مسکان کے ساتھ کندھے اچکا گیا۔ سِلا نے واپس نظریں اپنی پلیٹ پر ٹکا لیں۔ جانے کیوں اسے زید عجیب لگتا تھا۔

"موصوف ناشتہ کر لیں۔" عدیب کو مسلسل موبائل پر مصروف ایک ہاتھ سے ٹائپنگ کرتے دیکھ زید چڑ کر بولا۔

"ہاں بس تم بتاؤ آ رہے ہو نا پھر۔" عدیب نے پوچھا۔

"ظاہر سی بات ہے جان سے مار دینا ہے اس نے مجھے۔" زید نے جوس پیتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز سے کہا۔ ساتھ سِلا کو دیکھا جو فرزانہ بیگم کے اپنے اور حویلی والوں کے سوالات پر دھیرے دھیرے ناشتہ کرتی جوابات دے رہی تھی۔

"یہ تو سچ ہے۔" عدیب کی آواز پر وہ چونکا اور جوس میز پر رکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"نہ بابا میں کوئی رسک نہیں لوں گا۔" عدیب ہنس دیا۔

"لینا بھی نہیں چاہیے ورنہ صرف وہی نہیں تمہاری ریسر بھی تمہیں نہیں چھوڑے گی۔" عدیب کی بات پر زید نے قہقہہ لگایا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یار کیا یاد دلا دیا اب تو انتظار ہی نہیں ہو رہا۔" زید کے اچانک قہقہہ لگانے پر سِلا نے چونک کر اسے دیکھا پھر عدیب کو جو خود بھی ہنس رہا تھا۔ جانے وہ کیا اور کن کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔

"ہیں نا محفل نہیں جمی کب سے۔" عدیب نے ایک نظر پھر موبایل کی طرف ڈال کر کہا۔

"چلنا نہیں ہے۔" سِلا نے آہستہ سے عدیب کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہاں بس ناشتہ کر کے فوری طور پر نکلتے ہیں۔" اس نے سِلا کی سرگوشی کا جواب اونچی آواز میں دیا تھا جو سِلا کو ناگوار گزرا کیونکہ زید اور فرزانہ بیگم دونوں ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"بیٹا کیا جلدی ہے رک جاؤنا۔" فرزانہ بیگم نے کہا۔ اسے پہلے سِلا کچھ بولتی عدیب بول اٹھا۔

"نہیں آنٹی پھر کبھی آئیں گے سکون سے زے وغیرہ سب کو لاؤں گا۔"

"ہاں بالکل انشاللہ میں تو خود بھی علیزے کو بہت یاد کر رہی ہوں وہ جبھی آتی ہے رونق لگ جاتی ہے۔" فرزانہ بیگم مسکرا کر بولیں۔

"کیا آنٹی اب بیچاری ویسی کہاں رہی ہے سِلا کے بھائی ہے نا اسے ہی زبردستی شادی ہوئی ہے اتنا تنگ ذہن اور گھٹیا انسان ہے کیا بتاؤں میری بہن تو قید ہو کر رہ گئی ہے۔"

عدیب غصہ کو قابو کرتا ہوا اتنی تلخی سے بولا کہ سِلا کا چائے کا کپ لبوں تک لے جاتے ہاتھ لرز گیا جو زید نے باخوبی غور کیا۔

"عدیب بری بات ہے۔" زید نے دھیرے سے عدیب کو آنکھیں دکھائیں۔

"برو اب سچ جو ہے وہ ہے نا اس کو جھٹلایا تھوڑی جا سکتا ہے اتنا فضول اور کنزرویٹو میرا ددھیال ہے ہم تو پھنس ہی گئے ہیں اور وہ میری ڈرامے باز دادی....." اسے پہلے سِلا آنکھیں میچتے برداشت کی حد پار کرتی فرزانہ بیگم نے عدیب کو ڈانٹ دیا۔

"عدیب بالکل غلط بات ہے ایسے نہیں کہتے ہیں۔" زید بھی غصہ سے عدیب کو گھور رہا تھا کیونکہ وہ سِلا کی آنکھوں میں نمی دیکھ چکا تھا۔

"سو سوری آنٹی۔" عدیب نے ہاتھ کھڑے کر لیے۔

"سِلا بیٹا یہ تو ایسی بولتا رہتا ہے آپ ناشتہ کرو۔" فرزانہ بیگم سِلا سے بولی جس نے ناشتے سے ہاتھ کھینچ لیے تھے۔اس نے شرمندگی سے نظریں جھکا کر محض سر ہلایا۔

زید نے فکرمندی سے اسے دیکھا۔وہ جانتا تھا اس پر کیا گزر رہی ہے عدیب نے اس کے فرزانہ بیگم کے سامنے ہی اس کے گھر والوں کی اور اس کے بھائی کی توہین کی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

تھی۔عدیب کے لیے وہ دونوں اپنے لیکن سِلا کے لیے توانجان اور غیر تھے۔وہ کیسے برداشت کرتی لیکن اس وقت سِلانے صبر سے کام لیا تھا۔

"عدیب سیریسلی؟" وہ عدیب کو گھورتے ہوئے دھیمے سے بولا۔عدیب نے اپنی ایک آئی بروا ٹھاتے ہوئے اسے ایسے دیکھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"کیا ہوا برو؟" لاپرواہی کا سفاکی سے مظاہرہ تھا۔زید سر جھٹک گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

دوپہر اس کی آنکھ ملسلسل بجتے فون کے باعث کھلی۔بڑے ہی غصہ سے ایک بھرپور اونچی آواز میں انگریزی میں گالیاں دیتی وہ فون کی طرف متوجہ ہوئی کہ اچانک کچھ یاد آیا۔ایک جھٹکے سے چہرہ موڑا اپنی دوسری جانب دیکھا۔سکون آیا۔شاہ زیب موجود نہیں تھا۔اس نے اطمینان سے فون کو واپس دیکھا۔وہ ڈر گئی تھی کہ کہی شاہ زیب نے تو نہیں سن لیا کیونکہ اس کی تنبیہ اسے یاد ہی تھی۔

نیند سے بھوجل آنکھیں بامشکل کھولتے ہوئے اس نے سکرین کو دیکھا۔مہک کے لاتعداد کالز اور میسیجز نے علیزے کو پھر مجبور کیا اسے گالی دینے پر مگر خود پر جبر کرتی وہ تھوڑا سا اٹھ کر بھیٹی اور لمبی سانس بھری اور پھر اپنے برابر دیکھا۔بیڈ کی طریقے سے

بچھی چادر کو دیکھ لگتا تھا کہ شاہ زیب پوری رات کمرے میں نہیں آیا شاید وہ اپنے کمرے میں سویا ہو گا۔ رات جو ہوا وہ اسے یاد تھا۔ شاہ زیب کو اچھی خاصی سنا کر وہ کمرے میں آئی تھی اور خود رونے لگی تھی کیونکہ جزبات میں آکر اس نے دل کا غبار تو نکال باہر پھینکا تھا لیکن پھر اپنے الفاظوں پر غور کرتے ہوئے اسے جانے کیوں افسوس ہونے لگا تھا۔

"نہیں وہ اسی لایق ہے۔" وہ رات کو خود سے کہتی ہوئی سونے لیٹ گئی تھی اور سوچتے سوچتے کب نیند کی وادیوں میں گئی پتا نہ چلا اور اب خاصی دیر سے وہ اٹھی تھی وہ بھی اس کال کی وجہ جواب دوبارہ آرہی تھی۔ علیزے نے بے زاری سے اٹھائی اور سامنے والے کے کچھ بولنے سے پہلے ہی فوراً نیند سے بوجھل آواز میں بولی۔

"مہک دیکھ ابھی میں کوئی بکواس نہیں سنوں گی میرا سر درد سے پٹھا جا رہا ہے تو پلیز چپ کر۔" اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"آج کونسا دن ہے؟" علیزے کی بات تحمل سے سننے کے بعد سوال سختی سے کیا گیا۔

"تو نے مجھے یہ پوچھنے کے لیے کال کی ہے؟" علیزے کو تو غصہ ہی آگیا تھا۔

"آج کونسا دن ہے؟" پھر وہی سوال۔ علیزے نے سر جھٹکا اور فون میں دن دیکھا پھر واپس کان سے لگایا۔

"سیٹر ڈے۔" چڑ کر کہا۔

"ہاں جی اور ہفتے والے دن کیا ہونا تھا؟" پھر سے سوال۔

"میری شادی۔" علیزے فرسٹریٹ ہو کر بولی۔

"تیری نہیں میری میرا مطلب یہاں کے لیے صبح ہی نکل جانا تھا تجھے اور دیب سِلا کو۔" مہک اتنی زور سے چیخی کہ علیزے نے بے ساختہ فون کان سے تھوڑا دور کیا۔

"صبح سے اتنی کالز اتنے میسیجز کر رہی ہوں لیکن نواب زادی آرام فرما رہی ہے کب سے انتظار کر رہی ہوں پارلر بھی نہیں گئی اپائنٹمنٹ تھا تیرا ابھی کر کے رکھا ہوا تھا وہ بھی کینسل کیا اور میڈم کی کچھ خبر ہی نہیں۔" مہک نے اپنی بڑھاس نکالی۔

"جان آیم سوری میں.... میں کل آوں گی ویسے بھی بھائی نہیں ہے سو کل ساتھ آئیں گے۔" علیزے نے پیار سے کہا۔

"یار لیکن آج کیوں نہیں اور ایسا کیا ہوا تم لوگ تو صبح آ رہے تھے نا دیب کو کال کی وہ کہتا وہ پھنس گیا تھا آج حویلی آ رہا کل آئیں گے وہ بھی یہی کہہ رہا ہے۔ "

"ہاں تو کل آئیں گے نا پکا کل آ کر سب بتاؤں گی اور کل کی بکنگ کروالو۔" علیزے نے بات ختم کرنی چاہی۔ اس کا ذہن کل والے واقعے میں ہی اٹکا تھا۔ شاہ زیب اور اس کی

لڑائی میں تو وہ اپنے سوال کا جواب لے ہی نہیں سکی۔ اسے ابھی تک نہیں پتا چلا تھا کہ وہ جھمکا اور وہ دوپٹے کا پھٹا پلو کیوں اتنا سنبھال کر اس نے رکھا تھا۔

"زرے لیکن"......

"مہک پلیز تھوڑا سا وقت دے میں تجھے بعد میں کال کرتی آئی لو یو پلیز۔" اسے پہلے مہک کچھ کہتی علیزے کو کچھ اور یاد آیا اسیلیے جلدی سے فون رکھتی الماری کی طرف بھاگی۔ کالا بیگ.... ہاں وہی کالا بیگ جس کو کل غصہ سے لا کر اس نے الماری میں پھینک دیا تھا۔ کیا پتا وہ کالا بیگ اس کے سوالوں کے جوابات دے دے۔

"کیا ہو گا اس میں؟" وہ کالا بیگ الماری سے نکال بیڈ کے پاس آئی اور بیڈ پر بیٹھتی اسے دیکھتی سوچنے لگی۔

پھر سر جھٹک ایک جھٹکے سے اس کی زپ کھول اسے پورا الٹ دیا۔

"یہ سب کیا ہیں؟" وہ حیرانگی سے سارے سامان کو دیکھتی بڑبڑائی تھی۔

پونی، ہیر بینڈ، ٹاپس، چھوٹا سا بینگل وہ حیرانگی سے ایک ایک چیز کو اٹھا کر دیکھ رہی تھی۔ وہ کسی چھوٹی بچی کے تھے۔

"تصویریں یہ کس کی ہیں؟" سامان کے ساتھ بلیک اینڈ وائیٹ پرانی تصویریں دیکھ وہ چونکی اور اٹھا کر دیکھی۔

"یہ تو.... یہ تو میں ہوں۔" کھلے صحن میں ایک پانچ سال کی بچی فراک میں دو چھوٹی چھوٹی پونیاں بنائے بھیٹی رو رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں جیلی تھی ساتھ ہی آٹھ سال کا بچا تھا جو اس کے قریب بھیٹا اس کی پونی کھینچ رہا تھا تو دوسری طرف دس سال کا بچا اس دوسرے بچے کا ہاتھ ہٹا رہا تھا۔

"یہ بھائی لیکن یہ کون ؟" وہ آٹھ سال کے بچے پر ہاتھ پھیرتی ہوئی دس سال کے بچے کو الکھ کر دیکھنے نے لگی۔

اسی طرح کی ساری تصویریں تھیں وہی بچی اس دس سال کے بچے کے ساتھ نظر آ رہی تھی۔ کبھی روتے ہوئے، کبھی ہنستے ہوئے، کبھی اس کے ساتھ کھیلتے ہوئے تو کبھی اس کو چڑاتے ہوئے جبکہ اس بچے کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی اور نظریں اس بچی پر جو ہر تصویر میں کچھ نہ کچھ کر رہی تھی لیکن وہ بچہ ہر تصویر میں دھیمے سے مسکراتے ہوئے اس بچی کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ کون ہے مجھے ایسا کیوں لگ رہا میں نے پہلے اسے کہی دیکھا ہے۔" علیزے نے ذہن پر زور ڈالے پہلی بار اپنا بچپن یاد کرنے کی کوشش کی تو صرف دھندلاہٹ کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔

وہ ایک بار پھر تصویریں دیکھنے لگی اور پھر ان چیزوں کو۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے پتا ہے اب اس کا جواب مجھے کون دے سکتا ہے۔" وہ تیزی سے اٹھی اور بیگ میں واپس تصویریں اور چیزیں ڈالتی بیگ اٹھاتی کمرے سے باہر چلی گئی۔ پیچھے موبائل پر عدیب کی کال آرہی تھی جو اس کی نظروں میں نہیں آئی تھی اور شکر تھا کہ نہیں آئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

کل دیر رات وہ غصہ اور بے یقینی میں رہا تھا۔ اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ رایمہ نے مہک سے یہ کہا کہ دانیال اس میں دلچسپی نہیں لے رہا ان کے اس رشتے میں دلچسپی نہیں لے رہا جس میں پہل اسی دانیال نے کی تھی۔ رایمہ اور اس کے درمیان جو تھا وہ تھا لیکن ان دونوں کے علاوہ کسی دوسرے کو یہ بتانا چاہے وہ دانیال کی بہن ہی کیوں نا ہو اس کے یا کسی کے بھی سامنے اپنی امیج کلیر کر کے دانیال کی امیج خراب کرنا۔ اسے رایمہ سے یہ امید ہر گز نہ تھی۔

رات کو یہ سب سوچتے ہوئے وہ گھر سے بے مقصد باہر نکل گیا تھا اور واپسی صبح ہوئی جس کی وجہ سے وہ آکر سویا تو دیر سے دوپہر میں اٹھا۔ سیدھا رایمہ سے بات کرنے کا

فیصلہ کرتے وہ رایمہ کے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب سامنے جلدی سے آکر ماروخ نے راستہ روک لیا۔

"دانی ناشتہ کرلو اتنی دیر سے کیوں اٹھے ہو چلو آؤ ویسے میں نے بھی تمہارے انتظار میں اب تک نہیں کیا اور دیکھو نا دوپہر کے کھانے کا وقت ہوا جاتا ہے لیکن میں نے تو کہہ دیا میں ناشتہ کروں گی وہ بھی دانی کے ساتھ۔" وہ اپنی عادات کے مطابق سامنے والے کے تاثرات کے سرے سے نظر انداز کیے بنا روکے بولتی گئی۔

"ماروخ ابھی یہاں سے چلی جاؤ مجھے کچھ کام ہے۔" وہ چڑ کر اسے دیکھتا ہوا اس کے برابر سے نکلنے لگا کہ اس نے پھر راستہ روک لیا اور اوپر سے نیچے تک دانیال کے رف حلیے اور نیند سے جگی آنکھوں کے دیکھ مسکرائی۔

"تم تو ہر وقت ہینڈسم ہی دکھتے ہو۔" دانیال نے سنجیدگی سے اسے گھورا۔

"کیا ہو گیا ایسے منہ کیوں لٹکا کر رکھا ہے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا اچھا چلو نا۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کھانے کی میز پر لے جانے لگی جہاں پہلے سے اس نے ناشتے کا اہتمام کر رکھا تھا۔

"میں نے کہا نا کام ہے مجھے۔" وہ ضبط کرتا بڑے تحمل سے اپنا ہاتھ چھڑا کر بولا لیکن سامنے والی ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"کیسا کام بھئی کل رات بھی دیر سے آئے تھے ہم نے رت جگا کیا تھا اتنا مزا آیا ڈھول بھی آ گیا آؤ ناشتے کے بعد محفل جماتے ہیں۔" وہ ادا سے بولی۔ دانیال کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ماروخ کو تیسری منزل سے نیچے پھینک دے۔

"میں فارغ نہیں ہوں تمہاری طرح ہزار کام ہے مجھے شادی کے اب ہٹو یہاں سے۔" وہ اب کی بار چبا چبا کر بولتا اسے ایک طرف کر نکل گیا لیکن وہ بھی ماروخ تھی بنا اپنی بے عزتی محسوس کیے وہ دونوں ہاتھ تھوڑی پر رکھے ہلکی ہلکی جھومنے لگی۔

"اف دانی تمہارا یہ نیا عصیلہ روپ بھی میرے دل کو بھا گیا۔" وہ مسکراتی ہوئی آنکھیں میچتی بڑبڑائی۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" ایک کزن نے پیچھے سے اس کا کندھا ہلایا۔ وہ چونکی۔

"چلو ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا۔" وہ ماروخ کو لے گئی۔ مہک کی شادی پر قریبی رشتے دار اور کزنز رکنے آ چکے تھے۔ گھر بھرا بھرا ہو گیا تھا اور شادی کا ماحول لگ رہا تھا۔

"رائمہ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" دانیال پہلی بار بنا اجازت کے منہ اٹھا کر ایک جھٹکے سے کمرے کا دروازہ دھکیلتا ہوا اندر آیا۔

"واؤ چھوٹی باجی کتنی پیاری لگ رہی آپ کی مہندی۔" کل رات ہی سب لڑکیوں کے مہندی لگی تھی سوائے مہک کے جس نے پالر جا کر علیزے کے ساتھ ہی لگانی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یوج تم جاؤ۔"یوجنا جو بیڈ پر بھیٹی رایمہ کے دونوں ہاتھوں کی تصویریں لے رہی تھی رایمہ کے سنجیدہ حکم پر بغیر کسی چوں چرا کیے اٹھ گئی۔

"گڈ مارننگ اوپس گڈ ایوننگ دانی بھائی۔"دانیال کو ہاتھ ہلاتی وہ مزے سے باہر نکل گئی۔دانیال نے دروازہ بند کیا اور رایمہ کی طرف آیا جو دوپٹا اڑھتی کھڑی ہو گئی تھی۔

"کیا مسلہ ہے کیوں آئے ہو؟"اس نے سختی سے سوال کیا۔

"تم مجھے بتاؤ تمہارا کیا مسلہ ہے ؟"آج پہلی بار دانیال کو اتنے غصہ سے بات کرتے دیکھ رایمہ چونکی تھی۔

"کیا مطلب ؟"

"تم نے مہک سے یہ کہا ہے کہ تمہارے بھائی کو مجھ میں اور اس رشتے میں کوئی دلچسپی نہیں رہی ؟"وہ غصہ سے ایک قدم مزید اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔رایمہ نے سینے پر ہاتھ باندھ چہرہ پھیر لیا۔

"کچھ غلط کہا؟"وہ تو حیران ہی ہو گیا تھا۔

"غلط تم..... تمہارا... رایمہ تمہیں اندازہ بھی ہے مہک میرے بارے میں کیا سوچ رہی ہو گی یا اور سب کیا سوچیں گے۔"وہ شاک کی کیفیت میں بولا۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"لیکن مجھے پڑتا ہے۔" وہ تقریباً چلایا۔

"آہستہ گھر میں مہمان بھرے ہوئے ہیں۔" رایمہ جلدی سے بند دروازے کو دیکھتی غرائی۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔" اس نے رایمہ کی ہی بات منہ پر ماری۔

"یہ بتاؤ تم کب میں نے اس رشتے میں کوئی دلچسپی نہ دکھائی ہوا گر سچ دیکھو تو مجھ واحد نے ہی اس رشتے کو آگے بڑھانا چاہا ہے کیونکہ اگر تمہارے بس میں ہوتا تو کب کا ختم کر چکی ہوتی لیکن میں ہی تمہارے آگے پیچھے منت سماجت کرتا رہا ہوں ایک بار میرا یقین کر لو ایک بار رایمہ لیکن تم نے تو یقین دور کی بات ہے میری بات تک نہ سنی۔" وہ آج پھٹ پڑا تھا۔

"کیا سنتی ہاں جھوٹ سب جھوٹ مجھے سمجھ نہیں آرہا دانیال تم کیوں اپنے سچ کو جھوٹ بنا رہے ہو یہ جانتے ہوئے بھی کہ اب فایدہ نہیں ہے تم عریبہ".....

"ارے بھاڑ میں گئی عریبہ۔" وہ اتنی زور چیخا کہ رایمہ اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔

"تمہاری سوئی عریبہ پر ہی کیوں اٹکی رہتی ہے جو تم نے دیکھا سچ مان لیا ایک بار بھی وضاحت کا موقع نہیں"......

"دیا تھا ایک نہیں کئی بار دیا لیکن ہر بار تم نے مجھے دھوکا دیا۔" وہ اس کی بات کاٹ چلائی۔

"کب دیا کونسا دھوکا؟" دانیال نے بھنویں جوڑیں پوچھا۔

"اوہ تو اب تم انجان بن جاؤ گے بھول گۓ لاسٹ ٹائم جب میری تم سے کال پر بات ہوئی تو دانیال میں تمہیں دے رہی تھی موقع لیکن عین اسی وقت تمہیں اپنی عریبہ سے ملنے جانا تھا۔" رایمہ نے آنکھوں سے نکلنے والے چند آنسوں کو ہاتھ سے رگڑرتے ہوئے غصہ سے کہا۔

"اوہ گاڈ رایمہ وہ عریبہ کی خودکشی کی خبر ملی تھی مجھے اور وہ بھی فیک تھی۔" وہ دونوں ہاتھ سر پر لے جا کر گھوما پھر واپس اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"وہ سب میں نہیں جانتی۔" دانیال نے اپنے دانت پیستے اسے گھورا۔

"رایمہ میرا یقین....." اس سے پہلے وہ بے بسی سے اسے سمجھانے کی کوشش کرتا رایمہ کے بجتے فون پر نگاہ گئی اور سکرین پر ولید کا نام دیکھ اس نے رایمہ کو دیکھا جس نے سکرین کو دیکھ واپس اسے دیکھ نظریں چرالیں۔ کل رات ہی اس نے نمبر سیو کر لیا تھا۔

"ٹھیک ہے مت جانو یو نو واٹ عریبہ واز رایٹ میں ہی پاگل تھا جو آگے پیچھے تمہارے پھر رہا تھا ورنہ تمہیں تو اس رشتے سے جان چھڑانے کا بہانہ مل گیا تھا یہی تو چاہتی تھی تم

میرے سے لاکھ درجے اچھے ہیں ولید بھائی ہارٹ سرجن ہیں ویلڈ ھی ہے باہر رہتے ہیں بہت سٹیبل مستقبل ہے تمہاراان کے ساتھ میں کیاہوں ایک یونی میں پڑھنے والا سٹوڈنٹ جواب تک اپنے پیروں پر بھی کھڑا نہیں ہوا صحیح ہے بالکل ٹھیک کیا تم نے۔"

رایمہ ہکابکادانیال کودیکھنے لگی تھی۔وہ کیا کہہ رہا۔کیا اسے اندازہ تھا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا؟

"دانیا....."رایمہ نے کہنے کے لیے لب کھولے کہ کچھ سوچ واپس بند کر لیے۔آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے تھے۔

"جو سمجھنا ہے سمجھو میں کوئی وضاحت نہیں دوں گی ہاں دانیال آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہمارا رشتہ بہت کمزور ہے تم کہتے ہو میں تمہیں سمجھ نہیں پائی تو تم نے مجھے کونسا سمجھ لیا جاؤ یہاں سے۔"وہ بے دردی سے گالوں سے آنسوں پوچھتے ہوئے بولی۔

"ہاں جارہاہوں لیکن ایک بات یادرکھنا تم مہک دیب یازے کے پوچھنے پر میرے اپر الزام نہیں ڈالو گی جو کچھ ہوا وہ ہماری آپسی انڈرسٹینڈنگ سے ہوا۔"وہ انگلی اٹھاکر تشیہہ کرتا باہر جانے لگا کہ دروازہ کھولتے رکا۔

"ایک اور بات رایمہ میں نے سچی والی محبت کی تھی تم سے یاشاید کرتاہوں لیکن اب مجھے خود پر غصہ آرہاہے۔"وہ بنا پلٹے کہتا باہر نکل گیااور رایمہ گرنے والے انداز سے بیڈ پر بھیٹی۔

"تم نے مجھے یہ سمجھا؟" وہ یکدم دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا میں اندر آسکتی ہوں؟" دروازے پر کھڑی وہ بے حال لگ رہی تھی۔ انیلا بخت جو دوائی لے کر ابھی نیم دراز ہی ہوئی تھی اسے کھڑے دیکھ چونکی۔ شرٹ اور ٹراؤزر پر ایک طرف لیا دوپٹا اور الجھے ہوئے بال کھلے تھے۔ ہاتھ میں ایک کالا بیگ تھامے وہ شاید وہ ابھی سو کر اٹھی تھی اور سیدھا ان کے کمرے میں آئی تھی۔

"آجا میری لور تو ٹھیک ہے؟" انہوں نے فکر مندی سے کہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی۔

"آپ لیٹی رہیے۔" علیزے نے بیگ ایک طرف رکھ انہیں ہلکا سا سہارا دیا۔

"تو ٹھیک ہے؟" ان کے چہرے پر اضطراب دیکھ علیزے نے لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے سر جھکا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"آج میں آپ سے جو پوچھوں گی آپ اس کا مجھے سچ سچ جواب دیں گی۔" اس نے کہنا شروع کیا۔انیلا بخت نے اندر آتی مہرون نساء کو پریشانی سے دیکھا پھر علیزے کے جھکے سر کو۔

"کیا ہوا بیٹا خیریت؟" انیلا بخت نے دودھ سایڈ میز پر رکھ پوچھا اور پاس پڑی کرسی پر بھیٹ گئ۔

"آنٹی یہ کیا ہے؟" علیزے نے سر اٹھا کر مہرون نساء کو دیکھا پھر کالے بیگ کو کھول ان میں سے چیزیں نکال کر انیلا بخت اور مہرون نساء کو دکھاتے ہوئے پوچھا۔ مہرون نساء نے حیران ہوتے اس کے ہاتھ سے چیزیں لیں اور انیلا بخت کو دیکھا۔

"یہ پونی یہ ہیر بینڈ یہ کسی بچی کی چیزیں یہ کس کی ہیں؟" وہ اجلت میں کبھی انیلا بخت کو دیکھتی تو کبھی مہرون نساء کو دیکھتی سوال کرنے لگی۔

"بیٹا آپ کو یہ سب کہاں سے ملا؟" مہرون نساء نے پوچھا۔

"شاہ زیب کی الماری سے اب پلیز آپ لوگ مجھے سچ سچ بتائیں اگر شاہ زیب بچپن میں کسی کو پسند کرتا تھا اور وہ اس لڑکی کا سامان ہے تو آپ لوگ مجھے آرام سے بتا سکتی ہے میں بالکل برا نہیں مانوں گی لیکن آپ مجھے پوری کہانی بتائیں کیا اس وجہ سے وہ ایسا ہے اتنا غصہ میں اتنا اکھڑا اکھڑا کیا یہ لڑکی دھوکا دے کر چلی گئی؟" مہرون نساء اور انیلا بخت

نے بے حد حیرانی سے علیزے کو دیکھا۔انہیں اندازہ بھی نہیں تھا کی علیزے یہ سب دیکھ یہ سمجھے گی۔

"اماں جان۔" مہرون نساء نے بے اختیار انیلا بخت کو دیکھا جو علیزے کو ہی دیکھے جا رہی تھی۔

"آپ لوگ چپ کیوں ہیں بتائیں؟" وہ پریشانی سے بولی۔

"ہاں ٹھیک کہا لور یہ وہی ہے جسے شاہ بے حد چاہتا ہے۔" انیلا بخت نے اپنے مخصوص لب و لہجے میں کہا۔ کچھ پل کے لیے علیزے رک گئی۔ بے اختیار اس کی پلکیں جھک گئی۔

"کیا یہ سچ ہے؟" وہ بولی۔اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔

"ہاں سچ ہے۔" مہرون نساء بھی بولیں۔علیزے نے حیرانی سے سر اٹھایا۔

"کیا یہ لڑکی اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی؟" اس نے باری باری دونوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں چھوڑ کر چلی گئی تھی۔" انیلا بخت اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولیں۔ وہ پھر چونکی۔

"لیکن کیوں؟ "

"کیونکہ اسے جانا پڑا تھا اس میں اس کی مجبوری تھی۔" مہرون نساء اسے چیزیں واپس تھماتی ہوئی بولیں۔

"اچھا لیکن یہ تصویریں بھی ہیں اور یہ تصویریں میری ہیں ایک بھائی اور کسی بچے کے ساتھ ہے تو باقی صرف اس بچے کے ساتھ یہ کون ہے اور دیکھ کر لگتا ہے کہ بچپن میں میری اسے کافی دوستی تھی یہ حویلی کی تصویریں ہیں۔" وہ اب چیزیں ایک طرف رکھ جلدی سے تصویریں نکالتی تیزی سے بولی۔

"ادھر دکھا۔" انیلا بخت نے اس کے ہاتھ سے چند تصویریں لیں اور چند مہرون نساء نے اور پھر وہ دونوں ہی مسکرا دیں۔

"کیا ہوا آپ لوگ ایسے مسکرا کیوں رہے ہیں؟" وہ معصومیت سے بولی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اتنی ٹینس تھی اور وہ لوگ مسکرا رہے تھے۔

"علیزے بیٹا تمہیں شاہ نے واقعی میں کچھ نہیں بتایا یا تم ہمارے ساتھ مزاق کر رہی ہو؟" مہرون نساء نے معاملی سے انداز میں ان تصویروں پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔ علیزے چونکی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں بھلا آپ لوگوں کے ساتھ مزاق کیوں کروں گی مجھے کچھ نہیں پتا یہ تو چوری چھپے میں نے اس کے لاکر سے نکالی ہیں۔"علیزے کے انکشاف پر مہرون نساء اور انیلا بخت نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا پھر حیرانی پریشانی سے علیزے کو۔

"تمہیں کچھ علم نہیں ہے؟"مہرون نساء نے جس انداز میں پوچھا علیزے گھبرا گئی۔

"نہیں کیا نہیں پتا مجھے؟"وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بولی۔

"لو ریہ تیری چیزیں ہیں بچپن کی اور یہ تصویروں میں یہ بچہ شاہ ہے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت تیرا اکلوتا اور سب سے اچھا دوست جس کے ساتھ تو ہر وقت رہتی تھی۔"

انیلا بخت کی بات پر علیزے کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔وہ کھلے منہ کے ساتھ حیرانی کے صدمے میں انہیں کئی لمحے دیکھتی رہی۔

"کک.... کیا یہ.... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔

"اماں جان شاہ نے کچھ نہیں بتایا۔"مہرون نساء نے سنجیدگی سے انیلا بخت کو دیکھ کہا۔انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اس نے ماضی کی یاد نہیں دلائی۔"وہ افسوس سے بولی تھیں۔

"یہ آپ لوگ کیا بول رہے ہیں؟"علیزے جھنجھلاہٹ سے چیخی۔

"بیٹا ادھر بھیٹو۔"مہرون نساء نے اس کی کلائی پکڑ واپس اسے بٹھایا۔

"لور وقت آگیا ہے تجھ کو ماضی کے بارے میں سب کچھ بتا دینے کا۔" انیلا بخت کی بات پر اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور پھر مہرون نساء اور انیلا بخت نے باری باری بولنا شروع کیا اور اگلے ایک گھنٹے تک علیزے اپنی جگہ پر سن جمی بھیٹی رہی۔ مورت بنی وہ صرف پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"علیزے؟" مہرون نساء نے آگے بڑھ کر اسے شانوں سے پکڑا۔

"لور۔" انیلا بخت رونے لگی تھیں۔

"علیزے بیٹا؟" وہ مجسمہ بنی رہی تھی۔ مہرون نساء نے افسوس سے اسے خود سے لگا لیا تھا لیکن وہ ویسی بھیٹی رہی۔ آج اٹھارہ سال بعد اسے ماضی کی سچائی معلوم ہو گئی تھی اور ساتھ یہ بھی کہ شاہ زیب اسے اب تک کیا چھپا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ لوگ گاؤں کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ عدیب گاڑی چلاتا اپنے موبائل کی طرف پریشانی سے متوجہ تھا۔ برابر بھیٹی سِلا کب سے نوٹ کر رہی تھی عدیب کا دھیان زید کے ہاں اور گاڑی چلاتے وقت بھی موبائل کی طرف تھا شاید وہ کسی پریشانی میں تھا جو بار بار سکرین کو دیکھتا تو کبھی سامنے۔ اس کا دل چاہا کہ وہ پوچھے لیکن اسے یاد آیا وہ اسے

ناراض تھی کیونکہ اس نے زید اور فرزانہ بیگم کے سامنے جو کچھ کہا اس پر وہ پیچ وتاب رہ گئی تھی۔

کتنی آسانی سے اس نے بے عزتی کی تھی۔ وہ سِلا کی ہی تو بے عزتی تھی لیکن ایک بار بھی اس کو اب تک احساس نہیں ہوا کہ وہ خفا ہے اسے بس وہ اپنے فون میں مگن جانے کس سوچوں میں تھا۔

"ہیلو آنٹی۔" اچانک تیزی سے عدیب نے فون پر آتی کال اٹھائی اور کان سے لگائی۔ اس کی بے صبری دیکھ یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کب سے اسی کال کر منتظر تھا۔

"فار گاڈ سیک جنت کہاں ہے کتنے دنوں سے اسے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اسے کانٹیکٹ نہیں ہو رہا ہے نے ساری دوستوں سے بھی پوچھا لیکن کسی کو نہیں پتا آپ پلیز ابھی کے ابھی میری جنت سے بات کروا دیں میں جانتا ہوں وہ مجھ سے ناراض ہو گی کیونکہ میں نے اسے بیچ میں رابطہ چھوڑ دیا تھا وہ کچھ زاتی وجوہات تھی میری۔" عدیب جلد بازی میں بولتا گیا اور آخری جملہ سِلا کو دیکھ کہا جو اسے حیرت سے سن رہی تھی سر جھکا گئی۔ اسے شرمندگی ہونے لگی جیسے اس کی غلطی ہو۔

"ٹرپ پر مگر کب؟" دوسری طرف سے جواب ملنے پر وہ حیران ہوتے ہوئے کٹ لینے لگا۔

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے مہینہ ہو گیا اور وہ واپس نہیں آئی اور نمبر بھی بند جا رہا ہے۔"

اب لہجہ میں بے انتاہ فکر مندی تھی۔ سِلا نے سر اٹھا کر اس کے پریشان زدہ چہرہ کو دیکھا ایسی پریشانی عدیب کو سِلا کے لیے تو کبھی نہیں ہوئی۔ اسے کونسا محبت تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے میں کرتا ہوں۔" وہ فون رکھ واپس سامنے دیکھنے لگا مگر بہت کچھ سوچ رہا تھا۔

"کیسی ہے آپ کی جنت؟" سِلا نے آنسوں کا گلا گھونٹ طنزیہ پوچھا لیکن وہ پریشانی میں اس کے لہجہ اور چہرے پر غور نہیں کر پایا۔

"پتا نہیں شاید مجھ سے ناراض ہے۔" وہ بولا تو اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔ وہ سِلا کو بنا دیکھ سامنے دیکھتے گاڑی چلاتے بولا تھا۔

"ناراض۔" سِلا نے لفظ دوہرایا۔ عدیب نے بے خیالی میں سر ہلایا۔

"میں بھی۔" سِلا کی بات پر وہ چونکا اور اسے دیکھا۔

"تم نے مجھ سے کچھ کہا؟" کیا اس نے واقعی نہیں سنا تھا؟ سِلا کو لگا اس کا دل کسی نے مٹھی میں کر لیا ہو۔ اسے کتنی تکلیف ہوئی تھی۔

"نہیں آپ جنت کی فکر کریں۔" اب کی بار اس کی جانب متوجہ ہونے کے باعث وہ طنز کو وہ سمجھ گیا تھا۔

"تم بھی کسی نا کسی کو ڈھونڈ کر اس کی فکر کر لو۔" کیا حد درجہ کی سفاکی تھی؟ سِلا کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔ بھلا ایک بیوی اپنے شوہر اس قسم کا جملہ برداشت کر سکتی تھی۔

"ضرورت نہیں مجھے۔" کیا حد درجہ کیا برداشت تھی؟ اور عدیب سر جھٹک گیا۔ گاڑی میں چبھنے والی خاموشی پھیل گئی تھی۔

"سِلا؟" عدیب کی پکار نے خاموشی کو توڑا تھا۔

سِلا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ شاید سر جھکا کر آنسوں روک رہی تھی۔ عدیب دیکھ چکا تھا۔

"آیم سوری۔" سِلا نے چہرہ اٹھا کر بے یقینی سے اسے دیکھا۔ وہ بے تاثر تھا۔

"آیم سوری؟" وہ تمسخرانہ ہنس کر بولی جیسے عدیب کی سوچ پر افسوس کر رہی ہو، کیا سوچتا ہے وہ انسان دل کو زخم دے کر سادگی سے معافی مانگ لے گا تو گھاؤ بھر جائیں گے؟ وہ ہرٹ ہوئی تھی۔ بہت ہرٹ۔

"سِلا؟" اس نے پھر پکارا۔

"جی؟" اب کی بار سِلا نے جواب دیا۔

دونوں کی نظریں سامنے سڑک پر تھیں جس پر وہ رواں تھے۔

"ہماری منزل ایک نہیں ہے۔" اچانک خاموشی پھیل گئی، عدیب کا جملا اس کے کانوں میں باز گشت کرنے لگا۔

"ہماری منزل ایک نہیں ہے۔" وہ دونوں ابھی تو ایک ہی منزل کی طرف جا رہے تھے یہ ایک دم سے منزل کیسے بدل گئی؟ یا شاید منزل پہلے سے ہی ایک نہیں تھی احساس ابھی ہوا جبھی ابھی کہا گیا۔

"ہمارے راستے کون سے ایک ہیں؟" سِلا کو بھی احساس ہو ہی گیا تھا جبھی مسکرا کر بولی۔ تکلیف تھی اس مسکراہٹ میں، دکھ تھا، جس کو بچپن سے اپنا مستقبل سمجھا وہ تو اس کا حال تک نہیں تھا۔

دونوں کے درمیان اب خاموشی ہو گئی تھی اور اس خاموشی کو کوئی اب توڑنا نہیں چاہ رہا تھا کیونکہ دونوں کے دلوں میں شور برپا تھا۔ عدیب کو جانے افسوس کیوں ہو رہا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا تو دوسری طرف سِلا کے دل میں توڑ پھوڑ ہو رہی تھی۔ کمال کی ضبط سے وہ بھیٹی تھی۔

ایسا کیوں ہوتا ہے؟

جن کی نہ تو منزل ایک ہوتی ہے نہ راستے وہ کچھ وقت کے لیے ہی کیوں ایک ہی سڑک پر آ کر چلنے لگتے ہیں اور اس کچھ وقت کے ختم ہونے کے بعد ان کے راستے جدا ہو جاتے ہیں؟

سامنے خالی سڑک کو دیکھتے یہ سوال عدیب اور سِلاد دونوں کو ذہن میں اس وقت چل رہا تھا۔

اور اس کا جواب تھا۔

شاید وہ کچھ وقت بہت سے سبق سکھانے کے لیے اس سڑک پر لے آتا ہے جس سڑک پر آپ اس وقتی انسان کے ہمرہ ہوتے ہو، وہ انسان، وہ سڑک، وہ بے جا منزل، وہ بے معنے پل، سب اپنے ساتھ ایک سبق لیے ہوتے ہیں جو آپ کو سکھاتا ہے کہ ہر سڑک آپ کی منزل کی طرف نہیں جاتی ہر کسی انسان کے ہمرہ!

"اور کبھی کبھار وہ سڑک آگے جا کر دوسری اس سڑک سے ملتی ہے جس کی منزل صرف آپ کے لیے ہوتی ہے لیکن اس منزل تک پہنچنے کے لیے اس سڑک پر جانا ہوتا ہے اور اس سڑک پر پہنچنے کے لیے اسے جڑی سڑک کا سہارا لینا پڑا ہے جو غلط ہی تو ہوتی ہے لیکن صرف ہمارے لیے غلط ہوتی ہے۔" دور کھڑی قسمت نے دونوں کو سفر کرتا دیکھ سرگوشی کی تھی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جو ابھی جس سڑک پر سفر کر رہے تھے وہ آگے جا کر ان کی اصل سڑک سے جڑ کر اس سڑک سے انہیں اتارنے والی تھی جس کا سیدھا راستہ ان کی منزل تک جاتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"رایمہ کب سے کمرے میں ہو باہر کیوں نہیں آرہی سب گانے گا رہے ہیں؟" مہک نے اندر داخل ہوتے ہوئے صوفے پر سکڑی آنکھیں بند کیے بھیٹی رایمہ سے پوچھا۔ وہ چونک کر اٹھی۔

"نہیں میں بس۔" اس نے جلدی سے آنکھوں کی نمی صاف کی۔

"کیا ہوا رایمہ تم ٹھیک ہو؟" مہک پریشانی سے اسے کے پاس آئی۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں بس سر میں درد ہو رہا تھا باہر کے شور سے اسیلیے اندر تھی۔" رایمہ نے بہانہ گھڑا۔

"اوہ میں میڈیسن دوں؟" اس نے اس کے پاس بھیٹ فکر مندی سے پوچھا۔ رایمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں میں اب ٹھیک ہوں۔" وہ زبردستی مسکرائی۔

"رایمہ ایک بات کہوں؟" مہک نے اچانک اس کا ہاتھ پکڑ دھیرے سے کہا۔ رایمہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"دانی نے جو کیا اسے معاف کر دو اس کا بچپنا سمجھ کر مجھے بہت دکھ اور افسوس ہے کہ تم میری بھابھی نہیں بن پائی جب سے میں نے اور زے کو تم دونوں کے ریلشن شپ کو نوٹس میں لیا تھا ہم بہت خوش تھے میں نے تو اپنی بھابھی کے روپ میں تمہیں ہی دیکھ لیا تھا لیکن دیکھو نا قسمت کو دانی اور تمہارا ساتھ نہیں بلکہ تمہارا ولید بھائی کا ساتھ منظور تھا جیسے زے کے ساتھ ہوا ہم نے کیا سوچا تھا اور اس کے ساتھ ہو گیا۔" وہ افسردگی سے بولتی گئی جبکہ رایمہ نے آنسوں پیتے سر جھکا لیا تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو مہک مجھے لگتا ہے ہم دونوں بہنوں کی ہی قسمت میں رونا لکھا تھا جو ہم نے چاہا وہ ہمیں ملا ہی نہیں بس میری دعا ہے کہ ہم دونوں بہنوں کا یہ روگ یوجنا پر نہ لگے وہ جو چاہے اسے وہ ملے اس کا نصیب بہت اچھا ہو۔" رایمہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ مہک نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں رایمہ مانا کہ زے اور تمہاری قسمت جیسے دکھتی تھی ویسی نہیں ہے اس کا مطلب یہ تھوڑی کہ خوشی کے بجائے غم ہے مسرت کے بجائے دکھ ہے نہیں رایمہ شاہ زیب بھائی جیسے بھی ہے مجھے زے ان کے ساتھ بہت اچھی لگی تھی بہت پروٹیکٹو ہیں وہ تم

دیکھنا زے بہت خوش رہے گی او جہاں تک بات تمہاری ہے تو ولید بھائی بہت اچھے ہے اور سب سے بڑھ کر انہیں تم پسند آگئی ہو تم دیکھنا تم بہت خوش رہو گی اور یوجنا کی بھی اپنی بہنوں کی طرح بہت پیاری قسمت ہو گی اللہ تعالٰی جو کرتا ہے اس میں ہماری بھلائی ہوتی ہے بھلے ہی وہ ہمیں ابھی نہ دکھ رہی ہو لیکن ہو سکتا تھا کہ زے جسے چاہتی اس کے ساتھ کبھی خوش نہ رہتی تمہارا اور دانی کا کوئی خوشحال مستقبل نا ہوتا تو اللہ نے جو کیا تم دونوں کے اچھے کے لیے کیا اور انشاللہ یوجنا کے بھی نصیب ابھی بہنوں کی طرح بہت اچھے ہوں گے۔" مہک کے پیار سے سمجھانے پر وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

" بھئی ہماری مہک تو جیسے جیسے اپنے شادی کے دن قریب آرہے ہیں ویسے ویسے سمجھدار ہوتی جارہی ہے۔" وہ ماحول کے تناؤ کم کرتی مزاق میں بولی۔ مہک شرما دی۔

"اہو آپ بھی شرماتی ہیں؟" وہ اس کی تھوڑی پکڑ اس کا چہرہ ہلکا سا اٹھاتی چھیڑتے ہوئے بولی۔

"بس کرو۔" مہک نے ہنس کر چہرہ موڑ لیا۔

"اچھا اب چلو۔" رایمہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کہا۔

"واقعی سر میں درد نہیں ہے؟" مہک نے مسکراہٹ دبائے کہا۔ رایمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"بالکل نہیں ہے۔" رایمہ کے جواب پر وہ دونوں ہنستی ہوئی باہر آگئی تھیں جہاں سب عورتیں لڑکیاں گھیرہ بنائے بھیٹی ڈھولک بجا رہی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا مہک کہ تمہاری بیسٹ فرینڈ آئے گی اب تک تو آئی نہیں۔" ماروخ نے مہک کا دل جلاتے ہوئے کہا۔ مہک نے دانت پیستے اسے گھورا۔

"کل آئے گی انشاللہ۔" وہ کافی چبا چبا کر بولی تھی۔

"دیکھتے ہیں بیسٹ فرینڈ ہو کر خود ہی لیٹ ہے۔" وہ طنز کرتی ہوئی بولی۔ ساتھ دو کزنیں بھیٹی ہنسنے لگی۔ مہک کو غصہ آیا۔

"اصل میں کیا ہے ناماروخ ہر کوئی نا تمہاری طرح فالتو نہیں ہوتا سب کی مصروفیات ہوتی ہیں۔" وہ حساب چکتا کرتی ڈھولک کی طرف متوجہ ہوگئی جبکہ ماروخ پر ذرا اثر نہ ہوا۔ وہ سب بھول بھال اندر آتے کسی کزن کے ساتھ دانیال کو دیکھ اپنے بال سیٹ کرنے لگی۔

"دانی آؤنا ہمارے ساتھ گانے گاؤ۔" اس نے کافی اونچی آواز میں اسے پکارا تھا۔ دانیال اسے سنجیدگی سے منع کرتے جاتا کہ مہک کے برابر بھیٹی رایمہ کو دیکھ چلتا ماروخ کے برابر آکر بھیٹ گیا۔ رایمہ نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا پھر واپس تالیاں بجانے لگی۔

"تم دن بادن ہاٹ ہوتے جارہے ہو۔" ماروخ اس کے رف سے کرتے کو دیکھتی ہوئی بولی۔ وہ بہت کم کرتے پہنتا تھا زیادہ تر وہ جینس شرٹ پہنتا تھا۔

"اچھا۔" دانیال نے لفظ کو خاصی کھینچا اور رایمہ کو دیکھا۔

"تم بھی تو اتنی حسین ہو۔" اس نے ماروخ کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر اتنا اونچا تو بولا ہی تھا کہ باآسانی رایمہ کے کانوں میں اس کا جملہ گیا تھا۔ مہک اٹھ کر چائے کا کپ لینے گئی تو وہی چچی نے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔ اب مہک کی جگہ خالی تھی۔ ماروخ مہک کی جگہ پر سرک گئی تو دانیال کی بھی اس کے پاس ہو گیا۔ اب بیچ میں ماروخ تھی اور اس کے دائے بائے دانیال اور رایمہ۔

"ہائے تھینک یو مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا تم نے میری تعریف کی ہے۔" ماروخ جیسے خوشی کے صدمے سے بولی۔ رایمہ کے تاثرات تن گئے تھے۔ وہ اب ایسے تالیاں بجا رہی تھی جیسے ان دونوں ہتھیلیوں کے بیچ میں دانیال ہے اور پیسا جا رہا ہو۔

"یقین کر لونا۔" دانیال نے ماروخ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا مگر وہ سرگوشی سرگوشی ہرگز نہ تھی۔

"مجھے بھی چائے دینا۔" دانیال نے ایک کزن کو کہا جو چائے سرو کر رہی تھی۔

"ساتھ زہر بھی۔" رایمہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھنے لگی جب دانیال بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"نہیں وہ ان کے ولید کے لیے رکھ لینا شادی کی رات دینے کے لیے کام آئے گا۔" وہ چائے کا کپ پکڑتا ہوا بولا تھا۔بے خبر ماروخ تو مزاق سمجھ ہنس دی تھی مگر رایمہ نے ایک قہر آلودہ نظر اس پر ڈالی جو سنجیدگی سے چائے کے گھونٹ بھر رہا تھا۔

"مہندی نہیں لگائی؟" وہ ماروخ کا ہاتھ پکڑ پوچھنے لگا جو وہی فلیٹ ہو گئی تھی۔

"چھچھورا فلرٹی۔" رایمہ دانت پیستے بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی تھی۔

"تم لگا دو نا۔" ماروخ اس کے مزید قریب سرکتے ہوئے بولی۔

"وہ بھیتی ہے نا آنٹی ان سے لگواؤ۔" وہ سرد آواز میں کہتا خود بھی اٹھ گیا۔ماروخ نے حیرت سے اسے دیکھا پھر کندھے اچکا گئی۔

"حسین۔" وہ خود ہی شرما دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیسے ہو شاہ؟" شاہ زیب کو حویلی میں آتا دیکھ سمیر اس کی طرف بڑھا اور گلے ملا۔

"آگۓ تم لوگ؟" وہ زینیا اور سمیر کو دیکھتے ہوئے حیرانی سے بولا۔

"اسلام علیکم شاہ زیب بھائی جی آگۓ۔" زینیا مسکراتی ہوئی بولی۔اس کے چہرے سے خوشی پھوٹ رہی تھی۔

"وعلیکم اسلام اچھی بات ہے۔" سمیر اور زینیا دونوں مسکرا دیے۔

"ہاں وہ جو ضمیر کی بیٹی والا کیس تھا نا مبارک ہو تمہارے آواز اٹھانے کی وجہ سے سرپنچ صاحب نے اپنا فیصلہ ضمیر کے حق میں کیا اور سلمان کو گاؤں میں عورتوں سے بدتمیزی اور لڑکیوں کو چھیڑنے کے جرم میں گاؤں سے دو سال کے لیے نکال دیا ہے۔" سمیر نے بتایا۔

"اچھا تمہیں کیسے پتا تم لوگ تو ابھی آئے ہو نا۔" زینیا شاپرز اور بیگ ملازمہ کے ساتھ لے کر کمرے میں چلی گئی۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے برآمدے میں آ گر صوفے پر بھیٹ گ ئے۔

"ابھی ابھی بس باہر زوہیب سے ساری خبر لی تو اس نے بتایا وہ آ رہا تھا تمہارے پاس میں نے بولا میں خود دے دوں گا میں نے اسے سیٹھی والے کام سے بھیجا ہے۔"

"ٹھیک کیا۔"

"اسلام علیکم لالا۔" حویلی میں داخل ہوتے ہی سامنے شاہ زیب اور سمیر کو دیکھ سِلا ان دونوں کے پاس گئی۔ وہ دونوں چونک گ ئے۔

"وعلیکم اسلام بچے کہاں؟" وہ اس کو خود سے لگاتے ہوئے بولا پھر وہ سمیر سے ملی۔

"میں وہ....." سِلا کچھ کہتی اس کے پیچھے آتا عدیب انگلی پر چابی گھماتے ہوئے آیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"دوست کے ہاں پارٹی تھی۔" وہ شاہ زیب کو نظر انداز کرتا سمیر سے بولا اور چابی اسے دی۔

"تھینکس فار داکار۔" سمیر مسکرادیا۔

"پارٹی؟" شاہ زیب کے ماتھے پر بل دیکھ سِلا جلدی سے بولی۔

"دعوت لالا وہ ان کے دوست کے ہاں دعوت تھی۔" اس نے ایک نظر عدیب کو دیکھ کہا جو کندھے اچکا کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔

"زے کہاں ہے؟" ملازمہ کے ہاتھ سے پانی لیتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"جی؟" ملازمہ کو سمجھ نہ آیا۔

"بہری ہو علیزے میڈم کا پوچھ رہا ہوں؟" عدیب اونچی آواز میں بولا۔ ملازمہ گھبرا گئی۔

"تم جاؤ۔" شاہ زیب کے کہنے پر وہ جلدی سے وہاں سے بھاگی۔ سِلا پریشانی سے سمیر کو دیکھتی وہی بھیٹ گئی۔

"یہاں ملازموں سے بھی تمیز سے بات کی جاتی ہے لیکن میں بھی کسے کہہ رہا ہوں جسے اپنے بڑوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے وہ ملازموں کو تو حقیر ہی سمجھے گا نا۔" شاہ زیب سختی سے سناتا اس کے عین سامنے بھیٹ گیا۔

"کیا کہا؟" عدیب اٹھ کر بھیٹا۔

"لالا۔" سِلا نے پریشانی سے اپنے سے کچھ فاصلے پر بھیٹے سمیر کو دیکھا۔ سمیر نے سِلا کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"عدیب شاہ کیا ہو گیا؟" سمیر دونوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے لگتا اس کا دماغ کا فیوز اڑھ گیا ہے۔" عدیب مسکرا کر شاہ زیب کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔ شاہ زیب اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ سِلا بھی ڈر کر کھڑی ہوئی۔

"اٹھو۔" شاہ زیب عدیب کے پاس آیا۔ عدیب نے الجھی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اٹھو۔" وہ پھر سنجیدگی سے بولا۔ عدیب اٹھ گیا۔

"کیا یہ دھونس کسی اور پر جمانا۔" عدیب نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ تم پر دھونس بھی جماؤں اگر ابھی تک صحیح سلامت میرے سامنے کھڑے بھونک رہے ہو تو اس کا شکر یہ میری بہن کو کہو ورنہ"......

"ورنہ کیا ہاں تو اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے ایک بات یاد رکھ یہ ہیرو گری سب نکال دوں گا اور اپنی بہن کا لحاظ نہیں کروں گا کیونکہ وہ تو خود یہی چاہتی ہے کہ اس کی جان چھٹے تجھ سے جاہل اجڈ۔" وہ بدتمیزی سے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"عدیب یہ کس طرح بات کر رہے ہو؟"سمیر غصہ سے اپنی جگہ کھڑا ہوا۔

"لالا آپ پلیز جانے......."سِلا گھبرا کر شاہ زیب کے پاس آئی لیکن شاہ زیب نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

شاہ زیب مسکرایا۔وہی دھیمی مسکراہٹ اور ایک قدم مزید عدیب کی طرف بڑھایا۔اب ان میں تھوڑا سا ہی فاصلہ تھا۔سِلا کے پسینے چھوٹنے لگے۔سمیر بھی معاملے کی گھمبیرتا سمجھ گیا۔عدیب نے غلط انسان سے پنگا لے لیا تھا۔

"ہم جاہل لوگ تجھ جیسے بگڑے ہوئے آوارہ سے لاکھ گناہ بہتر ہیں اور جہاں تک بات رہی تیری بہن کی تو وہ بیوی ہے میری وہ مجھے چاہے یا نا چاہے اس میں تیرا کوئی لینا دینا نہیں ہے پہلے خود کو سنبھال لے اور کسی قابل بن جا اور ابھی کے ابھی یہاں سے دفع ہو جا کیونکہ میں کہنا تجھے بہت کچھ چاہ رہا ہوں لیکن میری بہن کھڑی ہے اور میں اس کے سامنے کوئی گندے الفاظوں کا استعمال نہیں کر سکتا ورنہ تو اسی لایق ہے۔"وہ سخت تاثرات کے ساتھ اپنی بھاری آواز میں بولتا ہوا پیچھے ہوا۔

"اپنے نام مراد شوہر کو باندھ کر رکھا کرو آزاد رہے گا تو مجھے سلاخوں کے پیچھے کر دے گا۔"وہ سِلا کو کہتا ہوا عدیب پر ایک ترچھی نظر ڈال کر چلا گیا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

"واٹ دا....... کیا کہا اس جاہل نے ؟" عدیب کو اس کی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا تھا جبھی غرایا۔

"ادھر آکر بول ڈرپوک۔" وہ چلایا۔

"کک..... کچھ نہیں۔" سِلا نے ہڑ بڑا کر کہا۔ وہ خوف سے رونے لگ گئی تھی۔

"عدیب تم سے یہ امید نہیں تھی پڑھے لکھے کہتے ہو تم خود کو۔" سمیر بھی ایک سخت نگاہ عدیب پر ڈال چلا گیا تھا۔

"پورا خاندان جاہل ہے تمہارا۔" وہ سِلا پر چلایا۔

"آپ کا بھی خاندان ہے۔" جانے کیسے اس کے منہ سے نکل گیا تھا۔

"وٹ ایور۔" وہ غصہ سے بڑبڑاتا ہوا چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"بیٹا بولو کچھ مجھے فکر ہو رہی ہے۔" پچھلے دس منٹ سے وہ فون کام سے لگائی روئے جا رہی تھی اور انور بخت کو ہول اٹھ رہے تھے، اتنا پوچھنے کے بعد بھی جب علیزے کچھ نہ بولی۔ وہ بے بسی سے چیخ اٹھے۔

"ڈیڈ..... ڈیڈ آیم سوری۔" وہ باشمکل جملہ بولے پھوٹ کر رو دی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کک.... کیا ہوا بیٹا میرے بچے سوری کیوں کر رہی ہو کسی نے کچھ کہا ہے شاہ زیب کدھر ہے کیوں رو رہی ہو کچھ تو بتاؤ۔" انور بخت کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنی بیٹی کے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں۔

"ڈیڈ مجھ.... مجھے سب پتا چل گ... گیا میں ماضی جان گئی ہوں۔" علیزے نے خود کو سنبھالتے ہوئے فون کو مضبوطی سے پکڑ کر کہا۔ دوسری طرف انور بخت کے تاثرات تبدیل ہوئے۔

"کیوں ڈیڈ کیوں نہیں بتایا آج تک آپ نے ہمیں کہ اس میں ہماری ماں کی نہیں ہماری نانی کی غلطی تھی کیوں ڈیڈ کیوں چھپائی اتنی بڑی سچائی جب جب ہم نفرت کے اظہار کرتے تھے تب کیوں نہیں ایک تھپڑ مار کر بتایا کیوں؟" وہ غم و غصہ سے چیخنے لگی تھی۔

"تم دونوں نے کبھی میری سنی؟" انور بخت کے سوال پر علیزے مزید شرمندگی سے ڈوب گئی۔

"ڈیڈ میں ان سے کتنی نفرت کرتی رہی کتنا سنایا کتنا برا بھلا کہا یوج کو بھی اس سے چھین لیا ہمیشہ ان کی توہین کی انہوں نے کتنا کچھ سہا بالکل چپ صرف میرے اور بھائی کی وجہ سے نفرت ہو رہی ہے مجھے خود سے۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ انور بخت نے آنکھیں بند کیے گہری سانس لی اور جب آنکھیں کھولیں تو ان کی آنکھوں میں نمی تھی۔

"بیٹا وہ تو تڑپتی رہی تم دونوں کی محبت کے لیے پل پل ترستی رہی اور میں تم دونوں کی نفرت کے آگے بے بس رہا۔" علیزے نے اپنی آنکھیں میچ لیں۔

"ڈیڈ نانی نے کیوں کیا ایسا کیوں کیا انہیں اپنی بیٹی اپنے نواسی نواسہ سے پیار نہیں تھا؟" اس نے غصہ سے پوچھا۔

"آپ جانتے ہیں جب نانی کے مرنے کی خبر ملی تھی تو میرا ایک بار دل چاہا تھا کہ میں بھی رایمہ کے ساتھ چلی جاؤں لیکن......" وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پائ تھی اور ہچکیوں سے رونے لگی۔

"بیٹا جو ہوا سو ہوا شاید یہ قسمت میں لکھا تھا اب تم دونوں بہن بھائی اپنی ماں سے مافی مانگنا۔"

"کیا وہ ہمیں معاف کر دیں گی؟" علیزے نے ڈر کر پوچھا۔

"بالکل بیٹا ایک ماں کا دل کبھی اپنے بچوں سے نالا نہیں ہوتا وہ تو آج بھی تم دونوں کے لیے ترستی ہے اس کے لب پر اپنے بچوں کے لیے ہی دعایں ہوتی ہے تم دیکھنا وہ کتنا خوش ہو گی اس کی دعایں آج قبول ہو گئی میری بچی کو آج احساس ہو گیا۔" علیزے سن تو انور بخت کو رہی تھی لیکن اس کی سوچ بار بار بھٹک کر ماضی میں جائے جا رہی تھی جو اسے تکلیف کے سوا کچھ نی دے رہی تھیں۔

وہ کتنی بدضن تھی۔ کتنا برا بھلا کہا تھا اٹھارہ سال سے وہ اپنی ماں سے دور رہی تھی۔ اسے نفرت کرتی آرہی تھی بنا یہ جانے کہ اس میں اس کی ماں کا تو کوئی قصور ہی نہیں تھا۔

ماضی میں جو ہوا اس نے علیزے اور عدیب کے دل میں نفرت نہ صرف اپنی ماں کے لیے ڈالی بلکہ پورے بخت خاندان کے لیے بھی ڈال دی۔ اس کا خاندان، اس کا اپنا خاندان جسے وہ دور بھاگتی آرہی تھی۔ اتنے پیارے رشتوں سے وہ دور رہی تھی۔ اس نے صرف اپنا بچپن ہی ضایع نہیں کیا تھا بلکہ اپنا وہ ہر پل ضایع کیا تھا جس میں اسے اپنی ماں کی ضرورت تھی اور محبت کرنے والے اپنے رشتوں کی اور..... اور اس نے اپنے دوست کو بھی کھو دیا تھا۔ اس دوست کو جو اس کے لیے سب کچھ تھا۔ اس کا پیارا دوست جو اس کی مسکراہٹ کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا آج اٹھارہ سال بعد جب وہ اسی دوست سے ملی تو وہ بدل گیا تھا تو پھر کیسے وہ یاد رکھتی وہ اسے نفرت کرنے لگی لیکن..... لیکن وہ تو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے نفرت کرنے لگی تھی نا۔ اپنے دوست کے لیے محبت تو آج بھی تھی جو آج اس کا شوہر تھا۔ اس کا جیون ساتھی، اس کا ہمسفر، قسمت نے کیا کھیل کھیلا تھا جن رشتوں سے وہ بھاگتی آرہی تھی جس ماضی سے وہ جان چھڑاتی آرہی تھی اٹھارہ سال بعد آج قسمت نے اسے وہی لا کر کھڑا کر دیا

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا۔اسے آہستہ آہستہ اب سمجھ آرہا تھاان تین مہینوں میں جو کچھ بھی اچانک اس کے ساتھ ہوا۔وہ سب سمجھ آنے لگا تھاوہ سب کوئی حادثہ نہیں تھابلکہ قسمت کا کھیل تھا،وہ چاہے جتنی نفرت کر رہی تھی چاہے جتنی غلط فہمیاں دل میں رکھی ہوئی تھی لیکن قسمت نے اسے گھسیٹ کر اسے کوئی غلط قدم نہ اٹھانے دیا۔کل تک وہ جس قسمت کو کوستی تھی آج اسی کی شکر گزار تھی۔وہ اپنوں میں تھی۔وہ اپنے دوست کے ساتھ تھی۔وہ علیزے انور بخت تھی ہاں وہ اسی خاندان کی بہو ہی نہیں بیٹی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ماضی:

انیلا بخت اور شمسہ دونوں اپنے ماں باپ کی دو ہی بیٹیاں تھیں۔ان کا باپ ایک غریب آدمی تھا جو گاؤں میں کسان تھا۔دونوں بیٹیوں نے بامشکل ساتوی تک ہی پڑھا تھا کیونکہ پرانے زمانے کے خیالاتوں میں بیٹیاں کو پڑھنا مناسب نہیں سمجھا جاتا تھااور ویسے بھی ان کے باپ کی اتنی آمدنی نہ تھی جو وہ تعلیم پر خرچ کرتے۔بلوغت میں آتے ہی ان کے ماں باپ کو اپنی بیٹیوں کی شادی کی فکر لگ گئی تھی۔انیلا بخت اپنی جوانی

میں خوبصورت تھیں اور شمسہ قابل صورت تھیں لیکن دونوں بہنوں نے اس فرق کو کبھی بیچ میں نہیں لایا اور پکیاں سہلیاں بن کر رہیں۔ایک روز انیلا بخت اپنی دوسری سہلیوں کے ہمرہ باغ میں گئیں تھیں وہاں فرقان بخت کے ابا یعنی دادا جان نے انہیں دیکھا اور انیلا بخت ان کو پہلی نظر میں پسند آ گئیں تھیں۔انیلا بخت کے ماں باپ کے لیے اسے خوش نصیبی والی کوئی بات ہی نہیں تھی کہ حویلی سے ان کا رشتہ آیا ہے۔انیلا بخت کو حویلی بیاہ کر اب ان کو شمسہ کی فکر ہو گئی تھی اور انہوں نے یہ بات اپنے داماد سے بھی کی اور داماد نے بھرپور تعاون دکھاتے ہوئے اپنے ایک دوست کے لیے شمسہ کا ہاتھ مانگا جو انہی سے کم لیکن اچھا کھاتا پیتا اکلوتا بیٹا تھا جو پاس والے گاؤں سے تعلق رکھتا تھا۔اسے اچھی بات انیلا بخت کے ماں باپ کے لیے اور کیا تھی وہ اپنی آخری بیٹی کے بھی فرض سے سبکوش ہو کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

انیلا بخت کے تین بیٹے فرقان بخت، انور بخت اور دلاور بخت اور ایک بیٹی مدیحہ بخت ہوئی تھیں جبکہ شمسہ کے ہاں ایک بیٹا آفاق اور ایک بیٹی شاہستہ ہوئی تھی۔

دونوں بہنیں چونکے سہیلی تھیں اور ان دونوں کے شوہر کی آپس میں گہری دوستی تھی تو بڑی سہولت سے انیلا بخت نے اپنی بھانجی شاہستہ بیگم کو اپنے دوسرے بیٹے انور بخت کے لیے مانگ لیا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شمسہ کو فرقان بخت کے لیے شاہستہ کا ساتھ چاہیے تھا کیونکہ وہ اپنے باپ کی پیروی کرتے ہوئے کافی محنتی اور گاؤں میں جانے پہچاننے لگے تھے۔انہی کا رعب چلتا تھا۔انہیں اپنا دوسرا بھانجا انور بخت خاصہ آنکھ نہیں بہاتا تھا کیونکہ وہ تھوڑے ہنس مک اور گاڑیوں میں دلچسپی رکھتے ہیں اور باہر جا کر پڑھنے کے بعد سے وہ شمسہ کو مزید کھٹکنے لگے تھے۔

انیلا بخت نے جب انہیں بتایا کہ وہ مہرون نساء کو وہ اپنی بڑی بہو بنانے کا فیصلہ کر چکی ہیں تو شمسہ بے حد ناراض ہوئی اور انیلا بخت سے ملنا جلنا اور بات کرنا چھوڑ دی۔انیلا بخت کو بے حد برا لگا لیکن قسمت کا کرنا تھا کہ شمسہ کے شوہر نے انیلا بخت کے شوہر یعنی دادا جان کو شاہستہ بیگم اور انور بخت کے رشتے کی زبان دے دی تھی اور ان کا ایک ہی اصول تھا زبان دے دی مطلب اب جان بھی جائے پر وہ نہیں۔

جب شمسہ کو یہ معلوم ہوا تو وہ شوہر سے خفا ہوئیں لیکن شوہر کا ایک رعب تھا وہ شوہر کے دبدبے میں آ کر مان تو گئیں لیکن دل سے راضی نہ تھی اور بہن سے بھی صرف بات چیت ہی رکھی۔انیلا بخت کو اپنی بہن کے رویے کا افسوس ہوتا تھا لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی شمسہ ایسی تھی جو بات دل سے لگا لے وہ کبھی نہیں بھولتی تھی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اللہ اللہ کر کے انور بخت اور شاہستہ بیگم کی شادی ہو گئی۔انور بخت چونکے حویلی میں سب کے لاڈلے تھے توانہوں نے اپنے اباجان سے ضد کر کے باہر سیٹل ہونے کا فیصلہ کیااور گاڑیوں کا شورم کھولنے کا بھی جب شمسہ کو معلوم ہوا کہ ان کی بیٹی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پر دیس جارہی ہے تو وہ غصہ سے آگ بگولہ ہو گئیں۔بہو آنے کے بعد بھی ان کی بہو سے نہ بنی تھی جبھی بہو الگ ہو گئ تھی اور بس پاس کے گاؤں میں بیٹی ہی سہارا تھی جو ماں بننے والی تھی اس کو باہر جاتا دیکھ ان کو شدید اشتعال آیا۔شاہستہ بیگم کے ابا ان کی شادی کے بعد ہی انتقال کر چکے تھے۔

خاندان بڑا نہیں تھااور وہ چونکے اپنے ماں باپ کے اکلوتے تھے اور ماں باپ کے مرنے کے بعد شمسہ کا ہی راج تھا جوانہیں پہلے تو سکون بخشتا تھا لیکن بیٹی کو بیاہ کر بیٹے اور بہو کے جانے کے بعد انہیں تنہائی کاٹنے کو آتی تھی۔

وہ لڑ جھگڑ کر شاہستہ بیگم کو اپنے پاس لے آئیں تھیں۔اسی دوران عدیب پیدا ہوا تھا اور نواسے کو دیکھ انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ عدیب انہی کے پاس رہے گا اگر شاہستہ بیگم جانا چاہتی ہے تو چلی جائین۔ان کی اس ڈیمانڈ پر بخت حویلی میں ہنگامہ ہی کھڑا ہو گیا تھا۔انیلا بخت نے بہت تحمل سے اپنی بہن کو سمجھایا لیکن انہوں نے صاف کہہ دیا کہ انور بخت باہر جا کر نہیں رہ سکتے یہی رہنا ہو گا دوسری طرف انور بخت سانس کی بے جا

ضد کو دیکھ ان کے پاس گ ۓ اور سمجھایا کہ یا تو وہ حویلی میں آ کر رہ لے یا باہر اپنے بیٹی داماد کے ساتھ چلیں لیکن وہ نہیں مانی۔

ایک پریشانی کھڑی ہو گئی تھی۔ شاہستہ بیگم کبھی حویلی ہوتی کبھی شمسہ کے پاس۔ فرقان بخت کے کہنے پر انور بخت نے کچھ وقت لے لیے اپنا اور شاہستہ بیگم کا ویزہ کینسل کر دیا۔ دو سال بعد رایمہ پیدا ہوئی اور اس کے ایک سال بعد علیزے۔ شمسہ کی تو ساری تنہائی چلی گئی تھی وہ اپنے نواسی نواسہ کے ساتھ مصروف رہتی کبھی حویلی چکر لگاتی تو کبھی بچے ان کے پاس ہوتے۔

علیزے جب پانچ سال کی ہوئی تو وہ رایمہ کے مقابلے زیادہ بولتی تھی جبکہ رایمہ کم گو تھی اور عدیب تو بچپن سے ہی اپنے میں رہتا تھا۔ علیزے اپنی نانی اور حویلی والوں کے خاصی قریب تھی اور سب سے قریب وہ انیلا بخت اور شاہ زیب کے تھی۔

وہ انیلا بخت کی عین تھی۔ وہ انہی کے پاس سوتی تھی اور انہی کی گود میں رہتی تھی، م۔ اس کی صرف شاہ زیب سے گہری دوستی تھی اور شاہ زیب اپنے سے چھوٹی کزن کا بہت خیال رکھتا تھا۔ وہ بچپن سے ہی خاموش طبیعت کا مالک تھا اور بڑی سمجھداری سے وہ علیزے کا خیال رکھتا تھا جبکہ علیزے اسے تنگ کرتی رہتی تھی۔ علیزے اور عدیب کی لڑائی میں شاہ زیب عدیب سے لڑتا تھا اور علیزے کی

طرف داری کرتا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ علیزے پنگا لیتی تھی۔ عدیب شاہ زیب کو دھکا مار جب غصہ میں چلا جاتا تھا تو وہ جھوٹے موٹے آنسو بہاتی علیزے کے پاس آ کر اسے سنجیدگی سے ڈانٹا تھا جس پر وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر اس کی زبان بند کر دیتی تھی اور وہ کئی دیر تک پانچ سال کی علیزے کو دیکھتا رہتا تھا۔

ایک دفع مہرون نساء نے اسے باتوں باتوں میں کہا تھا کہ "وہ ایسی ہی اپنی بہن علیزے کا خیال رکھا کرے جیسے رایمہ عمارہ اس کی بہن ہے ویسی علیزے ہے۔" ور اس کے جواب پر دس سال کہ شاہ زیب نے غصہ سے اپنی ماں کو دیکھا تھا اور کہا تھا۔

"وہ میری بہن نہیں ہے۔" مہرون نساء کے پاس بھیٹی شاہستہ بیگم بھی حیران رہ گئی تھی۔

"کون ہے پھر؟" شاہستہ بیگم نے اپنے پھتیجے سے پوچھا۔ وہ مسکرایا لیکن دھیمے سے۔

"میرے دل کا ٹکرا۔" وہ اپنے سینے کے دائے طرف ہاتھ رکھ بولا جس کو یہ تک نہیں پتا تھا دل بائے طرف ہوتا ہے اور اتنے سے شاہ زیب کی اتنی بڑی بات سن جہاں شاہستہ بیگم حیران ہوئی تھی وہی مہرون نساء مسکرا دیں تھی۔

شاہ زیب نے ایک دفع علیزے کو اپنے کھلونے دیتے اونچی آواز میں اپنی دادا جان سے کچھ ایسا پوچھا تھا کہ وہی بھیٹے دادا جان نے اس کا جواب دیتے مانو اپنے بیٹے اور بہوں کا اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔

"دادا جان علیزے میری ہے نا؟" کھلونوں سے کھیلتی علیزے کو ایک نظر دیکھ اس نے اتنی سنجیدگی سے پوچھا تھا کہ پورے ماحول میں سناٹا پھیل گیا تھا۔ سب ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے تھے۔

"ہاں میرے شیر یہ صرف تیری ہے۔" دادا جان کی بات پر جہاں سب حیران ہوئے تھے وہی شاہ زیب مطمعین انداز میں علیزے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جو شاہستہ بیگم سے جانے کیا ضد کر رہی تھی۔

"علیزے تم اس کی ہو۔" چھوٹے سمیر جس نے حیرت سے سن سنا تھا اپنے سے چھوٹی اور پٹاخہ کزن کا دھیان شاہ زیب کی طرف کرتا ہوا بولا۔ پانچ سال کی علیزے ضد چھوڑے شاہ زیب کو حیرانی سے دیکھنے لگی جو اس کے پھیلے ہوئے کھلونے سمیٹ رہا تھا۔

"چپ۔" وہ سمیر کے منہ پر تھپڑ مارتے واپس روتے ہوئے شاہستہ بیگم سے ضد کرنے لگی جبکہ سمیر نے ناک سہلاتے ہوئے جہاں علیزے کا تھپڑ پڑا تھا شاہ زیب کو دیکھا۔

"کس نے کہا تھا اسے پریشان کرو آؤ علیزے میں دوں تمہیں۔" شاید علیزے کوئی چیز مانگ رہی تھی۔ شاہ زیب سمیر کو کہتا علیزے کا ہاتھ پکڑ لے گیا۔ سب بڑوں نے انہیں دیکھا دس سال کے شاہ زیب جو پانچ سال کی علیزے کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے لے جارہا تھا اور علیزے اپنی چھوٹی سی پونی ہلاتے ہوئے اطمینان سے اس کے ساتھ چل رہی تھی کیونکہ اسے پتا تھا شاہ زیب اس کی ساری ضد پوری کرتا ہے۔

دادا جان کا فیصلہ اور انیلا بخت کی خواہش کے آگے کون منع کرتا اور کسی کو اعتراض بھی نہیں ہوا تھا۔ مہرون نساء چھوٹی موٹی گول مٹول علیزے کو اپنی بہو بنانا چاہتی تھی اور شاہستہ بیگم سمجھدار اور ہونہار شاہ زیب کو اپنا داماد۔ انور بخت جانتے تھے شاہ زیب ہی علیزے کو سنبھال سکتا ہے۔ انہیں خوشی تھی اس فیصلے سے اور اسی فیصلے کے ساتھ عدیب اور سِلا کا بھی رشتہ جوڑ دیا گیا تھا اور سادی تقریب میں چاروں بچوں کی آپس میں منگنی کر دی گئی اور تھوڑے ہی وقت بعد دادا جان چل بسے۔

شمسہ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے ایک بار احتجاج کیا کیونکہ وہ چاہتی تھیں کہ علیزے ان کے اکلوتے پوتے سے منسوب ہو جائے لیکن ایک بار پھر ان کے ارادوں پر پانی پھر گیا۔

اب کی بار ان کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔شاہستہ بیگم نے رو رو کا اپنا حال برا کر لیا تھا سب ہی پریشان تھے۔انیلا بخت کا کلیجہ ہلک میں آ گیا تھا۔ان کو اپنی اکلوتی بہن سے بہت محبت تھی۔دعاوں سے وہ صحت یاب تو ہو گئی لیکن کچھ ہی وقت میں ان کی ایک بڑی بیماری سامنے آ گئی پھر سے سب کا حال برا ہو گیا۔شمسہ نے شاہستہ بیگم کو صاف کہہ دیا کہ وہ انور بخت سے طلاق لے لیں اپنی ماں خاطر کیونکہ ان کی ماں مرنے جا رہی ہے۔ماں کا یہ حکم تو شاہستہ بیگم کا دل چیر گیا تھا بے شک پسند کی شادی نہیں تھی لیکن ان کو انور بخت سے محبت ہو گئی تھی وہ ایسا سوچ بھی نہ سکتی تھیں۔زندگی میں پہلی بار شاہستہ بیگم نے مخالفت کی تھی۔

شمسہ نے پھر ایک اور آپشن ان کو دیا یا تو وہ اپنے بچوں کو ان کے مرنے تک ان کے پاس چھوڑ جائے یا وہ خود یہی رہ جائیں۔بخت حویلی میں تو شور برپا ہو گیا سب شمسہ کے خلاف ہو گ ئے تھے۔اپنے پوتے پوتیاں تو انیلا بخت کی جان تھے انہوں نے اپنی بہن کی یہ غلط ضد نہ مانی۔

شمسہ نے شاہستہ بیگم کو کہہ دیا کہ اگر وہ ان دونوں میں سے ایسا کچھ نہیں کرے گی تو وہ اپنی ماں کا مرا ہوا بھی منہ نہیں دیکھے گی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

شاہستہ بیگم انور بخت کی سپورٹ کے باوجود بری طرح پریشان ہو گئیں اور نا چاہتے ہوئے بھی انہوں نے دل ہر پتھر رکھ اپنے بچوں کو خود سے دور کر دیا۔

علیزے اور عدیب نے جب ماں کے بغیر باہر ملک جانے سے منع کر دیا تو شاہستہ بیگم نے انہیں سمجھایا کہ وہ ملنے آئیں گی لیکن تب بھی وہ نہ مانے تو شاہستہ بیگم نے انہیں ڈانٹا اور خود سے دور کر دیا۔ وہ دونوں دادی جان کے پاس گ ئے اپنے تایا جان تائی جان کے پاس گ ئے لیکن سب مجبور تھے اسلیے خاموش رہے۔ عدیب اور علیزے کو سب سے نفرت ہوتی گئی۔ کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا اور روتے ہوئے اپنی پھوپھو جان کے پاس آئے تو انہوں نے تنگ آ کر کہہ دیا۔

"تمہاری ماں تم لوگوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی کیوں نہیں بخش دیتے اسے کیوں ضد کر رہے جاؤ باپ کے ساتھ ہم نے تمہاری ماں کو یہی رکھا ہے وہ یہی رہنا چاہتی ہے آتے رہنا ملنے۔" عدیب اور علیزے نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی اور علیزے خوب رونے لگی۔ شاہ زیب مہرون نساء کے ساتھ اپنی نانی کے ہاں گیا ہوا تھا، اسے کچھ نہیں پتا تھا حویلی میں کیا ہو رہا ہے۔

"بیٹا اپنی ماں سے جا کر مل لو پھر ہمیں واپس آنے میں تھوڑا وقت لگے لگا چھ مہینے تو لگ ہی جائیں نگے ویزے کی شرط کے حساب سے۔" معصوم علیزے کو تو کچھ سمجھ نہ آیا وہ اپنی ماں کے پاس جانے لگی تو عدیب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک دیا۔

"مما بری ہیں وہ ہماری مما نہیں ہے وہ ہمیں بھیج رہی ہے ہمارے ساتھ وہ نہیں رہنا چاہتی یہاں پر سب برے ہیں کوئی ہمیں پسند نہیں کرتا۔" عدیب نے جو سنا سمجھا اس حساب سے غصہ سے روتے ہوئے علیزے سے چھپ کر کہا۔ وہ بھی رونے لگی اور بنا کسی سے ملے باہر نکلنے لگی۔

"بچیں ہیں کچھ دن میں ٹھیک ہو جائیں گے۔" جب انیلا بخت نے اپنی عین کو بلایا اور اس نے ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ انور بخت نے حیرانی سے دیکھا اسے پہلے وہ کچھ کہتے فرقان بخت نے انہیں روک دیا۔

عدیب رایمہ اور انور بخت باہر گاڑی میں جا کر بھیٹ گ ئے لیکن علیزے کی نظریں اپنے دوست کو ڈھونڈنے لگی جسے تائی جان کے ساتھ آج آنا تھا۔ وہ مایوس ہو کر خود بھی جانے لگی تو شاہ زیب کی آواز آئی۔

"علیزے کہاں جا رہی ہو؟" وہ شاید ابھی آیا تھا ایک ہاتھ میں ٹیڈی لیے علیزے کو گاڑی میں بھیٹتا دیکھ وہ بھاگتے ہوئے آیا اور حیرانی سے پوچھنے لگا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanas|Articles|Books|Poetry|Interviews

''جا رہی۔''علیزے نے روتی شکل بناتے ہوئے کہا۔

''کہاں؟''شاہ زیب نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

''سب سے دور۔'' پانچ سال کی علیزے غصہ سے بولی۔

''مجھ سے بھی؟''شاہ زیب نے معصومیت سے اسے دیکھ پوچھا۔وہ چونکی۔

''تم سے؟''وہ دماغ پر زور ڈالنے لگی۔شاہ زیب نے تیزی سے سر اثبات میں ہلایا۔

''نہیں اٹس امپاسبل۔''وہ سر کجھاتے ہوئے بولی۔

''واقعی؟''شاہ زیب کی نیلی آنکھیں چمکیں۔

''یس۔''علیزے مسکرائی۔

''واپس آؤ گی نا؟''شاہ زیب نے اس کا ننھا ہاتھ پکڑے پوچھا۔

''آئی ڈونٹ نو آئی ڈونٹ وانٹ ٹو کم۔''وہ بخت حویلی کو دیکھتی ہوئی غصہ سے بولی۔

''میرے لیے؟''شاہ زیب فکر مندی سے بولا۔علیزے کچھ نہ بولی بس معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اسے دیکھا۔

''تم نے کہا تھا میں تمہاری ہوں۔''شاہ زیب نے تیزی سے سر ہلایا۔

''تم میری ہو۔''وہ جلدی سے بولا۔

''آؤں گی۔''علیزے مسکرائی۔شاہ زیب بھی مسکرا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

''پرامس؟'' شاہ زیب نے ہتھیلی اس کی طرف بڑھائی۔

''پرامس۔'' علیزے نے اس ہتھیلی پر اپنا ہاتھ رکھا۔ شاہ زیب مطمعین ہوا۔

''چلو علیزے بیٹا'' پیچھے سے آواز آئی۔

''اوکے بائے تم میرے بیسٹ فرینڈ ہو بہت اچھے اتنے اچھے۔'' علیزے نے کہتے بازو پھیلا کر بتایا۔

''علیزے رکو۔'' شاہ زیب مسکرادیا تھا وہ بھی مسکرا کر بھیٹ گئی۔ جب شاہ زیب کو کچھ یاد آیا اس نے شیشے کو کھٹکھٹایا تو علیزے نے شیشہ نیچے کیا اور اپنا ٹیڈی گود میں رکھ اچک کر باہر سر نکالا۔

''واٹ؟'' علیزے نے پوچھا۔ شاہ زیب آگے بڑھا اور اس کے ماتھے پر پیار کیا وہ حیران ہو گئی۔ گاڑی چل پڑی۔ شاہ زیب وہی کھڑا مسکرا کر اس کے حیران چہرے کو دیکھنے لگا جو کھڑکی سے سر نکالے باہر دیکھ رہی تھی۔ شاہ زیب کو دیکھ رہی تھی۔ اپنے دوست کو دیکھ رہی تھی جو پیچھے چھٹتا جا رہا تھا۔

''آئی ول کم بیک ہیں نا ٹیڈی بٹ فار ہِم بیکوز آئی ڈومٹ لایک اینی ون ناؤ۔'' وہ واپس بھیٹ اپنے ٹیڈی سے بولی تھی اور پھر ٹیڈی کو خود سے لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ویسی چڑا ہوا تھا اپر سے کمرے میں آنے کے بعد اس کے فون کی بجتی گھنٹی تھی جو تھم ہی نہیں رہی تھی۔اس نے اکتا کر آخری کار سامنے سے آتی کال کو توجہ دے دی تھی انون نمبر دیکھ مزید غصہ چڑھا اور غصہ سے کان سے لگائے جو منہ میں آیا وہ کہہ دیا۔

"کیا مسلہ ہے کون ہے کیا مصیبت آگئی ہے۔" دوسری طرف ہنوز خاموشی تھی۔دانیال کا دل چاہا جو بھی ہے دوسری طرف اس کا سر پھاڑ دے۔

"اب کوئی منہ سے پھوٹے کا بھی۔" وہ غصہ سے چلایا۔

"تم ہر وقت چڑے ہی کیوں رہتے ہو پہلے تو ایسے نہیں تھے۔" نسوانی آواز پر دانیال کے کان کھڑے ہوگ ئے تھے۔

"عریبہ ؟" اس نے اپنا خدشہ دور کرنا چاہا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا جو وہ دوسری طرف والے کا پہلے سر پھاڑ دینے کا سوچ رہا تھا وہ واقعی پھاڑ دے۔

"یاد ہوں میں تمہیں۔" کافی خفگی سے کہا گیا۔دانیال نے دانت پیسے۔

"اتنی ہمت آگئی تمہارے اندر جو مجھ سے رابطہ پھر سے کیا بھول گئی کیا کہا تھا میں نے اس دن ہسپتال میں تمہارے خوبصورت کارنامے پر۔" وہ تحمل سے غصہ کو برداشت کرتا ہوا بولا۔

"کیسے بھول سکتی ہوں تمہارے ایک ایک الفاظ نے میرے دل پر خنجر کا اثر کیا ہے۔"

بڑی شدت سے کہا گیا تھا۔

"ڈرامے بازی بند کرو اپنی اور اب آیندہ تم نے فون کیا تو سارے لحاظ بلائے طاق رکھ دونگا۔"

"یہ دھمکی تم مجھے پہلے بھی دے چکے ہو اس بار کچھ نیا بولو۔" لاپرواہی کا مظاہرہ ہوا۔

"تم ایک نمبر کی ڈھیٹ ہو پیچھے ہی پڑ گئی ہو۔" اب کے وہ بے بسی سے بولا۔

"ہائے اور بولو نا تمہیں کب سے نہیں سنا اور یہ آنکھیں..... یہ آنکھیں تمہیں دیکھنے کے لیے ترس گئی ہیں۔"

"اپنی فضول بکواس بند کرو۔"

"خیر میں نے سنا ہے تمہاری بہن مہک کی شادی ہو رہی ہے اور اس رایمہ کی بھی دیکھا میں نے کہا تھا نا وہ بلکل بھی لویل نہیں تم سے اسے تو شروع سے کوئی غرض نہیں تھا تم ہی دم ہلا کر اس کے پیچھے پیچھے گھومتے رہتے تھے۔"

"تمیز سے عریبہ تمہیں برداشت کر رہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ فضول گوئی کرو۔"

"اب سچائی کو تم فضول گوئی تو نہیں کہہ سکتے خیر دانی میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں مجھے صرف ایک موقع دو۔" اب کی بار بناوٹی لہجے سے وہ بولی۔ دانیال تمسخرانہ مسکرایا۔

"کتنی بار کہا ہے پیار نہیں ضد۔" اس نے تصحیح کی۔

"ضد تو ضد سہی لیکن تم میرے ہو۔" ایک ادا سے کہا۔

"کوئی چیز ہوں میں دیکھو عریبہ تم ایک اچھی لڑکی ہو اپنی زندگی میرے پیچھے برباد مت کرو اور".....

"یہ تم رائمہ کی وجہ سے کہہ رہے ہو نا؟" وہ بات کاٹتے اونچی آواز میں بولی۔

"نہیں میں اس کی وجہ سے نہیں کہہ رہا لیکن اب بس مجھے شادی کبھی نہیں کرنی اسلیے اپنے ذہن سے میرا خیال نکال دو۔" اس نے اپنے ارادوں سے اسے آگاہ کرتے ہوئے سمجھایا۔

"تو مت کرو لیک میرے ہو کر رہو۔" دانیال کا غصہ اب سر چڑھ گیا۔

"کیا بکواس ہے تم..... عریبہ میں بتا رہا ہوں اگر اب تم نے اپنی گھٹیا ضد کی وجہ سے کوئی اوچھی حرکت کی یا مجھ سے کسی بھی قسم کا رابطہ رکھا تو میں سیدھا تمہارے گھر آؤنگا اور تمہارے ڈیڈ کو سب بتاؤں گا بس بہت ہو گیا۔"

"میرے ڈیڈ ملک سے باہر ہے۔" وہ اگلی طرف مسکرائی تھی۔

" کبھی نا کبھی تو آئیں گے نا۔ "

"اور اگر میں کہوں اب کبھی نہیں آئیں گے وہی سیٹل ہو گ ئے تو؟" وہ جان بوجھ کر بات بڑھا رہی تھی۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا میں تم سے بات ہی کیوں کر رہا ہوں جسٹ گیٹ لاسٹ صرف اور صرف تمہاری وجہ سے میں نے رایمہ کو کھویا ہے میں" ......

"رایمہ کو تم نے میری وجہ سے نہیں اس کے تمہارے پر کمزور یقین کی وجہ سے کھویا ہے۔" آج پہلی بار عریبہ کی بات میں دم تھا۔ دانیال چپ ہو گیا۔

کیا غلط کہاں تھا اس نے؟ کچھ بھی تو نہیں!

ایک مضبوط رشتے کی سب سے بڑی وجہ بھروسہ ہی تو ہوتا ہے جو دو لوگوں کا ایک دوسرے پر ہوتا۔ ہے، سمجھ ہی تو ہوتی ہے جو لوگوں کی آپس میں ہوتی ہے کیونکہ توڑنے والے۔ حسد کرنے والے ہزاروں آتے ہیں اگر بھروسہ اور سمجھ ہی نہیں ہو گی تو رشتہ محض کانچ کا گھر بن جاتا ہے جس پر پہلے تو ایک پتھر لگنے پر درار آتی ہے۔ شک کی درار اور اینٹ لگنے پر وہ چکنا چور ہو جاتا ہے۔

اور کیا کبھی ٹوٹے ہوئے شیشے کے ٹکروں کو دوبارا جڑے دیکھا ہے؟

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ موبائل کو کان کے پاس سے ہٹا کر گہری سوچ میں گم ہو گیا تھا۔

"رائمہ تمہاری اس بے اعتباری کے باعث تم نے مجھے اور میں نے تمہیں کھو دیا مستقبل کے سجے خواب آج ریت کی مانند ہاتھوں سے پھسل گ ئے۔" وہ بھاری دل کے ساتھ بولا تھا۔ خود سے؟ نہیں رائمہ سے!

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے اس رسی سے بندھے شخص کے پاس آ رہا تھا۔ وہ شخص غنودگی میں بھی اسے دیکھ چکا تھا جبھی بامشکل آنکھیں کھول ایک طرف ڈھلکا سر سیدھا کیا اور ٹوٹے ہوئے لفظوں سے بامشکل بولا۔

"مج.... مجھے چھ.... چھوڑ دو ک..... کون ہوت.... تم لوگ ک.... کیا د..... دشم... دشمنی ہے؟ " HN مسکرایا۔

"آزادی چاہیے؟" اس کے چہرے کے قریب آتے ہوئے پوچھا تو اس نے ایک جھٹکے سے چہرے کا رخ موڑا، اسے گھن آ رہی تھی۔ HN مسکرایا۔

"اف خوبصورتی تو دیکھو۔ HN " نے اس شخص کے گال پر ہاتھ رکھا، وہ جو کوئ بھی شخص تھا اس نے سر کو جنبش دی۔ HN نے کندھے اچکا کر اپنا ہاتھ پیچھے لیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE

"یہی تو ادائیں گھایل کرتی ہیں۔" پیچھے کھڑا مودوب انداز میں آدمی کی طرف اشارہ کیا تو وہ کرسی لایا۔ HN وہی کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بھیٹ گیا۔

"بکواس بند کرو۔" وہ شخص پوری ہمت جٹا کر بولا۔

"اف اتنے حسین وجود کو سامنے دیکھ بڑی مشکل سے خود پر جبر کیا ہوا ہے۔ HN " نے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پتا ہے کیوں؟" اس نے اپنا سر اس کی طرف جھکایا۔

"کیونکہ مجھے تو اسے مطلب ہے نہیں تھا لیکن دیکھو نا میرے ساتھ جو کیا انہوں نے اب اس کا بدلہ تو لینا ہے نا۔" اس نے کہتے ساتھ اپنا سر پیچھے کر لیا۔

"کیا کہہ رہے ہو کیا کیا ہے؟" وہ شخص الجھ کر پوچھنے لگا۔ اسی سوال کا جواب تو وہ اس میں قید میں پہلے دن سے مانگ رہا تھا۔

"پتا چل جائے گا لیکن اس کے لیے تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا۔ HN " نے زہریلی مسکراہٹ سے کہا۔

"کک.... کیسا کام؟" اس بے حال شخص کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

اپنے پیچھے کھڑے شخص کو جب HN نے اشارہ دیا۔ اس نے سر ہلایا اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ٹیب آن کیا اور HN کی طرف بڑھایا۔ HN نے ٹیب کی سکرین پر

انگلیاں چلاتے کیمرہ کھولا اور اس بے حال شخص کی طرف کیا۔ وہ شخص اپنی حالت کو کیمرے میں دیکھ بے اختیار رونے لگا۔ چہرے پر چند زخم پر نشان، اجڑے ہوئے بال، ایسا پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔

"یو وِل سے تم نے نفرت میں کیا ہے اس کی نفرت میں تم نے یہ سارا گیم کھیلا ہے اوکے؟"

"م.... میں یہ نن.... نہیں.... آیم ناٹ گونا ڈو دس۔ HN "کا کام سن کر ہی وہ شخص تیزی سے نفی میں سر ہلا کر چلایا۔

"نہیں؟ HN "کو اچانک ہی غصہ آگیا تھا۔ اس شخص کا منہ دبوچے اس نے غرا کر پوچھا۔ اس شخص نے بہادری سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں مار دوں گا۔ HN "ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ آہستہ سے بولا۔ اپنی زہر کند مسکراہٹ کے ساتھ۔

"مار دو مجھے مار دو فرق نہیں پڑتا لیکن آئی ول ناٹ ڈو دس ایور۔" وہ شخص چلایا۔

"مائے سویٹ ہارٹ وین آئے سے دیٹ آئی ول کل یو؟" اس شخص نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"مط.... مطلب؟ HN "نے مسکرا کر ٹیب پر پھر انگلیاں چلائی اور ایک نوجوان کی تصویر سکرین پر آگئی۔ HN نے ٹیب اس شخص کو دکھایا۔

"میں اسے مار دوں گا۔" اور اس شخص کو لگا کہ اس کی سانسیں رک گئی ہو۔

"سر لیکن اس لڑکے سے تو نفرت ہے نا اس کو۔" پیچھے کھڑا HN کے خاص آدمی سے الجھ کر HN کے کان میں سرگوشی جو رسی میں جکڑے شخص کے چہرے کی ہوائیاں اڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"لیکن محبت بھی تو ہے۔ HN "نے کافی اونچی آواز میں کہا تھا۔

"آئی ول ڈو دس۔" اس بے حال شخص نے روتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ HN کا آدمی نے حیرانی سے اس شخص کو دیکھا پھر HN کو داد دینے والی نظروں سے۔

"لیکن تم اس کو کچھ نہیں کرو گے۔" اس نے جیسے وعدہ لیا لیکن HN نے کوئی جواب نہ دیا۔

"آجاؤ۔ HN "نے اونچی آواز میں کہا۔ ایک ڈری سہمی لڑکی اندر آئی اور اس شخص کی طرف بڑھی۔ اس شخص نے حیرانی سے اس لڑکی کو دیکھا جو اپنے رونے کو قابو کرتی ہوئی HN کے خاص آدمی کے اشارے پر اب اس کی حالت درست کر رہی تھی شاید اس لڑکی کو بھی اٹھا کر لایا گیا تھا۔

"اس خوبصورت چہرے کو پھر سے ویسا ہی بنادو کیونکہ شوٹنگ ہونے والی ہے۔ "

HN ٹیب کے کیمرے میں اپنی شکل دیکھتا ہوا اس لڑکی سے بولا۔ اس رسیوں میں جکڑے شخص نے نفرت سے HN کو دیکھا جو اس کو دماغی مریض لگتا تھا۔

مطلب صرف یہی نہیں HN کی قید میں وہ بھی تھا؟

اس شخص کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا کیونکہ جتنا اس نے سوچا HN اسے بھی زیادہ خطرناک نکلا تھا۔ وہ دونوں قید تھے الگ الگ جگہ۔

جانے وہ کیوں کر رہا تھا؟

کیا مقصد تھا اس کا؟

وہ کیوں اس کو غلط دکھانا چاہتا تھا؟

وہ کیوں اس کو قصوروار دکھانا چاہتا تھا؟

وہ سارا الزام اس پر ڈال خود بچ کر نکلنا چاہتا تھا تاکہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نی ٹوٹے۔ ایک تیر سے دو شکار کر رہا تھا۔

"مجھے کچھ کرنا ہوگا۔" اس شخص نے دل سوچا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سِلا کو کہیں نہ پای۔ بستر کی حالت دیکھ لگتا تھا کہ وہ ابھی ابھی اٹھی ہے، باتھ روم کے دروازے کو دیکھ پھر اس نے دیوار پر لگی گھڑی کی جانب دیکھا تو گھڑی دس بجا رہی تھی وہ جب صبح سِلا کو دیکھنے آیا تھا تو وہ سو رہی تھی اسلیے خاموشی سے کمرے سے چلا گیا تھا اور اب جب دوبارہ حیرت سے آیا تو اسے باتھ روم میں پایا، عدیب حیران ہوتے بیڈ پر ہی بھیٹ گیا، اسے سِلا کے ساتھ رہتے چند مہینے ہی سہی لیکن وقت ہو گیا تھا اور اس وقت میں اسے اتنا معلوم ہوا تھا کہ وہ سورج نکلنے سے پہلے ہی اٹھ جاتی ہے لیکن آج دوپہر تک اسے سوتا دیکھ وہ الجھ گیا تھا۔

باتھ روم کے دروازہ کی کھلنے کی آواز پر اس کی توجہ جب باہر آنے والی سِلا پر گی تو پہلی نظر میں ہی وہ اس کی حالت دیکھ پہچان گیا کہ وہ بیمار ہے، زرد صورت، سست قدم سے چلتی وہ سنگھار میز کے سامنے آئی تھی اور عدیب کو ایک نظر دیکھ کر نظر انداز کر چکی تھی۔

عدیب اٹھ کر اس کے پیچھے کھڑا ہوا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے خیریت؟" تو تیشی انداز سے اس نے گیلے بالوں پر برش پھیرتے ہوئے سِلا سے پوچھا جس نے آینے میں سے ہی اس کے پیچھے کھڑے عدیب کو دیکھا جس کہ لہجے میں فکر مندی کا عنصر نہ تھا بس تو تیشی انداز تھا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔" حلق کو تر کرتے ہوئے اس نے برش واپس رکھا اور پلٹ کر الماری کی جانب آئی جہاں سوٹ کیس رکھے تھے۔

"لگ تو نہیں رہی اور آج اتنی دیر سے بھی اٹھی ہو ایسا تو پہلے کبھی نہیں ہوا۔" جانے کیا جستجو ہو رہی تھی اسے وجہ جاننے کی کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے الماری تک چلا آیا۔

"ضروری تھوڑی جو پہلے نہیں ہوا وہ اب نہ ہو۔" سادے سے لہجے سے کہتی وہ سوٹ کیس کھول اپنے کپڑے نکال رہی تھی۔

"ہوں ٹھیک کہا کچھ میرے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے جو پہلے کبھی نہیں ہوا لیکن اب ہو گیا۔" عدیب نے سانس خارج کرتے کندھے اچکائے اور وہ اس کا طنز سمجھ گئی لیکن بولی کچھ نہیں۔

"ویسے ".....

"سِلا چلیں۔" وہ جو آگے کچھ کہنے جا رہا تھا دروازے پر کسی کی آواز پر رک گیا اور جب گردن موڑ علیزے کو دیکھا تو چونک گیا۔

وہ پیلی ٹائی والی شرٹ کے اپر ٹِکل کیے کالی رِپڈ جینس میں ملبوس فرنچ چٹیا بنائی، کالے جو گرز، سادے چہرے کے ساتھ کلائی میں بندھی رسٹ واچ کو دیکھ رہی تھی۔

"تم اٹھ گئی اور کہاں جا رہی ہو وہ بھی اس کے ساتھ؟" وہ بولتا علیزے کے پاس آیا اور آخری جملہ آہستہ سے سِلا کی جانب کھنکھیوں سے اشارہ کرتے کہا جس پر سنجیدگی سے علیزے سے سِلا کو دیکھا جو ہاتھ میں کپڑے لیے کھڑی ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"دراصل میں اور سِلا پارلر جا رہے ہیں۔" علیزے نے عدیب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ تو تم نے مہک کے ساتھ جانا تھا۔" عدیب نے آبرو اچکاتے ہوئے کہا، علیزے نے نظریں چراتے ادھر ادھر دیکھا۔

"وہ... وہ مہک کے ساتھ تو مہندی لگوانے ابھی تو سروس کروانے جانا ہے۔" اس نے جیسے کچھ یاد آتے جلدی سے کہا۔

"ہاں علیزے رکو میں کپڑے تبدیل کر لوں۔" انجان سِلا علیزے کو کہتی واپس باتھ روم چلی گئی جبکہ عدیب علیزے کی آنکھوں پر غور کرنے لگا۔

"تم روئی ہو؟" اچانک علیزے چونکی۔

"نہی... نہیں۔"

"آنکھیں کیوں سوجی ہوئی ہیں؟"

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ بس مہک جا رہی ہے نا تو....."اس نے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتے بات بنائی۔

"اوہ اچھا سنو اس کے ساتھ ہی رہنا گوار ہے گاؤں کی کہی گم وم نہ جائے۔"عدیب نے جیب سے موبایل نکالتے ہوئے لاپرواہ انداز میں کہا۔

"ایسے مت کہو اور ویسے بھی ہم پارلر جا رہے گھومنے تھوڑی۔"سِلا کو باہر نکلتا ہوا دیکھ علیزے نے آہستہ سے کہا جبکہ سِلا جو اب چادر اڑھ رہی تھی اس کے چہرے سے پتا لگ رہا تھا اس نے عدیب کی بات سن لی ہے۔

"چلیں؟"علیزے نے سِلا سے کہا۔اس نے محض سر ہلایا اور علیزے سے پہلے باہر نکل گئی۔

"ویٹس میں آرہی ہوں۔"علیزے نے آنکھیں بند کیے سِلا کے پیچھے باہر نکلتے ہوئے دل میں کہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ثمن کچھ کھا لو پلیز تم نے صبح بھی ناشتہ نہیں کیا تھا اور اب تم نے دوپہر کے کھانے سے بھی انکار کر دیا اور یہ امی جان کے بھیجے پھل بھی نہیں کھا رہی ایسے تو کمزوری

ہو جائے گی۔" عمارہ پریشان کب سے ثمن سے منت کر رہی تھی لیکن وہ خاموشی سے گھٹنوں میں سر دیے بھیٹی اکیلے کچھ نہ کھانے پینے کی ضد لیے بھیٹی تھی۔

"میں نے کہا نا آپی مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ سر اٹھا کر ثمن کو بھیگی آواز میں بولتی واپس سر جھکا گئی، عمارہ نے بے بسی سے اسے دیکھا وہ پل پل میں دل بھاری کیے جا رہی تھی۔

"ثمن ایسے کب تک"....

"آپی آپ کو سمجھ کیوں نہیں آرہا مجھے نہیں کھا...." وہ جو عمارہ کی بات کاٹتے واپس سر اٹھا کر چڑ کر چیخ رہی تھی عمارہ کے برابر کھڑے شاہ زیب کو دیکھ ہڑ بڑا کر چپ ہو گئی جو سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا اور عمارہ ہاتھ میں پھلوں کی پلیٹ لیے فکر مندی سے کھڑی تھی۔

"لالا آپ ؟" سر پر دوپٹا جماتی وہ سیدھی ہو کر بھیٹی، شاہ زیب خاموشی سے اس کے پاس بھیٹا جہاں کچھ دیر پہلے عمارہ بھیٹی اسے کھانے کی التجا کر رہی تھی۔

"کیا ہوا کیوں نہیں کچھ کھا رہی ہے میری شہزادی ؟" وہ کبھی کبھار بے حد لاڈ میں ثمن کو "شہزادی" کہتا تھا اور آج اتنے عرصے بعد اس کے منہ سے "شہزادی" سن کر ثمن کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"لالا مجھ.... مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" وہ جزبات کی نہر میں بہتی اچانک روتے ہوئے شاہ زیب کے سینے پر سر رکھ بولی تھی، شاہ زیب نے اس کے سر پر تھپتھپی دیتے خود سے الگ کیا۔

"شش... ایسے روتے ہیں اتنے بہادر ہو کر۔" وہ اس کے آنسوں چنتے ہوئے بولا۔ وہ سر جھکا گئی۔

"ثمن بچے اب تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تم بالکل محفوظ ہو اور اپنے لالا کے ہوتے ہوئے اتنا ڈر ایسے تو تم لالا پر بھروسہ ہی نہیں کرتی۔" وہ محبت سے بولتا آخر میں مصنوعی ناراضگی سے بولا۔ ثمن نے جھٹ سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں لالا ایسا نہیں ہے۔" وہ معصومیت سے بولی۔

"تو پھر یہ ڈر یہ خوف سب ختم کرو اپنے دل سے اور پھر سے پہلے والی شرارتی ثمن بن جاؤ جو بخت حویلی کی رونق ہے۔" شاہ زیب کے پچکارنے پر وہ مسکرا دی۔

"عمارہ ور کول۔" شاہ زیب نے ہتھیلی اس کے آگے کی تو عمارہ نے پلیٹ ہاتھ میں رکھی۔

"اوس ژر وخورئ۔" (اب جلدی سے کھاؤ) وہ ثمن کے آگے پلیٹ کرتے ہوئے بولا جس پر وہ منہ پر سے بال سیمٹتی سر اثبات میں ہلاتے ہوئے پھل اٹھا کر کھانے لگی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایسی رہنااور بہادر بنو۔" اس کے ماتھے پر پیار کرتا وہ اٹھااور عمارہ کی طرف پلٹا، عمارہ شرمندہ سی سر جھکائے کھڑی رہی، جب سے آویز والا قصہ ہوا تھااور شاہ زیب نے عمارہ کو ڈانٹا تھا وہ کچھی کچھی اور ہر وقت سر جھکائے شرمندہ رہتی تھی۔

"آزان سے کہو کہ اپنے گھر والوں کو رشتہ لے کر بھیجے باقی سب میں سنبھال لوں گا۔" وہ سنجیدگی مگر سادگی سے کہتا واک آؤٹ ہو گیا جبکہ عمارہ حق دق اس کی باتوں پر غور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"آپی کون آزان اور آپ کا رشتہ؟" ثمن نے چونک کر خوشی سے پوچھا۔ وہ ہوش میں آئی۔

"لا... لالا۔" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے ردِ عمل دے، خوشی، حیرانگی، شرمندگی، الجھن کیا کچھ نہیں تھا عمارہ کے تاثرات میں اس وقت لیکن سب سے بڑھ کر دل کی تیز دوڑتی دھڑکنیں وہ سنبھال رہی تھی۔

جسے سارے رشتے قطع کر دیے اب ایک دم یہ جھٹکا اسے کنگ کر گیا تھا۔

وہ باہر نکل کر جیب سے فون نکال کر علیزے کو کال ملانے لگا، عمارہ کے مطابق یہ فیصلہ شاید علیزے کی باتوں کا اثر تھا جس کو وہ خود ماننے سے بھی کترا رہا تھا کہ کسی لڑکی کے ہاتھوں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت مان گیا ہے، کسی لڑکی نے آسانی سے اسے اتنی

بڑی بات منوالی شاید علیزے کی باتوں کے پیچھے سچائی کا اثر تھا کہ شاہ زیب نے اپنی انا اور غیرت کو ایک پل کے لیے ایک طرف رکھ اپنی بہن کی خوشیوں کے بارے میں سوچا، اس کی خوشی کو ترجیع دی اور برسوں پرانی اس خاندانی دشمنی کے بارے میں سوچا۔ دشمن کے ساتھ جو دشمنی کے خاطر ہوا وہ اسے کہی نہ کہی ڈرا گیا تھا، اپنوں کے لیے سہی مخدوم شاہ زیب فرقان بخت تھوڑا بہت ڈر گیا تھا، اپنوں کے ساتھ کچھ برا ہونے کا ڈر، اپنوں کو تکلیف پہنچنے کا ڈر، دشمن کی آنکھوں کے خوف نے اسے جھجھری لینے پر مجبور کر دیا تھا، وہ دشمن کو تو سمجھا گیا تھا لیکن وہ یہ بات جانتا تھا کہ قدم قدم پر دشمنیاں ہے جانے کب کون کہاں نکال دے،

اپنا ڈر نہیں اسے اپنوں کا ڈر تھا۔

اسلیے وہ اس خاندانی دشمنی کا ختم کرنا چاہ رہا تھا، بہن کی خوشی کے خاطر ہی کیوں نا اور اب وہ کسی لڑکی.... نہیں وہ کسی لڑکی تھوڑی وہ اس کی اپنی بچپن کی علیزے تھی، وہ واحد لڑکی تھی جو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے آنکھوں میں آنکھیں ملا کر بات کرتی تھی اور اپنی بات منواتی بھی تھی نہ لاڈ ہوتا تھا نہ حکم دینے والا انداز لیکن جانے کیا ہوتا تھا جسے وہ سننے کے لیے مجبور ہو جاتا تھا شاید محبت؟

اسی لڑکی کی مزید فکر اسے ہونے لگی تھی کہی اس کے کوئی دشمن اسے چوٹ نہ پہنچا دے کیونکہ وہ ابھی باہر شہر میں ہے اس نے یہ سوچ پہلے ہی اپنے بندوں کو علیزے کی دور سے ہی سہی حفاظت کرنے لگا دیا تھا، باقی حویلی میں تو کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا اور باہر جانے والوں پر لاگو ہو گیا تھا کہ وہ گن مین لے کر جائیں، یہ سارے انتظامات شاہ زہب صبح ہی کر چکا تھا۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے آنے والی آواز پر وہ چلتے چلتے رکا تھا، آنکھیں بند کی تھیں، آواز کو اندر تک محسوس کیا تھا، پورے ایک دن بعد وہ اس کی آواز سن رہا تھا، وہ علیزے کو سن رہا تھا جو کبھی سہی بک بک کرتے اس کا دماغ کھاتی تھی لیکن جو بھی تھا بولتی ہوئی ہر گز بری نہ لگتی تھی۔

"یاد ہوں پر وہ ہے؟" وہ جو کچھ پیاری بات کرنے جا رہا تھا اچانک ماورہ کی باتیں یاد آتے لہجہ میں تلخی دوڑ آئی، ہاں اس نے آگے سے تو کال اب تک کی ہی نہیں تھی یہ شاہ زیب ہی تھا جو شاید اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا تھا اس کی زندگی میں جسے وہ بے خبر ہی ہو چکی تھی۔

"شا.... شاہ زیب ہاں کہو؟" دوسری طرف سپیکر میں اس کی سانس لینے کی آواز اس کے نام لینے سے زیادہ آئی تھی پھر جیسے بڑی تیزی ہی سوال کو نظرانداز کر کے پوچھا گیا تھا۔

"ٹھیک ہو؟" شاہ زیب نے غور کیا تھا ٹریفک کی آوازیں آرہی تھیں شاید وہ کہی باہر تھی۔

"ہوں۔" مختصر جواب آیا تھا، جانے کیوں شاہ زیب کو لگا کہ وہ پریشان ہے۔

"سب ٹھیک ہے؟" نظرانداز کرتے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" وہ انجانے میں انتظار کر رہا تھا کہ کب اس کا حال احوال پوچھے، کھانے پینے کے سوال کی تو دور کی بات ہے وہ یہی پوچھ لے کہ وہ ٹھیک اور تندرست ہے لیکن کچھ نہ پوچھا تھا بلکہ اس کے پوچھنے کا انتظار ہوا، ایک عجیب سی خاموشی دونوں کے درمیان ہو گئ۔

"میں نے عمارہ کو کہا ہے کہ وہ آزان کے خاندان کو بلا لے۔" سر جھٹک وہ بولا۔

"گڈ اچھا کیا۔" مصروف سے انداز میں جواب آیا، شاہ زیب نے ماتھا مسلا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اب تک کچھ دیوار ہے ان دونوں کے درمیان، کچھ دوریاں ہیں جو

مٹی نہیں دل کے فاصلے طے کرنے کے باوجود جب ہی تو اس کے لیے آگے کچھ کہنا مشکل ہو رہا تھا اور انتظار تھا کہ وہ کچھ کہے لیکن شاید اس کو کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی۔

شاید ماورہ ٹھیک کہہ رہی تھی وہ آزاد ہو گی، خوش ہو گی ویسے بھی شاہ زیب کے ساتھ، اس کی پابندیوں کے ساتھ اس کی سانس ہی گھٹتی ہو گی۔

"خیال رکھنا بعد میں کال کرتا ہوں۔" جب خاموشی کو کسی نے نہ توڑا تو ناچار شاہ زیب کو کہنا پڑا۔

"ہوں کیا ہاں ہاں او کے بائے۔" اور کھٹک کر کے فون رکھ دیا گیا، شاہ زیب نے فون کان سے ہٹا کر واپس چلنا شروع کر دیا اور سیڑھیاں اترتے اس کے دل و دماغ میں ایک ہی بات چل رہی تھی کہ شاید وہ اسی قابل تھا کہ اسے کوئی سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتا تھا، وہ خود کو ایسا دکھا چکا تھا یا بنا چکا تھا کہ سب کو لگتا تھا کہ اس کا دل پتھر کا ہے جو دھڑکنا تو دور کی بات ہے ٹوٹتا ہی نہیں کبھی، جسے اتنی امیدیں تھی جس محبت سے کہ وہ اس کو سمجھے گی، اس کو سنے گی، اسے وہ محبت دے گی جس کا اس نے کہی نہ کہی انتظار کیا ہے اسی لڑکی نے آج ساری امیدیں توڑ کر صاف گوئی سے مانو کہہ دیا کہ "آیندہ امیدیں مت لگانا" شاید صحیح کہا، مخدوم شاہ زیب فرقان بخت ایسا ہے نہیں جیسے وہ بن رہا تھا، وہ امیدیں لگانے والا، وہ ان امیدوں کے ٹوٹنے پر دکھی ہونے والا، وہ نرم و ملایم

دل بے تحاشہ محبت کرنے والا نہیں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت واپس ویسے ہی بن جائے جیسا وہ ہے شاید ایسے ہی سب ٹھیک ہوتا ہے کوئی مایوسی کوئی دل ٹوٹتا نہیں، خوشیاں نہیں تو کوئی رنج بھی ہوتا نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کس کی کال تھی لالا کی؟" برابر بھیٹی سِلا کی آواز پر وہ جو گاڑی چلانے کے ساتھ کسی اور ہی سوچوں میں گم تھی چونکی۔

"ہوں ہاں.... ہاں شاہ زیب کی تھی۔" اس نے سر ہلاتے ایک نظر اسے دیکھا پھر سامنے سڑک کو، سِلا نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"میں نے دیکھا علیزے تم لالا سے بات کم اور دھیان کہی اور رکھی ہوئی تھی۔" سِلا نے غور کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں وہ بس ایسی۔" اب وہ کیا بتاتی کہ وہ ویٹسن والے شاک میں اب تک ایسی الجھی ہے کہ دوسری طرف شاہ زیب نے کیا کہا اسے وہ بھی سمجھ نہ آیا، وہ پل پل میں آؤٹ آف زون ہو رہی تھی، سِلا کی وجہ سے وہ نارمل رفتار سے گاڑی چلا رہی تھی ورنہ جس کیفیت سے وہ گزر رہی تھی اب تک تو ایک بڑا حادثہ ہو ہی جاتا۔

"میں جانتی ہوں کہ ہمارے درمیان کزن ہوتے ہوئے بھی کافی تکلف ہے اسیلیے پوچھنا عجیب لگ رہا ہے لیکن تم مجھ سے شیر کر سکتی ہو تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

سِلا نے اتنی مختلف علیزے کو دیکھتے آخر کہہ ہی دیا تھا، علیزے جو پھر زون آؤٹ ہو رہی تھی جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

"ارے ایسی بات نہیں وہ بس بہت سے کام ہے نا شادی سر پر ہے تو ایسے ہی۔" وہ جیسے خود سے بولی تھی۔

"علیزے تم مجھے بتا سکتی ہو۔" سِلا نے ہاتھ اس کے گلچ پر رکھے ہاتھ پر رکھ نرمی سے کہا۔ علیزے نے اسے دیکھا ایک پل کو اس کا دل چاہا چیخ چیخ کر روئے اور بتا دے کہ اس کی زندگی میں کیا طوفان آیا ہے لیکن دوسرے ہی پل اس نے واپس سامنے دیکھتے اور اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجالی۔

"سِلا ایسی کوئی بات ہوتی اور مجھے شیر کرنی ہوتی تو میرے پاس میری بیسٹ فرینڈ ہے نا مہک اس کو نا بتا چکی ہوتی یا بھائی کو دانی رایمہ اتنے لوگ ہیں سب میرے اپنے۔"

"کبھی کبھار کچھ باتیں اپنوں سے نہیں ہو پاتی جو غیروں سے ہو جاتی ہیں۔" وہ بے ساختہ بول گئی۔

"تم غیر نہیں ہو۔"علیزے نے سٹیرنگ موڑتے ہوئے اسے ایک نظر دیکھ جیسے باور کروایا۔

"ہاں لیکن ہم لوگ کبھی ایک ساتھ رہے نہیں نا نفرت رہی پھر اتنی دوری تو ایک طریقے سے غیر ہی ہوئ۔"علیزے نے سر ہلایا۔

"ہوں وہ تو ہے آیم سوری۔"علیزے نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔

"کبھی کبھار باتیں اپنوں سے نہیں ہو پاتی جو غیروں سے ہو جاتی...."سِلا نے دھیرے سے اپنا جملہ دھراتے اپنی ہی بات پر غور کیا اور اچانک سے کسی کا چہرہ سامنے آیا۔سِلا نے تیزی سے سر جھٹکا۔

"اوہ شٹ۔"اچانک علیزے نے سر پر ہاتھ مارا،سِلا نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟"وہ لوگ پارلر پہنچ گ ئے تھے۔

"یار وہ میں بھول ہی گئ میں نے اپنا شرارہ سلنے دیا تھا وہ ٹیلر سے اٹھانا ہے سِلا تم ایک کام کرو اندر جاؤ میں ٹیلر کے ہاں سے آتی ہوں۔"علیزے نے جلدی سے کہا ساتھ کلائی پر بندھی گھڑی بھی دیکھی۔

"نہیں تم...میں...میں بھی چلتی ہوں۔"سِلا نے گبھرا کر کہا۔

"ارے بابا ہمارے اپاینٹمنٹ کا ٹایم ہے تم چلو گی تو کینسل ہو جائے گا میں کہہ رہی ہوں ناتم جاؤ اچھے سے ریلکس ہو کر سب کرواؤ مہندی لگواؤ میں تھوڑی دیر میں تمہیں جوائنڈ کرتی ہوں مجھے بھی ہیر کٹ کروانا ہے اپنی سروس کروانی کتنا کچھ کروانا ہے بس جلدی سے آتی ہوں۔"علیزے نے اسے راضی کرنے کی کوشش کی۔

"لیکن....."سِلا نے کچھ کہنا چاہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں جلدی سے جاؤ تمہاری مہندی جب تک لگے گی میں آ جاؤں گی۔"وہ لاک کھولتی اسے باہر بھیجتی ہوئ بولی۔

"تم جلدی آنا۔"وہ گھبراکراترتے ہوئے بولی۔

"ہاں ہاں آجاؤں گی اچھا سنو اگر دیر ہو جائے تو پینک مت ہونا سب جانتے ہیں مجھے پارلر میں تمہیں اچھے سے ٹریٹ کریں گے اور کچھ ہوا تو مجھے کال کر لیں گے۔" علیزے نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا، سِلا نے ناسمجھی سے سر ہلایا۔

علیزے وہی رہی جب تک وہ اندر نہ چلی گیٔ اور جیسی وہ اندر گیٔ اُس نے زن کرتے گاڑی بڑھالی اب اس کی منزل وہی ریستوان تھا جہاں اس کا ٹکراؤ رات میں ویٹسن سے ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

خالی برآمدے میں رکھے ٹیلی فون کی گھنٹی نے شور مچادیا تھا، ماورہ چادریں دھوپ دینے کے لیے پلنگ پر بچھا رہی تھی، افشاں نے جا کر ٹیلی فون اٹھا کر کان سے لگایا تو دوسری طرف ایک انجان نے ماورہ کا پوچھا تھا، افشاں نے قدرے چونک کر مصروف ماورہ کو باہر وسیع صحن میں دیکھا پھر حیرانی سے اگلی طرف کے شخص سے اس کا تعرف درفیات کیا۔

"ماورہ تیرے لیے فون ہے۔" وہ ٹیلی فون کے برابر فون رکھ دوپٹا کمر پر باندھتی ہوئی ماورہ کے پاس آئی۔

"زمالپارہ؟" (میرے لیے) اس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جا کسی حکیم سے تو نے بچہ ہونے کے حوالے سے نسخہ پوچھا تھا وہی ہے لا میں یہ کردوں پھر کپڑے بھی سکھانے ہیں۔" وہ مصروف سے انداز میں اسے چادر لیتے ہوئے بولی، ماورہ نے الجھ کر دماغ پر زور دیا۔

"میں نے ہاں شاید۔" وہ سوچتی ہوئی ٹیلی فون تک آئی اور فون اٹھا کر کان سے لگایا۔

"کون ماورہ بول رہی ہوں۔ "

"ماورہ تمہارا ہمدرد۔" اگلی طرف سے کسی شخص نے "ہمدرد" پر زور دیتے ہوئے کہا تھا، ماورہ نے اچھنبے سے ٹیلی فون کو دیکھا۔

"کون؟"

"تمہارے شاہ جی کو بہت محبت ہے اپنی بچپن کی دوست علیزے یعنی تمہاری سوکن سے ہیں نا؟" ماورہ بری طرح چونکی۔

"ک... کون بول رہا ہے؟" وہ مضبوطی سے فون پکڑتے ہوئے ارد گرد دیکھتے بھیٹی۔

"کہا نا تمہارا ہمدرد میں تمہارے درد کو سمجھ رہا ہوں تمہاری کوئی جگہ نہیں ہے تمہارے شاہ جی کی زندگی میں تم اسے صرف زبردستی باندھی گئی ہو وہ علیزے سے محبت کرتا ہے صرف اسے۔" دوسری طرف کوئی شخص اطمینان سے کہہ رہا تھا جبکہ ماورہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

"کیا بکواس ہے کون ہے تو؟" وہ دھیمی آواز رکھ کر چلائی۔

"تم ماں بھی نہیں بن سکتی تم اپنے شاہ جی کو محروم رکھی ہوئی ہو تم پہلے ہی بے کار تھی اب مزید بے کار ہو چکی ہو وہ علیزے کی بات مان کر تمہیں کسی وقت بھی چھوڑ دے گا۔" ماورہ کو لگا اس کے اپر کسی نے کھولتا ہوا گرم پانی انڈیل دیا ہو۔

"کبھی نہیں شاہ جی کو مجھ سے کوئی الگ نہیں کر سکتا میں پہلی بیوی ہوں ان...." اور دوسری طرف جاندار قہقہہ لگایا گیا۔

"تمہیں لگتا کہ محبت میں پہلا دوسرا ہوتا اس کی صرف ایک ہی محبت ہے تم پہلی ہو یا چھوٹی تم اس کی زندگی کا مختصر سا قصہ بن کر رہ جاؤ گی۔" ماورہ کی برداشت اب جواب دے گئی تھی، وہ تیزی سے اٹھی۔

"کون ہے دوسری طرف ابھی بتاو ورنہ شاہ جی کو بتاؤں گی۔ "

"یہ دھمکی کسی اور کو دینا میں تو تمہاری مدد کرنے تمہاری زندگی میں آیا ہوں۔ "

"میرے شاہ جی مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے ان کی زندگی میں علیزے کی اہمیت میں خود ختم کر دوں گی۔" وہ پختہ یقین سے بولی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم ختم کرو گی اور ہو جائے گی؟" جیسے اس شخص نے مزاق اڑایا تھا۔

"خیر ابھی تمہیں اگر میری مدد کی ضرورت نہیں تو ٹھیک ہے لیکن بہت جلد تم خود میرے پاس آؤ گی اس کا مجھے یقین ہے تب تک کہ لیے خدا حافظ۔" اور فون بند ہو گیا، ماورہ حیرانی سے وہی جمی رہی تھی۔

"نہیں میرے شاہ جی کو کوئی دور نہیں کر سکتا مجھ سے دشمن ہے یہ سب میرے۔" وہ تیزی سے دائے بائے سر ہلاتے ہوئے جانے کیا بڑ بڑانے لگی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆☆

وہ اسی ٹاپ روف میں آکر دو بندوں والی میز پر بھیٹ گئ تھی، ایک نظر اس میز کو دیکھا جہاں کل رات وہ سب بھیٹے تھے پھر سیڑھیوں کی جانب دیکھا جہاں سے بیرا اسی کی طرف جوس کی ٹرے لیے ہاتھ میں آرہا تھا، اس کے علاوہ دو کم عمر لڑکیاں ہی بھیٹی آپس میں لنچ کرتے وقت محو گفتگو تھیں اور پورا ٹاپ روف دوپہر کے وقت کھالی تھی، وہ یہاں بھیٹ ویٹسن کا انتظار پچھلے دس منٹ سے بے صبری سے کر رہی تھی۔

"ہم کل بارہ بجے اسی ریستوان میں ملیں گے تب سارے سوالات کا جواب دوں گا تب تک کے لیے ہماری ملاقات پوشیدہ رہنی چاہیے اٹس آر کویسٹ۔" ویٹسن کی کہی بات پھر یاد آئ، ویٹسن کے زندہ ہونے کی خبر کا بھاری بھر کم بوجھ اس نے کیسے اپنے نازک دل میں چھپایا ہوا تھا صرف وہی جانتی تھی، وہ پوری رات نہ سوئ تھی اسے لگ رہا تھا جیسے بامشکل وہ سانسیں لے رہی ہو اچانک اتنا بڑا طوفان اس کی زندگی میں آگیا تھا، اتنا بڑا سچ جس کا اسے پتا ہی نہیں تھا، وہ ویٹسن کی موت کو قبول کر چکی تھی اور اب اچانک وہ زندہ جیتا جاگتا صحیح سلامت اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا، یہ قسمت صرف اسی کے ساتھ کیوں ایسے کھیل کھیلتی ہے؟ پہلے شاہ زیب سے زبردستی شادی، بخت

خاندان کے لیے نفرت، ماں سے بدگمانی زندگی کا تحس نہس ہونا پھر شاہ زیب اور اپنا ماضی سامنے آنا، بخت خاندان اور اپنی ماں کی سچائی، اس اپنوں کی کمی، وہ درد وہ تکلیف جو اس نے اب تک سہی تھی وہ سب ایک جھوٹ تھا دھوکے میں رہنے کی وجہ سے اور اب یہ.... کیا واقعی وہ ہمیشہ دھوکے میں رہتی ہے؟ سچ سے ناواقف؟

"میم یار اورنج جوس۔" بیرے نے جھک کر ٹرے سے اٹھا کر جوس کا گلاس اس کے پاس رکھا تو وہ چونکی، رات سے صبح تک کچھ نہ کھانے کی وجہ سے اس نے صرف جوس میں اکتفا کیا تھا وہ بھی زبردستی من کو مار کر کیونکہ اسے اپنی طبیعت پچھلے کچھ دنوں سے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی، وہ واپس سیدھا ہوا تو علیزے نے سر ہلا کر شکریہ کہا، وہ واپس چلا گیا۔

"یہ ویٹسن آئے گا بھی یا وہ سب ایک...." تھک کر اس نے اپنی سوچ زبان پر لا کر چھوڑ دی، جوس کی طرف دیکھنے کے بعد اس میں سٹرو نہ پا کر وہ بیرے کی پشت کو دیکھتے آواز لگانے کے لیے گردن موڑتے اسے آواز لگائی۔

"ایکسکیوز می سٹرو پلیز۔" اس کی ٹرے میں ہی سٹرو تھا وہ سر ہلا کر واپس آیا اور اسے دیا۔

"تھینکس۔"علیزے نے سر جھکائے سٹر واس میں ڈالا اور ایک سپ لیا ہی تھا کہ بیرے کی آواز کانوں میں آئی جسے اسے اچھو لگا۔

"سر آپ کچھ لیں گے۔" وہ علیزے کے عین سامنے والی کرسی پر بھیٹے کسی سے مخاطب ہوا تھا، علیزے نے چونک کر سر اٹھایا تو ہلکے سے مسکراتے ہوئے ویٹسن کو پایا جس نے آہستگی سے نفی میں سر ہلایا۔ بیرا چلا گیا۔

"ت... تم یہاں کیس... کیسے؟"علیزے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی، اسے تو پتا ہی نہیں چلا تھا کہ کب وہ آکر سامنے بھیٹ گیا تھا شاید اس کا اتنا دماغ معاف تھا۔

"کیوں اچھا نہیں لگا ایک بار پھر دیکھ؟"پھر سے ویٹسن کی آواز میں انجانا سا طنز محسوس ہوا، علیزے اپنے حواسوں کو قابو کرتے اسے دیکھنے لگی جو کل رات والے ہی ہلیے میں تھا، آنکھیں دیکھ لگتا تھا کہ وہ بھی نہیں پوری رات سویا۔

"ویٹسن مجھ... مجھے اب تک یقین نہیں آرہا کہ تم میری آنکھوں کے سامنے بھیٹے ہو۔"علیزے نے خود کو کمپوز کرتے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا، جزبات کی شدت سے اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

"مجھے بھی یقین نہیں آرہا لیزا کہ تم میرے سامنے بھیٹی ہو میں تم سے مخاطب ہوں۔"ویٹسن نے اس کے میز پر رکھے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے کہا۔

"اب چھو کر یقین ہو گیا کہ میں زندہ ہوں؟" اس کے ہاتھ کو ہلکا سا دباتے ہوئے اس نے کہا، علیزے ابھی بھی بے یقین سی دکھ رہی تھی۔

"بولو؟" ویٹسن نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"قسمت میرے ساتھ کیوں کر رہی ہے ایسا؟" وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں نظروں کا زاویہ تھوڑی دور بھیٹی ان دو لڑکیوں کی طرف لے کر گئی جو کسی بات پر قہقہے لگاتی ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار رہی تھیں۔

"میری خوشیاں میری ہنسی سب کچھ چھیننا چاہتی ہے ہمیشہ سے۔" آنکھوں کو میچتے وہ بولی تھی لیکن اگلے پل جھٹ سے آنکھیں کھول واپس ویٹسن کو اس ڈر سے دیکھا کہ کہی وہ پل بھر کے لیے پلک جھپکے اور وہ غایب ہو جائے۔

"شاید قسمت کی دشمنی ہم دونوں سے ہی ہے۔" اس نے اداس مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تھا۔

"کیا تم مجھے آج سارے سوالاتوں کے جوابات دو گے؟" جانچتی نظروں سے ویٹسن سے پوچھا۔

"بالکل اسیلیے تو تمہارے پاس اس وقت ہوں۔" سر کو خم دیتے کہا۔

"کہاں تھے تم ویٹسن کیا ہوا تھا تم زندہ کیسے ہو؟" پوچھنا شروع کیا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہیں میرے زندہ ہونے پر دکھ ہے؟" تیڑھی مسکراہٹ کے ساتھ تیڑھا سوال کیا گیا۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔" غصہ کا عنصر سرخ ناک پر آیا۔

"یہ بھی میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔" اطمینان سے کہا مگر اطمینانت تھی تو نہیں شاید بظاہری تھی۔

"تمہیں اگر میرے سوالوں کے سیدھے سیدھے جواب نہیں دینے تو میں جا رہی ہوں۔" وہ موبایل اٹھائے غصہ سے اٹھنے لگی۔

"نہیں نہیں سوری واپس بھیٹ جاؤ دیتا ہوں۔" وہ جلدی سے بولا، علیزے واپس موبایل کو میز پر پٹخ بھیٹی۔

"بتاؤ مجھے کیا ہوا تھا اس دن؟"

"علیزے دیکھو مجھے بھی اتنا یاد نہیں یاد ہے تو صرف اتنا کہ ہاں میں گاڑی سے اترا تھا خوبصورت مناظر کی وڈیو بنانے ہاں سامنے سے آتے ٹرک کو میں نہیں دیکھ سکا تھا اور ٹرک سے ٹکرانے کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں سب کچھ دھندھلا ہو گیا تھا خون سے لت پت ہو گیا تھا میری آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔" وہ سنجیدگی سے ذہن پر زور دیتے رکا، علیزے بے صبر ہو کر آگے ہوئی۔

"پھر ؟"

"پھر میں.... پھر میں جب اٹھا یعنی جب میں نے آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک پرایوٹ ہسپتال میں پایا میرا سر درد سے پھٹ رہا تھا میں واپس غنودگی میں چلا گیا پھر مجھے کچھ گھنٹے بعد دوبارہ ہوش آیا تب میں تھوڑا ٹھیک محسوس کر رہا تھا میرے سر ہاتھوں اور سیدھے پاؤں میں پٹی تھی جسم میں جگہ جگہ کچھ زخم تھے میرا جسم دکھ رہا تھا مجھے ہوش میں دیکھ نرس نے ڈاکٹر کو بلایا ڈاکٹر نے مجھ سے حال احوال پوچھنے کے بعد بتایا کہ مجھے کوئی لڑکے لڑکیوں کا گروپ لایا ہے میں نے ڈاکٹر سے ان سے ملنے کی ضد کی جس پر ڈاکٹر مان گئے۔"

"گروپ کیا؟" علیزے نے الجھ کر پوچھا۔

"ہاں میں ان سے ملا انہوں نے مجھے بتایا کہ میں کھائی کے دوسری طرف جنگل میں تڑپتا ہوا پایا گیا تھا وہ طلبہ کا گرو جنگل میں کیمپینگ کرنے آیا تھا مجھے اس طرح دیکھ وہ لوگ فوراً ہسپتال لائے۔"

"کیا لیکن... ایک منٹ تم واپس کیوں نہیں آئے تم اگر زندہ بچ گئے تھے تو غایب کیوں ہوئے؟" وہ جو بے یقینی سے نفی میں سر ہلاتے کچھ بولنے جا رہی تھی اچانک کچھ یاد آتے کچھ اور پوچھنے بولی۔

"سنو میری پوری بات۔" ویٹسن نے سنجیدگی سے ٹوکا۔

"میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے ایک فون کال کرنے کو کہا تمہارا نمبر مجھے یاد نہیں تھا اسلیے فلحال میں نے اپنے ایک دوست کو کال کی میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ پاکستان میں میرا ایک سوشل میڈیا دوست رہتا ہے یاد ہے؟" ویٹسن نے علیزے کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا جو کچھ سوچتے یکدم سر ہلانے لگی۔

"ہاں بتایا تھا۔"

"ہاں وہی وہ دوسرے شہر میں رہتا ہے لیکن پہلی فلایٹ لے کر وہ آیا اور مجھے ڈسچارج کر کے واپس شہر اپنے گھر لے کر گیا۔" علیزے نے کچھ نا مطمعین انداز میں پہلو بدلا۔

"تمہارا نمبر مجھے نہیں یاد تھا بلکہ کسی کا بھی نہیں سب میرے فون میں تھا گاؤں کا پتا نہیں معلوم تھا گاؤں کا نام بھی نہیں یاد تھا لیکن میں نے کسی طرح ٹھیک ہوتے ساتھ تمھیں ڈھونڈنے کی پوری کوشش شروع کر دی اپنے دوست کی مدد سے میں گاؤں کا پتا کروا سکا تین گاؤں میں جانے کے بعد چوتھا گاؤں وہی تھا بخت حویلی والا۔" علیزے سانس روکے اسے سننے لگی۔

"میں گاؤں آیا کم از کم ایک مہینے بعد بخت حویلی کے گیٹ تک پہنچنے سے پہلے ہی پورے گاؤں میں پھیلتی خبر میرے کانوں میں بھی پہنچی اور وہی سے میں الٹے پاؤں لوٹ گیا۔"

ویٹسن کی آواز دھیمی ہوتی گئ۔

"کونسی خبر ؟"علیزے نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"تمہارے اور شاہ زیب کے نکاح کی۔" وہ نظریں چراتا واپس کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا،علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا تم واپس کیوں لوٹے ویٹسن تمہارا دماغ خراب ہے میں وہاں پل پل تڑپ رہی تھی اور تم واپس آخر کیوں.... یااللہ۔" وہ حیرت اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات سے سر پکڑتی چیخی۔

"کیا مطلب تم تڑپ رہی تھی نکاح تمہاری مرضی سے ہوا تھانا؟" ویٹسن سیدھا ہو کر الجھ کر بھیٹا۔

"کیا تمہارا دماغ ٹھیک ہے میں جو کل تک اس انسان سے نفرت کرتی ہوں آج خوشی خوشی اسے نکاح کروں گی وہ بھی تمہارے جانے کے بعد آر یو آؤٹ آف یور مائنڈ ؟"

علیزے نے غصہ سے کہا۔

"ایک...ایک منٹ مطلب تمہاری مرضی شامل نہیں تھی؟"ویٹسن اب حددرجہ حیران لگ رہا تھا۔

"آف کارس۔"علیزے نے آنکھیں دکھائیں۔

"مطلب... مطلب تم مجھے نہیں بھولی تھی تم نے اس کو خوشی خوشی نہیں قبول کیا۔" وہ جیسے اطمینان کی سانس خارج کرتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔

"تمہیں کیا لگا میں خوشی خوشی نکاح کر رہی اوہ اسیلیے تم واپس چلے گ ئے تمہیں لگا میں...."علیزے نے جملہ ادھورا چھوڑا دیا وہ ویٹسن کو دیکھنے لگی جو ابھی کسی اور ہی دنیا میں چلا گیا تھا۔

"ویٹسن؟"اچانک علیزے نے پکارا۔

"ہوں ہاں یار وہ غلط فہمی تھی اور میں اتنے وقت تک یہی سمجھتا رہا اور تم سے کوئ رابطہ نہ رکھا۔"اس نے جیسے واپس ویسا ہی الگ ویٹسن بنتے وضاحت دی تھی۔

"تو اب کیوں ملے مجھ سے؟"علیزے بھنویں جوڑ کچھ تو تیشی انداز میں پوچھ۔

"میں یہاں اپنے اسی دوست کے ساتھ آیا تھا میرا واپس وہ سڈنی جانے کا بندوبست کر رہا تھا اس نے کسی طرح حویلی سے میرا سامان منگوالیا تھا میری آج کی فلایٹ تھی ہم

ڈنر کرنے آئے تھے اور تب تمہیں دیکھ مجھ سے رہانا....."وہ رٹے طوطے کی طرح بولے جا رہا بولے جا رہا تھا، علیزے کو کچھ گڑبڑ محسوس ہوئی۔

"ویٹسن؟" اس نے اسے روک پکارا۔

"کیا ہوا لیزا؟"

"مجھے کیوں لگ رہا ہے یہ ساری کہانی جو تم نے اب تک بتائی اس میں آدھا جھوٹ اور آدھا سچ ملا ہوا ہے مجھے کیوں لگ رہا ایسا کہ تم مجھ سے کچھ بہت بڑا چھپا رہے ہو۔"

ویٹسن نے چونک کر اسے دیکھا، اس کی ہاتھوں کی انگلیوں میں حرکت آئی۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا تمہاری اس بنی ہوئی کہانی میں یہ جنگل یہ گروپ کا ملنا یہ دوست یہ گاؤں سے واپسی کیونکہ جہاں تک میں ویٹسن کو جانتی ہوں وہ جب تک اپنی لیزا اسے نہیں سن لیتا کہ شاہ زیب سے رشتے میں اس کی خوشی ہے وہ تب تک کچھ یقین نہیں کرتا وہ کبھی یہ نہیں سوچ کر مان لیتا کہ اس کی لیزا اسے بھول گئی۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے تم"....

"جھوٹ مت بولو تمہاری آنکھیں تو کچھ اور کہہ رہی ہیں جیسے مجھے کچھ بتانا چاہ رہی ہے کوئی اشارہ کی"....

"سٹاپ اٹ لیزا۔" وہ نظریں چراتا یکدم کھڑا ہوتا دھاڑا، علیزے بری طرح چونکی۔

"بالکل خاموش۔" وہ ہونٹوں پر انگلی رکھتا بولا اور پھر ہراساں نظروں سے ارد گرد دیکھتے اور جینس کی جیب کو چھو کر کچھ محسوس کیا پھر علیزے کو دیکھ واپس بھیٹا جو حیران اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے لگا تم نے مجھے دھوکا دیا ہے اور کیوں نہیں دے سکتی ضرور دے سکتی ہو مجھ پر شاہ زیب کو فوقیت دے کر آخر بچپن کا دوست ہے تمہارا۔" علیزے کو وہ عجیب برتاؤ کرتا لگا۔

"دھوکا تم نے مجھے دھوکا دیا ہے میں نے نہیں تم نے مجھ سے نہیں محبت کی تمہیں صرف حوس تھی اور تم مجھے دھوکے باز ٹھہرہ رہے ہو تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟" وہ بھی بھڑکی، ویٹسن نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا؟"

"اب تم بھولے مت بنو بھول گ ئے حادثے سے پہلے بھیجا ہوا ٹیکسٹ؟ "

"کیا کونسا ٹیکسٹ؟" ویٹسن نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"اوہ واؤ کیا اداکاری ہے جناب کی تم تو مجھ سے آخری وقت پر نکاح ہی نہیں کرنا چاہ رہے تھے یہ دیکھو ابھی دکھا دیتی ہوں اسے پہلے تم مکر و تم نے میرے جزباتوں کے ساتھ کھیلا ہے مجھے استعمال کیا ہے اپنے گندے ارادوں میں پورے ہونے کے لیے اب

میں سمجھی وہ مذہب قبول کرنا اتنی آسانی سے اور شادی کے لیے راضی ہو کر ادھر آنا صرف اور صرف اپنی ہوس مٹانے کے لیے۔" وہ بولتے بولتے رونے لگی اور ساتھ تیزی سے فون پر انگلیاں چلاتے موبایل کی سکرین ویٹسن کے سامنے کی۔

"یہ ہے تمہاری سچائی گھن آتی ہے مجھے۔" وہ چلائی، ویٹسن نے اس کے الفاظوں پر صدمے سے اسے دیکھا پھر جھپٹ کر اسے موبایل چھین کر وہ پیغام پڑھنے لگا اور جیسے جیسے وہ پیغام پڑھ رہا تھا ویسے وہ شاک کی کیفیت میں جا رہا تھا جبکہ اس کے بر عکس علیزے صرف اسے ایک جملہ سننا چاہ رہی تھی جو تھا "یہ میں نے نہیں کیا۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆☆

وہ ڈیرے پر آیا ہوا تھا، پلنگ پر چت لیٹا وہ آسمان پر اڑتے ہوئے پرندوں کو دیکھ رہا تھا، ان پرندوں سے اسے کسی کی یاد آئی، جانے سے پہلے علیزے اور خود کے ساتھ ہوئی باتیں ان ہی پرندوں پر۔

"علیزے... علیزے؟" وہ غصہ سے کمرے میں علیزے کو آواز لگاتا آیا تھا جو اپنا سامان پیک کر رہی تھی۔

"ہاں۔" اس نے مصروف سے انداز میں ردِ عمل دیا تھا۔

"یہ تم نے چھت پر جا کر سارے پنجرے کھول کر پرندے اڑائے ہیں؟"اس نے غصہ کو بے حد قابو میں کرتے ہوئے دھیمی مگر سخت آواز میں پوچھا، وہ اس وقت خود پر بے حد قابو کیا ہوا تھا ورنہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا علیزے کو گولی سے اڑا دے۔

"ہاں کوئی مسلہ؟"اتنا ٹھنڈا انداز؟ شاہ زیب کے غصہ پر گھی طرح کام کیا گیا تھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے کس کی اجازت سے تم نے یہ کیا ہے تمہیں معلوم ہے ایک پرندہ کتنے کا تھا اتنے قیمتی پرندے تھے وہ جو بہت مشکل سے ملتے ہیں تم نے وہ سارے کے سارے اڑا دیے۔"وہ اس کے ہاتھ سے شرٹ چھین کر ایک طرف پھینکتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کرتا ہوا بولا، علیزے نے ایک نظر اپنی نیچے گری شرٹ کو دیکھا پھر اس کو جو غصہ سے اسے گھور رہا تھا۔

"مسٹر شاہ زیب مجھے فرق نہیں پڑتا کہ ان پرندوں کی قیمت کتنی تھی یا وہ کتنی مشکل سے ملتے ہیں مجھے فرق اس بات سے پڑتا ہے کہ ان خوبصورت آسمان پر اڑھنے والے پنچھیوں کو آپ نے پنجرے میں قید کیا ہوا تھا۔"سینے پر ہاتھ باندھتی ایک قدم اس کے نزدیق آکر وہ بولی تھی، شاہ زیب کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑے تھے۔

"کیا بکواس ہے کیا پہلے کبھی پنجروں پر قید پرندوں کو نہیں دیکھا سب پالتے ہیں۔"

اسے اس کی دماغی حالت پر شک ہوا تھا۔

"سب غلط کرتے ہیں اللہ تعالہ نے یہ پرندوں آزاد آسمان پر اڑھنے کے لیے بنائے ہیں ان کو پر دیے ہیں جسے ان میں اڑھنے کی صلاحیت ہے یہ گناہ ہے سراسر گناہ کہ آسمان میں اڑھنے والے آزاد پرندوں کو ایک پنجرے میں قید کر لیا جائے کیا تمہارا دم نہیں گھٹے گا اگر تمہیں چار دیواری میں قید کر لیا جائے جب تم دوسرے چلتے پھرتے آزاد دنیا میں انسانوں کو دیکھو گے تو تمہیں رونا نہیں آئے گا بے بسی نہیں ہو گی تو وہ تو بے زبان معصوم پرندے ہیں جن کو ہم اپنی خوشی کے خاطر ایک پنجرے میں اپنے گھر قید کر کے رکھتے ہیں۔" شاہ زیب نے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

"علیزے وہ بہت اچھے سے رہ رہے تھے روز انہیں صبح شام خشک میوہ جات ملتا ہے اچھے سے اچھا"....

"آر یو سریس شاہ زیب پنجرہ سونے کو ہو یا ہیرے کا پنجرہ ہوتا ہے شاہ زیب ان کا گھر کھلا آسمان ہے پنجرہ نہیں وہ خود اپنا رزق تلاش کرتے ہیں وہ کھل کر اڑھتے ہیں تم "....

"علیزے وہ جو پرندے تھے اگر انہیں اڑھنے دیا جاتا تو کوئی چیل انہیں فوراً کھا لیتی یہ جنگل سے خاص شہر میں آتے ہیں۔" وہ علیزے کی بات کو روکتے ہوئے اسے بازو سے پکڑ بیڈ پر اپنے ساتھ بٹھاتا ہوا بولا۔

"انہیں لایا کیوں جاتا ہے جب ان کو خطرہ ہوتا ہے فروخت کرنے سے پہلے وہ بھی قید ہوتے ہے فروخت کے بعد بھی ادھر کھلی آزادی سے اڑھ نہیں سکتے تو قید ہوتے ہیں ان کی آزادی چھین کر انہیں یہاں کیوں لایا جاتا ہے اتنے خوبصورت پرندوں کو؟" پل بھر کے لیے شاہ زیب لاجواب ہو گیا تھا۔

"اپنی کمائی کے لیے لاتے ہیں لوگوں کے شوق"....

"لوگوں کے شوق اور پیسوں کے لیے بے زبان معصوم پرندے ہمیشہ کے لیے قید ہو جاتے ہیں نا؟" شاہ زیب اب کیا بولتا، وہ خاموش ہو گیا، وہ درست کہہ رہی تھی۔

"فکر مت کرو میں نے انہیں اڑھایا نہیں ہے سیف کے ہاتھوں واپس وہاں بھیج دیا جہاں سے وہ آئے ہیں۔" وہ کہتی اٹھی اور واپس سامان باندھنے لگی، شاہ زیب اس کو دیکھا رہ گیا۔

"تمہیں کھلے آسمان میں اڑھنا اچھا لگتا ہے؟" اچانک اس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا، علیزے مسکرائی۔

"بالکل قید نہ تو کسی جانور پرندوں کو ہونا چاہیے لوگوں کے شوق کے خاطر یا کمائی کے خاطر نہ تو انسان خاص طور پر عورت کو ہونا چاہیے پھر سے لوگوں کے شوق یا کمائی کے خاطر۔" وہ بڑی سادگی سے کچھ بہت بڑا اور گہرہ بول گئی تھی، شاہ زیب مسکرایا تھا۔

"اچھی سوچ ہے۔" وہ کہتے آنکھیں بند کر گیا تھا اور کمر سیدھی کرتا وہی لیٹ گیا۔

"جانتی ہوں اور عمل بھی کرتی ہوں۔" شرارت سے کان کے بہت پاس سے سرگوشی کی گئی تھی، شاہ ززب نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تو وہ اس کے کان کے پاس جھکی تھی۔

"چلو با...." وہ جو واپس اٹھنے لگی تھی شاہ زیب نے کمر کے گرد بازو حایل کر کے اسے اٹھنے سے روک لیا اور وہ اس کے اپر ہی گر گئی۔

"کیا کر رہے ہو چھوڑو۔" ساری شرارت اور شوخی ہوا میں اڑ گئی جب گرفت مضبوط کی گئی۔

"اتنے دن تک میں کیا کروں گا؟" شاہ زیب نے ایک ہاتھ سے اس کی گری زلفوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے دھیمے لہجہ میں کہا تھا، علیزے کا چہرہ اس کے چہرے کے بے حد قریب تھا اور وہ آدھی اس پر گری ہوئی تھی۔

"تم.... تم ایک کام کرنا تم مجھے یاد کرتے رہنا لیکن اتنا مت کرنا کہ مجھے ہچکیاں آنے لگے۔" وہ بولتی ہوئی خود ہی ہلکا سا ہنسی، شاہ زیب اس کی ہنسی میں کھوتا یکدم اس پر پلٹا اور اب وہ نیچے اور شاہ زیب آدھا اس کے اپر تھا، علیزے کا دل بلیوں کی طرح اچھلنے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

لگا، وہ تیزی سے اسے خود سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی لیکن ناکام ہی ہونی تھی اسلیے ناکام ہی ہو گئی جبکہ وہ اب اطمینان سے انگھوٹا اس کے چہرے پر پھیرتے ہوئے بولا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ تم زیادہ بولتی ہو؟" علیزے اچانک اس بے تکے سوال پر چونکی۔

"اوہ ایکسکیوزمی میں کوئی زیادہ نہیں بولتی تم زیادہ سنتے ہو۔" وہ ناک ٹیڑھی کر کے کہتی ہوئی واپس اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن ناکام رہی۔

"زبان کیوں چلاتی ہو اتنی؟" وہ اب انگھوٹے کو اس کے ہونٹوں پر رکھتے ہوئے بولا۔

"تم ایسا فضول بولتے ہی کیوں ہو؟" وہ اس کا انگھوٹا ہٹانے کے لیے چہرہ جھٹکتی ہوئی بولی۔

"بد دماغ لڑکیاں مجھے اچھی نہیں لگتی۔" وہ انگھوٹا ہٹاتے ہوئے کچھ سنجیدگی سے بولا۔

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں آپ کی بیوی ہوں آپ کو اچھی لگوں یا نہ لگوں ساری زندگی سہنا ہے تو عادت ڈال لیجیے۔" پلکیں جھپکاتے ہوئے وہ معصومیت سے بولی، شاہ زیب نے بے اختیار ہونٹوں پر آنے والی مسکراہٹ چھپائی۔

"ہر بات کا جواب ہوتا ہے تمہارے پاس؟" وہ اپنا چہرہ اس کے چہرے کے مزید قریب لاتے ہوئے بولا۔ وہ فخریہ انداز میں بھنویں اچکا گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ایک...ایک منٹ یہ کیا ہو رہا ہے مجھے پیکنگ کرنی ہے زیادہ اوور سمارٹ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔"اس کے تشنہ لبوں کو مدہوشی سے اپنی گردن پر رکھتے ہوئے دیکھ وہ بجلی کی طرح اسے دھکا دیتی سیدھی ہوئی۔شاہ زیب نے کافی ناپسندیگی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ ایسے"....

"دیکھو آئی سویر میں یہ لیکچر پورا اٹینڈ کروں گی اور ساتھ میں نوٹس بھی بناؤں گی لیکن ابھی میرے پاس ٹائم نہیں ہے مجھے سکن کیر بھی کرنا ہے سو بائے اور ہاں یہ سارا ٹھرکی پن بھی بعد میں نکال لینا آئی سویر آئی ول ناٹ مائینڈ بٹ ناٹ ناؤ آیم ان ہری۔"وہ جلدی سے بولتے کھڑی ہوئی اور دوپٹا لیے باہر بھاگی ساتھ دروازے پر جا کر پلٹ کر کہا اور نکل گئی،شاہ زیب جو اس کی پہلی بات سے باہر نہیں آیا ہوا تھا آخری بات سن کر بے اختیار چونکا۔

"کیا؟"وہ خود حیران تھا،وہ لڑکی اسے کیا کچھ بول کر گئی تھی۔

"ٹھرکی۔"اپنے شوہر کو وہ ٹھرکی بول کر گئی؟وہ کیا تھی۔

"شاہ مالونہ رار سیدلی۔" (شاہ مال آگیا) کسی بندے کی آواز پر وہ جو دھیمے سے مسکرا رہا تھا سوچوں سے باہر آکر چونکا اور واپس سنجیدگی پلنگ سے ساری سوچوں کو جھٹکتے اتر گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ڈیر علیزے ہماری آج شادی سے پہلے میں تمہارے اپر ایک سچ کا خلاصہ کرنا چاہتا ہوں اس سچ کو سننے کے بعد تم ضرور سوچو گی کہ اگر میرا یہ ارادہ تھا تو ارادے میں مکمل ہونے سے پہلے ہی میں کیوں تم پر یہ خلاصہ کر رہا ہوں ایسے تو میرے ارادے میں تکمیل ہی نہیں ہو پائے گی لیکن میں اب چاہتا بھی نہیں کہ تکمیل ہوں صاف لفظوں میں ویٹسن یعنی میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا یہ سب جو اتنا تماشہ ہو رہا ہے اس کو تم خود ہی روک لو میں آج ہی واپس سڈنی لوٹنا چاہتا ہوں سچ کا خلاصہ کرنے سے پہلے میں تمھیں یہ بتادوں کہ میں یہ شادی بالکل آخری لمحے پر تم سے کیوں نہیں کرنا چاہ رہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مجھے تم سے ملنے والا تھا اب وہ مجھے نہیں چاہیے کیونکہ ابھی ابھی مجھے معلوم ہوا ہے میری ایکس میری زندگی میں واپس آنا چاہتی ہے تو میں اب اس کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہوں نا کہ تم جیسی لڑکی کے ساتھ جو ایک نیچے طبقے کے گاؤں

دیہات سے تعلق رکھتی ہے میرا دم گھٹ چکا تھا اب تک ادھر شکر اب جان چھوٹ رہی ہے اب تم ضرور یہ سوال کرو گی کہ پھر کیوں سال تک میں نے تمہیں دھوکے میں رکھا تمہارے ایک دفع بلانے پر بھاگا آیا تمہارے مذہب قبول کرنے کا کہنے پر وہ بھی مان لیا تو یہ سب اسلیے کیا کیونکہ مجھے اپنے مقصد میں کامیاب ہونا تھا اور وہ مقصد ہی وہ سچ ہے جس کا خلاصہ میں کرنے جا رہا ہوں معاف کرنا علیزے لیکن میں نے تم سے تو کبھی محبت کی ہی نہیں مجھے تو تمہارے ساتھ صرف ایک رات گزارنے کا موقع چاہیے تھا جو اتنے عرصے کی دوستی اتنے قریب ہوتے ہوئے مجھے نہیں مل رہا تھا تم اتنی آزاد خیال ہو کر بھی پارسا تھی کہ تم سے سیدھے منہ میں تمہیں ہوک اپ کے لیے نہیں پوچھ سکتا تھا تم دوستی وغیرہ سب توڑ دیتی مجھے یاد ہے جب تم نے مجھے بتایا تھا کہ کیسے زایم ملک کو تم نے جواب دیا تھا اور کیا کیا تھا اس کے ساتھ اسلیے میں خاموش ہی رہا لیکن تمہارے کو لے کر میرا اڈزایر بڑھتا گیا مجھے ضد سی چڑھنے لگی میرے دوستوں نے مزاق بنایا کہ میں تمہیں کبھی چھو نہیں پاؤں گا اور پھر تمہیں حاصل کرنا میرا مقصد بن گیا اور اس مقصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے محبت کا ڈھونگ کیا اور سامنے سے تمہاری دی ہوئی آفرہاں وہ شادی ہی تھی جس پر مجھے یقین نہیں ہے مجھے تو صرف محض ایک رات سے مطلب تھا اب وہ تمہارے مطابق شادی ہو کر ہو یا نہ ہو مجھے فرق نہیں

پڑتا اسلیے میں یہاں آگیا اور ناٹک جاری رکھا لیکن اب میری ایکس ایلا واپس آگئ ہے اور قسم سے اس شادی یہ رشتے یہ مذہب قبول کرنا مجھے نہیں معلوم تھا کہ صرف ایک رات کے لیے مجھے ان سب جھنجھٹوں میں اتنا زیادہ پکنا پڑے گا تم لوگ بھی کمال کرتے ہو یہاں پر صحیح ہے اکثر ایک ڈیٹ میں سب ہو جاتا اب مجھے اس جھنجھٹوں سے نکلنا تھا اور ایلا نے میرے لیے آسان کر دیا اب مجھے کوئ ڈزایر وغیرہ نہیں اب تم اپنے راستے میں اپنے راستے تم اپنے کزن سے شادی کر لینا تمہارے ہی لیول کا ہے وہ جیو مست رہو~ویٹسن "آخر میں اپنا نام پڑھتے ہوئے اس کے لب باقاعدہ ہل گ ئے تھے، شاک کی کیفیت اور غصہ کی وجہ سے ویٹسن کا سفید رنگت سرخ ہو گئ تھی، علیزے دل کی تیز دھڑکنوں کے ساتھ اس کے تاثرات جانچتے صرف یہی توقع اور امید کر رہی تھی کہ کاش وہ اس سب لکھے سے انکار کر دے، وہ کہہ دے کہ یہ سب اس نے نہیں لکھا، یہ کسی کی سازش ہے، کاش.... کاش وہ صرف انکار میں سر ہلا دے، نکاح والے دن جب اس نے اس پیغام کے ایک ایک لفظ پڑھے تھے تو اس کا دل ودماغ معاف ہو گیا تھا اسے خود سے نفرت ہونا شروع ہو گئ تھی، وہ دھوکے میں رہی تھی، وہ ایک گھٹیا شخص کے اتنے قریب رہی تھی، وہ اذیت ناک لمحے ابھی وہ یاد کرتی تو اس کے رونگٹھے کھڑے ہو جاتے تھے، وہ قیامت جو اس دن ایک کے بعد ایک اس پر

برپا ہوئی تھی وہ دردناک حقیقت سے منہ بھی پھیر نہیں سکی تھی اور جب سے اب تک کچھ اس کی زندگی میں صحیح نہیں ہو رہا تھا جب لگتا کہ زندگی ٹریک پر آرہی ہے تب تب اس کی قسمت اس کی خوش فہمی پر ہنس دیتی تھی، وہ تھک چکی تھی، سب سے، زندگی سے، لوگوں سے، یہ محبت یہ نفرت سے، قسمت سے، حالات سے اور اب خود سے۔

"کہو ویٹسن کیا جھٹلانا چاہ رہے ہو تم؟" ویٹسن کو خاموش مجسمہ بنا دیکھ وہ روندھی ہوئی آواز سے بولی، ویٹسن کی نظریں یک ٹک سکرین پر تھیں۔

"کہہ دو پلیز یہ تم نہیں ہو۔" دل میں بولتی وہ آنسوؤں کو قید کر گئی تھی لیکن اگلے ہی پل ویٹسن کی آنکھ سے ایک آنسو کا قطرہ آتے دیکھ جس کو اس نے جسم میں حرکت دیتے فوراً ہی پونچھ لیا تھا وہ دیکھ اس کے قید آنسوؤں آزاد ہو گئے تھے۔

"یعنی یہ تم نہیں ہو۔" وہ بے اختیار بولی، ویٹسن نے نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا، اب بولنے کے لیے کچھ نہیں رہ گیا تھا، سمجھ گئی تھی اس کی لیزا کیا کہتا وہ؟

"یا اللہ۔" ویٹسن سے نظریں چراتے ہوئے وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا سر دے گئی یعنی ایک اور خلاصہ.... ایک اور سچ... وہ اب تک جتنے بھی سچ کو سچ سمجھتی آرہی تھی وہ تو سب جھوٹ نکلے وہ دھوکے میں رہی پھر سچ آیا پھر اس سچ کو مان کر اسے لگا وہ دھوکے میں رہی لیکن وہ دھوکے میں تو کبھی رہی ہی نہیں ان سچ کو مان کر وہ دھوکے میں گئی۔

"می.... میں خود سے بھی نظریں نہیں ملا پا رہی۔" وہ سر اٹھا کر بے آواز روتے ہوئے بولی، ویٹسن نے آگے بڑھ اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔

"لیزا کیا تمہیں لگا کہ میرا پیار ایک گرا ہوا گھٹیا جھوٹ تھا؟" اس نے شدت سے اس کے ہاتھوں کو سختی سے پکڑ کر پوچھا، علیزے نے شرمندگی سے سر جھکا لیا، اس کے رونے میں تیزی آگئی، ویٹسن کو اپنے آپ جواب ملا تو وہ ہاتھ چھوڑ پیچھے ہو گیا اور بے یقینی سے کرسی سے کھڑا ہو کر گہری گہری سانس لیتے ساتھ ٹہلنے لگا، روف ٹاپ میں اب وہ دونوں ہی صرف تھے۔

"میرے ایک بھی عمل سے تم... تمہیں ایسا لگا کہ میں ہوس رکھتا ہوں تمہارے لیے؟" جزبات میں آکر وہ آگے بڑھ اور علیزے کے قریب جھک کر اس کے جھکے سر کو دیکھتے پوچھا، علیزے کا سر مزید جھک گیا، ویٹسن نے غصہ اور بے بسی سے ایک مکا میز پر مارا اور سیدھا ہوا۔

"لیزا تم سے امید نہیں تھی۔" سرد لہجہ میں وہ جملہ بولتا جانے لگا جب تیزی سے علیزے کھڑی ہوئی۔

"ویٹسن رکو۔" اس نے اس پشت دیکھ پکارا اور پاس آئی، ویٹسن رک تو گیا لیکن پلٹا نہیں۔

"آیم سوری لیکن مجھے بھی تو سمجھنے کی کوشش کرو اس وقت میں ہوش میں نہیں".....

"بعد میں کبھی ہوش نہیں آیا؟" وہ پلٹ کر اس کے دونوں بازو پکڑتے غصہ سے پوچھا۔ وہ روتے ہوئے سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"آیا لیکن.... لیکن میرے ساتھ اتنا کچھ ہوا اچانک میری زندگی میں کہ میں.... میں... مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا اپنے آپ سب ہوتا گیا پہلے تمہاری موت کا صدمہ پھر یہ جھوٹا پیغام اور اسے نہیں نکلی کہ شاہ زیب سے نکاح میں الجھ گئی تھی اتنی بری طرح کہ میرے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی ختم ہو گئی میں نے سب سے نفرت کی جو نفرت کے قابل ہر گز نہ تھے اپنے ددھیال شاہ زیب تم سب کو میں نے غلط سمجھا لیکن غلط تم لوگ نہیں غلط حالات تھے غلط میں تھی تم سے درست کہا تھا میں بدلی نہیں ہوں لیکن میں واقعی بدل گئی ہوں اس سب حالات نے مجھے ایک ایسی علیزے بنا دیا جو صرف نفرت کرنا جانتی ہے تمہاری جب بھی یاد آتی تھی مجھے خود سے گھن ہوتی تھی خود کو زبردستی روکتی تمہارے لیے آنسو بہانے کے لیے لیکن...." وہ رکی، اس نے دونوں ہاتھوں کا پیالا بناتے ویٹسن کے چہرے کو چھوا۔

"لیکن ویٹسن میں پھر بھی تمہیں یاد کرتے روتی۔" دھیرے سے کہتے اب وہ آواز سے روتی ہوئی گھٹنوں کے بل بھیٹیتی چلی گئی، ویٹسن نے اپنی لیزا کو اس طرح بکھرتا دیکھ جلدی سے خود کو سنمبھالا اور اس کے ساتھ گھٹنوں کے بل بھیٹا۔

"لیزا ششش کالم ڈاؤن۔" اس نے علیزے کے آنسوں پونچھنے چاہے لیکن وہ پیچھے ہوئی۔

"نہیں رونے دو مجھے ماتم منانے دو میں اسی لایق ہوں میں بہت بری ہوں میں نے سب کے ساتھ برا کیا جس جس نے مجھ سے محبت کی اس اس کو تکلیف دی اس اس کو دکھ دیا شرمندہ کیا امیدیں توڑیں میں کسی لایق نہیں ہوں نہ اچھی بیٹی نہ اچھی بیوی نہ اچھی دوست میں سب سے بری ہوں میں کوئی رشتہ ڈزرو نہیں کرتی میں کسی کی محبت کے لایق نہیں ہوں مت کرو مجھ سے تم سب محبت میں سب کو تکلیف دینے کا باعث بنوں گی۔" وہ روتے ہوئے چلا رہی تھی، ویٹسن نے نفی میں سر ہلاتے آگ بڑھ کر اس کو تھامنا چاہا لیکن وہ چلاتے ہوئے اٹھ گئی، ویٹسن بھی جلدی سے اٹھا۔

"ششش بس لیزا بس۔" وہ بھی اسے مزید چلایا، علیزے یک دم چپ ہوئی اور سرخ بھیگی آنکھوں سے اس کو دیکھا۔

"تم بری نہیں ہوں برے حالات تھے لیکن اب میں آگیا ہوں نا سب ٹھیک کردوں گا اس پیغام کے پیچھے جو بھی ہے تمہاری زندگی میں طوفان جو لایا ہمیں جس نے جدا کیا اس انسان کو میں نہیں چھوڑوں گا تک فکر مت کرو تمہارا ویٹسن آچکا ہے میں سب پہلے جیسے کردوں گا۔" وہ مٹھیاں بھینچتا ہوا غصہ سے بولا اور ساتھ علیزے کو تسلی دی۔

"سب پہلے جیسا نہیں ہو سکتا ویٹسن۔" علیزے نے رخسار رگڑتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"تم مجھے تھوڑا وقت دو لیزا مجھے کئی جانا ہے اور یہ اس کاغذ لو اس پر میرا نمبر ہے۔"

ویٹسن اس کی بات کو نظرانداز کرتا جیب سے ایک کاغذ اس کی طرف بڑھاتا بولا، علیزے نے ناسمجھی سے کاغذ تھاما تو وہ آہستہ آہستہ قدم پیچھے لیتا گیا۔

"کہاں جانا ہے تمہیں ویٹسن؟" اس نے نے چونک کر ساتھ پوچھا، اسے لگا وہ آہستہ آہستہ قدم پیچھے لیتے اس کی زندگی سے جا رہا ہے جیسے پہلے گیا تھا۔

"لیزا تم نے ٹھیک کہا تھا میری بتائی ہوئی کہانی میں جھوٹ تھا میں آوں گا تمہیں کچھ اور سچ بتانے بھی لیکن اسے پہلے مجھے ایک سچ پتا کرنے دو۔" وہ کہتے ساتھ مڑا اور تقریباً بھاگتا ہوا سیڑھیاں پھلانگتا نظروں سے اوجھل ہو گیا جبکہ علیزے کا شک درست

ثابت ہو چکا تھا، ویٹسن نے جو کچھ اسے بتایا اس میں جھول تھا یہ وہ پہلے ہی سمجھ چکی تھی اور اب خود سے بتا کر اس نے اس کا شک یقین میں بدل دیا تھا۔

"اور کتنے سچ کھلیں گے یا اللہ یہ میری زندگی ہے یا کچھ اور ایک کے بعد ایک جھٹکے اب کیا ہوگا۔" وہ منہ پر ہاتھ پھیرتی ہوئی پشت میز سے ٹکا کر آنکھیں بند کر گئی جب موبائل کی ٹون نے اسے چونکایا۔

"یہ تو پارلر سے کال او مائے گاڈ سِلا۔" سکرین دیکھتے ہی اسے یاد آیا تو اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی جس پر ایک گھنٹہ گزر گیا تھا، وہ جلدی سے گاڑی کی چابیاں اٹھاتی فان کان سے لگائے بھاگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆☆

"امی جان تقریباً ساری پیکنگ ہو گئی ہے بس نکلنا ہے اب۔" مہرون نساء نے لیلیٰ کے ہاتھوں یخنی پیتی انیلا بخت کو اطلاع دی جس پر انہوں نے سر ہلایا، رایمہ کی منگنی اور مہک کی شادی کے لیے حویلی والے سارے شہر جا رہے تھے سوائے مدیحہ بخت کیونکہ ان کے جوڑوں میں درد تھا، انور بخت نے اکلوتی بہن کو رایمہ کی منگنی کے لیے آنے پر اثرار کیا تو وہ مجبوراً انکار کر بھیٹی، ڈاکٹر نے ان کس سفر کرنے سے منع کیا تھا، ثمن مڈٹرم

کے امتحان کی وجہ سے نہیں جارہی تھی اسلیے ماورہ نے اس کے پاس رہنے ہی کا سوچا ویسے بھی اسے وہاں جانے سے بچنا ہی تھا اور ثمن اچھا بہانہ تھی اسلیے اس نے عمارہ کو بھیجھنے پر اثرار کر کے خود ثمن کا خیال رکھنے کے لیے حویلی رہنے کو فوقیت دی، اسے شاہ زیب کے ساتھ بھی اکیلا وقت چاہیے تھا کیونکہ کچھ کام کی مصروفیت کی وجہ سے اس کو دیر سے جانا تھا تو تھوڑا وقت وہ اس کے ساتھ گزارنا چاہ رہی تھی۔

"لیلیٰ تو ماں کے پاس رہ رہی نا؟" انیلا بخت نے لیلیٰ سے پوچھا۔ وہ منہ بسور گئی۔

"جی نانی جان رہنا تو پڑے گا عمر جائے گا آپ لوگوں کے ساتھ ویسے میری اتنی خواہش تھی جانے کی ہلا گلا کرتی لیکن امی جان کا حکم ہے تو رہنا پڑے گا اپر سے ان کا بھتیجا بھی تو آیا ہوا ہے اس کی خدمت کون کرے گا۔" حویلی میں مدیحہ بخت، لیلیٰ، ٹونی، ثمن، ماورہ اور حسن ہی رہنے تھے۔

"ایک بات بتالوئی تو واقعی نہیں کرنا چاہتی ٹونی سے رشتہ؟" لیلیٰ کی ناپسندیگی ٹونی کی طرف انیلا بخت کئی عرصے سے چپ چاپ دیکھ رہی تھی اور اپنی بیٹی کا اپنی نواسی پر زور دینا بھی اسلیے آج کچھ سوچ کر انہوں نے پوچھا۔

"جی نانی وہ مجھے بڑا زہر لگتا ہے اتنی برایاں ہے میں کیا بتاؤں جب وہ کھاتا ہے تو اتنی بڑی ڈکار لیتا اور اف وہ چھپکلی سے ڈرتا ہے ایسا کوئی مرد دیکھا ہے آپ نے مجھے تو ایک آنکھ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

نہیں بہاتا اور امی جان میرے پیچھے ہی پڑ چکی ہیں۔ "لیلیٰ لاپرواہی سے منہ بنائی بولتی گئی، انیلا بخت نے مہرون نساء کو دیکھا اور مہرون نساء نے انیلا بخت کو پھر وہ لیلیٰ سے مخاطب ہوئی۔

"بیٹا ذرا عمارہ کو دیکھ کر آؤ اس کی تیاری ہوئی۔ "

"جی تائی جان ابھی دیکھ کر آتی ہوں عمارہ سے کہوں گی ڈھیر ساری تصویریں بنا کر لائیں ہائے میں بھی دیکھوں رائمہ اپنی منگنی اور مہک اپنی شادی پر کیسے لگ رہی تھی کتنا مزا کیا۔ " وہ اپنی عادت کے مطابق روانگی سے بولتی جوش سے یخنی سائڈ میز پر رکھتی کھڑی ہوئی اور پراندہ گھماتی کمرے سے نکل گئی۔

"امی جان لیلیٰ کی باتیں نہیں سنی آپ نے بچکانا باتیں کر رہی ہے ٹونی اچھا اور شریف لڑکا ہے آپا جان نے کچھ سوچ کر ہی دونوں کے بارے میں فیصلہ لیا ہو گا۔ "مہرون نساء نے انیلا بخت کی سوچوں کو پڑھتے ہوئے کہا۔ انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"میرا دل بہت ڈر گیا ہے کچھ وقت پہلے لیے فیصلوں سے ماورہ کو شاہ کی زندگی میں ڈال کر نہ صرف میں نے اس کے ساتھ بلکہ شاہ اور عین کے ساتھ بھی ناانصافی کر دی ہے میں نہیں چاہتی کہ اب اس بخت حویلی میں بچوں پر کوئی بھی فیصلہ زبردستی تھوپا نہیں

جائے زندگی ان کو گزارنی ہے ہمارا کیا ہے آج ہے کل نہیں۔" وہ گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی سنجیدگی سے بولیں۔

"تو آپ کیا کریں گی اب؟" مہرون نساء نے الجھ کر پوچھا۔

"مدیحہ کو منع کروں گی کہ وہ ٹونی اور لیلیٰ کو زبردستی باندھنا بند کرے اور لیلیٰ کے لیے ایک رشتہ آیا تھا وہ ہے میری نظر میں اگر وہ لیلیٰ پسند کرتی ہے تو پھر جلد ہی منگنی کر دیں گے۔" انیلا بخت ہی نہیں حویلی میں سب ہی جانتے تھے کہ لیلیٰ کو شادی کا شوق بھی ہے اور اب مدیحہ بخت جلد سے جلد اس کو نپٹانے کا سوچ رہی ہیں لیکن سب کو معلوم تھا ٹونی سے ہی لیلیٰ کی شادی ہو گی لیکن اس کی رضامندی نہ دیکھ انیلا بخت نے دل ہی دل میں فیصلہ لے لیا تھا جس کو ناچار مدیحہ بخت کو قبول کرنا تھا شاید اس فیصلے سے لیلیٰ تو بہت خوش ہو گی لیکن کسی کا دل ٹوٹنے والا تھا۔

"سارے تحفے مٹھائیاں رکھ دی اور ہماری رسموں کا سامان سب؟" سر جھٹک انیلا بخت نے پوچھا۔

"جی امی جان سب کچھ رکھ دیا شگن یہاں سے ہی جائے گا بھائی جان کو اطلاع دے دی ہے رسموات بھی تبھی آپ کی موجودگی میں ہوں گی۔" مہرون نساء سے بتایا۔ انہوں نے سر ہلایا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"علیزے آ گئی تم۔"علیزے کو آتا دیکھ وہ کرسی سے کھڑی ہو گئی تھی، علیزے نے زبردستی مسکرا کر سر ہلایا اور اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے اس کے مہندی سے بھرے ہاتھوں کو دیکھا۔ وہ بلاشبہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"اچھی لگ رہی ہو بہت مہندی بھی اچھی لگ رہی ہے۔"سِلا بچوں کی طرف خوش ہوئی تھی۔

"چلو جاؤ تمہاری باری ہے مہندی تو تم مہک کے ساتھ لگواؤ گی ابھی جو بھی کروانا ہے کروالو انتظار کر رہی ہے تمہارا وہ اندر۔"سِلا نے کہا۔ وہ سر ہلاتی سوچوں میں گم اندر چلی گئی، تقریباً دو گھنٹے بعد اس کی سروس ختم ہوئی اور آخر میں ہیر کٹنگ، ہیر کٹنگ کے بعد جب لڑکی نے اسے پوچھا اسے کٹنگ اچھی لگی تو اس کی نظر آئینے میں خود کے گردن تک جھولتے جو پہلے کمر تک آتے تھے ن ئے کٹے ہوئے بالوں پر گئی تو اچانک اسے کوئی یاد آیا۔

"تم بال کٹوانے کا سوچ رہی ہو؟"

"ہاں بھئی سوچ کیاارادہ ہے آخری بار سڈنی میں کروائی تھی مجھے تو شارٹ ہیر ہی پسند ہے یہ لمبے بالوں کا جھمیلا مجھ سے نہیں سنبھلتا۔"

"کوئی ضرورت نہیں۔ "

"واٹ؟"

"علیزے تم بال نہیں کٹوارہی سکون سے بھیٹو۔ "

"کیا مطلب ہے میرے بال میری مرضی اب پلیز تم ادھر بھی مت شروع ہو جانا بھئی اب میرے بالوں کو تو چھوڑدو ہر چیز ہر چیز جس کا تعلق مجھ سے ہے اس پر حق جمانا تو تم نے اپنافرض سمجھ لیا ہے۔"

"میں نے کہہ دیا نہیں تو نہیں۔"

"کیوں کیا مسلہ ہے تمہیں؟ "

"میں....مجھے نہیں پسند کہ تم بال کٹواؤ۔"وہ بے ساختہ چونکی تھی۔

"شاہ زیب۔"ویٹسن کی زندگی میں آمد کے بعد تو وہ بھول ہی گئی تھی کہ وہ کس کی دسترس میں ہے،آنکھوں کے سامنے شہر آنے سے پہلے واقعہ یاد آیا،شہر آنے سے پہلے سے پچھلی رات کو وہ اس کے بالوں کے ساتھ ملسلسل کھیل رہا تھا جبکہ وہ پڑھائی کرنے میں مصروف تھی۔

''کیا کر رہے ہو؟''علیزے نے تنک کر پین پٹختے ہوئے شاہ زیب کو گردن موڑ غصہ سے دیکھ کہا۔ وہ اس کے تنگ آنے پر دھیمے سے مسکرا دیا اور اطمینان سے پھر اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کو اپنی انگلی میں لپیٹنے لگا۔

''یہ تم اتنے مجنوع والا بے ہیو کیوں کر رہے حالانکہ تم ہی کہتے ہو میں حقیقت پرست انسان ہوں یہ وہ۔''علیزے شاہ زیب کی اداکاری کرتے بھاری آواز میں بولی تو اس نے یکدم ہی اپنی انگلی کو خود کی جانب کھینچا جسے اس کے بال بھی کھنچے کیونکہ اس کی شہادت کی انگلی میں ایک موٹی لٹ علیزے کی لپٹی تھی۔

''آوچ کیا ہے؟''وہ چڑ کر چلائی۔

''سمجھ نہیں آرہا تم بچپن میں اتنی خوبصورت تھی یا اب زیادہ ہو۔''اس کی لٹ کو انگلی سے آزاد کرتا وہ رومانوی انداز میں بولا تھا، علیزے بے اختیار جھینپی تھی اور خود پر حیران بھی ہوئی تھی وہ اتنی بولڈ لڑکی اب اتنا مشرقی لڑکیوں کی طرح ردِ عمل پر کیوں دینے لگی تھی۔

''کھل کر شرمایا کرو نظر نہیں لگاؤں گا۔''اس کو نچلا ہونٹ دانتوں سے کچلتے دیکھ وہ فوراً ہی بھانپ گیا تھا کہ اس کی تعریف نے اس کے پیٹ میں تتلیاں چھوڑی ہیں۔

"میں کیوں شرماؤں گی وہ بھی اتنی فضول سی بات پر میں پہلے بھی اچھی تھی اب بھی اچھی ہوں اب تمہیں سمجھ نہیں آرہا کہ میں پہلے زیادہ اچھی تھی یا اب تو یہ تمہارا مسلہ ہے ڈیل اٹ ودیور اون۔" وہ لاپرواہی ظاہر کرتے کندھے اچکا کر واپس قلم پکڑتے ہوئے کتاب میں گھس گئی تھی۔

"یہ تمہیں پڑھنے کا ہمیشہ کیڑا تب ہی کیوں اٹھتا ہے جب میں تمہارے قریب ہوتا ہوں۔" وہ جو اس کا ہاتھ پکڑنے جارہا تھا اس کے جھٹکنے پر غصہ سے بولا کیونکہ وہ مکمل مصروف دکھائی دے رہی تھی۔

"یہ تم قریب ہی تب کیوں آتے ہو جب مجھے پڑھنا ہوتا ہے۔" وہ بھی علیزے انور تھی جواب حاظر تھا۔

"علیزے۔" اس نے تنبیہہ کی مگر وہ علیزے ہی نہیں جس کے کان میں جو رینگ جائے۔

"کب ختم ہو رہی ہے تمہاری پڑھائی؟" وہ کچھ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"یہ ختم ہی ہو جائے تو کیا میں تو مزید پڑھنے کا سوچ رہی ہوں۔" وہ سر اٹھا کر اسے دیکھتی ہوئی بولی۔ شاہ زیب کے ماتھے پر بل پڑے۔

"اور یہ تم کسے پوچھ کر سوچ رہی ہو؟" اس نے بھنویں اچکائیں۔

"پوچھنے کی کسی سے کیا ضرورت ہے حصولِ علم کا حق مجھے میرے دین نے دیا ہے اتنا کافی نہیں۔" وہ عام سے انداز میں بولی۔

"نہیں کافی ہے جتنا پڑھ لیا اب تم حویلی کی بہو ہو کچھ زمے داریاں لو اور عورت کا گھر پہلے ہوتا ہے۔"

"ایکسکیوز می؟" علیزے نے اس کی بات روکتے ہوئے حیرت سے دیکھا۔

"ناں شاہ زیب میرے ساتھ یہ مت کرنا عورت کی اپنی زندگی پہلے ہوتی ہے میں پڑھ کر شاید جاب کرنے کی بھی خواہشمند ہوں یا کوئی کریر تم مجھے نہیں روک سکتے جہاں تک بات ہے زمے داریوں کی وہ میں ابھی بھی پوری کر لیتی ہوں لیکن یہ عورت کا کیا کام ہوتا ہے کیا نہیں تم نہ بتاؤ تو بہتر ہے کیونکہ عورت کبھی مرد کو یہ نہیں بتاتی کہ اس کا کیا کام ہوتا کیا نہیں۔" وہ قلم چھوڑ اس کی طرف متوجہ ہو کر بولی، شاہ زیب اٹھ کر بھیٹا۔

"تم مرد اور عورت کی برابری مت کیا کرو۔"

"میں نے مرد اور عورت کی برابری کبھی کی ہی نہیں ہے میں دو انسانوں کی برابر کر رہی ہوں میری اگر شادی ہو گئی اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب بس ختم میری اپنی زندگی میرے اپنے کچھ خواب ہے یہ سب اتنی محنت کر کے پڑھائی کے بعد کچھ گولس

سیٹ کیے ہیں میں ہر گز کسی کی دخل اندازی پسند نہیں کروں گی اور اگر تمہیں لگتا ہے میں ایک بری عورت ہوں تو آیم سوری اگر اپنے حق کے لیے آواز اٹھانے پر معاشرہ عورت کو بری عورت کہتا ہے تو میں بری عورت ہوں۔" وہ بولتی بیڈ سے اتری اور جانے لگی جب شاہ زیب نے اس کی کلائی پر پکڑی۔

"علیزے تم سمجھ نہیں رہی میری بات۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔

" یہاں ایسا نہیں ہوتا میں تمہیں اجازت نہیں دیتا ان سب کی۔" وہ سختی سے بولا، علیزے مسکرا کر واپس بھیٹی۔

"شاہ زیب اگر میرا شوہر مجھے سپورٹ نہیں کر سکتا میرے اور میرے خوابوں کے درمیان دیوار بن کر آتا ہے تو مجھے نہیں چاہیے ایسا ہم سفر بالکل نہیں چاہیے میں خود کو پہلے رکھتی ہوں۔" وہ چبا چبا کر بولی۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟" وہ حیرت سے بولا۔

"نہیں پہلے خراب تھا جو تمہیں اور اس رشتے کو ایک موقع دیا لیکن اب ٹھیک ہو گیا ہے۔" وہ منہ پھیرتے ہوئے غصہ سے بولی، شاہ زیب چند لمحیں اس کو دیکھتا رہا جبکہ وہ گردن موڑے سامنے سنگھار میز پر نظریں مرکوز کیے رہی، چندپل خاموشی کے چھا گ ئے پھر اس نے شاہ زیب کو دھیرے آواز سے گہری سانس بھرتے سنا تھا۔

"تم سے محبت ہمیشہ مجھے مجبور کر دیتی ہے۔" علیزے نے چونکتے ہوئے گردن موڑ اسے دیکھا۔ وہ واپس جھک کر لیٹا خاموشی سے کھڑکی سے آنے والی ہوا کے باعث کتاب کے اڑھتے پنوں کو دیکھ رہا تھا۔

"میری محبت نہیں میری سچائی۔" اور شاہ زیب نے اسے اونچی آواز میں سنا تھا، بے اختیار نیلی آنکھیں اپر اٹھیں اور علیزے کے چہرے پر گئیں جو سپاٹ چہرہ لیے ہوئی تھی۔

"میری آنکھوں میں چمکتی روشنی میں اگر کوئی اندھیرا لائے گا تو میں پلٹ کر قدم اپنے روشنی کی جانب بڑھاؤں گی وہ اندھیرا لانے والا اگر میری محبت میری کمزوری میرا سب کچھ بھی ہو گا تو میں خود کو اول نمبر پر ہی فوقیت دوں گی اور ہر ایک لڑکی کو یہی پیغام دوں گی کہ کبھی سمجھوتا نہ کرے کیونکہ کہ پتا ہے شاہ زیب چیزوں پر سمجھوتا کر بھی لیا جاتا ہے لیکن خود پر سمجھوتا کبھی نہیں شاید اگر یہ خود غرضی ہے تو میں ہر ایک کو کہوں گی کہ خود غرض بنے کیونکہ آخر میں اپنا آپ ہی رہ جاتا ہے اور اگر رشتے نبھاتے سمجھوتے کرتے ہم خود کو ہی کھو دیں تو پھر بچے گا کیا میں مکمل ہوں گی تبھی تو اپنے ارد گرد تمام رشتوں کو مکمل کر سکوں گی۔" ہوا کا پر زور جھونکا پھر آیا لیکن اس بار کافی یخ برف تھا یا لگا تھا، شاہ زیب کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ایک انا کی دیوار اس طرح سامنے آئی

تھی کہ الفاظ منہ میں ہی رہ گ ئے تھے، بنا کچھ کہے خاموشی سے اس نے آگے ہاتھ بڑھا کر قلم پکڑا اور علیزے کی جانب بڑھایا، علیزے نے حیران ہوتے ہوئے قلم کو دیکھا جو اس نے اس کی طرف بڑھایا تھا، یہ عمل، یہ جواب کافی ہی تھا کہ وہ اٹھا اور علیزے کے ماتھے پر اس نے پیار کیا، وہ وہی جم گئ تھی تب تک جمی رہی جب تک وہ کمرے سے باہر ہی نہیں چلا گیا تھا اور اس کے جانے کے بعد ایک عجیب سی سرشاری اس کے بدن میں رینگی تھی۔

گاڑی کو بنگلے کے سامنے روکتے ہوئے علیزے نے سانس بحال کی تھی، سِلا اتر گئ تھی جبکہ علیزے نے اندر جانے سے پہلے آنکھیں بند سر پیچھے ٹکا کر خود کو کمپوز کیا تھا، شاہ زیب سے اسے محبت تو نہیں لیکن اسے محسوس ہو رہا تھا کہ ایک عجیب سی چاہت اسے ہو رہی ہے۔

وہ سر جھٹک گاڑی سے اتری اور اندر بڑھی، سامنے کا منظر دیکھتے اس کے سر میں پہلے سے ہی ہتھوڑے پڑنے لگے تھے، ایک تو پوری رات کی جاگی ہوئ، ویٹسن اور شاہ زیب کے درمیان پھنسی وہ پریشان اپر سے ابھی بھی مکمل سچ ویٹسن نے نہیں بتایا تھا جانے آگے کیا ہونا تھا اور سونے پر سہاگا اسے پچھلے ایک ہفتے سے اپنی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی پہلے تو وہ زندگی میں اتنی مطمئین ہو گئ تھی کہ طبیعت کی ناسازی کو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

نظر انداز کر دیتی جبکہ شاہ زیب نے ایک دو بار اسے پوچھا تھا کہ وہ ٹھیک ہے لیکن وہ ہر بار ٹال دیتی لیکن ویٹسن کی واپسی پر پریشانیاں حد سے اتنی بڑھ گی کہ طبیعت کی ناسازی حاوی ہونے لگی جس کو وہ چاہ کر بھی اب نظر انداز نہیں کر پا رہی تھی۔

"آپی آپ آگی آپ کو پتا جو ہم نے مہندی کے شرارے آرڈر کیئے تھے وہ جیور لی سینڈل سمیت آچکے ہیں آپ کے کمرے میں رکھ دیے ہائے آپی کیا بتاؤ جتنا تصویر میں خوبصورت لگ رہے تھے اسے زیادہ وہ اصل میں اچھے لگ رہے ہیں صحیح کیا تھا ہم نے اس دن بھیٹ سب ڈسایڈ میچینگ بھی ہو جائے گی اور تھیم....." یوجنا اس کا ہاتھ پکڑے جانے کیا کیا کہتی اسے لاؤنج تک لے آئ تھی لیکن اس کے ذہن میں تو ویٹسن کی ہی باتیں چل رہی تھی۔

"لیزا تم نے صحیح کہا تھا میری بتائ ہوئ کہانی میں جھوٹ تھا میں آوں گا تمہیں کچھ اور سچ بتانے بھی لیکن اسے پہلے مجھے ایک سچ پتا کرنے دو۔" وہ صوفے پر بھیٹتی دماغ پر زور ڈالنے لگی کہ ویٹسن نے کیا اسے جھوٹ اور کیا صحیح بتایا تھا؟

"واؤ آپی کتنے پیارے لگ رہے بال اوہ واؤ مینی پیڈی بھی کروایا اور سپا....." یوجنا مسلسل اس کے ہاتھوں کو تھامے بول رہی تھی۔

"کیا کھائی سے گر کر جنگل میں جانا جھوٹ تھا یا جنگل میں سٹوڈنس کا بچانا یا دوست کے پاس رہنا یا پھر نکاح والے دن آ کر لوٹ جانا کیا جھوٹ تھا کیا سچ اور وہ میسیج اگر ویٹسن نے نہیں کیا تو کس نے کیا کس کو معلوم ہے کہ ویٹسن کی ایکس کا نام ایلا ہے اور تو اور ساری معلومات اس شخص کو ہمارے بارے میں پتا ہے کہ کیسے میں نے ویٹسن کو یہاں بلایا مذہب قبول کرنے کو کہا اور شاہ زیب بچپن کا"۔۔۔۔۔

"آپی کہاں گم ہے؟" یوجنا نے اسے کندھے سے جھنجھوڑا۔ وہ چونکی۔

"ہوں ہاں؟" اس نے اس کو دیکھتے سامنے دیکھا شاہستہ بیگم بھی کچھ پوچھ رہی تھی۔

"کیا ہوا مما؟"

"بیٹا طبیعت نہیں ٹھیک؟" شاہستہ بیگم نے اس کے زرد پڑتے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ جلدی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"نہیں وہ بس ایسی تھکن۔" اس نے بات بنائی ساتھ سِلا کی جانب دیکھا جو رایمہ کو اپنی مہندی کم سامنے مہراب علی کے برابر بھیٹے عدیب کو زیادہ دکھانے کی کوشش کر رہی تھی جس نے سِلا کو بدلا بدلا دیکھ تھوڑی حیرانگی ہوتے ہوئے بھی حیرانگی ظاہر نہ کی اور مہندی کی جانب تو ایک نظر نہ دیکھا۔

''آپی آپ نے نہیں لگوائی؟''یوجنا نے پوچھا اسے پہلے وہ غایب دماغی سے جواب دیتی دانیال چڑتے ہوئے تیزی سے سب کے پاس آیا۔

''یار اس درزی کے بچے نے پھر سے میری شیروانی کی ٹھیک فٹنگ نہیں کی اب میں کیا پہنوں گا؟''وہ پاؤں پٹختے ہوئے بولا تھا۔

''تو منگنی میں شیروانی پہن رہا ہے؟''عدیب نے الجھ کر اسے دیکھا۔

''اوہ مائے گاڈ دانی بھائی آپ شیروانی پہنے گے وہ بھی انگیجمنٹ میں۔''یوجنا کھلکھلا کر ہنسی تھی،دانیال نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

''دانیال نکمے یہی امید تھی کون الو کا پٹھا پہنتا ہے منگنی میں شیروانی؟''مہراب علی عادت کے مطابق اپنے انداز میں بولے سب کا قہقہہ گونجا،دانیال نے پھر سے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

''دانیال بھائی۔''اور پھر سب کا قہقہہ گونجا،دانیال نے دانت پیستے ہوئے گھورا،رایمہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے سر جھکا کر سِلا کی مہندی کا جایزہ لینا زیادہ ضروری سمجھا۔

''چھپکلی میں منگنی میں نہیں مہک کی برات میں پہننے والا ہوں اتنی عقل مجھ میں بھی ہے۔''وہ غصہ سے بولا۔

"چاچو مجھے پھر چھپکلی کہا۔"یوجنا علیزے کے پاس سے اٹھ کر مہراب علی کے پاس بھاگی، علیزے خالی خالی نظروں سے سب کی خوشیاں اور چہل پہل دیکھ رہی تھی۔

"عقل ہے تجھ میں؟"عدیب نے موبایل پر کھیل کھیلتے ہوئے شوشا چھوڑا جس کو پکڑ سب پھر شروع ہوگ ئے۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے برات میں پہننے کی۔"مہک جو کب سے خاموش کونے میں مٹھائی کھا ہی تھی جل کر بولی۔

"ارے بکھارن بھی ہے اس کا کیوں منہ اترا ہوا ہے کیا ہوا؟"دانیال نے پوچھا، علیزے کا سر بھاری ہونے لگا وہ اٹھی۔

"تمھیں نہیں پتا دانیال بیٹا ارمان کے والد کی طبیعت کافی ناساز ہے تو برات وغیرہ کینسل کردیا نکاح ہو رہا ہے صرف اور پھر اسی رات رخصتی کر کے لندن۔"شائستہ بیگم نے حیرت سے کہتے ہوئے بتایا۔

"اوہو چچی آف کارس مجھے پتا ہے مجھے پتا نہیں ہوگا کس کو ہوگا انتظام ہی میں نے کیا ہے لیکن اس میں منہ لٹکانے کی کیا بات ہے ایک مہینے بعد واپس آرہے ہو نا تو تب ولیمہ ہوگا فل انجوائے کریں گے ابھی جلدی ہے اور مجبوری بھی ویسے میں کل نکاح پر ہی یہ پہنوں گا ہیرو لگوں گا کیوں رایمہ.... رایمہ کے سامنے بھیٹی بھابھی..... ہیں نا آپ کا

دیور ہیرو۔" رایمہ جو دانیال کے سوال پر جھینپ گئ تھی مہارت سے اس کو بات بدلتا دیکھ حیران بھی ہوئ لیکن سب سمجھ کر مسکرا دیے، علیزے سب کی توجہ کا مرکز دانیال کو دیکھتے ہوئے جانے لگی تھی جب ماروخ نے آکر اسے واپس بٹھایا۔

"ارے ارے تم کہاں جا رہی ہو اپنی ہی بیسٹ فرینڈ کی شادی پر اتنی آف کیوں ہو کہی جلن تو نہیں ہو رہی؟" ماروخ نے علیزے کے پاس بھیٹ اس کے کان میں سر گوشی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے چونکتے ہوئے ماروخ کو دیکھا۔

"جلن تو ہو گی ناوہ ترقی کر کے یہاں سے باہر جا رہی ہے اور تم باہر سے یہاں آئ وہ بھی گاؤں دیہات میں ٹولوور کلاس نو؟" علیزے نے غصہ سے اسے گھورا اور واپس اٹھ گئ۔

"اب جیسی جس کی قسمت۔" اور ابھی جو علیزے کا ٹر گر پوائینٹ چل رہا تھا وہ ماروخ نے دبا دیا جس پر وہ اسے خطرناک حد تک گھورتی ہوئی وہاں سے واک آؤٹ ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگی جب مہک مٹھائ چھوڑ جلدی سے بھاگتی ہوئ آئ۔

"عدیب باہر ڈیکوریشن والے آگۓ لان میں ہی سیٹ اپ ہے مہندی کا؟" مہراب علی کے پوچھنے پر عدیب بتانے لگا، سب کی اپنی باتیں شروع ہو گئ تھی جس کی وجہ سے علیزے کو جاتے صرف مہک نے ہی دیکھا تھا۔

"رکو علیزے یار اب اب کل ہی مجھے رخصت ہو جانا آج مہندی ہے پارلر جانا ہے مہندی لگوانی ہیں ہمیں ہمارے سارے پلین ایک مہینے بعد پوسٹ پون ہو گ ئے تو اب ہمیں شام میں مہندی سے پہلے ہی کچھ چھوٹی سی پارٹی رکھ لینی چاہیے کیا کہتی ہو لیکن نہیں پھر میں تیار کب ہوں گی تیار سے یاد آیا تم تیار ہو جاؤ پارلر جانا ہے آج مجھے دلھن بننا ہے یار".....

"ول یو پلیز شٹ آپ؟" مہک جو ایک بار بولنا شروع ہوئ تھی رکی ہی نہیں تھی علیزے کی تیز آواز پر چونک کر رک گئ، سب اپنی باتوں میں مصروف تھے اسیلیے کسی کا دھیان نہیں گیا۔

"ہر وقت بولنا ضروری ہے اور نہیں جانا مجھے کہی تم چلی جاؤ ہزاروں دوستیں ہیں میرے پیچھے پڑنا لازمی ہے سر پھٹا جا رہا ہے میرا مجھے بخش دو تم سب بخش دو۔" وہ ہاتھ جوڑ کہتی ہوئی واپس پلٹ کر جانے لگی۔

"علی.... علیزے۔" مہک چونکتے ہوئے حیرت میں ڈوب گئ۔

"کیا علیزے جاؤ یار جا کر لگوا لو مہندی مجھے نہیں لگوانی۔" کچھ دل میں اٹھتا اب تک کا ابال تھا اور کچھ ماروخ کی بات کا اثر تھا کہ وہ انجانے میں مہک سے بدضن ہوئ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Fiction|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"اچھا ٹھیک ہے ریلیکس کرو دوا... دوائی.... "مہک نے آنسوں کا گلہ گھونٹتے ہوئے کہنا چاہا لیکن علیزے نے پلٹ کر گھوری دیتے اسے چپ کروا دیا اور کمرے کی جانب بھاگ گئی۔

"مہک۔" اچانک کسی نے کندھے پر ہاتھ رکھا مہک نم آنکھیں پونچھتے ہوئے جلدی سے پلٹی۔

طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کی چڑ چڑی ہو جاتی ہے وہ تمہیں پتا ہے دل سے نہ لگاؤ۔" وہ رائمہ تھی جس نے ایک نظر علیزے کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"ارے نہیں مجھے تھوڑی برا لگا بیسٹ فرینڈ ہے میری تم سے زیادہ جانتی ہوں ایسی ہے وہ۔" مہک نفی میں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے جھوٹی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، رائمہ کو دکھ ہوا۔

"خیر تو چلو مجھے بھی تو پارلر جانا ہے مہندی لگوانے اور منگنی کے لیے تیار ہونے.... میں بھی تو دلھن ہوں۔" اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے رائمہ جلدی سے بولی۔

"ہاں میری ہونے والی بھابھی بھی۔" مہک نے ہلکے سے مسکرا کر کہا۔ وہ شرمیلی سی مسکرا دی، مہک نے کچھ سوچتے ہوئے واپس سیڑھوں کی جانب دیکھا جہاں سے علیزے گئی تھی پھر سر جھٹک رائمہ کے ساتھ چل دی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علیزے کمرے میں آئی اور زور سے دروازہ بند کیا، الماری کھولی اور میڈیکل باکس نکال کر دوایوں پر ہاتھ مارا، پانی کا جگ گلاس میں انڈیلتے اس نے ایک گولی نکال کر منہ میں رکھی اور پانی پیتے ہوئے نگل لی ساتھ کمرے کی ساری بتیاں بجھا کر اندھیرہ گپ کیا اور بیڈ پر چت لیٹ گئی اور سوچتے سوچتے ہوئے کب نیند کی وادیوں میں اتری معلوم نہ ہوا لیکن وہ جو پہلے آئے طوفانوں سے لڑتی کمزور ہو رہی تھی وہ بے خبر تھی کہ ابھی کچھ بڑے طوفان آنے باقی ہیں جو زندگی مکمل طور پر بدلنے والے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

اللہ اکبر، اللہ اکبر

اشھد ان لا الہ الا اللہ

اشھد ان لا الہ الا اللہ

اشھد ان محمد ارسول اللہ

اشھد ان محمد ارسول اللہ

حيِّ علی الصلاۃ

حیِّ علی الصلاۃ

حیِّ علی الفلاح

حیِّ علی الفلاح

اللہ أکبر،اللہ أکبر

لاإلہ إلا اللہ

آزان کی آواز کانوں میں گونج جارہی تھی،اس کے معاف دماغ کے ہواس دھیرے دھیرے بیدار ہورہے تھے، تھکن سے بھرے جسم میں حرکت ہوئ تھی، سریکدم بھاری ہونے لگا تھا،چندیائ آنکھیں کھولنے کا کوئ فایدہ نہیں ہوا تھا کیونکہ پہلے بھی اندھیرا دکھائ دے رہا اور اب بھی،وہ آنکھوں کو مسلتی انگڑائ لیتی کروٹ لے گئ

تھی، اٹھنے کا نہ تو اس کا دل تھا نہ ہی جسم اور سر درد ساتھ دے رہا تھا اسلیے وہ غنودگی میں ہی واپس نیند کی وادیوں میں اترنے ہی لگی تھی کہ دروازے پر ہوتی دستک نے اس کو چونکا دیا تھا۔

وہ آنکھیں میچتی واپس سیدھی ہوئی اور آنکھیں کھولنے کی کوشش کی اور ارد گرد دیکھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اندھیرے کے باعث کچھ نہ دکھا، دروازے کی پھر ہوتی دستک نے اب اسے مکمل طور پر بیدار کر دیا تھا، اس نے سایڈ میز پر ہاتھ مار اپنا موبایل ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر کچھ نہ ملا پھر اچانک یاد آتے تکیہ کے نیچے ہاتھ ڈالا تو موبایل ہاتھ میں آگیا، سکرین کی روشنی ارد گرد ڈالتے ہوئے وہ اٹھی اور سوئچ کے بٹن پر ہاتھ مار کمرے کی بتیاں جلائی اور موبایل واپس پھینک پاؤں میں چپل گھساتے وہ دروازے تک جانے لگی، آیئنے سے گزرتے خود کو دیکھا تو وہی رک گئی، بے حال حلیہ، سوجی آنکھیں، سرخ پڑتے گالوں پر آنسوں کے نشان واضح تھے کیسی حالت ہو گئ تھی اس کی؟

دروازے کی واپس ہوتی دستک پر وہ سر جھٹک دروازے کی طرف گئی اور کھولا۔

"کب سے بجا رہی ہوں اٹھ ہی نہیں رہی تھیں۔" یوجنا اندر آتے خفگی سے بولی، علیزے جمائی لیتے واپس بستر پر آکر بھیٹ گئی تھی۔

"اچھا ہے نیند لے لی اب طبیعت بہتر محسوس ہو رہی ہو گی نہیں؟" ساتھ اس نے علیزے کے پیچھے جاتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا۔

"نہیں اب اور سر بھاری لگ رہا ہے۔" وہ خمار میں ڈوبی ہوئی آواز سے سر کو تھامتی بولی۔

"ہاں وہ ہوتا ہے چلیں نیچے آئے میرے ہاتھ کی کڑک مسالے دار چائے پیے بلکل چکا چک ہو جائیں گی۔" یوجنا مسکرا کر بولی، علیزے نے سر اٹھایا۔

"یہ کونسے وقت کی آزان ہوئی تھی؟ "

"مغرب کی۔" یوجنا نے بتایا، علیزے حیران ہوئی۔

"میں مغرب تک سوتی رہی اٹھایا نہیں کسی نے؟"

"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور پھر سب مصروف تھے ابھی بھی آدھے لوگ پارلر میں ہیں چلیں تیار ہونے اوہ ہاں مجھے یاد آیا دادی جان تائی جان آچکے ہیں چلیں نیچے مہندی کی تقریب بھی شروع ہونے والی ہے۔" یوجنا نے جلدی جلدی بتاتے علیزے کا ہاتھ پکڑا اٹھایا جو ایک دم پیچھے ہوئی۔

"کیا ہوا؟"

"وہ...وہ کک... کون آیا ہے؟"اس وقت وہ شاہ زیب کا سامنا ہرگز نہیں کرسکتی تھی اسیلیے حلق کو تر کرتے ہوئے پوچھا۔

"کون کون....اب ایک ایک کا نام بتاؤں گی تو صبح ہو جائے گی سارے حویلی والے آئے ہیں چلیں بھی چھوٹی باجی بھی پارلر میں راہ دیکھ رہی ہوں گی۔"علیزے نے سر ہلایا۔

"تم جاؤ میں آتی ہوں۔"

"نہیں آپی پہلے سے ہی اتنی دیر ہو چک"....

"جاؤ یوج میں آجاؤں گی۔"علیزے نے ٹھہر کر کہا۔

"نہیں ابھی آئے۔"

"میں نے کہا نا یوج جاؤ میں آتی ہوں ہر بات پر ضدمت کیا کرو بچی نہیں رہی ہو تم۔" وہ آنکھیں میچتی چلائی، یوجنا چونک گئی۔

"آپ ہر وقت ہی سڑیلا منہ بنائے رکھتی ہے سڈنی تک تو بالکل ایسی نہیں تھی آپ بہت بدل گئی ہیں آپی۔"یوجنا منہ پھلا کر کہتی کمرے سے چلی گئی جبکہ علیزے نے دھیرے سے بڑبڑاتے ہوئے سر ہلایا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بالکل ٹھیک کہا میں بدل گئی ہوں ان حالات نے بدل دیا میری قسمت نے مجھے بدل دیا جو جانے اب کتنے بدلاؤ لانے والی ہے۔" وہ کہتے ہوئے ساتھ فریش ہونے کے لیے اٹھنے لگی کہ جیب سے کارڈ نیچے گرا، علیزے نے جھک کر اٹھایا تو وہ وہی کارڈ تھا جو ویٹسن نے اسے رابطہ کرنے کے لیے دیا تھا۔

"جانے اب تک ویٹسن نے پتا کیا بھی ہو گیا یا نہیں کہ کون ہے آخر وہ انسان جس نے وہ جھوٹا میسیج مجھے کیا تھا اور... اور پورا سچ کیا ہے جو ویٹسن نے مجھے بتانا ہے۔" وہ ایک بار پھر سوالوں کے گھیرے میں آ کر کھڑی ہو گئی تھی جہاں صرف سوالیہ نشان ہی تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆

"بس بہت ہو گیا اب تک... اب تک میں خاموش تمہاری قید میں تھا HN لیکن اب پانی سر پر سے جا چکا ہے تم نے مجھے لیزا سے ملنے دیا پہلی بار اس قید سے نکالا تمہیں معلوم تھا وہ وہاں تھی تم نے مجھے جانے دیا یہ مہربانی کیوں کی میں نہیں جانتا لیکن میری جیب میں جو تم نے بلوٹوتھ ڈالا تھا اس کا مجھے احساس تھا تم ساری باتیں سن رہے تھے ہماری تم نے مجھے دھمکایا کہ اگر میں نے اپنے اغوا ہونے کا لیزا کو بتایا تو تم اس کو جانی نقصان پہنچاؤ گے میں نے سن لیا اور ایک من گھڑت کہانی بنا کر اسے سنائی

لیکن.... لیکن وہ میسیج پڑھ کر میں ہوش و حواس کھو بیٹھا یعنی تم نے لیزا کو کب سے اس بھرم میں رکھا تھا کہ میں نے اسے اپنی نفس کی تسکین کے لیے محبت کی تھی شادی کی تھی تم نے ایسا کیوں کیا آخر کیوں مجھے قید رکھا اور لیزا سے ملنے اب ہی کیوں دیا پہلے کیوں نہیں کون ہو تم کیا چاہتے ہو کیوں میرے اور لیزا کے درمیان غلط فہمی پیدا کی اور اب مجھے ہی بھیج کر غلط فہمی دور کروادی تم نے مجھے اپنے پلین میں ایک مہرا سمجھا ہوا ہے جب چاہا جیسے چاہا چال چل دو گے اب میں یہ نہیں ہونے دوں گا تمہیں اب سامنے آنا ہو گا نہ تو اب میں تمہاری قید میں مزید رہوں گا اور نہ ہی لیزا سے کچھ چھپاؤں گا بولو کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟" وہ ہوٹل کے کمرے میں آتے کے ساتھ ہی اپنی جیکٹ بیڈ پر پھینک زور زور سے چھت کی جانب دیکھ چلانے لگا تھا کیونکہ HN کی قید میں رہتے ہوئے اسے اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اس پر چوبیس گھنٹے نظر رکھتا ہے اور کسی انسان پر چوبیس گھنٹے نظر رکھنے کے لیے اس انسان کے رہنے والی جگہ پر کیمرے لگانے ہوتے ہیں جو پورے یقین کے ساتھ کہی چھپے ہوئے کیمرے اس کمرے میں لگے ہوئے تھے اور ابھی وہ HN اسے دیکھ نہیں تو سن تو ضرور پا رہا ہو گا۔

وہ کبھی بھی اسے پتا نہ لگنے دیتا کہ وہ جانتا ہے کہ کمرے میں کہی چھپے ہوئے کیمرے لگے ہیں لیکن اب اس کی برداشت ختم ہو گئ تھی وہ اس قید سے آزاد ہونا چاہتا تھا، وہ

HN کے پیچھے نقاب میں چھپے اس انسان کو دیکھنا چاہتا تھا جس نے اسے اس نکاح والے دن پر ہونے والے حادثے کے بعد سے اپنی قید میں رکھا ہوا تھا اور وہ کبھی بھی سامنے نہیں آتا تھا، اسے اس کے آرام کے لیے پیسے بھجواتا تھا، باہر وہ اگر نکلتا تو اسے باور کروایا جاتا کہ اس پر HN کے بندوں کی نظر ہے اسلیے وہ اس قید سے چاہ کر بھی بھاگ نہیں سکتا تھا، "وہ کیوں اس طرح ایسی قید میں تھا؟" یہ سوال لکھ بار پوچھنے پر اسے صرف اتنا کہا جاتا تھا کہ وقت آنے پر بتایا جائے گا لیکن وہ وقت کبھی آتا ہی نہیں تھا، مہینے بھر اس کی قید میں رہ کر وہ ٹسن پل پل مرتا تھا لیکن نہ تو وہ HN اسے مرنے دیتا تھا نہ کھل کر جینے اور اب "وقت آگیا ہے" کہہ کر اسے اپنے بندوں کے ساتھ ایک ریستوان پر چھوڑ دیا ساتھ یہ باور کرواکے وہ علیزے یا کسی سے کچھ نہ کہے اور وہ جانتا تھا کہ وہ کچھ کہہ نہیں سکتا، ریستوان پر چھوڑنے سے پہلے HN نے اسے کال پر اپنی روبوٹ والی آواز میں علیزے کے بارے میں مختصر بتایا تھا کہ وہ اپنے بچپن کے دوست کے ساتھ خوش ہے اور نکاح مرضی سے ہوا ہے جس پر جو وہ قید میں رہتے سوچتا تھا کہ شاید علیزے اسے بھول گئی جبھی اپنی زندگی میں خوش ہے اس کو یقین ہو گیا اور علیزے کی جانب سے وہ بدگمان ہو گیا لیکن تھی تو وہ اس کی لیزا اسے دیکھتے ہی وہ دیوانہ وار ہو گیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

مگر لاکھ چاہنے کے باوجود نہ بتا یا کہ وہ کسی کے چنگل میں جکڑا ہوا ہے، وہ آزاد نہیں ہے۔

"بولو کون ہو تم سامنے آؤ اگر ہمت ہے تو میرے سامنے آکر اپنا چہرہ دکھاؤ اور بتاؤ کہ کیا مقصد تمہارا ہماری زندگیوں سے بولو کیا تعلق ہے تمہارا ہمارے سے ؟" دوپہر کا پہر ختم ہونے کو آیا، وہ اگلے ایک گھنٹے تک مسلسل چلاتا رہا، چیخ چیخ کر سوال پر سوال دھراتا گیا مگر کوئی جواب نہ آیا، چاروں طرف خاموشی تھی، تھک کر ویٹسن سر دونوں ہاتھوں میں دیے بھیٹ گیا اور اب اس قید سے نکلنے کے لیے منصوبہ بنانے لگا کیونکہ اب اس کو HN کی کٹھ پتلی بن کر نہیں جینا تھا۔

شام کے وقت وہ شاور لے کر ادھر سے ادھر ٹہلتا ہوا دروازے پر ہونے والا دستک کا انتظار کر رہا تھا، ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھتے وہ حیران ہو کر رک گیا، چھ بج کر پندرہ منٹ ہو چکے تھے مگر اب تک کھانا لے کر کوئی نہیں آیا تھا، پورے چھ بجے دروازے پر لازمی دستک ہوتی اور ہوٹل کا سٹاف میمبر کھانا لے کر آتا تھا مگر آج پہلی بار دیر ہو چکی تھی، وہ انتظار کر رہا تھا کہ کب وہ کھانا لے کر آئے اور کب وہ یہاں سے بچ کر نکلے، اس نے ایک پلین بنا لیا تھا۔

وہ چھوٹی میز کی طرف بڑھا اور ٹیلی کام اٹھا کر سٹاف کو کھانے کا یاد دلانے لگا مگر ٹیلی کام کام نہیں کر رہا تھا، ویٹسن کو دال میں کچھ کالا لگا، اسے پہلے وہ مزید کچھ اور سوچتا دروازے پر دستک ہوئی، وہ چونکنده ہوا اور ایک ہاتھ جیب میں اڑسالیا جیسے حملہ کرنے کے لیے کوئی چیز پکڑ رہا ہو۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے دروازے تک آیا، دستک اب زور سے ہو رہی تھی۔

ہینڈل پر ہاتھ رکھا اس نے جیب میں رکھی چیز کو مضبوطی سے یکدم باہر نکالنے کے لیے پکڑ لیا۔

"دروازہ کھولو۔" وہ جو ہینڈل کا ناک گھماتے کے ساتھ ہی حملہ کرنے کے لیے تیار تھا اچانک مختلف آواز سن چونک کر رک گیا، وہ سٹاف کے اس میمبر کی آواز نہیں تھی جو روز کھانا دینے آتا تھا، وہ تو HN کے خاص بندے کی آواز تھی۔

وہ جیب سے تیزی سے ہاتھ باہر نکالتا ہوا جلدی سے دروازہ کھولتا حیران کھڑا ہو گیا اور بلاشبہ سامنے HN کا خاص وہی بندہ تھا جو ہمیشہ ویٹسن پر نظر رکھتا تھا لیکن ابھی دوپہر کو ہی تو وہ اسے ریستوان لے کر گیا تھا ابھی اچانک اس وقت یہاں آنے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی؟ جو بھی وجہ تھی بڑی تھی کیونکہ وہ بلاضرورت کمرے کے آس پاس بھی نہیں بھٹکتا تھا یا اسے اجازت نہ تھی۔

"تمہارے لیے HN کا پیغام ہے۔" وہ یہ جملہ سن کر اتنا حیران نہ ہوا تھا جتنا تب ہوا جب اس شخص نے ٹیب آگے اس کی جانب کیا اور چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ۔

"جاننا تھا نا کون ہے HN تو پھر جان لو۔" ویٹسن بھونچکے سے وہی جم گیا تھا جو اتنے وقت سے سامنے نہیں آیا وہ اب سامنے آرہا تھا یعنی وہ ساری چیخم چلی HN نے سن لی تو پھر.... تو پھر ویٹسن جاننے والا ہے کہ اس ماسٹر پلیننگ کے پیچھے کون ہے؟ یہ HN ان دو حرف والے لفظوں والا شخص کون ہے؟ اسے اغوا کر کے اس طرح قید رکھنے والا کون ہے؟ علیزے اور اس کی زندگی میں طوفان بن کر آنے والا کون ہے؟ لرزتے ہاتھوں سے ٹیب کو تھامتے ہوئے ویٹسن کی سانس پھولنے لگے تھی اور دل گھوڑوں کی رفتار سے دوڑنے لگا تھا کیونکہ آخر کار خلاصہ ہونے جارہا تھا۔ اس HN نام کے شخص کا جو کب سے نقاب کی آڑ میں چھپا بھیٹا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"امی جان کیا یہ سچ ہے؟" لیلیٰ جوش سے چلائی تھی جس پر مدیحہ بخت نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔ وہ ہوش میں آکر سر جھکائے کھڑی ہو گئی۔

"امی جان کیا یہ سچ ہے؟" اب کی بار بے حد دھیمے لہجے سے سر جھکائے کہتی ہوئی وہ مشرقی لڑکی ہونے کا ثبوت دے رہی تھی نا کہ بے باک لڑکی جو اپنے رشتے کے بارے میں سنتے ایسی خوش ہوئی تھی جیسے پتنگے لگ گئے ہوں۔

"ہاں سچ ہی ہے۔" مدیحہ بخت منہ بنائے بے دلی سے کہتی پلنگ پر بھیٹ گئی ساتھ اپنے جوڑوں کو دباتے جانے کیا بڑبڑانے لگی۔

"کیا آپ راضی ہیں؟" خوشی کے پھوٹتے لڈو اپنے دل میں دباتی ہوئی وہ بڑی مشکل سے سنجیدہ لہجہ رکھ پائی تھی۔

"امی جان کا حکم ہے اور سختی سے کہا ہے اب مجبوری ہے ورنہ میں بتا رہی ہوں لیلیٰ ماں ہوں میں تیری تیرے لیے کیا صحیح ہے مجھے زیادہ معلوم ہے ٹونی ہائے میرا اچھا اتنا شریف اور بھولا مانس تجھے نہیں ملے گا ہنہہ چراغ تلے اندھیرا گھر میں ہوتے ہوئے بھی باہر رشتہ کرنا پڑے گا۔" مدیحہ بخت کو جب سے انیلا بخت نے شہر جانے سے پہلے اپنے کمرے میں بلا کر سخت الفاظوں میں ٹونی اور لیلیٰ کو باندھنے سے انکار کر دیا تھا اور ساتھ ایک رشتے کے بارے میں بتایا تھا تب سے وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کر رہ گئی تھی۔

"امی جان مجھے نانی جان کا ہر فیصلہ سر جھکائے منظور ہے ہم مشرقی لڑکیوں کی یہی تو زندگی ہے بھلا ہماری جرت کے بڑوں کے فیصلوں میں آواز اٹھا سکے گو یا وہ فیصلے

ہمارے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔" ٹھنڈی آہ بھرتے وہ کہتے ان کے پیروں کے پاس بھیٹ کر ہلکے ہلکے پاؤں دباتی ہوئی وہ غم زدہ ہو کر بولی تھی جبکہ من ہی من میں اس آتش بازی پھوٹ رہی تھی۔

"ہیں ادھر دیکھ ایک بات بتا جب میں ٹونی کے لیے تیرے پیچھے پڑی رہتی تھی تب تیزی زبان سو گز کی چلتی ہوئی انکار کرتے تھکتی نہیں تھی اور اب اچانک ہی تجھے بزرگوں کے فیصلوں میں جی حضوری سوجھ گئی سچ سچ بتا لیلیٰ یہ تو میرے بھتیجے سے بھاگنے کے لیے ڈرامہ کر رہی ہے نا؟" وہ حیرت سے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے لیلیٰ کو خطرناک حد تک گھورتی ہوئی بولیں تب لیلیٰ جلدی سے آنکھیں پھیلائے ان سے دور ہوئی۔

"آپ کو... آپ کو اپنی معصوم بچی پر اتنا بھی اعتبار نہیں ہے اف میرے خدا اتنی بے اعتباری۔" وہ دائے بائے سر ہلاتی اوور ایکٹنگ کرتی ہوئی بولی۔

"چل چل ماں ہوں تیری رگ رگ سے واقف ہوں یہ ڈرامے کہی اور کرنا۔" مدیحہ بخت غصہ سے بولیں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ تعبے داری سے سر ہلاتی ہوئی پلٹنے لگی۔

"کہاں؟"

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کہی اور ڈرامے کرنے۔"معصومیت کی انتہا تھی۔

"ادھر رک۔" مدیحہ بخت نے پاؤں سے چپل نکالی۔وہ اچھلی۔

"نہیں نہیں۔"وہ باہر بھاگی پیچھے مدیحہ بخت چلائی۔

"چائے لا... لیلیٰ کے ابا دیکھ رہے ہیں آپ کیسی نکلی ہے آوارہ کہاں میں نے سوچا تھا کہ میری نکمی اولاد کو ہیرے جیسے داماد ملے گا اور"....

"اماں معاف کرنا آپ کی اور ابا کی ضروری باتوں میں مداخلت کر رہی ہوں لیکن یہ بتادو کہ لڑکے والے دیکھنے کب آرہے ہیں تو میں ذرا فیشل ویشل کر لو...." چوکھٹ سے جھانکتی ہوئی وہ جلدی سے بول ہی رہی تھی کہ اسے اڑھتی ہوئ چپل ہوا میں نظر آ گئ۔

☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم۔"علیزے نیچے اترتے ہوئے لاؤنج میں بھیٹے تمام افراد کو دیکھتے باآواز سلام کرتی ہیں جس کے باعث سب کی توجہ اس کی جانب چلی جاتی ہیں۔

"میری لو ادھر آ۔"انور بخت کے برابر بھیٹی انیلا بخت کی آنکھوں میں اسے دیکھ چمک اتر جاتی ہیں جبکہ باقی سب مسکرا کر سلام کا جواب دینے لگتے ہیں، ہرے بھرے

گھر میں چاروں طرف بھاگا دوڑی ہو رہی تھی کیونکہ لڑکے والے آنے والے تھے اور مہندی کا پروگرام شروع ہونے لگا تھا۔

"کیسی ہیں دادی جان۔" علیزے نے زبردستی مسکراتے ہوئے ان کے پاس جاتے پوچھا۔ وہ اسے دیکھ چونک گئ۔

"طبیعت نہیں ٹھیک تیری یہ دیکھ کیسی زرد پڑ گئ میری بچی۔" انیلا بخت نے پریشانی سے اس کے بجھے چہرے کو دیکھتی ہوئی کہا جو شکل سے ہی ناساز طبیعت کا اعلان کر رہا تھا۔

"امی جان بتایا تو یوجنا نے سر درد تھا۔" مہرون نساء نے انیلا بخت کی فکر مندی کو دیکھ کہا۔ علیزے نے بھی سر ہلایا۔

"علیزے تم تیار نہیں ہوئی اب تک؟" زینیا گیسٹ روم سے تیار ہوتی ہوئی باہر نکلتی اسے گلے ملتے بولی۔ وہ کچھ کہہ نہ سکی۔

"جاؤ بیٹا جا کر جلدی سے تیار ہو۔" سلماں بخت نے بھی کہا مگر علیزے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیر سب میں صرف ایک شخص کو گھبراتے ہوئے تلاش کر رہی تھی جو زینیا نے غور کر لیا۔

"تمہارے شوہر جی نہیں آئے ہمارے ساتھ۔" زینیا نے مسکراہٹ دبائے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔ وہ چونکی۔

"ضروری کام تھا تو وہ اور سمیر ساتھ آئیں گے ابھی ہم خواتین آئیں ہیں۔" علیزے نے سر ہلایا۔

"زے تیار نہیں ہوئی ابھی تک جلدی کرو مہک پارلر سے آنے والی ہے انٹری بھی ہونی ہے کیا کر رہی ہو؟" اچانک عدیب فون پر بات کرتے آیا اور علیزے کو گھر کے سادے حلیے میں حیرت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"ہاں بس میں جا رہی ہوں۔" علیزے تیزی سے سر اثبات میں ہلاتی ہوئی واپس سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی، عدیب بھی نفی میں سر ہلاتے ہوئے موبائل واپس کرتے کی جیب میں ڈال رہا تھا جب سامنے سے آتی سِلا پر نظر گئی تو وہ کچھ پل سہی اسے نظر ہٹا نہ سکا، ہرے اور سنہری کام والے غرارے میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی اور بناؤ سنگھار سے وہ مزید نکھری نکھری لگنے لگی تھی۔

"بھابھی آپ باہر چلیں مہمان آنا شروع ہو گئے چاچو لیڈیز پلیز جلدی باہر آ جائیں آپ لوگ۔" دانیال جلد بازی میں آکر بولا۔ سب چونک گئے۔

"دیب تو وہاں کیا کر رہا ہے چل وہ انٹری کا سامان کہاں ہے تو نے رکھوایا تھا۔" عدیب جو سِلا کو دیکھ رہا تھا جو دوپٹا سر پر لیتی باہر جا رہی تھی دانیال کی آواز سے چونکا۔

"ہوں ہاں وہ میں"....

"زے کہاں ہے مہک کو لانا نہیں ہے؟" اب وہ نئے سوال کر رہا تھا جس کا جواب دیتے عدیب اس کے ساتھ باہر نکل گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

وسیع لان میں کھلے آسمان کے سر تلے خوبصورت سجاوٹ نے مہندی کی تقریب میں چار چاند لگا دیے تھے، مہمان آ چکے تھے اور لڑکے والے ابھی ابھی آئے تھے جن کی انٹری کافی ہلے گلے میں ہوئی تھی، ارمان کو سٹیج پر بنے پھولوں سے لدے جھولے پر بٹھایا گیا تھا اور اب دانیال کو بھی بڑی مشکل سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے جھولے پر لا کر عدیب نے بٹھایا تھا جو ایک جگہ خاموشی سے بیٹھنے کا نام نہیں لے رہا تھا اور ابھی بھی وہ اپنے دوستوں کو آتے دیکھ واپس اٹھ رہا تھا مگر مہراب علی کی گھوری پر وہ اٹھتے اٹھتے واپس بیٹھ گیا۔

وہ منہ بسورے کچھ یاد آتے جیب سے فون نکال رہا تھا کہ نظریں سامنے سے لڑکیوں کے جھرمٹ میں آتی رائمہ پر پڑی اور وہ وہی منہ کھلے خوشگوار حیرت میں جم گیا۔

ہرے کام دار غرارے پر شارٹ جامنی سنہیری پٹیوں والی فراک زیب تن کیے، بالوں کو کرل کرتے بیچ کی مانگ نکالے آگے چھوڑے ہوئے، سر پر نیٹ کا دوپٹا ڈھلنوں کی

طرح لیے، گیندے کی پھولوں کی جیولری کے ساتھ پھولوں کی ہی ماتھا ٹکیہ اور ہلکے میک اپ میں وہ پیاری لگ رہی تھی اور چہرے کی ہلکی سی مسکراہٹ نے چار چاند لگا دیے تھے، دائیے بائیے طرف علیزے اور یوجنا تھیں باقی آگے پیچھے لڑکیاں، علیزے نے جامنی شرارہ اور ہری ستاروں والی پیٹ سے نیچے تک آتی گھیر والی فراک پہنی تھی، نیٹ کے دوپٹے کو ایک طرف ڈالی اس نے بالوں کو آج کھلا نہیں چھوڑا تھا بلکہ سادہ سا میسی بن بنالیا تھا، ہاتھوں میں چوڑیاں، کانوں میں بڑے بڑے جھمکے، نازک سی موتیوں والی ماتھا ٹکیا، وہ خوبصورت لگ رہی تھی اور لایٹ سے میک اپ نے اس کا بجھا زرد چہرہ اور آنکھوں کے گرد ہلکے چھپا دیے تھے جبکہ یوجنا بالکل رایمہ جیسے کپڑوں میں ملبوس تھی۔

"کیا ہوا؟" ارمان نے مسکراہٹ دبائے دانیال کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ ہڑبڑا کر چونکا اور ارمان کو دیکھا پھر نفی میں سر ہلا دیا۔

"ادھر ہی رکو مہک کو لانا ہے کیا ہو گیا علیزے کہاں گم ہو؟" علیزے رایمہ کا دوپٹا پکڑے جو کچھ سوچتے ہوئے چلے ہی جا رہی تھی جس کی وجہ سے مجبوراً رایمہ کو بھی چلنا پڑ رہا تھا، ایک دوست نے آکر اس کا کندھا جھنجھوڑا۔

"ہوں ہاں وہ میں بس..." وہ دوپٹا ٹھیک کرتی ہوئی زبردستی مسکراتے بات ادھر ادھر کر گئی۔

"چل دانی۔" عدیب دانیال کو لے کر گھر کی بیک سائیڈ پر گیا جہاں پارلر سے سیدھا آکر مہک اپنے دو تین بھائی کزن کے ساتھ انتظار کر رہی تھی اور پھر لڑکوں کے ہمراہ مہک کی انٹری شاندار ہوئی، ساری بتیاں بجھ گئی، دھواں نکلنا شروع ہوا، رنگ برنگی روشنیاں آنے والی مہک پر رک گئی اور اس کے چاروں طرف کھڑے بھائی پر پر جو دوپٹے کے کونے پکڑے کھڑے تھے۔

علیزے نے مسکرا کر مہک کو دیکھا جس نے وہی شرارہ پہنا تھا جس کا وہ ہمیشہ علیزے کو کہتی تھی کہ ایک دن اپنی مہندی میں ایسا ہی ڈزائیز شرارہ پہنے گی۔

آتش بازی ہوا میں ہونے لگی، گانوں کی آواز ڈی جے نے مزید اونچی کر دی اور پھر سب لڈیاں ڈالنے لگے، علیزے کو بھی گھسیٹ کر سب لے کر جانے لگے لیکن اس کے منع کرنے کے لاکھ باوجود کسی نے ایک نہ سنی، رایمہ کو شاہستہ بیگم اور سلماں بخت تک پہنچا کر علیزے کو یوجنا سب دوستیں گھسیٹ کر لے کر گئی اور سب لڈیاڈالنے لگے، عدیب دانیال مہک کو بیچ میں کرتے اس کے گرد ڈانس کرتے ہوئے گھومنے لگے۔

"کیا ہوا علیزے؟" ایک دوست نے آکر اس کا کندھا ہلایا۔اس نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا، وہ اس کا اور مہک کا دوست رافع تھا۔

"ڈانس کیوں نہیں کر رہی؟" وہ لاؤڈ میوزک کی وجہ سے اس کے کان کے پاس آکر اونچی آواز میں بولا۔

"کر تو رہی ہوں۔" علیزے بھی جواباً تالیاں بجاتے اونچی آواز میں بولی۔

"یہ ڈانس ہوتا ہے؟" رافع نے اس کی نقل اتارتے ہوئے محض تالیاں بجاتے کہا۔وہ ناچار ہنس دی۔

"مجھے ایسی آتا ہے۔" وہ بولی۔

"آؤ بھنگڑا کریں۔" رافع نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑے اور اسی وقت گھر کے وسیع دروازے سے کوئی داخل ہوا اور اس نے یہ منظر دیکھ لیا۔

"نہیں یار دل نہیں میرا مہک کو بٹھا دو۔" علیزے نے تھوڑا بہت کر کے نفی میں سر ہلایا۔

"ارے...." اسے پہلے رافع کچھ کہتا، عدیب آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ مہک اور دانیال کے پاس لایا اور وہ تینوں ڈانس کرتے علیزے کو بھی فورس کرنے لگے، مہک اسے ناراض تھی اسیلیے اس نے تھوڑا بہت ہی کیا تھا کہ اچانک متلی جیسی محسوس

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

ہوئی، فوٹو گرافر، ویڈیو گرافر چاروں طرف پھر رہے تھے باقی سب بھی موبایل اٹھائے ویڈیوز بنا رہے تھے، آنے والے نے ایک ایک چیز دیکھی، دور کھڑی سِلا اور عمارہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور دونوں کو ہی عجیب لگا، حویلی میں ایسا ہونا خواب میں بھی نہیں سوچا جا سکتا تھا۔

"کیا ہوا یار۔" دانیال نے علیزے کے کندھے پر کندھے مارتے ہوئے پوچھا، علیزے نے نفی میں سر ہلایا اور سب کی جھرمٹ سے نامحسوس انداز میں الگ ہوتی گئی، گانوں کی آواز مزید اونچی ہوئی، دھواں اور چھایا، رنگ برنگی روشنیاں آنکھوں میں چبھنے لگی، اس کا سر بھاری ہونے لگا یکدم سے وہ چکر کھاتی رافع نے تھام لیا۔

"کیا ہوا علیزے؟" اس نے فکرمندی سے پوچھا، اندر آنے والے شخص نے یہ منظر بھی دیکھا اور اس کا خون کھول گیا تھا۔

"ہاں میں..." علیزے کچھ کہتی الٹی کا احساس ہوا اسلیے وہ شور شرابے سے دور اندر گھر میں بھاگ گئی، رافع نے الجھ کر بھاگتی ہوئی علیزے کو دیکھا پھر کندھے اچکا دیے۔

"چلو بس بچوں منگنی کا وقت ہو گیا ہے پھر رسومات بھی کرنی ہے مہندی کی۔" شائستہ بیگم نے ہلا گلا رکوایا تب جا کر سب کے پاؤں تھمے، پھولی سانس بحال کرتے سب نے

مہک کو ارمان کے برابر بٹھایا جس نے سرگوشیوں میں مہک کی تعریف کرنا شروع کر دی تھی اور وہ ساتوے آسمان پر پہنچ چکی تھی۔

"سِلا بیٹا ذرا اندر سے مٹھائی کا ڈبہ لانا کچن میں ہو گا۔" شاہستہ بیگم نے سِلا کو کہا۔ وہ سر اثبات میں ہلاتی اندر چلی گئی۔

"واؤ مہک باجی آپ کتنی پیاری لگ رہی ہے۔" حماد نے مہک اور ارمان کی ساتھ تصوریں لیتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرا دی۔

"تھینک یو ویسے رایمہ بھی تو اتنی پیاری لگ رہی کیوں دانی؟" مہک نے ساتھ برابر جھولے میں بھیٹے دانیال کو مخاطب کیا جو اپنے برابر بھیٹی رایمہ کی تعریف ہی کرنے جارہا تھا مگر مہک یہ کوئی پانچوی انسان یا دانیال کی دشمن جس نے اسے ٹوک دیا تھا، وہ بیچارہ فیض احمد فیض بن کر جب بھی کوئی شاعری اس کو ڈیڈیکیٹ کرنے جاتا کوئی نہ کوئی ٹوک دیتا، دانیال نے صبر کا گھونٹ پیتے مہک کو دیکھا اور سر ہلا کر بامشکل مسکرایا پھر واپس رایمہ کو۔ دیکھ گلا کھنکھارا اور کچھ کہنے جا ہی رہا تھا کہ انیلا بخت کو مہرون نساء رایمہ کے پاس والی کرسی پر بٹھاتی ہوئی بولیں۔

"چلیں منگنی کی انگھوٹیاں لائیں بھابھی اور بھائی جان کہاں ہیں؟" دانیال وہی رک گیا اور رایمہ نے سر جھکائے بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ چھپائی کیونکہ وہ بیچارہ پھر ناکام ہو گیا تھا۔

"کیا ہوا بیٹا؟" مہرون نساء نے اس کو اپنی طرف خوخار نظروں سے دیکھتا ہوا پا کر پوچھا۔ اس نے چونکتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں آنٹی بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ۔" چبا چبا کر کہا تو وہ انیلا بخت کی طرف حیرت سے دیکھتے خجل سی مسکرا دی جبکہ رایمہ نے چونک کر سر اٹھاتے ہوئے۔ اسے دیکھا پھر انیلا بخت اور مہرون نساء کو جو الجھی نظروں سے دانیال کو ہی دیکھ رہے تھے۔

"داماد ہو میاں تم ہمارے اب۔" انیلا بخت نے شاید اس جملے میں اسے کچھ باور کروایا تھا۔

"بیٹا ان ڈیر کٹلی دادی جی بول رہی ہے حد میں رہ کر انسان کا بچہ بن۔" کان کے پاس کسی کی آواز پر دانیال نے چونک کر چہرہ موڑ کر دیکھا۔ وہ زید تھا۔

"اسلام علیکم۔" اس نے انیلا بخت اور مہرون نساء کو ادب سے سلام کیا۔ ان کی توجہ اس پر چلی گئی، دانیال تھوک نگلتے ہوئے سیدھا بیٹھا۔

"تمہارے ددھیال کا کیا پتا وڈیرے ٹایپ ہے کہی بندوق سے اڑھا وڑھا دیا مجھے تو؟"

وہ رایمہ کے کان کے پاس ہو کر بولا بھی جس نے ایک خفگی نگاہ اس پر ڈالی۔

"وعلیکم اسلام۔" انیلا بخت نے نا سمجھی سے جواب دیا۔

"جی میں عدیب کا دوست ہوں ان دونوں بہن بھائی کا بھی۔" ان کی سوالیہ نگاہوں کو سمجھ اس نے دانیال اور مہک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو ادھر ہی متوجہ ہو گئ تھی۔

"اچھا اچھا۔" مہرون نساء نے سر ہلایا۔

"یہ میری امی ہیں۔" فرزانہ بیگم جو مہک کو پیار کر رہی تھی انیلا بخت اور مہرون نساء سے ملیں۔

"زید بیٹا اندر عدیب ہو گا اس کو جلدی بلا کر لاؤ۔" مہراب علی جلدی سے آکر زید سے بولے۔

"جی انکل ابھی لاتا ہوں۔" زید سٹیج سے اتر گھر کی طرف بڑھ گیا، انیلا بخت نے اس کی پشت دیکھی۔

"اچھا بچہ ہے آپ کا۔" پھر فرزانہ بیگم کو کہا۔ وہ فخریہ انداز میں مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆

"°ہ جو °ی °ي بوی °یر °ہ دی؟" (کیا بنا رہی ہے ماورہ خوشبو تو بڑی آ رہی ہے) افشاں نے باورچی خانے میں داخل ہوتے ہوئے کڑھائی میں چمچ چلاتی ہوئی ماورہ سے پوچھا جو بھرپور طریقے سے مسکرا دی۔

"حلوہ بنا رہی ہوں شاہ جی کے لیے ان کی من پسند کا۔" وہ بالوں کی لٹ کان کے پیچھے اڑستی مسکراتی ہوئی بولی، افشاں نے اس کے آنکھوں کے گرد کاجل، ہونٹوں پر لالی، سرخ کام دار جوڑے میں ملبوس دیکھ حیرت کا مظاہرہ کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsane | Articles | Books | Poetry | Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ارے واہ آج تو بڑا بناؤ سنگھار کیا ہوا ہے تو نے۔" وہ کڑھائی میں ہاتھ ڈال حلوے کو چکھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی مگر ماورہ نے اسے گھوری نواز کر اس کا ہاتھ پیچھے کر دیا جس پر اس نے منہ بناتے ہوئے حلوے کی شکل دیکھی۔

"تو کیوں نہ کروں میرے پاس ابھی اس چڑیل کے جانے کے بعد وقت ہی وقت ہے اپنے شاہ جی کے ساتھ بِتانے کا میں کوئی موقع نہیں چھوڑوں گی ان کو اپنی گرفت میں لانے کا۔" وہ فخریہ انداز سے اپنے بال جھٹکتے ہوئے بولی، افشاں نے ماورہ کا مختلف انداز دیکھا واہ واہ کیا اور ہنس دی۔

"تہ وا ٥خاند ٥؟"(کیوں ہنس رہی ہے) حلوے کو پلیٹ میں نکالتے ہوئے ماورہ نے پوچھا۔افشاں نے نفی میں سر ہلایا۔

"بس ایسے ہی لیکن تو ایک بات بتا تجھے کیا لگتا ان سب سے چھوٹے بابا کی محبت اپنی بچپن کی سہیلی کم بیوی سے ختم ہو جائیں گی؟" اور اسی پل ماورہ نے اسے نخوت سے چہرہ موڑ افشاں کو جس طرح دیکھا۔افشاں کو اپنے غلط بولنے کا احساس ہوا۔

"زما مطلب"....

"مرد کی صرف عورت کو لے کر دو کمزوریاں ہوتی ہیں ایک وہ خدمت گزار ہو اور دوسری وہ بناؤ سنگھار میں رہتی ہو اور آج میں اپنے شاہ جی کو اپنے ہاتھ کا حلوا کھلا کر اپنی تعریف بھی کرواؤں گی اور ان کے سامنے ایسے تیار رہ کر ان کو مجھے دیکھنے میں دلچسپی بھی پیدا کروں گی کیونکہ ان دونوں کام میں وہ چڑیل ناکام ہے وہ صرف شاہ جی سے بحث کرنا جانتی ہے اور مرد کو ہر وقت چپڑ چپڑ کرنے والی عورت نہیں پسند آئی سمجھ۔" وہ انگلی اٹھا کر افشاں کے چہرے کے قریب جا کر چبا چبا کر بولی،افشاں نے سر کو پیچھے لیتے ڈر کر اسے دیکھا اور پھر دھیرے سے سر ہلا دیا تب وہ اطمینان سے پیچھے ہوئی۔

"تو دیکھنا اب میں قدم قدم پر شاہ جی کو اس علیزے چڑیل سے بدضن ہو اور خود سے محبت کرواؤں گی کیونکہ وہ صرف میرے میں صرف ماورہ شاہ زیب بخت کے میں بھی

دیکھتی ہوں یہ بچپن کی الفت کتنی دیر تک ٹکتی ہے۔" وہ تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ حلوے کی پلیٹ اٹھا کر بولی اور ادا سے باورچی خانے سے باہر نکل آئی پیچھے افشاں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے چائے کا پانی چڑھانے لگی تھی۔

"لیونی۔" (پاگل) ساتھ وہ بڑبڑائی۔

"شاہ جی دیکھیں میں آپ کے لیے کیا بنا کر لائی ہوں۔" وہ پلیٹ ہاتھ میں لیے کمرے کی جانب جاتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ سامنے سے آتے سمیر نے اس کو دیکھ لیا اور ماورہ کی طرف آیا۔

"اسلام علیکم بھابھی۔" سمیر کو "بھابھی" کہنا عجیب تو لگا مگر شاہ زیب کی وجہ سے وہ بڑی عزت سے آکر اس سے مخاطب کیا۔

"ھو؟" ماورہ نے ناگواری سے اسے دیکھا کیونکہ اس نے اس کو شاہ جی کے پاس جانے سے ایک طریقے سے روک لیا تھا۔

"وہ مجھے بتانا تھا شاہ شہر نکل گیا ہے دراصل ہم لوگ سایڈ پر تھے تو اس کو ایک کام کا فون آگیا تھا اور خوش نصیبی سے وہ کام شہر میں ہی تھا تو وہ شہر نکل گیا اس نے کہا آپ کو بتا دوں وہ جلدی میں تھا۔" سمیر نے عام سے انداز میں بتایا اور اپنے کمرے کی جانب چلا گیا جبکہ ماورہ کے ہاتھ پلیٹ چھوٹ کر نیچے گری اور حلوے کے ساتھ پلیٹ کے بھی

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹکرے ٹکرے ہو گئے جبکہ اس نے شدید تپش کے عالم میں کمرے کا دروازہ دھاڑ کرتے ہوئے کھولا اور اندر گئی پیچھے لیلیٰ جو اسے اپنے رشتے والوں کے آنے کی خبر بتانے آرہی تھی وہ یہ منظر دیکھ چکی تھی اور حیرت سے جلدی میں نیچے پڑا حلوہ اٹھانے بھاگی ساتھ افشاں کو آواز بھی لگائی، حلوہ اور ٹوٹا ہوا کانچ اٹھاتے جب اندر کمرے سے چیزوں کی پھینکنے اور چلانے کی آواز آئی تو لیلیٰ نے افشاں کو حیرانگی سے دیکھا جبکہ افشاں اسے نظریں چراتے ہوئے سامنے بند دروازے کو ڈر کر دیکھنے لگی۔

"ماورہ کا جنون تو دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے۔" وہ ساتھ پریشانی سے بڑبڑائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"سنیے عدیب کو کہی دیکھا ہے آپ نے؟" وہ گھر کے اندر جا کر عدیب کو ہر جگہ ڈھونڈ چکا تھا مگر وہ کہی نہیں تھا، اوپن کچن میں کسی کو دیکھ وہ کچن میں آکر کسی لڑکی سے پوچھنے لگا جس کی پشت زید کی طرف تھی وہ جلدی سے گھومی۔

"آپ؟" سِلا کو دیکھ وہ چونک گیا، بے اختیار نظریں اس کے ہلیے پر گئی تو وہ گم سا ہو گیا، وہ بہت پیاری لگ رہی تھی مگر جلد ہی نظریں چراتا ہوا وہ واپس جانے لگا۔ سِلا نے روکا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry
www.zubinovelszone.com

"وہ... عدیب باہر ہی ہیں۔" زید نے چہرہ موڑا اسے دیکھ ہلکے سے سر کو جنبش دی اور باہر نکل گیا، سِلا کچھ سوچتے ہوئے اس کے پیچھے باہر نکلی اور جلدی سے اس کو روکا جو گھر سے باہر لان میں جا رہا تھا۔

"ایک بات پوچھنی تھی آپ سے؟" زید چونک کر رکا اور پلٹ کر سِلا کو دیکھا جو نروس سی کھڑی جانے کیا سوچ رہی تھی۔

"کہیے؟" وہ سِلا کے سامنے آکر کھڑا ہوا، لاؤنج اس وقت خالی تھا، سب باہر تھے۔

"آپ نے.....آپ..." وہ انگلیاں چٹختے کچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی

"سِلا......" کہ زید کی بلند آواز بری طرح کانپ گئی اور منٹ کے ہزارویں سیکنڈ میں زید نے اس کو بازو پکڑ اسے ایک جھٹکے سے ایک طرف گھسیٹا اور اس کے سر سے دوپٹا کھینچ کر اتارا، سِلا نے یکدم آنکھیں میچ لیں۔

"آپ... آپ ٹھیک ہیں۔" پاؤں کو زور زور سے فرش پر پڑے اس کے دوپٹے پر مار کر وہ اس کی طرف فکر مندی سے بڑھا جو دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں میچے مجسمہ بنی کھڑی تھی، باہر کے شور و غل کے باعث کسی کو معلوم نہ ہوا کہ ابھی اندر ہوا کیا ہے۔

"سِلا سب ٹھیک ہیں ادھر دیکھیں۔" زید نے بنا اسے ہاتھ لگائے اسے فاصلہ بناتے ہوئے تالی اس کی آنکھوں کے سامنے بجائی، سِلا نے چونک کر بے ہوا س آنکھیں کھولیں۔

"یہ پیچھے آپ کے دوپٹے کو کینڈلز کی آگ نے پکڑ لیا تھا آپ ٹھیک ہے نا یہ میں نے پہلے بھی منع کیا تھا ڈیکوریشن والوں کو کہ گھر کے اندر کوئی آگ والی سجاوٹ نہیں ہو گی مگر.... " وہ غصہ سے ارد گرد دیکھتے ہوئے کسی ورکر کو ڈھونڈتا ہوا بولا، سِلا نے بدحواسی کے عالم میں اپنے بھاری دوپٹے کو فرش پر پڑا اجلا ہوا دیکھا اور پھر خود کو جس کے گرد چمکتی ہوئی چادر اس نے پہلے سے لی ہوئی تھی مگر اب سر پر دوپٹا نہ تھا۔

"آپ ٹھیک ہے نا سِلا کیا ہوا؟" زید فکر مندی سے اس کی طرف بڑھا اور اسے مجسمہ بنا دیکھ مجبور کندھے پر دھیرے سے ہاتھ رکھا، سِلا اسے خالی خالی آنکھوں سے دیکھتی گئی اور زید تو وہی کھو گیا، اسے پہلے یہ تسلسل مزید جاری رہتا کسی کی گرجدار آواز پر وہ دونوں چونکے اور سامنے کھڑے شخص کو دیکھا سِلا کو جسم سے جان جاتی محسوس ہوئی جبکہ زید نارملی پیچھے ہوتا چہرہ موڑ اس شخص کو دیکھنے لگا تھا۔

"سِلا۔" وہ شخص غصہ سے سِلا کو دیکھتا ان دونوں کے قریب آیا، زید نے الجھ کر اسے اپر سے نیچے تک دیکھا، سیاہ شلوار قمیض پر کتھئی مخصوص شال جس میں وہ زیادہ ترمبلوس

رہتا تھا، سانولہ رنگ، ڈارک بھنویں، سیاہ ہلکی داڑھی اس پر سیاہ مونچھیں جو اس نے اب شاید کافی کم کروالیں تھیں۔

"لا....لا۔" سِلا نے تیزی سے سر پر چادر لی، زید نے الجھ کر سِلا کو دیکھا پھر واپس مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو جو سِلا سے اپنی نیلی آنکھیں ہٹائے اب زید کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

"لالا یعنی بھائی۔" زید کے لب ہلے، عدیب کا سالا جس کا وہ ذکر کرتا تھا، علیزے جس کی بیوی بنی تھی، علیزے عدیب کا سب سے بڑا کزن مخدوم شاہ۔ زیب فرقان بخت جو زید کو پہلی نظر میں ہی کافی خوبرو اور رعب دار شخصیت لگی تھی اور وہ بلاشبہ کوئی پہلا انسان نہ تھا جسے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی چال، ڈھال، حلیے اور آواز سے دبدبا محسوس نہ ہوا تھا۔

"کون ہو تم؟" ایک آبرو اچکائے شاہ زیب چھوٹے قدم لیتے ہوئے زید کے نزدیق آیا تھا، زید نے ایک نظر پیچھے سِلا کو دیکھا جو نظریں نیچے کیے جانے کیوں ڈری سہمی سی لگنے لگی تھی پھر اپنے سے اونچے قد کے شاہ زیب کو۔

"زید نام ہے میرا عدیب کا دوست آپ بھائی ہیں سِلا؟" کچھ عجیب سا محسوس ہونے کا باوجود وہ عادت کے مطابق دھیمی سی مسکراہٹ قایم کرتا ہوا بولا جس پر سِلا نے چونک

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کر سر اٹھایا اور آنکھیں پھیلا کر اس کو دیکھا جیسے اس نے کوئی غلط بات کی تھی، زید نے نا سمجھی سے سِلا کی پھیلی آنکھوں کے دیکھا پھر شاہ زیب کو اور اس کے تاثرات دیکھ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس نے غلط سوال کیا تھا۔

"شوہر کہاں ہے تمہارا؟" لیکن بنا اسے کچھ کہے وہ پلٹ کر سِلا سے بھاری آواز سے سنجیدگی پوچھا جس پر وہ تھوک نگلتی ہوئی کچھ کہنے کی کوشش کرنے لگی۔

"وہ.... لا... لا وہ شاید با... باہر۔" ٹوٹے پوٹے الفاظوں میں وہ کہہ پائی، زید دونوں بہن بھائی کو دیکھتے کافی کچھ اندازہ لگا چکا تھا۔

" باہر جاؤ چچی جان کے پاس اور اب ادھر ادھر نظر نہ آؤ تم مجھے۔" حکم صادر کرتا وہ آخر میں سختی سے ڈھکے چھپے الفاظ میں تنبیہہ کر گیا تھا جس کو سِلا نے کافی اچھے سمجھ لیا تھا اسلیے بنا اسے پوچھے کہ وہ اچانک یہاں کیسے وہ جلدی سے جلا ہوا دوپٹا اٹھاتی ہوئی باہر بھاگی۔

"اور تم۔" زید جو خود بھی جانے لگا تھا شاہ زیب کی آواز پر رکا اور اسے دیکھا جو سخت تاثرات سے اس کی طرف پلٹا تھا۔

"جی؟" شاہ زیب ایک قدم مزید قریب آیا۔

''آیندہ میری بہن کے آس پاس نظر بھی آئے تو دنیا کو تم پھر کبھی نظر نہیں آؤ گے اب دفع ہو جاؤ۔''کیا شاہی انداز تھا؟ زید نے حیرت سے اس کی پشت کو دیکھی جو سیڑھیاں پھلانگتا ملازمہ سے کچھ پوچھ کسی کمرے جانب گیا تھا۔

''اوہ گاڈ۔''عدیب سے جتنا سنا تھا وہ کوئی زیادہ کوئی بڑی چیز نکلا تھا، زید نے سر جھٹکا۔

☆☆☆☆☆☆

''ماشاللہ کتنے پیارے لگ رہے ہیں ساتھ۔''شاہستہ بیگم نے دانیال اور رایمہ کی بلائیں لیتے ہوئے کہا۔انور بخت نے سر ہلا کر مسکرا کر دونوں کو دیکھا۔

''کیا ہوا بیٹا لائی مٹھائی کا ٹوکرا؟''سِلا کو بری طرح گھبرایا ہوا آتا دیکھ شاہستہ بیگم نے پوچھا۔اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

''وہ....میں وہ کچن میں نہیں تھا۔''وہ سب مہمانوں کو اپنی طرف پاتا دیکھ خود کو سنبھالتی ہوئی بولی۔

''شاہ آیا ہے؟''انیلا بخت نے سلماں بخت سے پوچھا۔انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE

"کہاں ہے بلاؤ اس کو؟" انیلا بخت ادھر ادھر دیکھنے لگی ساتھ بھیٹے رایمہ اور دانیال بھی دیکھنے لگے۔

"وہ دادی جان علیزے سے ملنے گ ئے ہیں آتے ہی ہوں گے دونوں میں نے بھیجا ہے یوجنا کو۔" زینیا نے جھک کر آہستگی سے بتایا۔انیلا بخت نے سر کو جنبش دی۔

"بھابھی جان علیزے کو کیا ہوا ہے؟" مہرون نساء نے مہمانوں کو دیکھتی ہوئی شاہستہ بیگم سے پوچھا۔

"ارے بس وہ اس کی طبعیت ناساز ہے۔" شاہستہ بیگم نے ان کے ہاتھ پکڑتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"سب خیریت تو ہے؟" مہرون نساء نے الجھ کر پوچھا۔

"نہیں نہیں معاملی سا سر درد ہے آپ آیے نا چلو بچوں سب جلدی سے آجاؤ منگنی شروع کرتے ہیں پھر مہندی کی رسموات بھی کرنی ہے۔" شاہستہ بیگم کی آواز پر سب رایمہ دانیال کے سامنے گھیرہ بنائے کھڑے ہو گ ئے، مہمان بھی سب آکر جمع ہوئے۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟" کچھ محسوس کر کے عدیب نے زید کے برابر آتے ہوئے اسے دیکھ پوچھا۔اس نے اشارہ "بعد میں بتاؤں گا" کیا جس پر اس نے سر ہلایا اور سِلا کو دیکھا جو زینیا کے ساتھ کھڑی نیچے نگاہ کیے ہوئ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"رایمہ وہ گھڑی آگئی جس کا انتظار ہم نے کیا تھا۔" دانیال نے مسکراتے ہوئے رایمہ کے کان کے پاس سرگوشی کی جس پر وہ بلش کر گئی۔

"یہ منگنی نہیں ہو سکتی۔" کسی نسوانی آواز پر جہاں دانیال اور رایمہ نے چونک لان کے دروازے پر کھڑی لڑکی کو دیکھا تھا وہی ایک ساتھ سب کے چہرے مڑے تھے اور سامنے انجان لڑکی کو دیکھ جہاں گھر والے الجھے تھے وہی مہمان ایک دوسرے کے چہرہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے تھے جبکہ دانیال غصہ سے اپنی جگہ سے اٹھ گیا تھا یعنی اب تماشہ لگنے والا تھا، اس لڑکی نے اپنے گال سے آنسو پونچھتے ہوئے قدم سب کی طرف بڑھائے تھے اور رایمہ نے خوف ذدہ نظروں سے سر اٹھائے دانیال کو دیکھا جو اس کو پریشانی سے دیکھ نفی میں سر ہلا رہا تھا جیسے ایک بار پھر منت کر رہا ہو کہ "میرا یقین کرو۔"

☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہو گیا ہے مجھے یار۔" وہ ٹاول ہونٹوں سے لگائی تھکے ہوئے انداز میں باتھ روم سے باہر آئی تھی اور ٹاول بیڈ پر پھینک آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر نیچے جانے کے لیے جھمکے واپس پہننے ہی لگی تھی کہ آئینہ میں سے کسی کو پیچھے چھوٹے صوفے پر بھیٹا دیکھ

اس کی سانس میں سانس اٹک گئ،بے اختیار جھمکا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔وہ حیران پلٹی۔

وہ بڑے کرّوفر سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے،پشت سے ٹیک لگائے بر جمان سیگرٹ کے کش لے رہا تھا،اس کے انداز میں بڑا اطمینان اور سکون تھا جیسے اسے اس وقت کسی بھی بات کی جلدی نہ ہو۔ایک بازو تمکنت سے صوفے کی پشت کے ساتھ پھیلائے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت جچی تلی نظروں سے اس کا اور اس کی بے ساختہ حرکت و سکنات کا جایزہ لے رہا تھا،اس کا اپر سے نیچے تک جایزہ لینے سے فارغ ہوتا وہ سیگرٹ کو جوتے کی نوک سے مسلتا اٹھا اور اپنے گلے میں ڈالی شال کی ایک سایڈ اپنے کندھے کے پیچھے ڈالتے ہوئے حیران علیزے کی طرف نیلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے قدم اٹھائے،جانے کیوں علیزے کو یہ چال،یہ مسکراہٹ نے پرانے والے شاہ زیب کی یاد دلائ کہ وہ بے ساختہ قدم پیچھے لیتی ہوئی سنگھار میز سے جا لگی اور آنکھیں زور سے میچ لیں جیسے وہ اس پر آرہا ہو لیکن دو تین لمحے تک کچھ نہ ہوا تو اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تو کسی کو نہ پایا یکدم نظریں نیچے گئیں تو شاہ زیب جھک کر اس کا زمین پر پڑا جھمکا اٹھاتا ہوا واپس سیدھا کھڑا ہوا تھا۔

"ت.. تم۔" حلق کو تر کرتے اس نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھتے ہوئے کہا جو اس کے چہرے کو نظر انداز کیے اب اس کے کان پر توجہ رکھا ہوا تھا، بڑے ہی نرمی سے اس نے ایک ہاتھ سے اس کی کان کی لو کو چھوا اور پل بھر میں اس کی کان کی لوئیں سرخ ہوئیں، جسم میں جیسے کرنٹ سا محسوس ہوا، یہ وہی لمس تھا، اس کا لمس، مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا لمس۔

"شاہ.... شاہ زیب۔" اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے ہلکے کے سر کو جنبش دی جیسے نفی میں سر ہلانا چاہ رہی ہو لیکن تب تک وہ اس کے کانوں کے دونوں سوراخ میں بڑے بڑے جھمکے پہنا چکا تھا اور پھر جب علیزے نے آنکھیں کھولنی چاہیں تو پھر مجبوراً بند ہوئیں کیونکہ شاہ زیب نے چہرے پیچھا لیتے ہوئے پھر اس کے چہرے کے نزدیق آکر اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھے اور اسے بوسہ دیا۔

"سلام کرتے ہیں۔" بڑے ہی محبت سے اس نے پیچھے ہوتے ہوئے نرمی سے اسے یاد دلایا تھا۔

"ہوں اسلام علیکم۔" علیزے نے بنا کچھ کہے تعبداری سے آہستگی سے کہا جس کے جواب میں اس نے صرف شاہ زیب کے لب ہلتے ہوئے دیکھے تھے۔

"میں.....میں وہ اس دن باہر تھی اسلیے ٹھیک سے فون پر جواب نہیں دیا اور میں تمہیں کال کرنے والی تھی ایسا نہیں ہے کہ میں نے یاد...." وہ جانے کیا یاد آتے ہوئے جلدی جلدی ایک ڈر سے صفایاں دینے لگی تھی لیکن اس کی سوچ کے برعکس ہوا شاہ زیب نے اس کے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ اسے چپ کروایا تو اس کا بقیہ جملہ منہ میں ہی رہ گیا اور آنکھوں میں حیرانی در آئی، اسے تو لگا تھا وہ چیخے گا چلائے گا ڈانٹے گا مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔

"طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟"اس نے اس کے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے پوچھا۔وہ چونکی۔

"نہیں وہ بس شاید فوڈ پوائزن ہو گیا۔"وہ جانے اس کی آنکھوں میں آنکھیں کیوں نہیں ڈال رہی تھی۔

"ڈاکٹر کو دکھایا؟"ایک نیا سوال، علیزے نے اب کی بار اسے دیکھا لیکن اس بار اس نے جیسے ناپسندیگی سے اسے دیکھا تھا۔

"ہاں۔"اور تلخی سے جواب دیا تھا، شاہ زیب جس کی نظریں اس کے بالوں پر تھی الجھ کر اس پر ڈالیں۔

"کیا ہوا؟"شاید وہ اس کا تلخ لہجہ پہچانتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"کچھ نہیں۔"علیزے نے سنجیدگی سے اپنے چوڑیوں سے لدے ہاتھوں کو دیکھا اور کچھ یاد آتے دونوں ہاتھ پیچھے لے لیے۔

"بال کٹوائے ہیں تم نے؟" بال میسی بن کی شکل اختیار کیے ہوئے تھے مگر پھر بھی وہ کیسے بھانپ گیا تھا علیزے کو حیرانی ہوئی۔

"وہ...." اس نے واپس اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھا جس میں سختی کے عنصر کے بجائے خفگی کا عنصر تھا، آج وہ اسے حیران پر حیران کرنے پر تلا تھا، اس میں تھوڑی ہمت آئی اور تھوڑی خوشی بھی ہوئی کم از کم وہ رعب تو نہیں جھاڑ رہا تھا۔

"آئی ٹالڈ یو آئی وانٹیڈ ٹو ڈو مائے ہیر۔" وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔

"اتنی ضدی کیوں ہو منع کیا تھا نا؟" خفگی سے سہی نرمی سے اس نے پوچھا تھا، علیزے خجل سی مسکرا دی۔

"سوری بٹ اٹ از واٹ اٹ از۔" شاہ زیب نے نفی میں سر ہلایا اور پیچھے ہوا، جیسے جی بھر کر دیکھ لیا ہو اور اب مطمعین ہو۔

"تم کیسے آئے اچانک؟" اسے یاد آیا۔

"اچھا نہیں لگا میرا آنا؟" غور سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھے لگا تم بعد میں آ"....

"بعد میں آؤں یا ابھی تمہیں میرے آنے سے مطلب ہونا چاہیے اور جلدی آنے سے۔" آخری جملے پر زور دیا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔" وہ کسی سوچ میں گم بولی، شاہ زیب اس کے سائیڈ سے نکلتا ہوا بیڈ تک گیا اور اس کا دوپٹا اٹھایا اور اس کی پشت کو دیکھا۔

"علیزے؟"

"ہوں۔" وہ پلٹی۔

"ادھر آؤ۔" سنجیدگی سے بلایا گیا، وہ نا سمجھی سے سوچوں میں جکڑی ہوئی اس کے پاس آئی۔

"تم جانتی ہو نا تم مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی عزت ہو۔" اس کے سینے پر دوپٹے کو پھیلا کر اڑھاتے ہوئے اس نے بہت کچھ نرمی سے باور کروا دیا تھا جو وہ بے خیالی میں سمجھ نہ سکی۔

"ہوں کیا... مطلب کیوں؟" اس نے بے تکا سوال پوچھا، شاہ زیب نے آبرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے کیوں؟" لہجہ میں اب سختی در آئی، علیزے کو اپنے غلط سوال کا احساس ہوا۔

"نہیں میرا مطلب.... کچھ نہیں۔" وہ دوپٹا ٹھیک کرتی ہوئی بولی، شاہ زیب نے اس کی غایب دماغی کو غور سے دیکھا۔

"کچھ ہوا ہے؟" علیزے کی نظریں اس کے سوال پر بے اختیار اس کی نیلی آنکھوں پر جا ٹھہریں۔

"ہاں میرے ساتھ حادثہ ضرور ہوا تھا لیکن میری موت واقع نہیں ہوئ تھی۔ "

"تمہارے سارے سوالات کا جواب دوں گا بے فکر رہو اب آگیا ہوں نا میں نہیں جاؤں گا۔ "

"میری لیزا بدلی تو نہیں۔ "

"کیا تمہیں میری لاش ملی تھی؟ "

"یاد کرو میری موت کیسے واقعی ہوئ تھی تم لوگوں کے مطابق؟ "

"بچ گیا تھا۔"

"علیزے؟" شاہ زیب نے پکارا۔

"تم بری نہیں ہوں برے حالات تھے لیکن اب میں آگیا ہوں نا سب ٹھیک کر دوں گا اس پیغام کے پیچھے جو بھی ہے تمہاری زندگی میں طوفان جو لایا ہمیں جس نے جدا کیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

اس انسان کو میں نہیں چھوڑونا تک فکر مت کرو تمہارا ویٹسن آچکا ہے میں سب پہلے جیسے کردوں گا۔"

"علیزے؟" کندھا جھنجھوڑا۔ وہ چونکی۔

"ہوں ہاں۔"

"کیا ہوا ہے کچھ پوچھ رہا ہوں؟" وہ غصہ سے بولا۔

"کک... کچھ بھی نہیں۔" اس نے نظریں چرائیں۔

"تم"....

"ایک بات بتاؤ گے مجھے سچ سچ۔" اچانک اس نے سر اٹھائے پوچھا، شاہ زیب کی بھنویں جڑیں۔

"میرے نکاح والے دن تم کہاں تھے سب لوگ موجود تھے اس دن؟" وہ شک کی نگاہ سے اسے جانچتی ہوئی پوچھنے لگی، شاہ زیب کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کیا مطلب ہے ان باتوں کا وہ پرانی باتیں ہیں ویٹسن...." وہ اپنا جملہ پورا کرتا اچانک کسی کے چلانے اور رونے کا شور لان سے آنے لگا، دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"آپی شاہ زیب بھائی آپ لوگ آجائیں میں.... "یوجنا انہیں بلانے آئی لیکن وہ بھی باہر سے آنے والی آوازوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"کیا ہوا یوج؟ "علیزے نے پوچھا۔

"پتا نہیں۔ "یوجنا بھی حیران ہوئی۔

"چلو۔ "شاہ زیب نے کہا۔ علیزے اور یوجنا جلدی سے باہر کی طرف بھاگے۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

"واہ لیلیٰ جی اتنی مزے دار خوشبو آرہی ہے گرم گرم سموسوں کی کیا میں چکھ سکتا ہوں؟ "ٹونی نے باورچی خانے میں داخل ہوتے ہوئے لیلیٰ کو دیکھ جوش سے پوچھا جو تیل میں سموسے تلنے میں مصروف تھی۔

"بالکل نہیں یہ مہمانوں کے لیے ہیں۔ "وہ تنبیہہ کرتی ہوئی بولی جس پر ٹونی کا منہ بن گیا۔

"ایک دے دیں بس صرف ایک۔ "اس کے التجائی انداز میں کہنے پر لیلیٰ نے انکھیں گھماتے ہوئے اسے ایک پلیٹ میں رکھ کر دے دیا جس پر خوش ہو گیا۔

"تھینک یو جی۔" وہ کرسی پر بھیٹ آستینیں چڑھا کر سموسے کے ساتھ انصاف کرنے جا ہی رہا تھا کہ یاد آکر پوچھا۔

"ویسے کون مہمان حویلی میں تو کوئی ہے نہیں پھر کون آرہا ہے؟" ساتھ لیلیٰ کی نظر سے چھپتے ہوئے چٹنی کے پیالے سے پلیٹ میں چٹنی بھی نکال لی۔

"میرے رشتے والے۔" لیلیٰ شرماتی ہوئی بولی اور ٹونی جو سموسہ چٹنی میں ڈبوئے منہ تک لے کر جارہا تھا وہی رک گیا۔

"ایں جی؟" اس کے ہاتھ سے سموسہ واپس پلیٹ میں گرا۔

"ہاں جی۔" لیلیٰ اکڑ کر بولتی چوہلہ بند کرنے لگی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ ٹونی کو بھول گئیں اور چچی نے کیسے ہونے دیا؟" وہ پریشانی سے اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"میں نے تمہیں یاد ہی کب رکھا تھا جو بھولوں گی اور سیدھی سی بات ہے ٹونی میاں تم میں وہ بات نہیں کہ لیلیٰ کے مستقبل کے ساتھی بن سکو اور یہ بات اماں کو بھی سمجھ آگئی ہے چاہو تو خود پوچھ لو میرے لیے تو کسی ہٹے کٹے مرد کا رشتہ آرہا ہے تمہارے جیسے للو پنجو کا نہیں ہنہہ۔" وہ کڑھائی سے سموسے نکالتی ہوئی بڑی آسانی سے بول گئی تھی جبکہ ٹونی کا منہ اتنا سا ہوتا گیا۔

"لیلیٰ جی کیا مطلب ہے آپ کا میں مرد نہیں؟" وہ خفا خفا سا بولا۔

"مرد تو ہو مگر مردوں والی کوئی بات نہیں ایک بھرم ایک اکڑ لیکن تم.... اف تمہاری تو ایک چھپکلی سے جان جاتی ہے مجھے ایسے لڑکے نہیں پسند تم دیکھنا جو رشتہ میرے لیے آرہا ہے نا وہ ایسا ہو گا کہ دنیا نہ سہی لیکن پورا گاؤں تو ضرور دیکھا گا بالکل میرے دونوں لالا جیسا بہادر اکڑ والا مرد ہو گا۔" وہ اپنے ہی مگن انداز میں بولی۔

"لیلیٰ جی میں تو ایسا ہی ہوں معصوم اور آپ کی بہت عزت کرتا ہوں کیا یہ کافی نہیں ہے؟" اس نے معصومیت سے ہی سہی بہت بڑا سوال کر لیا تھا لیکن اس پل لیلیٰ ساتوے آسمان پر تھی۔اسے فرق نہ پڑا تھا۔

"اف ٹونی تم میرے کزن کے اعتبار سے صحیح ہو یہ بات ٹھیک ہے لیکن شادی.... خیر تم جاؤ اور باہر سے جلیبیاں لے آؤ اور سنو زیادہ لانا پتا نہیں کتنے لوگ آئے اور ویسے بھی ابھی تو صرف امی جان کی طبیعت دیکھنے آرہے ہیں جب دادی جان ممانی جان واپس آئیں گی تب رشتہ لے کر آئیں گے۔" وہ خوشی سے بولتی ہوئی واپس سموسوں کو ترتیب دینے لگی بنا یہ دیکھیں کہ ٹونی سموسے کی پلیٹ پیچھے کھسکاتے ہوئے پھیکا چہرہ اور ٹوٹا دل لیے باورچی خانے سے باہر نکل گیا تھا، لیلیٰ کو اندازہ نہ ہوا تھا کہ اس کے ایک ایک لفظ نے اسے تکلیف پہنچائی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا ہے؟"علیزے نے باہر لان میں آکر سب سے پوچھا، پیچھے شاہ زیب اور یوجنا نے بھی آکر دیکھا اور سب سے پہلی نظر گلابی کرتے پجامے میں کھڑی زور زور سے روتی ہوئی لڑکی پر گئی۔

"یہ کون ہے؟"علیزے نے سب کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا جو خود حیرت سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

"وہی تو ہم بھی پوچھ رہے ہیں کہ آخر یہ بچی ہے کون؟"شاہستہ بیگم نے فکرمندی سے کہا۔

"بیٹا کون ہو آپ اور آپ ایسے کیسے منگنی توڑ سکتی ہو کیا ہم آپ کو جانتے ہیں؟"مہراب علی نے آگے بڑھ کر الجھ کر پوچھا۔ وہ لڑکی آنسوں پونچھتی ہوئی ان سے مخاطب ہوئی۔

"انکل میں عریبہ جلال ہوں آپ مجھے نہیں لیکن دانیال مجھے اچھی طرح جانتا ہے کیوں دانیال؟"عریبہ نے ایک نظر سامنے غصہ سے اسے گھورتے ہوئے دانیال کو دیکھ کہا۔ سب کی نظروں کا رخ دانیال پر گیا۔

"دانی کیا ہے یہ سب؟"عدیب سب سے پہلا بندہ تھا اسے سوال کرنے والا۔

"ڈرامہ اور کچھ نہیں عریبہ تم یہاں کیوں آئی ہو میں نے منع کیا تھا نا دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" وہ سٹیج سے اتر کر نیچے آیا اور اسے غصہ سے اسے لتاڑا۔

"دانیال یہ کیا طریقہ سے بات کرنے کا؟" انور بخت نے سختی سے کہا۔

"چاچو آپ نہیں جانتے یہ میرے یونی میں پڑھتی ہے اور"....

"اور میری گرل فرینڈ ہے جسے تم شادی کرنے جا رہے تھے۔" عریبہ نے جملہ پورا کرتے نہ صرف دانیال کو شاک میں ڈالا بلکہ وہاں موجود ہر نفوس کو سانپ سونگھ گیا۔

"واٹ دا ہیل؟" یہ اونچی آواز علیزے کی تھی۔

"تم ہوش میں بھی تو ہو کیا بول رہی ہو؟" مہک بھی غصہ کھڑی ہوئی مگر سِلا نے اسے واپس بٹھا دیا کیونکہ وہ دلھن تھی۔

"یہ کیا چل رہا ہے سب دانیال تم بھول رہے ہو کہ رایمہ ہماری حویلی کی بیٹی ہے تم اس طرح ہمارا تماشہ بنانے چاہتے ہو۔" شاہ زیب کا صبر جواب دے گیا تھا وہ آگے بڑھ کر دانیال سے غصہ سے بولا کہ جلدی سے مہراب علی بولے۔

"نہیں بیٹے ایسا کچھ نہیں یہ ضرور ان سب کا کوئی مزاق ہو گا یہ مزاق انہوں نے ولید کے وقت بھی کیا تھا۔" مہراب علی نے دانیال کو گھورتے ہوئے کہا، چچی جان نے بھی دکھ سے سر ہلایا تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں ڈیڈ یہ کوئی مزاق نہیں ہے اور یہ سب جھوٹ کہہ رہ رہی ہے مجھے پھنسانے کی کوشش ہے یہ۔" دانیال نفی میں سر ہلا کر عریبہ کو خطرناک حد تک گھورتے ہوئے بولا۔

"میں کچھ نہیں بولوں گی اپنی صفائی میں بس یہ تصویریں ثبوت کے طور پر کافی ہوں گی۔" عریبہ نے دھیمی آواز سے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک لفافہ نکالا جس کو علیزے نے سب سے پہلے جھپٹا تھا، رایمہ سن بھیٹی تماشہ دیکھ رہی تھی جبکہ مہمانوں میں چے مونگیہ شروع ہو چکی تھیں، مہک کے سسرال والے بھی حیران تھے مگر چپ تھے، یہ ان کا گھر کا معاملہ تھا اور وہ یہ بات سمجھتے تھے۔

"آئی کانٹ بلیواٹ جھوٹی ہے تصویریں یہ۔" علیزے ایک کے بعد ایک تصویر دیکھتی ہوئی غصہ سے چلائی۔ آگے بڑھ کر عدیب نے اس کے ہاتھ سے لے کر دیکھیں تو اس نے بھی عریبہ پر یقین اور دانیال پر شک کرنے سے انکار دیا، ایک ایک کر کے تصاویر سب کے ہاتھوں میں گئی۔

"تم دونوں تو یہ بولو گے دوست جو ٹھہرے اپنے دوست کے دھوکے پر پردہ ڈالنا تو فرض ہے۔" عریبہ غمگیں لہجہ میں بولی۔

"شٹ آپ۔" عدیب نے جھڑکا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"دانیال کیا ہے یہ سب ؟"مہراب علی نے تصاویر دیکھیں جس میں دانیال کو عریبہ کے ساتھ دیکھ لگتا تھا کہ واقعی ان دونوں میں کچھ ہے، وہ چلائے۔

"ڈیڈ آئی سوری یہ تصویریں جھوٹی ہیں۔"دانیال ان کے ہاتھ سے تصاویر دیکھتا ہوا چلایا۔

"ہاں ڈیڈ فوٹو شاپ تو اس وقت بہت عام سی بات ہے۔"مہک بھی بولی۔

"اچھا اگر اس کو جھوٹا ٹھہراؤ گے تو میری اور دانیال کی چاٹس اور کالز ان کو کیسے جھٹلاؤ گے۔"عریبہ فوراً بولی۔

"لسن یہ اکیسوی صدی ہے یہاں سب فیک بن سکتا ہے اور تم ہوتی کون ہو میری بہن کی منگنی سپوایل کرنے والی گیٹ آؤٹ۔"علیزے نے اسے باہر کا راستہ دکھایا۔

"ایک منٹ علیزے۔"انور بخت جو کب سے خاموش تھے سنجیدگی سے بولے۔

"دانیال یہ بچی کیا کہہ رہی ہے ؟"وہ دانیال سے بولے جس نے بے بسی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا لیکن عریبہ بول اٹھی۔

"انکل یہ کیا بتائے گا میں آپ کو بتاتی ہوں دانی اور میں کب سے ساتھ ہیں ہم دونوں شادی بھی کرنا چاہتے ہیں اور ابھی کچھ گھنٹوں میں پہلے مجھے معلوم ہوا ایک دوست کے

ذریعے کہ دانیال مجھے دھوکا دے کر رایمہ سے منگی کر رہا ہے اسی رایمہ سے جس کا وہ ذکر کرتے کہتا تھا کہ وہ اسے ذرا بھی پسند نہیں ہے۔" عریبہ نے روتے ہوئے کہا۔

"نہیں رایمہ ایسا کچھ نہیں ہے تم جانتی ہو یہ جھوٹ بول رہی ہے۔" دانیال نے پلٹ کر خاموش بھیٹی رایمہ کو بولا جس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"انور یہ کیا ہو رہا ہے ہماری بچی کے ساتھ یہ لڑکا پسند کیا ہے تم نے؟" انیلا بخت انور بخت سے سختی سے بولیں جس پر انہوں نے کچھ کہنا چاہا لیکن شاہستہ بیگم بولیں۔

"ایسی بات نہیں ہے خالہ جان دانیال بہت اچھا لڑکا ہے۔"

" یہ اچھا لڑکا ہے چاچی جان یہ سب اس کے کارنامے ہیں مجھے چاچا جان کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے تھا حویلی کی کسی بیٹی کے لیے ہم اتنے اندھے ہو کر یقین نہیں رکھتے جتنا رایمہ کے لیے چاچا جان کی گواہی پر کیا ہمیں لگا کہ آپ لوگ اس لڑکے کو جانتے ہے وقت گزارا ہے آپ کو زیادہ معلوم ہو گا لیکن یہ ہماری بھول تھی۔" شاہ زیب نے دانیال کے پریشان چہرے کو خطرناک حد تک گھورتے ہوئے شاہستہ بیگم کی بات پر کہا جس پر علیزے نفی میں سر ہلاتی ہوئی جلدی سے پلٹی۔

"شاہ زیب ایسا کچھ نہیں ہے اور اگر ایسا کچھ ہوتا بھی تو ہم سے چھپا نہ ہوتا بھائی سے قریب تو دانیال کے کوئی نہیں ہے ایسا ہوتا تو بھائی پہلے ہی رایمہ کو منع کر دیتا۔"

علیزے نے عدیب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، دانیال اور مہک نے تیزی سے سر ہلایا، عریبہ نے کچھ کہنا چاہا لیکن عدیب بول اٹھا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہے زے مجھ سے زیادہ دانیال کے بارے میں کوئی نہیں جانتا اگر اس کا اس لڑکی عریبہ سے کسی بھی قسم کا تعلق ہوتا تو مجھ سے چھپا نہ ہوتا اور تم ہوتے کون ہو میری بہن کے معاملے میں بولنے والے اس کے لیے ہم کسی کو بھی پسند کرے تم اپنی ناک کیوں گھساؤ گے؟" علیزے کی بات سے رضامند ہوتے ہوئے عدیب نے تپ کر شاہ زیب سے کہا۔

"عدیب یہ مت بھولو کہ رائمہ بخت حویلی کی بیٹی ہے اور تم اپنا منہ بند رکھو تو زیادہ بہتر ہے۔" شاہ زیب نے بھی غصہ سے جواب دیا۔

"میں بھائی ہوتا ہوں".....

"بس کرو تم لوگ یہاں پر مسلہ کم چل رہا ہے جو تم دونوں نیا کھڑا کر رہے ہو؟" انور بخت نے عدیب کو روکتے ہوئے سخت لہجہ میں کہا۔ شاہ زیب اور عدیب دونوں نے ایک دوسرے کو نخوت سے دیکھ سر جھٹکا جبکہ عریبہ دلچسپی سے شاہ زیب کا جایزہ لینے لگی تھی جسے علیزے نے محسوس کیا تھا اور پھر دانیال کو دیکھا، اسے کچھ عجیب لگا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میری بات کا یقین کیجیے میرا کوئی بھی تعلق نہیں ہے اس سے۔" دانیال نے بے بسی سے چیختے ہوئے کہا۔

"کہہ لو جھوٹ مکر جاؤ تم بھی مت بھولو کہ یہ ہمارا اچھا ہوا رشتہ تھا جو تم نے مجھ سے بنایا تھا۔" عریبہ فوراً روتے ہوئے بولی۔

"کیا ڈرامہ چل رہا ہے یار؟" عدیب نے دانت پیستے ہوئے غصہ سے کہا۔

"مجھے تو لگتا ہے یہ لڑکی سچ کہہ رہی ہے۔" ماہ نور نے آنکھیں چڑھاتے ہوئے کہا جس پر اس کے برابر کھڑی عمارہ نے اچھنبے سے اسے دیکھا، وہ دانیال کی کزن ہو کر ایسا کہہ رہی تھی شاید دانیال میں واقعی کوئی برائی ہو گی مگر دانیال ایسا تو بالکل نہیں لگتا، رایمہ نے آج ہی اسے مسکراتے ہوئے دانیال کے متعلق باتوں میں بتایا تھا کہ دانیال کتنا الگ اور اچھا ہے۔

"سیریسلی یار کوئی نکالو اس کو۔" مہک بھی غرائی۔

"ریلکس مہک آپ غصہ مت کریں۔" ارمان نے سمجھداری سے مہک کو خاموش ہونے کا کہا۔ وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔

"دانیال عدیب یہ تم لوگوں کا کوئی بے ہودہ مزاق تو نہیں جو ولید کے ساتھ کیا تھا؟"

مہراب علی نے عدیب اور دانیال کو جانچتی نظروں سے دیکھ پوچھا جس پر دونوں نے یک ساتھ نفی میں سر ہلایا۔

"ماموں کے ساتھ بھی ایسا ہی بے ہودگی کی تھی ان لوگوں نے بیچارے۔" ماہ نور کوئی اپنے برابر اور کوئی نہیں ملا۔ وہ عمارہ سے تنفر سے بولی، وہ بیچاری کیا بولتی لہذا چپ رہی۔

"پاپا میں اپنا خوبصورت دن کیوں برباد کروں گا یہ عریبہ مجھے پھنسا رہی ہے شک پیدا کر رہی ہے یہ تصاویر جھوٹی ہے عریبہ بس کرو جان چھوڑدو میری اور کتنا گروگی۔" دانیال مکمل زچ ہو گیا تھا۔

"یہ منگنی نہیں ہو سکتی۔" انیلا بخت نے نیا حکم صادر کیا جس پر دانیال کے ساتھ رایمہ نے بھی حیرانگی سے انہیں دیکھتے ہوئے ردِ عمل دیا تھا۔

" صحیح کہہ رہی ہیں دادی جان بند کرو یہ سب تماشہ۔" شہاہ زیب بھی بلند آواز میں بولا۔

"کیا کر رہے ہو شاہ زیب دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟" علیزے نے اسے آنکھیں دکھائیں جس کو خاطے میں نہ لایا گیا۔

"اے تم ہوتے کون ہو نکلے یہاں سے۔" عدیب نے ہاتھ اٹھا کر سب کے سامنے انگلی سے اسے نکلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا جس پر بنا لمحہ ضایع کیے شاہ زیب کی آواز بلند ہوئی تھی۔

"مخدوم شاہ زیب فرقان بخت اور انگلی نیچے ورنہ چار باقی رہ جائیں گی۔" اس کا پشتو کا لہجہ، بھاری آواز، تنے تاثرات اور غصہ سے بھری نیلی آنکھوں نے عدیب کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ اپنی انگلی نیچے کر لے مگر کچھ اور کہنے ہی جا رہا تھا کہ زید نے عدیب مے کندھے پر ہاتھ رکھ اسے بولنے سے روکا تھا، سِلا نے بھی ڈر کر دونوں کو دیکھا تھا۔

"میں کہہ رہی ہوں نا دادی جی یہ دھوکے باز ہے آپ یہ منگنی روک ہی دیں اور مجھے انصاف دلائیں۔" عریبہ نے مسکراہٹ روکی تھی کیونکہ اسے سمجھ آگیا تھا، رایمہ کے ددھیال والے اب اس کی مدد کر سکتے ہیں۔

"عریبہ۔" دانیال غصہ سے چلایا۔

"کیا عریبہ وہ لڑکی جھوٹ کیسے کہہ سکتی ہے یہ تصاویر ثبوت ہیں۔" مہراب علی نے بھی عریبہ کی طرف داری کی جسے اسے مزید اعتماد ملا۔

"لیکن"......

"دانیال بیٹا مجھے یہ امید نہیں تھی۔" انور بخت افسوس سے بولے۔

"ڈیڈ ایسا....."علیزے عدیب نے کچھ کہنا چاہا۔

"تم لوگ تو اس کا ساتھ دو گے ہی نا اس کے ہر گناہ پر پردہ ڈالو گے آخر دوست ہو۔"

عریبہ چلاکی سے بولی، علیزے نے اسے کچا چبانے والے انداز میں گھورا۔

"اپنی اوقات میں....."اسے پہلے عدیب کچھ کہتا، رایمہ کی آواز نے سب کو اپنی جگہ جامد کر دیا۔

"بس کرو۔"وہ جو کب سے شاک میں خاموش بھیٹے سن رہی تھی اس کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔

"اب مزا آئے گا بہت بھاگ رہے تھے نا تم مجھ سے دانیال اب تمہارے منہ پر رایمہ تم سے علیحدگی کا اعلان کرے گی۔"عریبہ سینے پر بازو لپیٹتی ہوئی تمسخرانہ مسکراہٹ سے دانیال کو دیکھ بولی جو رایمہ کو حیرت سے دیکھنے لگا تھا، رایمہ چلتی ہوئی عریبہ کے عین سامنے آئی۔اس نے خود کو ڈھیلا چھوڑتے ہوئے نہایت افسردہ تاثرات بنالیے۔

"رایمہ تم ہی بتاؤ میری کیا غلط....."عریبہ کا جملہ پورا ابھی نہیں ہوا تھا جب ایک زور دار تھپڑ اس کے منہ کو سن کر گیا تھا اور سب کی ہلچل شور کو خاموش، سب حیرت سے اپنی جگہ جم گ ئے تھے۔

"یہ چیز رایمہ۔"مہک کا ردِ عمل پہلے اور فوری تھا، وہ خوشی سے اچھلی تھی۔

"کیا غلطی؟" رایمہ نے اپنے آنسوں پونچھے، عریبہ نے گال پر ہاتھ رکھ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا۔

"غلطی نہیں گناہ کرچکی ہو تم اور کررہی ہو۔" رایمہ اتنی اونچی آواز میں چلا کر بولی کہ سب ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے، آج سے پہلے رایمہ ایسے شاید ہی چلائی ہوگی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں ایک بار پھر تمہاری مکاری میں آجاؤں گی اور دانیال کو قصوروار سمجھ کر اسے ملامت کروں گی؟" دانیال نم آنکھیں مسلتے ہوئے خوشگوار حیرت سے مسکرا دیا۔

"ایک بار پھر کیا مطلب رایمہ؟" شاہستہ بیگم نے رایمہ کے لفظوں پر غور کرتے ہوئے کہا۔اس نے چہرہ موڑا نہیں دیکھا اور پھر عریبہ کو جو سکتے میں آگئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

پورے کمرے کی حالت کے ساتھ اس کی خود کی بھی حالت اجڑی ہوئی تھی، کچھ ہی دیر پہلے وہ سجی سنوری تیار تھی لیکن اب دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ کبھی تیار ہوئی نہیں تھی بلکہ اسے سنبھلنے کی ضرورت تھی۔

وہ آنکھوں سے بہتے آنسوں کو پونچھ دندناتے ہوئے اٹھ کر کمرے کا ایک جھٹکے سے دروازہ کھول باہر نکلی، ہر طرف سناٹہ چھایا ہوا تھا، وہ تیزی سے ٹیلی فون کی طرف بڑھی اور شاہ زیب کا نمبر ملایا، دوسری طرف تین بیل گئی اور چوتھی بیل پر فون کانٹ دیا گیا، اس نے حیرت سے ٹیلی فون کو دیکھا اور واپس فون کو پٹخ کر رکھتے ہوئے کمرے میں آکر جلے پاؤں کی بلی بنے چکر کاٹنے لگی کہ اچانک رک گئی، سنگھار میز کے بڑے شیشے پر نظر گئی۔ وہ چونک کر رہ گئی، وہ خود کھڑی خود پر ہنس رہی تھی۔

"کیا ہوا ماورہ ایسی حالت کیوں بنائی ہوئی ہے؟" آئینے میں اس کا عکس طنزیہ مسکراہٹ سے پوچھ رہا تھا، ماورہ چلتی ہوئی سنگھار میز کے قریب آکر آنکھیں پھیلائے دیکھی گئی۔

"کیا ہوا چپ کیوں ہے تو... تو بڑا اپنا شاہ جی کو قابو میں رکھنے والی تھی ان کو تجھ سے محبت کروانے پر مجبور کرنے والی تھی کیا ہوا اس سب منصوبوں کا دھرے کے دھرے رہ گئے؟" اس کو محسوس ہوا کہ وہ اس نے پاؤں کانٹے پر رکھ دیے ہیں، اتنی چھبن!

"بول اب خاموشی کا لبادہ کیوں اڑھی ہے کچھ وقت پہلے تک تو اعتماد تیری آنکھوں سے جھلک رہا تھا غرور سر چڑھ کر ناچ رہا تھا لیکن تو بھول گی کہ جو تو نے سمجھا ہوا تھا کہ شاہ جی تیرے ہیں وہ سب محض دروغ دیواز کا سیاہ چہرہ تھا۔" ماورہ نے کانوں پر ہاتھ رکھ آنکھیں میچ لیں۔

"اب کیا ہوا کیوں حمق تیرا دماغ ہے تیرا کیوں نہیں سمجھتی کہ شاہ جی تیرے کبھی نہیں ہو سکتے وہ اس علیزے سے محبت ".....

"نہیں۔" اور وہ آخری لمحہ تھا اس کی برداشت کا کیونکہ جیسی صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اس نے بے اختیار سنگھار میز پر رکھا گلدان اٹھا کر کھینچ کر آئینے پر مارا اور آئینے پر ایک لکیر سی آ گئی۔

"ایسی.... ایسی دراڑ میں اس چڑیل اور شاہ جی کے درمیان لاؤں گی اب بس بہت ہو گیا میں اس کو اپنے ہاتھوں سے جان سے ماردوں گی نہیں... میں میں کچھ ایسا کروں گی کہ وہ خود اپنی موت کی بھیک مانگے گی اور شاہ جی سے دور ہو جائے گی میں اب یہ بڑھتی چبھن نہیں سہہ سکتی میں اپنے شاہ جی کے اپر سمجھوتا اب مزید نہیں کر سکتی مجھے وہ چاہئیں چاہئیں چاہئیں۔" وہ اونچی آواز سے چلاتے ہوئے پہلے سے بکھرے ہوئے کمرے کو مزید تہس نہس کر رہی تھی، وہ جنون سے پاگل ہو رہی تھی، نفرت کی آگ بڑھکتی جا رہی تھی، دل جیسے جلنے کو آ رہا تھا، اس کا جی کڑھ رہا تھا، وہ پاگل ہو رہی تھی۔

ضد انسان کو اس مقام پر لے آتی ہے جہاں وہ خود کو اپنے اصل کو کہی بہت پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماورہ کے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا، جس کو وہ بار بار محبت کا نام دے رہی تھی وہ شروع میں محض پسند... پسند سے دل لگی اور دل لگی سے اب ضد بن چکی تھی، وہ فطرتاً بری نہیں تھی لیکن اس کی ضد کے حصول کا جنوں اسے برا بنا رہا تھا، جہاں اسے رکنا چاہیے تھا وہاں نہ وہ رکی نہ اسے روکا گیا لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی اب تبھی اسے سکون ملتا تھا جب تک وہ اپنے اندر کی آگ کو بجھا نہیں لیتی۔

کہی نہ کہی اس کے ساتھ بھی غلط ہوا تھا، زیادتی ہوئی تھی، قصور صرف اس کا ہی نہیں تھا کیونکہ کبھی کبھار انسان برا ہوتا نہیں وہ برا بن جاتا ہے اور اسے بنا دیا جاتا ہے جانے انجانے!

☆☆☆☆☆☆☆

"ایس.... ایسا نہیں جھوٹ بول رہی ہے یہ می... میں نے کوئی غلط فہمی نہیں ڈالی تم دونوں کے در... درمیان۔" سب کی حیران نظریں اپنی جانب دیکھ عریبہ نے سرعت سے اپنی صفائی پیش کی تھی کیونکہ رائمہ ابھی ابھی خلاصہ کر چکی تھی کہ کیسے عریبہ نے اپنی ضد کے خاطر نہ صرف دانیال کو پھنسانے کی کوشش کی بلکہ رائمہ اور دانیال کو الگ کرنے میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوئی۔

"ڈیڈ آپ جاننا چاہ رہے تھے ایسی کونسی غلط فہمی ہوئی جس کی بناء پر میں نے ولید سے شادی کرنے کی ہامی بھری تو یہ وجہ تھی یہ لڑکی وجہ تھی جس نے اپنی ضد کو محبت کا نام دے کر دانیال کی زندگی بری طرح اس پر ہی تنگ کر دی ہے۔" رایمہ نے عریبہ کو ہی دیکھ انور بخت ک مخاطب کرتے ہوئے کہا، شاہستہ بیگم نے حیرت کے مارے منہ ہر ہاتھ رکھ لیا، دانیال تیزی سے سر ہلا یا وہ پریشانی میں بھی رایمہ کا ساتھ دیکھ خوشی مسکرادیا تھا۔

"اومائے گاڈ یہ لڑکی اتنا گرگئی تھی۔" علیزے نے آنکھیں پھیلائے عریبہ کو اپر سے نیچے تک دیکھا۔

"میں....." عریبہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"بس کرو عریبہ بس کرو اور کتنا گرو گی کتنی جھوٹی صفایاں دو گی مت کب تک بھاگو گی رک جاؤ سنبھل جاؤ اسے پہلے کچھ برا ہو جائے۔" رایمہ نے تنک کر کہا، عریبہ گھبرا کر چپ ہو گئی، عمارہ نے سوالیہ نظروں سے سِلا کی جانب دیکھا جو مہک کے کندھے پر ہاتھ رکھ خود حیرت سے تماشہ دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں ذرا بھی احساس نہیں ہے کہ اپنی ضد کے خاطر تم کتنا آگے نکل آئی ہو کیوں آخر کیوں اسیلیے کہ تمہیں دانیال چاہیے جاؤ دیا تمہیں دانیال لیکن تم لکھ کر رکھ لو تم

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

کبھی خوش نہیں رہ پاؤ گی یہ جو تم محبت محبت کا ڈھونگ رچتی پھرتی ہونا ایک بات جان لو محبت میں چھینا چھپٹی نہیں ہوتی نہ ہی محبوب پر حق جما کر اسے اپنا بنایا جاتا ہے زور زبردستی نہیں... بالکل نہیں محبت میں محوب کو جیتا جاتا ہے کچھ قدم پیچھے لے کر اس کی خوشی کے خاطر اسے بھول جایا جاتا ہے یہ تمہاری ضد ہے اور کچھ نہیں اپنی آنکھیں کھولو اور دھیان دو کہ تم کیا کر رہی ہو۔" عریبہ یکدم چپ اسے دیکھتی گئ۔

"ہنہہ یہ نہیں سمجھے گی۔" مہک نے دانت پیستے ہوئے عریبہ کو گھورا، ارمان مسلسل اسے خاموش کروا رہا تھا ورنہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا عریبہ کو جان سے مار دے۔

"وہ تو شکر کرو دانیال ایک اچھا انسان ہے شریف ہے اس کی تربیت اچھی ہے ورنہ اب تک تم نے جتنی زندگی حرام کی ہے نا اس کی کوئ اور لڑکا ہوتا تو تم سے جان چڑھانے یا بدلہ لینے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا جو تم خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی۔"

عریب کو اچانک احساس ہوا، رایمہ کی باتوں میں اسے سچائ لگی۔

"امی جان اس لڑکی نے اتنا کچھ کیا۔" عمارہ نے حیرت سے سلماں بخت سے کہا۔ انہوں نے بھی افسوس سے سر ہلایا پھر ماہ نور کو دیکھا جو کچھ دیر پہلے لقمے دے رہی تھی جو خود اِدھر ادھر نظریں کر گئ تھی۔

"پتہ نہیں ایسی لڑکیوں کے ماں باپ کہاں ہوتے ہیں۔" سلماں بخت کچھ غصہ سے بولیں۔

"آیم سوری رایمہ مجھے احساس ہو گیا ہے۔" عریبہ توقف کے بعد بولی۔

"معافی مجھ سے نہیں دانیال سے مانگو کیونکہ ذہنی ٹارچر تم نے اسے کیا ہے۔"

"آیم سوری دانیال۔" وہ دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اسے پہلے دانیال کوئی ردِ عمل دیتا علیزے تیزی سے آئی اور عریبہ کا بازو پکڑ کر اسے دھکیلتے ہوئے باہر لے جانے لگی۔

"بہت ہو گیا یہ ڈرامہ نکلو یہاں سے دفع ہو۔"

"علیزے رکو۔" رایمہ جلدی سے بولی۔

"علیزے بیٹا رک جاؤ۔" شاہستہ بیگم نے بھی کہا۔

" صحیح کر رہی ہے زے۔" مہک نے تاید کی۔

"علیزے سمجھ نہیں آ رہا رکو۔" انور بخت آگے بڑھے اور سنجیدگی سے کہا، علیزے وہی رک گئی، عریبہ شرمندگی سے سر جھکائے اس کے ساتھ کھچتی چلی جا رہی تھی۔

"واٹ ڈیڈ یہ میری بہن کی خوشیاں سپوایل کر رہی ہے۔" علیزے نے رک کر انور بخت کو دیکھ غصہ سے کہا۔

"وہ معافی مانگ رہی ہے نا اب جب اسے احساس ہو گیا ہے تو تم کیوں بد تمیزی کر رہی ہو۔" انور بخت نے کہا، علیزے نے بھنویں جوڑیں انہیں گھورا اور پھر عریبہ کو جھٹکتی ہوئی واپس شاہ زیب کے پہلو میں آ کر کھڑی ہو گئی جواب بے زاریت سے تماشہ دیکھنے لگ تھا پھر عریبہ نے دانیال، رایمہ اور سب بڑوں سے معافی مانگی جس کو قبول بھی کر لیا گیا اور وہ حیران تب ہوئی جب دانیال نے آسانی سے معاف کر دیا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اب منگنی سکون سے ہو جائے جس پر سب ہنسے تھے اور پھر عریبہ کا قصہ دانیال کی زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا کیونکہ عریبہ کو اپنی ضد کا احساس ہو گیا تھا شاید رایمہ کے الفاظ اتنے پر اثر تھے کہ عریبہ کو فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا، جب وہ گئی تو واپس منگنی اور مہندی کی تقریب شروع ہوئی، انور بخت اور مہراب علی نے ارمان اور اس کے گھر والوں سے معزرت کی اور خاص کر انور بخت نے انیلا بخت سے معزرت کرتے ہوئے ان کو کہا کہ وہ مان جائے دانیال اور رایمہ کے لیے انہوں نے ایک نظر اپنے پوتے شاہ زیب کو دیکھا جو ہر تاثرات سے عاری تھا پھر اپنی دونوں بہوں کو دیکھا جنہوں سر اثبات میں ہلاتے ہوئے جیسے اشارہ کیا کہ وہ مان جائے اور وہ مان گئی، دانیال کے گلے میں پھنسا کانٹا نکلا اور خوشی خوشی ان دونوں کی منگنی کی تقریب طے پائی اور پھر مہک کی رسموات ہو کر مہندی بھی ختم ہونے لگی مگر اسے پہلے عدیب زید

نے ماحول کا تناؤ دیکھ ڈانس فلور کی طرف سب کو متوجہ کیا اور سب دوستوں اور کزن کے ساتھ مل کر خوب ہلا گلا مچایا۔

شاہ زیب جو رسموات کے دوران ایک ضروری کال لینے سائیڈ پر گیا تھا جب واپس آکر ڈانس فلور کی طرف ہجوم میں علیزے اور رافع کو علیزے کے نہ نہ کرنے پر بھی اس کو ڈانس کرنے کے اسرار کرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے مٹھایں بھینچ لیں کیونکہ وہ پہلے بھی اسی شکل کے نوجوان کو علیزے کے ساتھ ڈانس کرتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔

وہ اپنا غصہ قابو کر جاتا اگر علیزے بھری محفل میں سب کے ہمرہ ڈانس کرنا نہ شروع کر دیتی اور سب کی توجہ کا مرکز نہ بنتی، رنگ برنگی بتیاں بند کھل ہو رہی تھی، دھواں کے ساتھ مصنوعی آگ بھی بڑھکنے لگی تھی، لاؤڈ میوزک پر سب کے پیر تھرتھرا رہے تھے، ایک اتر نگ سماع بند چکا تھا۔

"اے.... اے کون ہو؟" یکلخت کوئی علیزے کا بازو پکڑ کر اسے ڈانس فلور سے نیچے اتار کر گھسیٹ کر گھر میں لے جانا لگا تو رافع چونک کر چلایا مگر کسی کا دھیان نہ گیا، رافع تیزی سے علیزے کے پیچھے بھاگا جو کھیچتی ہوئی مزاحمت کیے شاہ زیب کے ساتھ گھر کی طرف جا رہی تھی مگر وہ کانوں کو بند کیے سختی سے اس کا بازو پکڑے بے حد غصہ میں اسے گھر کے اندر لے گیا پیچھے رافع بھی چلاتا ہوا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"مہمان آکر بھی کب کے چلے گ ئے ہیں افشاں تو نے اب تک کمرے سے ٹرے نہیں اٹھائ بولا تھانا میں نے؟"لیلیٰ نے ناخن چباتی کرسی پر بھیٹی ہوئ افشاں سے پوچھا مگر وہ اپنے خیالوں میں گم تھی۔

"اوئے افشاں میں تجھ سے بات کر رہی ہوں۔"لیلیٰ نے اس کا کندھا ہلایا۔ وہ چونکی۔

"جی لیلیٰ باجی؟"وہ جلدی سے کرسی سے اٹھی۔

"کمرہ کیوں نہیں سمیٹا اب تک سموسوں اور جلیبیوں کی پلیٹیں رکھی ہیں۔"

"جی ابھی کر دیتی ہوں۔"وہ جانے لگی کہ لیلیٰ نے اسے کندھے سے واپس پیچھے لیا۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں بس ماورہ کی تھوڑی فکر ہو رہی تھی۔"وہ آہستگی سے بولی۔

"ہاں ذرا بتا تو مجھے یہ کیا ہو گیا ہے ماورہ کو وہ کیوں اس طرح کا برتاؤ کر رہی ہے شکر کر آج والی بات میں نے اماں کو نہیں بتائ ورنہ تجھے پتا ہے پھر وہ کتنا پریشان ہوتیں۔"لیلیٰ نے کرسی پر بھیٹ پوچھتے ہوئے ساتھ بتایا بھی۔

"بس پتانہیں وہ بہت نازک دل کی ہے چھوٹے بابا بتائے بغیر شہر چلے گ ئے ناتو اسیلیے.... "اب افشاں لیلیٰ کو کیا بتاتی کہ ماورہ کس قدر جنونی ہے شاہ زیب کو لے کر۔

"ایں اتنی سی بات پر کون ہوتا ہے۔" لیلیٰ کو سخت حیرانی ہوئ۔

"آپ کی شادی ہو گی ناتب آپ کو معلوم ہو گا۔" اس کا دھیان بھٹکاتے ہوئے افشاں نے شادی کا ذکر کیا۔ وہ شرما دی۔

"ہاں صحیض کہہ رہی ہے تو ہائے تجھے پتا میری مستقبل کی ساس مجھے ایسے گھور گھور کر دیکھ رہی تھی دل میں سوچ رہی ہو نگی کیا بہو پائ ہے مطلب پاؤں گی میرے تو باگھ ہی کھل گ ئے۔" وہ اپنی ہانکنے لگی، افشاں زبردستی مسکرائ۔

"اف تو نے بھی کیا باتوں میں لگا دیا میں ثمن کے لیے دودھ لینے آئ تھی بیچاری رات بھر پڑھتی ہے اور صبح اس کا امتحان بھی ہے اور ذرا میں عمارہ کو بھی کال کر کے پوچھا کیا چل رہا ہے فل دھما کے مستیاں چل رہی ہو گی۔" لیلیٰ اپنی عادت کے مطابق بولتے بولتے دودھ گرم کرنے کے لیے پتیلی چڑھانے لگی اور افشاں نے موقع دیکھ جلدی سے وہاں سے فرار پائ جبکہ پیچھے لیلیٰ اب تک بول رہی تھی۔

افشاں نے باورچی خانے سے نکل کر سیدھا شاہ زیب کے کمرے کا رخ کیا جو ماورہ کا بھی تھا۔

"ماورہ؟" کمرے کا دروازہ ادھ کھلا دیکھ وہ اندر آئی۔ سامنے خاموشی سے ماورہ کو بیڈ پر بھیٹا پایا جو آنکھیں موندے اپنا سر دھیرے دھیرے پیچھے دیوار پر مار رہی تھیں۔

"ماورہ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟" افشاں نے کمرے کو دیکھ کانوں کو ہاتھ لگا دیے تھے۔

"ماورہ کیا ہو گیا ہے تجھے تو کیا اتنا پاگل ہوتی جا رہی ہے؟" وہ رستے میں آئی گری پڑی الٹی پلٹی چیزوں کو ایک طرف کرتی ہوئی ماورہ کے پاس آ کر بولی مگر وہ ویسی خاموشی سے اپنا عمل جاری رکھے رہی۔

"ماورہ تو سن رہی ہے نا؟" افشاں اس کے پاس بھیٹ اس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی۔ ماورہ نے آنکھیں کھول اسے دیکھا۔

"ماورہ کیا ہو گیا ہے تجھے آنکھوں کا حال دیکھ کیوں اتنا روئی تو؟" افشاں نے فکرمندی سے کہا ساتھ غصہ بھی آیا۔

"شاہ جی افشاں۔" ماورہ بہت ہلکے سے بولی اتنا ہلکے کہ صرف اس کے لب ہلتے ہوئے افشاں کو دکھے۔

"چھوٹے بابا صرف شہر ہی تو گ ئے ہیں اور کل پرسوں میں ان کی واپسی ہو جائے گی تیزی زندگی سے تھوڑی گ ئے ہیں کیوں خود کو تکلیف دے رہی ہے؟" افشاں نے اس کے گال پر ہاتھ رکھ پچکارتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"زندگی سے بھی چلے گ ئے اس نے چھین لیا۔" وہ پھر سے بڑبڑائی۔

"نہیں کسی نے نہیں چھینا تیرے شاہ جی کو تجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا تیرے اوران کے مابین ایک مضبوط رشتہ ہے جو کوئی ختم نہیں کر سکتا۔" افشاں نے اسے حقیقت سے آشنا کیا۔

"کاغذ کا رشتہ ہے دل کا رشتہ نہیں۔" وہ انکاری تھی۔

"ماورہ دیکھ نکاح کے جو تین بول ہوتے ہیں نا اس میں بڑی طاقت ہوتی ہے میاں بیوی کے دل میں اللہ ایک دوسرے کے لیے محبت لازمی ڈالتا ہے تو دیکھنا چھوٹے بابا تجھ سے بے انتاہ محبت کریں گے۔" وہ اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالتی مسکراتے ہوئے بولی، ماورہ نے ہاتھ پیچھے لیتے نفی میں سر ہلایا۔

"ایسے تو یہی رشتہ ان دونوں کے مابین بھی ہے جب ہی تو وہ علیزے محبت کرنے لگی کل تک تو نفرت کرتی تھی بہانے ڈھونڈتی تھی اس رشتے سے آزادی اور شاہ جی کی دسترس سے نکلنے کے لیے مگر اب... اب وہ نہ صرف شاہ جی کو اپنا چکی ہے بلکہ پوری حویلی میں بہو کی حیثیت لے چکی ہے میرے مقام پر آنا چاہتی ہے وہ مقام جس کا خواب میں نے دیکھا اس انسان کو چھیننا چاہتی ہے جس پر صرف ماورہ کا حق ہے اس کے شاہ جی۔" وہ کہتے کہتے کھڑی ہو گئی اور ادھر سے ادھر چکر کاٹتے اپنی ہی دھن میں بولتی

گئ،افشاں اسے دیکھتی رہ گئ،وہ کہاں جارہی تھی؟ماورہ کیا کررہی تھی خود کے ساتھ؟ وہ کیوں یہ سب سوچ رہی تھی؟

"ماورہ تو چھوٹے بابا آئے ناان سے بات کرناان سے پوچھنا کہ کیا تیرا مقام کوئ چھین سکتا ہے کیا تجھ سے کوئ ان کو چھین سکتا پھر دیکھنا تو چھوٹے بابا تجھے کیا جواب دیتے ہیں اب وہ ہی تجھے یقین دہانی کروائیں گے کہ ماورہ کے شاہ جی کو ماورہ سے کوئ نہیں چھین سکتا سمجھی؟"وہ اٹھ کر اس کے دونوں بازو تھامتی ہوئی نرمی سے بولی اور اس کے گلے لگ گئ جبکہ ماورہ ویسی ہنوز کھڑی جانے کیا سوچ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"چھوڑو مجھے شاہ زیب چھوڑو کیا کررہے ہو۔"وہ مسلسل اپنا بازو چھڑاتی ہوئی چلارہی تھی،شاہ زیب نے گھر کے اندر جا کر اس کو چھوڑ۔وہ گرتے گرتے بچی اور غصہ سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو لمحے بھر کو وہ چونکی،اس کی نیلی آنکھیں سرخ ہورہی تھیں،رگیں تنی ہوئ تھی اور وہ علیزے کو خطرناک حد تک گھور رہا تھا۔

"یہ کیا بے ہودگی تھی باہر؟"جب وہ بولا تو آواز میں کافی ٹھہراؤ تھا مگر نیلی آنکھوں میں جیسے طوفان سا اٹھ رہا تھا۔

"کیا مطلب ہے ؟"علیزے کے تلوؤں سے لگی اور سر پر بجھی، وہ اونچی آواز میں دانت پر دانت جمائے چلائی۔

"اے ہیلو کون ہو تم تمیز نہیں ہے تمہیں ہاؤ ڈیر یو کیسے تم نے علیزے کا ہاتھ اتنی بے دردی سے پکڑا علیزے یو آل رایٹ ؟"اسے پہلے شاہ زیب اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ طے کرتا اس کو کچھ سختی سے کہتا رافع کی آواز پر وہ دونوں چونکے تھے، علیزے لاکھ غصہ میں ہی سہی مگر اس وقت رافع کو آنکھیں دکھا کر خاموش ہونے کے لیے کہنے لگی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ غلط شخص سے غلط وقت پر انتہائی غلط سوال کر رہا تھا۔

"شاہ زیب نہی....."اور وہی ہوا جس کا ڈر تھا اگلا ایک پل بھی بنا ضایع کیے شاہ زیب نے ایک کھینچ کر تھپڑ رافع کے گال پر مارا تھا جسے اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے، فولادی ہاتھ نے جب اس کے گال کو چھوا تو وہ سرخ پڑ گئے اور وہ بے اختیار کراہ کر کچھ قدم پیچھے ہوا اور آنکھیں پھاڑتے ہوئے اسے دیکھا جو اب بڑے سکون سے کھڑا تھا جیسے اس کے دل میں ٹھنڈک پہنچ گئی ہو، اس لڑکے سے اسے ویسے ہی خار تھی اور اس کے سوال نے تو شاہ زیب کا آپا ہی کھو دیا تھا۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علیزے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے بری طرح حیرت سے کھڑی کبھی شاہ زیب کو دیکھ رہی تھی کبھی رافع کو جو جانے کتنی زور سے تھپڑ کھا چکا تھا کہ خون کی کچھ بوندیں اس کے ناک نمودار ہوئی تھیں۔

"واٹ دا ہیل یو باسٹ ....." کان جب ایک ہی آواز میں بجنا بند ہوئے تھے تو وہ ہوش میں آیا اور شاہ زیب پر لپکنا چاہا لیکن بجلی کی تیز رفتار سے علیزے بیچ میں آگئی اور رافع کو روک لیا۔

"رافع پل.... پلیز آیم.... آیم سوری تم پلیز..." وہ پریشان ہوئے اسے شاہ زیب کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ روکتے ہوئے بولی مگر شاہ زیب سکون سے سینے پر باز و لپیٹے اسے اپنی طرف تلملاتے ہوئے آتا دیکھ رہا تھا اور وہ جانتا تھا کہ دوسرا تھپڑ وہ پھر کھائے گا اور اب کی بار سیدھا فرش پر منہ کے بل گرے گا۔

"یہ کون ہے؟" رافع بری طرح غصہ سے چلایا۔

"یہ... میں...." ماحول میں تناؤ اتنا بڑھ گیا کہ علیزے کو اپنے پیروں سے جان جاتی ہوئی محسوس ہوئی، وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کچھ بولنے سے قاصر ہو گئی تھی جب بھاری آواز آئی۔

"شوہر ہوں اس کا کوئی پریشانی؟" یہ بھی شاہ زیب ہی تھا جو سنجیدگی سے بولا تھا، علیزے کو یکدم شرمندگی نے آن گھیرا۔

"واٹ؟" رافع نے بے حد شاک کی کیفیت میں اس کے اور شاہ زیب کے درمیان بنی دیوار کی طرح کھڑی علیزے کو دیکھا تو وہ نظریں چرا گئی۔

"یہ..... اومائے گاڈ یہ جاہل گوار یہ اومائے گاڈ علیزے یور لائف از اوور۔" وہ جس طریقے سے بولا علیزے نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کو دیکھا، شاہ زیب نے علیزے کا بازو نرمی سے پکڑ کر اس کو ایک طرف کیا جو سن بنا کچھ چوں چرا کیے سائیڈ ہو گئی اور پھر وہ رافع کے نزدیق آیا، رافع دو قدم پیچھے ہوا تھا۔

"میری بیوی کے ساتھ جو تم باہر ناچ رہے تھے نا آیندہ یہ بے ہودگی کی تو ابھی صرف ہلکا سا تھپڑ پڑا ہے آیندہ سیدھا جبڑے توڑ دوں گا۔" وہ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیے تنبیہہ کرتے ہوئے آہستگی سے بولا، رافع کی سٹی گم ہو چکی تھی۔

"دی... دیکھ لوں گا تجھے وہ تو صر.... صرف علیزے کی وجہ".....

"میری بیوی کا نام بھی زبان پر نہ آئے۔" وہ پھر دھاڑتا اس کے قریب آیا اور وہ اپنا جملہ چھوڑ یکدم پیچھے ہوا اور علیزے کو دیکھا جو فرش کو گھورتی ہوئی اس صورتحال میں بھی جانے کہاں گم ہو گئی تھی، چہرہ بے تاثر تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"چیپ گھٹیا گوار اجڈ۔" وہ قدم پیچھے لیتے ہوئے ساتھ ساتھ بولتا گیا اور جلدی سے باہر کی جانب بڑھ گیا، اس کی بزدلی پر شاہ زیب تمسخرانہ مسکرایا اور علیزے کی طبیعت درست کرنے پیچھے پلٹا مگر حیران ہوا علیزے کہی نہ تھی۔

اس نے غصہ سے نظریں ارد گرد دوڑائیں۔ اسے کمرے کی طرف جاتا پایا، وہ پیچھے گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

دو منٹ چالیس سیکنڈ کی ویڈیو چل کر بند ہو چکی تھی لیکن وہ آدھے گھنٹے سے وہی جما بے یقینی سے بھیٹا اپنی آنکھوں کی روشنی اور کانوں کی سماعتوں پر بھروسہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا، ابھی جو ویٹسن نے سنا، دیکھا کیا وہ سچ تھا؟ چلو دیکھا تو دیکھا لیکن جو HN کے منہ سے سنا کیا وہ سچ تھا؟ یعنی جس HN کے بارے میں وہ کتنے وقت تک سوچتا آرہا تھا کہ وہ HN آخر کون ہے کیا مقصد ہے کیوں قید کیا ہوا ہے آج جب HN کی حقیقت سامنے آئی تو وہ چاہ رہا تھا کہ یہ کوئی خواب ہو اور وہ اس برے خواب سے جاگ جائے۔

کیا HN کے چہرے کے پیچھے اور کوئی نہیں بلکہ.....وہ یکدم کھڑا ہو گیا تھا،اس کا سر جو پٹھٹتا تھا یہی سوچ سوچ کر کہ HN کون ہے جب آج معلوم ہوا کہ HN کون تو یہ سچائی کو وہ تسلیم کرنے سے انکاری تھا۔

"ایسا....ایسا نہیں ہو سکتا۔" اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی آنکھوں سے پانی گر رہا تھا، کیا وہ رو رہا تھا؟ وہ ششدرہ کھڑا بے یقینی کی اس کیفیت میں تھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسوں آرہے تھے۔

اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا ہو گا کہ HN یہ انسان ہو سکتا ہے.....یہ انسان جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا جو اس قدر گرے گا....اس کے ساتھ حادثہ کروائے گا جسے اس کی جان بھی جا سکتی تھی،اسے کئی مہینوں تک قید میں رکھے گا جسے وہ پاگل بھی ہو سکتا،وہ اتنی بڑی پلاٹ بلیننگ کرے گا،اتنا بڑا اور خطرناک کھیل کھیلے گا صرف اپنے مطلب کے لیے،اپنے بدلے کے لیے؟

"کیوں کیوں کیوں؟" اس نے واپس بھیٹ زوردار مکہ میز پر مارا تھا۔

"اگ....اگر لیزا کو پت....پتا چلا تو وہ بکھر جائے گی۔" اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا تھا،وہ مضبوط تھا اسیلیے س بھل لیا تھا لیکن جب اس علیزے انور کو معلوم

ہو گا کہ کسی ایسے انسان نے اس خطرناک کھیل میں اس کی زندگی بھی تباہ کی ہے جو اسے بہت قریب ہے تو وہ واقعی میں دل برداشتہ ہو جائے گی، اسے علیزے کا ڈر لگنے لگا تھا۔

"یہ اچھا نہیں کیا تم نے؟" وہ منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بند سیاہ سکرین کو دیکھتے غصہ، غم، بے بسی کی کیفیت سے بڑبڑایا تھا، کیا سمجھا تھا اور کیا ہوا! اسے اب یہ دو حرف H اور N کا بھی مطلب سمجھ آگیا تھا، وہ کتنا پاگل تھا اسے معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہ دو حرف صاف ہنٹ تھے اس شخص کی جو.... ویٹسن نے اپنا سر جھٹکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کافی؟" وہ بیرونی گیٹ کے پاس ماربل کی کل تین سیڑھیوں میں سے دوسری سیڑھی پر بھیٹی دونوں گھٹنے خود سے لگائے دھیرے دھیرے جھولتی ہوئی اپنے الٹے ہاتھ کی تیسری انگلی میں چمکتی ہوئی قیمتی انگھوٹی دیکھ رہی تھی اور ہونٹوں پر دھیمی مسکراہٹ بھی تھی جب دانیال دو گرم گرم کافی کے کپ لے کر آیا اور ایک اس کی طرف مسکراتے ہوئے بڑھائی، رائمہ جلدی سے سیدھی ہو کر بھیٹی اور جھجھکتے ہوئے ایک کپ اس کے ہاتھ سے لے کر نیچے زمین پر رکھ دیا اور ایک نرم مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔

"اچھی لگ رہی ہیں نا؟" دانیال نے اپنا الٹا ہاتھ آگے کیا اور رایمہ کے ہاتھ سے ملاتے ہوئے دونوں انگھوٹیاں دیکھ کہا۔ رایمہ نے بھی دیکھا۔

"ہوں۔" وہ شرمائی شرمائی سی بولی، دانیال تو آج ساتوے آسمان پر تھا۔

"کافی تم نے بنائی ہے؟" کپ کو لبوں سے لگاتے کے ساتھ ہی رایمہ نے پوچھا۔ اس نے جوش سے سر ہلایا۔

"اچھی ہے۔" دانیال مسکرا دیا، مختصر سی گفتگو بھی ایک خوبصورت رنگ بکھیر رہی تھی۔

"رایمہ؟" دانیال نے اپنا کپ ایک طرف رکھ اسے پکارا۔ اس نے گھونٹ بھرتے بھنویں اچکائے اسے دیکھا۔

"آج کے لیے شکریہ۔" اس کے لہجہ میں تشکر تھا۔

"کیوں؟" رایمہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"تم نے مجھ پر یقین کیا میرے لیے اتنا اچھا کہا عریبہ کو احساس ہو کہ وہ غلط تھی صرف تمہاری وجہ سے ورنہ اب تک میں نے کتنی کوششیں کی تھیں مگر وہ کبھی نہیں سدھری تھی۔" رایمہ ہنس دی۔

"کیا ہوا؟" اس کے جوابی ہنسنے پر وہ حیران سا اسے دیکھنے لگا۔

"کچھ نہیں بس تم مجھے بے وقوف لگ رہے ہو۔" دانیال جو سمجھ رہا تھا کوئی بڑا ہی خوبصورت جملہ آئے گا، اس کے بے وقووف کہنے پر اچھنبے سے اسے دیکھنے لگا۔

"واٹ ؟"

"ہاں کیونکہ تم یہ نہیں سمجھ سکے کہ محبت کا ٹھیکا صرف تم نے نہیں اٹھار کھا یہ دوطرفہ ہے جب ہی میں اس وقت تمہارے نام سے منصوب ہوں۔" کپ کو اٹھاتی ہوئی وہ خود کھڑی ہوئی اور بڑی سادگی سے کہتی پلٹ گئی جبکہ دانیال وہی جم گیا، کیا رایمہ نے اظہارِ محبت کیا تھا؟

"رایمہ ؟" اس نے تیزی سے پہلو بدلتے ہوئے اسے پکارا۔ رایمہ اندر جاتے ہوئے رکی اور چہرہ موڑا اسے دیکھا۔

"جو تم نے ابھی کہا وہ" .....

"وہ سچ ہے محبت دوطرفہ ہے اور رہے گی ڈیر منگیتر۔" وہ مسکراتی ہوئی کہتی اندر بھاگ گئی جبکہ وہ منہ کھولے کب تک وہی بھیٹا اس جگہ کو دیکھتا رہا جہاں سے وہ گئی تھی اور پھر لمحوں میں اس کے چہرے پر پھوٹتی خوشی کے کئی رنگ اور دلکش مسکراہٹ نے جگہ لی تھی، بلاآخر دانیال۔ اور رایمہ مل گئے تھے، کچھ پریشانیوں کے بعد، یہ سمجھنے کے بعد

کہ کبھی نہیں ایک ہو سکیں گے وہ ایک ہو گئے تھے، بس کچھ امتحان تھے جن میں انہیں پورا اترنا تھا اور وہ اتر گئے تھے، دیر سے سہی سب ٹھیک ہو گیا تھا۔

"او پس۔"خوشی میں پاگل ہوتے ہوئے اس نے کافی کا ایک بڑا گھونٹ بھر لیا تھا اور گرم کافی ہونے کے باوجود اس کی زبان جل گئی تھی مگر پھر بھی وہ مسکرا دیا کیونکہ آج کوئی اسے اداس نہیں کر سکتا، درد نہیں دے سکتا کیونکہ آج وہ سب سے زیادہ خوش تھا، اس نے جو چاہا تھا اسے مل گیا تھا، محبت کی تھی وہ مل گئی تھی، وہ ان خوشنصیبوں میں سے تھا جسے اس کی محبت مل گئی تھی مگر یہ خوش نصیبی ہر کسی کے نصیب میں کہاں ہوتی ہے؟ یہ کہانی کے کچھ اور کرداروں کو اچھی طرح معلوم تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"امی جان آرام کر رہی ہیں؟"شاہستہ بیگم کمرے میں داخل ہوئی۔انور بخت نے چھوٹتے ہی فکرمندی سے پوچھا جس پر انہوں نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔

"جی عمارہ ساتھ ہی ہے نے فکر رہیں یہاں ان کو کسی بھی چیز کی کمی محسوس نہیں ہو گی مہراب بھائی نے بھی مجھے ابھی خاص کہا کہ مہمانوں کو کسی تکلیف کا سامنا نہ ہو۔"

شاہستہ بیگم بستر کی چادر جھاڑتی ہوئی بولی، انور بخت نے آنکھوں سے عینک نکالتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"بالکل درست بات ہے پہلی دفع آئیں ہیں سب۔" شاہستہ بیگم نے جواب میں کچھ نہیں کہا بلکہ وہ کچھ سوچتے ہوئے مسکراتی ہوئی بھیٹ گئی۔

"کیا ہوا شاہستہ؟" انور بخت نے انہیں کھویا ہوا پائے پوچھا۔

"مجھے آج بہت خوشی ہورہی ہے کہ ہم اپنی ایک اور بیٹی کے زمے داری سے نپٹ گئے ہماری علیزے کو تو شاہ زیب کا بہترین ساتھ ملا ہوا ہے رایمہ کو بھی دانیال بیٹے کا ساتھ مل گیا اب صرف یوجنا بچی ہے اور وہ ابھی چھوٹی ہے اس کے وقت میں اس کی بہنیں ہوں گی بھائی ہوگا اس کی کوئی فکر نہیں مجھے۔" انور بخت نے تاید کی۔

"بالکل ٹھیک کہا ہم نے اپنے سارے بچوں کے فرض سے سبکوش ہوگئے ہیں سب خوش ہیں اور خوش رہیں بس میری اتنی دعا ہے کہ ہمارے بچوں کی زندگی میں کوئی پریشانی نہ آئے۔"

"اور ان کی جوڑی ہمیشہ سلامت رہیں۔" شاہستہ بیگم نے مزید کہا۔ انور بخت نے بلند آواز میں "آمین" کہا۔

''آج کتنا کچھ ہوا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے سب ٹھیک ہو گیا۔'' وہ ہاتھوں سے چوڑیاں اتارتی ہوئی بولیں۔

''عدیب ادھر آؤ۔'' دروازہ کھلا ہونے کے باعث سامنے سے عدیب کو گزرتے ہوئے انور بخت نے اونچی آواز لگائے اسے پکارا۔ وہ جو بلا آخر سب کچھ نپٹا کر تھکا ہوا کمرے میں جا رہا تھا ماں باپ کے پاس چلا آیا۔

''جی کہیے؟'' اس کی آواز بوجھل لگ رہی تھی۔

''طبیعت ٹھیک ہے عدیب؟'' شائستہ بیگم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''جی بس تھکان ہے۔'' وہ آنکھیں مسلتا ہوا بولا۔

''تم نے تمہارے حصے میں آئی جائیداد کے پیسوں کا کیا کیا ہے بینک میں محفوظ ہے ناوہ اب تک؟'' انور بخت نے سنجیدگی سے پوچھا۔ عدیب چونکا۔

''وہ... وہ ڈیڈ آپ فکر نہ کریں محفوظ ہے۔'' وہ بس اتنا ہی بولا، اس نے نہیں بتایا کہ اس نے اپنے ایک سڈنی کے دوست کو آدھی رقم دی ہوئی ہے بزنس کے سلسلے میں وہ چاہتا تھا کہ سب کو ایک ہی بار بتائے جب یہاں سے واپس سڈنی جائے تو بزنس سیٹ ہوا ہوتا کہ وہ پہلی فرصت میں سِلا کو طلاق دے کر جنت کا رشتہ مانگنے اس کی ماں کے پاس جائے کیونکہ جنت ہمیشہ یہی کہتی تھی کہ ابھی وہ قابل نہیں اپنے پیروں پر کھڑا نہیں

اس کی ماں اسے شاید قبول نہ کرے اسیلیے اس نے حویلی سے شہر آتے ہوئے سارہ انتظام اور آگے کی پلیننگ کرلی تھی۔

"خیال رکھنا عدیب بہت بڑی رقم ہے ناک کٹوا کر تم نے بھائی جان سے لے تو لی لیکن اب مزید کچھ ایسا نہ کرنا کہ میرا سر اور جھک جائے۔" وہ کچھ غصہ سے بولے، شاہستہ بیگم نے دھیرے سے ان کا نام پکارتے ہوئے عدیب کو دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات بگڑ گ ئے تھے۔

"میرا حق تھا میں آپ کے لاڈلے بھتیجے شاہ زیب کی طرح نہیں بننا چاہتا تھا کہ اپنی ساری زندگی گوار بن کر گاؤں میں گزاردوں بزنس سٹارٹ کرنا تھا مجھے۔" وہ فوراً تیز لہجے میں بولا۔

"عدیب بیٹا ایسے بات کرتے ہیں ڈیڈ سے؟" شاہستہ بیگم نے اسے گھوری دی۔

"چھوڑدو شاہستہ اس کو بڑوں چھوٹوں کی تمیز نہیں ہے دیکھا نہیں تم نے آج سب کے سامنے اپنے بڑے بھائی اپنے بہنوئی سے کس قدر بد تمیزی کر رہا تھا وہ تو شکر ہے شاہ زیب نے برداشت کیا ورنہ میں جانتا ہوں اس کو وہ ایسی بدتہزیبیاں برداشت ہر گز نہیں کرتا۔" وہ آج عدیب اور شاہ زیب کی لڑائی یاد کرتے ہوئے غصہ سے بولے۔

"آپ کیا چاہتے ہیں آپ کے بھتیجے میرے سو کالڈ زبردستی کے بہنوئی سے عزت سے پیش آؤں ایک بات یاد رکھیں ڈیڈ وہ برداشت کرے یا نہ کرے میری طرف سے اسے ہی ایسی ہی باتیں سننے کے ملیں گی کیونکہ وہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھایا پتہ نہیں میری بہن کیسے رہتی ہے اس کے ساتھ۔" وہ بدتمیزی سے بولتا ہوا الٹے پاؤں مڑ گیا۔

"دیکھا تم نے شائستہ یہ اپنی تربیعت سب کچھ انگریز ملک میں رہ کر بھول چکا ہے نہ باپ سے مخاطب ہونے کی تمیز ہے نہ کوئی ڈھنگ ہے پتہ نہیں معصوم بچی سِلا سے بھی اسی طریقے سے بات کرتا ہو گا کیا دکھاؤں گا منہ میں بھائی جان کو کہ میرے اس خراب بیٹے کے ساتھ ان کی پھول جیسی بچی کیسے رہ رہی ہے۔" وہ بے حد غصہ میں آگ ئے تھے، آواز بھی اونچی ہو گئی تھی، شائستہ بیگم پریشان ہو گئی۔

"بس کریں آپ کی طبیعت بگڑ جائے گی اور مجھے پتہ ہے عدیب سِلا کے ساتھ اچھا رویہ رکھتا ہو گا بیوی ہے وہ آخر اس کی اتنا سمجھدار ہے ہمارا بیٹا۔" وہ انور بخت کے بازو پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔

"ہنہہ سمجھدار بے وقوف ہے۔" وہ کڑھتے ہوئے بڑبڑائے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"علیزے... علیزے" تقریب کے نپٹنے سے کچھ گھنٹے پہلے وہ غضبناک قدموں سے کمرے میں اس کا نام چلاتے ہوئے داخل ہوا تھا، علیزے جس کی پشت اس کی جانب تھی ایک جھٹکے سے پلٹی اور خونخوار نظروں سے کسی بھوکے شیر کی مانند اس نے شاہ زیب کو دیکھا تھا، شاہ زیب شدید اشتعال میں بھی پل بھر کو چونکا تھا۔

"کیا علیزے؟" وہ اس سے بھی اونچی آواز میں چلائی تھی، باہر لان سے گانوں کی تیز آواز اندر تک آرہی تھی جس کے باعث ان کی آواز دب چکی تھی۔

"ہاں کیا علیزے؟" وہ چلاتی ہوئی اس کے پاس آئی، شاہ زیب نے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا۔

"میرا نام مت لو تم کیونکہ میرے نام جب سے تم سے جڑا ہے تب سے میری زندگی برباد ہو چکی ہے۔" اس کی آواز رندھ گئی تھی، بامشکل ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے وہ اپنا غصہ سے قابو کیے بولی تھی، شاہ زیب کو لمحے میں سانپ سونگھ گیا شاید یہ اس جملے کا اثر تھا جو سائیں سائیں کر گیا تھا۔

"آج سے پہلے میں نے اتنی شرمندگی کبھی نہیں اٹھائی۔" وہ رونے والی ہو گئی تھی، بے بسی سے بیڈ پر جا کر بیٹھ سر کو تھامتی ہوئی بولی ساتھ الجھن کا شکار ہوتے دوپٹا اتار ایک طرف پھینکا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یونو واٹ تمہارے اسی تنگ ذہن نے مجھے قید کر دیا ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے چاروں اور بڑی دیواریں کھڑی ہوئی ہیں کسی کے ساتھ ہنس بول نہیں سکتی انجوائے منٹ نہیں کرستی کسی میل فرینڈ سے کال پر بات نہیں کر سکتی ہر کسی کو تم شک کی نگاہ سے دیکھتے ہو یہاں تک کہ مجھے بھی...." وہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ روتے ہوئے اب چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی، شاہ زیب نے جیسے نفی میں سر ہلانا چاہا مگر وہ سر کو جنبش بھی نہ دے سکا، سارا جلال سب ہوا میں اڑھ گیا تھا۔ وہ شاک میں کھڑا اسے سن رہا تھا جو جانے شاید دل کی بھڑاس نکال رہی تھی اور اس کے دل پر تیروں کی طرح وار کر رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں نہیں جانتی ہاں نہیں جانتی میں کہ تم نے کچھ بندے لگائے ہوئے ہیں مجھ پر نظر رکھنے کے لیے کیا مجھے محسوس نہیں ہوتا کہ میں کسیٔ نظروں میں ہوں جبھی میں باہر نکلتی ہوں یا شہر آکر؟" کیا علیزے کو معلوم تھا؟ وہ چونکا تھا۔

"وہ ت... تم پر نظ... نظر نہیں تمہارے تحفظ....." وہ آج سے پہلے شاید کبھی بھی بولتے وقت نہیں اٹکا تھا لیکن آج دل میں ایسا غبار اٹھ رہا تھا کہ اس کی زبان لڑکھڑائی تھی، سچ بولتے وقت بھی! کس لیے؟ فقط ایک لڑکی کے لیے؟ ہاں فقط ایک لڑکی کے لیے!

NEW ERA MAGAZINE
www.zubiinovelszone.com

"شٹ آپ۔" وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے چلائی اور حیرت کی بات تھی اس نے اپنا جملہ ادھورا بھی چھوڑ دیا تھا۔

"تمہارے ساتھ مجھے گھٹن ہوتی ہے۔" دھک۔ معاً اس کے دل پر گھونسا پڑا تھا، کتنی شدت سے اظہارِ خیال کیا گیا تھا۔

"میں.... میں پاگل تھی میں بے وقوف تھی جو اس رشتے کو تمہیں ہمیں ایک موقع دیا مگر نو دس از ناٹ گونا ورک آؤٹ شاہ زیب میں...." یک دم اس کی ساری طراری پل میں ہوا ہوئی، لہجے میں مصلحت آمیز نرمی در آئی تھی۔

"شاہ زیب تم مجھے چھوڑ دو ہم الگ ہو جاتے ہیں۔" شاہ زیب کے دل کی دھڑکنیں جیسے مشتعل ہوئی تھیں، یوں دھڑ دھڑانے لگا تھا جیسے ابھی جسم سے نکل بھاگے گا۔

"میرا یقین کرو میں ہمارے مستقبل کے لیے ہی کہہ رہی ہوں میں جانتی ہوں کہ ہم دونوں بچپن میں دوست تھے تم مجھے چاہتے ہو شاید لیکن دیکھو شاہ زیب اب ہم بڑے ہو گئے ہیں نا ہی میں پانچ سال کی علیزے ہوں اور نہ ہی تم دس سال کے شاہ زیب بچپن تک سب ٹھیک تھا لیکن بات اب کی آ گئی ہے اور ابھی میں پانچ سال کی علیزے بالکل نہیں ہوں۔" ایک... ایک لمحے کو بھی اس کی زبان یہ سب کہتے ہوئے لڑکھڑائی نہیں تھی "شاید" لفظ پر شاہ زیب نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا، کیا وہ اسے چاہتا ہے

شاید؟اور آخری جملے نے بچی کچی کسر پوری کر دی تھی جب ہی شاہ زیب کی زبان سے ادا ہونے والا جملہ بے حد آہستگی سے ہوا تھا اور تیزی سے کہتی علیزے چند ثانیے رک اسے دیکھنے لگی تھی۔

"لیکن میرے لیے تو تم ابھی بھی وہی پانچ سال کی علیزے ہو۔" جواب میں وہ سانپ کی طرح پلکیں جھپکائے بغیر اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی رہی اور اسے وہ احساس نظر آیا جس کے تحت اس نے نظریں چرا لیں، واپس سب یاد آتے اس نے غصہ سے سر اٹھایا اور تقریباً چلائی۔

"نہیں ہوں میں وہ علیزے۔"

"تم کیوں نہیں چھوڑ دیتے میری جان میں تھک چکی ہوں مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ میری اور تمہاری نہیں بنتی کوئی جوڑ نہیں ہے ہمارا میں ناخوش ہوں تمہارے ساتھ یہ رشتہ میں نے مجبوری میں جوڑا تھا اور مجبوری میں ہی نبھایا تھا پھر بٹھک گئی تھی لیکن اب عقل آ گئی ہے ہم رہ ہی نہیں سکتے کیونکہ ایک میان میں دو تلوار نہیں رہ سکتی تم بس ختم کر و یہ سب اور مجھے ابھی کہ ابھی یہی کھڑے طلاق دو۔" وہ جانے کیوں دھیمے سے ہنس دیا اور علیزے کو اس وقت لگا جیسے اس کا دماغ چکرا گیا ہے وہ ہنس رہا تھا؟

اتناسب کچھ کہنے کے باوجود مخدوم شاہ زیب فرقان بخت پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا؟ وہ مزید نالاں ہوئی تھی۔

"اور نہ دوں تو؟" اس کے قریب آکر وہ سر جھکائے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے بے حد قریب کرتے ہوئے عجیب سے انداز میں بولا تھا جبکہ اس کی بات سن علیزے کے اندر اتنا غصہ جمع ہو گیا کہ قوتِ گوائی جیسے سلب ہو کر رہ گئی ہو۔

"نہیں دوں گا کیا کر لو گی؟" چہرہ پیچھے لیتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے مانو دھمکی دی تھی، علیزے کچھ نہ بولی لیکن جس نظروں سے وہ شاہ زیب کو گھور رہی تھی اس کے اندر چھن سا کچھ ٹوٹا تھا۔

ایک عجیب سی خاموشی دونوں کے درمیان ہو گئی تھی، دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے، وہ بے رحمی سے اسے گھور رہی تھی تو وہ زبان پر کف لگائے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے بتانا چاہ رہا تھا کہ وہ کس قدر قرب سے گزر رہا ہے کاش.... کاش علیزے ابھی اچانک مسکراتی اور کہتی کہ وہ مزاق کر رہی تھی کاش اس نے اب تک جو کچھ کہا وہ محض باتیں ہوتیں.... بے مطلب، بے معنی جو وہ سن کر دوسرے کان سے نکال لیتا لیکن آج تو اس کا دل جیسے بند ہونے کو آیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"مجھے تو لگتا ہے ویٹسن کی حادثے کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے کیونکہ نکاح کے وقت تم کہیں موجود نہیں تھے۔" وہ اچانک کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولی اور مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نے یہ جملہ سننے کے بعد آج سے پہلے اتنی تکلیف محسوس کبھی نہیں کی تھی تب بھی نہیں جب علیزے جا کر واپس نہیں لوٹی تھی تب بھی نہیں جب وہ لوٹی تھی تو نفرت کرتی تھی، ہاں کی تھی تکلیف محسوس لیکن اتنی نہیں آج اسے پھر لگا تھا کہ جیسے علیزے نے بنا ہاتھ اٹھائے اس پر دوسری بار تمانچہ مارا ہے، شاہ زیب کے اعصاب جیسے برف ہونے لگے تھے، توہین کا احساس ناقابل برداشت تھا، یہ الزام سراسر غلط تھا۔

"آہ.....شا.....شاہ زیب چھوڑو۔" منٹ کے ہزارویں سیکنڈ میں شاہ زیب نے اس کا بازو جھٹکے سے دبوچے، جبڑے بھینچتے اسے خود سے قریب کیا تھا اور جب سرخ آنکھیں لیے اس کے چہرہ کے قریب اپنا چہرہ کیا تو علیزے نے ہراساں نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تم سے محبت کی تھی لیکن تم نفرت کے بھی قابل نہیں ہو میری طلاق چاہیے نا جاؤ جتنی کوششیں کرنی ہے کر لو اب تم تو کیا کسی کا باپ بھی تمہیں میری قید سے نہیں نکال سکتا اب تک میری چاہت میری محبت تمہیں قید لگ رہی تھی نا اب میں بتاؤں گا اصل قید ہوتی کیا ہے اصل پابندیاں ہوتی کیا ہے اصل گھٹن کیسی ہوتی ہے۔" چبا چبا کر

کہتا وہ اسے سن چھوڑ گیا تھا اور پھر ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا۔ وہ لڑکھڑا کر بیڈ پر گری، شاہ زیب ایک قہر آلودہ نظر ڈال کر باہر نکل گیا تھا، وہ دہل کر جلدی سے سنبھلی، یہ شاہ زیب ہرگز وہ شاہ زیب نہیں تھا جسے اس کی شادی کے شروع کے دنوں میں جنگ چلتی تھی لیکن آج جو شاہ زیب کا یہ روپ دیکھا تھا وہ دہک کے رہ گئی تھی، اس کے ایک جملے نے ایسا کیا کیا تھا جس پر وہ پاگل ہو گیا تھا۔

وہ جلدی سے اپنا موبائل ڈھونڈنے کے لیے بڑھی کیونکہ اسے ایک نمبر جلد سے جلد ملانا تھا اب وہی شخص اس کی مدد کر سکتا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی شاہ زیب اب اسے اتنی آسانی سے طلاق نہیں دے گا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆☆

رات کا آدھا پہر ہونے لگا تھا، جانے کتنی دیر سے فون بجے پر بجے رہا تھا لیکن شاید بیڈ پر اوندھے منہ پھیلے لیٹے نفوس کے کان میں جوں تک نہ رینگ رہی تھی، وہ گھر کے لباس میں آ کر میک اپ صاف کرنے کے بعد اب اپنی قیمتی جیولری کو سلیقے سے الماری میں رکھتی ہوئی پھیلا کمرہ سمیٹ رہی تھی جو عدیب نے تیار ہوتے سمے کافی پھیلا دیا تھا، اسے عدیب کی یہ عادت بہت بری لگتی تھی وہ ہمیشہ تیار ہونے میں کمرہ پھیلا دیا کرتا تھا مگر

روایتی بیویوں کی طرح وہ شکوہ نہ کر سکتی تھی، بیوی کا لفظ سوچتے ہوئے اس کے چلتے ہاتھ رک گئے، الماری کے پٹ بند کرتی ہوئی وہ سوچتے سوچتے سنگل صوفے پر ٹک کر بیٹھ گئی اور اوندھے منہ لیٹے عدیب کو دیکھنے لگی جس نے کپڑے بدلنے تک کی زحمت نہیں کی تھی، فون اب بجتے بجتے تھک کر بند ہو گیا تھا۔

''ایسا کب تک رہے گا؟''اس نے پریشانی سے ایک بار پھر وہی سوچنا شروع کر دیا تھا جو وہ ہر رات سونے سے پہلے سوچتی تھی اور سوچ سوچ کر خود کو مزید پریشان کر دیتی تھی۔

سِلا اب ڈرنے لگی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی، عدیب کا کسی اور کو پسند کرنا ان کے مابین محبت تو دور کی بات ایک نارمل شوہر بیوی کا رشتہ نہ تھا یہ اب آہستہ آہستہ سب کو معلوم ہوتا جائے گا، وہ کب تک اپنے اس ادھورے رشتے پر پردہ رکھے گی، نکاح ہونے کے باوجود عدیب کے دل میں کوئی جزبات سِلا کے لیے نہیں تھے، وہ کبھی اپنے اور سِلا کے درمیان رشتے کی نزاکت کا احساس نہیں کرتا تھا، ایک کمرے، ایک بیڈ شیر کرنے کے باوجود ان دونوں میں بہت فاصلہ تھا اور دلوں کا فاصلہ تو اتنا تھا کہ وہ کبھی کبھی سوچنے پر مجبور ہو جاتی کہ کیا اس کو کبھی اپنے شوہر سے محبت چلو محبت نہ سہی ایک پسندیگی چلو پسندیگی بھی نہ سہی ایک رشتہ نبھانے والا احساس ملے گا؟

عدیب جتنا اسے دور رہتا، اس کو کسی خاطے میں ہی نہ لاتا، شادی کے بعد بھی سنگل لایف گزارتا ایک اتنی پیاری بیوی ہونے کے باوجود ایک آنکھ اسے نہ دیکھتا اس کا مطلب سِلا کو صرف ایک ہی لگتا وہ تھا کہ وہ واقعی جنت سے محبت کرتا ہے اور اسے وفادار ہے ورنہ وہ مرد تھا اور سِلا نے آج سے پہلے اپنے اس رشتے اور اپنی بیوی سے اتنا غافل مرد اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور افسوس کی بات تھی کہ پہلی دفع دیکھا تو اپنے شوہر کو ہی دیکھا۔

اس کے شوہر کے دل میں کوئی اور ہے یہ احساس سِلا کو اندر تک ہلا دیتا، اس کا کبھی کبھی دل چاہتا کہ وہ جھنجوڑ کر عدیب سے پوچھے کہ وہ سب شروع کے دنوں میں کیا ناٹک تھا کیوں اس نے کھیلا اس کے جزباتوں سے اور اب مجبوری میں ہی سہی کم از کم رشتہ تو نبھائے، وہ بھی ایک انسان ہے تھک چکی ہے جھوٹی مسکراہٹیں لبوں پر قایم کرتے کرتے، سب کے سوالوں سے بچتے بچتے۔

وہ سوچتے سوچتے اٹھی اور عدیب کے پاؤں سے کولا پوری جوتیاں آہستہ سے نکال انہیں جگہ پر رکھا پھر وہ عدیب پر کمبل ڈالنے ہی لگی تھی کہ اس کی کراہنے کی آواز پر وہ چونکی۔

"آپ... آپ ٹھیک ہیں؟" وہ تھوڑا نزدیق جا کر آہستگی سے پوچھنے لگی لیکن وہ آنکھیں بند کیے کچھ بڑبڑا رہا تھا، سِلا حیران ہوئی، اچانک اس کو کیا ہوا تھا تھوڑی دیر پہلے تک تو ٹھیک تھا۔

"پا.... پانی۔" وہ پانی کا نام لے رہا تھا، سِلا نے جب غور سے سنا تو تیزی سے پیچھے ہٹی اور سائیڈ میز سے جگ میں سے گلاس میں پانی انڈیل عدیب کے سامنے کیا لیکن وہ ویسی ہنور غنودگی میں لیٹا رہا۔

"عدیب پانی۔" وہ پھر بولی مگر اس کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی، کچھ سوچ کر سِلا نے گلاس واپس رکھا اور پھر اس کے قریب جھک کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور وہ یکدم ہی بری طرح فکر مند ہوگئی، عدیب کا ماتھا جل رہا تھا یقینن اسے بہت تیز بخار ہو رہا تھا۔

"آپ کو تو بخار ہے۔" وہ پیچھے ہٹی اور عدیب کا کندھا جھنجھوڑا اسے ہلانے کی کوشش کی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

"یااللہ میں کیا کروں۔" وہ پریشان سے واپس سیدھی ہوئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی پھر گھوم کر اپنی بیڈ کی سائیڈ آئی اور بیڈ پر بھیٹ عدیب کے قریب ہو کر اس کے گالوں پر ہلکا سا تھپتھپایا۔

"اٹھیں۔" وہ اب اونچی آواز میں بولی، عدیب نے بائی آنکھ کر کھول اسے دیکھا پھر واپس بند کر دی۔

"پانی پل... پلاؤ۔" وہ دھیرے سے بولا تھا، سِلا نے سر ہلایا اور واپس اٹھ کر گھوم کہ سائیڈ میز کی طرف آئی اور پانی کا گلاس آگے کیا، عدیب نے مشکل سے خود کو تھوڑا اٹھایا ورنہ اس کا جسم ٹوٹ رہا تھا، اچانک ہی اسے بخار چڑھا تھا۔

"می.... میں پلا دوں۔" اس کے کنپکپاتے ہاتھ کو دیکھتی ہوئی اس نے سہولت سے پوچھا مگر عدیب نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے لبوں سے لگا دیا۔

"یوج کے پاس دوائی ہو گی وہ لے آؤ بس۔" وہ آہستگی سے پانی کا گلاس واپس کرتے ہوئے اسے بولا، سِلا نے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"میں کچھ کھانے کے لیے بھی لاتی ہوں خالی پیٹ مت کھائے گا۔" وہ بول کر جلدی سے چادر اپنے گرد لپیٹتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی، عدیب نے اپنی پشت آنکھیں موندے بیڈ کراؤن سے ٹکالی۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

وہ باتھ روم سے فریش ہو کر باہر نکلی تو سامنے بیڈ پر پڑا فون وایبرٹ ہوتا ہوا دکھا، وہ سرعت سے تولیہ ایک جانب پھینک موبایک کی طرف بڑھی اور انون نمبر اٹھا کر کان سے لگالیا، دوسری طرف کی آواز سن کر وہ گرنے والے انداز سے بھیٹی اور پل بھر میں ہی آنکھوں سے آنا شروع ہو گ ئے۔

"کیا ہوا لیزا تم مجھے کال کر رہی تھی ہاں وہ میں تھوڑا مصروف تھا مجھے تمھیں بہت ضر.... ضروری بات بتانی ہے۔" ویٹسن دوسری طرف مضبوطی سے فون کو پکڑے ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا، اسے ڈر تھا کہ علیزے کا ردِ عمل کہی اس کی سوچ سے بھی زیادہ بڑا ناہوا۔

"وی... ویٹسن۔" اس نے جیسے ویٹسن کی بات سنی ہی نہ تھی، وہ روتے ہوئے اس کا نام پکارنے لگی، ویٹسن بری طرح چونکا۔

"کیا ہوا لیزا تم رو کیوں رہی ہو سب ٹھیک ہے؟" وہ بے حد فکرمندی سے بولا، علیزے نے خالی ایسا سر ہلایا جیسے وہ اس کے سامنے بھیٹا ہو۔

"بولو لیزا۔" ویٹسن کی پریشانی میں آواز بلند ہوئ۔

"ویٹس.... ویٹس مجھے شاہ زیب کے ساتھ نہیں رہنا نفرت ہو رہی ہے مجھے اس شخص سے۔" وہ جھنجھلاتی ہوئی بے دردی سے آنکھیں مسلتی ہوئی بولی، ویٹسن پل بھر کو خاموش ہوا۔

"کیا ہوا؟" پھر کچھ سوچ کر پوچھا۔

"ہی از ناٹ مائے ٹایپ مج.... مجھے.... میں کیا کروں مجھے آزاد ہونا ہے اس زبردستی کے رشتے سے۔" وہ غصہ، غم، بے بسی سے اتنا ہی کہہ پائی۔

"تو کس نے تمہیں روکا ہے بلکہ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد تم اس شاہ زیب سے دور ہو جاؤ۔" وہ شدت سے بولا۔

"وہ نہیں چھوڑ رہا.... وہ... وہ نہیں چھوڑے گا اس نے مجھے دھمکی دی ہے کہ جو کرنا ہے کر لو وہ مجھے آزاد نہیں کرے گا اور مجھے اپر سے مزید تکلیف دے گا۔" آخری جملہ کہتے لہجہ میں بے یقینی تھی تو آنکھوں میں درد جیسے یہ توقع نہ تھی۔

"ایسے کیسے نہیں چھوڑے گا اور وہ ہوتا کون ہے تمہیں دھمکی دینے والا۔ HN" کا سچ، مہینوں کی قید، علیزے سے دوری اور اب یہ ویٹسن بری طرح غصہ میں آگیا تھا، علیزے چونکی۔

"ریلیکس ویٹسن۔" وہ دھیرے سے بولی۔

"لیزا وہ تمہیں طلاق نہیں دے گا تو تم اس خلع لے لو ہم کورٹ جائیں گے میں اب مزید تمہیں اس کے ساتھ اس کی دسترس میں برداشت نہیں کر سکتا۔ "

"کیا خلع ؟"علیزے نے ہونٹ کاٹتے کچھ الجھ کر پوچھا۔

"ہاں کیوں تمہیں اسے آزادی نہیں چاہیے ؟"ویٹسن نے عجیب سے انداز میں پوچھا۔

"نہیں مجھے چاہیے جب ہی تو میں نے سامنے سے تمہیں فون کیا لیکن تمہیں لگتا ہے کہ آسانی سے مجھے آزادی مل جائے گی کیونکہ جہاں تک میں جانتی ہوں شاہ زیب اپنی انا کا پکا ہے اور بات اس کی انا پر آ گئی ہے۔"وہ کچھ پریشانی سی بولی۔

"وہ سب دیکھ لیں گے تم فکر مت کرو۔"وہ دوستانہ لہجے میں بولا۔

"ہوں۔"وہ کسی اور سوچ میں تھی کہ یاد آیا۔

"ہاں ویٹسن کیا ہوا تمہیں معلوم ہوا وہ شخص کون تھا جس نے تمہاری طرف سے جھوٹا پیغام مجھے بھیجا تھا اور تم نے کیا مجھ سے جھوٹ کہا تھا پورا سچ کیا ہے تم اپنی طرف سے سب مجھے سب بتاؤ میرا سوچ سوچ کر دماغ پھٹنے کو آیا ہے۔"ویٹسن چونکا، ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے وہ کچھ نپے تلے انداز میں بولا۔

"لیزا ابھی تم ٹھیک نہیں ہو تم آرام کرو میں جلد ہی بتاؤں گا۔"اس نے جیسے ٹالنا چاہا، یہ وقت مناسب نہیں تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لیکن....." وہ کچھ کہنے لگی تھی کہ رک گئی۔

"ٹھیک ہے۔" اس نے الوداعی کلمات کہہ کر کال کانٹ دی اور سر دونوں ہاتھ میں لیے خود کو کمپوز کرنے لگی۔

"مہک۔" اسے اچانک مہک یاد آئی، وہ اس سب میں کیسے بھول گئی تھی کہ آج اس کی جان سے پیاری دوست کی مہندی اور کل اس کی برات کے بعد رخصتی ہے، وہ اتنی خود غرض تو نہیں تھی کہ اپنے چکر میں اپنی دوست کو منانا بھی چھوڑ دے، وہ جلدی سے اٹھی ویسے بھی شاہ زیب کے ساتھ وہ اس کمرے میں نہیں سونے والی تھی اسیلیے کچھ سوچ وہ مہک کے کمرے کی جانب چل دی۔

"ہاں اوکے ٹھیک ہے بابا اچھا سنو یہ پانی کی بوتل یہی رکھ دینا۔" مہک اپنی کزن کو ہدایت دے رہی تھی، علیزے اندر آئی تو سامنے ہی وہ ڈھیلی ڈھالی کرتی میں سادہ چہرے لیے بھری بھری مہندی کو دیکھ رہی تھی مگر آنکھوں میں ہلکی سی اداسی تھی اور اس کا سبب کون تھا علیزے جانتی تھی۔

"آہم۔" اس نے معنی خیز گلا کھنکھارا تو مہک اندر آنے والی علیزے کی طرف متوجہ ہوئی، کزن علیزے کی طرف مسکراہٹ اچھالتی اس کے برابر سے نکل باہر چلی گئی تھی۔

"تمہیں یاد آگئی میری۔" وہ خفگی سے علیزے کو دیکھ بولی تو علیزے کو اس پر بے حد پیار آیا۔

"آیم سوری مہک۔" وہ اس کے پاس آکر بھیٹتی ہوئی اور اس کے مہندی سے بھرے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔

"کیا سوری ہاں کیا سوری پتا نہیں کدھر ہو تم لگ ہی نہیں رہا کی میری شادی ہے آج بھی اچانک ہی مہندی کی تقریب سے ایسے غایب ہوئی جیسے گدھے کے سر پر سے سینگھ اور تمہیں میری شادی میری خوشیوں میں کوئی دلچسپی نہیں رہی اول تو تم ہوتی ہی نہیں ہو اور موجود ہوتی ہو تو برائے نام زے کیا ہوا ہے تم ایسی تو ہر گز نہیں ہو یاد ہے ہم کتنی پلیننگ کیا کرتے تھے جب میری یا تمہاری شادی ہو گی تو ہم یہ کریں گے وہ کریں گے ہاں میں مانتی ہوں ارمان کے والد کی وجہ سے سب پوسٹ پون ہو گیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ تھوڑی کہ ابھی جو مہندی اور برات ہے اس میں تم برائے نام ہو اور دوسرے وقت میں تو سرے سے ہی نہ ہو پتہ ہے میری ساری دوستوں نے آج پوچھا کہ تمہاری بیسٹ فرینڈ کدھر ہے اور میں کیا جواب دیتی کہ اس کو اچانک پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔" مہک جب بولنا شروع ہوئی تو پھر وہ رکی نہیں تھی اور علیزے نے بھی

روکنا نہ چاہا، وہ ہلکے سے مسکراتے ہوئے مہک کو دیکھ رہی تھی جو اپنی ہی دھن میں بولتی جا رہی تھی۔

"کیا؟" جب وہ بول کر چپ ہوئی۔ علیزے کو خاموش دیکھ چڑ کر چلائی لیکن اگلے ہی لمحے علیزے کی آنکھیں نم دیکھ وہ چونکی۔

"آئم سوری آئی ڈونٹ ڈزرو یو۔" وہ اتنا کہہ کر مہک کے گلے لگ گئی جبکہ وہ حیران ہنوز ویسی رہی۔

"زے کیا ہوا ہے؟" اب کی بار مہک کو فکر ہونے لگی اسے خود سے الگ کر کے بے انتاہ پریشانی سے پوچھا تو علیزے نے حق تر کرتے ہوئے گردن اکڑ کر نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ بھی نہیں میری برائیڈ ٹو بی بس آپ کل چلی جائیں گی اس کو سوچ کر اداس ہو رہی ہوں۔" وہ اپنے غایب ہونے کی وجہ گھما گئی تھی۔

"ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تھوڑی جا رہی ہوں۔" مہک منہ بسور کر بولی۔

"اور سنو کل نا زیادہ رخصتی میں گندی شکلیں بنا کر رونا پیٹنا مت مچانا ورنہ تم لوگوں کے چکر میں میرا میک اب خراب ہو جائے گا۔" وہ یاد آتے تنبیہہ کرتی ہوئی بولی۔ علیزے بے ساختہ ہنس دی۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں۔" اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتی ہوئی بولی۔ مہک کی بھی نظر علیزے کے ہاتھوں پر پڑی اور اس کی آنکھوں میں جو آیا اس کو علیزے نے باآسانی پڑھ کیا جب ہی جھٹ سے بولی۔

"مجھے نا الرجی ہو رہی تھی اسلیے نہیں لگا سکی مگر ڈونٹ وری ان تین دنوں میں جو نہیں ہوا وہ تمہارے واپس آکر ولیمہ سے پہلے سب ہو گا ایک ایک ایونٹ کریں گے اور میں سب سے آگے رہوں گی۔" وہ بچوں کی طرح اسے پچکارتی ہوئ بولی۔

"سچی؟" مہک نے منہ بنایا۔

"مچی۔" اس نے اس کے گال نوچے اور پھر دونوں ہنس دی۔

"تم نے دیکھا آج زے دانی اور رایمہ ایک ہوگ ئے۔" مہک مسکراتی ہوئ بولی۔ علیزے بھی مسکرا دی۔

"مجھے اپنی بہن کے لیے بہن خوشی ہے چلو کسی کو تو خوشیاں نصیب ہوئیں۔" وہ آخری جملہ دل میں بولی تھی۔

"یار وہ اس عریبہ پر مجھے اتنا غصہ آرہا تھا دل کر رہا تھا قتل کر دوں وہ تو بس ارمان کی وجہ سے لحاظ رکھا ہوا تھا۔" مہک تپ کر بولی، علیزے ہنس دی۔

ہاں ورنہ ارمان جیجو کیا سوچتے کس قسم کی خطرناک بیوی سے پالا پڑھا ہے کہی کل کلا کو مجھے ہی نہ مار دے پھر اخبار میں خبر آرہی ہو ایک بیوی نے اپنے شوہر کو مار دیا۔"

علیزے مزاقیہ انداز میں بولی۔ مہک نے تکیہ اٹھا کر اسے مارا۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"وہ ماہ نور چھپکلی ابھی کچھ دیر پہلے اتنی برایاں کر رہی تھی کہہ رہی تھی سب کو کہ دانی تو ہی ہے ایسا۔ "

"ہیں واقعی اس وقت تو بڑی خاموش تھی۔" علیزے حیران ہوئ۔

"وہ سب تھے نا اسیلیے ابھی سب کزنس کے سامنے کہہ رہی تھی میں نے بھی ٹھیک کر دیا او تم ہوتی کہاں ہو ہو تو پتا چلے۔" مہک خفگی سے اس کے کندھے پر تھپڑ رسید کرتی ہوئی بولی، علیزے معزرت خواہ انداز میں مسکرا دی۔

"چلو ویسے آج میں اپنی بیسٹ فرینڈ کے پاس سوؤں گی کیونکہ کل سے یہ جگہ ارمان جیجو کی ہو گی۔" وہ سر جھٹک اس کے برابر میں لیٹ اسے چھیڑتی ہوئ بولی تو مہک یکدم بے اختیار بلش کر دی جس پر علیزے جیسی لیٹی تھی ویسی جھٹکے سے واپس اٹھی اور آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

"یہ.... یہ تیرے گال لال ٹماٹر کیسے ہوئے بہن ایسا تو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔" وہ اس کے گالوں کو چھوتی ہوئی حیرت سے بولی، مہک نے خفگی سے اسے کے ہاتھ جھڑکے۔

"بکومت۔" مہک لیٹتی ہوئی بولی، علیزے ایک کوہنی کے بل لیٹی اور دوسرے ہاتھ سے اپنا جوڑا کھول بولی۔

"ہیں سچ بتاؤ تم واقعی شرمانے لگی ہو؟" مہک نے آنکھیں گھمائیں۔

"اب آپ متحرمہ جب شاہ زیب بھائی کے لیے نہیں شرماتی تو کیا ہم بھی نہ شرمائے۔" وہ شرارت سے علیزے کو الٹا چھیڑتی ہوئی بولی مگر اس کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزرا، سنجیدہ ہوتی وہ کوہنی ہٹا کر اس کے برابر سیدھی لیٹ گئی، دونوں چھت کو دیکھنے لگی تھی۔

"مہک؟" کچھ توقف کے بعد علیزے کی آواز گونجی۔

"جی جانِ مہک؟" مہک خوشگوار موڈ میں بولی۔

"اگر میں کوئی فیصلہ لوں گی جسے کوئی خوش نہ ہو سب خلاف ہو جائیں تو تم مجھے سمجھو گی؟" اس کے لہجے میں کچھ تھا کہ مہک کو کروٹ لینی پڑی، وہ کروٹ لیتے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ایں مطلب کیسا فیصلہ؟ "

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس جو پوچھا ہے وہ بتاؤ؟"علیزے بھی اس کی جانب کروٹ لیتی بولی۔

"او وزے ہم سب تمہارے فیصلے میں ساتھ دیں گے شرط اتنی ہے کہ وہ فیصلہ تمہیں خوشی دے۔"مہک نے مسکرا کر کہا مگر علیزے کا دماغ لفظ "خوشی" پر اٹک گیا۔

"کیا ہوا؟"مہک نے اچھنبے سے پوچھا۔

"ہوں کچھ نہیں۔"علیزے نے نفی میں سر ہلایا اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور پھر اگلے کچھ گھنٹے تک انہوں نے دنیا جہاں کی باتیں کیں اور ایک دوسرے کے ساتھ وقت بتایا اور کب وہ باتیں کرتے کرتے سو گئیں دونوں میں سے کسی کو معلوم نہ ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کیا دوں ان کو یہاں تو سب بھاری غذا ہیں۔"وہ یوجنا کو جگا کر اسے دوائی لے کر سیدھا باورچی خانے میں آئی تھی اور ہر جگہ آج مہندی کی تقریب کا بھاری کھانا دیکھ وہ پریشان ہو گئی، اپنی حویلی ہوتی تو اب تک فٹافٹ کچھ بنا لیتی لیکن یہاں اسے دودھ پتی کے علاوہ کوئی نظام کا اسے معلوم نہیں تھا اور ملازم بھی سو چکے تھے، اس نے پریشانی سے ادھر ادھر دیکھتی ہوئی فرج کھولا تو دودھ کا پتیلا نظر آیا اور پھر چہرہ موڑ کر دیکھا تو

مائیکروویو کے اپر ڈبل روٹی رکھی نظر آئی،اس نے سکھ کا سانس لیتے دودھ کا پتیلا نکالا اور چولہے پر رکھ گرم کرنے لگی ابھی وہ ماچس ڈھونڈ ہی رہی تھی جب پیچھے سے مردانہ آواز پر چونکی۔

"کیا ہوا سِلا اتنی رات کو آپ کیا کر رہی ہیں؟" وہ چونک کر پلٹی تو تھکا ہوا زید حیران نظر آیا، وہ آج یہی رکا تھا۔

"وہ.... میں میں ان کے لیے وہ... ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" وہ بے حد فکرمندی سے بولی، زید نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"کس کی؟" وہ سمجھا نہیں تھا۔

"ان کی۔" سِلا نے چادر کا کونے گھبراہٹ سے موڑتے ہوئے کہا ساتھ ایک نظر بار بھی دیکھا کہی شاہ زیب نہ آجائے کیونکہ وہ یہی علیزے جہاں مقیم تھی وہی تھا۔

"عدیب کی بات کر رہی ہیں؟" وہ کچھ سوچ کر یکدم بولا تو سِلا نے جلدی جلدی سر ہلایا۔

"تو ایسے بولے نا کیا ہوا اس کو؟" زید بھی تھوڑا فکرمند ہوا کیونکہ کچھ دیر پہلے تک تو وہ ٹھیک تھا۔

"ہمارے ہاں شوہر کا نام نہیں لیا جاتا۔" وہ آہستگی سے بولی، زید نے بھنویں اچکاتے جیسے "اوہ" کیا تھا۔

"انہیں بخار ہے۔" ساتھ اس نے بتایا بھی اور واپس چولہا جلانے لگی۔

"اچھا دوائی دیں آپ اس کو ٹھیک ہو جائے گا موسم بدل رہا ہے اسیلیے اس کا اثر ہو گا اور اس نے آج سوفٹ ڈرنک بھی کافی پی تھی۔"

"ہوں۔" وہ بار بار ڈرتے ہوئے باہر شاہ زیب کو بھی دیکھ رہی تھی مگر لاؤنج خالی تھا، زید نے غور کیا۔

"آپ کے لالا شاید غلط فہمی کا شکار ہوئے تھے آپ ان سے کہیے گا ایسا کچھ نہیں جیسا وہ سمجھ رہے تھے ویسے خاصی تنگ ذہن کے ہیں نہیں؟" زید نے بات شروع کی اور آخری جملہ کافی دھیرے سے کہا مگر اطراف میں چھائے سناٹے کی وجہ سے سِلا نے باآسانی سن لیا۔

"ایسی بات نہیں ہے ہمارے ہاں کسی انجان مرد کا مخاطب ہونا مہذب مانا جاتا ہے۔" وہ سرد لہجے سے بولی، زید کو اپنے الفاظوں کا احساس ہوا تو فوراً بولا۔

"نہیں میرا مطلب وہ نہیں تھا۔" اس نے صفائی دینے کی کوشش کی۔

"آپ جو بھی کہیں آپ کا مطلب وہی تھا جو آپ نے کہا آخر انہی کے دوست ہیں انہی کی زبان کہیں گے جب وہ عزت نہیں کر سکتے تو آپ کیسے کریں گے۔" وہ جانے کیوں تلخ ہو گئی تھی، زید کو اپنے غلط ہونے کا احساس لمحوں میں ہوا اور اس کی خفگی کا ڈر لاحق ہوا۔

"سِلا آپ پلیز ناراض نہ ہوں میرے واقعی میں کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا وہ انہوں نے اچانک مجھے غلط نگاہ سے دیکھا تو بس مجھے اچھا نہیں لگا۔"

"میں آپ سے ناراض کیوں ہوں گی بھلا آپ لگتے ہی کون ہیں؟" وہ بلاوجہ مزید تلخ ہوئی تھی، زید یکدم چپ ہو گیا تھا۔

"تم یہاں ہوں کب سے میں انتظار کر رہا ہوں۔" عدیب کی بخار میں تھکی ہوئی دبی آواز پر سِلا اور زید دونوں چونک کر پلٹے تھے۔

"میں... میں بس آ رہی تھی۔" سِلا گھبرائی۔

"کیا ہوا تمہیں؟" زید نے عدیب سے استفسار کیا۔

"آ رہی تھی یہاں باتیں ملکا رہی تھی وہاں میں بخار میں تپ رہا تھا اور تمہارے یہاں مزے ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔" اس نے زید کی طرف دیکھا تک نہ تھا وہ سِلا سے ہی

غصہ سے مخاطب تھا"مزے" لفظ سن کر جہاں سِلا بری طرح حیران ہوئی تھی وہی زید نے بھی اچھنبے سے عدیب کو دیکھا تھا، وہ جانتا تھا کہ اس نے کہا کیا تھا؟

"می... میں۔" سِلا جملہ بھی مکمل نہیں کر پائی اور آگے کچھ نہ کہا، آنکھوں میں نمی اترتے اس کی دیکھ زید تذبذب ہوا تھا۔

"عدیب کیا طریقہ ہے؟ "

"کچھ غلط کہا میں تو کب سے نوٹ کر رہا ہوں یار تمہیں کافی اچھی لگتی ہے سِلا بنتی ہے تم دونوں کی بروکیوں نا تم دونوں ہی شادی وادی کر لو میں سکون سے تو طلاق دے کر جنت کے ساتھ موآن کر لوں گا۔" عدیب نے بڑے سکون سے زید اور سِلا کو مشورہ دیا تھا، نہ طنز تھا نہ ہی جلن وہ واقعی سنجیدہ تھا یہ احساس بنا کیے کہ زید تو حیران ہی حیران سِلا وہی زمین میں دھنستی چلی گئی تھی۔

"عدیب۔" زید نے آنکھیں دکھا کر جھڑکا، سِلا سے وہاں لمحے بھر بھی کھڑا ہونا محال ہو رہا تھا، اس کی آنکھیں پل بھر میں نمکین پانی سے بھر چکی تھیں، شرمندگی کا ایسا تاثر تھا کہ دیکھنے والا چونک جائے، وہ پوری سرخ پڑ چکی تھی۔

"اس میں غلط کیا ہے اس کو بھی تو آگے بڑھنا ہوگا نا اور تم سے اچھا پارٹنر کون ہوگا میں جنت کے ساتھ خوش اور سِلا تیر".....

"شٹ آپ۔" زید دھاڑا تھا، عدیب کس قدر بے حسی کی حد پار کر رہا تھا سامنے کھڑی اس کے نکاح میں بیوی بے یقینی سے آنکھیں میچ چکی تھی مگر وہ بے شرمی سے اپنی بیوی کو اپنے دوست سے شادی کرنے کا مفت مشورہ دے رہا تھا، عدیب نے آج حد پار کر دی تھی۔

"کیا ہو گیا برو ریلیکس میں مانتا ہوں ابھی کڑوی لگ رہی باتیں لیکن لانگ ٹرم میں یہی بہتر بلکہ بہت زبردست.... "اور عدیب نے بولتے بولتے رک گیا کیونکہ سِلا تیزی سے چادر میں اپنا منہ چھپائے کچن سے غیر ہوتی ہوئی حالت میں بھاگی تھی، وہ خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی تھی، شرم، دکھ، تکلیف میں گھر چکی تھی، اس کی سماعتوں نے اپنے شوہر سے وہ سنا جو شاید ہی کوئی دنیا کی عورت کبھی سننا برداشت تک کرے، وہ بدنصیب تھی آج ثابت ہو چکا تھا.

"عدیب شرم کر شرم۔" زید بری طرح اس پر بگڑا تھا۔

"کم آن یار بیمار ہوں ایسا تو نہ کہہ۔" وہ کنپٹی کو مسلتے ہوئے بولا تھا۔

"یو نو واٹ آئی کانٹ بلیو اٹ کہ تو میرا دوست ہے اتنا گرا ہوا انسان۔" زید نے حیرت سے اس کی ڈھٹائی دیکھ افسوس سے کہا۔

"اوہو کچھ نہیں ہوتا یار سمجھ جاؤ گے تم لوگ بھلے کے لیے ہی کہا ہے۔" وہ کرسی پر بھیٹتا ہوا معاملی انداز میں بولا۔

"دفع ہو جا یہاں سے کمینے۔" زید زچ ہوتا ہوا باہر نکل گیا جبکہ عدیب سلپ پر رکھی دوائی کی طرف بڑھ گیا اور خالی پیٹ ہی نگل لی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"زے کیا ہو گیا یار جلدی باہر آؤ اور ناشتہ کرو ساتھ پھر پارلر بھی جانا ہے۔" صبح سویرے مہک باہر سے اندر آئی تو اب تک باتھ روم سے شاور گرنے کی آواز سن اور سامنے حلوہ پوری ناشتے کی ٹرے دیکھ ویسی کی ویسی دیکھ وہ حیران ہوتی چلائی اور الماری کے پٹ کے کھولتی ہوئی جلدی جلدی کچھ ڈھونڈھنے لگی کچھ ہی دیر میں علیزے تولیہ سے بالوں کو لپیٹ باہر آئی، مہک نے پلٹ کر اسے دیکھا تو اسے اچھنبا نہ ہوا، علیزے کا نقاہت زدہ چہرہ اسے سالوں کا بیمار دکھا رہا تھا۔

"کیا ہوا زے طبیعت ٹھیک ہے تمہاری اتنی ڈل کیوں لگ رہی ہو؟" مہک نے ہاتھ میں پکڑا سامان بیڈ پر احتیاط سے رکھ پوچھا۔

"بس یار عجیب سی تھکن ہو رہی ہے۔" علیزے نے گیلے بالوں سے تولیہ آزاد کرتے ہوئے کیا۔

"کھانا پینا صحیح نہیں کر رہی نا اسیلیے چلو ناشتہ کر لو۔ "

"ہاں۔" وہ جیسی ناشتے کی طرف پلٹی تو اتنے بھاری اور تیل میں ڈوبے ہوئے ناشتے کو دیکھ اسے ابکائی آئی اور وہ باتھ روم کی سمت بھاگی، مہک جو کسی کزن کے بلانے پر باہر جا رہی تھی حیران ہو گئی۔

"کیا ہوا؟" اندر سے اس کی الٹیوں کی آواز سن کر وہ باتھ روم میں بھاگی۔

"کچ.... کچھ نہیں اتنا ہیوی ناشتہ دیکھ دل اچاٹ ہو گیا کچھ ہلکا پھلکا دو یار۔" وہ بے زاریت سے بولتی ہوئی باہر آئی، مہک بھی الجھ کر اس کے پیچھے باہر آئی۔

"یہ تمہیں الٹیاں کیوں ہو رہی ہیں سب خیریت ہیں نا؟" مہک کے معنی خیز لہجے کو بھانپتے ہوئے وہ تیزی سے پلٹی۔

"مجھے فوڈ پوایزن ہو گیا ہے۔" وہ خاصی سرد آواز میں بولی۔

"ایں کیوں کب؟ "

"پتہ نہیں شہر آتے وقت ہائی وے پر ایک برگر کھالیا تھا اس کا ہی اثر ہے طبیعت بگڑتی جا رہی ہے چکر آ رہے ہیں۔" وہ تنک کر کہتی ہوئی گرنے والے انداز سے بھیٹی۔

"چلواٹھو ڈاکٹر کیا چلتے ہیں۔" مہک نے اس کی لاپرواہی کو دیکھے سر پیٹتے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔علیزے نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"دماغ خراب ہے تمہارا آج دلھن بننا ہے تمہیں پارلر بھی جانا ہے ایک کام کرو تم پارلر جاؤ میری ایک فرینڈ ہے ڈاکٹر ہے یہی کلینک ہے اس کا میں وہاں سے دوا لے کر سیدھا پارلر آتی ہوں۔" بولتے بولتے وہ کچھ سوچ کر جلدی سے اٹھی اور مہک کو ہدایت دی۔

"ایں لڑکی کدھر اکیلی جاؤ گی؟" مہک اس کی جلد بازی دیکھتی ہوئی بولی۔

"نہیں تم بس پارلر جاؤ۔" اس نے جانا تو اکیلا تھا مگر مہک کو یہی کہا۔

"مگر ناشتہ" ....

"وہ میں کچھ ہلکا پھلکا کھا لوں گی۔" وہ سٹال اٹھا کر گلے میں ڈالتی ہوئی باہر نکل گئی تھی جبکہ مہک اسے آوازیں دیتی رہ گئی۔

"آپی کہاں جا رہی ہیں مما بلا رہی ہیں۔" علیزے کو مہراب علی کی گاڑی کی چابی اٹھاتا ہوا دیکھ یوجنا جلدی سے آئی۔

"چندا میں ڈاکٹر کیا جا رہی ہو پارلر آؤ نلں گی سیدھا۔" وہ باہر نکلتی ہوئی بولی، یوجنا بھی اس کے پیچھے بھاگی۔

"کیا ہوا آپ کو؟ "

"کچھ نہیں ڈاکٹر میری فرینڈ ہے ملنے جارہی ہوں۔ "

"اس وقت ؟ "

"یو ج کتنے سوال کرتی ہو۔"وہ جو گاڑی کا دروازہ کھول رہی تھی چڑ چڑے پن سے پلٹ کر بولی۔یوجنا چپ ہو گئ۔

"اچھا چلو میرے ساتھ۔"اس کا خفا چہرہ دیکھ وہ بولی۔یوجنا خوش ہو گئ۔

"میں اندر بتا کر آتی۔"وہ بھاگ کر واپس اندر جانے لگی جب علیزے نے جلدی سے روکا۔

"نہیں اتنا وقت نہیں ہے چلنا تو بھیٹو ورنہ چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔"اس کی دھمکی کام آئ اور وہ بنا کوئ چوں چرا کیے پیسنجر سیٹ پر بھیٹ گئ،علیزے نے ایک نظر ارد گرد دوڑائ کہ کہی شاہ زیب یا کوئ اور نہ دیکھ لے پھر جلدی سے ڈرایونگ سیٹ سنبھال لی۔

"گھر اتنا خالی کیوں تھا سب کہاں ہے ؟"وہ گاڑی سڑک پر لاتی ہوئی پوچھنے لگی۔

آدھے لوگ باہر ہیں آدھے لوگ کمرے میں اپنی اپنی تیاریاں کر رہے ہیں۔"یوجنا نے باہر کا منظر دیکھتے ہوئے بتایا۔

"ذرا اپنا موبائل دیں گا چھوٹی باجی کو کہہ دوں کہ پارلر میں میرے کپڑے اور جیولری لے آئے گا۔" یوجنا نے ڈیش بورڈ سے علیزے کا موبائل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میرے بھی۔" علیزے نے گاڑی موڑتے ہوئے کہا، یوجنا نے سر ہلایا، کچھ ہی دیر میں وہ لوگ کلینک کے باہر تھے۔

"یوج تم یہی گاڑی میں ٹھہرو میں آتی ہوں۔" وہ یوجنا کو تاکید کرتی ہوئی باہر نکلی اور کلینک کے اندر چلی گئی اور سامنے ہی اسے اپنی ڈاکٹر فرینڈ دکھ گئی۔

"اومائے گاڈ واٹ آ پلیسنٹ سرپرائز کب آئی تم سڈنی سے؟" وہ خوشگوار انداز سے علیزے کے گلے لگی۔

"شادی ہو گئی نا تمہاری کیسے ہے ہسبنڈ؟" وہ ڈھیروں سوالات پوچھنے لگی تھی۔

"یار پہلے مجھے دیکھ لو فوڈ پوائزن ہو گیا ہے پھر آرام سے ساری تفصیلات دوں گی۔" علیزے نے بات گھمائے دوستانہ لہجہ میں کہا۔ وہ حیران پریشان سر ہلانے لگی۔

"اوہ گاڈ شیور آؤ جلدی۔" کچھ ہی دیر میں علیزے کا معاینہ ہوا پھر وہ کرسی پر جا کر بھیٹ گئی۔ پانچ منٹ میں اس کی ڈاکٹر فرینڈ آئی اور اس کے جو سے گلے لگی۔

"کیا ہوا؟" علیزے حیران ہوئی۔

"بے بی یور گونا ہیو بے بی۔" وہ خوشی سے بولی۔

"واٹ۔" علیزے کو اس وقت انگریزی ہی سمجھ نہ آئی، اس کا دماغ جیسے بھک سے اڑ گیا۔

"اف پاگل تمہیں کوئی فوڈ پیوازن نہیں ہے یو آر ایکسپیکٹنگ سنس تھری ویکس۔"

اس نے مسکرا کر اطلاع دی جبکہ علیزے کو محسوس ہوا کہ چھت اس کے سر پر آن گری ہے، وہ پلک تک جھپک نہ پائی۔ خالی خالی نظروں سے اس کو گھورتی وہ کچھ کہنے کے قابل نہ رہی تھی۔

وہ ماں بننے والی تھی وہ بھی مخدوم شاہ زیب فرقام بخت کے بچے کی جسے وہ الگ ہونے جا رہی تھی؟ وہ سکتے میں آ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"زے چلو رخصتی ہو رہی ہے۔" وہ جو کونے میں ایک صوفے پر ٹک کر جانے کن خیالوں میں خاموش بے تاثر بھیٹی تھی اسے عدیب بلانے آیا تھا، نہیں معلوم چلا کہ کب وہ سن دماغ کے ساتھ کلینک سے باہر نکلی تھی جبکہ اس کی ڈاکٹر فرینڈ اسے آوازیں لگاتی رہ گئی، کب وہ گاڑی میں آ کر بھیٹی جبکہ اگلے دس منٹ تک یوجنا اسے پکارتی رہ گئی مگر وہ ہوں ہاں کہ علاوہ کوئی جواب نہ دے پائی اور گاڑی کو سڑک پر لے آئی، وہ تو شکر تھا پارلر کلینک سے قریب تھا ورنہ جس طریقے سے اس نے گاڑی چلائی تھی یوجنا کی

چیخیں نکل چکی تھیں، کب وہ پارلر آئی اور اس کا میک اپ ہوا کب اس نے کپڑے تبدیل کیے اور واپس گھر آئی کچھ معلوم نہ ہوا تھا بس ہوں ہاں کرتی وہ کسی ربورٹ کی طرح صبح سے پھر رہی تھی، سب کے ہنستے مسکراتے ہوئے چہرے جگمگاتے جگنو بکھیر رہے تھے، ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں لیکن اس کے اندر ایک گہری ویرانی چھا گئی تھی۔

صبح کو جو اپنے کانوں سے خبر سنی تھی اگر اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی ہوتی مگر وہ.... وہ کچھ محسوس نہیں کر پا رہی تھی، نہ خوشی نہ دکھ کسی بھی قسم کے احساس سے وہ دوچار نہیں ہو پا رہی تھی، یہ کیا سنا تھا اس نے؟ اس کے اندر ایک ننھی سی جان پل رہی ہے؟ اس کے اندر مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا خون اس کا بچا نئی زندگی لے رہا ہے؟

وہی مخدوم شاہ زیب فرقان بخت جس سے کل رات اس نے طلاق کا مطالبہ کیا تھا، وہی شخص جسے اسے ایک بار نفرت ہونے لگی تھی، وہی شخص جس نے اس کی مجبوریوں کا فایدہ اٹھایا، وہی شخص جس نے محبت کے نام پر اس کے پاؤں میں زنجیریں ڈالیں، وہ کیسے تصور کر سکتی ہے وہ مستقبل جس میں ہنسی خوشی وہ، مخدوم شاہ زیب فرقان بخت اور ان دونوں کا بچہ؟

"نہیں۔" اچانک جیسے سارہ غبار پھوٹنے لگا تھا، رخصتی میں وہ مہک سے گلے لگ کر بے اختیار بری طرح رو دی تھی، پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی سب یہی سمجھ رہے تھے کہ مہک کے جانے کا غم ہے مگر کسی کو معلوم نہیں تھا کہ ان بہتے اشک کے پیچھے اصل وجہ کیا ہے۔

عدیب، دانیال، مہک اور علیزے چاروں ایک ساتھ گلے لگے تھے، ایک خوبصورت یادگار تصویر بھی بنائی تھی، ان سب میں علیزے کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اصل علیزے کو بہت پیچھے چھوڑ رہی ہے، وہ خود کو کھو رہی ہے!

"وہ خود کو کھو رہی ہے؟" یہ جملہ یکدم اس کے سر پر ہتھوڑے مارنے لگا تھا، اس جملے سے تو اس نے کبھی واقف نہ ہونے کا جیسے وعدہ کیا تھا، خود کو کبھی پیچھے نہ رکھنے کا جیسے عہد اٹھایا تھا، اپنی ذات پر سمجھوتا کرنا تو اس کے نزدیق گناہ تھا تو اب؟ اب کیا ہو گیا تھا؟ کیا علیزے کی حد یہی تھی، خود کے لیے لڑنے والی لڑکی بس ادھر تک ہی لڑ سکتی کیا اندر ننھی سی پلنے والی جان نے اس کو روک دیا تھا، اس کو پیچھے ہٹنے کا واستہ دے دیا تھا؟

بس ختم؟

سوال تھے یا خنجر بری طرح سینے میں گھپ رہے تھے۔

آئینے میں خود کو دیکھتی ہوئی وہ کانوں کی بالیاں اتار رہی تھی اور جیسے خود کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی ایک جنگ بھی لڑ رہی تھی۔

"نہیں علیزے خود کو پہلے رکھتی ہے۔" اس نے جیسے بالیاں سنگھار میز پر پٹخ کر سرخ آنکھوں سے کہا۔

"یعنی علیزے خود غرض ہے؟" آئینے میں اس کے عکس نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"خود کو پہلے رکھنا خود غرضی نہیں ہے۔" چبا چبا کر اپنے عکس کو جواب دیا۔

"ہاں بالکل نہیں ہے لیکن ایک عورت جب ماں بنتی ہے تو وہ بدل جاتی ہے وہ اپنے بچے کو خود سے بھی آگے رکھتی ہے۔" عکس کی بات پر وہ بے اختیار نظریں چرا گئی تھی کہ اگلے سوال نے اسے نظروں کو بے اختیار اٹھانے پر مجبور کر دیا۔

"لیکن علیزے آسمان میں اڑھنے والی پنچھی ہے وہ خود کو پہلے رکھتی ہے ہے نا تو اب کیا کرے گی علیزے اپنے اندر پلنے والی جان کے آگے کیا گھٹنے ٹیک دے گی علیزے؟" وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی اور نفی میں سر ہلایا۔

"ابورشن۔" پہلا لفظ دماغ میں یہی آیا تھا۔ ہاں وہ جانتی تھی وہ اتنی پڑھی لکھی اور عقل مند تھی کہ سمجھتی تھی کہ ابورشن کرنا قتل نہیں ہوتا اگر وہ بچہ نہیں کر سکتی تو اس کا کوئی

حق نہیں اس بچے کو دنیا میں لا کر اسے محبتوں سے محروم کرنے کا، ابورشن راستہ ٹھیک ضرور تھا لیکن یہاں صرف ایک پریشانی تھی اور وہ تھی شاہ زیب کی کیونکہ اگر اسے غلطی سے بھی بھنک پڑی کہ اس کی نشانی علیزے کی کوک میں پل رہی ہے تو وہ..... آگے علیزے سے سوچا نہ گیا، ایک عجیب سی کنپکپاہٹ جسم میں طاری ہو گئی۔

"نہی..... نہیں اس کو معلوم نہیں ہونا چاہیے۔" اس نے ماتھے پر آئے چند پسینے کے نمودار قطروں کو صاف کیا اور بیڈ پر بھیٹ کر گہری سانسیں لینے لگی۔

اسے معلوم تھا کہ ماورہ ماں نہیں بن سکتی تھی اور سارے بخت خاندان کی امیدیں علیزے سے تھی یہاں تک کی شاید شاہ زیب کی بھی، اس نے ایک دو بار جان بوجھ کر شاہ زیب کے دماغ میں ڈالنے کے لیے ذکر کیا تھا کہ اسے بچیں نہیں پسند اور تین چار سال تک تو وہ بچیں افورڈ بھی نہیں کر سکتی مگر شاہ زیب نے جیسے اس کی بات سن ان سنی کی تھی اور کوئی ردِ عمل نہیں دیا جس پر اسے غصہ بھی آیا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ گاؤں کے لوگ یا پرانے زمانے کے خیالات والے "ابورشن" لفظ کو قتل سمجھتے ہیں اور انہیں اگر معلوم ہوا کہ علیزے نے شاہ زیب کا "بچہ" "مار" دیا تو قیامت آجائے گی اور اگر شاہ زیب کو پتہ چلا تو..... اسے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

"کیا کروں کس کی مدد لوں؟" وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا گئی جب دروازے پر دستک ہوئی، اس نے چونک کر سر اٹھایا، ارد گرد دیکھا تو یہ مہک کا کمرہ تھا وہ جہاں ٹھہری ہوئی تھی اپنے کمرے میں گئی نہیں تھی اس کی وجہ شاہ زیب سے دامن جھاڑنا تھا مگر وہ تو خود رات سے لاپتا تھا۔

"کک.... کون؟" اسے لگا شاہ زیب ہے، کم از کم اس وقت تو وہ اس کا سامنا کرنے سے گریز ہی کرنا چاہتی تھی۔

"میں ہوں زے۔" دروازے کے پار سے عدیب کی آواز آئی تھی، وہ بے ساختہ خدا کا شکر گزار ہوئی۔

"آ جاؤ دروازہ کھلا ہے۔" رو رو کر آواز بھیٹ چکی تھی جب ہی روندھی آواز سے بامشکل چلائی، وہ اگلے ہی لمحے دروازہ دھکیلتے آیا۔

"کیا ہوا اب تک کپڑے نہیں تبدیل کیے کیا حالت بنائی ہوئی ہے۔" وہ دور سے ہی اس کے کپڑوں کو دیکھ اور قریب آ کر سوجی سرخ آنکھیں، زرد چہرے کو دیکھتا ہوا بولا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے دھیرے سے جواب دیا۔

"یار مہک ہمیشہ کے لیے تھوڑی گئی ہے۔" عدیب علیزے کے برابر بھیٹ اسے خود سے لگاتا ہوا بولا اور اسی پل علیزے نے اپنا صبر کھو دیا اور بھائی کے سینے سے لگی وہ رو

دی،اس کااس وقت دل چاہاعدیب کوسب بتائے لیکن کیسے اس نے خود پر جبر کیا وہی جانتی تھی کیونکہ عدیب کو اگر پتہ چلتا تو وہ ابورشن کا ہی کہتا اور شاہ زیب کے سامنے جا کر ڈنکے کی چوٹ پر بات کرتا اور پھر جو دونوں میں ہوتا وہ بہت خطرناک ہو سکتا تھا اسلیے علیزے نے عدیب کو اس معاملے سے دور رکھ رکھے رہنے میں ہی آفیت جانی۔

"بس بے بی۔" عدیب نے اس کے بال سہلاتے ہوئے پھر اس کے سر پر پیار کیے پچکارا۔ وہ سنبھلتی ہوئی اسے الگ ہوئی۔

"مہک ابھی فلایٹ میں ہوگی ورنہ کال کرواتا وہاں دانی کا بھی منہ لٹکا ہے ویسے کتنا لڑتا ہے بکھارن کہتے ہوئے زبان نہیں تھکتی اور اب دیکھو کچھ کھا پی بھی نہیں رہا پاگل۔" عدیب مسکراتے ہوئے بتانے لگا، علیزے نے آنسوں پونچھتے سر اٹھائے اسے دیکھا۔

"کوئی کام تھا؟"

"ہاں چلو۔"

"کدھر؟" علیزے حیران ہوئی۔

"واپس اپنے گھر سڈنی یہ حویلی والے واپس گاؤں جا رہے ہیں اسے پہلے تمہیں لے جائے تم ہمارے ساتھ چلو صبح کی فلایٹ ہے ہماری۔" عدیب نے بتایا، علیزے کو یاد آیا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں بھائی میں نہیں آسکتی آپ لوگوں کے ساتھ۔"علیزے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیوں سسرال جانا ہے پھر سے شوق چڑھ گیا بہو بننے کا ختم کرو ڈرامہ یار۔" عدیب تلخ ہو گیا۔

"پہلی بات وہ ڈرامہ نہیں حقیقت تھا اور دوسری بات مجھے حویلی بھی نہیں جانا کچھ دن انکل مہراب کیا ہی رہنا ہے۔"

"کیوں؟ "

"وہ مجھے....وہ...."علیزے ادھر ادھر دیکھتی کوئی بہانہ تلاش کرنے لگی۔

"ہاں میری ایک دوست کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو اس کے گھر جاؤں گی۔" جو ذہن میں آیا کہہ دیا۔

"کونسی دوست جہاں تک میں جانتا ہوں یہاں پر اس شہر میں چھ سات دوستوں کے علاوہ کوئی دوست نہیں ہے تمہارے؟"عدیب نے اچھبنے سے اسے دیکھا۔

"ان چھے سات میں سے ہی ایک ہے تمہیں نہیں معلوم۔"وہ سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی بولی۔

"آر یو شیور؟"عدیب کو دال میں کچھ کالا لگا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اف کورس کیا ہو گیا ہے کیوں تحقیقات کر رہے ہو؟" وہ چڑ ہی تو گئ تھی۔

"میں صرف پوچھ رہا تھا تمہاری مرضی میں نے تو اسیلیے کہا کہ ساتھ چلتی واپس تو جنت کے ہاں ایک ساتھ جاتے مجھے لگتا ہے وہ مجھ سے ناراض ہے جبھی کوئی رابطہ نہیں رکھی ہوئ لیکن ہم دونوں جا کر اسے منا لیتے اور پھر میں آنٹی سے اس کا ہاتھ مانگتا۔" وہ مسکرا کر بولا، علیزے نے چونک کر سر اٹھایا۔

"سِلا کا کیا ہو گا ڈونٹ ٹیل می کہ تم بھی دو دو شادیاں کرو گی ایک ڈیڈ کی پسند کی اور ایک خود کی۔" وہ تنبیہہ کرتی ہوئی بولی۔

" پاگل ہے کیا میں اور دو دو شادیاں جنت کبھی بھی برداشت نہیں کرے گی اور میں کونسا اس کے علاوہ کسی کو دیکھ بھی سکتا ہوں۔"

"تو ان سب میں سِلا کہاں گئ؟" علیزے کی آواز اونچی ہو گئ۔

"ریلیکس زے وہ اپنی حویلی گئ میرا مطلب میں جلد سے جلد اسے طلاق دینے کا انتظام کر رہا ہوں۔" وہ آرام سے بولا۔

"واٹ تم بھی۔" بے اختیار علیزے کے منہ سے نکلا۔

"تم بھی مطلب؟" عدیب چونکا۔

"میر.... میرا مطلب ڈیڈ کو کیا کہو گے سب کو کیا کہو گے اور شاہ زیب کو؟"

"مجھے فرق نہیں پڑتا نہیں رہنا نہیں رہنا مان لی تھی نا اس وقت بات ڈیڈ کی جب وہ سخت بیمار تھے اب تو وہ صحت یاب ہوتے جا رہے ہیں اور زرے تم مجھے بتاؤ ایک ایسے انسان کے ساتھ میں کیسے رہوں جو مجھے پسند نہیں چلو پسند نہ ہو پسند تو دور کی بات ہے لیکن میں اس کے بارے اس طرح سوچتا تک نہیں ایک زبردستی اور مجبوری کا رشتہ قایم کیا تھا میں نے اور اب بس جنت سے میں محبت کتنی کرتا ہوں تم جانتی ہو میں اب مزید قربانی نہیں دے سکتا مجھے اپنی زندگی اپنے لحاظ سے جینی ہے۔" عدیب کی باتوں نے اسے اپنی حالت یاد دلا تھی، ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ دونوں بہن بھائی نے سمجھوتے کی حد کر دی تھی مگر اب مزید نہیں، نہ تو اب بہن ایسے زندگی گزار سکتی تھی نہ بھائی دونوں کو اپنی زندگی کی ڈور اپنے ہاتھ میں چاہیے تھی اور اپنی اپنی محبت کے ساتھ اپنی باقی کی زندگی گزرانی تھی نا کہ مجبوری میں بندھے رشتے قایم کرنے تھے۔

"تم صحیح کہہ رہے ہو غلطی سِلا کا بھی نہیں ہے شاید بڑوں نے ہی غلطی کی ہے۔"

"وہی تو میں کہہ رہا ہوں نہ غلطی اس بیچاری کی ہے نہ میری سب بڑوں کی غلطی ہے مجھے سمجھ نہیں آتا زندگی ہمیں گزارنی ہے یا ان کو جبکہ خود کہتے ہیں کہ ہمارے جینے کے دن بہت کم ہے لیکن یار ہمیں تو جینا ہے نا پھر کیوں زبردستی ایک دوسرے کے پلے باندھا۔" وہ چڑ کر کہہ رہا تھا، علیزے خاموش ہو گئ، وہ کچھ غلط تو نہیں کہہ رہا تھا۔

"مجھے اب ویٹسن سے بات کرنی ہے۔" اس نے دل میں سوچ لیا تھا کہ اب اسے اگلا قدم کیا اٹھانا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

"ماورہ تیرے لیے شاہ جی کا فون آیا ہے۔" افشاں تقریباً بھاگتے ہوئے صحن میں بچھی چرپائی پر چت لیٹی آسمان کو گھورتی ہوئی ماورہ کے پاس اہم اطلاع لے کر آئی تھی اور اسی پل ماورہ تیزی سے پلنگ سے اٹھی تھی اور بے یقینی سے افشاں کو دیکھا جس نے خوشی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"شاہ جی میرے شاہ جی۔" وہ جلدی سے اٹھی اور برآمدے کی طرف بھاگی، ٹیلی فون اٹھا کر کان سے پھولی سانسیں بحال کرتے ہوئے کان سے لگایا۔

"پہ تادہ سلام وي شاہ جی۔" اس نے مسکراتے ہوئے سلام کیا، دوسری طرف شاہ زیب کے جواب پر اس کی آواز سن وہ سرشار ہو گئی۔

"وہ دراصل مجھے شہر آنا پڑا تمہیں بتائے بغیر ایک ضروری کام تھا اسیلیے میں ڈیرہ سے ہی شہر روانہ ہو گیا تھا سمیر نے بتایا تھا؟" بھاری آواز میں وہی سنجیدگی جو اس کے لب ولہجہ

میں قایم رہتی تھی، وہی بنا بات گھمائے سیدھی بات کرنے کی وہ عادت جو ماورہ کو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی کس قدر پسند تھی۔

"ماورہ؟" ماورہ خاموش اس کی آواز میں کھو گئی تھی جب شاہ زیب نے پکارا۔ اس کی زبان سے اپنا نام سن وہ کھل اٹھی تھی۔

"ھو شاہ جی ماتہ ویل شوي وو۔" (جی شاہ جی مجھے آگاہ کر دیا گیا تھا) وہ ہوش کی دنیا میں آ کر فٹ سے بولی۔

"ہوں۔"

"وہ.... شاہ جی...." دوپٹے کا کونا موڑتے ہوئے وہ جھجھکتے کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔

"کچھ کہنا ہے؟" دوسری طرف جیسے بھانپ لیا گیا تھا۔

"مبارک شہ۔" وہ جلدی سے خوشی سے بول پڑی ہے۔

"وا°؟" (کس بات کی) دوسری طرف وہ چونکا۔

"تاسو... تاسو انتخابات و°°ل۔" (آپ... آپ انتخابات جیت گئے ناں) وہ مسکرا کر بولی۔

"اوہ ہاں خیر مبارک۔" اسے جیسے یاد آیا، ماورہ کو اچھنبا ہوا وہ اتنا لاپرواہ کیوں لگا تھا جبکہ اسے تو خوشی سے اس کی مبارک باد کا جواب دینا چاہیے تھا۔ وہ انتخابات جیت گیا تھا

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جس کے لیے اس نے انتھک محنت کی تھی مگر مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی آواز سے وہ اس وقت کھویا کھویا سا لگ رہا تھا جیسے بات بھی رسمی طور پر کر رہا ہو۔

"ھر ْہ سم دي؟" (سب خیریت) اسے پہلا خیال ہی علیزے کا آیا، دل میں لڈو پھوٹنے لگے شاید علیزے سے کوئی جھگڑا ہوا ہوگا، یہ سوچ نے ہی ماورہ کے پتنگے لگا دیے تھے۔

"ھوزہ بہ وروستہ خبر ْوکاْم....." (ہاں میں بعد میں بات کرتا ہو...) اسے پہلے وہ فون کانٹتا ماورہ تیزی سے بول اٹھی۔

"شاہ جی آپ واپس حویلی والوں کے ساتھ آرہے نا؟"

"کچھ کام ہیں یہاں میں اور علیزے رات تک آئیں گے۔" اور یہ آخری جملہ سن کر اس کی ساری خوشی ہوا ہو گئی، کریلے کا کڑوہ ذایقہ منہ میں پھیل گیا۔

"ْہ وشو ماورہ کیا بات ہوئی؟" افشاں نے جوش سے آکر پوچھا مگر وہ حیران ہوئی کیونکہ ماورہ کے تاثرات اس وقت خوشگوار ہونے کے بجائے پتھریلے تھے۔

"ارے ْہ وشو چھوٹے بابا سے بات نہیں ہوئی؟" وہ فون پٹخ کر الٹے ماؤں مڑ گئی، افشاں نے حیرانگی سے آواز لگائی جس کو وہ شاید ان سنا کر گئی تھی، اندر جیسے ابال سا اٹھ رہا تھا۔

"اس کو کیا ہوا؟" افشاں ٹیلی فون کی جانب دیکھتی نا سمجھی سے بڑبڑائی تھی، کبھی کبھی اسے ماورہ سمجھ نہیں آتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

صبح کا سورج طلوع ہو گیا تھا، مہراب ہاؤس میں اس وقت بگھدڑ مچی نظر آ رہی تھی کیونکہ انور بخت شاہستہ بیگم اور بچوں کے ساتھ واپس سڈنی جا رہے تھے اور حویلی والے واپس گاؤں، علیزے آج جلدی اٹھی تھی ویسی وہ مشکل سے ایک گھنٹہ ہی سوئی تھی، پوری رات اپنی حالت کے بارے میں سوچ سوچ کر بے بسی، غصہ، غم کیا کچھ نہیں آ رہا تھا یہ وقت ہر لڑکی کے لیے خوبصورت ہوتا ہے لیکن وہ کتنی بدنصیب تھی اس وقت کو خوشی سے بتانا تو دور یہ وقت آیا کیوں اس پر پچھتاوے سے لبریز تھی۔

"اوئے پاگل تو کیا سوچوں میں گم رہتی ہے نشہ وشہ کرنے لگی ہے؟" وہ جو سکڑی صوفے پر بھیٹی سامنے کئی دیر سے چپ چاپ گھر میں ہوتی ہوئی ہل چل کو دیکھ رہی تھی چونک گئی، دانیال نے دھپ سے اس کے برابر قریب صوفے پر آڑھا ترچھا لیٹ اپنا سر اس کی گود میں رکھ اس کا سوچوں کا تلسلسل توڑ دیا تھا۔

"ہوں نہیں وہ میں بس...." اسے سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے۔

"کیا نہیں وہ میں تو.... زیادہ اداکارہ مت بن اور یہ بتا کیسا لگ رہا ہوں میں ایز آ جیجو۔" وہ شوخی سے جان بوجھ کر اپنی تیسری انگلی میں مردانہ انگھوٹی دکھاتے ہوئے آنکھ دبا کر بولا علیزے ہولے سے مسکرا دی۔

"ایک دم بیکار چہ چہ سارہ موڈ خراب کر دیا۔" وہ اب واقعی میں اداکاری کرتے ہوئے بولی۔ دانیال نے اسے گھورا۔

"بھائی کہاں ہے؟" اسے پہلے وہ کوئی جواب دیتا سامنے سے آتی ہوئی سِلا سے علیزے نے پوچھا۔ اس نے سِلا کے چہرے پر ایک سرد تاثر آتے ہوئے دیکھا اور وہ حیران تب ہوئی جب اس نے علیزے کی جانب دیکھ کر بھی اس کا سوال سن کر بھی اسے نظرانداز کر دیا تھا شاید وہ عدیب سے متعلق کوئی بات کرنا پسند نہیں کر رہی تھی۔

"زید کب گیا ملا ہی نہیں؟" مہراب علی نے اخبار رول کرتے ہوئے ٹیلی ویژن کی سکرین پر چلتے نیوز چینل پر نظریں جمائے انور بخت سے پوچھا تھا۔

"پتا نہیں مہراب بھائی میں نے بھی ابھی یوجنا سے وہی پوچھا تھا کہ زید بھائی کو دیکھا تو کہتی کہ وہ تو صبح ہی روشنی ہونے سے پہلے چلے گ ئے تھے۔" چائے کی ٹرے میز پر رکھتی ہوئی شاہستہ بیگم نے انور بخت کے بجائے بتایا تھا، سِلا خاموشی سے عمارہ کے برابر بھیٹ گئی تھی جو سامنے دانیال کو علیزے کی گود میں سر رکھ لیٹے کچھ حیران پریشان

ہو گئی تھی جبکہ علیزے کے ساتھ ساتھ انور بخت، مہراب علی اور شاہستہ بیگم نے نوٹس تک نہ لیا تھا، علیزے آہستگی سے دانیال کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلانے لگی اور وہ جو موبائل جیب سے نکال مصروف ہو گیا تھا اس کو یہ عمل جاری رکھنے کا کہا۔

"مما ساری پیکنگ ہو چکی ہے اور آپ نے جیسا کہا تھا ویسے ہی کپڑے رکھے ہیں۔"

رائمہ نے آکر بتاتے ہوئے ساتھ چائے سے اپنا کپ اٹھایا اور عمارہ اور سلا کے پاس جا کر بھیٹ گئی، دانیال فوراً ہی متوجہ ہوا اس کی طرف لیکن اس نے تو جیسے کل رات کے بعد اسے نظر انداز کرنے کی قسم کھائی ہوئی تھی، یہ حیا ہی تھی کیونکہ وہ بے اختیاری میں اظہار تو کر گئی تھی مگر بعد میں کمرے میں آکر وہ بری طرح خود کو جھڑکنے لگی تھی ساتھ یوجنا کے یہ پوچھنے پر کہ "آپ کے گال اتنے سرخ کیوں ہو رہے ہیں؟" وہ مزید شرمندہ شرمندہ سی ہو گئی تھی۔

"ارے آؤ بیٹا۔" شاہ زیب کو گھر میں اندر آتا ہوا دیکھ انور بخت کی نظر سب سے پہلے گئی تھی جب ہی وہ جلدی سے بولے تھے اور حیران بھی تھے کہ کل پرسوں کی رات اور کل پورا دن شاہ زیب گھر میں دکھائی نہیں دیا تھا یہاں تک کہ اس نے مہک کی بارات میں بھی شرکت نہیں کی تھی، فون کر کے پوچھنے پر اس نے یہی بتایا تھا کہ وہ کسی کام میں پھنسا ہوا ہے، اب وہ تھکا تھکا سا گھر میں آیا تھا اور سامنے دانیال کو بڑی بے تکلفی سے

علیزے کی گود میں دیکھ جہاں وہ پہلے کوئی ردِ عمل دیتا دانیال پہلے ہی اسے دیکھ چونک کر اٹھا اور علیزے سے دور انور بخت کے برابر جا بھیٹا، علیزے جو پھر اپنی سوچوں میں گم تھی دانیال کے ہڑبڑا کر اٹھنے پر چونکی اور جب بیرونی گیٹ سے اندر آتے ہوئے شاہ زیب کو دیکھا تو دونوں کی نظریں ایک ساتھ ٹکرائیں اور علیزے نے چرا لیں۔

"آؤ بیٹا چائے پیو گے ؟" شاہستہ بیگم نے نرمی سے پوچھا اسی اثناء میں انیلا بخت کے ساتھ مہرون نساء آئیں۔

"کہاں تھے تم بیٹا؟" مہرون نساء نے بیٹے سے پوچھا ساتھ انہیں مہراب علی کے سامنے شرمندگی بھی ہوئی کیونکہ شاہ زیب نے مہک کے نکاح اور رخصتی کسی میں بھی شرکت نہیں کی تھی۔

"ایک ضروری کام تھا امی جان۔" وہ بھیٹا نہیں تھا۔

"اتنا کیا ضروری کام تھا کہ تم رات دن غایب ہی رہے انکل نے تمہارا کتنا پوچھا بری بات ہے۔" وہ خفگی سے بولی، انیلا بخت اپنی عین کے پاس بھیٹتی اسے خود سے لگائ شاہ زیب کا تھکاوٹ سے چور چہرہ دیکھنے لگی۔

"انکل میں معافی چاہتا ہوں میرا ارداہ تھا آنے کا لیکن" .....

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے بیٹا کوئی بات نہیں کیا ہو گیا۔" مہراب علی تیزی سے اس کے جملے کو کاٹتے ہوئے بولے جو نہایت سادگی سے معزرت کر رہا تھا، علیزے نے ایک چبھتی نظر اس پر ڈالی۔

"منافق انسان۔" ساتھ وہ دل میں بڑبڑائی تھی، اسے پرسوں رات کی دھمکی اور شاہ زیب کا رویہ یاد تھا اور سے بڑھ کر بچہ کی خبر سن وہ اسے اور نفرت کرنے لگی تھی۔

"جاؤ وئی منہ ہاتھ دھولے آرام کر۔" مہرون نساء پھر کچھ تو تیشی انداز میں پوچھتیں انیلا بخت نے بول دیا جس پر وہ چپ ہو گئیں، شاہ زیب سر ہلا کر بنا ایک نظر علیزے پر ڈال کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہم ابھی نکل جائیں گے اور آپ لالا رات کو نکلیں گے؟" عمارہ نے علیزے سے پوچھا تھا مگر اس پر یہ انکشاف ہوا تھا۔

"نہیں مج... مجھے تو رکنا تھا یہاں۔" وہ منمنائی مگر شاہستہ بیگم نے اسے آنکھیں دکھا دی تھیں جس کا وہ مفہوم سمجھ گئی تھی اور پیچ و تاب کھا کر رہ گئی ساتھ ہی غیر محسوس انداز میں انیلا بخت سے دور ہوئی۔

"جاؤ بیٹا شاہ سے جا کر پوچھو کھانے وغیرہ کا۔" مہرون نساء نے کہا۔ وہ انہیں ایسے دیکھنے لگی جیسے کوئی غلط بات کر دی ہو انہوں نے۔

"میں ؟"

"ہاں تو اور کون تمہارا فرض ہے۔" رایمہ کو اس کا ردِ عمل مناسب نہیں لگا تھا وہ غور کر رہی تھی پچھلے کچھ دن سے علیزے ٹھیک سے بے ہیو نہیں کر رہی تھی جب ہی ڈانٹنے والے انداز میں بولی، دانیال نے مسکرا کر رایمہ کو دیکھا جس پر وہ جھینپ بھی گئی۔

"جاؤ بیٹا۔" شائستہ بیگم نے اسے ویسی جما بھیٹا دیکھ کہا۔ وہ اٹھی اور مرے قدموں سے کمرے کی جانب جانے لگی ساتھ اس نے چلتے ہوئے ویٹسن کو جو اس نے رات کو کیفے میں ملنے بلایا تھا وہ منع کر کے ابھی دوپہر کا وقت دے دیا کیونکہ اس کے پاس اب وقت نہیں تھا اسے ناچار حویلی لوٹنا پڑتا اور پھر وہاں جا کر وہ کیسے اتنی بڑی خبر چھپاتی؟ اس نے ویٹسن کو آج بتا دینا تھا، وہ نہیں جانتی وہ کیا ردِ عمل دے گا شاید اس کی بات سنتے ہی اسے چھوڑ دے مگر اب یا تو آر یا پار تھا، ویٹسن اسے چھوڑے یا نہ چھوڑے وہ یہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا بچہ کبھی دنیا میں نہیں لائے گی اور نہ اس کی دسترس میں اب رہ گی وہ یہ طے کر چکی تھی۔

"سِلا عدیب کہا....." اسے پہلے علیزے والا سوال شائستہ بیگم کرتیں عدیب گھر میں چلا آیا اور رانیلا بخت کے برابر بھیٹنے سے اچھا اس نے سِلا کے برابر بھیٹنے کا سوچ بھیٹ گیا، سِلا یکدم پہلو بدل گئی۔

"کہاں تھے تم میاں؟"مہراب علی نے پوچھا۔

"انکل مہراب وہ شادی میں جو انتظامات ہوئے ہیں اس کی پیمنٹ کرنے گیا تھا۔"اس نے بتایا۔

"کیوں دانیال چیک تو تمہیں دیا تھا میں نے؟"دانیال گڑ بڑا گیا۔

"وہ دراصل دانی نے مجھے دے دیا تھا اسے کہیں اور جانا تھا۔"عدیب نے صاف سچ کہا جس پر دانیال نے دانت کچکچاتے ہوئے اسے جان سے مار دینے کے ارادے سے گھورا۔وہ زیرِ لب بنا اسے دیکھے مسکرایا۔

"کہاں جانا تھا تمہیں اتنا اہم کام چھوڑ کے؟"مہراب علی برہم ہوئے۔

"وہ ڈیڈ....وہ...."اس نے ایک نظر رایمہ کو دیکھا جو سر جھکائے عمارہ سے کچھ بات کرتی ہوئی چائے کی چسکیاں بھر رہی تھی پھر عدیب کو دیکھا جو مسکراہٹ دبائے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا تھا۔

"کمینے تو اچھی طرح جانتا ہے۔"وہ بڑبڑایا۔

"کیا؟"مہراب علی کو آواز نہ آئی تھی۔

"وہ"....

"کیا ہو گیا مہراب شادی کا گھر تھا ہزار کام ہوں گے کیوں بچے پر غصہ کر رہے ہو؟" انور بخت نے شاہستہ بیگم کے ہاتھ سے دوایاں لیتے ہوئے مہراب علی کو ٹوکا، دانیال نے انور بخت کو اس وقت اپنے خیر خواہ مانا تھا۔

"لیکن اس کی آوارہ گردیاں.....

"مہراب بیٹے کیوں ہمارے داماد پر غصہ کر رہے ہو؟" انیلا بخت نے انہیں روک دیا تھا۔

"ہائے دادی جان دل جیت لیا آپ نے۔" دانیال فوراً اٹھ کر ان کے پاس آیا اور ان کے گلے میں بانہیں ڈال محبت سے بولا، عدیب نے آنکھیں گھماتے ہوئے سِلا کو دیکھا جو سب سے لاتعلق بنی بھیٹی تھی۔

"چائے دینا۔" کیا حکم دینے والا انداز تھا، سِلا نے سرعت سے گردن موڑے اسے کینا نظروں سے دیکھا۔

"آپ کے ہاتھ سلامت ہیں نالیں لیں۔" اور اگلے پل عدیب حیران رہ گیا کیونکہ وہ سرد لہجے سے کہتی اٹھ اپنے بندھے سامان کو دوبارہ چیک کرنے کا کہتی بہانہ بنائے چلی گئی تھی پیچھے عدیب ہکہ بکہ رہ گیا تھا، آج سے پہلے سِلا نے اتنی بد تمیزی سے منہ پر کبھی

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی کام کے لیے انکار نہیں کیا تھا، وہ خفگی میں ہی سہی اس کے سارے کام خود سے کرتی تھی۔

"کیا ہوا بھائی چائے چاہیے دوں؟" رائمہ نے اسے دیکھ پوچھا۔ اس نے سخت تاثرات کے ساتھ نفی میں سر ہلا دیا۔

"ہائے گڈ مارننگ دادی جان اینڈ ایوری ون" یوجنا او نگھتی ہوئی آئی اور مہرون نساء سے لگ کر بھیٹ گئی۔

"یہ کوئی وقت ہے اٹھنے کا دماغ خراب ہے تمہارا اگلے دو گھنٹے میں ہمیں ایئرپورٹ نکلنا ہے اور تم اب تک سو رہی تھی۔" اچانک ہی اس نے اپنی توہین کا غصہ یوجنا پر نکالا تھا، وہاں بھیٹے سارے نفوس حیران رہ گئے تھے۔

"وہ بھائی میں دیر سے سوئی.... "یوجنا نے حیرانی سے کچھ کہنا چاہا۔

"کیوں کتنی بار منع کیا ہے دیر تک موبایل پر مت لگی رہا کرو لیکن تم سنتی ہو اب کسی کی؟" وہ اس پر ہی چڑھ گیا تھا۔

"کیا ہو گیا عدیب آپ کو بچی ہے۔" مہرون نساء نے یکدم سہمتی ہوئی یوجنا کو اپنی بانہوں میں لیے کہا تھا، عدیب کچھ نہ بولا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چل بروا اور تم چھپکلی ٹسمے مت بہانا۔" دانیال نے عدیب کو کہتے ہوئے یوجنا کی نم آنکھیں دیکھ کہا۔ وہ اسے غصہ سے گھورنے لگی۔

"دانیال۔" مہراب علی نے اسے جھڑکا۔

"جاؤ جاکر دیکھ کر آؤ گاؤں جانے کے لیے گاڑی تیار ہے۔" زینیا، سلماں بخت اور عمر کو تیار آتا ہوا دیکھ وہ دانیال سے بولے کیونکہ ان تینوں کا ہی انتظار ہو رہا تھا۔

"جی۔" وہ منہ بنا کر اٹھا، عدیب اٹھ کر جا چکا تھا۔

"یہ لو جلدی سے تمہارے لیے گفٹ ہے۔" سب کی نظروں سے بچتے ہوئے اس نے رایمہ کی گود میں ایک پیکٹ ڈالا اور جلدی سے باہر نکل گیا، عمارہ جو اس کے برابر ہی بھیٹی تھی شریر نظروں سے رایمہ کو دیکھنے لگی جو جھینپ گئی تھی اور ساتھ وہ تحفہ ہاتھ میں پکڑ کر آنچل کے پیچھے چھپا لیا۔

"کیا ہوا رو کیوں رہی ہو تم یوجنا؟" عمر نے یوجنا سے پوچھا۔ وہ جلدی سے نفی میں سر ہلا کر مہرون نساء سے الگ ہوئی۔

"کوئی نہیں بیٹا بھائی ہے ناڈانٹ دیتے ہیں لیکن بھلائی کے لیے ہی۔" مہرون نساء نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"ہاں یوج تھکے ہوئے تھے فرسٹریشن ہو گی۔" رایمہ نے بھی کہا۔

"سب اپنی فرسٹریشن مجھ پر ہی نکالتے ہیں پہلے آپی اور اب بھائی۔" وہ غصہ سے بڑبڑائی۔

"لور ادھر آدادی جان کے پاس۔" انیلا بخت نے بانہیں پھیلائیں۔ وہ سر جھٹک ان سے جا لگی، شائستہ بیگم نے کچھ سوچتے ہوئے کمرے کی جانب دیکھا تھا جہاں سلا گئی تھی پھر عدیب۔

☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو خالی کمرہ پایا، باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز پر اس نے سانس بھری اور صوفے پر جا کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بھیٹ اس کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی، اس نے موبائل کی سکرین کھولی۔ سامنے ہی ویٹس کا جواب آیا ہوا تھا جس میں "اوکے" لکھا تھا، وہ کئی دیر تک سوچوں میں گم میسیج کو دیکھتی رہی جب دروازے کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا۔ شاہ زیب فریش ہو کر باہر نکلا تھا لیکن آنکھیں سوجی ہوئی تھیں شاید وہ دو راتوں کا جاگا ہوا تھا جانے کیوں علیزے کو اس کی فکر ہوئی شاید دل کے کونے میں اس کے لیے نرم گوشہ تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

وہ علیزے کو نظر انداز کرتا ہوا سنگھار میز کے سامنے آیا اور گیلے بالوں پر برش پھیرنے لگا، یہ علیزے کا ہی برش تھا اور علیزے کو سخت چڑ تھی کہ کوئی اس کے برش کو ہاتھ لگائے اور ہمیشہ شاہ زیب اس کا ہی برش استعمال کرتا تھا شاید وہ اس کو تنگ کرنے کے لیے اس کے لاکھ چڑنے کے باوجود کرتا تھا مگر اس بار علیزے نے کچھ نہیں کہا تھا، وہ خاموشی سے اس کی حرکات و سکنات دیکھنے لگی جبکہ وہ چہرے پر بے حد سنجیدگی لیے اس کو نظر انداز کیے ہوئے تھا۔

"کھانا کھانا ہے؟" کیا انداز تھا پوچھنے کا؟ شاہ زیب کا ہاتھ ایک پل کو رکا، نیلی آنکھیں آئینے سے پیچھے بھیٹی علیزے پر گئیں۔ دونوں کی نظریں ٹکرائیں اور لمحے بھر میں شاہ زیب نے نظریں واپس خود پر ٹکا لیں۔

"ایک تو پوچھ رہی ہوں اپر سے موصوف کے نخرے ہیں۔" اس نے اپنی انا کو ایک طرف رکھ دل پر پتھر رکھ کر پوچھا تھا مگر اس کا ردِ عمل دیکھ اس کے تلوؤں سے لگی اور سر پر بجھی۔

"تو پھر کیا سوچا تم نے؟" وہ برش واپس رکھ اب بیڈ کی طرف بڑھا تھا، علیزے نے حلق کو تر کرتے ہوئے کافی ہمت سے ایک بار پھر اسے مخاطب کیا تھا، وہ اتنے معاملی انداز میں پوچھ رہی تھی جیسے ان دونوں کے بیچ کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

"کس بارے میں؟"اب کی بار شاہ زیب کا جواب آیا تھااور حیرت کی بات تھی کہ وہ بھی بڑے معاملی انداز میں آگیا تھا۔

"ہماری ڈیوارس کے بارے میں۔"علیزے نے حیرت کو چھپائے عام سے انداز میں کہا،شاہ زیب نے سوئچ پر ہاتھ دبا کر بتیاں بجھائیں۔اب صرف بند کھڑکی کے پار سے ہی سورج کی کرنیں نیم اندھرے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔

"بولو؟"جواب نہ پا کر اس نے پہلو بدلا،شاہ زیب بیڈ پر بھیٹ چکا تھا،پشت علیزے کی طرف تھی۔

"مجھے نہیں معلوم تم کس بارے میں بات کر رہی ہو۔"اگر وہ سیر تھی تو وہ سوا سیر تھا،بے حد سادگی سے انجان بنتے ہوئے وہ بیڈ پر سیدھا لیٹ چکا تھا،بازو آنکھوں پر رکھ وہ یہ جتا رہا تھا کہ اب آگے کوئی بات نہ کی جائے۔وہ آرام کر رہا ہے۔

"واٹ ربش تم ایسے کیسے کر سکتے ہو تمہیں مجھے ڈیوارس دینی ہی ہو گی۔"علیزے تن فن کرتی ہوئی اس کے سر پر جا کھڑی ہوئی،وہ ہنوز ویسی رہا،یعنی پھر سے نظر انداز؟

"دیکھو شاہ زیب تمہاری دھمکیوں سے میں ڈرتی نہیں ہوں مجھے پتہ ہے کہ تم جان بوجھ کر انجان بن رہے ہو کیونکہ تمہیں مجھے ڈیوارس نہیں دینی قید کر کے مجھ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے ہیں لیکن ایک بات یاد رکھنا میں کوئی تمہاری گاؤں کی ان پڑھ لڑکی

نہیں ہوں جو چپ چاپ سب برداشت کر کے تمہارے ساتھ ساری عمر نکال دوں گی میں اپنے حق کے لیے کھڑی ہو گی اور تم سے علیحدگی بھی اختیار کرو گی۔" وہ اٹل لہجے میں ایک ہی سانس میں بول گئی تھی۔

شاہ زیب نے اپنا بازو اپنی آنکھوں سے ہٹایا اور اس کو دیکھا جو تمتماتا ہوا چہرہ لیے پھولی سانس بحال کر رہی تھی۔

"واٹ داف....." اور ایک جھٹکے میں شاہ زیب نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچا جس کے نتیجے وہ اس پر جھک گئی، ڈھیلے سے جوڑے میں بندھے کندھے تک آتے ہوئے بال کھل کر آگے آگئے اور شاہ زیب کے چہرے کو چھونے لگے۔

"اتنی بکواس کرنی کہاں سے سیکھی ہے تم نے؟" ماتھے پر بل ڈالے وہ اپنے چہرے کے بے حد قریب اس کے سرخ چہرے کو دیکھ پوچھا، علیزے نے دانت کچکچاتے ہوئے اسے دور ہونا چاہا مگر اس کو بازو اس کی سخت گرفت میں تھا۔

"لیومی۔" وہ پھڑ پھڑاتی چڑیا بنی مگر وہ ویسی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا، علیزے نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں برسوں کی تھکن نے آنکھوں کی سختی کو دبا دیا تھا۔

"تم ایک بات اپنے ننھے سے دماغ میں ذہن نشین کر لو کہ میں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت تمہیں اپنی دسترس سے کبھی آزاد نہیں کروں گا تم جانتی ہو میں نے آزاد کا لفظ

کیوں استعمال کیا کیونکہ تمہارے نزدیق دسترس کے معنے قید ہیں جبکہ اصل معنے نہ ہی تم نے کبھی جانے ہیں نہ ہی کبھی جاننے کی کوشش کی ہے تمہیں لگتا ہے کہ دسترس قید کا دوسرا نام ہے تو ٹھیک ہے ہم آپ کے چاہنے والے ہیں آپ جیسا سمجھے گی ویسا ہی ہو گا اب اگر دسترس قید ہے تو تم میری قید میں ہو تھی اور رہو گی اس قید سے آزادی میرے مرنے کے بعد بھی نہیں ملے گی اس کی میں گیر نٹی دیتا ہوں اب جو کرنا ہے کرو جو اکھاڑنا ہے اکھاڑ و ایڑھی چوٹی لگا دو لیکن اب اگر میرے یہ سب بولنے کے بعد تمہاری زبان سے ایک لفظ بھی جوابا نکلا تو نکاح والے دن کی میری دھمکی تو تمہیں یاد ہی ہو گی اور تم اچھی طرح جانتی ہو میں اس میں بے حد اچھا ہوں تمہارے مطابق کسی کے ساتھ حادثہ کروانا کسی کو غایب کرنا میرے بائے ہاتھ کھیل ہے تو ٹھیک ہے یہ کھیل تمہارے ساتھ بھی کھیلیں گے اگر تم نے اپنی بکواس جاری رکھی اب جاؤ یہاں سے دفع ہو باہر میرا سر پھٹ رہا ہے ایسا نہ ہو تمہارے اپر ظلم کے پہاڑ ابھی سے توڑنے لگ جاؤں ویسی تمہارے بالوں سے اٹھنے والی مہک مجھے مسلسل پریشان کر رہی ہے دور ہٹو۔" یہ کیا ہوا تھا؟ وہ کیا کچھ کہہ گیا تھا؟ وہ سن آنکھیں پھیلائے جو اسے سنے جا رہی تھی آخر میں اس نے ایک جھٹکے سے اسے دور کیا تو وہ پیچھے لڑکھڑاتے ہوئے ہوئ جبکہ وہ واپس بازو آنکھوں پر رکھ چکا تھا۔

وہ اسے دیکھتی رہ گئ، آہستہ آہستہ قدم پیچھے لیتی ہوئی وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور کر باہر نکل گئ تھی۔

اس نے آج سے پہلے اتنا بے حس انسان اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔

پیچھے شاہ زیب نے ایک جھٹکے سے زوردار آواز میں بند دروازے کو آنکھوں سے بازو ہٹا کر دیکھا اور پھر واپس گہری سانس لیتے آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
www.zubinovelszone.com

وہ کمرے میں غصہ سے داخل ہوا تو سِلا کو اپنا بقیہ سامان بیگ میں پیک کرتے ہوئے دیکھ اسی کی طرف آیا اور ایک جھٹکے سے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف متوجہ کیا، سِلا نے قدرے چونک کر پہلے اس کے غصیلے چہرے کو دیکھا پھر اپنے بازو کو جہاں پر اس کی مضبوط گرفت تھی۔

"کیا فضول بک کر آئ تھی؟" سِلا نے حیرانی سے پھر ناگواری سے اسے گھورا۔

"چھوڑیں۔"

"بولو کیا بک رہی تھی؟" وہ اس کی مزاحمت پر اپنی گرفت اور سخت کرتے ہوئے بولا، سِلا کے آنکھوں میں درد کے مارے آنسو آگ ئے۔

"کیا کہا میں نے یہی کہ آپ کے ہاتھ سلامت ہیں آپ چائے نکال لیں۔" سِلا کوشش جاری رکھتے ہوئے غصہ سے پھنکاری۔

"اس بد تمیزی کا کیا مطلب سمجھوں میں؟" عدیب اس کی حاضر جوابی پر کڑھتا ہوا بولا، اس کے اتنے پر کیسے نکل آئے تھے کہ آج وہ اس کو منہ پر جواب مارنے لگے۔

"بد تمیزی؟" سِلا نے رک کر مصنوعی حیرانی سے تمسخرانہ مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔

"اور وہ کیا ہے جو آپ نے کل رات کیا تھا میرے خیال سے اس کے لیے تو ایک ایسا لفظ ہے جو میں اپنی زبان پر بھی کبھی نہ لاؤں۔" عدیب نے حیران ہوتے ہوئے گرفت چھوڑی تو اس نے فایدہ اٹھا کر تیزی سے اسے فاصلہ قایم کیا۔

"اور وہ کیا ہے جواب تک آپ میرے ساتھ کرتے آرہے اس کے آگے بد تمیزی بھی کچھ نہیں۔" عدیب نے بھنویں جوڑیں سِلا کا یہ نڈر روپ دیکھا۔

"آج میں نے آپ کو جواب کیا دے دیا آپ کی تو انا پر چوٹ لگ گئ۔" آنکھوں سے آنسوں آزاد ہو چکے تھے، ناک پوری سرخ پڑ چکی تھی۔

"اور جواب تک آپ نے انا تو دور کی بات ہے میری ذات کو کچلا ہے اس کا کیا میری توہین کی ہے اس کا کیا؟" وہ آج جیسے پھٹ پڑی تھی، عدیب کو جھٹکے پر جھٹکے ملنے لگے تھے، وہ تو شکر تھا کہ وہ اندر داخل ہوتے وقت پورا دروازہ بند کر چکا تھا کیونکہ جتنی بلند

سِلا کی آواز ہوئی تھی اگر دروازہ کھلا ہوتا تو باآسانی سب کو اندر لگے تماشے کا معلوم ہو جاتا۔

"کیا غلطی تھی میری بولیے چپ کیوں کھڑے ہیں کیا غلطی تھی میری جس کو آپ ذلت کی قبر میں دفنائے جا رہے ہیں؟" اس نے لمحے بھر میں اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ طے کرتے ہوئے عدیب کا گریبان اپنے ہاتھوں میں لے لیا، عدیب اس کے لیے ہرگز تیار نہ تھا، وہ ششدر رہ گیا۔

"کل کتنی آسانی سے آپ نے میرے کردار کو داغ دار کر دیا کسی انجان شخص کے آگے مجھے شرمندگی سے چور کر دیا مجھے سر اٹھانے کے بھی قابل نہیں رکھا آپ نے اپنی بیوی کو اور کسی اور مرد کو اس قدر گھٹیا مشورہ دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں آپ کہ نکاح میں آپ کی عزت ہوں یہ مردانگی ہے آپ کی غیرت ہے آپ میں یا نہیں؟" وہ چلاتی ہوئی پیچھے ہوئی، عدیب فوراً بھڑکا۔

"اندازہ بھی ہے کیا بول رہی ہو تم؟ "

"اچھی طرح اندازہ ہے مجھے اپنے لفظوں کا مگر آپ کو... آپ کو ہوش ہوتا ہے جب آپ اپنی زبان کھولتے ہیں چاہے آپ کے کڑوے بے ہودا لفظ سامنے والے کی روح

تک چیر جائیں آپ کو احساس بھی ہوتا ہے ؟"آج جیسے وہ سارے حساب چکتا کرنے لگی تھی، عدیب واقعی لاجواب ہو گیا تھا۔

"پہلے محبت کا ڈھونگ مجھ سے پھر دھوکہ پھر لاتعلقی کا اظہار پھر معلوم ہوتا ہے کہ میرے شوہر کے دل میں کوئی اور ہے یہاں تک تو سب برداشت کر لیا تھا لیکن میری ذات کی نفی نہیں ایک عورت یہ برداشیت ہر گز نہیں کرے گی چاہے وہ میری طرح جتنی بھی صابر ہو سنا آپ نے۔" وہ چلائی، عدیب نے آنکھیں گھمائیں۔

"کیا بکوا".....

"میں تنگ آچکی ہوں اس جھوٹے رشتے میں قید ہو کر نہیں گزارنی مجھے یہ ذلت سے بھری کانٹوں کی زندگی جس میں میرا شوہر میری عزتِ نفس کو روز اپنے پیروں تلے کچلے اپنی بیوی سے بے گانہ رہے اور جب مخاطب کرے بھی تو اسے اپنے ہی دوست کے ساتھ شادی کے مشورے دے ایسی توہین بھری زندگی گزارنے سے اچھا ہے انسان مر جائے۔"اس کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا وہ بھیٹتے بھیٹتے روتے ہوئے چیخ رہی تھی، پوری رات وہ لبوں پر کف لگائے ایک کونے میں بھیٹی رہی تھی مگر اب اسے مزید برداشت نہیں ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"پاگل ہو گئی ہو تم علاج کرواؤ اپنا۔" عدیب جذبذب ہوتا ہوا اس پر اچٹی نظر ڈال کمرے سے نکل گیا جبکہ وہ زمین پر بھیٹی پھوٹ پھوٹ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپائے اپنی قسمت پر رو دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"حویلی والے پہنچ رہے ہیں اور کل رشتے والے بھی آجائیں گے ہائے کتنا کام باقی ہے اب تک تو منہ پر کچھ لیپا تھوپی بھی نہیں کی۔" مدیحہ بخت کے کمرے سے باہر نکلتی ہوئی وہ ملسلسل بڑبڑا رہی تھی، ابھی مدیحہ بخت نے اس کے سامنے ہی پہلے مہرون نساء سے بات کی تھی جب انہوں نے اپنے نکلنے کی اطلاع دی اور پھر رشتوں والوں سے بات کی جنہوں نے کل آنا مناسب سمجھا تھا اور لیلیٰ کو تو ویسی وقت چاہیے تھا ورنہ آج ہی آجاتے تو وہ کیا کرتی بیچاری، مدیحہ بخت نے بھی پہلے فرقان بخت اور دلاور بخت سے بات کرنی تھی اسیلیے کل ہی آنے پر ہاں کہہ دی۔

وہ اپر چھت کی سیڑھیوں کی طرف جاری تھی جب صحن میں ٹونی کو اکیلے کچھ سوچتے ہوئے بھیٹے پایا، وہ خود باخود اس کی جانب چلی آئی۔

"کیا ہوا اتنی دھوپ میں یہاں کیوں بھیٹے ہو؟" وہ ہمیشہ کی طرح سیدھی اس کے سر پر جا کر یکدم بولی اور وہ بھی ہمیشہ کی طرح ہڑ بڑا گیا۔

"جی.....جی لیلیٰ جی؟" وہ اسے اداس لگا تھا مگر پھر بھی سر جھٹک وہ اسے سنا گئی۔

"خود اعتمادی تو جیسے تم میں نام کی نہیں ہے ہر بار اٹک جاتے ہو۔" ٹونی کچھ نہ بولا اور نادم سر جھکا گیا۔

"اچھا بتاؤ یہاں کیوں بھیٹے ہو اور یہ ہاتھ میں کیا ہے؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھ ماسٹرنی کی طرح پوچھنے لگی ساتھ ہی نظر اس کے ہاتھوں میں پکڑے تھیلے پر گئی۔

"یہ....وہ آپ کے لیے لایا تھا شہر سے لیکن کبھی ہمت ہی نہیں ہوئی دینے کی سوچا اب دے دوں کیونکہ میں جا رہا ہوں نا۔" اس کے ہاتھوں سے ڈبہ لیتی ہوئی وہ چونکی تھی۔

"جا رہے ہو کہاں؟"

"وہی جہاں سے آیا تھا اپنے گھر جی۔ "

"کیوں؟" سوال غیر متوقع تھا۔

"رہ کر کیا کرنا ہے۔" وہ چپ ہو گئی ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ لیکن نا جانے اسے دکھ ہوا تھا۔

"کھولوں اسے ؟"لیلیٰ نے تھیلے کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔اس نے سر ہلایا۔

"پراندہ۔"رنگ برنگی شیشے والے خوبصورت پراندوں کو دیکھ وہ خوش ہوئی۔

"آپ کو پسند ہے ناجی۔"ٹونی بھی مسکرا کر بولا۔

"ہاں پسند ہے۔"لیلیٰ نے سنبھل کر جواب دیا۔

"اچھامیں چلتی ہوں امی جان سے مل کر جاناورنہ خواہ مخواہ مجھ پر خفاہوں گی۔"وہ پراندے واپس تھیلے میں ڈالتی ہوئی بولی،ٹونی نے جلدی سے کچھ کہناچاہالیکن پھر خود ہی کچھ سوچ چپ ہو گیا۔

"خداحافظ۔"وہ ٹونی پر ایک نظر ڈال غایب ہو گی ٔمگر وہ کتنی دیر تک وہی اداسی سے کھڑارہاتھا۔

☆☆☆☆☆☆

وہ کیفے میں جیسی داخل ہوئی اسے سب سے کونے والی میز پر کہنیاں ٹکائے ہاتھوں کو باہم پھنسائے ویٹسن کسی گہری سوچ میں دکھ گیا،ویٹسن کو دیکھتے ہی اس کی ہمت جواب دے گی ٔوہ ساراا اعتماد جو وہ لے کر آئی تھی ہوا ہو گیا،جو ویٹسن کو بتانا تھاوہ سوچ کر ہی اس کا دل چاہاوہ واپس مڑ جائے،آخر کیسے سامنا کرے گی وہ؟کیسے اسے بچے کا بتا کر اس

کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال پائے گی؟ کیا ردِ عمل ہو گا اس کا؟ وہ تو اس پل بھر میں ہی چھوڑ دے گا، علیزے نے آنکھیں میچتے ہوئے خود کو کمپوز کیا اور گہری سانس بھرتی ویٹسن کی جانب چل پڑی، سرسری سی نگاہ ارد گرد ڈالی تو کیفے میں حسب معامل رش پایا، وہ سب سے مل کر ہی آ رہی تھی، انور بخت وغیرہ کی فلائیٹ تھی وہ جلد نکل گ ئے تھے اور حویلی والے ان سے پہلے ہی حویلی واپس روانہ ہو گ ئے تھے، ان سے ملتے وقت شاہ زیب آیا تھا اور اسے مکمل نظر انداز کرتا ہوا حویلی والوں سے ملا تھا اور کہہ دیا تھا کہ وہ اور علیزے رات تک پہنچ جائیں گے کیونکہ اسے یہاں شہر میں کچھ کام ہے اور پھر سب کے جاتے ہی وہ نکل گیا تھا۔

چونکے مہراب علی گاڑی لے کر گئے ہوئے تھے اسلیے اس نے اپنی جاگتی راتوں کی نیندیں پوری کرتے دانیال کو زبردستی جگایا تھا کہ وہ اسے بائیک پر کیفے چھوڑ دے وہاں اس کی دوست سے اس کو ملنا ہے، دانیال نے پہلے تو اسے انکار کیا لیکن پھر رکشا ٹیکسی کی ہڑتال یاد آنے ناچار اٹھ کر اسے چھوڑ گیا تھا، واپسی بھی اسی نے پک کرنا تھا۔

"لیزا تم آ گئی کتنا انتظار کروایا تم نے ہمیشہ کرواتی ہو۔" وہ علیزے کو میز کے پاس آتے دیکھ سرعت سے اٹھ پہلے تو عام سے انداز میں شکوہ کرنے لگا لیکن آخری جملہ میں ایسی گہرائی تھی جو علیزے نے آسانی سے محسوس کی۔

"بھیٹو۔"علیزے اسے غایب دماغی سے دیکھ رہی تھی جب ویٹسن نے اس کی کرسی کھینچی، وہ چونک کر سرہلاتے ہوئے بھیٹی تو ویٹسن نے بھی فوراًاپنی نشت سمبھالی۔

"کیسے آئی ہو میرے خیال سے پبلک ٹرانسپوٹ کی سٹر ایک چل رہی ہے؟"وہ کافی کا آرڈر دیتے اسے پوچھنے لگا، علیزے نے غور کیااس کے انداز میں جلد بازی تھی یا پھر ہڑبڑاہٹ تھی، جیسے وہ بھی کچھ کہنے کے لیے خود کو تیار کر رہاہو مگر نروس ہورہاہو۔

"دانی کے ساتھ۔"علیزے نے دھیرے سے کہااور سر جھکا گئ۔

"اچھامہک کی شادی ہو گئ؟"ویٹسن نے پوچھا۔اس نے سرہلایا، کچھ لمحے خاموشی چھا گئ۔

"مجھے تمہیں کچھ بتاناہے۔"علیزے نے سراٹھاکر ویٹسن کے ساتھ ایک ہی جملہ کہااور وہ دونوں چونک گ ئے۔

"کہو؟"یہ بھی ایک ساتھ دونوں نے پوچھا، دونوں کے چہرے پر مسکان چھو گئ۔

"تم بولو ویٹسن۔"علیزے نے توقف سے کہا۔

"نہیں تم کہو پہلے۔"ویٹسن کو ڈر لگا، وہ HN کا سچ کیسے بتائے، علیزے ٹوٹ جائے گی اور اس سب میں وہ خود جو کہنا چاہتی ہے ضرور بھول جائے گی۔

"نہیں تم کہو۔"علیزے نے انکار کیا۔

"لیزا ضد مت کرو مجھے جو کہنا ہے وہ آسان نہیں ہے تم خود کو سنبھال نہیں پاؤ گی اسلیے اچھا ہے پہلے تم اپنی بات کرو ویسے بھی میں چاہتا ہوں تمہیں آرام سے یہ بات بتاؤں ریلیکس ہو کر۔" علیزے کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"میں جو تمہیں بتاؤں گی تم بھی اسے سنبھال نہیں پاؤ گے اسلیے اچھا ہے کہ تم پہلے بولو۔" علیزے کے لہجہ میں کچھ تو تھا جس پر ویٹسن کو فکر لاحق ہوئی۔

"کیا ہوا لیزا؟" سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

"ویٹسن۔" علیزے نے ایک لمبی سانس لی۔

"کہو میں ہم تن گوش ہوں۔" وہ آگے کو ہوا، معاملا سنگین تھا۔

"کہی تم طلاق والے معاملے کو" .....

"ویٹسن آیم پریگننٹ۔" وہ اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی ادھر ادھر نگاہیں کرتی ہوئی جلدی سے بول دی اور ویٹسن کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے ویسے بھی کیفے میں شور تھا۔

"کیا؟" علیزے نے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرے ڈرتے ہوئے اسے دیکھا جیسے اسے کھونے کا خوف سے دل دھڑکا رہا ہو۔

"آئی آیم پریگننٹ۔" وہ ایک ایک لفظ کو ٹھہر ٹھہر کو بولی، ویٹسن کے تاثرات پل بھر میں بے تاثر ہوئے، آس پاس کا سارہ شور جیسے خاموشی میں تبدیل ہو گیا ہو گیا، علیزے نے فوراً نظریں جھکا لیں جیسے جرم کا اطراف کیا ہو، جیسے وہ مجرم ہو، جیسے اس نے ایسا گناہ ارتکاب کیا ہو جو معافی کے لائق بھی نہیں، جیسے اسے جدائی کی سزا سنانے والے وہ سامنے بھیٹا شخص..... ہاں ایسا ہی تو کچھ ہونا تھا، سزا ہی تو سنانے والا تھا وہ، اس گناہ کی جو اسے مجبوری میں ہوا تھا جس کی سزا اسے مل چکی تھی مگر اسے بھی بڑی ملنے والی تھی۔

"لیزا؟" ویٹسن کی آواز اسے بہت دور سے آتی سنائی دی جبکہ وہ مجسمہ بنا سامنے ہی ٹکا بھیٹا تھا، جانے کیا شرمندگی تھی علیزے کا سر نہیں اٹھ پایا۔

"لیزا؟" پھر پکارا گیا، علیزے نے آنکھیں بند کر کے واپس کھولیں، آنکھوں میں نمکین پانی بھر آیا، بڑی ہمت جٹا کر اس نے اپنا سر اٹھایا اور پھر سامنے ویٹسن کو دیکھ وہ ششدر رہ گئی۔

وہ مسکرا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

فلایٹ ایک گھنٹہ لیٹ ہو گئی تھی، وہ لوگ ایر پورٹ پر انتظار کر رہے تھے، عدیب ہاتھ میں پکڑے کچھ چپس اوجوس کے ڈبے لایا تھا، یوجنا اور رایمہ نے تو خود ہی جھپٹ لیے تھے، انہوں نے صبح کا ناشتہ کیا تھا اور وہ اب بھوکی ہو رہی تھی، عدیب نے سنجیدگی سے ان دونوں کو گھوری دے کر شاہستہ بیگم کو باقی دیے تو انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں سے اشارہ کر کے اسے سِلا کو دینے کو کہے جس نے صبح ناشتہ بھی نہیں کیا تھا اور عدیب جانتا تھا، کونے میں کرسی پر بھیٹی وہ خاموشی سے فرش کو گھور رہی تھی، عدیب کو اسے دیکھ گھر میں ہونا والا اس کا آپے سے باہر ہونا یاد آگیا، کیسے وہ بے قابو ہو کر اس کے گربان تک آگئی تھی، آج جیسے وہ پھٹ پڑی تھی۔

عدیب کو ہمدردی ہوئی، وہ چل کر اس کے پاس آیا اور اس کے برابر گلا کھنکھارتے ہوئے بھیٹ گیا، اس کے عمل میں کوئی خلل نہ پڑا بلکہ عدیب کی موجودگی کا اس پر کوئی اثر ہی نہ پڑا تھا۔

"یہ لو کچھ کھالو۔" عدیب نے سینڈوچ جو وہ خود کے لیے لایا تھا چپس اور جوس ایک طرف رکھ سینڈوچ اس کی طرف بڑھایا لیکن اس نے سینڈوچ کو دیکھنے کی بھی زحمت نہ کی تھی۔

"میں جانتا ہوں جو کچھ اب تک تمہارے ساتھ ہوا وہ ٹھیک نہیں تھا لیکن جو میرے اور میری بہن کے ساتھ ہوا وہ بھی تو ٹھیک نہیں تھا نا بلکہ اس سے برا تھا تمہیں تو یہ زندگی ملی ہمیں وہ ملی خاص کر میری بہن کو جو وہ کبھی چاہتی ہی نہیں تھی۔" اس نے آہستگی سے بات شروع کی، سِلا کی آنکھوں کی پتلیوں میں حرکت ہوئی لیکن وہ چپ چاپ سنتی رہی۔

"مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے جب زرے بھاگتی ہوئی میرے پاس آئی تھی اور اس نے مجھے روتے ہوئے کہا تھا کہ تمہارے بھائی نے اس پر ہاتھ اٹھایا ہے۔" سِلا نے اب چونک کر اس کو دیکھا، ذہن میں جھماکہ ہوا۔

"آپ دونوں ایسے کیوں لڑ رہے تھے اگر دادی جان کو بھنک بھی ہوئی تو وہ جیتے جی مر جائیں گی۔ "

"تم نے اپنے دوغلے بھائی کی اصلیت دیکھ ہی لی ہے تو میں تمہیں بتا دوں اب جو میں کروں گی نا وہ تم دونوں بہن بھائی کو مہنگا پڑے گا۔ "

"لالا میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ آپ.... آپ اپنے سے کمزور انسان پر اس طرح ہاتھ اٹھائیں گے آپ تو میری انسپریشن ہے لالا اور آپ ہی۔ "

"بچے آپ کچھ نہیں جانتے ہو ہمارے درمیان جو ہے وہ ہمارے درمیان ہی رہے تو زیادہ بہتر ہے میں نہیں چاہتا کہ جو کچھ ابھی تم نے دیکھا وہ کسی اور کو معلوم بھی ہو میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ مجھے اسے ہینڈل کرنا آتا ہے۔"

"اس طرح....اس طرح ہینڈل کرنا آتا آپ کو ایسے زور زبردستی کرکے لالا میں چاہے علیزے کو ناپسند کرتی ہوں لیکن ہے تو وہ لڑکی نا سوچے اگر میرے ساتھ بھی ایسا ہو تو؟ "

"اور یہی نہیں میری بہن نے اور بھی کچھ سہا ہے کہاں وہ اپنی مرضی سے جینے والی اب اپنی مرضی سے سانس بھی نہیں لے سکتی حالت دیکھی ہے تم نے اس کی کتنی کمزور ہوتی جارہی ہے وہ کہتی نہیں ہے لیکن میں اس کا بھائی ہوں اس کا رونا مجھے سمجھ آتا ہے اس کا چہرہ بجھ گیا ہے کل تک جس آنکھوں میں جگنو ہوتے تھے آج اسی آنکھوں میں ویرانی ہے صرف اور صرف تم حویلی والوں کی وجہ سے تم لوگوں کی یہ دکیانوسی روایات یہ بچپن کی منگنیاں ان سب کی وجہ سے کاش کاش ہم کبھی آئے ہی نہ ہوتے یہاں کاش زے اور مجھے مجبور نہ ہونا پڑتا۔"اس نے چونکتے ہوئے عدیب کو دیکھا جو مٹھیاں بھینچے سرخ چہرے کے ساتھ کہہ رہا تھا، وہ سر جھکا گئی۔

"اسی وقت میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اس کو ایسی تکلیف دوں گا کہ وہ یاد رکھے گا تم چاہتی ہو نا میں تمہیں طلاق دوں تو تمہیں مجھ سے طلاق لینے کے لیے اپنے لالا کو مجبور کرنا ہو گا کہ وہ میرے پاس آ کر اپنی بہن کی رہائی کے لیے میری بہن کو رہا کرے تب ہی تمہیں اس جہنم سے آزادی ملے گی یہ پل پل کی ذلت کہتی ہو نا تم لیکن ڈیر میں نے تمہیں اب تک ذلت کا احساس دلایا نہیں ہے میری لاتعلقی تمہیں اتنا درد دے رہی تو سوچو جب میں واقعی میں درد دوں گا تب کیسے تڑپے گا نا تمہارا بھائی پھر تو اسے میری بہن کو آزاد کرنا ہی ہو گا۔" وہ کیسی ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھتے ہوئے چہرے پر خطرناک مسکراہٹ لیے کہہ رہا تھا، وہ جانے واقعی میں سنجیدہ تھا یا اسے ڈرا رہا تھا مگر سِلا اندر تک کانپ کر رہ گئی تھی۔

"آ.... آپ..." سِلا نے کچھ کہنا لیکن اس کے الفاظ دم توڑ گئے جب عدیب نے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے بے حد قریب کیا، اسے لگا اس کی جان نکل گئی۔

"پھر بول رہی ہو نا اپنے لالا کو ہماری طلاق کے لیے؟" اس نے دھیرے سے سِلا کے پر کشش نقوش دیکھتے ہوئے پوچھا تو اسے نہ تو ہاں میں سر ہلانہ ناں میں، وہ دم سادھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆

"علیزے... علیزے؟" وہ رات کو گاؤں کے لیے نکلنے کے خاطر جلد ہی واپس آ گیا تھا، علیزے کو سامان پیک کرنے کا کہنے کے لیے وہ اسے آوازیں لگا رہا تھا مگر ہر جگہ ڈھونڈ لیا تھا علیزے کہی نہیں تھی، وہ اس کو فون ملانے کے لیے موبائل پر نمبر ملاتا ہوا لاؤنج میں آیا تھا مگر سامنے سے دانیال کو سیٹی پر دھن بجائے چابی کو انگلی سے گھماتے ہوئے آندر آتے ہوئے دیکھ وہ رک گیا اور اسی کے پاس چلا آیا جو اس کو دیکھ فوراً سیدھا ہو گیا تھا، جانے کیوں اسے شاہ زیب سے عجیب سا ڈر ہی لگتا تھا اور اب تو اس کا سالا سے بہنوئی بن گیا تھا۔ وہ بڑا ہی جذبذب ہو رہا تھا۔

"علیزے کو کہی دیکھا ہے تم نے؟" وہ اسے پوچھ رہا تھا جو خود علیزے کو کیفے چھوڑ واپس لوٹ رہا تھا جب ہی اس کے سوال پر بے اختیار ہنسا۔

"ارے شاہ زیب بھائی دیکھا ہے نا بچپن سے اب تک دیکھا ہے۔" اصل بات بتانے کے بجائے وہ مزاق کرنے لگا یا پھر یہ کہہ لو کہ شوخی اس کے زبان سے پھسل گئی لیکن شاہ زیب کے سنجیدگی سے اسے گھورنے پر وہ گڑبڑا گیا۔

"وہ سوری بس.... نیند نہیں پوری ہوئی نا میری اسیلیے کچھ بھی بول رہا ہوں۔" وہ بلاوجہ صفایاں دینے لگا۔

"علیزے کو کہی دیکھا ہے؟" شاہ زیب نے چبا چبا کر اپنا سوال پھر دوہرایا۔

"ج ج...جی وہ میں اس کو چھوڑ کر ہی تو آرہا ہوں جب ہی تو نیند نہیں پوری ہوئی۔" وہ بتا کر ایک بار پھر شکوہ زبان پر لے آیا۔

"کہاں چھوڑ کر آئے ہو؟" شاہ زہب کے ماتھے پر بلوں کا جال نمودار ہوا۔

"کیفے اس کی ایک دوست نے آنا تھا اسے ملنے تو اس نے مجھے کہا آج سٹر ایک بھی ہے چھوڑنا پڑا۔" وہ آخری جملہ بے زاریت سے بولا، شاہ زیب کے بل مزید گہرے ہوئے۔

"اور سنائیں......" شاہ زیب پلٹ کر کمرے کی جانب چل دیا، دانیال جو بڑی سہولت سے بات چیت کرنے کا سلسلہ بڑھانے جا رہا تھا وہی رک گیا۔

"زے کیسے ہینڈل کرتی ہے بہن تو۔" وہ جھجھری لیتا ہوا ٹی وی دیکھنے کے لیے کمرے میں چلا گیا۔

شاہ زیب نے کمرے میں آکر علیزے کو کال ملائی، ابھی اس نے فون کان سے ہی لگایا تھا جب انگریزی گانے کی آواز پر اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا، آواز کمرے سے ہی آرہی تھی، جیسی نگاہ سنگھار میز پر علیزے کے تھر تھر ہوتے ہوئے فون پر پڑی تو اس

نے سانس بھر کر کال کانٹ دی اور فوراً رنگ ٹون پر لگا انگریزی گانا بھی بند ہو گیا اور پھر سے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

شاہ زیب اب کسی اور کو کال ملاتا ہوا بیڈ پر جا کر بھیٹا مگر دوسری طرف سے چار بیلوں کے جانے کے بعد بھی فون نہ اٹھایا گیا تو اس نے قدرے غصہ سے کانٹ دیا۔

ابھی اس نے فون کانٹا ہی تھا کہ یک بار پھر انگریزی گانے کی آواز نے کمرے میں ہلچل مچا دی، شاہ زیب نے چونک کر علیزے کی فون کی طرف دیکھا جہاں کسی اور کی کال آرہی تھی، جانے اسے کیا سوجھا کہ وہ کھڑے ہو کر اس کے فون تک آیا اور اس کو فون ہاتھ میں لیا۔ کسی نام کی جگہ مختلف شکلوں کے اموجی تھے، شاہ زیب نے کچھ سوچ فون اٹھا کر کان سے لگایا، اسے پہلے وہ کچھ کہتا دوسری طرف سدا کا جلد باز انسان تیزی سے بولنا شروع ہو گیا۔

"او گاڈ علیزے تم کہاں چلی گئی تھی کتنی آوازیں لگائی میں نے مگر تم رکی نہیں کیا ہو گیا تھا کیا تمہیں اتنی بڑی خبر سن کر خوشی نہیں ہوئی؟" کسی لڑکی کی آواز تھی جو عجلت میں کہہ رہی تھی، شاہ زیب نے اپنے کھلے لب واپس بند کر لیے، اس نے غور کیا وہ کیا کہہ رہی تھی؟ کس بات کی خوشی؟ اور علیزے کہاں گئی تھی؟

"میں بہت خوشی ہوں یار مجھے تو یقین نہیں ہو رہا میری شرارتی علیزے ماں بننے جا رہی ہے وہ پریگننٹ ہے بھئی کیسے ہوا مطلب کب ہوا یہ پلیننگ کب کی تھی یا پھر اچانک ہی تمہیں بھی دھچکا لگا ویسے تمہارا ردِ عمل دیکھ مجھے تو یہی لگا کہ کوئی پلیننگ نہیں تھی شاک ہو گئی تھی تم ہاں میں جانتی ہوں تم اتنی جلدی فیملی شروع کرنے کے خلاف......" وہ لڑکی مسلسل بولے جا رہی تھی جبکہ دوسری طرف فون کو مظبوطی سے پکڑے کان سے لگایا شاہ زیب اپنی جگہ جم گیا تھا، اس نے جو ابھی سنا تھا کیا وہ سچ تھا؟ اس کی کانوں کی سماعتیں یقین نہیں کر پا رہی تھیں، علیزے ماں بننے والی تھی یعنی وہ باپ بننا والے تھا؟ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا بچہ اس کی چاہت کے اندر جنم لے رہا تھا؟

یہ سچ تھا؟ اگر یہ سچ تھا تو یہ وہ سب تھا جو شاہ زیب نے کبھی سوچا تھا... صرف سوچا تھا... سوچتے وقت چہرے پر مسکراہٹ تھی.... یہ ہوتے وقت چہرہ کنگ تھا.... سوچتے وقت ہواس بیدار تھے.... ہوتے وقت ہواس سوگ ئے تھے.... کتنا بڑا فرق تھا... لیکن صرف دل کی کیفیت ایک جیسی تھی... سوچتے وقت بھی دل دھڑکا تھا.... ہوتے وقت بھی دل دھڑک رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

باہر رونے کی آوازیں آرہی تھیں اور اس کی گہری نیند میں خلل ڈال رہی تھیں، وہ کسمسا کر کروٹ بدل گئی اور پھر ایک ہی جھٹکے سے آنکھیں کھول اپنے برابر خالی بستر کو دیکھا جہاں کوئی نہ تھا، اسے یاد تھا جب وہ چار گھنٹے پہلے کمرے میں آئی تھی۔ عدیب کو مطمعین سوتا دیکھ وہ جل کر رہ گئی تھی، وہ کیسے اس کو اتنی بڑی مشکل میں ڈال سکون سے سو رہا تھا شاید یہ شروع سے ہی اس کی عادت بن چکی تھی وہ سِلا کو جس دن تکلیف سے دوچار کرتا تھا اس دن بڑی میٹھی نیند سوتا تھا، ایسا سِلا کا ماننا تھا۔

وہ ایرپورٹ پر عدیب کی رکھی شرت پر بری طرح مشتعل تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے ایک طرف دل پر پتھر رکھ وہ عدیب سے طلاق لینا چاہتی تھی وہ جانتی تھی کہ لوگ کتنی باتیں بنائیں گے غلط اسے ہی سمجھے گے مگر وہ کیا کرتی مزید اس بے نام رشتے میں رہنا بیکار تھا اور وہ ویسے بھی جنت کے ساتھ اپنے مستقبل کے خواب سجا رہا تھا، اس کا وجود بے معنی تھا۔

اسے پہلے شاہ زیب عدیب کو جنت کے ساتھ دیکھ کوئی ٹھونس قدم اٹھاتا، بہتر تھا کہ وہ پہلے ہی کنارہ کشی کر لیتی مزید روز کی چبھن، ذلت، پریشانیوں سے نجات ملتی، وہ تھک چکی تھی انتظار کر کے کہ کبھی عدیب اس رشتے کو سنجیدہ لے گا جوان کے مابین تھا لیکن عدیب سے طلاق کا مطالبہ اس کے اپر ہی آگیا تھا اس کی علیزے کو طلاق والی شرت تو

سوچنے کے قابل بھی نہیں تھی، سِلا کو علم تھا کہ اب شاہ زیب اور علیزے میں سب ٹھیک ہو چکا ہے اور اس کے لالا علیزے سے کتنی محبت کرتے ہیں علیزے سے ان کو دور اپنی آزادی کے خاطر وہ کیسے کر سکتی تھی؟ وہ اتنی بھی خود سر اور خود غرض نہیں تھی کہ اپنے لالا کو تکلیف پہچانتی اور اول تو یہ سب حالات جو عدیب اور اس کے درمیان چل رہے تھے اگر شاہ زیب کو بھنک بھی لگ جاتی تو وہ آسمان سر پر اٹھالیتا اور پھر جو ہوتا وہ نہیں ہونا چاہیے۔

یہی سوچتے سوچتے وہ کب نیند کی وادیوں میں چلی گئی تھی اسے معلوم نہ ہوا تھا، عدیب نے انور ہاؤس میں داخل ہونے سے پہلے ہی سڈنی کے ایرپورٹ پر قدم رکھ کہہ دیا تھا کہ ابھی انور ہاؤس جا کر رات کو گھر نکلیں گے اسلیے وہ رایمہ کے ساتھ تھی مگر جب رایمہ آرام کے غرض سے سونے گئی تھی وہ ناچار کمرے میں آگئی جہاں عدیب کو منہ تک کمبل لیے سوتا پایا۔

"ڈیڈ جلدی کال ملائیں۔" رایمہ کی بے حد پریشان آواز کمرے کا دروازہ بند ہونے کے باوجود اندر تک آئی تھی اور جو رونے کی آواز تھی وہ یوجنا کی تھی۔

"اللہ خیر کرے۔" وہ تیزی سے کمبل ایک طرف پھینک اٹھی تھی اور سلیپرس پاؤں میں گھساتے ہوئے دوپٹا سر پر جیسے تیسے لیے وہ کمرے کا دروازہ کھول باہر نکلی۔ باہر کا منظر دیکھ فکر مند ہوئی۔

انور بخت اضطراب سے ٹہلتے ہوئے فون کان سے بار بار لگا رہے تھے، رایمہ انہیں کچھ پوچھتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے پریشانی سے چل رہی تھی جبکہ یوجنا صوفے پر بھیٹی رو رہی تھی، عدیب کہی نہیں تھا۔

"کک... کیا ہوا چاچا جان رایمہ؟" سِلا جلدی سے آگے بڑھی۔

"کیا ہوا یوجنا آپ رو کیوں رہی ہو کچھ ہوا ہے؟" اس کا دل جانے کیوں تیز تیز دھڑکنے لگا تھا، وہ ویسی چھوٹی سی چھوٹی بات پر بری طرح پریشان ہو جاتی تھی لیکن اتنے عرصے عدیب کے ساتھ ایسی زندگی گزار وہ کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی مگر جانے کیوں ابھی اتنے وقت بعد پہلی بار ایسی صورتِ حال دیکھ اس کا دل جسم سے باہر ہونے کا آیا تھا۔

"وہ... وہ سِلا تم آگئی بھائی کو پولیس اریسٹ کر کے لے گئی ہے۔" رایمہ بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی اور آنکھوں میں نمی لیے بتایا جبکہ سِلا مجسمہ بن گئی، یہ جملہ کانوں میں سائیں سائیں کرنے لگا۔

"تمہیں میں اٹھانے ہی آرہی تھی ابھی ابھی ہوا بس ہم... پتا نہیں کیسے ...." وہ سر پکڑ گئی، سِلا ششدر رہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

"کک.... کی... کیوں؟" بہت مشکل سے صرف ایک لفظ اس کی زبان سے نکلا۔

"وہ کہتے ہیں کہ بھائی کسی بڑی گینگ میں ملوث ہے کوئی ڈر گز کا معاملہ ہے۔" انور بخت کی کال لگ گئی تھی وہ تیزی سے بات کرتے گاڑی کی چابی اٹھائے گھر سے باہر چلے گ ئے تھے، سِلا کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"ڈر... ڈر گز۔" وہ نشہ کرتا تھا؟ یا نشہ بیچتا تھا؟ سِلا حق دق جیسی تیسی ویسی رہ گئی، اسے یاد تھا ایک دفع اس نے عدیب کو تصویر میں جنت کے ساتھ ہی عجیب سی حالت میں دیکھا تھا، اجڑے کپڑے، سرخ آنکھیں ہاتھ میں واین کا گلاس اور وہ سنجیدہ کیمرے کی آنکھ میں دیکھ رہا تھا جبکہ جنت اور دو تین اور انگریز مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، اسے بڑا عجیب لگا تھا مگر وہ سر جھٹک گئی تھی مگر ابھی.... ابھی اسے یقین ہو گیا تھا کہ جیسا وہ حویلی میں اپنے بچپن کے منگیتر کو سمجھتی تھی وہ ویسا ہی ہے۔

"فرنگی ممالک کا بگڑا ہوا آوارہ لڑکا جس کو لڑکیوں اور نشے کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔" یہ کسی زمانے میں سِلا کے الفاظ تھے مگر اسے مل کر اس کا اپنی بہنوں کی طرف رویہ دیکھ کسی حد تک اس کے خیال مثبت ہو گ ئے تھے اسے لگا تھا صرف وہ اس کے ساتھ ہی

اس رشتے کی وجہ سے برا ہے لیکن وہ اس قدر گھٹیا ہو سکتا تھا کہ ایک دن اسے پولیس دن دھاڑے لے جائیں گی وہ نہیں جانتی تھی۔

رایمہ اسے بہت کچھ کہہ رہی تھی مگر وہ سن نہیں رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"آنٹی جی پکوڑے لیجیے نا۔" وہ اتنے بے حد دھیمے لہجے سے نظریں جھکاتے ہوئے بولی تھی کہ عمر جو ایک ہاتھ میں سموسہ اور دوسرے ہاتھ میں شربت پکڑے لیلیٰ کے مطابق ٹھونسے پر ٹھونسے جا رہا تھا بری طرح کھانس کر رہ گیا۔

"بیٹا آرام سے۔" سلماں بیگم نے اس کی پیٹ سہلاتے ہوئے اسے کہا تھا جبکہ وہ منہ کھولے لیلیٰ کو اوپر سے نیچے تک "خاص" مہمانوں کے سامنے دیکھ رہا تھا، گہرہ گلابی رنگ میں وہ چمکتا ہوا نیٹ کا دو گز دوپٹا سر پر لیے "ہلکا" سا میک اپ جو فقط لیلیٰ کے مطابق ہی "ہلکا" سا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

"ہاں بھائی آرام سے کھایۓ۔" وہ چبا چبا کر مصنوعی فکر مندی سے جس طرح بولی تھی اب عمر کی برداشت ختم ہو گئ تھی وہ حیرت کے سمندر میں غوطے کھانے لگا تھا، متحیر جہاں تھا وہی رہ گیا۔

"آپ بتایۓ انیلا بہن کیسی طبیعت ہے؟" ایک بوڑھی سی عورت نے انیلا بیگم سے دسوی بار یہی استفسار کیا تھا اور اب انیلا بخت کی برداشت ختم ہو گئ تھی، وہ ناچاہتے ہوۓ بھی طنزیہ انداز میں بول گئ تھی۔

"بہن آپ کے اتنی بار پوچھنے پر اب اتنی بہتر ہو گئ ہوں کہ لگتا ہے بیمار کبھی نہیں ہوں گی۔" وہ مسکراہٹ چہرے پر سجاۓ بولیں۔وہ بوڑھی عورت کے برابر بھیٹی چمکتے دھمکتے کپڑوں میں ہاتھ میں پیٹیس پکڑی درمیانی عمر کی عورت نے اپنی ساس کا بازو ہلکا سا دبایا اور ایک جھوٹی ہنسی انیلا بخت کی طرف اچھالی۔

"باجی جی آپ تو لے ہی نہیں رہی یہ چاۓ لیجیے نا میری لیلیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنائ ہے بہت ذائقہ ہے اس کے ہاتھ میں۔" مدیحہ بخت نے روایت کے مطابق "خاص" مہمانوں کے سامنے اپنی اسی بیٹی کی موقع کا فایدہ اٹھاتے ہوۓ تعریف کی جس کا وہ دوسرا نام "پھوہڑ" رکھ چکی تھی۔

"استغفار چچی جان یہ کونسے باجی کے ذایقہ کی بات کررہی ہیں۔" عمر کو فوراًہی وہ بریانی یاد آگئ تھی جو لیلیٰ نے بنائ تھی اور بلاشبہ نمک اتنازیادہ تھاکہ آج بھی عمر کی زبان سے نہیں جاتا تھا، ٹونی کو تو رغبت سے کھاتے ہوئے دیکھ وہ اس کو دوسرے جہاں سے آئ خلائ مخلوق مان چکا تھا۔

"چپ کرو تم۔" سلماں بخت نے اسے ڈپٹا تھا۔

"یہ کس کو باجی کہہ رہی ہے آپ مدیحہ باجی؟" کم از کم پچپن سالہ وہ عورت تھی جس نے نہایت حیرت اور غصہ سے مدیحہ بخت کی جانب دیکھا تھی، مدیحہ بخت کے ساتھ ساتھ انیلا بخت، لیلیٰ، سلماں بخت اور عمر نے بھی بے اختیار چونک کر انہیں دیکھا تھا۔

"جی معزرت سکینہ آپا۔" مدیحہ بخت فوراً بولی۔

"لیلیٰ کیا مصروفیات ہے تمہاری؟" ساس کی بہو نے پوچھا تھا۔

"لیلیٰ؟" مدیحہ بخت نے اسے گھورتے ہوئے تو وہ جواب تک حیران پریشان سی سکینہ آپا کو دیکھ رہی تھی چونک گئ۔

"بس آنٹ.... میرا مطلب بس گھر کے کام اور سب کی خدمت میں ہی ایک مشرقی لڑکی کی زندگی ارد گرد گھومتی ہے۔" (سجنا سنورنہ اور پیا کے خواب دیکھنا)

"ماشاللہ ماشاللہ۔" بہو کی ساس نے بے ساختہ کہا تھا، وہ جواباً بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتی ہوئی شرمائی جو کبھی چہرے پر آئی ہی نہیں تھی، بلوجہ!

"بس چچی جان میری ہمت جواب دے رہی ہے میں ذرا یہ سموسے باہر جا کر کھاتا ہوں۔" عمر سے اب وہاں بھیٹنا دشوار ہو گیا تھا، وہ سلماں بخت کو آہستگی سے کہتا ہوا اٹھ کر زنان خانے سے باہر نکل گیا۔

"اور کہاں تک پڑھا ہوا ہے بھئی ہم براڈ منڈ ہیں۔" سکینہ آپا نے خود کو براڈ منڈ مطلب براڈ مائنڈ بننے کی پوری کوشش کی تھی۔

"جی گریجویشن کی ہوئی ہے۔" (مشکل سے بارہویں کی سپلیاں دے کر جان چھوٹی تھی کیوں زخم تازا کر رہی ہیں)

"ماشاللہ ماشاللہ۔" بہو کی ساس نے ایک بار پھر متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکیں۔

"خورشید نے کہاں تک پڑھا ہے؟" سلماں بخت نے نرمی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔ براڈ منڈ مطلب براڈ مائنڈ سکینہ آپا کا چہرے پر ایک رنگ آکر گزرا، انہوں نے پہلو بدلا۔

"ارے خورشید نے تو سکول کی شکل تک نہ دیکھی ہے۔" ساس منہ بنا کر بولی تھی، لیلیٰ نے چونک کر انہیں دیکھا پر سلماں بخت کو جن کو سمجھ نہ آیا اس بات پر کیا ردِ عمل دے۔

"اماں جی کا کہنا کا مطلب ہے کہ ہمارے ہاں لڑکے زمینوں پر مصروف ہو جاتے ہیں اور لڑکیوں کو کیا ہی پڑھانا اگلے گھر جا کر چولہا ہانڈی ہی کرنا ہے۔" بہو نے بات سنبھالی تھی مگر بات بگڑی ہی گئی تھی کیونکہ انیلا بخت نے کافی ناپسندیگی سے انہیں دیکھا تھا اور لیلیٰ بھی کچھ جذبذب ہو کر رہ گئی تھی، آخری جملہ کچھ عجیب سا تھا جو کسی کو ہضم نہ ہوا تھا۔

"خورشید کی بہو آ جائے اب بس۔" سکینہ آپا نے لیلیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بہو؟" لیلیٰ بے ساختہ بولی۔

"ہائے لڑکا شادی شدہ ہے؟" انیلا بخت کے سر پر بم گرا تھا۔

"او... اور سسر بھی بننے کا امکان ہے؟" لیلیٰ کا تو صرف بے ہوش ہونا رہ گیا تھا۔

"ارے نہیں نہیں بہو نہیں بیوی کیا آپ سکینہ آپا ٹھیک سے کہیں۔" بہو نے جلدی سے بولی تو سکینہ آپا کو غلطی کا احساس ہوا لیکن مجال تھی جو مان لیتیں۔

"ہاں وہی ایک ہی بات ہے بہو یا بیوی کیوں مدیحہ باجی؟"فضول کا قہقہہ لگا کر بولی تھیں۔ مدیحہ بخت کو تو خود سے دو تین سال بڑی عورت کا"باجی" بلانا ہی چبھ رہا تھا اسیلیے محض مسکرا ہی سکیں۔

"اوہ شکر۔"لیلیٰ کا ہاتھ دل پر گیا تھا۔

"ہاں منا تو ابھی چالیس کا بھی نہیں ہوا انتالیس کا ہے۔"اور یہ دوسرا بمب تھا جو انیلا بخت پر نہیں تھا اس بار لیلیٰ پر گرا تھا، یہ ان کا" منا" انتالیس کا تھا؟

"کوئی نہیں لیلیٰ عمر کا کیا ہے فرق تو چلتا ہے۔"فوراً ہی کانوں میں "لیلیٰ جی" کی آواز گونجی تو اس نے فوراً خود کو جھڑکا۔

"یہ منا آپ کا کہاں ملے معنی کب دیکھ سکیں گے؟"انیلا بخت نے پوچھا تھا۔

"اماں جان ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ نے اپنی لیلیٰ کو دیکھ لیا اب ہم بھی خورشید کو دیکھ لیں پھر مرد حضرات سے مشورہ کر کے بات کو تھوڑا آگے بڑھائیں گے وہ بھی مل لیں گے۔"مدیحہ بخت نے بھی ہامی بھری تھی، لیلیٰ کے دل میں گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئی تھی، آخر کار وہ اپنے پیا کو دیکھے گی، یہ احساس ہی اسے اس کے کپڑوں کے رنگ کی طرح گلابی کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں ضرور۔" لیلیٰ کا دل کودنے لگا تھا، اب انتظار ختم ہوا تھا اب وہ اپنے خوابوں کے پیا سے ملنے والی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم.... تم مسکرا کیوں رہے ہو؟" حیرانی اور خوف کے احساس تلے اس نے گردن اٹھا کر اسے پوچھا تھا اور اس کے سوال کے ساتھ ہی اس کی مسکراہٹ مدھم پڑ گئی تھی، علیزے کو سمجھ نہ آیا تھا کہ یہ مسکراہٹ تمسخر سے بھری تھی یا پھر سچی تھی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا لیزا تم پریگننٹ ہو اتنی بڑی کب سے ہو گئی تم ابھی تو تمہیں یہ دنیا جیتنی تھی آسمان کو چھونا تھا خود کو اور بہتر بنانا تھا مگر تم تو ایک نئی زندگی ہی اپنے پالنے لگ گئی۔" یہ کیا کہہ رہا تھا وہ؟ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا، یہ الفاظ سچے تھے یا طنز سے بکھو بکھو کر وہ مارنے کی کوشش کر رہا تھا، وہ نہ تو اس کے تاثرات جانچ پا رہی تھی اور نہ ہی اس کے عام لہجہ کو کوئی احساس دے پا رہی تھی، وہاں نہ غصہ تھا، نہ طنز تو پھر کیا تھا؟

"تم... تمہیں اتنی بڑی خبر سن کر کچھ دھچکا نہیں لگا؟" علیزے نے نہایت آہستگی سے جیسے اسے جھنجھوڑا تھا کہ وہ کیوں ردِ عمل نہیں دے رہا تھا، کیا اس نے ٹھیک سے سنا بھی ہے یا نہیں جو وہ اتنے معاملی انداز سے خوش یا پھر حیران ہو رہا ہے، وہ کسی اور کے بچہ کی

ماں بننے والی تھی اور وہ اپنے بوائے فرینڈ کو یہ بات بتا رہی تھی اور پھر بھی اتنا ٹھنڈا ردِ عمل جس کی ہر گز علیزے کو تو کم از کم امید نہ تھی۔

"جانتا ہوں میں تم اپنے شوہر کے بچہ کی ماں بننے والی ہوں اس میں اتنا شرمندہ ہونے کی کیا بات ہے شادی کے بعد تو بچے ہوتے ہی ہیں تم تو ایسے بتا رہی ہو جیسے شادی سے پہلے تم پریگننٹ ہوئی ہو۔" ویٹسن نے آخری جملے کو مزاحیہ رنگ دیا تھا اور وہ دنگ رہ گئی تھی، وہ کیا انسان تھا؟

"شادی ہو گئی ہے میری اور جسے ہوئی ہے اس کے بچہ کی ماں بننے والی ہوں میں تم جانتے ہو اس شخص سے میں نفرت کرتی ہوں طلاق لینے والی تھی ہم طلاق لینے والے تھے تم بھول گئے سب یہ شاہ زیب کا بچہ ہے ویٹسن تم کیوں اتنے نارمل بی ہیو کر رہے ہو کیا تم مجھ سے لڑو گی نہیں نہیں کہو مجھے کہ میں دھوکے باز ہوں نہیں لگاؤ گے مجھ پر الزام کہ لیزا تم تو نفرت کرتی ہو نا پھر یہ سب کیسے؟" وہ بڑھک اٹھی تھی، ارد گرد کے لوگوں نے اسے چونکتے دیکھا تو وہ سمبھلی۔

"تم کیوں میرے منہ میں لفظ ڈال رہی ہو میں کسی قسم کا شکوہ تم سے نہیں کر رہا تمہارا شوہر ہے وہ کیوں نہیں تم اس کے بچہ کی ماں بن سکتی یہ بہت عام بات ہے ہاں جہاں تک بات ہے میری تو لیزا میں اس بچہ کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔" اور علیزے

منہ کھولے اسے دیکھنے لگی، کتنی سادگی سے وہ اتنی بڑی بات کہہ گیا تھا، وہ جو ابورٹ کرنے کا سوچ رہی تھی مگر یہاں تو معاملہ الٹا تھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے یہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا بچہ ہے ہمارہ نہیں ہو سکتا اس کو اگر بھنک بھی پڑی نا کہ اس کا بچہ ہم دونوں لے رہے تو وہ زمین آسمان ایک کر دے گا پہلے تمہیں شوٹ کرے گا پھر باقی کی پانچ گولیاں مجھے کھلائے گا۔" وہ دانت پر دانت رکھ غصہ سے بھنائی۔

"یہ کیسی بات کر رہی ہو تم ہم کیا چوری کر رہے ہیں مت بھولو تم اس کی ماں ہو تمہارا بچہ ہو گا یہ اور ماں کا باپ سے زیادہ حق ہوتا ہے ہم شادی کرینگے اور اس کے بچہ کو اپنا بچا بنا کر پالیں گے اور ادھر سے دور چلے جائیں گے۔" وہ سن ہوتی اسے دیکھتی رہ گئی۔

"ویٹسن۔" ویٹسن نے اس دیکھا اسی اثناء میں بیرا کافی رکھ کر چلا گیا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں ایک طرف تمہارے اتنے بڑے دل ہونے پر خود کو خوش نصیب سمجھوں کہ اتنا بڑا سچ سن کر تم نے مجھ کو دھتکار کر چھوڑنے کے بجائے میرے ساتھ ساتھ اس بچہ کو بھی قبول کیا یا پھر تمہاری اس بچہ کو اپنا بچہ بنانے کی بے وقوفی پر اپنا سر دیوار پر ماروں تم نہیں جانتے اسے میں جانتی ہوں وہ جلاد ہے اول تو مجھے وہ چھوڑے گا نہیں اور تمہیں دیکھ وہ اور پاگل ہو جائے گا اپر سے تمہارے نیک خیالوں

کو سن کر وہ تمہیں پاگل کر دے گا۔" اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا، ویٹسن بے اختیار ہنس دیا۔

"تم صرف خود کو خوش نصیب سمجھو کیونکہ لیزا میں بیکورڈ سوچ نہیں رکھتا میں جانتا ہوں کسی انسان سے تمہاری شادی ہوئی ہے اور یہ بہت ظاہر سی بات ہے کہ تم دونوں کا بچہ ہوا ہے اور اب تمہیں اس کے ساتھ نہیں میرے ساتھ زندگی گزارنی ہے اور مجھے تمہارے ساتھ تو یہ بچہ کو میں کیوں کانٹا سمجھوں ہم دونوں مل کر پالیں گے اور یہاں سے دور چلے جائیں گے اور میں کوئی غلط بات تو نہیں کر رہا جو تمھیں اپنا سر دیوار پر مارنا ہے ایسا پہلی بار تو نہیں ہر لوگ ایسا کرتے ہیں۔"

"لوگ ایسا کرتے ہیں ویٹسن لوگ یہاں بات شاہ زیب کی ہے اس بچہ کے اصل باپ کی ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تمہیں پتا ہے جب مجھے یہ خبر ملی تو میں نے خود کو اندر کھنگالہ دیکھا کہ کیا میرا دل دھڑک رہا ہے کیا کوئی ماں بننے کا احساس مجھے محسوس ہو رہا ہے کیا میری آنکھوں میں کچھ ہے تو پتا ہے مجھے کیا ملا؟" وہ کچھ دیر رکی، ویٹسن نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"دل دھڑکا مگر مسرت سے نہیں ڈر سے... احساس ہوا مگر خوشی کا نہیں غصہ غم کا.... آنکھوں میں دکھی مگر کوئی چمک اور خواب نہیں بلکہ بے بسی اور ملامت۔" بولی تو اس کی آواز کافی دھیمی تھی، ویٹسن چپ ہو گیا۔

" سمجھ نہیں آرہا کہ میں خود سے نفرت کروں یا"....

"شش لیزا یہ کیا کہہ رہی ہو تم تمہیں خوشی ہے ضرور ہے دنیا کی ہر عورت کو یہ خوبصورت خبر سن کر خوشی ہوتی ہے مگر تمہاری خوشی سے کئی بڑھ کر تمہارا غصہ نفرت ہے جس نے اس خوشی کو دبا دیا ہے جو تمہاری سوچوں کو تمہارے اندر پلنے والی زندگی کی طرف رخ کرنے سے روک رہا ہے۔" علیزے کو احساس ہوا وہ کچھ غلط تو نہیں کہہ رہا تھا، شاید وہ اتنی نیگیٹو ہو گئی تھی کہ کچھ مثبت سوچنے سے قاصر تھی۔

"یاد کرو جب تم نے اپنے اندر اپنے احساسات کا مطالعہ کرنے جھانکا تھا تو شاک کی کیفیت میں جھانکا تھا ہیں نا؟" علیزے نے بے ساختہ سر کو خم دیا۔

"اب تک جب سے تمہیں خبر ملی ہے تم نے ٹھنڈے دماغ سے بھیٹ کر سوچا ہے کہ یہ خبر اتنی بھی بری نہیں بلکہ بے حد حسین ہے۔" ویٹسن کے لفظوں سے جیسے اسے اندر تک ہلا دیا تھا، وہ کتنی آسانی سے اسے آئینہ دکھا رہا تھا۔

"مگر یہ اس کا خون ہے اس کا بچہ ہے۔" لیکن جھٹ سے انا کا وار ہوا۔

"یہی... یہی جملہ تمہیں تمہارے اصل احساس تک جانے سے روک رہا ہے دیوار بن رہا ہے لیزا بھول جاؤ اس کو وہ اس کا نہیں تمہارا بچہ ہے علیزے انور کا جو وہ ویٹسن کے ساتھ اسے اس دنیا میں لائے گی اس بچے کے باپ کو ماضی کا کوئی برا خواب سمجھ کر بھول جاؤ طلاق لو اسے اور میرے ساتھ یہاں سے بہت دور چلو جہاں میں تم اور یہ بچہ ہو صرف تمہارا اور میرا بچہ شاہ زیب کو اس کا علم بھی ہونے نہ دو۔" وہ آہستہ آہستہ غور سے اسے دیکھتے ہوئے سمجھا جا رہا تھا اور علیزے بت بنی بھیٹی سمجھ بھی رہی تھی یا نہیں اس کی خبر تو ویٹسن کو تک نہ تھی کیونکہ وہ جانتا تھا سنتی وہ سب کی ہے کرتی صرف اپنی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"نہیں نہیں نہیں میں اتنا بڑا خطرہ نہیں اٹھا سکتی۔" ثمن نے جیسے ہاتھ کھڑے کر لیے تھے اور لیلیٰ جو واقعی گھٹنوں کے بل بھیٹی اسے اتنی دیر سے التجا کر رہی تھی اس کا نہ نہ کا گانا سن وہ قدرے غصہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور واپس میٹھی ٹون سے اپنی ٹون میں آ گئی۔

"ثمن تمہارا مسلہ کیا ہے بولا تو ہے کچھ نہیں ہو گا۔" وہ چڑ کر بولی۔

"لیلیٰ باجی کچھ نہیں بلکہ بہت کچھ ہو گا اگر کسی کو پتا چلا نا تو آپ کی شامت تو آئے گی آئے گی میری بھی آ جائے گی اور مجھ جیسی معصوم بچی ابھی کوئی شامت نہیں سہہ سکتی۔"

"نہیں میری چھوٹی سی پیاری سی دلاری کچھ نہیں ہو گا دیکھو اگر تم نے میری مدد کی نہ تو ابھی تم پیپیروں سے فارغ ہونے والی ہو اور اس کے بعد میں تمہیں شہر لے کر جاؤں گی وہاں ہم خوب مزے کریں گے۔" وہ ملتجی لہجہ میں بولی۔

"آپ اپنی لالچ اپنے پاس رکھیے خود تو کبھی اکیلے جا نہیں سکتی مجھے لے کر جائیں گی ہنہہ۔" ثمن اٹھتے ہوئے بولی اور سینے پر بازوں لپیٹ اپنی پشت لیلیٰ کی جانب کر لی، لیلیٰ نے مکہ بنا کر دانت پر دانت جمائے اس پر حملہ کرنے کا صرف ایکشن ہی دیا تھا بیچاری وہی دے سکتی تھی کیونکہ اس وقت ثمن کو منانا ضروری تھا۔

"دیکھو ثمن میں اتنی چھوٹی سی مدد مانگ رہی ہوں اس میں بھی تمہارے سو نخرے ختم نہیں ہو رہے سوچو تمہارا ابھی دن آئے گا پھر تمہاری لیلیٰ باجی ہی کام آئیں گی۔" وہ اس کے آگے آئی۔

"میرا دن ابھی نہیں آنے والی ابھی آپ کا دن ہے جایں کچھ پکائے شکائے ویسا سنا ہے خورشید بھائی کو مٹر پلاؤ کچھ زیادہ ہی پسند ہے۔" ثمن شوخ ہوئی۔

"تمہارا سر پھاڑ دینا ہے میں نے یہاں پر میری جان سولی میں اٹکی ہے اور تمہیں مٹر پلاؤ کی سوج رہی ہے۔" وہ طیش میں آ گئی۔

"اہو کیوں آپ کی جان کیوں سولی میں اٹکی ہے؟" ثمن کو سمجھ نہ آیا۔

"ارے بھئی مجھے ایک بار صرف ایک بار اسے ملنا ہے بھئی جسے میری شادی ہونے جا رہی ہے اسی سے ملوں نا تو یہ کیسے چلے گا بتاؤ بھلا اس زمانے میں بھی یہ سب پابندیاں ہوتی ہیں جو بخت حویلی میں ہیں۔" وہ خفا ہوئی۔

"میری پیاری لیلیٰ باجی آپ ملیں گی تو کیوں نہیں ملینگی چچی جان نے کہا تو تھا۔" اس نے لیلیٰ کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے محبت سے کہا۔

"افو جانے دو تم وہ سب کے سامنے سرسری سی ملاقات ہو گی بھلا سب کے سامنے بھی میں منہ پھاڑ کر بات کر سکتی ہوں اماں تو نظریں اٹھانے بھی نہیں دیں گی اب مجھے پتا ہونا چاہیے نا کہ میرے خوابوں کے دولھے میاں صرف صورت میں ہی نہیں سیرت میں بھی اچھا ہے تھوڑی بات چیت ہو وہ کیا کہتے ہیں انڈر سٹینڈنگ ہاں علیزے نے ایک دفع کہا تھا کہ انڈر سٹینڈنگ تو لازمی ہونی چاہیے جب ہی ان رشتوں کو ہاں کرنی چاہیے۔" وہ بولتے بولتے کھو گئی۔

"اوہ تو یہ سب آپی کی باتوں کا اثر ہے جب ہی تو میں کہوں کہ یوں اچانک آپ کو شہری لڑکی بننے کا کیا شوق ہو گیا اچھا چلیں کیا یاد رکھے گی آپ میں کرواؤں گی ملاقات لیکن... لیکن ایک منٹ صرف پانچ منٹ کی کیونکہ کوئی بھی آسکتا ہے اسیلیے میں باہر کھڑی ہو کر پہرا دوں گی جیسی کوئی آئے گا میں اشارہ کر دوں گی۔" لیلیٰ تو جیسی جھوم ہی گئی۔

"ہائے میں پیاری بہن میری راج دلاری۔" وہ ثمن کے گالوں کو نوچتے ہوئے خوشی سے چلائی۔

"اچھا یہ تو بتاؤ اشارہ کیا ہو گا؟" اچانک وہ رکی۔

"اشارہ.... اشارہ ہاں میں تالی بجاؤں گی ایک تالی مطلب چوکنا ہو جائیں دو تالی مطلب کوئی آرہا ہے تین تالی مطلب تیزی سے بھاگ کر باہر آجائیں کیونکہ کوئی آچکا ہے ٹھیک ہے؟" ثمن نے بڑی تفصیل سے لیلیٰ کو سمجھایا۔

"ڈن ڈن ڈن۔" وہ خوشی سے اچھلی۔

" چلیں اب جا کر تھوڑا حلیہ ٹھیک کریں کسی وقت بھی آپ کے خوابوں کے دلھے میاں آتے ہوں گے اور سب سے پہلے انہیں مردان خان بٹھایا جائے گا اسے پہلے لا لایا

باباجان وغیرہ آئے میں کوئی انتظام کرتی ہوں آپ کی پانچ منٹ کی ملاقات کا۔" لیلیٰ کو جی بھر کر ثمن پر پیار آیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سر جھکائے شرمندہ بھیٹا تھا، گناہ گار نہ ہوتے ہوئے بھی وہ گناہ گار خود کو محسوس کر رہا تھا، سڈنی میں رات کے اس آدھے پہر میں انور ہاؤس میں سارے افراد کے جمع ہوتے ہوئے بھی سناٹا تھا، وہ سب لاؤنج میں صوفوں پر بھیٹے ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے صرف ایک آواز تھی جو آرہی تھی اور وہ تھی قدموں کی چاپ کی جو انور بخت کی تھی، وہ دونوں ہاتھوں کو پیچھے لیے بے حد غصہ سے ٹہل رہے تھے، عدیب نے کچھ کہنے کی ایک آخری کوشش کرتے ہوئے اپنا سر اٹھائے التجائی نظروں سے باپ کو دیکھا مگر وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے بھی متوجہ نہیں تھے، شاہستہ بیگم نے یوجنا کو اپنے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا۔ وہ ایک نظر بھائی پر ڈال پھر باپ کو دیکھ اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

عدیب کی بامشکل بیل ہوئی تھی اور وہ اس وقت خاموش عدالت میں سر جھکائے نادم بھیٹا اپنی صفائی میں بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بھائی پانی...." رایمہ نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا تو اس نے سنجیدگی سے گلاس تھاما اور لبوں تک لے کر ہی گیا تھا کہ انور بخت کی سخت آواز پر اس کا ہاتھ رہی رک گیا۔

"پانی ہی کیوں کھانے پینے کا انتظام کرو صاحب زادے کے لیے بہت بڑی جنگ لڑ کر آیا ہے۔" ان کے گہرے طنز کو وہاں بیٹھے سب ہی نفوس سمجھ گ ئے تھے، سِلا نے عدیب کو دیکھا جس نے بنا پیے واپس سانس بھرتے ہوئے گلاس میز پر رکھ دیا تھا۔

"ڈیڈ میرا یقین کریں مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ بزنز کے انویسٹ کیے ہوئے پیسوں سے ڈر گز"....

"ننھے دودھ پیتے بچے ہو تم؟" وہ ایک دم دھاڑے، سب ہی چونک اٹھے۔

"آپ کی طبیعت بگڑ جائے گی۔" شاہستہ بیگم بے ساختہ بولیں۔

"کہا تھا میں نے شاہستہ تمہارے سامنے کہا تھا کہ اپنے اس آوارہ گردی میں چاچا سے لیے ہوئے پیسوں کو مت ڈبونا لیکن تمہارے بیٹے کو باپ بننے کا شوق ہے بزنز کریں گے یہ کچھ نہیں کر سکتا سوائے آوارہ گردی کے نشئی باز۔" آخری لفظ تو تیر کی طرح چبا تھا، وہ ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"گھر سے پولیس گرفتار کر کے لے گی آج ساری میری عزت ملیامیٹ کر دی وہ تو شکر ہے اینڈی کا جس کی بدولت یہ تمہارا بیٹا سہی سلامت گھر بھیٹا ہے ورنہ یہاں کی پولیس اتنی آسانی سے مجرم کو نہیں چھوڑتی اینڈی کو بھی اب کیا منہ دکھاؤں گا میں لوگوں کے بیٹے سر اونچا کرتے ہیں باپ کا اور ایک یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے جس نے یہ دن دکھایا ہے اسے اچھا تھا اس کی جگہ ایک اور بیٹی ہو جاتی۔" وہ "مجرم" لفظ پر تڑپ اٹھا اور یکدم چلایا۔

"ڈیڈ میں آپ کو کتنی بار بولوں کہ مجھے نہیں معلوم تھا مانا میں آپ کا اچھا بھیٹا نہیں ہوں آج تک میں نے ایسا واقعی کچھ نہیں کیا جسے آپ کو فخر ہو میری گید رنگ ایسی ہے لیکن میں نے آج تک شراب کو ہاتھ نہیں لگایا کسی بھی نشے کو نہیں چھوا میرے دوست سب میرے ساتھ میرے پہلو بھیٹ دنیا جہاں کی برایاں کرتے ہیں لیکن کسی کو میں نے حق نہیں دیا کہ وہ مجھے بھی اس سب میں ملوث ہونے میں فورس کریں آپ کو ہمیشہ سے میرے سے شکایت رہی ہے آپ کہتے ہیں کہ میں بد تمیز ہوں نافرمانی کرتا ہوں لیکن آپ ہی بتائیں مجھے بد تمیز اور نافرمان کس نے بنایا آپ نے سوری ٹو سے مسٹر انور بخت لیکن آپ نے آج تک اپنے بیٹے کو کبھی سمجھا ہی نہیں اور خود کو مجھ سے دور کیا ہے دوسروں کو مجھ پر فوقیت دی ہے دوسروں کے بیٹوں کا مجھ سے موازنہ کیا

ہے اگر میں ایک اچھا بیٹا نہیں بن سکا تو آپ بھی ایک اچھے باپ نہیں بن سکے۔"سب سکتے میں آگ ئے تھے، وہ بے حد غصہ سے بولتا سرعت سے کمرے کی جانب چلا گیا اور رستے میں آئی چھوٹی میز کو وہ ٹھوکر مارنا نہیں بھولا تھا، سِلا نے حیران پریشان سر اٹھا کر انور بخت کو دیکھا جو بے تاثر ہو گ ئے تھے، شاہستہ بیگم نے کچھ کہنے کے لیے انہیں لب کھولے ہی تھے کہ وہ بھی منظر سے غایب ہو گ ئے تھے، رایمہ سِلا اور شاہستہ بیگم تینوں ایک دوسرے کی شکل دیکھتی رہ گئیں تھیں، شاہستہ بیگم کو روتا ہوا دیکھ رایمہ انہیں دلاسہ دینے لگی تھی جبکہ سِلا کچھ سوچ تیزی سے اٹھی اور عدیب کے پیچھے اس کے کمرے میں گیٔ۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ماورہ کیا ہوا ہے تجھے میں کب سے دیکھ رہی ہوں تو میری بات پر توجہ ہی نہیں دے رہی کن سوچوں میں ہے؟" ہرا دھنیاں بناتی ہوئی ماورہ کو افشاں نے چاول چنتے ہوئے دھوپ سے ہٹ پیڑ کی نیچے چھاؤ میں بخت حویلی کے وسیع صحن پر پلنگ پر بھیٹے افشاں

نے پوچھ ہی لیا تھا جو وہ کب سے غور کر رہی تھی، وہ اب تک اتنا کچھ اسے کہہ چکی تھی لیکن ماورہ کا "ہوں ہاں" کہ علاوہ کوئی ردِ عمل نہیں آ رہا تھا۔

"چھوڑ نا چھوٹے بابا اگر علیزے بی بی کے ساتھ آ بھی رہے ہیں اکیلے تھوڑا رک کر تو اس میں کیا برائی ہے تو ایک کام کرنا جب وہ آئے ناتوان کے ساتھ سیر پر چلی جانا میں تو کہتی ہوں شمالی علاقے میں جو ہماری دوسری حویلی ہے ناوہاں چلی جانا رک کر آنا دو چار مہینے چھوٹے بابا کے ساتھ۔" افشاں نے سہولت سے اسے مشورہ دیا تھا مگر حیرانی کی بات تھی کہ ماورہ نے اس پر بھی کوئی ردِ عمل نک دیا تھا، افشاں کو اب سچ مچ کی فکر ہوئی۔

"کیا ہوا ماورہ؟" اس نے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ ماورہ نے افشاں کو خالی خالی نظروں سے دیکھا اور پھر اس ہی آنکھوں سے آنسوں آنا شروع ہو گئے، افشاں ہڑ بڑا گئی۔

"ماورہ کیا ہوا تجھے رو کیوں رہی ہے کیا کچھ ہوا ہے؟" وہ چاول ایک طرف رکھتی ہوئی پریشانی سے پوچھنے لگی، ماورہ بے آواز رو رہی تھی۔

"میں نے آج بڑا بھیانک خواب دیکھا افشاں۔" وہ دھیرے سے بتانے لگی۔

"کیا دیکھ لیا؟" افشاں کا ہاتھ دل پر گیا۔

"میں نے دیکھا شاہ جی باپ بننے والے ہیں۔" وہ تڑپ کر بتانے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یہ تو بڑی اچھا خواب ہے خدا پورا کرے۔" افشاں کو ماورہ کی کم عقلی پر افسوس ہوا، بھلا اتنے اچھے خواب پر بھی کوئی روتا ہے اور خاص طور پر تب جب وہ ماں نہیں بن سکتی یہ خواب ضرور کوئی خوشخبری لا سکتا ہے، وہ دل سے خوش ہوئی تھی۔

"خدا نہ کرے پاگل ہو گئی ہے۔" ماورہ اچانک چلائی، افشاں بھرپور چونکی۔

"اس چڑیل کے بچہ کے۔" اس نے چڑ کر ساتھ بتایا، افشاں کا اب ہاتھ منہ پر گیا تھا۔

"ہائے اللہ۔"

"میرے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا یہ خواب بہت بھیانک ہے میں حقیقت میں بھی یہ تصور نہیں کر سکتی بس اسی کا ڈر مجھے رہتا ہے کسی بھی طرح مجھے اس چڑیل کو شاہ جی سے الگ کرنا ہو گا۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھ گئی۔

"ماورہ پاگل وہ خواب ہے حقیقت نہیں تو فکر مت کر ایسا کچھ نہیں ہو گا علیزے بی بی بڑی فرنگی ہیں آزاد خیال والی لڑکیاں گھر نہیں بسا سکتی بچہ کو تو بھول ہی جا۔" افشاں نے اسے ڈھارس دی تھی۔

"بس جو تو کہہ رہی ہے ویسا ہی ہو کیونکہ اگر ایسا نہیں ہوا تو میں بدحواس ہو جاؤں گی میں اس چڑیل کو جان سے مار دو گی۔" وہ مٹھیاں بھینچتی ہوئی بول کر افشاں کو ڈرا گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

''اف ماورہ کیا ہو گیا ادھر بھیٹ۔''افشاں نے سر جھٹک اسے کندھوں سے پکڑ کر واپس پلنگ پر بٹھایا۔

''تو یہ سب وحم وسوسوں کو اپنے دل ودماغ سے نکال دے اور خود پر توجہ دے دیکھ کیا حالت بنا رکھی ہے تو نے اپنی چھوٹے بابا کسی بھی وقت آتے ہوں گے تجھے ایسے ہلیے میں دیکھنے تو دل خراب ہو گا ان کا اور تو ایسا نہیں چاہتی نا؟''افشاں نے بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے اسے کہا۔ماورہ نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا۔

''میں بس چاہتی ہوں شاہ جی صرف مجھے ہی دیکھیں۔''افشاں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہوئی۔

''یہ ہوئی نا بات اب جا جا کر سنگھار کر''....

''بی بی جی آپ کا منگوایا سامان آچکا ہے کہاں رکھوانا ہیں؟''ملازمہ بھاگ کر ماورہ کے پاس آئی۔

''ایک کام کرو کمرے میں رکھوادو میں آکر دیکھتی ہوں۔''ماورہ نے اکڑ کر کہا،وہ سر ہلا کر چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"دیکھا یہ وہی تھی جو کسی زمانے میں تجھ پر حکم جھاڑا کرتی تھی اور اب دیکھ کیسی حیثیت تیری بدل گئی پھر بھی تو ناشکری رہتی ہے۔" افشاں نے ملازمہ کی پشت کو دیکھ تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ماورہ بھی مسکرا دی۔

"ویسے کیا سامان منگوایا ہے؟"

"شاہ جی کے استقبال کے لیے۔" وہ شرمائی تھی، پہلے تو افشاں نہیں سمجھی لیکن جب اسے سمجھ آیا تو وہ ماورہ کو بلند آواز میں چھیڑنے لگی جس پر وہ مزید شرماتی رہی۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

کمرے میں آتے ہی اس کی نظر سب سے پہلے کھڑکی پر کھڑے سامنے سڈنی کی سنسان سڑک کا جائزہ لیتے ہوئے عدیب پر گئی جس کے چہرے کے تاثرات سے صاف واضح تھا کہ اس کا موڈ قطعی اچھا نہیں ہے، سِلا خاموشی سے چل کر اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی، عدیب نے ایک نظر بھی اس کو نہیں دیکھا وہ سامنے سڑک کو ہی دیکھتا رہا، سِلا نے گلا کھنکھار کر اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر وہ ویسے ہی سِلا کی موجودگی کو نظر انداز کیے ہوئے تھا۔

"میں جانتی ہوں آپ اس وقت سخت خفا ہیں۔" سِلا نے کوئی ردِ عمل نہ پاکر خود ہی کہنا شروع کیا۔

"ابھی سے نہیں بہت پہلے سے۔" سِلا نے جب اپنا جملہ مکمل کیا تو اس کی گہری بات پر عدیب ٹھٹکھا اور گردن موڑا اسے دیکھا جو سامنے سڑک کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ چاچا جان سے بہت پہلے سے خفا ہے لیکن اظہار آج کیا ہے آپ نے ہیں نا کچھ غلط کہا میں نے؟" اس کی نظروں میں جھانکتے ہوئے سِلا نے پوچھا۔ جانے کیوں عدیب نگاہیں چرا گیا۔

"میں جانتی ہوں کہ وہ آپ کو سمجھ نہیں پائے ہیں اور شاید آپ ان کو یہ نسلی خلاء کے باعث آپ دونوں کے درمیان بہت دوریاں پیدا ہو گئی ہے ابھی سے نہیں بہت پہلے سے مگر آپ میں سے کسی نے بھی اس دوریوں کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی چلیں چاچا جان تو آپ کے والد ہیں بڑے ہیں لیکن آپ تو بیٹے ہیں آپ تو کرتے یہ دوریاں ختم کیوں آپ نے پہل نہیں کی؟ "

"سِلا اس وقت چلی جاؤ یہاں سے میرا دماغ مت چاٹو۔" عدیب جھنجھلا کر کھڑکی سے ہٹ کر الماری کھول بے مقصد کی چھان بین کرنے لگا۔

"آج آپ کہیں گے بھی تو نہیں جاؤں گی آج آپ کو بتانا ہو گا مجھے کیوں نہیں کی آپ نے پہل اگر وہ نہیں سمجھ سکے تو آپ نے کیوں نہیں سمجھایا؟" وہ اس کے پیچھے الماری تک آتے ہوئے ہٹ دھرمی سے بولی۔

"کیونکہ میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے کہ اپنی ذات کی صفایاں دیتا پھروں۔" الماری کے گلاس ڈور کو زور سے سلائیڈ کرتے ہوئے وہ چڑ کر تقریباً چلایا، اسے سِلا سے سخت چڑ ہو رہی تھی جو اسے اکیلا نہیں چھوڑ رہی تھی۔

"یہاں بات آپ کی ذات کی ضرور ہے مگر ذات پر لگی تہمتوں کی صفایوں کی نہیں کیونکہ یہ تہمتیں ابھی لگی ہے پہلے تو صرف خلش تھی ایک غصہ تھا وہ بھی ایک باپ کا اپنے بیٹے کو لے کر اگر وہ آپ کو غلط سمجھتے تھے آپ کا موازنہ کرتے تھے جو کہ سراسر غلط ہے تو آپ کو محبت سے بھیٹ کر اپنی ذات کھل کر ان کے سامنے رکھنی چاہیے تھی ان کا نرمی سے ہاتھ پکڑ کر کہنا چاہیے تھا کہ ڈیڈ میں وہ نہیں ہوں جو آپ سمجھ رہے ہیں میرا ان لڑکوں میں شمار نہیں ہوتا جن کو آپ سخت ناپسند کرتے ہیں ایک بار اپنے بیٹے کے اندر جھانکیے اس کو جاننے کی کوشش کیجیے آپ کا بیٹا آپ سے بے حد محبت کرتا ہے۔" پہلی بار سِلا نے عدیب کے دونوں بازوں کو تھامے کر نرمی سے سمجھایا اور اس

کی باتوں لب و لہجہ میں کچھ ایسا تھا کہ عدیب نے اپنی انا اور ضد کچھ پل کے لیے ایک طرف رکھی دی اور کھل کر بولا۔

"مجھ سے نہیں ہوتا یہ سب سِلا ہمارے درمیان بہت دوریاں رہی ہیں تمہیں کیا لگتا ہے میرا دل نہیں کرتا کہ ڈیڈ ایک بار صرف ایک بار مجھے کہے کہ بیٹا میں تم سے پیار کرتا ہوں یا پھر میں تمہاری فکر کرتا ہوں اسیلیے ڈانٹا تھا تم سے میرے احساسات وابستہ ہے اسیلیے سختی کرتا ہوں.... سِلا میری ماں نہیں تھی میرے پاس مجھے جب ماں کی گود میں سر رکھنے کی طلب ہوتی تو میں نظر اٹھا کر ڈیڈ کو دیکھتا جس کی گود میں یوجنا اکثر لیٹی ہوتی اور تم جانتی ہو وہ اس کے بال سہلا کر اس کے دن کے بارے میں پوچھ رہے ہوتے اس کے امتحانات میں آئے کم نمبروں پر ڈانٹتے تو وہ برا ماننے کے بجائے کھکھلا کر ہنس پڑتی اور انہیں تنگ کرتی میرا بھی دل کرتا کہ ڈیڈ مجھے بھی بلائے اپنی پاس بٹھائے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ صرف اتنا ہی کہہ دے کھانا کھایا میرے بیٹے نے؟" وہ آنکھوں میں نمی لیے کہہ رہا تھا، سِلا کی بھی آنکھیں بھر آئیں تھیں اور ان دونوں کے ساتھ باہر کھڑے انور بخت کی بھی آنکھیں جھلک پڑی تھی، شاہستہ بیگم نے دروازے کی اوٹ میں چھپے انور بخت کو اندر دونوں کی باتیں سنتے اور یوں آنکھوں میں لبالب نمی دیکھ کندھے پر ہاتھ رکھا تھا، وہ سر جھکا گئے تھے ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح!

"انہوں نے کبھی مجھے میرے کم نمبر دیکھ ڈانٹا نہیں بلکہ بہت آسانی سے وہ باتیں کہی جو مجھے اندر تک چبھی لیکن میرے تاثرات سے کبھی نہیں لگتا مجھے وہ باتیں ہرٹ کی ہیں اس غصہ چھبن میں ان کو جواب دیتا اور وہ بد تمیزی ہو جاتی اگر میں آج بد تمیز ہوں تو وہ بھی مجھے انہوں نے بنایا ہے کیا کبھی انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ عدیب بد تمیزی کیوں کرتے ہو بچیں کبھی کبھار آپ سے بد تمیزی اسیلیے نہیں کرتے کہ وہ اپنے آوارہ دوستوں سے وہ سیکھتے نہیں کبھی کبھار بچیں آپ سے بد تمیزی تب کرتے جب اندر اندر وہ کچھ سہہ رہے ہوتے سِلا ہر کتاب میں ہر درس میں ماں باپ کے حقوق بیان ہوتے ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک لازم قرار دیا گیا ہے لیکن کیوں وہی کتاب پڑھنے والے وہی درس سننے والے والدین کے بعد اولاد کے حقوق اور ان کی فرایض کی بات آتی ہے تو کان بند کر لیتے؟" سِلا نے نظریں جھکا لیں، آج پہلی بار اسے عدیب کی باتوں میں سچائی اور درد دکھا تھا۔

"ہر بچے کی نیچر الگ ہوتی ہے ہم سارے بہن بھائی کی بھی الگ ہے علیزے کو لاکھ وہ برا بھلا کہتے لیکن جب وہ رات کو چپکے سے ان کے سرہانے جا کر لیٹتی تو محبت اور شفقت سے اسے بھینچ لیتے مگر میں.... میں نہیں ان کے پاس کبھی رات کو جا سکا مجھ سے نہیں ہوتا تم جانتی ہو میرے بہنیں اپنی ماں کے لیے تڑپی ہیں یسیروں والی زندگی

گزاری ہے لیکن میں نے تو یتیموں والی بھی گزاری ہے اور اب تک گزار رہا ہوں۔"

اب بس انور بخت کی صبر جواب دے گئی تھی وہ وہاں سے چلے گئے تھے، شاہستہ بیگم روتے ہوئے پیچھے بھاگی تھیں۔

"آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں یہ غلط ہے۔" سِلا نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں میں مجھ سے پوچھو باپ کی شفقت محبت ان کا صرف ایک سر پر ہاتھ رکھنا یہ سب کے لیے ترس گیا ہوں میں جانے انجانے خود سے نظریں چراتے میں وہ ہر کوشش کرتا ہوں جسے ایک بار صرف ایک بار ڈیڈ کہے کہ انہیں اپنے بیٹے اپنے اکلوتے بیٹے پر فخر ہے اسیلیے یہ بزنس سٹارٹ کرنے کے لیے چاچا جان سے اپنا حق لیا سوچا تھا دوست کے ساتھ بزنس سٹارٹ کر کے اونچایوں ہر لے جاؤں گا پھر ڈیڈ مجبور ہو جائیں گے مجھ پر فخر کرنے کے لیے مگر میری قسمت ہی خراب ہے۔" وہ آنکھیں مسلتا ہوا بیڈ پر بھیٹا، سِلا جلدی سے اس کے پاس بھیٹی۔

"ضروری نہیں کہ اگر ماں باپ جتائے نا تو وہاں وہ احساس نہیں اور ماں باپ ہی کیوں کچھ خالص رشتوں میں ایک دوریوں کی ہلکی سی درار ہوتی ہے اور اس کے چلتے ہم کبھی کبھی اپنے احساس اپنے اندر دفن کر لیتے ہیں ایسا نہیں کہ ہمیں نہیں دکھتا کہ سامنے والا چاہتا ہے کہ ان احساس کو ہم باہر لایں انس درار اس حدود کو توڑ کر اس کو سب بتائے

اس کو کچھ کہے اسے کچھ کہلوائے لیکن ہم مجبور ہوتے ہیں ہم نہیں کبھی کبھی اپنے الفاظوں میں اپنے احساس اپنوں کے لیے ڈھال سکتے ہیں۔ "

"کیا مجبوری سِلا کیا ہے ڈیڈ کو مجبوری ابھی سے نہیں کب سے کرتے آرہے ہیں مجھے لگتا میں ان کا بیٹا نہیں ہوں کہی سے لے کر پالا ہے مجھے۔" وہ بد ضن ہو چکا تھا، سِلا نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"صرف ایک بار... ایک بار خود غرضی کو پرے رکھ ان کے جوتوں میں رہ کر سوچیے۔" عدیب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟" وہ الجھا۔

"آپ یہ مت دیکھیے کہ آپ کو محبت نہیں ملی یا محبت کے اظہار کے چار لفظ نہیں ملے آپ یہ دیکھیے کہ کیوں نہیں ملی جب ہماری پریشان سوال جس کا کوئی جواب ہمیں نہیں ملتا ان میں یہ کیوں لفظ آجاتا ہے ناتو جواب ملنا شروع ہو جاتے آپ ایک بار صرف ایک بار سوچ کر دیکھیے آخر چاچا جان اپنے بیٹے کو محبت کیوں نہیں جتاتے اسے کڑی کڑی باتیں سناتے کیونکہ آپ دونوں کے درمیان فرق ہے آپ کی سوچ اور ان کی سوچ میں اور جب دو الگ سوچوں کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو ناپسندیگی آجاتی ہے ان کو لگتا ہے کہ آپ آوارہ دوستوں بھیٹتے اُٹھتے غلط ہے اور آپ کو لگتا ہے آپ ان آوارہ دوستوں میں

بھیٹتے اٹھتے مگر ان جیسی آوار گی نہیں کرتے اسیلیے نہ آپ غلط ہیں نہ غلط وہ ہیں یہاں صرف سوچوں کا فرق ہے۔" عدیب گم سا گیا۔

"اس سب کو ایک طرف رکھیں اور ایک دفع خاموشی سے ان کے پاس جا کر بھیٹیے اور خود اپنا سر ان کی گود میں رکھیے وہ آپ کے بال سہلائیں یا نہ سہلائیں وہ کبھی آپ کا سر اپنی گود سے جھٹکیں گے نہیں۔" عدیب نے سِلا کو دیکھا جو نم آنکھوں سے مسکرائے سر ہلانے لگی۔

"اگر آپ کو کبھی بلا کر آپ کا سر اپنی گود میں رکھا نہیں تو آپ نے کبھی جا کر اپنا سر ان کی گود میں بھی تو نہیں رکھا۔" عدیب کا لگا کوئی تیز ریل گاڑی اسے مارتی ہوئی گزری ہے۔

"اگر آپ کے برابر بھیٹنے کے باوجود آپ کے کندھے پر کبھی ہاتھ رکھ کر آپ کا احوال نہیں پوچھا تو کیا کبھی آپ نے اپنا سر ان کے کندھے پر رکھ ان کو خود سے اپنا احوال بھی تو نہیں سنایا۔ "

"تو کیا میں بے شرموں کی طرح عزتِ نفس مار کر پہل کروں؟" وہ کہی اور ہی چلا گیا تھا، سِلا مسکرائی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کچھ رشتے ہمیں اتنے عزیز ہوتے ہیں اتنے دل کے قریب ہوتے ہیں جن سے خود محبت لٹا کر نہ تو ہمیں شرم محسوس ہوتی ہے نہ ہماری عزتِ نفس پر چوٹ لگتی ہے اور انہی کچھ عزیز رشتوں میں اہم رشتہ ماں باپ کا سب سے اول ہوتا ہے وہ باپ ہی آپ کا وجود دنیا میں لایا ہے اسے کیا شرم اسے کیا پہل اور نہ پہل اگر وہ آپ سے نفرت بھی کریں تب ہی ہمیں ں محبت دینی ہے ایک نہ ایک دن محبت نفرت سے جیت جاتی ہے کب تک وہ خود کو روک کر رکھیں گے.... جانتے ہیں جب آپ خود غرضی کو ایک طرف رکھ محبت دل کھول کر کرتے ہیں بنا اس امید کے کہ یہی امید ہمیں واپسی میں بھی ملیں تب اصل محبت ہم کرتے ہیں دو طرفہ محبت مکمل نہیں بلکہ یک طرفہ مکمل ہوتی ہے بنا کسی مفاد کے اصل محبت جو صرف ہم لٹانا جانتے ہیں اور اسی کا کچھ ایسا اثر ہوتا ہے کہ سامنے والا مجبور ہو جاتا ہے گھٹنے ٹیکنے پر اور وہ آپ کے محبت کے سامنے ہار جاتا ہے آپ کے جزباتوں کی قدر کرتا ہے اور اپنی طرف سے بھی یک طرفہ محبت شروع کر دیتا ہے۔" وہ بول کر رکی نہیں تھی بلکہ اٹھ کر چلی گئ تھی اور عدیب نے زندگی میں پہلی مرتبہ اتنی گہری بات کبھی ہی کسی کہ منہ سے سننی تھی، سمجھی تھی، جانی تھی اور بس اب عمل کرنی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم۔" اسے پہلے باہر وہ ثمن سے مزید الجھتی ثمن نے وقت کا یوں ضیاع ہوتے ہوئے دیکھ اسے خود اندر مردان خانے میں دھکیل دیا اور جلدی سے خود باہر سیدھی ہو کر پہرا دینے لگی، وہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھی اسیلیے گرتی پڑتی اندر گھسی وہ تو شکر تھا کہ مردان خانہ کافی وسیع تھا اور داخلی دروازہ پیچھے تھا اور صوفے آگے کی طرف رکھے تھے جس کی وجہ سے خورشید کی پشت اس کی طرف تھی، شکر کرتی وہ اپنا حلیہ ڈھنکا کیے ڈھلکتے ہوئے کپ کی چائے کو سیدھا کرتی ہوئی وہ سر پر اچھی طرح دوپٹا جمائے جتنا آواز کو پتلی کر سکتی تھی کرتی ہوئی اس کے سامنے آئی اور ایک نظر ہی اسے دیکھ عش عش کر اٹھی، وہ واقعی سڈوڈیل نوجوان مرد تھا جیسے اس کے دونوں لالا تھے، ہٹے کٹے۔

"چا... چائے۔" وہ مسکراتے ہوئے چہرہ جھکا کر بولی، خورشید نے دیوار پر لگی ایل ای ڈی سے نگاہیں نہیں ہٹائی تھیں، وہ سر ہلا گیا اور پھیل کر ایسے بھیٹا تھا جیسے اس کا بیڈروم ہو، یہ صرف لیلیٰ نے سوچا ہی تھا مگر سوچ کو جھٹک بھی دیا تھا۔

"جی چائے۔" اس کے ایک نظر نہ دیکھنے پر وہ پھر جتا کر بولی مقصد اس کی توجہ کھیچنا تھا۔

"ہوں رکھ دو سر پر لے کر کیوں کھڑی ہو تمہارے مالکوں نے تمہیں تمیز نہیں سکھائی؟" دھک۔ آسمان جیسے سر پر گیا تھا، اس نے لیلیٰ کو "نوکرانی" سمجھ لیا تھا؟ کیا توہین تھی جو اسے تلووں سے لگی اور سر پر بجھی۔

"میں ملازمہ نہیں ہوں۔" چبا چبا کر کہتی ہوئی وہ چائے درمیانی میز پر رکھ چکی تھی۔

"آپ نوکر ہی ہیں صرف نوکر میری نظر میں دفع ہو جائیں یہاں سے نہیں کرنی مجھے بات۔" اچانک ہی وہ آنکھیں پھاڑے خورشید کو دیکھنے لگی مگر اس کے لب تو بند تھے تو یہ کس نے کہا تھا، گردن گھما کر ایل ای ڈی پر نگاہ گئی تو وہاں کسی ڈرامے میں کوئی لڑکی چیخ کر کسی عورت سے کہہ رہی تھی جو سر جھکائے کھڑی تھی۔

"ہائے یہ ڈرامہ شروع بھی ہو گیا۔" اس کی نظریں تیزی سے گھڑی پر گئیں اور وہ وقت بلاشبہ اس کے پسندیدہ ڈرامے کا ہی تھا۔

"یہ فضول ڈرامے کیا حال ہے اس ملک کا۔" خورشید نے نخوت سے چینل بدلا تھا، لیلیٰ نے صدمے سے اسے دیکھا۔

"یہ آپ کو فضول لگتا ہے؟" بے اختیار وہ اپنی جزباتی طبیعت کے باعث بول اٹھی۔

"تم اب تک یہی کھڑی ہو جاؤ جا کر اپنے مالکوں کو بلاؤ۔" اس نے شاید لیلیٰ کی "میں ملازمہ نہیں ہوں" سنا ہی نہیں تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanel|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں لیلیٰ ہوں۔" صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔

"میں مجنو ہوں۔" وہ تپ کر دو بدو بولا، لیلیٰ کا منہ کھل گیا پھر شرما کر بولی۔

"وہ تو مستقبل میں نا۔" خورشید نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"میں.... میں وہی ہوں جسے کے ساتھ آپ کا مستقبل سنورنے والا ہے۔" پراندے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے وہ شرما کر اس کی سوالیہ نظریں دیکھ بولی تھی، خورشید کے ماتھے پر بل پڑے اور چہرے پر ناگواریت آ گئی۔

"لڑکی تم مردان خانے میں کیا کر رہی ہو؟" وہ غصہ سے کھڑا ہو گیا اور بولا ایسے جیسے یہ حویلی اس کی اور یہ مردان خانہ بھی اس کا، لیلیٰ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"آپ سے ملنے آئی ہوں جی وہ کہتے نا شادی سے پہلے تھوڑی انڈرسٹینڈنگ آؤٹسٹینڈنگ ہونی چاہیے۔" وہ خوشی سے بتانے لگی۔

"کیا ہونی چاہیے؟" خورشید کو سمجھ نہ آیا پھر سر جھٹک بولا۔

"لڑکی تمہارے ماں باپ نے کچھ سکھایا نہیں کوئی شرم یا حیا؟" وہ کافی غصہ سے بولا تھا، لیلیٰ نے قدرے چونک کر اسے دیکھا۔

"ج.... جی۔؟"

"ہمارے ہاں پہلے ہی بتادوں یہ بے شرمیاں نہیں چلتی ہمارے گھر کی عورتیں اس طرح غیر مردوں کے سامنے بے ہودگی نہیں دکھاتی۔" لیلیٰ نے منہ کھول اسے دیکھا۔

"میں نے کونسی بے ہودگی دکھائی ہے آپ کے ساتھ شادی سے پہلے ایک ملاق"....

"چپ ہمارے ہاں عورتیں مردوں کو یوں منہ پر جواب نہیں دیتی۔" وہ طیش میں آگیا تھا، لیلیٰ کنگ رہ گئی۔ اسی وقت باہر تالی کی آواز آئی مگر وہ وہی خورشید کو دیکھتی رہ گئی.... پھر دوبارہ تالی بجی مگر وہ ویسی بت بنی کھڑی رہی وہ سر جھٹک واپس بھیٹ چکا تھا۔

اب تالی سے تالیاں بج رہی تھیں۔

"ثمن یہ کیا کرر ہی ہو؟" سلماں بخت حیرت سے اسے مردان خانے کے باہر پاگلوں کی طرح تالیاں بجاتے ہوئے دیکھ اس کے پاس آئیں۔

"وہ.. وہ امی جان لل... لیلیٰ باجی کی شادی ہونے والی ہے ناتو گانے بجانے کی پریکٹس کرر.... رہی تھی۔" وہ بوکھلا کر جو منہ میں آیا بول گئی، سلماں بخت بیٹی کو اچھی طرح جانتی تھی، تو تفتیشی نظروں سے اسے گھورنے لگی۔

"ام... امی جان چھپکلی۔" اچانک وہ اونچی آواز میں چلائی، اندر لیلیٰ چونکی اور فوراً باہر دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"کیا کہہ رہی ہو لڑکی کہاں ہے؟" وہ ارد گرد دیکھنے لگیں۔

"یہ... یہ آپ کے پیچھے۔" ثمن نے ان کا رخ موڑ دیا، لیلیٰ تیزی سے باہر نکلتے ہوئے ان کی پشت کو دیکھ اپنے کمرے میں بھاگی۔

"کہاں ہے؟" سلماں بخت تنگ کر بولی۔

"گئی کمرے میں۔" وہ سانس بحال کرتی ہوئی بے ساختہ بولی کہ پھر زبان دانتوں تلے دبائی۔

"مم... میرا مطلب سامنے عمر کے کمرے میں گئی اچھا ہوا۔" وہ بات بناتے ہوئے بولی اور وہاں سے رفو چکر ہو گئی، سلماں بخت بری طرح حیران رہ گئی پھر سر جھٹک فرقان بخت اور دلاور بخت کو بلانے گئی کیونکہ انہیں خورشید سے ملوانا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"لیزا مجھے بھی تمہیں کچھ بتانا تھا۔" کچھ دیر خاموشی جب بیچ میں حایل ہوئی اور علیزے کافی کی چسکیاں بھرتے ہوئے کسی گہری سوچ میں گم تھی جب گلا کنکھارتے ہوئے ویٹسن نے اسے ایک بار پھر مخاطب کیا جواباً علیزے نے کپ کو واپس ان کے درمیان چھوٹی سی گول میز پر رکھ سوالیہ بھویں اچکائیں۔

"وہ...." اسے لگا زبان تک آتے آتے الفاظ ہی دم توڑ گئے ہیں، سمجھ نہ آیا کدھر سے شروع کرے۔

"ویٹسن تم نے مجھ سے کہا تھا کہ جو تم نے مجھے ہماری ملاقات پر بتایا تھا وہ آدھا سچ اور آدھا جھوٹ تھا میں اس سب میں اتنا الجھ گئی کہ میرا دھیان ہی واپس نہیں گیا بتاؤ کیا جھوٹ کیا سچ تھا؟" علیزے کو اس کے اٹکنے کے درمیان یک دم ہی سب آیا، وہ ذرا آگے کو جھکی۔

"لیزا.... لیزا میں نے تم سے جھوٹ کہا تھا۔" وہ ایک ہی سانس میں بول گیا۔

"کیا؟" علیزے الجھی۔

"مجھے کسی دوستوں کے گروپ نے ریسکیو نہیں کیا تھا یہاں پر میرا کوئی دوست نہیں تھا جس کے ساتھ میں اتنے عرصے سے رہا میں تمہارے شاہ زیب سے نکاح والے گاؤں نہیں آیا تھا اور نہ الٹے پاؤں واپس پلٹا تھا وہ سب ایک جھوٹی کہانی تھی جو میں نے تمہیں سنائی تھی۔" ویٹسن نے ٹھہر ٹھہر کر کہنا شروع کیا، علیزے جیسی تیسی ویسی رہ گئی۔

"آیم سوری لیزا لیکن مجھے وہ سب مجبوراً کہنا پڑا تھا مجھ سے کہلوایا گیا تھا اگر میں تمہیں اسی وقت سب سچ سچ بتا دیتا تو تمہاری جان کو خطرہ ہوتا جو میں کبھی نہیں چاہتا۔"

علیزے بھونچکارہ گئی تھی، اسے شک تھا کہ ویٹسن اس کے اتنے پاس آکر واپس نہیں جاسکتا لیکن اتنے سارے جھوٹ.... لیکن کیوں؟

"س... سچ کک... کیا ہے؟" علیزے نے کنکپاتے لبوں سے پوچھا۔

"میں اغوا ہوا تھا۔" علیزے کی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔ اسے دو پل کے لیے محسوس ہے کہ ویٹسن مزاق کر رہا ہے مگر نہ تو یہ صورتحال مزاق کی تھی نا یہ بات مزاق میں کہنے کی تھی، وہ سن ہو گئی۔

"ہاں میں ہماری شادی والے دن سمیر کے ساتھ تحفہ لے کر ضرور آرہا تھا.... ہاں ہم لوگ گاڑی میں شہر سے گاؤں کا سفر طے کر رہے تھے.... ہاں اچانک سمیر نے گاڑی روک کر ڈھابے کا رخ کیا تھا... ہاں میں وہاں سے قدرت کے نظاروں کی جستجو کے باعث گاڑی سے کیمرہ لیے نکلا تھا... ہاں کیمرے کی آنکھ میں تمھارے ملک کی حسین شام کو قید کرتے ایک ٹرک سے میرا حادثہ ہوا... ہاں میں بری طرح زخمی ہو کر کھائی کے اس پار گرا تھا میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں جنگل کی طرف گرا تھا ہاں ویسا ہی تھا لیکن.... لیکن وہاں مجھے کسی دوستوں کے گروے نے نہیں بچایا تھا نہیں تھا کوئی چھوٹا پرائیوٹ ہسپتال جب میں نے آنکھیں کھولی بلکہ ....." وہ رکا، علیزے کی دل کی

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دھڑکنیں تیز ہوئیں، وہ کیوں رہ گیا تھا، وہ آگے کیوں نہیں کہہ رہا تھا، اس کے دماغ پر جیسے کوئی ہتھوڑے مارنے لگا۔

"بلکہ ایک ویران کمرے میں... میں کرسی پر بھیٹا نیم بے ہوشی کی حالت میں رسیوں سے جکڑا قید تھا۔" علیزے کے لب جدا ہوئے، جانے کیوں اس کی آنکھ کے کنارے سے آنسو نکلا، غم و غصہ کی کیفیت اتنی ہوتے ہوئے بھی حیرانیت کے جزبہ نے یہ کیفیت دبادی تھی، وہ بے یقینی کی انتہا پر تھی۔

اسے ابھی بھی لگ رہا تھا کہ ویٹسن کوئی کہانی سنا رہا ہے کیونکہ اگر یہ سچ تھا تو وہ زمین کے اندر دھنس جانا چاہتی تھی کیونکہ یہ جو بھی ہوا تھا اس کی قصوروار علیزے ہی تو تھی۔

"میں تم سے مہینوں کی دوری میں قید میں تھا مگر یہ قید بہت عجیب اور الگ تھی اگلے دن ہی مجھے ایک شاندار ہوٹل کے کمرے میں بھجوادیا گیا تھا ہر چیز میسر کی تھی سوائے آزادی کے۔" وہ اب خود الجھ کر کہتا ہوا بول رہا تھا، علیزے پر جیسے بموں کی برسات ہو رہی تھی۔

"مجھے اغواکار نام HN بتایا گیا تھا اور اس قید کے دوران مشکل سے دو بار ہی میری اس HN نامی شخص سے بات ہوئی تھی وہ بھی وہ اپنی آواز سے نہیں کرتا کسی سوفٹ ویر کے ذریعے روبوٹ کی آواز سے... میں پاگل ہوتا تھا روز اس راز کو جاننے کے لیے

جو HN کا تھا اس مقصد کو پہچانے کے لیے جس کی وجہ سے مجھے اس عجیب سی قید میں رکھا ہوا تھا بس مجھے یہی کہا جاتا تھا کہ جلد وقت آ گیا اور تمہیں سب بتا دیا جائے گا لیکن یہ وقت نہیں آتا لیزا میں ایک ایک دن ایک ایک پل گنتا تھا تمہیں یاد کرتا تھا سوچتا تھا کہ تم سمجھتی ہو گی کہ میں اس دنیا سے مٹ گیا ہوں تم روتی ہو گی تمہارا کیا ہوا ہو گا یہ سوچ میری صبح سے لے کر رات تک ہوتی تھی میں پاگل ہونے لگا تھا یہ جاننے کے لیے کہ آخر کون ہے یہ HN کونسا نقاب پڑا ہے اس پر کیوں کر رہا ہے یہ۔"

علیزے ششدرہ سن رہی تھی، کیفے کا سارا شور غایب ہو گیا تھا۔

"پھر ایک دن وہ وقت آ گیا مجھے تم سے ملانے کے لیے آزاد کر دیا گیا لیکن صرف ایک گھنٹے کے لیے وہ بھی اتنی تاکید کے ساتھ مجھے تمہارے بارے میں بتایا گیا کہ تم نے اپنے بچپن کے منگیتر سے خوشی خوشی نکاح کر لیا ہے اور تم بہت خوش ہو میں تڑپ گیا تمہاری بے وفائی سن کر جب ہی جب میں تم سے ملا تو بے حد خفا تھا مگر تمہیں دیکھتے ہی پگھل گیا میری جیب میں ایک ڈیواس تھی جس کے ذریعے سڑک پر گاڑی میں بھیٹا HN کا بندہ ہماری باتیں سن رہا تھا اسیلیے میں نے تم سے جھوٹ کہا کہانی بنائی کیونکہ مجھے تمہیں سچ بتانے سے منع کیا گیا تھا کیونکہ میں اس وقت تک ان کی قید میں تھا۔"

علیزے کو محسوس تک نہ ہوا کہ اس کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے ہیں۔

"لیکن جب تم نے وہ میسیج والی بات بتائ جو کہ بہت اچانک اور غیر توقع تھی تو میں حیران رہ گیا مجھے معلوم ہوا تم بھی مجھ سے خفا ہو اور مجھے بے وفا سمجھ رہی ہو بس میری حد ہو گئ تھی وہی مجھے اس HN سے بات کرنی تھی یہ گھلونا کھیل مزید نہیں کھیلنا تھا کیونکہ دشمنی کے بھی کچھ اصول ہوتے ہے کوئ حد ہوتی ہے جو اس HN نے پار کردی تھی اسلیے میں سب فکریں چھوڑ ادھر سے تمہیں صبر کا کہہ کر واپس گیا اور HN کو آخر کار کہہ دیا کہ بس وہ میرے سامنے یہ کھیل ختم کرے مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ آدھی ادھوری جھوٹی ملاقات اس نے میری تم سے کیوں کروائ تھی یہ احسان کیوں کروایا گیا تھا اور پھر اس ملاقات کے بعد کیا ہونا تھا آگے کیا مقصد تھا شاید میں اس کی کٹ پتلی بن کر چلتا مگر بات میرے کردار پر آ گئ تھی اسلیے میں نے اسے کہا کہ وہ میرے سامنے آئے اور وہ آ گیا....."علیزے کو لگا اس کا دل بند ہونے کو آیا ہے۔

"لیزا HN کی سچائ مجھے معلوم ہو گئ میں اس کی قید میں نہیں ہوں اب میں سب جان گیا ہوں یہ قید کا مقصد اس ملاقات کا مقصد وہ سب کچھ جو اس دن ہوا وہ حادثہ وہ سب جان گیا ہوں HN نے خود بتا دیا مجھے اور میں یقین نہیں کر پارہا اب تک کہ HN وہ ہو سکتا ہے جس کا ہم خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے ہمارا کوئ اپنا ہی جس کی نفرت انتہا کو پہنچ گئ ہے جس نے یہ ہم دونوں کے ساتھ کیا تمہاری میری ہم دونوں کی

زندگی برباد کی صرف بدلے کے خاطر۔" ویٹسن کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور ان میں نمکین پانی آگیا تھا، اس کی گوری چٹی جلد لال ہو چکی تھی، وہ شدت سے کہہ رہا تھا۔

"ک... کون ہے وہ؟" علیزے اتنا دھیرے سے بولی تھی کہ بامشکل ویٹسن سن پایا۔

"بب... بولو ویٹسن؟" لرزتی آواز سے کہتے ہوئے وہ اس کا نام لے کر چیخی، ویٹسن نے آنکھیں میچ لیں۔

"میں نے کہا بولو۔" وہ پھر چلائی مگر وہ خاموش رہا۔

"ویٹسن بولو۔" وہ اتنی زور سے چلائی کہ سب اس کی طرف متوجہ ہو گے تھے۔

"ہیون اینجھ اور این یعنی جنت ہماری جنت لیزا۔" ویٹسن نے جس قدر تکلیف میں چلاتے ہوئے بتایا تھا اسی قدر حیرانی میں علیزے مجسمہ بن گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ بے حد سن ہوتے ہوئے دماغ کے ساتھ گھر لوٹی تھی، دانیال اسے لینے آگیا تھا وہ دانیال کے ساتھ ہی لوٹی تھی راستے میں دانیال نے شاہ زیب کا بھی بتایا تھا اور بھی وہ بہت کچھ کہہ رہا تھا لیکن وہ کسی اور ہی جہاں میں تھی، اسے دانیال کا ایک لفظ پر بھی دھیان نہیں تھا، بائیک سے اتر کر وہ میکانکی انداز میں چلتی ہوئی گھر کے اندر بھی چلی گئ

جبکہ پیچھے دانیال اسے آواز دیتا رہ گیا تھا، اسے خود سمجھ نہیں آیا تھا کی علیزے کو اچانک کیا ہو گیا جاتے وقت وہ گھبرائی ہوئی سی معلوم ہوئی تھی مگر واپسی پر تو وہ جیسے سکتے کی حالت میں تھی۔

وہ کمرے کا دروازہ کھولتی ہوئی اندر آئی اور بیڈ پر آکر بھیٹ دونوں ہاتھوں میں سر گرا لیا۔

"جنت۔" اسے محسوس نہ ہوا کہ اس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا تھا اور نہ ہی اسے اپنے ساتھ کسی اور کی موجودگی بیڈ پر محسوس ہوئی تھی۔

"علیزے؟" کئی دیر تک وہ ایسی بھیٹی رہی تھی اسلیے شاید کسی نے خود ہی اسے پکار لیا تھا، اس نے قدرے چونکتے ہوئے سر اٹھایا اور گردن ارد گرد گھمائی اور اپنے پیچھے ہی شاہ زیب کو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بھیٹے دیکھ جو سنجیدہ اور گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا وہ حیران رہ گئی۔

شاہ زیب بیڈ سے اترتا اٹھ کر اس کے پاس آکر برابر بھی بھیٹ گیا جبکہ وہ یوہنی ٹک ٹکی باندھے اسے دیکھتی رہی۔

"تم نے کچھ کھایا ہے صبح سے؟" وہ شاید کچھ اور کہنے جا رہا تھا بے حد سنجیدگی اور بے تاثر مگر اس کے چہرے پر نیلی نگاہوں کو کھوجتے ہوئے وہ اس کا تھکا اور زرد چہرہ دیکھ یکدم ہی

فکر مندی سے پوچھنے لگا تھا، علیزے نے بنا جواب دیے تھکے تھکے اعصاب کے ساتھ آنکھیں موند لیں اور کمر سیدھی کرتی ہوئی بھیٹے بھیٹے لیٹ گئ۔

"مجھے لگتا ہے ہمیں ڈاکٹر کیا چلنا چاہیے۔" شاہ زیب کی فکر مند آواز ایک بار پھر کانوں میں گونجی اب کی بار علیزے نے اسے آنکھیں کھول کچھ الجھ کر دیکھا۔

"کیوں؟" وہ واپس اٹھی۔

"تمہاری طبیعت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی اٹھو۔" وہ کہتا خود بھی کھڑا ہو گیا۔

"نن.... نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔" علیزے نے نظریں چراتے ہوئے کہا، اگر وہ ڈاکٹر کے پاس گۓ تو راز کھل جائے گا۔

"اچھا؟" شاہ زیب نے ایک شکوہ کناں نظر اس پر ڈالی اور خوبصورتی سے مسکرا کر واپس بھیٹا۔

"اور وہ کیسی ہے؟" بہت ہی عام انداز میں پوچھا گیا تھا۔

"کون؟" علیزے نے کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھا، آج وہ اتنا ڈسٹرب تھی کہ اس کا لڑنے یا بحث کرنے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔

"تمہارے اندر پلتی میری زندگی۔" جتنی سادگی سے اس نے کہا تھا اسے کئی زیادہ علیزے کے چہرے پر کئی رنگ آکر گزرے تھے، وہ پلک تک نہیں جھپک سکی وہ اتنی

کنگ تھی کہ سوچا ہی نہیں تھا کہ کسی ردِ عمل کا اظہار کرے تو کیسے کرے جبکہ شاہ زیب نے اسے اب دیکھنے سے گریز کیا تھا، جانے کیوں؟

"کیا وہ بھی ٹھیک ہے؟" اس کی گود میں رکھا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ بولا تھا اور نرمی سے اس کا ہاتھ دبایا پھر نیلی آنکھیں اٹھا کر اس کے خوبصورت چہرے پر ڈالی جواب بے تاثر ہو چکا تھا لیکن آنکھوں میں خوف کا سایا تھا۔

"کک.... کس... کس نے کہا تمہیں؟" تھوک نگلتے ہوئے اسے صرف ایک ہی جملہ ادا ہوا تھا، شاہ زیب پھر مسکرا دیا لیکن اس بار اس مسکراہٹ میں خوبصورتی نہیں بلکہ طنز تھا، درد تھا، تکلیف تھی، کچھ بہت کچھ تھا۔

"فکر نہ کرو جسے سننے کی امید تھی اس نے نہیں کہا۔" علیزے کا وجود پتھر سا ہو گیا تھا، اس نے فوراً ہی نظروں کو حرکت دیے اسے چرا لیں تھیں، اس کا ہاتھ اب تک شاہ زیب کی گرفت میں تھا۔

"تمہیں مجھ سے طلاق چاہیے تھی نا؟" شاید یہ وہی سوال تھا جو وہ پہلے کرنا چاہ رہا تھا مگر اس کی نقاہت دیکھ نہ کر پایا تھا اسی لیے ابھی بڑے ہی سرد انداز میں اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے پوچھا تھا، علیزے خاموش رہی البتہ دل کی دھڑکن کی رفتار بہت تیز تھی۔

"کیا طلاق کی وجہ صرف یہی ہے کہ تمہیں میری دسترس قید لگتی ہے؟" کافی کو جھتی ہوئی نظریں تھیں جو علیزے کے چہرے کا طواف کر رہی تھی، علیزے نے پہلو بدلا اور ماتھے پر اے سی میں ہونے کے باوجود پسینے کے چند قطرے نمودار ہوئے، کہی اسے ویٹسن کے بارے میں معلوم تو نہیں ہو گیا تھا؟

"میں نے کچھ پوچھا ہے؟" کچھ پل جب ہنوز خاموشی رہی تو شاہ یب کی سخت مگر دھیمی آواز آئی، علیزے اور وہ بے حد پاس بھیٹے تھے مگر علیزے نے چونکے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا تھا تو وہ شاہ زیب کی نظر سے بچ ہونٹ چباتی ہوئی بے حد ٹینس دکھ رہی تھی، وہ ہر گز ٹینس اسلیے نہیں ہوئی تھی کہ طلاق کی وجہ ویٹسن ہے یہ بتانے سے وہ گبھرا رہی، نہیں طلاق کی وجہ ویٹسن کبھی نہیں تھا وہ پریشان اسلیے ہوئی تھی کیونکہ اسے شدت سے محسوس ہو رہا تھا کہ شاید ویٹسن کے زندہ ہونے کا شاہ زیب کو معلوم ہو گیا ہے اور وہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی بیوی اس کے بچہ کی ہونے والی ماں ایک غیر مرد سے مل رہی ہے یہ شاہ زیب کے لیے بہت بڑی غیرت پر چوٹ ہے جانے وہ کیا کرے گا؟ اسے خوف محسوس ہو رہا تھا.... کاش اس کا اندازہ غلط ہو لیکن...

"ویٹسن زندہ ہے نا؟" دھک۔ جس کا اندیشہ تھا وہی ہوا شاہ زیب نے سوال نہیں کیا تھا بتایا تھا، اطلاع دی تھی علیزے چہرہ نہ موڑ سکی، اس کا دھڑکتا دل دم سادھ گیا تھا جبکہ

شاہ زیب اس کا کوئی ردِ عمل نا پا کر عجیب سے انداز میں مسکرا دیا، یعنی ابھی تھوڑی دیر پہلے جو اس کے علیزے کے تحفظ کے لیے نظر رکھنے والے بندوں نے جس انگریز کے بارے میں بتایا وہ بلاشبہ ویٹسن ہی تھا مگر اس نے صرف ایک امید چھوڑی تھی کہ شاید علیزے جس کے ساتھ ہے وہ کوئی اور انگریز ہو مگر ابھی اسی وقت علیزے کے سن ہوتے وجود نے اس کی وہ امید بھی ختم کر دی تھی یعنی ویٹسن زندہ تھا اور علیزے کی زندگی میں واپس آ گیا تھا شاید جب ہی طلاق کا مطالبہ اچانک کیا گیا تھا، وہ بدگمان ہوا تھا، اسے غلط فہمی ہوئی تھی لیکن نہ تو یہ بدگمانی وہ لڑکی ختم کرنے والی تھی نہ اس کی غلط فہمی کو غلط فہمی کہنے والی تھی اب سب سامنے تھا چھپنے چھپانے کا کھیل ختم ہو چکا تھا، اب یا تو آر تھی یا پار۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ڈیڈ کیا میں اندر آ سکتا ہوں ؟" اس نے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر اجازت طلب نگاہوں سے اندر شاہستہ بیگم کے ساتھ سر دیے بھیٹے انور بخت سے پوچھا تھا۔ وہ قدرے چونک کر سر اٹھائے دیکھنے لگے پھر لمحوں میں ہی انہوں نے واپس سر جھکا لیا، عدیب کو لگا وہ ناراض ہیں مگر اصل میں تو وہ شرمندہ تھے، اسے اور خود سے !

"ہاں بیٹا آؤنا۔" شاہستہ بیگم نے دوپٹے کے کونے سے آنکھ کے کنارے سے نکلتا ہوا آنسو پوچھا اور انور بخت کو خاموش دیکھ محبت سے پاش لہجہ میں بولیں۔ وہ سنجیدگی سے اندر داخل ہو گیا پیچھے باہر کھڑی سِلا مسکرا کر واپس مڑ گئی، جیسے اس کا کام ہو گیا ہو۔

"تم بھیٹو میں آتی ہوں۔" شاہستہ بیگم جان بوجھ کر دونوں باپ بیٹے کو اکیلا چھوڑ باہر نکل گئیں۔ عدیب ان کی جگہ کرسی پر آکر بھیٹ گیا جو قریب ہی انور بخت کے پاس رکھی تھی۔

"ڈیڈ آیم سوری۔" وہ بنا وقت ضایع کیے سیدھے سیدھے معزرت کر گیا، انور بخت نے چہرہ اٹھا کر چند ثانیے اس کے چہرے کو دیکھا، عدیب بھی انہی کو دیکھ رہا تھا مگر اسے پہلے عدیب نظریں جھکاتا وہ بھونچکارہ گیا کیونکہ آگے بڑھ کر انور بخت نے اسے خود سے لگالیا تھا، وہ اپنی جگہ دم سادھ گیا۔

اس کے باپ نے اسے گلے لگایا تھا۔

"ڈی.... ڈیڈ۔" عدیب حیرت کے صدمے سے صرف انہیں پکار ہی سکا جبکہ وہ اسے الگ ہوتے ہوئے اپنے جھریوں والے دونوں ہاتھوں سے اس کے چہرے پر پیالے بناتے لرزتی آواز میں صرف اتنا بولے تھے۔

"مجھے معاف کر دو میرے بچے۔" اور یہ جملہ کافی تھا سالوں کی رنجشیں، فاصلے اور نفرت مٹانے کے لیے، عدیب بلک بلک کر ان کے گلے لگ رو دیا اور پھر کئی دیر تک عدیب ان سے اپنی تمام تر بدتمیزوں اور نافرمانی کی معافی مانگتا رہا جبکہ انور بخت نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے کہتے رہے کہ کہی نہ کہی غلطی بھی ان کی تھی، ماں باپ کو اپنے بچوں کو سب سے پہلے سمجھنا چاہیے۔ ان کے ہر غلط عمل پر ڈانٹنے سے پہلے یہ غور کرنا چاہیے کہ وہ عمل کیا ہی کیوں ہے اور اس جڑ کو ختم کر دینا چاہیے، کچھ بچیں ضدی طبیعت کے مالک ہوتے ہیں ان کو جس فعل سے روکنے کا کہا جاتا ہے وہ اکثر ضد میں آکر وہی کرتے ہیں اور عدیب بھی انہی بچوں میں شمار ہوتا تھا، بچپن سے ہی اس کو سمجھنے کے بجائے انور بخت نے اس کے بھلے کے لیے ہی اس پر سختی برتی تھی مگر اس سختی کو غلط لیتے ہوئے عدیب مزید بدضن ہوتا گیا تھا اور لاشعوری طور پر خود کو دور کر لیا تھا۔

باہر کھڑی شاہستہ بیگم اپنی آنکھوں سے آنسوں پونچھتے ہوئے مسکرادی تھیں۔ کہی نہ کہی وہ خود کو اس سب کا زمے دار سمجھ رہی تھیں۔ وہ سمجھ رہی تھیں شاید انہوں نے ماں کا حق اچھے سے ادا نہیں کیا شاید اسیلیے آج بچوں کا ماں باپ سے یہ تعلق ہے مگر یہ سب دیکھ وہ اب خود کو ہلکا محسوس کر رہی تھیں جیسے منوں بھر کا بوجھ کندھے سے ہٹ چکا ہو۔

آخر کار اب ان کے بچوں میں کوئی دوریاں نہیں تھا بلکہ بے شمار محبتیں تھی جو ان کی دعا تھی کہ ہمیشہ قایم رہیں۔

☆☆☆☆☆☆

"یہ سب جو ہو رہا ہے نا لیلیٰ یہ تمہاری ناشکرے پنے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔" وہ جو عمارہ اور ثمن کو بتا کر خلاف توقع خاموش سے بھیٹی تھی، عمارہ کی آواز پر چونک کر سر اٹھایا۔

"ناشکرہ پنا اس میں ناشکرہ پنا کہاں سے آیا بلکہ میں نے تو اتنا شکر ادا کیا تھا کہ آخر کار مجھے میرے سپنوں جیسا پیا ملنے جا رہا ہے مگر مجھے کیا پتا تھا وہ ہیروولن نکلے گا ہنہہ۔" وہ غم و غصہ سے پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔

"کیونکہ آپ کا ہیرو ٹونی لالا ہیں نا کہ یہ خورشید ورشید۔" ثمن نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تھا، لیلیٰ نے معاً اسے خونخار نظروں سے گھورا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہے ثمن اتنا اچھا بھولا لڑکا تھا جس کی لیلیٰ جی لیلیٰ جی کہہ کر زبان نہ تھکتی تھی جو تمہارے اتنے سرد رویے پر اور بلا کی بے عزتی پر بھی مسکرا دیتا اس جیسے

معصوم صاف دل کے لڑکے پر شکر ادا کرنے کے بجائے تم نے دھتکار دیا۔"لیلیٰ نے پہلو بدلا اور منمنائی۔

"عما... عمارہ۔"

"کیا عمارہ سچ سننے کی عادت ڈالو لیلیٰ اور یہ اپنے فلموں ڈراموں سے باہر نکلو سڈوڈیل گھمبیر لہجہ چوڑا سینا سنجیدہ پر وقار پر اعتماد پیا کے خواب کے چکر میں تم نے ایک محبت کرنے والا معصوم شخص گوا دیا۔"عمارہ نے تو مروّت بلائے طاق رکھے اسے آئینہ ہی اٹھا کر دکھا دیا تھا، لیلیٰ جذبذب ہوئی۔

" یہ خواب تو نہیں کیا ہمارے دونوں لالا ایسے نہیں اور شاہ لالا بھی تو کسی جیتے جاگتے خواب کی طرح ہیں ہائے قسم سے میں تو کبھی کبھی خواہش کرتی ہوں کاش بڑوں نے علیزے سے بچپن میں منگنی کے بجائے مجھ سے کر دی ہوتی۔"وہ بولتے بولتے کہی اور ہی چلی گئی تھی۔

"شرم کرو کچھ۔"عمارہ نے فوری جھڑپ پلائی۔

"ہائے اللہ لیلیٰ باجی مجھے پہلے سے ہی شک تھا آپ میرے لالا پر گندی نظر رکھتی ہے۔" ثمن ہاتھ پر ہاتھ مارتی ہوئی جیسے اپنے شک کو یقین میں بدلتا دیکھ حیران ہوئی تھی۔

"توبہ کیا فضول بول رہی ہو وہ تو لالا ہیں میں تو بس عمارہ کی بات پر کہہ رہی ہوں جو میرے اس پیا کے خواب کو محض فلموں ڈراموں کا حوالہ دے رہی ہے بتاؤ بھلا یہ بات ہوئی۔" وہ پلو مروڑتے ہوئے خفگی سے منہ پھیر کر بولی۔

"لیلیٰ ہر کوئی ہر کسی کے لیے نہیں ہوتا تم دیکھتی نہیں ہو بھابھی اور لالا کی بالکل نہیں بنتی".....

"لیکن دیکھو محبت کرتے ہیں لاکھ زمین آسمان کا فرق ہونے کے باوجود بھی ایک دوسرے سے الگ ہونے کا کبھی تصور ہی نہیں کر سکتے۔" وہ فوراً اُنگلی آگے کر جوش سے چمکتی ہوئی آنکھیں لیے بولی۔

"تو کیا تم یہ کہہ رہی ہو کہ خورشید ہمارے لالا جیسے ہے؟"

"ہاں اور آپ اور خورشید کی جوڑی آپی اور لالا جیسے ہو گی اور ہزار اختلافات کے ساتھ بھی آپ بھی بڑی محبت والی مختلف زندگی گزر کری گے؟" ثمن بھی سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے بولی۔

"نہیں اب ایسا بھی نہیں ہے۔" لیلیٰ کی آواز دھیمی ہوئی۔

"لیلیٰ تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہی یہ اپنی خیالی پلاؤ سے باہر آؤ اور حقیقت دیکھو بلکہ اس کڑوی حقیقیت کی زندگی میں تمہیں ایسا پیارا انسان ملا ہے جو تمہاری کتنی

عزت کرتا ہے کتنا بھولا ہے یہ تو خوش نصیبی کی بات ہے اور تم ایسے مرد کو اس پیارے لڑکے پر فوقیت دے رہی ہو جو نہ تو تمہاری عزت کرتا ہے الٹا عورت کو اپنی پاؤں کی جوتی سمجھتا ہے ہمارے لالا نے تو کبھی بھی عورت کو پاؤں کی جوتی نہیں سمجھا تم ہمارے لالا کو کسی اور سے موازنہ کرنا بند کرو اور اس پیارے لڑکے کو دیکھو جو تمہارا ماچو مین نہیں مگر ایک بھلا سا پیارا سا انسان تم سے محبت کرتا ہے عزت کرتا ہے تمہاری پروہ کرتا ہے کیا اتنا کافی نہیں ایک خوبصورت اور مکمل زندگی کے لیے ضروری ہے کہ ہم زندگی کو مشکل اپنے ہاتھوں سے بنائیں؟" لیلیٰ چپ ہو گئی، عمارہ کچھ غلط نہیں کہہ رہی تھی کہی نہ کہی وہ بھی جانتی تھی۔

"آپ نے کبھی ان کی قدر نہیں کی اتنے اچھے ہیں ٹونی لالا آپ کی اتنے سنانے پر بھی مجال ہے جو ان کے ماتھے پر ایک شکن بھی آئی ہو وہ سچی محبت کرتے ہیں آپ سے سچی والی۔" ثمن زور دے کر مزید بولی، لیلیٰ شرمندگی سے سر جھکا گئی، اسے احساس ہو رہا تھا کہ اسے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے۔

"لیلیٰ جی۔"

ٹونی کا وہی میٹھی دھیمی آواز میں اسے پکارنے کا انداز اسے یکدم یاد آیا تھا کس طرح وہ اتنے سننے کے باوجود اس کے آگے پیچھے پھرتا تھا، وہ اپنے سپنوں میں واقعی اتنا کھو گئی

تھی کہ اسے دکھا ہی نہیں کہ کوئی اسے خلوص سے چاہنے والا مایوس ہوتا گیا مگر ہار نہ مانی، باتیں سنتا گیا مگر کبھی آگے سے ایک شکوہ بھی زبان پر نہ لایا اور آخر کار اس کے کہنے پر چپ چاپ بنا کوئی احتجاج کیے واپس چلا بھی گیا، صرف اس کی خوشی کے خاطر !

☆☆☆☆☆☆

"آپ کو کچھ کہنا ہے؟" وہ کپڑے طے کرتے ہوئے کب سے غور کر رہی تھی کہ بیڈ پر بھیٹا عدیب اسے دیکھتے ہوئے کب سے کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا مگر جب لب کھولتا پھر کچھ سوچ واپس بند کر دیتا شاید وہ اسے بات کرنا چاہ رہا تھا مگر کوئی مناسب الفاظ تلاش کر رہا تھا جو اس کو مل نہیں رہے تھے۔

"ہوں ہاں۔" عدیب نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا پھر جیسے آخر کار سر ہلا دیا، سِلا نے کپڑے ایک طرف رکھ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"وہ.... سِلاوہ میں...." وہ پھر اٹکا۔

"آپ کو جو کچھ کہنا ہے آرام سے کہیں میں سن رہی ہوں۔" سِلاوہی بھیٹتی ہوئی نرمی سے بولی تھی، اسے عدیب شش و پنج میں مبتلا نظر آیا تھا۔

"سِلا در اصل میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔" عدیب نظریں نیچے کیے بے حد آہستگی سے بولا تھا اور سِلا کو لگا اس نے غلط سنا ہے۔

"معافی؟" وہ جی بھر کر حیران ہوئی۔

"ہاں ان تمام غلطیوں کی ان تمام رویوں کی ان تمام باتوں کی جس نے تمہیں تکلیف پہنچائی۔" وہ ندامت کا اظہار کر رہا تھا، اس کے چہرے پر اس کے لہجہ جیسی سچائی تھی، سِلا کا دل بھر آیا، وہ سر جھکائے اپنی قمیض کا دامن موڑنے لگی، کچھ دیر خاموشی چھا گئی۔

"سِلا میں جانتا ہوں تم سوچ رہی ہو گی کہ یوں اچانک میں اپنے کیے پر شرمندہ کیسے ہوں کیونکہ میں تو نفرت کرتا ہوں لیکن سچ تو یہ ہے کی میں نے تم سے کبھی نفرت نہیں کی ہاں تمہارا خود سے منسوب نام سن سن کر چڑ کر تمہیں ناپسند ضرور کرنے لگا تھا مگر وہ ناپسندیگی پسندیگی میں تبدیل ہو چکی ہے مجھے احساس ہوا چلا ہے میں نے تمہارے ساتھ کتنا کچھ برا کیا مگر پھر بھی تم نے ہمیشہ میرا بھلا چاہا آج اتنے سالوں بعد اگر ڈیڈ اور میرے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوئی ہے تو اس کی وجہ صرف تم ہو تم اگر مجھے باریقی سے نہ سمجھاتی تو میں کبھی توجہ نہ دیتا۔" وہ سر جھکائے بے آواز آنسوں بہا رہی تھی۔

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم اس وقت یہ سوچ رہی ہو گی کہ کہی پھر سے میری کوئی یہ نئی چال تو نہیں تو آئی سیور سِلا اس بار میرے جزبات بالکل شفاف ہے میری نیت میں کوئی کھوٹ نہیں ہے مجھے احساس ہو چکا ہے کہ ان خاندان کی نفرتوں میں تمہارا کوئی قصور نہیں تم بھی اتنی ہی معصوم ہو بے گناہ ہو جتنا میں تمہاری بھی بچپن میں میرے سے منسوب کرنے سے پہلے کو نسا رضامندی پوچھی گئی تھی غلطی ہماری نہیں ہے حالات کی ہے جس کی وجہ سے آج ہم اس مقام پر ہیں۔" وہ تکلیف سے گویا ہوا۔

"میں نے جانے انجانے تمہیں بہت درد دیا ہے بہت ذلیل کیا ہے بہت تکلیف دی ہے میں تمہارا ملزم ہوں تمہیں مجھے جو سزا دینی ہے میں اس کے لیے تیار ہوں مگر سِلا صرف ایک سزا کے علاوہ....." وہ رکا، سِلا نے اپنا گیلا چہرہ اٹھایا۔

"میں تمہارے ساتھ ساری زندگی نہیں رہ سکتا یہ سزا ہو گی ہم دونوں کے لیے میں جنت سے بہت محبت کرتا ہوں اور اس محبت کا احساس اس کی دوری نے مجھے دیا ہے میں تمہاری عزت کرنے لگا ہوں سِلا لیکن محبت نہیں مجھے لگتا ہے محبت صرف ایک بار ہوتی ہے بار بار نہیں مجھے معاف کر دینا مگر ہم ایک نہیں ہو سکتے ہم دو الگ الگ منزل کے راہی ہیں جو ایک رستے پر آکر بھی مل نہیں سکتے۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہا تھا، سِلا کو پہلی بار برا نہیں لگا تھا بلکہ اسے جنت پر رشک آیا تھا، وہ کتنی

خوش نصیب تھی کہ اسے اتنا چاہنے والا شخص ملا تھا اتنا وفادار.....وہ اس کا ہو کر بھی اس کا نہیں تھا لیکن سِلا کو آج کوئی گلا نہیں تھا جیسے آج ساری رنجشیں ختم ہو چکی تھیں، وہ بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکرا دی۔

"میری ایک خواہش ہے اب مجھے آپ نے ایک بار جنت سے ضرور ملانا ہے۔" وہ سچے دل سے بولی تھی، عدیب بھی نم آنکھوں سے مسکرا دیا تھا۔

اس نے سچ ہی کہا تھا دونوں ایک منزل کبھی ایک تھی ہی نہیں، نہ کبھی ہو سکتی تھی۔

"ضرور مگر کیا تم نے مجھے معاف کیا؟" عدیب نے برجستہ پوچھا۔

"میں نے آپ کو اسی وقت معاف کر دیا تھا جب آپ نے آج اپنا دل میرے سامنے کھول کر رکھا تھا میں جان گئی تھی کہ آپ برے نہیں ہیں بلکہ حالات نے آپ کو کڑوہ کر دیا ہے دور کر دیا ہے اپنوں سے محبتوں سے آپ کا دل نرم ہیں بس یہ نفرت بہت بری ہوتی ہے اچھے سے اچھے انسان کو دیمق کی طرح چاٹ جاتی ہے مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں میں ایک برا خواب سمجھ کر سب بھول جاؤں گی مجھے آپ کو کوئی سزا نہیں دینی لیکن ایک التجا ضرور کرنی ہے آپ نے کہا ہی ہے کہ آپ میری عزت کرنے لگے ہیں پسند کرنے لگے ہیں تو ایک کزن ایک دوست سمجھ کر ہی میری التجا مان لیے جیے گا۔" سِلا تر چہرہ صاف کرتی بولی، عدیب نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیسی التجا؟ "

"آپ یہ نفرت کا بیج اپنے دل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکال دیں یہ نفرت ہمیں کہی کا نہیں چھوڑتی اور خصوصاً اپنوں کی نفرت تو بہت بری ہوتی ہے ہم سب آپ کے اپنے ہیں حویلی والے آپ سے بہت محبت کرتے ہیں دادی جان آپ پر جان چھڑکتی ہیں کوئ بھی آپ کے لیے غلط احساس نہیں رکھتا بس آپ سب کچھ بھول جائیں اور ایک نئ شروعات کریں اپنے ددھیال والوں کے ساتھ اپنا رویہ ٹھیک کرلیں ان سے محبت نہ سہی مگر نفرت نہ کریں ہم اتنے برے بھی نہیں ہیں جتنا آپ سمجھتے ہیں۔" عدیب کے تاثرات سخت ہوئے، اس نے چہرہ جھکا لیا۔

"سِلا ٹھیک کہہ رہی ہے بیٹا۔" شائستہ بیگم جو ابھی آئیں تھیں۔ سِلا کی التجا سن چکی تھی، عدیب اور سِلا دونوں ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"بیٹا ماضی میں جو کچھ ہوا ان میں تمہارے ددھیال والوں کی کوئ غلطی نہیں تھی وہ مجبور تھے اور مجبوری میں انسان بے بس ہوتا ہے تم لوگوں کی تمہاری ماں سے دوری کی وجہ ہرگز وہ نہیں ہیں بلکہ تمہاری نانی کی وجہ سے مجھے تم لوگوں کو خود سے الگ کرنا پڑا تھا۔" اب شائستہ بیگم اسے سمجھا رہی تھیں۔ عدیب بنا کچھ کہے ان کے گلے لگ گیا تھا اور انہوں نے بھی ممتا کی پیاس بجھاتے ہوئے اسے خود میں بھینچ لیا۔

سِلا نے اس کو دیکھا پھر اپنی خالی ہتھیلیوں کی واضح لکیروں کو جن میں عدیب انور دور دور تک نہیں تعین تھا، اگر عدیب انور نہیں تھا تو کون تھا؟ جس کا نام اس کی قسمت میں ہمیشہ کے لیے تحریر تھا جو سِلا کو اتنی محبت دینے والا ہوگا جتنی وہ چاہتی ہے یا پھر شاید کوئی بھی نہیں، وہ آنسوں پی گئی تھی، وہ خود غرض ہو کر عدیب اور اس کی محبت کے درمیان نہیں آنا چاہتی تھی، وہ اب خود سے پیچھے ہٹ جائے گی اس کی زندگی میں محبت ہو یا نہ ہو مگر عدیب کی زندگی میں ضرور ہونی چاہیے، یہ کچھ عرصہ اس کے نکاح میں رہ کر اسے اتنی انسیت تو اسے ہو گئی تھی کہ وہ اس کو خوش اور ہشاش بشاش دیکھنا چاہتی تھی اور اس کے لیے دعا گو تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ہاں زندہ ہے ویٹسن۔" گھٹی گھٹی آواز سے علیزے نے چہرہ موڑ کر اسے کہا تھا مگر نیلی آنکھوں میں نظریں ملانے کی جرت نہیں تھی اور بلاشبہ اس وقت نیلی آنکھیں انگاروں کی مانند سرخ ہوئی تھی۔ لیکن ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی، وہ گہرہ سانس بھرتا ہوا اسید ھا ہوا، علیزے بے چینی سے پسینے سے تر دونوں ہتھیلیاں آپس میں مسلنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میرے دل کا ٹکرا۔" اور اگلے ہی پل وہ گنگ رہ گئ، شاہ زیب کا لہجہ اچانک ہی بدلا تھا، وہ علیزے کے دونوں نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے مخاطب ہوا تھا۔

"یہ جو تمہارے اندر پل رہا ہے ناوہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی امانت ہے اور میں قطعی برداشت نہیں کرتا کہ میری امانت میں خیانت ہو۔" وہ آہستگی سے کہہ رہا تھا، اس کا لہجہ جنوں خیزی لیے ہوا تھا، نگاہوں میں ایک تپش تھی، علیزے نے اب بھی نظریں اٹھائی نہیں تھیں بلکہ اس کے پورے جسم کا خون جیسے ایک پل میں چہرے پر آن ٹکا تھا۔

"تمہیں آزادی تب ہی ملے گی جب میری نشانی کو مجھے سونپوں گی۔" اب کی بار علیزے نے بے ساختہ سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا، وہ اس کے دونوں ہاتھوں پر ہلکا ہلکا دباؤ ڈالتا انہیں کو دیکھ بے تاثر کہہ رہا تھا، علیزے ایک پتے کی طرح طوفان کی زد پر تھی، وجود ساکت و جامد سا تھا۔

"جب تک یہ تمہارے اندر پناہ لے رہا ہے تب تک تمہارے دل و دماغ میں کسی کی سوچ نہیں ہونی چاہیے جب تک تم اس کو وجود میں نہیں لے آؤ گی تب تک تم میرے نکاح میں ہی رہو گی اور وفادار رہو گی۔" آخری جملہ میں واضح دھمکی تھی، علیزے کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"تم سوچ رہی ہو گی کہ پہلے میں تمہیں اپنے مرنے کے بعد بھی اس دسترس سے آزادی دینے کا حق دار نہیں تھا آج صرف ایک شرط رکھ کے تمہیں با آسانی آزادی دے رہا ہوں جانتی ہو کیوں؟" اب کی بار شاہ زیب نے اسے نہیں دیکھا بلکہ اس کے مخملی ہاتھوں پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے وہ بڑے ٹھہراؤ سے مانو اس کا دماغ پڑھ رہا تھا۔

"کیونکہ میں تمہیں اب اپنی دسترس میں رکھنے اور اپنے آنے والی اولاد کی ماں کہلانے کے قابل نہیں سمجھتا۔" اب کی بار بے باکی سے نظروں میں جھانکا گیا تھا اور اتنی سفاکی سے کہا گیا تھا جو علیزے کو اندر تک کانٹے کی طرح چبتا محسوس ہوا تھا، توہین کے احساس نے اس کا چہرہ دھواں دھواں کر دیا تھا، اس نے سرعت سے اپنے ہاتھ پیچھے لینے چاہے مگر شاہ زیب نے اپنی لہولان آنکھیں اس کی نظروں سے ہٹائے بغیر اپنی گرفت سخت کر لی۔

"بس ایک آخری سمجھوتا تمہیں کرنا ہو گا نو مہینے اس شخص کا بچہ اپنی کوک میں پالنا ہو گا نو مہینے تک اس شخص کو اپنی نظروں کے سامنے جھیلنا ہو گا نو مہینے تک اس کی دسترس میں معاف کرنا قید... قید میں رہنا ہو گا مگر میں تمہیں زبان دیتا ہوں کہ جب تک مجھے اپنے ہاتھوں سے میری امانت کو سونپ دو گی تو میں چپ چاپ بنا مزید کوئی لمحہ ضایع کیے تمہیں اسی وقت خود سے دستبردار کر دوں گا اور پھر کبھی پلٹ کر تمہیں نہیں

دیکھوں گا اور فکر مت کرو اس بار کی جدائی میں تمہاری کوئی بھی نشانی اپنے پاس نہیں سمبھال کر رکھوں گا۔" الفاظ تھے یا خنجر؟ علیزے کے آنکھوں سے آنسوں بہنا شروع ہوگئے جانے توہین کا احساس تھا یا کچھ اور؟ وہ سمجھ نہ سکی مگر اس کے آخری جملے پر اپنی زبان کو کہنے سے نہ روک سکی۔

"یہ نشانی تو ہوگی نا تمہارے پاس۔" دونوں ایک دوسرے سے نظریں ملائے، بے حد قریب، ہاتھ تھامے وہ اس طرح دور سے دکھ رہے تھے جیسے محبت کی باتیں کر رہے ہوں مگر کوئی پاس آکر دیکھے تو یقین نہ کر پائے کہ واقعی وہ ایک دوسرے کو اذیت پہنچا رہے تھے؟

اس کی بات پر شاہ زیب بے اختیار مسکرایا تھا مگر وہ مسکراہٹ تکلیف دہ تھی، اس کا اندازہ علیزے کو ہو گیا تھا۔

"تم صرف جنم دے رہی ہو بس اسے آگے میں تمہیں اپنے بچہ کے حوالے سے کسی گنتی میں نہیں لیتا طلاق کے بعد تمہارا نہ تو مجھ سے کوئی تعلق ہوگا نہ ہی میرے بچہ سے تم آزاد ہو کر اپنی زندگی گزارنا جیسے ہمیشہ سے گزارنا چاہتی ہو اپنے محبوب کے ساتھ۔" اور پھر آخری کے الفاظ پھر طنز کے خنجر بن گئے، علیزے نے نظریں پھیر لیں۔

"میں دعا کروں گا کہ میری اولاد تم پر نہ جائے۔" کانوں میں مزید سور پھونکتا ہوا وہ اس کے ہاتھ چھوڑتے ہوئے اٹھا، علیزے تڑپ اٹھی تھی۔

"فکر مت کرو خون کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور تربیت بھی تمہاری ہو گی تو تمہیں کوئی مستقبل میں پریشانی نہیں ہو گی بالکل تم جیسی ہو گی بس میں یہ امید کرتی ہوں کہ نو مہینے میں تکلیف اٹھا کر جس بچہ کو جنم دوں گی وہ کبھی بھی اپنی ماں کے حوالے سے کوئی منفی سوچ نہیں رکھے گا بس تمہیں تمہاری امانت دے کر میں یہاں سے بہت دور چلی جاؤں گی۔" آنسوں کا گلا گھونٹتے ہوٹ وہ شاہ زیب کی پشت کو دیکھ کھڑی ہو کر بھری آواز میں بولی تھی، شاہ زیب رک اسے سنتے گیا۔

"فکر نہ کرو وہ اپنی ماں کے حوالے سے سوچے گا تک نہیں۔" چہرہ موڑ وہ سرد آواز سے کہتا ہوا باہر نکل گیا تھا جبکہ علیزے وہی پیچھے گرنے والے انداز سے بھیٹتی ہوئی دونوں ہاتھوں کو چہرے میں چھپائے بری طرح رو دی تھی۔

وہ خود نہیں جانتی تھی کہ وہ کونسا غبار نکال رہی ہے؟

وہ کیوں رو رہی ہے؟

وہ تو یہی چاہتی تھی نا؟ مگر پھر بھی اسے اس وقت اتنی تکلیف کیوں ہو رہی تھی کیوں وہ پورے جہاں کو اس وقت آگ لگا دینا چاہتی تھی۔

بے اختیار روتے روتے اس نے گیلا چہرہ اٹھایا اور اپنا ہاتھ نرمی سے اپنے پیٹ پر رکھا۔

"میں تمہارے باپ سے نفرت کرتی ہوں بے حد۔" وہ چیخی تھی، مگر اس کے الفاظ اس کی آنکھوں کا ساتھ نہیں دے رہے تھے جیسے اب تک ہر بار جتنی دفع وہ شاہ زیب سے نفرت کا اظہار کر چکی تھی کبھی بھی ان الفاظوں نے آنکھوں کا ساتھ نہیں دیا تھا تو آج کیسے دیتے؟

☆☆☆☆☆☆☆

وہ الماری سے ٹونی کا دیا پراندہ نکال ہاتھ میں پکڑی افسردگی سے اسے یاد کرنے لگی، لیلیٰ کو اب اس کی قدر ہو رہی تھی کاش وہ اس کا اس طرح نہ جھڑکا کرتی، کاش وہ حویلی چھوڑ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہ جاتا، کاش وہ اس کو روک لیتی، وہ پلنگ پر آکر بھیٹ افسوس سے سوچنے لگی، اس نے کتنی بار ٹونی کو ذلیل کیا تھا مگر ٹونی نے کبھی بھی برا نہ منایا اور یوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلا گیا لیکن اب تو جیسے لیلیٰ نے اس پر واضح کر دیا تھا کہ اس کی خوشیاں اس کے آیڈیل کے ساتھ ہیں اور وہ بیچارا بنا کوئی چوں چرا کیا اس کی خوشی کے خاطر چلا گیا۔

لیلیٰ کی انا آڑے آرہی تھی ورنہ دل تو کر رہا تھا کہ ابھی بھاگ کر فون اٹھائے اور ٹونی کو واپس بلا کر اسے معافی مانگ لے۔

"لوَ ہو گیا مجھے آپ سے،

جب نہ پتہ تھا کسی کو مینگ آف لوَ،

آئی وانٹ ٹو میری یو،

لائیک نوبڈی ڈز،

مائے ڈریمس از و دیو بے یونڈ،

لائیک یو کین سے بس،

آپ نے مریض بنا دیا،

آپ نے ہمیں رلا دیا،

یوں نہ کرو ستم اب،

بس بہت ہوا،

بھنڈی گاجر مولی سے زیادہ مجھے آپ سے پیار ہوا،

جیسے دودھ والا کرتا ہے دودھ میں پانی کی ملاوٹ،

ویسے میں کرتا ہوں آپ کی ناراضگی میں اپنی محبت کی ملاوٹ،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

یوں نہ نظریں پھیر کر دل چیرو،

میں بتا رہا ہوں میں ہوں آپ کے دل کا ہیرو،

یوں نہ نظریں پھیر کر دل چیرو،

میں بتا رہا ہوں میں ہوں آپ کے دل کا ہیرو،

بیوی جب بنیں گی آپ میری آپ بنائے گی میرے لیے الائچی والی چائے،

جب صبح ہمارے بچے اسکول نہ جانے کی ضد کریں گے تب کروں گا میں ان کی پٹائی،

میرے پوتے پوتیوں کی دادی بن جایے پلیز،

مجھے جلدی سے اپنا لیجیے میں ہوں آپ کا ٹونی جی۔ "لیلیٰ بری طرح چونک کر پیچھے مڑی۔ سامنے ہی ٹونی کو مسکراتے ہوئے کھڑا پایا اور اپنی شاعری ختم کر کے وہ ہمیشہ کی طرح بلوجہ تیل سے چپکے بالوں کو اور ماتھے سے چپکاتے ہوئے شرما رہا تھا، یہ پہلی دفع تھا کہ اسے اچانک دیکھ لیلیٰ کے چہرے پر ناگواری کی جگہ خوشگواری پھیل گئی تھی۔

"ہیلو لیلیٰ جی دیکھیں میں آ گیا۔" وہ اب فاصلہ عبور کرتا ہوا لیلیٰ کے ٹھیک سامنے آ کھڑا ہوا، لیلیٰ نے اسے سر تا پیر دیکھ دل کی آواز کو مانتے اقرار کیا کہ یہ "کارٹون" آخر کار دل کو لبھا ہی گیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم کیسے آئے ہو؟" وہ ٹونی پر اپنے جزبات کا اظہار نہ کرتے ہوئے تھوڑا سخت لہجہ میں پوچھنے لگی۔

"جی ٹرین سے۔" معصومیت عروج پر تھی۔

"ظاہر سی بات ہے چل کر تو آنے سے رہے۔" وہ عادت کے مطابق فوراً غصہ ہو گئی۔

"میرا مطلب ہے تم تو اب کبھی نہیں آنے والے تھے نا؟" پھر سر جھٹک آواز نرم کی۔

"ایسا ہو سکتا لیلیٰ جی کہ آپ پکاریں اور میں نہ آؤں؟" وہ بلوجہ ہی مسکراتے بولا تھا، ایسا لیلیٰ کو لگا۔

"کیا مطلب میں نے کب پکارا؟" اس نے کمر پر ہاتھ رکھ آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا۔

"آپ نے نہیں پکارا مگر آپ کے دل نے تو ٹونی کو پکارا نا۔" لیلیٰ کو اب اس کی مسکراہٹ کا سمجھ آیا اور یہ بھی کہ وہ اپنی الٹی سیدھی شاعری کیوں پڑھ رہا تھا۔

"ک ک.... کس نے کہا میرے دل نے پکارا ہے؟" وہ تھوڑا جذبز ہوئی۔

"میں نے۔" ثمن کو پیچھے سے بوتل کی جن کی طرح برآمد ہوتے ہوئے دیکھ لیلیٰ کو پل بھر میں ساری کہانی سمجھ آ گئی۔

"اوہ تو یہ تمہارا کارنامہ ہے۔"

"جی ہاں لیلیٰ باجی آپ تو کبھی بھی اپنے دل کا اظہار ٹونی لالا سے کرنے سے رہی اسلیے میں نے فون کر کے انہیں سب بتا دیا کہ کیسے آپ کو اب ان کے سچے جزبوں کی قدر آ گئی ہے اور اب آپ کو ٹونی لالا کے ساتھ زندگی بھر کے بندھن میں بندھنے سے کوئی انکار نہیں ہے۔" ثمن مزے سے اپنا "کارنامہ" بتا رہی تھی جبکہ لیلیٰ کے تلووں سے لگی اور سر پر بجھی۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی ثمن کی بچی۔" اس نے غصہ سے ثمن کا ہاتھ موڑنا چاہا مگر اسے پہلے ٹونی گلا کھنکھارتا ہوا بول اٹھا۔

"لیلیٰ جی آپ جتنا انکار کرتی رہی لیکن میرے دل کو معلوم تھا کہ ایک دن ہی سہی آپ کو میرے سچی فیلنگز کی قدر ہو گی میں نے آپ کو بے لوث چاہا ہے لیلیٰ جی ٹونی جانتا ہے وہ وہ آپ کا ہٹا کٹا آیڈیل نہیں اور نہ ہی کبھی بن سکتا ہے مگر آپ کو ڈھیر ساری عزت اور محبت ضرور دے سکتا ہے اور آپ کی سویٹ والی کیر بھی کرے گا آپ کو بہت خوش رکھے گا اور آپ جیسا بولی گی ویسا ہی کرے گا۔" لیلیٰ کا سارہ غصہ سب جھانک بن گیا وہ ثمن کا ہاتھ چھوڑے ٹونی کو دیکھے رہ گئ۔

"میں نے تمہیں کتنا برا بھلا کہا تمہیں برا نہیں لگا بے عزتی کا احساس نہیں ہوا؟" وہ بے اختیار دل کی بات منہ پر لے آئ۔

"جی لیلیٰ جی کبھی کبھی لگتا برا اور تھوڑا غصہ سا بھی آیا لیکن صرف ایک دفع غصہ آیا اور برا ایک دو تین.... " وہ انگلیوں پر گن رہا تھا۔ "ہاں چار مرتبہ برا لگا تھوڑا سا مگر پھر میں ٹھیک ہو گیا۔ " وہ مسکرا کر معصومیت سے بولا، وہ کتنا صاف دل تھا لیلیٰ کو احساس ہوا۔

"تم بہت اچھے ہو ٹونی۔ " اس کی زبان سے پھسل گیا اور ٹونی پہلی رات کی دلھن کی طرح ایسا لال پیلا ہو گیا کہ لیلیٰ کے ساتھ ساتھ ثمن کی بھی ہنسی نکل آئ۔

"تھیک یو۔ " وہ بالوں کو چپکاتا ہوا سر جھکائے بولا، وہ دونوں ہنستی رہیں۔

"فاینلی آپ دونوں مل گ ئے۔ " ثمن چہکی، لیلیٰ بھی شرما گئی مگر ٹونی سے زیادہ نہیں۔

"لیلیٰ جی آپ جیسی بھی ہے مجھے قبول ہیں۔ " اور یہ ٹونی نے یقیناً غلط جملہ بول دیا تھا کیونکہ لیلیٰ کے تاثرات تبدیل ہو گ ئے تھے۔

"جیسی بھی ہیں کا کیا مطلب؟" اس کی آنکھیں پھیلیں۔

"مم... میرا مطلب... "ٹونی نے گڑبڑا کر ثمن کو دیکھا جس نے سر پر ہاتھ مار لیا تھا۔

"نہیں مطلب کیا ہے تمہارا جیسی بھی مطلب میں فضول بری لڑکی ہوں ایویں سی جیسی بھی کا..... " وہ شروع ہو چکی تھی، ٹونی کو کچھ نہ سوجھا تو وہ وہاں سے بھاگ نکلا مگر لیلیٰ اس کے پیچھے چلاتے ہوئے بھاگی اور پیچھے ثمن نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"لیلیٰ باجی اور ٹونی لالا کا کچھ نہیں ہو سکتا یہ دونوں ساری عمر بھی ایسی ہی رہیں گے۔"

اور وہ پھر خود ہی ہنس دی اور دل سے دونوں کے سنہیرے مستقبل کے لیے دعا گو ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆

"میں جانتا ہوں تم خفا ہو مجھ سے۔" جب دوسری طرف سپیکر سے انتظار کرنے کے بعد بھی کوئی آواز نہ گونجی تو عدیب نے ہی گہری سانس بھرتے ہوئے پہل کی تھی، دوسری طرف ابھی بھی ہنوز خاموشی برقرار تھی۔

"زید پلیز یار مجھے پتا ہے میری غلطی تھی میں بہت شرمندہ ہوں اپنی تمام حرکاتوں پر۔" عدیب نے تھک کر صوفے پر بھیٹتے ہوئے آنکھیں موندے کہا۔ دوسری طرف سے زید کی آواز گونجی۔

"ارے آپ اور شرمندہ ایسے کیسے عدیب انور بخت کو احساسِ ندامت ہو سکتا ہے یہ میں نہیں مانتا اور میں کیوں خفا ہو گا آپ کی تو عادت ہے ناذلیل کرنے کی اور کروانے کی۔" دوسری طرف چبا چبا کر طنز کیا گیا تھا۔

"زید یار پلیز بس کر نا یوں روٹھی بیویوں کی طرح کیوں ساؤنڈ کر رہا ہے؟"

"واٹ؟" زید نے ناگواری سے سر جھٹکا۔

"اچھا بھئی سوری بس یہی سننا چاہتے تھے۔" وہ سیدھا ہوتا ہوا اکتا کر بولا، وہ پہلے ہی اتنا شرمندہ تھا اوپر سے زید کے طنز پر وہ پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔

"یہ سوری مجھ سے نہیں اسے کہو جس کی ذات کی دھجیاں اڑھانے میں تو نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔"

"کہہ چکا ہوں اسے اپنی غلطیوں کی سچے دل سے معافی مانگ چکا ہوں۔" وہ برجستہ بولا۔

"تو کیا اسے نے معاف کر دیا؟"

"ہاں۔"

"کیا واقعی اس نے معاف کر دیا؟" زید کو یقین نہ آیا، اتنی آسانی سے وہ عدیب کے ظلم و ستم کی معافی دے چکی تھی، کیا اتنی سخی دل کی مالک تھی؟

"زید میں جانتا ہوں میں نے اسے بے حد تکلیف پہنچائی ہے اسے ذہنی ٹارچر کیا ہے اور اس کی تلافی میں اسے کر چکا ہوں اور اس نے مجھے معاف کر دیا میری معافی کو قبول کر لیا زید وہ واقعی بہت اچھی ہے مجھے خود پر اب تک غصہ آرہا کے کہ کیسے میں نے اپنی نفرت اس پر نکالی میں ڈسٹرب تھا میں نے بغیر سوچے سمجھے اس پر اپنی بڑھاس نکالی

اسے کسی کھلونے کی طرح ٹریٹ کیا۔" وہ دکھ سے بول رہا تھا اور زید کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا جواب دے؟ عدیب کے احساس پر وہ ایک طرف بے حد خوش تھا کہ اب سِلا کو تکلیف دہ زندگی نہیں گزارنی ہو گی مگر ایک طرف اس کا دل بے اختیار خوف سے دھڑکتا تو کیا اب عدیب اور سِلا کی کہانی کی ہیپی اینڈنگ ہو جائے گی؟ اور وہ.... وہ کیا کرے گا؟ جس نے انجانے میں اپنا دل سِلا کو دے دیا ہے، جو اس تھوڑے ہی وقت میں کس قدر بے چین رہا تھا۔

"زید؟" شاید عدیب کچھ اور بھی کہہ رہا تھا مگر زید کی ساری سوچوں کا تسلسل کہی اور جا کر جڑ گیا تھا جب ہی عدیب نے دوسری طرف خاموشی کو غور کرتے ہوئے اسے پکارا تھا۔

"ہوں ہاں؟" زید چونک کر خیالوں سے واپس آیا۔

"عد... عدیب تم اب خوش رہو گے سِلا ک... کے سا... ساتھ وہ بھی خو... خوش رہے گی اچھے لگتے ہو تم دو... دونوں ساتھ۔" وہ کس قدر پتھر دل کے ساتھ بولا تھا وہی جانتا تھا اگر اس وقت عدیب فون پر نہ ہوتا اور اس کو اپنے سامنے اس کے تاثرات دیکھتا تو گنگ رہ جاتا یہ جان کر کہ اس کا دوست اس کی بیوی کے سامنے اپنا دل ہار بھیٹا ہے۔

"نہیں یار ہم کہاں ایک ہو سکتے ہیں۔" وہ میز پر پاؤں پھیلائے اپنا سر صوفے کی پشت پر ٹکاتے ہوئے ایک لمبی سانس بحال کرتا ہوا بولا تھا، جیسے اسے بھی افسوس ہو لیکن یہ تو دل کا معاملا تھا اب اگر وہ جنت کے ساتھ دلوں کا تبادلہ کر چکا تھا تو کیسے سِلا کو اپنی زندگی میں جگہ یا سلا کی زندگی میں کوئی جگہ بنا سکتا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر جنت نہ ہوتی تو وہ ضرور معصوم سِلا کا انتخاب کرتا اور ان کی کہانی کی ضرور ہیپی اینڈ نگ ہوتی۔

"کیا مطلب؟" زید کی حیران آواز ابھری تھی۔

"کیا... کیا مطلب یار تم تو جانتے ہو سب میں کہاں جنت کے علاوہ کسی کا تصور کر سکتا ہوں اور اسلیے میں سِلا کی زندگی برباد نہیں کر سکتا میں اسے جلد الگ ہو جاؤں گا تاکہ وہ اپنی زندگی میں آگے بڑھ جائے بنا کسی نام نہاد رشتے کے اور اپنی زندگی کسی زبردستی کے بندھن کے بوجھ تلے نہ گزارے یہی میں خود کے لیے بھی چاہتا ہوں یہاں تین تین زندگیوں کا سوال ہے اسی میں ان تین زندگیوں کی بہتری ہے۔"

"تین نہیں چار۔" وہ بے اختیار بول اٹھا تھا جب عدیب نے چونکا۔

"چار؟"

"ہوں وہ میرا مطلب چار پانچ بہت سی زندگیاں شامل ہیں عدیب مت بھولو کہ یہ بڑوں کا فیصلہ ہے کیا تم لوگوں کے بڑے مانے گے ان کی زندگی پر بھی تو اثر پڑے گا اور

وہ سِلا کا سڑیل بھائی وہ تو تمہیں کچا چبا جائے گا جب اسے علیحدگی کی خبر ہو گی کس کس کو کیا کیا جواب دو گے اور اس میں تمہاری بہن کی زندگی پر بھی بڑا اثر پڑ سکتا ہے تم سمجھ رہے ہو نا میں کیا کہہ رہا ہوں؟" زید کی بات پر وہ دانت پر دانت جمائے سیدھا ہو کر بھیٹا۔

"یہی تو ساری مصیبت کی جڑ ہے یہ بڑوں کے فیصلے جو بنا ان کے بچوں کی مرضی پوچھے ان پر مسلط کر دیے جاتے ہیں اور حکم نہ مانا جائے تو اموشنل بلیک میلنگ کا ڈرامہ شروع ہو جاتا ہے بس بہت ہو گیا میں اور میری بہن اب مزید کوئی سمجھوتے کی زندگی بسر نہیں کریں گے اور جہاں تک بات ہے اس شاہ زیب کی تو میں تو چاہتا ہوں زے کی زندگی پر اثر پڑے اور وہ اس کو چھوڑ دے تاکہ میری بہن بھی اپنی زندگی آزادی سے جی سکے خوش رہ سکے وہ کیسے رہ رہی ہے وہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔" وہ غصہ سے بولا۔

"لیکن کیا بڑے مانے گے؟" زید کو ابھی بھی وہی فکر تھی۔

"ہاں کیونکہ ڈیڈ اب اپنے بیٹے کی بات نہیں ٹالیں گے اور بات کرنے کا ڈھنگ بھی ہوتا ہے میں انہیں اچھے سے سمجھاؤں گا کہ کیسے اس رشتے میں رہ کر میں اور سِلا دونوں مکمل ہو کر بھی ادھورے رہیں گے وقت بیت جائے گا لیکن ہم وہی کہ وہی رہ جائیں گے ہماری خوشی کے لیے ڈیڈ ضرور مانے گے مجھے پورا یقین ہے۔" زید خاموش ہو گیا تھا مگر

ابھی تک فکر مند تھا، وہ مطمعین نہیں ہوا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی بڑا ہنگامہ ضرور ہو گا چاہے وہ انور بخت کی طرف سے ہو یا نہ ہو مگر سِلا کی حویلی والوں کی طرف سے ضرور ہو گا کیونکہ وہ پرانی روایات کے لوگ تھے، ان کے ہاں "طلاق" لفظ گالی کی طرح مانا جاتا تھا، وہ لوگ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ڈیوارس کی ڈیفینیشن ہوتی ہے کہ ایک ناخوش رشتے سے خود کو آزاد کر لینا، طلاق آپ کی زندگی نہیں ختم کرتی بلکہ آپ کو موو آن ہونے کا موقع میسر کرتی ہے مگر وہ پڑھ لکھ جانے کے بعد بھی پرانی روایت پرانی باتوں پر یقین رکھتے تھے، وہ کبھی بھی ڈیوارس کو نارملایز نہیں کر سکتے تھے، کبھی نہیں! جانے زندگی آگے کیا موڑ لینے والی تھی یہ صرف وقت ہی بتا سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"لیزا کیا تم واقعی میں ایسا ہی کرو گی؟" فون کی اگلی جانب ویٹسن نے حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ علیزے کو سن کر تھوڑے توقف کے بعد پوچھا تھا، علیزے دوسری طرف حویلی نکلنے کے لیے بیگ تیار کر رہی تھی، شاہ زیب اور وہ کچھ ہی دیر میں گاؤں کے لیے نکل رہے تھے، علیزے کو شاہ زیب کی شرت کے مطابق

نو مہینے تک وہی رہنا تھا اور "اس" کے بچہ کو جنم دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلے جانا تھا۔

"لیزا؟" اسے خاموش دیکھ ویٹسن نے پکارا۔

"ویٹسن جنت نے ایسا کیوں کیا؟" بھیگتے لہجے میں اسے علیزے کی آواز سپیکر سے سنائی دی تھی۔

"ہم تو کتنے اچھے دوست تھے کتنی محبت کرتے تھے ایک دوسرے سے مگر اس نے بھائی اور میری مجبوری سمجھنے کے بجائے ہمیں بے وفا سمجھا اور بے وفائی کا بدلہ لیا تمہیں نکاح کے عین وقت حادثے کا شکار بنا کر نہ صرف جسمانی طور پر قید بلکہ ذہنی طور پھر بھی اذیت دی اور میری شاہ زیب سے شادی ہو گئی پل بھر میں سب کچھ الٹ گیا۔" وہ اب رو رہی تھی، ویٹسن خاموش ہی رہا، وہ کیا کہتا؟

"تم جانتے ہو ویٹسن شاہ زیب سے نکاح کے بعد میں اسے نفرت کرتی تھی بے حد پھر مجھے احساس ہوا کہ یہ تو میرا وہی دوست ہے جو مجھ سے بے حد محبت کرتا تھا اور میری وعدہ خلافی پر خفا ہو گیا تھا اور ہم دونوں کے درمیان کافی فرق آ گیا میں مغرب میں پلی اور وہ مشرق میں دونوں ایک دوسرے کے خلاف لڑتے جھگڑتے مگر پھر مجھے احساس ہوا کہ وہ مجھے چاہتا ہے وہ میرا دوست ہے میں نے یہ رشتہ قبول کر لیا دل سے مگر پھر

مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ یہ فرق بہت بڑا ہے جو شاید محبت چاہت اور باہمی یگانگت کے بعد بھی رہے گا اور ایسے میں نہیں جی سکتی اگر میں اتنا زیادہ سمجھوتا کر کے اس کے ساتھ رہ سکتی ہوں تو کیا وہ تھوڑا سمجھوتا نہیں کر سکتا تھا لیکن وہ اپنی مردانگی اپنی انا پر ڈٹا رہا وہ نہیں بدلا اب میں نہیں جانتی مجھے نفرت ہے یا نہیں لیکن میں نے اب اس کے ساتھ زندگی نہیں گزارنی وہ قابل ہی نہیں ہے کہ اس کے ساتھ زندگی گزاری جائے وہ بہت برا ہے بہت۔" وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی، ویٹسن کو اس کے لہجے سے کچھ محسوس ہوا۔

"لیزا تمہیں برا لگ رہا ہے کہ اس نے تمہارے ساتھ تعاون نہیں کیا اگر تعاون کرتا تو تم دونوں ایک خوشحال زندگی گزارتے تم خفا ہو کہ اس نے تمہیں ایک بار نہیں روکا بلکہ ایک شرت رکھ کر تمہیں ہمیشہ کے لیے خود سے دور کرنے کی اجازت دے دی؟" علیزے نے شاہ زیب کے کہے لفظ نہیں بتائے تھے لیکن پھر بھی ویٹسن بھانپ گیا تھا کہ وہ بری طرح غصہ ہے، چڑ چڑی ہے، ایک امید تھی شاید اسے جو ٹوٹ سی گئی، دوسری طرف وہ ہچکیوں سے روتی یکدم چپ ہو گئی۔

"نہیں یہی تو چاہتی تھی میں کہ وہ مجھے خود سے دور کر دے۔" وہ آنسوں صاف کرتی ہوئی گبھرا کر جلدی سے بولی، جیسے چوری پکڑ جانے پر چور گبھرا جاتا ہے۔

"تمہارہ جملہ درست نہیں ہے۔" ویٹسن کے چہرے پر ایک اداس مسکراہٹ آئی تھی، علیزے چونکی۔

"مم... میرا مطلب میں یہی تو چاہتی تھی کہ میں اسے دور ہو جاؤں۔" علیزے کو یکدم ہی احساس ہوا تھا۔

"لیزا؟"

"ہوں؟"

"تم اپنے سچے جزبات کو میرے خاطر نہ جھٹلاؤ میں نے مسلمان ہونے کے بعد یہ جانا تھا کہ نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہے وہ دو لوگوں کے مابین محبت الفت پیدا کر دیتا ہے اور جب رشتہ برسوں پرانا ہو ڈور بے حد مضبوط ہو تو بڑے سے بڑا فرق بھی چھوٹا پڑ جاتا ہے تم ضد میں ہو لیزا اپنے دل سے اسی وقت پوچھو کیا جو تم کرنے جا رہی ہو وہ ٹھیک ہے کیونکہ ہم دونوں جانتے ہیں کہ تم نے مجھ سے کبھی محبت نہیں کی کیا تم خوش رہو گی میرے ساتھ کیونکہ بعد میں.... میں نہیں چاہتا کہ میری لیزا کے دل میں میرے ساتھ ہوتے ہوئے کوئی اور رہے۔" وہ کہہ کر فون بند کر چکا تھا جبکہ علیزے فون کان سے لگائے کتنی ہی دیر ویسی مجسمہ بنی رہی تھی، وہ اس پر تلے الفاظوں میں

بہت کچھ واضح کر کے جا چکا تھا، وہ آئینہ اس نے دکھایا تھا جسے وہ چھپتی چھپاتی آرہی تھی۔

اس نے جلد ہی جز باتوں کو جھٹکا تھا۔

اس نے سر جھٹکتے فون واپس کھولا اور عدیب کو کوئی پیغام دے کر فون آف کر دیا، آنسوں پونچھ بیگ کاندھے پر ڈالے وہ چادر اپنے گرد لپیٹ رہی تھی مگر ویٹسن کی باتیں اسے تنگ کرنے لگی تھیں۔

"تاسو دز ° ہ سرہ انجلہ° یاست چہ° زما دانا سرہ مخالفت کوي۔"

"یعنی تم میری انا کی مخالفت کرتے دل کا ساتھ دیتی لڑکی ہو۔"

"تاسو زما دز °. خاور° برخہ یاست۔"

"مطلب تم میرے اسی دل کی بنجر زمین کا حصہ ہو۔"

"تاسو ھغہ °وک یاست چہ° زما حواس راولی۔"

"تم میرے حواسوں پر قابض ہونے والی وہی تو ہو۔"

"تہ زما ضد کاری°۔"

"تم میری ضد کی تصویر ہی تو ہو۔"

"زہ پوھیږ°م چہ° ستاسو° ای زما د لاسر سي پہ دننہ کا° دی؟"

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمھارہ مقام میری دسترس میں جانتی ہو کیوں ہے؟ "

"ٴمکہ چٴتا سوزماد سواٴ اصلي لامل یاست۔ "

"کیونکہ تم میرے سکون کی اصل وجہ ہو۔ "

"تہ زمادز ٴہ ٴو ٴہ یٴ تہ زمادز ٴہ ٴو ٴہ یٴ۔ "

"تم میرے دل کا ٹکرا ہو تم میرے دل کا ٹکرا ہو۔ "

علیزے کو محسوس نہ ہوا کہ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا ہے۔

"مخدوم شاہ زیب فرقان بخت پوری شدت سے علیزے شاہ زیب بخت کو چاہتا ہے ابھی سے نہیں بچپن سے اس کی چاہت میں غوطے کھا رہا ہے اسے محبت کرتا ہے۔"

اسے اس وقت وہ لمحے یاد کرتے ہوئے سارا ماحول جیسے جادوئی سا لگا، وہ ایک طلسم سادہ اپنے ارد گرد بکھرے محسوس کر رہی تھی، وہ اسیر ہو رہی تھی کہ .....

"کیونکہ میں تمہیں اب اپنی دسترس میں رکھنے اور اپنے آنے والی اولاد کی ماں کہلانے کے قابل نہیں سمجھتا۔" یکدم ہی شاہ زیب کی سخت آواز کانوں میں گونجی اور وہ چادر اور بیگ ایک طرف پھینک واپس بیڈ پر بھیٹتی ہوئی غم و غصہ سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ؟"

بے بسی کی حد تھی۔

"احساس ہو رہا ہے۔" دل سے کہی آواز آئی۔

"ہم دونوں جانتے ہیں کہ تم نے مجھ سے کبھی محبت نہیں کی" ویٹسن کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

"واپس آؤ گی نا؟ "

"آئی ڈونٹ نو آئی ڈونٹ وانٹ ٹو کم۔

"میرے لیے؟ "

"تم نے کہا تھا میں تمہاری ہوں۔ "

"تم میری ہو۔ "

"آؤں گی۔ "

"پرامس؟ "

"پرامس۔ "

علیزے نے سر اٹھایا، آنکھوں کے سامنے بچپن کا منظر گھوم گیا۔

"میں اٹھارہ سال سے نہیں آئی ہوں اب بھی نہیں آوں گی مجھے نفرت ہے ان سب سے۔ "

"آئی ول کم بیک ہیں ناٹیڈی بٹ فار ہِم بیکوز آئی ڈومٹ لایک اینی ون ناؤ۔" دونوں جملے بے وقت ساتھ گھونجے۔

"کیا ہو رہا ہے مجھے۔" وہ بری طرح جھنجھلائی۔

"محبت علیزے۔" دھک۔ محبت؟ وہ سن ہو گئی۔

"کیا علیزے انور بخت کو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے محبت ہو گئی ہے؟" اس کا سر نفی میں خود بخود ہلنے لگا۔

"نہیں علیزے انور بخت کو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے محبت تھی اب احساس ہو رہا ہے۔" پھر آواز آئی، وہ بے اختیار کھڑی ہو گئی۔

"نہیں نہیں نہیں۔"

"دسترس ایک قید ہے۔"

"دسترس ایک قید ہے۔"

"دسترس ایک قید ہے۔"

یہ جملہ تھا جو وہ بار بار دل و دماغ میں دہرانے لگی تھی اور ہمیشہ کی طرح اپنا دھیان بٹھکانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سڈنی کے مشہور بونڈی بیچ پر وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ٹھنڈی ٹھنڈی ریت پر چہل قدمی کررہے تھے، دسمبر کی یہ حسین ٹھنڈی ہواؤں سے لپٹی شام انہوں نے ساتھ بتانے کا فیصلہ کیا تھا، ڈوبتے ہوئے سورج کے وقت جب آسمان سرخیاں بکھیر رہا تھا تو وہ دونوں گاہے باہے نیلے شفاف سمندر کو دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ باتیں کررہے تھے، کیا حسین لمحے تھے جو آکر گزر رہے تھے۔

وہ نیلی ٹی شرٹ پہنا ہوا تھا جس کے سارے بٹن کھلے تھے جس کے باعث اس کے کرستی باڈی کے سکس ایپس نمایاں ہوتے ہوئے اس کے کثرت سے جم کرنے کا پتا دے رہے تھے جبکہ سفید گھٹنوں تک آتے ہوئے شارٹس پہنے ننگے پیر وہ اپنی محبت کا ہاتھ تھامے کچھ مسکراہٹ دبائے سرگوشی کررہا تھا جس پر وہ جو پہلے سے ہی سرخ و سفید حامل لڑکی تھی مزید سرخ پڑرہی تھی اور وہ سمجھ نہیں پارہا تھا کہ اس وقت آسمان پر بکھری سرخیاں زیادہ حسین لگ رہی ہیں یا اس دوشیزہ کے گالوں کی لالی؟

پیلے رنگ کی گھٹنوں سے تھوڑے نیچے تک آتی ہوئی شولڈر آف فراک جس پر جامنی بڑے بڑے پھول بنے تھے، کندھوں سے تھوڑے نیچے آتے ہوئے سنہیرے بال ہواؤں سے زور و شور بحث و مباثے میں مصروف تھے، میک اپ سے پاک سادہ چہرہ میں وہ اس وقت اپنا نازک ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیے مستقل بلش ہو رہی تھی۔

ایسے ہی ہوتا تھا اس کی کچھ معنی خیز بات اس کو اس حد تک سرخ کر دیتی کہ کبھی کبھی وہ حیران رہ جاتی کیونکہ وہ شائے تو بالکل نہ تھی، خود اعتمادی اس کی زات کا اہم حصہ تھی وہ بے حد بولڈ اور ایک سمجھدار لڑکی تھی جو کبھی بھی لجاہٹ اور شرماہٹ کا شکار آسانی سے نہ ہوتی مگر اس کے پہلو میں اس کے ساتھ چلتا ہوا یہ شخص اسے ہمیشہ بلش کرنے پر مجبور کر دیتا، کچھ باتیں ایسی ادھوری چھوڑتا جن کا نہ پورے ہونے کا وہ شکر ادا ہی کرتی، وہ اسے کبھی کبھی نروس جیسے لفظ سے آشنا کروا دیتا تھا جس سے وہ آج تک آشنا نہ ہوئ تھی مگر اس کی جزبات سے بھری آنکھیں اسے پلکیں جھکانے پر مجبور کر دیا کرتی تھیں۔ یہ وہی تو تھا جو اس کے دل کی دھڑکنوں کو بری طرح دھڑکایا کرتا تھا۔

وہ خوش نصیب تھی کہ اس کی زندگی میں یہ تھا، وہ ہمیشہ سے ہی ہر معاملے میں خوش نصیب رہی تھی، وہ بلا جھجھک اعتراف کرتی تھی۔

"جنت میرا دل چاہتا تھا کہ یہ وقت تھم جائے اور ہم ایسے ہی ایک دوسرے کے ہمرہ قدم سے قدم ملائے یوہنی چلتے رہیں کبھی نہ رکنے کے لیے۔" اس نے دھیمی آواز میں کہتے ہوئے ان لمحوں میں جیسے خواب بھر دیے تھے، سارا ماحول جو پہلے سے جادوئ تھا مزید طلسم ارد گرد بکھر رہا تھا، وہ خوبصورتی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرا دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"لیکن ایسا ممکن نہیں عدیب انور۔" وہ جیسے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا تھا، اب ان دونوں کا رخ شفاف سمندر کی طرف تھا، گیلی ریت کو چھوتے ہوئے وہ دونوں سمندر کی جانب بڑھ رہے تھے، ہاتھ اب تک ایک دوسرے کے ہاتھ میں تھے، ایسا ہو سکتا تھا کہ عدیب اور جنت ساتھ ہوں اور ایک دوسرے کا ہاتھ مظبوطی سے نا تھامے ہوئے ہوں؟ یہ نا ممکن سا تھا۔

"عدیب ایک بات پوچھوں؟" اب ان کے پاؤں سفید جھاک میں بھیگ رہے تھے لیکن وہ مزید آگے بڑھ رہے تھے، انہیں خود کو اور بگھونا تھا، جزباتوں کی طرح!

"اجازت مانگنے کی ضرورت ہے تمہیں جانِ عدیب؟" وہ مسرور لہجے میں مسکرا کر بولا۔

"جانِ عدیب۔" وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دی، عدیب ٹھٹھک کر اس کی کھلکھلاہٹ پر نثار ہوتا چلا گیا کیا دھن تھی۔ وہ اسیر ہو رہا تھا۔

"جانِ عدیب کو جانِ جنت کی کبھی اجازت کی ضرورت بالکل نہیں ہے مگر خاص توجہ کی ہے کیونکہ جو میں پوچھنے جا رہی ہوں اس کا جانِ جنت کو سچ سچ جواب دینا ہے۔" وہ بھی اسی کے انداز سے شادابی ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے بولی، عدیب نے اس کی

آنکھوں میں ناچتی شرارت کو دیکھ پھر اس کے لبوں پر بکھری مسکراہٹ کو دیکھتا ہوا ہلکے سے سر کو جنبش دی۔

اب پانی پنڈلیوں سے کہی اپر تک آگیا تھا، ہواؤں کا رخ اب سامنے سے تھا، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں جیسے منہ پر تھپیڑے کی طرح پڑ رہی تھیں۔ دونوں کے کپڑے اور بال ہوا میں اڑھ رہے تھے اور ہواؤں کی سرسراتی ہوئی آوازیں بھی کانوں میں رینگ رہی تھی۔

"کیا سچ میں تم مجھے ایسی ساری زندگی چاہو گے؟" جنت نے پلکیں دو تین بار جھپکائے نچلے ہونٹ کو کچلتے ہوئے کچھ فکر مندی سے پوچھا، جیسے یقین دہانی کر رہی ہو، جیسے ڈر کنڈلی مار کر بھیٹا ہو۔

"نہیں۔" یک لفظی جواب آیا، دھک۔ جنت کو لگا کہ اگلا سانس لینا مشکل ہے، کچھ گھٹن کا احساس ہوا، کھلی فضاؤں میں کھلی چاہتیں دم توڑ گئیں۔

"بلکہ اسے زیادہ چاہوں گا۔" اور یہ اگلا جملہ جیسے جادوئی ماحول واپس لے آیا، چاہتیں پھر سے زندہ ہو گئیں، ہوائیں پھر سے خوشنما ہو گئیں۔ کیا سماں تھا جو اپنے سنگ ان دونوں پیار کرنے والوں کو باندھ رہا تھا جسے رہائی مشکل تھی یا پھر ناممکن۔

"جنت میں جانتا ہوں کہ اکثر یہ محبتیں چاہتیں یہ امڈتے جزبات صرف شروع شروع میں ہی جوش مارتے ہیں ملن کے بعد سب ختم ہو جاتا ہے ایک پختہ رشتہ قایم ہونے کے بعد کچھ پہلے جیسے نہیں رہتا مگر عدیب انور تمہیں آخری سانس تک چاہے گا تمہیں ہر صبح یہ یقین دلائے گا کہ وہ صرف تمہارا ہے دنیا کی کوئی لڑکی عدیب انور کی جان کی جگہ نہیں لے سکتی جنت میں نہیں جانتا میری زندگی کتنی ہے مگر جتنی بھی باقی ہے تمہارے ساتھ بتانا چاہتا ہوں اس دنیا کو تمہارے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں نئے نئے ایکسپیرینس جو بھی میری بکٹ لسٹ میں ہیں تمہارے ساتھ پورے کرنا چاہتا ہوں رونا ہنسا گانا سب تمہارے ہمرہ چاہتا ہوں تمہیں اپنے ساتھ زندگی بھر باندھنا چاہتا ہوں ایسی مضبوط ڈوری سے جو کبھی بھی کسی جھٹکے کی وجہ سے کمزور ہو کر نہ کھل جائے اور ہم الگ ہو جائیں تمہارے ساتھ میرے خواب سانس لے رہے ہیں تمہارے خوابوں تمھاری کامیابی تمہاری ناکامی کو اپنانا چاہتا ہوں میں تمہیں اپنا بنانا نہیں بلکہ میں تمہارا بننا چاہتا ہوں قید کر لو مجھے۔" انداز میں بے پناہ محبت تھی، آنکھوں میں خلوص سے بھرے جزباتوں کا سیراب تھا، لفظوں میں سچائی تھی، جنت کی آنکھوں میں چمکتی نمی اس کے احساسات بیان کر رہی تھی، وہ کیسے اتنی خوش نصیب تھی؟

"عدیب میں تمہاری آنکھوں میں اس چاہت کو سانس لیتے ہوئے دیکھ رہی ہوں ان سانسوں کو دھڑکنوں میں محسوس کر رہی ہوں میں تمہاری جانب دیکھوں یا نا دیکھوں ان نظروں میں جھانکو یا انجان رہوں مگر ان آنکھوں کے طلسم سے کبھی غافل نہیں رہ سکتی تم انجان ہی نہیں رہنے دیتے مجھے میرا گمان دھیان سب سنگ باندھے رکھے ہو اتنی محبت مت دو کہ میں زمین پر پاؤں ٹکانا بھی بے حرمتی سمجھوں۔" وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیے نم آنکھوں سے مسکرا کر بولتی ہوئی آخر میں التجا کرنے لگی، کیا خوبصورت التجا تھی، کس خوبصورتی سے کی گئی تھی، فضا جیسے مہکنے لگی تھی، سمندر کی لہریں ان کے پاؤں بگھا کر جا رہی تھی، کس قدر خوابیدہ ماحول تھا اپر سے محبوب کا ساتھ اور اظہارِ محبت خطرناک میل تھا۔

عدیب ہلکے سے ہنس دیا اور وہ اس حسین شخص کے چمکتے دانت دیکھنے لگے جو پل بھر ہی صرف اپنا دیدار کروانے آئے تھے۔

"مجھے ایسا لگتا عدیب ہم بہت آگے نکل چکے ہیں بے وفائی کا تصور میری روح فنا کرتا ہے وعدہ کرو کہ بے وفائی نہیں کرو گے؟" اس ہاتھوں کو سختی سے تھامے اب ایک نئی التجا کر رہی تھی مگر یہ البتا قطعی خوبصورت نہ تھی، عدیب الجھ کر رہ گیا۔

"تمہیں ابھی بھی لگتا ہے بے بی کہ میں لو یل نہیں ہوں کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں ان لڑکوں جیسا ہوں جو وقتی خمار کے نشے میں محبت جیسے الفاظوں کا استعمال کرتے پھرتے ہیں؟" وہ خفا ہوا تھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھے تم پر اعتماد ہے بھروسہ ہے مگر جب ہم کسی کو بے حد چاہتے ہیں تو اس کو کھونے کا خوف مزید بڑھ جاتا ہے۔ "

"یہ خوف تو پھر مجھے بھی ہونا چاہیے نہیں؟" اس نے ایک آئی برو اچکائی۔

"بالکل ہونا چاہیے۔" جنت نے سر اثبات میں ہلایا، سورج ڈوب چکا تھا، اندھرا پھیل رہا تھا۔

"لیکن مجھے نہیں ہے جانتی ہو کیوں؟" اس کے بازؤں کو نرمی سے تھامے وہ بولا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ مجھے ہماری محبت پر بھروسہ ہے اگر ہم چاہیں گے بھی نا تب ہی یہ ہمیں اجازت نہیں دے گی ایک دوسرے سے بے وفائی کرنے کی بے فکر رہو ہم تاقیامت ایک دوسرے سے وفا نبھائیں گے۔" وہ مسکرا دی اور نرمی سے اس نے اپنا سر عدیب کے سینے پر ٹکا دیا، عدیب نے بھی اس کو اپنے حصار میں لے لیا اور اپنے لب اس کے بالوں میں رکھ دیے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"آئی لو یو سو مچ۔" وہ آنکھیں میچیتی شدت سے بولی۔

"سو ڈو آئے۔" عدیب نے اپنے انداز میں کہا تو وہ مسکرادی۔

"اب چلیں ہم واقعی آگے نکل آئیں ہیں۔" اس کو خود سے الگ کیے وہ سمندر کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا جس کی لہریں تیز ہو گئی تھیں اور اب ان کے گھٹنوں کو تک بگھو رہی تھیں۔ وہ آدھے بھیگ چکے تھے۔

"یس لیٹس گو بیک۔" وہ عدیب کا ہاتھ تھامتی ہوئی بولی۔ وہ بھی مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھامے سر کو خم دیتا ہوا اس کے ساتھ واپس مڑ گیا تھا جہاں زندگی ان کے انتظار میں تھی مگر اس وقت قسمت دور کھڑی مسکراہٹ لیے کھڑی تھی کیونکہ وہ دونوں اس وقت آنے والے وقت سے ناواقف تھے۔

وہ وقت اب جو آچکا تھا۔

ماضی دھندلا گیا تھا، حال واپس آچکا تھا۔

فقط ماضی کی یاد ہی تو تھی وہ.... عدیب بھیگی آنکھوں کو مسلتے ہوئے سر جھٹک صوفے سے اٹھ کھڑا ہو گیا۔

جنت کا اب تک کچھ نہیں پتہ تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ بے حد سنجیدگی سے پریشانی میں مبتلا جنت کی ماں سے مل کر پولیس سے رابطہ کرنا چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

"ہیلو؟" وہ کندھے کی مدد سے کان سے فون لگا کر دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گئی تھی،وہ اس وقت یوجنا کے ساتھ بیکنگ کر رہی تھی اور حد درجہ مصروفیت کے باوجود اس نے کال اٹھالی کیونکہ یہ کال دانیال کی تھی اور

اس کی دانیال سے سڈنی آنے کے بعد تک ایک بار بھی بات نہیں ہوئی تھی اور وہ اس کو مس کر رہی تھی۔

"کیسا لگا؟" دوسری طرف ہمیشہ کی طرح دانیال کی پرجوش آواز کانوں میں گونجی تھی، رایمہ نے بھنویں جوڑتی ہوئی کریم پھیٹتے پھیٹتے رک گئی، پھر کندھے سے فون ہٹا کر ایک ہاتھ میں فون لیا اور کان میں صحیح سے لگا کر دوسرے ہاتھ سے واپس کریم پھیٹتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"کیا؟"

"میرا گفٹ۔" اور رایمہ کے چلتے ہوئے ہاتھ رکے اور زبان دانتوں تلے دبائی، وہ تو سڈنی آکر اس کے تحفے سے فراموش ہو چکی تھی اور ہوتی بھی نہیں تو کیسے سڈنی آکر ایک پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑا تھا، عدیب کی گرفتاری نے سب کو سب کچھ بھلا دیا تھا۔

"وہ.... وہ دانیال...." اس نے کچھ کہنے کے لیے سوکھے لبوں پر زبان پھیری ساتھ برابر اوون میں کچھ ڈالتی ہوئی یوجنا کو دیکھا جو بڑے انہماک سے مصروف تھی۔

"وہ میں سوری...." وہ دھیرے سے معزرت خواہ ہوئی۔

"اوکے سمجھ گیا مطلب محترمہ نے ہمارے تحفے کو عزت ہی نہیں بخشی۔" سپیکر سے دانیال کی روٹھی ہوئی آواز گونجی تھی، رایمہ نادم ہوئی۔

"ایسا نہیں"....

"رایمہ میں نے کتنی چاہت سے وہ گفٹ تمہارے لیے خریدا تھا اور تم نے اس کی قدر ہی نہیں کی یعنی ابھی وہ بیچارا کسی کونے میں لاوارس کی طرح پڑا ہو گا۔" وہ دکھی ہوا۔

"نہیں دانیال وہ میرے ہینڈ بیگ میں بالکل سنبھال کر رکھا ہے بس آتے کے ساتھ ہی رتی بھر بھی وقت نہیں ملا میں نے اپنا ہینڈ بیگ بھی خالی نہیں کیا ابھی تک.... اتنی مصروف ہو گی کہ"....

"تمہارے بہانے اچھے سے سمجھتا ہوں میں تم نے میرا دل توڑا ہے رایمہ اب میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔" وہ تو خفا ہی ہو گیا تھا مگر بدلے میں پریشان ہونے کے بجائے رایمہ کے ہونٹوں میں مسکراہٹ نے احاطہ کر لیا۔

"اچھا۔" کافی کھینچا۔

"ہاں۔" وہ اٹل تھا۔

"چلو ٹھیک ہے مت کرنا۔" وہ شرارت سے نچلا ہونٹ دبائے آرام سے کندھے اچکا گئی۔

"تم... تمہیں فرق نہیں پڑتا تمہارا اکلوتا ہینڈ سم چارمنگ جس پر ہزاروں لڑکیاں مرتی ہیں وہ منگیتر تم سے ساری زندگی بات نہیں کرے گا؟" دانیال اس کے لاپرواہ انداز سے جل بھن کر رہ گیا تھا۔

"بالکل نہیں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ میرا اکلوتا ہینڈ سم چارمنگ جس پر ہزاروں لڑکیاں مرتی ہیں جبکہ ایسا کچھ نہیں ہے لیکن پھر بھی دل رکھنے کے لیے غالب خیال اچھا ہے تو وہ منگیتر مجھ سے بات ایک دن بھی نہ کرے تو اسے چین نہیں پڑے گا کیونکہ ابھی بھی اس نے کال کاٹی نہیں تو یہ ساری زندگی والی بڑی بڑی ڈینگیں ہیں۔" اور اگلی طرف غصہ کرنے کے بجائے دانیال جی بھر کر مسکرادیا اور پھر دونوں ہی ہنس پڑے۔

"رایمہ آئی مس یو جلدی سے واپس آجاؤنا۔" وہ تو پھیل ہی گیا تھا، رایمہ کا منہ کھل گیا۔

"مجھے یہاں آئے ہوئے چوبیس گھنٹے نہیں ہوئے اور تم آل ریڈی مس کرنے لگے اور واپس بلانے لگے واہ۔ "

"دیکھ لو کتنا پیار ہے ایک پل بھی ہم آپ کے بغیر نہیں رکھ سکتے سنم بس بھی کرو یہ دوریوں کا ستم اب آجاؤ اور بنالو ہمیں سجن تیری قسم واہ واہ کیا شعر بن گیا۔" وہ اچانک چہکا، رایمہ نے سر پیٹا۔

"کیوں شعر کی ٹانگ توڑ رہے ہو میرے اجڑے چمن۔"اب کہ دانیال کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"تم نے مجھے اجڑا چمن کہا؟"اس لفظ سے اکثر عدیب اور علیزے اسے چڑاتے تھے اور ابھی رایمہ کے منہ سے خود کے لیے سن وہ کافی بدمزہ ہوا۔

دوسری طرف رایمہ نے شرارت سے ہنس کر یوجنا کو دیکھا جو ہنستے ہوئے اشارے سے پوچھ رہی تھی۔

"رایمہ؟"جواب نہ پا کر وہ جھنجھلایا۔

"دانیال میں بعد میں بات کرتی ہوں اور ہاں تمہارا گفٹ دیکھ کر ہی کال کروں گی۔" رایمہ نے واپس کریم پھینٹنا شروع کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔"وہ خفا ہو کر کھٹاک سے فون بند کر چکا تھا، رایمہ نے کچھ حیرت سے سکرین کو دیکھا پھر ہنس دی۔

"ناراض کر دیا آپ نے دانی بھائی کو چھوٹی باجی بیچارے دانی بھائی۔"یوجنا نے مسکراہٹ دبائے افسوس سے دائے بائے سر ہلاتے ہوئے کہا۔رایمہ نے اسے گھوری سے نوازا۔

"کوئی بیچارا نہیں ہے مجھے جو کتنا تنگ کرتا ہے اب حساب لینے کی باری میری اور فکر مت کرو دوبارہ خود سے ہی کال آئے گی۔" یقین سے بولتی ہوئی وہ مسکرا کر واپس اپنے عمل میں مصروف ہو گئی جبکہ یوجنے نے "واہ" والے انداز میں کندھے اچکائے اور ایک پیار بھری نظر رایمہ کے ہشاش بشاش چہرے پر ڈالی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

شاہ زیب نے ایک بار پھر ایک غلط نگاہ علیزے پر ڈال کوفت سے ہارن بجایا تھا، وہ چونکتی ہوئی سیاہ ڈبل کیبل کار کو دیکھ دانیال کو جو فون بند کیے علیزے کی ہنسی کو دیکھ دانت پیس رہا تھا۔ اس کو جلدی سے خدا حافظ کہہ کر شال سنبھالتی ہوئی گاڑی کا دروازہ کھول پیسنجر سیٹ پر بھیٹ گئی اور دانیال کو واپس دیکھا جواب مسکراتے ہوئے علیزے کو ہاتھ ہلا کر بائے کہہ رہا تھا، علیزے پھیکا سا مسکرا دی اور اسے پہلے وہ بھی ہاتھ اٹھاتی شاہ زیب نے زن سے گاڑی آگے بڑھا دی اور وہ کچھ سنبھلتے ہوئے سیدھا رخ کر کے بھیٹی پھر ایک چور نگاہ اٹھا کر اپنے برابر بھیٹے دشمنِ جاں پر ڈالی جو گہرے نیلے رنگ کے شلوار سوٹ میں اپنی مخصوص شال کندھے پر ڈالی، آستینوں کو کوہنی تک موڑے ہمیشہ کی طرح ایک ہاتھ کی کوہنی کھڑکی سے ٹکائے دوسرے ہاتھ سے مضبوطی سے

سٹیرنگ پکڑے وہ نیلے رنگ میں اپنی نیلی آنکھیں لیے سامنے سڑک کو دیکھ رہا تھا، سانولے رنگ کے پرکشش وجیہہ نین و نقش پر بھرپور سنجیدگی تھی، ہلکی سیاہ داڑھی پر مونچھوں تلے لب بھینچے ہوئے تھے۔

علیزے کو جب احساس ہوا کہ یہ سرسری نگاہ اب سرسری نہیں تو اس نے فوراََ ہی نظروں کو زاویہ بدل لیا اور دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔

"میں دعا کروں گا کہ میری اولاد تم پر نہ جائے۔" علیزے کو یکدم ہی گھٹن کا احساس ہوا، وہ لوگ ابھی بھی شہر کی سڑکوں پر ہی رواں تھے۔

علیزے اپنا دھیان اس کے سخت جملوں سے ہٹاتے ہوئے انایا سے کی ہوئی بات یاد کرنے لگی اور اسے ٹینشن بھی ہونے لگی، فون جو وہ بند کر چکی تھی مگر کچھ منٹ بعد دوبارہ صرف کچھ پل کے لیے کھولا تھا کہ انایا کی آتی ہوئی کال اٹھالی اور انایا سے بات کی جس نے بتایا کہ یونی ورسٹی میں کسی مسلے کی وجہ سے آن لاین امتحانات منعقد ہوئے ہیں جہاں وہ یہ خبر سن کر سکون میں آگئی تھی کہ وہ امتحان دے سکے گی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس حالت میں امتحان دینے کے لیے شاہ زیب اسے سڈنی کبھی جانے نہیں دے گا اسلیے وہ مطمئین ہو گئی تھی کہ وہ یہی گاؤں سے آن لاین دے دے گی مگر اگلے ہی پل

وہ پریشان ہو گئی تھی کیونکہ اس کی تیاری اتنی خاص نہ تھی اور اب اتنی پریشانوں میں اس کا پڑھائی میں دل بھی لگنے نہیں والا تھا یعنی وہ فیل ہو جائے گی؟

''نہیں نہیں۔''علیزے نے اچانک بڑبڑاتے ہوئے سر جھٹکا۔شاہ زیب نے ہلکے سے چہرہ موڑا سے دیکھا۔وہ اندر ہی اندر خجل ہوئی اور بغیر کوئی رد عمل دیے شیشہ سے باہر دیکھنے لگی،اب وہ لوگ شہر کی حدود سے نکل گئے تھے۔

شاہ زیب نے واپس سنجیدگی سے چہرہ سامنے کر لیا اور ہاتھ بڑھا کر گاڑی کے ڈیش بورڈ سے سگرٹ کا ڈبا اٹھایا اور انگلیوں سے سگرٹ نکال واپس ڈبا ڈیش بورڈ پر پھینک وہ اب جیب سے لائیٹر تلاش کر رہا تھا،لائیٹر ملتے ہی اس نے سگرٹ منہ میں دبائی اور سگرٹ کو لائیٹر سے جلا کر لائیٹر بھی ڈیش بورڈ پر واپس پھینک دیا۔

علیزے نے ایک اچٹی نظر پھینکے ہوئے لائیٹر پر ڈالی پھر واپس باہر کے نظاروں پر ٹکالی۔ کچھ ہی لمحوں میں اس کے گہرے کش لینے کے باعث گاڑی میں دھواں جمع ہو گیا،شاہ زیب نے کھڑکی کا بٹن دبایا تو چاروں طرف کی کھڑکیاں کھل گئی مگر علیزے کو اچانک ہی اچھولگا وہ بری طرح کھانسے لگی اور اگلے پل وہ چلائی جس پر شاہ زیب چونکا۔

''گا....گاڑی روکو۔''شاہ زیب نے سائیڈ پر لاتے ہوئے ایک جھٹکے سے گاڑی کو بریک مارا۔وہ فوری طور پر اپنی طرف کا دروازہ کھول باہر کو جھکی اور الٹیاں کرنے لگی،شاہ

زیب نے ایک گہرہ سانس کھینچتے ہوئے اپنی سیگرٹ کو شیشہ سے باہر پھینک دیا اور آگے بڑھ کر ڈیش بورڈ سے خوشبو والا سپرے نکال گاڑی میں سپرے کیا جب تک علیزے الٹیاں کرتی ہوئی عجیب و غریب آواز نکال رہی تھی۔

"یااللہ۔" وہ آنکھیں بند کیے ہلکان ہو کر سیدھی بھیٹی اور دروازہ بند کیا، شاہ زیب نے ٹشو اور پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھائی۔ اس نے ایک کینا نظر اس پر ڈالی اور چہرہ موڑ گئی۔

"فکر کی کوئی ضرورت نہیں۔" ساتھ چبتے ہوئے لہجہ میں کہنا نہ بھولی۔

"تمہاری فکر نہیں کر رہا اپنے بچہ کی کر رہا ہوں تمہارا میرے لیے زندہ اور بہتر رہنا ضروری ہے یہ پکڑو اور پیو۔" بے حد سفاکی سے کہا گیا، علیزے نے بامشکل اپنے آنکھوں میں آئے موتیوں کو واپس اندر دھکیلا اور دل پر پتھر رکھ اس کے ہاتھ سے ٹشو اور بوتل لی۔

"کچھ کھایا ہے تم نے؟" گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔ علیزے جو بوتل منہ سے لگائی ہوئی تھی اسے ذہن پر زور دینا پڑا یہ یاد کرنے کے لیے کہ آخری بار اس نے کیا کھایا تھا۔

اس کا جواب نہ پا کر شاہ زیب نے چہرہ موڑا اسے سخت نگاہوں سے دیکھا۔ وہ نظریں چرا گئی۔

"میں تمہیں پہلے بھی باور کروا چکا ہوں اب دوبارہ کروا رہا ہوں اپنا ماتم بعد میں مناتی رہنا جب تک تم میرے بچہ کو اپنے اندر پال رہی ہو تب تک ضروری ہے تمہارا صحت مند اور فریش رہنا حالت دیکھو اپنی تمہاری وجہ سے میرے بچہ کو بھی نقصان پہنچے گا اور میں یہ ہرگز برداشت نہیں کرونگا تمہیں مرنا ہے تو بعد میں فرصت سے مر جانا لیکن میرے بچہ کو اگر علیزے کچھ بھی ہوا تو خدا کی قسم مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

علیزے ساکت و جامد رہ گئی، کس قدر بے حسی کا مظاہرہ اس انسان کی طرف سے تھا جو اسے محبت کے دعوے کرتا تھا، جو اس کی فکر کرتا تھا، جو اس کا خیال بچپن سے رکھتا آرہا تھا آج وہ کہہ رہا تھا کہ "بعد میں مر جانا؟" کیا اسے قبول تھی اپنی بچپن کی دوست اپنی محبت علیزے کی موت؟

وہ اگلے کئی ثانیے تک کچھ سوچ بھی نہ سکی تھی وہ خالی خالی نظروں سے سامنے ویران سڑک کو دیکھ رہی تھی، باہر مکمل اندھیرا چھا گیا تھا جیسے اس کے اندر، باہر مکمل سڑکیں سنسان تھی جیسے اس کے اندر سب کچھ ہی تو سنسان ہو گیا تھا۔

آنکھ کے کنارے سے ایک آنسو سرعت سے نکلا تھا اور اس بے قابو آنسو نے باقی آنسوؤں کو ایسا دھکا دیا کہ اس کی آنکھیں خاموشی سے بھیگتی چلی گئیں۔ گویا آنکھوں میں دل کی طرح مرچیں لگ گئی تھیں۔ گاڑی میں اندھیرا اور خاموشی اور علیزے کے بہتے آنسوؤں کے سوا اب کچھ نہ تھا اور باہر بھی کچھ یہی حال تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ پریشانی کے عالم میں موبائل کو تکتا رہ گیا، ایسا پہلی بار ہوا تھا جب علیزے نے اس طرح کا کوئی میسیج کر کے اسے پریشانی میں ڈالا تھا، وہ بے حد فکر مند ہوا تھا اور اب تک اس کو کئی بار کال ملا چکا تھا مگر ہر بار اس کا فون بند جا رہا تھا۔

"کیا ہوا کوئی پریشانی ہے؟" سِلا نے کھانا کھاتے ہوئے عدیب کو دیکھ پوچھا جو کھانا چھوڑ اب موبائل بار بار فکر مندی کان سے لگائے جا رہا تھا، وہ دونوں واپس گھر آ چکے تھے اور اس وقت ڈائنگ ٹیبل پر بھیٹے کھانا کھا رہے تھے۔

"زے کا ٹیکسٹ آیا ہے۔" وہ کچھ الجھا ہوا اسکرین پر انگلیاں چلاتے ہوئے بولا۔

"کیا؟"

"پاکستان بلایا ہے ارجنٹلی۔" سِلا چونکی۔

"پاکستان مگر کیوں کیا ہوا ابھی تو ہم آئے ہیں؟" اس نے بھی کھانے سے ہاتھ پیچھے لے لیے اور فکر مندی سے پوچھا۔

"کیا سب ٹھیک ہیں حویلی میں سب بہتر ہے؟"

"پتہ نہیں فون بند جا رہا ہے۔" وہ ایک بار پھر کان سے موبایل لگا کر بولا۔

"تو آپ کسی اور کو کیجیے نا لالا..." وہ بولتے بولتے رک گئی، اسے معلوم تھا عدیب شاہ زیب کو کبھی فون نہیں کرے گا وہ بھی علیزے کے حوالے سے تو کبھی نہیں۔

"اس نے منع کیا ہے میسج میں تھا ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ بنا کسی سے پوچھے سیدھے پہلی فلایٹ سے جتنا جلدی ہو سکے یہاں آجائے۔" عدیب نے کان سے فون ہٹائے کہا، سِلا کے ہونٹ سیٹی کی طرح سکڑے۔

"ایسا کیا ہوا ہو گا کیا پتا کسی قسم کا مزاق ہو؟"

"نہیں ایسا پہلے کبھی زے نے نہیں کیا اور اس طریقے کا مزاق وہ کبھی نہیں کرے گی ایک ملک سے دوسرے ملک بلانا کوئی مزاق تھوڑی ہے وہ بھی ایمرجنسی میں ضرور کوئی سنجیدہ معاملہ ہے جو وہاں جا کر ہی پتہ چلے گا۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو کیا آپ پاکستان جا رہے ہیں لیکن ابھی تو آئے ہیں اور اپر سے چاچا جان نے آپ کو آج کو سختی سے منع کیا ہے ہی کہی بار جان سے کیونکہ ابھی بھی وہ ڈر گزوالا معاملہ پوری طریقے سے نپٹا نہیں ہے۔" سِلا بھی جلدی سے کھڑی ہو کر اسے یاد کروانے لگی۔

" جانتا ہوں لیکن اس وقت میری بہن کو میری ضرورت ہے بات کوئ چھوٹی نہیں بلکہ بہت بڑی ہے مجھے جانا ہی ہو گا تم ایک کام کرو میرا ایک چھوٹا بیگ بنا دو میں تب تک آن لاین ٹکٹس بک کر دیتا ہوں اور ہاں ڈیڈ کو کچھ نہ بتانا۔" وہ موبایل پر مصروف کہتا ہوا ساتھ تاکید کرے جلد بازی میں چلا گیا جبکہ سِلا تحیر کھڑی رہ گئ، یہ اچانک کیا ہوا تھا؟

"کیا کہی لالا اور علیزے کے درمیان تو کچھ نہیں ہوا اسلیے اجلت میں علیزے نے بلایا؟" وہ ہونٹ چباتے ہوئے سوچ میں پڑ گئ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ہیلو ویٹسن کیسے ہو میرے دوست یقیناً تمہیں اس وقت HN کی جگہ مجھے دیکھ حیرت پریشانی سب ہو رہی ہو گی میں جانتی ہوں اس وقت میرا اسکرین پر یوں یک دم آ جانا تمہارے ہوش اڑا چکا ہو گا اور اڑھا بھی دینا چاہیے کیونکہ یہ سپرایز ہی ایسا ہے.جی ہاں سپرایز اب تم یہی سوچ رہے ہو گے کہ یہ جنت کہاں سے آ گئ یہ تو HN کے

آدمی نے مجھے HN کو دکھانے کے لیے سکرین پکڑائی تھی مگر یہاں جنت کیسے مجھ سے مخاطب ہے اور یہ HN کو کیسے جانتی ہے..... میں جانتی ہوں میرے دوست اس وقت تمہارے ذہن میں ڈھیروں سوال گردش کر رہے ہیں اور کرنے بھی چاہیے ظاہر سی بات ہے HN کی جگہ جنت کا آنا سپرائز ہے تمہارے لیے چلو یار اب زیادہ لمبی گفتگو نہیں کھینچتی بتا ہی دیتی ہو یہ جو تم اس وقت اپنے سامنے اپنے نام کی حسین لڑکی کو دیکھ رہے ہو یہی HN ہے...." وہ یکدم سنجیدہ ہوئی "جی ہاں میں ہی ہوں جنت مطلب ہیون یعنی ایچ اور این میں ہی ہوں جس نے تمہارہ زے سے عین نکاح والے دن حادثہ کروایا میں ہی ہوں وہ جس نے تمہیں یوں قید کیا میں ہی وہ جس نے تم سے چند مرتبہ فون پر بات کی میں ہی ہوں وہ جس کے بندے چوبیس گھنٹے تمہاری نگرانی کرتے اور تمہارے پوچھنے پر صرف اتنا بتاتے کہ صحیح وقت آنے دو تو لو آگیا صحیح وقت آخر کار تمہاری چیخ پکار سن کر میں نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھالیا۔" اب دلچسپی سے تھوڑا آگے ہو کر گویا ہوئی۔ "تو کیسا لگا میرا چہرہ اوہ میرا مطلب میرا سچ HN کا سچ..... ویٹس ویٹس میں جانتی ہوں تم اس وقت صدمے سے چور ہو لیکن ابھی رکو تمہیں مزید سننا ہے اسے پہلے تمہارے ذہن میں یہ سوال پنپے کہ میں نے ایسا کیوں کیا تو جواب سنو.... زے اور اس شخص کی بے وفائی پر جس کا نام لینا...." آواز

گھٹی گھٹی معلوم ہوئی، آنکھوں میں نمی چمکی۔ "میں پسند نہیں کرتی میری نام کی دوست اور اس کا بھائی جسے میں نے جنون کی حد تک محبت کی اس نے بے وفائی کی پاکستان گ ئے تھے غیر جیسے اپنوں سے ملنے تو کیوں ان غیر جیسے اپنوں کو اپنا بنا کر اس سِلا نامی کزن سے شادی کی اس شخص نے جسے میں نے بے تہاشہ محبت کی۔" وہ چیخی۔ "کیوں اس نے اور اس کی بہن نے مجھ دھوکا دیا کیوں لیکن اب دے ہی دیا تھا تو بدلہ تو جنت کو لینا تھا اور ان کی زندگی جہنم بنانی تھی تو دیکھو دونوں بہن بھائی کی زندگی بنا دی جہنم پل پل تڑپ رہے ہیں..... "وہ تلخی سے مسکرائی۔ "تم جانتے ہو میں نے تمہیں PAWN کیوں بنایا کیونکہ تم ہی وہ انسان تھے جو میرے پلین کی تکمیل کر سکتے تھے تمہارا حادثہ ہوا وہاں زے پر قیامت گری اور اس کے کزن سے اس کی شادی ہو گئی جسے وہ ناپسند کرتی ہے نفرت کرتی ہے اور بامشکل زندگی کا نٹ رہی ہے یہی تو سب چاہتی تھی میں اپنی بہن کو تڑپتا دیکھ عدیب بھی تڑپے اور میرے ساتھ ہوئی زیادتی کا پل پل بدلہ چکھائے لیکن قسم سے ویٹسن وہ میسیج والا سین میرے پلین کا حصہ پہلے نہ تھے لیکن خود بخود بن گیا میں نے سوچا جس طرح اپنے بھائی کے ساتھ مجھے دھوکا دے کر وہ خوش رہ رہی ہے اپنی زندگی تمہارے ساتھ شروع کر رہی ہے تو کیوں نہ اس کو بھی دھوکا لفظ سے آشنا کروایا جائے اور بس میں نے ایک کانسٹیبل کو خرید کر گاڑی سے تمہارا

موبائل نکال کر وہ میسیج بھجوایا جس کو پڑھ کر اسے لگا کہ تم نے بے وفائی کی ہے اور ایسی اس نے چوٹ محسوس کی جیسے میں نے کی اپنی محبت اور اپنی جگری دوست سے چوٹ کھا کر.... "لہجہ نم ہوتا گیا پھر سیدھی ہو کر گلا کھنکھارا۔ "خیر جو ہوا سو ہوا تم بس میرے لیے ایک مہرا تھے میں جانتی ہوں تم میرے دوست تھے اس سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں تھا تمہارے ساتھ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مگر میں کیا کرتی میں نفرت سے پاگل ہو رہی تھی بے حد پاگل لیکن کوئی بات نہیں اب تم آزاد..... "اور جھٹکے سے ویٹسن نے لیپ ٹاپ کا بٹن دبا کر ویڈیو بند کر دی اور گود سے لیپ ٹاپ ہٹا کر ایک طرف رکھ سر پیچھے ٹکا کر آنکھیں موند لیں، اس کی آنکھوں میں نمی تھی جس کو اس نے میچ لیا تھا۔

یہ ویڈیو وہ کتنی بار دیکھ چکا تھا، گنتی بھول گیا تھا مگر وہ ہر بار بے چینی سے یہ ویڈیو چلا کر یہ یقین دہانی کرتا تھا کہ وہ شخص جنت ہی ہے جس نے اس کی زندگی برباد کی، جس نے اپنے بدلے، اپنی نفرت کا شکار اسے بھی بنایا جو اس کو اتنا اچھا دوست رہ چکا تھا، آج سے پہلے جنت کا یہ روپ اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا نہ وہ تصور کر سکتا تھا کہ اس کی دوست اس حد تک گر سکتی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

اس نے عدیب اور علیزے کی مجبوری کو بے وفائی سمجھ اتنا بڑا اور سنگین قدم اٹھایا تھا جس میں اسے احساس نہیں کہ کتنا غم ان تینوں کے حصہ میں آیا تھا۔

ویٹسن نے واپس جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔اب اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔اس نے برابر ٹیبل پر رکھا اپنا موبایل اٹھایا اور جنت کا نمبر ملایا جو بند جا رہا تھا پھر اس نے کال کانٹ کچھ دیر تک سکرین کو خالی خالی نظروں سے دیکھا اور پھر کچھ سوچتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھا اور والٹ، ہوٹل کے کمرے کی چابی اور موبایل جیب میں ڈال وہ ہوٹل کے کمرے سے باہر نکل آیا۔

جنت کی سچائی جاننے کے بعد اس نے وہ ہوٹل چھوڑ دیا تھا اور دوسرے ہوٹل میں کمرہ بک کر لیا تھا مگر ابھی وہ واپس اس قید والے ہوٹل جا رہا تھا کیونکہ اسے جنت کے آدمی سے ملنا تھا اور اسے درخواست کرنی تھی کہ وہ اپنی HN کو کہے کہ وہ اسے ایک بار بات کرے کیونکہ وہ جاننا چاہتا تھا، پوچھنا چاہتا تھا جنت سے کہ آخر اس نے ایسا کیوں کیا، کیوں اس کو اس کے جزباتوں کا خیال نہیں آیا، ایسا تو کوئی دشمن بھی نہیں کرتا جیسے دوست نے کیا اور وہ سچائی جنت کو بتانا چاہتا تھا تاکہ اس کو اپنے کیے پر پچھتاوہ ہو، وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ عدیب نے مجبوری میں آکر سِلا سے شادی کی تھی نا کہ باخوشی، وہ ٹیکسی لے کر سیدھا اسی ہوٹل میں آگیا تھا۔

ٹیکسی سے اتر کو اس کو ایک عجیب احساس نے اپنے آن گھیرا تھا پھر سے وہی ہوٹل کو دیکھ جہاں وہ قید رہا تھا بڑا عجیب لگ رہا تھا اور ساتھ دل کا بوجھ تھا کہ بڑھتا جا رہا تھا، وہ ابھی بھی یقین نہیں کر پا رہا تھا کہ اس کی دوست نے اسے ٹارچر کیا تھا، اغوا کیا تھا، استعمال کیا تھا؟

وہ ہوٹل کے ارد گرد دیکھ چکا تھا HN کا آدمی جو ہر وقت اسی ہوٹل کے ارد گرد منڈلاتے رہتے تھے وہ ابھی کہیں نہیں تھے۔

وہ سر جھٹک اندر گیا اور ریسپشنسٹ سے اپنے اسی کمرے کے بارے میں درفیات کیا جہاں اسے رکھا گیا تھا مگر جب لڑکی نے بتایا کہ وہ کمرہ ویسے ہی بند ہے تو وہ حیران رہ گیا، اب اس ہوٹل میں HN کے آدمیوں کا نام ونشان نہ تھا شاید اپنا کام پورا ہوتے ہی جنت نے سب کو وہاں سے واپس بلوا لیا تھا۔

شاید وہ جنت سے اب سڈنی میں ہی مل سکتا تھا۔

وہ مرے قدموں سے ہوٹل سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

انیلا بخت علیزے کو اپنے پاس بٹھائے پل پل اس کی بلائیں لے رہی تھیں۔ شاہ زیب اور وہ ایک گھنٹے پہلے ہی پہنچے تھے اور پہنچنے کے ساتھ ہی شاہ زیب نے پوری حویلی میں اپنے آنے والی اولاد کی خوش خبری پھیلا دی تھی جو پورے گاؤں میں اب تک آگ کی طرح پھیل چکی تھی کیونکہ بخت حویلی میں ایک شور مچ گیا تھا، جیسے خوشیاں ہی خوشیاں آ گئی ہو، ابھی انیلا بخت نے بکرے وغیرہ علیزے اور شاہ زیب خاص طور پر علیزے پر سے صدقے اتارے غریبوں میں بانٹتے تھے اور ابھی بھی مہرون نساء انیلا بخت سے چپکی بھیٹی علیزے کے سر سے ڈھیروں نوٹوں سے بلائیں لے رہی تھیں۔ علیزے حیران تھی آج سے پہلے اس نے صرف پریگننسی کی خبر پر یہ سب ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

ابھی مہرون نساء کا وار کرنا ختم نہ ہوا تھا کہ سلماں بخت مسکراتے ہوئے اپنے پیچھے ملازمہ کو ساتھ لائی اور علیزے کو کھڑا ہونے کو کہا، علیزے الجھ کر انیلا بخت کو دیکھنے لگی جو محبت پاش نظروں سے اسے سلماں بخت کا کہا ماننے کو کہہ رہی تھیں۔

"ہاں بیٹا کھڑی ہو جاؤ سیدھی۔" مہرون نساء بھی پیچھے ہوتی ہوئی بولیں، علیزے الجھ کر کھڑی ہوئی اسی اثناء میں شاہ زیب اندر داخل ہوا اور ایک نظر علیزے پر ڈال انیلا بخت کے آگے جھکا۔ انہوں نے اس کے ماتھے پر پیار کرتے ہوئے اسے ڈھیروں دعائیں دینے لگیں۔

علیزے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی سلماں بخت مرچوں سے اس کی نظر اتار رہی تھیں۔

"ی... یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟" ان کو پاؤں پر جھکتا ہوا دیکھ وہ یکدم پیچھے ہوئی جبکہ وہ واپس کھڑی ہوتی ہوئی دوبارہ کندھے سے لے کر پیروں تک سات بار وہی عمل دہرانے لگی۔

"بیٹا نظر اتر رہی ہے آرام سے کھڑی رہو۔" مہرون نساء نے اسے ہلتے ہوئے دیکھ نرمی سے کہا۔ وہ مدد طلب نظروں سے شاہ زیب کی جانب دیکھنے لگی جس نے اس نے دوبارہ دیکھنا ضروری نہیں سمجھا تھا، وہ انیلا بخت کے چمکتا چہرہ دیکھ ان کو سن رہا تھا جو آج بے حد خوش تھی۔

"اللہ تم دونوں کو ایسی خوشیاں دکھائے ایسی گود ہری بھری رہے۔" وہ جو کب سے پشتو میں بول رہی تھیں۔ اب اردو میں کہا۔ علیزے نے ایک چور نگاہ شاہ زیب پر ڈالی جو ہلکی سی مسکراہٹ لیے سن رہا تھا اب سنجیدہ ہو گیا تھا اور نیلی آنکھیں غیر مرئی نقطے پر جم گئی تھیں۔

"اللہ میرے دونوں بچوں کا ساتھ ایسی برقرار رکھے اور ایسے ہی خوشیاں وہ ہم پر نچھاور کریں۔" مہرون نساء نے اس کی نظر اترنے کے بعد اس کے ماتھے پر پیار کرتے ہوئے

کہا۔اب کی بار شاہ زیب اور علیزے دونوں کی نظریں ٹکرائیں اور شاہ زیب کے چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ آگئ، علیزے نے نظریں چرالیں تھیں۔

"بس بچی تھک گئ ہوگی اتنا لمبا سفر کر کے آئ ہے جاؤ بیٹا آرام کرو اور تم نے کھانا بھی اتنا سا کھایا تم جاؤ میں دودھ بھجواتی ہوں سلطانا تائ لے کر جائے علیزے کو اور شاہ میں سوچ رہی کہ تم علیزے کو اپنے کمرے میں نیچے شفٹ کرلو اور ماورہ کو علیزے کے کمرے میں کیونکہ اب بار بار سیڑھیاں اترنا چڑھنا ٹھیک نہیں ہے۔" وہ علیزے کو بھیجتی ہوئی شاہ زیب سے مخاطب ہوئیں جس نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔

"بہت خیال رکھنا اب آئ سمجھ۔" سلماں بخت نے بھی اس کو جاتے ہوئے پیار کیے کہا۔وہ بامشکل مسکرائ اور سلطانا تائ کے ساتھ باہر نکلنے لگی جب اس کی نظر دروازے پر کھڑی ماورہ پر پڑی جس کی لہولہان سرد آنکھیں، بھینچے ہوئے ہونٹ، بے تاثر چہرے نے علیزے کو یکدم ہولا دیا تھا، وہ اسے دیکھتی گئ تھی جو سرخ جوڑے میں ملبوس اچھا خاصا تیار ہوئ کھڑی ساکت علیزے کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اور اس وقت ماورہ کی آنکھوں میں کچھ تھا جس نے علیزے کو چونکا دیا تھا، وہ بے اختیار سر جھٹک جلدی جلدی سیڑھیوں کی جانب گئ، ماورہ کی جگر جگر کرتی ہوئی نگاہوں نے اس کا پیچھا تب تک کیا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئ۔

پھر ماورہ میکانکی انداز میں سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی، بالکل سن، بے تاثر، ایسی آنکھیں جس میں طوفان سا اٹھ رہا ہو پیچھے انیلا بخت کے کمرے سے شور شرابے کی آواز آرہی تھی، حویلی میں ہر طرف خوشیوں سے بھرے ہنگامے ہو رہے تھے اور اس کے اندر ویرانی ہی ویرانی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ہائے بر"........

"ہیلو دانی زے سے بات کروا۔" ایک ہاتھ سے فون کو کان سے لگائے اور دوسرے ہاتھ سے سٹیرنگ گھماتے ہوئے عدیب نے اجلت میں پوچھا، دوسری طرف دانیال اس کی بد اخلاقی دیکھتا رہ گیا، نہ سلام نہ دعا منہ اٹھائے حکم ہی سنا دیا تھا صاحب نے، وہ منہ بسور گویا ہوا۔

"تو اس کے فون پر کال ملاؤ۔" عدیب چڑ گیا۔

"ابے گدھے یہ بات مجھے بھی پتہ ہے اگر اس کو فون کھلا ہوتا تو میں تجھے کیوں کرتا؟"

"ایک منٹ یہ تم نے گدھا کس کو کہا؟" وہ چونکا۔

NEW ERA MAGAZINE
www.zubinovelszone.com

"الو کے پٹھے تجھے کال ملائی ہے سنگل کال پر دو ہی بندے آپس میں مخاطب ہیں اور میں تو گدھا ہوں نہیں جو خود کو ہی گدھا کہو گا ظاہر سی بات ہے تجھے کہا اور فضول لمبی مت کر زرے سے بات کروا اٹس ارجنٹ۔" عدیب نے غصہ قابو کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میں بتا رہوں تو مجھے آئندہ ایسے القبات سے نہیں نوازے گا تیرا ہونے والا بہنوئی ہوں کچھ تو شرم کر بہن اجڑا چمن کہتی اور بھائی..... " وہ تپ ہی تو گیا تھا، ویسے ہی رایمہ نے اسے اجڑا چمن کہہ کر اسے سخت بدمزہ کر دیا تھا اور اب بھائی صاحب بھی سہنیرے الفاظوں سے نواز رہے تھے، دانیال کی بھی تو کوئی عزتِ نفس تھی، عدیب نے اس ہی بات کاٹی۔

"ابے سالے بھاڑ میں گیا تو مجھے ابھی زرے سے بات کروا یار دانی سمجھ اٹس ارجنٹ۔" چبا چبا کر کہتے ہوئے عدیب کی بس ہو گئی تھی، یہاں پر اتنی ٹینشن تھی اور اسے اپنی پڑی تھی۔

"ابے نہیں ہے کہاں سے کرواؤں دیوار پر لگی تصویر سے کروا دوں؟" وہ چڑ کر سامنے دیوار پر لگی ان چاروں کی ہنسی کھیلتی ہوئی تصویر کو دیکھتا ہوا چلایا۔

"نہیں ہے مطلب کہاں گئی؟" ایک اور بے تکا سوال تھا جو عدیب کی جانب سے موصول ہوا تھا، دانیال نے اپنا سر پیٹنا چاہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"غایب کر دیا میں نے آبرا کا ڈھابرا سے۔"

"واٹ ؟"اس نے یکدم گاڑی روکی۔

"دیب کے بچے حویلی جائے گی نا کیسے واحیات سوال کر رہا ہے یار ؟" چڑاچڑاہٹ اس کے لہجہ سے واضح ہوئ۔

"اوہ۔"

"کیا ہوا تجھے کیا کام تھا اور کیا ٹینشن ہو گئ؟" وہ کچھ رک کر پوچھنے لگا۔

"یار اچانک زے کی طرف سے میسج آیا۔" عدیب نے کھوئے ہوئے لہجہ میں بتایا۔

"کیا میسج ؟" دانیال سنجیدہ ہوا، عدیب نے اسے میسج بتایا۔ وہ بھی پریشان ہو گیا۔

"تو کال کرنا اسے فوراً۔" وہ بے اختیار بولا، دوسری طرف سے دانیال کا نام جب سختی سے کھینچا گیا۔ وہ چونکا۔

"اوہ ہاں سوری ایک کام کر حویلی میں کسی سے فون کر کے پوچھ لے۔" اب کی بار دانیال نے سمجھداری سے مشورہ دیا۔

"نہیں اس نے منع کیا ہے.... یار دانی سن میں پاکستان آرہا ہوں۔" دانیال اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو پاگل ہے ایک میسیج پر تو واپس سڈنی سے پاکستان آرہا یا ایک گلی سے دوسری گلی جارہا ہے مت ماری گئی ہے؟"اس کو عدیب کی عقل پر افسوس ہوا۔

"وہ سب میں نہیں جانتا زے نے آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں کیا ضرور کوئی بہت بڑی بات ہے سن میں نے آن لاین ٹکٹ بک کروادیا اب میں ایر پورٹ کے لیے نکل رہا ہوں جلد ملاقات ہوتی ہے۔"وہ دوسری طرف دانیال کی بات سنے بغیر کال کانٹ گیا جبکہ پیچھے دانیال اسے پکارتا رہ گیا، گاڑی کی چابی گھماتے ہوئے اس کا رخ ایر پورٹ جانے والی سڑک پر تھا ساتھ اس نے اپنا موبایل بھی آف کر دیا تھا، جانتا تھا کہ انور بخت کو اب تک پتہ چل گیا ہو گا اور وہ اسے ان حالات میں شہر سے باہر جانے نہ دیں دوسرے ملک تو کبھی جانے نہیں دیں گے لیکن اس نے جانا تھا کیونکہ اس کے دل میں کہی نہ کہی ڈر تھا کہ کہی علیزے نے اسیلیے تو نہیں بلایا کیونکہ وہ واپس علیزے کی زندگی میں آگیا؟

"نہیں... نہیں وہ کیسے آسکتا وہ تو...."عدیب نے فوراً سر جھٹک دیا تھا مگر اسی خطرناک خدشے کے تحت اسے جلد از جلد پاکستان اپنی بہن کے پاس پہنچنا تھا کیونکہ وہ آج بھی اپنی بہن کے آگے ڈھال بن کر کھڑا ہو جائے گا جیسے اس وقت ہوا تھا مگر اس پر کوئی آنچ نہیں آنے دے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"عمارہ ماورہ کو دیکھا ہے کہیں تم نے؟" وہ ہاتھ میں شاپر لیے ماورہ کو ڈھونڈ رہا تھا جب سامنے سے آتی عمارہ کو دیکھ رک کر پوچھنے لگا، عمارہ نے سر پر دوپٹا ٹھیک کرتی ہوئی نفی میں سر ہلایا۔ وہ سر ہلا کر جانے لگا جب عمارہ نے لب کاٹتے اس کو پکارہ۔

"لالا؟" شاہ زیب رک کر واپس پلٹا۔

"ہوں؟"

"آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں نا؟" وہ سر جھکا کر کچھ جھجھک کر پوچھنے لگی۔

"میں کیوں خفا ہوں گا تم سے کچھ ہوا ہے؟" وہ نرمی سے چونکتے ہوئے بولا۔

"وہ.... وہ بھابھی نے آپ کو بتایا تھا نا وہ.... آپ نے پھر بابا جان سے سے بات کی تھی میرے رشتے...." وہ انگلیاں مروڑتی نظریں جھکائے اسے یاد دلانے لگی۔ اسے یکدم یاد آیا۔

"اچھا وہ نہیں میں تم سے خفا نہیں ہوں تمہاری پسند نے بے شک خاندان کی برسوں کی دشمنی ختم کر دی ہے جلد ہی رشتہ لے کر آئیں گے وہ لوگ۔" وہ دھیمے سے مسکرا کر بولا۔ عمارہ نے بے اختیار آنکھوں میں نمی لیے سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔

"لالا آپ بیسٹ برادر ہیں۔" وہ خوشی سے بولی۔ شاہ زیب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"ماورہ بھابھی کمرے میں ہی ہوں گی۔" اس نے ساتھ بتایا۔ وہ سر ہلائے اپنے کمرے کی طرف چل پڑا جبکہ پیچھے عمارہ کے کندھوں سے مانو بوجھ ہلکا ہوا تھا، وہ بے ساختہ گہری سانس بھر گئی۔

"ماورہ یہ دیکھو......" وہ جو شاپر سے کچھ نکالتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تھا جب سر اٹھا کر دیکھا تو بری طرح چونک کر رہ گیا، وہ کمرہ اس کا نہیں لگ رہا تھا، یہ تو کسی کی شادی کی پہلی رات جیسا معلوم ہو رہا تھا۔

شاہ زیب نے حیرت سے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔

بیڈ پورا گلاب کی پتیوں سے ڈھکا ہوا تھا، چھوٹی بڑی میزوں پر ڈھیروں موم بتیاں پڑ ھکتی خوب ناک ماحول بنائی ہوئی تھی۔

"ماورہ؟" اس نے اندر آتے ہوئے ساتھ اس کو حیرت سے آواز دی مگر ماورہ کمرے میں کہیں نہیں تھی، وہ شاپر بیڈ پر رکھتا ہوا واپس پلٹا اور کمرے سے باہر آیا، ماورہ کو ڈھونڈتا ہوا وہ برآمدے کی سیڑھیوں کی طرف آیا تو اسے علیزے اپنی سوچوں میں گم سادہ لباس میں سیڑھیوں سے اترتی ہوئی دکھائی دی، وہ واپس پلٹتا کہ علیزے کے پیچھے

ہی اس کی نظر ماورہ پر گئی اور ماورہ کی حالت اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ، اس کی نظروں کو دیکھ شاہ زیب کو کسی انہونی کا احساس ہوا، اس کے قدم خود بخود سیڑھوں کی جانب بڑھنے لگے، ماورہ بے تاثر علیزے کی پشت کو گھور رہی تھی جو آہستہ آہستہ کچھ سوچتے ہوئے سیڑھیاں اتر رہی تھی اور پھر ایک پل نہیں لگا ماورہ کہ وہ آگے بڑھی اور ایک زوردار دھکا اس نے علیزے کو مارا، شاہ زیب نے یہ منظر دیکھ لیا تھا وہ بے اختیار بھاگ کر اوپر آیا، علیزے جس کا پاؤں دھکے کے باعث دو تین سیڑھوں سے سلپ ہوا تھا اور وہ آگے منہ کے بل گرتی کہ شاہ زیب نے بجلی کی رفتار سے اوپر آکر اسے تھام لیا، علیزے کی ایک بلند چیخ حلق نے نکلی تھی۔

"علیزے تم ٹھیک ہو؟" شاہ زیب نے اسے سنبھالتے ہوئے پوچھا جس نے آنکھیں میچ لی تھیں۔

"بھابھی.... لالا کیا ہوا؟" عمارہ تیزی سے بھاگتی ہوئی آئی، افشاں بھی بھاگ کر آئی۔

"عمارہ علیزے کو کمرے میں لے کر جاؤ اور پاؤں دیکھو۔" وہ ماورہ کو لہولہان نگاہوں سے گھورتا ہوا سخت لہجہ میں بولا۔ عمارہ چونک گئی جبکہ علیزے اب آنکھیں کھول پاؤں کی موچ سے کراہنے لگی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"ماورہ....." افشاں نے منہ پر ہاتھ رکھ ماورہ کو دیکھا پھر علیزے کو اسے پل بھر سب سمجھ آ گیا تھا۔

شاہ زیب جارحانہ انداز میں اوپر آیا اور ماورہ کو بازو سے پکڑتا تقریباً گھسیٹتے ہوئے نیچے لے کر آیا اور کمرے میں لے کر گیا اور وہ میکانکی انداز میں اس کے ساتھ گھسیٹتی چلی گئی۔

"یہ کیا حرکت تھی۔" وہ ماورہ کو کمرے میں چھوڑتا ہوا دروازہ تیزی سے بند کیے دھاڑا تھا، ماورہ جو بیڈ پر گری تھی اٹھتے ہوئے اسے بھی اونچی آواز میں چلائی۔

"کیوں کیوں کیوں؟" شاہ زیب چونکا، وہ بری حالت لیے بری طرح رونا شروع ہو گئی تھی۔

"کیوں کیا آپ نے ایسا کیوں؟" وہ چلا رہی تھی، شاہ زیب کے ماتھے پر بلوں کا جال نمودار ہوا۔

"کیا مطلب ہے؟" وہ آنکھوں میں خون لیے آگے بڑھا، اسے یہ سوچ کھولائے جا رہی تھی کہ اگر وہ وقت پر نہ آتا اور علیزے گر جاتی تو علیزے اور اس کے بچہ کا کیا ہوتا۔

"ماورہ تمہارا دماغ تو نہیں پھر گیا ہے تم نے علیزے کی جان لینے کی کوشش کی ہے۔" وہ اسے بازو سے دبوچتے ہوئے چلایا۔

"لوں گی میں اس کی جان لوں گی اس کو اور اس کے بچہ سب کو مار دوں گی سب کو قتل کر دوں گی خود کو بھی۔" وہ پاگل ہو رہی تھی، وہ ہوش و حواس کھو چکی تھی، کچھ ڈھونڈتے ہوئے ارد گرد دیکھتی وہ چیخ رہی تھی پھر سامنے ہی سنگھار میز پر شیشے کا واس رکھا نظر آیا۔ وہ بنا کوئی لمحہ ضایع کیے وہ سنگھار میز تک آئی اور اس کو لکڑی کے سنگھار میز پر ایک جھٹکے سے مار کر توڑتے ہوئے ہتھیار بنائے اپنے گلے پر رکھ گئی، شاہ زیب کی آنکھیں پھیل گئی تھیں وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"ماورہ ہوش میں آؤ۔" وہ بری طرح مشتعل ہو کر آگے بڑھ کر اس کے گلے سے نوکیلا شیشہ کا حصہ ہٹانا چاہا مگر وہ پیچھے ہوتی ہوئی مزید چلائی۔

"اس علیزے اور اس کے بچہ کو مار دیں شاہ جی ورنہ میں خود کو ختم کر لوں گی۔" وہ بے حال گردن پر نوکیلا شیشہ کا حصہ دباتے بامشکل روندھی ہوئی آواز سے بولی، اس وقت وہ دماغی توازن بالکل کھو چکی تھی۔

"ماورہ۔" شاہ زیب کی برداشت جواب دے گئی تھی، وہ اس پر جھپٹتے ہوئے آگے بڑھا اور اس کے گلے سے شیشہ کا نوکیلا حصہ چھین کر ایک طرف پھینک مچلتی ہوئی ماورہ کو سن کر گیا تھا کیونکہ ایک زوردار تمانچہ اس کے گال پر پڑ چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

سڈنی کا یہ نایٹ کلب آدھی رات کو اپنے عروج پر تھا، جگمگاتی روشنیوں میں ایک سے بڑھ کر ایک نوجوانوں نے ہنگامہ مچا رکھا تھا، ڈانس فلور پر باہری دنیا سے بے نیاز انگریزی گانے کی دھن پر مگن ناچتے لڑکے لڑکیوں کو دیکھتے ہوئے بار کے قریب بار چیر پر ہلکے ہلکے گھومتے وہ ایک ہاتھ میں شراب کے وقفے وقفے سے گھونٹ لیتا ہوا دوسرے ہاتھ سے اپنی داڑھی کھجاتا ہوا وہ پینٹ کوٹ میں بھیٹا وہ مغرور شہزادہ معلوم ہو رہا تھا جس کی نظروں سے بے زاری جھلک رہی تھی۔

تھوڑی دور ہی پول پر چڑھی دو لڑکیاں معمول کی طرح برہنہ کپڑوں میں اپنے جلوے دکھا رہی تھی اور نیچے کھڑے ارد گرد نوجوانوں کا شور بڑھتا جا رہا تھا، اب اس کا سر درد کرنے لگا تھا، وہ یہاں کچھ وقت ریلکس ہونے آیا تھا مگر اسے احساس جلد ہی ہو گیا تھا کہ یہ جگہ قطعی سکون کی نہیں ہے۔

اسے پہلے وہ اپنی ڈرنک کاؤنٹر پر رکھ کھڑا ہوتا اس کی نظر کچھ دور ہی صوفے پر بھیٹی لڑکی پر گئ اور پھر نگاہ جیسے ہٹنے سے انکاری ہو گئ، ایسا نہیں تھا کہ وہ کوئ بہت حسین تھی، ویسے حسین تو وہ تھی مگر اتنی نہیں جتنا حسن اسی پب میں بھیٹے اسے آس پاس دکھ رہا تھا مگر پھر بھی کچھ تو کشش تھی اس لڑکی میں جس نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا، وہ

بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ویٹر سے شور کے باعث کان کے قریب ہو کر کچھ کہا جس پر ویٹر نے بے حد تیزی سے اس کی طرف بوتل اور چھوٹے گلاس بڑھائے جس کو تھامتا ہوا اس طرف بڑھنے لگا جہاں وہ حسینا براجمان تھی۔

"آئی نو اینڈ آئی واز لائیک واٹ۔" وہ ہاتھ میں موبائل پکڑے کیمرہ کھولے اپنے پاس بھیٹی دو انگریز لڑکیوں کو کچھ کہتی ہوئی ہنس رہی تھی جبکہ وہ اس کی کسی کا بات کا ساتھ دیتی ہوئی حیرت کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔

قریب پہنچنے پر اس کو انداز ہوا کہ آخر اس لڑکی میں ایسی کیا بات تھی جس کی وجہ سے وہ شخص جو لڑکیوں تک نہیں جاتا تھا بلکہ لڑکیاں اس تک آتی تھی وہ اس لڑکی کی طرف قدم بڑھا گیا۔

اس کی آنکھیں.... ہاں اس کی بڑی بڑی آنکھیں بے حد متاثر کن تھیں اور ہنستے وقت تو جیسے جگنو جمع ہو چکے تھے، وہ سیاہ تنگ گھٹنوں سے تھوڑا نیچے آتی خوبصورت ڈریس میں سرخ لپسٹک لگائے، ہلکا سا میک اپ کیے آس پاس کے شور شرابے سے بے پروہ اپنے میں تھی جب ہی اپنے قریب آتے ہوئے بے حد ہینڈسم لڑکے پر نظر تک نہ ڈال سکی جبکہ اس کے ساتھ بھیٹی دو لڑکیوں نے فوراً ہی آنے والے شخص کو اپنی نظروں کے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

حصار میں لے لیا اور پھر لیتی چلی گئیں جبکہ وہ اب ہنستے ہوئے اپنی سیلفی بنانے میں مصروف تھی۔

"ہیلو گرل ولڈ یو لائیک سم ڈرنک.... ود می؟" کیا لب و لہجہ تھا، کیا انداز تھا، وہ دو لڑکیاں تو جیسے اس کی آفر پر ایک دوسرے کو دیکھ خوشگوار حیرانیت کا شکار ہو گئی تھیں جبکہ اس بے پروہ لڑکی نے صرف اپنی نظریں اٹھا کر گرے پینٹ کوٹ میں اس وجیہہ مرد کو دیکھا اور پھر ناگواری سے پلکیں واپس سکرین پر جھکا لیں۔

"سوری آئی ڈونٹ ڈرنک اور آئی ڈونٹ ہیو انٹرسٹ ٹو ڈرنک اینی تھنک ود یو۔" پاس چھوٹی میز سے مشروب کا گلاس اٹھاتی ہوئی وہ اعلیٰ واین کو انکار کر گئی تھی جبکہ اس انکار پر وہ حیرت اور پھر غصہ سے پیچ و تاب کھا کر رہ گیا، یہ اس کی انسلٹ تھی!

آج تک جس کو کسی نے انکار نہ کیا آج ایک لڑکی نے اس کی پیش قدمی کو دھتکار دیا تھا وہ بھی تب جب اس نے پہل کی تھی، یہ سراسر انا پر چوٹ تھی۔

"سیلی آیلن واٹ آباؤٹ اٹ؟" وہ لاپرواہی سے اس کی موجودگی کو نظر انداز کیے اپنے برابر بھیٹی لڑکیوں کو موبایل دکھاتی مصروف ہو گئی تھی جبکہ ان دو لڑکیوں نے بھی بنا حیرانی کا مظاہرہ کیے ایک نظر اس شخص پر ڈال اس لڑکی کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ شاید وہ اپنی دوست کو اچھی طرح جانتی تھیں اور شاید ایسا اکثر ہی ہوتا تھا۔

"انٹرسٹنگ۔"اس کے لب مسکرائے، یہ لڑکی منفرد تھی۔

وہ نامحسوس انداز سے پیچھے ہٹ گیا مگر واین اور دو چھوٹے گلاس اسی میز پر رکھنا نہ بھولا جس پر اس لڑکی نے ایک چبتی ہوئی نگاہ اٹھا کر میز کو دیکھا تھا لیکن پھر واپس مصروف ہو گئی۔

"لسن کم۔" پاس سے گزرتے ہوئے ویٹر کو دبوچت بولا۔ وہ گھبرا کر اس شخص کو دیکھنے لگا جس کی نظریں اس مغرور حسینہ پر تھی۔

"ہواز شی؟" نظروں سے اشارہ کیا تھا، ویٹر نے اس کی نگاہوں کے تاقعب میں اس سیاہ ڈریس والی لڑکی کو دیکھا پھر اس شخص کو جو بڑی دلچسپی سے اس کا جایزہ لے رہا تھا۔

"شی او فن کم ہیر ہر نیم از......" وہ دھیرے سے بتا کر آگے بڑھ گیا۔ وہ شخص بھرپور مسکرا دیا۔ وہ لڑکی مسلمان تھی۔

"علیزے نایس۔"اس کے لبوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"بھابھی اب کیسا محسوس ہو رہا ہے درد تو نہیں ہو رہا ہے زیادہ؟" عمارہ نے فکر مندی سے افشاں کو علیزے کے پاؤں کا تیل سے مساج کرتے ہوئے دیکھ ایک بار پھر پوچھا۔ علیزے پہلو بدل کر رہ گئی۔

"نہیں عمارہ نہیں ہو رہا مجھے درد تم پلیز یہ سب بند کرو میں ٹھیک ہوں۔" وہ تذبذب ہوتی ہوئی اپنے پاؤں کو تیل میں لت پر دیکھ کوفت سے بولی۔

"نہیں بھابھی جب تک آپ کا پاؤں بہتر نہیں ہو جاتا میں بند نہیں کر سکتی آپ کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے مجھے خاص تاکید کی ہے امی جان نے اس وقت تو آپ کو ہر آرام کی ضرور....." وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ شاہ زیب دروازہ کھول کر اندر آیا۔ ان دونوں کے ساتھ افشاں بھی چونکی اور جلدی سے گردن گھما کر دیکھا۔ نیلی آنکھوں کی سختی دیکھ وہ اندر ہی اندر ڈر گئی، پتہ نہیں ماورہ کے ساتھ کیا ہوا ہو گا؟

"عمارہ ایک کپ چائے بجھواؤ۔" وہ سنجیدگی سے علیزے کے پاؤں کو دیکھ اندر داخل ہوتے ہوئے عمارہ کو حکم کر گیا، دراصل یہ ایک اشارہ تھا ان دونوں کو باہر بھیجنے کا، عمارہ نے سمجھ کر سر ہلایا اور افشاں کو اپنے ساتھ باہر لے گئی۔

"کیسا ہے پاؤں ؟"علیزے جو جان چھوٹنے پر شکر ادا کرتی ہوئی تولیے سے پاؤں کو صاف کررہی تھی فکر مند آواز پر چونک گئی اور چہرہ اٹھا کر دیکھا۔ وہ اسی کو دیکھ رہا تھا، علیزے نے واپس سر جھکالیا اور بے حد دھیرے سے بولی۔

"اچھا۔" اندر ایک عجیب سی خوشی ہوئی تھی، وہ اس کی فکر کررہا تھا، اسے اب بھی اس کی فکر تھی۔

"تمہارا دھیان کہاں ہوتا ہے ہاں کن سوچوں میں تھی جس کے باعث نہ آگے کی خبر نہ پیچھے کی ضرور اپنے یار کو یاد کررہی ہوگی۔" اور دوسرے ہی پل وہ کنگ رہ گئی، شاہ زیب اونچی آواز میں تقریباً دھاڑا تھا، اس نے بے ساختہ سر اٹھا کر اسے دیکھا جو اسے خشمگین نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"تمیز سے بات کرو شاہ زیب غلطی میری نہیں تھی پاؤں سلپ ہوگیا تو اس میں میرا کہاں قصور ہے۔" آنکھوں میں آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتی ہوئی وہ بامشکل غرائی، "یار" لفظ پر جیسے اسے تلوؤں سے لگی اور سر پر بجھی، کس قدر بے حس ہوگیا تھا یہ شخص وہ پہلے سے تکلیف میں تھی اس کا خیال کرنے کے بجائے الٹا اس کو ہی سنا رہا تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے "پاؤں سلپ" ہونے والی بات پر شاہ زیب کو پل بھر میں اندازہ ہوا کہ علیزے کو خبر نہیں کہ اسے دھکا مارا گیا تھا، وہ واقعی گہرے "خیالاتوں" میں تھی، اس نے لب بھینچے۔

"جلدی اپنا ضروری سامان جو ہے اسے پیک کر لو خیر تم نے اب تک سامان کھولا نہیں ہو گا اچھی بات ہے تم ابھی کہ ابھی سیف کے ساتھ شہر واپس جا رہی ہو مہراب چچا کے ہاں۔" وہ اگلے پل ہی سادے سے لہجہ میں کہتا ہوا الماری کی طرف بڑھ گیا اور اسے کھول کچھ ڈھونڈنے لگا، علیزے نے چونک کر چہرہ موڑا اور یکدم کھڑی ہوئی جس پر وہ کراہی، شاہ زیب نے اپنا سر الماری سے نکال اسے دیکھا جو پل بھر آنکھیں میچ گئی تھیں۔

"جلدی سے مراد اتنی بھی جلدی نہیں کہ جلے پیر کی بلی بن جاؤ۔" خفگی سے ٹوکا گیا تھا، علیزے نے اسے گھورا۔

"میں واپس کیوں جا رہی ہوں تم اچانک کیوں بھیج رہے ہو کیا ہوا ہے؟" وہ اب دھیان سے آہستگی سے چلتی ہوئی الماری تک اس کے پاس آ کر پوچھنے لگی جس نے واپس اپنا سر الماری میں گھسا لیا تھا۔

"جو کہا ہے وہ کر..... "وہ جو اپنے کپڑے نکالتا ہوا اسے ڈپٹ کر کہہ رہا تھا اچانک قمیض نکالتے ہوئے علیزے کے کپڑے بھی گر گئے، علیزے جو اسے غصہ سے گھور کر جھکنے لگی تھی۔ شاہ زیب کے ہاتھ اٹھا کر روکنے پر رک گئی اور اپنا گھورنے کا سلسلہ پھر سے جاری کر لیا، شاہ زیب جھک کر اس کے کپڑے اٹھانے لگا تبھی اس کی ایک کرتی کے اندر کچھ کاغذ جیسا محسوس ہوا، وہ کرتی اٹھاتا ہوا واپس سیدھا ہوا اور کرتی کو جھاڑا تو موٹے پنے کے کچھ کاغذ پھسل کر فرش پر گر گئے، شاہ زیب کے ساتھ ساتھ علیزے بھی چونکی اور پل بھر اس کے دماغ میں جھماکہ ہوا۔

"نہیں رکو۔ "وہ جو واپس نیچے فرش پر سے کاغذ اٹھانے جا رہا تھا علیزے یکدم تیزی سے بولتی ہوئی بھیٹی اور جلدی جلدی لرزتے ہاتھوں سے کاغذ سمیٹی کھڑی ہو گئی، شاہ زیب نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"کیا ہے یہ؟"

"کک... کچھ نہیں۔ "علیزے کا دل زور سے دھڑکا، شاہ زیب کو کچھ دال میں کالا لگا۔

"دکھاؤ؟ "وہ آگے بڑھا، علیزے پیچھے الماری سے لگتی ہوئی نفی میں سر ہلا گئی۔

"کچھ بھی.... کچھ بھی نہیں ہے کچھ خاص نہیں ہے۔ "اس نے سوکھے ہونٹ پر زبان پھیرے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے مزید وضاحت مانگی؟" وہ سختی سے کہتا ہوا مزید قریب آیا، علیزے اب الماری سے چپک چکی تھی اور کاغضات اپنے پیچھے کر لیے تھے۔

"علیزے دکھاؤ مجھے۔" سختی سے کہا، وہ ٹس سے مس نہ ہوئی، شاہ زیب مزید آگے بڑھا، اب ان دونوں کے درمیان مشکل سے کچھ انچ کا فاصلہ تھا۔

آج اتنے دنوں بعد پہلی بار وہ اتنے قریب تھے مگر احساسات کچھ عجیب تھے۔

"علیزے؟" تنبیہہ تھی نظر انداز کر دی گئ۔

"تمہیں نرمی کی زبان سمجھ نہیں آتی۔" اس کا پارا ہائی ہو چکا تھا ایک جھٹکے سے بازو سے پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا۔ وہ آنکھیں پھاڑے اس کے سینے سے جا لگی جبکہ اس نے دوسرے ہاتھ سے اس کے پیچھے دونوں ہاتھوں میں پکڑے کاغظات کو چھین لیا تھا اور ایک جھٹکے سے ہی اس کو چھوڑ دیا، وہ جو شاہ زیب سے اٹھنے والی عطر کی مہک اور اتنی قربت پر اپنی آنکھیں بند کر گئ تھی یکدم ہوش میں آئی۔

"می.... میں نے کہا نا کچھ نہیں ہے میرے یونی کے...." وہ خوفزدہ سی بولی جو کاغظ پر لکھی تحریر پر اپنی نیلی آنکھیں گھما رہا تھا اور پل بھر میں ہی اس کی آنکھوں میں بے یقینی در آئی، اس نے بری طرح چونکتے ہوئے سر اٹھا کر علیزے کو دیکھا جو اس کی حیران

نظروں کو دیکھ ملزموں کی طرح سر جھکا گئی تھی جبکہ شاہ زیب بے یقین سا ایک بار پھر پڑھ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ماورہ....ماورہ؟"افشاں تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے میں آئی تھی اور سامنے زمین پر بے ترتیب بھیٹی ہوئی ماورہ نے اسے ہولا دیا تھا، وہ بھاگتے ہوئے اس کے نزدیق آئی اور اس کا کندھا جھنجھوڑنے لگی اور ایک نظر پورے بے حال کمرے پر ڈال اس پر ڈالی جو کمرے سے بھی زیادہ بری حالت میں دونوں گھٹنوں کو خود سے لگائی اپنا چہرہ چھپائی سسک رہی تھی۔

"ماورہ کیا ہوا ہے کچھ بول میرا دل دہل رہا ہے اور یہ سب کیا ہے؟"وہ دل پر ہاتھ رکھ ماورہ کو دیکھ بولتے ہوئے بیڈ پر بکھری مرجھائی گلاب کی پتیوں کو دیکھ آنکھوں میں الجھن لیے پوچھنے لگی پھر یکدم ذہن میں جھماکہ ہوا۔

"ماورہ تو نے علیزے کو دھکا دیا تھا؟"وہ سب بھول حیرت کے صدمے سے پوچھنے لگی۔اس سوال پر ماورہ نے اپنا آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھایا اور افشاں کو دیکھا اور اس کے گال پر انگلیوں کے نشان دیکھ افشاں کو پل بھر میں سارا ماجرہ سمجھ میں آگیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE

''آہ زما خدایہ۔'' وہ چلاتی ہوئی اسے خود سے لگا گئی جو بے سدھ ہو گئی تھی۔

''چھوٹے با... با چھوٹے بابا نے تجھ پر ہا... ہاتھ اٹھایا ماورہ تو نے علیزے کو جان سے مارنے کی کوشش ہی کیوں کی منع کرتی تھی میں کہ مت دے اپنے جنون کو ہوا دیکھ آج اس کا انجام تو جانتی ہے نا چھوٹے بابا محبت کرتے ہیں علیزے....'' وہ جو غصہ سے اسے خود سے جدا کرتے ہوئے چلا رہی تھی ماورہ کے لرزتے لب پر چونک گئی۔

''بچ.... بچہ جو... جو می.... میں خوش.... خوشی نہی... نہیں دے پا.... پائی وہ.... ا... اس نے دے دی.... ا... اس۔نے چھین لیا۔'' افشاں کو لگا وہ نیم بے ہوش ہے، اس کی ابتر حالت کو نظروں میں لاتے ہوئے اس نے اسے سہارا دے کر کھڑا کیا اور بیڈ پر بٹھایا پھر جلدی سے پانی لائی اور اس کے لبوں پر لے جانے لگی جو مستقل بڑبڑا رہی تھی۔

''ماورہ تو نے کیا حالت کر لی ہے اپنی اتنی بھی کیا جنونیت۔'' افشاں کو اپنی پیاری دوست پر جی بھر کر افسوس ہوا تھا۔

''کوئی دیکھ نہ لے ماورہ کیا عزت رہ جائے گی پی لے جلدی۔'' اس کو مستقل بڑبڑتے ہوئے پانی پینے سے نفی کرتے ہوئے دیکھ افشاں تنگ کر بولی اور گھبراتے ہوئے ایک نظر باہر ڈالی۔

"افشا.... افشاں می... میرا کیا ہوگا می... میں سب جگہ آگ لگا دوں گی۔" وہ پھر بے قابو ہو رہی تھی ناچار افشاں کو وہ کرنا ہی پڑا جو نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔ وہ اس کو ٹھیک سے بٹھا کر باہر گئی اور کچھ دیر بعد واپس آئی۔ اس کے ہاتھ میں گولی تھی، اس نے جیسے تیسے ماورہ کی زبان پر گولی رکھ اس کے ہلک میں پانی انڈیلا اور چت لٹا دیا۔

"معاف کرنا ماورہ لیکن تجھے ذہنی سکون دینے کے لیے میرے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا۔" وہ ایک نظر ماورہ کو دیکھ گہری سانس بھرتی ہوئی بولی جو ابھی بھی دھیرے دھیرے بڑبڑائے غنودگی کے عالم میں جا رہی تھی، وہ نیند کی گولیاں تھیں جس کی اس وقت ماورہ کو سخت ضرورت تھی کیونکہ وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پا رہی تھی، اتنے بڑے صدمے کے بعد اس کو آرام کی سخت ضرورت تھی۔

"کیا کروں میں آخر کب تک ماورہ ایسے جنونی رہے گی چھوٹے بابا آپ نے علیزے سے شادی کر کے بہت غلط کیا بہت۔" وہ ماورہ پر دکھ بھری نگاہ ڈال کہتی ہوئی باہر نکل گئی، اب اس کا رخ انیلا بخت کے کمرے کی طرف تھا پیچھے ماورہ اب گہری نیندوں کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"علیزے امید سے ہے؟" سِلا نے قدرے چونک کر رایمہ کا جملہ دہرایا۔ دوسری طرف رایمہ نے خوشی سے سر ہلایا اور ہنس دی۔

"جی بھابھی میں خالہ اور آپ خالہ پلس پھپھو پلس ممانی بننے والی ہیں تین تین رشتے۔" رایمہ کی چہکتی ہوئی آواز سپیکر میں گونج رہی تھی۔

"تم... تمہیں کیسے پتہ رایمہ کہ یہ خبر درست ہے؟" سِلا ابھی بھی بے یقین تھی تو کیا یہ خبر تھی جس کے لیے عدیب کو ایک ملک سے دوسرے ملک بلایا تھا؟

"حویلی سے فون آیا ہے ڈیڈ کے پاس دادی تو اتنی خوش کے بس وہ اتنی بیمار ہونے کے باوجود مسرت سے جھوم رہی ہیں ایک منٹ آپ کی حویلی میں کسی سے بات نہیں ہوئی شاہ زیب بھائی سے بھی نہیں؟" وہ جو خوشی سے بتا رہی تھی یکدم چونک کر پوچھنے لگی۔

"وہ....وہ میں...." سِلا سے فوری طور پر کوئی جواب نہیں بنا، آخر وہ کیا کہتی کہ پہلے عدیب کے رویہ کی وجہ سے وہ زیادہ اپنوں سے بات نہیں کرتی تھی کیونکہ وہ اس کے لہجہ سے پریشانی پہچان لیتے تھے اور اب علیحدگی کے فیصلے کے بعد تو وہ بالکل ہی کٹ کر رہ گئی تھی اور حویلی والوں کے سخت ردِ عمل، بیمار انیلا بخت اور شاہ زیب کا کیسے سامنا کرے گی یہی سوچتی رہتی تھی۔

"خیر آپ کو پتہ ہے میں اور یوج کتنی دیر سے علیزے کا نمبر ملا رہے ہیں مگر اس کا فون سوئچ آف جا رہا ہے کیا پلیز آپ بھائی سے بات کروائیں گی بھائی کا بھی فون بند جا رہا ہے ذرا میں بات کروں بھائی کو خبر ہے یا نہیں پھر حویلی میں ہی کسی کو کانفرنیش کال کر کے ساتھ بات کریں گے۔" وہ فوراً ہی سر جھٹک جلدی جلدی بولنے لگی، رایمہ ایسی طبیعت کی مالک نہیں تھی لیکن خوشی اتنی بڑی تھی کہ آج وہ ہواؤں میں تھی، سِلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی مگر اگلے ہی لمحے اس کی آخری بات پر مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"وہ... وہ تو نہیں ہیں۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

"نہیں ہیں مطلب؟"

"مطلب وہ.... وہ میں... میرا مطلب کہی باہر گئے ہیں۔" وہ حلق تر کیے گھبراتے ہوئے بولی۔ دوسری طرف سے رایمہ کا "اوہ" سنائی دیا۔

"اچھا جیسے ہی آئیں آپ فون کرے گا مجھے تب تک میں عمارہ کو فون کر کے علیزے سے بات کرتی ہوں۔" وہ خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ گئی۔ موبائل گود میں ڈالتے ہوئے سِلا نے سکھ کا سانس لیا، یعنی ابھی تک انور بخت کو عدیب کے واپس جانے کا نہیں پتہ چلا تھا لیکن ابھی پتہ نہیں تو بعد میں کسی بھی وقت پتہ تو لگنا ہی تھا اور سِلا کو جواب دہ ہونا پڑتا۔

"یہ آپ مجھے کس مشکل میں پھنسا گ ۓ چاچا جان کیا سوچیں گے کہ میں نے جھوٹ کہا۔" وہ پریشانی سے بولی بیک وقت فون بج اٹھا، سِلا نے عدیب کا سوچ جلدی سے بنا دیکھے کان پر لگالیا اور معصومیت سے بولنے لگی۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا جانا تھا تو خود ہی پہلے سب کو فیس کرنا تھا اب میں کیسے سامنا کروں گی اور جھوٹ وہ تو میں نے کبھی نہیں بولا لیکن بولنا پڑ رہا ہے آپ ہمیشہ ایسی کرتے ہیں ہمیشہ آپ کی وجہ سے مجھے جھوٹ بولنا پڑتا ہے آپ بہت برے ہیں آپ کو ذرا خیال نہیں میرا ذہن میں میرا خیال بھی آتا ہے آپ"....

"ایک دفع نہیں دو دفع نہیں تین دفع نہیں آپ تو ہر وقت میرے ذہن میں رہتی ہیں۔" دوسری طرف سے بھاری مردانہ آواز پر وہ ٹھٹھک گئی، تیزی سے کان سے فون ہٹا کر دیکھا۔ کوئی انون نمبر تھا۔

"کک.... کون؟" اسے بے حد ڈر لگا اور اپنی بے وقوفی پر غصہ بھی آیا، کیا ضرورت تھی بنا دیکھے کال اٹھانے کی اور اگر اٹھا بھی لی تھی تو چپڑ چپڑ بولنا ضروری تھا بنا دوسری طرف کو سنے؟ وہ خود کو کوس رہی تھی۔

"میں... میں آپ پہچانیے ہم بھی دیکھے کیا ہم آپ کے ذہن میں محض ایک دفع میں آئے تھے اگر کبھی آئے تھے تو پہچان لیں گی۔" اسے لگا دوسری طرف وہ شخص مسکرا کر کہہ رہا ہے، اس نے سر جھٹکا۔

"رانگ نمبر۔" وہ جیسی کال کاٹنے لگی اگلی طرف سے وہ جلدی سے بولا۔

"سِلا؟" وہ چونکی۔

"آپ کو میر... میرا نام کیسے معلوم ہے؟" اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

"میں زید بات کر رہا ہوں۔" دوسری طرف وہ اس کے اس احمکانہ سوال پر مسکرایا تھا لیکن پھر فوراً ہی شرافت سے نام بول دیا کہ کہی کال ہی نہ کانٹ دے۔

"زید....." سِلا کے فقت لب ہلے، معاً اس کی شکل آنکھوں کے سامنے ابھری۔

"آپ... آپ کو میرا نمبر کیسے ملا اور آپ ابھی کیا یہ فضول کہہ رہے تھے خیال ذہن..." وہ جو حیرت سے پوچھ رہی تھی اس کے کچھ لمحے پہلے کہی گئی بات کو یاد کرتی ہوئی غصہ سے پوچھنے لگی، زید مسکرایا تھا۔

"نمبر آپ کا مجھے عدیب نے دیا تھا وہ صرف اسیلیے کیونکہ اگر آپ کو اس کے پیچھے کوئی پریشانی ہو تو مجھے کال کر لیں میں عدیب تک آپ کا پیغام پہنچا دوں گا کیونکہ وہ اپنا فون

کھولنے کا ارادہ نہیں رکھتا اسلیے میں نے آپ کو کال کی کہ میرا نمبر سیف کر لیں۔"وہ اس کا دوسرا سوال گول کر گیا تھا۔

"یعنی انہیں میری پرواہ ہے۔"وہ دھیرے سے بڑبڑائی پھر سر جھٹک کچھ سختی سے بولی۔

"انہوں نے یہ ذمے داری آپ کو ہی کیوں سونپی؟ "

"کیونکہ شاید سب یہ ناچیز ہی اس کو قابل اعتماد لگتا ہے۔"وہ ٹھہر کر بولا۔

"ہنہہ اپنی تعریف خود۔"سِلا نے آنکھیں گھمائیں۔

"خیر آپ نے جواب نہیں دیا۔"

"کس سوال کا؟"بے حد معصومیت سے پوچھا۔

"میرے دوسرے سوال کا۔"سِلا کو غصہ آیا مگر دبا گئی۔

"کونسا دوسرا سوال؟"کیا بے یقینی کا مظاہرہ تھا؟ وہ عش کھا کر رہ گئی، پھر دانت پیستی ہوئی بولی۔

"آپ اتنے شریف ہیں نہیں جتنے لگتے ہیں آیندہ احتیاط کرے گا میں آپ کے دوست کی ابھی بھی بیوی ہوں آیندہ اس قسم کی بے ہودہ گفتگو مت کیجیے گا۔"لہجہ تلخ ہوا تھا، زید یکدم چپ ہو گیا۔

"آپ کے قریب سچ بے ہودگی کے زمرے میں آتا ہے؟" کچھ لمحے بعد سپیکر سے زید کی سنجیدہ آواز گونجی۔

"کیا مطلب کیسی سچائی؟" سِلا کا دل بری طرح دھڑکا۔

"یہ وقت مناسب نہیں ضاحت دینے کا بجا فرمایا آپ نے آپ میرے دوست کے نکاح میں ہیں اس وقت اور بے حد قابل احترام ہیں آیندہ دل کو قابو رکھنے کی سرے سے ہی کوشش نہیں کروں گا کیونکہ یہ قابو میں رہتا ہی نہیں اسیلیے جب تک آپ عدیب کے نکاح میں ہیں میں یہ کوشش کروں گا کہ آپ سے کم سے کم رابطہ ہوں اور کم سے کم سامنا باقی آپ کی اور عدیب کی علیحد گی کے بعد میں آپ سے اجازت لے کر آپ کے بڑوں کے پاس آؤں گا آپ کو اپنی عزت بنانے اور یقین کیجیے میرے دل میں عدیب کی طرح کوئ جنت نہیں بستی اگر کوئ بسا ہے پہلی بار تو وہ۔۔۔۔وہ ہے جس سے میں ابھی محو گفتگو ہوں میرے خیال سے اتنا کافی ہے باقی اگر کوئ امیر جنسی ہو ضرورت ہو آپ کو تو بے شک ایک میسیج چھوڑ دے گا اگلی کال عدیب ہی کی طرف سے ہو گی۔" اور پھر ٹھک کر فون رکھ دیا گیا تھا، سِلا سن جہاں تھی وہی کی رہ گئ تھی، کیا ہوا تھا ابھی؟ نہیں معلوم !

وہ پلکوں کو تک جنبش نہ دے سکی تھی۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

☆☆☆☆☆☆☆

گاؤں کی حدود سے نکلتے ہوئے اس نے آنکھیں موندے گاڑی کے پچھلی سیٹ پر سر ٹکا لیا، وہ شہر کے لیے روانہ تھی، وہ کاغضات دیکھنے کے بعد شاہ زیب وہاں پل بھر کے لیے نہیں رکا تھا بلکہ فوراً ہی وہ کاغضات لیے کمرے سے نکل گیا تھا مگر جاتے ہوئے علیزے پر ایک نگاہ ڈالنا نہ بھولا تھا اور وہ نگاہ ایسی تھی کہ علیزے شرمسار ہو گئ تھی، کاش وہ عدیب کی بات نہ مانتی اور اس وقت اس کے کمرے سے اس کے بے حد ضروری کاغضات چوری نہ کرتی، اسے تو ان کاغضات کے بارے میں یاد ہی نہیں تھا کیونکہ اس کاغضات کو چراتے وقت اسے اپنی اپنی وہ چیزیں دکھی تھیں جو شاہ زیب نے سنبھال کر رکھی تھیں اور پھر اس کے پوچھنے پر ایک جھگڑا بھی ان دونوں کے درمیان ہوا تھا اور وہ لمبی چوڑی اس کو باتیں سناتے ہوئے واپس کمرے میں آ کر الماری میں وہ کپڑوں کے نیچے حصہ میں رکھ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے بے تحاشہ رونے میں مصروف ہو گئ تھی۔

اس کے بعد اسے خبر ہی نہیں ہوئی کہ بے حد ضروری وہ کاغضات الماری میں چوری چھپے رکھے ہی جس کو شاید شاہ زیب نے کہاں کہاں نہ ڈھونڈا تھا اور وہ پریشان بھی رہا

تھا مگر اپنی پریشانی علیزے یا پھر کسی پر بھی ظاہر نہیں ہونے دی تھی لیکن پریشانی بہت تھی کیونکہ وہ جایداد کے بہت قیمتی کاغضات تھے جو اس کے کمرے سے دن دھاڑے غایب ہوئے تھے مگر اس بیچارے کو علم بھی نہیں تھا کہ انہیں غایب کرنے والی اس کی بیوی تھی۔

عدیب کی باتوں میں آکر اس نے یہ قدم تو اٹھایا تھا مگر پھر بے نیاز ہو گئ تھی اور حیرت کی بات تھی کہ عدیب نے بھی پھر کچھ نہیں پوچھا تھا اسیلیے اسے اور یاد نہیں رہا مگر آج شاہ زیب کے ہاتھ میں اچانک وہ کاغضات دیکھ اس کا دل چاہا زمین میں دھنستی چلی جائے کس قدر دکھ تھا اسے اپنی کی ہوئ حرکت پر اور شاہ زیب.... وہ تو پہلے سے ہی اسے بدضن تھا اب مزید ہو گیا ہو گا۔

علیزے نے تکلیف سے آنکھیں میچ لیں۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ اچانک آج ہی جب وہ واپس گاؤں آئے تو آج ہی شاہ زیب اسے شہر واپس کیوں بجھوا رہا ہے جبکہ وہ تو پریگننٹ ہے اور اس بات کا خیال تو اسے زیادہ ہے پھر بھی وہ منہ موڑ رہا ہے لیکن کیوں ؟

کیا اب اسے بچہ سے بھی کوئ سروکار نہیں ہے ؟

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

جانے سوچوں میں کتنا وقت بیتتا چلا گیا اور مہراب علی کے گھر کے سامنے سیف نے گاڑی رکھ جب مودوب انداز میں اسے پکارا۔ وہ چونکی اور چادر سنبھالتی ہوئی اتری۔

"زے آگئی۔" دانیال شاید اس کا ہی انتظار کر رہا تھا مگر اس کو کیسے پتہ چلا وہ واپس آ رہی تھی؟ علیزے نے سوچا۔

"مجھے شاہ زیب بھائی نے اطلاع دے دی تھی آؤ۔" وہ کچھ پریشان اور خلاف توقع سنجیدہ دکھ رہا تھا۔ علیزے سر ہلا کر اس کی تقلید میں اندر کی طرف بڑھ گئی، سیف جب اس کو اندر جاتے ہوئے سیکھ مطمعین ہوا تو فون نکال کر شاہ زیب کو کال کر کے کچھ بات کرنے لگا پھر سر ہلا کر واپس گاڑی میں بھیٹ گاڑی آگے بڑھالی۔

"دانی....." علیزے جو چادر اتارتی ہوئی کچھ کہنے جا رہی تھی سامنے ہی صوفے پر بھیٹ ویٹسن کو جوس کا گلاس لبوں سے لگائے دیکھ بری طرح حیران رہ گئی اور جلدی سے دانیال کو دیکھا جو ویٹسن کے سامنے جا کر بھیٹ گیا تھا۔

"زے مجھے سب معلوم ہو گیا ہے۔" وہ دھیمے سے اس کے حیران پریشان تاثرات دیکھ بولا۔ علیزے آنکھیں بند کرتی ہوئی گرنے والے انداز سے اس کے برابر بھیٹی۔

"کیسی ہو لیزا؟" علیزے نے آنکھیں کھول سامنے بھیٹے ویٹسن کو دیکھا جو آنکھوں میں فکر مندی لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ٹھیک ہوں۔"

"دیب ایر پورٹ سے نکل گیا آتا ہی ہو گا جب تک آؤ کھانا کھالیں رات بہت ہو گئ ہے تمہیں زیادہ بھوکا رہنا نہیں چاہیے چلو زے آؤ ویٹسن۔" دانیال کھڑا ہوتا ہوا علیزے اور ویٹسن سے بولا۔اس نے چونک کر دانیال کو دیکھا۔

"بھائ پاکستان آگیا؟"

"ایسا ہو سکتا ہے تم بلاؤ اور وہ نہ آئے بہت پریشان ہے وہ تمہیں بتانا چاہیے تھی وجہ جانے کتنے وحم ہو رہے ہیں اس کو لیکن زے مجھے سمجھ نہیں آرہا ہم دیب کو سچائ کیسے بتائیں گے کیونکہ میں جانتا ہوں وہ جنت کے لیے کیا جزبات رکھتا ہے۔" دانیال کی بات کا جواب کسی نے نہیں دیا تھا کیونکہ تھا ہی نہیں، ویٹسن اور علیزے خاموشی سے اٹھ کر ڈاینگ ٹیبل پر آگ ئے اور کھانے کی طرف متوجہ ہوئے لیکن کسی کا بھی نوالہ ہلک سے نہیں اتر رہا تھا۔

"دانی مجھ سے نہیں کھایا جا رہا بھائ کو آنے دو۔" ویٹسن نے غور کیا وہ اسے مخاطب نہیں ہو رہی تھی شاید آخری بار کال پر ویٹسن نے اسے جو کہا اس پر اسے برا لگا تھا۔

"لیزا تمہاری طبیعت کے پیش نظر ضروری ہے کہ تم ٹھیک سے کھانا کھاؤ۔" علیزے نے ایک نظر اسے دیکھا پھر واپس پلیٹ میں جھک گئ۔

"انکل مہراب کہاں ہیں؟" پھر کچھ یاد آتے ہوئے واپس سر اٹھایا۔

"خوش قسمتی سے ڈیڈ کام کے سلسلے میں کراچی گ ئے ہیں ورنہ یہاں ہوتے تو ویٹسن کو دیکھ اور سب کچھ جان جانے کیا کرتے اور چاچو کو تو کال ہی ملا دیتے اب تک۔"

علیزے نے سر ہلایا اور چاول میں چمچ چلانے لگی۔

"تم کب آئے؟" پہلی بار وہ ویٹسن سے مخاطب ہوئ۔ وہ جیسے دل میں شکر ادا کرتے مسکرایا۔

"کچھ دیر پہلے۔"

"ہاں اور مت پوچھو میرا کیا ردِ عمل تھا میں اتنی بری طرح چیخا مجھے لگا ویٹسن کی روح کھڑی ہے۔" دانیال اپنے مزاج کے ہاتھوں مجبور ہو ہی گیا تھا، علیزے بے ساختہ مسکرا دی۔

"چڑیل کی کال آئ؟" مہک کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔

"ارے چڑیل تو کسی کو بھاؤ ہی نہیں دے رہی صبح سے دس بار کال کر چکا ہوں مگر مجال ہے اٹھا لے۔" وہ منہ بنا کر بولا، علیزے اداسی سے مسکرا دی، اسے مہک بے حد یاد آ رہی تھی۔

"میرے پاس آئ تھی لیکن میں اٹھا نہیں پائ۔" وہ دکھ سے بولی۔

"لیزا کھانا۔" وہ لوگ اردو میں بات کر رہے تھے اسلیے ویٹسن کو وہ لوگ کچھ بولتے ہی سمجھ آئے۔ وہ ٹوکتے ہوئے بولا۔

"ویٹسن تمہاری جنت سے بات ہوئی؟" اس نے اچانک پوچھا، ویٹسن نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔ علیزے گہرا سانس لے کر رہ گئی۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا زے وہ تو تمہاری کافی اچھی دوست تھی نا اکثر تمہاری اس کے ساتھ تصویریں دیکھنے کو ملتی تھی اور مہک کتنا جیلس ہوتی تھی اسے کتنی اچھی بونڈنگ تھی تمہاری پھر اس نے تمہارے ساتھ ایسا کیوں کیا اور دیب اس کے ساتھ بھی اسے سمجھنا چاہیے تھا کہ دیب نے سِلا سے شادی مجبوری میں کی تھی۔"

"دانی یہی بات تو مجھے اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہے میں نے اپنے خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا کل جنت میری جنت بھائی کی جنت ایسا کرے گی میں نے اور بھائی نے اسے بے حد محبت کی مگر میں کیا کہوں؟" وہ دونوں ہاتھوں میں سر گرائے رونے لگی تھی جب اپنے پیچھے سے آواز آئی۔

"کیا کیا ہے جنت نے اور یہ....." وہ تینوں نے چونک کر دیکھا۔ سفری بیگ پیٹ پر سوار کیے وہ الجھتے ہوئے علیزے سے پوچھ رہا مگر جیسی نظر علیزے کے پیچھے خود کو دیکھ

ویٹسن پر گی۔وہ کنگ رہ گیااور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ویٹسن کو دیکھنے لگا جواب اداس مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"شاہ تم کیا کہہ رہو یہ میرا جواب نہیں ہے دیکھیں امی جان دماغ خراب ہو گیا اس کا علیزے کو شہر بھیج دیا وہ بھی اچانک اکیلے آدھی رات کو کم از کم کسی ملازمہ کو ساتھ بھیجتے اور بھلا بھیجنے کی ضرورت کیا تھی حالت دیکھی ہے اس بچی کی کچھ نہیں پتہ اسے اماں جان کیسے وہ خیال رکھے گی آپ نے بھیجا ہی کیوں؟"مہرون نساء اس کو سادے سے یک لفظ جواب پر تلملا گئی تھیں جو ایسے پر سکون تھا جیسے علیزے دوسرے کمرے میں سب کی نگرانی میں بھیٹی ہو،اچانک علیزے کا حویلی سے چپ چاپ غایب ہونا انیلا بخت کے علاوہ سب کے لیے حیرت کا باعث تھا اور جب شاہ زیب نے سب کو اطلاع دی کہ علیزے کو شہر روانہ کیا ہے تو سب کے سمجھ سے باہر تھا کہ اچانک شہر سے آکر اکیلے اس کو واپس کیوں بھیجا ہے،سب کتنے خوش تھے کتنی تعمے داری چل رہی تھی علیزے کی،پلکوں پر بٹھایا ہوا تھا سب نے مگر شاہ زیب نے انیلا بخت کے سوا بنا کسی کو

بتائے اسے خاموشی سے بھیج دیا جانے ایسی کیا نوبت آگئی تھی جو وہ پوچھنے پر بھی کچھ ڈھنگ کا جواب نہیں دے رہا تھا۔

"اور اماں جان آپ اتنی پرسکون کیوں ہیں؟" سلماں بخت نے خاموش بیٹھیں مہرون نساء کو سنتی انیلا بخت کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"عین کی بھلائی ہیں حویلی سے دور رہنے میں۔" انیلا بخت نے ایک نظر شاہ زیب کو دیکھ کہا جو اپنی جوتوں کی نوک کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا مطلب ہیں اماں جان آپ کا بھلا یہ کوئی بات ہوئی بخت حویلی کی بہو غیروں کے ہاں رہے وہ بھی اس حالت میں اور وہ بھی اس جگہ جہاں کوئی عورت نہیں۔" مدیحہ بخت جو بھابھیوں کو آگ بگولہ ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھیں۔ سیدھی ہو کر بیٹھتی ہوئی اپنی رائے دینا مناسب سمجھا۔

"پھوپھو جان آجائے گی وہ جلد کچھ دنوں کے لیے گئی ہے مہک واپس آرہی ہے تو ولیمے میں شرکت کر کے آئے گی۔" شاہ زیب نے کہا۔ مہرون نساء نے سلماں بخت کو دیکھا اور سلماں بخت نے مہرون نساء کو۔

"شاہ بیٹا یہ پہلے کیوں نہیں بتایا اچھا اگر جانا ہی تھا تو یہ کوئی وقت تھا بھیجنے کا صبح بھیج دیتے۔" اب کی بار مہرون نساء کچھ نرم پڑیں۔

"امی جان مجھ سے زیادہ اس کی کوئی فکر نہیں کرتا میں نے سوچ سمجھ کر سیف کے ساتھ بھیجا ہے اور وہ پہنچ بھی چکی ہے دانیال کو بھی میں نے کال کر لی تھی۔" شاہ زیب کی آواز میں خفگی تھی، اسے پسند نہیں آرہا تھا سب کا یوں سوال کرنا جیسے اس نے کوئی لاپرواہی کا مظاہرہ کیا ہے جبکہ اس نے تو علیزے کو محفوظ کرنے کے لیے علیزے کو دور بھیجا تھا نا چاہتے ہوئے بھی۔

"مگر...... "سلماں بخت کچھ کہتیں انیلا بخت نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا اور تینوں خواتین کو کمرے سے باہر جانے کا کہا جس پر وہ الجھی الجھی باہر نکل گئیں۔

"دادی جان آپ جانتی ہیں خطرہ ہے علیزے کو یہاں اس کا حویلی سے دور رہنا ضروری ہے آج اگر ماورہ کی وجہ سے اس کو یا میرے بچہ کو کچھ ہوتا تو میں نہیں جانتا میں کیا کرتا۔" وہ آنکھوں میں سرخی لیے مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولا، انیلا بخت نے افسوس سے ٹھنڈی سانس بھری۔

"ذوئی کب تک رکھے گا ادھر حویلی اپنوں سے دور اسے واپس تو آنا ہے نا اور ماورہ کو بھی یہی رہنا ہے ساری زندگی اس کا حل کیا ہے؟" جب شاہ زیب نے ان کو بتایا کہ ماورہ نے آج جلن میں آکر کیا کیا ہے۔ انیلا بخت پر گویا چھت گر گئی تھی، وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں کہ ان کی ماورہ جو اتنی بھلی اور معصوم ہیں وہ اس حد تک جا سکتی ہے اور شاہ

زیب کا ساتھ دیتے ہوئے انہوں نے علیزے کو پیار کر کے اسے شہر بھیجنے کی اجازت دے دی جبکہ علیزے سمجھ نہ پائی تھی کہ پندرہ منٹ تک خود سے انیلا بخت نے اسے کیوں لگایا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ وہ رو بھی رہی تھیں۔

"علیزے کونسا ساری زندگی رہنے والی ہے میرے ساتھ اپنی اور علیزے کی علیحدگی کے بارے میں ماورہ کو میں بتادوں گا اور پھر علیزے کو واپس لے آؤں گا مجھے یقین ہے ماورہ یہ خبر سن کر پھر نہ تو علیزے کو کوئی نقصان پہنچائے گی نہ بچہ کو کیونکہ وہ اب ماورہ اور اس کا بچہ ہو گا ماورہ کی کمی پوری ہو جائے گی مجھے میری جینے کی وجہ میرا بچہ مل جائے گا اور علیزے کو آزادی۔" وہ دل میں سوچتے ہوئے خود سے مخاطب تھا مگر چہرے پر اذیت ناک تاثرات کچھ اور بیان کر رہے تھے جیسے کہانی کا جو اختتام ہونے والا ہے۔ وہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا دل ویسے ہی چیرتا جا رہا ہے جیسے اٹھارہ سال پہلے چیرا تھا جب ننھی علیزے کا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے چھوٹا تھا لیکن ان اٹھارہ سالوں میں جیسے دل پر مرہم لگا کر کافی حد تک خود کو سنبھال لیا تھا مگر اب جب دوبارہ دل کے ٹکرے ہونے والے تھے ان کو کیسے وہ جوڑے گا؟ کیا یہ بچہ جوڑے گا؟ یا پھر دل کے ٹکرے کرنے والی دل کا ٹکرا ہی تھی یہ تلخ سچائی وہ کبھی نہیں بھول پائے گا اور علیزے کی دی ہوئی اذیت پر اسے کبھی معاف نہیں کرے گا اسے نفرت کرے گا.... کیا وہ

اسے نفرت کرے گا؟ کیا وہ کر سکتا ہے؟ یا پھر نفرت کا لبادہ اڑھے رکھے گا؟ اب آنے والی زندگی اسے جینی نہیں گزارنی تھی، وقت کاٹنا تھا صرف اپنے بچہ کے خاطر کیونکہ وہ صرف مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا بچہ نہیں بلکہ اس کی محبت کی نشانی ہو گا۔ وہ محبت جس کی قدر اس محبت نے نہیں کی وہ محبت جو ہر بار کی طرح ایک بار پھر مخدوم شہازیب فرقان بخت کے منہ پر ماری گئی اور اس بار تو اس طرح بے وفائی میں لپیٹ کر ماری گئی کہ اب اس کی غیرت کو گوارا نہ تھا کہ وہ دل بڑھا کر اب تک کی طرح سب نظر انداز کر دے.... وہ سب نظر انداز کر سکتا تھا شاید جدائی اور وعدہ خلافی بھی مگر بے وفائی نہیں اور علیزے کی وہ جدائی اور وعدہ خلافی علیزے کو واپس پا کر معاف کر گیا تھا بھول گیا تھا مگر جو واپس آکر، اس کی دسترس میں رہ کر، اس کے بچہ کو اپنے اندر پالتے ہوئے جو بے وفائی اس لڑکی نے کی تھی وہ نا قابل برداشت تھی۔

انیلا بخت جواب نہ پا کر خاموش ہو گئی تھیں اور اسے نیلی آنکھیں زمین پر ٹکائے کسی گہری سوچ میں گم دیکھتی رہ گئیں مگر وہ ان نیلی خوبصورت آنکھ کے کنارے سے ایک آنسو نکلتا نہ دیکھ سکی کیونکی وہ بڑی مہارت سے صاف کر گیا تھا اور منہ پر ہاتھ پھیرے کھڑا ہو گیا۔

انیلا بخت کا ہاتھ چوم کر وہ سرعت سے باہر نکل گیا اور وہ اس کی چوڑی پشت دیکھ ندامت کی کھائی میں جاتی چلی گئیں، کاش.... کاش وہ اپنے بچہ کو ماورہ سے نکاح کرنے کہتی.... کاش وقت پیچھے چلا جاتا اور وہ یہ خیال اپنے ذہن سے نکالتیں جو اس وقت ان کے اندر تھا کہ ماورہ اور علیزے سوکن نہیں بلکہ بہنوں کی طرح رہیں گی، وہ غلط تھی، سراسر غلط تھی، ان کے غلط ہونے کی وجہ سے آج ان کا لاڈلا پوتا خمیازہ بھگت رہا تھا۔

وہ پس رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆☆

شاہ زیب مسکراتے ہوئے اس کے قریب بڑھ رہا تھا، اس کی مسکراہٹ، اس کے اٹھنے والے قدم اپنی جانب دیکھ وہ سرشار ہو گئی تھی، وہ نیلی آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈالے مبہوت سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا، اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا، وہ اس کے بے حد قریب آچکا تھا، اس کا دل جیسے شور مچانے لگا تھا، اس کا کندھا اسے کے کندھے سے مس ہوا، اس کا دل جیسے سینے سے باہر آنے لگا مگر.... مگر اگلے ہی پل وہ اس کے سائڈ سے نکل گیا، ماورہ نے چونک کر مڑ کر دیکھا تو وہ علیزے اور دو سال کے

بچہ کی جانب بڑھ رہا تھا، ماورہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔ وہ ان کے پاس پہنچ چکا تھا، ماورہ کی دھڑکنیں تھم گئیں۔ بچہ نے للکاری مار کر اس کی جانب بانہیں پھیلائیں۔ اس نے ہنستے ہوئے اسے گود میں لے لیا اور علیزے کے کو اپنے ایک طرف لگایا جو ہنستے ہوئے کبھی بچہ کو دیکھ رہی تھی تو کبھی شاہ زیب کو، ماورہ کا دل کسی نے اپنی مٹھی میں لے لیا تھا، وہ تینوں ہنستے ہوئے ساتھ ایک خوشحال فیملی کا منظر دے رہے تھے۔

"نہیں.... نہیں.... نہیں....." وہ چیختی ہوئی ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی، ہر طرف اندھیرا تھا، وہ پسینے میں شرابور گہری گہری سانس بھرنے لگی، وہ خواب تھا کیا؟ اس کے ہواس واپس آنے لگے.... وہ مندی مندی آنکھیں کھولے ارد گرد دیکھنے لگی، اندھیرے کمرے میں وہ بیڈ پر تھی۔

ہاں وہ خواب تھا... جو بہت جلد حقیقت کی شکل اختیار کرنے والا تھا۔

"نن... نہیں۔" وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا ہوش میں آؤ قتل کے ساتھ ساتھ خودکشی کرنے پر اتر آئی ہو تم۔" تھپڑ کے بعد شاہ زیب کی دھاڑ خاموش کمرے میں گونجی تھی، وہ بے یقینی سے گال پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھی، اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ وہ اس پر ہاتھ اٹھائے گا۔

"آج تمہاری حرکتوں کی وجہ سے میں نے وہ کیا جو نہ تو میرے خون میں شامل ہے نہ تربیعت میں تم نے مجھے مجبور کیا ہے اس تھپڑ کے لیے۔" وہ منہ کھولے ساکت اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی، جو پورا سرخ پڑ چکا تھا۔

"ماورہ کیا ہو گیا ہے یار تمہیں کیوں سمجھ نہیں آتا کہ علیزے تمہیں مجھ سے الگ نہیں کر سکتی بلکہ تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ یہ بچہ تمہاری ہماری کمی کو پورا کرے گا۔" وہ اب اسے تھک کر کندھوں سے اسے تھامے یقین دلا رہا تھا مگر وہ بے حس و حرکت ایسی کھڑی تھی۔

"ہاں میں جانتا ہوں میں تھمیں وہ محبت نہیں دے سکتا جو تم چاہتی ہو مگر کیا میں کبھی اپنے سارے حقوق سے غافل ہوا ہوں؟" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے گہری سانس لیے بولا۔

"میرے اس....اس دل پر اختیار نہیں ہے بچپن سے نہیں ہے۔" اس نے ماورہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے اپنے سینے پر رکھا اور اتنی بے بسی سے کہا کہ ماورہ کو اپنا سانس اکھڑتا ہوا محسوس ہوا۔

"جانتی ہو میں نے غلط انسان سے محبت کی ہے میری محبت کو پیروں میں روندھا گیا ہے میری فکر میری چاہت میری دسترس کو قید کا نام دیا گیا ہے ایک بار نہیں دس بار اس

محبت کی تزلیل کی گئی ہے نفرت ہو رہی ہے مجھے اس محبت نامی مرض سے مت کرو مجھ سے محبت دکھ کے سوا کچھ نہیں ملے گا یہ صرف تکلیف دیتی ہے صرف درد دیتی ہے۔"

وہ آج کونسا شاہ زیب تھا؟ یہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت تو نہیں تھا جو اپنی ذات کو سات پردوں سے ڈھک کر رکھتا تھا، وہ آج بے بسی سے چور کہہ رہا تھا اور ماورہ اسے بس دیکھے جا رہی تھی۔

"آپ.... آپ نے ہی ت... تو کہ... کہا دل پر... ا... ختیا.... اختیار نہیں۔" وہ بامشکل بولی تھی، شاہ زیب جو اضطراب سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے جیسے خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ چونکا اور بے حد سنجیدگی سے ماورہ کی آنکھوں میں دیکھا۔

"تو اختیار زبردستی رکھو ورنہ خود بے اختیار ہو جاؤ گی۔" اس کی آواز مانو دور دراز سے آتی معلوم ہوئی تھی۔

"یہ دل کسی کا بھلا نہیں کرتا،

برباد کے سوا کچھ نہیں کرتا،

بہرے ہونا چاہتے ہیں اس کی پکار سے،

مگر یہ کسی کو خود سے بے گانا نہیں کرتا،

اسی طرف رجھاتا ہیں جہاں آنکھ اٹھانا جرم ہے،

پھر بھی اسی ظالم کی طرف رجھاتا ہے جو کرتا ظلم ہے،

یہ دل کسی کا بھلا نہیں کرتا،

برباد کے سوا کچھ نہیں کرتا "

"می.... میں یہ نہیں ہونے دوں گی۔" وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی، کمبل ایک طرف پھینک وہ تیزی سے پلنگ سے اتری، چادر کو اپنے ارد گرد اچھے سے لپیٹتے ہوئے دروازہ کھول باہر نکل آئی، حویلی میں اب گہما گہمی کہیں نہیں ہو رہی تھی بلکہ پوری بخت حویلی خاموش تھی، کیا تھپر کی گونج نے بخت حویلی کی دیواریں بھی لرزا دی تھیں؟ بے ساختہ ہاتھ اس کا اپنے گال پر گیا۔

"علی..... علیزے یہ تی... تیزی وجہ سے ہے اس چانٹے کا بدلہ می... میں تجھ سے لوں گی مگ... مگر کیسے؟" وہ سر تھامتی ہوئی پاس ہی پڑے پلنگ پر بھیٹ گئی، اچانک ہی ٹیلی فون کی گھنٹی سے حویلی گونج اٹھی، ماورہ نے پہلے ادھر ادھر دیکھا پھر کچھ سوچ فون اٹھایا.... مگر... وہ اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

فون پر سات منٹ چار سیکنڈ بات کی اس نے اور پھر وہ کچھ پل کے لیے وہی کھڑی کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتی رہی اور اچانک ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی، وہ مسکراہٹ خطرناک تھی۔

"نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔" وہ گم سم سی بولتی ہوئی اچانک قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی جبکہ تھوڑی دور بڑے پلر کے پیچھے کھڑی ملازمہ کے چہرے پر کچھ حیرت سے مسکراہٹ دوڑ گئی پھر نظریں چرا کر اس نے مٹھی میں دبایا چھوٹا سا موبائل نکالا اور کوئی مسیج کر کے واپس دوپٹے کی آڑ میں موبائل چھپائے وہ باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی جبکہ ماورہ اب وہاں نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ویٹسن تمہیں کیا لگتا ہے کس نے اغوا کیا تھا تمہیں کیا تم نے اغوا کار کی شکل نہیں دیکھی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" ویٹسن کو دیکھ وہ بے یقین اپنی جگہ جم گیا تھا جب علیزے اٹھ کر اس کے پاس آئی تھی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر اثبات ہلایا تھا جس پر عدیب حیرت کے صدمے سے کبھی علیزے کی طرف دیکھتا تو کبھی ویٹسن کی طرف جواب اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا، کئی دیر تک وہ یہ سچ

ہضم ہی نہیں کر پایا کہ ویٹسن زندہ اس کے سامنے ہے، ویٹسن کی موت کی خبر نے اسے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا، وہ دن وہ آج بھی نہیں بھولا تھا جب اس کی بہن دلھن بنی بھیٹی تھی اس کا سب کچھ اس حادثے میں چھن گیا تھا، وہ بھی پولیس سے بخت حویلی میں اس کے مرنے کی خبر سن کچھ وقت تک سن ہو گیا تھا مگر جلد ہی اس نے خود کو سنبھالا تھا کیونکہ اسے اپنی بہن کا سامنا کرنا تھا، وہ جو نکاح کا عروسی لباس پہنے بھیٹی تھی اسے سچ بتانا تھا، وہ جو ٹوٹنے والی تھی اسے سنبھالنا تھا۔

آج جب وہ ویٹسن کو اپنے سامنے مہنیوں بعد زندہ ٹھیک ٹھاک دیکھ رہا تھا تو سمجھ نہیں پا رہا تھا کیا یہ وہی ویٹسن ہے جو اس دن اس حادثے میں مر چکا تھا جس کی لاش بھی نہیں ملی تھی۔

وہ چاروں صوفے پر بھیٹے تھے، علیزے عدیب کے برابر بھیٹی تھی اور دانیال اور ویٹسن سامنے، ویٹسن علیزے دونوں نے مل کر ویٹسن کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ عدیب کو بتایا تھا سوائے "جنت" والی بات کے کیونکہ ابھی وہ ایک حیرت کے ستم سے نہیں نکلا تھا، پہلے اسے سب سمجھانا تھا۔

اس کے سوال پر ویٹسن نے علیزے کو دیکھا اور علیزے نے ویٹسن کو، دانیال نے بھی سر جھکا لیا، اب وہ تینوں کیا کہیں؟ کیسے کہیں؟ کیسے بتائیں جنت کی حقیقت؟ کیسے بتائیں کہ ان سب کے پیچھے بدلہ لینے والی وہی تھی جس کی محبت میں وہ گرفتار تھا۔

"بھائی؟" علیزے نے آہستگی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ عدیب نے چہرہ موڑ اسے دیکھا، اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے۔

"کیا ہوا ہے تم لوگ کچھ چھپا رہے ہو مجھ سے پوری بات بتاؤ کون تھا تمہارے اغوا کے پیچھے کہیں یہ شاہ زیب تو نہیں کیونکہ اس کی بچپن منگیتر ہی شادی کسی اور سے ہونے جا رہی تھی اور اس وجہ سے اس نے ویٹسن کو راستے سے ہٹایا تا کہ علیزے سے ".....

"کیا ہو گیا بھائی کیا بول رہے ہو شاہ زیب اتنی گھٹیا اتنی گری ہوئی حرکت کبھی نہیں کرے گا۔" علیزے کو فوراً ہی غصہ آگیا تھا، ویٹسن اور دانیال نے علیزے کو دیکھا پھر عدیب کو جو کچھ دوبارہ کہنے جا رہا تھا۔

"دیب زے صحیح کہہ رہی ہیں شاہ زیب بھائی نہیں ہیں بلکہ کوئی اور ہے۔" یہ دانیال تھا جس نے سنجیدگی سے کہا تھا، عدیب کے ماتھے پر کئی بل نمودار ہوئے۔

"کون؟" ویٹسن نے آنکھوں کے اشارے سے علیزے سے پوچھا جس نے پلکیں جھپک کر جیسے اسے بتانے کا اشارہ کیا ہو۔

"عدیب دراصل .... "ویٹسن نے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"وہ بہت اپنا ہے۔ "کافی تکلیف سے کہا، علیزے نے آنکھیں میچ لیں۔

"فارگاڈسیک کیا پہلیاں بجھارہے ہو بولو کون ہے وہ میں جان سے ماردوں گا اسے جس نے میری بہن کی زندگی برباد کی صرف اور صرف اس کی وجہ سے میری بہن کی شادی اس گوار سے ہوئی اس کی شادی وہاں نہ ہوا اسیلیے میں نے سِلا سے شادی کر کے اتنی بڑی قربانی دی تھی اور صرف اور صرف اس کی وجہ سے میری قربانی ضایع ہو گئی۔ "وہ اشتعال سے مٹھیاں بھینچتا ہوا چلایا تھا۔

"لیزا۔ "ویٹسن نے جیسے خود کو پیچھے کر لیا اور علیزے پر چھوڑ دیا کہ وہی بتائے کیونکہ اس میں ہمت نہ تھی عدیب کو سچائی سے آگاہ کرنے کی، کیا گزرے گی اس پر جب اسے معلوم ہو گا کہ وہ جنت ہے۔

"بھائی؟ "علیزے سانس بھرتی ہوئی ہمت جتا کر اٹھی اور میز کے بیچ رکھا ویٹسن کے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئی اور اس پر کچھ انگلیاں چلا کر سکرین کا رخ عدیب کی طرف کیا، عدیب نے کافی الجھ کر یہ کاروائی دیکھی، آخر وہ لوگ کیا کر رہے تھے؟ کیوں کچھ نہیں بتا رہے تھے؟

"یہ کیا ہے زے؟ "وہ چڑ کر بغیر سکرین کی جانب دیکھ بولا۔

"سچ جو تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا جیسے میں نے دل پر پتھر رکھ کر کیا ہے۔" وہ بولتی ہوئی پیچھے ہو گئی، اسے پہلے عدیب کچھ کہتا ہال میں لیپ ٹاپ کے سپیکر سے آواز نسوانی باریک آواز گونجی جس نے عدیب کی توجہ ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچی۔

"ہیلو ویٹسن کیسے ہو میرے دوست یقیناً تمہیں اس وقت HN کی جگہ مجھے دیکھ حیرت پریشانی سب ہو رہی ہو گی میں جانتی ہوں اس وقت میرا اسکرین پر یوں یکدم آجانا تمہارے ہوش اڑھا چکا ہو گا اور اڑھا بھی دینا چاہیے کیونکہ یہ سرپرائز ہی ایسا ہے۔ جی ہاں سرپرائز اب تم یہی سوچ رہے ہو گے کہ یہ جنت کہاں سے آگئی یہ تو HN کے آدمی نے مجھے HN کو دکھانے کے لیے سکرین پکڑائی تھی مگر یہاں جنت کیسے مجھ سے مخاطب ہے اور یہ HN کو کیسے جانتی ہے..... میں جانتی ہوں میرے دوست اس وقت تمہارے ذہن میں ڈھیروں سوال گردش کر رہے ہیں اور کرنے بھی چاہیے ظاہر سی بات ہے HN کی جگہ جنت کا آنا سرپرائز ہے تمہارے لیے چلو یار اب زیادہ لمبی گفتگو نہیں کھینچتی بتا ہی دیتی ہو یہ جو تم اس وقت اپنے سامنے اپنے نام کی حسین لڑکی کو دیکھ رہے ہو یہی HN ہے.... جی ہاں میں ہی ہوں جنت مطلب ہیون یعنی ایچ اور این میں ہی ہوں جس نے تمہارا زے سے عین نکاح والے دن حادثہ کروایا میں ہی ہوں وہ جس نے تمہیں یوں قید کیا میں ہی وہ جس نے تم سے چند مرتبہ فون پر

بات کی میں ہی ہوں وہ جس کے بندے چوبیس گھنٹے تمھماری نگرانی کرتے اور تمہارے پوچھنے پر صرف اتنا بتاتے کہ صحیح وقت آنے دو تو لو آگیا صحیح وقت آخر کار تمہاری چیخ پکار سن کر میں نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھالیا تو کیسا لگا میرا چہرہ اوہ میرا مطلب میرا ایچ HN کا سچ..... ویٹسن ویٹسن میں جانتی ہوں تم اس وقت صدمے سے چور ہو لیکن ابھی رکو تمہیں مزید سننا ہے اسے پہلے تمہارے ذہن میں یہ سوال پنپے کہ میں نے ایسا کیوں کیا تو جواب سنو.... زرے اور اس شخص کی بے وفائی پر جس کا نام لینا.... میں پسند نہیں کرتی میری نام کی دوست اور اس کا بھائی جسے میں نے جنون کی حد تک محبت کی اس نے بے وفائی کی پاکستان گ ئے تھے غیر جیسے اپنوں سے ملنے تو کیوں ان غیر جیسے اپنوں کو اپنا بنا کر اس سِلا نامی کزن سے شادی کی اس شخص نے جسے میں نے بے تحاشہ محبت کی کیوں اس نے اور اس کی بہن نے مجھ دھوکا دیا کیوں لیکن اب دے ہی دیا تھا تو بدلہ تو جنت کو لینا تھا اور ان کی زندگی جہنم بنانی تھی تو دیکھو دونوں بہن بھائی کی زندگی بنادی جہنم پل پل تڑپ رہے ہیں تم جانتے ہو میں نے تمھیں PAWN کیوں بنایا کیونکہ تم ہی وہ انسان تھے جو میرے پلین کی تکمیل کر سکتے تھے تمہارا حادثہ ہوا وہاں زرے پر قیامت گری اور اس کے کزن سے اس کی شادی ہو گئ جسے وہ ناپسند کرتی ہے نفرت کرتی ہے اور بامشکل زندگی کانٹ رہی ہے یہی تو سب

چاہتی تھی میں اپنی بہن کو تڑپتا دیکھ عدیب بھی تڑپے اور میرے ساتھ ہوئی زیادتی کا پل پل بدلہ چکھائے لیکن قسم سے ویٹسن وہ میسیج والا سین میرے پلین کا حصہ پہلے نہ تھے لیکن خود بخود بن گیا میں نے سوچا جس طرح اپنے بھائی کے ساتھ مجھے دھوکا دے کر وہ خوش رہ رہی ہے اپنی زندگی تمہارے ساتھ شروع کر رہی ہے تو کیوں نا اس کو بھی دھوکا لفظ سے آشنا کروایا جائے اور بس میں نے ایک کانسٹیبل کو خرید کر گاڑی سے تمہارا موبائل نکال کر وہ میسیج بجھوایا جس کو پڑھ کر اسے لگا کہ تم نے بے وفائی کی ہے اور ایسی اس نے چوٹ محسوس کی جیسے میں نے کی اپنی محبت اور اپنی جگری دوست سے چوٹ کھا کر.... خیر جو ہوا سو ہوا تم بس میرے لیے ایک مہرا تھے میں جانتی ہوں تم میرے دوست تھے اس سب میں تمہارہ کوئی قصور نہیں تھا تمہارے ساتھ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مگر میں کیا کرتی میں نفرت سے پاگل ہو رہی تھی بے حد پاگل لیکن کوئی بات نہیں اب تم آزاد ہو کیونکہ میرا مقصد پورا ہو چکا ہے ہاں پہلے میں نے سوچا تھا کہ اتنی جلدی آزاد نہیں کروں گی مگر اب کچھ سوچ میں نے تمہیں آزادی دے دی ہے جاؤ کیا یاد کرو گے تم بھی خدا حافظ۔" علیزے اور ویٹسن نے بامشکل عدیب کے چہرے کو دیکھا جو ہر تاثرات سے عاری تھا بس لب بھینچے وہ سکرین پر اپنی پتھریلی نظریں جمایا ہوا تھا۔

"بھائی یہ ہے سچائی یہی تلخ حقیقت ہے جس سے ہم نے بے پناہ محبت کی اپنا سمجھا کبھی تصور بھی نہیں کیا کہ وہ چھوٹی سی بھی تکلیف پہنچا سکتی ہے اس نے آج ہمارا اسار ا بھرم توڑ دیا اس نے ثابت کر دیا کہ ہمیں انسان کی پہچان نہیں ہے اس نے ہمیں غلط سمجھا مجھے تو چھوڑو اس نے تم پر بھی اعتبار نہیں کیا۔" علیزے بھیگے لہجہ میں دھیرے سے کہہ رہی تھی۔

"ہاں عدیب جنت نے ہی یہ کھیل کھیلا ہے ہمارے ساتھ اس نے دھوکا"....

"شٹ آپ۔" وہ یکدم دھاڑا، وہ تینوں بری طرح چونکے۔

"ایسا کیسا ہو سکتا ہے جنت... جنت ایس... ایسا نہیں کر سکتی وہ تو خود ہی غایب ہے۔"

وہ سرخ پڑ چکا تھا، دانیال اور ویٹسن نے متاسفانہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ وہ یہ سب گندے کھیل میں مصروف تھی۔" علیزے چیخی۔

"بھائی آنکھیں کھولو تمہارے سامنے ثبوت رکھا ہے جنت کی زبانی تم نے سب سنا ہے اب کیسے جھٹلا سکتے ہو سچائی کو میں جانتی ہوں میری جان یہ یقین کرنا کہ جنت ایسا کر سکتی ہے ناممکن جیسا ہے میں نے بھی پہلے ویٹسن کی بات پر یقین نہیں کیا تھا مگر جب خود اپنی آنکھوں سے یہ ویڈیو دیکھی تو شک کی گنجایش نہیں رہی۔" وہ کہتے کہتے رونے لگی۔

"بھائی میں سمجھ سکتی ہوں۔" اس کے شانے پر سر ٹکا کر وہ دھیرے سے بولی۔ عدیب جھٹکے سے دور ہوا۔

"نہیں... نہیں ویٹ... ویٹسن یہ ویڈو دوبارہ چلاؤ مجھ... مجھے پورا یقین ہے اپنی محبت پر۔" وہ جیسے پختہ یقین سے بولا، ان تینوں نے اسے افسوس سے دیکھا، ویٹسن نے آگے جھک ویڈیو دوبارہ پلے کی واپس جنت سکرین پر آئی اور زہر ان کے کانوں میں انڈیلنے لگی اب کی بار عدیب آگے کو جھک غور سے دیکھنے لگا، اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔ وہ بے حد مشتعل لب کاٹتے اب ویڈو کو پیچھے کر رہا تھا، ویڈو دوبارہ سے چل پڑی پھر وہ کچھ سیکنڈ آگے پیچھے کرتا رہا، ویٹسن اور علیزے نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیا کر رہے ہو دیب تم ہوش میں آؤ یار بار بار دیکھنے سے ویڈو بدل نہیں جائے گی۔" جب اگلے بیس منٹ تک یہی عمل چلتا رہا تو دانیال اکتا گیا، علیزے کی آنکھیں عدیب کی حالت دیکھ بھر آئیں۔ وہ کوئی پاگلوں کی طرح جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانے کی سعی کر رہا تھا۔

"ویٹسن کیا جنت اسے پہلے کبھی تمہارے سامنے آئی یا اس کی آواز سنائی دی یا ذرا سا بھی شک ہوا تمہیں؟" وہ اب وقفے وقفے سے ویٹسن سے سوال کر رہا تھا جس پر ویٹسن کا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

جواب "نہیں "ہی ہوتا مگر وہ "نہیں " کے آگے کہتا" مگر یہ ویڈو سچ ہے۔" جس کو عدیب نظر انداز کر کے واپس ویڈو کو آگے پیچھے کر کے جانے کیا تلاش کرنے کی کوشش کرتا۔

"بھائی بس کرو کیوں نہیں مان لیتے تم کہ یہ سب جنت خود سچ کہہ رہی ہے اس نے بدلہ "....

"یس آئی نیو اٹ۔" وہ یکدم چلاتا ہوا پیچھے ہوا، وہ تینوں چونکے۔

"کیا ہوا؟"علیزے نے حیرت سے پوچھا۔

"زے میں نے کہا تھا نا مجھے میری محبت پر پورا یقین ہے زے جنت نہیں ہے اصلی گناہ گار۔" وہ علیزے کا ہاتھ پکڑ بے حد خوشی سے نم آنکھیں لیے جلدی جلدی بولا۔

"کک.. کیا مطلب یہ کیا کہہ رہے ہو یہ ویڈیو جھوٹ نہیں ہے۔"علیزے کو سمجھ نہ آیا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم یہ ویڈیو جھوٹ نہیں ہے مگر...." عدیب نے ویٹسن دانیال اور واپس علیزے کو دیکھا۔

"یہ دیکھو غور سے دیکھنا۔" اس نے ان دونوں کی توجہ سکرین کی جانب کروائی، علیزے ویٹسن نے ناسمجھی سے سکرین کو دیکھا، دانیال بھی جلدی سے اٹھ کر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

لیپ ٹاپ کے پاس آگیا اور پھر عدیب نے جو دکھایا اور ان دونوں کو جو یاد کروایا اس کو سن اور یاد کر کے وہ دونوں کنگ رہ گ ئے۔

"وا.... واٹ؟" علیزے کے لب ہلے تھے، ویٹسن اپنی جگہ جم کر رہ گیا تھا۔

"مطلب... مطلب دیب ٹھیک کہہ رہا ہے جنت اصلی گناہ گار نہیں ہے یعنی جنت کا اس میں کوئ قصور نہیں اس کا مطلب جو کوئ بھی اس کے پیچھے ہے اس نے جان بوجھ کر اپچھا اپن نام ویٹسن کو دیا اور جنت کو آگے کر دیا تا کہ ہم سب سمجھیں کہ اس سب کے پیچھے جنت کا ہاتھ تھا یعنی ہماری آنکھوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔" دانیال سر پکڑ کر بھیٹ گیا، علیزے اور ویٹسن نے بے یقینی سے دانیال کو دیکھا پھر ایک دوسرے کو جبکہ عدیب ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"زے جنت کی جان کو خطرہ ہے جنت اس کی قید میں ہے۔" وہ بولا نہیں چلایا تھا اور دھک.... علیزے اور ویٹسن کو محسوس ہوا کہ آسمان سر پر گر پڑا ہے، کتنی آسانی وہ جو کوئ تھا جنت کو منظر میں اصلی مجرم دکھا کر چھپ چکا تھا اور وہ دونوں جنت کو مجرم سمجھ کر روتے رہ گ ئے جبکہ جس لڑکی سے ان دونوں کو جھوٹی حقیقت جان کر نفرت سی ہو رہی تھی۔ وہ لڑکی جانے کب سے اس شخص کی قید میں خود ایک قیدی بنی تھی وہی شخص جو شاید اس سارے کھیل کا اصلی "ماسٹر مائنڈ" تھا۔

نکاح والے دن ویٹسن کا غایب ہونا.... پھر اس کے ساتھ ہوئے حادثے کی خبر ملنا.... پھر اس کی موت، پھر مہینوں بعد ویٹسن کا سامنے آنا... پھر آدھی حقیقت کا پتا چلنا اور پھر اس سب کے پیچھے جنت کا ہاتھ تھا یہ جان کا اس کہانی کو ختم کر دینا۔اس کتاب کو دکھ سے بند کر دینا مگر اب....اب جب اصل حقیقت سامنے آئ تو کہانی واپس شروع ہو گئ... بند کتاب دوبارہ کھل گئ یعنی اب تک جو کچھ ہوا اس سب کی کڑی آپس میں ہی جڑی تھی...قید میں صرف ویٹسن نہیں جنت بھی تھی فرق اتنا تھا کہ ویٹسن رہا ہو کر مظلوم تھا اور جنت قید میں رہتے ہوئے ظالم بن گئ تھی۔

کوئ بے حد آسانی سے سب کچھ کر کے سارا الزام بے گناہ پر ڈال پیچھے ہو گیا تھا اور وہ لوگ جنت کو کوس رہے تھے۔

"جنت کی جان خطرے میں ہے۔"علیزے بھی چلاتی ہوئ کھڑی ہوئ تھی اور پھر ان چاروں کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

کیا کھیل کھیلا گیا تھا؟"

"زے تم اپنی محبت کے قاتل کے ساتھ رہ رہی ہو۔" جان بوجھ کر "زے" لفظ استعمال کیا گیا تھا کیونکہ جنت زے کہہ کر بلاتی تھی جان بوجھ کر یہ چٹ بھیجی گئ تھی

تاکہ شاہ زیب پر شک جاتا لیکن شاید شاہ زیب پر سارا الزام ڈالنے کا پلین ناکام ہو گیا تھا جو جنت کو گھسیٹا گیا کب کیسے کہاں کیوں؟ کسی کے پاس جواب نہیں تھا۔

جنت کا اتنے عرصے سے غایب ہونا فون بند ہونا.... یعنی وہ قید میں تھی؟

جان بوجھ کر فون پر بات کرتے وقت اس ٹیکنالوجی کو لگانا جسے مرد اور عورت کی آواز کا فرق نہ پتا چلے۔ کتنی آسانی سے کسی بے گناہ کو مجرم بنا دیا گیا تھا اور اس کو مجرم بنایا گیا تھا جس کا سوچ کر ہی ان کو تکلیف ہوتی کی وہ کیسے کر سکتی ہیں ان کے ساتھ مگر اس معصوم نے تو کچھ کیا نہیں وہ خود اسی جال میں پھنسی ہوئی تھی۔

ایک ایک کڑی جڑ رہی تھی، ان تینوں کو احساس ہو رہا تھا اب تک جو ہوا تھا۔

اب جنت کہاں تھی؟

کیا ابھی ماسٹر مائنڈ کی قید میں؟

لیکن یہ ماسٹر مائنڈ آخر کون تھا؟

اس سب کے پیچھے وہ کون تھا جس نے جانے کس چیز کا بدلہ لیا تھا جس نے یہ کھیل کھیلا تھا اس کی کیا دشمنی تھی اور کسے؟

علیزے سے؟

عدیب سے؟

ویٹسن سے؟

جنت سے؟

یہ چاروں کی زندگیوں کے ساتھ ایک گندا کھیل کھیلا گیا تھا جسے نہ صرف یہ چار زندگیاں بلکہ ان سے جڑی زندگیاں بھی اس گندے کھیل کے اثر کا شکار ہوئی تھیں اور ان سب کی زندگیوں میں اتھل پتھل مچ گئ تھی۔

آخر ان سب کے پیچھے کون تھا اور اس خطرناک شخص کا کیا مقصد تھا؟

ایک خوف تھا جو اندھا بن کر اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

کڑ پھڑ کی آواز پر اس نے مندی مندی آنکھیں کھولیں تو ہمیشہ کی طرح اس بار بھی خود کو کرسی پر رسیوں سے جکڑے پایا اور اپنی ہلکان ہوتی ہوئیں آنکھوں سے سامنے ہمیشہ کی طرح اسی، ہبشی جیسے آدمی کو دیکھا جو دن میں صرف ایک بار کھانا رکھ کر اس کی رسیاں کھول کر چلا جاتا تھا، اس نے حلق کو تر کرتے ہوئے ایک نظر دال روٹی کو دیکھا کہاں وہ ایسا کھانا کھانے کا تصور بھی نہ کرنے والی اس لمبی قید میں روز زہر مار یہی کھا رہی تھی، اسے پہلے وہ آدمی واپس جاتا اس نے بامشکل اسے آواز دی۔

"سنو؟" وہ رک گیا مگر پلٹا نہیں شاید اسے خود سے کوئی حرکت کرنے کا بھی حکم نہیں تھا۔

"بات... باتھ روم جانا ہے۔" وہ اکثر اسے ایسے ہی کہا کرتی تھی اور وہ بنا کچھ کہے اس کی پاؤں کی رسیاں کھول دیتا۔ وہ اس کے ہمرہ باتھ روم جاتی مگر اس بار اس کے دماغ میں کچھ اور چل رہا تھا کیونکہ اسے باتھ روم جانا نہیں تھا اسے وہاں سے بھاگنا تھا، وہ کئی بار باتھ روم میں ایک جالی کی کھڑکی دیکھ چکی تھی جدھر سے صرف باہر کا آسمان ہی نظر آتا کبھی اندھیرا کبھی اجالا، بس وہ اتنا ہی دیکھ چکی تھی اور اسے اِسے وقت کا معلوم ہوتا تھا۔

وہ چپ چاپ اس کے پاؤں کی رسیاں کھول اپنی جیب سے سیاہ پٹی نکال اس کی آنکھوں میں باندھنے لگا، اسی سیاہ پٹی کی وجہ سے وہ آج تک اس کنڈھرے کمرے سے لے کر باتھ روم تک کا راستہ نہیں جان پائی تھی۔

بہر حال وہ بغیر کوئی چوں چرا کیے خاموشی سے اس کے ساتھ چلنے لگی جس نے اپنا فولادی ہاتھ سے اس کا نرم و نازک سرخ و سفید ہاتھ ایسے دبوچا جیسے وہ بجلی کی رفتار سے بھاگنے والی ہو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

وہ چلتی گئی، قدموں کی چاپ کے علاوہ اسے ہمیشہ کی طرح کوئی دوسری آواز نہیں سنائی دی کتنی دفع غور کرنے کے باوجود، شاید یہاں کوئی تیسرا نہیں تھا۔

اب وہ رک چکا تھا، اس کو ساتھ رکنا پڑا اور اسے اپنی پٹی اتارنے کا انتظار کرنے لگی، وہ باتھ روم کے دروازے پر اس ہی پٹی اتار دیتا تھا لیکن اس بار اس نے پٹی پہلے سے نہیں اتاری بلکہ اسے باتھ روم کا دروازہ کھول اندر دھکہ دیتے دروازہ ایک جھٹکے سے بند کر دیا، اس نے ہڑ بڑا کر آنکھوں کی پٹی اتاری اور ایک اچٹی نظر بند دروازے پر ڈالی اور تکلیف سے اپنے ہاتھ کو دیکھا جہاں اس ہیشی کے اتنی سختی سے پکڑنے پر نشان آ چکے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Ghazal|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

وہ اپنا حال دیکھنا چاہتی تھی مگر اس باتھ روم میں کوئی آئینہ نہیں تھا، وہ سر جھٹک جلدی جلدی ادھر ادھر دیکھنے لگی، کموٹ کے اپر ہی اسے وہ جالی والی کھڑکی نظر آئی، اس نے گردن موڑ ایک نظر بند دروازے کو دیکھا اور پھر اس جالی والی کھڑکی کو، پھر تیزی سے جسم درد سے پھوٹتے ہوئے بھی آزادی کے خاطر حرکت دی اور کموڈ کا ڈھکن بند کرتی ہوئی اس پر کھڑی ہوئی اور اپنی بچی کچی ساری جان لگا کر جالی نکالنے لگی جو آدھی پہلے سے نکلی ہوئی تھی اور آدھی دیوار کے ٹوٹے پلاسٹر سے چپکی ہوئی تھی، اسے آدھی جالی

کھینچنے کے لیے جسم میں قوت نہ ہونے کی وجہ سے تین منٹ لگ گ ئے تھے جب کی دروازے پر دستک ہوئ،اس کا دل کانپ اٹھا۔

"یا اللہ مدد۔" اس نے آنکھیں میچتے ہوٹ جالی پھر سے ساری جان لگا کر کھینچی۔وہ جھٹکے سے نکل اس کے ہاتھ میں آ گئ،وہ پھولی سانس لیتی ہوئی پہلی بار اتنے وقت بعد مسکرائ،نم آنکھوں سے.... آزادی دو قدم کے فاصلے پر تھی۔

دروازے پر پھر دستک ہوئ شاید جالی کھینچنے کی آواز باہر چلی گئ تھی اور وہ آدمی باہر کھڑا کسی دوسری زبان میں چلایا تھا جو اس کے سمجھ نہیں آئ تھی شاید کوئ افریکن زبان تھی،وہ صرف اتنا ہی سمجھ پائ۔

کھڑکی اگر بڑی نہیں تھی تو چھوٹی بھی نہیں تھی اور وہ ویسی اتنی دبلی پتلی تھی اور قید میں مستقل رہنے کے بعد جتنا تھوڑا زیادہ وزن تھا وہ بھی گھٹ گیا تھا،وہ سوکھ کر کانٹا ہو رہی تھی وہ جانتی تھی۔

اس نے جلدی اپنے دونوں ہاتھ کھڑکی پر رکھے۔ہاتھ میں یکدم ہی چبن ہوئ۔

"سسس...." جالی کا کوئ نوکیلا حصہ تھا جو چبا تھا اور ہاتھ سے خون بھی نکل آیا تھا،اس نے درد سے آنکھیں میچ لیں مگر ہمت نہیں ہاری جیسے تیسے کر کے وہ اپنا نازک وجود کھڑکی سے باہر نکالنے میں کامیاب ہوئ،جب اس نے سر نکالا تھا تو دیکھ لیا تھا کہ نیچے

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE

ایک کچرے کا بڑا سا بند ڈبا تھا جس پر وہ کود سکتی تھی، ہاں رسکی تھا مگر آزادی کے لیے اس وقت وہ کچھ بھی کرنے کے لیے تیار تھی۔

"اوہ گاڈ۔" دھڑام سے اس پلاسٹک کے ڈبے پر اس کے وجود کے گرنے کی آواز گونجی تھی، پاس ہی پیڑ کی ٹہنی پر بھیٹی چڑیا سہم کر اڑ گئی تھی، وہ ڈبہ مضبوط تھا یا اس کا جسم اتنا ہلکا پلکھا ہو گیا تھا وہ سمجھ نہ سکی مگر اتنا صاف تھا کہ ڈبے کو کچھ نہیں ہوا تھا البتہ اس کے جسم میں درد ضرور اٹھا تھا، بازو پر چوٹ لگی تھی مگر وہ نظر انداز کرتی کراہتی ہوئی اترنے لگی اسی پل باتھ روم کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلنے کی آواز نیچے تک آئی اور وہ آدمی چلاتے ہوئے کھڑکی تک آیا اور اپنا سر نکال خوخار آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا جس کی روح فنا ہو گئی تھی، وہ زور زور سے بولتا ہوا واپس کھڑکی سے ہٹا یعنی وہ اس تک آرہا تھا، وہ با مشکل ساری جان لگا کر اتری اور اتنی تکلیف کے باوجود سیدھے بھاگنے لگی، سامنے کھلا میدان تھا، وہ نہیں جانتی تھی وہ کہاں تھی، کس سمت بھاگ رہی تھی مگر وہ بس بھاگ رہی تھی اسے صرف اتنا پتا تھا کہ پیچھے وہ آدمی بھاگتے ہوئے اسے پکڑنے آرہا ہے اور دوبارہ قید میں جانے کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

نہیں معلوم تھا یہ قید میں وہ کب تک قیدی رہنے والی ہے، شاید ساری زندگی لیکن اسے اپنوں کے پاس جانا تھا سب سچ بتانا تھا، وہ بنا کوئی پرواہ کیے بھاگ رہی تھی جب اسے دور

ہی پینٹ کوٹ میں ایک شخص فون پر بات کرتا ہوا نظر آیا،اس کے ساتھ ہی شاید اس کی گاڑی کھڑی تھی،اس کی پشت اس لڑکی کی طرف تھی۔

وہ بے اختیار رونے لگی اور آدمی سے مدد لینے کے لیے اس کی طرف بھاگی۔

"پل.... پلی... پلیز ہیلپ می.... پلی.... پلیز آئی وا... واز ایکیو...." وہ بامشکل نیچے گرتے ہوئے بول رہی تھی، پیروں میں جان نہیں رہی تھی اسیلیے اب کھڑے ہونے یا بھاگنے کی قوت باقی نہیں رہی تھی اور اس آدمی کو دیکھ ایسا لگا جیسے صحرا میں بھٹکے کو پانی کا کنواں مل گیا ہو۔

وہ آدمی جھٹکے سے پلٹا اور اپنی آنکھوں پر لگا کال چشمہ ہٹا کر پاؤں کے پاس گری دھان پھان سی لڑکی کو پہلے حیرت اور پھر شدید غصہ سے دیکھنے لگا اور جب اس لڑکی نے اپنا چہرہ اٹھا کر اس فرشتے کو دیکھا تو وہ کنگ رہ گئ..... یہ فرشتہ نہیں یہ تو شیطان تھا۔

یعنی وہ جہاں سے بھاگ کر آئی تھی وہی واپس آ گئ تھی۔

"نہی... نہیں۔" وہ آنکھیں پھاڑے بھیٹے بھیٹے ہی خود کے وجود کو پیچھے گھسیٹنے لگی تھی جبکہ وہ جو پیچھے آدمی بھاگ کر اسے پکڑنے آرہا سامنے اپنے باس کو کھڑے دیکھ رک گیا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئ۔

☆☆☆☆☆☆

"شاہ؟" وہ اسے پکارتا ہوا اپر چھت پر آیا۔ سامنے ہی اسے پلر سے ٹیک لگائے سکون سے آنکھیں موندے سیگریٹ کے گہرے کش لگاتے ہوئے دیکھ سمیر غصہ قابو کر نہ سکا اور تیزی سے اس کی طرف آیا جو دنیا سے بے گانا آنکھیں بند کیے کسی اور ہی جہاں میں تھا۔

"شاہ؟" اس نے اپنی نیلی آنکھیں کھول سمیر کو دیکھا پھر سیگرٹ زمین پر پھینک اسے پاؤں سے روندھتے ہوئے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"کیا ہوا کیوں چلا رہے ہو؟" وہ جان بوجھ کر اپنی سرخ نظریں چراتا ہوا ریلنگ کے پاس آیا اور نیچے جھانکنے لگا۔

"کیا مطلب ہے کیوں چلا رہے ہو کہاں تھے تم تمھارا فون بند کیوں جا رہا ہے؟" وہ شدید غصہ سے بولا۔ شاہ زیب کا انداز اب بھی پر سکون تھا۔

"کیوں کیا ہوا؟ "

"کیا ہوا؟" سمیر نے حیرت اور غصہ سے لفظوں کو کھینچا۔ شاہ زیب نے چہرہ پھیر آبرو اٹھائے اسے دیکھا۔

"تم میرے سوال دہرا کیوں رہے ہو؟"

"میرے سوال دہرا اوہ بھئ تم ہوش میں تو ہو؟" شاہ زیب نے آنکھیں بند کر کے کھولیں جیسے غصہ کو قابو کیا ہو۔

"سمیر کیا ہوا ہے؟" وہ اب پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا۔اس کا دل اتنا سا بھی نہیں تھا اس وقت کسی سے بات کرنے کا مگر سمیر نے اسے مجبور کیا۔وہ اس وقت اکیلا رہنا چاہتا تھا۔

"شاہ سیٹھی صاحب کے ساتھ میٹینگ تھی ہماری آج۔" سمیر چبا چبا کر بولا۔شاہ زیب نے صرف "اوہ" کیا تھا۔کیا مطمعین انداز تھا؟ سمیر مزید جل بھن کر رہ گیا۔

"کہاں تھے تم... جانتے بھی ہو کتنے دنوں سے صرف تمھاری وجہ سے ان کو ٹال رہا تھا آج سب وقت مقرر کر دیا تھا تمھارے گاؤں آنے سے پہلے فون کر کے بھی پکا پوچھا تھا تم نے کہا تھا کہ آج ہی مقرر کروں مگر تم آج غایب تھے کتنی کالز کی مگر تمہارا فون بھی بند جا رہا تھا تم بھول گ ۓ ہو تم الیکشن میں جیت چکے ہو ہزاروں زمے داریاں آ گئیں ہیں ایسے کس طرح تم غایب ہو سکتے ہو ویسے تو تمہیں کام کے علاوہ کچھ سوجھتا نہیں تھا اب کیا ہوا؟" وہ سخت خفگی سے کہہ رہا تھا جبکہ اس کے برعکس شاہ زیب اب نیلی آنکھیں اٹھائے سیاہ آسمان کو دیکھ رہا تھا یا پھر کچھ کوجھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تایا جان تم پر الگ غصہ ہو رہے تھے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی آج ہمیں صرف تمہاری وجہ سے بابا جان نے تایا جان کو روک لیا ورنہ وہ اچھی خاصی تمہاری جھاڑ پلانے والے تھے مجھے تو یقین نہیں آرہا تم نے آج سے پہلے اتنی لاپرواہی کا مظاہرہ کبھی نہیں کیا اب کیا ہو گیا ہے؟" وہ اپنی ہی بولے جا رہا تھا۔ شاہ زیب کی نظریں سیاہ بادلوں پر تھیں۔ گہری نظریں۔

"شاہ؟" سمیر جو بول کر رکا اور شاہ زیب کو متوجہ نہ پایا تو حیرانی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا جس پر وہ یکدم چونکا۔

"ہوں ہاں کیا کہہ رہے تھے؟" سمیر کا دل چاہا وہ اپنا سر پیٹ رہے۔ پچھلے دو منٹ سے وہ مستقل بکواس کر رہا تھا اور یہاں موصوف کا دھیان ہی نہیں۔

"کیا ہوا ہے یار؟" اس نے تنگ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں ہاں وہ میں نہیں آسکا مصروف تھا۔" پلٹتے ہوئے کنپٹی مسلتے ہوئے اس نے لکڑی کی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بھیٹ سرسری سا بہانا بنایا۔

"یہاں اکیلے سیگرٹ پھونکتے ہوئے یہ مصروفیت تھی؟" سمیر دانت پر دانت جمائے اسے گھورتے ہوئے بولا۔ شاہ زیب نے نظریں اٹھا کر زیادہ گھورا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"کہا نا مصروف تھا اب مصروفیت کیا تھی یہ بتانا میں ضروری نہیں سمجھتا۔" واہ کیا شاہانہ انداز تھا۔ سمیر کرسی کھینچ اس کے سامنے بھیٹا اور آگے کو جھکا۔

"شاہ کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ یاد ہے علیزے کے نکاح والے دن بھی تم ایسی مصروفیت کا بہانا بنائے جو نکل گ ئے تھے تائی جان کتنی پریشان تھی پھر میں تمہیں ڈھونڈنے نکلا تو آپ جناب فارم ہاؤس میں دیوداس بنے بھیٹے تھے۔" شاہ زیب نے چونک کر اسے دیکھا جو چہرے پر شریر مسکراہٹ لیے اسے چھیڑ رہا تھا۔ یکدم ہی اس کے سامنے علیزے کے نکاح والے دن کا منظر لہرایا۔

" یہ تم یہاں کیا کر رہے ہو ادھر حویلی میں سب تمہارا پوچھ رہے ہیں تائی جان کتنی فکر مند ہیں آج نکاح ہے حویلی میں سو چیزیں ہیں یہاں پر اکیلے کیا کر رہے ہو؟" وہ جو بازو آنکھوں پر رکھا صوفے پر آڑھا ترچھا لیٹا تھا۔ سمیر کی گونجتی آواز کانوں میں آئی تو فوراً ہی بازو آنکھوں سے ہٹائے اٹھ کر بھیٹا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو کس نے بتایا میں یہاں ہوں؟" اس نے فوراً ہی سخت لہجہ میں پوچھا۔ سمیر کی نظر اس کی سرخ آنکھوں اور بے حال حلیے پر گئی۔ وہ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

"کیا ہو گیا شاہ سب خیریت؟" وہ اس کے نزدیق آکر بھیٹا۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے تمہیں کیسے معلوم ہوا میں یہاں ہوں؟" اس نے سمیر کے سوال کو سرے سے نظرانداز کیے سختی سے پوچھا۔

"وہ...." سمیر نے گردن گھمائے باہر کھڑے گارڈ کی طرف دیکھا جو ان ہی کی طرف متوجہ تھا۔ شاہ زیب کی خونخوار نظریں دیکھ وہ جلدی سے پلٹ گیا۔

"اس کو تو میں...." وہ دانت پیستے ہوئے اٹھ رہا تھا جب سمیر نے روکا۔

"چھوڑو اس کو تم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے حویلی میں کیوں نہیں ہو تم اس وقت؟" سمیر نے فکرمندی سے پوچھا۔

"کیوں میرا ہونا ضروری ہے؟" وہ واپس بھیٹتا ہوا تلخی سے بولا۔ سمیر کو کچھ کچھ اندازہ ہوا۔

"تم.... تم علیزے کی وجہ ایک منٹ تمہیں اسیلیے تو غصہ نہیں کہ وہ تمھاری بچپن کی منگ آج کسی اور کی ہونے جا رہی ہے تمہاری انا کو چوٹ پہنچ...." سمیر کی بات شاہ زیب نے خونخوار نظریں اٹھا کر روک دی۔ اسے محسوس ہوا اس نے غلط اندازہ لگایا ہے۔

"سمیر...." شاہ زیب نے بالوں میں انگلیاں پھنساتے ہوئے ایک گہرہ سانس بھرا۔ سمیر غور سے متوجہ ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یار دادا جان نے کہا تھا وہ میری ہے۔" بھیگا لہجہ، دھیمی مگر بھاری آواز، ماتھے پر کئی بل لیے، بھنویں جوڑیں، نیلی آنکھوں میں اداسی سموئے وہ اس انداز میں بولا تھا کہ سمیر کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔ وہ شاہ زیب بالکل الگ تھا۔ وہ شاہ زیب وہ نہیں تھا جو اب تک علیزے کے معاملے میں بنا تھا۔ سمیر نے اسے کتنی دفع پوچھا تھا کہ وہ علیزے کی رضامندی نہ ہونے کے باوجود اسے کیوں شادی کر رہا تو اس کا یہی جواب ہوتا "دادا جان کا فیصلہ" "دادی جان کی خواہش" مگر آج وہ اس وقت کسی ہارے ہائے جواری کی طرح مانو اپنی شکست کے بارے میں درفیات کر رہا تھا۔

"شا...." سمیر کو سمجھ نہ آیا اس لمحے وہ کیا جواب دے۔

"وہ کیسے کسی اور کی ہو سکتی ہے وہ.... وہ تو میرے نام سے جڑی تھی میرے دل کا ٹکرا تھی نا وہ پھر کیسے...." وہ سخت مشتعل ہوتا ہوا سر جھکا گیا اور اپنے بالوں کو دونوں ہاتھ کی مٹھیوں سے بھینچ لیا جیسے اعصاب ٹھنڈے کر رہا ہو۔ جیسے خود کو کمپوز کر رہا ہو، سمیر کے لیے یہ صورتِحال غیر متوقع تھی۔

"شاہ یہ میں"....

"سمیر جانتے ہو وہ مجھ سے بچپن میں جب خفا ہوتی تھی ناتو اس کو منانا میرے بائے ہاتھ کا کھیل ہوتا تھا مگر آج اس کو منانا ناممکن ہے کیونکہ نہ تو وہ روٹھی ہوئی ہے اور نہ ہی...." وہ رکا۔ سمیر نے اس کے اضطراب چہرے کو دیکھا۔

"اور نہ ہی اب ہم چھوٹے رہے ہیں۔" دھیرے سے کہا۔ سمیر الجھا۔

"اب انا آگئی ہے میں تصور بھی نہیں کر سکتا اس لڑکی کو جا کر اپنے احساسات سے آگاہ کرنے کا جس نے سب کے سامنے ہماری برسوں کی روایت کو ٹھوکر ماری ہو جس نے مجھے میرے منہ پر انکار کیا ہو اس لڑکی کو میں بچپن کس منہ سے یاد کرواؤ کیسے ایک تھپڑ مار کر اسے جھنجھوڑوں اور کہوں کہ دیکھو میں وہی دس سال والا شاہ زیب ہوں جو کبھی تمھارے لیے سب کچھ ہوتا تھا تم وہی پانچ سال کی علیزے ہو جو شاہ زیب کے دل کا ٹکرا ہوا کرتی تھی میں کیسے اپنی عزتِ نفس کو پیروں میں روندھتے ہوئے اس خود سر لڑکی کے پاس جاؤں جو بدل گئی ہے جو ان اٹھارہ سالوں میں وہ ننھی علیزے نہیں رہی ہے جو اپنی چھوٹی سی انگلی خود آگے بڑھاتی تھی تا کہ میں اسے ہمیشہ کی طرح تھام کر قدم آگے بڑھاؤں آج وہ علیزے نفرت کے سوا کچھ نہیں جانتی کسی احساس سے وہ آشنا نہیں ہے میں جانتا ہوں محبت ہمیشہ یک طرفہ رہی ہے مگر.... مگر پسند تو دو طرفہ تھی نا لگاؤ تو دو طرفہ تھا۔" وہ بے بسی سے بوجھل دل لیے کہہ رہا تھا۔ سمیر پر یہ بہت بڑا

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انکشاف تھا۔ وہ دنگ اسے دیکھتا گیا۔ اس نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ شاہ زیب اس قدر کسی کو چاہ سکتا ہے.... علیزے کو چاہ سکتا ہے۔

"میں کیسے اپنی آنکھوں کے سامنے اسے نکاح نامے پر کسی اور کے لیے دستخط کرتا دیکھوں کیا میرا دل نہیں پھٹ جائے گا؟" وہ سمیر سے مخاطب ہوتا ہوا اب کئی اور ہی چلا گیا تھا۔

پھر جانے کتنی دیر شاہ زیب نے اپنا دل سمیر کے ساتھ ہلکا کیا تھا۔ کتنی دیر وہ غمگیں ہوتا ہوا اس سچائی کو قبول کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا کہ آج علیزے ویٹسن کی ہو جائے گی۔ وہ جو اس کی تھی اب کسی اور کی ہو جائے گی پھر اسے سوچنا بھی حرام ہو گا۔

شاہ زیب نے سمیر کو واپس بھیج دیا اور پھر

کتنی دیر بعد جب شاہ زیب نے خود کو سنبھال لیا تو وہ حویلی پہنچا مگر وہاں پولیس کو دیکھ حیران ہوا اور جب سمیر سے یہ معلوم ہوا کہ ویٹسن اب اس دنیا میں نہیں رہا۔ عین نکاح والے دن ہی وہ علیزے کو الوداع کہہ گیا تو وہ سکتے میں آ گیا تھا۔

پھر سمیر نے شہاز یب سے پوچھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubainovelszone.com

"کیسا محسوس ہو رہا ہے شاہ وہ اب کسی کی نہیں ہو رہی؟" سمیر نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا تھا جو ابھی پولیس سے بات چیت کرتے ہوئے مردان خانے سے نکل رہا تھا۔

"پتہ نہیں۔" اس نے اس وقت دل کا کھنگالنے کی کوشش کی تھی مگر خاموشی کے سوا کچھ نہ ملا تھا شاید علیزے پر جو غم کا پہاڑ ٹوٹا تھا اور اس وقت وہ کیا محسوس کر رہی ہو گی یہ سوچ شاہ زیب کا دل کسی خوشی یا اطمینان کے احساس سے دوچار ہونے کی اجازت ہی نہیں دے رہا بلکہ اس کے لیے بے حد فکر مند اور پریشان تھا۔

پھر اگلے ایک مہینے تک جب سب علیزے کا غم بانٹنے یا اسے اس دکھ سے نکالنے کے لیے اس کے پاس جاتے رہتے اس کے کھانے پینے کا خیال رکھتے، خاص کر اس کا خیال رکھتے تب بے حد مصروفی کے باعث بھی وہ لازمی حویلی گھستے کے ساتھ ہی ملازمہ سے ضرور خبر رکھتا کہ علیزے نے کھانا کھایا آج یا نہیں اور اس کے بعد ہی وہ بھی کھانا کھاتا۔ ایک بار جب اس نے ملازمہ سے علیزے کی خیریت ڈھکے چھپے الفاظ میں پوچھی تو اسے معلوم ہوا کہ علیزے نے آج کچھ نہیں کھایا وہ بے حد ڈپریس ہے۔ سب کے اتنا اصرار کرنے کے باوجود اس نے چلا کر سب کو اپنے کمرے سے نکال دیا اور کمرا بند وہ صبح سے بھیٹی ہے تو اس نے کے بعد شاہ زیب کا چین غارت ہو گیا تھا۔

ماورہ نے اسے کھانے کا پوچھا تو اس نے بھی انکار کر دیا لیکن ماورہ نے کہا کہ وہ اس کے انتظار میں رات گ ئے بھوکی ہے تو مجبوراً اس نے ماورہ کے ساتھ صرف دکھاوے کے لیے چند لقمے لیے تھے، اس کے بعد نہ تو وہ سو سکا تھا بلکہ بہانے سے کتنی بار وہ علیزے کے کمرے کا بند دروازہ دیکھ چکا تھا اور اگلے دن اس نے انیلا بخت کو گھما پھرا کر مشورہ دیا کہ انور بخت اپنی فیملی کے ساتھ علیزے سمیت واپس سڈنی چلے جائے۔ اسے محسوس ہوا تھا کہ جب تک علیزے حویلی رہے گی کبھی بھی دکھ سے ابھر نہیں پائے گی مگر انیلا بخت اپنی عین کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھنا چاہتی تھیں اور پھر اچانک انور بخت کی طبیعت خراب ہوئی اور انہوں نے علیزے کے ساتھ شاہ زیب کی دوسری شادی کی خواہش رکھ کر دونوں کی زندگی میں ایک بہت بڑا بدلاؤ لے آئیں۔

جب انیلا بخت نے شاہ زیب نے پوچھا تو اس کا دل تو بے حد مسرور ہوا مگر دماغ میں پہلا خیال ماورہ کا اور پھر علیزے کا رویہ علیزے کی نفرت آگئی اور دماغ کا شور اتنا تھا کہ دل کی آواز کہی دب کر رہ گئی جس کی وجہ سے اس نے شادی کے بعد بھی علیزے سے سخت رویہ رکھا۔ پہلے اس نے نکاح کے بعد اسے پہلی بار ملنے کے لیے سوچا کہ نرمی سے بات کرے گا کیونکہ اب پوری زندگی گزارنی ہے لیکن علیزے کے خیالات ہرگز نیک نہیں تھے اور پھر وہی سے ان کی ایک خاموش جنگ شروع ہو گی جو ہرگز خاموش نہ تھی

اگرچہ علیزے اپنے تلخ جملے اپنے اندر تک محدود نہ رکھتی تھی تو شاہ زیب بھی زبان پر کڑوی باتیں لے آتا تھا اور ان کی تلخ کلامی شروع ہو جاتی تھی۔

علیزے کی نفرت پر اس کے دل نے یہ تسلیم کر لیا کہ علیزے کو وہ پانچ سال کی علیزے سمجھنا چھوڑ دے ہاں کبھی کبھار دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اسے پانچ سال کی علیزے کی طرح محبت کی ایک جھلک دکھا دیتا تھا مگر پھر سے سختی کا لبادہ اڑھ لیتا تھا۔

پہلے پہل تو اس نے علیزے سے خود کو دور رکھنے کا ہی سوچا تھا جب ہی پہلی رات پر ہی اسے واضح کر دیا کہ یہ ایک مجبوری کا رشتہ ہے مگر بعد میں اسے احساس ہوا کہ یہ رشتہ جو بھی ہو مگر ایک مضبوط رشتہ ہے جو ساری زندگی چلنا ہے کم از کم وہ علیزے کی بے وقوفی کی وجہ سے کچھ نہیں ہونے دے گا اور پھر کچھ دل کی دبی دبی ہی سہی آواز تھی، اس کو اپنے دسترس میں دیکھ وہ دبا باہی سہی اسے تنگ کرنے لگتا تھا اسلیے لہذا بہت جلد ہی اس نے علیزے کو مکمل طور پر انور بخت کی دھمکی جو کہ دھمکی ہر گز نہیں تھی بس علیزے کو تنبیہہ تھی اس کو دے کر اسے اپنی دسترس میں لے لیا اور جب بھی اس کا دل بے قابو ہونے لگتا وہ علیزے کے لاکھ احتجاج کے باوجود اسے بانہوں میں سمیٹ لیتا۔ وہ جانتا تھا علیزے روتی تھی اس کو ہر گز یہ زور زبردستی اچھی نہیں لگتی تھی اسے آج بھی یاد تھا جب اس کو پہلی بار اپنی آغوش میں نامحسوس انداز میں سمیٹا تھا تو

علیزے کے آنسوں اسے محسوس ہوئے تھے ، وہ اتنا بھی بے گانا نہیں تھا کہ اس کی ہچکیاں اسے نہ سنائی دیں لیکن جیسے اس نے کان آنکھیں سب بند کر لیں تھیں لیکن اس طریقے سے اسے چھوا تھا جیسے وہ کوئی پھول ہو اور شاید اسی خوبصورت اور نرم لمس کا اثر تھا کہ اس کے بعد علیزے روئی نہیں مگر ہمیشہ مزاحمت جہاں تک ہو پاتی وہ وہاں تک کرتی مگر پھر خود کو چپکے سے اس کے حوالے کر دیتی ، شہازیب کو محسوس ہوا تھا کہ کتنی بار علیزے جان بوجھ کر دکھاوے کی مزاحمت کرتی کیونکہ وہ جانتی تھی فایدہ نہیں کوئی لیکن وہ اسے جان بوجھ کر اپنے اپر آسانی سے اختیار نہیں لینے دیتی وہ اسے جان بوجھ کر تنگ کرتی مگر اس نے "غلط فہمی" یا "خوش فہمی" سمجھ اس خیال کو جھٹک دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

وہ علیزے سے جتنا سخت رویہ رکھتا جتنا اسے تلخ کلامی کرتا مگر وہ یہ بات نہیں جھٹلاتا تھا کہ وہ ایک بے حد خود مختار اور بہادر لڑکی ہے جس کی سوچ معاشرے کے لحاظ سے غلط ضرور مگر عقلمندی کے لحاظ ٹھیک ضرور ہوتی تھی مگر وہ کبھی بھی اس کو یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ وہ اسے بدلنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ اندر ہی اندر اسے یہی ٹکر والی علیزے بے حد پسند آئی تھی مگر وہ اسے تھوڑا سمجھوتا کرنا سکھانا چاہتا تھا جو ایک انچ اپنی بات اپنے یقین سے نہیں ہٹتی تھی جو اس کے لیے ہی نقصان دہ تھا، چاہے وہ آسمان لے اڑنے والی ہو مگر

اسے اسے زمین پر چلنا تھا کیونکہ اسے زمین پر اس معاشرے میں رہنا تھا اور شہازیب کی تربعیت اسی معاشرے کے لوگوں کے تنگ ذہن سے ہوئ تھی اسیلیے وہ علیزے کے اتنے آزاد نہ خیالات پر محبت ہونے کے باوجود اختلاف کرتا تھا اور یہی وجہ تھی جسے علیزے اسے بھاگتی تھی۔دونوں میں بے شک مغرب اور مشرق جیسے فرق تھا بس ایک چیز انہیں جوڑے رکھی تھی وہ تھی "محبت "اور شاہ زیب کی اچھی قسمت یا علیزے کی بری قسمت۔

جب علیزے کو دوبارہ اپنا بچپن یاد آیا تھا تو وہ دونوں پھر سے ایک ہو گئے تھے۔علیزے نے تمام اختلافات چھوڑ دیے تھے اس نے دل سے شاہ زیب کو قبول کر لیا تھا ہاں کئی بار ان کے بیچ بحث ہوتی مگر اب بحث تک ہی رہنے لگی تھی اب جنگ کی طرف نہیں جاتی تھی کیونکہ یا تو شاہ زیب ہتھیار ڈال دیتا تھا یا بڑی مشکل سے علیزے لیکن ایسا کم ہی ہوتا تھا کہ علیزے ہتھیار ڈال دے شاہ زیب کو ہی اس کے ضد کے آگے مجبور ہونا پڑتا تھا مگر اگر کوئی ایسی بات ہو جس پر شاہ زیب کا دماغ بری طرح گھوم جائے تو علیزے ہی چپ ہو جاتی تھی مگر خفگی قایم رہتی تھی لیکن آخر میں شاہ زیب اسے محبت سے منا لیتا تھا۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ زیب کو ایک اور سکون یہ تھا کہ علیزے نے کبھی بھی ماورہ کا ذکر نہیں کیا تھا کہ وہ اس کی پہلی بیوی ہے اس نے کبھی بھی ماورہ کے لیے نفرت کا مظاہرہ نہیں کیا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ علیزے آخر کار ایک عورت ہی ہے اور یہ بات اسے تنگ تو کرتی ہے مگر وہ کبھی کہتی نہیں تھی اکثر اپنی خوشیوں میں اتنا مگن ہو جاتی کہ سرے سے بھول جاتی کہ شہازیب کی کوئی اور بیوی بھی ہے لیکن ماورہ یہ کبھی نہیں بھولتی تھی اور اسیلیے اس کو پریشانی رہتی کہ وہ دونوں کے درمیان عدل تو رکھ رہا ہے یا نہیں۔

سب کچھ کتنا ٹھیک جا رہا تھا مگر اچانک ہی یہ سب ہو گیا تھا۔

علیزے کا مہک کی شادی میں شہر جانا ان کی زندگی میں بوچھال لے آیا تھا۔

کس کو خبر تھی کہ ویٹسن واپس آجائے گا اور علیزے.... علیزے جس نے آہستہ آہستہ شاہ زیب کے ساتھ اس کی دنیا میں رہنا سیکھا تھا وہ یکدم ہی اپنی دنیا میں واپس چلی جائے گی اور پھر سے پہلے والی علیزے بن جائے گی۔

علیزے کا طلاق کے مطالبے نے شاہ زیب کو اندر تک ہلا دیا تھا اور پھر غصہ... انا.... غیرت... بخت کا خون وہ سب جوش مار گیا تھا۔

ایک تھپڑ کی وجہ سے علیزے نفرت واپس دیکھ وہ بری طرح مشتعل ہو گیا تھا۔

یعنی علیزے نے اسے کبھی دل سے قبول ہی نہیں کیا تھا وہ سب ایک دکھاوا تھا؟

اسے شہر جانے سے پہلے علیزے کے ساتھ گزارا ہوا وقت یاد آیا۔

وہ اس وقت بیڈ پر بھیٹ بڑے انہماک طریقے سے اپنے پاؤں کے بڑے بڑے ناخن پر نیل پالش لگا رہی تھی اور شاہ زیب برابر میں کوہنی کے بل لیٹا توجہ سے اس کی حرکات و سکنات دیکھ رہا تھا۔

"علیزے؟" اس نے سنجیدگی سے پکارا۔

"ہوں۔" وہ مشغول نظر آ رہی تھی۔

"رکھو اس سب کو۔" وہ چڑ کر بولا۔

"بس پانچ منٹ۔" وہ بغیر اسے دیکھے احتیاط سے لگاتی ہوئی بولی۔

"کیا پانچ منٹ لگائے رکھا ہے۔" وہ کچھ جھنجھلا کر بولا۔ کتنی دیر سے وہ اسے لیٹنے کا کہہ رہا تھا مگر وہ پانچ منٹ پانچ منٹ کرے جا رہی تھی۔ اس نے جواب نہیں دیا ویسی مصروف رہی۔

"علیزے؟" شاہ زیب کو اب غصہ آنے لگا تھا۔

"بس دو منٹ۔" ایک اور وقت دیا گیا تھا۔ شاہ زیب نے بنا کچھ کہے اس کے ہاتھ سے نیل پالش لیے دور پھینک دی۔ علیزے کی آنکھیں پھیل گئیں۔

www.zubinovelszone.com

"کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ جنگلی جاہل انسان۔" وہ بری طرح چیخی۔ شاہ زیب کے ماتھے پر کچھ بل پڑے۔

"یہ کس طریقے سے بات کر رہی ہو تم مجھ سے ؟" وہ اٹھ کر بھیٹا۔

"جس طریقے سے تم ڈزرو کرتے ہو جب کہا تھا دو منٹ رکو تو موت آرہی تھی اور میں سو جاؤں گی تمہیں کیا ہے ابھی میں نے مووی بھی دیکھنی ہے تم لایٹ بند کر کے سو جاؤ۔" وہ غصہ سے بولتی ہوئی احتیاط سے اٹھی اور نیل پالش زمین سے اٹھا کر سنگھار میز پر رکھ کر بولتی ہوئی موبایل کھولنے لگی۔ شاہ زیب نے ایک جھٹکے سے اسے موبایل چھینا۔

"نہیں اس کو مت پھینکنا ورنہ میں تمہیں پھینک دوں گی۔" وہ چلاتی ہوئی اس کے کرتے کو کھینچتے ہوئے بولی۔ شاہ زیب جس نے اس کا موبایل پھینکنے کے لیے ہوا میں رکھا تھا ایک سنجیدہ نظر اس پر ڈال اس کی گود میں پھینک دیا۔ علیزے نے اسے جلدی سے چھوڑ موبایل کو اٹھا کر سینے سے لگایا۔

"شکر۔" وہ آنکھیں بند کرتی ہوئی مطمعین ہوئی پھر اسے پہلے وہ آنکھیں کھول اسے سناتی شاہ زیب بتیاں بجھا کر کمبل اڑھتا کروٹ لیے لیٹ گیا۔ علیزے یکدم چپ ہوئی۔

"ہنہہ جاہل انسان۔" پھر سر جھٹک موبایل کی طرف متوجہ ہوئی مگر دل نہیں چاہا تو تکیہ کے نیچے رکھ خود بھی بتی بجھا کر لیٹ گئی۔ اب ایک ہی فانوس جل رہا تھا جس کے باعث کمرے میں نیم اندھیرا ہو رہا تھا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ علیزے کو کچھ احساسِ ندامت محسوس ہوا۔

"مجھے بدتمیزی نہیں کرنی چاہیے تھی۔" دل نے پکار کی۔

"مگر اس نے جو بدتمیزی کی۔" دماغ جلدی سے بول اٹھا۔

"مگر وہ مجھے بلا ہی تو رہا تھا میں ہی ٹال رہی تھی۔" دل نے پھر سے جواز پیش کیا۔

"ہاں تو ایسے جنگلیوں کی طرح بلاتے صبر نہیں کر سکتا تھا۔" دماغ کہاں باز رہتا وہ کچھ جھنجھلا کر کروٹ بدلتی ہوئی اس کی چوڑی پشت کو گھورنے لگی۔

"کیا میں سوری کہوں؟" ہونٹ چباتے ہوئے سوچا گیا۔

"نہیں فری نہ ہو جائے۔" جھرجھری لیے نفی کر گئی۔

"تو پھر شاید ناراض ہو گیا میری خفگی کا کتنا خیال رکھتا ہے مجھے بھی رکھنا چاہیے۔" یکدم دوسری سوچ آئی۔

"کیا کروں۔" سوچا گیا، پھر کچھ سوچ مصنوعی کھانسنے لگی۔ شاہ زیب کروٹ لیتا سیدھا ہوا علیزے نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"صبح منالوں گی فری بھی نہیں ہو پائے گا۔" پھر سوچتی ہوئی وہ بھی سیدھی لیٹ گئی اور آنکھیں بند کرلیں۔

"ایک منٹ اگر صبح میرے اٹھنے سے پہلے چلا گیا پھر سارا دن ناراض رہے گا؟" جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔

"یہ تو غلط ہے۔" پھر کافی سوچ بچار کے بعد وہ کسی نتیجے تک پہنچی اور خاموشی سے بنا کچھ کہے اس کی طرف سرکنے لگی۔ شاہ زیب آنکھیں بند کیے لیٹا تھا مگر اس کی ساری حرکات وسکنات وہ محسوس کررہا تھا۔

اس کے قریب آکر اس نے اس کے وجیہہ چہرے کو اتنے قریب سے دیکھا اور مسکرائی۔

"ہینڈسم تو ہے۔" دل میں سوچتی ہوئی آہستہ سے سر اس کے کندھے پر رکھ دیا شاہ زیب ابھی ٹس سے مس نہ ہوا۔ علیزے نے حیرانی سے آنکھیں کھولیں۔

"ایں فری نہیں ہوا؟" وہ ویسی ہنوز لیٹا تھا۔

"شاید زیادہ ناراض ہے کیا ضرورت تھی علیزے اتنی بدتمیزی سے بات کرنے کی اور جاہل جنگلی کہنے کی شوہر ہے تمہارا کتنا گناہ ملا ہوگا یااللہ سوری لیکن آپ بھی جانتے ہیں نا

شروع یہ کرتا ہے۔" وہ سر ہلکا سا اٹھائے دل ہی دل میں اللہ کا مخاطب کرتی ہوئی بولی پھر واپس اس کو دیکھا۔

"سو... سوری۔" واپس سر کندھے پر رکھ دھیرے سے اپنی انگلیاں اس کے کرتے کے بٹن پر پھیرتی ہوئی وہ بولی۔ شاہ زیب زیرِ لب مسکرایا۔

"سوری کہہ تو دیا اب زیادہ بنو مت میں جانتی ہوں جاگ رہے ہو؟" وہ منہ بنا کر بولی اور اسی پل شاہ زیب نے اس کے کمر کے گرد بازو حایل کرتے ہوئے اسے خود سے بھینچ لیا۔ اچانک حملے پر وہ اس کے سینے سے لگی دبی دبی چلائی۔

"ایسا ہو سکتا کہ تم اتنے قریب ہو اور میں خواب خرگوش کے مزے لوں یہ دل اجازت دیتا ہے؟" وہ اس کے کان کے پاس سرگوشی کیے بولا۔

"ہنہہ ٹھیک ہے اب تھوڑا سا تو سپیس دو سانس نہیں آرہی مجھے اور یہ کمبل بھی دو سردی لگ رہی ہے سارا خود ہی لے لیتے ہو سب جانتی ہوں جان بوجھ کر لیتے ہو سارا تا کہ میں قریب ہو کر تم سے گھس کر لیٹوں۔" وہ کمبل اپنے اپر ڈال منہ بناتی ہوئی سر پیچھے کیے بولی کیونکہ خود تو پیچھے ہو نہیں پا رہی تھی کیونکہ شاہ زیب نے مضبوطی سے بھینچا ہوا تھا۔

"یہ میں جب بھی قریب ہوتا ہوں تمہیں سانس کیوں نہیں آتی۔" وہ کچھ تپا ہوا سا بولا علیزے ایسی کرتی تھی جب بھی وہ کوئی جسارت کرتا "سانس نہیں آرہی میں مر جاؤں گی" کہتی پیچھے ہٹ جاتی تھی۔

"ہاں تو ایسے پکڑتے ہو جیسے میں بھاگ جاؤں گی اتنی سختی سے تو بابا یہ فولادی بازو جسم میں دھنستے محسوس ہوتے ہیں۔" وہ چہرہ اٹھا کر نیلی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

وہ مسکرادیا۔ "بھاگ سکتی ہو مجھ سے؟" علیزے نے آنکھیں گھما کر واپس اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپالیا۔

"بھاگ کر بھی کہاں جاؤ گی تمہارے سارے راستے میرے طرف ہی لوٹتے ہیں۔" اس کی کمر نرمی سے سہلاتے ہوئے اپنے لب اس کے بالوں میں رکھ وہ محبت سے بولا تھا۔ علیزے کو کچھ سکون محسوس ہوا۔ وہ مزید اس میں گھسی لیکن پھر کچھ چونک چہرہ پیچھے کیا۔

"ایں مطلب؟" بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی کیں شاہ زیب نے مسکرا کر اسے دیکھا نیم اندھیرے میں اس کا چہرہ کافی روشن تھا وہ اس پر بے اختیار جھکا۔

کچھ دیر معنی خیر خاموشی کے نظر ہو گئے پھر علیزے کو کچھ سوجھا۔

"میں اگر بھاگ گئی تو؟" اچانک اس نے پوچھا۔

"تو میں تمہیں واپس لے آوں گا اپنی دسترس میں۔" اس کے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے نرمی سے اس نے کہا۔

"اور اگر میں نہیں آئی تو؟" وہ آنکھیں مٹکا کر بولی۔

"تمہارے تو اچھے بھی آئیں گے۔ "

"یہ صحیح ہے پھر اچھوں کو لے آنا اپنی دسترس میں کیونکہ میں تو نہیں آوں گی۔" وہ زبان دکھائے اسے چڑاتی ہوئی بولی۔ وہ اس کی آخری بات کو سنی ان سنی کرتا بے اختیار مسکرا کر بولا۔

"بچپنا ہے تم میں ابھی بھی۔" علیزے کی آنکھیں پھیلیں۔۔

"جی نہیں بیٹا آیم آ گرون اپ ومین ہنہہ۔" وہ بال جھٹکتی ہوئی ادا سے بولی، شاہ زیب دلچسپی سے مسکرایا۔

"اچھا مجھے تو یقین نہیں۔" اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی لیکن علیزے نے دھیان نہیں دیا۔

"لے یقین ہی نہیں کوئی نہیں میں تمہیں یقین دلاؤں گی بیٹا۔" وہ چٹکیاں بجاتی ہوئی اپنی بولتی گئی۔ ایسا ہی ہوتا تھا جب ہی وہ دونوں بے حد قریب ہوتے ہوئے یہاں تک کہ ایک انچ کا فاصلہ بھی نہیں رہتا تو جہاں شہازیب اپنی محبتیں لٹاتا تو علیزے بہت

باتیں کرتی زیادہ تر اپنی تعریف جس کو شہازیب مزے سے سنتا۔ یہ وقت صرف ان دونوں کے لیے ہوتا تیسرے کی کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ نہ کوئی انا ہوتی نہ کوئی نفرت بس وہ دونوں اور محبت۔

"اچھا یقین دلاؤ پھر مجھے۔" وہ ابھی اس کی شوخی نہیں سمجھ پائی تھی۔

"ایک منٹ موبایل کہاں ہے میں...." وہ شاید کچھ اور دکھانے جارہی تھی مگر شاہ زیب نے روک دیا اس وقت وہ موبایل بھی درمیان میں آنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ یہ وقت اس کا اور کے دل کے ٹکرے کا تھا۔

"مجھے تو یقین نہیں جب تک میں اپنی آنکھوں سے نا دیکھ...." وہ دانستہ طور پر اپنی بات ادھوری چھوڑتا ہوا اس کی شرٹ کا کالر کندھے سے کھینچ بولا، اشارہ کیا تھا وہ یکدم ہی سمجھی تھی اور سرخ بھی پڑی۔

"شرم تو آتی نہیں بے ہودہ انسان میں جانتی تھی فری تم نے ہونا ہی ہونا ہے۔" وہ اس کے حصار میں مچلتی ہوئی بولی مگر شاہ زیب کا جاندار قہقہہ جیسے رنگ بکھیر گیا تھا علیزے یکدم ہی رک کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ ہنس رہا تھا تو نیلی آنکھیں بھی ہنس رہی تھی۔ آنکھوں میں نمکین پانی آگیا تھا۔ وہ علیزے کے ردِ عمل سے کافی لطف انداز ہوا تھا، علیزے نرمی سے مسکرادی۔

"اچھا چھوڑو مجھے نیند آرہی ہے اب۔" سر جھٹک پھر سے الگ ہونے کی کوشش کی گئی۔

"لیکن اب مجھے تو بالکل نہیں آرہی ہے اب یقین تو میں نے کرنا ہی ہے۔" وہ جیسے اٹل لہجہ میں بولتا ہوا علیزے کے چھکے چھڑا گیا۔

"میں مزاق کررہی تھی سوری نہیں شاہ زیب۔" وہ مزاحمت کرتی ہوئی بوکھلا گئی مگر اس نے پہلے کبھی سنی تھی جواب سنتا۔

"یار مجھے گدگدی ہورہی ہے۔" وہ ہنستی ہوئی اسے الگ ہونے کی کوشش کرنے لگی، وہ چونک کر رکا۔

"تمہیں ہوتی ہے؟" سنجیدگی سے پوچھا علیزے نے نم آنکھوں سے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"واہ۔" اور پھر واقعی میں اس کے پیٹ میں گدگدی کرنے لگا اور وہ اتنی زور زور سے ہنسنے لگی اور اس کے ساتھ شاہ زیب بھی ہنسنے لگا وہ واقعی اس وقت بچی لگ رہی تھی۔

"پاگل۔" وہ اس پر رحم کھاتا ہوا اس کے ماتھے پر بوسہ دے گیا علیزے مسکرا کر اس میں دوبارہ گھس گئی۔ وہ کچھ حیرت اور خوشی سے مسکراتا ہوا اسے باہوں میں لے گیا۔

کتنے حسین پل تھے جو کم ہی سہی مگر انہیں نے ساتھ بتائے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"شاہ کیا ہوا؟" سمیر جیسے اسے ہوش میں لایا تھا۔

"کچھ نہیں سیٹھی سے دوبارہ میٹینگ طے کر لو۔" وہ سر جھٹک کر اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا پلٹ گیا۔ سمیر اس کی پشت دیکھتا حیران رہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"یاد کرو یہ اشارہ۔" وہ اسی لمحے تیزی سے ویڈیو کو پاز کر کے بولا تھا ویٹسن اور علیزے نے کافی نا سمجھی سے سکرین کو دیکھا۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ عدیب آخرمان کیوں نہیں رہا کہ جنت ہی اصل مجرم ہے وہ جنت کی زبانی سن کر بھی یقین کیوں نہیں کر رہا تھا۔

ان دونوں نے سکرین کو دیکھا جس پر جنت بات کرتے بار بار اپنے دائے گال پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔ علیزے ویٹسن نے نا سمجھی سے عدیب کو دیکھا پھر واپس سکرین کو یکدم ان دونوں کے ذہن میں جھماکا ہوا، نیو ایر کی رات ان کے آنکھوں کے سامنے آئی۔

"اوکے اوکے گایز چِل جنت ہیو سمتھنگ ٹو ٹیل یو۔" وہ سارے گھیرہ بنائے اس وقت کھلے آسمان کے نیچے بھیٹے تھے بارہ بجنے میں ابھی وقت تھا نئے سال شروع ہونے میں ابھی کچھ دیری باقی تھی وہ سب دوست بنگسٹرز آگ جلائے گھیرہ بنائے بھیٹے ویٹسن

کا گانا سن رہے تھے جو وہ گٹار ہاتھ میں لیے گا رہا تھا اور وہ رومینٹک گانا بلاشبہ عین سامنے بھیٹی علیزے کو ڈیڈیکیٹ کیا گیا تھا جس کو خود ہی نہیں علم تھا۔

سب تالیاں بجاتے ہوئے ویٹسن کی آواز کی تعریف سے فارغ ہوئے۔عدیب نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"واٹ؟"سب ایک آواز میں بولے۔

"آہم اینی گڈ نیوز۔" جینی نے ایلبرٹ کے بازو سے لپٹتے ہوئے شریر انداز میں عدیب اور جنت کو دیکھ کہا۔جنت نے اسے آنکھیں دکھائیں مگر سب کا شرارت سے بھرا قہقہہ گونجا۔

"اوایم جی ریلی؟"ایلی نے بھی مصنوعی حیرانی کا مظاہرہ کیا۔

"ہو گیا تم لوگوں کا؟"عدیب نے شکستہ انگریزی میں جھاڑ پلائی۔

"اوہ ہوں جنت کیا ہوا؟"علیزے نے سر جھٹک اپنے برابر بھیٹی جنت سے پوچھا۔

"مجھے کیا پتہ اور عدیب مجھے کیا بتانا ہے؟"وہ جیسے خود ہی انجان تھی۔

"ارے جنت بھول گئی تمہیں کیا بتانا تھا؟"عدیب نے آنکھیں دکھائی۔

"کیا؟"جنت نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔علیزے نے ویٹسن کی طرف حیرت سے بھویں اچکا کر پوچھا وہ بھی سب کی طرح انجان تھا۔

"ایک منٹ عدیب یہ کیا چل رہا ہے بولو بھی؟" ویٹسن الجھ کر چلایا۔

"ہاں یار ڈرنکس ٹھنڈی ہو رہی ہے۔" ایلبرٹ نے شکوہ کیا۔

"ڈرنکس ٹھنڈی ہی ہوتی ہے ڈمب۔" کلوئی نے کہا۔ سب کا قہقہہ گونجا۔

"اوہ میرا مطلب گرم ہو رہی ہے۔" جینی کو غصہ سے دور ہوتا دیکھ اس نے جلدی سے تصحیح کی۔ وہ مسکرا کر واپس اسے لگ گئ۔

"بھئ بولو بھی۔" علیزے کا صبر جواب دے رہا تھا۔

"بولو جنت۔" عدیب نے آنکھوں کے اشارے سے کہا۔ اسے یاد آیا۔

"یار عدیب نہیں پلیز۔" وہ سرگوشی والے انداز سے عدیب سے بولی۔

"تم شرت ہاری تھی یہ ڈیر تو کرنا ہی ہو گا۔" وہ جیسے اسے بخشنے والا ہر گز نہیں تھا۔

"زے میری جان لے لے گی۔" اس نے ڈرتے ہوئے کہا، عدیب نے قہقہہ روکا اور ایک نظر سب پر ڈالی جو آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے ان کو کھسر پسھر کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

"یہی تو میں چاہتا ہوں۔" وہ شرارت سے بولا جنت نے دانت پیسے۔

"میرا وقت بھی آئے گا۔" وہ منہ بسور کر علیزے کی طرف پہلو بدل گئ جو ان دونوں کو سننے کی کوشش میں کافی ان کی طرف جھک گئ تھی تیزی سے پیچھے ہوئ۔

"وہ زے دراصل مجھے کہنا تھا.... "جنت نے لفظ ڈھونڈے کہ یکدم ہی اسے کچھ سوجھا وہ چہرہ موڑے عدیب کی شیطانی مسکراہٹ پر جی بھر کر مسکرائی۔ عدیب الجھا۔

"زے وہ نا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بینکوک شفٹ ہو رہی ہوں۔"عدیب نے مسکراہٹ دبائی۔ سب کی آنکھیں پھٹ گئیں۔

"واٹ دا...... "اسے پہلے کوئی شدید ردِ عمل علیزے کی طرف سے آتا جنت نے کافی رازدانہ انداز میں اپنے دائے گال پر ہاتھ پھیرہ جیسے ہلکے سے رگڑ رہی ہو، علیزے بولتے بولتے رکے اور کچھ تفتیشی انداز میں جنت کو دیکھا اور پھر پیچھے عدیب کو جو بھرپور مسکراہٹ لیے علیزے کے ردِ عمل کا انتظار کر رہا تھا۔ علیزے نے واپس جنت کو دیکھا جس نے واپس گال رگڑتے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔

"اومائے گاڈ یہ تو کتنی اچھی بات ہے میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے۔"وہ سکون سے بولی جہاں سب نے حیرانی سے علیزے کو سنا تھا وہی عدیب بھونچکارہ گیا تھا۔ اسے لگا وہ خواب دیکھ رہا ہے لیکن یہ تو خواب میں بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ علیزے.... علیزے انور بخت ایسا ردِ عمل دے وہ تو آسمان سر پر اٹھا لیتی۔

"بہت شکریہ میری جان۔"جنت مسکراہٹ دبائے اس کے گلے لگی۔

"ایک... ایک منٹ یہ کیسے ہو سکتا ہے تم نے بتایا نہیں اور تم کیسے ہم سب کو چھوڑ کر جا سکتی ہو؟" کلوئی چیخی۔

"ہاں اور لیزا تمہیں کیا ہو گا ہے کیا تم نے ٹھیک سے سنا نہیں۔" ویٹسن کو علیزے کی دماغی حالت پر شک ہوا۔

"میری طبیعت خراب ہو رہی ہے یہ کیا ہے؟" جینی چکراتے ہوئے سر کو تھامتی ہوئی بولی۔

"بے بی ریلکس۔" ایلبرٹ نے اسے پکڑا۔

"صبر یہ... یہ زے دماغ خراب ہو گیا ہے ایسے کیوں کہہ رہی ہو جنت جا رہی ہے ہمیشہ کے لیے سنا نہیں تم نے؟" عدیب نے مانو علیزے کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی۔

"ہاں سنا اچھی بات ہے فون پر رابطہ رہے گا۔" اور عدیب پھر کچھ بول ہی نہیں سکا بلکہ کوئی بھی کچھ بول نہ سکا کہ اچانک جنت اور علیزے کا جاندار قہقہہ گونجا، سب نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"مجھے یقین ہو گیا یہ دونوں پاگل ہو چکی ہیں۔" ایلن نے جیسے بات ختم کر دی۔

"پاگل... پاگل ہم نہیں بلکہ پاگل تم سب کو بنایا ہم نے۔" علیزے ہنسنے کے بیچ بولی۔

"کیا مطلب؟" عدیب کی بھنویں جڑیں۔

"مطلب بروبیہ کہ تم نے ضرور کوئی چیلنج ویلنچ دیا ہو گا جنت کو اور اسی کی بنا پر وہ میرے ساتھ پرانک کرنے والی تھی ہیں نا؟" عدیب چونکا۔

"تم... تمہیں کیا پتا کیا جنت تم نے پہلے سے بتا دیا تھا لیکن یہ کیسے ممکن ہے آج شام کو ہی تو"....

"اوں ہوں میرے معصوم بھائی جنت نے مجھے اسی وقت بتا دیا تھا تمہارے سامنے سب کے سامنے۔" علیزے مزے سے بولی۔

"ہاں۔" جنت نے ہنستے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"یہ کیسے ممکن ہے جنت نے تو ایسا کچھ نہیں کہا؟" ویٹسن نے حیرانی سے پوچھا۔

"کیا تمہیں کوئی جادو آتا ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" جینی نے جنت کو دیکھتے خوف سے پوچھا۔

"بے بی ریلیکس۔" ایلبرٹ کو کہاں منظور تھا کہ جینی سٹریس لے۔

"ارے پاگل میں بتاتی ہوں جنت نے مجھے ابھی یہ خبر دیتے ہوئے ایسے کیا...."

علیزے نے اپنا گال رگڑا۔

"ہاں کیا تو تھا۔" کلوئی یاد کرتی ہوئی بولی۔

"تو بس مجھے پتہ چل گیا کہ جنت مجبوری میں آکر جھوٹ بول رہی ہے۔"علیزے نے فخریہ انداز سے کالر اچکائے۔

"کیا؟"عدیب کچھ بے یقینی سے بولا۔

"ارے یہ ہمارہ کوڈ ورڈ ہے بہت پہلے سے جب بھی زے یا مجھے کسی کے دباؤ میں آکر ایک دوسرے سے جھوٹ کہنا ہوتا ہم یہی کرتے اور فوراً پہچان لیتے۔"جنت نے علیزے کو تالی مارتے ہوئے کہا۔

"اوہ مائے گاڈ۔"سب ایک ساتھ چیخے۔

"یہ... یہ بے مانی ہے۔"عدیب سخت بدمزہ ہوا۔

"اٹ از واٹ اٹ از مائے برو۔"علیزے کھکھلا کر ہنس دی۔

"لیکن ایک بات بتاؤ یہ رکھا کیسے تم لوگوں نے۔"ایلن نے گال پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔

"ایک بار نا کیا ہوا ہمارا ایک دوستوں کا گروپ تھا بہت پہلے اب تو سب بچھڑ گئے لیکن وہ گروپ تھا پہلے اس میں ایک دوست تھا ہمارہ وہ یہی کرتا تھا ہمیشہ ہمیں جھوٹ بلواتا تھا ایک دوسرے سے تاکہ ہم بے وقوف بن جائے وہ کہتا تھا زے تم جنت سے یہ بولو تاکہ وہ پرینک ہو جائے اور جنت تم زے سے یہ کہو تو میں نے جنت نے یہ کوڈ ورڈ بنا لیا تھا اس کے سامنے تو ہم ایسا دکھاتے کہ ہم ایک دوسرے کی بات کو واقعی میں جھوٹ

کو سچ مان گئے ہیں لیکن ایک دوسرے کو بتاتے وقت ہم یہ اشارہ کرتے تھے اور سمجھ جاتے تھے یہ کس کے دباؤ میں آکر کہا جا رہا ہے کیونکہ ہم دونوں ہی کو ہی ایک دوسرے کو فضول میں پرینک کر کے تنگ کرنے کا کوئی شوق نہیں تھا لیکن اس کے چکر میں کرنا پڑتا تھا ورنہ وہ کہتا تھا گروپ سے نکل جاؤ۔"علیزے نے بتایا۔سب نے "اوہ" کیا۔

"اچھا ہوا بچھڑ گئے۔"جینی نے دل پر ہاتھ رکھ کہا۔

"ہاں وہ ایسی تھا پاگل۔"جنت ہنستے ہوئے بولی۔

"بڑی ہی کوئی سٹوپڈ ریزن ہے میں ہوتا تو ایک مکا مارتا اس کو کتنا انوئینگ ہے یہ سب۔"عدیب نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور فوراً ہی اس ٹاسک گروپ سے نکلتا۔"ویٹسن نے بھی ساتھ دیا۔

"اوہ مائے گاڈ بارہ بجنے میں پانچ منٹ ہیں۔"کلوئی چلائی تو سب اپنی پارٹی کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وہ تینوں سر پکڑ کر بھیٹے تھے۔

"کیس... کیسے میں نے نہیں یہ دھیان دیا میں نے اپنی دوست اپنی جنت کو دغا باز ستنا غصہ آرہا ہے مجھے شرم آرہی ہے اپنی دوستی پر۔"علیزے روتے ہوئے بولی تھی۔

"بس کروزے تم کب سے رو رہی ہو تمہارے صحت کے لیے اچھا نہیں ہے۔"

دانیال نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا، عدیب چونکا۔

"یہ کیا تم بار بار میری صحت کے پیچھے پڑ گۓ دانی تمہیں اندازا ابھی ہے کیا ہوا ہے ہم نے جنت پر شک کیا بلکہ یقین سے اسے جھوٹا مانا بلکہ وہ بیچاری تو اصل دشمن کی قید میں تڑپ رہی ہو گی کتنی اذیت جھیل رہی ہو گی کہاں ہو گی کس حال میں ہو گی ہم کیسے پتہ لگائیں گے۔" وہ روتے ہوئے چلائی۔

"مجھے شاہ زیب بھائی نے سختی سے تاکید کی ہے تمہاری طبیعت کی بس اسلیے...."

دانیال کچھ شرمندہ سا بولا۔ عدیب نے سرخ آنکھوں سے ان دونوں کو الجھ کر دیکھا۔

"کیا مطلب کیسی طبیعت؟" علیزے نے چونک کر سر اٹھایا۔ ویٹسن نے بھی پہلے علیزے کو دیکھا پھر عدیب کو جو نا سمجھی سے دانیال اور علیزے کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں نہیں پتہ زے از...." دانیال حیرانی سے بولتا ہوا علیزے رونے کے باعث بوجھل آواز سے جلدی سے بولی۔

"نہی... نہیں وہ بس ایسی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔" اس نے کیوں دانیال کو روکا تھا۔ وہ خود نہیں جانتی تھی شاید عدیب کی نفرت کی وجہ سے اگر اس کو معلوم ہوتا کہ وہ بہن جس کو وہ شاہ زیب کے نکاح میں دیکھ بار بار کڑھتا رہتا ہے اسے یہ پتا چل جائے گا تو

جانے وہ علیزے پر کس طرح برسے گا۔ وہ خود ہی تو اسے کہتی تھی کہ یہ ایک قید ہے اور وہ دونوں بہن بھائی اس قید سے نکلنے کے لیے پڑ پھڑاتے رہے تھے۔

"تم رکو بتاؤ دانی زے از واٹ ؟" عدیب کو دال میں کچھ کالا لگا۔

"بھائی ایسا کچھ "....

"لیز از ایکسپیکٹنگ۔" یہ ویٹسن تھا سر جھکائے دھیرے سے مگر بھاری آواز میں بولنے والا علیزے نے پہلے ویٹسن اور پھر ڈر کر عدیب کو دیکھا جس کے تاثرات میں پہلے بے یقینی پھر.... پھر وہ تلاش کر رہی تھی لیکن کچھ نہیں مل رہا تھا۔ وہ ہر تاثرات سے عاری ہو گیا تھا لیکن ایک سرد نگاہ علیزے پر ڈالی گئی تھی اور علیزے نے نظریں جھکا لیں تھیں۔

"ساری پریشانیاں ایک ساتھ آنی تھی۔" کچھ لمحے بعد وہ بڑبڑایا تھا۔ علیزے کو بری طرح چبا تھا یہ جملہ۔

"میری نیوز پریشانی کی نہیں ہے خوشی کی ہے۔" وہ چاہ کر بھی اپنا لہجہ نارمل نہیں رکھ پائی۔ عدیب نے طنزیہ انداز سے اسے دیکھا۔

"ریلی یہ تمہیں خوشی کی خبر لگتی ہے ؟" ویٹسن اور دانیال نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر دونوں بہن بھائی کو۔

"کیوں اگر تم کو نہیں لگتی اس کا مطلب ایک ماں کو نہیں لگے گی؟"علیزے تلخ ہوئی۔

"ماں؟"عدیب تمسخرانہ انداز میں ہنسا دانیال نے سر پکڑ لیا۔ یہ بات کہاں سے کہاں جا رہی تھی وہ لوگ جنت کے لیے فکر مند تھے۔

"ہاں ماں اپنے ہونے والے بچہ کی۔" وہ اٹل لہجہ سے بولی۔ ویٹسن نے علیزے کو غور سے دیکھا۔ وہ کچھ بدلی بدلی لگ رہی تھی۔

"ریلی زے ریلی یہاں میں کتا خواری کر رہا ہوں کہ کسی طرح میری بہن کو میں اس چنگل سے آزاد کر دوں اس چنگل سے جسے بچانے کے لیے میں نے اپنی محبت کی قربانی دی جنت کو دھوکا دیا مگر پھر بھی ہماری قسمت نے ہمارا ساتھ نہ دیا اور وہ جاہل انسان گوار گاؤں کا چھوٹی سوچ والا تم سے پانچ سال بڑا آدمی تمھارے پلے پڑ گیا ہر بار یہ سوچ کر کہ تم کیسے رہ رہی ہو گی میری وہ بہن جس کو اپنی پسند کی ڈش بھی نہ ملے وہ شور مچا دیتی وہ ایک ناپسند شخص کے ساتھ اتنے کنزرویٹو ماحول میں کیسے جی رہی ہو گی یہ سوچ بھی گھٹن کا احساس دیتی ہے کہ بھائی ہو کر میں کچھ نہیں کر سکا تم وہاں سفر کر رہی ہو گی لیکن نہیں تم خوشی خوشی پریگننٹ ہو کر مستقبل سجا رہی ہو اس گاؤں کے گوار انسان کے ساتھ".....

"شٹ آپ جسٹ شٹ آپ۔"علیزے یکدم اٹھ کر چیخی۔ وہ تینوں ہی چونکے۔

"ایک لفظ اور نہیں تم میرے شوہر کے بارے میں بولو گے۔" وہ سرخ پڑ چکی تھی عدیب نے بے یقینی سے سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔ ویٹسن اپنی جگہ پر جیسے جم کر رہ گیا تھا۔

"وہ میرا شوہر ہے کوئی جاہل گوار نہیں گریجویٹ ہے وہ گاؤں اور جس حویلی میں رہتا ہے کئی سال پہلے ہم بھی وہی رہتے تھے وہ جیسا بھی ہے میرا شوہر ہے اور مجھ پر فرض ہے کہ میں اس کی عزت کروں میرے اور میرے شوہر کے درمیان کیا ہوتا ہے یہ میں کسی کو حق نہیں دیتی کہ اس بارے میں بات کرے وہ میرے لیے قابل عزت ہے اور میں اس کے ساتھ سفر ضرور پہلے کر رہی تھی کیونکہ میں ایسا سوچتی تھی میری آنکھوں میں پٹی بندھی تھی نفرت کی جو تمہاری بندھی ہے سب کو قبول کر کے بھی تم قبول نہیں کر پائے ہو وہ شخص مجھ سے محبت کرتا ہے بچپن سے اور یہی وجہ کافی ہے میرے لیے اس کے ساتھ مستقبل کے خواب سجانے کے لیے اور آئندہ کبھی بھی تم اس بچے کے بارے میں کچھ نہیں کہو گے میں نے تو سن لیا وہ تمہاری بات تک مکمل نہیں ہونے دے گا یہ بچہ میری اور شاہ زیب کی باہمی رضامندہ ہے اور میں بہت خوش ہوں۔" اس کی آواز بھیگ گئی تھی جانے وہ عدیب کو سنا رہی تھی یا خود کو یا پھر دل دماغ کو.... جیسے وہ باتیں عدیب نہیں دماغ کہتا تھا اور اب دل چلا چلا کر دماغ کو کہہ رہا تھا۔ عدیب ویٹسن

اور دانیال تینوں ہی مجسمہ بنے اسے سن رہے تھے جبکہ وہ روانی سے انگریزی میں کہتی ہوئی بھیگی آنکھیں رگڑتی ہوئی کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

"پاگل ہوگئی ہے دماغ خراب ہوگیا ہے اس کا میری بہن کا برین واش کر دیا ہے اس جاہل انسان نے مجھ سے آج تک اس نے ایسے بات نہیں کی اور آج اس کے لیے مجھے باتیں سنا کر گئی ہے میں بتا رہا ہوں دانی میں شاہ زیب کو نہیں چھوڑوں گا وہ کیا سمجھتا ہے دنیا میں بچہ لا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میری بہن کو قید کر لے گا اور جائیداد کا حق بھی میری بہن کا مار لے گا کبھی نہیں یہ تو ہے ہی ناسمجھ "عدیب غصہ سے چیخ رہا تھا۔

"ریلیکس تم... تم یہ سب ابھی چھوڑو اور پولیس سٹیشن چلو۔" دانیال نے جلدی سے اس کا دھیان جنت کی طرف بٹھکایا۔

"نہیں پہلے زید کو آنے دو اس کا دوست ہے پولیس میں۔" وہ آنکھیں موندتے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے اعصاب پرسکون کرنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

ویٹسن کے ہونٹوں پر اداس مسکراہ آگئ۔

"تو لیزا آخر تم نے سچ کا سامنا کر ہی لیا۔" وہ مسکراہٹ درد سے بھری تھی، کسی اپنے کو کھونے کی اسے محسوس ہوا تھا کہ اس نے علیزے کو نکاح والے دن نہیں کھویا تھا بلکہ آج کھو دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"لیومی.... آئی سیڈ.... لیومی چھو... چھوڑو مجھے۔" وہ گھسیٹتا ہوا اسے اسی قید خانے میں واپس لے جارہا تھا اور وہ چیختی چلاتی ہوئی گڑگڑا رہی تھی مگر اس کی پکار سننے والا وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔

"مجھ... مج... مجھے جان.... مجھ... مجھے جا... نے دو پلی... پلیز۔" وہ نفی میں زور زور سے سر ہلاتی ہوئی چیخ رہی تھی جبکہ وہ شخص اب غصہ سے لب بھینچے اس کو کرسی پر دھکا دے اس کی رسیاں باندھ رہا تھا۔

"بہت شوق ہے نا آزادی کا۔" وہ یکدم ہی رسیاں باندھتا ہوا اس پر خطرناک تاثرات لیے جھکا۔ اس نے آنکھیں میچ جھٹکے سے چہرہ پیچھے کیا۔

"ایک بات اپنے زہن میں بٹھا لو لڑکی تمہاری یہاں سے لاش بھی باہر نہیں جائے گی۔" وہ دھیمے سے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے مزید قریب لے جاتے ہوئے بولا اور پھر یکدم ہی دوسری زبان میں وہ دھاڑا تھا، اسے محسوس ہوا کہ اس کے کان سائیں سائیں کررہے ہیں اور اگلے ہی پل اس کی دھاڑ بعد وہی سڈوڈیل آدمی اپنے ہاتھ میں

تیز دھار والی چھری لایا۔اس نے جب میچی آنکھیں کھول دل دہلانے والا منظر دیکھا تو اس کی روح فنا ہو گئی۔

اب وہ شخص چہرے خطرناک مسکراہٹ لیے پیچھے ہٹا اور اس کے ہاتھ سے چھری لی۔

"نہی... نہیں۔"اس لڑکی نے روتے ہوئے جلدی جلدی نفی میں سر ہلایا۔

"سزا تو ملے گی بے بی۔"وہ اس وقت چھری پکڑے جس انداز میں بولا تھا۔وہ اسے سایکو لگ رہا تھا جو کسی بھی حد تک جا سکتا ہے اور وہ حد پار کر گیا جب بنا ایک لمحہ بھی ضایع کیے تیزی سے اس کی گردن کے دائے طرف چھری ماری تو ایک کٹ لگ گیا اور خون کی کچھ قطرے نمودار ہوئے۔اس لڑکی کی فلک شگاف چیخ نکلی تھی۔

"آآآآ...."اور پھر اس کی چیخیں اتنی ہولناک اس تہہ خانے میں گونج رہی تھی کہ دل لرز جائے۔وہ سایکو شخص باری باری اس کے جسم کے حصوں پر کٹ مار رہا تھا اور وہ درد سے روتے ہوئے چیخ رہی تھی۔

"کیس... کیسے سوچا میری قید سے نکلنے کا بھی بہت جلدی ہے اپنی محبت کے پاس جانے کی لیکن وہ تو دغا باز ہے بھول گئ وہ تو تمہیں دھوکا دے چکا ہے۔"وہ اب اس کے پاؤں پر جگہ جگہ تیزی سے کٹ مار رہا تھا،اس کی خوبصورت جلد جیسے پھٹنے کو آئی تھی۔اس کی ہچکی بندھ ہو گئ تھی۔

"بس آج کے لیے بے بی اتنا ڈوس کافی ہے امید آئندہ یہاں سے بھاگنے کا خیال بھی ڈرا دے گا۔" وہ اس کو زخمی چھوڑ ایک مسکراہٹ اچھالتا ہوا اس آدمی کے ساتھ باہر نکل گیا جو کب سے ہاتھ پیچھے باندھے یہ ٹارچر ہوتے ہوئے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

"آہ.....عد.....عدیب۔" وہ درد بے حال ہوتی کراہتے ہوئے اس کا نام پکارنے لگی جو اب وہ ویڈیو جو "عدیب کو قتل کر دینے" کی دھمکی پر اس کی جان بچانے کے خاطر اس نے اس سائیکو کے سامنے اداکاری کرتے ہوئے بنائی تھی جسے یہ صاف ہو گیا تھا کہ اس سب کے پیچھے جنت کا ہی ہاتھ ہے اس ویڈیو کے بعد عدیب اسے نفرت کرنے لگا ہو گا، علیزے عدیب ویٹسن سب اس کو دشمن سمجھ رہے ہونگے کیونہ۔ شاید ہی انہوں نے جنت کا اشارہ سمجھا ہو گا۔

"عد...عدیب ما...مام...آ...آپ لو...لوگ کہا...کہاں ہیں؟" وہ روتے ہوئے ایک بار پھر سب کو یاد کرنے لگی تھی۔ اس قید میں رہتے ہوئے اس نے ہزار بار اپنوں کو پکارا تھا مگر اس کی پکار ان تک نہیں پہنچی تھی، کتنی دعایں کتنا گڑ گڑا چکی تھی وہ اللہ کے سامنے کہ وہ اس قید سے رہا ہو جائے مگر وہ اب تک اسی قید میں رہ کر روز کسی نہ کسی ٹارچر کا سامنا کر رہی تھی، اس نے اپنے آپ کو سب کے لیے قابلِ نفرت بنا لیا تھا تاکہ عدیب کی زندگی محفوظ رہے، اس کے ساتھ کچھ نہ ہو۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سائیکو

شخص کون ہے کیوں اسے اغوا بھی کیا ہے کیوں یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔جب ویڈیو میں کیا کہنا ہے اسے اس شخص نے بتایا تو وہ کئی دیر تک گنگ رہ گئی مطلب... مطلب ویٹسن بھی اسی کی قید میں تھا؟وہ بری طرح پاگل ہو رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ کیا کھیل ہم سب زندگیوں کے ساتھ کھیلا جارہا ہے اور یہ شخص آخر ہے کون اس کی کیا شناخت ہے۔

اس قید میں انہی سوالوں کے سوا کچھ نا ہوتا تھا،ایک امید کی کرن ملی تھی وہ بھی ختم ہو گئی تھی۔وہ ایک بار پھر اس قید میں آچکی تھی اور اب...اب جنت کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ساری زندگی یہاں سے نہیں نکل سکتی۔

اس کی اپنی زندگی،خواب،عدیب کے ساتھ مستقبل سب جیسے ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اب مردہ بن گئی تھی۔

اس کا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ وہ روز روز سہتی اذیت کا شکار ہونے بجائے ایک بار ہی مر جائے۔

وہ مایوس ہو چکی تھی،اب کوئی امید کی کرن نہیں تھی وہ یہاں سے کبھی نہیں نکل سکتی۔

اس کو ڈھونڈنے والا عدیب بھی نہیں ہو گا اب کیونکہ وہ اب جنت سے نفرت کرنے لگا ہو گا وہ اپنی زندگی میں شاید آگے بڑھ جائے گا۔اس کی ماں اسے اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے آخر تھک ہار جائے گی۔علیزے اس کی بیسٹ فرینڈ جب ہی اسے سوچے گی تو نفرت اور غصہ اس کے سوا کوئی احساس سے دوچار نہیں ہو گی اور وہ یہاں جلد ہی مر جائے گی۔

اپنی ساکت نظریں اپنے بازوں سے اپنے ہاتھوں کی کلائی پر جمے خون پر ڈال وہ آنکھیں بند کر گئ تھی،اب سب ختم ہو چکا تھا سب ختم نا اب جلن کا احساس ہو رہا تھا نا درد کا نا آنسوں گال پر پھسل رہے تھے۔وہ خاموش ہو گئی تھی بالکل خاموش....اب صرف ایک چیز کا انتظار تھا اور وہ آزادی نہیں موت تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"یہ زید اب کیوں نہیں آیا۔"عدیب پچھلے دس منٹ سے بے صبری سے ٹہلتے زید کا انتظار کر رہا تھا ساتھ اس کی نظریں مین گیٹ پر بھی جمی تھی،دانیال اور علیزے چپ چاپ صوفے پر بھیٹے تھے اور ویٹسن ان دونوں کے سامنے سر صوفے کی پشت پر ٹکائے

آنکھیں موندا ہوا تھا۔علیزے بھی اپنا سر دونوں ہاتھ میں گرائی آنکھیں بند کی ہوئی تھی ایک دانیال ہی تھا جو عدیب کو کب سے چکر لگاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"دیب بھیٹ جاؤ آ جائے گا ابھی تو کال کی ہے نا تم نے۔" دانیال نے آخر کار اسے کہا۔وہ تھک کر ویٹسن کے برابر بھیٹ گیا اور ویٹسن کی طرح سر پشت سے ٹکائے آنکھیں موندلیں۔وہ چاروں بے حد پریشان اور فکر مند تھے۔

ابھی کچھ دیر ہی گزری جب عدیب کے فون پر ان نون نمبر سے کال آئی۔عدیب نے زید سمجھ تیزی سے موبایل جیب سے نکالا مگر ان نون نمبر دیکھ ٹھٹکا مگر پھر سر جھٹک فون کان سے لگایا۔علیزے اور ویٹسن بھی متوجہ ہوگ ئے تھے۔

"ہیلو۔" وہ عجلت میں بولا۔

"کون؟" شاید دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تھا جبھی عدیب چونکتے ہوئے سیدھے ہو کر بھیٹا۔

"تم...." وہ تیزی سے کھڑا ہوا اور پھر اس کے لبوں سے ششدر ہ ایک ہی لفظ نکلا،علیزے نے ناسمجھی سے باری باری ویٹسن اور دانیال کو دیکھا جو خود بھی الجھ کر عدیب کے تاثرات دیکھ رہے تھے۔

اور پھر اگلی طرف سے کوئی مسلسل بولتا رہا اور عدیب چپ سنتا رہا جبکہ وہ تینوں بار بار پہلو بدل رہے تھے، آخر کون تھا دوسری طرف؟

"کیا ہوا دیب؟" ویٹسن نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا لیکن وہ جوں کا توں رہا البتہ چہرے کے تاثرات سب کچھ بیان کر رہے تھے۔

"کیا ہوا دیب بولو؟" دانیال نے بھی پوچھا، عدیب نے گرنے والے انداز میں بھیٹا اور اس کے ہاتھ سے فون خود پھسلتا چلا گیا۔

"کیا ہوا ہے بھائی؟" علیزے جس نے طے کیا تھا وہ عدیب کو مخاطب نہیں کرے گی مگر اس صورتِ حال میں وہ خود کو روک نہیں پائی۔

"زے...." عدیب نے اس کو اپنے پاس کھڑے دیکھ صرف پکارہ۔

"کیا ہو؟" علیزے کے دل کو دھڑکا لگا۔

"جنت...." اس کے لبوں سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔ جنت کے نام پر تینوں الرٹ ہوئے۔

"کیا ہوا جنت کو بولو بھائی کیا ہوا؟" علیزے اس کے پاس گھٹنوں پر بھیٹ اسے جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔ وہ سکتے میں نظر آرہا تھا۔ طرح طرح کے برے وسوسے تیزی سے اس کے ذہن میں آنے لگے۔

"کہاں ہے جنت کس کی کال تھی بولو کچھ ؟" ویٹسن نے بھی اسے جھنجھوڑا اور اس نے خالی خالی نظروں سے پہلے ویٹسن کو دیکھا پھر پریشان کھڑے دانیال کو اور پھر علیزے کو جس کی آنکھوں میں آنسوں آگئے تھے۔

"ویٹسن کا کڈنیپ.... جنت کا کڈنیپ.... ہماری زندگیوں کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا پتہ ہے کس کا ہاتھ تھا؟" وہ بے حد دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا، ایسے جیسے اس کی آواز کوسوں دور سے آ رہی ہو، ان تینوں کے دل دھڑکے۔

"کک... کس کا؟" علیزے کا دل شدت سے چاہا کہ اب کوئی ایسا صدمہ نہ ہو اجسے وہ برداشت نہ کر سکے۔

"وہ... وہ واپس آگیا۔" عدیب یہ بول اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا گیا۔

"کون واپس آگیا؟" دانیال نے ناسمجھی سے بے ساختہ پوچھا، علیزے چونکی، اس نے یکدم ہی عدیب کا سر اٹھایا۔

"کو... کون بھائی؟" کاش... کاش وہ جو سوچ رہی ہو ایسا نہ ہو۔ کاش اس کا خدشہ غلط ہو۔

"زایم ملک۔" وہ علیزے کی آنکھوں میں دیکھ بولا اور علیزے بے ساختہ ہی پیچھے لھڑکی۔ ویٹسن اور دانیال اب تک الجھے ہوئے دونوں بہن بھائی کو دیکھ رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"زا... زایم ملک۔" علیزے کے لب ہلے۔ یکدم کچھ سال پہلے کے سارے مناظر واپس آنکھوں کے سامنے آگ ئے۔

"وہ... وہ کیسے آسکتا وہ تو... وہ تو..." وہ حواس باختہ ہوتی ہوئی لبوں پر ہاتھ رکھ گی اور عدیب نے گہری سانس لیتے ہوئے آنکھیں میچ اپنا چہرہ اوپر چھت کی جانب کیا۔

وہ واپس آچکا تھا؟

وہی شخص جس کا سامنا ان دونوں نے اکیلے کیا تھا اور وہ کامیاب بھی ہوئے تھے مگر آج اتنے سالوں بعد یہ سب کچھ جو ہوا تھا اس کے پیچھے زایم ملک کا ہاتھ تھا؟

وہ تھا ماسٹر مائنڈ؟ وہ تھا جس نے ویٹسن کو قید کیا؟ وہ تھا جس نے جنت کو قید کر کے اسے ملزم دکھایا؟ وہ تھا جس نے علیزے اور عدیب سے اس حد تک گر کر بدلہ لیا۔ ہاں اس نے کہا تھا اس نے کہا تھا وہ واپس آئے گا لیکن کیا واقعی اس نے اپنے الفاظوں پر عمل کیا؟ یعنی... یعنی جنت اس کی قید میں تھی؟ جنت کے ساتھ کیا ہو رہا ہو گا؟ وہ شخص تو سائیکو تھا پاگل دیوانا کس حال میں ہو گی جنت؟ علیزے عدیب پر آج جب سب پردے کھل کر آرہے تھے۔ وہ سکتے میں آچکے تھے، ایسا خواب میں بھی نہیں سوچا تھا اور اب اچانک ایک کے بعد ایک راز کھل رہا تھا اور وہ دونوں کو سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔

کیا ہونے والا تھا آگے؟

کسے سامنے کریں گے اب وہ زایم ملک کا؟

کیا پہلے کی طرح کامیاب ہوں گے لیکن پہلے اور اب میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

"اس کی قید میں جنت ہے" یہ جملہ کافی تھا ان دونوں کو ہولانے کے لیے کیونکہ وہ زایم ملک سے سب توقع کر سکتے تھے وہ کسی بھی حد تک جا سکتا تھا.... کسی بھی حد تک۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ بڑی انہماک سے لیپ ٹاپ پر چلتی ہوئی ویڈیو دیکھ رہی تھی، وہ کوئی اسائنمنٹ بنانے کے لیے ایک کے بعد ایک ویڈیو دیکھ رہی تھی مگر اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ بار بار توجہ بھٹک کر سیل فون پر جا رہی تھی کیونکہ دس منٹ سے کوئی ڈھیٹ لگاتار کال پر کال کر رہا تھا، اس کے نظر انداز کرنے کے بعد بھی وہ رک نہیں رہا تھا، اب اس کی بس ہو گئی تھی، اس نے اکتا کر لیپ ٹاپ پر چلتی ہوئی ویڈیو پاز کی اور موبایل کی جانب متوجہ ہوئی جہاں پھر جسی اجنبی نمبر سے کال آنے لگی تھی، اس نے غصہ سے اٹینڈ کی۔

"ڈونٹ یو ہیو سب میز زادر پرسن کین بی بزی۔" وہ دانت پیس کر چھوٹتے ہوئے بولی جبکہ دوسری طرف کسی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی، وہ واقعی اتنی غصیلی تھی یا صرف اس کے ساتھ؟ ریلینگ چیر پر گھومتے ہوئے اس نے سوچا۔

"اسلام علیکم۔" علیزے نے چونک کر فون کان سے ہٹا کر سکرین کو دیکھا، یہ خاصی تعجب کی بات تھی کہ سامنے سے سلامتی بھیجی گئی تھی، ایسے بہت ہی کم نمبر ز تھے جو

اس کی طرح مسلمان تھے اور جو تھے وہ بھی سلام کی جگہ ہیلو ہائے کرتے تھے تو یہ ان نون نمبر کون تھا؟ اور اس شخص نے سلام کیا تھا یعنی وہ مسلمان تھا۔

"وعلیکم اسلام ہو از دس؟" علیزے نے اب کی بار نرمی سے پوچھا، ہو سکتا ہے کوئی جاننے والا ہو۔

"یاد کہاں ہوں گے ہم آپ کو وہ تو بس ہم ہی ہیں جو آپ کی ایک جھلک دیکھ کر ہی دیوانے مستانے ہو چکے ہیں۔" سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہاتھ میں سگار پکڑتے ہوئے اس نے اس کے سراپا کو تصور کیے مسرور لہجے میں کہا تھا۔

"ایک... ایک منٹ یہ کیا بکواس ہے کون ہیں آپ؟" وہ سیدھی ہو کر بھیٹی۔

"کہا تھا نا کہاں یاد ہوں گے ہم آپ کو۔" وہ جیسے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

"واٹ دا....." علیزے نے خود پر قابو پایا۔ "دیکھیے آپ جو کوئی بھی ہیں میں نہیں جانتی یقیناً یہ غلط نمبر ملایا ہے آپ نے براہے مہربانی تنگ مت کیجیے۔" وہ ویسی اتنی الجھی ہوئی تھی اپر سے یہ شخص مجنوبن اس کے ساتھ ٹائم پاس کر رہا تھا، وہ سرے سے ہی اکھڑ گئی۔

"غلط نہیں یہ تو زندگی میں پہلی بار کچھ درست ہوا ہے درست وقت پر درست لڑکی سے ٹکرائیں ہیں ہم تو جشن کرنے کا دل کرتا ہے۔" علیزے نے چہرے کے زاویے

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بگاڑے، اسے سمجھ نہ آئے کہ کیا کہہ اسیلیے بنا کچھ کہے وہ فون رکھنے لگی جب دوسری طرف سے وہ شخص سیدھا ہوتا ہوا فوراً بولا۔

"رک جائیں فون مت رکھیے گا علیزے انور۔" اور علیزے یکدم چونکی، اس کو اس کا نام پتہ تھا؟ یعنی یہ کوئی ان نون نمبر نہیں تھا۔

"آپ کی تعریف؟"

"تعریف اپنی کیا آپ کی کر سکتا ہوں۔" علیزے کو سخت چڑ ہوئی اس لوفرانہ انداز سے سڈنی میں رہتے ہوئے اب تک کافی فلرٹی ضرور ٹکرائے تھے مگر کبھی اس طریقے چیپکو انسان تو نہیں ٹکرایا تھا۔

"آپ کون ہیں آپ بتانا پسند کریں گے کیسے نمبر ملا آپ کو میرا ڈو آئی نو یو؟" کافی چبا چبا کر پوچھا۔

"بتانا تو کافی کچھ پسند کروں گا آپ ملیے تو سہی۔" ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے وہ بولا، علیزے کا اب سچ میں دماغ خراب ہونے لگا۔

"آئی ول کمپلین اگر آپ نے اب تنگ کرنے کی کوشش کی۔" وہ بردایشت کا مظاہرہ کرتی ہوئی دھمکی دے گئی اور اسی پر دوسری طرف جاندار قہقہہ بلند ہوا، علیزے کے ماتھے پر بل پڑے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"شوق سے کیجیے پولیس بھی اپنی آپ بھی اپنی۔"علیزے نے منہ کھولے موبائل کو کان سے ہٹائے سکرین کو گھورا اور پھر واپس فون کان سے لگایا۔

"ہو دا ہیل آر یو یو آر ہیر سنگ می۔"

"زایم ملک زایم ملک کہتے ہیں اس ناچیز کو اور ہیر سنگ میں تو ایک ملاقات کی تمنا کر رہا ہوں صرف پہلی نظر نہیں بھا گئی ہو تم ہزروں تتلیاں دیکھی ہیں مگر تم مختلف ہو دلچسپ ہو زایم ملک کے ٹکر کی ہو......"علیزے سے مزید برداشت نہ ہوا۔اس نے سرعت سے کال کانٹ کر سکرین کو گھورا۔معاًدروازے پر دستک ہوئی۔

"کم ان۔"غصہ سے اجازت دی گئی،عدیب دروازہ دھکیل مسکراتا ہوا اندر آیا۔

"ہیلو برولیٹس گو سم ویر آیم بورڈ۔"وہ کہتا ہوا اس کے بیڈ پر دھڑام سے لیٹا،علیزے جھنجھلاتی ہوئی موبائل کی سکرین پر ہی انگلیاں چلا رہی تھی۔

"واٹ ہیپنڈ؟"عدیب نے جواب نہ پا کر اسے دیکھا۔اس کے تاثرات دیکھ ٹھٹکا۔

"نتھنگ یار ایک سٹپوڈ ان نون نمبر تنگ کر رہا ہے۔"

"بلاک کر دو۔"وہ لاپرواہی سے بولا۔

"کر دیا مگر اتنی آسانی سے جان چھوڑنے والی چیز نہیں لگ رہا۔"وہ بڑبڑائی۔

"واٹ؟"

"نتھنگ تم کہو کیا کہہ رہے تھے؟" وہ سانس بھرتی ہوئی موبائل پھینک متوجہ ہوئی۔

"یار میں کہہ رہا تھا کہیں چلتے ہیں۔ "

"سوری یار میرا اسائنمنٹ کی کل لاسٹ ڈیٹ ہے اور اب تک مکمل ہی نہیں ہو رہا تو میں نہیں آسکتی ایک کام کرو فرینڈز کے ساتھ چلے جاؤ تم۔" وہ واپس لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتی ہوئی مصروف سے انداز میں بولی۔ عدیب نے کندھے اچکا دیے۔

"اوکے ایز یو وش بیسٹ آف لک۔" علیزے نے مسکرا کر اس کو دیکھا اور واپس مصروف ہو گئی، عدیب گنگناتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا، موبائل پر میسیج کی بیپ ہوئی تھی مگر سائلنٹ ہونے کے باعث علیزے کا اس بار دھیان نہیں گیا۔

☆☆☆☆☆☆

"گاڑی روکو سمیر۔" وہ دونوں کسی بے حد ضروری کام کے سلسلے میں رات گئے شہر نکل گئے تھے اور اس کی واپسی میں مزید آدھی رات ہو چکی تھی جب سڑک پر نظریں جمائیں سنجیدگی سے سیگرٹ پھونکتے ہوئے شاہ زیب نے سامنے شخص کو لفٹ مانگتے ہوئے دیکھ کہا تو سمیر نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے گاڑی سڑک کے کنارے

لگائی، وہ شخص شکرادا کرتا ہوا پھولی سانس لیے کھڑکی تک آیا تو چونک گیا، شاہ زیب نے بھی ذہن پر زور دیا۔ یہ شکل دیکھی دیکھی لگ رہی تھی۔

"شاہ زیب بھائی؟" زید نے حیرت سے اندر جھانکتے ہوئے شاہ زیب کو دیکھ کہا، سمیر نے نا سمجھی سے دونوں دیکھا۔

"تم جانتے ہو شاہ؟" سمیر نے پوچھا۔ شاہ زیب نے واپس زید کو دیکھا جو گاڑی کی کھڑکی پر جھکا اسے ہی دیکھ رہا تھا، یکدم شاہ زیب کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔ اسے شاہ زیب نے مہک کی مہندی میں دیکھا تھا، سِلا تھا.... عدیب کا دوست.... شاہ زیب کو یاد آیا۔

"ہاں۔" یک لفظ کہتا شاہ زیب گاڑی کا دروازہ کھول باہر اترا اور سیگریٹ پھینک پاؤں سے مسلتے ہوئے وہ زید کی طرف آیا جس نے ہاتھ آگے بڑھایا، شاہ زیب نے بھی مصافحہ کیا۔

"تھینک گاڈ کوئی تو ملا ورنہ مجھے نہیں لگا تھا اس وقت کوئی گاڑی یہاں سے گزرے گی۔" وہ سنسان سڑک کو دیکھتے ہوئے انگوٹھے سے ماتھے کا پسینہ صاف کرتا ہوا بولا۔

"کیا ہوا؟" شاہ زیب نے گردن موڑ ایک نظر اس کی گاڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ اندازہ ہو چکا تھا۔

"دراصل میری گاڑی خراب ہو گئی اس..... "ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ جیب میں فون وائبریٹ ہوا، اس نے فون نکالا، سمیر بھی باہر نکل کر آ گیا تھا۔

"ہیلو دیب ہاں یار بس آ رہا ہوں گاڑی خراب ہو گئی ہے راستے میں ہاں تم فکر مت کرو میں نے پڑھا تمہارا میسیج مل کر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔ "اس نے بات کرتے ہوئے فون واپس جیب میں رکھا۔ شاہ زیب نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"عدیب یہاں آیا ہے ؟"

"جی آپ کو نہیں پتہ ؟" وہ چونکا، شاہ زیب نے ایک نظر سمیر کو دیکھ نفی میں سر ہلایا۔

"عدیب علیزے سب یہی ہیں اور گھر جا رہا ہوں جنت قید میں ہے معاملہ بے حد سنجیدہ ہے۔ "زید اس بات سے بے خبر کہ شاہ زیب اور سمیر لاعلم ہے وہ اپنی دھن میں بولتا گیا، دونوں ہی چونکے۔

"کون جنت کیسا معاملہ ؟ "

"آپ کو نہیں پتہ ؟ "اس نے پھر وہی سوال کیا، شاہ زیب کے ماتھے پر بل پڑے۔

"نہیں کیا بات ہے ؟"

"ویٹسن کا کڈنیپ ہوا تھا ایک منٹ آپ کو پتا ویٹسن زندہ ہے ؟ "شاہ زیب نے سر اثبات میں ہلایا جبکہ سمیر بھونچکا رہ گیا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ویٹسن زندہ ہے؟" وہ بے اختیار چلایا۔

"ہاں بعد میں بتاتا ہوں۔" شاہ زیب نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا جو حیرت کے صدمے سے کنگ رہ گیا تھا۔

"کڈنیپ کیا مطلب؟" شاہ زیب نے واپس زید سے پوچھا۔

"ہاں زایم ملک نے کڈنیپ کیا تھا زایم ملک کے بارے میں زیادہ تفصیلی تو عدیب نہیں بتایا جا کر پتا چلے گا لیکن اتنا بتایا اس نے مجھے کہ علیزے اور عدیب کی پرانی دشمنی ہے اور اسی نے ویٹسن کو جان بوجھ کر بدلہ لینے کے لیے علیزے کے نکاح والے دن کڈنیپ کیا اور جان بوجھ کر ایسا تاثر دیا جیسے جنت... جنت علیزے کی دوست ہے جنت اس سب کے پیچھے ہے مگر اب حقیقت معلوم ہو چکی ہے ویٹسن کے ساتھ حادثے کے پیچھے زایم ملک کا ہاتھ تھا اس نے ہی اتنے مہینے قید رکھا اور جنت بھی اسی کی قید میں ہے اب تک بہت خطرناک بندہ ہے وہ کیا آپ کو علیزے نے کچھ نہیں بتایا عدیب سے بھی بات نہیں ہوئی؟" زید بتا کر حیرت سے پوچھنے لگا، سمیر کو تو کچھ سمجھ آیا نہیں وہ "ویٹسن زندہ ہے" اس پر ہی حیران تھا جبکہ یہ سب سن شاہ زیب بری طرح چونکا تھا۔

"میں جانتا تھا کہ ویٹسن زندہ ہے لیکن کیسے یہ جاننے کی میں نے خود کوشش نہیں کی تھی لیکن یہ سب....." اس نے لب بھینچے۔ "چلو میرے ساتھ۔" پھر کچھ سوچ تیزی سے کہہ کر ڈرائیونگ سیٹ پر آیا، زید نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ایک منٹ۔" وہ گاڑی اچھی طرح لاک کر کے آیا جب تک شاہ زیب نے مختصر سا سمیر کو ویٹسن کے زندہ ہونے کو بتایا، سمیر حیران پسینجر سیٹ پر آکر بھیٹا اور زید پیچھے۔

"یہ سب کب ہوا؟" شاہ زیب اب گاڑی سڑک پر ڈال مزید سوالات کرنے لگا تھا جن کا جواب زید دینے لگا، اب ان کی منزل گاؤں نہیں بلکہ مہراب ہاؤس تھی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ آج پھر اسی کے انتظار میں اس کلب میں تھا، پچھلے کئی دنوں سے وہ روز اسی کلب میں آرہا تھا مگر وہ نہیں آرہی تھی، پہلی فون کال کے بعد کب اس نے دوبارہ کال کی تو معلوم ہوا کہ اس نے نمبر بلاک کر دیا ہے مگر یہ زایم ملک کے لیے مشکل نہ تھا۔ اس نے دوسرے نمبر سے اسے کال کی اور ایک بار پھر اس نے ملنے سے منع کر کے اسے بلاک کر دیا اور یہ سلسلہ پچھلے کئی دنوں سے چل رہا تھا، اب علیزے نے ان نون نمبر اٹھانا ہی چھوڑ دیے تھے اور زایم ملک بے چین ہو گیا تھا، ایسا نہیں تھا کہ وہ نمبر ٹریس کروا کر اس

کی لوکیشن کا پتہ نہیں لگا سکتا تھا مگر پھر سے قدم بڑھانے میں زایم ملک کی انا بیچ میں آرہی تھی، اس نے کال کرنا چھوڑ دیا تھا مگر کلب میں آنا نہ چھوڑا تھا، اسے یقین تھا علیزے پھر ضرور آئے گی اور اسی یقین کی وجہ سے آج واقعی ویکنڈ پر علیزے کلب آئی تھی، دور سے ہی اس مغرور حسینہ کو دیکھ وہ بے تابی سے سیدھا ہو کر بھیٹ گیا، کیا تھا... کیا تھا اگر یہ لڑکی صرف ایک اپنی قیمتی رات دے دیتی وہ اس کو مالا مال کر دیتا مگر یہ مغرور حسینہ تو تیڑھی چیز تھی اور شاید اس کا یہی غرور اسے بھا گیا تھا جب ہی تو زندگی میں پہلی بار زایم ملک کسی لڑکے کے پیچھے خوار ہو رہا تھا محض ایک محفلِ انجم جیسی رات کے خاطر!.....

"ویٹر۔" زایم ملک اس بار اٹھ کر اس کے پاس نہیں گیا تھا بلکہ اس بار اس کے ذہن میں کچھ اور ہی چل رہا تھا، اس نے بیرا کو آواز لگاتے ہوئے جیب سے رپے نکالے اور اس کے کان میں سرگوشی کیے اسے وہ پیسے تھمائے، پیسے اتنے زیادہ تھے کہ انگریز بیرے کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے سر اثبات میں ہلا کر کچھ کہا اور سیدھا ہوا۔

"دز واس دا بیسٹ ڈے۔" علیزے اس بار چار دوستوں کے ساتھ کھڑی کھلکھلا رہی تھی، اس کی ایک دوست نے اسی بیرا کو آواز دیے بلایا کیونکہ انہیں ڈرنک چاہیے تھی، بیرے کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اس نے چہرہ موڑ دور بھیٹے زایم ملک کو دیکھا

جس نے سر ہلا کر جیسے اشارہ کیا، وہ واپس چہرہ موڑے سر ہلاتا ہاتھ میں ٹرے لیے ان کی طرف آیا۔

"تھینک یو....."علیزے سوفٹ ڈرنک اٹھاتی ہوئی شکریہ ادا کر رہی تھی کہ بیرا نے جان بوجھ کر ہلکا سا ٹرے کو دھکا دیا۔ڈرنک اس کے ہاتھ سے جھلکتی ہوئی اس کے کپڑوں پر جا گری،وہ بے اختیار اچھل کر پیچھے ہوئ۔

"ریلی سوری میم آئ کڈنٹ....."وہ حواس باختہ ہونے کا ناٹک کرتا ہوا بولا۔

"اوہ گاڈ یو بلائینڈ کانٹ یو سی۔"علیزے کی ایک دوست بری طرح اس پر چڑھی۔

"سسو.... سوری مائے بیڈ۔"زایم ملک اپنی ڈرنک ہاتھ میں لیے مسکراتے ہوئے یہ منظر دیکھ رہا تھا،ارد گرد سب میوزک کی دھن پر رقص کرنے میں محو تھے۔

"اٹس... اٹس اوکے کین یو پلیز ٹیل می ویر از دا پاؤڈر روم؟"علیزے نے کچھ پریشانی اپنے فیورٹ آؤٹفٹ پر لگے داغ کو دیکھ پوچھا۔اس نے جلدی سے سر ہلایا۔

"یا شیور فولو می آئل شو یو دا وے۔"وہ سر ہلا کر بیرے کی پیچھے چل دی جبکہ دوسری طرف زایم ملک کی جگہ خالی تھی،وہ اٹھ چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"اماں جان عمارہ کو دیکھنے وہ لوگ اتوار کو آرہے ہیں۔" سلماں بخت نے انیلا بخت کے پیچھے تکیہ درست کرتے ہوئے انہیں اطلاع دی۔ انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

"بتایا تھا مجھے شاہ ذوئی نے بہت اچھا کیا یہ خاندانی دشمنی تو تمہارے دادا سسر کے زمانے سے چلی آرہی تھی اب یہ نفرت ختم ہو گی۔" وہ پر سکون سی تکیے سے پشت لگاتے بولیں۔ سلماں بخت نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"جی ٹھیک کہا آپ نے بہت اچھا کیا ہے شاہ نے آزان اچھا لڑکا ہے بتایا تھا سمیر نے مجھے اس کے بارے میں۔" عمارہ کمرے میں داخل ہوتی ہوئی سن چکی تھی اور ایک شرمیلی سی مسکراہٹ نے لبوں پر احاطہ کیا۔

"عمارہ بیٹا کہوہ بنالیا اماں جان کا؟" سلماں بخت نے اسے خالی ہاتھ آتے ہوئے دیکھ پوچھا۔

"نہیں امی جان میں آپ سے پوچھنے آئی تھی کہ کیسے بنانا ہے۔"

"امی جان کو دوائی لینی بیٹا اتنی رات ہو چکی ہے آج دیری ہو گی اور کیسے بنانا ہے مجھے کیا معلوم ماورہ ہی بناتی ہے۔" انہوں نے پریشانی سے کہا۔

"ماورہ کہاں ہے سلماں تم یہ سب کیوں کر رہی ہو؟" اندر آتی مہرون نساء نے حیرت سے پوچھا۔

"تائی جان دراصل بھابھی شام سے ہی اپنے کمرے میں ہیں افشاں سے پوچھا تھا اس نے بتایا کہ ان کی طبیعت ناساز ہے افشاں کو بھی بخار تھا تو وہ کوٹیج چلی گئی پھر میں نہیں گئی بھابھی کو اٹھانے۔" عمارہ نے دوپٹے کے پلو سے کھیلتے ہوئے پریشانی سے بتایا۔

"طبیعت خراب ہے لوئی کی؟" انیلا بخت چونکی، وہ جانتی تھی کہ ماورہ نے آج علیزے اور اس کے بچہ کو جان سے مارنے کی کوشش کی ہے اسلیے وہ اس وقت اکیلے رہے تو بہتر ہے مگر طبیعت خراب ہوچکی ہے اس کی اس کا علم انہیں نہ تھا۔

"پتہ نہیں دادی جان۔ "

" یہ کیا بات ہوئی شام سے کمرے میں ہے دیکھنا چاہیے تھا۔" مہرون نساء حیران ہوئی۔

"بھابھی جان میں نے ہی منع کیا تھا بلاوجہ بچی کو تکلیف دیتے ایک دن وہ آرام کرلے گی تو کیا جائے گا مگر بس یہ کہو اسے ہی بنانا آتا ورنہ باقی سب ہم نے دیکھ لیا تھا۔" سلماں بخت نے تذبذب ہوتے ہوئے کہا۔

"عمارہ جاکر دیکھو نہیں رکو میں بھی چلتی ہوں حیرت کی بات ہے ماورہ شام سے کمرے سے باہر نہیں نکلی۔" وہ سلماں بخت کو سر اثبات میں ہلاتی ہوئی عمارہ کے ساتھ باہر نکلی جبکہ سلماں بخت گھبرائی ہوئی انیلا بخت کے پاس تسلی دینے بڑھی۔

ماورہ کا کمرہ خالی تھا، مہرون نساء اور عمارہ نے نہ صرف خود اسے پوری حویلی میں ڈھونڈا بلکہ ملازموں کو بھی کام پر لگایا اور ایک ملازم کو گاؤں کے آس پاس دیکھنے کو بھی بھیجا مگر کچھ ہی گھنٹوں میں ماورہ کے لاپتا ہونے کی خبر آگ کی طرح حویلی میں پھیل گئی تھی اور سب ہی حیران پریشان ہو گئے تھے، کوئی اور وقت ہوتا تو سمجھ آتا مگر آدھی رات کو ماورہ کا شام غایب ہونا سب ہی کھٹکا تھا، انیلا بخت کو ماورہ کی گمشدگی کے بارے میں نہیں بتایا تھا کہ وہ پریشان ہو جاتیں ورنہ حقیقتاً انیلا بخت بہت زیادہ فکر مند ہوتیں کیونکہ صرف وہی جانتی تھی کہ شام کو کیا ہوا تھا۔

"بڑی بیگم صاحبہ ھر ؎ ہ ؎ ہ دي؟" (بڑی بیگم صاحبہ سب ٹھیک ہے؟) افشاں جو گھما گھمی دیکھ کو ٹیج سے باہر نکل کر آئی تھی، برآمدے میں ہی عمارہ اور مہرون نساء کو پریشان دیکھ ان کی طرف آئی۔

"افشاں بھابھی جانے کہاں غایب ہو گئی ہے تم کو پتہ ہے؟" عمارہ نے فکرمندی سے پوچھا، افشاں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ماورہ غایب باجی کیا کہہ رہی ہیں وہ اپنے کمرے میں سو رہی ہے۔" اسے یاد تھا، اسی نے تو نیند کی گولیاں کھلا کر اسے جان بوجھ کر ہوش سے بے گانا کیا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں ہے اپنے کمرے میں نہ پوری حویلی میں کہیں ہے یہاں تک کہ گاؤں کے قریب بھی کہیں نہیں گئی شاہ کو فون کرنا لیکن اسے پہلے تم افشاں جا کر دیکھو کوٹیج میں جو ملازمہ سو رہی ہیں ان کو اٹھا کر پوچھو شاید کسی کو معلوم ہو۔" مہرون نساء نے پریشانی سے کہا۔افشاں نے حیرت سے محض سر کو جنبش دی اور واپس قدم کوٹیج کے جانب بڑھا لیے۔

"ماورہ کمرے میں سو رہی تھی اچانک کدھر غایب ہو گئی اور وہ تو اس وقت بے حد جنونی ہے کہی کچھ کر تو نہیں لیا اس نے خود کے ساتھ؟" افشاں کو اس وقت وسوسے آ رہے تھے،ڈر بھی لگ رکا تھا کیونکہ وہ ماورہ کی جنونی طبیعت سے واقف تھی اور آج جو علیزے کو دھکا دینے کی اس نے کوشش کی تھی وہ بھی پوشیدہ نہیں تھی،ایسے میں اسے طرح طرح کے خیال ڈرا رہے تھے،کوئی انہونی ہونے کا خدشہ ہو رہا تھا۔

"حسن... حسن رالپورتہ شہ۔" وہ کوٹیج میں داخل ہوئی تو کونے میں پلنگ پر لیٹے ہوئے حسن پر نگاہ گئی،کچھ سوچ وہ آگے بڑھی اور حسن کو جھنجھوڑنے لگی،ماورہ اسے یا حسن سے زیادہ قریب تھی اگر اسے خود کو نہیں معلوم تو حسن کو شاید کچھ پتہ ہو۔

"ہوں افشاں؟" وہ آنکھیں مسلتا ہوا کسمسایا۔

"ماورہ باجی کو کہیں دیکھا ہے؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"ماورہ باجی روز ہی تو دیکھتا ہوں ان کو۔" وہ نیند کے خمار بولا، افشاں نے دانت پیسے۔

"آج کہیں دیکھا ہے؟" اس نے مزید جھنجھوڑا۔

"آج اوہ ہاں یاد آیا یہ لیک دے کر گئی ہے۔" اس نے تکیے کے نیچے سے پرچی نکال اس کی طرف بڑھائی۔

"لیک؟" (خط) افشاں نے خاصے چونک کر پرچہ ہاتھ میں لیا۔

"ہاں کہا تھا افشاں باجی کو یاد سے دے دینا اور پھر وہ کہیں جلد بازی میں چلی گئی میں کھیل رہا تھا میں نے زیادہ پوچھا نہیں۔" وہ جمائی روکتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"اوہ خدایا۔" افشاں نے دھڑکتے دل کے ساتھ تہہ شدہ پرچا کھولا اور موٹے موٹے الفاظ میں لکھی پشتو پڑھنے لگی اور جیسے جیسے وہ پڑھتی گئی ویسے اس کے اعصاب پر بوجھ بڑھتا گیا، وہ بے اختیار آخر لاین پڑھتی ہوئی وہیں گرنے والے انداز سے بیٹھی۔

"ماورہ تہ لیونی یی۔" (ماورہ تو پاگل ہے) وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی، وہ جانتی تھی ماورہ جنونی ہے مگر وہ اب اس حد تک چلی گئی، اس نے نہیں سوچا تھا۔

"افشاں میری سہیلی میں جا رہی ہوں اپنے شاہ جی کو مکمل اپنا بنانے کے لیے ہاں میں انہیں اپنا تو بنا چکی مگر مکمل طور پر نہیں بنا پائی ان کے دل میں چاہے وہ لاکھ چھپائے مجھے معلوم ہے علیزے رہتی ہے میں علیزے کا قیام ان کے دل کے مکان سے ہمیشہ

کے لیے ختم کرنے جارہی ہوں کیونکہ میں علیزے کو راستے سے ہٹانے جارہی ہو وہ راستہ جو میرا شاہ جی کے دل تک جاتا ہے مگر علیزے کانٹے کی طرح بیچ راہ میں کھڑی ہے شاہ جی صرف میرے ہیں صرف میرے میں ان کو علیزے کے ساتھ اس کے بچے کے ساتھ اب مزید برداشت نہیں کر سکتی میری مدد کے لیے ایک فرشتہ مجھے مل گیا ہے وہ میرا ساتھ دے گا میں وہی اس کے پاس جارہی ہوں جلد لوٹوں گی اپنی کامیابی کے ساتھ تو دعا کرنا اور ہاں حویلی میں کہہ دینا کہ میں اپنے گاؤں پڑوس میں خالہ کے ہاں عیادت کرنے گئی ہوں اچانک جلدی جانا پڑا میں جانتی ہو تو سنبھال لے گی جب تک میں نہیں لوٹتی تو سنبھال لے گی اب میں صرف جیت کے ساتھ لوٹوں گی میں شاہ جی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنا بنا کر لوٹوں گی میرے اور شاہ جی کے درمیان کوئی نہیں آسکتا کوئی نہیں علیزے بھی نہیں جو ہمیشہ دیوار بن کر ہمارے درمیان حایل ہو جاتی ہے میں شاہ جی کا دل فتح کر لوں گی بس ایک بار علیزے ان کی زندگی اور اس دنیا سے چلی جائے اس کہانی کو میں ختم کروں گی یہ کہانی جب ختم شدہ پر جائے گی جب میں میں جلد لوٹوں گی واپس حویلی کی بڑی بہو اور شاہ جی کی پہلی اور آخری بیوی ماورہ شاہ زیب بخت۔ "

اور کس کو معلوم تھا کہ ماورہ کو لوٹنا تھا بھی یا نہیں....اور کس کو معلوم تھا کہ کہانی اپنے آخری موڑ پر کونسا موڑ لے گی....اور کس کو معلوم تھا کہ کہانی اختتمام پر پہنچے گی بھی یا ادھورا اختتمام ہو جائے گا جیسے حقیقیت میں ہوتا ہے اکثر...ادھورا نا مکمل.... مگر ابھی کچھ موڑ باقی تھے ابھی شاید ماورہ کو لوٹنا تھا یا پھر کبھی نہیں لوٹنا تھا ابھی شاید کچھ کرداروں کو ملنا تھا یا پھر کبھی نہیں ملنا تھا...اور کس کو معلوم؟

☆☆☆☆☆☆

"واٹ ہیپینڈ ویکینڈ وائے یو سی سیم سوڈ پریس؟"(کیا ہوا ویکینڈ تم اتنے اداس کیوں دکھ رہے ہو) کین منہ سے لگاتے ہیوی بائیک پر براجمان عدیب نے اپنے دوستوں کے گروپ میں چپ چاپ سوفٹ ڈرنک پیتے ویکینڈ سے پوچھا جو آج خلافِ معمول خاموش خاموش سا تھا، دوسرے لڑکے متوجہ نہیں تھے۔

"نتھنگ برو جسٹ ہیو سم اشوز گوینگ آن۔"(کچھ نہیں بس کچھ معاملات چل رہے ہیں)ویکینڈ نے تھک کر کین پھینکتے ہوئے کہا۔

"ٹیل می ڈوڈیو نو یو کانٹ ہائڈاٹ شوز آن یور فیس ڈیٹ اٹ از آ سیر یس میٹر۔"(بتاؤ مجھے یار تمھیں معلوم ہے کہ تم نہیں چھپا سکتے تمہارے چہرے پر عیاں ہوتا ہے کہ کوئ سنجیدہ معاملہ ہے) وہ اس کے کندھے پر تھپکی دیتا ہوا بولا۔

"یو نو ڈوڈ بینگ ان اے پولیس ڈپارٹمنٹ ہیر اٹس ناٹ ایزی فار از۔"(تم جانتے ہو پولیس میں ہونا یہاں آسان نہیں ہے)

"واٹ ہیپینڈ از ایوری تھنک اوکے؟"(کیا ہوا سب خیریت ہے) عدیب بھی کین پھینکتے سیدھا ہوا، اس کا دوست ویکینڈ ایک پولیس آفیسر کے عہدے پر فائز تھا۔

"دیر از سم کیز گوینگ آن اینڈ آئ کڈنٹ فائنڈ نگ اینی پرووا انگیسٹ دا سسپیکٹڈ ہی از سٹل فری اون آفٹر لوٹس آف کرائمز اینڈ اتھورٹی از آلسو فیور نگ بکوز ہم ہی از گو نگ برائبز۔"(کوئ کیس چل رہا ہے اور میں سسپیکٹ کے خلاف کوئ ثبوت نہیں ڈھونڈ پا رہا ہوں اور اتھارٹی بھی اس کا ساتھ دے رہی ہے کیونکہ وہ رشوت دے رہا ہے)

عدیب نے سیٹی کے انداز میں لب سکیڑے

"ہو از دیٹ سسپیکٹڈ آئ مین واٹز دا میٹر؟"(کون ہے وہ اور کیا معاملہ ہے)

"سم گائے لائک یو"....

"لائک می؟" عدیب نے اچھنبے سے دیکھا۔

"یس مسلم۔"عدیب نے "اوہ"کیا۔

"ہی از آ بزنز ٹائیکون کو یاٹ ویل سٹیبل بٹ ہی ڈیل وڈ ڈر گز اینڈ ہی ہیس آلسو انتھر کرائم لسٹ فار ایکزامپل ڈر گز کڈ نیپنگ سیلنگ انوسنٹ یمگ گرلز این مچ مور۔"

"واٹ از ہز نیم؟"اس نے کچھ حیرت سے پوچھا۔

"زائیم ملک۔"ویکینڈ نے جواب دیا تھا، عدیب نے بھنویں اچکاتے ہوئے سر کو جنبش دی۔

"زائیم ملک۔"اس کے لب دھیرے سے ہلے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

☆☆☆☆☆☆

www.zubinovelszone.com

وہ ریسٹ روم سے داغ صاف کر کے واپس پارٹی میں جانے لگی کہ سامنے سے زائیم ملک بوتل کی جن کی طرح نمودار ہوا، علیزے ٹھٹھکی، یہ شکل کچھ دیکھی دیکھی لگ رہی تھی، دماغ پر زور ڈالا جب تک زائیم ملک اس کے چہرے کا باریقی سے جایزہ لے رہا تھا، وہ ضرور اسے یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی، اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"ہم نے تو جب سے آپ کو دیکھا راتوں کی نیند اڑی ہوئی اور آپ کو ذہن پر زور دینا پڑ رہا ہے ہمیں یاد کرنے کے لیے؟" وہ مصنوعی خفگی سے بولا، علیزے کا پل بھر میں سب یاد آیا۔

"یو چیپسٹر ہاؤ ڈیر یو تم تو میرے پیچھے پڑ گ ئے ہو۔" وہ غصہ سے جذبذب ہوتی ہوئی چھنگاڑی۔

"اف اتنا غصہ؟" وہ اس کے اب ارد گرد گھومتے ہوئے للچاتی نظروں سے اس کا سراپا دیکھنے لگا، علیزے کو اس کی نظروں سے گھن آنے لگی، وہ مٹھیاں بھینچتی ہوئی خود پر جبر کر گئی۔

"لک آئم ناٹ انٹرسٹ فار گیڈ سیک لیو می۔" وہ انگلی اٹھا کر غصہ سے سرخ بولی۔

"بٹ آیم انٹرسٹ اور یہ تو صرف ایک رات کی بات ہے خالی چیک ملے گا تمہیں بس ایک رات نام کر د..... "وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھ بول ہی رہا تھا کہ علیزے کو لمحہ نہیں لگا اس کا ہاتھ جھٹک کر اپنا ہاتھ اس کے گالوں پر چھوڑنے کے لیے، تھپڑ کی گونج پورے رسیٹ روم میں گونجی تھی، زایم ملک بے یقینی سے اپنے گال پر ہاتھ رکھا جم کر رہ گیا، ایسا زندگی میں پہلی بار ہوا تھا کہ کسی نے اسے تھپڑ مارنے کی جرت کی تھی۔

"شٹ جسٹ شٹ آپ۔" وہ دھاڑی۔

"پروڈکٹ سمجھا ہوا ہے مجھے مسٹر زایم ملک لڑکی کوئی چلتی پھرتی شوپیس نہیں ہوتی کہ پسند آ گئی تو خرید لیا یہ کیا کوئی گھٹیا چیپ کہانی چل رہی ہے کہ تمہاری زور زبردستی کو میں رومینٹکسائز کروں؟" زایم ملک نے سرخ آنگار آنکھوں سے اس کمزور سی لڑکی کو دیکھا جس نے آج زایم ملک پر ہاتھ اٹھایا تھا، انا جیسے چیخ اٹھی۔

"آیندہ کسی لڑکی کو نہ کو نہ ہی لینا اور وداوٹ ہر کانسٹینٹ اگر کسی کو ٹچ کرنے کا خیال بھی آ کر گزرے تو اس تھپڑ کو یاد رکھنا۔" وہ انگلی اٹھا کر چبا چبا کر کہتی ہوئی اس کے برابر سے نکل گئی جبکہ وہ جہاں تھا وہاں کا رہ گیا۔

"یو ہیو ٹو پے دس گرل۔" وہ لب بھینچے صرف اتنا کہہ سکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"واؤ چھوٹی باجی اتنا خوبصورت لگ رہا ہے یہ۔" یوجنا نے بریسلیٹ کو اپنے ہاتھ میں لیے چمکتی آنکھوں سے کہا۔ رایمہ مسکرا دی، دانیال کا دیا ہوا تحفہ اسے بے حد پسند آیا تھا، نازک سا سفید نگوں سے بھرا وہ شائے شائے کرتا ہوا بریسلیٹ واقعی قابل تعریف تھا۔

"آپ نے دانی بھائی کو کال کر کے تھینک یو کہا؟" اس نے پوچھا۔ وہ چونکی اور سر پر ہاتھ مارا۔

"نہیں میں کہہ نہیں سکی کرتی ہوں۔" اس نے موبایل اٹھائے دانیال کا نمبر ملایا، یوجنا اپنی کلائی پر رکھ دیکھنے لگی۔

"حیرت ہے۔" رایمہ نے کچھ حیرانگی سے فون کان سے ہٹا کر سکرین کو دیکھا، یوجنا نے سر اٹھا کر اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

"کیا ہوا؟ "

"کال نہیں اٹینڈ کر رہا دانیال۔" یوجنا بھی حیران ہوئی، ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ رایمہ کی کال دوسری بیل تک جائے، پہلی بیل پر دانیال فوراً اٹھا لیتا تھا۔

"شاید بزی ہوں گے۔" یوجنا نے اندازہ لگایا۔

"وہاں تو آدھی رات کا وقت ہے اور وہ سوتا بھی جلدی نہیں۔" وہ کچھ فکر مند نظر آنے لگی، یوجنا نے سر جھٹکا۔

"کیا پتہ جلدی سو گۓ ہوں آپ ان کو چھوڑیں سِلا باجی کو کال کر کے پوچھیں کہ بھائی گھر آئے ہمیں بے بی کے لیے کانگریٹز کرنا تھا آپی کو۔" یوجنا نے یاد دلایا۔

"اوہ ہاں سِلا کی تو کال ہی نہیں آئی۔" رایمہ سب بھول اب سِلا کو کال ملانے لگی تھی۔

"ڈیڈاور مما کو کیک دے دیا تھا؟"فون کان سے لگائے اس نے سر سری سا یوجنا سے پوچھا۔

"ہاں بہت اچھا لگا ان کو ابھی مما ڈیڈ کے ساتھ باہر گئیں ہوئی ہیں۔"

"ہاں معلوم ہے مجھے ہیلو سِلا؟"وہ یوجنا سے کہتی ہوئی دوسری طرف سِلا سے مخاطب ہوئی۔

"ہاں بولو رایمہ؟"سِلا کی آواز بوجھل محسوس ہوئی جیسے وہ روئی ہو،رایمہ کو اچھنبا ہوا۔

"سب ٹھیک ہے؟"

"ہاں کہو؟"یوجنا بھی متوجہ ہوئی۔

"بھائی آگ ئے؟"سِلا یکدم چپ ہو گئ۔

"کیا ہوا سِلا سب ٹھیک ہے نا؟"رایمہ کو کچھ ہونے کا احساس ہوا،یوجنا نے اشارے سے پوچھا۔وہ کندھے اچکا گئ۔

"رایمہ وہ دراصل وہ پاکستان چلے گ ئے ہیں۔"رایمہ حیرت سے ایک جھٹکے سے اٹھی،یوجنا بھی نا سمجھی سے اسے دیکھا اٹھی۔

"کیا کب مگر کیوں اچانک؟"وہ بوکھلائی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"وہ وجہ تو پتہ نہیں لیکن علیزے نے ارجنٹلی بلایا تھا۔" دوسری جانب ہونٹ چباتے ہوئے سِلا نے بتایا، رایمہ نے الجھ کر یوجنا کے سوالیہ نظروں کو دیکھا پھر واپس بھیٹی۔

"علیزے نے بلایا مگر کیوں سب خیریت ہے نا؟" وہ فکر مند ہوئی۔

"ہاں شاید سب ٹھیک ہے یا نہیں پتہ نہیں میری بات نہیں ہوئی۔" سِلا کے ذہن میں زید سے کی ہوئی بات یاد آئی، کس طرح اس نے اچانک سِلا کا دل مٹھی میں بند کر دیا تھا، غصہ غم شرم جانے کس کس احساسات سے وہ دوچار ہوئی تھی اور رو پڑی تھی۔

"بھائی کو ابھی شہر سے باہر جانے سے بھی منع کیا گیا تھا اور وہ سیدھا ملک سے باہر چلا گیا اگر ڈیڈ کو معلوم ہو گیا تو وہ بہت غصہ ہوں گے۔" وہ پریشانی سے بولی۔

"نہیں پلیز رایمہ چاچا جان کو کچھ مت بتانا۔"

"سِلا انہیں معلوم ہو جائے گا ابھی تو وہ باہر گئے ہیں شاید معلوم ہو بھی چکا ہو گا۔"

"پلیز تم خود کچھ نہ بتانا مجھے وہ خود امتحان میں ڈال گئے ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کروں میں یہاں اکیلی بے حد پریشان ہوں۔" وہ رونے والی ہو گئی تھی، رایمہ نے گہری سانس لی، یوجنا بھی بات سمجھ الگ پریشان ہو گئی تھی۔

"میں ایک کام کرتی ہوں یوج اور میں وہاں آ جاتے ہیں پھر بات کرتے ہیں تب تک میں بھائی سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے آجاؤ مگر پلیز چاچا جان کو نہ بتانا۔" رایمہ نے اوکے کہہ کر کال کانٹ دی اور عدیب کا نمبر ملانے لگی جو ناٹ ریچیبل جا رہا تھا۔

"یہ علیزے اور بھائی کو چین نہیں ہے۔" وہ سخت کوفت کا شکار ہوئی، اسے نہیں خبر تھی کہ دوسری طرف کتنا سنگین معاملہ چل رہا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

جون کے آوایلی دن تھے، سیاہ بادلوں کا آسمان پر ڈیرا تھا، دن کے وقت سورج جیسے کہی چھپ گیا تھا اور پورا آسمان سیاہ پڑ چکا تھا، بجلی کے کڑکنے کی آواز ہولناک تھی مگر بھیگی سڑک پر چلتے بے ہنگ ٹریفک اور لوگوں کو قطعی پروہ نہ تھی، وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی بھاگ دوڑ میں تھے، سڈنی میں اس وقت بارشوں کا زور و شور تھا، معلوم نہیں تھا کب ساون برس پڑے، عموماً تو وہ اپنے ساتھ اس مہینے باقی رہایشیوں کی طرح چھتری یا رین کوٹ ساتھ لے کر نکلتا تھا مگر علیزے نے اتنی جلدی میں بلایا تھا کہ وہ بنا کوئی حفاظتی سامان لیے زور شور بارش میں کلوئی کے اپارٹمنٹ پہنچ گیا تھا جو سڈنی کے ایک کونے میں تھا۔

گاڑی سے نکل کر اپارٹمنٹ تک جانے تک وہ آدھا بھیگ چکا تھا۔

سرعت سے لفٹ کا بٹن دبائے وہ لفٹ کے اندر جا گھسا اور کچھ ہی پل میں وہ فورتھ فلور پر آ چکا تھا اور کلوئی کے گھر کے دروازے کی طرف بڑھا جو پہلے سے کھلا تھا اور اندر سے سب کی آوازیں آرہی تھیں۔

"زرے واٹ ہیپینڈ تم نے اتنی جلد بازی میں مجھے کیوں بلایا تم تو دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ پر تھی نا واپس کیسے آگئی اتنی جلدی؟" عدیب نے کلوئی کے اپارٹمنٹ میں گھستے کے ساتھ ہی موبائل اور چابی ایک طرف پھینک صوفے پر سر کو دونوں ہاتھوں سے جوڑی پریشان علیزے سے الجھ کر پوچھا اور ایک نظر کلوئی اور ایلبرٹ پر بھی ڈالی جو خود بھی چہرے پر اضطراب لیے بھیٹے تھے۔

"بھائی بھائی؟" علیزے سر اٹھا کر تیزی سے کھڑی ہوئی۔

"کیا ہوا زرے تم رو کیوں رہی ہے کوئی مجھے بتائے گا؟" عدیب یک دم ہی فکر مند ہوا۔

"بھائی ماہا میری دوست اس کا کڈنیپ ہو گیا۔" عدیب بری طرح چونکا۔

"واٹ ہاؤ ڈاٹ ہیپینڈ؟" عدیب نے باری باری تینوں کی شکل دیکھ بے یقینی سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کڈنیپ توزے کا ہونا تھا مگر زے کی جگہ ماہا کو زے سمجھ وہ لوگ اٹھالے گ ئے۔" کلوئی نے بتایا۔ عدیب نے چونکتے ہوئے علیزے کو دیکھا جس نے روتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"تت... تمہارا کڈن... کڈنیپ کک... کون کیوں یہ کیا بول رہے ہو تم لوگ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا؟" عدیب بری طرح منتشر ہوا۔

"میں بتاتا ہوں۔" ایلبرٹ آگے آیا۔

"دراصل ہوا یوں کہ....." اور پھر ایلبرٹ نے الف سے ی تک زایم ملک کا علیزے کے پیچھے پڑنا، علیزے کا اسے تھپڑ مارنا، اس کا بدلہ اغوا کی صورت میں لینا اور اس کی جگہ ماہا کو اٹھا لینا، عدیب سر پکڑ وہی کرسی پر بھیٹ گیا۔

"تم لوگوں کا دماغ خراب ہے مجھے پہلے کیوں نہیں آگاہ کیا؟" وہ بھڑکا۔

"مجھے کیا پتہ تھا تین ہفتے گزر چکے تھے اس تھپڑ والے واقعے کو پھر زایم ملک نے بھی مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کیا مگر آج جب ہم گھومنے کے لیے گ ئے وہاں ماہا اور میں نے ایک جیسا آؤٹ فٹ پہنا تھا تو شاید زایم ملک کے آدمی مجھے ماہا سمجھ لے گ ئے۔" علیزے نے غم و غصہ سے بتایا۔

"اور تم لوگوں کو کیسے معلوم کہ ماہا کڈنیپ ہوئی ہے اور زایم ملک نے ہی اسے کڈنیپ کیا ہے؟" عدیب نے بھنویں جوڑیں پوچھا۔

"فون آیا تھا زایم ملک کا میرے پاس ابھی۔" علیزے کی آواز دھیمی تھی، عدیب نے کچھ بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"اتنا کچھ ہو گیا اور میرے کانوں تک بات تک نہیں آئی۔"

"دیب ابھی یہ وقت باتوں کو نہیں ہے پولیس کمپین کا ہے ماہا کس حال میں ہو گی کس کو خبر؟" ایلبرٹ نے عدیب کو علیزے پر برستا ہوا دیکھ کہا۔ وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"ویٹ یہ زایم ملک کو ویکینڈ جانتا ہے میں اس کو کال کر کے ساری صورتِ حال سے آگاہ کرتا ہوں بلکہ میں ہمیں خود ہی پولیس سٹیشن جانا چاہیے۔" وہ اٹھ کر بولا۔ ان تینوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

☆☆☆☆☆☆

وہ ایک ہاتھ میں چادر کا کونا پکڑے منہ چھپائی دوسرے ہاتھ سے بیگ کو مضبوطی سے پکڑے اس کنڈھر سے کمرے میں بھیٹی پورے کمرے کا جایزہ لے رہی تھی، دیواروں پر اکھڑے پلاسٹر اور جگہ جگہ بڑے بڑے مکڑی کے جالے دیکھ وہ

اندازہ لگا چکی تھی کہ یہ جگہ نہ کوئی آتا ہے نہ کوئی جاتا ہے تو پھر اس کو یہاں کیوں بلایا گیا؟ کیا اس نے بہتر فیصلہ لیا تھا؟ نہیں اب وہ پیچھے قدم نہیں لے سکتی تھی۔ وہ قدم بڑھا چکی ہے، اب ماورہ اور شاہ زیب کے بیچ سے علیزے کو جانا ہو گا، وہ مزید برداشت نہیں کر سکتی۔

حویلی میں جانے اس کے پیچھے کیا ہوا ہو گا؟ کیا حسن نے افشاں کو خط دے دیا ہو گا؟ کیا افشاں نے خط پڑھ کر پیچھے صورتحال سنبھال لی ہو گی؟ وہ اب ایک نئی فکر میں جٹ گئی تھی تبھی لوہے کے دروازے کی کانوں میں چبھنے والی آواز خالی کمرے میں گونجی، ماورہ سیدھی ہو کر بھیٹی اور دروازے کی سمت دیکھا جہاں کسی کا سایا ہی دکھ رہا تھا، کیا یہ وہی شخص تھا زایم ملک جس نے اسے کال پر بات کی تھی؟

"ویلکم ٹو مائے ورلڈ۔" اونچی آواز میں کہتا ہوا وہ ایک شیطانی مسکراہٹ لبوں پر لیے اندر دیوار پر لٹکے پیلے بلب کی روشنی میں آیا، ماورہ نے اسے اوپر سے نیچے تک بغور دیکھا، سیاہ جینس کی جیبوں میں ہاتھ گھسائے سفید ٹی شرٹ میں وہ سرخ و سفید نوجوان بے حد دلکش تھا، ماورہ کھڑی ہو گئی۔

"مجھے اچھا لگا کہ تم میرے پلین میں شامل ہوئی اسے ہم دونوں کا ہی فایدہ ہے علیزے تمہاری اور شاہ زیب کی زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی جائے گی اور اس کو بھیجنے والا

میں ہوں گا۔" وہ جیبوں میں ہاتھ اڑسے بوٹوں کی چھاپ پیدا کرتے ہوئے ماورہ سے مخاطب مزید اندر آیا۔

"میری علیزے سے دشمنی تمہارے سامنے ہے لیکن تمہاری کیا دشمنی ہے؟" ماورہ نے آبرو اچکاتے ہوئے الجھ کر پوچھا۔ زایم ملک کے ہشاش بشاش چہرے پر سختیاں آ گئیں، وہ چھ جون کی رات وہ اب تک نہیں بھولا تھا... وہ طوفانی رات.... وہ پورا جال.... وہ دھوکا... چیونٹی نے شیر کے غار میں آ کر شیر کو ہی مات دی تھی، اسے سلاخوں کے پیچھے کروا دیا تھا۔

"علیزے نے میری زندگی کے کچھ سال برباد کیے ہیں میری توہین کی ہے میرا بدلہ اسے لیا جائے گا سالوں سے جلتی آگ اب اس کی موت پر ہی بجھے گی۔" وہ جبڑے بھینچے بولا، ماورہ نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"تمہیں صرف علیزے کی موت سے مطلب ہونا چاہیے۔" اس سے پہلے وہ کوئی اور سوال کرتی زایم ملک نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"مجھے اسے نفرت ہے میرے شاہ جی کی زندگی میں وہ واپس لوٹ آئی میرے شاہ جی کو اس نے مجھ سے چھین لیا اور اب... اب تو حد ہو گئی یہ بچہ۔" ماورہ واپس بھیٹتے ہوئے جنون کی حد تک لہولہان آنکھوں سے جیسے خود سے کلام کرنے لگی، زایم ملک نے اس

کے الفاظوں سے زیادہ اس کی آنکھوں کو پڑھا جس میں علیزے کو اس جہاں سے مٹانے کی پیاس تھی تب ہی تو زایم ملک نے اس کھیل میں اس پتے کا بندوبست کیا تھا کہ چت بھی اپنی اور پٹ بھی اپنی، وہ علیزے کی موت اور جنت کے اغواسب گناہوں کا الزام اس عورت پر ڈال کر یہاں سے رفو چکر ہو جائے گا، اپنا بدلا وہ پورا کرنے کے لیے اس بار پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا، اس بار اس کی آنکھوں میں کوئی دھول نہیں جھونک سکتا تھا۔

"فکر نہ کرو علیزے کے وجود کے ساتھ اس کا بچہ بھی مٹ جائے گا۔" وہ اپنی بھاری آواز میں جیسے ماورہ کو ہوش میں لایا تھا، ماورہ کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے مسکرانے لگی۔

"اب شاہ جی صرف میرے ہوں گے صرف میرے۔" وہ مسکراتے ہوئے دھیمے سے بڑبڑا رہی تھی، زایم ملک کو لمحہ نہیں لگا تھا اس کی بگڑی ذہنی حالت کو جانچنے، یعنی یہ انتخاب زبردست تھا، زایم ملک کے چہرے پر مخصوص شیطانی مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"بے وقوف لڑکی کو خود نہیں معلوم کہ علیزے کی قبر کے برابر یہ خود کی بھی قبر کھود رہی ہے۔" ایک نظر ماورہ پر ڈال وہ باہر نکل گیا تھا جبکہ وہ اب تک دھیرے سے بڑبڑائے جا رہی تھی۔

"شاہ جی صرف میرے ہیں۔ "

☆☆☆☆☆☆

یہ چھ جون کی رات تھی، آسمان پر رات کے آدھے پہر سیاہ بادلوں کا ڈیرا تھا، اچانک زوروں سے بجلی چمکی تھی ساتھ اس لڑکی کا دل بھر پل بھر کو لرزا تھا، اس نے گہری سانس لیتے ہوئے خود کو کمپوز کیا اور ایک بھرپور نظر اس کے عالیشان بنگلے پر ڈالی اور پھر دھیرے سے گردن موڑ خالی سڑک کے کنارے کھڑی گاڑی میں بھیٹے دو شخص کی جانب ڈالی۔ وہ بہادر تھی اسے کمزور نہیں پڑنا تھا۔
آج زور و شور سے بارش ہونے کا امکان تھا، وہ آنکھیں بند کر کے کھولتی ہوئی ہیل کی ٹک ٹک آواز پیدا کیے اس کے بنگلے کی طرف بڑھ گی مگر بڑھتے قدم کے ساتھ اس کی چال کی اعتمادی ڈھلک رہی تھی، دل جیسے سینے سے باہر آنے کو بے تاب تھا اور ہوتا بھی تو کیوں نہیں وہ اپنی عزت خطرے میں ڈالنے جا رہی تھی وہ اپنی جان جھونکے میں ڈالنے جا رہی تھی، دور کھڑی گاڑی میں پیسنجر سیٹ پر بھیٹے عدیب کا ایک بار پھر دل چاہا کہ وہ اپنی بہن کو روک لے مگر وہ نہ روک سکا کیونکہ اب دیر ہو چکی تھی۔

اس نے چہرہ موڑے ڈرائیونگ سیٹ پر بھیٹے ویکنڈ کو لاچاری سے دیکھا۔اس نے پلکیں جھپکا کر اسے جیسے تسلی دی اور واکی ٹاکی لبوں پر لے جا کر سب کو الرٹ رہنے کی تلقین کی، عدیب بے چینی سے پھر پہلو بدل کر رہ گیا، وہ سب جانتے تھے کہ یہ آسان نہیں ہے، زایم ملک سے سامنا ہونے جا رہا ہے کبھی بھی بازی پلٹ سکتی ہے، پل بھر میں سب کچھ تباہ ہو سکتا ہے مگر انہیں یہ کرنا تھا زایم ملک کے خلاف ثبوت اکھٹا کرنے کا یہ آخری موقع تھا۔

دوسری جانب بنگلے کے اندر وہ خود پسند شخص آئینے کے سامنے کھڑا فخریہ انداز میں مسکراتے ہوئے خود کو دیکھ رہا تھا، کریم رنگ کے کوٹ پینٹ میں وہ اپنی تازہ کی گئی کلین شیو پر ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے فتح یاب ہونے پر سرشاری سے مسکرا رہا تھا، کچھ دیر پہلے علیزے کی سامنے سے کال آئی تھی۔اسی لڑکی کی جس نے اس کے منہ پر تمانچہ مارا تھا جو اسے بے عزت کر کے گئی تھی مگر زایم ملک کو تمانچہ مارنے والا پچھتائے نہ ایسا کیسے ہو سکا تھا؟

علیزے معافی مانگتے ہوئے اسے ایک رات کے لیے راضی ہو گئی تھی۔

یہ بے حد حیرت کن بات تھی مگر زایم ملک بنا حیران ہوئے اونچا اونچا خود کے مغرور عکس کو دیکھتا قہقہے لگا رہا تھا۔

"علیزے علیزے علیزے۔" انگلیوں میں پہنی پتھر کی انگھوٹی کو گھماتا ہوا وہ اسے مخاطب کیے بولا۔

"اچھا ہوا تم نے مجھے زیادہ تھکایا نہیں اور خود ہی میری سلطنت میں چلی آئی۔" کشادہ بیڈ روم میں کنگ سائز بیڈ پر آتے ہوئے وہ تمسخر سے بولا تھا۔

"لیکن ایسا ہو سکتا ہے کہ زایم ملک اپنا بدلہ بھول جائے؟" کوٹ کی جیب سے فون نکالتا ہوا وہ بولا اور سکرین پر انگلیاں چلاتے ہوئے کان فون سے لگایا۔

"از ایور تھنگ ورکنگ پرفیکٹلی۔" ایک نظر سر اٹھا کر اونچی دیواروں میں چھپے کیمرے کی جانب دیکھ وہ دوسری طرف سے کسی سے پوچھنے لگا۔

"گڈ لیٹ می نو وین شی کم۔" ہدایت دیتا ہوا وہ واپس فون کوٹ کی جیب میں ڈال چکا تھا اور جیل سے ترتیب ہوئے بالوں کو ہلکا سا چھو کر وہ ایک بار پھر اپنی انگلیوں کی انگھوٹیوں سے کھیلتا ہوا گہری سوچ میں ڈوب گیا، اسے بو آ رہی تھی، خطرے کی بو جانے کیوں؟

باہر ایک بار پھر زور و شور سے بجلی چمکی تھی اور ساتھ موٹی موٹی بوندیں سنسان سڑک کو بھگونے لگی تھی، سڑک کے اطراف گھنے پیڑ تیز ہواؤں کے باعث زور و شور لہکنے لگے تھے، ویکینڈ نے گاڑی کے شیشے کا وایپر کھول دیا تھا، علیزے نے ایک بار پھر ہلکی سی گردن موڑ دور کھڑی گاڑی کو دیکھا پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتی ہوئی بنگلے میں جا

گھسی، عدیب اور ویکینڈ کی نظروں سے علیزے اوجھل ہو چکی تھی، عدیب نے پہلو بدلا۔

وہ مین گیٹ سے گھس کر پورچ میں داخل ہوئی، چار ہٹے کٹے گارڈ پشت پر ہاتھ باندھے کسی روبورٹ کی مانند کھڑے تھے، علیزے نے گلا کنکھارے اپنے شرٹ کے دوسرے بٹن کو نامحسوس انداز سے ٹھیک کیا۔

دوسری جانب ویکینڈ نے تیزی سے ڈیش بورڈ پر رکھا ٹیبلٹ اٹھائے اور سکرین روشن کی، عدیب بھی سرعت سے سکرین کی جانب متوجہ ہوا۔

"کم ان سائیڈ۔" انگریز ملازمہ چل کر اس کے پاس آئی اور چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجا کر کہا، علیزے کا دل دھڑکا۔

"شیور۔" وہ جبراً مسکرا کر اس کی پیروی کرتے ہوئے بنگلے کے اندر بڑھنے لگی، دوسری طرف سکرین پر اب سامنے کا منظر نظر آ رہا تھا۔

چمکتے ہوئی سلور اونچی پینٹ پر جامنی شارٹ شرٹ میں ملبوس، اونچی ہائی ٹیل پونی اور سرخ لپسٹک میں وہ اس وقت کسی کے بھی ہوش اڑھانے کے قابل تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

ہیل کی ٹک ٹک آواز پیدا کرتی ہوئی وہ ارد گرد نا صرف گردن گھماتی بلکہ اپنی باڈی بھی گھماتی ہوئی وہ خود بھی وسیع بنگلے کا جائزہ لے رہی تھی اور ویکینڈ اور عدیب کو بھی دکھا رہی تھی۔

فرنیچر سے لے کر ایک ایک چیز اپنی منہ بولتی قیمت بیان کر رہی تھی، اسے واقعی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی سلطنت میں آ گئی ہو۔

"ناؤ یو کین گو ود یور اون۔" ملازمہ چلتے چلتے رکی۔ وہ بھی چونک کر رکی پھر چہرے پر مسکراہٹ سجائے اس نے سر کو خم دیا اور جدھر ملازمہ اشارہ کر رہی تھی اس جانب دیکھا۔ لمبی چوڑی راہداری نظر آئی۔

"تھینک یو۔" وہ آہستگی سے کہتی ہوئی دھڑکتے دل کے ساتھ اس جانب چل پڑی، اب وہ اکیلی چل رہی تھی، دوسری طرف زایم ملک ہاتھ میں فون لیے اسے اپنے پاس بڑھتے ہوئے دیکھ کر فاتحانہ مسکرا رہا تھا۔

"ویکینڈ آئی ڈونٹ نو آیم ناٹ گیٹنگ گڈ وایبز۔" سکرین پر سرخ کارپیٹ کو دیکھ عدیب بے چینی سے بولا تھا۔

"نتھنگ از گونا ہیپن کالم ڈاؤن۔" ویکینڈ نے غور سے سارا منظر دیکھتے ہوئے اس کی طرف بغیر دیکھے تسلی دی، عدیب نے بے بسی و غصہ سے واپس سکرین کو

دیکھا، کاش... کاش وہ اسے روک لیتا، اس لمحے کچھ بھی ہونے کے سو فیصد مواقع تھے، کچھ بھی!

"تمہارا دماغ خراب ہے تم شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالو گی نہیں زرے میں یہ تمہیں ہر گز کرنے نہیں دوں گا۔" دو دن پہلے کا منظر ایک طرف راہداری میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے علیزے کے آنکھوں کے سامنے آیا۔ دوسری طرف بے چین عدیب کے کانوں میں آواز آئی۔

"بھائی سمجھنے کی کوشش کریں اگر میں نے ابھی یہ نہیں کیا تو کتنی لڑکیوں کی عزت جائے گی کتنے معصوم اپنے ہنسے بستی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور انہیں دوسرے ممالک لے جا کر ان کی سمگلنگ کی جائے گی آج اس وقت اس لمحے کئی زندگیوں کا دارو مدار مجھ پر ہے۔"

"تمہارا واقعی دماغ خراب ہو گیا ہے تم کیا کوئی کاپ ہو کئی سے ٹریننگ لی ہے ایسے خطروں سے کھیلنے کے لیے پولیس ہے نا وہ نپٹے گی تم اپنی جان جھونکے میں نہیں ڈالو گی مطلب نہیں ڈالو گی۔" وہ غصہ سے چبا چبا کر بولا تھا۔

"پولیس کو اگر نپٹنا ہوتا تو بہت پہلے ہی نپٹ چکی ہوتی نہیں؟" عدیب لاجواب ہو گیا تھا۔

"بھائی ویکینڈ ٹھیک کہہ رہا ہے ہم ساری زندگی بھی زایم ملک کے خلاف ثبوت جمع کرنے کی کوشش کرتے رہیں نہیں کر پائیں گے اس کی کمزوری کوئی نہیں ہے وہ ہر قدم پھونک پھونک کر چلتا ہے مگر اب وہ مجھ پر اپنی گندی نیت ڈال چکا ہے یہ غلطی کر چکا ہے تو اب میں ہی وہ واحد انسان ہوں جو اس کی کمزوری بنے گی میں ہی اب سب کچھ کر سکتی ہوں صرف ایک پل... ایک پل لگے گا بازی پلٹنے میں اس کے تمام کردا گناہ فاش ہو جائیں گے میرا ایک بہادری سے اٹھایا قدم کتنی جانوں کو مرنے سے بچائے گا زندگی خراب ہونے سے بچائے گا کیا تم نہیں جانتے کتنی لڑکیاں اس وقت قید ہے اس کے پاس کتنی لڑکیوں کی عزت کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے کتنی دردنگی وہ اب تک کر چکا ہے نہیں میں اب پیچھے نہیں ہٹوں گی۔" وہ بولتے بولتے رونے لگی تھی، ویکینڈ نے جو اب تک پورا اچھا بُھا زایم ملک کا کھولا تھا وہ اسے ہولا گیا تھا، اگر زایم ملک کو ابھی نہیں روکا گیا ابھی نہیں سزا دی گئی تو مستقبل میں کچھ بہت بڑا ہو سکتا تھا۔

"علیزے ٹھیک کہہ رہی ہے عدیب یہ پلین بہت سولڈ ہے اور ہم ہوں گے نا اس کی حفاظت کے لیے کچھ نہیں ہو گا اگر علیزے اپنا ہر قدم ہوشیاری سے چلے تو ہم زایم ملک کو مات دے سکتے ہیں اب تک کے تمام جرایم کی وہ ایک ساتھ تاعمر سزا سلاخوں کے

پیچھے کانٹے گا علیزے کی ہمت اور بہادری سے کئی جانیں بچ جائیں گی۔" اب کی بار دونوں بہن بھائی کے بیچ ویکینڈ تحمل سے بولا تھا۔

"لیکن...." عدیب نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کچھ بولنا چاہا۔

"بھائی اگر ان لڑکیوں کی جگہ میں رایمہ یا یوجنا بھی ہوتی تو کیا تم اب بھی میری جان کی فکر کرتے اور مجھے روک لیتے؟" پل بھر کو عدیب چپ ہو گیا تھا۔

"وہ لڑکیاں مسلمان بھلے ہی نہیں ہیں ہمارا ان سے کوئی تعلق بھلے ہی نہیں ہے مگر انسانیت کا تعلق تو ہے نا میں کیسے یہ برداشت کر سکتی ہوں کہ ان لڑکیوں کو بیچا جا رہا ہے ان لڑکیوں کی عزت پیروں تلے صرف پیسوں کے خاطر روندھی جا رہی یے نوجوان لڑکوں کو ڈرگز میں انوالو کیا جا رہا ہے ان سے جڑے رشتے ماتم کرتے پھر رہے ہیں مگر کوئی آواز اٹھانے والا نہیں کسی کے پاس اس وحشی کے خلاف کوئی ثبوت نہیں اب اگر اتنا سنہیرا موقع اللہ نے ہمیں میسر کیا ہے تو ہم بزدل بن کر اپنی جان کی پروہ کر کے بھیٹ جائے؟" عدیب دونوں ہاتھوں میں سر گرا گیا تھا، کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی تھی۔

"زے اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو؟" وہ لب کاٹتا ہوا بے بسی سے بولا تھا، علیزے بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی تھی۔

"مجھے میرے اللہ پر پورا یقین ہے اس نے مجھے اس صورتحال میں برائی کی شکست کے لیے ڈالا ہے بھائی یاد رکھو برائی چاہے جتنی بھی طاقتور ہو مگر ایک دن سچائی اس پر غالب آجاتی ہے سچ سے برائی کبھی نہیں جیت سکتی اور ہم اس وقت حق پر کھڑے ہیں۔" وہ اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

"ون سیکنڈ میم۔" وہ چونک کر رکی، سامنے ایک اور ملازمہ نمودار ہوئی تھی، شکل سے وہ چائنیز تھی، عدیب جو سوچوں میں گم تھا جلدی سے سکرین کی طرف متوجہ ہوا۔

"یس؟" علیزے نے سر اٹھا کر ایک بار پھر اپنی شرٹ کے دوسرے بٹن کو ٹھیک کیا تھا، ویکینڈ اور عدیب اس ملازمہ کا چہرہ نہ دیکھ سکے تھے کیونکہ وہ لمبی تھی۔

"کین آئے ڈو یور چیکنگ۔" وہ مسکرا کر اجازت لینے لگی، اس کے ہاتھ میں مشین کا آلہ تھا، علیزے گھبرائی مگر تاثرات نارمل رکھے۔

ویکینڈ اور عدیب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اس جگہ آکر تمہیں روکا جائے گا۔" ویکینڈ نے ریموٹ کا بٹن دبا کر دیوار پر لگیے پروجیکٹر کی طرف اشارہ کیا تھا، عدیب اور علیزے دیکھنے لگے تھے۔

"اور پھر تمہاری چیکنگ ضرور ہو گی۔" ویکینڈ بڑی سی میز پر ہاتھ رکھے علیزے کی جانب جھک کر بولا تھا، علیزے اور عدیب نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"ایسے تو زے فوراً پکڑی جائے گی۔" ویکینڈ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ایسا ہو سکتا ہے اگر علیزے روکے نا۔ "

"لیکن میں روکوں گی تو شک نہیں ہو جائے گا جیسے تم نے کہا کہ زایم ملک کیمروں کی مدد سے مجھ پر اس وقت نظر رکھا ہوا ہو گا۔" علیزے الجھی تھی، ویکینڈ مسکرایا تھا، عدیب اور علیزے نے ایک بار پھر اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔

"بھول گئی تم اس کی کمزوری ہو؟" دونوں کے ذہن میں جھماکا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اب تک زید کیوں نہیں آیا بھائی فون تو کرو۔" دو گھنٹے بیت چکے تھے اور زید کا کچھ پتہ نہیں تھا، چکر کاٹتے ہوئے عدیب کو علیزے نے جذبذب ہو کر کہا۔ وہ سر ہلا کر جیب سے فون نکالنے لگا لیکن آنے والا نمبر دیکھ رک گیا اور علیزے اور دانیال کی جانب دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"رایمہ کی کال ہے۔" دونوں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی۔

"ہم دونوں کو بھی کر رہی ہو گی لیکن ہمارا فون آف ہے۔" علیزے سینٹر ٹیبل پر خود کے اور دانیال اور ویسٹن کے پڑے فون دیکھ بولی۔

"ابھی مت اٹھاؤ تم زید کو کال کرو۔"علیزے نے انکار کیا۔وہ سر ہلا کر رایمہ کی کال بند ہونے کا انتظار کرنے لگا۔اچانک بیل کی آواز پورے گھر میں گونجی۔

"شاید زید آگیا۔"دانیال جوش سے اٹھتا ہوا باہر بھاگا،عدیب اور علیزے بھی بے صبری سے متوجہ ہوئے۔

"کچھ نہیں ہوگا جنت کو یقین کرو میرا۔"عدیب کا پریشان چہرہ دیکھ علیزے نے تسلی دی۔وہ کچھ نہ بولا حقیقتاً وہ بھی جانتا تھا کہ یہ محض جھوٹے دلاسے ہیں کیونکہ ان دونوں کو معلوم ہے کہ زایم کسی بھی حد تک جاسکتا ہے۔

"زید کدھر رہ گئے تھے تم......"زید کو اندر آتا ہوا دیکھ عدیب اس کی طرف بڑھتا ہوا بول ہی رہا تھا کہ اس کے پیچھے دانیال کے ہمراہ سمیر اور شاہ زیب کو دیکھ چونکا اور پھر زید کو دیکھا۔

"یہ کہاں سے ملے؟"

"بتاتا ہوں بھیٹو۔"زید عدیب کے کندھے پر ہاتھ رکھ صوفوں کی جانب آیا جہاں علیزے اجلت میں زید سے مخاطب ہونے لگی تھی کہ سامنے سے آتے ہوٹ شاہ زیب اور سمیر کو دیکھ عدیب کی طرح چونکی۔

"شاہ زیب۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی کشن ایک طرف رکھ اپنی جگہ سے اٹھی، شاہ زیب نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔

"آ... آپ دونوں یہاں کیا کر رہے ہیں؟" وہ الجھ کر پوچھنے لگی، ساتھ پریشان بھی کیونکہ ابھی صورتحال بہت خراب تھی ایسے میں زید کے ساتھ شاہ زیب اور سمیر کا نمودار ہونا کچھ اچھی بات نہ تھی۔

"میری گاڑی خراب ہو گئی تھی شاہ زیب بھائی نے ہی لفٹ دی اور پھر میں نے ان کو سب بتایا کہ ہم لوگ کس پریشانی میں جو نج رہے ہیں۔" زید دانیال کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے ہوئے بولا، دانیال نے سمیر اور شاہ زیب کو پیش کیا تو صرف سمیر نے ہی تھاما۔

"یہ زایم ملک کون ہے؟" شاہ زیب ایک بھرپور نظر علیزے پر ڈال عدیب کی طرف متوجہ ہوا جو علیزے کے برابر بھیٹ چکا تھا، اس کے سوال پر وہ تینوں ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔

"زید آ گیا لیزا؟" ویسٹن باہر آیا تو چونک گیا، شاہ زیب نے سرد نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا، ویٹسن بھی اسی کو دیکھ رہا تھا، شاہ زیب نے نگاہیں پھیر لیں مگر علیزے کو جانے

کیوں لگا کہ وہ تکلیف سے پھیری گئی نگاہیں تھیں؟ سمیر پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"ویٹسن تم زندہ ہو مجھے یقین نہیں آ رہا؟" وہ بے یقینی سے بولا، ویسٹن پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ آ کر دانیال کے برابر بیٹھ گیا۔

"یقین تو مجھے بھی نہیں آتا۔" ویٹسن نے دھیمے سے کہا۔

"زایم ملک جو بھی ہوا اسے تم سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے ہم اپنے مسلوں سے خود نپٹ لیں گے" عدیب نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں جیسے بات ختم کرنی چاہی، لاؤنج میں سناٹا چھا گیا۔

"عدیب انور بخت یہ مت بھولو کہ تمہاری بہن اب تک میرے نکاح میں ہے اور میری بہن تمہارے نکاح میں اسلیے میری بیوی یا میرے بہن کے شوہر کے جو مسلے ہو گے وہ میرے مسلے ہو گے۔" آگے کو جھک کر اپنی بھاری آواز میں اس نے پل بھر میں ہی عدیب کو سچائی دکھادی تھی۔

"بھائی پلیز۔" علیزے نے ماحول میں بڑھتے تناؤ کو دیکھتے ہوئے عدیب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کہا وہ نخوت سے چہرہ پھیر گیا۔

"زایم ملک سے ہمارا رشتہ صرف اور صرف دشمنی کا ہے۔" عدیب کو ایک نظر دیکھ علیزے شاہ زیب سے مخاطب ہوئی۔

"کچھ سال پہلے".....

"تم نے کھانا کھا کر دوائی لی؟" اچانک وہ رک گئی، سب ہی نے شاہ زیب کو چونک کر دیکھا، وہ اتنے گھمبیر بات چیت کے دوران یہ آؤٹ آف سلیبس سوال کیوں پوچھ رہا تھا؟ علیزے کو بھی سمجھ نہ آیا اس وقت جواب دے یا اپنی بات جاری رکھے۔

"شاہ زیب بھائی میں نے بہت اصرار کیا مگر چند لقمے ہی لیے اور دوائی وہ بھی تھی مجھے نہیں معلوم تھا۔" علیزے کو خاموش دیکھ دانیال نے کہا۔

"آؤ چل کر پہلے ٹھیک سے کھانا کھاؤ اور دوائی لو۔" شاہ زیب علیزے پر نظریں جمائے بولتے ہوئے اٹھا۔

"ہاں سب کچھ ٹیبل پر لگا ہے زید تم بھی آجاؤ سمیر بھائی آپ بھی آجائیں۔" دانیال، زید اور سمیر سے بولا جو ویٹسن کو اب تک ایسے گھور رہا تھا جیسے وہ کوئی بھوت ہو۔

"تمہارا دماغ خراب ہے زے یہاں پر جنت بھوکی پیاسی جانے کس حال میں ہو گی اور تم...." علیزے کو بغیر کوئی بحث کیے چپ چاپ اٹھتا ہوا دیکھ عدیب دھیمے سے

غرایا۔علیزے نے پریشانی سے عدیب کی طرف دیکھااور پھر شاہ زیب کی طرف جو اس کی غراہٹ سن چکا تھا۔

"تمہاری بہن کا دوائی لینا بے حد ضروری ہے۔" سرد آواز میں سنجیدگی سے کہتا ہوا وہ علیزے کی کلائی پکڑے کھانے کی میز پر لے گیا جہاں سمیر، زید اور دانیال پہنچ چکے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" عدیب نے غصہ سے ویٹسن کو دیکھ کہا۔ وہ گہری سانس بھرتے ہوئے کندھے اچکا کر میز پر علیزے کو دیکھنے لگا جو شاہ زیب کے کرسی کھینچنے پر اس کرسی پر بھیٹتی ہوئی اسے بھی اپنے ساتھ کھانے کے لیے ضد کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

باہر ایک بار پھر موسلا دھار بارش کے ساتھ زور شور سے بجلی کڑکی تھی، آسمان پر کرنٹ سا پھیل گیا تھا اور اندر وہ کرنٹ کی طرح پیچھے ہوئی تھی، ملازمہ جو چیکنگ مشین کا آلہ اس کے جسم کے قریب لے جا رہی تھی اس کے یکدم کرنٹ کھا کر پیچھے ہونے پر شکی نگاہوں سے دیکھنے لگی جبکہ چہرے پر اب تک مصنوعی مسکراہٹ قایم تھی، یہ منظر

دیکھتے ہوئے زایم ملک نے بھی سوالیہ نگاہوں سے سکرین کو دیکھ پہلو بدلا تھا، کچھ کھٹکا سا ہوا تھا۔

"یہ.... یہ مہمان نوازی ہے زایم ملک تمہاری؟" اچانک وہ سر اٹھا کر ارد گرد دیواروں کو دیکھتی اونچا اونچا بولنے لگی، ویکینڈ اور عدیب نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر واپس سکرین کو، عدیب لب کاٹتے بے حد ٹینس تھا۔

"تم نے کہا تھا کہ میں الگ ہوں تو پھر سب کی طرح میری کیوں چیکنگ ہو رہی ہے تمہیں لگتا ہے کہ میں کوئی گن ون ساتھ لے کر آؤں گی دیکھ لو کچھ نہیں ہے میرے پاس۔" ملازمہ نے حیرت سے اسے دیکھا پھر دیواروں پر لگے کیمروں کو جس کی طرف متوجہ ہوئے علیزے کہہ رہی تھی، زایم ملک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ آئی۔

"الگ تو تم ہو۔" وہ مسکراتے ہوئے کہتا یہ منظر سکرین سے ہٹائے کسی کو ٹیکسٹ کرنے لگا۔

"میں جانتی ہوں تمہارا کام میری چیکنگ لینا ہے لے لو۔" پانچ سیکنڈ تک سب ویسا ہی رہا، علیزے چپ ہو گئی پھر دھڑکتے دل کے ساتھ ملازمہ کی جانب دیکھ مانو سرینڈر کر دیا، ملازمہ کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ آ گئی اور گہری نظروں سے اسے

دیکھتی ہوئی مشین کا آلہ ایک جانب رکھا اور اس کے جسم کو ٹٹولا، کچھ نہیں ملا تو وہ مشین کا آلہ اٹھاتی ہوئی اس کے جسم کے قریب لانے لگی۔

"نو۔"علیزے نے آنکھیں بند کر لیں، یعنی اب سب ختم ہونے والا تھا؟

دوسری طرف عدیب اور ویکینڈ نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"الرٹ۔"ویکینڈ سرعت سے واکی ٹاکی لبوں کے قریب کرتے ہوئے بولا۔

"ون ٹو اینڈ......"وہ ہری جھنڈی دکھانے لگا تھا، عدیب نے ٹیب کو مضبوطی سے پکڑ لیا، علیزے نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں کسی وقت بھی مشین کے آلہ سے آواز آنا شروع ہو جائے گی اور پھر وہ پکڑی جائے گی۔

"تھری اٹیک".....

"سٹاپ۔"علیزے کی آنکھیں جھٹ سے کھلیں۔

"ویٹ۔"ویکینڈ بولتا ہوا سکرین کی جانب متوجہ ہوا جہاں ایک انگریز ملازم نمودار ہوا تھا، اس ملازمہ کا ہاتھ ہوا میں رک گیا، علیزے نا محسوس انداز میں پیچھے ہوئی کہ کہیں مشین بٹن کے قریب نہ آجائے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یو کین گو۔" وہ سنجید گی سے علیزے کو سیڑھوں کی جانب اشارہ کر کے اس ملازمہ کو کوئی اشارہ دے گیا تھا، عدیب اور ویکنڈ ایک دوسرے کو دیکھ حیرت سے مسکرائے تھے، علیزے نے شکر کا سانس لیا تھا۔

"بٹ...." وہ ملازمہ کچھ بے یقینی سے علیزے کے اطمینان سے بھرے چہرے کو دیکھ کچھ بولنے والی تھی کہ اس ملازم نے نفی میں سر ہلایا۔

"باس آرڈر نو چیننگ۔" ملازمہ لب بھینچے علیزے کو دیکھنے لگی، علیزے کی نگاہ اسے ملی تو شک بھری نظروں سے اس نے فوراً نظریں پھیر لی اور سر کو خم دیتی ہوئی سیڑھوں کی جانب چلی گئی، پیچھے اس ملازم اور ملازمہ نے اس کا تعاقب تب تک کیا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہوگئی۔

"شی گاٹ سمتھنگ۔" ملازمہ سرد آواز میں بولی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

شاہ زیب نے پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا تو چور نظروں سے عدیب کے تنے ہوئے چہرے کو دیکھتی ہوئی علیزے نے تھام لیا اور جلدی سے دوائیاں زبان پر رکھ پانی کے

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھونٹ سے نگل لی، شاہ زیب کچھ پر سکون ہوتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور عدیب زید سمیر اور ویٹسن کی طرف آیا جو صوفوں پر بھیٹے اگلے لایحہ عمل کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

"اب مجھے تفصیل سے بتاؤ۔" علیزے بھی اٹھ کر دانیال کے ساتھ آئی اور عدیب کے برابر بھیٹی۔

عدیب نے شاہ زیب کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔

"زایم ملک کچھ سال پہلے کلب میں میرے پیچھے پڑا تھا۔" علیزے نے آہستگی سے بولنا شروع کیا، سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"پیچھے پڑا تھا؟" سمیر نے الجھ کر پوچھا۔

"ہاں وہ چاہتا تھا کہ میں ون نایٹ سٹینڈ...." وہ روانگی سے کہتے ہوئے رکی اور شاہ زیب کو دیکھا جس کے یہ جملہ سن لب بھینچ گ ئے تھے، وہ چپ ہو گئ تھی۔

"مگر زے کے رسپونس پر اس نے فورس کرنے کی کوشش کی اور زے نے اسے تھپڑ مارا اور اس تھپڑ کو انا کا مسلہ بناتے ہوئے اس نے زے کو اغوا کرنے کا پلین بنایا مگر مزریبلی فیلڈ ہوا کیونکہ اس کے آدمی زے کی جگہ غلطی سے ماہازے کی دوست کو اغوا

کر گ ئے تھے۔ "عدیب سنجیدگی سے بولنا شروع ہوا، شاہ زیب کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کیا اس سب کا علم چاچا جان کو ہے؟" اس نے پوچھا، ویٹسن اور دانیال نے عدیب علیزے کو دیکھا اور عدیب علیزے نے ان کو، پھر نفی میں سر ہلایا۔

"زایم ملک بہت اونچی چیز تھا میرا دوست ویکنڈ اس کو اس کے ان گنت کرایمز میں اندر کرنے کے لیے جد وجہد میں جت رہا مگر کوئی اس کے خلاف ثبوت نہیں جمع کر پایا کیونکہ زایم ملک بہت شاطر تھا اس کا اپنا کوئی فیملی بیگ گراؤنڈ نہیں تھا وہ کھل کر جرایم کرتا ڈرگز جسم فروشی لڑکیوں کی سمگلنگ اور بہت کچھ اس کی کوئی کمزوری نہیں تھی وہ جرم کر کے بھی سڈنی کے نامور بزنس ٹایکون میں آتا اس تک پولیس کا ہاتھ پہنچ ہی نہیں پاتا مگر خوش قسمتی کہہ لو یا بد قسمتی سے اس کی کمزور زے بنی۔" ویٹسن اور دانیال بھی توجہ سے سننے لگے کیونکہ وہ دونوں اب تک پوری بات سے ناواقف تھے۔

"ماہا کے اغوا کے بعد ہم نے ویکنڈ سے رابطہ کیا مگر اسے پہلے پولیس ماہا کو ڈھونڈنے کے لیے کچھ کرتی زایم ملک نے ماہا کو خود چھوڑ دیا اور مجھے کال کی۔" علیزے نے کہنا شروع کیا۔

"اس نے مجھ سے کہا کہ میں ایک بار پھر اس کے چنگل میں آنے سے بچ گئی مگر کب تک بچتی رہوں گی میں اس کی ضد بن چکی تھی اس نے مجھے چوبیس گھنٹے کا وقت دیا کہ میں اپنا فیصلہ بدل لوں اور خود چل کر اس کے پاس اس کے گندے ارادوں کو پورے کرنے آؤں ورنہ پھر کیا ہو گا وہ خود نہیں جانتا۔" علیزے سر جھکائے مزید بولی، شاہ زیب نے مٹھیاں بھینچی، اتنا کچھ ہو گیا تھا اور اسے دوسری طرف گاؤں میں کوئی خبر ہی نہیں تھی، اتنا لاپرواہ تو وہ اپنوں سے کبھی نہیں ہوا تھا لیکن علیزے سے وہ ہو گیا تھا، ایک عجیب بے بسی نے شاہ زیب کے گرد گھیرا تنگ کیا، وہ سرخ آنکھیں فرش پر ٹکا گیا، سمیر، ویٹسن اور دانیال دم سادھے سن رہے تھے۔

"جس وقت اس کی کال آئی ہم لوگ پولیس سٹیشن ہی تھے اور ویکینڈ کے سامنے سارا معاملہ تھا کال کے بعد بھائی نے ویکینڈ کو کوئی سنگین قدم زایم ملک کے خلاف لینے کے لیے کہا کیونکہ اب معاملہ خطرناک ہو چکا تھا زایم ملک مجھے اتنی آسانی سے چھوڑنے والا نہیں تھا اور خود ویکینڈ بھی اس کے کیس کو کب سے سلجھانے کی کوشش میں تھا مگر کچھ بھی زایم ملک کے خلاف ہاتھ نہیں لگتا کیونکہ وہ لگنے ہی نہیں دیتا۔" زایم ملک کے ذکر کے وقت علیزے کا چہرہ سرخ ہوا، وہ آج بھی چھ جون کی رات نہیں بھولی تھی، زایم ملک اس کی ماضی کی کتاب کا ایسا صفحہ تھا جس کو اس نے پھاڑ کر پھینک دیا تھا

مگر آج پھر وہی صفحہ اس کی ماضی کی کتاب میں جانے کہاں سے آ کر کھل گیا تھا، اس نے اپنی زندگی میں زایم ملک سے گھٹیا شخص نہیں دیکھا تھا، ہزار معصوموں کی زندگی برباد کرنے والا وہ انسان علیزے کی نفرت رہا تھا رہا ہے اور رہے گا۔

"پھر ویکینڈ نے ایک پلین بنایا۔" عدیب آگے کو جھک سینٹر ٹیبل کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"کیسا پلین؟" یہ زید تھا، وہ لوگ انگریزی میں بات کر رہے تھے جس وجہ سے ویٹسن کو بھی سمجھ آ رہا تھا۔

علیزے اور عدیب نے دانیال کے سوال پر ایک دوسرے کو دیکھا اور ایک دوسرے کو دیکھ ایک آواز میں بولے۔

"اس کو تباہ کرنے کا۔" شاہ زیب نے سرخ آنکھیں فرش سے اٹھا کر دونوں پر ڈالیں، وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ ایک بار پھر بولے لیکن اب کی بار بے حد دھیمے جیسے یاد کرتے ہوئے صرف ایک دوسرے کو کہہ رہے ہو۔

"چھ جون کی رات۔" ویٹسن دانیال اور زید نے ایک دوسرے کا دیکھا، سمیر نے شاہ زیب کو دیکھا جو الجھ کر عدیب علیزے کو دیکھ رہا تھا جن کے چہرے پر کئی احساسات ک رنگ آ کر لہرائے تھا۔

چھ جون کی لمبی رات کبھی نہ بھولنے والی رات تھی۔

☆☆☆☆☆☆

زایم ملک شان سے چلتا ہوا وسیع کمرے میں کونے میں بنے بار کے پاس آیا اور سلپ پر کونے میں رکھے اینٹک وکٹر ولا ہارن پر دوسری طرف دیوار پر لگے شیلف میں سے سی ڈی نکالی اور اس پر رکھی، سی ڈی گھومنے لگی، کیلی کرا کلسن کی خوبصورت آواز پورے کمرے میں گونجی، گانے کی آواز اتنی تیز تھی کہ باہر جاسکتی تھی مگر ساؤنڈ پروف کمرا ہونے کی وجہ سے مدہوش کرنے والی موسیقی کی آواز کو اجازت نہ ملی۔

علیزے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی ارد گرد دیکھتے کے ساتھ اپنے شرٹ کے اپری بٹن میں چھپے کیمرے کو بھی سب دکھانے لگی، سیڑھیوں کے ہمراہ اونچی دیوار پر بڑی بڑی کھڑکیاں تھی، باہر بارش اور ہواؤں کی آواز اندر تک آرہی تھی اور اس کا دل جو پہلے سے ہی بے قابو دھڑک رہا تھا مزید دھڑکنے لگا۔ وہ باہر بارش کو دیکھتے ہوئے وسیع کھڑکیوں پر ڈلے پردوں کی زور و شور سرسراہٹ کو دیکھتی ہوئی ایک ایک سیڑھی چڑھتی گئی۔

"Grew up in a small town

And when the rain would fall down

I'd just stare out my window

Dreaming of what could be

And if I'd end up happy

I would pray

Trying hard to reach out

But when I tried to speak out

Felt like no one could hear me

Wanted to belong here

But something felt so wrong here

So I prayed (I would pray)"

زایم ملک آنکھیں بند کیے موسیقی کی دھن پر کھو گیا۔

علیزے کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ہر سیڑھی کو عبور کرتی ہوئی اپنی زندگی کو پیچھے چھوڑ رہی تھی۔

"I could breakaway

I'll spread my wings and I'll learn how to fly

I'll do what it takes 'til I touch the sky

And I'll make a wish, take a chance, make a change

And breakaway"

عدیب نے مٹھی سختی سے بند کیے آنکھیں بند کرتے ہوئے زیرِلب کچھ پڑھنے لگا۔

"Out of the darkness and into the sun

But I won't forget all the ones that I love

I'll take a risk, take a chance, make a change

And breakaway"

"بھائی شاید یہ آخری بار تم مجھے صحیح سلامت دیکھ رہے ہو اگر.....اگر مجھے کچھ ہوا تو وعدہ کرو تم روگے نہیں ٹوٹو گے نہیں بکھرو گے نہیں بلکہ فخر سے سینہ چوڑ کر کے کہو گے کہ تمہاری بہن بھلے ہی جیت نہ پائی لیکن اس نے بلا کی بہادری دکھائی۔"

عدیب نے یکدم آنکھیں کھول واپس سکرین کو دیکھا، سیڑھاں ختم ہو چکی تھی اب سامنے ایک بڑا سا دروازہ تھا۔

"زایم ملک میں آ گئی۔" دھیمے سے بڑبڑاتی وہ مظبوط چال چلتی دروازے تک پہنچی۔

"Buildings with a hundred floors

Swinging around revolving doors

Maybe I don't know where they'll take me, but

Gotta keep moving on, moving on

Fly away, breakaway"

وہ آنکھیں بند کرتی ہوئی ہینڈل پر رکھ چکی تھی۔

زایم ملک نے وکٹرولا ہارن کھٹاک سے بند کر دیا تھا۔

"ویکینڈ۔" عدیب نے بولتی ہوئی نظروں سے ویکینڈ کو دیکھا تھا جس کی ساری توجہ سکرین کی جانب تھی اور ایک ہاتھ میں واکی ٹاکی ہونٹوں کے قریب پکڑا ہوا تھا۔

"ڈونٹ وری۔" ویکینڈ نے ایک بار پھر تسلی دی تھی۔

"نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ۔" وہ زیرِ لب پڑھتی ہوئی ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور دروازہ کھلتا گیا۔

"ہیلو ویلکم سویٹ ہارٹ۔" زایم ملک عین سامنے ایک ہاتھ میں واین کا گلاس اور دوسرا ہاتھ جیب میں گھسائے اعتماد سا کھڑا تھا اور کیا شاہانہ انداز میں خوش آمدید کہا تھا، آنکھوں کا غرور بلا کا ٹپک رہا تھا جبکہ سر تا پیر تکبر اپنی شعائیں مار رہا تھا، وہ تکبر اور

غرور میں ڈوبے انسان کے لہجہ میں کیا کچھ نہیں تھا جیسے کہہ رہا ہو سلطنت میں یہ بادشاہ خوش آمدید کرتا ہے۔

عدیب کی آنکھوں میں اس شخص کو سکرین پر دیکھ سرخی آچکی تھی۔

علیزے مسکرائی، کیا عجیب مسکراہٹ تھی، زایم ملک نے جام کا گھونٹ بھرتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو بغور دیکھا، ایسی مسکراہٹ تھی جیسے اس کے خوش آمدید کا جواب دیا ہو، جیسا کہا ہو

یہ پوری سلطنت لمحے میں اونچایوں سے گرانے میں آئی ہوں، تمہاری اوقات دکھانے میں آئی ہوں

تمارے ہی علاقے میں تمہیں ہی میں شکست دینے آئی ہوں، زایم ملک اب آر پار کرتی نگاہوں سے اس کے سراپے کا جایزہ لے رہا تھا، علیزے کو گھن آئی مگر چہرے پر نرم تاثرات لیے وہ آگے بڑھی۔

"لو آگئی میں کر دیا خود کو تمہارے حوالے اب کیا؟" وہ سینے پر بازو لپیٹتی ہوئی اس کی نظروں میں نظریں ڈالے بولی، زایم ملک ہنس دیا، اس کی ہنسی دلکش تھی، اس کی مسکراہٹ بھی دلکش تھی وہ اپر سے جتنا حسن کا مالک ایک آیڈیل مرد تھا لیکن وہ اندر سے بے حد بد صورت تھا۔

اور پھر ظاہری خوبصورت بھلا کب تک چلتی ہے؟اصل خوبصورتی تو اندرونی خوبصورتی ہوتی ہے لیکن خوبصورتی ہوتی ہی کیا ہے؟کس بلا کا نام ہے؟ہر آنکھ کے لیے ایک الگ خوبصورتی کا الگ میعار ہے،اصل خوبصورتی تو کسی نہیں دیکھی ہی نہیں ہے یا کوئی دیکھنا ہی نہیں چاہتا؟

شکل وصورت کبھی خوبصورت اور بدصورت نہیں ہوتی یہ خوبصورت اور بدصورت کسے کہتے ہیں یہ ہم نے خود ہی بنالیا ہے شاید جب ہی ہم ہر کسی کو شکل سے ہی جج کرتے ہیں،زایم ملک کی "خوبصورتی" دیکھتے ہوئے علیزے کو سمجھ آرہا تھا کہ جسے وہ بچپن سے خوبصورتی سمجھتی آرہی ہے اصل میں تو وہ کچھ نہیں ہے،اس وقت وہ سب سے بدصورت انسان تھا۔

"مجھے یقین تھا تم زیادہ تنگ نہیں کروگی مان جاؤ گی۔" وہ بار کی طرف آتے ہوئے اب ایک اور نیا پیگ تیار کر رہا تھا،علیزے نے کینا نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم بھلے ہی مجھے تمام لڑکیوں میں منفرد لگی ہو مگر فطرت تو ہر لڑکی کی ایک ہی ہوتی ہے پیسہ۔" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا،علیزے مسکرادی۔

"ٹھیک کہا تم نے ہر لڑکی کی فطرت ایک ہی ہوتی ہے کیونکہ لڑکیاں ایک جیسی ہی ہوتی پھول جیسی یہ جو جملہ تم نے مجھ سے کہا ہے کہ تم تمام لڑکیوں سے الگ ہو منفرد مجھے یہ

جملہ قطعی پسند نہیں آیا کیونکہ میری نظر میں تمام لڑکیاں ہی منفرد ہوتی ہے سب کا اپنا انداز ہوتا ہے۔"علیزے کہتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے آگے بڑھی اور گھوم گھوم کر باہر بھیٹے دو نفوس کو پورا کمرہ دکھانے لگی۔

"اچھی باتیں کر لیتی ہو لیکن تم لڑکیاں ہوتی تو پھول ہی ہو نا مسلنا آسان ہوتا ہے میرا مطلب تم لڑکیوں کو پالینا آسان ہوتا ہے۔" وہ دوسرا گلاس ہاتھ میں لیے اس کے پاس آیا اور گلاس آگے کیا۔

"زایم ملک مت بھولو پھول کو مسلنے کے بعد بھی اس کی خوشبو نہیں جاتی۔" وہ معنی خیز انداز میں کہتی ہوئی اس کے ہاتھ سے گلاس تھام گئ تھی۔

"اور پھول میں کانٹے بھی ہوتے ہیں جو جب چبتے ہیں نا تو تب خون بھی نکل آتا ہے۔" وہ مزید بولی، زایم ملک نے اسے بغور دیکھا، اس کے چہرے پر کوئ گبھراہٹ نہیں تھی، کوئ ڈر نہیں تھا، آنکھوں میں اگرچہ پسندیگی نہ تھی تو ناپسندیگی بھی نہ تھی، اس وقت آنکھوں میں کچھ اور ہی تھا، نڈر پن؟

"خیر فلسفی باتیں بہت ہو گئ چیرز اب رات شروع کریں؟" اپنے گلاس کو اس کے گلاس سے ٹکراتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا، باہر بجلی زور و شور سے کڑکی اور طوفانی بارش نے اور زور پکڑا، ہوا پر زور ہوئ تو کھڑکی کے پٹ ایک جھٹکے سے کھل

لگ ئے اور ایک ہولناک ماحول بن گیا، علیزے کا دل لرز اتھا اور چہرہ ہر تاثرات سے عاری ہو گیا تھا۔

"میں یہ بند کر لوں.... "زایم ملک اپنی نشیلی آنکھیں علیزے سے ہٹاتے ہوٹ کھڑکی کے جانب بڑھنے لگا تھا جب علیزے نے ہوش میں آتے ہوئے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

"بی الرٹ۔" ویکینڈ نے اس کی سلطنت کے چاروں اطراف چھپے بندوں سے کہا جو ہری جھنڈی ملنے کے انتظار میں تھے ساتھ دیواروں پر وہ کئی ٹایم بمب چپکا چکے تھے جن کا ریموورٹ ہر بندے کے پاس تھا، عدیب اور اس کو اب سکرین پر خالی دیوار نظر آرہی تھی۔

"رات شروع کرنے کی اتنی بھی جلدی کیا ہے پہلے خود کو تیار تو کر لو۔" وہ چہرے پر آئی اپنی لٹ کو انگلی میں لپیٹتی ہوئی مخمور انداز میں بولی۔ زایم ملک جیسے ان بڑی بڑی آنکھوں میں ڈوبتا گیا، شراب گلاس سے لڑکھ کر فرش پر گری، اس نے ایک جھٹکے سے علیزے کو خود کے قریب کیا۔

"وائے شی از ٹینگ سو ٹایم؟" عدیب ڈیش بورڈ پر ہاتھ مارتے ہوئے دباد با چلایا تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ویٹ ڈیٹس ناٹ آ پیس آف کیک۔" ویکینڈ نے غصہ سے عدیب کو کہا۔وہ چہرے پر ہاتھ پھیر باہر ونڈ سکرین کو دیکھنے لگا جہاں بارش شیشے پر گرتی ہوئی خوابیدہ منظر پیش کر رہی تھی۔

"میں نے اس لمحے کا ہر پل انتظار کیا ہے جب سے تمہیں دیکھا ہے تمہیں حاصل کرنے کا جنون سوار ہوتا گیا ہے۔" وہ بچی ہوئی شراب منہ سے لگاتے ہوئے اسے کمر سے پکڑے خمار لہجہ میں کہہ رہا تھا،علیزے بے تاثر چہرے سے اس کو قریب سے دیکھی گئی جتنا وہ دور سے خوبصورت لگتا تھا اتنا ہی قریب سے ہیبت ناک لگ رہا تھا۔

اس پل اگر اس منظر کو کوئی نام دینا ہوتا تو اس منظر کو "بیوٹی اینڈ بیسٹ" کا نام دیا جاتا۔

وہ وحشی درندہ جو کتنوں کی عزت سے کھیل چکا تھا جو کتنوں کی زندگی برباد کر چکا تھا۔اس وحشی درندے کی بانہوں میں اس وقت وہ تھی،ڈوب مرنے کا مقام تھا مگر یہ سب کرنا تھا مزید کوئی زندگیاں نہ اس وحشی کے دلدل میں ڈوبے یہ کرنا تھا، برداشت کرنا تھا،علیزے کے تاثرات پتھریلے سے نرم پڑتے گئے،وہ اب بالکل اس کی گرفت میں آچکا تھا،علیزے اس کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتی ہوئی پیچھے ہوئی،زایم ملک کے چہرے پر ناگواریت آئی،وہ اتنے قریب جا کر دور نہیں ہو سکتا تھا،وہ بدمزہ ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تم نے اگر میرا اتنا انتظار کیا ہے تو اس کا مطلب میں تمہارے دل کے قریب آتی ہوں۔" وہ اس کے سینے پر دل کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی، زایم ملک مسکرا دیا اور اسے پہلے وہ واپس علیزے کو تھامتا وہ اپنا گلاس اس کے آگے کر گئی، زایم ملک نے ایک ہی گھونٹ میں اس کے گلاس کی شراب بھی اپنے حلق میں اتار لی، شہاب اور شاداب دونوں آج ساتھ تھیں کون کمبخت جام کے نشے میں دھت نہیں ہونا چاہے گا؟ خاص کر جب ساقی شاداب ہی ہو تو؟

وہ ادا سے چلتی ٹک ٹک کرتی ہوئی بار کی طرف آئی، عدیب واپس سکرین کی طرف متوجہ ہوا اب سکرین پر ڈھیروں شراب کی بوتلیں نظر آ رہی تھیں۔

علیزے سب سے بڑا گلاس اٹھا کر اس میں برانڈڈ بوتل کھول شراب ڈالنے لگی پھر آئس کیوب ڈالنے لگی، زایم ملک بیڈ پر ایک پاؤں پر پاؤں رکھ بھیٹ کر اسے شراب بناتے ہوئے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

باہر طوفانی بارش کے ساتھ آندھی بھی آ گئی تھی اور اندر زایم ملک کی خواب گاہ میں خواب ناک ماحول قایم تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"رایمہ چائے پیو گی؟" سِلا نے فون کان سے لگائی بے چین رایمہ سے آ کر پوچھا، رایمہ اور یوجنا سِلا کے پاس گھر پہنچ گئی تھی اور کب سے وہی تھیں، رایمہ، عدیب، دانیال اور علیزے سب کے نمبر ملانے کی کوشش کر رہی تھی مگر دانیال اور علیزے کا نمبر بند تھا۔ عدیب کا صرف کھلا جا رہا تھا مگر وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

"نہیں سِلا تم حویلی کال کر کے پوچھو کیا پتا کچھ پتہ چل جائے۔" رایمہ نے فکر مندی سے سِلا سے کہا۔ وہ تھک کر اس کے برابر بھیٹتی ہوئی نفی میں سر ہلانے لگی، ان کے کچھ ہی دور زمین پر یوجنا لیپ ٹاپ لیے بھیٹی تھی۔

"تم لوگ جب راستے میں تھی تب میری زینیا سے بات ہوئی تھی وہ تو نارملی بات کر رہی تھی حویلی میں تو سب ٹھیک ہے تم پریشان نہ ہو عدیب نے مجھے کہا تھا وہ فارغ ہو کر خود کو کال کریں گے۔" سِلا رایمہ کو یہ نہ بتا سکی کہ وہ عدیب سے بات کرنے کے لیے زید کو کال کر سکتی ہے۔

"آپی اور بھائی کسی سوشل ایپ پر بھی کب سے آن لاین نہیں ہیں چھوٹی باجی آپ ایسا کیوں نہیں کرتی انکل مہراب سے پوچھیے۔" یوجنا نے سکرین نے نظریں ہٹائے رایمہ کو بتاتے ہوئے مشورہ دیا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دانیال نے بتایا تھا انکل مہراب کچھ دنوں کے لیے کسی ضروری کام سے دوسرے شہر گئے ہیں۔" وہ مایوسی سے بتانے لگی۔

"تو سِلا باجی آپ شاہ زیب بھائی کو فون کر کے سب بتا دیں وہ شہر جا کر آپی بھائی کو دیکھ لیں گے۔" یوجنا کو سمجھ نہ آیا وہ پریشان کیوں ہے جب اتنے آپشن موجود تھے۔

"نہیں چندا الا کو نہیں بتا سکتی عدیب نے خاص طور پر منع کیا تھا کسی کو بھی کچھ بتانے سے پتا نہیں آخر وہاں چل کیا رہا ہو گا۔" وہ آہستگی سے بولتی دوپٹے کے پلو سے کھیلنے لگی۔ معاً دروازے پر بیل ہوئی، تینوں ساتھ چونکی۔

"اس وقت کون ہے؟" سِلا حیران ہوئی۔

"میں دیکھتی ہوں؟" یوجنا گود سے لیپ ٹاپ اٹھا کر ایک طرف رکھ اٹھ کر گئی۔

"دھیان سے۔" سِلا نے کہا۔

"شاید مما اور ڈیڈ ہوں میں نے ان کو بتا دیا تھا کہ ہم بھائی کے ہاں ہیں۔" رایمہ نے کہا، سِلا چونکی۔

"کیوں بتایا رایمہ وہ... وہ عدیب کا پوچھیں گے ہم کیا جواب دیں گے؟"

"وہ لوگ گھر آ چکے تھے اور ہمیں غایب دیکھ پوچھا تو میں نے بتا دیا اب کب تک چھپاینگے ویسے بھی ڈیڈ کو ان کے فرینڈ سے کال آ ہی گی".....

"اسلام علیکم چاچا جان چچی جان۔" سِلا سر پر دوپٹا درست کرتی ہوئی ادب سے کھڑی ہوئی، انور بخت اور شاہستہ بیگم یوجنا کے ہمرہ لاؤنج میں داخل ہوئے۔

"وعلیکم اسلام۔" انور بخت سنجیدگی سے صوفے پر آکر بھیٹے۔

"وعلیکم اسلام بیٹا جاؤ ٹھنڈا پانی لاؤ۔" شاہستہ بیگم نے سِلا کو جواب دیتے ہوئے یوجنا سے کہا۔

"جی۔" وہ جلدی سے کچن کی جانب بھاگی۔

"چاچا جان وہ.... " انور بخت کے تاثرات دیکھ سِلا سمجھ گئی تھی کہ انہیں عدیب کی خبر ہو چکی ہے، ڈرتے ہوئے اس نے شاہستہ بیگم کو دیکھ کچھ بولنا چاہا۔

"عدیب کو فون کرو رایمہ۔" وہ سِلا کی جانب دیکھے بغیر رایمہ سے بولے تو وہ گود سے تکیہ ہٹاتی سیدھی ہوئی۔

"ڈیڈ بھائی اور علیزے کال نہیں اٹھا رہے میں کب سے کوشش کر رہی ہوں۔"

"چاچا جان سوری لیکن انہوں نے میری ایک نہیں سنی علیزے کا بہت ارجنٹ بلاوا تھا۔" انور بخت کی ناراضگی بھانپ سِلا روہانسی ہو گئی تھی جب ہی جلدی سے صفائی پیش کی۔

"ایسی بھی کیا جلدی تھی کہ وہ رکا نہیں چلو اس نے تمہاری ایک نہیں سنی تو مجھے تو کم از کم اسی وقت کال کر کے بتاتی یہ تمہیں بھی معلوم ہے سِلا بچے عدیب کا ملک سے تو کیا شہر سے جانا بھی منع تھا ابھی ابھی اس پر سے اتنا بڑا الزام اترا تھا اور اب اس کا یوں اچانک ملک سے چلے جانا اسے پھر سے شک میں ڈال سکتا وہ تو شکر ہے مجھے میرے دوست کا اس معاملے میں تعاون ہے ورنہ اس لڑکے نے تنگ کر کے رکھ دیا ہے یہ کیوں نہیں سنتا آخر؟" وہ سخت خفا نظر آ رہے تھے۔

"بیٹا تمہارے چاچا جان ٹھیک کہہ رہے ہیں مجھے خود اتنی فکر لگی ہے اس کی اور اس کے اور علیزے کے کارنامے دیکھو ان دونوں نے ناک میں دم کر کے رکھ دیا ہے بھلا ایسی بھی کیا آفت آ گئی تھی جو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ فوراً پاکستان نکل گیا؟" شائستہ بیگم فکر مند سی غصہ سے بھری دکھائی دیں۔

"مما آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں بھائی اور علیزے نے واقعی تنگ کر دیا ہے اور یہ دانیال وہ بھی نہیں فون اٹھا رہا یہ لوگ ضرور انکل مہراب کے ہاں ہیں پتہ نہیں کیا کھچڑی پک رہی ہے۔" رائمہ بھی جھنجھلا کر بولی، یوجنا نے پانی انور بخت اور شائستہ بیگم کو پکڑایا اور رائمہ کے برابر بھیٹ گئی۔

"مہراب بھی نہیں ہے۔" انور بخت گھونٹ بھرتے ہوئے آہستہ سے بولے۔

"آپ حویلی فون کر کے پوچھیں۔" شاہستہ بیگم نے انور بخت سے کہا۔

"میں نے بھی یہی کہا مما۔" یوجنا جلدی سے بولی۔

"نہیں چاچی جان میں نے کیا تھا حویلی میں بھی کسی کو کوئی خبر نہیں۔" سِلا واپس صوفے پر بھیٹتی ہوئی بولی۔

"میری بھی بات کل ہوئی تھی ماشاللہ سے عمارہ کا رشتہ ہو رہا ہے حویلی بلا رہی تھیں واپس اماں جان۔" انور بخت نرمی سے بتانے لگے، سِلا ہولے سے مسکرادی۔

"مما آپ کو علیزے کی گڈ نیوز کا پتہ چلا؟" رایمہ نے کوجھتی ہوئی نظروں سے باری باری دونوں کے چہرے دیکھ آہستگی سے پوچھا۔ وہ دونوں چونکے۔

"خوش خبری؟" کچھ پل کے لیے دونوں سمجھے نہیں تھے۔

"جی۔" رایمہ مسکرادی۔

"ماشاللہ۔" شاہستہ بیگم جیسے کھل اٹھیں اور انور بخت کو دیکھا جن کے ہونٹوں پر بھی جاندار مسکراہٹ آگئی تھی۔

"الحمدللہ۔" وہ دھیمے سے جیب سے موبایل نکالتے ہوئے بولے۔

"اللہ تیرا شکر میری بچی انور کال ملائیں میں نے اپنی بچی سے بات کرنی ہے اتنی بڑی خبر اماں جان نے آپ کو کل بتایا نہیں؟" وہ دونوں بے حد خوش دکھائی دینے لگے

تھے، تھوڑی دیر پہلے ماحول میں تناؤ جیسے چھٹ گیا تھا، سِلا رایمہ اور یوجنا تینوں ہی مسکرا دیں۔

"سب کو آج ہی معلوم ہوا۔" رایمہ نے مسکرا کر بتایا، سِلا بھی مسکرا کر چائے بنانے چلی گئی۔

"آپی کہاں فون اٹھا رہی ہیں۔" یوجنا مایوسی سے بولی۔

"آپ شاہ زیب کو کیجیے۔" شاہستہ بیگم نے یوجنا دیکھ انور بخت سے کہا۔

"وہاں تو آدھی رات ہو رہی ہو گا اماں جان بھائی جان بھابھی سب سو رہے ہوں گے۔" انور بخت نے شاہ زیب کا نمبر ملاتے ہوئے کہا۔ شاہستہ بیگم کو یاد آیا۔

"شاید شاہ زیب جاگا ہو مگر وہ بھی نہیں اٹھا رہا۔" انور بخت نے فون کان سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹرائے کرتے رہیں۔" شاہستہ بیگم نے بے صبری سے کہتے ہوئے ٹرے سے چائے اٹھا کر انہیں پکڑائی جو سِلا اب ان کے سامنے کھڑی پیش کر رہی تھی، انور بخت نے سر اثبات میں ہلایا، رایمہ ایک بار پھر عدیب کو کال ملانے لگی جہاں صرف بیل جا رہی تھی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

صبح کے لمحات کو چڑیوں کی چہکار نے بڑی لطیف سی موسیقیت بخشی تھی۔ سورج کی نرمل کرنوں کا سنہیری عکس دھرتی کے ماتھے پر لہرانے لگا تو دھند کے پردے میں ہلکی سلوٹیں پڑ گئیں۔ خشک و زرد پتوں سے ٹکرا ٹکرا کر لہراتی ہوا کی پلکیں بوجھل اور نم تھیں اور اس کے جھونکوں میں وجود کو منجمد کر دینے والی سرد سی کیفیت تھی۔

صبح کی کرنوں کی مہراب ہاؤس کی کھڑکیوں اور کھلے دروازے سے اندر جھانکتی اپنی آمد کا بتا چکی تھیں، سونے پڑے لاؤنج میں بتیاں ساری بجھی ہوئی تھی اور صرف سورج کی روشنی ہی پورے گھر کو نہلائی ہوئی تھی، مہک مسکراتی ہوئی جوش سے سپینر لگیج کے ساتھ اندر آئی تھی، وہ واپس آچکی تھی مگر بتا کر نہیں آئی تھی کیونکہ اسے سرپرائز دینا تھا، اسے معلوم تھا مہراب علی گھر پر موجود نہیں ہیں اور اس وقت دانیال کا اٹھا ہونا کسی معجزے سے بھی کم نہیں ہوگا کیونکہ اس وقت وہ ضرور اوندھے منہ گہری نیند میں سو رہا ہوگا اسلیے وہ خاموشی سے سپینر لگیج کھینچتی اندر آتی گئی

"دانی آجاؤ۔" نسوانی آواز پر چونک کر اس نے سر اٹھائے سیڑھیوں کی جانب دیکھا تو بھونچکارہ گئی، آسمانی رنگ کے کھلے ٹراؤزر اور اخبار کے پرنٹ وی کرتی میں وہ گیلے بال

جھٹکتی ہوئی شفاف چہرہ لیے نیچے اترتی ہوئی گردن موڑے دانیال کو آواز دے رہی تھی۔

"زے۔" مہک لگیج کو چھوڑ خوشگوار حیرت میں سیڑھوں کی طرف آئی۔ پکارے جانے پر علیزے نے چونک کر اسے دیکھا، سفید فروالا ٹاپ اور جینس میں مہک اونچی پونی باندھے پیاری لگ رہی تھی۔

"کانگریچولیشن فار دا بے بی فاینلی میں خالہ ".....

علیزے کی آنکھوں میں فوراً نمی اتر آئی، اتنے دن بعد مہک کو دیکھ وہ جھٹ سے نیچے اتری اور اسے پہلے مہک کا جملہ پورا ہوتا ہوا وہ یکدم گلے لگ رو پڑی، مہک سن ہو گئی، وہ اسے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"کیا ہوا زے؟" اس کی رونے کی آواز پر دانیال جو سنگھار میز کے سامنے کھڑا بالوں میں برش پھیر رہا تھا۔ وہ بھاگتے ہوئے آیا اور مہک کو دیکھ چونکا۔

"مہک؟" وہ مسکرا کر نیچے آیا۔

"کیا ہو گیا میری جان تم رو کیوں رہی ہو کیا ہوا دانی؟" وہ علیزے سے الگ ہوتی ہوئی اس کے چہرے کو ہاتھوں کا میں لیتی ہوئی ڈر کر دانیال سے پوچھنے لگی۔

"بہت کچھ ہو گیا یار۔" دانیال آگے بڑھ کر مہک کو خود سے لگا کر الگ ہوتا بولا، علیزے نے تب تک آنسوں صاف کر لیے تھے۔

"مہک تم نہیں جانتی یہاں کیا ہو گیا۔" وہ اب رونے کے باعث دبی آواز سے بولی، مہک نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"کیا ہوا اور تم میری کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھیں مجھے جب سے دانی نے تمہاری پریگننسی کے بارے میں بتایا میں اتنی خوشی سے اچھل کر پاگل ہوئی کہ پرسوں کی ٹکٹ کینسل کر کے آج کی ہی ٹکٹ کروالی ارمان تو روک رہے تھے کہ ساتھ ہی پرسوں جائیں گے مگر میں بضد تھی کہ مجھے بس جانا ہے۔" وہ مسکرا کر جوشیلے انداز میں علیزے کا ہاتھ تھام کر بتانے لگی، دانیال علیزے کچھ نہ بولے۔ اس نے حیران ہوتے ہوئے دونوں کی شکل دیکھی۔

"کیا ہوا بتاؤ تو یار ایک منٹ کہی تم ابھی فیملی نہیں چاہتی اسیلیے تو نہیں رو رہی اوہ کم آن زرے۔" مہک کوئی اور ہی مطلب اخذ کر گئی تھی، علیزے نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے کندھوں سے تھاما اور بولی۔

"مہک ویٹسن زندہ ہے۔" دانیال نے گہری سانس لیے اس کے کنگ چہرے کو دیکھا پھر آگے بڑھا کر کھانے کی میز پر گیا جگ سے پانی انڈیل وہ واپس آیا تب تک مہک ویسی کی ویسی مجسمہ بنی کھڑی تھی۔

"یہ لو پانی پیو ابھی سے نہ تھکو ابھی بہت سے انکشاف ہونا باقی ہیں آؤ آرام سے بھیٹو۔" وہ پانی کا گلاس اسے پکڑات ہوئے اس کے لگیج کی طرف بڑھا جبکہ مہک نے بے یقینی سے میکانکی انداز میں پانی کا گلاس تھاما اور علیزے کی طرف آنکھیں پھیلائے دیکھا۔

"کک.... کیا؟"

"ہاں ویٹسن کو کڈنیپ کیا گیا تھا اور جس نے کڈنیپ کیا تھا اسی کی قید میں اس وقت جنت بھی ہے بھائی شاہ زیب ویٹسن اور زید سب اس وقت زایم ملک کے پاس گ ئے ہیں اور ہم دونوں کو منع کیا ہے مگر میں نہیں رک سکتی میں اور دانیال بھی نکل ہی رہے تھے۔" مہک کو سمجھ نہیں آرہا تھا علیزے کیا بول رہی ہے، وہ ایک ہی گھونٹ میں سارا پانی پی گئ جبکہ علیزے تھکے تھکے انداز سے اس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی صوفے پر لائی اور اس کے ساتھ بھیٹی اور اپنے کندھے سے ہینڈ بیگ اتارتی ہوئی چونک کر پوچھنے لگی۔

"کون زایم ملک کس کا کڈنیپ کب کیسے کہاں؟" پانی پی کر وہ گلاس سینٹر ٹیبل پر پٹختی ہوئی سوالوں کو انبار لگانے لگی، علیزے نے سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے دانیال کو دیکھا جو لگیج سایڈ کیے ان دونوں کے پاس آیا۔

"میں بتاتا ہوں۔" دانیال نے الف سے لے کری تک ساری کہانی مختصر میں بتائی۔ مہک منہ کھولے دونوں کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"تم.... تم لوگوں نے مجھے ذرا سی خبر بھی نہیں ہونے دی اتنا کچھ ہو گیا پیچھے اور مجھے...." وہ بے یقینی سے سر تھام کر رہ گئی۔

"میں نہیں چاہتی تھی کہ تم اتنے قیمتی پل ارمان کے ساتھ گزارنے کے بجائے ان پریشانیوں میں الجھتی پھر وجو میرا مقدر بن گئی ہیں۔" علیزے تلخی سے کہتی ہوئی اٹھی۔

"زے لیکن ایک منٹ مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی اس ذلیل کمینے بے غیرت نے سامنے سے کیسے کال کر کے دیب کو بتایا کہ اس سب کے پیچھے جنت نہیں وہی ہے اور سامنے سے دعوت دی؟" وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔

"وہ اسلیے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہم تو بے وقوف بن سکتے ہیں لیکن بھائی جنت کو اتنی آسانی سے کرپٹ نہیں سمجھ سکتا اسلیے اس کو جیسی خبر ہوئی کہ بھائی یہاں آچکا ہے اور

اس سب معاملے سے باخبر ہونے والا ہے تو اس نے سامنے سے کال کی۔" علیزے نے واپس بھیٹ بتایا۔

"وہ سمجھتا ہے خود کو شیر اور شیر چھپ کر وار نہیں کرتے اسیلیے اس نے یہ چوہے بلی کا کھیل ختم کرنے کا فیصلہ کیا اور کھل کر سامنے آیا۔" دانیال نے تنفر سے کہا۔

"تو اس وقت یہ سب کہاں گ ئے ہیں؟" مہک نے مزید پوچھا۔

"اس نے ملنے کے لیے بھائی اور مجھے بلایا ہے اگر وہ جنت کو چڑھوانا چاہتا ہے تو ایک ملاقات کرنے ہم آئے پرانے حساب جھکانے ہیں اس کو اسیلیے بھائی کے ساتھ شاہ زیب ویٹسن اور زید اس کی بتائی ہوئی جگہ پر چھ بجے ہی نکل گ ئے ہیں خطرہ زیادہ ہے اس وجہ سے مجھے انکار کر دیا اور دانیال کو میرے ساتھ رکنے کا کہا ہے مگر میں نہیں رک سکتی اب تک تو وہ لوگ پہنچ گ ئے ہوں گے اور اگر زایم ملک نے کچھ الٹا سیدھا کیا... نہیں... نہیں یہ سب میرے سے شروع ہوا تھا تو ختم بھی میں کروں گی میں زایم ملک کے پاس جاؤں گی ایک بار پھر چھ جون کی رات کی طرح اور جیسے اس رات کا اختتام ہوا تھا ویسے ہی اس دن کا بھی ہو گا مگر ایک فرق ہو گا اس بار وہ ہمیشہ ہمشہ کے لیے سلاخوں کے پیچھے جائے گا۔" وہ عزم سے کہتی ہوئی کھڑی ہوئی، مہک اور دانیال بھی ایک دوسرے کو دیکھ کھڑے ہوئے۔

"زے تم ایسے کیسے جاسکتی ہو تمہاری حالت "....

"میں بالکل ٹھیک ہوں مہک تم نہیں جانتی بھلے ہی بھائی اور شاہ زیب نے سختی سے مجھے منع کیا ہے مگر میں جانتی ہوں یہ قصہ تب تک ختم نہیں ہو گا جب تک آخری بار ایک بار پھر میں زایم ملک کے سامنے نہیں جاتی اب بس بہت ہوا اس کے گناہ مزید بڑھ چکے ہیں۔" وہ مٹھیاں بھینچتی ہوئی غصہ سے بولی۔

"زے لسن اگر دیب یا شاہ زیب بھائی کو معلوم بھی ہوا کہ ہم بھی اس جگہ آ رہے ہیں تو مجھے کچا چبا جائیں گے دونوں زایم ملک سائیکو ہے تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے کم از کم اپنی نہیں تو بے بی کی فکر"....

"نہیں دانی تم مجھے قایل کرنے کی کوشش مت کرو جب میں کئی سال پہلے نہ رکی تو تمہیں لگتا ہے اب رک جاؤں گی؟" دانیال چپ ہو گیا، مہک نے فکر مندی سے کچھ کہنا چاہا لیکن علیزے نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"نہیں مہک نو مور آرگیومنٹس پہلے اس نے انجان لوگوں کے ساتھ جتنا غلط کیا تھا وہ میں برداشت نہ کر سکی تھی اور اتنا بڑا سنگین قدم اٹھایا تھا آج اس نے میرے اپنوں کے ساتھ غلط کیا ہے میں نہیں رک سکتی ویٹسن جنت ہم سب کی زندگیوں سے کھیلا ہے اس نے اب مجھے کوئی نہیں روک سکتا اس زایم ملک کو ایک بار پھر شکست دینے سے اور

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

آئی سیور اس بار کی شکست ایسی ہو گی کہ وہ کبھی واپس نہیں آسکے گا ہمیشہ ہمیشہ کی مات ملے گی اسے اور جہاں تک بات ہے اس بچے کی تو یہ میری کمزوری نہیں طاقت ہے کچھ سال پہلے زایم ملک کے خلاف جب میں کھڑی تھی تو مجھے بھائی کا سپورٹ تھا اب مجھے شاہ زیب اور تم سب کا سپورٹ ہے ہم جنت کو اس کی قید سے نکال کر اور اسے اس کے گناہوں کی سزا دے کر لوٹیں گے تب تک تم دعاؤں میں یاد رکھنا چلو دانی۔" وہ کہہ کر رکی نہیں تھی، ایک بار اسی مظبوطی سے چال چلتے، اسی اعتماد سے وہ زایم ملک کا سامنا کرنے کے لیے بڑھی تھی جیسے کئی سال پہلے فرق اتنا تھا کہ پہلے دل میں خوف بھی تھا مگر اب اپنوں کو جو اذیت پہنچائی گئی تھی علیزے کی نفرت اسے اور بڑھ گئی تھی، اب بس ایک ہی ارادہ تھا اور وہ تو زایم ملک کو ہمیشہ ہمشہ کے لیے سزا دینا۔

"مہک دعا کرنا وہاں خطرہ بہت ہے جانے یہ سائیکو نے کیوں بلایا ہے ویسے شاہ زیب بھائی نے کچھ حفاظتی اقدام کیے ہیں لیکن پھر بھی وہاں وہ سائیکو بس جنت کے ساتھ کچھ نہ کر چکا ہو۔" وہ لب کاٹتا سوچتے ہوئے بولا۔

"لیکن تم لوگ جا کیسے رہے ہو جگہ کا پتہ ہے؟" مہک نے فکر مندی سے پوچھا، دانیال نے سر ہلایا۔

"بندر گاہ۔" دانیال بھی لمبے ڈگ بھرتا ہوا گاڑی کی چابی اٹھا کر کہتا باہر نکل گیا جبکہ مہک نا سمجھی سے کھڑی رہ گئ۔

"بندر گاہ یعنی پورٹ واٹ؟" اس کا دماغ سن ہو چکا تھا، جتنے جوشیلے انداز میں وہ آئ تھی وہ سب ہوا ہو گیا تھا، کچھ سوچ اس نے رایمہ کا نمبر ملایا جو پہلی بیل پر ہی اٹھا لیا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

آسمان میں سورج بادلوں کے اونٹ چھپ چکا تھا، سیاہ بادلوں نے آسمان پر پہرا دے دیا تھا، یہ اشارہ تھا کہ ساون کا موسم شروع ہو چکا ہے اور بارشوں کی آمد آمد ہے، آج بارش کا امکان ہو گیا تھا، خوبصورت موسم ہر کسی کے اعصاب پر خوشگوار اثر چھوڑ رہا تھا، ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو گئ تھی، بارش کے موسم سے گویا ہر طرف بہار آ گئ، سبزے کو لہلہانا، مسرت و خوشی سے ڈالی ڈالی کا جھومنا، رنگوں میں کھلے پھولوں پر بارش کے قطروں کا جھوم کر گرنا، گویا ہر جانب برسات کی ہی بہاریں تھیں اور ان بہاروں سے ہر کسی پر خوشگوار کیفیت طاری تھی مگر گیلی سڑک پر پوری رفتار سے گاڑی چلاتے ہوئے وہ وقفے وقفے سے فون اٹھا کر سکرین کی جانب دیکھ رہا تھا، پینجر سیٹ پر بھیٹے عدیب پیچھے ویٹسن کے ساتھ بھیٹے زید سے کچھ بات کر رہا تھا کہ اس کی نظر بیک

ونڈ سکرین سے سایڈ مرر پر گئی اور دو گاڑیوں کو اپنے پیچھے فالو کرتے ہوئے وہ کچھ ٹھٹھکا پھر گردن موڑ مصروف سے شاہ زیب کی جانب دیکھا۔

"یہ کار ہمیں کیوں فالو کر رہی ہیں کیا یہ تم نے....." وہ پوچھ ہی رہا تھا جب شاہ زیب نے ہاتھ اٹھا کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور فون کان سے لگایا۔

"ہاں سمیر پہنچ گ ںئے حویلی ہاں ادھر کسی کو کوئی خبر نہیں ہونی چاہیے ہم لوگ بس پہنچ رہے ہیں فکر مت کرو میں نے سارا انتظام کیا ہوا ہے ہوں ٹھیک خدا حافظ۔" وہ پشتو میں بول رہا تھا، عدیب تو کیا زید بھی نہ سمجھ سکا اور ویٹسن اردو تو سمجھ ہی نہیں سکتا پشتو دور کی بات تھی اسلیے وہ تینوں ہی الجھ کر اسے دیکھنے لگے تو کبھی گردن موڑ پیچھے ڈبل کیبن دو سیاہ گاڑیوں کو جو کچھ فاصلے پر سے ان کو فالو کر رہی تھیں۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے یہ گاڑیاں ہمیں کیوں فالو کر رہی ہے؟" عدیب نے اس کو فون بند کرتے ہوئے دیکھ غصہ سے پوچھا، شاہ زیب نے چہرہ موڑا اسے دیکھا جو رات بھر جاگنے کے باعث سرخ آنکھیں لیے اسے پوچھ رہا تھا، وہ سب ہی رات سے جاگے ہوئے تھے۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"حفاظت کے لیے زایم ملک کو تم اچھی طرح جانتے ہو پھر یہ کیسا سوال ہے؟" وہ اس کو کہتا ہوا واپس سامنے دیکھنے لگا ساتھ وائپر کا بٹن دبا کر وائپر کھول دیے کیونکہ زور پکڑتی ہوئی بارش نے شیشے کو دھندلا کر دیا تھا۔

"مجھے کوئی حفاظت نہیں چاہیے تم بھی یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ زایم ملک نے اکیلے آنے کو کہا تھا اگر وہ یہ سب دیکھ لے گا تو جنت کو نقصان پہنچائے گا۔" وہ اکھڑا، شاہ زیب نے ترچھی نظروں سے اس کی "جنت" کو لے کر بے تابی کو دیکھا پھر سر جھٹک بولا۔

"تمہاری دوست کی ہی حفاظت کے لیے ہے ہم نہیں جانتے کہ اس نے کیوں بلایا ہے شاید مارنے کے لیے یا.... " وہ رکا۔ "یا پھر جنت کی لاش دکھا کر اپنا بدلہ پورا کرنے کے لیے۔" دھیمے سے وہ بولا۔ عدیب یکدم دھاڑا۔

"شٹ آپ فضول بکواس مت کرو جنت کو کچھ نہیں ہو سکتا آئی سمجھ وہ خیریت سے ہو گی میرا دل کہتا ہے۔" زید نے آگے بڑھ کر عدیب کے کندھے پر دباؤ ڈالا، شاہ زیب نے خاصی چونک کر چہرہ موڑا اسے دیکھا، وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا خود کو کمپوز کر رہا تھا۔

"دیب یہ وقت غصہ کرنے کا نہیں ہے تم بس خود کو ذہنی طور پر ہر صورتحال کے لیے تیار کر لو ہم جہاں جا رہے ہیں وہاں بے حد خطرہ ہے کچھ بھی ہو سکتا ہے تمہیں جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا ہے شکر کرو ہم لیزا کو اس کی ضد کے باوجود نہیں لائے اگر اسے کچھ ہو جاتا۔" ویٹسن کو شاہ زیب اور عدیب کی گفتگو سمجھ س بلاتر گزری کہ وہ اردو میں بات کر رہے تھے مگر عدیب کو اشتعال سے سرخ دیکھ وہ سمجھانے والے انداز میں شگستہ انگریزی میں بولتا ہوا آخر میں علیزے کی فکر میں بولا اسے محسوس ہوا کہ دو سرد نیلی آنکھوں نے بیک مرر سے ڈیش بورڈ سے اپنی ریولور اٹھاتے ہوئے اس کو اس طرح دیکھا ہے جیسے آنکھوں سے ہی وہ اس "شخص" ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، ویٹسن کی بھی نظریں بیک مرر پر گئیں، بیک وقت دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، ویٹسن کا چہرہ دیکھ اچانک ہی نیلی آنکھیں سرد پن سے حسد پن کا شکار ہوئی اور ویٹسن نے محسوس کیا کہ شاہ زیب کی آنکھوں میں اس کے لیے حسد تھی، دونوں نے ہی نظریں ہٹا لیں۔ ویٹسن کی آنکھوں میں بھی جیسے جلن سی آگئی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے چھ جون کی رات کی طرح کیا میں آج بھی زے کو اس گھٹیا شخص کے پاس جانے دیتا اسے اتنے بڑے خطرے میں ڈالتا نہیں کبھی نہیں پہلے تو اس نے

نہیں سنی مگر آج میں نے اس کی ایک نہیں سنی۔" عدیب سر جھٹک ایک اچٹی نظر شاہ زیب کی ریوالور پر ڈالتے ہوئے بولا جس میں وہ ساری گولیوں کی یقین دہانی کر رہا تھا۔

"تمہیں اپنی بہن پر فخر ہونا چاہیے اس نے جو اس رات کیا وہ کوئی بھی عام انسان نہیں کر سکتا خاص کر کوئی لڑکی تمہاری بہن حق کے لیے کھڑی ہونے والی بہادر لڑکی ہے۔" سادے سے انداز میں وہ ریوالور جیب میں رکھ اور گھیر ڈال گاڑی موڑتے ہوئے بولا تھا، عدیب نے چہرہ موڑ کر اسے جتانے والے انداز میں دیکھا، زید کے لبوں پر شاہ زیب کی علیزے کے لیے تعریف پر مسکان آئی۔

"میں نے اسے اسی رات کہا تھا کہ مجھے اپنی بہن پر فخر ہے ویسے ایک بات تم نے ٹھیک کہی ہمت والی تو وہ بہت ہے تم جیسے کو جھیل لیا لیکن اب زیادہ دیر نہیں جلد ہی میری بہن قربانیاں دینا بند کر دے گی۔" وہ تلخی سے کہتا ہوا ونڈ سکرین پر نظریں جما گیا تھا جیسے اشارہ ہو کہ اب مزید کوئی بات نہیں۔

"دیب یار کیا ہو گیا؟" زید نے دھیرے سے ڈپٹتے ہوئے عدیب کو گھور کر شاہ زیب کے تاثرات دیکھے تو چونکا وہ مسکرا رہا تھا، وہ مسکرا رہا تھا؟ عدیب نے جو کچھ کہا کم از کم زید اسے مسکراہٹ کی امید نہیں رکھتا تھا، ویٹسن جوان کی باتیں نہ سمجھنے پر خود بھی ونڈ سکرین سے باہر دیکھ رہا تھا بیک مرر سے شاہ زیب کی مسکراہٹ دیکھی تو ایک پل کے

لیے چونکا،اس مسکراہٹ میں تکلیف کا عنصر نمایا تھا،وہ تکلیف دہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر کیا کر رہی تھی؟ کیا وہ دکھی تھا؟ لیکن وہ دکھی کیسے ہو سکتا ہے علیزے تو اس کا مکمل طور پر قبول کر چکی ہے، آج جس انداز میں علیزے اس کی طرف داری کرتے ہوئے عدیب کے خلاف کھڑی ہوئی تھی اسی پل ویٹسن نے اس کی آنکھوں میں شاہ زیب کے لیے "محبت" دیکھ لی تھی تو پھر شاہ زیب کی آنکھوں میں خالی پن اور ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ کیوں تھی؟

معاً شاہ زیب کا فون وایبریٹ ہوا تو اس کی تکلیف دہ مسکراہٹ ایسے سمٹی جیسے کبھی لبوں پر آئی ہی نہ ہو، ویٹسن آج بغور اس وڈیرے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو دیکھ رہا تھا جس کا ہر انداز ہی نرالا تھا۔

"اسلام علیکم چاچا جان۔" عدیب نے چونک کر چہرہ موڑا اسے دیکھا پھر پیچھے زید اور ویٹسن کو، انور بخت کی کال تھی یاد لا ور بخت کی؟ عدیب کو تو تیش ہوئی۔

"جی میں کام سے زمینوں پر آیا ہوں۔" وہ سادگی سے بتانے لگا، عدیب بھنویں جوڑیں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"جی علیزے شہر ہے۔" یعنی انور بخت کی ہی کال تھی، عدیب نے ایک نظر ڈیش بورڈ پر پڑے اپنے بند موبایل کو دیکھا پھر دھیرے سے گردن موڑ زید سے بولا۔

"سِلا کی کال آئی تھی؟"زید چونکا اور عدیب کو دیکھا، کچھ لمحے چپ رہنے کے بعد اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"میں نے کہہ دیا اگر ضروری کام ہو تو ٹیکسٹ کر دے لیکن اب تک کوئی ٹیکسٹ نہیں آیا۔"اسے پہلے عدیب جواب دیتا شاہ زیب کی بھاری آواز گونجی۔

"جی کیسی خبر؟"عدیب اور زید اسے دیکھنے لگے جو نا سمجھی سے ادب سے پوچھ رہا تھا کہ دوسری طرف ملنے والے جواب پر وہ رکا اور ہلکا سا مسکرایا۔

"آپ کو بھی بہت مبارک ہو۔"اس کی نگاہیں جھجھک اور لجاہٹ سے جھکی تھیں، عدیب سمجھ گیا تھا اسیلیے ہنکار بھر وہ واپس باہر ونڈ سکرین کو دیکھ جنت کی سلامتی کی دعا مانگنے لگا۔

"جی اس کہ طبیعت ٹھیک ہے مہراب چاچا کیا ہے اچھا مجھے نہیں معلوم میری بات نہیں ہوئی جی چلیں ٹھیک میں پہنچادوں گا آپ کا پیغام جی شکر ہے مالک کا...."وہ اور بھی دو چار باتیں کر کے فون بند کر چکا تھا اور واپس سنجیدگی سے سامنے سڑک کو دیکھنے لگا۔

"شاہ زیب بھائی آپ کو نہیں لگتا کہ زایم ملک کے سامنے ایسی منہ اٹھائے جانا جان سے ہاتھ دھونے کے برابر ہے مجھے شک ہے کہ کہی زایم ملک نے دیب اور زیے کو مارنے کے لیے تو نہیں بلایا؟"زید نے کچھ سوچ الجھ کر پوچھا، شاہ زیب نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں شیر اپنے علاقے میں ہی شیر ہوتا ہے وہ یہاں قتل کی غلطی تو ہر گز نہیں کرے گا مگر اس کا مقصد ان دونوں بلانے کا جو بھی ہے وہ قطعی اچھا نہیں ہے شاید وہ کوئی سودا کرنا چاہتا ہے یا پھر.... "وہ تھوڑی کجھاتے ہوئے رکا۔

"یا پھر؟" زید نے نا سمجھی سے پوچھا، عدیب بھی متوجہ تھا۔

"یا پھر وہ بدلہ چاہتا ہے۔" شاہ زیب کی آواز سے ایک بار پھر گاڑی میں ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"اور میں نے ڈی ایس پی صاحب سے بات کرلی ہے وہ ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔" وہ سنجیدگی سے مزید بولا، عدیب نے گردن موڑے اسے دیکھا۔

"شاہ زیب جنت کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔" پہلی دفع شاہ زیب سے مخاطب ہوتے ہوئے عدیب کے لہجے میں منت اور نرمی تھی، شاہ زیب نے چونک کر اسے دیکھا تھا، پہلی بار عدیب نے اسے اس طرح بات کی تھی، عدیب کے چہرے پر اظطراب اور سرخ آنکھوں میں نمی تھی، شاہ زیب خود جس مرض میں مبتلا تھا وہ مرض اسے عدیب کی آنکھوں میں اس وقت دکھا تھا مگر یہ وقت صحیح نہیں تھا مزید سوالات کے لیے، اسے سِلا کا خیال آیا تھا۔

"کچھ نہیں ہو گا۔" دھیمے سے اس نے عدیب کے کندھے کو تھپکی دیتے ہوئے تسلی دی تھی اور سامنے دیکھتے لب بھینچ لیے تھے، وہ اپنی بہن کے لیے فکر مند ہوا تھا، کچھ تو تھا جواب تک اسے چھپا تھا، عدیب بھی لب چباتے ہوئے سامنے دیکھنے لگا جبکہ باہر موٹی موٹی بوندیں زمین پر گرتی ہوئی سکون کی آواز پیدا کر رہی تھیں مگر گاڑی کے اندر ہر ایک نفوس بے سکون تھا، جانے کیا ہونے والا تھا؟

دوسری طرف دوسری گاڑی میں وہ بھیٹی کھڑکی سے باہر ہاتھ نکالے ہتھیلی پر گرنے والی بوندوں اور بارش کی مٹی کی خوشبوں کو نتھنوں تک سونگھتے ہوئے وہ آنکھیں بند کیے دھڑکتے دل کو سکون پہنچانے کی کوشش کر رہی تھی اور اپنے اندر پلنے والی ننھی جان کو بھی، دائے ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھے وہ بائے ہاتھ کی ہتھیلی پر گرنے والی بوندوں کو دیکھتی ہوئی آنکھیں بند کر گئی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ وہ ایک نہیں بلکہ دو جانوں کو خطرے میں ڈالنے جا رہی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ آج سورج وہی اختتام لیے ڈھلے گا جو چھ جون کو اختتام لیے سورج طلوع ہوا تھا، بس وہ اتنا جانتی تھی کہ آج کچھ بھی ہو جائے وہ واپس اکیلی نہیں لوٹے گی وہ جنت کو لیے لوٹے گی، وہ زایم ملک کی بربادی لیے لوٹے گی، وہ اپنی فتح لیے لوٹے گی، یہی اس کا عزم تھا۔

آج کچھ بھی ہو جائے آج زایم ملک کا صفحہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پھاڑ دے گی۔

مگر قسمت دونوں گاڑیوں کو اپنی منزل پر رواد یکھ مسکرا رہی تھی، قسمت سوچ رہی تھی کہ ان دونوں گاڑوں میں بھیٹے لوگوں کو خبر بھی نہیں ہے کہ واپسی ان کی کیسی ہو گی، ان لوگوں کو خبر نہیں ہے کہ واپسی میں کوئی اپنی زندگی کھو دے گا، واپسی بے حد مختلف ہو گی بے حد!

☆☆☆☆☆☆

اس نے خود کو ایک تنگ و تاریک غار سے کھلے آسمان تلے محسوس کیا تھا، اپر کی چھت نہیں تھی بلکہ باریک جالی تھی جہاں کھلا آسمان تھا، وہ بوجھل آنکھوں سے سر میں اٹھنے والی ٹھیس کے ساتھ اتنے مہینوں بعد آسمان کو دیکھ رہی تھی جہاں سیاہ بادلوں کا ڈیرا تھا اور جالی پوری گیلی تر ہو رہی تھی شاید بارش برس رہی تھی، وہ قدرت کا یہ حسین نظارہ دیکھے گئ، آج اسے احساس ہوا کہ آنکھیں... یہ قدرت کے نظارے.... یہ کھلا آسمان.... یہ ٹھنڈی فضاء... یہ آزادی کتنی اہمیت رکھتی ہے۔اس نے چونک کر اپنی حالت کو دیکھا تو ایک اور بے یقینی سے خوشگوار جھونکا آیا، وہ کرسیوں پر رسیوں سے جکڑی نہیں تھی بلکہ آزاد تھی، جنت کی آنکھوں میں آنسوں بھر آئے یعنی کیا اسے جنہم

سے نکال لیا گیا تھا؟ کیا زندگی اس پر دوبارہ بخش دی گئی تھی؟ ایک عجیب احساس تھا جو اسے اپنی گرفت میں لے کر اس کے حواس بے دار کر رہا تھا، بہت سے گزرے وہ خوفناک پل جو اس نے اس وحشی کی قید میں گزارے تھے اس پل اس کے ذہن کے پردوں پہ جھلملا کر معدوم ہو رہے تھے، جنت نے بے اختیار آنکھیں بند کی اور اللہ کو تشکر سے یاد کی، ان گزرے وقت میں چند ابھرتے مٹتے ہوئے چہروں میں ایک چہرہ ایسا بھی تھا جو اس کی بند آنکھوں کے پردوں پر اپنا عکس بنا رہا تھا، اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور ارد گرد اس خالی کمرے کو دیکھنا چاہا تو وہاں کچھ نہ پایا، وہ پوری قوت سے دیوار کا سہارا لے کر اٹھی اور سامنے لوہے کے دروازے کی طرف آ کر اس نے اپنی جان لگا کر وہ دروازہ بجایا جسے چاروں طرف ارتعاش پھیل گیا۔

" پلی... پلیز کو... کوئی ہے پلی.... پلیز ہیلپ می مجھ... مجھے یہا... یہاں سے نکالو۔"

وہ روتے ہوئے دروازہ پیٹنے لگی تھی اب چونکے اس کے ہاتھ پاؤں کسی رسیوں میں نہیں جکڑے تو وہ تمام تر کمزوریوں کے باوجود جلے پیر کی بلی بنی اس آواز گونجنے والے کمرے میں پھر رہی تھی تو کبھی دروازہ پیٹ کر جتنا چلا سکتی تھی اتنا چلا رہی تھی۔ معاً اس کی نگاہ اس کمرے کے سب سے کونے میں گول سے شیشے پر گئی جو شاید کھڑکی تھی جسے باہر کا نظارہ براہ راست نظر آتا تھا، وہ چونکی، اس آدھی آزادی کے چکر میں وہ غور ہی نہ

کر سکی اس چھوٹی سی گول کھڑکی کو، وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی لیکن لڑکھڑائی، وہ ٹھیک سے چل بھی نہیں پا رہی تھی، اس کے پورے بدن میں اس جلاد کے دیے ہوئے ظلم کے زخم ہرے بھرے تھے اور کچھ پچھلے دنوں سے وہ کمزوری کے باعث ہوش سے بے گانا رہی تھی اسیلیے نہ کچھ کھایا نہ پیا اور کوئی بھی اس کے پاس نہ آیا تھا، وہ پیشی ملازم بھی نہیں اسیلیے وہ کرسی پر نیم بے ہوشی میں ہی دو دن تک پڑی رہی اور اب جب آنکھ کھلی تو اس نے خود کو اس جگہ سے بالکل مختلف جگہ یہاں پایا۔

بارش اپنی موٹی موٹی بوندیں برسا رہی تھی جسے باریک جالی ہونے کے باوجود اس کمرے میں پانی گرنے لگا تھا اور بارش کی مٹی کی خوشبوں نے جنت کے کچھ حساس بیدار کیے۔

وہ لڑکھڑاتی ہوئی اس کھڑکی تک پہنچی اور جیسی برق رفتاری سے آزادی کی امید سے باہر جھانکا تو سن رہ گئی۔

باہر دور دور تک سمندر ہی سمندر تھا۔

وہ کہاں تھی؟ یکدم جنت کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔

کہی زایم ملک اسے بیچنے تو نہیں جا رہا تھا؟ کہی اس کی سمگلنگ تو نہیں ہو رہی تھی؟ جنت کا دل گھوڑے کی رفتار سے بھاگنے لگا۔

وہ پوری جان سے دروازے کی طرف بھاگی اور ایک بار پھر لوہے کا دروازہ بجاتی ہوئی فریاد کرنے لگی۔

"کھولو مجھے کھولو زایم ملک کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے کھ... کھولو۔" اور اسی پل اس کے اپنے ہاتھ پاؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا اور ایک غنودگی سی طاری ہوگئی اور وہی دروازے سے لگ کر پھسلتی گیلی زمین پر ہی ہوش سے بے گانا ہوتی چلی گئی جبکہ باہر اس کی آوازیں سن گلاسز اتارتے ہوئے زایم ملک نے اپنے بندہ کو اشارہ کیا۔ وہ سر ہلا کر اس لوہے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"صاحب وہ لوگ آگئے۔" ایک گن مین تیزی سے بھاگتا ہوا آیا اور زایم ملک کو پیغام دیا جسے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔

"کتنی گاڑیاں ہیں؟"

"جی ایک ہی ہے دور دور تک کوئی دوسری گاڑی نہیں ہے اس علاقے کو ہم نے سیل کیا ہوا ہے اگر کوئی پولیس کا خطرہ یا کچھ اور محسوس ہوگا میں پہلی فرصت میں آپ کو خبر کردوں گا۔" زایم ملک نے ہنکار بھرا اور واپس سیاہ گلاسز آنکھوں پر لگاتے ہوئے جہاز سے اترنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

وہ بحری جہاز سمندر کے کنارے باقی چھوٹی چھوٹی کشتیوں کی طرح اکلوتا کھڑا تھا اس کا ایک منہ سمندر کی جانب تھا جس کے باعث جنت کو صرف سمندر ہی دکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"دانی جس رفتار سے تم گاڑی چلا رہے ہوں نا مجھے تو لگتا ہے ہم رات تک پہنچیں گے۔" علیزے نے ایک بار پھر بے چینی سے دانیال کی سست رفتاری پر چوٹ کی تھی، دانیال نے خاصہ چڑ کر اس کی جانب دیکھا۔

"زے تھوڑا سا صبر رکھو ہم پہنچنے ہی والے ہیں۔" ایک بار اس نے علیزے کو اطمینان دلایا مگر وہ تو جیسے کانٹوں پر لوٹ رہی تھی۔

"نہیں تم.... تم گاڑی روکو میں خود ڈرایو کروں گی۔" وہ اکتا کر بولی، دانیال نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں نے کہا نا تھوڑی دیر پہنچ رہے ہیں پھر کیوں نہیں صبر کر رہی ہو؟ "

"دانی تم سمجھ نہیں رہے وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے پتہ نہیں زایم ملک مجھے وہاں نہ دیکھ کچھ الٹا سیدھا نہ کر دے ہمارا جلد سے جلد پہنچنا ضروری ہے سپیڈ بڑھاؤ یار بچیں بھی اتنی سپیڈ پہ نہیں چلاتے ہیں۔"

"بچیں گاڑی چلاتے ہی نہیں۔" دانیال فوراً بولا۔

"تم.... "اسے پہلے وہ مزید کچھ کہتی اس کا فون بج اٹھا۔

"یہ تم نے فون کھول لیا؟" دانیال نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں بھائی لوگوں کی طرف سے کبھی بھی ارجنٹ کال آسکتی ہے اسیلیے۔" وہ لاک کوڈ کھولتی ہوئی بولی اور پھر جب آنے والی کال کے نام پر نظر گئی۔ وہ چونکی۔

"یار رایمہ کی کال ہے کیا کروں؟" دانیال بھی پریشان ہوا۔

"نہیں اٹھاؤ بند کر دو۔" دانیال نے سٹیرنگ گھماتے ہوئے سرعت سے مشورہ دیا۔

"ہم سب ہی نہیں اٹھا رہے کیا پتہ ڈیڈ کی طبیعت کو کچھ ہوا ہو ورنہ وہ لگاتار کال کیوں کرے گی میں اٹھا رہی ہوں۔" وہ لب کانٹتی ہوئی کال اٹھا کر فون کان سے لگا گئی۔

"نہیں....." دانیال بولتے بولتے رکا اور دانت پیس کر اسے گھورا۔

"ہیلو رایمہ؟"

"اوہ شکر ہے تم نے میری کال اٹھالی علیزے تمہارا دماغ تو نہیں خراب کب سے ٹرائے کر رہی ہوں بھائی تمہیں دانیال کو مگر دونوں کا سیل آف جا رہا تھا اور بھائی کا سیل آن تھا مگر وہ کال ہی ریسیو نہیں کر رہے تھے۔" رایمہ دوسری طرف ایک ہی سانس میں

بولتی گئ،علیزے نے کچھ پچھتاتی ہوئی نگاہوں سے دانیال کو دیکھا۔وہ اسے مزید گھورنے لگا جس پر وہ معزرت خواہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"رایمہ وی آر بزی آیل کال یو لیٹ....."وہ جان چھڑانے والے انداز میں فون رکھنے ہی والی تھی کہ رایمہ چلائ۔

"خبادار اگر کال کانٹی اتنی مشکلوں سے رابطہ ہوا ہے میں نے منہ توڑ دینا ہے اگر تم نے کال کانٹی۔"رایمہ کی دھمکی پر وہ گہری سانس فضا کی سپرد کرتی ہوئی سیٹ سے ٹیک لگا گئ۔

"شکر ہے مہک نے مجھے کال کر کے سب بتادیا یہ سب کیا ہے علیزے تم لوگ وہاں اتنی بڑی مشکل میں پھنسے ہو اور ہمیں خبر تک نہیں کی وہ زایم ملک وہ.....وہ وہی ہے نا جس کا ذکر ایک بار تم نے کیا تھا یہ سب کیسے ہوا وہ کیوں واپس آگیا تم لوگ پلیز اپنا خیال رکھو اور مجھے بتاؤ اب کیا صورتِحال ہے کیا سب انڈر کنٹرول ہے اور مہک نے بتایا تم اسے ملنے جارہے ہو کہاں جارہے ہو مت جاؤ پلیز شاہ زیب بھائ بھی تمہارے ساتھ ہیں تو وہ اتنا لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہیں پلیز تم لوگ کوئ بے وقوفی مت کرو۔"علیزے سیدھی ہوتی ہوئی سر پر ہاتھ مارے دانیال کو دیکھنے لگی جو سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مہک کی بچی نے سب بتادیا۔" وہ کان سے فون تھوڑا دور کرتی ہوئی دانت پر دانت جمائے بولی۔ دانیال کا بھی دماغ گھوما۔

"یہ پاگل واگل تو نہیں ہے۔" وہ بے اختیار ڈیش بورڈ پر پڑا فون اٹھاتا ہوا اسے آن کرتا غصہ سے بولا۔

"رایمہ لسن کالم ڈاؤن یہاں پر سب ٹھیک ہے بس وہ زایم ملک نے ہم سے مل کر کچھ بات کرنی ہے اسلیے ہم سب اسی کے پاس جارہے ہیں یہ معاملہ جلد ہی سورٹ آؤٹ ہو جائے گا تم پلیز ڈیڈ اور مما کو کچھ نہ بتانا وہ لوگ بلاوجہ پریشان ہو جائیں گے سب انڈر کنٹرول ہے۔" علیزے پریشانی سے رایمہ کو مطمعین کرتی ہوئی بولی مگر دوسری طرف سے یکدم ہی انور بخت کی آواز سن وہ اچھل پڑی۔

"ڈیڈ۔" دانیال نے بھی چونکتے ہوئے علیزے کے تاثرات دیکھے۔

"ڈیڈ نہی... نہیں سب ٹھیک ہے وہ....." اسے پہلے وہ اٹک اٹک کر کچھ کہہ پاتی دوسری طرف سے انور بخت نے ایک جملہ کہہ کر رابطہ منتقع کر دیا، علیزے نے کان سے فون ہٹائے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جیسے مہک کو دل ہی دل میں ہزار گالیوں سے نوازہ تھا۔

"کیا ہوا کیا کہا چاچو نے؟" دانیال نے فکر مندی سے پوچھا۔

"پاکستان آرہے ہیں سب۔" اور یہ دانیال نے بھی مہک کو اچھی خاصی سلواتیں سنائیں۔

"اس کی تو میں ابھی خبر لیتا ہوں اس کے پیٹ میں کوئی بات کیوں نہیں رکتی ویسے ہی پریشانیاں کم ہیں جو....." وہ غصہ سے بڑبڑاتے ہوئے فون آن کر رہا تھا جب علیزے نے روکا۔

"چھوڑ دو دانی تم پلیز گاڑی تیز چلاؤ ہمیں جلد از جلد پہنچنا چاہیے جانے وہاں کیا ہو رہا ہو گا۔" وہ سنجیدگی سے لب چباتے ہوئے بولی دانیال نے سر کو خم دیتے ہوئے موبائل واپس ڈیش بورڈ پر پھینک اب کی بار خالی بھیگی سڑک دیکھ گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

علیزے نے تھک کر آنکھیں موندتے اپنا سر پشت پر ٹکا دیا اور زیرِ لب کوئی دعا پڑھنے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

کسی نے متعدی سے بریک لگایا تھا اور گاڑی یکدم سے رکی تو مٹی اڑ کر چاروں طرف دھند بن گئی، وہ چاروں سرعت سے گاڑی کا دروازہ کھول باہر نکلے تھے اور دروازہ جھٹکے سے بند کرتے ہوئے آنکھیں چھوٹی کیے پورے منظر کا انہوں نے جایزہ لیا تھا،

ٹھہرے ہوئے نیلے پانی کے چاروں اطراف کنارے میں قطار سے کشتیاں کھڑی تھیں، ڈھیروں چھوٹی بڑی کشتیاں ایک دوسرے سے لگی کچھ مکمل سمندر پر تھیں تو کچھ آدھے پانی اور آدھی مٹھی پر کھڑی تھیں۔ زیادہ تر رنگ برنگی کشتیوں پر رنگ برنگے جھنڈے زور و شور ہواؤں سے تھر تھرا رہے تھے، بارش نے زور پکڑا تھا، کالے بادل بھی گرج رہے تھے مگر ان چاروں میں سے کسی کو فکر نہیں تھی، وہ لوگ بغیر کسی حفاظتی سامان کے ایسے ہی بھیگنے لگے تھے اور تیز نظروں سے سنسان علاقے کا جایزہ لیا تھا جہاں نہ کوئی آدم تھا نہ آدم ذات، انہوں نے گاڑی ایک اونچی کنڈھر عمارت کے پاس روکی تھی۔

زایم ملک کو سامنے سے آتا ہوا دیکھ وہ چاروں اب آگے بڑھ کر کشتیوں کے کنارے جا رہے تھے، وہ ایک بڑے بحری جہاز سے نیچے اتر رہا تھا اور ساتھ اس کے ساتھ آدمی چھتری تھامے اپنے باس کو بارش سے بچا رہا تھا۔

عدیب کو زایم ملک کو آج اتنے سالوں بعد دیکھ ایک عجیب سی کیفیت محسوس ہوئی تھی، وہ بے یقین تھا.... غصہ تھا... نفرت تھی.... حیران تھا آخر کیسے زایم ملک آزاد اس کے سامنے ہشاش بشاش ہے وہ تو کئی سال پہلے ہی..... عدیب کی سوچ مزید گہری ہوتی کہ زایم ملک متانت و تفخر چال چلتا ہوا تالیاں بجاتا ہوا مسکراتے ہوئے ان سے کچھ

فاصلے پر آکر کھڑا ہوا، شاہ زیب نے آبرو اچکاتے ہوئے ایک گہری نظر اس پر ڈالی تھی، زید اور ویٹسن نے کافی ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا، سیاہ سفید لائینوں والا چیک کے کوٹ پینٹ میں وہ اپنا دراز قد لیے آج اتنے سالوں بعد بدلہ لینے کے خاطر اپنے دشمن کے سامنے کھڑا تھا، آنکھوں پر سن گلاسز لگائے وہ بڑی کینہ نظروں سے تالیاں بجاتے ہوئے عدیب کو اور پھر شاہ زیب، ویٹسن اور زید کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے ان تین مزید لوگوں کی موجودگی کچھ خاص پسند نہ آئی ہو۔

"تو آہی گ ئے تم عدیب انور بخت مگر واہ اپنی حفاظت کے لیے تین تین لوگوں کو لائے ہو اوہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت بھی آئے ہیں کیسے ہیں آپ ہمارا تعرف نہیں ہوا پہلے کبھی۔" وہ تالیاں بجاتے بجاتے یکدم رک شاہ زیب کی جانب رخ کیے بڑی خوش دلی سے اسے ایسے مخاطب ہوا جیسے وہ لوگ کسی محفل میں ہشاش بشاش کھڑے ہیں۔

شاہ زیب کا نام وہ ٹھیک سے نہیں لے پایا تھا۔ مخدوم کو اس نے "مدوم" کا تھا۔

"جنت کہاں ہیں؟" عدیب نے بے چینی سے پوچھا۔ شاہ زیب مٹھیاں بھینچے غصہ سے کوئی جواب دینا چاہتا تھا کیونکہ اس کو دیکھ اس کے ذہن میں علیزے کی بتائی گئی باتیں

گھومی تھیں کہ کیسے اس کی علیزے کے لیے ہوس تھی، شاہ زیب اس کے پر خنجرے اڑھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"اف اتنی جلدی یار تم بھی کسی مجنو سے کم نہیں ہو جب ہی تو میں پہلے سے ہی تمہاری محبت سے واقف تھا اسیلیے یہ چوہے بلی کا کھیل ختم کر کے مردوں کی طرح آمنے سامنے بلایا۔" دھک۔ ناگہاز وردار بجلی چمکی تھی، سیاہ بادلوں سے ڈھکے آسمان پر سلور اور جامنی رنگ بڑھکتی ہوئ بجلی چمکی تو بادل گرجے اور بارش نے کچھ اور زور پکڑا، بھیگتے ہوئے شاہ زیب نے بے یقینی سے عدیب کی جانب دیکھا تھا جو ارد گرد سے بے گانا بھیگے چہرے سے آنکھیں چھوٹی کرتا ہوا زایم ملک کو خطرناک حد تک گھور رہا تھا، زید نے ایک چور نظر اسی پل شاہ زیب پر ڈالی جس کے گیلے بال ماتھے پر چپک گ ئے تھے، زایم ملک سے یہ سب سن اس کے اندر ہی اندر لاوا پکنے لگا تھا، موٹی شال اس کے گرد تھی تو جسم سے کپڑے نہ چپکے جبکہ عدیب، زید اور ویٹسن کے جسم سے کپڑے چپک چکے تھے۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے جنت...." وہ غصہ میں آگے بڑھ بولتا زایم ملک آسمان کی طرف دیکھ پھر بھیگتے ہوئے ان چاروں کو دیکھ کچھ سال پرانا منظر یاد کیے ہنس دیا، کتنی عجیب ہنسی تھی اس کی، ویٹسن کو محسوس ہوا جیسے یہ ہنسی اس نے ایک نہیں دو نہیں بلکہ

اکثر ٹیلی فون کے زریعے سنی تھی مگر آواز سے جنس کیا ہے وہ کبھی پہچان نہ پایا تھا کیونکہ روبوٹ جیسی آواز ہی اسے آتی تھی۔

"یاد ہے چھ جولائی کی رات کو کچھ اسی طرح طوفانی بارش برسی تھی۔" وہ اونچی آواز میں بولا کیونکہ زمین پر گرتی ہوئی بارش، پرزور ہواؤں اور گرجتے ہوئے بادلوں کی آواز بہت زیادہ تھی، ان چاروں کو زایم ملک کی آواز کہی دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی جبکہ وہ کچھ فاصلے پر سامنے ہی کھڑا تھا۔

"یاد ہے کیسے مجھے تم نے اور تمہاری بہن نے اپنے جال میں پھنسایا تھا؟" وہ جیبوں میں ہاتھ گھسائے اب عدیب کے قریب آرہا تھا، اس کا آدمی ویسے ہی چھتری اس کے اپر کیے اس کے ہمرہ چل رہا تھا۔

شاہ زیب ابھی سب بھول فوراً الرٹ ہوا تھا، زایم ملک کے قدم عدیب کی طرف بڑھ رہے تھے، شاہ زیب نے زید کو اشارہ کیا۔ اس نے ویٹسن کو دیکھا، وہ تینوں سمجھ کر فوراً ہی چوکندہ ہوگئے تھے، زایم ملک کا کچھ بھروسہ نہیں تھا وہ اچانک کچھ بھی کر سکتا تھا۔

"کیسے تم لوگ مجھے آگ میں جلنے کے لیے چھوڑ گئے تھے کیسے تم لوگوں نے مجھے ہمیشہ کے لیے سلاخوں کے پیچھے بجھوایا تھا کیسے تم لوگوں کی وجہ سے میں نے اتنے سال

قید میں اذیت میں گزارے کیسے یاد ہے سب؟" زایم ملک نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا۔ وہ چھتری ہٹا کر پیچھے ہاتھ باندھ کر مودوب انداز میں کھڑا ہو گیا، اب زایم ملک بھی بھیگنے لگا تھا اور جبڑے بھینچے بولتا ہوا عدیب کے گرد گھومنے لگا تھا، عدیب نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی اور سامنے کی طرف دیکھا۔

"یاد ہے جب تم نے زایم ملک پر ہاتھ اٹھایا تھا یاد ہے مجھے یاد ہے اب تک مجھے وہ لاتیں اپنے چہرے پر محسوس ہوتی ہیں اور میرا دل کرتا ہے میں تمہیں ایسی موت دوں کہ تمھاری روح تک کانپ اٹھے۔" وہ اب عدیب کے کان کے قریب ہوتا سرگوشانہ انداز میں بولا تھا، سالوں پہلے کی چھ جون کی رات کا منظر عدیب کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔

"نہیں نہیں بھائی نہیں۔" علیزے کی چیخنے کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"ہاؤ ڈیر ہی ٹو دس ود یو۔" وہ پاگل ہوتا ہوا اس کے منہ پر لاتیں مار رہا تھا۔

"عدیب ہٹو پیچھے صرف دس سیکنڈز رہ گئے ہیں۔" وکینڈ ہانپتے ہوئے اس کے پاس آکر چلایا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بھائی نہیں چلو۔"علیزے دیوانہ وار اس پر لپکی تھی اور اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لے جانے لگی تھی جبکہ عدیب پیچھے فرش پر پڑے خون سے لدے زایم ملک کو گالیاں دیتا ابھی بھی بے قابو تھا۔

"ٹین نائن ایٹ سیون....."باہر سے سپیکر پر پولیس کی کاؤنٹ ڈاؤن شروع ہو چکی تھی اور لابی سے علیزے کے ساتھ کھینچے چلتے ہوئے اسی وقت عدیب کا ذہن بے دار ہوا تھا۔

"نہی.... نہیں ہم.... ہم گ ئے خت... ختم...."علیزے گھبراہٹ سے منہ پر ہاتھ رکھ پیچھے ہوئی تھی، عدیب کا دل شدت سے کانپا تھا، اس نے علیزے کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔

"علیزے بھاگو۔"وہ اسے لیے بھاگ رہا تھا اور علیزے اپنے حواس کھو رہی تھی، اس کی حالت ناقابل ہو چکی تھی، جہاں عدیب کی ناک سے مسلسل خون بہہ رہا تھا کہ اس کی نخسیر پھٹ چکی تھی وہی علیزے کا چہرے پر کٹ لگ چکا تھا جسے خون رس رہا تھا، وہ بامشکل علیزے کو لیے باہر کی جانب بھاگ رہا تھا کہ یکدم ایک زوردار آواز آئی اور بنگلے کا ایک جانب کے حصہ میں آگ پھیلتی گئی۔

"بھائی۔"علیزے ہلک کے بل پوری قوت سے چلائی تھی کیونکہ بنگلے کی چھت یکدم ہی گری تھی اور وہ بال بال ایک قدم سے بچے تھے۔

"بوم۔"زایم ملک اس کے کان کے پاس چلایا تھا اور عدیب یکدم ہی چونک کر دور ہوا تھا اور کچھ حواس باختہ ہو کر زایم ملک کو دیکھا جس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

وہ چہرے پر اضطراب لیے پلنگ پر بھیٹی ماورہ کے بارے میں سوچ رہی تھی جو خود تو اپنے جنونیت کو خاطے میں لاتے یہ جا وہ جا چلی گئی تھی مگر پیچھے افشاں کی جان عذاب میں چھوڑ گئی تھی،اس نے کسی طرح حویلی والوں کو یہ کہہ کر مطمعین تو کر لیا تھا کہ وہ اپنے گاؤں منہ بولی چاچی کی عیادت میں گئی ہے مگر "اس وقت؟""بنا بتائے؟""اچانک؟""کیوں؟"ایسے ڈھیروں سوالات کا شکار افشاں ہوئی تھی جس کے جیسے تیسے کر کے اس نے جواب دے دیے تھے،مہرون نساء پہلی بار اپنی بہو سے سخت خفا نظر آ رہی تھیں،انہیں یہ بھی ڈر تھا کہ شاہ زیب کو معلوم ہوا تو وہ بھی غصہ کرے گا مگر یہ شکر تھا کہ شاہ زیب شہر میں تھا کسی کام کے واسطے یہ پیغام سمیر نے آ کر دیا تھا تو اس وجہ سے افشاں بھی قدرے اطمینان میں تھی کہ کم از کم ماورہ کی اس حرکت سے چھوٹے بابا دور ہی رہیں ورنہ انہیں اگر بھنک بھی ہو گی کہ وہ علیزے کو موت کے

گھاٹ اتارنے جانے کہاں اچانک رات گ ۓ غایب ہو گئ ہے، جانے کس فرشتے کے پاس گئ ہے جو اس کی مدد کر رہا ہے وہ کیا کرتے، شاید کھڑے کھڑے ماورہ کو طلاق دیتے اور پھر ماورہ تو پاگل ہی ہو جاتی، افشاں نے جھجھری لیتے ہوۓ اپنی سوچوں کو جھٹکا جو جانے کہاں پہنچ گئ تھیں۔

وہ گہری سانس لیے اٹھی اور چادر درست کرتی ہوئی کوٹیج سے باہر نکل آئ، وہ آج پورا دن طبیعت خراب کا بہانہ بناۓ نہیں نکلی تھی کیونکہ ہر کوئ اس کی شکل دیکھ ماورہ کے حوالے سے ہی سوال کرتا۔ وہ جواب دے دے کر تھک چکی تھی۔

"ماورہ یہ تو نے مجھے کس امتحان میں ڈال دیا ایک طرف حویلی والوں سے جھوٹے بہانے گھڑنا تو دوسری طرف تو اس وقت کہاں ہے کیا کر رہی ہے کس کے پاس گئ ہے اس فکر میں جو چنا یہ تو نے کیا کیا کیوں ہر بار تو چھوٹے بابا کی محبت میں دیوانی ہو جاتی ہے کہ ہوش سے بے گانی ہی ہو جاتی ہے؟" وہ پریشانی سے سوچتی دوپٹا سر پر جماۓ زنان خانے کی طرف بڑھ رہی تھی جب اسے مردان خانے کی جانب ملازمہ نظر آئ، افشاں چلتے چلتے رک گئ، صبح سویرے سویرے ملازمہ مردان خانے کی طرف کیا کر رہی تھی جبکہ بخت حویلی کا یہ اصول تھا کہ مردان خانے میں مرد ملازم کو جانے کی اجازت تھی کسی بھی ملازمہ کو نہیں تو اس وقت یہ ملازمہ یہاں کیا کر رہی تھی۔

افشاں کے قدم خود بخود مردان خانے کی جانب اٹھ گ ئے اور جیسے جیسے وہ قریب آئ تو چونک کر رہ گئ۔

وہ کم عمر کی ملازمہ مردان خانے کے مہمان خانے کے اندر کھڑکی سے جھانکنے کی کوشش کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ پلو میں دبے ٹچ سکرین والے فون پر بھی انگلیاں چلا رہی تھی۔

یہ نظارہ افشاں کے لیے بے حد حیران کن تھا کیونکہ اول تو تانکا جھانکی وہ بھی مردان خانے یا زنان خانے میں کوئ ملازمہ کرے ایسا بخت حویلی میں پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، سب ملازم کو اپنی حدود معلوم تھی۔

اور دوسرا ملازمہ کے ہاتھ میں ٹچ سکرین والا قیمتی موبایل؟ بہت حیرت کی بار تھی، افشاں بے اختیار آگے بڑھ کر اونچی آواز میں بولی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں شیلا؟" وہ ملازمہ بری طرح اچھل کر سیدھی ہوئ اور گھبراہٹ کے مارے موبایل نیچے گرا۔ اس نے سرعت سے نیچے جھک کر موبایل اٹھا کر دوپٹے کے آڑے چھپا لیا، افشاں نے تیز نظروں سے اس کاروائ کا جایزہ لیا، کچھ دال میں کالا محسوس ہوا تھا۔

"وہ....وہ بی...بی...وہ...افشاں باجی می...میں چھوٹے بابا کو بلا...دادی جان کا بلوا دینے آئی تھی۔" وہ گھبراتے ہوئے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیے بولی، اسی وقت سمیر باہر نکلا اور فون کان سے لگائے مصروف سے انداز میں شیلا اور افشاں کو دیکھے بغیر کچھ فکرمندی سے باہر نکل گیا، افشاں اور شیلا سیدھی ہوتی ہوئی ایک طرف ہوئیں۔

" یہاں مردان خانے میں کس نے اجازت دی آنے کی یہاں کوئی ملازمہ نہیں آتی زنان خانے سے کوئی پیغام آتا ہے تو ہمیں جا کر کسی ملازم کو دے دینا ہوتا ہے وہ خود یہاں آکر دے جاتا۔" افشاں نے سمیر کی پشت دیکھتے ہوئے برہمی سے پوچھ اس کی جان کاری میں اضافہ کیا، وہ تو صد شکر تھا سمیر نے اپنی کسی فکر میں انہیں نہیں دیکھا ورنہ کلاس ہو جاتی۔

"وہ جی ایسا ہے اچھا مجھے نہیں معلوم تھا افشاں باجی آپ تو واقف ہیں میں نئی ہوں نا۔" وہ معصوم شکل بناتی ہوئی بولی مگر جانے کیوں افشاں کو وہ دھکا وہ لگا، اس نے ذہن پر زور دیا تو یاد آیا کہ پچھلے کچھ دنوں پہلے ہی شیلا نامی ملازمہ دو اور ملازمہ کے ساتھ دوسرے گاؤں سے جان پہچان کے کسی رشتے دار کی حویلی سے آئی تھی، سلماں بخت نے ملازمہ کی کمی دیکھ شاید اپنے میکے سے تین ملازمہ یہاں بلوائی تھیں۔ باقی دو تو ٹھیک تھی مگر

افشاں کو یاد آیا تھا کہ پچھلے کچھ دنوں سے یہ شیلا نام کی ملازمہ کچھ عجیب سی حرکتیں کرتی ہے اور کام میں تو جیسے نِل ہے۔

"جی میں جاؤں کپڑے پھیلانے ہیں۔" شیلا نے اسے سوچ میں ڈوبا خود کو دیکھتے ہوئے گڑبڑا کر پوچھا۔فشاں نے محض سر ہلایا اور وہ جیسے ایک اشارے کے انتظار میں تھی، وہ آناً فاناً ہوا کی طرح غایب ہوئ جبکہ افشاں نے کچھ پر سوچ نظروں سے شیلا کی پشت کو دیکھا تھا، کچھ اسے کھٹک رہا تھا۔

"مجھے اس پر نظر رکھنی ہو گی۔" وہ ماورہ کی پریشانی بھول اب ن ئے مسلے میں الجھ گئ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆☆

"بکواس بند کرو اپنی۔" عدیب اور زایم ملک جو ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے کچھ سال پیچھے چلے گ ئے تھے۔شاہ زیب کی دھاڑ پر وہ دونوں چونکے جواب زایم ملک کے بالکل پشت پر کھڑا تھا، عدیب بھی سر جھٹکے جنت کی تلاش میں بھیگتے ہوئے ارد گرد متلاشی نظریں دوڑانے لگا۔

"یہ سارا کھیل بند کرو اور سیدھے سیدھے مدعے پر آؤ۔" زایم ملک نے جب پلٹ کر آبرو اچکاتے ہوئے خاصی ناپسندیگی سے شاہ زیب کو سر تا پیر گھورا۔ شاہ زیب بے زاری سے بولا۔

"ٹھیک کہا کیا بدلہ لینا ہے تمہیں ہم سے ہم آ چکے ہیں۔" زید بھی آگے بڑھا، زایم ملک نے اس کو بھی کچھ اسی انداز میں دیکھا جس انداز میں وہ شاہ زیب کو دیکھ رہا تھا پھر بنا کوئی جواب دیے کچھ فاصلے پر کھڑے بھیگتے ہوئے ویٹسن کو دیکھا جو ماتھے پر آئے سنہریے بھیگے بال ہٹا رہا تھا جو زیادہ بڑھ گئے تھے اور کندھے تک آنے لگے تھے۔

"تم کچھ نہیں کہو گے HN سے ویٹسن؟" انداز تمسخرانہ تھا، ویٹسن کا سفید چہرہ جو مسلسل بھیگنے کی وجہ سے سرخ ہو چکا تھا وہ مزید سرخ ہوا اور چھوٹی آنکھیں مزید چھوٹی ہوئیں۔ ایک غصہ کی لہر اس کے بدن میں دوڑی تھی۔

"تم نے میرے ساتھ جو کیا اسے میں کبھی نہیں بھولوں گا۔" مٹھیاں بھینچتا ہوا وہ غرایا تھا، شاہ زیب اشارے سے عدیب سے کچھ پوچھ رہا تھا جس کے جواب پر زایم ملک کا دھیان ویٹسن کی جانب دیکھ اس نے کنکھیوں سے اطراف میں اشارہ کیا۔ شاہ زیب نے اپنی نیلی آنکھیں بارش کے باعث چھوٹی کرتے ہوئے گھمائیں تو اسے کچھ زایم ملک کے بندے اسی بحری جہاز کے قریب کھڑے نظر آئے جیسے نگرانی کر رہے ہوں، ان

کی اشارے بازی تو زایم ملک سے چھپ گی کہ وہ ویٹسن سے مخاطب تھا مگر اس کا آدمی جو چھتری لیے کھڑا اب خود کو بھیگنے سے بچا رہا تھا اسے چھپ نہ سکی اسیلیے وہ آنکھیں پھاڑ دونوں کو گھورنے لگا جسے دیکھ زید نے شاہ زیب اور عدیب کو اشارے سے خبادار کیا تھا، عدیب تو رک گیا تھا مگر شاہ زیب نے گردن گھما کر اس آدمی کو ایسی گھوری دی کہ وہ نیلی آنکھوں کی سختی سے سہم گیا تھا اور کیوں سہا وہ خود جاننے سے قاصر تھا۔

"آہاں میں یہی تو چاہتا تھا کہ وہ قید تم کبھی نہ بھولو۔" زایم ملک مکمل طور پر ویٹسن کی طرف رخ کیے اس سے محو گفتگو تھا۔

"کیا غلطی تھی میری میں نے ایسا کیا کیا تھا جس کی سزا تم نے مجھے ذہنی اذیت سے دی لاکھ سہولت مہیا کرنے کے باوجود جو تم مجھے ذہنی اذیت دے رہے تھے وہ کیا تھا سب مجھے کیوں لیزا سے الگ کیا اگر اس دن تم میرے ساتھ وہ حادثہ نہ کرواتے مجھے اپنی عجیب و غریب قید میں نہ قیدی بناتے تو آج لیزا سے میری شادی ہو چکی تھی آج میں اور لیزا بہت دور جا چکے ہوتے لیزا مجھ سے کبھی دور نہ ہوئی ہوتی۔" بارش کے پانی نے اس کی آنکھوں سے نکلنے والے پانی کو ڈھکا چھپا دیا تھا لیکن بھیگی آواز میں اتنا قرب تھا کہ زمین کو چھوتی ہوئی بوندیں بھی جیسے رک اسے سننے لگی تھیں، شاہ زیب نے خاصی

چونک کر ویٹسن کی جانب اپنا رخ کیا تھا اور اس کی سرخ آنکھوں میں دیکھا تھا جو "اس دن "ہونے والے "حادثے "کو لے کر آج بھی اتنا ہی دلبر داشتہ تھا جتنا پہلے تھا۔

"اوہ شاہ زیب اب تم ہی سمجھاؤ اس کو اگر میں وہ سب نہ کرتا تو کیا تمہیں اپنی بچپن کی محبت مل پاتی؟" وہ ویٹسن کو سراسر نظر انداز کیے شاہ زیب کی طرف مڑا اور خاصہ دوستانہ انداز میں پوچھا۔ شاہ زیب کے ماتھے پر کئی بل نمودار ہوئے۔

"تمہیں ہماری اتنی جان کاری کیسے ہے؟" زید چونکا تھا، وہ باتیں تو اس کو بھی نہیں پتہ تھیں جو زایم ملک کو معلوم تھیں۔

"زید یہی نام ہے نا تمہارا؟" زایم ملک تھوڑی کو کھجاتا ہوا غور سے اسے دیکھ بولا۔ وہ چونکا۔

"تم کیسے جانتے ہو ہمارے بارے میں؟" وہ آگے آکر پوچھنے لگا کہ شاہ زیب نے ہاتھ اٹھا کر اسے پیچھے ہی رکنے کا اشارہ کیا، زایم ملک کے قریب آنا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا وہ کبھی بھی کچھ بھی کر سکتا تھا۔

"تم جانتے ہو تم میں عقل کی کمی ہے؟" زایم ملک نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ زید نے دانت پیستے ہوئے اسے گھورا۔

"یہ باتیں بنا کر وقت کیوں ضایع کر رہا ہے ؟"شاہ زیب نے دھیرے سے عدیب کے کان میں آکر سرگوشی والے انداز میں پوچھا تھا۔عدیب بھی الجھا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی یہ چاہتا کیا ہے ؟"وہ زایم ملک کی طرف دیکھ بولنے لگا جو زید کو بتا رہا تھا کہ کیسے اس نے اپنے جاسوس ہر جگہ چھوڑے ہوئے ہیں۔

"میں نے تم سے کچھ کہا ہے جنت سے ملواؤ مجھے۔"عدیب سے مزید برداشت نہیں ہوا تھا،وہ کتنے آرام سے کھڑا سنجیدہ سوالوں کو گھما گھما کر جواب رے رہا تھا،وہ گفتگو کیوں طویل کر رہا تھا؟کہی یہ اس کے کسی پلین کا حصہ تو نہیں تھا؟کہی دوسری طرف جنت کے ساتھ تو کچھ غلط نہیں ہو رہا تھا یا ہو گیا تھا؟وہ کرنا کیا چاہ رہا تھا؟عدیب مشتعل ہو کر آگے بڑھا۔

"آرام سے مجنو آرام سے جیڈی جاؤ اسے اس کی محبوبہ سے ملاقات کرواہی دو آخر اتنے مہینے سے سننے اور دیکھنے کے لیے ترس گیا ہو گا جیسے وہ ترس رہی ہے قسم سے عدیب انور بخت اس کے لبوں پر صرف تمہارا ہی نام رہتا ہے میں تو حیران ہوں کہ آج کل ایسی محبت بھی پائی جاتی ہے۔"انداز وہی مخصوص مزاق اڑانے والا تھا،جنت کا ذکر سے ہی وہ تڑپ اٹھا تھا،شاہ زیب نے نچلا لب کاٹتے ہوئے بڑی مشکل سے خود کو کچھ کہنے

سے روکا تھا یا کچھ کرنے سے، زید نے بغور اسے نوٹس کیا تھا وہ کیسے اس وقت اپنے بہنوئی کو کسی اور کے لیے تڑپتا دیکھ رہا تھا۔ اسے زید اچھی طرح واقف تھا۔

وہی چھتری پکڑے آدمی نے سر ہلایا اور عدیب کو اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر بحری جہاز کی طرف بڑھ گیا اسے پہلے عدیب حواس باختہ ہو کر آگے بڑھتا شاہ زیب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا، زید کے ساتھ ساتھ عدیب بھی چونکا۔

زید کو لگا ابھی بس ابھی ایک زوردار تھپڑ عدیب کو لگنے والا ہے لیکن.... شاہ زیب نے کوئی سرگوشی کی تھی شاید کوئی تلقین جس پر عدیب نے آنکھیں جھپکتے ہوئے جیسے ہامی بھری اور اس جیڈی نام کے آدمی کے پیچھے بڑھ گیا۔

"ہاں تو اور کوئی شکوے شکایت آپ سب کے پاس؟" زایم ملک جیبوں میں ہاتھ گھسائے بھیگتے ہوئے جیسے موسم کا مزا اٹھا رہا تھا، ان تینوں نے ہی اسے کچا چبانے کی حد تک گھورا تھا اور شاہ زیب نے خود کو بے بس محسوس کیا تھا ورنہ اس کا بس چلتا تو وہ زایم ملک کو اب تک اپر پہنچا ہی دیتا مگر اس کے ہاتھ بندھے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"ڈیڈ ہم پاکستان جا رہے ہیں؟" رایمہ نے انور بخت کے ہاتھ سے فون لیتے ہوئے حیرانی سے پوچھا، کمرے میں سِلا، شاہستہ بیگم اور یوجنا بھی چلی آئی، رایمہ کو خبر نہیں ہوئی تھی کہ کب انور بخت اس کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے تھے اور انہوں نے رایمہ اور علیزے کی باتیں سن لی تھیں اور رایمہ کے ہاتھ سے فون لیتے ہوئے اپنے کان سے لگا لیا تھا، اب وہ سنجیدگی سے خاموش رایمہ کو فون واپس کرنے لگے۔ اس نے ہچکچاتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

"ہم نہیں صرف میں اور سِلا۔" انور بخت کی بات پر سب حیران ہوئے، سِلا اور شاہستہ بیگم نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"چاچا جان میں؟" سِلا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بیٹا جاؤ تیار ہو جاؤ تب تک میں ٹکٹس بک کروا لوں۔" وہ سِلا کو کہتے ہوئے باہر نکل گئے، شاہستہ بیگم پریشانی سے آگے بڑھیں۔

"رایمہ کیا ہوا ہے علیزے کیا کہہ رہی تھی اور یہ اچانک پاکستان جانے کا"....

"ممّا زایم ملک واپس آ چکا ہے۔" رایمہ فکرمندی سے ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولی، سِلا اور یوجنا نے ناسمجھی سے الجھ کر رایمہ کو دیکھا۔

"زایم ملک کون؟" شاہستہ بیگم بھی انجان تھیں۔

"میں بتاتی ہوں۔" وہ تینوں پر نظر ڈالتی ہوئی گہری سانس لیے بولی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

جیڈی اسے لوہے کا دروازہ دکھا کر وہی رک گیا تھا، عدیب سرعت سے آگے بڑھا تھا اور دروازے کو پوری قوت سے پیچھے دکھیلتے ہوئے وہ اندر آیا اور سامنے کا منظر دیکھ اسے لگا اس کی سانسیں رک چکی ہیں۔

وہ سامنے لکڑی کی کدھری سی ایک لمبی میز پر سیدھے سیدھے لیٹی تھی، وہ بے ہوش تھی یا پھر... وہ بنا کچھ سوچے سمجھے آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا پوری قوت سے چلا کر اس کا چہرہ تھپتھپانے لگا۔

"جنت؟" جیڈی اس کی آواز پر اندر آیا عدیب نے گردن موڑے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا جس پر جلدی سے بولا۔

"بے... بے ہوش ہے۔" کچھ اطمینان عدیب کے اندر اترا اور واپس جنت کو دیکھا تو جیسے دنگ رہ گیا، یہ چہرہ جنت کا تھا ہی نہیں یہ اسے کیا ہو گیا تھا؟ جیڈی خاموشی سے واپس باہر نکل کر کھڑا ہو گیا تھا۔

سفید و سرخ گلابی کی جگہ زرد پیلا پڑتا چہرہ، پچکے گال سیاہ ہلکوں کے گرد دھنسی ہوئی وہ آنکھیں جن آنکھوں پر وہ مر مٹتا تھا، وہ بولتے ہوئے سر گوشی کرتے ہنستے مسکراتے ہوئے گلابی پھنکڑیوں جیسے ہونٹ جس میں عدیب کی جان بستی جن کو چومنے کے لیے وہ ہمیشہ اس شرعی رشتہ کا انتظار کرتا تھا جس کے بعد اسے ان ہونٹوں کو سیراب کرنے کی اجازت ہوتی مگر آج وہی اسے بے تاب کرتے ہوئے ہونٹ اسے بھونچکا چھوڑ گئے تھے، ہلکے سیاہ پڑتے پیڑی اور خون جمے ہونٹوں کو دیکھ جیسے عدیب کا دل کٹ کر رہ گیا تھا اور جب نظریں چہرے سے ہوتی ہوئی صحراہی گردن پر گئی تو وہاں جگہ جگہ زخم دیکھ وہ سن رہ گیا اور جب اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیے اس کے نازک ہاتھ پر گئی تو وہ اور چونک گیا وہ بھی ویسی بد نما ہو گئے تھے، وہ ناخن جو ہمیشہ خوبصورت رنگوں سے بھرے رہتے وہ آج زخموں سے بھرے تھے، کئی ناخن ٹوٹ کر گوشت سمیت کھال سے جدا ہو گئے تھے اور خون جما ہوا تھا، عدیب کی بے بسی کی انتہا ہو گئی تھی، یہ قیامت تھی جو وہ دیکھ رہا تھا، اس جیتی جاگتی زندگی سے بھرپور ہر وقت چاکو چو بند رہنے والی لڑکی اس کی محبت کا کیا حال ہو گیا تھا، یہی لمحہ تھا جب عدیب کی سرخ آنکھوں میں لبالب پانی جمع ہو گیا تھا دفعتاً جنت کو اپنے بے جان سے ہاتھ پر پانی کے چند قطرے گرتے ہوئے محسوس ہوئے تھے، کچھ گھنٹوں کے بعد زندہ ہونے کا پہلا احساس کسی کے

آنسوؤں نے دلایا تھا، وہ آنسوؤں اب تواتر اس کے ہاتھ پر گر رہے تھے اور دوسرا احساس "اس" کے لمس کا تھا اسی کے لمس کا جس کا احساس اس نے شدت سے ان گزرے ایام میں ہر پل ہر لمحہ ہر گھڑی یاد کیا تھا، وہ لمس اب دھیرے دھیرے اس کے بال جو کئی مہینوں سے نہ دھل کر جہاں سلکی ریشم کی طرح ہوا کرتے تھے اس میں آج انگلیاں گھسانا بھی محال ہو رہا تھا مگر وہ پھر بھی ان گندے بالوں میں اپنی انگلیاں گردش کر رہا تھا، وہ لمس اب اسے اپنی بے جان سی ہتھیلی پہ محسوس ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی، پلکوں کا بوجھ جیسے منوں بھر ہو گیا تھا، کسی نے اس کے ہاتھ کو بہت نرمی سے تھام کر دھیرے سے دبایا تھا اور اپنے لبوں سے لگالیا تھا، وہ آنسو وہ، وہ لمس اسے موت کی بھیانک وادیوں سے ایک بار پھر زندگی کی رونقوں کی جانب کھینچ رہا تھا، وہ نیم بے ہوشی میں بھی اس لمس کو پہچان چکی تھی، وہ اس سے اٹھنے والی وہی مخصوص "کلون" کی مہک کو جنت نے بہت قریب سے سونگھ لیا تھا، اسے یہ خوشبو "اس" کے وجود سے اٹھنے والی خوشبو تاریکیوں سے روشنی بن کر واپسی آزادی کا راستہ دکھا رہی تھی۔ وہ اب جان بوجھ کر آنکھیں نہیں کھول رہی تھی اسے ایک ڈر تھا کہ کہیں وہ آنکھیں کھولے اور یہ کوئی خواب ہو جو ہواہیں تحلیل ہو جائے، یہ خوشبو اس بو میں بدل جائے جو خود اسے اٹھتی تھی جس کی وہ اب عادی بن چکی تھی، یہ وجود اب

اس درندے کے وجود میں بدل جائے جسے وہ نفرت کرنے لگی تھی۔وہ چند لمحے یونہی "اس" کے لمس کو اس شخص کے آنسوؤں کو محسوس کرنا چاہتی تھی اور وہ کر رہی تھی جب ہی اس کے سیاہ ہلکوں میں دھسنی آنکھ سے آنسوں ٹوٹ کر عدیب کے ہاتھ کی پشت پر گرا تھا جسے اس کے ہوش میں آنے کی تصدیق ہو چکی تھی۔

وہ بے تاب ہوئے اسے دیوانہ وار پکارنے لگا تھا۔

"جنت جنت؟" یہ "اس" کی آواز تھی ہاں یہ وہ آواز تھی جس کو سننے کے لیے وہ بے تاب ہو چکی تھی، یہ وہی پکار تھی جس کو وہ پکارتی رہی تھی مگر کبھی جواب موصول نہیں ہوا تھا مگر آج جیسے معجزہ ہو گیا تھا۔

جانے یہ خیال تھا یا احساس، یہ حقیقت تھی یا تخلیل یہ سچائی تھی یا جھوٹ اس نے فوراً اپنی بوجھل پلکوں کو ایک لمحے کے لیے اٹھایا اور اس کی آنکھوں نے وہی کچھ دیکھا جو وہ تھوڑی دیر پہلے امید کر رہی تھی۔

دونوں کی نظریں ایک دوسرے ملیں اور اسی لمحے عدیب نے بنا کچھ کہے اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھ لیے اور ایک عجیب سی سرشاری اور طمانیت جنت کو اپنی لپیٹ میں لینے لگی جیسے تپتے ہوئے صحرا میں پیاسے کو کنواں مل چکا ہو، یہ لمس یہ ہونٹ یہ ہونٹوں

کی جلد جب اس کی جلد سے ٹکرائی تو جنت کو محسوس ہوا کہ وہ بنا مرے ہی جنت میں آ چکی ہے۔

کیا کچھ نہیں تھا اس محبت کی مہر پر جو عدیب نے اس کے ماتھے پر لگائی تھی، کیا کچھ! جزباتوں کی شدت اتنی پروان چڑھ چکی تھی کہ دونوں کچھ کہنے سے مکمل قاصر ہو چکے تھے، لفظوں کا زخیرہ زبان پر جیسے ختم ہو چکا تھا۔

جنت ہچکیوں سے روتی اب اپنے آنسوؤں سے اس پر کیا بیتی وہی بتا رہی تھی اور وہ بنا لفظوں کے بھی اس کے آنسوؤں سے اس کے شدت سے رونے سے سب کچھ سمجھ چکا تھا جب ہی صرف نفی میں سر ہلاتا ہوا اپنے آنسوؤں کو قابو کرتے ہوئے اسے سہارا دے کر اٹھانے لگا تھا جو بے جان روئی کی گڑیا سی اس کے سہارے اٹھ گئی تھی۔

"عدیب........" یہ نام پہلی بار نہیں پکارا گیا تھا مگر جس تڑپ میں آج اپنی ساری بچی کچی قوت جمع کر کے چلا کر پکارا گیا تھا عدیب کو اپنی جان جاتی ہوئی محسوس ہوئی تھی، کیا کچھ نہیں تھا اس تڑپ میں، اس پکار میں جیسے کہہ رہی ہو "مجھے بچا لو" جیسے کہہ رہی ہو "میرا ہاتھ تھام لو" جیسے کہہ رہی ہو "مجھے اپنے سینے سے لگا لو" اور عدیب نے بنا کچھ کہے اسے خود میں بھینچ لیا تھا اور وہ اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی، وہ سارا غبار نکل رہی تھی، ایک ایک اذیت جس میں وہ رہی تھی وہ سب آنسوؤں کے

ذریعے اپنی محبوب کی بانہوں میں نکال رہی تھی، عدیب نے اس کے گرد گھیرا اور تنگ کر دیا، جنت کو محسوس ہوا جیسے وہ کسی محفوظ جگہ آچکی ہے اور ویسے بھی محبوب کی پناہ کسی محفوظ جگہ سے کم ہوتی ہے؟

عدیب نے مانو ایک دیوار حایل کر دی تھی جیسے اب جنت کو اسے کوئی دور نہیں کر سکتا۔

وہ تنگ سے تنگ ہوتے ہوئے گھیرے میں اور اس کے وجود میں مزید گھستی روتی ہوئی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی تھی، عدیب اس کے بالوں پر لب رکھے اس کی ہچکیاں سن رہا تھا جو اب آہستہ آہستہ مدھم پڑ رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

"آخر ماورہ نے کس فرشتے نما شخص کے بارے میں ذکر کیا تھا یہ کون شخص ہے جو اچانک ماورہ کی زندگی میں آگیا اور علیزے کو چھوٹے بابا کی زندگی سے نکالنے کے لیے ماورہ کا ساتھ دے رہا ہے؟" افشاں یہ کوئی پانچوی بار ہاتھ میں ماورہ کا لکھا ہوا خط پکڑے سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی مگر اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ کس شخص کے پاس ماورہ گئی ہے؟ کیا یہ شخص ماورہ کا سچا ہمدرد ہے یا یہ کوئی جال ہے جس میں ماورہ کو کوئی پھنسانا چاہ

رہا ہے کیونکہ افشاں یہ جانتی تھی کہ ماورہ کی کمزوری اس کا جنون ہی ہے اور علیزے سے حسد میں وہ اتنے آگے نکل آئی ہے کہ کوئی بھی اسے علیزے کو راستے سے ہٹانے کی لالچ دے کر اپنا مفاد نکلوا سکتا ہے، افشاں کو نئی فکر ہو گئی تھی، جانے یہ کون تھا، ماورہ اس وقت کہاں تھی، کیا وہ محفوظ تھی یا اس نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارنے والا کام کیا تھا۔

وہ خط کو اپنے تکیے کے غلاف میں چھپاتی ہوئی سر پر دوپٹا جمائے ایک بار پھر کوٹیج سے نکل کر اندر حویلی آئی اور باورچی خانے میں آکر دوپہر کے کھانے کے لیے ملازمہ کو ہدایت دینے لگی۔

"سنو جاؤ لیلیٰ کو اماں جان کے کمرے میں بھیجو اور یہ تم کیا بنا رہی ہو میٹھا کس نے بولا ہے بنانے کو؟" سلماں بخت مصروف سے اندر میں اندر داخل ہوئیں، افشاں انہیں ایک نظر دیکھ واپس اپنے کام میں مصروف ہو رہی تھی جب اسے کچھ یاد آیا، وہ فوراً پلٹی۔

"بی بی جی بات سنیں۔" سلماں بخت نے اشارے سے سر کو خم دے کر اسے اجازت دی اور اب میز پر سے ٹرے اٹھائے سلپ پر رکھنے لگی۔

"تم ذرا باہر جا کر دیکھو مرچیں سوکھی۔" افشاں نے جان بوجھ کر چولہے کے آگے کھڑی ملازمہ کو باہر بھیجا۔ وہ سر ہلا کر باہر چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"کیا ہوا افشاں ؟" سلماں بخت نے غور کیا اسے اکیلے بات کرنی تھی۔

"بی بی جی یہ کچھ دن پہلے جو تین ملازمائیں آپ کے میکے سے آئی تھیں آپ ان کو جانتی ہیں ؟" سلماں بخت ٹھٹکیں۔

"ہاں کیوں کیا ہوا ہے ٹھیک سے کام نہیں کر رہی ؟"

"نہیں جی کام تو ٹھیک کر رہی ہے مگر یہ جو شیلا ہے یہ کچھ عجیب نہیں لگتی آپ کو؟" وہ سنجید گی سے پوچھنے لگی، سلماں بخت لاپرواہی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے فرڈج کھولنے لگیں۔

"نہیں ٹھیک ہی تو ہے اچھا ایسا کرو یہ دودھ بوایل کر لو اور کچھ پھل اور دودھ کو ٹیج حسن کو بھجوادو بچہ کا پیپر تھا آج تھکا ہوا ہے کمزور بھی اتنا ہو رہا ہے اماں جان نے خاص تاکید کی ہے اس کی صحت کا خیال کیا جائے ماورہ تو اچانک ہی غایب ہو گئی ہے ورنہ وہی خیال رکھتی ہے۔" وہ مصروف سے انداز میں بولتی ہوئی ماورہ کی حرکت پر کچھ برہم ہوئیں۔افشاں جھینپ گئی۔

"جی۔" وہ پتیلا ان کے ہاتھ سے لیتی ہوئی چولہے پر رکھ ایک نظر باورچی خانے سے جاتی ہوئیں سلماں بخت کو دیکھ واپس چولہے جلا ہی رہی تھی جب اس کی نظر باورچی خانے کی کھڑکی سے شیلا کے اپر گئی جو باہر صحن میں ٹہلتی ہوئی وقفے وقفے سے فون کان

سے لگا رہی تھی، وہ کچھ بے چین دکھائی دے رہی تھی، افشاں نے گہری نظروں سے اسے دیکھا پھر واپس آتی ہوئی ملازمہ کو دودھ کا کہتی ہوئی وہ باہر نکل کر صحن میں آئی، شیلا کی جیسی نظر افشاں پر گئی وہ نظریں چراتی ہوئی ڈسٹنگ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

افشاں نے اس بار کچھ نہیں کہا بلکہ کوٹیج کی جانب گئی اور شیلا اور ایک ملازمہ کے مشترکہ کمرے میں داخل ہوئی، وہ خالی تھا۔

افشاں کچھ سوچ دروازہ بند کرتی ہوئی کمرے کی تلاشی لینے لگی، اسے سامنے ہی لکڑی کی الماری کے اوپر اٹیچی نظر آئی جو شاید شاہی کی تھی کیونکہ اس کے ساتھ رہنے والی ملازمہ پرانی تھی اور اس کا سارا سامان الماری کے اندر سیٹ تھا، افشاں کچھ سوچ پلنگ کے ساتھ لگا موڑا الماری کے آگے کھسکاتی ہوئی اس پر چڑھی اور اٹیچی کچھ محنت مشقت سے اتارنے میں کامیاب ہوئی۔

"میں بھی تو دیکھوں یہ شیلا اتنی عجیب کیوں ہے کچھ تو گڑبڑ ہے۔" وہ ایک نگاہ بند دروازے پر ڈالتی ہوئی تیزی سے اٹیچی کھولنے لگی مگر کھولتے ہی کپڑے طے ہوئے دکھے، وہ کچھ جھنجھلا کر کپڑے ہٹا کر تلاشی لینے لگی مگر کچھ خاص نہ ملا جسے شیلا پر مزید

شک ہو، وہ تھک کر واپس اٹیچی بند کرتی ہوئی ایک طرف رکھ اسے باہر نکل گئی، ویسے ہی اسے بخار پھر محسوس ہو رہا تھا۔

شیلا کو سامنے سے آتا ہوا دیکھ وہ اسے بغیر دیکھے برابر سے نکل گئی مگر پھر کچھ سوچ رکی اور شیلا کی پشت دیکھ وہ چوری چوری اس کے پیچھے گئی، شیلا نے اپنے کمرے کی دہلیز پر آ کر ایک نگاہ ارد گرد ڈالی۔ افشاں جلدی سے پلر کے پیچھے چھپ گئی، وہ ایسے کیوں دیکھ رہی تھی؟ افشاں کو کچھ کھٹکا۔

شیلا نے جب کمرے میں گھس کر دروازہ بند کیا۔ وہ جلدی سے اس کے کمرے کے پاس آئی اور دروازے سے کان لگا دیے۔

دوسری طرف شیلا کی نظر جب اپنی جگہ سے ہٹے موڑے اور اٹیچی پر گئی تو وہ حیران ہوئی مگر دوسرے ہی پل سمجھ گئی، اس نے جلدی سے دوپٹے کے آڑ ھے چھپا ہوا فون نکالا اور کسی کو کال ملائی۔

"ہیلو جیڈی۔" افشاں جو دروازے سے کان لگائے کچھ سننے کی کوشش کر رہی تھی، اسے صاف آواز آئی تو اس کے کان کھڑے ہوئے۔

"یار کچھ بھی کر مجھے یہاں سے نکال یہاں ایک ملازمہ کو مجھ پر شک ہو گیا ہے ویسے بھی میں اپنا کام تو مکمل کر چکی پلیز یار باس سے بول مجھے یہاں سے نکالے اب میں مزید کوئی

جاسوسی کرنے کے حق میں نہیں ہوں مجھے میرا حساب دے کر فارغ کرو مجھے مزید کسی پرابلم میں نہیں پھسنا۔" افشاں نے بری طرح چونک کر منہ پر ہاتھ رکھا، یہ وہ کیا سن رہی تھی؟

"ہاں یار تو پلیز جلدی سے باس سے بات کرنا جب وہ فارغ ہوں اور ویسے بھی تم لوگوں کا مقصد پورا تو ہو گیا وہ ماورہ بھی اب باس کے پاس ہے اور یہاں بھی سب سیٹ ہے سمیر بھی واپس آ چکا ہے اور وہاں وہ لوگ بھی پہنچ گ ئے ہیں یہاں کسی کو کچھ نہیں پتہ تو بس مجھے یہاں سے نکال میں نے اتنا ہی کام کرنا تھا اب زیادہ نہیں رکنا مجھے۔" افشاں کے اپر جیسے بمب گر رہے تھے، وہ بے اختیار پیچھے ہٹ کر ایک طرف ہو گئ جبکہ شیلا نے دروازہ کھولا اور بنا ادھر ادھر دیکھے اکتایا ہوا چہرہ لیے حویلی کے اندر کی جانب چلی گئ پیچھے افشان ششدرہ کھڑی رہ گئ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"زایم ملک باتوں کا سلسلہ مت بڑھاؤ اور سیدھے سیدھے اپنے اصل مقصد پر آؤ کیونکہ تم بھی جانتے ہو اور ہم بھی کہ نہ تو تم ہمیں اتنی آسانی سے یہاں سے جانے دو گے اور نہ ہی ہم تمہیں اتنی آسانی سے جانے دیں گے۔" ویٹسن سے گفتگو طویل ہوتی جا رہی

تھی، زید کا صبر جواب دے گیا تھا، وہ دو قدم آگے بڑھ کر زایم ملک کو کنفرنٹ کر گیا تھا۔

"ارے ہم تو انتظار کر رہے ہیں نا؟" زایم ملک کی بات پر وہ اور ویٹسن چونکے تھے جبکہ شاہ زیب کا سارا دھیان دور کھڑے گہرے نیلے رنگ کے بحری جہاز پر تھا جہاں عدیب جنت سے ملنے گیا تھا، انہیں باہر آنے میں اتنی دیر کیوں ہو رہی تھی؟ کیا اندر کچھ چل رہا تھا؟ کیا اسی وجہ سے زایم ملک انہیں باتوں میں لگا رہا تھا؟ گردن موڑے بھیگتے ہوئے زایم ملک کو ترچھی نگاہ سے دیکھ شاہ زیب کا دماغ تیز چلنے لگا تھا، اسے خطرے کی بو آنا شروع ہو چکی تھی، کچھ تو دال میں کالا تھا ورنہ دشمن دوست جیسا رویہ بلا وجہ تو نہیں رکھتا ہے۔ اس کا اپنا مفاد چھپا ہوتا ہے۔

"کس کا انتظار ہم سب آ تو گئے۔" ویٹسن کو زایم ملک کا مفہوم سمجھ آ گیا تھا مگر انجان بنتے ہوئے وہ جلدی سے بولا تھا۔ زایم ملک تیڑھی مسکراہٹ کے ساتھ اسے کچھ اس طرح دیکھنے لگا کہ ویٹسن نے اپنی نظریں ادھر ادھر کر لیں، بارش ہلکی پڑ چکی تھی۔

"اسی کا انتظار جس سے یہ سب شروع ہوا تھا۔" شاہ زیب جو بحری جہاز کی جانب واپس دیکھ رہا تھا زایم ملک کے جملے پر فوراً متوجہ ہو گیا تھا، وہ تینوں ہی سمجھ چکے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں نے تم سب کو یہاں نہیں بلایا تھا میں نے صرف عدیب اور اس دوشیزہ کو بلایا تھا جس کے باعث میرے ساتھ سب کچھ ہوا ان دو کو بلایا تھا میں نے جنت کے بدلے یہ قصہ ختم کرنے کے لیے مگر مجھے نہیں معلوم تھا عدیب انور ڈر کر پوری بارات کو ساتھ لے آئے گا۔" وہ چبتے ہوئے لہجہ سے بولا۔

"تمہیں کس طرح قصہ ختم کرنا ہے ہم سے بات کرو۔" شاہ زیب نے اس کی باتوں کو نظر انداز کر کے اونچی آواز میں کہا۔اس نے ایک غلط نگاہ اس پر ڈالی۔

"تم سے میں مخاطب نہیں ہوں مجھے علیزے انور چاہیے کدھر ہے وہ کیونکہ یہ قصہ تب تک ختم نہیں ہو گا جب تک وہ خود میرے پاس نہیں آتی میں نے چن چن کر بدلہ لینا ہے۔" وہ یکدم دھاڑا تھا، شاید اسے خبر ہو گئی تھی کہ وہ لوگ جان بوجھ کر علیزے کو ساتھ نہیں لائیں ہیں۔

"بکواس بند کرو اپنی میرے ہوتے ہوئے اگر تم نے اپنی گندی زبان سے ایک اور لفظ میری بیوی کے لیے نکالا تو تمہیں اپر پہنچادوں گا۔" شاہ زیب اسے بھی زیادہ اونچا دھاڑا تھا، دور کھڑے زایم ملک کے چند بندے جو بحری جہاز کے باہر کھڑے پہرا دے رہے تھے وہاں سے ہٹ چکے تھے اور اب زایم ملک کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گ ئے

تھے، ویٹسن اور زید نے دونوں نے ایک دوسرے کو کچھ پریشانی سے دیکھا، ان ہٹے کٹے بندوں کے ہاتھ میں بندوقیں تھیں۔

"تمہیں کیا لگتا ہے یہ سارا کھیل یہ ساری محنت میں نے فضول میں کی ہے ہاں؟" وہ اچانک سرخ ہوتے ہوئے چلایا تھا، کچھ دیر پہلے کا مصنوعی دوستانہ لہجہ بھک سے اڑ گیا تھا، علیزے کو نہ پا کر وہ اب اپنے اصل میں آ چکا تھا۔

"جیل سے فرار ہونا کسی طرح ریوں کو بندوبست کرنا جنت کو دبئی سے اغوا کرنا اس کے ساتھ یہاں آنا سارا اپلین کرنا ویٹسن کے ساتھ اس دن وہ حادثہ کروانا اس کو عیش و عشرت والی قید میں رکھ کر سب کو دھوکے میں ڈالنا تمہاری حویلی میں جاسوس چھوڑنا اپچھ این بن کر ویٹسن کے سامنے آنا پھر تم سب کو جنت کا دھوکا دکھانا اور اپنی اصلیت بتا کر بلا آخر یہاں بلا کر سارہ قصہ ختم کرنا اس سب میں میری محنت پتا ہے کتنی لگی ہے کتنا تڑپا ہوں سالوں بدلے کی آگ میں ایک ایک تھپڑ ایک ایک مار یہ.... یہ جلنے کے نشان دیکھ رہے ہو یہ اس رات کے ہیں جو کبھی بدن سے نہیں گ ئے اور نہ جائیں گے جب بھی ان نشان کو دیکھتا ہوں ن ئے سرے سے بدلے کی آگ بڑھ اٹھتی ہے ایک ایک دن جو میں نے قید میں گزارا تھا میرا سب کچھ دولت پیسہ نام سب چھین چکی تھی وہ اس رات محض ایک رات اس کی قربت مانگی تھی اور اس کے بدلے میں نے اپنی

زندگی کھونے کی قیمت جھکائی تمہیں کیا لگتا ہے پھولوں کا ہار ڈالنے کے لیے یہاں بلایا ہے میں نے نہیں پکچر ابھی باقی ہے میرے دوست جیسے چھ جون کی رات جو جو ہوا تھا وہ سب آج ہو گا وقت اپنے آپ کو آج پھر دہرائے گا مگر فرق اتنا ہو گا کہ جیسے چھ جون کو زایم ملک کی بربادی ہوئی تھی زایم ملک کا محل تباہ ہوا تھا زایم ملک کی سلطنت گری تھی اب عدیب انور اور علیزے انور تباہ ہوں گے......" وہ جنونیت سے بھرپور چلاتے ہوئے کہے جا رہا تھا، وہ تینوں ہی یکدم چپ ہوتے ہوئے اسے دیکھنے لگے تھے، بارش نے واپس اپنا زور پکڑ لیا تھا، ہوائیں پھر پر زور ہو چکی تھی، ویسا ہی ماحول تھا جیسے چند سال پہلے چھ جون کی رات کو تھا مگر فرق کیا تھا؟ پہلے زایم ملک طاقت ور تھا اب کمزور مگر پہلے بھی وہ ڈٹ کر کھڑا ہوا تھا مگر ہار ہوئی تھی مگر اب وہ بدلے کی آگ لیے ڈٹ کر کھڑا تھا کیا اب جیت ہو گی؟

شاہ زیب نے طیش میں آکر کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ گاڑی کی آواز پر وہ چاروں چونکے اور جب نظر سفید گاڑی پر گئی تو جہاں زایم ملک کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ آئی تھی اور زید حیران ہوا تھا وہیں شاہ زیب اور ویٹسن کا خون کھول اٹھا تھا۔ وہ بے انتہا نامناسب وقت نامناسب جگہ اور نامناسب انسان کے سامنے آچکی تھی۔

اخبار کی کرتی میں وہ بالوں کی پونی بنائے سادے چہرے میں آج بھی زایم ملک کو اپنی طرف متوجہ کر گئی تھی مگر زیادہ دیر نہ کر سکی کیونکہ اس کا چہرہ دیکھتے ہی اس کے زخم تازہ ہو چکے تھے۔

دوسری طرف سے دانیال بھی سرعت سے نکلا تھا اور دور ہی ان تینوں کے دیکھ لب کاٹتے ہوئے وہ ایک فکر مند نظر علیزے کی پشت پر ڈال گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا علیزے کی وجہ سے اب اس کی خیر نہیں ہے۔

علیزے زایم ملک کو دیکھتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی، زایم ملک بھی ایک زخمی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا، دونوں کی نظریں ملی ہوئی تھیں اور دونوں کی نظروں میں ایک دوسرے کے لیے نفرت تھی۔

"لو آگئی میں زایم ملک۔" وہ شاہ زیب اور ویٹسن کے غصیلے تاثرات کو صفائی سے نظر انداز کرتی ہوئی زایم ملک سے کچھ فاصلے پر آکر کھڑی ہوئی، ہاتھ میں اس نے چھتری سے خود کو بارش کے زور سے بچایا ہوا تھا۔

"کیا ضرورت تھی تمہیں یہاں آنے کی لیزا۔" سب سے پہلے ویٹسن بڑھا تھا اور اس کا بازو پکڑے وہ دھیمے سے غرایا تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے آنا تھا ویٹسن یہ سب مجھ سے شروع ہوا تھا اس کا اختتام بھی مجھے کرنا تھا ہیں نا زایم ملک؟" اپنا بازو چھڑاتی ہوئی وہ کچھ اور قدم مزید آگے بڑھی۔

"تم....." اسے پہلے زایم ملک خونخار نظروں سے اسے دیکھ کچھ مزید آگے قدم بڑھتے ہوئے اس کے قریب آتا شاہ زیب ان دونوں کے درمیان دیوار کی طرح حایل ہو گیا تھا اور اب علیزے اس کی پشت پر نظر نہ آنے کے برابر ہو گئ تھی۔

"دور رہ کر۔" شہادت کی انگلی اٹھا کر شاہ زیب نے چٹانوں سی سختی سے کہا تھا۔ زایم ملک کے قدم خود بخود پیچھے ہو گئے۔

"منع کیا تھا میں نے۔" وہ اب پیچھے مڑ کر علیزے کو دیکھ جبڑے بھینچے سرخ آنکھوں سے بولا تھا، علیزے کچھ پل کے لیے سہم گئ تھی اسلیے جواب نہ دے سکی اور اسی پل شاہ زیب نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائیں پیچھے دانیال کو دیکھا جو تھوک نگل کر کچھ صفائ دینے کے لیے لب کھول ہی رہا تھا جب زایم ملک کی تالیوں کی آواز پر وہ سب متوجہ ہوئے۔

"واہ علیزے انور آج بھی ویسی کی ویسی ہو وہی بہادری وہی اعتماد۔" زایم ملک اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے داد دینے والے انداز میں کہہ رہا تھا، علیزے شاہ زیب

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

کی پشت سے نکل کر سامنے آئی۔اب شاہ زیب اس کے بالکل برابر کھڑا تھا،نہ وہ آگے تھا نہ پیچھے۔

اب مساوات تھی!

"ٹھیک کہا تم نے میں نہیں بدلی ہوں اب تم خود کی فکر کرو کیونکہ جب تم شیر تھے تب تمہارے ہی علاقے میں آکر تمہیں شکست دی تھی اب تو تم کچھ نہیں ہو نا وہ زایم ملک کا نام نہ وہ پاور نہ وہ دولت تم ایک فرار ملزم ہو جو پولیس سے چھپ چھپاتا پھر رہا ہے مگر کتنی دیر یہ تم بھی جانتے ہو تم یہاں تک تو جیسے تیسے آچکے ہو مگر اب زیادہ دیر تم آزاد نہیں پھر پاؤ گے۔"علیزے نے چیخ دینے والے لہجہ میں کہا۔زایم ملک کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔

"ہاں جانتا ہوں مگر میری موت یا قید سے پہلے میں تم سے بدلہ لینا چاہتا ہوں اور یہ مت بھولو زخمی شیر زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔"وہ معنی خیزی سے بولا تھا،علیزے نے نخوت سے چہرہ پھیرنا چاہا کہ سانس بھری اور اس کو دیکھا،وہ آج بھی اتنا ہی بدصورت تھا۔

ویٹسن،زید اور دانیال بھی قریب آکر الجھ کر دیکھنے لگے،دانیال نے ایک نظر زایم ملک کے پیچھے تین گن مین پر ڈالی اور ایک نظر سنسان علاقے پر،یہاں کچھ بھی ہو سکتا تھا،اسے علیزے کو یہاں لے کر نہیں آنا چاہیے تھا۔

''کیسا بدلہ بولو کھڑی ہوں تمہارے سامنے۔'' وہ بہادری سے سینے پر ہاتھ باندھ کر بولی۔

''اس رات کا ایک ایک بدلہ۔'' وہ آگے کو جھک کر دھیرے سے بولا تھا اتنا کہ صرف علیزے کو اس کی آواز آئی تھی، اس کی گرفت چھتری پر ڈھیلی ہوئی تھی۔

یکدم منظر تبدیل ہوا تھا، اب اس کے ہاتھ میں چھتری کی جگہ واین کا گلاس تھا، قدموں میں بنجر زمین کی جگہ چمکتا ہوا فرش تھا، زایم ملک کھڑا نہیں اب بھیٹا تھا، برابر میں شاہ زیب نہیں تھا، وہ اب یہاں نہیں زایم ملک کے وسیع بیڈروم میں کھڑی تھی، بس آوازیں ایک ہی تھیں، بجلی کڑکنے کی، سرد ہواؤں کی اور زوروشور بارش کی جواب باہر اندھیری رات میں آندھی کی طرح برس رہی تھی۔

وہ کچھ سال پیچھے چلی گئ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

''اماں جان کیوں پریشان ہوتی ہے آجائے گی ماورہ افشاں نے کہا ہے نا وہ اپنے گاؤں ہی گئ ہے میں نے سمیر کو بھی بولا ہے کہ اس کے گاؤں کا پتہ کروائے۔'' مہرون نساء انیلا بخت کی بگڑتی ہوئی طبیعت کو دیکھ فکر مندی سے بولی تھیں، جب سے ماورہ غایب ہوئ

تھی اور علیزے سے ان کی بات نہ ہوئی تھی وہ بہت ہولے جارہی تھیں نہ کھانا کھارہی تھیں نہ دوائی لے رہی تھیں اور اب وہ شاہ زیب کو بلانے کی ضد کررہی تھیں۔ مہرون نساء کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ انیلا بخت کو اچانک ہو گیا ہے۔

"دلھن تم نہیں جانتی کیا ہوا ہے تم بس میرے ذوئی کو بلاؤ۔" انیلا بخت نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے اماں جان؟" مہرون نساء نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا اسی اثناء میں سمیر اندر داخل ہوا ساتھ سلماں بخت بھی جن کے تاثرات کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔

"کیا ہوا سلماں؟" مہرون نساء نے باری باری سمیر اور سلماں بخت کو دیکھ پوچھا۔

"بھابھی جان وہ...." وہ ہڑبڑا کر کہہ رہی تھی جب سمیر یکدم بولا۔

"کچھ نہیں تائی جان وہ ذرا آپ باہر آئیں گی دادی جان کو آرام کرنے دیں۔" دونوں ماں بیٹے ہی کچھ مضطرب نظر آرہے تھے، مہرون نساء سمجھ گئی کوئی بڑی پریشانی والی بات ہے جب ہی سمیر انیلا بخت کے سامنے نہیں کرنا چاہتا، اسے پہلے وہ سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر باہر جاتیں انیلا بخت سمجھ کر بول اٹھیں۔

"کیا ہوا ہے سمیر بہو بتاؤ مجھ سے نہیں چھپاؤ۔" وہ تینوں ہی چونکے۔

"کچھ نہیں اماں جان آپ آرام کریں لیلیٰ ادھر آؤ بیٹا اماں جان کو روٹی چور کر اس میں کھلاؤ ہم آتے ہیں۔" سلماں بخت نے گنگناتی ہوئی لیلیٰ کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھ جلدی سے کہا۔ وہ ان کی ہڑبڑاہٹ سے چونکی۔

"کیا ہوا چھوٹی مامی جان سب ٹھیک ہے؟" لیلیٰ نے نا سمجھی سے کمرے میں چھائے تناؤ کو دیکھ پوچھا۔

"بولو بہو کیا ہوا ہے؟" اب کی بار انیلا بخت نے سخت آواز میں پوچھا۔ ناچار سمیر کی طرف ایک نظر دیکھ سلماں بخت نے کہا۔

"اماں جان ماورہ گاؤں نہیں گئی ہے سمیر نے پتا کروایا وہ وہاں نہیں ہے اور جس چاچی کا کہا تھا وہ تو بہت سال پہلے ہی فوت ہو چکی ہیں۔" سلماں بخت کی بات پر سب حیران رہ گئے، لیلیٰ کو بھی سارا معاملہ سمجھ میں آ گیا۔

"میں جانتی تھی مجھے پتا تھا جو کچھ ہوا اس کے بعد ماورہ اور پاگل ہو گئی ہو گی کہا تھا میں نے شاہ کو فون کر کے بلاؤ۔" انیلا بخت اچانک ہی روتے ہوئے مہرون نساء پر بھڑکیں۔

"جی...جی اماں جان آپ حوصلہ رکھیں بیٹا سمیر شاہ کو جال ملاؤ۔" سمیر نہ تو ہاں میں سر ہلا سکا نہ ناں میں، اب وہ کیسے بتاتا کہ شاہ زیب کدھر ہے؟

"افشاں نے کہا تھا ماورہ بھابھی کا تو افشاں کو بلائیں پہلے تو۔" لیلیٰ کو یاد آیا۔

"میں یہاں ہوں۔" دروازے کی دہلیز پر گبھراتی ہوئی کھڑی افشاں کو دیکھ جیسے سب ہی غصہ سے اسے گھورنے لگے۔

"یہ کیا ہے افشاں تم نے تو کہا تھا اور ہ..... "مہرون نساء سخت برہم ہوئے پوچھتیں افشاں بول پڑی۔

"گستاخی معاف بی بی جی لیکن ابھی مجھے اسے بھی اہم بات بتانی ہے۔" سب الجھ کر اسے دیکھنے لگے۔

"چھوٹے بابا شیلا ملازمہ نہیں جاسوس ہے اس کو پکڑیے۔" وہ تیزی سے سمیر سے بولی اس پل کسی کو کچھ سمجھ نہ آیا مگر جب افشاں نے مزید ساری کہانی سب سچ بتایا۔ سب ششدرہ رہ گئے اور انیلا بخت تو جیسے کچھ بولنے کہنے کے قابل نہ رہیں۔

"اماں جان سنبھالیے خود کو۔" سلماں بخت ان کی طرف بڑھیں جو اٹھ رہی تھی لڑکھڑائیں۔

"چلو افشاں۔" سمیر سرعت سے افشاں کے ساتھ باہر نکل گیا۔

"یااللہ یہ کیا ہو رہا ہے اور ہ اتنی حسد کرنے لگی تھی علیزے سے اور ہمیں معلوم ہی نہیں ہوا۔" سلماں بخت انیلا بخت کو تھامتی ہوئی بے یقینی سے بولیں۔

"میں نے ماورہ کا ایک جنونی رخ دیکھا تھا مگر میں سمجھی وہ کچھ دن شاہستہ کے ساتھ شہر جائے گی ٹھیک ہو جائے گی مگر وہ ٹھیک نہیں ہوئی میں اتنی لاپرواہ کیسے ہو گئی مجھے دیکھنا چاہیے تھا۔" مہرون نساء سر پر ہاتھ رکھتی بھیٹتی چلی گئیں۔

"یہ سب میری غلطی ہے دلھن میں نے سوچا تھا کہ شاہ عدل سے رکھے گا دونوں کو مگر میں بھول گئی یہ پرانا دور نہیں ہے جہاں سوکن ایک دوسرے کی بہن بن کر رہے ماورہ نے مجھے بہت دکھ دیا ہے بہت۔" انیلا بخت غم زدہ لہجہ میں کہہ رہی تھیں۔

"لیکن یہ افشاں کیا کہہ کر گئی ہے آخر کس نے ماورہ بھابھی کو بلایا ہے اور یہ شیلا کیسے ہماری حویلی رہ رہی تھی؟" لیلیٰ ابھی بھی وہی الجھی تھی۔

"یہ تو میری غلطی ہے مجھے ایسی بنا چھان بین کیے اپنے میکے سے ملازمہ نہیں بلانی چاہیے تھی مجھے لگا میری اپنی ملازمہ ہے چھان بین کی ضرورت نہیں مگر...." سلماں بخت افسوس سے کہنے لگیں۔

"جا کر دیکھو تم لوگ کیا ہو رہا ہے باہر اور شاہ کو فون ملا کر ادھر بلاؤ۔" انیلا بخت کی طبیعت بگڑتی جا رہی تھی۔

"جی فون کرتی ہوں۔" مہرون نساء ہڑ بڑا کر باہر نکلیں۔

"جی میں ماموں جان کو بھی بلاتی ہوں۔" لیلیٰ بھی جلدی سے کہہ کر باہر بھاگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

باہر بجلی ایک بار پھر کڑکی تھی، علیزے کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے زایم ملک کے ہاتھ کچھ لرزے تھے، نشہ جیسے سر چڑھنے لگا تھا، نشیلی آنکھیں اٹھا کر علیزے کو دیکھا۔وہ مسکراتے ہوئے ادا سے اس کے برابر کچھ فاصلے پر بھیٹ گیٔ، لبوں سے گلاس لگاتے ہوئے زایم ملک کے ماتھے پر بل کا جال نمودار ہوا تھا،اسے یہ تھوڑا فاصلہ بھی ناپسند گزرا تھا۔

"تم نے کہا تھامیں الگ ہوں تم نے میرا ہزاروں میں انتخاب کیا ہے یہ میری خوش نصیبی ہے۔" مگر اگلے ہی پل جب وہ کھسک کر قریب آئی اور بے مقصد اس کے کوٹ کے بٹن پر انگلی پھیرتی ہوئی رومانوی انداز میں بولی۔زایم ملک کے بل غایب ہوگ ئے تھے۔

"ہاں ہو نا تم سب سے الگ منفرد میری پسند۔" اس کا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگاتے زایم ملک کا لہجہ مخمور تھا،علیزے نے جیسے خود پر ضبط کیا تھا۔

"تم نے آج تک کتنا کچھ کیا ہے اس مقام ہر تم کتنی محنت سے پہنچے ہو کیا تم مجھے بتاؤ گے آخر اس سب کامیابی کا کیا راز ہے۔" وہ اصل مدعے پر آچکی تھی جب ہی دوسری

جانب ویکینڈ اور عدیب چونکندہ ہو چکے تھے اور ویکینڈ نے اپنے فون میں رویکارڈنگ بٹن کو ایک بار پھر نوٹیکیشن بار میں دیکھا جو پہلے سے ہی کھلا ہوا تھا، سب تیاری تھی اب بس زایم ملک کو اپنے گناہوں کو اپنی زبان سے بیان کرنا تھا۔

"میری کامیابی؟" زایم ملک دوسرے ہاتھوں سے واین کا گلاس لبوں سے لگاتا ہوا استہزائیہ لہجہ میں بڑبڑایا اور پھر علیزے کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا، علیزے نے ان "گہری نظروں" کا مطلب کچھ اور اخذ کیا تھا اور یہی اس کی بھول ہوئی تھی۔

ویکینڈ اور عدیب کو صرف آواز آرہی تھی باقی نظر سامنے پینٹ ہوئی خالی دروازے کے برابر دیوار آرہی تھی۔

"کہاں جارہے ہو بولو نا۔" وہ اٹھنے لگا تھا مگر علیزے نے اس کے شانے پر سر رکھ اس کی کوشش ناکام کردی تھی، علیزے کو کسی بھی طرح اس کے منہ سے خود اس کے تمام جرایم اگلوانے تھے۔

"بتاتا ہوں ڈیر بتاتا ہوں۔" وہ ایک ہی گھونٹ میں بقیہ شراب ہلک میں انڈیل گیا اور پھر گلاس نیچے رکھتے ہوئے وہ پورا کا پورا علیزے کی طرف متوجہ ہوا، علیزے جلدی سے سیدھی ہو گئی اور عجلت سے اس کے کچھ کہنے کا انتظار کرنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Article|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"لیکن اسے پہلے مجھے اپنی تشنگی مٹانی ہے۔" وہ بھاری آواز میں کہتا ہوا اپنی ساری توجہ علیزے کے سرخ لپسٹک سے لدے ہونٹوں پر مذبول کر گیا اور ادھر ہی علیزے کی جان پر بن آئی، وہ اس کا ارادہ بھانپتی نا محسوس انداز میں پیچھے ہوئی، ایک مضطرب سا یا تھا جو اس کے چہرے پر آکر گزرا تھا جو زایم ملک کی آنکھوں سے نہ چھپا تھا اور ایک پر اسرار مسکراہٹ زایم ملک کے ہونٹوں پر آئی جس کو علیزے نے زیادہ توجہ نہ دی۔

"نہیں پہلے تم مجھے اپنی چمکتی دھمکتی کامیابی شہرت دولت کا راز بتاؤ مجھے جاننا ہے کتنی پاور ہے تمہارے پاس کیا کچھ کرتے ہو تم اسے میرا جسم ہی نہیں میرا دل بھی تمہارے مزید قریب آئے گا۔" وہ اپنے تاثرات کو سنبھالتی ہوئی اپنے لہجہ میں جتنا اشتیاق بھر سکتی تھی بھر کر بولی۔

"آہاں ایسے نہیں میری جان پہلے مجھے اس حسن کا خراج تو دینے دو۔" وہ دلچسپی سے اس ہی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھتا ہوا انگھوٹے سے اس رخسار کو چھوتا ہوا معنی خیز لہجہ میں بولا۔ علیزے کو اپنے اندر کرنٹ سا محسوس ہوا۔

"سمتھنگ از سسپیشز۔" ویکینڈ نے زایم ملک کے لہجہ پر غور کیے کہا تھا، عدیب نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا پھر واپس سکرین کو جہاں اب کھڑکی نظر آرہی تھی کیونکہ علیزے کا رخ اور زایم ملک کی پشت اب کھڑکی کی جانب تھی۔

"یہ رات کی شروعات تب تک نہیں ہو گی جب تک تم اپنے ذات کے تمام پہلوؤں کو میرے سامنے کھول کر نہیں رکھ دیتے۔" علیزے نے مزید پیچھے کھسکتے ہوئے حلق کو تر کیے ہوئے اٹل لہجہ میں کہا۔

"ریلی لیکن ایسی تو کوئی ڈیل نہیں ہوئی تھی کہ میں تمہیں اپنی ذاتی پہلوؤں سے آگاہ کروں کیا ہوئی تھی مجھے یاد کیوں نہیں پڑتا؟" وہ یکدم سوچنے والے انداز میں تھوڑی کجھاتے ہوئے بولا اور اگلے ہی پل علیزے کو سمبھلنے کا موقع نہ ملا جب اس نے بازو سے دبوچتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا۔

"بس بہت ہو گیا ناٹک جلدی وہ کرو جو کرنے آئی ہو میرے پاس مزید کوئی فالتو وقت نہیں ہے۔" وہ اس کے بالوں کو پونی سے بے دردی سے آزاد کرتا ہوا وحشی انداز میں بولتا ہوا اس کے متوحش چہرے کو دیکھنے لگا جبکہ علیزے کی سانس اٹک گئی تھی، وہ پوری اس کی گرفت میں آچکی تھی۔

عدیب اور ویکینڈ بے چین ہوئے تھے۔

"نہی... نہیں ہمارے پاس پوری رات پڑی ہے۔" اس کا اعتماد اڑن چھو ہو رہا تھا، وہ درندہ اس پر قابض ہو رہا تھا۔

"اچھا ریلی؟" زایم ملک اپنا چہرہ اس کے بے حد نزدیق لایا اور اس کی نظریں علیزے کے حسین تھیکے نقوش پر متواتر چلنے لگیں، علیزے کے چہرے پر بدم گھری زردی آگئ، لاشعوری طور پر وہ دانتوں سے لب دبا گئ۔

"دیکھو......." ایک باریک آواز آئ اور "نو کنیکشن" سکرین پر آنے لگا، ویکینڈ اور عدیب جو توجہ سے زایم ملک اور علیزے کو سن رہے تھے اچانک ہی سکرین کو بلیک آؤٹ ہوتے ہوئے دیکھ چونک گ ئے تھے۔

"یہ... یہ کیا ہوا؟" عدیب نے چلاتے ہوئے استفسار کیا۔

"پت... پتہ نہیں ابھی تو آ رہا تھا۔" ویکینڈ تیزی سے چیک کرنے لگا، عدیب نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور ایک نظر باہر برستی بارش کو جس نے اور زور پکڑ لیا تھا۔

"کنیکشن کیسے کٹ سکتا ہے؟" ویکینڈ نا سمجھی سے بڑبڑایا تھا اور پھر واکی ٹاکی قریب کر کے دوسری طرف کچھ کہنے لگا، عدیب نے جارحانہ انداز میں ٹیب کو چھینا اور تیزی سے انگلیاں چلاتے ہوئے دیکھنے لگا مگر "نو کنیکشن" سکرین پر جیسے چپک گیا تھا۔

"اوہ گاڈ۔" ان دونوں کے ہی اعصاب پر بم پھٹا تھا، وہ برق رفتاری سے دروازہ کھول اترے تھے، شاید کچھ غلط ہو گیا تھا جو نہیں ہونا چاہیے

تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"یہ.... یہ... می... میں... "علیزے کی سانس اپر کی اپر اور نیچے کی نیچے ہو کر رہ گئی، وہ حیرت واستجاب انگیز کھڑی زایم ملک کے ہاتھ میں وہ چھوٹی سا کیمرہ دیکھ رہی تھی جو اس کے بٹن پر لگا تھا اور جس کی وجہ سے ہی دوسری جانب ویکینڈ اور عدیب اندر کا منظر دیکھ پا رہے تھے مگر اچانک ہی زایم ملک جو اس کے قریب چہرہ کیے اپنی گرم سانسیں اس کے چہرے پر محسوس کروا رہا تھا یکدم ہی ہاتھ اس کے بٹن تک لے جاتے ہوئے ایک جھٹکے سے اس نے وہ چھوٹا سا تار والا کیمرہ اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا اور اسے جڑے دو تار جدا کر دیے تھے۔

"تمہیں کیا لگا علیزے انور میں احمق ہوں جسے تم بے وقوف آرام سے بنا جاؤ گی الن ہو تم زایم ملک نام ہے میرا تمہیں کیسے لگا کہ تم میری ناک کے نیچے سے یہ سب کر کے نکل جاؤ گی اور مجھے بھنک بھی نہیں پڑے گی۔" وہ ایک جھٹکے سے کیمرہ دور اچھال کر اس کا بازو دبوچے خود سے قریب کرتے ہوئے غرایا تھا، سرخ آنکھوں سے وہ علیزے کے صبیح چہرے کو دیکھ اس وقت بے حد طیش کے عالم میں تھا، علیزے اس لمحے کچھ بول نہ سکی تھی، یہ سب بے حد غیر متوقع تھا، زایم ملک سب جانتا تھا؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"مجھے تو اس وقت ہی شک ہو گیا تھا جب تم نے خود سامنے سے کال کر کے آج کی رات طے کی تھی۔"علیزے ہراساں نظروں سے اسے دیکھے گئ جو دانت پر دانت جمائے کہہ رہا تھا۔

"اور یہ شک یقین میں تب بدلا جب تم نے چیکنگ کروانے سے انکار کیا اور مجھے بے وقوف سمجھنے کی بھول کی۔" بازو پر گرفت اور مضبوط ہو گئ تھی، علیزے کو اس کی انگلیاں اپنے بازو میں دھنستی محسوس ہوئ مگر وہ مزاحمت کرنے کی حالت میں ہر گز نہ تھی۔

"تمہیں کیا لگا تم زایم ملک کو اپنے فلمی جال میں پھنسا لو گی اور وہ پھنس جائے گا نہیں علیزے انور نہیں اب تم آ تو گئ ہو مگر جا نہیں پاؤ گی آج میں تمہارا وہ حشر کرونگا کہ تم ساری زندگی زایم ملک کا نام سن کر بھی کانپو گی۔" وہ ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑ غرایا تھا، علیزے اندر تک کانپ اٹھی تھی، یہ سب بہت اچانک ہوا تھا، وہ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی، لمحے میں جیسے پوری بازی پلٹ چکی تھی، وہ ہو گیا تھا جس کا ڈر تھا، جو خطرہ تھا وہ اب خطرہ نہیں رہا تھا حقیقت بن چکا تھا، وہ متحیر اسے دیکھے گئ، فرار کا راستہ اب ممکن نہیں تھا، علیزے کے پاؤں خود بخود پیچھے ہوتے گ ئے اور پھر وہ یکدم ہی الٹے پاؤں دروازے تک بھاگی مگر یہ کیا....اس نے ہینڈل کو کھولنے کی

کوشش کی، ایک.... دو..... تین مگر دروازہ جام تھا، جاندار قہقہوں کی آواز فضا میں گونجی تو اس نے تحیر نظروں سے پلٹ کر دیکھا زایم ملک جیبوں میں ہاتھ ڈالے معنی خیزی سے ہنستے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ شیرنی بلی کیسے بن گئی وہ اعتماد وہ بہادری وہ آنکھ سے آنکھ ملا کر ادائیں دکھانا کہاں غایب ہو گیا؟" وہ مصنوعی حیرانی سے کہتا ہوا اس کے قریب آنے لگا، علیزے دروازے سے چپک کر کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہوا علیزے ایسا کیا ہوا کیوں ڈر رہی ہو تم تو میری ہو نا۔"

"کوئی ہے کھولو۔" زایم ملک اس وقت کسی سایکو سے کم نہیں لگ رہا تھا وہ ہنستے ہنستے بولتے دکھی ہو کر بول رہا تھا تو کبھی حیرانگی سے کہتا خود ہی چونک رہا تھا، علیزے نے تھوک نگلتے مدد کے لیے باہر کسی کو پکارا۔

"یہ میری سلطنت ہے علیزے انور یہاں تمہیں بچانے کوئی نہیں آئے گا نہ ہی آسکتا ہے مگر چلانا چاہتی ہو تو چلاؤ اور اونچا چلاؤ تاکہ تمہاری ڈرتی ہوئی کانپتی آواز سے زایم ملک کی سلطنت کی دیواریں لرز جائیں اور چھت آن گرے شاید تب ہی تمھیں مجھ سے نجات مل سکتی ہے۔" وہ خباثت سے جانے کیا بولے جا رہا تھا، علیزے نے اس کی باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے ادھر ادھر نظریں گھمانا شروع کر دی، اسے کھڑی کھلی

دکھی تھی، یعنی عدیب اور ویکینڈ اسے بچانے آ سکتے تھے، ہاں کنیکشن تو ختم ہو گیا ہو گا وہ لوگ ضرور چوکندہ ہو گئے ہوں گے، علیزے کو تھوڑی ڈھارس ملی تھی۔

"دی... دیکھو زایم ملک دیک... دیکھو تم اچھا نہیں کر رہے تم... تم ایک گناہ گار ہو مجرم ہو تم نے کتنی لڑکیوں کی زندگی کو جہنم بنایا ہے اور بنایا ہوا ہے تمہاری کالے دھندے کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہے اسلیے بہتر ہے کہ تم خود کو سرینڈر کر دو۔" وہ انگلی اٹھا کر بول تو اسے رہی تھی لیکن نظریں مسلسل کھڑکی پر تھیں، شاید وہ اسے باتوں میں لگا کر اس کا دھیان بٹھا رہی تھی مگر وہ بھول گئی تھی سامنے زایم ملک کھڑا تھا، وہ یہ پینترا ابھی اس کا سمجھ چکا تھا جب ہی کمینگی سے مسکراتے ہوئے وہ اور قریب آیا۔

"اگر اتنی جان کاری ہے میرے بارے میں تو بے وقوف کیوں سمجھ رہی ہو مجھے اب تک ہاں یہ سب میرے ہی دھندھے ہیں ہاں میں نے اتنے جرایم کیے ہیں جس کی کوئی حد نہیں ہے میں نے اتنا کچھ کیا ہے جہاں تمہاری سوچ بھی نہیں جا سکتی تو کیا لگتا ہے تمہیں اتنا عقل مند ماسٹر مائنڈ شخص اس وقت تمہاری ایک اور کمزور سی کوشش کامیاب ہونے دے گا نہیں بالکل نہیں۔" علیزے کی کنگ ہو گئی، وہ بولتا ہوا اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ ختم کیے ایک جھٹکے سے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ بیڈ کی جانب لے جانے لگا تھا۔

"چھوڑو مجھے جنگلی انسان چھوڑو یو باسٹرڈ۔" وہ پوری قوت سے اپنا بازو چڑھانے کی جدوجہد میں تھی مگر وہ خباثت سے ہنستا ہوا اسے ایک جھٹکے میں بیڈ پر گرا چکا تھا اور اس کی دونوں کلائی پکڑے اس پر جھکتا ہوا اپنا چہرہ اس کے چہرے کے بے حد قریب لا چکا تھا۔

"اب میں بتاؤں گا کہ زایم ملک کس حد تک گر سکتا ہے آج یہاں آنے کی تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے علیزے انور آج تمہیں اپنی عزت کے ساتھ ساتھ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا کیونکہ آج میں تمہیں جہنم کی سیر کرواؤں گا۔" اس کی گرم سانسیں جیسے اپنے چہرے پر لو تھڑے کی طرح محسوس ہو رہی تھیں۔ علیزے کی ساری مزاحمتوں کا کچھ فایدہ نہیں ہو رہا تھا، وہ بے بس ہو چکی تھی اور وہ سفاکی کی ساری حدوں کو چھوتا ہوا اپنا چہرہ اس کی گردن پر رکھ چکا تھا، علیزے کی آنکھوں سے کھولتے ہوئے آنسو باہر آنے کے لیے بے تاب ہونے لگے تھے لیکن وہ ابھی بھی ہمت نہیں ہارنا چاہتی تھی کیونکہ اگر آج ابھی اس نے ہمت ہار لی تو آج کی طوفانی رات کو نہ صرف اس کی عزت جائے بلکہ کتنی اور لڑکیوں کی عزت جانے کا یہ ہیبت ناک سلسلہ جاری رہی گا، ان مظلموں کو انصاف کبھی نہیں ملے گا، اگر آج یہ درندہ کامیاب ہو گیا تو اسے پھر کوئی کبھی نہیں ہرا سکے گا، اس وقت اس لمحہ علیزے صرف اپنا نہیں لاکھوں

زندگیوں کے ساتھ بے رحمی سے کیے گئے ظلم کا بدلہ لینے کا موقع جانے نہیں دینے چاہتی تھی۔

"واٹ دا..... "وہ اپنی ساری قوت لگا کر اس کو دھکا دے گئی تھی جو مدہوشی سے اس کی کلائی پر اپنی گرفت کمزور کرتا ہوا اپنے لب اس کی گردن پر رکھا ہوا تھا یکدم حملے کو تاب میں نہ لاتے ہوئے ذرا سا پیچھے ہو گیا۔

"آہ..... "علیزے نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اگلے ہی لمحے زایم ملک نے سرخ انگار آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کیا اور علیزے کا سر ایک جانب لڑکھڑایا اور ہونٹ پھٹ گیا۔

"تیری اب تک اکڑ نہیں نکلی تجھے تو آج مجھ سے تیرا خدا بھی نہیں بچا سکتا۔" وہ طیش میں آکر اس کی شرٹ کو کندھے سے ایک جھٹکے سے پھاڑتا ہوا بولا تھا، علیزے نے چونکتے ہوئے اپنے گال پر ہاتھ رکھ اسے دیکھا۔

"تجھے تو آج تیرا خدا بھی نہیں بچا سکتا۔" مزاحمتیں جیسے ترک ہو چکی تھیں، وہ پھر سے اس پر قابض ہو چکا تھا، علیزے کے اندر جیسے چھن کر کچھ ٹوٹا تھا، کیا واقعی؟ آج وہ ایک لڑکی تھی اسیلیے بے بس ہو چکی تھی کیا واقعی اللہ نے عورت کو مردوں کمزور بنا کر مردوں کو چھوٹ دی ہے؟ کیا واقعی مرد حاکم ہے یہ جملہ مردوں کی حدوں کو ختم

کر دیتا ہے ؟اس نے بے جان پڑتے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور اپنے اپر لدے زایم ملک کو اس کا دماغ جیسے سن ہونے لگا۔

اسے اس وقت محسوس ہوا کہ وہ ان تمام لڑکیوں کی فہرست میں شامل ہو جائے گی جو ہر گھنٹہ اس درندگی کا شکار ہوتی ہیں، وہ ان تمام لڑکیوں میں ایک اور لڑکی شامل ہو جائے گی جس پر مرد نے اپنی ہوس نکال کر خود کو تسکین دے دی، وہ ان تمام لڑکیوں میں شامل ہو جائے گی جو مرد کی ہوس کا نشانہ بن کر معاشرے کے لیے "ناپاک" ہو گیں، وہ ان تمام لڑکیوں کی فہرست میں شامل ہو جائے گی جو محض ایک عورت ہے، بچی جوان، بوڑھی، قبر میں مردہ، پیدا ہوئی، برقع میں، اسکرٹ میں اسے کوئی فرق نہیں پڑتا، درندے تو کسی کو کہیں بھی نہیں چھوڑتے، اسی معاشرے میں ہم سب کے درمیان رہنے والے جو کبھی کبھی تو اپنی سگی ماں بہن بیٹی کو بھی نہیں چھوڑتے، وہ آج ہر وہ احساس محسوس کر رہی تھی جو اس جہنم سے گزرنے والی یا والا کرتا ہو گا۔

وہ جیسے چیخ کر کہنا چاہتی تھی، دیکھو یہ میرے اپر قابض ہے، دیکھو میں کچھ نہیں بگاڑ سکتی، دیکھو یہ زبردستی ہے دیکھو نا پھر کیوں قصوروار ہمیں ٹھہرایا جاتا ہے کیوں غلطی ہم میں ہی نکالی جاتی ہے کیوں ؟

"یہ... یہ ہے تم عورتوں کی اوقات کمزور لاغر مردوں پر انحصار کیا کہا تھا ہاں پھول مسل بھی دو تو خوشبو نہیں جاتی.... "وہ اس کے کان کے بے حد قریب سیسہ انڈیل رہا تھا۔

شاید اللہ کی ناانصافی ہے، ہاں اللہ کی ہی ناانصافی کیونکہ اگر وہ انصاف کرنے پر اتر آئے تو وہ معجزہ کر دیتا ہے تو کیا آج اللہ جس کے بھروسے وہ خود چل کر درندے کے پاس آئی تھی وہ اسے بے آسرا چھوڑ دے گا؟ کیا وہ موت سے پہلے اسے موت دے دے گا؟ کیا وہ صرف اسے ہی نہیں بلکہ جن جن کا وہ انصاف لینے آئی تھی ان سب کو ایسی چھوڑ دے گا؟

علیزے نے اذیت سے آنکھیں میچیں، زایم ملک اس کا دوسرے کاندھے سے بھی شرٹ پھاڑ چکا تھا، علیزے نے جیسے شدت سے دل میں اللہ کو پکارا تھا۔

"آج تجھے بتاتا ہوں زایم ملک کون ہے۔" وہ اس کی تھوڑی دبوچے اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا غراتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر جھکنے لگا تھا، علیزے نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور اپنا چہرہ پھیر لیا اور تب ہی اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر گئی اور یکدم ہی کانوں میں اپنی ہی آواز گونجی۔

"نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتۡحٌ قَرِیۡبٌ۔" علیزے کے خون رستے لب ہلے تھے۔

اللہ کی مدد قریب ہے بے شک.... وہ انصاف ضرور کرتا ہے یہاں نہیں تو اس جہاں مگر ایک ایک کا حساب ہے اس کے پاس، اگر ایسے درندوں کو یہاں آزادی ملی ہوئی ہے تو وہاں بد تر سے بد ترین سزا ہے، انتظار صرف قیامت کا ہے۔

انتظار صرف قیامت کا ہے لیکن کیا اسے اس وقت انتظار قیامت کا کرنا چاہیے؟ کیا وہ اس وقت کچھ کر سکتی ہے؟

ہاں وہ کر سکتی ہے اگر وہ کر سکتی ہے تو وہ کرے گی۔

اللہ نے اسے اس پل تاریک غار میں بے حد دور کئی سے آتی ہوئی مبہوم روشنی دکھائی تھی اور اس باریک سی کرن تک پہنچنا اسے تھا۔

معجزے دنیا میں نہیں ہوتے، ہوتے ہیں تو بہت کم... مگر ہر بار ہر کسی کو کسی بڑے معجزے کی امید کی جگہ محض چھوٹی سی کرن تھوڑی روشنی ہی مانگ لینی چاہیے کیونکہ یہ تھوڑی روشنی ہی اجالا بنتی ہے۔

اللہ ڈائریکٹ مدد نہیں کرتا کبھی وہ وسیلہ بناتا ہے اور اس وقت یہ ایک حرام نشہ یہ کانچ کے گلاس میں شراب اسے اللہ کا وسیلہ محسوس ہوا تھا، یعنی اللہ نے اسے روشنی دکھادی تھی اب اسے اس تھوری روشنی کو پورے اجالے میں خود بدلنا تھا اور اس کے لیے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

قوت چاہیے تھی، جسم کی نہیں دماغ کی، علیزے کا معاف دماغ نے حرکت کرنا شروع کر دی تھی۔

"پولیس۔" وہ یکدم چلائی تھی اور زایم ملک جو اب پیٹ کے حصہ سے اس کی شرٹ پھاڑ رہا تھا خاموش علیزے کو یکدم چلاتے ہوئے دیکھ ہڑبڑا کر پلٹ کر دیکھا اور اسی کا فایدہ علیزے نے اٹھایا تھا۔

تیزی سے پیچھے کھسکتے ہوئے اس نے واین کا گلاس مضبوطی سے تھام کر ٹیبل پر اسے مار ٹکرا کیا اور تیزی سے جیسی زایم ملک نے گردن پلٹ اسے دیکھا اس نے اس کے چہرے پر کٹ مار دیا، وہ تکلیف سے کراہ کر پیچھے ہوا اور علیزے بکھرتے ہوئے حال سے لڑکھڑا کر بیڈ سے اتر کر کھڑی ہوئی۔

"زایم ملک تم نے ایک بار پھر عورت کو کمزور سمجھنے کی بھول کی ہے۔" ہاتھ میں شیشے کا نوکیلہ ٹکرا مضبوطی سے پکڑے وہ سرخ چہرہ لیے بازو سے ہونٹوں کا خون صاف کرتی ہوئی بکھرے بال بکھرے حلیے میں بولی نہیں دھاڑی تھی، بھوکی شیرنی کی طرح وہ زایم ملک کی تزلیل سے بھری سرخ آنکھوں میں دیکھ، زایم ملک نے اٹھتے ہوئے کافی حیرانی سے اپنے چہرے کو چھونے کی کوشش کی مگر کراہ اٹھا، جلن بے حد ہوئی، خون کی بوندیں بھی صاف ستھرے فرش کو گندا کر گئیں۔

"تجھے تو میں.... "زایم ملک ایک ہی سانس میں اسے ساری کی ساری گالیاں دیتے ہوئے جارحانہ انداز میں اس کی طرف لپکا مگر علیزے اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔

"تم چاہتے ہو تمہارے چہرے کا میں حشر نشر بگاڑ دوں۔" وہ بپھری ناگن کی طرح پھنکاری تھی، وہ یکدم ہی رک گیا اور قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھا اور پھر دیکھتے چلا گیا، علیزے کچھ الجھی، گرفت شیشے کے نوکیلے حصہ پر ڈھیلی ہوئی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو جاؤ جا کر یہ دروازہ کھولو میں نے کہا دروازہ کھولو۔" وہ چیخی تھی، مگر وہ یک ٹک اب بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھتا چلا گیا۔

"علیزے بی بی تم جانتی ہو ابھی کچھ دن پہلے میرے بندوں کی قید میں کچھ تمہاری جیسی سو کالڈ بہادر لڑکی آئی تھی بیچاری نے اغوا ہونے کے بعد ہر کوشش کی تھی خود کو اور باقی سب لڑکیوں کو چھڑوانے کی اس نے بھی اسی طرح مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی جب میں اس کا حسن دیکھنے اس کے پاس گیا تھا۔" وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اپنی جگہ کھڑا بولنے لگا تھا، علیزے الجھ گئی۔

"جانتی ہو وہ بھی یہ ڈایلاگ بازی کر رہی تھی یہ مضبوط عورت مرد کے برابر ہے اب یہ وہ لیکن پھر پتہ ہے میں نے کیا کیا۔" وہ نامحسوس انداز میں اس کے قریب آنے

لگا، علیزے کی آنکھوں سے اس لڑکی کا سوچتے ہوئے آنسوں تیزی سے نکلنے لگے، یہ کمزور لمحہ تھا، گرفت کچھ اور ڈھیلی ہوئی، چہرے کے زاویے دکھی ہوتے گئے۔

"ک... کیا کیا؟" جانتی تھی پھر بھی ایک امید کے واسطے اس نے پوچھا شاید وہ مساوات پر لڑنے والی بہادر لڑکی کے ساتھ وہ نہ ہوا ہو جس کی وہ توقع زایم ملک سے کر سکتی ہے۔

"میں نے اس کے ساتھ وہ سب کیا جو تمہارے ساتھ کیا پھر میں نے اس کو زندہ جلایا اور جانتی ہو ان سب لڑکیوں کے سامنے جلایا جن کو وہ بچانا چاہتی تھی اور جن کو وہ میری قید سے نکلنے کے لیے ہمت دلا رہی تھی ان سب کی آنکھوں نے اسے زندہ جلتے دیکھا تھا۔" دھک۔ یہ توقع؟ یہ توقع وہ کسی جانور سے بھی شاید نہیں کر سکتی تھی، گرفت مکمل ڈھیلی ہو گئی، وہ نوکیلہ حصہ ہاتھ سے کب چھوٹ گرا، معلوم نہ پڑا۔ علیزے بھیٹتی چلی گئی، آنکھوں کے سامنے جیسے وہ لڑکی جلتی ہوئی نظر آنے لگی۔

"یہ انجام ہوتا ہے ان کا جو بکواس کرتی ہیں زایم ملک کی قید سے نکلنا چاہتی ہے۔" وہ گھٹنوں کے بل اس کے قریب بھیٹا اور اس کا چہرہ قریب سے دیکھتے ہوئے بولا، علیزے نے غایب دماغی سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اس وقت درندہ کو بھی پیچھے چھوڑ چکا تھا۔

"تم خود کو خدا سمجھ رہے ہو زایم ملک لیکن ایک بات یاد رکھنا اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے اور یہ لاٹھی ایسی تمہیں پڑے گی کہ اب تک جتنے تم نے ظلم کیے ہیں ناوہ سب ظلم تمہیں.... تمہیں ای....ایک کر کے بھاری پڑیں گے۔" وہ دھیمے سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہہ رہی تھی، زایم ملک کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"لیکن اسے پہلے تمہیں تو میں اب سیدھا جنت پہنچا دوں کیونکہ یہ جہنم جہنم کا کھیل بہت گیا سیدھا جنت میں جاؤ مر کر۔" آخری دو لفظ نہایت آہستگی سے کہے تھے، اسے پہلے علیزے کچھ سمجھ پاتی کہ زایم ملک نے جھٹکے سے اس کے بال دبوچے، علیزے کی فلک شگاف چیخ گونجی۔

"کوئی آخری خواہش؟" مسکراتے ہوئے کہتے اس نے وہی شیشے کا نوکیلا حصہ اٹھایا اور اس کے گلے پر اس طرح رکھا کہ خون کی بوندیں ابھرنے لگیں۔ اب وہ کسی وقت بھی اس کی سانسیں چھین سکتا تھا۔

علیزے نے آنکھیں بند کر لیں۔ اب کچھ نہیں رہ گیا تھا، کچھ نہیں!

لیکن کیا وہ نہیں جانتی تھی سانسیں چھیننے کا اختیار اقتدارِ اعلیٰ کو ہے، اس کو جس کے حکم پر ہی جسم سے روح کھینچ لی جاتی ہے اور مردہ جسم میں روح پھونک دی جاتی ہے۔

انصاف ہوگا اسی دنیا میں ہوگا، یہ اس نے طے کیا تھا اور بھلا کس کی اوقات ہے اس کے حکم پر انکار کرنے کی؟

☆☆☆☆☆☆☆

رم جھم بارش کی پھوار پڑ رہی تھی۔ آسمان کو گہرے سیاہ بادلوں نے گھیرے میں لیا ہوا تھا، کہیں کہیں روئی کے سفید گالوں جیسے بادل بھی ان گدلے بادلوں میں اپنی جگہ بنائے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی خوشگوار ماحول مسحور کن کیے ہوئے تھی۔ ہر کوئی موسم انجوائے کرنے باہر نکلا ہوا تھا، شہر سے دور گاؤں میں اس وقت دوپہر کے دس بجنے کے قریب تھے، بارش کا سلسلہ کبھی جاری کبھی کم تھا، گاؤں میں بھی پھوار پڑ رہی تھی، بخت حویلی باہر سے جتنی سکون میں دکھ رہی تھی اندر سے ہرگز نہیں تھی، افشاں نے آکر بتایا تھا کہ سمیر شیلا کو لے کر کہی گیا ہے شاید پوچھ گچھ کرنے اور حویلی کے سب مکین ہی پریشان ہوگ ئے تھے، فرقان بخت اور دلاور بخت بھی پیغام ملنے پر آچکے تھے اور سمیر کو کال کرنے کی کوشش کی تھی مگر زینیا نے بتایا کہ وہ اس کا موبائل کمرے میں ہی رہ گیا ہے، فرقان بخت کو انیلا بخت سب بتا رہی تھی کہ کیسے ماورہ نے علیزے اور

اس کے بچہ کو شدت میں آکر مارنے کی کوشش کی ہے، آہستہ آہستہ ساری باتیں کھل کر سامنے آرہی تھیں۔

"سمیر کہاں تھے تم اور وہ شیلا کو کہاں لے کر چلے گ ئے تھے؟" حویلی میں سمیر داخل ہوا۔ وہ سب جو برآمدے میں بھیٹے تھے تیزی سے کھڑے ہو گ ئے، دلاور بخت نے آکر پریشانی سے پوچھا تھا۔

"ہاں اور موبایل بھی چھوڑ کر گ ئے تھے سب خیریت؟" فرقان بخت بھی انیلا بخت کے کمرے سے نکل کر باہر آگ ئے تھے۔

"لیلیٰ تم جاؤ نانی کو دیکھو۔" مدیحہ بخت نے اسے کہا۔ وہ سر ہلا کر ثمن کو لیتی ہوئی انیلا بخت کے کمرے میں چلی گئ۔

"وہ...." سمیر نے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی کہ زینیا آگے بڑھی۔

"وہ شیلا کہاں ہے؟"

"ہاں کہاں ہے وہ کمبخت؟" مدیحہ بخت نے غصہ سے پوچھا تھا۔

"جاسوس تھی وہ۔" وہ کہتا ہوا صوفے پر آکر بھیٹ گیا، سب بھی بھیٹ گ ئے۔

"کیا مطلب؟" مہرون نساء نے حیرانی سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یہ سب بھابھی جان آپ کی لاپرواہی کی وجہ سے ہوا ہے وہ ملازمہ تو آپ کے میکے سے بلوائی گئی تھی نا؟" مدیحہ بخت نے عمارہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے ہوئے سلماں بخت کو دیکھ کہا۔ وہ جذبذب ہو کر رہ گئیں۔

"نہیں پھوپھو جان وہ ہمارے ننھیال سے نہیں آئی تھی۔" سمیر نے کہا۔

"ہاں میں نے بھی اپنے سسرال فون کر کے پوچھا ہے ادھر سے واقعی دو ہی ملازمہ بھیجی تھیں مگر شیلا نامی ملازمہ پتا نہیں کیسے آئی اور شیلا کو تو وہ لوگ خود نہیں جانتے۔" دلاور بخت بولے تھے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ملازمہ کی ادلی بدلی کیسے ہو سکتی ہے؟" مہرون نساء سے حیرانی سے پوچھا۔

"میں بتاتا ہوں۔" سمیر نے عمارہ کا کیے پیش پانی کو منع کرتے ہوئے کہا۔ عمارہ ٹرے میز پر رکھ زینیا کے برابر بھیٹ گئی، اتنے میں افشاں بھی آ گئی اور سلماں بخت کے پیچھے کھڑی حیران پریشان سننے لگی۔

"ملازمہ کی ادلی بدلی نہیں ہوئی ہے تائی جان شیلا نے جھوٹ کہا تھا کہ وہ ہمارے ننھیال سے آئی ہے اور دادی جان کی طبیعت میں آپ سب مصروف تھے اور زنانے میں ملازمہ کی ویسی ضرورت تھی تو زیادہ تحقیقات نہیں ہو سکی اور امی جان بھی فون

کر کے پوچھ نہ سکی ورنہ بہت پہلے معلوم ہو جاتا کہ دو ملازمہ آئی ہیں یہ تیسری کا کوئی تعلق نہیں ہے۔" سلماں بخت نے پچھتاتی ہوئی نظریں جھکا لیں، کاش وہ اتنی مصروفیات میں اتنا نہ الجھتیں کہ دیکھ ہی نہیں پاتیں کہ ان کے میکے کے نام پر کوئی جاسوس ملازمہ کا بھیس بدل ان کی حویلی میں پھر رہی ہے۔

"ویسے تو ماورہ سب ملازموں کو دیکھتی ہے لیکن جیسے اماں جان نے بتایا کہ ماورہ کو کسی کی فکر نہ تھی وہ کتنے دنوں سے دنوں کیا مہینوں سے نفرت کی آگ میں جل رہی ہے۔" مہرون نساء ٹھنڈی سانس بھرتی ہوئی بولیں۔

"یہ غلطی بھی اماں جان کی تھی بھابھی جان نہ وہ علیزے کی میرے پوتے سے دوسری شادی کرواتی نہ وہ بیچاری بچی جلن حسد کا شکار ہوتی کوئی بڑا قدم اٹھاتی۔" مدیحہ بخت منہ بسور کر بولی تھی۔

"نہیں مدیحہ یہ غلطی اماں جان کی نہیں ہے اب ماورہ بخت حویلی کی بڑی بہو ہونے کے باوجود علیزے سے اتنی حسد میں شدت اختیار کر سکتی ہے اس میں کسی کا کیا قصور ہاں بس بھول ہو گئی اماں جان سے میں نے کہا بھی تھا ان کو کہ یوں ملازمہ کو اٹھا کر میرے بیٹے سے نہ باندھے لیکن دیکھو آج سب سامنے ہے وہ لڑکی شروع سے ہی شدت پسند تھی۔" فرقان بخت سنجیدگی سے برہم ہوئے تو سب خاموش ہو گئے، افشاں نے

آنکھیں میچتے ہوئے اپنی چادر کا کونہ مضبوطی سے دبوچ لیا، وہ اپنی جان سے عزیز سہیلی کے بارے میں یہ سننا نہیں چاہتی تھی مگر اس سب میں غلط ہی کیا تھا؟ سب ٹھیک ہی تو تھا، ان مہینوں میں افشاں وہ واحد شخص تھی جس نے ماورہ کی جنونیت کو شدت بھرے انداز میں اتنے نزدیق سے دیکھا تھا۔

"شاہ کو فون ملائیں بھابھی جان اس کا یہاں آنا ضروری ہے۔" دلاور بخت نے مہرون نساء سے کہا۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگیں، سمیر نے بھی چونک کر سر اٹھایا تھا۔

"وہ نہیں اٹھا رہا کال پتا نہیں کہاں ہے؟ "

"وہ نہیں اٹھائے گا۔" بے ساختہ سمیر کے منہ سے نکلا تھا، سب اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

"کیوں لالا؟" عمارہ نے الجھ کر پوچھا۔

"وہ...وہ"...

"یہ سب چھوڑو ایک بات بتاؤ وہ شیلا لڑکی جاسوسی کونسی کر رہی تھی ہماری؟" مدیحہ بخت سوچتے ہوئے یکدم بولیں۔ سب کی توجہ سمیر کی جانب سے ہٹ گئی سوائے عمارہ کے جو سمیر کے تاثرات بغور دیکھ رہی تھی اور زینیا کو اس نے اشارہ کیا تو وہ بھی سمیر کو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

دیکھنے لگی جو شاید کچھ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا مگر اسے پہلے زینیا کچھ کہتی فرقان بخت بول اٹھے۔

"ضرور ہمارے کسی دشمن کی کارستانی ہو گی سمیر تم نے اس لڑکی کا اچھے سے انتظام تو کر لیا ہے نا؟" سمیر نے سر اثبات میں ہلایا۔

"جی ابھی اس کو میں نے روکا ہوا ہے شاہ زیب آجائے ایک بار وہی فیصلہ کرے گا اس کے ساتھ کیا کرنا ہے کیونکہ جہاں تک اس سے پوچھ گچھ اور تحقیقات کیے پتا چلا ہے وہ ایک غریب گھرانے کی لڑکی ہے اور باپ کے علاج کے لیے اس نے یہ سب کیا تھا مجھے مناسب نہیں لگا ابھی اسے پولیس کے حوالے کرنا اور ہے بھی کم عمر لڑکی ذات۔"

فرقان بخت نے ہنکار بھرا۔

"مگر کون دشمن کر سکتا ہے آزان کے خاندان والوں سے دشمنی تو عمارہ کے رشتے پر ہی ختم ہو گئی۔" دلاور بخت نے سوچتے ہوئے کہا، عمارہ نے لجک سے سر جھکا لیا۔

"یہ ہمارے کسی دشمن نے نہیں کیا بابا جان۔" سمیر آخر کار بول اٹھا۔

"تو؟" سب ہی چونکے تھے۔

"یہ ہمارے نہیں بلکہ عدیب اور علیزے کے دشمن نے کیا ہے۔" افشاں بھی اس بار چونکی تھی۔

"کیا مطلب ؟"فرقان بخت نے حیرانی سے کھڑے ہوئے تو سب ان کی تقلید میں کھڑے ہو گ ئے۔

"وہ بابا جان میں نے جھوٹ کہا تھا شاہ زیب شہر میں کسی کام میں نہیں پھنسا بلکہ....."

وہ رکا۔

"بلکہ کیا؟"مہرون نساء کا ہاتھ دل پر گیا، سب ہی مضرب دکھائی دینے لگے۔

"بولو سمیر پوری بات کہو۔"سلماں بخت اسے یوں خاموش ہوتا ہوا دیکھ بگڑیں۔

"وہ امی جان دراصل....."سمیر نے سب کو دیکھا۔

"سوری شاہ زیب اب مجھے سب کچھ سامنے لانا ہو گا۔"اور پھر اس نے الف سے یہ تک سب بتادیا جس کو سن کر سب ہی سکتے میں آگ ئے تھے جس میں ویٹسن کے زندہ ہونے کی حیرانی سب سے زیادہ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"جنت بس...."وہ اس کے بالوں پر سے لب ہٹاتے ہوئے اسے خود سے الگ کیے بولا اور ساتھ اپنی بھیگی شرٹ کو ایک نظر دیکھ اپنے آنسوں اندر اتارے۔

"پا... پا... پانی۔" جنت پھر سے بے ہوش ہو چکی تھی، دھیرے سے لب ہلاتی وہ اتنی آہستگی سے بولی تھی کہ عدیب اس کے اتنے قریب ہونے کے باوجود بامشکل سن پایا تھا۔

"پانی... پانی۔" وہ تیزی سے گردن گھماتے ہوئے پانی تلاش کرنے لگا مگر پانی تو کیا کوئی اور اشیاء تک موجود نہ تھی۔

"صبر میری جان ایک منٹ۔" وہ احتیاط سے اسے واپس پلنگ پر لٹاتے ہوئے اٹھا اور متلاشی نظریں دوڑائے وہ لوہے کے دروازے تک آیا اور اسے کھولنے لگا مگر یہ کیا؟ وہ کھلا ہی نہیں، عدیب سمجھا شاید جام ہو چکا ہے، اس نے ایک نہیں دو نہیں کئی بار کھولنے کی کوشش کی، پوری قوت جمع کر کے بھی وہ کھول نہیں پایا تو اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

"اے کھولو اسے زایم ملک او ہیلو سن کھول اسے۔" وہ پوری قوت سے دروازہ بجاتا چیخ اٹھا اتنا کہ اس کے ہاتھ سرخ پڑ گئے۔

"عدی... عدیب۔" جنت کی کسمساتے جسم میں ہل چل ہوئی۔ عدیب نے چہرہ موڑ اسے دیکھا اور اب بے حد منتشر ہوتا ہوا وہ پھر سے چلا کر دروازہ کھولنے کے لیے پکارنے لگا۔

وہ وہاں سے ہٹ کر بھاگتا ہوا کھڑکی تک آیا مگر وہاں ٹھہرے ہوئے سمندر اور چھوٹی چھوٹی دور دراز کشتیوں کے علاوہ کچھ اور نظر نہ آیا۔

"یہ... میں.... "عدیب کبھی جنت کو دیکھتا تو کبھی ارد گرد اپر نیچے دیکھتے اضطراب میں آچکا تھا۔

"ہاں۔" یکدم اسے یاد آیا، اس نے جیب سے اپنا موبائل نکالا مگر یہ کیا؟ اس کا قیمیتی آئی فون بند پڑا تھا، عدیب نے کھولنے کی کوشش کی مگر وہ بھیگ چکا تھا اور شاید خراب ہو چکا تھا۔

"ڈیم اٹ۔" وہ چیخا اور واپس موبائل کو جیب میں ڈالتا جنت کے پاس آیا اور اس کا سر اپنی گود میں لیے اس کے گال تھپتھپانے لگا۔

"جنت اٹھو جنت تمہیں ہوش میں رہنا ہے ہاں ابھی پانی دیتا ہوں ہم یہاں سے نکلیں گے لینے آیا ہوں تمہیں اٹھو جنت۔" وہ سراسیمگی سے اس کا گال تھپتھپانے لگا مگر وہ بے سودھ ہو چکی تھی۔

"یا اللہ۔" وہ اس کا سر واپس پلنگ پر رکھ اٹھا اور واپس دروازے تک آیا مگر اس بار اس نے بجایا نہیں بلکہ حلق کے بل چلایا۔

"زایم ملک کے کتوں اگر تم لوگوں نے یہ دروازہ دو منٹ کے اندر اندر نہیں کھولا تو تم لوگوں کی جان لے لوں گا میں باسٹرڈ۔" وہ غصہ سے پاگل ہوتا ہوا چلایا تھا، عجیب بے بسی نے آن گھیرا تھا، ایک طرف جنت بے سودھ پڑی تھی دوسری طرف باہر جانے کیا ہو رہا ہو گا؟

دوسری جانب علیزے جو گم سم کھڑی رہ گئی تھی وہ زایم ملک کے قہقہوں کی آواز سے باہر آئی۔

"کیا ہوا علیزے انور کیا وہ تھپڑ یاد آگیا؟" زایم ملک کی آواز پر علیزے کا بے ساختہ ہاتھ اپنے گال پر گیا تھا، ہاں وہ اس تھپڑ کی جلن آج تک نہیں بھولی تھی، زندگی میں پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا گیا تھا، وہ کیسے بھول سکتی تھی؟

"تھپڑ۔" اس لفظ پر شاہ زیب کے حواس اور بیدار ہوئے تھے، اس نے چہرہ موڑے علیزے کو ناسمجھی سے دیکھا تھا اور اس کا ہاتھ اس کے گال پر دیکھ وہ کچھ ہی منٹ میں سب سمجھ گیا تھا اور یہاں.... یہاں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی برداشت جواب دے گئی تھی، اس کے چہرے کا رنگ لمحوں میں بدلا تھا، آنکھوں میں جیسے سرخی اتنی حد تک آچکی تھی کہ دیکھنے والا کنپکنپا جائے۔

"دانیال۔" ترچھی گردن کیے اس نے پیچھے کھڑے صورتِحال کا جایزہ لیتے ہوئے جب دانیال کو پکارا۔ وہ ایک پل کو چونک اٹھا، اس کی آواز جزباتوں سے بھاری تھی۔

"ج... جی... جی شاہ زیب بھائی۔" دانیال کچھ جھجھکتے ہوئے آگے بڑھا۔

"علیزے کو لے کر جاؤ۔" یہ پانچ لفظ بے حد ضبط کے باوجود جس طرح زبان سے ادا ہوئے تھے وہاں کھڑے سب نفوس ٹھٹکنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

"میں کہیں نہیں جاؤں گی۔" علیزے جیسے ہوش میں آتی نفی کر گئی تھی، شاہ زیب نے اس کو نظرانداز کیا تھا اور اب کی بار دانیال کو وہی جما کھڑا دیکھ اپنی سرخ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ تھوک نگل علیزے کی طرف بڑھا۔

زایم ملک نے دلچسپی سے سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھا اور نا محسوس انداز میں اس نے اپنے سر کو دائے بائے ہلایا جس کو دیکھ اس کے پیچھے کھڑے تین گن مین الرٹ ہو چکے تھے، انہیں اشارہ مل چکا تھا۔

"ہاں لیزا جاؤ۔" یہ ویٹسن تھا، زید نے بے چینی سے گردن گھما کر دور بحری جہاز کو دیکھا تھا، اب تک عدیب اور جنت باہر کیوں نہیں آئے تھے؟ کہی جنت کو کچھ؟ زید نے فوراً سر جھٹکا، وہ یہ سوچ نہیں سکتا نہ سوچنا چاہ سکتا تھا۔

"چلو زے۔" دانیال نے اس کا بازو پکڑا اور ایک غلط نظر زایم ملک پر ڈال جلدی سے اسے واپس گاڑی کی طرف لے جانے کی کوشش کرنے لگا۔

"نہیں دانی....." علیزے اپنا بازو چھڑوا کر کچھ قدم پیچھے ہوتی ہوئی مزاحمت کرنے لگی ہی تھی کہ شاہ زیب کو زایم ملک کی طرف بڑھتے دیکھ رک گئی، دانیال ویٹسن اور زید بھی متوجہ ہو گئے، شاہ زیب خطرناک تاثرات لیے زایم ملک کے قریب آیا تھا۔

زایم ملک کا قد شاہ زیب سے کم تھا اسیلیے اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا خیریت؟" وہ ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ لیے تمسخرانہ لہجہ میں پوچھنے لگا۔

شاہ زیب نے گردن گھما کر علیزے کو دیکھا مگر علیزے ٹھٹکی، اس نے اس کو نہیں اس کے گال کو دیکھا تھا، اسے پہلے علیزے کچھ سمجھتی شاہ زیب نے واپس چہرہ موڑا اور جبڑے بھینچتے ہوئے پوری قوت سے زایم ملک کو تمانچہ مارا کہ یکدم ہی سب سہم گئے اور زایم ملک لڑکھڑایا جس پر اس کے گارڈ نے سہارا دیا۔

"شاہ زیب۔" علیزے چلائی تھی۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی وہ سب کرنے کی جو تو نے کچھ سال پہلے میری علیزے کے ساتھ کیا تھا؟" وہ کرخت لہجہ میں دھاڑا۔ علیزے ساکت ہی تو ہو گئی تھی۔

اس کے گارڈ تیزی سے آگے بڑھے لیکن زایم ملک نے سنبھلتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا پھر اپنی ناک سے نکلتے ہوٹخون کی بوندوں کو انگلی سے چھوا اور خود کے خون کے دیکھ وہ ہنس دیا اور پھر علیزے کو دیکھا جو آنکھیں پھاڑے شاہ زیب کو جو سخت تیوری لیے تھا دیکھ رہی تھی۔ ویٹسن کے چہرے پر مسکراہٹ آگئ تھی جیسے اسے بھی اس تھپڑ پر اطمینان حاصل ہوا ہو، دانیال گھبرایا تھا جبکہ زید کی نظریں اچانک اس مین منظر سے ہٹتی ہوئی ان تین میں سے ایک گارڈ کی طرف گئیں تھیں جو جیب سے نکال کسی چیز کے بٹن دبا رہا تھا اور وہ چیز فون نہیں تھی تو پھر کیا تھی؟

"واہ علیزے انور واہ تمہاری زندگی میں ہر مرد تمہارے چاہنے والا ہی آیا ہے یہ انگریز مجنو کافی تھا جو یہ....." اور یہ ایک... دو.... تین لگاتار ایک ہی سانس میں تین اور تھپڑ زایم ملک کے گال کی زینت بن چکے تھے۔

"شاہ....." علیزے کے ہاتھ منہ پر چلا گیا تھا، اب کے زید بھی چونک کر رہ گیا تھا اور اس کے گارڈ بھی حونک ہی تھے۔

"اپنی گندی زبان سے اگر تو نے اس کا نام لیا بھی تو زندہ زمین پر گاڑھ دوں گا۔" وہ دھاڑا تھا، زایم ملک بے یقینی سے ایک بار پھر گارڈ کا سہارا لیے کھڑا ہوا تھا اور نفرت سے شاہ زیب کو دیکھا تھا۔

"سر ہم...."گارڈ نے اپنی گن لوڈ کر لی تھی اور مانو اجازت مانگی تھی جس پر علیزے کی سانس اٹکنے کو تھی، کیا تھا اگر وہ اس سر پھرے انسان کے جسم کو اندر چھ کی چھ گولیوں سے چھنی کر دیتے؟

"نہیں نہیں صبر بہت جوش میں ہے شاہ زیب بخت ہونے دو۔" وہ اب کسی سائیکو کی طرح پورے تاثرات تبدیل کر گیا تھا اور تضحیک آمیز انداز میں اس نے ہونٹ سے نکلتے ہوئے خون کو اپنی بازو سے صاف کیا، علیزے کو یہ منظر دیکھ سالوں پہلے خود کا منظر یاد آ گیا تھا، کیسے زایم ملک نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا اور کیسے اس کے ہونٹوں سے اسی برق رفتاری سے خون نکلا تھا، اس نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے شاہ زیب کو دیکھا اور ایک تبسم اس کے ہونٹوں پر بکھر گیا۔ وہ نہ تو لٹیرا نہ قیدی کبھی تھا ہی نہیں وہ تو اس کا محافظ تھا جو اس کو دیر سے سمجھ آیا تھا، آج اس شخص کی دسترس اسے محفوظ پناہ گاہ محسوس ہوئی تھی۔

تو کیا اسے سمجھ آ گیا تھا کہ دسترس کے معنی کیا ہیں؟

کیا کہانی کی ابتداء میں جو سمجھ تھی وہ کہانی کے اختتام میں آ کر تبدیل ہوئی تھی؟

لیکن دسترس کیا تھی؟ محض محفوظ پناہ گاہ یا؟ یا پھر اس شخص کی دسترس اس لڑکی کے لیے اور بھی کچھ تھی جس کی سمجھ اسے آ رہی تھی مگر یہ صحیح وقت نہیں تھا اس سمجھ کو

وسیع کرنے کا کیونکہ اگلے ہی لمحے ایک زوردار دھماکے کی آواز پر علیزے کے چاروں طبق روشن ہو چکے تھے۔

ان سب نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تھا اور پھر جیسے سکتے میں آ چکے تھے، بحری جہاز.....وہ بحری جہاز میں آگ لگ رہی تھی، دھواں جیسے چاروں اور پھیل چکا تھا، سب تو جیسے سکتے میں تھے مگر علیزے کے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔

"یہ کیا ہے زایم ملک؟" وہ انجان تھی کہ اس بحری جہاز میں اس کا اپنا بھائی اور جان سے بڑھ کر عزیز دوست ہے۔

"وہی علیزے انور جو اس رات تم لوگوں نے کیا تھا میرے ساتھ یہ بدلہ ہے بدلہ۔" وہ مسکراتے ہوئے علیزے کے قریب آیا اور جیسے سرگوشی کرتے ہوئے بولا تھا، گارڈ بھی گن پیچھے کیے مطمعین انداز میں مسکرا دیے تھے۔

"کک... کیا مطلب؟" علیزے کو اب تک سمجھ نہیں آیا تھا وہ سب تو یہاں تھے تو وہاں آگ لگانے کا مقصد کیا تھا مگر اگلے ہی لمحے جب زید کی بلند آواز اس کے کانوں میں پڑی تو علیزے کو لگا سامنے فرشتہ کھڑا ہے جو اس کی روح کھینچنے کو تیار ہے۔

"عدیب.... جن... جنت عدیب جنت ہیں وہاں۔" سب سے پہلے زید سکتے کی حالت میں باہر نکلا تھا اور دیوانوں کی طرح بھاگتا ہوا وہ بحری جہاز کی طرف بڑھا تھا پیچھے شاہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

زیب اور ویٹسن بھی بھاگے تھے جبکہ دانیال سن ہو کر رہ گیا تھا اور علیزے مجسمہ بنی بحری جہاز سے نکلتی ہوئی آگ کو دیکھ رہی تھی، وہ زندہ نہیں وہ موت کے قریب جا رہی تھی بالکل اسی چھ جون کی رات کی طرح جب وہ کلمہ پڑھ چکی تھی، جب زایم ملک اسے موت کے گھاٹ اتار رہا تھا..... وہ آگ اس آگ سے زیادہ تھی؟ وہ رات کیا اس صبح سے زیادہ خطرناک تھی؟ وہ کیفیت کیا اس کیفیت سے زیادہ خراب تھی؟ نہیں سب ہی تو ایک جیسا تھا، کوئی فرق نہیں تھا، کوئی نہیں!

"جس طرح میں اس رات کو جلا تھا اب تمہارا بھائی جلے گا مگر میں تو بچ گیا تھا وہ نہیں بچے گا علیزے بے بی۔" وہ سالوں بعد بھی کان کے قریب سیسہ انڈیلنے سے باز نہیں آیا تھا۔

لیکن... لیکن اس رات کو تو فتح تو اس کی ہوئی تھی تو کیا آج مات ہو چکی تھی، وہ زمین پر بھیٹتی چلی گئی تھی، بارش نے زور پکڑ لیا تھا واپس مگر اتنا نہیں کہ بحری جہاز پر لگی آگ کو بجھا سکتی۔

☆☆☆☆☆☆☆

اس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا تھا، اس نوکیلے شیشے کا دباؤ مزید گلے میں بڑھ گیا تھا، خون کی بوندیں ٹپ... ٹپ چمکیلے فرش پر گر رہی تھی، خون کے گہرے لال رنگ کی بوندیں فرش پر کوئی شکل بنانے لگیں تھیں، اب سب کچھ ختم ہو گیا تھا، کچھ باقی نہیں رہا تھا، زایم ملک کے ہاتھوں وہ کونسا نئی لڑکی مر رہی تھی؟ اسے پچھتاوہ یہاں آکر اپنی جان سے ہاتھ دو بھیٹنے کا نہیں تھا اسے اس آخری لمحے صرف ایک پچھتاوہ ہو رہا تھا وہ تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکی وہ کتنی زندگیاں نہیں بچا سکی، وہ ہار گئ، وہ صرف خود کی قسمت سے ہی نہیں وہ ان سب لوگوں کی قسمت سے ہار گی' جن کی قسمت بدلنے وہ یہاں آئ تھی، کسی کو آزاد کروانے، کسی کو انصاف دلانے اور کسی کے ساتھ کچھ برا ہونے سے پہلے زایم ملک کو روکنے آئ تھی مگر برائ نے اس بار بھی اپنی طاقت دکھائ اور سچ نے گھٹنے ٹیک دیے بالکل اس طرح جس طرح وہ گھٹنوں پر بھیٹی آنکھیں بند کیے اپنی آخری چند سانسیں گن رہی تھی، بند آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر پھسل کر رہے تھے۔

" بائے بائے دی پاورفل لیڈی۔ " تمسخر اڑاتے ہوئے کہتا وہ اس کو اپنے لفظوں سے اذیت کی مار مارتے ہوئے اب شیشے کے نوکیلے حصہ کو مضبوطی سے پکڑے پھیرنے ہی والا تھا کہ..... ٹپ... ٹپ خاموش کمرے میں جو خون کے قطروں کے گرنے کی

آواز جو گونج رہی تھی وہ دب سی گئی کیونکہ کھڑکی سے کوئی تیزی سے پھیلانگ کر آیا تھا اور تیزی سے زایم ملک پر جھپٹا تھا۔

"یو باسٹرڈ......"علیزے نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں، منظر بدل گیا تھا، آنکھیں بند کرنے سے پہلے کمرے میں صرف بیوٹی اور بیسٹ تھے مگر آنکھیں کھولنے کے بعد اس عالیشان کمرے میں کوئی تیسرا بھی تھا، کون تھا یہ تیسرا؟ مسیحا؟ زندگی عین وقت پر بچانے والا؟ کہانی کا ہیرو؟ یا پھر..... محافظ.... بہن کا محافظ بھائی، علیزے بے اختیار کھڑی ہوئی تھی۔

"بھا....بھائی۔" خوشی، حیرت، خوف، آنسوں کیا کچھ نہیں تھا اس وقت اس کے چہرے پر، عدیب نے زایم ملک کا گریبان پکڑے پکڑے ہی گردن موڑے اس کو دیکھا اور اس کے چہرے کی حالت کو دیکھتا اس کے پھٹے کپڑوں پر نظر پڑتے ہی ایک جوالہ مکھی جیسے پھٹ پڑا، وہ اگلے ہی لمحے پلٹا اور زایم ملک کو تھپڑوں سے مارتے ہوئے فرش پر گرا گیا، اسی اثناء میں ویکینڈ بھی کھڑکی سے کود آیا۔

"علیزے از یور تھنگ فاین؟" وہ علیزے کی حالت کو دیکھتا اور ایک نظر عدیب کو دیوانہ وار زایم ملک کو لاتیں مارتا ہوا دیکھ بولا، علیزے کچھ کہنے کے قابل ہی کہاں تھی؟ اسلیے جواب نہ دے سکی۔ ویکینڈ نے اس کے سٹایلش کپڑوں کی حالت دیکھ سمجھنے میں

دیر نہ لگائی کہ زایم ملک کس حد تک گیا ہے، اس نے تیزی سے اپنی جیکیٹ اتار اسے دی تو وہ کسی روبوٹ کی مانند وہ لیتی ہوئی پہننے لگی اور عدیب کو زایم ملک پر مکوں لاتوں کی برسات کرتا ہوا دیکھنے لگی۔

"تیری ہمت...." زایم ملک عدیب کو پوری قوت سے دھکا دے کر لڑکھڑا کر اٹھا، علیزے ویکینڈ دونوں ہی یکدم الرٹ ہوئے۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو....." اسے پہلے عدیب دھاڑتے ہوئے واپس اس پر لپکتا دروازہ جھٹ سے کھلا اور گارڈز اور وہی ملازم ملازمہ آئے جو علیزے کو نیچے ملے تھے۔

"ہیر از شی آئی نیوات۔" وہ چاینیز ملازمہ علیزے کی طرف بڑھی اور اسے بازو سے دبوچا، اسے پہلے ویکینڈ اپنے پینٹ میں اڑسی پستول نکالتا دو گارڈ نے عدیب کو جھپٹا اور اس کی کنپٹی میں پستول رکھ دی۔

"ٹیک ڈاون دا گن اور آئی ول شوٹ ہِم۔" وہ ہٹا کٹا انگریز باڈی گارڈ دھاڑا تھا۔

"بھائی......" علیزے اس ملازمہ کی گرفت سے خود کو چڑھانے کی کوشش کرتی ہوئی چلائی تھی، ویکینڈ نے ابھی بھی پستول نیچے نہیں رکھی تھی۔

"پولس نے تم لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا عدیب کو چھوڑو۔" ویکینڈ نے پروفیشل انداز سے انہیں خبادار کیا۔

"نہیں ویکینڈ نہیں نیچے پھینکو گن۔" علیزے نے ہراساں نظروں سے عدیب کی کنپٹی پر رکھی پستول دیکھ ویکینڈ کو چلا کر کہا۔

"نہیں شوٹ ہِم ویکینڈ شوٹ ہِم ہاؤ ڈیر ہی ٹو ڈس ود مائے سسٹر۔" عدیب بنا مزاحمت کیے زایم ملک کو سرخ آنکھوں سے گھورتا ہوا چلایا تھا، زایم ملک مسکرا کر کپڑے جھاڑتا ہوا سیدھا ہوا اور چل کر ویکینڈ کے پاس آیا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔

"ویکینڈ دو گن پلیز۔" ویکینڈ کو اب بھی ہتھیار ڈالتے نہ دیکھ علیزے پاگل ہوتی ہوئی چیخی، کیا ہوتا اگر عدیب کی جان لمحوں میں چلی جاتی؟

ویکینڈ نے تذبذب ہو کر گن زایم ملک کے ہاتھ میں دے دی تو اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور وہ پلٹ کر عدیب کے پاس آیا، ویکینڈ نے نامحسوس انداز میں قدم پیچھے لیے اور کنکنھیوں سے کھڑکی کے باہر دیکھا اور کچھ مطمعین ہوا، وہ سب اپنا کام شروع کر چکے تھے۔

"بھائی.... " اگلے ہی لمحے علیزے چڑیا کی مانند پھڑ پھڑاتی ہوئی چیخی تھی کیونکہ زایم ملک نے عدیب کے چہرے پر مکہ مارا تھا جس سے اس کی نخسیر پھٹ چکی تھی۔

"تم لوگوں ہو کیا لگا ہاں یہ پولیس کی مدد سے مجھے اس طرح ٹریپ کر لو گے زایم ملک کو اس کی ہی سلطنت میں آکر اس کی سلطنت گرادو گے وہ سلطنت جس کو بنانے کے لیے کتنی محنت کی تھی میں نے کتنے جرایم کتنا کچھ......" زایم ملک اپنے گناہ انجانے میں قبول کر رہا تھا بنا یہ جانے کہ ویکینڈ کے پینٹ کی جیب میں ریکورڈر یہ سب ریکورڈ کر رہا ہے، ویکینڈ زیرِ لب مسکرایا تھا۔

"اور تو چاہتی ہے نا کہ تیرا بھائی زندہ رہے؟" وہ اپنے تمام اگلے پچھلے گناہ قبول کرتا ایک دم علیزے کے پاس آیا۔

"پپ... پلیز کچھ نہ کرو پلیز گن نیچے کروادو۔" علیزے برائی کے آگے کبھی نہ جھکنے والی آج اپنوں کے لیے کمزور پڑ چکی تھی، وہ منت کرنے پر اتر آئی تھی۔

"زے شٹ اپ۔" عدیب غصہ سے چلایا تھا، دوسرے دو گارڈ نے ویکینڈ کو بھی پکڑ لیا تھا، ویکینڈ نے خود کو چڑھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا، اس کی نظر تیزی سے وسیع دیوار پر گئی جس پر گھڑی پانچ منٹ اور آگے بڑھ چکی تھی، اب تک دھماکہ کیوں نہیں ہوا تھا؟ وہ پریشان ہوا۔

"میرے ایک اشارے کی دیر ہے تیرا بھائی یہاں ادھر فرش پر مردہ پڑا ہو گا۔" زایم ملک اپنے گارڈ کو دیکھتے مسکرا کر فخریہ انداز میں بولا۔

"نہیں پلیز پلیز تم.... تم پلیز مجھے مار دو بھائی کو چھوڑ دو۔"علیزے تڑپتی ہوئی بولی تھی، عدیب کی آنکھیں جیسے بھر آئی تھیں۔اس کا خون بھی کھول اٹھا تھا، اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ زایم ملک کو کچا چبا جائے جو آج اس کی بہن کو اس کی زندگی کی بھیک مانگنے پر مجبور کر چکا تھا، کیا اذیت ناک لمحہ تھا جو دونوں بہن پر گزر رہا تھا جس کا انہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

"اچھا تجھے مار دوں پہلے تھوڑا سا درد تو سہہ کر بتا اگر تو چیخی اس درد پر تو گولی چل جائے گی اور سیدھا تیرے اس گرم خون کے بھائی کی کھوپڑی کے آر پار ہو گی۔"ویکینڈ کو بھلے ہی زبان سمجھ نہیں آ رہی تھی مگر وہ زایم ملک کے برتاؤ سے حیران تھا اور سمجھ بھی چکا تھا کہ زایم ملک ایک نارمل انسان نہیں بلکہ مجرم کے ساتھ "سائیکو" ہے۔

"نہیں نہیں میں نے تیری جان لے لوں گا زایم ملک اگر تو نے میری بہن کو اتنی سی بھی تکلیف دی۔"عدیب اب مزاحمت کرنے پر اتر آیا تھا اور اتنی شدت سے کہ اس ہٹے کٹے گارڈ کے لیے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا جب ہی ملازم نے بھی دوسری طرف سے اس کو آ کر پکڑ لیا۔

"سیشلی۔"اس چاینیز ملازمہ کو زایم ملک نے اشارہ کیا۔اس کے چہرے پر ایسی خوشی آئی جیسے وہ اس کا ہی تو انتظار کر رہی تھی۔

"ڈوج تم باقی گارڈز کو فوراً یہاں بلاؤ اور باہر دیکھو کونسی بارات آئی ہے اس کمرے سے اب ان تینوں کی لاش جائے گی۔" وہ گارڈ کو افریکن زبان میں حکم کرتا ہوا بولا تھا جس کا کسی کو سمجھ نہیں آیا تھا۔

افریکن شکل کے گارڈ نے مسکرا کر سر ہلایا اور ویکینڈ کو دوسرے انگریز گارڈ کے حوالے کرتے ہوئے باہر نکل گیا۔

"تمہیں کیا لگا باس کو اپنی اداؤں میں پھنسالو گی ہاں۔" وہ ملازمہ انگریزی میں بولتی ہوئی فرش پر گرے نوکیلے شیشے کے حصہ کو اٹھائے تنفر سے بولی مگر علیزے نے توجہ نہ دی کیونکہ اس کا سارا دھیان عدیب کی کنپٹی پر رکھی پستول پر تھا۔

"نو نو پٹ اٹ ڈاؤن یو......" عدیب اس ملازمہ کا ارادہ سمجھ گیا تھا جب ہی بری طرح چیخا مگر کسی نے بھی کان نہ دھرے۔

"بھائی پلیز تم کچھ مت کہو اگر اس سائیکو نے گول......" علیزے روتے ہوئے اس کو کہہ ہی رہی تھی جب اس ملازمہ نے تیزی سے اس کے خوبصورت چہرے کو فوکس پر رکھے وہ نوکیلا حصہ اس کے سرخ رخسار پر لکیر کی طرح اتنے جارحانہ انداز میں کھینچا کہ علیزے کی فلک شگاف چیخ نے زایم ملک کی سلطنت کی دیواریں لرزا دیں تھیں، جہاں ویکینڈ بری طرح چونکا تھا وہی عدیب کی گگھی بندھ گئی تھی، وہ سن ہو گیا تھا، اس کے

چہرے پر ننھے ننھے خون کے قطرے نمودار ہوئے اور جلن کے احساس نے اس کو آنکھیں میچنے پر مجبور کر دیا۔

"آہ.... آہ یا اللہ۔" وہ چیخنے لگی تھی، زایم ملک نے ناپسندیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"منع کیا تھا نا چیخ نہیں نکلنی چاہیے ابھی تو شروعات تھی اور کھیل شروع ہونے سے پہلے ہی وکٹ کر گئی ہو اب...." وہ سوچنے کی اداکاری کرتا ہوا تھوڑی پر انگلی رکھ گیا، ویکینڈ نے بے تاب ایک نظر اس سب ظلم ہوتے ہوئے دیکھ گھڑی کو دیکھا جہاں دس منٹ گزر گئے تھے اور خاموشی ہی تھی، اگر... اگر پولیس کامیاب نہ ہوئی تو؟ آج واقعی میں تین لاشیں باہر جائیں گی؟

"یہ.... یہ تو نے غلط کیا۔" عدیب دھیمے سے کہتا غرایا تھا اور اگلے ہی پل وہ پیچھے ہوا اور گارڈ کو دھکا دیتے ہوئے زایم ملک پر لپکا، ویکینڈ نے بھی اس افراطفری کا فایدہ اٹھایا اور خود کو دبوچے گارڈ کو دھکا دیتے ہوئے اسے ماہر ٹریننگ سے مارنے لگا اور اس کی گن ہاتھ میں لے لی، علیزے آنکھیں میچے دو قدم پیچھے ہوئی اور وہ ملازمہ یہ سب ہوتے دیکھ ہڑبڑا کر باہر مزید بندوں کو بلانے بھاگی۔

اچانک سایرن کی آواز آئی، پولیس کی ڈھیروں گاڑیوں کا باہر رش لگا گیا اور ساتھ ہی دھماکے ہونا شروع ہو گئے اور جب چھت آن گری۔ علیزے نے آنکھیں جھٹ سے کھولیں۔

ویکینڈ نے اس گارڈ کو گولی مار دوسرے گارڈ کو ماری جو عدیب کو واپس پکڑا اسے مارنے لگا تھا، علیزے نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے، عدیب نے اسے مرتا دیکھ واپس زایم ملک کو دیکھا جس کے چہرے پر گھبراہٹ آنا شروع ہو گئی تھی، وہ اپنے دونوں ہٹے کٹے گارڈ کو زمین پر مرا دیکھ اور باہر سایرن کی آواز سن اور اپنے عالیشان کمرے کی چھت گرتے ہوئے دیکھ ڈھیروں دھماکوں کی زد میں بھاگنے کی کوشش کرنے لگا مگر عدیب نے دبوچ لیا اور اسے گرا کر اس پر تشدد کرنے لگا۔

"علیزے....." اسے پہلے علیزے پر چھت کا ملبہ گرتا ویکینڈ نے پستول ایک طرف پھینک اسے پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا۔ وہ بال بال بچی۔

"ہیلو ہیلو.. بیس منٹ کا الارم شروع ہو چکا ہے بیس منٹ کے اندر یہ پورا بنگلے میں آگ پھیل جائے گی جلدی سے باہر آیا جائے۔" باہر سایرن پر پولیس کی آواز سن ویکینڈ کے حواس بیدار ہوئے تھے، اسے پہلے وہ عدیب کے پاس جاتی علیزے کو روکتا دروازے سے اندر گھستے گارڈز کی طرف وہ بڑھا اور ان سے مقابلہ کرنے لگا، کمرے کی چھت جگہ

جگہ سے گرنے لگی تھی۔ باہر پورے بنگلے کا یہی حال تھا، ہر طرف دھاکے ہو رہے تھے، لمحوں میں ہنگامہ برپا ہوا تھا۔

"بھائی بھائی چھوڑو بھائی۔۔۔۔" علیزے روتے ہوئے عدیب کو لاغر پڑے زایم ملک سے چھڑوانے لگی کیونکہ وہ اسے کم اور خود کو زیادہ تکلیف دے رہا تھا۔

"اس کی ہمت کیسے ہوئی زے تمہیں ہاتھ لگانے کی۔" وہ اسے گالیوں سے نوازتا ہوا رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا، علیزے بے حال ہوتی ہوئی کوشش کرنے لگی۔

"علیزے علیزے عدیب چلو یہاں سے ہمارے پاس وقت نہیں ہے ہم سب ادھر ہی دفن ہو جائیں گے ہمارے بندے بنگلوں کے چاروں اور بمب لگا چکے ہیں اور ٹایمر آن ہو چکا ہے کسی وقت بھی یہ سب مکمل تباہ ہو جائے گا۔" ویکینڈ ان سب کو زیر کر چکا تھا اور اسے پہلے وہ مزید مارتا پولیس کے سایرن کی ایک بار پھر آواز آئی جو "ایک منٹ رہ گیا" اعلان کر رہے تھے۔

"تو زے کو لے کر جاو یکینڈ میری چھوڑ میں نے اس کو خود ختم کرنا ہے۔" عدیب نفی میں سر ہلاتے ہوئے رک کر ویکینڈ پر چیخا جو اسے کندھے سے پکڑ رہا تھا۔

"عدیب سمجھنے کی کوشش کرو قانون کو اپنے ہاتھ میں مت لو چلو یہاں سے یہی اختتام تھا اب کچھ نہیں ہو سکتا۔" ویکینڈ نے اسے سمجھایا۔

"میں نے کہانا ویکینڈ تو جازے کو لے کر اپنے فرض کی زمے داری ادا کر اور زے کو کچھ نہیں ہونا چاہیے میری بہن کا خیال رکھنا اگر زندگی رہی تو میں ضرور بچوں گا تو جا میں جانتا ہوں تم سب دیکھ لے گا۔" ویکینڈ چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر مسکرا کر اس کے کندھے پر تھپکی دی۔

"تجھے کچھ نہیں ہو گا میں علیزے کو باہر چھوڑ کر حفاظتی سامان کے ساتھ آتا ہوں۔" وہ کہتا ہوا تیزی سے اٹھا مگر علیزے نفی میں سر ہلاتی ہوئی عدیب کے پاس آئی۔

"نہیں اٹھو بھائی بس بہت ہو گیا تمہیں میری قسم پلیز چلو یہاں سے۔" وہ پوری قوت سے چیخی، عدیب "قسم" کا لفظ سن دوبل کور کا کہ یکدم لاغر پڑے زایم ملک نے آنکھیں کھول اسے دیکھا اور جلدی سے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"تجھے معلوم ہے میں نے اس کی گردن کو کس طرح چوما تھا اور میں نے کہاں اس کو ہاتھ لگا......" وہ عدیب کو پرووک کرنے لگا اور کیوں کرنے لگا یہ علیزے سمجھ گئ تھی کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اگر وہ مرے گا تو عدیب بھی ساتھ مرے اور وہ کامیاب ہوا کیونکہ اس کا جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا عدیب نے پھر گالیاں دیتے ہوئے اسے مارنا شروع کر دیا تھا مگر وہ ڈھیٹ پنے سے ہنستا رہا۔ وہ واقعی سائیکو تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"علیزے چلو باہر فایر برگڈ آ گئ۔" ویکینڈ جو کھڑکی تک دیکھنے گیا تھا واپس آ کر علیزے کا بازو پکڑ لیا۔

"مم.... میں نہیں جاؤں گی بھائ کے بنا۔" ویکینڈ علیزے کو گھسیٹ کر لے جانے لگا۔ علیزے زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"عدیب اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے علیزے تم چلو عدیب کو کچھ نہیں ہو گا۔" ویکینڈ اپنے پروفیشنل انداز میں تھا، علیزے نے نفی میں سر ہلایا اور چکراتے ہوئے سر کو تھاما، خون ملسلسل بہہ رہا تھا۔

"علیزے چلو تمھیں ضرورت ہے۔" ویکینڈ چیخا۔

"میں نے کہا نا بھائ اگر تم نہیں جاؤ گے تو میں بھی نہیں جاؤں گی۔" وہ واپس عدیب کے پاس آئ۔

"زے جاؤ یار۔" عدیب تھک کر کھڑا ہوا اور اپنی ناک سے بہتا ہوا خون صاف کرنے لگا مگر وہ رکا نہیں۔

"نہیں نہیں بھائ نہیں۔" علیزے پاگلوں کی طرح چیخنے لگی، زایم ملک بے ہوش ہو چکا تھا۔

"نو یو گو ہاؤ ڈیر ہی ٹو دس و دیو۔" وہ پاگل ہو تا دوبارہ اس کے منہ پر لاتیں مارنے لگا۔

"عدیب ہٹو پیچھے صرف دس سیکنڈ رہ گئے ہیں۔" ویکینڈ ہانپتے ہوئے اس کے پاس آکر چلایا تھا۔

"بھائی نہیں چلو۔" علیزے دیوانہ وار اس پر لپکی تھی اور اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لے جانے لگی تھی جبکہ عدیب پیچھے فرش پر پڑے خون سے لدے زایم ملک کو گالیاں دیتا ہوا ابھی بھی بے قابو تھا۔

"ٹین ناین ایٹ سیون....." باہر سے سپیکر پر پولیس کی گنتی شروع ہو چکی تھی اور لابی سے علیزے کے ساتھ کھنچے چلتے ہوئے اسی وقت عدیب کا ذہن بے دار ہوا تھا۔

"نہی.... نہیں ہم.... ہم گئے خت.... ختم...." علیزے گبھراہٹ سے منہ پر ہاتھ رکھ پیچھے ہوئی تھی، عدیب کا دل شدت سے کانپا تھا، اس نے علیزے کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔

"علیزے بھاگو۔" وہ اسے لیے بھاگ رہا تھا اور علیزے اپنے حواس کھو رہی تھی، اس کی حالت ناقابل ہو چکی تھی، جہاں عدیب کی ناک سے مسلسل خون بہہ رہا تھا کہ اس کی نخسیر پھٹ چکی تھی وہی علیزے کا چہرے پر کٹ لگ چکا تھا جسے خون رس رہا تھا، وہ بامشکل علیزے کو لیے باہر کی جانب بھاگ رہا تھا کہ یکدم ایک زوردار آواز آئی اور بنگلے کا ایک جانب کے حصہ میں آگ پھیلتی گئی۔

''بھائی۔''علیزے حلق کے بل پوری قوت سے چلائی تھی کیونکہ بنگلے کی چھت اچانک ہی گری تھی اور وہ بال بال ایک قدم سے بچے تھے۔

''زے۔''وہ دونوں یکدم پیچھے ہوئے۔

''عدیب علیزے اس راستے سے چلو۔''آگ یکدم لگ چکی تھی، زایم ملک کی عالیشان سلطنت جو کچھ دیر پہلے تک دیکھنے کے قابل تھی، وہ قیمتی چیزیں جو چمک رہی تھیں اب سب جل کے بھسم ہو رہی تھیں۔ جھوٹ کی ہار ہو رہی تھی اور سچ غالب آرہا تھا۔

''بھائی آہ.....''اچانک اپر سے آگ میں تپتی چھت کا ٹکرا گرا اور آگ کے جھونکے سے علیزے کے بچے کچے ہواس بھی چلے گۓ تھے۔وہ بے ہوش ہو کر عدیب پر لڑھک گئی، ویکینڈ بھاگ کر آگے نکل گیا تھا، عدیب وہی جما علیزے کو ہوش سے بے گانا ہوتے ہوئے جم کر رہ گیا تھا، آگ اب چاروں طرف پھیل چکی تھی۔

''نہیں نہیں ہماری جیت ہوئی ایسے نہیں ایسے نہیں....''عدیب نے اپنی بند آنکھوں کو بامشکل کھولا اور اپنی ساری قوت لگا کر علیزے کو بازؤں میں اٹھالیا اور آگ سے بچتا بچاتا وہ کس طرح اس عالیشان بنگلے سے نکلا تھا جو آگ کی لپٹ میں جل کر راکھ ہو چکا تھا، وہ کیسے بھاگ رہا تھا صرف عدیب ہی جانتا تھا، بے ہوش بہن کو وہ بازؤں میں

بھرے کمزوری اور چکر کے باوجود لڑکھڑاتی ہوئی ٹانگوں سے بھاگ رہا تھا، اسے اس وقت اپنی نہیں علیزے کی جان کی پروا تھی۔

باہر جمع رش چوکنده ہوئے مین گیٹ سے بھاگتے آتے ہوئے عدیب کو سب دیکھنے لگے جو علیزے کو اٹھائے بامشکل بھاگ رہا تھا، ویکینڈ جو باہر آکر گرنے والے انداز میں بھیٹا تھا گردن موڑ کر یہ نظارہ دیکھا تو باقی سب کی طرح دیکھتا رہ گیا۔

یہ کوئ فلمی سین ہی معلوم ہو رہا تھا۔

پولس ایمبلونس الرٹ ہو چکے تھے اور عدیب کی طرف بھاگے تھے جو گردن موڑے پوری طرح آگ میں جکڑے بنگلے کو دیکھتا ہوا باہر آیا اور علیزے کو ڈاکٹرز اور پولیس کے ہاتھوں میں تھماتا وہی گرتا چلا گیا اور پھر.... پھر اس کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔

ویکینڈ نے مسکرا کر بے ہوش علیزے اور عدیب کو دیکھا جو ڈاکٹرز کے گھیرے میں آچکے تھے اور پھر اس نے آگ میں جھلستے ہوئے بنگلے کو دیکھا جس کی آگ فایر برگڈ بجھانے کی کوشش میں لگے تھے۔

وہ مسکرادیا۔

اس نے افلاک کو دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔

آج یہ مشن پورا ہوا تھا اور اس کا سارا کریڈٹ بہادر علیزے اور بہادر علیزے کے قدم قدم پر ساتھ دیتے اس کا محافظ اس کا ساتھی اپنا فرض نبھاتے ہوئے بھائی کو جاتا تھا۔

بے شک علیزے نے آج ثابت کر دیا تھا عورت کمزور نہیں ہوتی، آنکھیں کھول کر واپس مین گیٹ کو دیکھتے اپنے عالیشان بنگلے سے سٹریچر پر لاغر پڑے آدھے جلے ہوئے زایم ملک کو دیکھا جو پولیس اور فایر ڈبر گڈ کے ہمرہ اپنے باقی ساتھی مردہ اور بے ہوش گارڈز اور ملازمہ کے ساتھ باہر آرہا تھا، ویکینڈ یہ منظر دیکھ مسکرا دیا۔

آج زایم ملک کو مات دینے والی ایک عام سی لڑکی تھی۔

جس عالیشان سلطنت میں وہ غرور اور تکبر کا بادشاہ بنا تھا آج ایمبلنس کے اندر جاتی ہوئی بے ہوش لڑکی نے وہ عالیشان سلطنت تباہ کر دی تھی، وہ غرور تکبر مٹی میں ملا دیا تھا جو اس مجرم کی بڑی سب سے بڑی نشانی تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

P بارش جیسے آنکھ مچولی کھیلنا چاہتی تھی، کبھی ایسی رک جاتی کہ ایک بوند بھی نہ گرتی تو کبھی انتہا کا زور پکڑ لیتی، ابھی بھی بارش رک چکی تھی مگر بڑھکتی ہوئی آگ نہیں جو پورے ہوائی جہاز کو اپنی لپیٹ میں لی ہوئی تھی، آج ایک بار پھر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا تھا، آج ایک بار پھر وہی منظر تھا جو سالوں پہلی چھ جون کی رات کو تھا، آج ایک

بار پھر وہ لڑکھڑاتا ہوا باہر بھاگتا آرہا تھا، آج ایک بار پھر اس کے بازؤں میں ہوش سے بے گانی لڑکی تھی، آج ایک بار پھر پیچھے آگ سے سب تہس نہس ہو رہا تھا، آج ایک بار پھر اللہ نے اس کو اتنی ہی ہمت دی تھی جتنی کچھ سال پہلے چھ جون کی رات کو دی تھی، وہ جو ناامید ششدر رہ گھٹنوں پر بھیٹی جیسے آج سب کچھ ہار گئ تھی دور سامنے کا منظر آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے باعث دھندھلائی نظروں سے دیکھ جی اٹھی تھی، اسے لگا اسے مغالطہ ہوا ہے۔اس نے اپنی آنکھیں رگڑیں مگر اسے مغالطہ نہیں ہوا تھا یہ سچ تھا، حسین سچ !اس منظر کو بھلے ہی اس نے اپنی آنکھوں سے پہلے نہیں دیکھا تھا مگر آج اپنی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھ وہ اتنی خدا کی تشکر ہوئ کہ خوشی سے روتے ہوئے مزید بھیٹتی چلی گئ۔

عدیب جنت کو بانہوں میں لیے بھاگتا ہوا آرہا تھا، اس کے قدموں کی مضبوطی سے معلوم ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اس وقت کتنی بری حالت میں ہے اور جنت اس کی بانہوں میں ہوش سے بے گانی کسی بے جان گڑیا کی طرح پڑی تھی۔

ویٹسن، دانیال، زید اور شاہ زیب اپنی جگہ جمے یہ منظر دیکھ رہے تھے اور سب سے پہلے ویٹسن کو ہوش آیا تھا وہ بھاگتے ہوئے عدیب کی طرف بڑھا تھا اور اس کی تقلید میں سب ہوش میں آتے ہوئے بڑھے تھے سوائے شاہ زیب کے جو اس وقت حیرت وانگیز

بھونچکا عدیب کی تڑپتی ہوئیں آنکھیں جنت کے چہرے پر دیکھ رہا تھا، وہ باہر آ کر گھٹنوں کے بل بھیٹا اور جنت کو اپنی گود میں ہی رکھے دیوانوں کی طرح اس کا چہرہ تھپتھپاتا رہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" زایم ملک ایک بار اپنی شکست دیکھ ششدر رہ گیا تھا، عدیب کیسے باہر آسکتا تھا؟ وہ تو بند تھا نا اندر؟ اسے تو بند ہونا تھا؟ اسے بند کروایا گیا تھا۔ وہ کیسے جلتی ہوئے بحری جہاز سے صحیح سلامت جنت کو لیے باہر آسکتا ہے؟ کیسے؟

"نہی... نہیں نہیں میں ایک بار پھر نہیں شکست کھا سکتا۔" وہ بالوں کو نوچتے پاگل ہوا کہ اچانک علیزے کی پشت دیکھی جو بے حال بھیٹی ہاتھ پھیلائے آسمان کی جانب خوشی سے روتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

زایم ملک کے چہرے پر یکدم مسکراہٹ آئی اور اس نے چہرہ موڑے اپنے تین گن مین میں سے ایک کو اشارہ کیا۔ اس نے سر ہلا کر اپنی پستول زایم ملک کی طرف بڑھائی اور جیب سے کچھ نکال کر بڑھایا۔

"پا.... پانی لاؤڈ یم اٹ۔" عدیب ہلک کے بل چلایا تھا، دانیال ویٹسن اور زید تینوں ان دونوں کے گرد گھیرہ بنائے تھے، دانیال نے سر اثبات میں ہلایا اور ہڑبڑا کر اپنی گاڑی کی طرف بھاگا۔

"جنت.... جنت اٹھو نہیں کچھ نہیں ہو سکتا تمہیں جنت زید ویٹسن یہ کیوں نہیں اٹھ رہی ویٹسن تم کہو نا یہ اٹھے گی پلیز دیکھو نا یہ.... یہ جنت....." وہ بے تابی سے جنت کو زمین پر لٹاتا ہوا اس پر دیوانہ وار جھکتے ہوئے چیخ رہا تھا، زید اور ویٹسن اسے تسلی دے رہے تھے، شاہ زیب وہی جما کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا اور عدیب کی آنکھوں سے نکلتے ہوئے نمکین پانی نے جیسے اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا، وہ بے اختیار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرنے لگا اور ایک بار پھر عدیب کی جانب دیکھا جو بکھری ہوئی حالت میں جنت کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا جو بے سودھ پڑی تھی، بکھرے بال، چہرے پر جگہ جگہ کالک لگی تھی، بازو میں زخم کا نشان تھا، کپڑے گندے ہو چکے تھے اور شرٹ پیچھے سے پھٹ چکی تھی اور جنت کا اس سے زیادہ برا حال تھا۔

شاہ زیب نے نچلا لب دباتے ہوئے آسمان کی جانب دیکھا تھا، یہ کیسی صورتحال تھی؟ وہ کیوں عدیب کے پاس جا کر اسے جھٹکے سے اٹھائے ایک تھپڑ نہیں جڑ سکتا؟ وہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ میری بہن میری لاڈلی بہن جس پر میں جان چھڑکتا ہوں وہ تمہاری بیوی ہے۔ تم اس کے نکاح میں ہو تم کیسے یہ سب کر سکتے ہو؟ کیسے میری بہن کو دھوکا دے سکتے ہو کیسے بے ایمانی کر سکتے ہو؟ کیسے؟ لیکن اس وقت یہ منظر چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ عدیب کو اس نازک وجود سے بے حد محبت ہے، اس کی یہ بے تابی، اس کے یہ آنکھوں

میں آنسوں، ان آنسوؤں میں محبت کے کھونے کا خوف یہ سب محبت کی ہی تو علامت تھی، ابھی جیسے وہ چند پل پہلے اپنی جان پر کھیل کر اسے بازوؤں میں اٹھائے باہر لایا تھا اس کو دیکھ ہی شاہ زیب کو علم ہو چکا تھا کہ وہ اور عدیب جو اسے سخت ناپسند ہے وہ بدقسمتی سے ایک ہی کشتی پر سوار ہیں، ایک محبت کرنے والا ہی دوسرے محبت میں مبتلا شخص کو سمجھ سکتا ہے، بنا لفظوں کے ہی اس کی آنکھیں پڑھ سکتا ہے اور مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نے یہ آنکھیں پڑھ لی تھیں اور جان لیا تھا کہ اس کی بہن کا شوہر کسی اور کو شدت سے چاہتا ہے اور اس پل شاہ زیب نے آنکھیں میچتے ہوئے جیسے خود پر ضبط کیا تھا، یہ کیا ہوا تھا؟ یہ قسمت نے کیا کھیل کھیلا تھا ان دونوں بہن بھائی کی قسمت کے ساتھ؟ دونوں بہن بھائی کے ہمسفر کسی اور سے محبت کرتے ہیں؟ علیزے انور اس بندے سے جو اس وقت عدیب کے پاس بھیٹا اسے کالم کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور عدیب انور اس لڑکی سے جس کا شاید سِلا کو بھی علم نہ ہو۔

شاہ زیب کو محسوس ہوا اس کی دماغ کی نسیں پھٹ رہی ہیں۔

"یہ پا... پانی۔" دانیال اسی وقت بھاگتا ہوا آیا اور پانی کی منرل بوتل عدیب کو تھمائی، عدیب نے سرعت سے ڈھکن کھول کر پھینکا اور اپنی ہتھیلی کا پیالہ بناتے ہوئے اس میں پانی بھر کر جنت پر چھینٹے مارنے لگا۔

"جنت.... جنت؟" مگر جنت اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی، عدیب کا دل زوروں دھڑکنے لگا۔

"دیب شاید ہمیں جنت کو اے سی میں لے جانا چاہیں اس کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی گاڑی میں لے چلو۔" زید نے نرمی سے مشورہ دیا تھا، عدیب نے سر ہلایا اور جنت کو گود میں بھرنے لگا۔

"نہیں تم رہنے دو تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے میں لے لیتا ہوں۔" ویٹسن نے اسے اٹھنے میں تکلیف دیکھ جلدی سے کہا۔ وہ کچھ نہ بولا، ویٹسن نے تیزی سے جنت کو اٹھایا اور دانیال کے ہمرہ گاڑی کی طرف لے جانے لگا، عدیب بھی زید کی مدد سے کراہ کر اٹھا اور گاڑی کی طرف بڑھا۔

شاہ زیب نے ایک نظر ان کو جاتے ہوئے دیکھا پھر چونک کر جلتے ہوئے ہوائی جہاز کو، عدیب جنت کو باہر کیسے لایا تھا؟ یہ سوال اس کے ذہن میں آیا۔

"سر۔" شاہ زیب کے بندے جو چھپے ہوئے تھے دھماکے پر اپنی گن سنبھالتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ شاہ زیب نے چونک کر انہیں دیکھا، اسے پہلے وہ انہیں کچھ کہتا اس کی نظر پیچھے گئی۔

"علیزے۔" وہ حیران ہوا علیزے کہیں نہیں تھی اور نہ ہی زایم ملک اور اس کے بندے تھے۔

"علیزے۔" وہ بھاگتا ہوا واپس اسی جگہ آیا جہاں وہ لوگ کھڑے تھے اور چلاتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔

"کیا ہوا سر؟" اس کے گارڈ کو تو تیش ہوئی تو پوچھنے لگا مگر شاہ زیب کا دھیان نہ تھا اور وہ سمجھ گیا اسیلیے گارڈ نے باقیوں کو علیزے کو ڈھونڈنے کیے لیے بھیجا۔

"علیزے۔" شاہ زیب کو طرح طرح کے وسوسے آنے لگے، وہی کیفیت جو ایک محبت کرنے والے کی محبت کو کھونے کے احساس پر ہوتی ہے۔

"علیز....." وہ چلاتا آگے بڑھتا کہ چپل کے نیچے کچھ آیا، اس نے نیچے دیکھا تو علیزے کی سینڈل دیکھ وہ چونک کر رہ گیا اور تیزی سے جھک کر اٹھائی۔

"علیزے۔" اب کی بار بے حد دھیمے سے اس کے منہ سے یہ نام نکلا تھا، دل جیسے دھڑکنا بند کر چکا تھا، وہ لڑکھڑا کر جیسے دو قدم پیچھے ہوا، حواسوں نے کام کرنا جیسے چھوڑ دیا۔

"سر آپ ٹھیک ہیں؟" گارڈ پولیس کو کال ملاتے ہوئے پوچھنے لگا لیکن شاہ زیب متوجہ نہ تھا۔

"یااللہ۔" اس نے آنکھیں بند کر کے کھولتے ہوئے شدت سے اللہ کو پکارا، وہ علیزے کو نہیں کھو سکتا تھا.... وہ علیزے انور کو کبھی نہیں کھو سکتا تھا اور اس کا بچہ.... ان دونوں کی محبت کی نشانی.... ایک اور جان بھی تو علیزے کے اندر پل رہی تھی، چپل پر گرفت مضبوط ہو گئی، آنکھوں میں بے حد سرخ ڈورے آگ ئے، نہیں.... نہیں وہ ان دونوں کو نہیں کھو سکتا کیونکہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی زندگی کا زع سے شروع ہوتا تھا، اور اب زندگی کے ختم پری کی جگہ وہ بچہ لینے والا تھا جو ان کا تھا۔

"میں تمہارا ساتھ چاہتی ہوں ہاں میں جانتی ہوں مجھے تم سے محبت نہیں کرتی جیسے تم مجھے چاہتے ہو ویسے میں تمہیں نہیں چاہتی لیکن سب سے اپنا مانتی ہوں ہاں شاہ زیب مجھے.... مجھے اپنے ہمسفر کے روپ میں اپنا دوست عزیز ہے مجھے شاہ زیب چاہیے میں آگے بڑھنا چاہتی ہوں تمہارے ساتھ صرف تمہارے ساتھ۔"

"یہ وہ علیزے ہے جو اپنے دوست کو بہت پسند کرتی تھی جو اپنے دوست کے سب سے زیادہ قریب تھی اور جو اپنے دوست کے ساتھ رہنا چاہتی تھی اور اب اس کی دسترس میں رہنا چاہتی ہے۔"

شاہ زیب کو اس وقت اپنا دماغ گھومتا محسوس ہوا تھا۔

وہ اس کہانی میں اپنی محبت کو ہار سکتا تھا مگر علیزے کو نہیں ہار سکتا تھا۔

یکدم ہی شاہ زیب کا ذہن بیدار ہوا تھا، اس " کبھی نہ کھونے والی " شدت نے شدت پکڑی تھی، اس کا ذہن تیزی سے چلنے لگا تھا، گارڈ بھی پولیس سے بات کرتے ہوئے اس کی تقلید کرنے لگا۔

کہاں ہو گی وہ؟ کہاں لے جا سکتا ہے وہ؟ کیا ہے جو اس کی نظروں سے مس ہوا ہے؟
کیسے پہنچ سکتا ہے اس تک؟ کیسے؟ کیسے؟ کیسے؟

یکدم بجلی زور و شور کڑکی، شاہ زیب کی نگاہ بے اختیار آسمان پر گئی اور آسمان سے ہوتی نیچے آ ہی رہی تھی جب دور بلند کھنڈر عمارت پر گئی جہاں اس کی گاڑی پارک تھی اور اچانک ہی اس کے ذہن میں جھما کہ ہوا۔

" باقی سب کو بلاؤ اور چلو میرے ساتھ۔ " وہ پشتو میں حکم صادر کرتا ہوا آگے بڑھا، اب اس کے قدم خود بخود اس عمارت کی جانب بڑھنے لگے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

کہتے ہیں جھوٹ کتنا ہی بڑا ہو اسچ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے، برائی کتنی ہی طاقت ور ہو مگر سچ سے زیادہ طاقت ور نہیں ہو سکتی، سچ دیر سے ہی سہی غالب آتا ہے، دیر سے ہی سہی فتح ہوتی ہے، وہ سلطنت.... وہ محل... وہ غرور.... وہ تکبر.... وہ انا.... وہ جھوٹی

شان کا بادشاہ منہ کہ بل گر چکا تھا، زایم ملک کل ہی ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر کورٹ میں پیش ہو چکا تھا اور اس کے تمام اگلے پچھلے گناہوں کی سزا اسے مل چکی تھی، قانون نے اس کو عمر قید کی سزا سنا دی تھی اور وہ اب تک بے یقین تھا کہ چیونٹی نے ہاتھی کو شکست کیسے دی؟ وہ سایکو تھا، وہ ذہنی طور پر بیمار تھا یہ اس کی رپورٹ میں بھی واضح لفظوں میں آیا تھا مگر کورٹ نے اس کو نہیں بخشا تھا۔ بھلے ہی وہ سایکو تھا مگر وہ ان گنت جرایم کر چکا تھا، یہ خبر سوشل میڈیا سے ٹی وی تک تیزی سے پھیل چکی تھی، وہ مشہور بزنس ٹایکون ایک مجرم تھا۔

اکثر جو دکھتے ہیں وہ ہوتے نہیں اور جو ہوتے ہیں وہ دکھتے نہیں یہ مثال زایم ملک پر پوری طرح بھیٹتی تھی جب ہی تو سب ہی دھوکا کھا گۓ تھے اور وہ جرایم کی دنیا میں جرم کرتا گیا تھا، بھلے ہی جن کے ساتھ برا ہو گیا تھا جو اب اس دنیا میں محض اس کی وجہ سے زندہ نہ تھے مگر ان سب کو انصاف مل چکا تھا اور باقیوں کو آزادی زایم ملک کی اس قید سے جس قید پر اسے فخر تھے کہ اس قید سے کوئ نہیں نکل سکتا۔

آرسٹریلیا کے شہر سڈنی میں رہنے والی ایک عام لڑکی علیزے انور نے اللہ کے سہارے برائ کو شکست دے دی تھی اور وہ ہر اس عام لڑکی کے لیے مثال بن گئ تھی جو خود کی طاقت کو پہچان ہی نہیں پاتی۔

اس نے ثابت کر دیا تھا وہ ایک عام لڑکی ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو کر بھی دنیا کی سب سے بڑی دولت سچائی تھی اور پھر کہتے ہیں نا برائی کو زوال تو آتا ہی ہے اور کوئی حق کے لیے جہاد کرنے نکلے تو اللہ اس کا نگہبان ہوتا ہے تو کیسے اللہ اس کو اکیلا چھوڑ دیتا جو اپنی جان کو خطرے میں ڈال سچائی کا جھنڈا اونچا کرنے نکلی تھی، جو مظلموں کو ظلم سے بچانے نکلی تھی، وہ جیسے بھی تھی لاکھ گناہ گار، اس ماڈرن زمانے کی ماڈرن لڑکی مگر اس کے کردار کی پختگی اس واقعے سے آینے کی طرح صاف ہو چکی تھی اور ہدایت دینے والا تو بے شک اللہ ہی ہے۔

ہفتے کا دن تھا، بارشوں کے موسم نے الوداع کر دیا

تھا، وہ سست طبیعت لیے انایا سے فون پر کل کالج نہ آنے کی اسے خبر پہنچا رہی تھی جب انایا نے اسے ٹی وی آن کر کے نیوز لگانے کا کہا۔ وہ نا سمجھی سے اسے بات کرتے ہوئے لاؤنج میں آ کر یوجنا کو نیوز لگانے کا کہتی ہوئی صوفے پر بھیٹ گئی، یوجنا اسکول کا کام کرتی ہوئی چینل چینج کر کے واپس مصروف ہو گئی تبھی علیزے کے تاثرات نہ دیکھ پائی جو چلتی ہوئی خبروں کو دیکھ اور سکرین پر آتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر شاک ہو گئی تھی۔

"یار دیکھا تم نے زایم ملک اریسٹ ہو گیا ہے ہر جگہ یہی نیوز ہے اف مجھے اتنا کوئی دکھ ہو رہا ہے کتنا خوش شکل اور محنتی تھا ابھی حالی میں ہی اس کی کور شوٹ ہوئی تھی اف کیا

لگ رہا تھا کیا پر سنیلٹی تھی دیکھ کر لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ اتنے جرایم کر سکتا ہے یار ابھی تو حالی میں اس کا انٹر ویو آیا تھا کتنے اعتماد سے بات کر رہا تھا کہی سے نہیں لگتا تھا یہ کر منل ہے اف بہت برا ہوا ہیلو زے سن رہی ہو زے؟" انا یا بنا رکے بولے جا رہے تھی جبکہ علیزے کا سارا خون نچڑ کر چہرے پر آ چکا تھا، وہ زایم ملک کی تصویر کو دیکھ اور انگریزی میں کہتی ہوئی نیوز کاسٹر کی آواز سن فون کو مضبوطی سے پکڑے جیسے خود پر ضبط کر رہی تھی۔

"یار یہ نہیں بتا رہے کہ آخر پولس نے پکڑا کیسے جبکہ بار بار یہی کہہ رہے ہیں کہ پولیس کو شک تھا ثبوت تلاش کر رہی تھی خیر خود منہ سے قبول کیا ہے اس نے سوشل میڈیا پر تو جیسے دھوم مچی ہوئی ہے یار کیا واقعی بھیڑیے انسان کا روپ لیے ہمارے درمیان رہتے ہیں اور ان کو ہم آیڈیل مانتے ہیں تمہیں معلوم ہے ایلبرٹ تو اس کی مثالیں دیتا تھا کہ میں بھی ایک دن آسٹریلیا کا نامور بزنس مین بنوں گا زایم ملک کی طرح چہ چہ چہ کیا پتہ..... "علیزے نے اگلے ہی لمحے کال کانٹ دی تھی اور تیزی سے اٹھتے ہوئے یوجنا کے قریب پڑا ریموٹ اٹھائے ٹی وی بند کر دیا، یوجنا نے اچھبنے سے سر اٹھا کر اس کو دیکھا پھر کندھے اچکا کر واپس جھکا لیا۔

"بھ... بھائی کہاں ہے؟" اس نے خود کو کمپوز کیے انہماک سے پڑھتی ہوئی یوجنا سے پوچھا۔

"کمرے میں ہے ابھی آئے ہیں۔" اس نے سرسری سا بتایا۔ علیزے تیزی سے عدیب کے کمرے کی طرف بڑھی اور پہلی بار بنا ناک کیے وہ اندر داخل ہوئی۔

"ہوں ڈیفینیٹلی وی آل ول کم ڈن آفکورس نو ٹیل ہر بائے یار سیلف ریلی؟" عدیب ٹہلتا ہوا خوش اخلاقی سے کسی سے بات کرتا ہوا ایکدم دروازہ کھلنے پر وہ چونکا۔

"بھائی آئی نیڈ ٹو ٹالک یو۔" علیزے دروازہ بند کرتی ہوئی پریشانی سے بولی، عدیب نے الجھ کر اس کو دیکھا پھر سر ہلا کر بات سمیٹ فون رکھ دیا۔

"بھائی باہر نیوز دیکھی ہر چینل پر زایم ملک کے اریسٹ کی نیوز چل رہی ہے اگر... اگر میڈیا نے ہمیں شو کر دیا نہیں بھائی ہم ایسے سامنے نہیں آ سکتے سب کو معلوم ہو جائے گا اور میں نے یہ واہ واہ کے لیے یہ سب نہیں کیا تھا تم پلیز ویکینڈ کو کال کر کے بولو کہ".....

"ریلیکس زے ریلیکس۔" عدیب ہنستا ہوا اسے کندھوں سے تھام بیڈ پر بٹھاتا ہوا بولا علیزے نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"تم ہنس رہے یہاں میری جان نکل رہی ہے اگر ڈیڈ کو معلوم ہو گیا تو".....

"کسی کو کچھ معلوم نہیں ہو گا زے ابھی میں ویکینڈ سے ہی بات کر رہا تھا اس کی ویڈنگ ہے نو تاریخ کو انوایٹ کر رہا تھا۔" وہ مسکرا کر بولا، علیزے نے اٹھتے ہوئے تقریباً چیخی۔

" تمھیں اس کی شادی کی پڑی ہے یہاں ہم "۔۔۔۔۔

"ایک تو تم پوری بات نہیں سنتی۔" عدیب نے بے زاری سے اسے واپس بٹھایا۔

"میڈیا ہمیں تب ڈس کلوز کرے گی جب وہ ہمارے بارے میں جانتی ہو گی ویکینڈ نے میرے کہنے پر سارا کریڈٹ خود پر لے لیا ہے اور پولس کے چند فرد میں یہ بات دب کر رہ گئی ہے کہ چھ جون کی رات کو ہم ادھر تھے تم فکر نہیں کرو ہم کہیں نہیں ہیں ویکینڈ کو میں نے تب ہی کہہ دیا تھا جب یہ پلین بن رہا تھا تبھی اس رات کو میڈیا نہیں تھی۔

علیزے نے سکھ کی سانس لی۔

"اور زایم ملک نے تمام گناہ جو قبول اردو انگریزی مکس میں کیے تھے اس کو مکمل انگریزی میں ٹرانسلیٹ کر لیا گیا ہے وہ ثبوت ہے اور زایم ملک کے جو پالتو کتے تھے ان سب نے سب اگل دیا ہے اس کے سارے گناہ سامنے آچکے ہیں کل ہی کورٹ میں اس کو سزائے قید سنادی گئی ہے۔" عدیب اطمینان سے بتا رہا تھا، علیزے مسکرا دی کہ اسے اچانک یاد آیا۔

"اور وہ سب جو زایم ملک کے بندوں کے پاس قید تھے جن کی اسمگلنگ ہونے والی تھی؟"

"ڈونٹ وری وہ سب آزاد ہو چکے ہیں زایم ملک پوری طرح تباہ ہو چکا ہے سب جگہ ریٹ پڑ چکی ہے اس کے ایک ایک ساتھی کو پولس نے اپنی گرفت میں لے لیا ہے اور اس سب کا کریڈیٹ چونکے ویکینڈ نے ہمارے کہنے پر خود پر لیا ہے تو جناب کی پروموشن ہو گئ ہے کافی خوش تھے اب تو چلو گی نا بیچارے کی شادی میں۔" عدیب نے ہلکے پھلکے انداز میں بات ختم کی۔ علیزے ہنس دی۔

"ہاں ضرور یار ویکینڈ نے ہمارا بہت ساتھ دیا ہے مجھے تو اب تک چھ جون کی رات یاد کرتے کچھ ہو رہا ہے وہ تو شکر ہے ہم وہاں سے دوسرے شہر چلے گۓ تھے ورنہ اگر ڈیڈ کو کچھ معلوم ہوتا یہاں ہماری حالت دیکھتے تو خیر نہیں تھی بھائ ہم نے بہت بڑا خطرہ مول لیا تھا اس دن.... اس دن اگر تم وقت پر نہ آتے تو میری جان چلی جاتی اور اگر اس دن تمہیں گولی لگ جاتی تو؟" وہ یکدم خوف سے بولنے لگی تھی، عدیب نے اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔

"لگ جاتی نا لگی تو نہیں نا اور مجھے وقت پر آنا ہی تھا تمھیں میں کچھ ہونے دیتا اتنا آسان تھا؟" وہ محبت سے بولا تو علیزے مسکرا دی۔

"بھائی تھینک یو سو مچ تم نے میرا ساتھ دیا تم نے مجھے پر یقین کیا یو نو واٹ مجھے لگتا ہے میں دنیا کی سب سے خوش نصیب بہن ہوں جسے اتنا اوپن مائینڈڈ ساتھ دینے والا پارٹنر ان کرائیم دوست ہم راز میرا بھائی ملا ہے۔" وہ دل سے بولی۔ عدیب فخریہ انداز میں کندھے اچکا دیا۔

"بس کبھی غرور نہیں کیا آپ کے بھائی نے۔" اور وہ دونوں ہنس دیے۔

"بھائی تمہیں معلوم ہے دو ہفتوں سے مجھے نیند نہیں آئی ہے میں خواب میں ڈر جاتی ہوں مجھے ایسا لگتا ہے زایم ملک ابھی آجائے گا تمہیں پتہ ہے اس نے ہر ممکن کوشش کی تھی مجھے زیر کرنے کی سب سے پہلا ہتھیار عورت کو زیر کرنے کا تو اس کی عزت پر حملہ ہوتا ہے اس نے وہ بھی کیا تھا وہ لمحہ قیامت تھا اگر اللہ ہمارے ساتھ نہ ہوتا تو شاید ہم دونوں اس وقت ہمارے گھر کی چھت کے نیچے اتنے سکون سے بھیٹے باتیں نہ کر رہے ہوتے میں وہی ختم ہو جاتی مر جاتی سب ختم ہو جاتا۔" وہ آنکھوں میں آنسو لیے کہہ رہی تھی اور عدیب نے اسے روکا نہیں تھا، وہ جانتا تھا کہ وہ کتنی ڈسٹرب ہے وہ اسے سب کہہ دینا چاہتا تھا کیونکہ گھر لوٹنے کے بعد وہ دونوں ہی سب سے سب چھپائے ہوئے تھے اور مصروف بھی ہو گئے تھے مگر دونوں ہی جانتے تھے کہ دونوں

اب تک اس رات کے سیاہ سائے سے اب تک نہیں نکلے ہیں، ذہنی طور پر وہ دونوں ہی بے حد مضطرب تھے۔

عدیب کو بھی وہ لمحہ قیامت ہی لگتا تھا جب وہ علیزے کو بازؤں میں اٹھائے اس جہنم سے نکل کر لے جارہا تھا جبکہ اس کے جسم میں جان باقی نہ رہی تھی مگر وہ حیران تھا کہ اللہ نے اس وقت اس کے جسم میں ایسی جان ڈالی کہ نہ صرف وہ خود بھاگا بلکہ علیزے کے وزن کو بھی اٹھائے آگ سے بچتے بچاتے بھاگ رہا تھا، دونوں ہی بے حد شکر گزار تھے اور ٹھیک ہونے کے بعد سب سے پہلا کام دونوں نے شکرانے کے نوافل ادا کرنے کا کیا تھا۔

اسے پہلے عدیب جواب دیتا اس کو فون بج اٹھا ایک ضروری کال کو دیکھ وہ علیزے کو ایک منٹ کا کہتا ہوا اس کے سر پر تھپکی دیتے ہوئے باہر نکل گیا جبکہ وہ ویسے ہی بھیٹی اپنے ہتھیلوں کو دیکھ آنسوں بہاتی چھ جون کی رات ذہن کے پردے میں چلتی فلم کی طرح دیکھنے لگی۔

"یہ... یہ ہے تم عورتوں کی اوقات کمزور لاغر مردوں پر انحصار کیا کہا تھا اں پھول مسل بھی دو تو خوشبو نہیں جاتی "....

"علیزے بے بی تم جانتی ہو ابھی کچھ دن پہلے میرے بندوں کی قید میں کچھ تمہاری جیسی سو کالڈ بہادر لڑکی آئی تھی بیچاری نے اغوا ہونے کے بعد ہر کوشش کی تھی خود کو اور باقی سب لڑکیوں کو چھڑانے کی اس نے بھی اسی طرح مجھ پر اٹیک کرنے کی کوشش کی تھی جب میں اس کا حسن دیکھنے اس کے پاس گیا تھا۔"

"جانتی ہو وہ بھی یہ ڈایلاگ بازی کر رہی تھی یہ مضبوط عورت مرد کے برابر ہے اب یہ وہ لیکن پھر پتہ میں نے کیا کیا۔"

"میں نے اس کے ساتھ وہ سب کیا جو تمہارے ساتھ کیا پھر میں نے اس کو زندہ جلایا اور جانتی ہو ان سب لڑکیوں کے سامنے جلایا جن کو وہ بچانا چاہتی تھی اور جن کو وہ میری قید سے نکلنے کے لیے ہمت دلا رہی تھی ان سب کی آنکھوں سے اسے زندہ جلتے دیکھا۔"

"یہ انجام ہوتا ہے ان کا جو بکواس کرتی ہیں زایم ملک کی قید سے نکلنا چاہتی ہے۔"

"کیا عورت واقعی اتنی کمزور ہوتی کہ کہ وہ مساوات کے لیے آواز نہیں اٹھا سکتی کیا واقعی عورت مرد کی ایک مار ہوتی ہے کیا واقعی مرد اتنا حاکم ہوتا ہے کہ لمحوں میں عزت چھین لیتا ہے اور برابری کی باتیں کرنے والی مساوات کی قایل عورت پل بھر میں سب کچھ کھو دیتی ہے کیا واقعی مرد اتنا طاقت ور اور عورت اتنی کمزور ہوتی ہے؟"اس کے رونے

میں شدت آچکی تھی، وہ بے شک بہت خوش تھی مطمعین تھی کہ زایم ملک کو اس کے گناہوں کی سزا مل گئی مگر ابھی بھی زایم ملک کی باتیں اس کے ذہن سے جا نہیں رہی تھی ابھی وہ قیامت خیز لمحہ آنکھوں سے نہیں جا رہا تھا جب اعتماد سے بھرپور علیزے جو مرد عورت کو برابر سمجھتی ہے اس پر لمحوں میں زایم ملک قابض ہو گیا تھا، لمحوں میں اپنی عزت جانے کا خطرہ ناگن کی طرح ڈسنے لگا تھا، لمحوں میں وہ آسمان سے زمین پر گری تھی اور سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ وہ چاہے ہر طرح مضبوط ہو سکتی ہے، چاہے ہر طرح مرد سے آگے یا برابر ہو سکتی ہے مگر اس چیز پر وہ مرد سے ہمیشہ پیچھے اور نیچے رہے گی۔

قرآن میں مرد حاکم ہے ضرور لکھا ہے تو کیا یہ حاکمیت ہے مرد کی؟ وہ جیسے سوالات کے زد میں آگئی تھی، وہ جیسے دل ہی دل میں اللہ سے اپنے زہن میں پنپتے ہوئے سوالوں کے بے خیالی میں جواب مانگنے لگی تھی۔

"علیزے کہاں ہو کب سے ڈھونڈ رہی ہوں۔" دروازہ کھول اندر آتی ہوئی رایمہ کی آواز پر وہ جیسے خیالات سے باہر آئی اور جلدی سے اپنے آنسوؤں کو پونچھا۔

"ہاں یہی بھائی کے کمرے میں تھی کیا ہوا؟" وہ جلدی سے بولی۔

"کیا ہوا تم رو رہی تھی؟" رایمہ اس کی سرخ آنکھیں دیکھ ٹھٹکی۔

"نہیں وہ بس الیرجی ہورہی ہے تم یہ چھوڑو بتاؤ کیا ہوا کیوں ڈھونڈ رہی تھی۔"اس نے ناک سے مکھی اڑھائ۔

"یار وہ صوفیہ باجی نہیں ہے؟"رایمہ اس کے قریب بھیٹ پریشانی سے بولی۔

"ہاں وہ ڈیڈ کے فرینڈ کی بیٹی نا صوفیہ باجی کیا ہوا ان کو کچھ ہوا ہے شی واز پریگننٹ رایٹ؟"علیزے ذہن پر زور دے کر پوچھنے لگی۔

"ہاں بیٹی ہوئ ہے۔"رایمہ نے آہستگی سے جواب دیا۔

"ماشاللہ کانگریٹس ٹو ہر کتنی مشکلوں کے بعد ہوئ ہے بیچاری نے اٹھارہ سال انتظار کیا تھا آئم سو ہیپی۔"علیزے خوشی سے مسکرائ۔

"لیکن....."وہ رکی۔

"ہوں؟"

"ان کا ڈلیوری کے وقت انتقال ہو گیا ہے۔"علیزے نے چونک کر رایمہ کو دیکھا جو نم آنکھوں سے آہستگی سے کہہ رہی تھی،علیزے چند لمحے کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی۔

"یااللہ۔"وہ افسوس کرتی رہ گئ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ہاں تمہیں پتہ ہے ان کی ڈیلوری نیکسٹ ٹو امپاسبل تھی ڈاکٹرز نے کہہ دیا تھا کہ ابارشن کرنا ہوگا کیونکہ جان کو خطرہ ہو سکتا ہے اور تکلیف تو پوچھو ہی نہیں مگر انہوں نے انکار کر دیا ان کے ہسبینڈ نے بھی اتنا سمجھایا مگر ان کو اٹھارہ سال بعد یہ خوشی ملی تھی وہ ضایع نہیں کرنا چاہتی تھی ڈیلوری کے دوران وہ سخت مراحل سے گزری اور بیٹی کے بعد بھی کچھ دیر زندہ رہی آنٹی بتا رہی ہیں انہوں نے اپنی بیٹی کو گود میں بھی لیا پیار بھی کیا اس کو اور روئی بھی اور پھر گھنٹے بعد وہ......" رایمہ بولتے بولتے چپ ہو گئی، علیزے غیر مرئی نقطے کو تکتی جیسے کسی اور جہاں میں پہنچ گئی۔

"اور پتہ ہے سادیہ باجی کو بریسٹ کینسر ہو گیا۔" ایک اور بری خبر رایمہ نے دی، علیزے نے چونک کر اسے دیکھا۔

"رایمہ عورت کتنی تکلیف برداشت کرتی ہے اپنے وجود سے ایک انسان کو پیدا کرنا ہو ڈومیسٹک وایلنس فزیکلی اموشنلی مینٹلی ہر مہینے پریڈز کریمپز ہو بریسٹ کینسر ہو ریپ ہو اور....." وہ رکی، رایمہ اس کو غور سے دیکھنے لگی، علیزے کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

"علیزے کیا ہوا؟" رایمہ نے آگے بڑھ کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"رایمہ عورت کو اس سب کے باوجود کمزور کیوں کہا جاتا ہے؟" وہ بے حد دھیمے سے سوال کیے بلک بلک کر روتی ہوئی رایمہ کے سینے سے لگ گئ جبکہ وہ حیران اس کو اس طرح روتا ہوا دیکھ وہی ساکت ہو گئ۔

"کیوں کیوں کیوں؟" وہ یکدم پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

"علیزے کس نے کہا بالکل نہیں عورت کمزور نہیں ہوتی۔" رایمہ نے اس الگ کرتے ہوئے اس کے آنسوں پونچھتے ہوئے کہا۔ وہ خود بھی رونے لگی تھی۔

"تو پھر کہا کیوں جاتا ہے کیوں اس کو پیروں میں روندھ دیا جاتا ہے کیوں اس پر زمے داریوں کا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے کیوں اس پر خاندان بھر کی عزت کا بوجھ ڈال دیا تھا کیوں جب بیٹی باہر نکلتی ہے تو کہا جاتا ہے اپنی عزت کی حفاظت کرنا کیونکہ تمہاری عزت ہماری عزت ہے کیوں جب بیٹا باہر نکلتا ہے تو اسے نہیں کہا جاتا کہ کسی اور کی عزت پر گندی نظر نہ ڈالتا کیوں کیوں یہ فرق کیا جاتا کیوں آج بھی بیٹی کے پیدا ہونے پر برا منایا جاتا ہے اور بیٹے کے پیدا ہونے ہر جشن کیوں آج بھی لڑکی کا باہر کام کرنا اور لڑکے کا گھر کا کام کرنا برا مانا جاتا ہے کیوں یہ اصول یہ روایت کو بدلا نہیں جاتا کیوں ہمیں سوال اٹھانے کی اجازت نہیں دی جاتی کیوں ہم محفوظ نہیں ہے کیوں ہمیں نفس کی تسکین سمجھا جاتا ہے کیوں ہمیں بہن بیٹی ماں بیوی سے پکارا جاتا ہے کیوں ہمیں انسان

کہہ کر نہیں پکارا جاتا کیوں دنیا جہاں کی گالیاں ماں سے شروع ہو کر بہن پر ختم ہوتی ہے باپ سے شروع اور بھائی پر ختم نہیں ہوتی کیوں؟" وہ چیختے ہوئے جیسے سارا غبار نکال رہی تھی، بچپن سے لے کر اب تک باہر ملک رہنے کے باوجود وہ یہ سب دیکھتی آرہی تھی، سنتی آرہی تھی اور برداشت کرتی آرہی تھی، دنیا کے کونے کونے میں یہی تو سب تھا، کہاں آزادی تھی؟

"کیوں عورت کی آزادی کو بے حیائی سمجھا جاتا ہے کیوں ایک لڑکی سے پہلے سوال اس کے گھریلو کام کاج اور شادی کے بارے میں کیا جاتا ہے کیا ہماری کوئی انفرادی حیثیت نہیں ہے کیا ہمارے خواب نہیں ہے کیا ہم کما نہیں سکتے کیا ہم قابل نہیں ہو سکتے کیوں ہمیں بچپن سے لے کر مرنے تک اپنی عزت کی حفاظت کرتے رہنی ہوتی اور.... اور اب تو مرنے کے بعد بھی ہماری عزت محفوظ نہیں رہتی کہاں جائیں ہم کدھر جایں ہاں کدھر جائیں یہ حیا صرف عورت کا گہنا ہے یہی کیوں کہا جاتا ہے کیا مرد کا گہنا نہیں ہے کیوں ان مردوں کا اسلام عورت کے پردے سے شروع ہو کر چار شادیوں پر ختم ہوتا ہے پھر کہتے ہیں ناٹ آل مین بٹ ایوری وومین رایمہ مرد ہی اپنے جنس سے اپنی ماں بہنوں کو بچاتا ہے مخالف جنس سے نہیں کیونکہ خطرہ ہمیں اسی جنس سے زیادہ ہوتا ہے ہاں ٹھیک ہے مانتی ہوں ناٹ آل مین بٹ آل وومین آل وومین رایمہ آل وومین ایسی کوئی

عورت بچی لڑکی نہیں ہو گی دنیا میں جس نے کبھی ہیر سنگ کو فیس نہ کیا ہو کیوں ؟"

رایمہ لاجواب تھی، وہ کچھ نہیں کہہ سکی، وہ کچھ کہہ ہی سکتی تھی کیونکہ یہاں پر بحث نہیں ہو سکتی تھی، یہاں بحث کی کوئی جگہ ہی نہیں تھی۔

"اور تمہیں پتہ ہے رایمہ صرف مرد نہیں عورتیں دوسری عورتوں کو گراتی ہیں ہمارے گھر میں دادی نانی ہماری ماں وہی سب سے پہلے ہمارے پر کانٹتی ہیں ہمیں اڑنے نہیں دیا جاتا ہاں ایسا ہر جگہ نہیں ہوتا ہو گا لیکن زیادہ تر ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ شاید ان کے بھی پر کانٹے گ ئے ہوتے ہیں یہ صدیوں سے چلتا آرہا ہے ہم خوش نصیب ہے رایمہ کہ ہمارے باپ بھائی ایسے نہیں مگر ہر کوئی خوش نصیب تھوڑی ہوتا ہے آج بھی لڑکیاں تعلیم سے محروم ہیں آج بھی ان کا مقام کچھ نہیں ہے یہ کب بدلے گا کب کیا اللہ نے یہ مقام دیا ہے عورت کو کیا عورت پر ہاتھ اٹھا کر مردانگی دکھانے سے مرد حاکم ہوتا ہے یا اس کے سر پر سے چادر کھینچ کر اس کی عزت لوٹنے والا مرد حاکم ہوتا ہے ؟"

رایمہ نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ سب کچھ کتنا نارمل ہے رایمہ کوئی بھی مردانا میں آکر آپ کی عزت لوٹ سکتا ہے۔" رایمہ نے گہری سانس لی۔

"شاید ٹھیک کہہ رہی ہیں آپی آپ آج ہی میں ایک ناول پڑھ رہی تھی آپ جانتی ہیں اس میں ہیرو کو ہیروئین پسند آئی بہت پسند آئی اور پھر اس کو بس وہی چاہیے تھی بس وہی اس نے اس کو کہا تو ہیرون نے منع کر دیا کیونکہ ہیروئین کو ہیرو نہیں چاہیے تھا تو اس نے اس کا اغوا کیا اغوا کر کے نکاح کیا پھر.... پھر اس کو کسی اور سے بات کرنے سے تک منع کر دیا اس کو قید کر لیا وہ کہتا تھا کہ صرف تم مجھ سے ہی بات کرو گی میرے سامنے ہی رہو گی مجھے ہی پسند کرو گی میرا تم پر حق ہے اور وہ کچھ کہتی تو اس کو مارتا پھر معافی مانگتا اور پھر آہستہ آہستہ ہیروئین کو بھی محبت ہو گئی اور ہیپی اینڈنگ وہاں سب لڑکیاں بہت خوش تھیں بہت تعریف تھی اس ناول کی لیکن مجھے سمجھ نہیں آیا یہ ہوا کیا تھا آپی کیا یہ صحیح ہے کیا کل کو کوئی بھی مجھے اغوا کر کے نکاح کر سکتا ہے زبردستی کیونکہ میں اس کو پسند آ گئی؟" یوجنا معصومیت سے پوچھتی ہوئی اس کے سامنے آ کر بھیٹ گئی تھی، علیزے اور رایمہ نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"نہیں یوج یہ غلط ہے یہ سراسر غلط ہے۔" علیزے نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما۔

"غلط اگر غلط ہوتا تو وہ اتنی مشہور میچیور رائٹر تھوڑی نہ لکھتیں اور اتنے کمنٹس اور لائکس بھی نہ اتے سب کی فیورٹ ہیں وہ تو آپی کیا اگر ایسا ہوا تو میں بھی اسے محبت

کرنے لگ جاؤں گی لیکن اگر وہ مجھے بولے گا کہ میں جسٹن روبی کسی سے بات نہیں کر سکتی تو مجھے اپنے دوستوں کو چھوڑنا پڑے گا آپی وہ دونوں تو میرے بیسٹ فرینڈ ہیں نا آپی تو کیا مجھے مار بھی کھانی پڑے گی میں کبھی اپنی لائف انجوائے نہیں کر سکوں گی؟" وہ بے حد معصومیت سے تیرہ سال کی بچی علیزے سے پوچھ رہی تھی اور علیزے ششدر رہ رایمہ کو دیکھتی رہ گئی۔

"نہیں یوج نہیں یہ غلط یوج ایک بات یاد رکھو میری جان برائی کے ساتھ گر پوری دنیا بھی کھڑی ہو جائے تو وہ برائی ہی ہوتی ہے کسی کا یوں حق جمانا زبردستی شادی کرنا مٹیریل ریپ کرنا یوں ٹاسک بے ہیویر کبھی بھی صحیح نہیں ہو سکتا یہ ناقابل قبول ہے یہ جو دکھایا جا رہا ہے اس سب کو نہیں پڑھو آیندہ نہیں پڑھو گی وعدہ کرو؟" علیزے پریشانی سے اس کا چہرہ تھامتی ہوئی بولی۔

"ٹھیک ہے میں نہیں پڑھوں گی لیکن وہ رایٹر بہت اچھی ہے ضرور انہوں نے غلطی سے لکھ دیا ہو گا۔" وہ سر ہلا کر سوچتے ہوئے بولی، علیزے نے رایمہ کو دیکھا رایمہ نے علیزے کو۔

"میں نے کہا تھا رایمہ عورت عورت کو گراتی ہے جب ایک لڑکی ہو کر وہ یہ سب لکھ سکتی ہے یہ جان کر بھی کہ وہ بھی اس صورتحال میں ہو سکتی ہے تو تم کیسے امید کر سکتی ہو

کہ ہمیں مساوات ملے گی یہ پڑھ رہا ہے ایسے کچے زہنوں پر اثر یہ۔" رائمہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

"لیکم علیزے پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتیں ہم بھی تو ہیں۔" رائم نے کہا۔

"ہاں میں جانتی ہوں........ "موضوع کہاں سے کہاں چلا گیا تھا کسی کو خبر نہ ہوئی تھی، اسے پہلے علیزے کا جملہ پورا ہوتا عدیب آیا۔

"ہیلو لیڈیز آئی گاٹ سمتھنگ۔" عدیب جوش سے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ تینوں چونکیں اور رائمہ علیزے نے اپنے آنسو صاف کیے۔

"کیا برو؟" علیزے نے سر جھٹک یوجنا کو اپنے سے لگاتے پیار سے پوچھا۔

"آپ کے بھائی نے ویکیشنز کے لیے ٹکٹ بک کر دیے ہیں ہم سب جا رہے ہیں ویکیشنز پر یورپ۔" عدیب کا کہنا تھا کہ یوجنا علیزے سے الگ ہوتی ہوئی چلا اٹھی۔

"یس بھائی یس ویکیشنز یاہو۔"

"نہیں نہیں یوج کا اسکول ہے اور میرا ابھی یونی علیزے تمھاری بھی کالج ہے۔" رائمہ نے فوراً ٹوکا۔

"نہیں رایمہ بھائی ٹھیک کہہ رہا ہے یہ ویکیشنز بہت ضروری ہے اور کیوں ہے یہ میں تمہیں بتاؤں گی مگر تم ری ایکٹ نہیں کرو گی پکا؟"علیزے جانتی تھی رایمہ کا انکار اٹل ہوتا ہے اسیلیے اس نے جلدی سے کہا۔ وہ الجھ کر دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے؟"اس نے پوچھا ویسے بھی اسے کئی دن سے علیزے عدیب کا کچھ ڈسٹرب رویہ محسوس ہو رہا تھا، وہ لوگ یہاں ہو کر بھی نہیں ہوتے تھے اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے علیزے کی مسکراہٹ نقلی ہو۔

"یوج آپ جاؤ باہر بکس سمیٹو اور چاکلیٹ کا ڈبہ لیتے آنا مووی دیکھیں گے۔"عدیب نے جان بوجھ کر یوجنا کو باہر بھیجا اور پھر وہ دونوں رایمہ کی طرف متوجہ ہوئے جو سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"وہ دراصل رایمہ دیکھو ڈیڈ کو مت بتانا دراصل........"اور پھر رایمہ کو انہوں نے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ ملا کر بتایا جس پر اس نے کافی ردِ عمل دیا مگر ان دونوں نے سنبھال لیا اور کچھ ہی دنوں میں وہ سارے بہن بھائی ویکیشنز پر نکل گ ئے جسے علیزے کا ڈپریشن قدرِ بہتر ہوا اور عدیب بھی آہستہ آہستہ چند مہینوں میں بیک ٹو نارمل لائف آگیا اور ان دونوں نے برا خواب سمجھ کر چھ جون کی رات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بھلا دی

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر وہ اس وقت اتنے سال پہلے نہیں جانتے تھے کہ یہ رات صبح بن کر ضرور لوٹے گی کیونکہ ابھی زایم ملک کا بدلہ باقی تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

اس نے آہستگی سے پلکوں کی باڑ اٹھائی تو دھندلہ چھٹتا ہوا منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا، سر چکرانے لگا، اسے بے اختیار الٹیاں آنے لگیں، وہ آگے کو جھکنے لگی مگر جھک نہیں پائی، اس کے حواس بیدار ہونا شروع ہوئے، علیزے نے سر جھکایا اور آنکھیں سختی سے میچ کر کھولیں تو دیکھا اس کی کلائی رسیوں میں جکڑی ہوئی ہیں، وہ بری طرح چونکی اور یکدم سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو بھونچکا رہ گئی۔

تھوڑی پر ہاتھوں کی مٹھی بنائے رکھے وہ اس کو یک ٹک دیکھ رہی تھی، جلتی ہوئی آنکھیں اس بات کا اشارہ تھی کہ اس وقت وہ کتنی جنونی تھی، چادر میں لپٹی ماورہ اسے بغیر پلکیں جھپکائیں مجسمہ بنی دیکھ رہی تھی، علیزے کے چاروں اور خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

"ما....ماورہ تم.... تم۔" اس نے بامشکل آتی ہوئی الٹیوں کو ضبط کر کے لڑکھڑاتی زبان سے پوچھا اور تیزی سے ارد گرد دیکھا، یہ کنڈھر سا کمرہ تھا جدھر ایک پیلا بلب لٹکا جل

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE

رہا تھا، علیزے کو اچانک سب یاد آنے لگا، ابھی وہ تھوڑی دیر پہلے تک تو وہ بحری جہاز کے سامنے بھیٹی عدیب کو جنت کو لیے نکلتے ہوئے دیکھ رہی تھی ہاں.... زایم ملک کا بلانا.... شاہ زیب ویٹسن زید کا جانا.... پیچھے اس کا دانیال کے ساتھ جانا...

بارش.... آگ.... اچانک عدیب اور جنت کا بچ کر باہر نکل آنا..... بہتی ہوئی آنکھوں کو آسمان پر ٹکا کر اس کا ہاتھ پھیلانا اور پھر.... پھر کیا ہوا تھا؟ علیزے نے دماغ پر زور ڈالنا چاہا مگر دماغ میں جیسے ٹھینسے اٹھنے لگی.... پھر.... پھر ہاں اچانک اس کے منہ پر رومال کسی نے رکھا تھا اور اس نے مزاحمت کی تھی مگر.... مگر اگلے لمحے کیا ہوا تھا؟ اگلے لمحے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی تھی، معاً باہر بجلی کڑکی تھی، علیزے بری طرح چونکی یعنی وقت نہیں گزرا تھا، وقت تھما ہوا تھا، آسمان اب تک برس رہا تھا۔ وہ کہاں تھی؟ کیا وہ اغوا ہو چکی تھی؟ لیکن ماورہ.... اس کی نظریں تیزی سے واپس مجسمہ بنی ماورہ پر گئیں جو ہر تاثرات سے عاری اسے ویسی ہی تک رہی تھی مگر اس کی آنکھیں.... اس کی آنکھوں میں جیسے آتش فشاں پھٹ رہا تھا۔

"ماو.... ماورہ تم یہا.... یہاں یہ شاہ... شاہ زیب۔" اسے ماورہ سے خوف آنے لگا، وہ کیوں کوئی ردِ عمل نہیں دے رہی تھی؟ وہ اس طرح اسے کیوں گھور رہی تھی؟ کیا ماورہ اس سب کے پیچھے تھی؟ کیا ماورہ نے اپنی حسد میں آکر تو نہیں اسے اغوا کروایا تھا کہ وہ

یہ بچہ مار دے؟علیزے بے ساختہ تیزی سے سر ہلانے لگی، نہیں وہ اس بچہ کو کچھ نہیں ہونے دے سکتی تھی۔

"ماورہ ماورہ پلیز میرے ہاتھ کھو... کھولو پلیز ماورہ یہاں سے چلو یہ... یہ سب خطرناک ہے ہمیں خطرہ ہے پلیز تم... تم نے مجھے یہاں؟" وہ گبھراتے ہوئے چلانے لگی تھی مگر ماورہ کے وجود میں جنبش نہ ہوئی تھی۔

باہر برستے طوفان کی آواز جیسے خوفناک ماحول بنا رہی تھی۔

علیزے پوری قوت سے اپنے کلایاں چڑھانے لگی مگر مضبوط رسی نے اس کی کلایوں پر نشان چھوڑ دیے تھے، وہ مچلی، کرسی بھی آواز پیدا کرنے لگی۔

"شاہ.... شاہ زیب شاہ زیب۔" وہ ہراساں نگاہوں سے ماورہ کو دیکھ بے ساختہ چلائی اور اسی پل ماورہ اسے بھی زیادہ اونچی آواز میں چلائی۔

"چپ کر۔" علیزے چونک کر یکدم چپ ہوئی۔

"ایک اور بار تو میرے شوہر کا نام اپنے منہ سے نہیں نکالے گی کم از کم مرنے سے پہلے تو بالکل نہیں۔" علیزے کی آنکھیں پھیل گئی، یعنی وہ جو سوچ رہی تھی وہی سچ تھا، ماورہ حسد میں پاگل ہو چکی تھی، وہ اس کو مارنے پر تل چکی تھی۔

"یہ..... یہ کیا کہہ رہی ہو تم ایسا نہیں کر سکتی تم یہاں کیسے آئی ہو اور شاہ زیب..... شاہ زیب کو معلوم ہو گا تو وہ تم سے بہت برا پیش آئے گا دیکھو مجھے جانے دو میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔" وہ رونے لگی تھی۔

"کیا بگاڑا ہے؟" ماورہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا، گیلے بال صبیح چہرے پر چپکے تھے، وہ واقعی حسین تھی اتنی حسین کہ اس کا حسن ماورہ کے اندر مزید شعلے بڑھکانے لگا، اسی حسن پر تو اس کے شاہ جی مرے ہوں گے ہیں نا؟ وہ اسے سوچتی ہوئی دیکھتے گئی کہ یکدم بولی۔

"اس حسن نے بگاڑا ہے اس حسن کی وجہ سے شاہ جی کو تو نے مجھ سے چھین لیا میرا سب کچھ تباہ کر دیا میرے سے میرا شوہر چھین گئی تو۔" وہ ہلک کے بل چلائی، علیزے کی سٹی گم ہو چکی تھی، وہ سانس روکے اسے دیکھے گئی جو کسی سائیکو کی طرح کھڑے ہوتی اب اس کے ارد گرد چل رہی تھی۔

"تو جانتی ہے چار سال... چار سال سے میں نے شاہ جی کی تمنا کی تھی جب سے میں بخت حویلی آئی تھی ان کو جب میں نے پہلی بار بڑی گاڑی سے اترتے دیکھا تھا تو وہ کسی شہزادے سے کم نہ لگے تھے لیکن پھر مجھے احساس ہوا کہ ایک کمتر ملازمہ شہزادے کے خواب نہیں دیکھ سکتی۔" وہ افسوس سے بولتی ہوئی اس کے گرد چکر لگا رہی

تھی، علیزے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتی ہوئی اسے خوف سے تکتی گئی جو مزید کہہ رہی تھی۔

"لیکن پھر ان کو بار بار دیکھا میں نے شاید قسمت بھی یہی چاہتی تھی کہ ماورہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت بنے اسیلیے تو وہ بار بار میری نظروں کے سامنے آتے اور میرا دل بے قابو ہونے لگتا یہ نام یہ شہرت جوان کی تھی وہ میری ہو سکتی تھی میں بخت حویلی کی بڑی بہو ہو سکتی ہے میں ایک شاندار شہزادے کی بیوی ہو سکتی تھی میں حاصل کر سکتی تھی لیکن... لیکن کیسے یہ تو ممکن ہی نہیں تھا۔" وہ کہتی کہتی دوسرے جہاں میں پہنچ گئی، علیزے نے تھوک نگلا، بے شک اس کا اور ماورہ نے بہت کم آمنا سامنا ہوا تھا مگر جب بھی ہوا تھا ماورہ کی جنونیت اسے اندر تک کنکپانے پر مجبور کر دیتی تھی جیسے ابھی وہ کنکپانے لگی تھی۔

"لیکن میں نے ہار نہ مانی میں صحیح وقت کا انتظار کرتی رہی اور اس بڑھی کی خدمت کرتی رہی کیونکہ شاہ جی اسے بہت مان دیتے تھے اسیلیے مجھے معلوم تھا کہ ایک نہ ایک دن قسمت ضرور مہربان ہو گی اور پھر وہ وقت بھی آگیا جب تو یہاں آئی تو مجھے تجھے دیکھ بہت غصہ آیا کیونکہ تیرا نام شاہ جی کے نام سے بچپن سے جڑا تھا اور یہ تو حویلی کی دیواروں تک کو پتہ تھا۔" علیزے نے لب دباتے ہوئے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"جب اس بڈھی نے وہ برسوں پرانی رسم یاد دلائی اور تیری شاہ جی سے شادی کروانی چاہی تو میرا بس نہیں چلا کہ میں سارے جہاں میں آگ لگا دوں۔" وہ جونہی چیخی تو علیزے بری طرح ڈر کر رونے لگی۔

"لیکن پھر تو ٹھہری بے حیا تو کیسے میرے حیادار شاہ جی کا لباس بن سکتی تھی وہ حق تو مجھے حاصل تھا اور پھر میں نے موقع کا بھرپور فایدہ اٹھا کر اس بڈھی کو باتوں سے لے لیا اور شاہ جی میرے ہو گئے میرے صرف ماورہ کے وہ رتبہ وہ شان وہ سب میرا ہو گیا میں مزید کمتر ملازمہ نہیں مالکن بن گئی۔" وہ پھر آہستگی سے بولتی ہوئی واپس اپنی کرسی پر جا بیٹھی، علیزے حیرت و خوف سے اسے سن رہی تھی۔

"مگر پھر.... پھر قسمت نے دغا کیا اور میرے شاہ جی حصوں میں بٹ گئے جن پر پورا میرا حق تھا وہ میرا حق نہیں رہا تو.... تو خالی ہو کر بھی بھر گئی اور میں بھر کر بھی خالی ہو گئی کیونکہ تیرے پاس شاہ جی کی محبت اندھی محبت تھی اور میرے پاس کیا تھا ایک سمجھوتا نہیں.... نہیں شاہ جی نے میرا وعدہ توڑا انہوں نے تجھے محبت دی اور پھر یہ بچہ یہ بچہ جو میرا نہیں ہو سکتا جو خوشی میں نہیں دے سکی وہ تو نے دے دی تو نے پوری طرح انہیں ہڑپ لیا تو نے میری ہنستی کھیلتی زندگی اجاڑ دی تو نے میرے شاہ جی کو چھین لیا۔" وہ یکدم آگے بڑھ اس کا گلہ دبا گئی، علیزے ہاتھ تک نہ ہلا سکی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"میری خوشیاں چھین لی میرے شاہ جی کو چھین کیا کیوں کیوں چڑیل کیوں آئی تو ان کی زندگی میں واپس رہتی نا اپنے انگریز ملک میں رہتی نا وہاں کیوں کیوں کیوں۔" گلے پر دباؤ بڑھتا گیا، علیزے چڑیا کی مانند پڑھ پھڑانے لگی، اس کی آنکھیں چڑھ گئیں۔

"رک جاؤ ماورہ۔" اچانک پیچھے سے آتی ہوئی آواز پر وہ جو سرخ آنکھوں سے چلاتی ہوئی علیزے کو موت کے گھاٹ اتار رہی تھی تھم گئی اور پیچھے مڑ کر زہریلی نگاہوں سے زایم ملک کو دیکھا جو مسکرا کر جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

"کیوں روک رہے ہو مجھے اسی مقصد سے آئی ہوں میں اس کو ختم کر دوں گی میرے اور شاہ جی کے درمیان کا کانٹا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکال کر باہر پھینک دوں گی۔" وہ پیچھے ہٹ کر پوری قوت سے چلاتے ہوئے کہہ رہی تھی، چادر ایک جانب زمین پر لڑھک چکی تھی۔

علیزے بری طرح کھانسے لگی تھی، وہ پوری سرخ ہو چکی تھی، آنکھیں لبالب پانی سے بھر چکی تھی، گلے میں جیسے کانٹے آ چکے تھے۔

"اس بچہ کو بھی اسی کے ساتھ ختم کر دوں گی۔" وہ چلا رہی تھی، زایم ملک ہنستا ہوا اطمینان سے چلتا ہوا آیا۔

"اتنی بھی جلدی کیا ہے کچھ میرے بھی حساب ہے وہ تو پورے کرنے دو۔" وہ معنی خیزی سے بولا۔ علیزے نے آنکھیں پھاڑے زایم ملک اور ماورہ کو دیکھا، دونوں دشمن کھڑے تھے اور وہ رسیوں میں جکڑی بے حال تھی اور اس کے پیٹ میں بچہ تھا، یہ کیسی صورتحال تھی؟ وہ روتے ہوئے دل ہی دل میں اللہ کو مدد کے لیے پکارنے لگی۔

"ہاں تو علیزے مادام کیا حال چال ہے؟" زایم ملک ماورہ کی جگہ بھیٹ کر اپنا چہرہ اسے کے چہرے کے بے حد قریب کرتے ہوئے بولا، علیزے نے آنکھیں میچ لیں، کاش... کاش اس وقت شاہ زیب ہوتا.... وہ اسے ڈھونڈ رہا ہوگا.... کیا اسے معلوم ہوتا کہ اس کی پہلی بیوا اس کی دوسری بیوی کے دشمن کے ساتھ مل کر اس کی محبت اور اس کے بچہ کو موت دینے کے منصوبے بنا رہے ہیں؟ کیا وہ ادھر چپ چاپ مر جائے گی؟ کیا اس کا بچہ بھی اس کے ساتھ ہی مر جائے گا؟ علیزے کا دل شدت سے کانپنے لگا، جسم سے جیسے جان فنا ہونے لگی۔

"جلدی کرو مجھے اسے اپر پہچانا ہے۔" ماورہ زایم ملک پر ایک غلط نظر ڈال کمرے کے کونے میں گئی اور جانے کہاں سے پستول اٹھا کر آئی، علیزے کی سانسیں اٹک گئیں۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زای... زایم ملک یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے ہو اگر مجھ... مجھے کچھ ہوا یا میرے بچہ کو تو شاہ زیب تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا کسی کو نہیں۔" وہ لب کچلتے ہوئے تنبیہہ کرنے لگی جس پر زایم ملک کا ایک جاندار قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔

"چھوڑے گا تو تب نا وہ جب پکڑے گا۔" زایم ملک اس کی تنبیہہ سے حظ اٹھاتا ہوا بولا، علیزے نے نفرت سے اس کو دیکھا پھر جلدی سے ماورہ کی جانب دیکھا جو لوڈ ہوئی پستول کو چمکتی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"ماورہ میری بات سنو پلیز ایک بار سنو اس درندے کا ساتھ مت دو دیکھو تمہیں مجھ سے جو بھی گلہ ہے ہم بات کریں گے اور.... اور میں..... میں نے کبھی تمہارا برا نہیں چاہا اور تمہیں یہ پرابلم ہے نا کہ شاہ زیب صرف تمہارا نہیں ہے تو میرا یقین کرو وہ صرف تمہارا ہی ہو گا اب کیونکہ ہم دونوں کی طلاق ہونے والی ہے وہ صرف تمہارا ہو گا اور یہ بچہ یہ بچہ بھی تم دونوں کا ہو گا پلیز... پلیز اس کو مت کچھ کرو آئی بیگ یو پلیز تمہارے شاہ جی کی اس میں جان بستی ہے پلیز۔" وہ منت کتی ہوئی روتے ہوئے ماورہ سے کہہ رہی تھی اور اسی وقت ماورہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا، زایم ملک نے ہڑبڑا کر ماوری کی جانب دیکھا جو حیرت آنکھوں میں لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"طلاق؟"

"ہاں طلاق ہم دونوں اس بچہ کی ڈیلوری کے بعد الگ ہونے والے ہیں آئ سیور میں چلی جاؤں گی بہت دور کبھی واپس نہیں آؤں گی کبھی نہیں پلیز یہ نہیں کرو ہم دونوں ہی ایک عورت ہے میں سمجھ سکتی ہوں تمہارا جلنا لیکن حد پار مت کرو ایسے تم شاہ زیب کو پاؤ گی نہیں بلکہ کھو دو گی۔" وہ رسانیت سے سمجھا رہی تھی، زایم ملک نے ماورہ کی آنکھوں میں بجھتی آگ کو دیکھ پہلو بدلا۔

"ماورہ یہ اپنی باتوں میں لگا رہی ہے تمہیں شاہ زیب اس کو نہیں چھوڑے گا دیکھا نہیں کتنا پاگل ہے اس کے پیچھے تم... تم ٹھیک کہہ رہی تھی اس کو جلد سے جلد مار دو اسی سے سارے حساب پورے ہو جائیں گے میرے اور تمہارے ہم دونوں کی تڑپ ہم دونوں کے اندر بدلے کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی مار و اسے پہنچا دو اسے اپر کر دو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ قصہ ختم کرو۔" زایم ملک کرسی کو ٹھوکر مارتے ہوئے ماورہ کے پیچھے جاتے ہوئے بولا، ماورہ نے ہڑبڑا کر سر ہلایا اور مضبوطی سے پستول پکڑ کر اس کی نالی علیزے کی جانب کی۔

"نہیں ماورہ تم ایسا نہیں کر سکتی تمہارے اندر کا انسان ابھی بھی زندہ ہے صرف برائ اس وقت تمہاری اچھائ پر غالب آئ ہوئ ہے نکلو اس برائ کو اور انسانیت کو زندہ کرو دیکھو ایک ننھی جان تمہارے شاہ جی کا خون میرے اندر سانسیں لے رہا ہے ماورہ

ہوش کرو۔" علیزے چلانے لگی تھی، ماورہ کی گرفت کمزور ہوئی اور ایک آنسو ٹوٹ کر آنکھ کے کنارے سے نکلا۔

انسانیت؟ کیا انسانیت مر گئی تھی؟ کیا وہ واقعی جنون میں اندھی ہو چکی تھی؟

"ماورہ میں جانتی ہو ہر انسان برا نہیں ہوتا اللہ نے ہر انسان کو بہت اچھا پیدا کیا ہوتا ہے وہ برا خود بنتا ہے ماورہ یہ تمہارے پیچھے جو شخص کھڑا ہے اس نے بہت پہلے ہی اپنے اندر کا انسان مار دیا ہے یہ ایک درندہ ہے ایک مجرم ہے اس نے لاکھوں تمہارے جنس تمہاری جیسی عورتوں پر ظلم کیا ہے زیادتی کی ہے مارا ہے یہ سفاک حیوان ہے لیکن تم ایسی نہیں ہو تمہیں اللہ کا واسطہ ہے ماورہ تم ایک اللہ کو مانتی ہو تمہیں اس خدا کا واسطہ ہے جو ہمارا ایک ہی ہے اس خدا کے واسطے ماورہ خود کے لیے دنیا اور دین برباد مت کرو جہنم کا انتخاب مت کرو۔" ماورہ کی آنکھوں سے آنسو آنا شروع ہو گئے تھے، اس سے پہلے زایم ملک جلدی سے آگے بڑھ کچھ کہتا دروازے پر زایم ملک کا ہڑبڑا کر آدمی آیا، ماورہ اور علیزے دونوں متوجہ ہوئیں۔

"سس.... سروہ.... وہ سنکی انسان وہ شاہ زیب آ چکا ہے نیچے سارے گارڈز کا اس نے اپنے بندوں کے ساتھ مقابلہ کر لیا ہے سب کو زیر کر کے وہ اسی طرف آ رہا ہے سر جلدی کریں وہ آ رہا ہے۔" وہ ہڑبڑا کر کہنے لگا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم لوگوں کے پاس ہتھیار نہیں ہے کیا ایسے کیسے ہو سکتا ہے وہ گارڈز کو گرا ڈالے اور وہ بندے کہاں سے آئے؟" زایم ملک چیخا تھا، علیزے نے خوشی و مسرت سے بھیگی آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں، ماورہ سن ہو گئی تھی اور پستول بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر چکی تھی۔

"شاہ.... شاہ جی۔" وہ اپنا سر پکڑ چکی تھی۔

"سر اس کے گارڈز کے پاس اسلحہ بھی ہے جلدی کریں۔" وہ گارڈ پریشانی سے بولا۔

"تو جا کچھ کر گاڑی نکال اور اے لڑکی مار اس کو۔" زایم ملک تیزی سے ہڑبڑا کر پلٹا، اچانک پولیس سائرن سے وہ سب چونکے۔

علیزے مسکرائی۔

"اے ماورہ مار اس کو۔" ماورہ کو سن کھڑا دیکھ وہ دھاڑا۔

"نہی... نہیں می... میں اپنے ہاتھ دو دو جانوں کے خون میں نہیں رنگ سکتی میں... میں بری نہیں ہوں اتنی بھی بری نہیں ہوں۔" ماورہ روتے روتے بھیٹتی چلی گئی، علیزے کو اس پر ترس آیا کہ پھر غصہ سے زایم ملک کی جانب دیکھا۔

"زایم ملک تم نے آج یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم ایک حیوان ہو کئی سال پہلے بھی تم نے اپنی اوقات دکھائی تھی اور آج بھی تم زندہ نہیں بچو گے اب تم نے شاہ زیب کی علیزے

کی طرف نظر اٹھائی ہے وہ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔"علیزے بپھری شیرنی کی طرح پھنکاری۔

"اے....اے تم دونوں کو اب میں اپر پہنچتا ہوں اگر آج میں نہیں بچوں گا تو تم دونوں بھی نہیں بچو گی تم دونوں کو میں اپنے ساتھ لیے مروں گا۔"وہ ماورہ کے پاس سے پستول اٹھا کر آگے بڑھا اور علیزے کے ہاتھ کھولنے لگا،علیزے چلانے لگی،ماورہ نے گم سم سا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا،کیا کچھ نہیں کیا تھا اس نے حسد کی آگ میں جل کر اس لڑکی کے ساتھ ؟اور یہ لڑکی....یہ لڑکی نے بدلے میں نفرت کی جگہ اس کی آنکھیں کھولی تھیں شاید اسی خصوصیت کی وجہ سے اس لڑکی نے شاہ جی کے گھر میں دل کیا تھا اور شاید یہ اسی خامیوں کی وجہ سے شاہ زیب کے دل میں کبھی گھر نہ کر پائی،ماورہ پچھتاوے میں جاتی گئی۔

شاہ جی کی بچپن کی محبت تھی،شاہ جی کی نشانی اپنے اندر پالتی وہ کتنی بے غرض تھی،اس کے ساتھ بھی تو زبردستی ہوئی تھی،وہ بھی تو مجبور ہوئی تھی،وہ کونسا خوشی سے شاہ جی کی دسترس میں آئی تھی

ایک ایک منظر ماورہ کی آنکھوں کے سامنے آرہا تھا۔

افشاں اس کی پیاری سہیلی نے ٹھیک کہا تھا کہ وہ ایک دن اس جنونیت کی وجہ سے سب کچھ کھو دے گی اور دیکھو نا آج اس نے سب تباہ کر دیا تھا، وہ تو اب ازالہ بھی نہیں کر سکتی، ہاں وہ مرنے کے قابل ہی تھی۔

"نہیں چھوڑو۔" علیزے کی چلانے کی آواز پر ماورہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا، زایم ملک اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے جا رہا تھا۔

ماورہ تیزی سے اٹھی اور پیچھے بھاگی۔

"شاہ زیب کیا ہوا زے؟" دوسری جانب شاہ زیب جو علیزے کی آوازیں سن سیڑھیاں پھلانگتے رکا تھا پیچھے پولیس کے ہمراہ آتے ہوئے عدیب نے چلاتے ہوئے پوچھا تھا، شاہ زیب نے ایک نظر گردن موڑ اسے اور ضعیف ڈی ایس پی صاحب اور دو پولس اہلکاروں کو دیکھا پھر تیزی سے کچی پکی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اپر جانے لگا۔

"چلو۔" عدیب بھی پولس کے ہمراہ اپر بڑھا۔

"چھوڑو مجھے زایم ملک۔" وہ اسے کھلے آسمان کے نیچے اس کنڈھر عمارت کی سب سے اپر چھت پر لے آیا، بارش میں وہ بھیگتی چلی گئ۔

ماورہ بھی ہانپتے ہوئے آئ اور یہ منظر دیکھ جم کر رہ گئ۔

www.zubinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

"میں آج تجھے ماروں گا اور اس ماورہ کو لے کر جیل جاؤں گا میں آج زایم ملک اپنا سالوں پرانا بدلہ پورا کروں گا۔" وہ اونچی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"زایم ملک۔" یکدم سے کسی کی دھاڑ پر وہ تینوں چونکے اور آنے والے کو دیکھ جہاں علیزے کے چہرے پر زایم ملک کی گرفت سے مزاحمت ترک کرتے ہوئے انبساط آئی تھی وہی ماورہ سن رہ گئی تھی۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی؟" وہ ماورہ پر دھیان دیے بنا آگے بڑھا، ماورہ نے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور اپنے قدم پیچھے لے لیے۔

ابھی بھی وقت تھا وہ یہاں سے بھاگ سکتی تھی، شاہ زیب کو کون بتاتا؟ شیطان نے پھر بڑھکایا لیکن.... لیکن نہیں وہ بری نہیں تھی، اس نے بھیگتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

اس نے جتنا کچھ غلط کیا تھا اب اس کا اسے ازالہ کرنا تھا، ہاں وہ شاہ زیب کے سامنے آجائے گی اس کو حقیقیت بتادے گی، وہ دوبارہ آگے بڑھی۔

"لو آگیا تیرا ہیرو۔" زایم ملک نے فوراً ہی علیزے کی کنپٹی پر پستول رکھ دی۔

"زایم ملک لڑکی کو چھوڑ دو پولیس نے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔" اچانک عدیب کے ساتھ پولیس بھی ایس آئی اور ڈی ایس پی صاحب آگے بڑھ کر بندوق کی نالی اس کی جانب کرتے ہوئے بولے۔

"شاہ جی۔" ماورہ آگے بڑھی، شاہ زیب جو علیزے کو فکر مندی سے دیکھ رہا تھا اچانک ماورہ کی آواز پر پلٹ کر دیکھا اور ششدر رہ گیا۔

"ماورہ۔" وہ صرف اس کا نام لے سکا تھا۔

"میں بہت بری ہوں مجھے معاف کر دیں یہ میری وجہ سے ہوا ہے۔" وہ اس کے پاؤں پر گر گئی تھی۔ شاہ زیب پیچھے ہوا۔

عدیب نے ایک نظر یہ دیکھا اور پھر ڈی ایس پی صاحب کو اشارہ کیا، ڈی ایس صاحب اشارہ سمجھ کر اپنے اہلکار کو کچھ آہستگی سے ہدایت کرنے لگے جس کو سمجھ کر دونوں اہلکار نامحسوس انداز میں زایم ملک کے پیچھے جانے لگے۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟" شاہ زیب یہ صورتحال اپنے خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔

"میں نے ساری حدود پھیلانگ دی میں نفرت کی آگ میں پاگل ہو گئی تھی۔" وہ روتے ہوئے اٹھ کر پشتو میں کہنے لگی۔ اچانک زایم ملک قہقہہ لگانے لگا، شاہ زیب تیزی سے پلٹا اور اس کے پیچھے آتے ہوئے پولیس اہلکار کو دیکھ چکا تھا، علیزے کی کنپٹی پر پستول دیکھ اس نے مٹھیاں بھینچی۔

"یہ ٹھیک ہے ڈرامہ لگاتے رہو تب تک میں اس کو اوپر پہنچاتا ہوں۔" وہ خباثت سے بولا۔

شاہ زیب نے خود پر قابو رکھا کیونکہ پیچھے دو اہلکار پوری طرح تیار تھے، شاہ زیب دھڑکتے دل سے علیزے کو دیکھنے لگا جو بارش میں آنکھیں میچے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

علیزے نے شاہ زیب کو اتنا کالم اچھنبے سے دیکھا پھر وہ اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ پر سمجھ گئی اور چوکنده ہو گئی۔ شاہ زیب لبوں کو آپس میں پیوست کیے پیچھے اہکار کو دیکھنے لگا جو حملہ کرنے لیے تیار تھے، عدیب نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں ویٹسن اور زید بھاگ کر آئے تھے، دانیال جنت کے پاس تھا۔

"بائے ہیروئین....." اسے پہلے زایم ملک ٹر گر دباتا پیچھے اہلکار نے اسے دھکا دیا اور پستول جا کر دور گری اور وہ لڑکھڑایا۔

"شاہ زیب۔" علیزے بھاگتی ہوئی شاہ زیب کے پاس آئی اور اس کے سینے سے لگ گئی، شاہ زیب نے اسے خود میں مضبوطی سے بھینچ لیا اور اس کی قربت کی جازبیت پر وہ رونے لگی۔ ماورہ نے یہ منظر قریب سے دیکھا مگر اس بار اس کی آنکھوں میں حسد اور جلن کچھ نہ آیا تھا بلکہ اسے احساس ہوا۔ وہ دونوں کتنے مکمل ہیں جیسے خود خدا نے ان کو ایک دوسرے کا لباس بنایا ہو، ایک دوسرے کا ساتھ نصیب میں تحریر کیا ہو۔

"یو....." اہلکاروں نے زایم ملک کو اپنی گرفت میں لیا۔ عدیب بھاگتا ہوا آیا اور اس کے منہ پر ایک مکہ مارا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تیری ہمت کیسے ہوئی ایک بار پھر میری بہن کی جان لینے کی۔" وہ چیخا۔

"پیچھے ہٹو عدیب۔" ڈی ایس پی صاحب نے اسے اہلکاروں کی گرفت سے زایم ملک کو چڑھائے مارتے ہوئے دیکھا تو برہم ہوئے۔

"آپ لوگ نیچے جا کر دیکھیں اس کا ایک بندہ نیچے بھاگ رہا ہے۔" زید نے اجلت میں اہلکاروں کو اطلاع دی تو وہ ڈی ایس پی صاحب کی اجازت لے کر نیچے بھاگے۔

"ٹھیک ہو؟" شاہ زیب نے علیزے کے سر پر پیار کرتے ہوئے پوچھا۔ اس نے سسکتے ہوئے سر ہلایا، شاہ زیب نے تشکر سے آنکھیں بند کیے واپس اسے مضبوطی سے بھینچ لیا۔

"ایمبلنس آچکی ہے اور فایر برگڈ آگ بجھا رہی ہے اور ایمبلنس شاہ زیب کے بندے زخمی تھے تو وہ ان کو دیکھ رہی ہے۔" ڈی ایس ہی صاحب کے پوچھنے پر ویٹسن نے جواب دیا اور ایک پر سکون نظر شاہ زیب کے گلے لگی علیزے پر ڈال عدیب کو زایم ملک کو مارتے ہوئے دیکھا اور آگے بڑھا۔

"بس دیب وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔" ویٹسن نے اسے پیچھے کیا، شاہ زیب نے ویٹسن کی آواز پر اسے دیکھا اور علیزے بھی اسے جدا ہوئی، شاہ زیب زایم ملک کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھا اور عدیب کے پاس آیا جو قدرے دور ہو کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگا تھا، ڈی

ایس پی صاحب ہتھکڑی نکالنے لگے، علیزے نے نفرت سے زایم ملک کو بے ہوش دیکھا، ماورہ نے سر جھکا لیا تھا۔

"وہ لڑکی جنت ٹھیک ہے؟" شاہ زیب نے نرمی سے پوچھا۔ عدیب نے چونک کر اسے دیکھا پھر نظریں چراتے ہوئے سر ہلایا، زید نے حیرت سے دیکھا۔

وہ سب اتنا مصروف ہوئے کہ انہیں خبر نہ ہوئی کہ زایم ملک نے کنکھیوں سے آنکھیں کھول کر برابر پڑی پستول اٹھائی اور منہ سے نکلتا ہوا خون صاف کر کے اچانک وہ اٹھا اور علیزے کی طرف گن کی نالی کی، یکدم سب چونکے۔

"زایم ملک اپنا بدلہ پورا کیے بنا نہیں رہتا۔" ڈی ایس پی صاحب جو ہتھکڑی لیے اس بے جان وجود کی طرف بڑھ ہی رہے تھے چونک کر رہ گئے کیونکہ بے جان وجود میں اچانک جان آگئی تھی۔ پھر سے ہلچل مچ گئی۔

"شاہ زیب۔" علیزے چیخی۔

"زایم ملک کا بدلہ پورا ہوا۔" اس سے پہلے زایم ملک کی طرف شاہ زیب اور ویٹسن بڑھتے، وہ صرف ایک جملہ کہہ کر ٹرگر دبا گیا اور گولی کی آواز پر قریبی گھنے پیڑ پر بارش سے چھپے بھیٹے پرندے ایک جھرمٹ میں اڑے، بجلی زور و شور سے کڑکی، بارش کا زور اور تیز ہوا، سب اپنی اپنی جگہ ساکت ہو گئے۔

شاہ زیب یہ منظر دیکھ اپنی جگہ پر مجسمہ بن گیا۔

زایم ملک قہقہہ لگاتے ہوئے خون سے لدے وجود کو دیکھ ہوش سے بے گانہ ہوتا چلا گیا اور سب ساکت اپنی جگہ پر جوں کے توں رہ گئے، خون روانگی سے بہنے لگا اور زندگی ختم ہو گئی۔

اختتام ایسی ہی ہونا تھا۔

ایسی ہی ہوا۔

زندگی چھننی تھی۔

زندگی چھن گئی۔

کہانی کا کردار کہانی سے جدا ہو گیا۔

سارا منظر دھندلا ہوتا گیا سب سے بڑھ کر مخدوم شاہ زیب فرقان بخت، وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اپنے خون سے بھرے ہاتھ دیکھتی گئی اور سر اٹھا کر شاہ زیب کو دیکھا، بڑی محبت پاش نظروں سے اور شاہ زیب نے اسے ساکت و جامد نظروں سے جیسے یہ بھیانک خواب ہو۔

وہ خون سے لدی گرتی چلی گئی اور پلکیں بند ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

یکدم سب کے وجود میں جنبش ہوئی اور وہ دیوانہ وار اس کی طرف بھاگے جبکہ شاہ زیب وہی مجسمہ بنا کھڑا اسے زندگی کھوتے ہوئے دیکھتا گیا۔

یہ کیا ہوا تھا؟

ختم.....سب ختم....اس شام کا اختتام فتح یاب ہو کر نہیں ہوا تھا بلکہ زندگی ہار کر ہوا تھا۔

بادلوں کی آنکھوں سے زمین پر گرتا ہوا ہر قطرہ اس وقت شاہ زیب کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے آنسوؤں کی مانند لگ رہا تھا۔

کیونکہ بادل بھی اب تک رو رہے تھے اور سب کو بگھو رہے تھے۔

"کفن ہٹا کے میرا منہ بار بار دیکھیں گے،

انہیں میرے مرنے کا اعتبار نہیں آئے گا"

☆☆☆☆☆☆

چھ مہینے بعد:

اوایل فروری کی طلوع ہونے والی یہ ایک سرد کہر برساتی شام تھی جس نے پورے شہر کو اپنی آغوش میں کسی نومولود کی طرح لپیٹ میں رکھا تھا۔ آسمان پر گھرے بادل چھائے مشرق کی اوٹ میں رخصت ہوتی نرم گلابی اور جامنی کرنوں کو کسی دربان کی طرح مودوب انداز میں الوداع کہہ رہے تھے۔ اس سرد شام میں تاریکی، خاموشی اور ٹھنڈک کا راج تھا۔ زندگی کی رونقیں بحال تھیں، باہر سڑکیں پر رونق تھیں اور زندگی دوڑ رہی تھی۔

وہ مضبوط قدموں کی چاپ پیدا کرتا ہوا آج بھی مہینے کی دس تاریخ کو پھر ہسپتال میں داخل ہوا تھا، ریسیپشن کے پاس کھڑی دو نرسوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر اشارہ کیا تھا، وہ دونوں اس کو ہر مہینے کی دس تاریخ کو ہسپتال میں آتا ہوا دیکھ سیدھا پرایورٹ روم کی طرف جاتا دیکھتی تھیں اور اس قدر معمول کی روٹین پر وہ حیران بھی رہ جاتیں۔ ان سات مہینوں میں ایسی کوئی دس تاریخ نہ تھی جس کو وہ غیر حاضر رہا ہو یا اس کی جگہ کوئی اور آیا ہو۔

"چہ چہ چہ بیچاری اپنی بیوی سے اسے بے حد محبت ہے اور دیکھو کیا حال ہے اس کا سات مہینوں سے کومہ میں پڑی ہے اور جانے اور کتنے مہینے ایسی ہی گزر جائیں گے۔" نرس

نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے افسوس بھری نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا تھا۔

"جس طرح کی ٹوزیرو روم والی کی حالت ہے مجھے نہیں لگتا وہ مہینوں میں کومہ سے باہر آسکے گی سال ہی بیت جائیں گے۔" دوسری نرس نے تاسف سے کہتے ہوئے رخ موڑ ریسپشنسٹ سے کوئی فائل لینے لگی۔

"یاد ہے کس طرح وہ پیشنٹ سات مہینے پہلے آئی تھی اس کی حالت دیکھ کر مجھے شدید دکھ پہنچا تھا گولی اس کے جسم کو چیر گئی تھی بیچاری ڈاکٹر نیہا نے کس طرح کیس سنبھالا تھا لیکن پھر بھی پوری طرح کامیاب نہ ہو سکیں اور وہ بیچاری کومے میں جا کر سو گئی۔" وہ سات مہینے پہلے کی رات کے قریب اٹھ بجے کا منظر یاد کرتی ہوئی بولی جب دیوانہ وار سب اس لڑکی کو خون سے لت پت ہسپتال لائے تھے کہ سارے لوگوں کے ساتھ سٹاف بھی متوجہ ہو گیا تھا۔

"پولیس کیس تھا بہت بڑا سنا ہے کوئی بڑی دشمنی تھی جو نکالی گئی تھی۔" دوسری نرس نے فائل پر نظریں گھمائے کہا۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ان کے فیڈیول سسٹم میں یہی ہوتا رہتا دشمنیوں میں جانیں جانا عام بات ہے۔" وہ سانس کو فضا کے سپرد کرتی ہوئی دوسری نرس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر سیڑھیوں کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

"ہوں درست کہہ رہی ہو۔" وہ دونوں سیڑھیاں پھلانگتی جاتی چلی گئیں تھیں۔

دوسری جانب کلک کی آواز سے وہ اپنی تمام تر وجاحت لیے دروازہ کھولتا ہوا اندر داخل ہوا تو اس کے پاس کھڑی ڈرپ چیک کرتی ہوئی نرس متوجہ ہوئ اور سر کو خم دیے اس نے جیسے رسمی سلام کیا مگر وہ اس کی جانب متوجہ نہ ہوا، وہ پورے ایک مہینے بعد اس کو لمبی نیند میں سوئے دیکھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا اس کے پاس آیا اور معمول کے مطابق قریبی سٹول پر بھیٹ گیا۔

نرس نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر باہر نکل گئ۔

وہ سنجیدگی سے بے تاثر آنکھوں سے اس کی بند پلکوں کو دیکھتا گیا۔

وہ بے سودھ پڑی تھی، وہ زندہ نہیں تھی تو مردہ بھی نہیں تھی۔

وہ شاید اسے سن سکتی تھی... شاید... مگر وہ اسے سنانا ہی کچھ نہیں چاہتا تھا، وہ اس کو اپنی موجودگی کا احساس ہی نہیں دلانا چاہتا تھا، وہ اس پر یہ عنایت کرنا ہی نہیں چاہتا تھا، وہ اس کو شاید جگانا بھی نہیں چاہتا تھا!

وہ تو اسے سننا چاہتا تھا، وہ خود پر اسے عنایت کروانا چاہتا تھا، وہ چاہتا تھا اللہ کی مرضی سے وہ خود اٹھے، وہ خود اٹھ کر خود اسے نظروں سے نظریں ملا کر وہ سب اپنی زبان سے ادا کرے جو وہ دوسروں کی زبان سے سن چکا تھا، ایسا نہیں تھا کہ اسے "دوسروں" کی باتوں پر یقین نہ تھا وہ "دوسرے" اس کے "اپنوں" میں شمار ہوتے تھے تو بھلا یقین کیسے نہ ہوتا؟ مسلہ سارا یہ تھا کہ وہ یقین کرنا نہیں چاہتا تھا، وہ اس بستر مرگ پر لیٹی اس لڑکی سے خود سب سننا چاہتا تھا، وہ تفصیل سے سننا چاہتا تھا جو مختصر اس نے سات مہینے پہلے اس کے پاؤں میں گرتے ہوئے کہا تھا جو اسے بجلی کے جھٹکے ضرور دے گیا تھا مگر سمجھ سے بالاتر حالانکہ بعد میں سب نے سب بتا دیا تھا جس کو سن کر وہ سکتے میں ہی تو آچکا تھا، نہ غصہ کر سکتا تھا نہ شکوہ، شکوہ تو اسے کیا جاتا ہے جسے محبت ہو، اسے اس لڑکی سے محبت تھوڑی تھی مگر... مگر وہ اس کی بیوی تھی، وہ اس کے نکاح میں تھی، وہ اس کی "اپنی" تھی۔ بے شک محبت کے احساس سے عاری ہو یہ رشتہ لیکن عزت کے احساس سے تو قایم تھا یہ رشتہ، احترام تو تھا، مان تو تھا، شرعی رشتے کی مضبوط ڈور تو تھی، سارے حقوق و فرایض تو ادا دونوں طرف سے ہوئے تھے، مکمل تو تھا نہ رشتہ پھر.... پھر کیوں اس لڑکی نے اس کے دل کو ٹھیس پہنچائی تھی؟

کیوں ماورہ نے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی محبت کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تھی، ایک نہیں دو بار... پہلی بار سے جو حدودوں توڑیں تھی وہ توڑتی چلی گئی تھی۔

علیزے انور کو نہ صرف وہ موت کے گھاٹ اتارنے چلی تھی اس کے ساتھ اس کے بچہ کو بھی اس دنیا میں جنم لینے سے پہلے مارنے چلی تھی، یہ حق تو اس نے علیزے کو بھی نہیں دیا تھا تو پھر وہ کیسے کر سکتی تھی؟ وہ کیسے اس ننھی جان کو ختم کر سکتی تھی؟

کیا اس سب میں صرف وہ قصوروار تھی یا اس کا بھی کچھ قصور تھا؟ اس کی بے گانگی بھی قصوروار تھی، اس کی لاپرواہی بھی قصوروار تھی، اسے حدود کی لکیر کو پھیلا گنے سے پہلے روک لینا چاہیے تھا، اسے اس لکیر تک جانے سے پہلے ہی تھام لینا چاہیں تھا، اگر وہ روک لیتا اسے تھام لیتا تو شاید وہ آج اس طرح پل پل زندگی اور موت سے نہ لڑ رہی ہوتی، یوں ہوش خرو سے بیگانہ کسی اور ہی جہاں میں نہ ہوتی۔

وہ مکمل زندہ ہوتی نہ کہ ادھ مری، وہ اس حالت میں کبھی ہوتی ہی نہیں۔

"اور اس آخری فیصلے سے جو میں پل پل مرونگی اس کا کیا؟"

"میں آپ کو ایک... ایک بات بتاؤ ایک عورت اپنے شوہر کو کبھی نہیں بانٹ سک... سکتی وہ بھی اسے جو اس کے شوہر کی دسترس میں پہلے رہ چکی ہو۔"

"آپ کو وہاں تک نظر جہاں تک آپ دیکھتے ہیں میرے پاس سب کچھ نہیں ہے۔"

"لوں گی میں اس کی جان لوں گی اس کو اور اس کے بچہ سب کو مار دوں گی سب کو قتل کر دوں گی خود کو بھی۔ "

"اس علیزے اور اس کے بچہ کو مار دیں شاہ جی ورنہ میں خود کو ختم کر لوں گی۔" چیختی چلاتی ہوئی ماورہ اس وقت بالکل خاموش بے سدھ پڑی تھی۔اس نے ٹھیک کہا تھا۔اس نے خود کو ختم کر لیا تھا۔

وہ ان سات مہینوں سے جب بھی اس وقت اس کے پاس بھیٹا ہوتا تھا،اس کی نفرت، حسد، جلن، جنونیت سے آوازیں اس کے کانوں میں بازگشت کرتی تھیں،اس کم عرصے میں ان دونوں نے شاید ہی کوئی خوشگوار لمحہ ایک ساتھ گزارا ہو گا جس کے باعث یادیں بھی ناخوشگوار ہیں اور اس سب میں وہ خود کو ہی قصوروار ٹھہرتا تھا کیونکہ شاید وہی عدل نہ رکھ سکا تھا شاید وہی علیزے کو اپنی دل سے نہیں نکال پایا تھا شاید وہی ماورہ کو وہ توجہ نہ دے سکا تھا جس سے وہ احساسِ کمتری کا شکار ہوتی علیزے سے نفرت کرنے لگی تھی۔

وہ اگرچہ اس کی اس حالت پر تڑپ نہیں رہا تھا کہ ماورہ کی حرکت اسے اب تک طیش دلاتی تھی،اب تک وہ خوف دلاتی تھی کہ اگر اس دن اگر علیزے یا اس کے بچہ کو کچھ ہو جاتا تو..... لیکن وہ اسے سرد رویہ بھی نہیں رکھ سکتا تھا،بستر مرگ پر پڑی وہ اپنی

بیوی سے بے گانہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس کو اپنے گناہوں کا دیر سے سہی احساس ہوا تھا جب ہی تو علیزے کو ایک جانب دکھادیتے ہوئے وہ پل بھر میں زایم ملک کے سامنے آئی تھی اور اپنے تمام گناہوں کو ازالہ کیے وہ گولی کھا چکی تھی جو بندوق کی نالی سے علیزے کے نام کی نکلی تھی۔

وہ بھی دو کشتیوں میں سوار تھا، چاہ کر بھی نفرت نہیں کر پا رہا تھا کہ یہ احساس اسے کوئی بھی تنفر سے سوچنے سے روک دیتا کہ اس سب کی جڑ تمھاری ہی تو لاپرواہی ہے اسلیے اس نے اس کی زندگی اور موت کا فیصلہ مکمل طور پر اللہ کے حوالے کر دیا تھا۔

اس کی دعاؤں میں سب کی بہتری کی دعا تھی اور ماورہ کو ہر قسم کی تکلیف سے آزاد کرنے کی دعا کیونکہ اسے اس کی فکر تھی، وہ اپنا ازالہ کر چکی تھی۔

کتنی ہی دیر وہ ایسی ماورہ کو ترحم نگاہوں سے دیکھتا بھیٹا رہا کہ قمیض کی جیب میں تھرتھراتے موبایل کی جانب متوجہ ہوا۔

سکرین پر سمیر کا نام دیکھ کر اس نے کچھ سوچ کر موبایل کان سے لگایا تو دوسری طرف سے اجلت میں آواز آئی۔

"شاہ زیب کدھر ہو گاؤں کے لیے نکلے یا نہیں مہندی کی تقریب شروع ہونے والی ہے سب انتظار کر رہے ہیں تمہارہ۔" شاہ زیب نے بس ہنکار بھری اور کال کانٹ کر واپس جیب میں موبایل ڈال کر وہ ماورہ کو دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اللہ شفا دے۔" چاہ کر بھی وہ اس کا ہاتھ نہ پکر سکا اور زیرِ لب ہمیشہ کی طرح تین لفظوں کی دعا پڑھتے وہ باہر نکل گیا، اس کا رخ ہسپتال کے باہری دروازے کی جانب نہیں بلکہ ڈاکٹر نیہا کے کمرے کے جانب تھا، ہمیشہ کی طرح! اور جب تقریباً بیس منٹ کے بعد وہ باہر نکلا تو اس کے چہرے پر یاسیت تھی، ہمیشہ کی طرح!

☆☆☆☆☆☆

سردی نے اب تک اپنا زور پکڑ ہوا تھا، فروری کے اوایلی دن پر سردیاں اپنے عروج پر تھیں، شہر کی بانسبت کھلے گاؤں میں سخت ٹھنڈ پڑی تھی۔

آج اسی ٹھنڈی شام مین بخت حویلی کو دلھنوں کی طرح سجایا گیا تھا، دور دراز گاؤں سے تک مہمان آئے ہوئے تھے۔ حویلی میں پچھلے کچھ دن سے گہما گہمی تھی، دیواروں، منڈیروں ہر طرف برقی قمقمیں جگ مگ کر رہے تھے، باہر قناعتوں پر ڈھیروں طرح طرح کے پھول سجے اپنی خوشبو بکھیرتے تیز سرد ہواؤں سے رنگین

سماں باندھ رہے تھے، ایک جانب دیگیں پک رہی تھیں، پھٹاک کے ساتھ صدقے کے کالے بکرے بندھے تھے، ایسی رونق حویلی آنے والے تمام راستوں میں دکھائی دے رہی تھے۔

یہ رونق ہوتی بھی نہیں تو کیوں آج حویلی میں دلاور بخت کی بیٹی اور مدیحہ بخت کی بیٹی انیلا بخت کی پوتی اور نواسی کی شادی جو چل رہی تھی، آج مہندی کی تقریب دیر رات تک چلنے والی تھی۔

حویلی مہمانوں سے بھری تھی، ہر جانب خوشیوں کا ماحول تھا لیکن کچھ چہروں پر مصنوعی خوشی تھی، ان میں سے ایک چہرہ حویلی کی چھت پر کھڑا تھا، جس کے وجود کو یہ سرد ہوائیں منجمند کر رہی تھیں مگر اس کو جیسے فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ ریلینگ پر ہاتھ رکھے نیچے گہما گہمی کو دیکھتی نم آنکھیں لیے دھیمے سے مسکرا رہی تھی، اس مسکراہٹ میں چھپا درد بہت بری طرح چبھ رہا تھا۔

وہ بنا کسی گرم چادر کے اس سخت ٹھنڈ میں کھڑی تھی اور اسی پر چونک کر اس کے پیچھے آتی ہوئی ثمن جو اسے ڈرانے کے خیال سے آ رہی تھی رک گئی۔

"سِلا باجی۔" اس نے حیرت سے اسے پکارا۔ تیزی سے وہ نمی اندر اتارتے ہوئے پلٹی، ثمن اپنا غرارا سنبھالتی ہوئی الجھن زدہ آنکھیں لیے اس کے قریب آئی۔

"آپ اب تک تیار نہیں ہوئ رسم شروع ہونے والی ہے۔" وہ حیرانگی سے پوچھ رہی تھی، سِلا نے خود کو کمپوز کیا۔

"ہاں بس ہونے جا رہی تھی کہ....." وہ رکی، ہارن کی آواز پر اس نے پلٹ کر نیچے دیکھا، دو پیجاروں اندر آئ تھی، ایک میں شاہ زیب ڈرایور کے ساتھ برجمان تھا اور ایک میں گن مین تھے۔

"بس لالا کا انتظار کر رہی تھی آگ ئے۔" وہ بامشکل مسکرا کر بولی، ثمن اس کی مصنوعی مسکراہٹ کو پہچان گئ اور اس کی آنکھوں میں چھپی نمی کو بھی، کیسے نہ پہچانتی وہ جانتی تھی کہ چھ مہینے پہلے اس کے ساتھ کیا ہوا ہے، اس کے ساتھ وہ ہوا تھا جس پر پوری حویلی ہی ساکت رہ گئ تھی، سب سے بڑھ کر انیلا بخت مگر اس بار اپنے بچوں کے آگے کوئ ضد نہیں کی کیونکہ وہ ایک ضد، ایک فیصلہ کر کے پچھتا چکی تھیں۔

"سِلا باجی آپ بہت اچھی ہیں جو ہوا وہ قسمت کا کھیل تھا آپ کی اور عدیب لالا کی علیحدگی تب سے ہی طے تھی جب آپ دونوں کا نکاح ہوا تھا۔" یکدم ہی ثمن قریب آ کر اس کا ہاتھ تھام بولی وہ کچھ پل کے لیے اسے تحیر سے تکنے لگی، وہ کتنی بڑی بڑی لگنے لگی تھی، لگتی بھی تو کیسے نہ کالج مکمل کر کے اب وہ یونی ورسٹی میں آ چکی تھی، وقت جیسے پر لگا کر اڑ رہا تھا اور کتنا کچھ پیچھے چھٹتا جا رہا تھا، ثمن کے سمجھدار چہرے کو دیکھتے وہ کہیں

اور چلی گئ تھی، عدیب کے ساتھ نکاح میں بندھنے کی وہ خوشی اور پھر ماورہ کے ساتھ حادثے کے ٹھیک ایک مہینے بعد عدیب کی محرم سے نامحرم بننے کا دکھ کتنا برا تھا، اسے معلوم ہی نہیں ہوا تھا وہ عدیب کو پسند کرنے لگی تھی، اس کی جنت کے لیے پاک محبت نے ہی توسِلا کے دل میں اس کے لیے اتنی بدتمیزوں اور دھوکوں کے بعد ایک مقام بنایا تھا اور پھر اس کے بیوی کے درجے سے پیچھے ہٹتے ہوئے اس کے دل کو جانے انجانے ٹھیس پہنچی تھی، اگرچہ اس نے نکلنے کی اس دکھ سے کوشش بھی کی تو معاشرے کی نظروں نے اس کو مزید دکھ دیا، ایک طلاق یافتہ لڑکی کو معاشرہ انہی نظروں سے تو دیکھتا ہے حالانکہ بخت حویلی کی بیٹی کو ایک لفظ بولنے کی کسی میں جرت نہ تھی مگر نظریں سب کہہ دیتی تھیں جب ہی وہ ان چھ مہینوں سے حویلی میں ہی زیادہ رہتی تھی کیونکہ اس کو اب تنہائی سے ہی محبت ہو گئ تھی، عدیب سے طلاق کے بعد ایک عجیب سی زندگی ہو گئ تھی حالانکہ یہ طلاق کا فیصلہ اسی کا تھا جس پر شاہ زیب نے بھرپور ساتھ دیا تھا کیونکہ وہ عدیب کی محبت سے جو واقف ہو گیا تھا۔

عمر اور سمیر نے فضا میں پٹاخے، پھلجھڑیاں اور مہتابیاں چھوڑیں تو سِلا چونک کر اپنے خیالوں سے باہر آئی اور دونوں نے آسمان کو دیکھا جہاں آتش فشاں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

"چلیں جلدی تقریب شروع بھی ہو گئ۔" ثمن نے جوشیلے انداز میں اس کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے اسے نیچے لے گئ۔

"ثمن اچھا ایک منٹ تو رکو......" وہ مزاحمت کرتی ہوئی ثمن سے کہہ رہی تھی جب سیڑھیاں چڑھتے ہوئے شاہ زیب کو دیکھ کر وہ دونوں ہی رک گ ئے۔

"اسلام علیکم لالا۔" ثمن نے چہکتے ہوئے سلام کیا، سِلا نے شاہ زیب کو دیکھا، سفید کرتے شلوار میں وہ تھکا تھکا سا معلوم ہو رہا تھا جو سر کو خم کرتے ہوئے جواب دے رہا تھا۔

"تیار نہیں ہوئ بچے؟" ثمن کو اس کی کزن جلدی میں آ کر کئی لے گئ تھی جب ہی شاہ زیب سِلا کے پاس آتے ہوئے نرمی سے اسے سادہ حلیے میں دیکھ پوچھنے لگا۔

"جی لالا بس ہونے جا رہی تھی۔" اس نے دانستہ طور پر نظریں چرا لیں۔

"سِلا بچے ہماری زندگی میں کیا ہونا ہے کیا نہیں اس کا اختیار ہمارے ہاتھ میں نہیں ہوتا لیکن ہم اس پر کس طرح ردِ عمل کر سکتے ہیں کس طرح اس کا سامنا کر سکتے ہیں وہ ہمارے اختیار میں ہوتا ہے جو ہوا وہ بہتری تھی آگے بڑھو اور خوش رہا کرو تمہارے نصیب میں کچھ بہتر لکھا ہو گا بچے اور تمہارے لالا تو تمہارے ساتھ ہی ہیں۔" شاہ زیب نے اس کی رونے کی چغلی کرتی ہوئی آنکھوں کو دیکھ مصلحت آمیز لہجہ سے کہتے ہوئے

اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ وہ بنا کچھ کہے اس کے سینے سے لگ گئی اور خاموشی سے آنسوؤں کو بہانے لگی، شاہ زیب نے محبت سے اس کے بال سہلائے اور اسے خود سے الگ کیا۔

"اب ایک آنسو مجھے تمہاری آنکھ میں نہ دکھے جاؤ جا کر تیار ہو اور تقریب میں حصہ لو میرے بچے کے بنا یہ رونقیں ادھوری ہیں۔" وہ بے ساختہ مسکرا دی اور عقیدت سے شاہ زیب کا ہاتھ تھامتی ہوئی اپنی آنکھوں سے لگا گئی جس پر وہ پہلی بار دھیمے سے مسکرایا۔

"آپ ہیں میرے ساتھ تب تک میری زندگی شادمان ہے لالا۔" شاہ زیب نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

'جاؤ شاباش۔" سِلا نے سر ہلایا اور اپنے کمرے کی جانب تیار ہونے چلی گئی پیچھے شاہ زیب کی مسکراہٹ لمحوں میں سمٹی اور چہرہ ہر تاثرات سے عاری ہو گیا، وہ جو کسی کام سے اپر جا رہا تھا وہ چھوڑ کمرے میں خود بھی تیار ہونے بڑھ گیا۔

وہ سنگھار میز کے سامنے بھیٹی سنگھار کرنے میں مصروف تھی، شاہ زیب آہستگی سے دروازہ کھول کر کمرے میں گھسا تو سیدھے نظر اس پر ہی پڑی جو میک اپ کو آخری ٹچ دیتے ہوئے سیٹنگ سپرے کی بوتل اپنے سے کچھ انچ دور کیے آنکھیں میچے خود پر

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

چڑھک رہی تھی، شاہ زیب اسے دیکھتا گیا جواب بوتل رکھے ایک نظر خود کو مکمل تیار دیکھنے لگی۔

گہرے ہرے رنگ کا سادہ سا غرارہ اور فل آستینوں کی شارٹ ڈھیلی شرٹ جس پر سنہرے گھنٹیوں والے کام والا بھاری دوپٹا وہ گلے میں ڈالے خود کو دیکھنے لگی، اس کے کپڑے اس کے جسم میں آئی تبدیلی کو چھپانے میں ناکام تھے، بھرا بھرا جسم، بھرے بھرے چبی گال اور صبیح چہرے پر حد سے زیادہ پڑی سرخی۔ وہ پہلے سے ہی سرخ و سپید تھی لیکن حمل کے دوران وہ مزید سرخ و سپید ہو گئی تھی اور بے حد پیاری لگنے لگی تھی جس پر حویلی کی خواتین اور انیلا بخت کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا کہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی پہلی بیٹی ہے اور وہ سمجھ نہ سکی کہ وہ کیسے اندازہ لگا سکتے ہیں شاید ان کو تجربہ تھا جس کی بنیاد پر وہ اتنے اعتماد اسے دیکھ کر کہتے تھے لیکن اسے بیٹے بیٹی سے کہاں فرق پڑ رہا تھا اور یہ بچہ صرف شاہ زیب کا ہی تھا اور یہی سوچ اس کو یکدم سے بجھا دیتی تھی لیکن جلد ہی وہ چہرے پر مسکان قایم کر لیتی تھی کیونکہ اسے اس دوران خوش رہنا تھا بے حد خوش تاکہ اس کا بچہ آرام سے اس دنیا میں صحت مند آسکے کیونکہ وہ کسی کی "امانت" بھی تو تھا جو اسے نو مہینے بعد لوٹانی تھی۔

وہ آئینے میں خود کو دیکھ جیسے کہیں اور ہی پہنچ چکی تھی اور اس کے چہرے پر جو چند لمحے پہلے میک اپ کرتے ہوئے خوشی تھی وہ بجھتی چلی گئ جسے اس وقت مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو تکلیف پہنچائ تھی، وہ جانتا تھا وہ کیا سوچ رہی ہے، وہ ان سات مہینوں میں اس کے ساتھ رہتا باخبر تھا کہ اس کے قدم ڈگمگا رہے ہیں لیکن.... لیکن اب پیچھے مڑنے کا راستہ بند ہو چکا تھا، اب کوئ رسک نہیں لیا جا سکتا تھا، اب وہی ہونا تھا جو طے تھا اور وہ اسی کی تو خواہش تھی، صرف اس کی، یہ قدم ڈگمگائے بھی شاید حمل کے دوران جزباتوں کے پروان چڑھنے کے باعث ہوں گے ورنہ وہ تو اٹل ہے، اپنی ویٹسن سے محبت پر، دسترس کو قید سمجھنے پر اور مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے ہمیشہ دستبردار ہونے پر، یہ سوچ محض اسی شخص کی تھی جو علیزے کے دیکھنے پر صفائ سے اسے نظر انداز کرتا اندر آ کر المار ی کی بڑھ چکا تھا اور وہ جو لب کاٹتے اسے کچھ سننے کی امید کر رہی تھی وہ جیسے پانی پانی ہو چکی تھی، جیسے اب تک ہوتی آ رہی تھی، ان سات مہینوں میں کتنی بار اس نے کوشش کی کتنی بار اس کا دل چاہا کہ وہ کچھ کہے، وہ کچھ بولے، وہ اپنا دل کھولے مگر وہ صرف کام کے علاوہ اسے کوئ بات نہیں کرتا تھا اور اس کی فکر جب کرتا، جب وہ جان بوجھ کر اسے ناز اٹھوانے کی کوشش کرتی تو وہ صرف وہ ناز اسیلیے اٹھاتا، اس کی فکر اسیلیے کرتا کیونکہ اسے صرف صحیح سلامت جلد سے جلد بچہ

چاہیے تھا، یہ محض اسی لڑکی کی سوچ تھی جو بے دلی سے سنگھار میز سے ہٹ کر اب شیشوں والی چادر لے رہی تھی حالانکہ وہ جب بھی ان سات مہینوں میں شہر ہوتی ایسے ہی ہوتی مگر حویلی میں وہ چادر لیتی کیونکہ یہاں اس دوران ایسے رہنا معیوب سمجھا جاتا تھا اور شاہ زیب... شاہ زیب نے تو اسے کچھ کہنا ہی چھوڑ دیا تھا، وہ روک ٹوک، وہ حکم چلانا وہ سب جیسے ختم ہو چکا تھا، وہ بس صرف اور صرف دن گن رہا تھا کہ کب... کب علیزے اپنے وجود سے نکال اس کے بچہ کو اسے تھمائے گی اور اس کی زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی جائے گی، یہ بھی علیزے کی سوچ کم اور غلط فہمی زیادہ تھی، دونوں جانب کوئی پہل نہیں کر رہا تھا کوئی بھیٹ کر بات شروع نہیں کر رہا تھا، دونوں اپنی اپنی غلط فہمیاں لیے دن گزار رہے تھے وہ دن جو کبھی نہ واپس آنے والے تھے، وہ دن جو آخری دن تھے ان دونوں کے رشتے کہ، دروازے کی آواز پر علیزے نے چونک کر دیکھا تو نکھرا نکھرا فریش براؤن شلوار قمیض زیب تن کیے دشمنِ جان نکلا تھا۔

علیزے اسے دیکھتی رہ گئی، وجیہہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت تو کسی کو بھی اپنی طرف مایل کر سکتا تھا تو اب اس کے جانے کے بعد وہ دوسری شادی کر لے گا؟ کیونکہ ماورہ.... ماورہ تو اس کی گولی کھا کر اپنے گناہوں پر پچھتاتی ہوئی اللہ کے مکمل سپرد ہو چکی تھی تو اب کیا کوئی تیسری شاہ زیب کی زندگی میں آئے گی؟ اور کیا یہ بچہ جو وہ اپنے اندر

پالتی ہوئی اس ان ئے تجربے کو جی رہی ہے، جو ایک خوبصورت ممتا کے احساس سے دو چار ہو رہی ہے، جو اس بچہ کو دیکھنے کے لیے ترس رہی ہے وہ دنیا میں آ کر اس کو نہیں بلکہ اس عورت کو اپنی ماں مانے گا جو شاہ زیب کی زندگی میں آئے گی۔

دھک۔ یہ احساس کتنا جان لیوا تھا، وہ بھیٹتی چلی گئ،ایک طرف اپنے بچہ کا چھن جانے کا دکھ تو دوسری طرف اپنی محبت.....اس کی سوچوں کا تلسلسل یکدم ہی ٹوٹا جب شاہ زیب نے اسے پکارا۔

"علیزے۔" یہ پکار، آہ... یہ پکار کتنی حسین تھی نا؟ یہ محبت بھی کیا چیز ہے اسے ان سات مہینوں سے احساس ہو رہا تھا لیکن مجال ہے جو یہ لڑکی اقرار کرتی اظہار کرتی اور دوسری جانب مجال ہے جو شاہ زیب اس اقرار کو سننے کے لیے کان پاس لاتا اس اظہار کے لیے منت کرتا، دونوں کی انا جیسے بہت اونچی تھی، دونوں ہی جیسے لبوں پر کف لگائے تھے۔

جہاں رتی بھر بھی علیزے شاہ زیب سے دل کی بات کہنے کے لیے پیش قدمی کرتی کہ دیکھو میں تڑپ رہی ہوں، دیکھو میں صرف تم سے محبت کرنے لگی ہوں، وہی محبت جیسی تم چاہتے تھے، دیکھو میں تمہارے ساتھ اور ہمارے بچہ کے ساتھ مکمل زندگی گزارنا چاہتی ہوں، دیکھو میں تمہیں کبھی کھونا نہیں چاہتی مگر... مگر کانوں میں اچانک

شاہ زیب کے کہے جملے باز گشت کرنے لگتے وہی جملے جس نے اس کے دل کو اذیت پہنچائی تھی، جس نے کردار پر انگلی اٹھائی تھی جس نے علیزے کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچائی تھی اور پھر وہ کبھی نہ جھکنے والی لڑکی اپنے لبوں کی سی لیتی، اپنے قدم پیچھے کر لیتی اور سوچتی جب اس کو پروہ نہیں جب اس کو ان لفظوں پر پچھتاوہ نہیں تو وہ کیوں ایسے انسان کے ساتھ زندگی گزارے جو اس کو محبت تو دے سکتا ہے لیکن عزت نہیں اور علیزے انور محبت کے بنا رہ سکتی تھی مگر عزت کے بنا نہیں کیونکہ بھلے ہی کہانی اپنے اختتام پر تھی مگر اس کہانی نے اس کردار کو بدلا نہیں تھا، اس منفرد کہانی نے اس لڑکی کے کرادر کو پختہ ہی رکھتا تھا محبت بھی اس کہانی کو اس لڑکی کے کردار کو نہیں بدلوا سکی۔ کتنی کوششیں کی ہر موڑ نے مگر وہ بدلی نہیں کیونکہ اسے بدلنا تھا ہی نہیں کبھی بھی نہیں! وہ آج بھی وہی کہتی تھی، وہی جو اس نے کہا تھا اور شاہ زیب نے سنا تھا۔

"میں خود کو سب سے اپر رکھتی ہوں ہاں اگر یہ خود غرضی ہے تو خود غرضی صحیح۔" کیا اس کے الفاظ غلط تھے؟ کہاں سے غلط تھے؟ کسی زاویے سے غلط نہیں تھے کیونکہ وہ ایسی ہی تھی، وہ خود غرض تھی وہ خود کو ہی اپر رکھتی تھی، ہر رشتہ ہر احساس سے بلاتر کیونکہ وہ جانتی تھی وہ ہے تو اسے ہر رشتہ ہر احساس ہے وہ نہیں تو کوئی رشتہ کوئی احساس نہیں!

وہ خود کی عزت کرتی تھی اسیلیے لبوں کو سیے وہ محبت کی قربانی دے رہی تھی اور اپنے سے بننے والے بچہ کی بھی، یہ خود غرضی کی انتہا تھی وہ ماں ہو کر کیوں سمجھوتا نہیں کر رہی تھی؟ عورت تو قربانی کا دوسرا نام ہے نا؟ تو وہ کیوں محبت کی قربانی دے رہی تھی اور اپنی ذات کی نہیں؟ کیوں؟ کیوں وہ اتنی محبت کرنے والے شخص کے ساتھ ذرا سا سمجھوتا نہیں کر سکتی تھی کیوں؟

کیونکہ وہ منفرد کہانی کی منفرد کردار تھی!

یہی جواب کافی تھا سارے سوالوں کا صرف۔ یہی!

اور شاید وہ خود غرض ہوتی تو کون مائی کا لال تھا جو ایک ماں کو اپنے بچہ سے جدا کر سکتا تھا؟ کون؟ کوئی نہیں! لیکن وہ خود ایسا چاہتی تھی وہ خود اس کو باپ کے حوالے کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ اس کا ہی تو بچہ تھا، ایسا اس نے ہی تو کہا تھا۔

شاہ زیب نے کب "ہمارہ" لفظ استعمال کیا تھا، اس نے "میرا" لفظ استعمال کیا تھا اور جہاں "ہم" سے "میں" ہو جائیں وہاں رشتے کھوکھلے ہو جاتے ہیں۔

"علیزے؟" وہ اسے عمیق نظروں سے دیکھ چلتے ہوئے اس کے پاس آیا تھا، وہ گہرائیوں میں جا چکی تھی، وہ خود سے وہ سوال کرتی ہوئی گہرائی میں جا چکی تھی جو سوال اب اس طلاق کے بعد معاشرہ اسے کرنے والا تھا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟" دھیرے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ شاہ زیب نے پوچھا۔ وہ چونکتے ہوئے سوچوں سے باہر آئے سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی جو قریب کھڑا تو تشویشی انداز میں پوچھ رہا تھا، چہرے پر سنجیدگی سے جیسے وقت کے ساتھ مزید بڑھتی جا رہی تھی، مسکراہٹ جیسے اب تہوار کی طرح دکھتی تھی، غم کیا تھا؟ وہ جانتی تھی۔

"تمہیں کیسی لگ رہی ہے؟" وہ سوال پر سوال کر بھیٹی تھی، شاہ زیب اس کے سوال پر نہیں اس کے تاثرات پر ٹھٹکا تھا اور سب سے بڑھ کر اس کے لہجہ پر، اس نے اپنا ہاتھ پیچھے لے لیا تھا اور سیدھا ہو چکا تھا، علیزے بھی کھڑی ہو گئی تھی۔ وہ اس کے سرخ و سپید گالوں کو دیکھنے لگا جن کو میک اپ کی ضرورت نہیں تھی پھر بھی ان پر میک اپ تھا جو سونے پر سہاگہ لگ رہا تھا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے۔" اپنے چہرے پر نظروں سے وہ جھنجھلاتی ہوئی جواب مانگ رہی تھی۔

"مجھے تو ٹھیک لگ رہی ہے۔" نظروں کا زاویہ اس کی آنکھوں کی جانب کرتے ہوئے سادگی سے وہ بولا تھا، علیزے کے دل میں چھن سے کچھ ٹوٹا تھا، وہ کیوں اس کے اندر جھانک کر نہیں دیکھتا تھا کہ اندر کیا توڑ پھوڑ چل رہی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تم پہلے سے ہی اتنے سفاک تھے یا ابھی ابھی ہوئے ہو؟" اچانک ہی وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے سوال کر گئی تھی، اس کی آنکھوں میں آتی ہوئی نمی کو وہ دیکھ کر انجان بنا تھا۔

"یہ نیا لفظ ہے جو مجھ ملا ہے ورنہ اب تک تو جاہل گنوار جنگلی درندہ اور کیا تھا.... ہاں وحشی یہ سب ملا تھا۔" وہ کان کی لو کو کھجائے پر سکون لہجہ میں کہتا ہوا اس کے اندر آگ لگا رہا تھا۔

"بے مروت انسان ہو تم۔" سلگتے ہوئے وہ بولتی اس کے برابر سے جانے لگی تھی جب شاہ زیب نے اس کا بازو پکڑا، وہ وہی رک گئی، مزاحمت کرنے کی اب ہمت بھی نہ رہی تھی، تھک چکی تھی وہ بے حد!

"بے مروت ہوتا تو ہر لمحے سائے کی طرح ساتھ نہ ہوتا۔" آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس نے اس کو جتایا تھا، تو کیا اب اپنی موجودگی بھی وہ شخص احسان کی طرف جتائے گا؟ اپنا ساتھ بھی گنوائے گا؟ یہ بے مروتی نہیں تو کیا تھی؟

"میرے لیے نہیں رہتے ہو ہر پل میرے ساتھ اپنے بچہ کے لیے رہتے ہو کہ کہی اکیلے میں تمہارے بچہ کو میں کوئی نقصان نہ پہنچا دوں کوئی لاپرواہی نہ کر دوں تمہارے بچہ کو

کچھ ہونا چاہئے۔"وہ بول کر لب بھینچتے ہوئے اسے گھورنے لگی، شاہ زیب کے لب ایک سمت پھیلے۔

"بجا فرمایا۔"دھیرے سے سر کو خم کرتے ہوئے بہت سکون سے تاید کی گئ،علیزے کے سر سے لگی اور تلوؤں پر بجھی، وہ اتنا سفاک کیسے ہوا تھا؟اتنی سفاکیت تو اس نے بھی نہیں دکھائ تھی۔

"فکر مت کرو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت اگر ڈیلوری کے دوران کچھ ہوا بھی تو میں مر جاؤں گی تمہارا بچہ بچ جائے گا۔"اس کا ہاتھ جھٹکتی ہوئی وہ کہہ کر رکی نہ تھی جبکہ وہ اس دل خراش لفظوں پر مٹھیاں بھینچے آنکھیں بند کرتا ہوا سرخ ہو چکا تھا،اسے علم نہ تھا کہ وہ جو کہہ کر گئ ہے اس نے شاہ زیب کو کتنا درد پہنچایا ہے،اذیت ناک کیفیت سے وہ پل بھر میں باہر آیا تھا اور بے پروہ، بے مروت، سفاکیت کا خول چڑھائے وہ خود کو کسی حد تک کمپوز کر چکا تھا جبکہ دل جیسے چیخ اٹھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

پاکستان سے پانچ گھنٹے آگے سڈنی میں اس وقت آسمان اپنی سیاہی بکھیر رہا تھا، رات کے سناٹے چاروں اور پھیلے تھے، آدھی رات ہر سوں خاموشی تھی، چوڑی سڑک پر قطار سے بنے گھروں میں سے ایک گھر کی بتیاں جل رہی تھیں۔

وہ ٹراؤزر اور شرٹ میں اس وقت صوفے کی پشت پر بازو پھیلائے گود میں لیپ ٹاپ رکھے نہایت مصروف انداز میں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کو تیزی سے کی بورڈ پر چلاتا ہوا خاموش لاؤنج میں آواز پیدا کر رہا تھا، چاروں طرف پھیلے کاغضات اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ وہ کئی دیر سے کام میں بے حد مصروف ہے۔ روشن سکرین پر فایل کو ڈاؤنلوڈنگ پر لگاتے ہوئے وہ اٹھا اور فرنش سے اوپن کچن کی طرف بڑھ گیا اور اپنے لیے کافی بنانے میں مصروف ہو گیا ساتھ ایک نظر دیوار پر لگی گھڑی پر ڈالی اور پھر تھوڑی دور بیڈروم کے بند دروازے پر جہاں وہ نیند کی گولیوں کے زیرِ اثر سکون سے سو رہی تھی، وہ بھی اطمینان سے کافی پھیٹتا ہوا واپس صوفے پر آ کر بھیٹ گیا اور پاس رکھی کھلی فایل پر نظریں دوڑانے لگا، یہ بزنس اس نے چھ مہینے پہلے اپنے دوست کے ساتھ شروع کیا تھا جو تیزی سے نہ سہی مگر ترقیوں کی راہ پر گامزن تھا، وہ جتنا محنت بزنس میں کر رہا تھا اتنی محنت وہ گھر میں اس کی دیکھ بھال میں بھی کر رہا تھا جس کی حالت اچانک ہی بگڑ جاتی تھی اور وہ ہاتھوں میں آ جاتی تھی۔

اس کو سوچتے ہی وہ ایک بار پھر پریشانی سے بند دروازے کی جانب دیکھنے لگا پھر کچھ سوچ کافی پھیٹتے ہوئے رکا اور مگ کو وہی میز پر رکھ شرٹ سیدھے کرتے ہوئے وہ اپنے بیڈروم کی جانب بڑھ گیا۔

دھیرے سے ناب گھماتے ہوئے بنا آواز پیدا کیے وہ اندر آیا تو اے سی کی ٹھنڈک نے اس کا استقبال کیا، کمرہ بے حد پر سکون ہو رہا تھا، وہ دروازہ واپس بند کرتے ہوئے گھما اور بیڈ کی جانب آیا جہاں ایک لیمپ جل کر کمرے کو مکمل اندھیرے سے بچائے نیم اندھیرا کیے ہوا تھا کیونکہ وہ مکمل اندھیرے سے خوف کھانے لگی تھی۔

آہستگی سے چلتا ہوا وہ اس کے پاس آیا اور اس کو دیکھنے لگا جس کو وہ کچھ گھنٹے پہلے دوائیں کھلا کر سینے تک کمبل اڑھا کر اس کو سوتا ہوا دیکھ وہ باہر نکل کر آگیا تھا۔

سیاہ آبشار جیسے سلکی بال تکیے پر بکھرے تھے، دراز پلکیں سرخ و سفید چہرے پر ڈھکی ہوئی تھیں، عنابی ہونٹ ہلکے ہلکے لرزتے ہوئے اس کی چلتی ہوئی سانسوں کی وعید سنا رہے تھے۔

وہ اسے محوت سے دیکھے گیا اور اس کی کلائی کو اٹھا کر اپنی جگہ بناتے ہوئے اس کے پاس بھیٹا اور اس کی کلائی کو ایک ہاتھ سے تھام وہ دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں چلانے لگا۔

ان چھ مہینوں میں وہ قدرِ بہتر ہو چکی تھی لیکن کبھی کبھی پینک اٹیک اسے آجاتے تھے، وہ اعتماد جو اس کی شخصیت کا حصہ ہوا کرتا تھا وہ تو جیسے کہیں غایب ہو چکا تھا، وہ ڈری سہمی سی دبو لڑکی بن چکی تھی جو وہ کبھی تھی ہی نہیں۔

"جنت تمہارا کوئی قصور نہیں تھا میری وجہ سے صرف میری وجہ سے تمہارہ یہ حال.... "وہ بولتے بولتے رک گیا، درشتی سے نچلا لب کچلتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھ پیچھے لے لیے کیونکہ وہ گہری نیند میں اس کے لمس پر کسمسا گئی تھی۔

"اگر.... اگر اس دن میں تمہیں نہ بچا پاتا تو میں کیا کرتا.... "ذہن کے پردے پر سات مہینے پہلے وہ دن جھلملا گیا جو اس کی زندگی کا دوسرا سب سے بھیانک دن تھا، چھ جون کی رات کے بعد وہ دن بہت برا ثابت ہوا تھا، اس کو یاد تھا کہ کیسے وہ دونوں بند تھے اور دھواں کی بو محسوس کر کے اس کے ذہن نے کام کرنا شروع کر دیا تھا، اس کو علم ہو چکا تھا کہ بحری جہاز میں آگ لگ رہی ہے، کیسے اس نے دماغ سے کام لیا تھا اور باہر زایم ملک کے آدمی کو پیسوں کی لالچ دے کر اپنی باتوں میں پھنسایا تھا جو پھنس کر دروازہ کھول چکا تھا لیکن اسے پہلے وہ کوئی بات، کوئی ڈیل کرتا عدیب کا پنچ اس کی سماعتوں کو بیکار کر گیا تھا اور پھر جب تک دیر ہو چکی تھی اور آگ ہر جانب پھیل چکی تھی، کیسے نیم بے ہوش جنت کو وہ بانہوں میں لیتے پاگلوں کی طرح اس جہاز سے نکلنے

کی کوشش کررہا تھا، کیسے آگ اس کے بیچ آکر اسے ناکامیاب بنا رہی تھی بالکل چھ جون کی طرح، چھ جون کی رات کو وہ اپنی بہن کو بچا رہا تھا جسے وہ بے حد محبت کرتا ہے اور اس دن وہ اپنی گرل فرینڈ کو بچا رہا تھا جسے وہ بے حد محبت کرتا ہے، لیکن چھ جون کی رات کی طرح وہ آخر کار جیسے تیسے کامیاب ہو چکا تھا جس کے لیے وہ جتنا خدا کا شکر ادا کرتا اتنا کم تھا۔

اسے پہلے عدیب سوچوں میں گم واپس اٹھتا کہ اس کا جیب میں پڑا موبایل چیخ اٹھا، کسی کی کال تھی اور اسی کال کی رنگ ٹون کی وجہ سے جنت یکدم آنکھیں کھول جاگی تھی اسے پہلے عدیب ہڑبڑاتے ہوئے باہر بھاگتا یا موبایل بند کرتا وہ پھولی سانسیں لیے یکدم چیخ پڑی۔

"نہیں... نہی... نہیں کوئی بچاؤ.... نہیں زای... زایم ملک نہیں... مم... مما عدیب بچاؤ... آہ... نہی......" وہ کانوں پر ہاتھ رکھتی بری طرح چیخنے لگی تھی، عدیب ایک جانب موبایل پھینکتے معاً اس کی طرف لپکا اور اسے خود سے لگانے لگا مگر وہ پوری جان لگا کر اس کو دھکا دے گئی۔

"نہیں میرے قریب مت آنا آہ مجھ... مجھے درد ہو رہا نہی... نہیں زایم ملک می... مجھے اس قید سے نکالو می.... میں مر جاؤں گی عدیب۔" وہ روتے ہوئے چیختی ہوئی بے قابو ہو رہی تھی۔

"جنت... جنت ریلیکس کوئی نہیں ہے میں عدیب جنت کوئی نہیں ہے میں ہوں تمہارے ساتھ ہم اپنے گھر میں ہیں۔" عدیب ہمیشہ کی طرح اس کو مضبوطی سے خود سے لگائے کالم کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہوا تھا کیونکہ اس کی چیخیں ہلکی پڑ چکی تھیں۔

"عدی... عدیب مجھ... مجھے ڈر لگ رہا ہے وہ آ جائے گا وہ مجھ... وہ مجھے مارے گا عدی... عدیب مجھ...." وہ اس کی شرٹ جکڑتی ہوئی اس کے سینے سے لگی پھولی سانسوں سے ڈری ہوئی بڑبڑا رہی تھی۔

"شش کوئی نہیں آسکتا وہ مر چکا ہے وہ کبھی نہیں آئے گا میں ہوں نا میرے ساتھ ہو جنت تم کوئی نہیں ہے یہاں۔" وہ آہستگی سے اس کے بال سہلاتا ہوا اسے خود میں بھینچے وہی لفظ دہرا رہا تھا جو وہ اسے سنبھالتے وقت ان سات مہینوں سے دہراتا آ رہا تھا۔

"جنت میری جان ادھر دیکھو۔" اس نے اس طرح آنکھیں میچ لیں تھیں جیسے بلی کو دیکھ کبوتر میچ لیتا ہے، عدیب نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کی پیالی بنا کر اس کے چہرے کو تھام پکارا۔ اس نے خوف کھاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"جنت آنکھیں کھولو ادھر دیکھو مجھے۔" وہ رعب دار آواز میں بولا۔ وہ بامشکل آنکھیں کھولتی ہوئی اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی، ایک عجیب سا سکون تھا جو جنت کے بدن میں سرایت کر گیا تھا، وہ بنا آواز کے رونے لگی۔

"میں ہوں نا تمہارے ساتھ پھر کیوں ڈر رہی ہو جانِ عدیب۔" اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کو دیکھ وہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا، جنت نے کچھ کہے بغیر اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا۔

"جنت تم نے وعدہ کیا تھا تم بہادر بنو گی ہیں نا پھر یہ سب کیا ہے؟" کچھ لمحے گزرنے کے بعد وہ اس کو پیچھے کرتے ہوئے خفگی سے پوچھ رہا تھا، جنت نے خود کو سنبھالتے ہوئے آنسو بے دردی سے صاف کرنے چاہے جب عدیب نے منع کیا۔

"ہوں نہیں۔" اس نے اس کے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اپنے پوروں سے نرمی سے اس کے آنسوؤں کو صاف کیے۔ وہ لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھ... مجھے ڈر لگتا ہے عدیب بہت لگتا ہے میں کبھ... کبھی بہادر نہیں ہو سکتی میں کبھی پہلے جیسی نہی... نہیں ہو سکتی مجھے ایسا لگتا ہے وہ کہی سے بھی آجائے گا اور مجھے قید کر لے گا تم.... تم جانتے ہو وہ نہ مجھ.... مجھے یہاں..."کندھے کی جانب اشارہ کیا۔

"یہا... یہاں..."بازو کی طرف انگلی رکھی۔"یہاں بھی۔"ہاتھوں کی ہتھیلیاں پھیلائیں۔

"ہر جگہ بہت زخم دیتا تھا۔"عدیب کا دل کٹ کر رہ گیا، وہ بے اختیار آنسوؤں کو قابو کیے اسے خود سے لگا گیا۔

"وہ مجھ.. مجھے سارا دن باندھ کر رکھتا تھا می... میں کچھ نہیں کر سکی می... میرے درد ہوتا تھا بہت سارا وہ مجھ... مجھے بہت ڈر لگتا ہے میں اب اس کی قید میں نہیں جا سکتی اگر گی تو میں مر جاؤں گی۔"عدیب نے یکدم اپنی آنکھیں میچ سارا کھارا پانی واپس اندر اتارا اور سرخ آنکھوں کو جھپکاتے ہوئے اسے خود سے الگ کیے نرمی سے بازو سے پکڑ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈالے یقین سے بولا۔

"جان تمہیں کوئی کہیں نہیں لے جا سکتا مجھ سے کبھی بھی نہیں تم میری جان ہو میری بیوی میری جنت اور عدیب اب اپنی جنت کو خود سے کبھی الگ نہیں کرے گا اور جہاں تک بات ہے اس...."لبوں پر آئی گندی گالی کو دبایا۔"اس کی تو اس کو سات مہینے پہلے

ہی سزائے موت ہو چکی ہے وہ ختم ہو چکا ہے اس کے گناہ مٹ چکے ہیں اس کا کوئی وجود نہیں ہے وہ ابھی جہنم میں جل رہا ہو گا جو جو تکلیف اس نے تمہیں دی ہے سب کو دی ہے میری بہن کو دی تھی اس سب کا بدلہ لیا جا رہا ہو گا اس کا قصہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا ہے بے بی تم محفوظ ہو اپنے شوہر اپنی محبت اپنے عدیب کے پاس۔" وہ ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کر رہا تھا جیسے وہ سب جنت کے دماغ میں منتقل ایسے کرنا چاہ رہا ہو جیسے وہ کبھی مٹے ہی نہ اور جنت اسے تکتی سننے جا رہی تھی آخری جملہ پر مسکرا دی، سرشاری سے مسکرا دی، چھ مہینے پہلے ہوا سادگی سے اس کا اور عدیب کا نکاح اسے سب کچھ دے گیا تھا، ساری خوشیاں اس کی جھولی میں آن گری تھی اور وہی اس کا شوہر اپنے تمام وعدے نبھاتے اپنا ہر فرض ادا کر رہا تھا، وہ اپنے اس کے لیے حقوق کبھی کبھی ادا نہ کر پاتی مگر وہ اپنے فرایض میں کبھی چونک نہیں رہا تھا، اتنی اذیت کے بعد اتنی راحت اسے اللہ کی طرف سے میسر ہوئی تھی، اسے اس کی محبت حاصل ہوئی تھی وہ جتنا شکر ادا کرتی اتنا کم تھا۔

"عدیب تم ہمیشہ ایسی ہی رہو گے؟" جانے کس خیال کے تحت وہ معصومیت سے پوچھ بھیٹی، اس کی معصومیت دیکھ کسی کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے آیا تھا، اسی کا چہری جس سے وہ چند مہینے ہی سہی مگر کچھ وقت کے لیے منسوب تھا، ویسے تو بچپن سے ہمیشہ

نفرت رہی تھی مگر نکاح کے بعد وہ نفرت ختم ہو گئ تھی، سِلا دلاور بخت نے اس کے دل میں جگہ بنائ تھی اور وہ جگہ محبت کی نہیں بلکہ ایک اچھے دوست کی تھی، اسے آج بھی یاد تھا چھ مہینے پہلے اسے طلاق لیتے وقت اس نے سِلا سے جو پوچھا تھا۔

"کیا تم مجھ سے اب نفرت کرنے لگو گی؟" طلاق کے پرچے پر دستخط کرنے کے بعد عدیب نے سر اٹھا کر سامنے بھیٹی سِلا سے استفسار کیا تھا جو خود کو پوری چادر سے ڈھک چکی تھی کیونکہ وہ اب محرم سے نامحرم بن چکا تھا۔

"نہیں میں آپ سے نفرت کیوں کرو گی؟" آنسوؤں کے چند قطروں کو وہ بڑی مہارت سے چھپا کر انجان بنتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

"کیونکہ میں تم سے الگ ہو چکا ہوں میں تم سے رشتہ نبھا نہیں پایا اپنے کسی فرایض کو انجام نہ دے سکا صرف تکلیف کے سوا تمہیں کچھ نہ دیا۔" وہ شرمندگی سے کہہ رہا تھا۔

"الگ ہمیں کبھی نہ کبھی تو ہونا تھا اور جہاں تک بات ہے فرایض کی تو آپ اپنے فرایض اسیلیے پورے نہ کر سکے کہ آپ اپنی محبت کے حقایق ادا کر رہے تھے۔" سِلا نے اسے چند لمحوں کے لیے لاجواب کر دیا تھا، اسے پہلے وہ لب کھولتا سِلا بول پڑی۔

"آپ کو مزید معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے نہ کسی قسم کی صفائ دینے کی میں آپ کو ناپسند کرتی تھی پھر پسند کرنے لگی پھر دل دکھا اور پھر دکھتا چلا گیا لیکن پھر پتہ ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

آپ کو قریب سے جان کر سارے گلے شکوے دور ہو گئے آپ کی محبت کی پاکیزیت آپ کی وفاداری ایک لڑکی کے لیے بہت انمول ہے جو بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے ہاں مجھے جلن ہونی چاہیے تھی لیکن نہیں ہوئی مجھے صرف اس لڑکی پر رشک آیا کیا کسی کی قسمت بھی اتنی اچھی ہو سکتی ہے؟" وہ کسی غیر مرئی نقطے پر جمائے کہہ رہی تھی، عدیب خفیف سا مسکرا دیا۔

"لیکن زیادتی تو تمہارے ساتھ کی ہے نا میں نے۔" وہ سر جھکائے بولا۔

"لیکن اس کا مداوا آپ کریں گے نا؟" اس نے چونک کر سر اٹھائے سِلا کو دیکھا۔

"کیسے؟"

"جنت کو ہمیشہ ایسی ہی محبت دیتے اس کا خیال رکھتے اور اسے کبھی بھی آسمانوں سے زمین پر نہ لا کر وہ آپ کی محبت کے تلے ایسے ہی ساتویں آسمان پر رہے گی تو میری ساتھ تمام ہوئی زیادتیوں کا مداوا ہو جائے گا کیونکہ اسی محبت اسی لڑکی کی وجہ سے ہی تو ہمارے درمیان شرعی رشتہ ٹوٹا ہے۔" وہ اس کو دیکھتا گیا اس لڑکی کو جو پہلے دن سے اسے حیران پر حیران کرنے پر تلی تھی۔

"میں اسے ہمیشہ اپنے محبت کے رنگوں میں خوش رکھوں گا کیونکہ میری اسے محبت سچی ہے لیکن میں تمہارے لیے بھی دعا کروں گا کہ جو محبت جو عزت جو مان میں نہ تمہیں

دے سکا وہ تمہیں کوئی اور دے جس کے لیے تم بنی ہے جیسے جنت میرے لیے اور میں جنت کے لیے بنا ہوں۔" وہ مسکرا کر کہنے لگا، سِلا کا دل عجیب سے انداز میں دکھا۔

"کیا ہم ہمیشہ دوست رہینگے؟" اس نے مزید پوچھا۔

"ہم کزن ہیں دوست بھی رہیں گے۔" بھاری دل کے ساتھ سِلا نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا تھا، عدیب مسکرا دیا۔

"عدیب بیٹا جا کر دیکھو جنت کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔" شائستہ بیگم نے آ کر پریشانی میں اسے اطلاع دی۔ وہ گھبراتا ہوا اٹھ کر بھاگا پیچھے سِلا اس کی عجلت اس کی فکر جنت کے لیے دیکھ مسکرا دی، اس مسکراہٹ میں چھپا درد بھی تھا جو شاید وقت کے ساتھ ختم ہو جانا تھا۔

"عدیب بولو؟" جنت نے جیسے اسے حال میں واپس بلایا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟" وہ شریر سے انداز میں اسے پوچھنے لگا جو ٹک ٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے؟" وہ غایب دماغی سے سوچنے لگی۔

"جانِ عدیب میں ہمیشہ ایسی رہو گا کیونکہ میں اپنی جان سے بے حد محبت کرتا ہوں اتنی محبت کہ کسی اور سے بندھے رشتے نے بھی وہ محبت کمزور نہیں کی اور ہمارے

درمیان بندھا شرعی رشتہ اسے اور مضبوط کرے گا۔" جنت کو لگا ہر جانب تتلیاں بکھیر گئیں ہو، خوشبو، رنگ اور پھول کیا کچھ نہیں تھا جو اسے اپنے اطراف میں محسوس ہونے لگا تھا، یہ شخص نعمت تھا!

"آئی لو یو۔" وہ پورے دل سے بولی۔

"بٹ ناٹ مور دین می۔" وہ کہتا ہوا پورے استحاق سے اس پر جھکا اور اس کی پھنکڑی جیسے لبوں کو اپنے لبوں سے چھوتا ہوا اس کی صراحی گردن پر اپنے لب رکھ کر انہیں چومتا ہوا واپس سیدھا ہوا، جنت کے چہرے پر سارے رنگ بکھر گئے۔

"مجھے میری پرانی جنت واپس چاہیے کیونکہ پھر وہ میری بزنس پارٹنر بنے گی اور پھر ہم دونوں تباہی مچادیں گے۔" وہ جوش سے بولا۔ جنت ہنس دی اور اس ہنسی نے عدیب کے دل کے تار چھیڑ ڈالے، وہ بے خود ہو کر مزید اس پر جھکا جس پر وہ مزید کھکھلا دی۔

"عدیب ناول کنٹیو کرو۔" وہ اس کی مزید بے باکیاں دیکھ پیچھے ہوتی ہوئی لاڈ سے فرمائش کیے بولی۔ عدیب واپس سیدھا ہوتا ہوا اسے گھورنے لگا جس پر وہ شرارت سے لب دانتوں تلے کچلنے لگی۔

"دل چاہ رہا ہے۔" بڑی بیچارگی سے کہا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews www.zubinovelszone.com

"اور میرے دل کی ایسی کی تیسی۔" وہ خفگی سے بڑبڑا کر سائیڈ ٹیبل سے انگلش ناول اٹھانے لگا اور مارک ہوئے صفحے کو کھولتا ہوا شگستہ انگریزی میں اسے فیری ٹیلز کی کہانیوں میں لے گیا جس کا اب فیری ٹیل اور حقیقیت میں کوئی فرق باقی نہ رہا تھا۔ وہ مسکراہٹ دبائے اس کے سینے پر سر رکھے اسے سنتی گئی، کتنی دیر ایسی ہی بیت گئی، وہ معامل کے مطابق اپنی انگلیاں اس کے بالوں میں چلاتا ہوا انہماک سے پڑھ رہا تھا۔

"اینڈ دین اٹ واز آ ہیپی ہینڈ نگ۔" آخری جملہ کہتے ہوئے اس نے مسکرا کر جنت کو دیکھا تو چونک گیا، وہ آنکھیں موندے کب کی سو چکی تھی، اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور آہستگی سے ناول بند کر کے سائیڈ پر رکھ اس نے کام کو یہ جا وہ جا کہہ کر کمبل خود پر بھی تان لیا اور اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیے وہ بھی آنکھیں بند کر گیا۔

"انڈ یڈ اٹ واز آ ہیپی اینڈ نگ۔" فضا میں بکھری چاہتیں چہکتی ہوئیں بولیں اور رات کی گہری ہوتی ہوئی سیاہی مزید باہر پھیلتی گئی مگر ان کی زندگی کی سیاہی دور ہوتی گئی، بے شک بہت مصیبتوں کا سامنا کیا، محبت اور نفرت سے جنگ لڑی، ان چاہے رشتے قایم ہوئے کتنا کچھ ہوا مگر اختتام وہی ہوا جو ہونا تھا، محبت کو جیتنا تھا، محبت جیت گئی۔

وہ اس کی اور وہ اس کو ہو گیا!

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے تھے اور ان کو جدا کوئی نہیں کر سکتا تھا، اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی ان کو جدا کوئی نہ کر پایا یہی تو نشانی تھی ان کی سچی اور اٹوٹ محبت کی جو خوبصورت رشتے کا روپ دھار گئی تھی اور آگے خوشیاں تھیں جو منتظر تھیں۔

دکھ اور درد کے بادل چھٹ چکے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"ٹونی لالا آپ کیسے اتنی کنجوسی دکھا سکتے ہیں تھوڑے تو بڑھایے ہزار رپے میں اس زمانے کیا ہوتا ہے؟" ہاتھ نچا نچا کر بولتی ہوئی ثمن کی آنکھیں ہزار رپے کا نیلا نوٹ دیکھ پھیل چکی تھیں جو انگلی پکڑائی کی رسم میں ثمن کو ٹونی فراخ دلی سے دے رہا تھا۔ مہندی کی رسمیں عروج پر تھیں، سب لان میں جمع خوب انجوائے کر رہے تھے، اسی اثناء میں علیزے بھی شال سنبھالتی ہوئی آکر رایمہ کے برابر بھیٹ گئی اور مسکرا کر اسے دیکھا جو دانیال کو جانے کس بات پر گھوریوں سے نواز رہی تھی۔

"کیا ہوا؟" اس نے ٹونی کا کمزور سا احتجاج دیکھ رایمہ اور دانیال سے پوچھا جس پر رایمہ کلس کر بولی۔

"بدتمیزی کر رہا ہے۔" دانیال کے اس خوبصورت الزام پر منہ کھل چکا تھا۔

"بدتمیزی زے میں نے تو بس اتنا کہا ہے کہ ایک ایک کی شادی ہو رہی ہے اس چلغوزے ٹونی کی بھی ایک بس میں ہی ہوں جس کی بات منگنی سے آگے ہی نہیں بڑھ رہی منگنی کو سال ہونے کو آیا ہے۔" وہ منہ بسورتا ہوا بولا۔علیزے مسکراہٹ دبا گئی۔

"دانی کیوں اتنی جلد بازی ہے ہو جائے گی تم دونوں کی بھی شادی بھروسہ رکھو۔" رائمہ سرخ ہوتی ہوئی نفی میں سر ہلائے اٹھ کر عمارہ کے پاس چلی گئی جو شرمائی شرمائی سی لڑکیوں کی جھرمٹ میں بھیٹی ان کی چھیڑ خانی پر محفوظ ہو رہی تھی۔

"ہاں تم تو یہی کہو گی نا خود کی تو ہو گئی مزے سے اور اب تو مما ٹوبی میرے فادر ٹوبی تو چھوڑو ہسبنڈ ٹوبی کے بھی آثار نظر نہیں آرہے۔" نہایت مایوسی سے کہا، علیزے کی مسکراہٹ فوراً سمٹ گئی تھی، ایک ہوک تھی جو دل میں اٹھی تھی۔

سامنے سے آتے ہوئے گندمی رنگ کی شال کا ایک حصہ دوسرے کندھے پر ڈال شاہ زیب تیار سا نکھرا نکھرا اپنی مردانہ وجاہت لیے آرہا تھا، علیزے کی نظر سیدھی اس پر گئی تھی جو ساتھ چلتے ہوئے سمیر کو کچھ انہماک سے سمجھا رہا تھا۔

"ڈیر جھیٹانی صاحبہ میرے بھائی کو گھور گھور کر نظر لگانے کا ارادہ ہے؟" زینیا اس کے برابر بھیٹتی ہوئی یکدم شرارت سے بولی۔ وہ چونک کر نظریں ادھر ادھر کر گئی جس پر وہ کھکھلا کر ہنسی۔

"کیا علیزے میں تو مزاق کر رہی ہوں تمہارا پورا حق ہے میرے جھیٹ پر جتنی مرضی دیکھو۔" علیزے نے خجل ہو کر مسکراہٹ دینی چاہی مگر دے نہ سکی۔

"چلو رسم کر لیتے ہیں ہم دونوں جھیٹانی دیورانی میرے میاں کو تو فرصت ہی نہیں سب انتظام دیکھنے سے اور بھائی کا تو تمہیں پتہ ہی ہے۔" وہ ہنستی ہوئی اس کا ہاتھ پکڑ کھڑی ہوئی۔

"آرام سے۔" وہ احتیاط سے علیزے کو سہارا دے کر اٹھاتی ہوئی لیلیٰ اور عمارہ کے پاس لے گئی۔

رسم کے بعد انیلا بخت بڑے اشتیاق سے علیزے کو اپنے دور کے رشتے داروں سے ملوانے لگیں تھیں۔

کچھ ہی دیر میں علیزے کو گھٹن ہونے لگی وہ انیلا بخت سے معزرت کرتی ہوئی واپس اندر حویلی کی طرف بڑھ گئی، بظاہر شاہ زیب اس کی جانب متوجہ نہیں تھا لیکن اس کو اندر جاتے دیکھ اسے اس کی طبیعت کو لے کر تھوڑی تو تیش ہوئی تھی۔

اسے پہلے وہ بھی حویلی کے اندر جانے کے لیے قدم بڑھاتا ارایمہ اسے ٹکرائی۔

"اچھا ہوا شاہ زیب بھائی آپ مل گئے یہ دانیال کو دیکھیں تنگ کر رہا ہے مجھے۔"

دانیال جو رایمہ کو منانے آرہا تھا رایمہ کو شاہ زیب کو شکایت لگاتا ہوا دیکھ وہی جم کر رہ گیا

اور تھوک نگل کر شاہ زیب کو دیکھا جو رایمہ کی بات سن کر کڑے تیوروں سے دانیال کو دیکھنے لگا تھا۔

"وہ... وہ شاہ زیب بھائی وہ میں ارے رایمہ تم کہاں جار...." رایمہ مسکراہٹ دبائے اسے شاہ زیب کے چنگل میں چھوڑ سلماں بخت کی طرف بڑھ گئی جو اسے بلا رہی تھیں۔

شاہ زیب دونوں ہاتھوں کو پشت پر باندھے سنجیدگی سے دانیال کو دیکھ اس کے قریب آیا۔اس کی سٹی گم ہو گئی۔

"وہ میں....وہ میں آپ کی بہن کو میں بالکل پریشان نہیں کر رہا تھا میں تو بس...."

دانیال کو سمجھ نہ آیا کہ نیلی آنکھوں میں دیکھے یہ نہ دیکھے۔

"تم دور رہو گے اب کم از کم جب تک شرعی رشتے میں نہیں بندھتے منگنی جواز نہیں ہے۔"اس کی بات کو کانٹ وہ سیدھے سیدھے کہتے ہوئے پلٹ رہا تھا جب دانیال کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"وہی تو۔"یکدم زبان دانتوں میں دبائی کیونکہ شاہ زیب دانیال کے حساب سے "ہٹلر والی ٹرن" لیے مڑا تھا۔

"میرا مطلب یہی تو میں کہن... کہنے کی کوشش کر رہا تھا دو دو نکاح ماشاللہ اتنے حسین موقع پر ہو رہے ہیں تو کیوں نا تیسرا نکاح بھی اگر ہو جائے۔" رک رک کر وہ لفظوں کو چن کر ادا کر رہا تھا۔ شاہ زیب کی بھنویں جڑیں تھیں۔

"یا اللہ اس بندے کے تو ایکسپریشن بھی خطرناک ہیں وللہ زرے کیسے ہینڈل کرتی ہو تم۔" دل میں سوچتا ہوا وہ علیزے کو شاباشی دے رہا تھا۔

"لالا آکر تصویر کچھوالیں۔" عمر کندھے پر ڈلا پیلا دوپٹے سے کھیلتا ہوا آکر شاہ زیب سے بولا۔ دانیال نے سکون کا سانس لیا البتہ شاہ زیب نے دھیرے سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے حویلی کے اندر کا رخ کر لیا تھا مگر جاتے جاتے وہ دانیال کو "خطرناک ایکسپریشن" دینا نہ بھولا تھا جس کا مطلب وہ اچھے سے جانتا تھا کہ رایمہ سے اب بخت حویلی میں چھ فٹ کے فاصلے پر ہی رہنا ہے۔

"کیا ہوا دانیال بھائی؟" عمر نے کچھ الجھ کر پوچھا۔ دانیال نے شاہ زیب کی پشت کو دیکھ سکون کا سانس لیا اور ہوا میں سر مارا۔

"نتھنگ ڈوڈ جسٹ بروٹالک۔" وہ گلے کو کھنکھارتے ہوئے عمر کے کندھے کے گرد بازو حایل کیے بولا۔

"بروٹالک؟" عمر کو حیرانی ہوئی۔

"ہاں بیسٹ فرینڈ ٹالک۔"عمر کی آنکھوں کے پپوٹے باہر نکل آئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

"بیٹا جب محبت جنون میں تبدیل ہو جائے نا تو وہ آگ بن جاتی ہے۔"

ہسپتال میں دوایوں کی بو ہر جگہ چھائی ہوئی تھی، قطار سے بنے کمروں سے سب سے کونے میں الگ تھلگ ایک پرایوٹ روم کے اندر آہستگی سے سسکیوں کی آواز وقت وقت پر ابھر رہی تھی، باہر سیٹ پر بھیٹا آدمی بیگ کو کندھے پر ٹھیک کرتے ہوئے اسی کمرے پر منتظر نظریں جمائے بھیٹا تھا،اس کی بیوی اندر تھی۔اسے اسی کا انتظار تھا،ٹرین کا بھی وقت ہونے والا تھا۔

اور اگر آگ کو ہوا دی جائے تو وہ نفرت بن جاتی ہے۔"

اندر وہ بار بار گرتے آنسوؤں کو صاف کرتی ہوئی اس نازک وجود کو بیڈ پر پڑے زندگی اور موت کی درمیانی حالت میں دیکھ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

اور نفرت آگ اور محبت جب یہ تین ہو جائے نا تو یہ سب کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔"

وہ بے شک ان سات مہینوں میں پہلی بار اسے اس طرح نہیں دیکھ رہی تھی پہلے بھی وہ دو تین بار آچکی تھی مگر آج شاید آخری بار اس کو دیکھنا ہو سکے یہ سوچ ہی اسے رلا رہی

تھی لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ اپنی جان سے پیاری سہیلی کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھے گی جس کی حالت آج یہ ہو چکی ہے۔

"اور سب سے پہلا شکار خود کا وجود ہوتا ہے۔" اپنی ماں کی آواز آج پھر کانوں میں گونجی تھی۔ ٹھیک ہی تو کہا تھا انہوں نے اس سب میں نقصان کس کا ہوا تھا؟ اسی کا جو جنون کی آگ میں سب کو جھلسانا چاہتی تھی خود جھلس گئی تھی۔

جلن حسد بغض انسان کو اندر ہی اندر کھوکھلا تو کر دیتی ہے لیکن آج ثابت ہوا تھا کہ یہ خود کو ختم بھی کر دیتی ہے، آج اپنے ہی ہاتھوں سے ماورہ نے خود کی زندگی چھین لی تھی، زندگی چھیننے کی جو نوبت آ گئی تھی۔

"ماورہ میری سہیلی میں نے تجھے منع کیا تھا نا کتنا روکا تھا مت کر مت حاوی کر اس جنون کو دیکھ آج اس نفرت نے تجھے کہیں کا نہیں چھوڑا اس نے تجھے تباہ کر دیا۔" سسکیاں بھرتی ہوئی وہ ماورہ کا ہاتھ تھام کہہ رہی تھی، ماورہ بے سدھ پڑی آج بھی مصنوعی مشینوں کے سہارے پر سانسیں لے رہی تھی۔

"اس سب میں کس کا بگڑا ہاں کس کا کسی کا نہیں بخت حویلی میں تو پورے تپاک سے جشن منایا جا رہا ہے زندگیاں تو اپنی ڈگر پر چل پڑیں اس سب میں نقصان صرف تیرا ہوا صرف تیری زندگی رک گئی۔" ماورہ کے ہاتھ پر افشاں کے آنسو گر رہے تھے۔

"میں تو بہت دور جا رہی ہوں اپنے میاں کے ساتھ اپنی ماں اور بہن کو لے کر شاید پھر تجھے نہ دیکھ سکوں یا پھر سالوں میں لیکن میری دعا ہے یہ نوبت نہ آئے تجھے جلد سے جلد ہوش آجائے تو جلد سے جلد اس کومہ کی حالت سے باہر آجائے۔" ماورہ کے وجود میں کوئی جنبش نہ تھی، افشاں امید کر رہی تھی کہ کچھ حرکت ہو، کسی طرح ماورہ زندگی کی طرف لوٹ آئے لیکن یہ سب شاید کہانیوں میں ہی ممکن تھا حقیقت میں نہیں۔

"ماورہ دیکھ اٹھ جانا تو نے اپنی اکلوتی سہیلی کو الوداع نہیں کرنا ایک آخری بار اس کی نئی زندگی کی شروعات کے لیے؟" وہ جھک کر کو دھیرے سے ہلانے لگی مگر دوسری طرف گہری خاموشی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"میں ایک ملازمہ ہوں جانتی ہوں لیکن یہ دل... یہ دل نہیں جانتا اس دل میں چھپی محبت نہ تو رنگ دیکھتی کے نہ ذات دیکھتی ہے اور نہ انسان یہ محبت کبھی بھی کسی سے ہو جاتی دل پر اختیار آج تک ہوا ہے کس کا؟"

"میں ان کی ملکہ نہیں ان کے دل کی ملکہ بننا چاہتی ہوں۔"

"کاش... کاش میں کچھ کر سکتی کاش یہ وقت کو گھما کر پیچھے لے جاتی اور تجھے روکنے کی پھر کوشش کرتی اس دن تیرے کمرے میں تجھے نیند کی گولیاں دے کر وہی بھیٹی رہتی ایک پل کو بھی تجھے نظروں سے اوجھل نہیں کرتی کاش۔" وہ آنکھیں میچ سر اپر

کی جانب کرتی ہوئی بولی پھر گہری سانس لیے چادر سے اپنا چہرہ صاف کیا اور سٹول سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ماورہ تیری افشاں تیری دوست تیری صحت یابی کے لیے آخری سانس تک دعا مانگے گی مگر تجھے بھی وعدہ کرنا ہے کہ تو زندگی میں واپس لوٹے گی تو نے جو کیا اس کا تو ازالہ کر چکی تھی علیزے بی بی کو بچا کر سب تجھے معاف کر دیں گے پھر تو چھوٹے بابا کے ساتھ رہنا خوشحال ٹھیک ہے؟" وہ ماورہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرتی ہوئی محبت سے بول رہی تھی پھر آگے بڑھ کر اس نے ماورہ کا ہاتھ چوما اور ایک بھرپور متاسفانہ نظر ڈال کر پلٹ گئی، منظر سلو موشن میں چلا گیا، افشاں کا ہاتھ ماورہ کی انگلیوں سے پھسلتا گیا اور اس کے قدم کمرے سے باہر نکلتے گئے پیچھے ماورہ کا ہاتھ پھر خالی رہ گیا۔

اس کی پلکوں میں جنبش ہوئی تھی مگر افشاں نکل چکی تھی، غور نہ کر سکی۔

باہر آ کر اس نے اس آدمی کو چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ افشاں کی سوجی آنکھیں دیکھ اسے اپنے سے لگاتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھا گیا۔

افشاں نے چہرہ موڑ کر دور ہوتے اس کمرے کو دیکھا، آنکھیں پھر بھرنے لگی، یکدم بخت حویلی میں ماورہ کے ساتھ بتائے گئے سارے لمحات آنکھوں کے سامنے

لہرائے، ان کی ہنسی، ان کا دکھ، ان کے ساتھ گزارے ہر لمحوں کو افشاں یادوں کی پوٹری کے ساتھ لے کر بہت دور جا رہی تھی۔

اور پھر منظر سے افشاں غایب ہو گئی کیونکہ وہ چلی گئی، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ چلی گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں داخل ہوا تو آینے کے سامنے بھیٹی علیزے گم سم سی اسے نظر آئی جو باہر کے شور ہنگاموں سے دور یہاں اکیلی کمرے میں سن بھیٹی تھی۔ شاہ زیب کندھے پر پڑی شال کو اتارتا ہوا بیڈ پر پھینک علیزے کی طرف آیا اور بے ساختہ اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھ دیا، یکدم محسوس ہونے والے لمس نے علیزے کو بے اختیار آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا تھا، شاہ زیب نے مطمعین ہو کر ہاتھ ہٹایا اور اسی پل علیزے نے آنکھیں کھولیں اور جھجھکتے ہوئے میز پر ہاتھ مارنے لگی، شاہ زیب ایک نظر اسے دیکھ پلٹا اور اسی خاموشی کے ساتھ بیڈ کی سایڈ میز تک آیا اور دراز سے شاپر نکالا اور میز کے اپر خالی گلاس کے پاس پڑے بھرے جگ کا پانی انڈیلا اور شاپر اور پانی کا گلاس وہ علیزے تک لایا۔

علیزے شیشے سے اس کی حرکات وسکنات دیکھ رہی تھی، دونوں طرف خاموشی تھی۔

وہ سنگھار میز پر پانی کا گلاس علیزے کے سامنے رکھ اب شاپر سے دوایاں نکالنے لگا، شاپر کی آواز نے کمرے کے سکوت کو توڑا۔

علیزے نے اس کے اتنے قریب کھڑے ہونے پر بظاہر اپنی نظریں سامنے آئینے پر خود کے عکس پر جمالیں۔

"آہم۔" گلا کنکھارتے ہوئے شاہ زیب نے دوایاں ڈبے سے نکال اپنی ہتھیلی پر رکھے آگے کی علیزے نے خفگی سے لمبی لمبی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا جو سنجیدگی سے ہتھیلی آگے کیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

علیزے نے بنا کچھ کہے خفگی سے اس کے ہتھیلی سے ایک گولی اٹھائی اور زبان پر رکھ پانی کا گلاس لبوں سے لگایا، شاہ زیب کے ماتھے پر شکن آئی، اس نے ایک ساتھ نہیں اٹھائی تھی مطلب وہ چاہتی تھی کہ وہ ایسے ہی باقی کی چار گولیاں لیے کھڑا رہے اور وہ ایک ایک کر کے آرام سے کھائے لیکن وہ برداشت کیے چپ رہا۔

علیزے یوہنی کرتی تھی جان بوجھ کر اسے اسی طرح تنگ کرتی تھی اور اس کی حالت کی وجہ سے شاہ زیب کو برداشت کا مظاہرہ کرنا پڑتا تھا جیسے وہ اس وقت کر رہا تھا۔

اللہ اللہ کر کے اس نے باقی کی چار گولیاں بھی کھائیں۔ شاہ زیب ہاتھ جھاڑتا ہوا پلٹنے لگا جب علیزے منمنائی۔

"آہ... یہ کوئی کھول دے۔" وہ برے برے منہ بناتے ہوئے گلے میں بند کو کھولنے کی کوشش کر رہی تھی، شاہ زیب نے پلٹ کر اسے دیکھا جو اس کے دیکھنے پر معصوم سا چہرہ بنا گئی۔

"یہ کھل نہیں رہا۔" شاہ زیب کی نظریں اس کے موتیوں والے بند پر گئیں جس کی پیچھے سے گِٹھا بندھی تھی۔

"سانس نہیں آ رہی۔" وہ اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر بولی، شاہ زیب کے تاثرات تبدیل ہوئے، علیزے کو بھی اپنے جملے کا احساس ہوا، اس کا پسندیدہ جملہ جو وہ شاہ زیب سے ہمیشہ کہتی تھی جس پر ہمیشہ شاہ زیب چڑتا تھا، ایک اداس سی مسکراہٹ علیزے کے ہونٹوں پر آئی جبکہ شاہ زیب ذہن سے تمام تر خیالات کو جھٹکتے ہوئے اس کے پیچھے آیا اور گِٹھا کھولنے لگا، اس کی انگلیاں اپنی گردن پر محسوس کرتے ہوئے علیزے کو گدگدی ہوئی۔ وہ مچلنے لگی۔

www.zubiinovelszone.com

"سیدھی بھیٹی رہو۔" شیشے میں اس کو گھورتے ہوئے شاہ زیب نے سختی سے کہا۔ وہ سیدھی ہو گئی اور شیشے سے ہی اس کو دیکھا اور پھر خود کو، دونوں کو ایک ساتھ دیکھتے ہوئے کئی جملے کانوں میں بازگشت کرنے لگے۔

وہ سارے تعریفی جملے جو علیزے اور شاہ زیب کی خوبصورت اور مکمل جوڑی کو ملتے تھے، آج علیزے نے غور کیا وہ دونوں واقعی کتنے پیارے لگتے تھے، کبھی اپنے اور کبھی شاہ زیب کے نقوش کو غور سے دیکھ وہ بے ساختہ بول پڑی۔

"ہمارا بچہ کس میں زیادہ ملے گا مجھ میں یا تم میں؟" گتھا کھل چکی تھی مگر انگلیاں وہی تھم چکی تھیں، نیلی آنکھیں تیزی سے شیشے میں علیزے کے کھوئے سوچتے ہوئے چہرے پر گئی اور پھر واپس اس کی گردن پر پھر گردن سے کندھے تک اور پھر وہ کسی خیال کے تحت جھک کر اپنا چہرہ اس کے کندھے پر رکھ گیا، علیزے بری طرح چونکی۔

اس کی ہلکی ہلکی داڑھی جب علیزے کو اپنے رخسار پر چبی تو اس قربت پر اس کی سانس پر بندھ آئی، وہ بے حد قریب تھا۔

آہستگی سے اپنے لبوں کو اس کے کانوں کے پاس کرتے نظریں شیشے پر ٹکا کر وہ علیزے سے بولا۔

"دعا کرو وہ تم پر نہ جائے کیونکہ میں ساری زندگی اس میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔" علیزے کو لگا وہ ہل نہیں پائے گی، وہ عام سے انداز میں کہتے ہوئے اپنے لبوں کو اس کی کان کی لو پر رکھ کر پیچھے ہوتا ہوا سیدھا ہوا۔

وہ ویسی بت بنی رہی۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

"کال اٹھا لو مزید انتظار مت کرواؤ ویسی کروا چکی ہو۔" بے حد کڑوے لہجہ سے کہتے ہوئے اس نے سنگھار میز پر فون کی طرف اشارہ کیے وہ باہر جانے کی طرف بڑھنے لگا جبکہ علیزے کی آنکھوں کی پتلیوں نے تیزی سے موبائل کی طرف رخ کیا۔ "ویٹسن کالنگ" نے اس کے کڑوے لہجے کی سچائی واضح کر دی۔

"مانا میں نے شروع میں بے حسی دکھائی تھی نفرت کی تھی تم سے لیکن جو تم اب کر رہے ہو ناوہ بے حسی کی حد ہے۔" وہ جو باہر نکل رہا تھا، علیزے کی بھیگی آواز پر رک گیا تھا، وہ اٹھی اور اس کی طرف بڑھی، فون اب تک وائبریٹ ہو رہا تھا۔

"کیا اتنی نفرت ہو گئی ہے تمہیں مجھ سے کہ اس قسم کا پیش آ رہے ہو یوں میرا دل چھنی کر رہے ہو؟" بامشکل لہجہ کو برقرار رکھ وہ لرزتی آواز سے نا چاہتے ہوئے بھی شکوہ کر بھیٹی تھی، شاہ زیب مسکراہٹ لیے پلٹا تھا، کتنی عجیب مسکراہٹ تھی۔

"اوہ علیزے مادام آپ کا بھی دل چھنی ہوتا ہے آپ کو بھی درد ہوتا ہے واقعی حیرت کی بات ہے۔" علیزے نے لبوں کو بے دردی سے کاٹا، شاہ زیب کی نگاہوں نے فوراً اس کے اذیت برداشت کرتے ہوئے لبوں کا رخ کیا پھر اس کو دیکھا جو سرخ پڑ چکی تھی۔

"دوسروں کے دل توڑنے والوں کو اپنا دل بھی ٹوٹتا ہے سن کر اچھا لگا۔" علیزے نے پل بھر کو آنکھیں میچ لیں، وہ کیوں اتنا بد ضن ہو گیا تھا کیوں؟ وہ کیوں خیال نہیں کر رہا تھا کیوں؟

"محبت کرتے تھے نہ تم تو چلو میں نے نہیں کی تم نے تو سچی محبت کی تھی نہ یہ ہے محبت تمہاری؟" دو قدم کا فاصلہ مٹاتے ہوئے وہ درشتی سے پوچھنے لگی، شاہ زیب کے لب ایک جانب پھیلے۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا تم یہ سب کہہ کر ثابت کیا کرنا چاہ رہی ہو جیسے تم پر ظلم ہو رہا ہے یہ سب کچھ ویسے ہی ہو رہا ہے جیسے پہلے دن سے تم نے تمنا کی تھی یہ دسترس سے تمہیں آزادی مل رہی ہے رہا ہونے جا رہی ہو پھر یہ سب کس کے لیے ہے کس کو دکھانے کے لیے؟" وہ اس کا سوال گول کر گیا تھا اور کافی حیرانی سے اس نے پوچھا تھا، علیزے نے اپنے غرارے کو ضبط کی شدت سے نوچ ڈالا۔

"یو نو واٹ تم ایک واحیات انسان ہو۔" انگلی اٹھا کر لبوں پر پھر تشدد کرتے ہوئے وہ پلٹ گئی اور بے تحاشہ رونا آنے لگا مگر پیچھے اس کی موجودگی میں ضبط کیے تزبز کھڑی رہی، شاہ زیب نے اس کی پشت کو دیکھا پھر جانے کیا سوچ وہ اس کے قریب آیا اور پیچھے سے ہی اس کو خود سے لگایا۔ علیزے کی آنکھیں پھیل گئیں، یہ بے حد اچانک اور غیر متوقع ردِ عمل تھا۔

"شش رونا مت۔" بازوؤں پر دونوں ہاتھ رکھے اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ علیزے کو لگا اس کی چوری پکڑی گئی ہے، شاہ زیب سے لگی وہ گلا صاف کرتی ہوئی اکڑ کر بولی۔

"کس نے کہا میں رو رہی ہوں تم جیسے جاہل بے حس واحیات بے شرم انسان کے لیے میں نہیں روتی۔" شاہ زیب نے امڈنے والی مسکراہٹ دبائی اور اپنے لب اس کے

بالوں میں رکھ دیے، کٹ شنر کی بھینی بھینی خوشبو نے جیسے اس کے حواسوں کو ڈگمگا دیا جبکہ علیزے بھی بنا مزاحمت کے کھڑی آنکھیں بند کیے تھی، دونوں ایک دوسرے کو بے حد قریب سے محسوس کر رہے تھے، شاہ زیب نے ایک گہری سانس کھینچ کر اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔

لمحے گزر رہے تھے، کبھی واپس نہ آنے کے لیے؟

کیا تھا دونوں کا رشتہ؟ کچھ پل پہلے تلخی تھی جواب فضا میں تھی ہی نہیں تو پھر شاید وہ تلخی نہیں خفگی تھی۔

"آہم آہم آپ لوگوں کا رومینس اگر میں نے خراب نہیں کیا تو آپ دونوں کو دادی جان بلا رہی ہیں۔" دروازے پر کھڑی یوجنا نے آنکھوں پر ہاتھ رکھے بھرپور شرارت سے کہا۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے کرنٹ کھا کر الگ ہوئے۔

"ڈونٹ وری میں نے کچھ نہیں دیکھا بائے۔" آنکھوں پر ایسے ہی ہاتھ رکھے وہ مڑ گئی جبکہ علیزے نے پرسکون انداز میں شاہ زیب کو دیکھا جو نظریں چرائے باہر نکل گیا تھا۔ علیزے کے چہرے پر ایک تلخ مسکراہٹ آ گئی۔

وہ کسے بھاگ رہا تھا؟ علیزے سے؟ خود کی محبت سے؟ یا اس سچائی سے کہ اسے علیزے انور سے شدت کی محبت ہے، ابھی سے نہیں اٹھارہ سال پہلے سے!

☆☆☆☆☆☆

"شاہستہ عدیب اور جنت کب تک آرہے ہیں؟" مہرون نساء نے ملازمہ سے چائے کا کپ تھام شاہستہ بیگم سے پوچھا جو یوجنا کو کچھ کہہ رہی تھیں۔ انور بخت بھی فرقان بخت کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے اور چائے کا کپ تھام دلاور بخت کے برابر بھیٹ گئے جو پیپر پین لیے انہماک سے مہمانوں کے لکھے نام کی فہرست پڑھ رہے تھے۔ مہندی کی تقریب اختتام ہو گئی تھی۔

"جاؤ بیٹا کمرے میں رکھا ہے لے لو۔" یوجنا کا کندھا تھپتپا کر کہتی ہوئی شاہستہ بیگم مسکرکر مہرون نساء کی جانب متوجہ ہوئیں جو سوالیہ نظروں سے انہی کو دیکھ رہی تھیں۔

"معلوم نہیں بھابھی جان جنت سے میری بات ہوئی تھی وہ کہہ رہی تھی عدیب نے آج ٹکٹ کنفرم کروانا ہے ابھی بات نہیں ہوئی آپ کی ہوئی؟" وہ مہرون نساء کو بتاتی ہوئی انور بخت سے مخاطب ہوئیں جو چائے کا گھونٹ بھرتے سر اثبات میں ہلانے لگے۔

"ہاں بس کل تک انشاللہ پہنچ جائیں گے۔" انور بخت نے کہا۔

"کیا سوچا تھا کیا سے کیا ہو گیا نہیں؟" فرقان بخت ٹانگ پر ٹانگ جمائے بولے۔ مہرون نساء نے سانس بھرتے ہوئے کپ کی سطح پر انگلی پھیری، شاہستہ بیگم اور انور بخت نے

کچھ جھجھکتے ایک دوسرے کی جانب دیکھا، دلاور بخت بھی پیپر ایک جانب رکھ سب کی طرف متوجہ ہوئے۔

"بھائی جان غلطی میری ہے میں عدیب کی پسند سے واقف نہیں تھا یا یوں کہہ لیں کہ اپنی برسوں کی روایت کے باعث میں نے اپنے بیٹے کے فیصلے کو ترجیح نہیں دی اسی کی وجہ سے آج سِلا بیٹی۔۔۔۔" وہ دانستہ بات ادھوری چھوڑ گ ئے، شاہستہ بیگم نے بھی معزرت خواہ نگاہوں سے مہرون نساء کو دیکھا جو ان کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر مبہم سا مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے ان کی گود میں رکھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گئیں۔

"شاہستہ اور بھائی جان اس میں آپ لوگوں کی کوئی غلطی نہیں ہے پریشر تو ہم سب نے ہی ڈالا تھا اور سب سے زیادہ تو اماں جان کی خواہش کی پرواہ تھی غلطی ہماری ہے ہمیں بچوں پر زبردستی فیصلے نہیں مسلط کرنے چاہیے تھے۔" وہ افسردگی سے بولیں۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں بھابھی جان آپ اور رشتے زبردستی تھوڑی بنتے ہیں اور کچھ نصیب کی بھی بابت ہوتی ہے اب آپ عمارہ کا ہی دیکھ لی کسے معلوم تھا کہ برسوں سے چلتی دشمنی جس خاندان سے آرہی تھی اسی خاندان کے چشم وچراغ سے ہماری بیٹی کا بیاہ ہوگا وہ بخت حویلی کا داماد بنے گا۔" دلاور بخت نے کہا۔ سب نے سر ہلاتے ہوئے تاید کی۔

"یہ ٹھیک کہا تھا تم نے دلاور اس پر تو میں بھی اب تک حیران ہوں۔" فرقان بخت نے کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ سب مسکرا دیے۔

"یہی تو سارے قسمت کے کھیل ہوتے ہیں ہمیں کہاں معلوم تھا کہ سِلا ہماری بہو بن کر بھی بہو نہیں اور جنت بہو بنے گی۔" شاہستہ بیگم کی آواز میں بے یقینی تھی۔

"انور وہ اس کا کیا ہوا کیا نام تھا؟" فرقان بخت اچانک کچھ یاد آنے پر انور بخت کی طرف رخ کیے ماتھے کو مسلتے ہوئے پوچھ کر دماغ پر زور ڈالنے لگے۔

"زایم ملک؟" انور بخت نے اندازہ لگایا۔

"ہاں زایم ملک کیا ہوا اس کا اس کو سزائے موت ہو چکی نا؟" انور بخت نے گہری سانس بھرتے ہوئے سر کو خم دیا۔

"جی بھائی جان اللہ کا شکر ہے میرے بچوں کے پیچھے پڑ چکا تھا آخر کار اس کو اس کے گناہوں کی سزا مل گئ۔"

"ملتی بھی تو نہیں کیسے بیچاری بچی اس حویلی کی بڑی بہو ماورہ اس کی وجہ سے ہی تو بستر پر آخری سانسیں لے رہی ہے ایسا ہی ہونا تھا اس بد بخت کے ساتھ۔" ہاتھوں میں تین چار ڈبے سنبھالتی ہوئی مدیحہ بخت ڈرائیگ روم میں داخل ہوتی ہوئی بولیں۔ مہرون نساء نے جلدی سے کھڑے ہو کر ان کے ہاتھ سے دو ڈبے لیے۔

"یہ دیکھیں آپ دونوں بھابھی لیلیٰ کے لیے سونے کے سیٹ میرے سسرال سے آئے ہیں جو میری بچی کا بھی سسرال ہونے والا ہے" وہ فخریہ انداز میں کہتیں ڈبے کھول کر بولیں مہرون نساء اور شائستہ بیگم دونوں نے سیٹ کو دیکھ ایک آواز میں "ماشاللہ" کہا۔

"مدیحہ تمام تیاری ہو گئی نہ سب لیلیٰ کی پسند کا ہے نا میں نہیں چاہتا کچھ بھی کمی ہو۔" فرقان بخت نے بہن سے کہا۔ وہ سرشاری سے مسکرادئیں۔

"ہائے بھائی جان یہ بھی بھلا کوئی کہنے کی بات ہے سب آپ لوگوں کی لاڈلی کی پسند کا ہوا ہے۔" سب مسکرادیے۔

"اچھا بچہ ہے ٹونی اللہ نصیب اچھے کرے۔" انور بخت نے کہا۔ سب نے یک آواز میں "آمین" کہا۔

"ویسے ایک بات مجھے سمجھ نہیں آئی بھائی جان۔" دلاور بخت جو کب سے کچھ سوچ رہے تھے اچانک انور بخت سے بول اٹھے۔

"کیا؟"

"یہ زایم ملک کا سمیر نے بتایا تھا اور یہ بھی بتایا تھا کہ کیسے اسے سڈنی میں سزائے قید ہو گئی تھی تو وہ یہاں کیسے آیا اور اتنی سب تیاریوں سے اور جنت بیٹی کو بھی شاید دبئ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

سے اس نے اغوا کیا تھا ایسے کیسے ہوا جبکہ وہاں کا قانون تو بڑا سخت ہے وہ فرار کیسے ہوا اور اس سب پلیننگ میں اس کے پاس پیسہ کہاں سے آیا پولیس نے تو اس کی جایداد ضبط کرلی تھی؟" دلاور بخت نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو دراصل اس کو بڑے جیل میں اس کے پرانے ساتھی کے بندے مل گئے تھے اور انہی کی وجہ سے وہ فرار ہونے میں کامیاب ہوسکا اور اس ساتھی پر کوئی اس کا احسان تھا اسلیے سمندر پار کر کے یہاں آنے تک اور اس کی پیسے سے مدد کرنا ایک طریقے سے اس کے پرانے ساتھی نے احسان اتارا تھا اور اسی کی مدد سے اس نے جنت کو اغوا کروایا اور وہ جنت کو لے کر یہاں آیا ساری معلومات کروائی اپنا جال بچھایا نکاح والے روز ویٹسن کے حادثے سے بندرگاہ تک ساری سازش اس نے کی۔" انور بخت بدمزگی سے بتانے لگے۔ سب ہی حیرانی سے سننے لگے۔

"میری بچی بہت بہادر ہے بلکہ میرے دونوں بچیں ہی بہت بہادر ہے۔" شاہستہ بیگم بے ساختہ نم آنکھوں سے سوچتے ہوئے بولیں۔

"بالکل عدیب اور علیزے نے ثابت کیا کہ ان کے اندر بخت کا خون گردش کر رہا ہے۔" فرقان بخت فخر سے سینہ چوڑا کر کے بولے۔

"کیا بہادری اگر کچھ ہو جاتا ان سب میں پڑنا ہی نہیں چاہیے تھا اگر اس سب میں پہلے ہی نہ پڑے ہوتے اس خبیث سے دشمنی نہ موڑلی ہوتی تو آج بیچاری ماورہ زندہ ہوتی۔" مدیحہ بخت منہ بنا کر بولیں۔

"نہیں آپا میرے بچوں نے سچائی کا ساتھ دیا اور جو کیا ٹھیک کیا آپ نہیں جانتی وہ زایم ملک کتنا بڑا ملزم تھا کتنے اس کی قید میں تھے کتنا ظلم وہ کر چکا تھا آج اس کو اس کے گناہوں کی سزا مل چکی ہیں اب وہ مزید ظلم نہیں کر سکتا مزید معصوموں کے ساتھ کچھ برا نہیں ہو سکتا اور یہ سب میرے بچوں کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔" انور بخت نے فوراً طرف داری کی۔ وہ پہلو بدل کر رہ گئیں۔

"اور جو ماورہ کے ساتھ ہوا وہ اس کے اپنے کرم تھے بس میں اس کی اپنی بچی کی جان بچانے پر شکر گزار ہوں۔" شائستہ بیگم بھی دھیمے سے بولیں۔

"ہاں علیزے اور بخت خاندان کے سب سے بڑے پوتے کے بچہ کی بھی جان ماورہ نے جاتے جاتے بچائی ہے اگر اس وقت وہ گولی لگ جاتی تو ایک نہیں دو جانیں جاتیں۔" مدیحہ بخت کچھ نرم پڑیں اور تائید میں سر ہلایا۔

"ہوں ٹھیک لیکن بس ماورہ بچی کو اللہ صحت یابی دے۔" مدیحہ بخت نے کہا۔ سب نے ایک آواز میں "آمین" کہا۔

☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح خوشگوار اور گہما گہمی والی تھی، آج شادی کا دن تھا، بخت حویلی میں افراطفری کا عالم تھا، علیزے دیر سے اٹھی تھی اسلیے انیلا بخت سے ملنے کے بعد وہ اکیلی ہی ناشتے کی میز پر ناشتہ کر رہی تھی اور گاہے باہے ملازموں کی فوج کو ادھر سے ادھر بھاگتے ہوئے دیکھ رہی تھی جب سامنے سے اندر آتے ہوئے دو چہروں کو دیکھ وہ کھل اٹھی جو سامان ملازم کو دیتے ہوئے مسکراہٹ کے ساتھ اندر داخل ہو رہے تھے۔

"بھائی جنت۔" وہ خوشی سے چادر درست کرتی ہوئی ان کے پاس گئی۔ دونوں ہی یکدم متوجہ ہوئے۔

"زے۔" عدیب مسکراتے ہوئے اس کے پاس آیا اور اسے خود سے لگائے اس کے ماتھے پر پیار کیا پھر وہ جنت سے گلے ملی جو جوش سے اس کی طبیعت کے بارے میں درفیات کرنے لگی تھی۔

"آگئے آپ لوگ۔" رائمہ دانیال سے کوئی بحث کرتی ہوئی آ رہی تھی جب عدیب جنت کو دیکھ مسکرا کر بولی۔

"کیسی طبیعت ہے ٹھیک ہو؟" عدیب نے فکر مندی سے پوچھا۔اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"پین تو نہیں ہے سب نارمل ہے؟" جنت نے بھی پوچھا۔

"نہیں پین نہیں لیکن ڈر بہت لگ رہا ہے۔" وہ معصومیت سے بولی۔عدیب اور جنت دونوں کو بے حد پیار آیا۔

"فکر مت کرو انشاللہ سب آرام سے ہو جائے گا۔" جنت نے پلکیں جھپکاتے ہوئے دلاسہ دیا۔وہ کچھ مطمعین ہوئی۔

"ہیلو بڈی ہیلو ہیون بھابھی۔" دانیال عدیب سے سر سری سا مل کر جنت کی جانب جوش سے متوجہ ہوا۔وہ ہنس دی۔

"ہیلو مسٹر دیور کیسے ہیں آپ کے تیور؟" جنت کے مزے سے پوچھنے پر سب ہی ہنس دیے۔

"ڈیڈ مما سب کہاں ہیں؟" عدیب نے صوفے پر بھیٹتے ہوئے ارد گرد دیکھ پوچھا۔

"ڈیڈ تایا ابو اور چاچو کے ساتھ ہوں گے اور مما پھپھو کے ساتھ ار جنٹلی بازار گئی ہوئی ہیں لیلیٰ کی سینڈل کی میچنگ نہیں ہوئی۔" علیزے نے جنت کو اپنے سے لگاتے ہوئے مسکرا کر اطلاع دی۔

"اور تمہاری شاپنگ ہو گئی؟" جنت نے الگ ہوتے ہوئے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا۔ وہ کندھے اچکا گئی۔

"علیزے کی شاپنگ کی تو کب کی ہو گئی شاہ زیب بھائی لے کر گئے تھے۔" رایمہ نے شرارت سے اسے دیکھ کہا۔ علیزے کا چہرہ بجھ گیا جس پر عدیب نے اسے بغور دیکھا۔

"تم نے ڈیوارس نہیں لی؟" جنت نے بے ساختہ پوچھا تو پل بھر کے لیے سناٹا چھا گیا، رایمہ نے دانیال کو دیکھا اور دانیال نے رایمہ کو۔

"کیا مطلب؟" رایمہ نے پوچھا۔

"میر... میرا مطلب وہ ویٹنس تو وہاں انتظار....." جنت سب کا ردِ عمل دیکھ گھبرا گئی جبھی عدیب درمیان میں بولا۔

"اسلام علیکم چچی۔" سب ہی سامنے سے آتی ہوئیں ثمن کے ہمرہ سلماں بخت کو دیکھ تاثرات تبدیل کر گئے، علیزے کو بلاوجہ ہی پسینے آنے لگے تھے۔

"وعلیکم اسلام آگیا میرا بیٹا کیسی ہو بیٹی؟" وہ عدیب سے خوشدلی سے مل کر جنت کی طرف متوجہ ہوئی جو ہچکچاتے ہوئے ثمن کے گلے لگ رہی تھی، سب بہت محبت سے جنت سے مل رہے تھے جس پر وہ جو نروس تھی آہستہ سے نارمل ہو رہی تھی۔

"بھائی مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"سب کو ایک نظر دیکھ علیزے نے دھیرے سے عدیب کے کان میں سرگوشی کی۔اس نے چونک کر دیکھا۔

"ہاں کہو؟"علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایسے نہیں اکیلے....."ابھی وہ جملہ مکمل کرتی کہ عدیب کا فون بج اٹھا۔

"ایک تو تم...."علیزے کو شدید غصہ آیا۔

"ایک منٹ رکو ایک منٹ بس زید کو ایڈرس سمجھانا ہے شادی میں آرہا ہے نہ وہ بھی۔"عدیب معزرت خواہ نظروں سے علیزے کو دیکھ فون کان سے لگائے پل بھر میں نظروں سے اوجھل ہو گیا،علیزے نے بے بس سے لب کاٹے،اسے جلد سے جلد عدیب سے بات کرنی تھی۔

"علیزے تم نے ناشتہ مکمل نہیں کیا آؤ اور یہ دانیال کہاں ہے؟"سلماں بخت اور ثمن جنت کو کمرے میں لے جارہی تھی جب رایمہ علیزے کے پاس آئی اور دانیال کو ڈھونڈنے کے لیے نظریں دوڑائیں مگر وہ پتہ نہیں اچانک کہاں چلا گیا تھا۔

"نہیں میرا دل نہیں رایمہ تم پلیز جاؤ دیکھو جنت کو کسی کی چیز کی کمی نہ ہو۔"اس نے رایمہ کا ہاتھ تھام کہا تو وہ کچھ جو کہنے جارہی تھی کچھ سوچ چپ ہو گئی۔

"چلو ٹھیک ہے لیکن تم ایک جگہ بھیٹو زیادہ چلو پھرو مت میں یوج کو جوس لے کر بھیجتی ہوں وہ پی لو تھوڑا۔"رایمہ مسکرا کر کہتی چلی گئی جبکہ علیزے عدیب کے لیے نظریں دوڑانے لگی۔

"اوکے ہاں.... ہاں بس کال کر دینا میں پک کرنے آجاؤں گا یا کسی کو بھیج دوں گا اوکے سی یو۔"عدیب فون کو کان سے ہٹاتا ہوا جیب میں ڈالتا پلٹا ہی تھا جب کسی سے ٹکرایا جس کے باعث سامنے والا لڑکھڑایا مگر اگلے ہی لمحے عدیب نے اس کی کلائی پکڑ لی اور گرنے سے بچا لیا۔

"سوری۔"وہ جلدی سے ڈگمگاتے قدم بحال کرتی ہوئی معزرت کرنے لگی لیکن جیسی سر اٹھا کر نگاہ عدیب پر گئی تو وہ بری طرح چونکی یہی کچھ حال عدیب کا تھا، آج پورے چھ مہینے بعد عدیب اسے مل رہا تھا۔

"سِلا۔"ایک عجیب سا آکورڈ ماحول قایم ہوا اور دونوں ہی ایک دوسرے سے دور ہوئے، سِلا اپنی کلائی رگڑتی ادھر ادھر دیکھنے لگی جانے کیوں اس کی آنکھیں جھلک پڑی تھیں، نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے عدیب کو اندازہ ہوا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"عام سے انداز میں پوچھا، ایسے جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہ ہو، سِلا نے محض نظریں اٹھائے اسے دیکھا، ایک عجیب سی ویرانی تھی، عدیب کے دل کو کچھ ہوا۔

"جی۔" لہجہ کو ہموار رکھتی ہوئی وہ پل بھر میں نظریں جھکا کر اس کے برابر سے نکلنے لگی جب وہ بولا۔

"لیکن مجھے تو ٹھیک نہیں لگ رہی؟" سِلار کی مگر اب کی بار نظریں اٹھائے اسے نہیں دیکھا، شاید.... شاید اس نے ان نظروں کو پڑھ لیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" اب کی بار لہجہ مزید لڑکھڑایا اتنا کہ عدیب کو تکلیف محسوس ہوئی۔

"سِلا جب سب کچھ گزر جانے کے بعد میں خوش ہوں تو تم کیوں نہیں ہو کیوں تم ٹھیک نہیں ہو مجھے پچھتاوہ ہو رہا ہے دکھ ہو رہا ہے میں نے یہ تو نہیں چاہا تھا کہ اپنی زندگی کی حسین شروعات کسی کی زندگی کو اندھیروں کی زد میں ڈال کر کروں۔" وہ اپنا رخ پوری طرح اس کی جانب کیے بولا، آواز میں پریشانی کا عنصر نمایا تھا، وہ سچ مچ پریشان ہو چکا تھا، سِلا ٹھیک نہیں تھی اور وہی اس کی وجہ تھا۔

"میں ٹھیک ہو جاؤں گی لیکن وقت لگے گا آپ مرد ہیں جو کچھ ہوا اسے نکلنا آپ کے لیے آسان ہے دو لوگوں کے درمیان باہمی رضامندی کے ساتھ ہوئی طلاق بعد میں عورت کے لیے پاؤں کی بیڑی بن جاتی ہے طلاق یافتہ کا ایک لیبل لگ جاتا ہے اس پتر معاشرہ طرح طرح کی باتیں بناتا ہے خامیاں نکالتا ہے جینے نہیں دیتا خوشی.... خوشی تو بہت دور کی بات ہے لیکن آپ فکر مت کریں میں ٹھیک ہو جاؤنگی وقت لگے گا۔" وہ

آنسوؤں کا غبار اندر دباتی ہوئی ہمت سے ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی، عدیب کو بے حد دکھ ہوا تھا اور غصہ بھی آیا تھا، آخر یہ معاشرہ کسی کو سکون سے رہنے کیوں نہیں دیتا تھا؟

"اور خوش... خوش رہ پاؤ گی؟" سِلا نے نگاہیں اٹھائے اسے دیکھا لیکن واپس جھکا لیں، کوئی جواب نہیں تھا۔

"سِلا ہمارے ریلشن شپ کا اینڈ بیڈ ٹرمز پر نہیں ہوا ہے تم ایک بہت اچھی لڑکی ہو ایک بہت پیاری لڑکی جو ایک مکمل رشتہ ڈیزرو کرتی ہے بھلے ہی میں تمہارے ساتھ زندگی نہیں گزار سکا کہ میں پہلے سے ہی محبت میں مبتلا ہوں مگر تمہارے ساتھ کسی کا زندگی گزارنا اس کے لیے خوش نصیبی کا باعث ہو گا جتنا عرصہ میں تمہارے ساتھ رہا ہوں میں تمہیں اتنا جانتا ہوں کہ تمہارا جیسا صاف دل اور پاک کردار بہت کم لوگوں کا ہوتا ہے خود کو یوں سزا مت دو مت سنو لوگوں کی لوگوں کا کام ہے کہنا تم اپنی زندگی جیو میرا یقین کرو ایک اچھی زندگی ایک اچھا پارٹنر تم ڈیزرو کرتی ہو اب پلیز کوئی بھی موقع اگر آئے تو اپنی زندگی ن ئے سرے سے شروع کرنا اور پرانا سب بھول جانا۔"

ٹپ....ٹپ سِلا کی آنکھوں سے آنسو گرنا شروع ہوئے، عدیب نے کچھ کہنا چاہا مگر سامنے کھڑی جنت کو دیکھ یکدم چپ ہو گیا، خاموشی پر سِلا نے نظریں اٹھائیں۔ اسے

کسی کو دیکھتے پا کر خود بھی گھوم کر دیکھا تو بے حد ڈر گئ، جنت سنجیدگی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"می... میں بس.... مجھ... مجھے چلنا چاہیے۔" سِلا نے گبھراتے ہوئے پلٹ کر جانا چاہا مگر جنت کی آواز پر چونک گئ۔

"سِلا ہماری زندگیوں میں کبھی کبھی کچھ ایسا ہو جاتا ہے جس کا ہم نے تصور بھی نہیں کیا تھا جیسے میرے ساتھ ہوا میری روح فنا ہو چکی تھی میرے ساتھ یہ ہو گا میں نے کبھی نہیں سوچا تھا لیکن دیکھو نا ہوا وہ ہوا میرے ساتھ وہ تمام تر اذیت سے میں گزری...."

وہ ہیل کی آواز پیدا کرتی چلتے ہوئے قریب آئ، عدیب نے مطمعین مسکراہٹ سے اس کو دیکھا جبکہ سِلا حیران پریشان اسے تکتی گئ۔

"خیر میرا الگ سین ہے لیکن تمہارے ساتھ جو ہوا وہ بھی اتنا ہی تکلیف دہ تھا۔" اس نے سِلا کا ہاتھ پکڑا، سِلا نے حیرت سے اپنے ہاتھ کو دیکھا پھر اس کے چہرے کو۔

"سِلا ہماری زندگیوں میں بہت کچھ ہوتا ہے اور شادی.... شادی بھی فیل ہو جاتی ہے کافی کچھ ہوتا ہے جس کا ہمیں سامنا کرنا ہوتا ہے ہاں اس سب کا ہماری زندگی پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے اور پڑنا بھی چاہیے کیونکہ کبھی کبھار حالات اتنے خطرناک ہو جاتے ہیں کہ ہماری زندگی ہل کر رہ جاتی ہے مگر پتا ہے طوفان جب آ کر گزر جاتا ہے نا تو ہمیں طوفان

کی وجہ سے ہوئے نقصان پر رونا آتا ہے افسوس ہوتا ہے دکھ ہوتا ہے دل چیخ چیخ کر فریاد کرتا ہے کہ کیوں کیوں بالکل ٹھیک ہے فطری ہے بالکل ہونا چاہیں اس پر ہمارا اختیار نہیں ہے نہ طوفان پر تھا نہ اس کے غم پر ہے ہمارا اختیار صرف ہم پر ہیں ہمیں ساری زندگی اس طوفان پر رونا نہیں چاہیے ہمیں آگے بڑھ لینا چاہیے کیونکہ زندگی میں صرف ایک یا دو بار طوفان اپنی لپیٹ میں ہمیں نہیں لیتے بلکہ یہ سلسلہ جاری رہتا کبھی غم بڑا ہوتا ہے کبھی چھوٹا کبھی زیادہ درد ہوتا ہے کبھی کم زندگی ہی اسی کا نام ہے اگر خوشیاں ہیں تو دکھ بھی ہیں راحت ہے تو درد بھی ہے تکلیف ہے تو کچھ اپنے بھی ہے اس پر مرحم رکھنے کے لیے۔"عدیب کی جانب مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔

"بھلے ہی عدیب تمہارے مقدر میں ہو کر بھی نہیں تھا تمہاری اور عدیب کی شادی کامیاب نہیں ہو سکی جانتی ہو کیوں کیونکہ تمہارے لیے اللہ نے کسی اور کو چنا ہے جو تمہارے لیے ساری عمر کے واسطے ہے کچھ مہینوں کچھ سالوں کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے جو تمہیں سچی محبت دے گا تم نے جتنی تکلیف اٹھائی ہے سِلا اتنی راحت ملے گی اس کا وعدہ ہم سے اللہ نے کیا ہے میں نے اپنی موت مانگ لی تھی لیکن دیکھو نا ایسی صورتِحال میں ڈال کر جہاں ایک انسان اپنی موت طلب کرلے اسی نے مجھے اتنی خوبصورت زندگی دی اگر یہ سب نہ ہوا ہوتا میرے ساتھ تو مجھے کبھی احساس نہیں ہوتا

کہ عدیب مجھ سے اتنی محبت کرتا ہے کہ وہ کسی اور کے نکاح میں رہ کر بھی میرے وفا دار رہا مجھے کبھی احساس نہیں ہوتا کہ میں عدیب سے کتنی محبت کرتی ہوں اور اس کے لیے سب کچھ کر سکتی ہوں اور مجھے کبھی اس آیت کے معنی کا صحیح معنوں میں احساس نہیں ہوتا جو کہتی ہے بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔" سِلا اسے دیکھتے گئ، نرم لہجہ، مسکراتی نظریں، سچائی اور محبت سے بھرپور جزبہ کے ساتھ وہ پورے دل سے کہہ رہی تھی۔

"اب ہماری زندگی میں جو بھی پرابلمز آئیں گی وہ سب مجھے چھوٹی لگیں گی اور اگر کوئی بڑی آئی تو اس کا مقابلہ بھی ہم آرام سے کریں گے کیوں عدیب؟" عدیب نے مسکرا کر سر ہلایا اور اسے اپنے سے لگالیا۔

"دیکھا تم نے سِلا ایسے ہی تو نہ عدیب انور اپنا دل ہار بیٹھے ہیں ان محترمہ پر۔" سِلا نے آنکھیں صاف کی اور ایک بار پھر ان دونوں کو دیکھا، جنت نے چہرہ اپر کیے عدیب کو لب چباتے دیکھا اور بولی۔

"اچھا تو بس یہی وجہ ہے اور جو اتنی لمبی تعریف میرے حسن پر ہوتی تھی قصیدے پڑھے جاتے تھے اس کا کیا ویسے عدیب میں نے نوٹ کیا ہے شادی کے بعد تم نے

میری تعریف نہیں کی بدتمیز۔"اس کے بازو پر مکا مارتے ہوئے وہ خفگی سے الگ ہوئی۔

"دیکھا سِلا یہ بیویاں ہوتی ہی ناشکری ہیں ابھی جو میں کر رہا تھا وہ برائی تھی ہر چیز میں نقص نکالنا ہے بس۔"اپنے بازو سہلاتے ہوئے وہ مصنوعی غصہ سے بولا۔جنت کی آنکھیں پھیلیں۔

"اس کو کیا بول رہے ہو وہ بھی لڑکی ہے اور بیوی رہ چکی ہے تم ادھر دیکھ کر بات کرو او ور انسان۔"پھر سے ایک جھانپڑ رسید کیا۔

"اللہ کتنا ظلم کرتی ہیں یہ بیویاں۔"سِلا بے اختیار مسکرا دی،ان کی نوک جھوک کتنی پیاری تھی اور عدیب کا انداز بھی کتنا نیا تھا۔

"آپ دونوں واقعی میں بہت اچھے اور مکمل لگتے ہیں۔"سِلا کے کہنے پر دونوں نے چونک کر اس کو دیکھا اور پھر ایک دوسروں کو اور پھر مسکرا دیے۔

"ٹیل اَز سمتھنگ وی ڈونٹ نو۔"دونوں بیک وقت ایک آواز میں بولے۔سِلا بھی ہنس دی۔

"فاینلی اتنے پریٹی فیس پر پریٹی سمایل آ گئی۔"جنت نے اس کو ہنستا ہوا دیکھ کہا۔وہ جھینپ گئی۔

"آپ بہت اچھی ہیں اور آپ نے جو کچھ کہا وہ بھی بہت اچھا تھا میں کوشش کروں گی۔" سِلا دل سے بولی۔

"اور میں جانتی ہوں تم اس کوشش میں کامیاب ضرور ہو گی میری جان زندگی صرف ایک بار ملتی ہے سو لو ایوری مومنٹ اینڈ میک اٹ میموریبل۔" کہتے ساتھ جنت نے سِلا کو گلے لگا لیا، عدیب سینے پر ہاتھ باندھے مسکرا کر دیکھنے لگا کہ علیزے یاد آئی، وہ جلدی سے اندر کی طرف بڑھا جہاں وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"آیے میں آپ کو اس بار پوری حویلی دکھاتی ہوں۔" سِلا نے جنت سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرا دی۔

"شیور وائے ناٹ۔" سِلا بھی مسکرا دی، عدیب کی پسند واقعی لاجواب تھی، جو ہوا تھا اس کے پیچھے وجہ ضرور تھی شاید وہ اور عدیب کبھی اتنے مکمل اور خوش نہ رہ پاتے۔

☆☆☆☆☆☆

"واؤ آپی یہ کتنا پیارا سیٹ ہے۔" گھڑی پر شام کے پانچ بج کر پانچ منٹ ہو رہے تھے، وہ آج شادی کے لیے یوجنا کے ساتھ کپڑے اور جیولری نکال رہی تھی جب اس کے جیولری بیگ سے ایک قیمتی نازک سے ہیرے کے سیٹ پر نظر پڑتے ہی یوجنا اشتیاق

آنکھوں میں سموئی بولی تو میک اپ ایک جانب کرتے علیزے کے ہاتھ تھمے اور چہرہ موڑ کر دیکھا جہاں وہ ہیرے کا نیکلیس خود کے گلے میں لگا کر تصویر لے رہی تھی، یکدم ہی علیزے کو کچھ مہینے والے کا منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

"تمہیں اور کچھ لینا ہے؟" ارد گرد دیکھ شاہ زیب نے برابر چلتی ہوئی ہینڈ بیگ میں الجھی علیزے سے پوچھا تھا۔

"نہیں تقریباً سب لے لیا۔" علیزے نے سہولت سے انکار کر دیا تھا۔

"ہوں جیورلی نہیں لینی؟" ہنکار بھرتے ہوئے اس کے قدم علیزے کے ساتھ فوڈ کورٹ کی جانب تھے جب اسے خیال آیا، علیزے نے چند انگھوٹیاں اور آویزے خریدے تھے۔

"لے تو لی۔" وہ لاپرواہی سے بولی، شاہ زیب نے گردن موڑے اسے چند لمحوں کے لیے دیکھا، چہرے پر جھولتی ہوئی لٹ سے بے پروہ وہ پھر سے اپنے ہینڈ بیگ میں کچھ ڈھونڈتی ہوئی چل رہی تھی۔

"وہ جیورلی تھی؟"

"ہوں؟" وہ چونک کر اس کو دیکھنے لگی جو رک کر سنجیدگی سے ایسے پوچھ رہا تھا جیسے ان دونوں کے درمیان کوئی سنگین معاملے کے بارے میں گفتگو ہو رہی ہو۔

"تم نے لیا نہیں کچھ۔" اس نے پھر دہرایا۔

"نہیں میں زیادہ پہنتی نہیں ہوں اور اب تو مزید الجھن ہوتی ہے ایسے لگتا سانپ لپٹے ہوئے ہیں۔" وہ اپنی صراحی گردن پر لاشعوری طور پر انگلیاں پھیرتی ہوئی بولی، شاہ زیب کی آنکھوں میں کچھ بے یقینی سی آئی۔

"حیرت ہے۔" وہ پشت پر ہاتھ باندھے پھر چلنے لگا، وہ بھی ساتھ ہولی۔

"کیا؟" یہ پہلی بار تھا وہ دونوں طلاق کے مطالبے کے بعد سکون سے بنا کسی تلخی کے بات چیت کر رہے تھے، ان دونوں کے درمیان لاتعلقی اتنی واضح ہو گئی تھی کہ مہرون نساء نے جان بوجھ دونوں کو خریداری کے لیے بھیجا تھا۔

"خواتین کو خاصہ شوق ہوتا ہے ان سب کا۔" وہ سامنے دیکھ کہہ رہا تھا۔

"ہاں ہوتا ہو گا لیکن خواتین کو۔" وہ چبا چبا کر بولی، شاہ زیب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی جس کو مہارت سے چھپا لیا گیا۔

"یعنی تمہارا شمار خواتین میں نہیں ہوتا؟" وہ پوچھ کم کہہ زیادہ رہا تھا۔

"نہیں میرا شمار لڑکیوں میں ہوتا ہے۔" وہ گردن اکڑ کر بولی، شاہ زیب نے چہرہ موڑ کر اچھنبے سے اسے دیکھا پھر جی بھر کر محفوظ ہوا۔

"بچے کے بعد کوئی لڑکی لڑکی نہیں رہتی عورت بن جاتی ہے۔" جان بوجھ کر تنگ کیا گیا، علیزے کچھ جذبذب ہوتی ہوئی کرسی کھینچ کر بھیٹی، وہ لوگ فوڈ کورٹ میں پہنچ چکے تھے۔

"نہیں میں لڑکی ہوں لڑکی رہوں گی۔" وہ خاصہ اس معاملے میں ڈھیٹ تھی، یہ وہ شروع سے جانتا تھا۔

"مجھے تو اب کسی زاویے سے لڑکی نہیں لگتی۔" حظ اٹھایا جارہا تھا، علیزے نے حیران ہوتے ہوئے اسے دیکھا اور پھر خود کو، ہاں تھوڑی سی صحت مند ہوتی جارہی تھی مگر اس کا مطلب یہ نہیں تھا وہ عورت بن چکی تھی، یہ سراسر غلط تھا۔

"تم....." اسے پہلے وہ کچھ کہتی کہ پر شوخ نظروں سے اسے کہی دیکھتا پایا، چونکتے ہوئے اس نے اس کی نظروں کا تاقعب کیا تو جی بھر کر اشتعال آیا، وہ تین لڑکیاں تھی جن میں سے ایک لڑکی شاہ زیب کی جانب اشارہ کرتی ہوئی دوسری لڑکی کے کان میں کچھ شرارت سے کہہ رہی تھی، علیزے نے خوخار نظروں سے ان کی جانب دیکھا پھر پلٹ کر شاہ زیب کی جانب جواب اسی کو دیکھ رہا تھا مگر آنکھوں میں شوخی تھی۔

"آہم۔" علیزے گلا کھنکھار کر سیدھی بھیٹی۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو تم اب میں کہاں لڑکی لگوں گی بیوی تو بچوں کے بعد باسی ہو جاتی ہے تتلیاں تو باقی ساری ہوتی ہیں۔" خفگی حد درجہ کی تھی، جلن کا بھی عنصر نمایا تھا جسے شاہ زیب کے لب پھیلے۔

"میں نے کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا یہ تم خود کہہ رہی ہو؟" مینو کارڈ اٹھاتے ہوئے وہ سادے سے لہجہ میں بولا تھا مگر وہ سادہ لہجہ ہر گز سادہ نہیں تھا یہ صرف علیزے ہی جانتی تھی۔

"ہاں تم کیوں کہو گے تم تو بہت شریف ہو۔" کیا انداز تھا جلن کا؟ شاہ زیب نے نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا، جھولتی ہوئی لٹ کو کوفت سے کان کے پیچھے کرتی ہوئی وہ کچھ تپی ہوئی دل کو بھا رہی تھی، پر شوخ نظریں آہستہ آہستہ سنجیدہ ہوتی گئی، خالص میاں بیوی کا ماحول جیسے اڑتا گیا، اداسی نے یکدم ہی گھیرہ تنگ کر لیا، صرف کچھ اور مہینے باقی تھے پھر ان کے راستے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو جانے تھے، ایک عجیب سی کیفیت تھی جس نے شاہ زیب کا دل پل بھر میں اچاٹ کر دیا تھا، وہ مینو کارڈ کو پٹخنے والے انداز سے رکھ اٹھ کھڑا ہوا، جلتی بھنتی علیزے جو چہرہ موڑے ان لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی چونک گئی۔

"کیا ہوا؟ "

"کچھ نہیں چلو دیر ہو رہی ہے۔" بے حد سرد آواز تھی، علیزے ناسمجھی سے کھڑی ہوئی۔

"لیکن وہ نگٹس...." بھوک بھی زوروں کی تھی۔

"یہاں سیر سپاٹے کے لیے نہیں آئے ہم امی جان کے لیے سارے کام چھوڑ کر میں آیا ہوں تم یہ سب ویٹسن کے ساتھ کرنا۔" دھک۔ علیزے کا سارا خون نچوڑ کر چہرے پر آچکا تھا، ہتک آمیز انداز تھا، وہ لہو کے گھونٹ پیتی ہوئی مٹھیاں بھینچ اس کے پیچھے چل دی۔

وہ دونوں لفٹ سے اتر کر نیچے فلور پر ہی آئے تھے تب شاہ زیب کی نظر سامنے ہی ایک بڑے سے خوبصورت جیولری آؤٹلٹ پر گئی جہاں ہیرے جگمگاتے لوگوں کی توجہ اپنی جانب کھینچ رہے تھے، کتنی حسرت آنکھیں انہیں جی بھر کر دیکھ رہی تھیں، کچھ سوچ کر شاہ زیب نے کنکھیوں سے علیزے کو دیکھا جو سرخ چہرہ لیے کسی روبوٹ کی مانند اس کے ہمراہ چل رہی تھی پھر کچھ سوچ اس نے اس آؤلٹ کی جانب قدم بڑھا دیے، علیزے کا کوئی ردِ عمل نہ آیا، وہ بھی پیچھے چل دی۔

اسے پہلے وہ دونوں اندر جاتے باہر ہی قیمتی سجے سیٹ کو شاہ زیب نے دیکھا پھر علیزے کو جو بے گانی اپنے موبایل میں مصروف تھی یاد کھا رہی تھی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہی رکو۔" وہ کہتا اندر گیا، اس کی پشت کو دیکھ کر کڑھتی ہوئی علیزے نے غصہ سے موبائل بیگ میں ڈالا اور آنکھیں میچ خود کو کمپوز کیا، چند منٹ بعد ہی وہ بیگ لیے باہر آیا اور اس کی جانب بڑھایا، جتنی سنجیدگی سے اس نے بڑھایا اتنی سنجیدگی سے اس نے تھاما اور بنا کچھ پوچھے کہے وہ دونوں شاپنگ سینٹر سے باہر نکل آئے۔

حویلی آکر علیزے نے بیگ کھول کر دیکھا تو اس میں یہ ہیرے کا قیمتی سیٹ تھا، بنا کسی تاثر کے علیزے نے اپنے جیولری بیگ میں رکھ کر الماری میں رکھ دیا، شاہ زیب کے لفظوں نے اس کے رویے نے اتنا دکھ دیا تھا کہ یہ جگمگاتے پتھر بھی اس کی توجہ نہ کھینچ سکے تھے۔

اب یوجنا کے ہاتھ میں یہ دیکھ اسے نئے سرے سے غصہ اور چڑ ہونے لگی تھی۔

"یوج اسے رکھ دو۔" وہ تلملاتی ہوئی یوجنا کے پاس آکر بولی۔ وہ چونک گئی۔

"کیوں آپی آج آپ یہ پہنے گا یہ آپ کے ڈریس سے میچ بھی کر رہا ہے سو بیوٹفل ڈائمنڈز۔" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے مشورہ دے گئی، اسے پہلے علیزے آگے بڑھ کر اسے لیتی دروازے پر ناک کی آواز پر وہ دونوں متوجہ ہوئیں۔

"مل گیا تمہیں وقت؟" عدیب کو کھڑا دیکھ وہ خفگی سے سیدھی ہوتی ہوئی بولی وہ مسکرا دیا۔

"یار کہا تھانااس وقت اطمینان سے فری ہو کر بات کروں گا۔" وہ چلتا ہوا آیا اور بیڈ پر نیم دراز ہو گیا، علیزے کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی، اتنے دن بعد اپنے بھائی کا مخصوص انداز دیکھ۔

"بھائی جنت آپی کہاں ہیں؟" یوجنا نے نیکلیس ایک جانب رکھ کر جلدی سے پوچھا۔

"وہ... وہ یہی ہو گی رایمہ نہیں مما کے ساتھ ہو گی باہر دیکھ لو میں تو زید اور آنٹی کو لے کر آرہا ہوں۔ "

"آگیا زید؟" علیزے نے چیزیں سمیٹتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں آگیا باہر سمیر کے ساتھ گپ شپ چل رہی ہے۔" عدیب نے کہتے ساتھ یوجنا کی پونی کھینچی جو وہ بیڈ سے اتر کر باہر جا رہی تھی چلا اٹھی۔

"آرام سے لڑکی میرا دل۔" علیزے سینے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بھیٹ گئی۔

"نہیں کریں بھئی۔" وہ اپنا سر سہلاتی ہوئی باہر بھاگی جبکہ وہ پیچھے ہنس دیا۔

"سنو مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" علیزے نے سوکھے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ عدیب اٹھ کر بھیٹا۔

"ہاں کہو؟"

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم طلاق کے بارے میں تو جانتے ہی ہو۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولنا شروع ہوئ، عدیب سنجیدہ ہوا۔

"سب ٹھیک ہے تم واقعی طلاق لے رہی ہو دیکھو زے میں بھی شاہ زیب کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن جس طرح اس نے سِلا سے میری طلاق دلوا کر جنت سے نکاح میں ساتھ دیا ہے وہ میں نہیں بھول سکتا تم نے دیکھا تھا نا سب کتنے غصہ میں تھے تایا چچا اور ڈیڈ سب کتنے ناراض تھے کتنے خلاف تھے سب سے اس نے بات کی تھی اور سب سے بڑھ کر دادی کو بھی اس نے ہی منایا تھا یار وہ دل کا برا نہیں ہے ہاں میں جانتا ہوں تھوڑا ماچو مین ٹایپ ہے لیکن اس کی اپبر نگک کا ڈفرنس ہے تم اگر تھوڑا سوچو اس بار"......

"بھائ پلیز تم نے میرا زندگی میں ہر موڑ پر ساتھ دیا ہے تم پلیز اب مجھے میرے فیصلے سے نہ ہٹاؤ میں کب کہہ رہی ہوں وہ انسان اچھا نہیں ہے وہ پوری دنیا کے ساتھ اچھا ہے سوائے میرے ساتھ وہ میرے ساتھ بے حس ہے.... دیکھو تم نہیں جانتے ہمارے درمیان کیا ہے تو بہتر ہے تم یہ سب چھوڑ دو اور میرا ساتھ دو مجھے تم سے ایک وعدہ لینا ہے جو صرف ہم دونوں کے درمیان رہے گا تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا ہے جو میں تمہیں بتانے جا رہی ہوں وہ تم زندگی میں کبھی کسی کو معلوم نہیں ہونے دو گے اگر کسی دن شاہ زیب بھی تم سے آ کر پوچھے گا تم تب تبھی نہیں بتاؤ گے اگر کبھی بھی وہ

تمہارے سامنے آکر پوچھے یا کوئی بھی تو تم ہم دونوں کے وعدے کا پاس رکھو گے بولو کرو گے ایک وعدہ؟" اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے علیزے نے نم آنکھوں سے پر امید لہجہ میں پوچھا۔ عدیب بری طرح ٹھٹھکا، وہ کیا کہہ رہی تھی؟ کس وعدے کے بارے میں بات کر رہی تھی؟

"کیا ہوا زے سب ٹھیک ہے تم جانتی ہو تم مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گی میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن کیسا وعدہ کیا کرنے جا رہی ہو تم؟" عدیب نے الجھ کر اسے پوچھا جبکہ علیزے کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی، وہ مسکراہٹ دکھ سے بھری تھی۔

"وہی جو مجھے کرنا ہے جس پر میرا دل راضی ہے جو میں اصل میں چاہتی ہوں۔" اس کی آواز بے حد آہستہ ہوتی جا رہی تھی، عدیب اسے دیکھتے رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆

"دادی جان آپ کی طبیعت مزید بگڑتی جا رہی ہے آپ میرے ساتھ کیوں شہر ہسپتال نہیں چل رہی؟" شاہ زیب کے لہجہ میں انیلا بخت سے کلام کرتے وقت پہلی بار غصہ کا عنصر نمایاں تھا، وہ اس کو غصہ کرتے ہوئے دیکھ مسکرا کر رہ گئیں، وہ پہلے سے کئی زیادہ کمزور نظر آ رہی تھیں مگر پھر بھی وہ خود کو صحت مند دکھانے کی ناکام کوشش کر رہی

تھی تاکہ حویلی میں خوشیوں کا ماحول قایم رہے اوان کی پوتی اور نواسی خوشی خوشی اطمینان سے اپنے گھر کی ہو جائیں۔

"اپنی دادی سے ایسے بات کرتے ہیں؟"اس کی اونچی ہوتی ہوئی آواز پر وہ ڈپٹتے ہوئے بولیں۔شاہ زیب نے ان کو خفگی سے دیکھا،وہ جانتا تھا وہ بات بدل رہی ہیں۔

"بس بہت ہو گیا آپ آج ہی میرے ساتھ شہر چل رہی ہیں۔" مگر وہ بھی انہی کا پوتا تھا۔اپنی بات پر قایم رہا۔

" بالکل ذوئی لے کر جاؤ اماں جان کو مجال ہے جو ہماری بات مان لیں بس ایک ہی رٹ ہے نہیں میری بچیوں کو سکون سے بسنے دو۔"مہرون نساء دودھ کا گلاس سایڈ میز پر رکھتی ہوئی شکایتی لہجہ میں بولیں۔شاہ زیب نے ایک بات پھر انہیں خفگی سے دیکھا۔

"دادی جان عمارہ اور لیلیٰ کی شادی آرام سے ہو رہی ہیں یہاں سب ہیں آپ کی صحت اہم ہے آپ میرے ساتھ چل رہی ہیں اسغر سے میں نے وقت لے لیا ہے میں کچھ نہیں جانتا۔"وہ تسلی دیتا ہوا اٹل انداز میں بولا۔انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہ میرے چاند میں ٹھیک ہوں بس ذرا سی کمزوری ہے اور اگر میرا وقت ہو گیا ہے تو یہ تیرے ڈاکٹر شاکٹر کچھ نہیں کر سکتے۔"وہ کھانستی ہوئی بولیں۔شاہ زیب ان کی بات

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

ہو نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھا اور سٹیل کے جگ سے سٹیل کے گلاس میں پانی انڈیل فکر مندی سے ان کی طرف بڑھانے لگا جو کپکپاتے ہاتھوں سے تھام گئیں۔

"امی جان دادی جان کی کھانسی کی دوا کہاں ہے ان کو پھر سے کھانسی ہو گئ۔" شاہ زیب نے انیلا بخت کے پھر سے انکار کرنے سے پہلے چہرہ گھما کر مہرون نساء سے پوچھا۔ وہ سر ہلاتی ہوئیں لکڑی کی الماری کی طرف گئیں اور شیشے کے پٹ کھولتی بے شمار دواؤں میں مطلقع دوا ڈھونڈنے لگیں۔

"پتہ نہیں کہا ہے دراصل بیٹا یہ سب ماورہ کو پتا ہوتا تھا....." وہ پریشانی سے روانگی میں بولتی ہوئی ایک دم چپ ہوئیں اور شاہ زیب اور انیلا بخت کو دیکھا، شاہ زیب کے انیلا بخت سے گلاس واپس لیتے ہوئے ہاتھ رکے تھے جبکہ "ماورہ" کا نام سن انیلا بخت کی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔

"وہ یہی ہو گی میں سلطانہ تائ سے پوچھتی ہوں۔" مہرون نساء آہستگی سے کہتی ہوئی باہر نکل گئیں پیچھے انیلا بخت اپنی آنکھیں پوچھتی غمگیں لہجہ میں ماورہ کا نام پکارنے لگیں۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے نہ میں تجھے مجبور کرتی نہ اس کی تجھ سے شادی ہوتی اور نہ وہ حسد"....

"شش دادی جان کچھ مت بولیں آپ طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ کی اور ایک بات جان لیں آپ قصوروار نہیں ہیں شاید کوئی بھی قصوروار ہے یہ حالات تھے قسمت تھی یہ سب پہلے سے لکھا تھا۔" وہ بولتا بولتا کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا، تاثرات میں یکدم تکلیف در آئی، انیلا بخت نے اس کو غور سے دیکھا پھر اپنا جھریوں والا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔ وہ چونکا۔

"ذوئی میرے چاند میں نے عدیب اور سِلا کو الگ ہوتے دیکھ لیا لیکن اب یہ بوڑھی مزید کچھ نہیں برداشت کر سکتی تو خوش تو ہے نہ عین کے ساتھ اور عین تیرے ساتھ تو میری عین کا خیال تو رکھ رہا ہے نا وہ اپنے اندر تیرا بچہ پال رہی ہے۔" وہ چمکتی آنکھوں سے پوچھ رہی تھیں۔ کہہ رہی تھیں۔ شاہ زیب کی نیلی آنکھیں مزید ان کی بوڑھی آنکھیں نہ دیکھ سکیں، وہ بے ساختہ نظریں چرا گیا تھا، وہ کیا کہتا؟ وہ کیا کہہ سکتا تھا؟ اگر انہیں معلوم ہو جاتا جو دو رشتے ان کے شوہر نے جوڑے تھے ان کی خواہش تھے ان میں سے ایک بکھر چکا تھا اور اب دوسرا بکھرنے والا تھا اور یہ رشتہ بے حد اذیت کے ساتھ ٹوٹنے والا تھا مانو قیامت برپا ہونے والی تھی، اس کے دل کا ہشر نشر ہونے والا تھا، کتنا کچھ ہونے والا تھا، کیا واقعی ان کی بوڑھی آنکھیں مزید دیکھ سکتی تھیں؟ وہ دانستہ

طور پر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے نکالنے لگا، انیلا بخت کو کچھ گڑ بڑ کا احساس ہوا، ان کا دل لرزا، وہ انگشت بدنداں ہو گئیں۔

"ذوئی؟" انہوں نے خوف سے اسے پکارا، اس کی نگاہیں مسلسل نیچے جھکی تھیں، کیا یہ جواب تھا؟ کیا یہ اشارہ تھا؟ انیلا بخت کا ہاتھ دل پر دل چلا گیا تھا جبکہ شاہ زیب سے مزید وہاں بھیٹنا دشوار ہو چکا تھا، وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر پلٹ گیا لیکن دروازے کی چوکھٹ پر جا کر رکا اور پلٹ کر سرخ ضبط نظروں سے انیلا بخت کو دیکھا جو منٹ کے ہزارویں لمحے میں سمجھ چکی تھیں جو وہ سمجھنا نہیں چاہتی تھیں۔

"آپ کی عین میری دسترس سے نکاح والے دن سے آزاد ہونا چاہتی تھی دادی جان...." وہ رکا، انیلا بخت کی سانس اکھڑی، وہ متحیر اسے دیکھی گئیں۔ وہ کیا کہہ رہا تھا؟ سب سے بڑھ کر وہ کیسے کہہ رہا تھا؟

"اس کی یہ خواہش تھی اس کی مجھ سے دستبرداری چاہ تھی پہلے نہیں اب...اب مجھے یہ احساس ہو چکا ہے کہ محبت میں محبوب کو قید نہیں رکھا جاتا اسے آزاد کر دیا جاتا ہے میں نے مٹھی میں اس کو قید کرنا چاہا مگر وہ ریت بنتی پھسل گئی اب اس کی خواہش میری خواہش اور اس کی چاہ....." کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی، دھڑکن کی آواز اتنی تیز تھی کہ محسوس ہوتا تھا کہ اس چوڑے سینے سے دل ابھی پھٹ کر باہر آ جائے گا۔

"میری چاہ ہے۔" نہایت دھیمے سے کہہ کر وہ ضبط کے آخری کڑے مراحل کو پار کرتا ہوا وہاں سے نکل گیا تھا پیچھے انیلا بخت کا دل جیسے کسی نے جکڑ لیا تھا، سر معاً بھاری ہوا تھا، صدمہ اتنا بڑا تھا کہ وہ اپنی آنکھیں بھی پوری کھلی نہیں رکھ پائی تھیں اور ایک سسکی لیتے ہوئے وہ ہوش سے بے گانی ہو چکی تھیں، سینے پر ویسی ہاتھ رکھے وہ پلنگ سے لڑھکتی چلی گئیں تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

شام گزر چکی تھی۔ گھڑی کے شیشے کے پار پورے آٹھ بج رہے تھے۔ وہ آنکھیں موندیں دوایوں کی زیرِ اثر نیند کی وادیوں میں تھیں۔ وہ پاس بھیٹا ایک گھٹنے پر کوہنی رکھے ہاتھ کی مٹھی بناتے اپنے ماتھے سے ٹکائے خود بھی آنکھیں بند کیے ہوا تھا، پاؤں کی بڑی انگلی سیاہ چمڑی کی چپل سے باہر مسلسل ہلتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

"شاہ؟" کسی کا ہاتھ اپنے کندھے پر محسوس ہوا۔ اس نے سر اٹھا کر سرخ نگاہوں سے دیکھا تو اپنی ماں کو پایا جو نرمی سے اسے دیکھ رہی تھیں، وہ بے اختیار ان کا ہاتھ تھامے اپنے آنکھوں سے لگا گیا۔

مہرون نساء ایک متاسفانہ نگاہ انیلا بخت کے سوئے ہوئے کمزور وجود پر ڈالتی وہی اس کے پاس پلنگ پر بھیٹیں۔

"ذوئی تیار نہیں ہونا برات ہے آج بہنوں کی۔" انہوں نے پوچھتے ہوئے اسے باور کروایا۔ وہ مضمحل سے ان کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹا کر نم آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگا، مہرون نساء کا دل کٹ ہر رہ گیا۔

"نہیں بیٹا دادی جان صحت یاب ہو جائیں گی۔" اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالتے ہوئے انہوں نے اس کے چہرے پر رکھ پیار سے پچکارنے والے انداز میں کہا جس پر وہ آہستگی سے سر جھکا کر نفی میں سر ہلانے لگا۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے امی جان صرف میری وجہ سے۔" دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے ہوئے وہ لبوں کو بے دردی سے نوچنے لگا جیسے ضبط کر رہا ہو، مہرون نساء فوراً سر کو دائے بائے ہلاتے ہوئے قریب ہوئی اور اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں کی پیالی بنا کر واپس اٹھایا۔

"کس نے کہا تمہاری وجہ سے ہوا ہے شاہ نہیں بیٹا اماں جان نے تو سِلا کی طلاق کو اپنے اعصاب پر اب تک لیا ہوا ہے جب ہی تو ان کی طبیعت اس حال کو پہنچ گئی ہے۔" گردن ترچھی کرتے ہوئے انیلا بخت کو دیکھ وہ شاہ زیب سے کہنے لگی تھیں، شاہ زیب نے نفی میں سر ہلا کر ان کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے اور کھڑا ہو گیا۔

"نہیں امی جان دادی جان کو پینک اٹیک میری وجہ سے پڑا ہے میں نے ہی غلطی کی مجھے ہی اپنی طلاق کے بارے میں اس طرح نہیں بتانا چاہیے تھا۔" ان کی طرف پشت کیے وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ قصوروار خود کو ٹھہرہ رہا تھا جبکہ "طلاق" لفظ سن کر مہرون نساء چونکی تھیں۔

"کیا... کیا کہا تمہاری طلاق؟" ان کو لگا انہیں سننے میں قباحت ہوئی ہے۔

"جی میری اور.... میری اور علیزے کی طلاق۔" ان کی جانب دے رخ موڑ وہ سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے انیلا بخت کے جھریوں ذدہ چہرے کو دیکھ وہ آواز کو مستحکم رکھ کر بولا جبکہ مہرون نساء کو لگا وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائیں گی۔

ان کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔

"کک... کیا یہ کیا کہہ رہے ہو تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟" یکدم ان کے لہجے میں کاٹ آئی تھی جو ان کے لہجہ کا کبھی حصہ نہ تھی۔ انہیں محسوس ہو رہا تھا شاہ زیب کوئی واحیات مزاق کر رہا تھا لیکن اس نے تو کبھی کوئی مزاق کیا ہی نہیں تھا جواب کرتا؟

"ماں بننے والی ہے علیزے کیا کہہ رہے ہو لفظوں پر دھیان دو۔" وہ غصہ بھی کر گئیں تھیں، شاہ زیب نے ان کی جانب دیکھا اور پھر مسکرا دیا، درد میں چھپی مسکراہٹ، جیسے

وہ ایک ہارا ہوا شخص تھا۔ہاں ہارا ہوا شخص ہی تھا، نفرت کے جوئے میں محبت جو ہار چکا تھا۔

"جی یہی سچ ہے اور اب میرے میں اتنی سکت نہیں ہے کہ ایک ایک کو میں یہ سچ بتاؤں لہذا آپ سب کو بتا دیجیے گا اس بچے کو دنیا میں آنے کے بعد علیزے اور میری علیحدگی ہونے والی ہے۔" لفظ جیسے حلق میں گولے بن کر پھنس پھنس کر نکل رہے تھے، دل چیخ چیخ کر رو دینے کی درخواست کر رہا تھا مگر حوصلہ تھا جو دل سے منہ پھیر رہا تھا۔مہرون نساء اپنی جگہ ساکت ہو چکی تھی۔یہ ان کا بیٹا کیا کہہ رہا تھا؟اور پھر سے وہی سوال کیسے کہہ رہا تھا؟

"کیوں؟" بیٹی کا دکھ سہہ چکی تھی اب بیٹے کی زبان سے یہ سب سن ان میں کھڑے ہونے کی بھی ہمت باقی نہ رہی تھی، ستاروں والی شال سرکتی ہوئی زمین کو چھو رہی تھی اور وہ جو ابھی بارات کے لیے تیار ہوئی نکل رہی تھیں یہ سب سن حیرت و صدمہ سے پلنگ پر بھیٹتی چلی گئیں۔

شاہ زیب نے نظریں جھکا لیں تھیں، وہ اپنی ماں کو ایسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔وہ اپنوں کو اس طرح دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"آہ علیزے کاش تمہیں معلوم ہوتا رشتے صرف دو لوگوں کے درمیان نہیں بنتے ان کا اثر ہمارے ارد گرد کے لوگوں پر ہوتا ہے۔" وہ ان کے پاس گھٹنوں کے بل بھیٹ گیا اور ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور ایک نظر پیچھے سوئی ہوئی انیلا بخت پر ڈالی۔

"یہ سب کیسے ہونے دے رہے ہو شاہ کب کیوں یہ کیا اوہ میرے خدایہ...." ان کا سر جیسے پھٹنے کو آیا تھا، اپنی بیٹی کے دکھ سے وہ اب تک ٹھیک طرح باہر نہیں آئی تھیں اور اب یہ بیٹا کیا بول رہا تھا؟ کیوں ان کے دونوں بچوں کی زندگی میں سکون نہیں تھا؟ وہ تو سمجھی تھی کہ کم از کم بیٹے کی زندگی تو مکمل ہے، وہ دادی بننے والی تھیں اس خوشی سے انہیں پچھلے غموں سے نکالنے میں اہم کردار ادا کیا تھا مگر اب یہ خوشی کھو کلی ہو رہی تھی؟

"علیزے نہیں.... علیزے کہاں ہے۔" وہ اپنے ہاتھ شاہ زیب کی گرفت سے نکال کر اٹھ کر علیزے کے پاس جانے لگیں جب شاہ زیب نے اٹھنے نہ دیا۔

"امی جان بات سنیں آپ میری۔" وہ لہجہ کو جتنا ہموار رکھ سکتا تھا اتنا ہموار رکھ سکا۔

"کیا سنوں کچھ کہنے کو باقی رہ گیا ہے شاہ زیب طلاق کیا مزاق ہو گیا ہے ہمارے خاندان میں پہلی طلاق تمہاری بہن کی ہوئی ہے اس کا مداوہ نہیں ہوا تھا کہ تم اپنی ہنستی کھیلتی".....

"ہنستی کھیلتی نہیں۔"وہ بے اختیار بولا، مہرون نساء رکیں۔

"امی جان اگر یہ رشتہ قایم رہا تو کوئی خوش نہیں رہ پائے گا۔"سر اٹھا کر مہرون نساء کو دیکھا۔

"یااللہ یہ بچیں بیٹا تم دونوں کی اولاد بھی اس دنیا میں نہیں آئی ہے ایسی کیا وجہ".....

"اسی کے لیے بہتر ہے کہ ہماری علیحدگی ہو جائے آپ یا کوئی بھی علیزے سے بات نہیں کرے گا یہ علیحدگی کا فاصلہ میرا ہے۔"وہ انہیں ایک بار حیران چھوڑ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ آہستگی سے دھیرے دھیرے کانوں میں کندھے تک آتے آویزے پہن رہی تھی، سست روئی سے وہ اپنی روکھی پھیکی سی تیاری کو سرانجام تک پہنا رہی تھی۔ جنت ہاتھ میں میک اپ کا برش لیے کھڑی اس کو تھوڑا سا میک اپ کرنے کے لیے راضی کر رہی تھی مگر اس کا تو ہر شہہ سے دل اچاٹ ہو چکا تھا اور صرف اس کا ہی نہیں بلکہ

پوری بخت حویلی کا ہی، سب کی تیاریوں میں آج وہ جوش و خروش نہیں تھا جو کل تک کا حصہ تھا۔

"زرے ٹھیک ہے دادی۔" عدیب نے سنگھار میز کے پاس آتے ہوئے اسے شیشے سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ بھی اسے آیئنے کے ذریعے دیکھتی خفا نظر آنے لگی۔

"کیا خاک ٹھیک ہیں بالکل ٹھیک نہیں ہیں ان کی طبیعت بہت ناساز ہے بھائی اگر ان کو کچھ ہو گیا؟" خفگی سے کہتی ہوئی وہ ڈرتی چلی گئ تھی جب ہی ایک خوف کے تحت اپنا خدشہ بیان کیا۔

"اللہ نہ کرے کچھ نہیں ہو گا زرے ریلیکس۔" عدیب نے لب کھولے ہی تھے کہ جنت نے علیزے کے کاندھے پر ہاتھ رکھ تسلی دی تھی۔

"ہوں تم زیادہ سٹریس نہ لو اٹ از ناٹ گڈ فار دا بے بی۔" عدیب نے اس کے گردن کے گرد بازو حایل کرتے ہوئے اس کے گال کو چومتے ہوئے کہا۔ وہ جنت کے ساتھ دھیمے سے مسکرا دی۔

"اوہوں فل سبلنگز گولز چل رہے ہیں۔" آسمانی رنگ کے کرتے پجامے پر گہرے نیلے رنگ کی کوٹی میں وہ پیارا لگ رہا تھا۔ وہ تینوں یکدم ہی اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"ارے زید آؤ نا۔" علیزے مسکراتے ہوئے کھڑی ہوئ۔

"یس کیوٹی کمنگ۔" وہ بے حد خوشگوار موڈ میں چلتا ہوا علیزے کے پاس آیا۔ وہ ہلکی سی ہنسی کے ساتھ اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار گئی۔

"کیسے ہو؟" اس نے پوچھا۔

"دکھ نہیں رہا ایک دم فٹ۔" یہ جواب عدیب کی جانب سے آیا تھا جو بیڈ پر واپس جا کر نیم دراز ہوا تھا۔

"ویسے یہ آدھا سچ ہے عدیب۔" جنت آنکھوں میں شوخی سموئے زید کو دیکھ بھاری دوپٹا سنبھالتی ہوئی عدیب کے پاس آئی۔

"اوئے۔" زید نے گردن موڑ میاں بیوی دونوں کو تنبیہہ کی تھی۔ علیزے نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے یہ سب دیکھا۔

"کیا کچھ چھپایا جا رہا ہے میرے سے؟" وہ بھی چلتی ہوئی عدیب اور جنت کے پاس آئی اور زید سے بھنویں اچکا کر پوچھنے لگی۔

"نہیں تو۔" وہ بے ساختہ بولا۔

"ہاں تو بتاؤ زے سے جھوٹ بول رہے ہو۔" عدیب نے ڈرامٹک انداز اپنایا۔ علیزے نے بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی کیں۔

"یہ کیا چل رہا ہے بتاؤ مجھے۔" وہ عدیب کے پاس بھیٹ کر نتھنیں پھلا کر بولی۔ زید خجل ہوا۔

"ہاں نا بتاؤ زید کی چل رہا ہے۔" جنت مسکراہٹ دبائے اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

"یار زے وہ....." زید تیزی سے علیزے کے پاس آیا اور وہی گھٹنوں کے بل اس کے پاس بھیٹتے ہوئے سوکھے لبوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"اف بے صبری دیکھو موصوف کی۔" عدیب کوہنی کی مدد سے سر کو سہارا دیے جنت کو دیکھ آنکھ دبا کر بولا۔ وہ ہنسی۔

"کیا ہوا زید سب ٹھیک ہے؟" اس کو یوں خود کو پاس نیچے بھیٹتا ہوا دیکھ علیزے بھی گڑبڑائی۔

"وہ زے.... وہ دراصل امی نے مہرون نساء آنٹی سے سِلاکا.... ہاتھ میرا مطلب رش... رشتہ مانگا ہے۔" ایک نظر عدیب جنت پر ڈال وہ ہچکچاتا ہوا بولا۔

"کس کے لیے؟" علیزے نے بے اختیار پوچھا جس پر عدیب اور جنت نے بامشکل اپنے قہقہوں کو گونجنے سے بچایا۔

"پڑوس والے پھوپھا جی کے لیے۔" زید سخت بدمزہ ہوا۔

"اوہ مائے گاڈ پڑوس میں کوئی پھوپھا جی بھی رہتے ہیں مجھے نہیں معلوم تھا۔" دروازہ کھلا ہونے کے باعث شیروانی میں دانیال اندر آتا ہوا مصنوعی حیرت سے ایسے بولا کہ ایک پل علیزے بھی سوچنے پر مجبور گئی۔ کیا واقعی بخت حویلی کے پڑوس میں کوئی پھوپھا قیام تھے؟

اب کی بار جنت اور عدیب اپنا قہقہہ نہ دبا سکے جس کہ وجہ سے راہداری سے گزرتے ہوئے شاہ زیب کے قدم ٹھٹھکے تھے۔

"ارے دانی یہ تم نے شیروانی کس خوشی میں پہنی ہے؟" جنت اچانک چونکتے ہوئے دانیال کو نک سک تیار دیکھ پوچھنے لگی۔ علیزے بھی متوجہ ہوئی۔

"مہک کی برات میں تو تم نے شیروانی پہنی نہیں تھی عمارہ اور لیلیٰ کی شادی میں پہن لی ابھی بتاتی ہوں اس کو۔" علیزے نے موبائل ڈھونڈنے کے لیے نظریں دوڑائیں کہ دانیال جلدی سے بولا۔

"ارے میری پیاری زے یہ تو میں نے اسلیے پہنی کیونکہ زندگی کا موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔" سب ہی چونکے تھے یہاں تک کہ زید جو اپنی بات کو گول ہوتا ہوا دیکھ ضبط کا مظاہرہ کر رہا تھا وہ بھی چونک پڑا۔

"ایک... ایک منٹ اوہ بھائی یہ لائف ڈیتھ سے اس شیر وانی کا کیا تعلق ہے ؟" عدیب الجھتے ہوئے اٹھ کر بھیٹا۔

"ہاں۔" علیزے نے بھی کچھ حیران ہو کر تاید کی۔

"اوہوں میں سمجھاتا ہوں۔" وہ آگے ہو کر جنت کے برابر بھیٹ گیا۔

"دیکھو مجھے اپنی شادی کے امکانات دور دور تک نظر نہیں آرہے اور اپنی شادی پر شیر وانی پہننا بھی ناممکن ساد کھ رہا ہے سو میں نے سوچا کیوں نہ اسی شادی پر اپنا یہ شوق پورا کر لوں پھر معلوم نہیں کل ہو نہ ہو۔" کبھی نہ آئے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے پوری کوشش کی گئی تھی کہ آواز کو بھیگا کیا جائے مگر ایسا کچھ نہ ہوا ہاں البتہ عدیب نے وہی بھیٹے بھیٹے پیچھے سے کشن نکالتے ہوئے اس کو مارنے کے لیے پھینکا جس کو اس نے باآسانی کیچ کرتے ہوئے سفید دانتوں کا مظاہرہ کیا۔

"اف اس کو چھوڑو زید تم بتاؤ سِلا کا رشتہ تمہارے لیے آنٹی نے مانگا ہے ؟" علیزے سر جھٹکتی زید کی جانب متوجہ ہوا ہوئی جو دانیال کی بکواس کی وجہ سے اپنی اتنی اہم بات کو نظر انداز ہونے کا غصہ دانیال کو دیکھ دانت کچکچا کر دکھا رہا تھا۔

ہاں ظاہر سی بات ہے زے۔" وہ کچھ چڑا۔ علیزے کے لب سیٹی کی طرح سکڑے۔ سب سنجیدہ ہو گ ئے۔

"کیا واقعی تم سِلا کو پسند کرتے ہو یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ بھائی کی ایکس".....

"زرے وہ عدیب کے ساتھ منصوب تھی ہے نہیں اور میرا نہیں ماننا کہ کسی بھی انسان کو خاص کر کسی بھی لڑکی کو اس کے ماضی کے ساتھ جوڑ کر تلنا کی جائے کوئی بھی لڑکی اپنے ایکس سے نہیں جانی تھی اس کی ایک اپنی شخصیت ہوتی ہے اور مجھے نہیں فرق پڑتا کہ وہ کس کی بیوی تھی کس کی نہیں فرق اس بات سے پڑتا ہے کہ ابھی وہ کسی کے ساتھ منسوب نہیں ہے اور میں اس کو اپنی زندگی میں پورے دل سے شامل کرنا چاہتا ہوں شاید میں اسے پیار"......

"شاہ زیب۔"زید نے چونک کر سر اٹھایا اور پلٹ دیکھا تو ایک لمحے کے لیے شرمندہ ہو گیا۔سب جو زید کی باتوں کو مسکرا کر سن رہے تھے چونکتے ہوئے سیدھے ہوئے دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے اس شخص کو دیکھا سفید کوٹن کے شلوار قمیض پر بھورے رنگ کی سیاہ لکیروں سے ڈزاین ہوئی واسکٹ پہنے وہ بھوری کھیڑیوں میں مبلوس ماتھے پر جال لیے کھڑا تھا۔ گردن تک آتے بال اور بڑھی بڑھی داڑھی، دونوں ہاتھ کی دو تین انگلیوں میں قیمتی پتھر پہنے وہ تیار کھڑا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"وہ...."علیزے نے ایک نظر سب کے خاموش چہروں کو دیکھ کچھ کہنے کی کوشش کی مگر اسے پہلے ہی وہ پلٹ کر وہی سے چلا گیا اور پیچھے ایک گھمبیر خاموشی چھوڑ گیا۔وہ پانچوں ایک دوسرے کی شکل ہی دیکھتے رہ گ ئے۔

"چلو ڈیڈ کی کال آرہی ہے لیٹ ہو رہا ہے۔"عدیب نے اٹھتے ہوئے خاموشی توڑنے میں پہل کی تھی۔

"شادی کی شہنایاں بجنے سے پہلے ہی خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دے رہی ہیں نہیں؟"یہ دانیال تھا جس کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

عمارہ اور لیلیٰ رخصت ہونے سے پہلے انیلا بخت سے ان کے کمرے میں آکر مل کر جا چکی تھیں۔انیلا بخت نے خوشی و مسرت سے طبیعت خراب ہونے کے باوجود انہیں بستر پر لیٹے لیٹے رخصت کر دیا تھا۔مدیحہ بخت جتنی خوش تھیں اتنی ہی سلماں بخت اطمینان میں تھیں کیونکہ آزان نے انہیں دلاور بخت اور سمیر کو پوری طرح مطمعین کیا تھا کہ وہ عمارہ کو اپنی پلکوں پر بٹھا کر رکھے گا اور نہ صرف اس نے بلکہ آزان کے خاندان والوں نے بھی دل سے عمارہ کو قبول کیا تھا۔

دلاور بخت پہلی بار شاہ زیب کے گلے لگ کر کچھ غمگیں ہوئے تھے اور اس کو شاباشی دی تھی کہ کس طرح اس نے برسوں پرانی دشمنی کو رشتے میں بدل کر کتنا بڑا کام انجام دیا تھا۔ شاہ زیب بس ان کے ہاتھ چومتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

رخصتی سے پہلے جب کھانے کا دور چل رہا تھا تو شاہ زیب عورتوں کے پارٹیشن میں آیا تھا جہاں ٹونی کو دیکھ اس کی بھنویں جڑ گئیں تھیں۔

"ٹونی ادھر کیا کر رہے ہو۔" وہ لیلیٰ کے ساتھ بھیٹا لیلیٰ سے زیادہ شرما رہا تھا کیونکہ ثمن اسے چھیڑ رہی تھی۔

"وہ.... وہ جی شاہ لالا میں تو لیلیٰ جی سے ملنے آیا تھا ہماری شادی ہے نا۔" وہ گڑبڑا کر اپنے انداز میں ایسے بولا تھا کہ لیلیٰ ثمن نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی اور شاہ زیب کی جڑی بھنویں جدا ہو گئیں تھیں۔

"ہاں تمہاری ہی شادی ہے۔" اس کی طفل بات پر شاہ زیب مسکاتے لہجہ میں بولا۔ وہ تھوڑا اکڑ گیا۔

"جی تو۔" آج کے دن بھی دولھے صاحب کے بال تیل سے نہ چپکے تھے مگر پھر بھی وہ اپنے بالوں کو سیدھے کرتے ہوئے چمک سے بولا۔

"ثمن عمارہ کہاں ہے بچے؟" وہ ٹونی کی بچکانہ حرکت اور لیلیٰ کو اس کو "ہاتھ پیچھے کرو" کہتے ہوئے ڈانٹے دیکھ دھیرے سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ثمن سے مخاطب ہوا جو ہونٹ دبائے ویڈیو بنا رہی تھی۔

"لالا وہ اندر برائیڈل روم میں ہیں۔" وہ جلدی سے پیچھے شاندار بینکیوٹ کے دلھن کے کمرے کی جانب اشارہ کر کے بولی۔

"وہاں اور کوئی ہے؟" اس نے کمرے کی جانب قدم بڑھانے سے پہلے احتیاطاً پوچھا۔

"نہیں شاید ہاں نہیں۔" ثمن سوچ کر بولنے لگی پھر سر جھٹک نفی میں سر ہلا کر لیلیٰ ٹونی کی چلتی ہوئی نوک جھوک کو ریکورڈ کرنے لگی ساتھ مدیحہ بخت کی گھوریوں کو بھی جو لیلیٰ کو مل رہی تھیں کیونکہ مہمان اس لڑتی جھگڑتی بے باک دلھن کی جانب متوجہ تھے۔

شاہ زیب سر جھٹک برائیڈل روم کی جانب بڑھا، اگر ضروری نہ ہوتا تو وہ کبھی نہ آتا مگر پچھلے دنوں اسے سر کھجانے کا بھی وقت نہ تھا اسیلیے اس کی عمارہ سے بات نہ ہو سکی تھی۔

ہینڈل گھماتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا تو سامنے کا منظر کچھ یوں پایا۔

عمارہ سنگھار میز کے سامنے بھیٹی بے حد پریشان چہرہ لیے تھی جبکہ علیزے اسے کچھ کہتی ہوئی اس کے دوپٹے کو پن اپ کر رہی تھی۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟"علیزے کی پشت شاہ زیب کی جانب تھی جب ہی شاہ زیب کی سب سے پہلی نظر عمارہ کے رودینے والے چہرے پر پڑی تو وہ بے اختیار اونچی آواز میں کہتا ہوا مزید اندر آیا جس سے علیزے بری طرح چونک کر دل پر ہاتھ رکھ پلٹی اور عمارہ بھی چونک گئی۔

"لالا آپ...."عمارہ مسکراتے ہوئے خوشی سے کھڑی ہوئی، شاہ زیب نے علیزے کو دیکھا جو لبوں میں سیفٹی پن دبائے ہاتھوں میں دوپٹے کا کونا پکڑی اسی کو دیکھ رہی تھی۔

"سب ٹھیک ہے؟"وہ نظرانداز کرتا ہوا عمارہ کے پاس آیا۔

"جی لالا سب ٹھیک ہے وہ بس میرے دوپٹا سیٹ نہیں ہو رہا تھا تو بھابھی کرنے لگی تھیں۔"عمارہ نے مسکرا کر بتایا۔علیزے نے سنجیدگی سے سر جھکا کر لبوں سے پن نکالی تھی، شاہ زیب نے ایک نظر اسے دیکھا پھر عمارہ کو جو دلھن بنی بالکل موم کی گڑیا لگ رہی تھی، وہ دھیمے سے مسکرا دیا۔وقت کتنی جلدی گزرا تھا، کل تک سِلا، عمارہ اور ثمن کا سب سے فیورٹ لالا ان کی ضدیں پوری کرتا تھا، ان کو گڑیا تحفے میں دیتا تھا، ان کے بہنوں والے لاڈ اٹھاتا تھا اور آج.....

اس کی سوچوں کا تلسلسل علیزے کی آواز پر ٹوٹا۔

"عمارہ بھیٹو یہ ٹھیک کر دوں۔" وہ عمارہ سے مخاطب تھی، عمارہ سر ہلا کر بھیٹ گئ

جب شاہ زیب نے اس بار بغیر علیزے کی جانب دیکھ عمارہ سے کہا۔

"عمارہ گڑیا مجھے کچھ بات کرنی ہے۔" بے حد نرمی سے کہا گیا، علیزے کے دل کو کچھ ہوا، ایسی نرمی اس کو مخاطب کرتے وقت تو نہیں ہوتی تھی۔

"میرے وقت میں تو کڑوا کریلا کھا کر مخاطب ہوتا ہے۔" وہ جل بھن کر بڑبڑائ۔

"کچھ کہا بھابھی؟" عمارہ نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔ وہ نفی میں سر ہلا گئ۔

"کچھ نہیں سر سیدھا رکھو۔" وہ شاہ زیب سے نظریں چرائیں بولی۔

"جی لالا کہیے نا۔" عمارہ نے سر سیدھا رکھ آئینے سے شاہ زیب کو دیکھ مسکرا کر کہا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایسے نہیں ہماری اپنی بات ہے۔" علیزے کے ہاتھ رکے مگر پھر نظر انداز کرتی ہوئی وہ مگن رہی۔

"جی تو کہیے نا لالا بھابھی تو اپنی ہی ہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے علیزے کو دیکھ کہا۔ علیزے چہرے پہ آئی لٹ کو کان کے پیچھے کرتی ہوئی عمارہ کو دیکھ مسکرائ۔ چوڑیوں کی کھنک نے ارتعاش پیدا کیا۔

"کس نے کہا تم سے؟" اتنے سرد لہجہ میں سوال پوچھا گیا کہ عمارہ ایک پل کو گبھرا گئ جبکہ علیزے کی ہلک سے بے اختیار سسکی نکلی کیونکہ اس کی انگلی کی کھال میں سیفٹی پن گھس گئ تھی۔

"آرام سے بھابھی۔" عمارہ چونک کر علیزے کی جانب متوجہ ہوئ، شاہ زیب نے ویسے ہی بھیٹے لیکن خلفشار نگاہوں سے اسے دیکھا جس نے شیشے سے شاہ زیب کو دیکھ نچلا لب دبایا، شاہ زیب کی نگاہیں سخت ہوئیں تو وہ نظریں ہی پھیر گئ۔

"اٹس اوکے۔" وہ عمارہ سے کہتی ہوئ جلدی سے پن لگا کر پیچھے ہوئ۔

"یو گایز کیری آن۔" ایک نگاہ شاہ زیب پر ڈال وہ مبہم سا تبسم لیے عمارہ سے بولی اور چوڑیوں کی کھنک پیدا کیے شال کو درست کرتے ہوئے باہر نکل گئ پیچھے حونک عمارہ نے شاہ زیب کو دیکھا۔

"آپ نے ایسا کیوں کہا لالا؟" وہ معصومیت سے پوچھنے لگی۔

"کچھ نہیں بیٹا تم مجھے یہ بتاؤ تم خوش ہو اب؟" وہ ہوا میں سر مارتے ہوئے تھوڑا آگے کو جھک عمارہ کا چہرہ بغور دیکھ پوچھنے لگا۔ عمارہ کے چہرے کی چمک نے کافی کچھ بیان کر دیا۔

"جی لالا میں بہت خوش ہوں آپ دنیا کے بیسٹ لالا ہیں۔" وہ چہکتی ہوئی بولی کہ پھر ایک دم سے خیال آتے ہی جھجھک کر سر جھکا گئی، شاہ زیب کے لبوں پر انبساط سے ایک خوبصورت سی مسکان دوڑ گئی۔

"عمارہ؟" پھر محبت سے پکارا۔

"جی لالا؟" اس نے جھجھکتے ہوئے سے سر اٹھایا۔

"اگر آزان تمہیں خوش نہ رکھے یا تمہیں اس خاندان میں کوئی بھی دشواری کا سامنا ہو تو تم بلا جھجھک اپنے لالا کو بتاؤ گی بنا کسی ڈر کے بنا کسی لجاہٹ کے تم سِلا کی طرح سمجھوتا نہیں کرو گی سمجھ آ رہی ہے؟" وہ بہت سبھاؤ سے سمجھا رہا تھا، عمارہ نے گردن کو اثبات میں ہلایا۔

"جی لالا میں آپ سے کبھی کچھ نہیں چھپاؤں گی میں جانتی ہوں سِلا ثمن اور میرے پاس دو دو ہیرے جیسے بھائی ہیں جو ہمارے لیے ہمیشہ کھڑے ہیں۔" شاہ زیب نے آنکھیں بند کر کے کھولتے ہوئے سر کو خم دیا۔

"اور تمہیں بھی سب کا بہت خیال رکھنا ہے سمجھداری اور محبت سے چلنا ہے تم بخت خاندان کی بیٹی ہو اس کا تمہیں مان رکھنا ہے۔" عمارہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"جی لالا میں سب جانتی ہوں آپ فکر نہ کریں۔" وہ سر ہلاتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"خوش رہو۔"اس نے عمارہ کے سر پر ہاتھ رکھا پھر جیب سے کچھ ٹٹول کر نکالا۔

"یہ کیا لالا؟"وہ کچھ لفافے جیسا تھا۔

"تمہارے لیے ہے رکھو جو چیز پسند آئے لے لینا مجھے تو اندازہ ہے نہیں اور گڑیا یا کھلونے کے لیے اب تم چھوٹی بچی نہیں رہی۔"وہ اتنی حلاوت سے بولا کہ عمارہ کی آنکھوں میں نمی آگئی اور وہ اس نمی کے ساتھ ہی ہنس دی۔

"لالا مجھے آپ سب بہت یاد آئیں گے۔"وہ کچھ افسردہ ہوئی۔

"لیکن ہمیں تم بالکل یاد نہیں آؤ گی۔"اچانک دروازہ کھولتا ہوا سمیر اندر آیا اور ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولا۔عمارہ کا منہ کھل گیا۔

"کیا نہیں یاد آؤں گی؟"وہ ناراضگی سے بولی۔

"ہاں بالکل نہیں بلکہ سکون ہو گا۔"سمیر نے مسکراہٹ دبائے کہا۔

"میں کہاں کچھ کرتی ہوں ثمن کرتی شرارتیں میں تو چپ چاپ....."وہ خفگی اور دکھ سے بول ہی رہی تھی کہ سمیر نے قہقہہ لگایا، شاہ زیب مسکرا دیا۔

"شاہ لالا دیکھیں نا لالا کو"وہ منہ بسور کر بولی۔

"سمیر۔"شاہ زیب نے تنبیہہ کی۔

"اچھا سوری پگلی بہت یاد آؤ گی لیکن کونسا کوسوں دور جا رہی ہو یہی تو ہو دوسرے گاؤں میں یاد آئے گی تو آجانا یا ہم آجائیں گے۔" وہ اب گھٹنوں کے بل بھیٹ کر عمارہ کو اپنے سے لگاتے ہوئے پچکارنے لگا۔ شاہ زیب ایک مطمعین ٹھنڈی سانس بھر کر پلٹ کر جانے لگا جب عمارہ نے پکارا۔

"لالا؟ "

"ہوں؟"

"بھابھی کو میں نے شکریہ کہا تو ہے لیکن آپ بھی کہیے گا کیونکہ بھابھی نے میرا بہت ساتھ دیا تھا وہ چاہتی تو حویلی میں سب کو بتا کر غلط تصویر کا رخ دکھاتی مگر انہوں نے بالکل بھی کچھ نہیں کہا بلکہ الٹا انہوں نے آپ سے بات کی لالا بھابھی بہت اچھی ہیں میں ان کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔" وہ نظریں جھکا کر انگلیاں مروڑتے ہوئے جھجک کر بولی۔ شاہ زیب نے سمیر کو دیکھا جو سر ہلائے عمارہ کی بات کی تاید کرنے لگا۔

"یہ بات تو سچ ہے علیزے واقعی میں کافی اوپن مائنڈڈ اور سمجھدار ہے اور تم اور وہ تو پرفیکٹ ہو۔" شاہ زیب ایک اچٹی نگاہ سمیر پر ڈالے کچھ کہے بغیر کمرے سے نکل گیا۔ سمیر اور عمارہ نے اچھنبے سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

شہر سے واپسی گاؤں پہنچتے پہنچتے کافی رات ہو گئی تھی، سب تھکے ہارے اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گ ئے تھے۔ سلماں بخت اور مدیحہ بخت کا دل بیٹیوں کو رخصت کرنے کے بعد بوجھل بوجھل سا تھا لیکن وہ خوش بھی بہت تھیں۔ سب اطمینان سے حویلی پہنچ کر سونے چلے گ ئے تھے کیونکہ کل اہم دن تھا کہ کل ولیمہ تھا۔

قطار سے بنے کمروں میں سب سے کونے والے کمرے کی بتیاں روشن نظر آرہی تھیں۔

کمرے کے اندر کا منظر کچھ یوں تھا کہ سِلا آینے کے سامنے بھیٹی کانوں سے آویزے اتارتی ہوئی کسی گہری سوچ میں گم تھی، آج اس کو پورے وقت ایسا محسوس ہوا تھا کہ وہ کسی کی نگاہوں میں ہے۔ایک عجیب سی بے چینی تھی جو آج محسوس ہو رہی تھی۔

وہ کانوں سے آویزے اتار کر کھڑی ہوئی اور دوپٹا نکالنے لگی جب دروازے پر ہوتی ہوئی دستک نے اس کے ہاتھ روک دیے۔

"جی؟" وہ کچھ حیران سی بند دروازے کی جانب دیکھنے لگی پھر اونچی دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا۔رات کے آدھے پہر کون تھا؟

"کپڑے تبدیل کر لیے بیٹا؟" ہاتھ میں دودھ کا گلاس پکڑیں ہوئیں مہرون نساء دروازے کھولتے ہوئے آئیں تھیں۔

"امی جان آپ؟ "

"ہاں دودھ لائی تھی۔" وہ کچھ سنجیدگی سے کہتی ہوئی ٹرے سائیڈ میز پر رکھتی بولیں، سِلا نے کچھ الجھ کر انہیں دیکھا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" وہ چلتی ہوئی ان کے پاس آئی۔

"ہاں بہتر ہے تم ادھر آؤ مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔" انہوں نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے کرسی پر بٹھایا اور خود صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"جی کہیں نا۔" سِلا نے سر کو خم دیا۔

"لور میں جانتی ہوں تمہارے ساتھ جو ہوا وہ اچھا نہیں تھا بھلے ہی میری بیٹی اپنا دکھ نہیں بانٹتی لیکن میں ایک ماں ہوں مجھے اندازہ ہے کہ کیا بیتی ہے میری بیٹی پر۔" سِلا نے نظریں جھکا لیں۔

"عدیب بہت اچھے اور سلجھے ہوئے تھے اسی بناء پر میں نے اور تمہاری بابا جان نے سکون سے تمہیں انہیں سونپ دیا تھا لیکن ہمیں ہی کیا بھائی جان اور شاہستہ کو بھی

معلوم نہیں تھا کہ اس کہ دل میں کوئی اور ہے۔" وہ انگلیاں مروڑتی ہوئی آنکھوں میں جھلکتی نمی کو واپس اندر اتار گئی۔

"جو ہوا سو ہوا لیکن زندگی رکتی تو نہیں ہے نا ہمیں آگے چلنا ہوتا ہے آگے بڑھنا ہوتا ہے اب ساری زندگی ایسے ہی تو جو ہوا اس پر آنسو نہیں بہا سکتے۔" سِلا نے چونک کر سر اٹھایا۔

"آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟ "

"بیٹا فرزانہ باجی نے تمہارا رشتہ مانگا ہے سب جانتے بوجھتے وہ تمہیں دل سے اپنانے کے لیے راضی ہیں انہوں نے آج ہی بہت چاہ اور امید سے تمہیں اپنے بیٹے زید کے لیے مانگا ہے۔" دھک۔ سِلا جوں کی توں رہ گئی تھی۔

"میں نے تمہارے بابا جان سے فوری بات کی کیونکہ وہ چاہتی ہیں کہ کل ولیمہ میں ہی منگنی ہو جائے کیونکہ وہ صرف کل تک ہی حویلی میں ہیں شاہ سے بھی میں نے بات کی۔" وہ بیٹی کا دکھ سمجھتی تھیں اسلیے آہستگی سے کہتی ہوئی اس کا ہاتھ پکڑ کر بولیں۔

"سِلا بچے یہ مت سمجھنا کہ تم ہمارے لیے کوئی بوجھ ہو یا ہم چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد تم دوبارہ رخصت ہو جاؤ نہیں تم اپنے بابا جان اور لالا کی محبت سے واقف ہو ہم سب بس اتنا چاہتے ہیں کہ تم اس دورانیے سے جلد باہر نکل کر اپنی زندگی پھر سے جی سکو

تمہیں وہ محبت اور اپنایت ملے جس کی میری پیاری بیٹی حقدار ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ تم نہ صرف ان کی بلکہ ان کے بیٹے کی بھی پسند ہو۔" وہ کہہ رہی تھی اور وہ انہیں متحیر سے دیکھے سن رہی تھی۔

"یہ وقت مناسب نہیں ضاحت دینے کا بجا فرمایا آپ نے آپ میرے دوست کے نکاح میں ہیں اس وقت اور بے حد قابل احترام ہیں آیندہ دل کو قابو رکھنے کی سرے سے ہی کوشش نہیں کروں گا کیونکہ یہ قابو میں رہتا ہی نہیں اسیلیے جب تک آپ عدیب کے نکاح میں ہیں میں یہ کوشش کروں گا کہ آپ سے کم سے کم رابطہ ہوں اور کم سے کم سامنا باقی آپ کی اور عدیب کی علیحدگی کے بعد میں آپ سے اجازت لے کر آپ کے بڑوں کے پاس آؤں گا آپ کو اپنی عزت بنانے اور یقین کیجیے میرے دل میں عدیب کی طرح کوئی جنت نہیں بستی اگر کوئی بسا ہے پہلی بار تو وہ.... وہ ہے جس سے میں ابھی محو گفتگو ہوں۔" ساعتوں میں اپنی اور زید کی فون پر ہوئی گفتگو یاد آئی۔ اس نے تو کہا تھا وہ اجازت لے کر آئے گا لیکن یہ سب اچانک اور اس کی اتنی ہمت؟ وہ دنگ رہ گئی تھی۔

"بہت اچھا اور نیک بچہ ہے اپنا کاروبار ہے اکلوتا ہے گھر میں صرف ماں ہی ہے۔"
مہرون نساء اور بھی کچھ کہہ رہی تھیں مگر وہ حق دق بھیٹی تھی کہ پھر حلق تر کرتی ہوئی بولی۔

"لا... لالا کیا کہتے ہیں؟" اسے اپنی آواز دور کھائی سے سنائی دی تھی۔

"شاہ کہتا ہے کہ جو میری بہن چاہے گی اب سے وہی ہو گا اس بار کوئی زبردستی کوئی مجبوری اس کے پاؤں میں بیڑیاں نہیں ڈالے گی یہ فیصلہ صرف اور صرف تم کرو گی اور تمہارے بابا جان کا بھی یہی ماننا ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ سِلا نے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے چہرہ جھکا لیا۔

"کوئی زبردستی نہیں بیٹا جو تمہاری مرضی ہو گی اگر نہیں کرنی شادی آگے پڑھنا ہے یا کچھ اور کرنا ہے تبھی ہم سب ساتھ ہیں اگر زید کے لیے رضامندی ہے تبھی اچھی بات ہے۔" وہ اس کی تھوڑی کو پکڑ کر اس کا چہرہ اٹھائے اسے یقین دلاتی ہوئی بولیں۔ سِلا نے ایک لمبی سانس کھینچی۔

"دودھ پی لینا اور سو جاؤ دماغ پر زیادہ مت زور ڈالنا وہی ہو گا جو تم چاہو گی۔" وہ کہہ کر اس کے ماتھے کو چومے چادر سنبھالتی ہوئی کمرے سے چلی گئیں پیچھے سِلا دونوں پاؤں کو اپر کرتے ہوئے سینے سے لگا کر آنکھیں موندے کرسی کی پشت سے سر ٹکا گئی۔ ذہن

کے پردے میں زید سے اب تک ہوئی ساری ملاقاتیں اور باتیں گردش کرنے لگیں تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اتنے لمبے سفر کے بعد بے حد تھک چکی تھی اور کچھ طبیعت بھی ناساز محسوس ہو رہی تھی اسیلیے وہ جو شاہ زیب سے زید کے حوالے سے بات کرنے کا ارادہ کر بھیٹی تھی وہ پورا نہ ہوا۔ وہ ان سات مہینوں میں پہلی بار اتنی گہری نیند سوئی تھی کہ اسے اندازہ نہ ہوا کہ کب شاہ زیب کمرے میں آیا بھی یا نہیں۔ دوپہر کے دس بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تو بیڈ کو خالی پایا اور بیڈ پر سلوٹیں نہ دیکھ اسے یقین ہو گیا کہ پوری رات شاہ زیب کمرے میں نہیں آیا تھا۔

کچھ اداسی سے وہ ویسی ہی لیٹی چھت کو تکتی رہی جب کمرے کا دروازہ کھلا اور بغیر کھٹکھٹائے کسی کو یوہنی منہ اٹھا کر اندر آتا ہوا دیکھ وہ چونکنا ہوئی لیکن سامنے شاہ زیب کو دیکھ وہ بے فکر ہو گئی۔

وہ فون پر بات کرتا ہوا مصروف سا الماری تک چلتے ہوئے آیا اور اسے کھول کچھ کاغضات نکالنے لگا۔

اس کو یوں الماری کے پاس کھڑا دیکھ اندر سے کچھ ڈھونڈتے وقت علیزے کو وہ وقت یاد آیا جب وہ الماری میں چھپ کر کچھ دوسرے کا عضات ڈھونڈ رہی تھی تب اسے اپنی بچپن کی چیزیں، جھمکا، پھٹے دوپٹے کا ٹکرا اور کیا کچھ اس سیاہ بستے میں نہیں ملا تھا۔ وہ سب شاہ زیب نے سنبھال کر رکھا تھا کیونکہ وہ علیزے کی یادوں سے بے خبر نہیں ہوا تھا، وہ اسے محبت کرتا تھا۔ ایک خوبصورت سی مسکراہٹ علیزے کے ہونٹوں پر آگئی اور وہ بے ساختہ آنکھیں موند گئی۔ وہ احساس کتنا حیران کن تھا جب ایک ایک چیز اس نے اس سیاہ بستے سے نکال کر دیکھی تھی۔ شاہ زیب جو ہمیشہ سے پھتر بنا رہتا تھا وہ اپنے اندر کتنا کچھ سمایا ہوا تھا، کتنی محبت کرتا تھا، چھوٹی سی چھوٹی چیز اس نے سنبھال کر رکھی تھی اور وہ اسے کتنا خفا تھا کیونکہ اس نے بچپن کا وعدہ نہیں نبھایا تھا۔

الماری بند کرنے کی آواز سے وہ چونک کر سوچوں سے باہر آئی اور پٹ سے آنکھیں کھولیں تو اسے باہر جاتے ہوئے پایا جب ہی تیزی سے اٹھی اور اسے پکارا۔

"سنو؟" شاہ زیب کے دروازے کی دہلیز پار کرتے ہوئے قدم رک گئے اور پلٹ کر دیکھا جو بکھرے بالوں کو جوڑا بناتی ہوئی نیچے اتر رہی تھی۔ وہ گردن موڑے وہی رک گیا لیکن بولا کچھ نہیں۔

"زید بہت اچھا ہے اس کی گیر نٹی میں دیتی ہوں وہ سِلا کو بہت خوش......"اس نے چھوٹے چھوٹے قدم اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ شاہ زیب نے پوری طرح اس کی جانب رخ کیے اسے درمیان میں ہی روک دیا۔

"وکالت کرنی ہے؟" بے حد سنجیدگی سے پوچھا گیا کہ ایک پل علیزے بھی گبھرا گئی۔

"نہیں میں کسی کی وکالت نہیں کر رہی میں بس کہہ رہی ہوں تم ایک موقع".....

"علیزے بی بی وہ کتنا پانی میں ہے کتنا نہیں وہ میری بہن کے لائق ہے یا نہیں اس کا فیصلہ کرنے والی آپ کوئی نہیں ہوتی۔"اس کی طرف بڑھتے ہوئے وہ اس کی بات کو بے دردی سے کانٹ گیا تھا، علیزے کے تاثرات میں تبدیلی آئی، ایک تزلیل کا احساس تھا جس نے انا کو ٹھیس پہنچایا تھا۔

"کم از کم مجھے تم سے تو اس کی وکالت نہیں سننی کیونکہ تمہارے بھائی کی وجہ سے آج میری بہن اس مقام پر ہے لیکن اس میں تم لوگوں کی کوئی غلطی نہیں ہے غلطی میری تھی جو میں نے اپنی بہن کو اس کی رضامندی نہ ہونے کے باوجود تم لوگوں کے حوالے کر دیا تھا تم تو عدیب کی محبت کے بارے میں جانتی تھی نا پھر بھی.... خیر اس بار جو فیصلہ ہو گا وہ خود سِلا کا ہو گا۔"علیزے ہونٹوں کو آپس میں پیوست کیے سر جھکا گئی۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ غلطی دونوں بہن بھائی کی ہی تھی۔

"اور ہاں کل میں نے برداشت کر لیا لیکن آیندہ تم مجھے کسی کے ساتھ ایسے بے تکلفی سے نہ دکھو کم از کم تب تک جب تک تم میری بیوی ہو آئی سمجھ۔" پلٹتے پلٹتے انگلی اٹھا کر کرخت سے ایک اور تنبیہہ کی گئی ایسا محسوس ہوا جیسے پرانا شاہ زیب اپنی جون میں واپس آگیا ہو۔

"ہاؤ ڈیر یو تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو؟"علیزے کے تو تلوؤں سے لگی اور سر پر بجھی، کوئی اتنا تنگ ذہن کیسے ہو سکتا تھا؟ وہ جو دروازے تک پہنچ گیا تھا بنا پلٹے ہی اس کے سوال کا جواب چار لفظوں میں دے گیا۔

"مخدوم شاہ زیب فرقان بخت۔"علیزے دانت پیستی رہ گئی۔

"ہنہہ بیوی ہوں تو کیا میری کوئی زندگی نہیں اسی وجہ سے صرف اور صرف اسی وجہ سے مجھے یہ دسترس قید محسوس ہوتی ہے آئی سمجھ جاہل انسان۔" ہیجانی کیفیت میں وہ پیچھے زور سے چلائی اور یقیناً شاہ زیب کے کانوں میں آواز پڑ گئی ہو گی۔

"کب شاہ زیب کب تم سمجھو گے کب؟" جانے کونسا غبار تھا کہ وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"

مجھے؟"زید نے اپنے سینے پر انگلی رکھ بری طرح چونک کر ملازمہ کو دیکھا جس پر وہ خود بھی ہڑبڑا گئ۔

"جی....آپ کو مہمان خانے میں بلایا ہے سِلا بی بی نے۔"اس نے ایک بار پھر اپنا جملہ دہرایا۔

"ہاں ٹھیک ہے تم جاؤ۔"پیچھے سے رایمہ کی آواز پر وہ پلٹا۔ملازمہ سر ہلاتی ہوئی زنان خانے کی جانب بڑھ گئ۔

"زید سِلا کو تم سے بات کرنی ہے۔"

"ہاں مگر کیوں؟"وہ بے یقین تھا۔

"کیوں کیا تم نے ہی تو رشتہ مانگا ہے اس کا تو ظاہر سی بات کچھ بات کرنی ہو گی تم سے۔" رایمہ کو اس کی عقل پر افسوس ہوا۔

"رایمہ یار وہ....وہ اگر سِلا منع نہ کر دیں میرا مطلب کہی وہ مجھے جی بھر کر سنائیں کہ میری ہمت کیسی ہوئ وغیرہ وغیرہ۔"اصل خوف یہ تھا۔رایمہ ہنس دی۔

"تم اس بیچاری معصوم سے ڈر رہے ہو؟" زید نے نفی میں سر ہلایا پھر بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"نہیں ڈر نہیں رہا بس.... تم جانتی ہو کہ کیسے حالات رہے ہیں۔" رایمہ مسکرا دی۔

"جاؤ زید وہ انتظار کر رہی ہو گی۔" وہ صرف اتنا ہی بولی جس پر زید ایک گہری سانس بھرتے ہوئے پلٹنے لگا۔

"آل دی بیسٹ۔" رایمہ نے باقاعدہ انگھوٹا دکھایا جس پر وہ مسکرا دیا۔

"تھینک یو۔" خود کو تیار کرتا ہوا وہ مہمان خانے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہیلو جی۔" رایمہ چونک کر پلٹی۔ دانیال کو دانت نکالتے ہوئے کھڑا پایا۔

"تم کیا مجھے ڈرا رہے تھے؟" دھوپ کے باعث چھوٹی چھوٹی آنکھیں کر کے دیکھا نہیں گھورا گیا۔

"میری اتنی مجال کہ میں اپنی ڈیر رایمہ پلس اپنے پیارے چاچو کی بیٹی پلس اپنے عجیب سے بیسٹ فرینڈ کی بہن پلس اپنی بیوٹفل فیانسے پلس انشاللہ وائف ٹو بی پلس ڈبل انشاللہ میرے کیوٹ کیوٹ بچوں کی ٹو بی مما کو ڈرا سکوں؟" رایمہ چکر کھاتی رہ گئی تھی۔ کتنے تعلق تھے جو وہ بتا رہا تھا۔

"تم پاگل ہو پورے۔" وہ کچھ حیا سے رخ موڑ گئی۔

"صرف آپ کے لیے۔" دل پر ہاتھ رکھ کر مخمور لہجہ میں کہا گیا۔

"تنگ مت کرو دانی۔" وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے جھنجھلائی۔

"اوہ مائے مائے دانی۔" دانیال کی آواز حیرت مسرت سے اونچی ہوئی، رائمہ نے زبان دانتوں تلے دبائی اور دل میں خود کی بے خودی پر کوسا، جانتی تھی دانیال اب باز نہیں رہنے والا۔

"اہوں اب....." اسے پہلے دانیال گل افشانی کرتا رائمہ کو کچھ سوجھا اسیلیے یکدم دانیال کی پیچھے دیکھ بولی۔

"شاہ زیب بھائی۔" اور اسی پل دانیال کی سٹی گم ہو گئی، وہ بدک کر پیچھے ہوا اور ہچکچاتے ہوئے گردن موڑ کر دیکھا مگر وہاں ملازموں کو گارڈن میں پودوں پر پانی دیتے ہوئے ایا۔

"کہاں ہیں؟" دانیال نے واپس پلٹ کر پوچھا مگر چونک گیا رائمہ کہی نہیں تھی۔

"ایں؟" یعنی وہ اسے پاگل بنا گئی تھی وہ دانت پیستے رہ گیا لیکن پھر خود ہی ہنس دیا۔

دوسری جانب زید کی جانب پشت کیے وہ آنکھوں میں آنسو لیے کھڑی تھی۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا؟" بھرائی آواز میں پوچھا گیا۔ ہاتھوں کو پشت پر باندھے وہ سر جھکا کر کھڑا جیسے مجرم لگ رہا تھا۔

"کسی کو پسند کرنا گناہ ہے؟" کمرہ عدالت میں اپنے دفاع کے لیے سوال کیا گیا۔ چادر کا کونا مضبوطی سے دبوچ کر جیسے خود پر قابو پایا گیا تھا۔

"کسی اور کی بیوی تھی میں۔" سوال کو جیسے رد کر دیا گیا۔

" تھی اور ہوں میں فرق ہے۔" اب جھکا سر اونچا کر لیا گیا۔

"پسند تو تب کیا نا جب تھی۔" دوسری طرف شاید پوری طرح تیاری کی گئی تھی۔

"دل پر اختیار نہیں تھا۔" کٹگھرے میں کھڑے کبھی نہ سرزد ہونے والے گناہ کے مجرم نے بے بسی سے کہا۔

"دل تو بے اختیار ہوتا ہی تو سارے گناہ کر کے اس کو دشوار ٹھہرانا یہ صحیح ہے؟" تیزی سے پلٹ کر وہ ایسے بولی جیسے یہ آخری جملہ تھا اور اب سزا سنا دی جائے گی۔

"بجا فرمایا۔" نفی نہیں کی گئی بلکہ سادگی سے مان لیا گیا۔ مقدمہ ختم ہو گیا تھا، اعتراف جرم ہو گیا تھا، اب بحث کا کوئی فایدہ ہی نہیں تھا۔ وہ جانے لگی مگر قدم جیسے اس کے لفظوں نے جکڑ لیے۔

"لیکن صرف پسند کرنا گناہ تو نہیں۔" اس نے آنکھیں بند کر کے پھر کھولیں۔ وہ کیوں نہیں سمجھ رہا تھا؟ جو ہو رہا ہے وہ ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔

"نہیں ہے گناہ لیکن.... لیکن اس رشتے کے بعد تو معاشرہ مجھ پر الزام لگائے گا نا طلاق کی یہ وجہ نکالے گا کہ میرا اپنے شوہر کے دوست کے ساتھ....." وہ ہانپتے ہوئے تیزی سے بولتے بولتے رکی۔اپنے لفظوں کا احساس ہوا تو سر جھکتا چلا گیا۔زید نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"نہیں سِلا نہیں...." وہ کچھ قدم آگے بڑھا۔اس کا سر ہنوز جھکا ہوا تھا جیسے ملزموں کا تبدالہ ہو گیا ہے۔اب وہ مجرم تھی۔

"خاموش محبت میں نے آپ سے کی آپ نے نہیں۔" محبت؟ چونک کر سر اٹھایا۔زید کی آنکھیں چیخ چیخ کر جو بیان کر رہی تھی اس نے واپس سِلا کو سر جھکانے پر مجبور کر دیا۔دل بے اختیار زور زور سے ایسے دھڑکنے لگا جس پر وہ خود حیران رہ گئی۔

"آپ عدیب کے تمام برے بے گانے رویے کے باوجود اس کی وفادار رہیں تھیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ اگر آپ وفا نہ بھی کرتیں تب بھی اسے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔"ٹپ...ٹپ...ٹپ ایک ایک آنسو نیچے سرخ قالین پر گرتے گئے۔

"آپ نے اپنے تمام فرائض پوری طرح نبھائے آپ نے ایک بیوی ہونے کا فرض ادا کیا آپ ایک اچھی بیوی تھیں ایک اچھی دوست بھی بنیں آپ نے اپنا بہت بڑا دل کیا ورنہ کون یہ سب کرتا ہے؟" وہ ہولے ہولے لرزنے لگی۔ایک غبار تھا جو آنسوؤں

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے زریعے پچھلے ایک سال کا اس وقت نکل رہا تھا۔ بولنے والا اس وقت کتنا بھلا لگ رہا تھا یہ صرف سِلا ہی جانتی تھی۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا کہ یہ معاشرہ کیا کہتا ہے کیا نہیں سِلا میں جانتا ہوں آپ کیا ہیں صرف یہی کافی ہے۔" اب وہ باقاعدہ آواز سے روتی ہوئی وہی زمین پر بھیٹتی چلی گئی، زید نم آنکھوں سے اسے کچھ فاصلے پر گھٹنوں کے بل بھیٹا۔

"لوگوں کا کام ہے باتیں بنانا وہ ہر حال میں باتیں بناتے ہیں ہم ان کو روک نہیں سکتے کیا کوئی ہمیں روک سکتا ہے کسی دوسرے کے بارے میں کچھ کہنے سے ؟" وہ بہت رسانیت سے اسے سمجھا رہا تھا، بتا رہا تھا، یقین کروا رہا تھا اور وہ اسے روتی ہوئی سنتی جا رہی تھی۔

"یہ معاشرہ یہ لوگ یہ سب بھول جائیں گے ایک نیا واقعہ آئے گا تو پچھلا فراموش ہو جائے گا یہ سب میں صرف آپ کی تشفی کے لیے کہہ رہا ہوں ورنہ مجھے ابھی بھی کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن میں جانتا ہوں آپ حساس ہیں آپ کو فرق پڑتا ہے سِلا آپ صرف ایک بار میری محبت کا احترام کر کے دیکھیے میں آپ کو یہاں سے بہت دور لے جاؤں گا جہاں پر صرف میں اور آپ اور ہماری خوشیوں سے بھری زندگی ہو گی۔" کچھ لمحے صرف کچھ لمحوں کے لیے سِلا کا شدت سے دل چاہا کہ وہ ان سب باتوں کا مان

لیں، یقین کر لے اور یہاں سے اس شخص کے ساتھ بہت دور چلی جائے جو اسے محبت کا دعویٰ کر رہا تھا لیکن دوسرے ہی پل وہ ڈر گئی، یہی یقین تو عدیب پر بھی کیا تھا۔

"سِلا۔" آہستگی سے پکارا گیا، وہ رونا بھول خوف کے زیرِ اثر یونہی گیلا چہرہ اٹھائے اسے دیکھنے لگی جو بہت محبت سے اسے آس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"میں عدیب نہیں زید ہوں۔" کیا وہ اس کی آنکھیں پڑھ چکا تھا؟ سِلا کا دل زور سے دھڑکا۔

"میری زندگی میں کوئی جنت نہیں ہے صرف ایک ہی جنت کی آرزو ہے جو آپ کے ہاں کہنے سے مجھے آپ کے ہمرہ زندگی کی صورت میں مل جائے گی۔" اور وہ روتے روتے بے اختیار حیا سے سر جھکا گئی اور زید کا دل جیسے بے اختیار ہو کر دھڑکا۔ کتنا خوبصورت منظر تھا۔

"میں آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔" وہ اب وعدہ کر رہا تھا اور جانے کیوں اس کے لفظوں سے سچائی کی جھلک واضح ہو رہی تھی۔ سِلا نے گھبرا کر لب کاٹے۔

"میں اپنی ذات سے آپ کو کبھی تکلیف پہنچانے کی کوشش نہیں کروں گا۔" وہ بے چینی سے ہاتھ مسلنے لگی۔ دل تھا کہ اقرار کے لیے اکسائے جا رہا تھا۔ وہ کھڑی ہو گئی، زید بھی پر امید نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے فوراً کھڑا ہوا۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے صرف آپ کا ساتھ چاہیے۔" سِلا نے لرزتی ہوئی بھیگی پلکیں جھکا لیں۔

"کیا میں ہاں سمجھوں؟" دھڑکتے دل کے ساتھ سوال پوچھا۔

"جی۔" دھڑکتے دل کے ساتھ جواب موصول ہوا اور وہ جیسے اپنی کانوں کی سماعتوں پر یقین نہ کر پایا۔ آنکھیں پھیلیں اور پھر ان کی چمک بڑھی۔

"جی؟" سِلا سے وہاں رکنا محال ہو گیا۔

"جی۔" وہ تیزی سے پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھی۔

"جی؟" وہ اب تک بے یقین تھا، سِلا کچھ خفگی سے پلٹی۔

"آپ چاہ رہے ہیں میں اپنا فیصلہ بدل دوں؟" دھمکی دی گئی۔

"نہیں نہیں بالکل نہیں۔" وہ جیسے کرنٹ کھا کر ہوش میں آیا تھا، سِلا مسکراہٹ دبائے باہر نکل گئی جبکہ زید نے سر اٹھا کر چھت کی جانب دیکھا اور آنکھیں بند کیے ایک تشکر بھری گہری سانس لی۔ ایک خواب تھا جو محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ نے جگہ لے لی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"دادی جان یہ آپ کا گرم گرم سوپ تیار ہے میں نے بنایا ہے۔" وہ ملازمہ کے ساتھ اندر داخل ہوئی اور مسکرا کر ٹرے کی جانب اشارہ کیا جس میں باؤل سے گرما گرم سوپ کی بھاپ اڑھ رہی تھی۔ انیلا بخت نے موندی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"یہاں رکھ دو۔" ملازمہ نے سر اثبات میں ہلا کر سائیڈ میز پر ٹرے رکھی اور اجازت ملتے ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"اس سے پہلے آپ مجھے ڈانٹیں کہ میں نے طبیعت خراب ہونے کے باوجود کیوں کام کیا تو آپ کو بتادوں صبح سے بس بستر پر ہی لیٹی ہوں اکتا گئی تھی اور اب سب کے جانے کے بعد مجھے آپ کی فکر ہونے لگی تھی اب کیسی طبیعت ہے؟" وہ بنا رکے بولتی ہوئی قریب ہی کرسی پر بھیٹی اور ٹرے سے باؤل اٹھائے اس میں چمچ چلاتی ہوئی سوپ کو نیم گرم کرنے لگی۔ رات کے ایک بج رہے تھے۔ سب ولیمے میں شرکت کرنے شہر نکل چکے تھے اور اب واپسی کسی وقت بھی ہونے والی تھی، علیزے کی طبیعت کی وجہ سے ڈاکٹر نے فون پر ہی لمبا سفر کرنے سے سخت منع کر دیا تھا اسلیے علیزے نے انیلا بخت کے ساتھ ڈھیروں ملازموں کی موجودگی میں حویلی رکنے کا ہی فیصلہ کیا تھا اور سب کے اتنے اصرار پر بھی اس نے کسی کو یہاں ساتھ رکنے نہ دیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ کچھ وقت انیلا بخت کے ساتھ بتائے گی۔ دو دفعہ اس نے انیلا بخت کا ملازمہ سے پوچھا تھا مگر

وہ سو رہی تھیں، اب ان کو بے وقت جاگتا پا کر وہ کچھ فکر مندی سے ان کے لیے سوپ بنا کر لائ تھی۔

"چلیں جلدی سے اپنی عین کے ہاتھوں اپنی عین کا بنایا ہوا ایمی سا سوپ پیئے۔" وہ مسکرا کر جوش سے بولی اور آگے کو کھسکی مگر چونکی، انیلا بخت نے بنا کچھ کہے سنجیدگی سے منہ پھیر لیا تھا۔

"کیا ہوا دادی جان آپ کچھ بول کیوں نہیں رہیں؟" باؤل کو واپس ٹرے میں رکھتے ہوئے علیزے نے الجھ کر پوچھا، ہلکی سی مسکراہٹ اب تک ہونٹوں پر قایم تھی۔

"کچھ کہنے کو باقی چھوڑا ہے تو نے؟" یکدم وہ خفگی سے چہرہ اس کی جانب کرتی بولیں تو علیزے کی مسکراہٹ سمٹی۔

"کیا ہوا میں نے کوئ غلطی کی؟" وہ اس وقت بے حد معصوم لگی۔

"غلطی.... لور غلطی؟" ان کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی نمی پر علیزے گبھرائ۔

"کیا ہوا دادی جان آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں؟" سرعت سے ان کے جھریوں زدہ کمزور ہاتھ مضبوطی سے تھامے پوچھا۔

"عین میرے شاہ میرے چاند میں کیا برائ ہے؟" ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑی اور نظریں بے ساختہ چرائیں۔

"تیرے پیٹ میں اس وقت بچہ پل رہا ہے تو کیسے اللہ کی ناراضگی کو سر لے رہی ہے شوہر تو سر کا تاج ہوتا ہے اور تیرا شوہر وہ تو تجھ سے کتنی محبت کرتا ہے۔" ضبط کی شدت سے علیزے نے آنکھیں بند کر کے کھولیں اور اپنے ہاتھ پیچھے لیے۔

"تجھے معلوم ہے حلال چیزوں میں اللہ کی سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے کیوں کر رہی ہے تو یہ ظلم ہم پر اس پر اس بچے پر اور خود پر کیوں اپنا بسا بسایا گھر اپنے ہاتھوں سے اجاڑ رہی ہے کیا کمی ہے میرے پوتے میں ہاں مارتا ہے تجھے پیٹتا ہے تیرے حقوق میں کمی کی ہوئی ہے تجھے تنگی میں رکھا ہوا ہے تیرے ساتھ ناحق کر رہا ہے بول؟" وہ بے حد جزباتی ہو گئی تھیں۔علیزے سہم سی گئی۔

"ارے تیری وجہ سے تو ماورہ جلتی کڑھتی اس مقام پر پہنچ گئی کیونکہ وہ اس توجہ اس محبت کو ترستی رہی جو تجھے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میرے شاہ نے دی اور تو نے یہ قدر کی اپنے خسم کی یہ سِلا دیا اس کا بچہ پیٹ میں پالتی اسے علیحدگی لینے کا سوچا بھی کیسے؟" وہ اچانک بلند آواز میں چلاتی ہوئی بری طرح کھانسے لگیں تو سر جھکائے خاموش آنسوں بہاتی ہوئی علیزے چونکی۔

"پلی... پلیز دادی جان پلیز آپ...." وہ تیزی سے ان کے قریب آئی مگر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"اس نے کہا تھا کہ اسے علیحد گی تیری ابھی سے نہیں نکاح والے دن سے خواہش ہے....اس بات کا علم تھا مجھے شروع میں کہ تو نالاہے نفرت کرتی ہے مگر یقین تھا کہ تو محبتوں کو پہچانے گی اور جب...جب بچہ کی خبر سنی تو ایسا لگا میری عین میر اشاہ مکمل ہو گئے ہیں ایک اطمینان تھا جو سِلا اور تیرے بھائی کی طلاق کے بعد بھی قایم رہا مگر تو نے......"وہ بولتے بولتے رکیں، علیزے اب آواز سے رونے لگی، وہ کیا کہتی؟ وہ کیا کہہ سکتی تھی؟ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا، کوئی بھی نہیں!

"تو جا یہاں سے ابھی جا مجھ سے شاید یہ فیصلہ بھی غلط ہوا تھا ہاں میرا ہی سارا قصور ہے۔"ان کی آواز آہستہ ہوتی جارہی تھی۔علیزے نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"نہی....نہیں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے یہ سب ایس...ایسے ہی ہونا تھا آپ کی.....دادی جان آپ کی عین اور آپ کے شاہ کی قسمت ایک کبھی نہیں ہو سکتی۔" انیلا بخت بے اختیار باآواز رو پڑیں۔علیزت نے ایسے ہی روتے ہوئے انہیں خود سے لگایا اور بولنا جاری رکھا۔

"دادی جان مجھے معاف کردے گا شاید میں آپ سب کے لیے ایک بے مروت ایک خود غرض ہوں جس کو اپنے بچے کی بھی نہیں پڑی ہے ایسی لڑکی ہوں تو ٹھیک ہے میں

آپ لوگوں کو صفائی نہیں دوں گی شاید میں چاہ کر بھی نہیں دے سکتی۔" انیلا بخت نے کمزور مزاحمت نہیں کی، دادی پوتی دونوں ایک دوسرے سے لپٹی رو رہی تھیں۔

"میں نے سچے دل سے سب کو قبول کیا ہے اور.... آپ کے پوتے اور اس رشتے کو بھی کیا تھا اسی صداقت کی نشانی میرے اندر پل رہی ہے میں آپ کو آپ کا پرپوتا پوتی جو بھی ہے دے کر چلی جاؤں گی مگر آپ پلیز مجھ سے خفا نہ ہوں میرے لیے جانا مزید مشکل مت بنائیں میں کمزور نہیں پڑنا چاہتی۔" انیلا بخت اسے الگ ہوئیں۔ علیزے نے ان کے آنسوؤں کو صاف کیے دل گرفتی سے انہیں دیکھا۔

"ہو سکے تو اپنی عین کو معاف کر دیجیے گا۔" بنا نظریں ملائے وہ حلق تر کرتی اٹھی اور مضبوط آواز سے بولتی باہر نکلی مگر دہلیز پر ہی رک گئی۔

شاہستہ بیگم اور ان کے پیچھے کھڑی رایمہ حیرت و استعجاب سے اسے دیکھ رہی تھیں، وہ کڑے دل سے بامشکل انہیں نظرانداز کرتی باہر نکل گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"شاہ زیب؟" وہ جو گہرے گلابی رنگ کی شیروانی میں ہاتھ میں موبایل پکڑے اس پر کچھ دیکھ حویلی کے اندر قدم بڑھا رہا تھا پیچھے سے آتے ہوئے عدیب کی پکار پر رکا اور آبرو اچکا کر پلٹا۔ عدیب اس کے سامنے آیا۔

"ہوں؟" اس نے ہنکار بھرا۔

"میں جانتا ہوں آج ولیمہ میں سِلا اور زید کی بات پکی ہونے پر تم بظاہر خاموش تھے مگر تم اندر ہی اندر بہت فکر مند ہو ایک بھائی ہونے کے ناطے میں سمجھ سکتا ہوں۔" شاہ زیب کی بھنویں جڑیں، پہلو بدلا، ہونٹوں کے کناروں پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ پھیلی۔

"تم سمجھ سکتے ہو؟" انداز طنزیہ تھا۔ عدیب نے ایک پل کے لیے سر جھکا کر گہری سانس بھری پھر ہوا کے سپرد سانس چھوڑتے ہوئے اس نے واپس سر اٹھائے اسے دیکھا۔

"میں جانتا ہوں میری وجہ سے ہی سِلا کو تکلیف پہنچی ہے میری ہی وجہ سے ہی....."

وہ چند ثانیے کو رکا، شاہ زیب کو دیکھا جو ہونٹ بھینچے ہی اسے کڑی نیلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"جو ہوا وہ اچھا نہیں ہوا شاید ایسا ہونا بھی نہیں چاہیے تھا لیکن قسمت پر ہمارا زور تو نہیں۔" لیکن اس نے ہمت سے بات جاری رکھی۔

"ہنہہ۔" شاہ زیب نے مضحکہ انداز میں سر ہوا کو مارتے ہوئے چہرہ پھیرے رخ دوسری جانب کیا۔

"شاہ زیب زید بہت اچھا ہے میں اپنے دوست کو سالوں سے جانتا ہوں اس کے دل میں میری طرح کوئی اور نہیں بلکہ سِلا ہی ہے وہ بہت خیال رکھے گا سِلا کا تم بے فکر ہو جاؤ۔" شاہ زیب نے واپس اسے دیکھا پھر اسے پہلے وہ کچھ کہتا جنت کی آواز پر رک گیا۔

"جی شاہ زیب بھائی آپ کی بہن کے ساتھ جو ہوا اس میں ہماری غلطی تھی ہم یہ مانتے ہیں لیکن عدیب تو کبھی کرنا ہی نہیں چاہتا تھا یہ شادی اسے مجبور کیا گیا تھا اور مجبوری میں نفرت میں آ کر اس نے جو کچھ کیا وہ ضرور اس کی غلطی تھی جس پر عدیب شرمندہ ہے اور کئی حد تک میرا بھی قصور ہے اگر میں ہوتی ہی نہیں تو شاید یہ شادی کامیاب ہوتی۔" شاہ زیب نے کچھ نہ کہا، وہ اب فرش پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ جنت نے عدیب کو دیکھا اور عدیب نے جنت کو دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"لیکن اس سب کے باوجود آپ نے جو ہمارے لیے کیا ہے اس کے ہم ساری زندگی احسان مند رہیں گے اور مجھے پورا یقین ہے سِلا بہت خوش رہے گی یہ سب نصیب کا کھیل تھا اور نصیب کے کھیلوں سے تو آپ واقف ہی ہیں۔" آہستگی سے کہتی وہ آخر میں اس کو بہت کچھ یاد دلا گئی، اس نے بے ساختہ ایک نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا۔

اٹھارہ سال بعد واپسی.... نفرت کا اظہار.... ویٹسن سے شادی کرنا.... ماورہ کا ساتھ.... ویٹسن کی نکاح والے دن موت.... شاہ زیب سے دوسرا نکاح... نفرت اور محبت کے آٹے میں پسے جانا.... بچپن کی یاد.... محبت کا اظہار.... خوشحال حالات.... ویٹسن کی واپسی.... پھر سے نفرت... غلط فہمیاں.... ولن کی انٹری اور پتا نہیں کیا کچھ! جواب تک چل ہی رہا تھا۔ یہ نصیب کے کھیل نہیں تھے تو کیا تھے؟ وہ جیسے چند لمحوں کے لیے لاجواب ہو گیا تھا۔

"ہم سب کی زندگیاں پچھلے ایک سال سے نارمل نہیں رہی ہیں اب نارمل ہو رہی ہیں سب کچھ ٹھیک ہو رہا ہے آپ بھروسہ رکھیے اللہ پر سِلا بہت پیاری اور معصوم ہے اور اللہ تعالیٰ اسے وہ خوشیاں دیں گے جو وہ ڈزرو کرتی ہے۔" وہ مزید کہہ رہی تھی۔

"اب سب کچھ ٹھیک ہو رہا ہے۔" اس جملے نے شاہ زیب کے چہرے پر ایک آسودہ مسکراہٹ چھوڑ دی تھی۔ بھلے ہی اب اس کے اپنوں کی زندگی میں سب ٹھیک ہو رہا

تھا... ہونے جا رہا تھا.... ہو گا مگر اس کی زندگی؟ اس کی زندگی تو جیسے سنسان ہونے والی تھی، دل جو اٹھارہ سال بعد آباد ہوا تھا وہ پھر سے خالی کنڈھر بننے جا رہا تھا، وہ لڑکی جس کے بنا زندگی گزارنا سیکھ ہی لی تھی اس نے واپس آ کر اسے پھر سے زندگی جینے کی طرف راغب کیا تھا... اس کے دل کو پھر سے آباد کیا تھا... اس کی پانچ سالہ علیزے نے اٹھارہ سال بعد جیسے ہر کمی کو پورا کر دیا تھا، دل کے اندر سندوق میں بند محبت کو جیسے باہر نکال دیا تھا اور اپنے ساتھ سے سب کچھ مکمل کر دیا تھا اب وہی لڑکی سب کچھ خالی کرنے جا رہی تھی، وہی اس کی "قید" سے رہا ہوتی آزاد پنچھی کی طرح آسمان میں اڑھنے جا رہی تھی مگر ایک بار پھر کسی کو خالی پن میں قید کیے، جیسے اٹھارہ سال پہلے ایک وعدہ دے کر وہ گئی تھی جس کی امید پر وہ کئی سالوں تک دہلیز پر کھڑا انتظار کرتا رہا تھا مگر وہ نہیں آئی تھی وہ خالی ہو گیا تھا، آج وہ بنا کوئی وعدہ دیے جب جا رہی ہے تو وہ تب بھی خالی ہی ہو گیا ہے، فرق اتنا تھا کہ وہ اٹھارہ سال پہلے خالی کچھ سال بعد امید کے ٹوٹنے پر ہوا تھا لیکن آج اس بار اٹھارہ سال بعد وہ خالی اسی لمحے ہو جائے گا جس لمحے وہ اپنے قدم اس حویلی سے نکالے گی لیکن یہ سب ہونا ہی ہے، یہ سب ہو کر ہی رہے گا، دسترس سے رہائی اب اس کو مل جائے گی اور کوئی گلہ باقی نہ رہے گا۔

"شاہ زیب؟" عدیب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ چونکا۔

"تم سمجھ رہے ہو نا؟" وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا، شاہ زیب نے ایک نظر اسے دیکھا پھر جنت کو، دونوں امید بھری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ایسا ہی ہو تو بہتر ہے ورنہ تم جانتے ہو مجھے اب کی بار میں معاف نہیں کرنے والا ہوں۔" کرخت سے کہتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا تھا پیچھے جنت اور عدیب نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اللہ مالک ہے زید کا۔" دونوں ایک آواز میں بولے اور دونوں ہی ہنس دیے۔ عدیب نے سامنے سے سِلا کو راہداری کی طرف جاتے دیکھ جنت کو دیکھا۔

"ایک منٹ میں آتا ہوں۔" وہ کہتا ہوا سِلا کی جانب بڑھا۔

"یا اللہ اب سب کی زندگیوں میں سکون آجائے اور سب خوش رہیں۔" وہ زیرِ لب دعا کرنے لگی جب فون بجا۔

"ارے مام۔" وہ مسکرا کر فون کان سے لگاتی ہوئی خود بھی آگے بڑھ گئی۔

"سِلا؟" وہ اسے آواز دیتے ہوئے پیچھے آیا۔ سِلا چونک کر رکی اور پلٹ کر اسے دیکھا۔

"جی؟ "

"تم خوش ہو؟ "

"خوشی کا نہیں معلوم لیکن مطمعین ہوں۔" مسکرا کر بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"خوش بھی بہت ہو گی زید بہت اچھا ہے اور سب سے بڑھ کر تمہیں بہت چاہتا ہے میں نے تم سے کہا تھا نا تمہیں چاہنے والا لائف پارٹنر ضرور ملے گا جو تم ڈزرو کرتی ہوں کیونکہ تم بہت اچھی ہو۔"اسے کچھ فاصلے پر کھڑا وہ پورے یقین سے کہہ رہا تھا، سِلا نے سر جھکایا پھر اٹھایا۔

"آپ بھی بہت اچھے ہیں اور آپ جانتے ہیں میں ہماری طلاق کے بعد ہمیشہ سوچتی کہ ایسا میرے ساتھ ہی کیوں ہوا اور اگر میرے ساتھ ایسے ہی ہونا تھا آپ کی اصل ہمسفر جنت تھی تو مجھے اس امتحان میں آخر اللہ نے کیوں ڈالا تو پتا ہے مجھے اب جا کر کیا سمجھ آیا؟ "

"کیا؟ "

"یہی کہ کمزور سی سِلا اس سب کے بعد مضبوط بنی ہے بزدل سی سِلا اس سب کے بعد بہادر بنی ہے اور اللہ پر یقین کرنے پر جب پہلے کچھ وقت کے لیے ڈگمگاتے تھے اس سِلا کے قدم تو آج اس سب کے بعد وہ قدم ایک پل کے لیے بھی سِلا کے نہیں ڈگمگاتے اللہ پر یقین بہت پختہ ہو گیا ہے۔"عدیب مسکرا دیا۔

"اور تمہیں پتا ہے میں نے کیا سیکھا؟"

"کیا سیکھا؟"

"یہی کہ نفرتوں میں کچھ نہیں رکھا اپنے سے کمزور پر رعب جمانا زبردستی کرنا یہ نااہل لوگوں کی نشانی ہے دھوکا کسی کا دل دکھانا کسی بھی زمرے میں قابل قبول نہیں ہے اور سب سے بڑھ کر بنا کسی انسان کو جانے جج کر لینا یہ کہی کا اصول نہیں ہے۔" سِلا مسکرا دی۔اس نے کچھ قدم اور آگے بڑھائے۔

"اور ویسے بھی مجھ سے کسی نے کہا ہے کہ نفرت انسان کو دیمک کی طرح چاٹتی ہے اور یہ اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیتی ہے۔" سِلا مزید مسکرائی،ایک جھماکے کی طرح ذہن میں منظر کا پردہ لہرایا.... سڈنی کی وہ شام...انہی شاموں کو یاد کرتے ہوئے پہلے دکھ ہوتا تھا۔آج دکھ نہیں ہوا تھا۔

"اور مجھے کسی نے یہ بھی سمجھایا تھا ماں باپ کی اہمیت کیا ہے سب سے بڑھ کر باپ کی یاد ہے؟" سِلا اب کی بار ہنس دی،آنکھیں نم سے نم ہوتی چلی گئیں۔

"اتنا دکھ درد تکلیف دینے کے باوجود تم نے میرا ساتھ دیا ہے میں یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔" وہ دل سے کہہ رہا تھا۔

"آپ جانتے ہیں مجھے لگتا تھا برے لوگ کبھی نہیں بدل سکتے ان کی فطرت ہی بری ہوتی ہے لیکن اب مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ کچھ برے لوگ فطرتاً برے نہیں ہوتے

انہیں برا حالات بناتے ہیں اور ان کو تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے ان کے اندر کا اچھا انسان جاگ جاتا ہے۔" عدیب نے آبرو اچکائی اور شرارت سے بولا۔

"تو تم مجھے برا سمجھتی تھی؟"

"اس میں کوئی شک۔" کمال کا اطمینان تو تھا ہی مگر اس بار کمال کا اعتماد تھا جو کبھی اس کی شخصیت کا حصہ نہ رہا تھا۔ واقعی حالات انسان کو تپاتے ضرور ہیں مگر تپ کر ہی تو سونا سونا بنتا ہے۔

"ٹھیک ہے بھئی ٹھیک ہے نیور مائنڈ۔" لاپرواہی سے کندھے جھٹک کے۔ سِلا ہنس دی اور عدیب نے بھی ساتھ دیا۔

"تھینک یو اور اینڈ سوری۔" عدیب نے آنکھیں بند کر کے کھول کر مسکرا کر کہا۔

"یار ویلکم اینڈ سوری ایکسپیٹڈ۔" عدیب نے پلکیں جھپکا کر سر ہلایا، دونوں مدھم مسکراہٹ کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور پھر ایسے ہی پلٹ گئے۔

سِلا کے قدم عدیب کے ساتھ اٹھے مگر الگ الگ منزل کی جانب۔ ایک زید تو دوسرا جنت کے ہمراہ زندگی کی نئی شروعات کرنے بڑھ رہا تھا۔

زندگی کی ریل گاڑی میں اکثر دو لوگ ایک ہی بوگی میں سفر کا حصہ بنتے ضرور ہیں مگر ضروری نہیں ہوتا کہ ان کی منزل بھی ایک ہو، ان میں سے کسی کو اگلے سٹیشن پر اترنا

پڑتا ہے تو کبھی کسی کو اپنا سفر جاری رکھنا پڑتا ہے کہ اس کی منزل نہیں آئی ہوتی، شریکِ سفر کے اترنے پر بوگی خالی محسوس ہوتی ہے، کھڑکی سے سر نکال کر دیکھتے ہیں تو اندھیرا اور تنہائی ساتھ ہوتی ہے لیکن جب اپنی منزل آجاتی ہے اور سفر مکمل ہوتا ہے تو جیسے محسوس ہوتا ہے کہ سفر تھکا دینا والا ضرور تھا مگر بے فضول نہ تھا کیونکہ اگر سفر جاری نہ ہوتا، ریل گاڑی روانہ ہی نہیں ہوتی تو کبھی منزل ملتی؟ اگر اس سفر میں ایک دو اور بہت سے شریکِ سفر جو اس سفر کا الگ الگ روپ میں حصہ ہوتے وہ ہوتے ہی نہیں تو کیا سفر تنہا کٹتا؟ کچھ سیکھنے کو ملتا؟ بنا سیکھ کر خالی سفر کر کے منزل تک پہنچنے پر پھر کیا پایا جاتا؟ وہی منزل جو اصل منزل ہے.... جس کو اس نے لکھا ہے جو ہماری تقدیروں کو سنوارتا ہے، اسے کبھی غلطی ہو سکتی ہے؟ نہیں! وہ کبھی کچھ بے فضول، بے مقصد لکھ سکتا ہے؟ نہیں! تو پھر اگر سفر ختم ہو چکا ہے، اسٹیشن آچکا ہے تو ریل گاڑی سے اترو ایک نظر پیچھے پلٹ کر سفر پر ڈالو... سفر خوشگوار تھا یا ناخوشگوار سارا وقت اسی پر نہ اٹکے رہو ورنہ آگے جو منزل ہے، نیا سفر ہے وہ کھو جائے گا اور وقت... وقت اگر ضایع ہوا اس خوشگوار اور ناخوشگوار سفر کی یادوں میں لپٹے تو اسی اسٹیشن پر کھڑے رہ جاؤ گے اور سامنے سے ہی ہزاروں ٹرین آئیں گیں، مسافروں کو اتاریں گیں اور چلی جائیں گیں۔

زندگی میں بہت کچھ کو پیچھے چھوڑ کر آگے قدم بڑھانا ایک skill ہے جو اس skill کو سیکھ جاتا ہے وہ کامیابی کے راستے پر گامزن ہے، معلوم ہونا چاہیے کہ کب کسی چیز، حالات اور انسان سے سبق حاصل کر کے اسے پیچھے چھوڑنا ہے اور کب نہیں!

☆☆☆☆☆☆☆☆

"علیزے؟" شاہ زیب نے چونکتے ہوئے اسے سامنے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے بے تحاشہ روتے ہوئے دیکھ اندر آتے ہوئے پکارا۔ وہ جلدی سے آنسوں پونچھتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور بنا اس کی جانب دیکھے وہ سرخ چہرہ، بھیگی آنکھیں لیے باتھ روم کی جانب بڑھنے لگی مگر راستے میں ہی شاہ زیب نے اس کی کلائی تھام لی۔

"کیا ہوا ہے؟" پریشانی، فکر مندی، بے چینی اور نرمی ان تین لفظوں میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی، علیزے نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا تو انیلا بخت کی باتیں ذہن میں آئیں۔

"کچھ نہیں۔" حلق کو تر کیے وہ سوں سوں کرتے ہوئے واپس باتھ روم کی جانب قدم بڑھانے لگی مگر شاہ زیب نے اس کی کلائی چھوڑ اس کے مقابل آتے ہوئے اس کی یہ کوشش ناکام بنادی۔ علیزے نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو دیوار کی طرح حایل ہو چکا تھا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے؟" اب لہجہ میں سختی کا عنصر نمایا تھا۔

"میں نے کہا کچھ نہیں۔" آواز کو متوازن رکھے وہ لہجہ کو مضبوط بناتی ہوئی بولی، ایک خفگی تھی جو خود سے، اسے اور حالات سے ہو رہی تھی۔ دل جیسے اچاٹ ہو رہا تھا، طبیعت بھی بھاری بھاری محسوس ہونے لگی تھی۔ ذہنی طبیعت کے ساتھ ساتھ جسمانی طبیعت بھی ساتھ چھوڑ رہی تھی۔

"بلاوجہ رونا شروع کر دیا ہے؟" اس کے روکھے سے جواب پر وہ طنز کرتا ہوا بولا تو جانے کیوں علیزے کے ہونٹوں پر ایک اداس سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"رونے کے لیے وجوہات کونسی کم ہیں؟" طنز کا جواب طنز سے دیا گیا تھا۔ شاہ زیب نے عمیق نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"راستہ دو۔" اس کی نظروں سے اکتا کر وہ بولی، اسے اس وقت کم از کم اس شخص کے سامنے نہیں رہنا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی موم بن کر پگھلے گی اور اس کے بازوؤں میں پناہ ڈھونڈ لے گی۔ وہ کمزور ہی تو پڑ رہی تھی۔

"راستہ ہی تو دے رہا ہوں لڑکھڑا تم رہی ہو۔" دھک۔ علیزے نے چونک کر سر اٹھائے اسے دیکھا، کتنی گہرائی سے وہ معنی خیز مسکراہٹ لیے وہ کہہ گیا تھا جو وہ اسے ان سات مہینوں سے سمجھانا چاہ رہی تھی۔ کیا وہ پہلے سے ہی سب جانتا تھا؟ اس کے

احساسات سے واقف تھا؟ تو پھر کیوں اتنا کٹھور سنگ دل بنا رہا وہ؟ اس کو ترس نہیں آیا؟ دل نے جیسے شدت سے خواہش پکڑی کہ وہ سامنے کھڑے اس چھ فٹ کے انسان کو جھنجھوڑ کر پوچھے کہ کیا بعید ہے تمہیں مجھ سے؟ کیوں کر رہے ہو؟ کیوں تمہیں رحم نہیں آتا؟ کیوں مجھے اپنی آغوش میں چھپا کر یہ کہہ نہیں دیتے کہ "علیزے بھول جاؤ دنیا کو دنیا کے ریتی رواج کو اصول اور قایدوں کو انا کو نفرت کو غلط فہمیوں کو تم بس میرے سے لپٹی محبت کے جہاں میں چلو جدھر نہ کوئی ریتی رواج ہے نہ اصول قایدے ہیں نہ نفرت جنگ انا جھوٹ غصہ غلط فہمیاں کچھ نہیں ہیں وہاں صرف محبت کے گیت گائے جاتے ہیں محبت پر نظمیں سنائیں جاتیں ہیں محبت کا رقص ہوتا ہے اور محبت کرنے والے تال سے تال مل کر جھومتے ہیں۔" لیکن وہ تو جیسے لبوں کو سیے اس کا صبر آزما رہا تھا۔

"لالا؟" دروازے پر کھٹکھٹانے کی آواز کے ساتھ پکار پر وہ دونوں چونکے تھے، علیزے اپنی آنکھیں مسلتی ہوئی جیسے خود کو کمپوز کرنے لگی جبکہ شاہ زیب نے ثمن کو اندر آنے کی اجازت دی تھی جو اپنی بھاری فراک اٹھائے بے حد پریشانی لیے اندر آئی۔

"ہ پیہ شو؟" (کیا ہوا) وہ اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے متوجہ ہوا۔

"لالا وہ آپ کو مہمان خانے میں سب نے یاد کیا ہے۔" وہ علیزے پر ایک نظر ڈال دھیرے سے شاہ زیب سے بولی۔ اس کے ماتھے پر کچھ بل پڑے۔

"اچانک خیر ہے؟" وہ بنا کوئی جواب سنے باہر نکل گیا۔ علیزے گہری سانس لیتی ہوئی پلٹنے لگی جب ثمن کی آواز پر وہ ٹھٹھکی۔

"علیزے باجی آپ سے یہ امید نہیں تھی۔" علیزے تحیر سے پلٹی۔

"کیا ہوا ثمن؟" آج سے پہلے ثمن نے کبھی اس طرح بات نہیں کی تھی۔

"میرے لالا میں کیا کمی ہیں آپ کیوں انہیں چھوڑ رہیں ہیں وہ بھی تب جب ایک ننھا مہمان آنے والا ہیں آپ ٹھیک نہیں کر رہی پلیز یہ مت کریں آپ دونوں کی جوڑی کمال ہے۔" وہ ناراضگی سے بولتی آخر میں منت کرتی ہوئی علیزے کے قریب آئی اور اس کے ہاتھ تھامتی ملتجی لہجہ میں بول علیزے کو سن کر گئی۔

"ثم... ثمن کس نے کہا تمہیں یہ سب؟"

"کس نے سب کو معلوم ہو چکا ہے جبھی لالا کو سب نے بلایا ہے آپ وعدہ کریں ایسا کچھ نہیں ہو گا سِلا باجی اور عدیب لالا کی علیحدگی کے بعد اب آپ کی اور لالا...." وہ بولتے بولتے رکی۔ "نہیں... نہیں اللہ نہ کرے آپ پلیز جلدی سے لالا کے ساتھ صلح

کرلیں وہ مان جائیں گے آپ کی بات وہ ہمیشہ مان جاتے ہیں۔"علیزے نے اپنے ہاتھ کھینچ لیے،اب ضبط کا دامن چھوٹ رہا تھا،وہ کمزور پر کمزور پڑ رہی تھی۔

"ثمن پلیز آپ ابھی چھوٹی ہو یہ سب معاملات نہیں سمجھتی آپ جاؤ۔" وہ رخ پھیر کر ناچاہتے ہوئے بھی سختی سے بولی۔

"میں چھوٹی نہیں ہوں اور میں سب سمجھتی ہوں مجھے عمارہ آپی ہم سب کو معلوم تھا کہ آپ ہمیں پسند نہیں کرتیں لالا کو بھی نہیں کرتی تھیں لیکن اب تو سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا نا پھر کیوں آپ"....

"ثمن میں نے کہا نا جاؤ۔" اس کا سر درد سے پھٹنے کو آیا تھا، ثمن چپ ہو کر کچھ خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے باہر چلی گئی پیچھے علیزے آنکھیں موندیں وہی بیڈ پر بھیٹ گئی اور ہاتھوں میں سر گرالیا۔یہ سب جتنا سوچا تھا اسے کہی زیادہ مشکل تھا۔

کال کی آواز پر اس نے چونک کر دیکھا تو "ویٹسن کالنگ" دیکھ اس نے کچھ سوچ کال اٹھا لی اور جیسی فون کان سے لگایا ویٹسن کی فکر مند آواز گونجی۔

"لیزا تم ٹھیک تو ہو کب سے کال کر رہا ہوں اٹھا کیوں نہیں رہیں تھیں؟"علیزے لب کاٹتے آنسوؤں کو روکا۔اس کی ذات سے جانے کتنے لوگوں کا دل دکھ رہا تھا اور دکھنے والا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ "

"لیکن مجھے تو نہیں لگ رہی۔ "

"میں نے کہا نا میں ٹھیک ہوں۔" وہ چڑ چڑی ہوئی۔ ویٹسن خاموش ہو گیا۔

"لیزا؟" آہستگی سے پکارا گیا۔

"میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔" جواب کچھ اس طرح دیا گیا اور فوراً کال کاٹ دی۔ دوسری جانب ویٹسن کے چہرے پر ایک آسودہ مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ اس کے جزباتوں سے واقف تھا لیکن جیسے ہو رہا تھا ویسا چلنے دے رہا تھا شاید یہ اس کی خود غرضی تھی۔

تقریباً دو گھنٹے بعد جب شاہ زیب کمرے میں لوٹا تو پورے کمرے میں نیم اندھیرا پایا۔ سامنے ہی علیزے غنودگی میں تھی۔ وہ تھکا تھکا سا چلتا ہوا آیا اور فانوس کی پیلی روشنی سے علیزے کو تکتے وہ کوٹ اتارنے لگا۔ وہ سارا الزام خود پر لے کر آ رہا تھا۔

کوٹ کو صوفے پر اچھالتے ہوئے وہ اپنی سائیڈ پر بیڈ کی جانب آیا، مضبوط کلائی سے چین والی گھڑی اتار کر آہستگی سے سائیڈ میز پر رکھی اور جیب سے والٹ چابیاں بھی ساتھ نکال کر رکھیں۔ نظریں مسلسل علیزے کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

شیر وانی کے اپری سارے بٹن کھول وہ چپل اتارے بیڈ پر نیم دراز اس طرح ہوا کہ اس کا ہاتھ بے ساختہ علیزے کے ہاتھ سے ٹکرایا۔اس نے لیٹے لیٹے گردن موڑے اپنے ہاتھ کی پشت اور علیزے کے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھا پھر کم از کم تین منٹ کی سوچنے کی جدوجہد کے بعد وہ بے حد نرمی سے اپنی انگلیاں اس کی ہاتھ کی ہتھیلی پر پھیرنے گا.... پھر آہستہ آہستہ اس کی نازک کلائی پر شاہ زیب کی انگلیاں رینگنے لگیں... علیزے کے وجود میں ہل چل ہوئی تو وہ معاً اپنا ہاتھ پیچھے لے گیا اور واپس گردن سیدھے کیے چھت کی جانب دیکھ آنکھیں بند کر گیا مگر علیزے کی سسکیوں کی آواز پر دوسرے ہی پل اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور واپس گردن موڑے اسے دیکھا جس کے چہرے پر تکلیف کے اثرات نمایا تھے اور کسمسانے لگی تھی۔

"علیزے؟" شاہ زیب کچھ فکر مندی سے اٹھا۔علیزے کی سسکیاں اب اونچی ہو گئی تھی۔شاہ زیب نے سرعت سے بتیاں جلائیں۔

"آہ.... مما آہ....." وہ پیٹ پر ہاتھ رکھی تیزی سے آنکھیں کھول تکلیف سے کراہنے لگی تھی۔شاہ زیب کو سمجھ نہ آیا کہ اچانک ہوا کیا ہوا ہے اور ابھی... ابھی تو محض سات مہینے ہوئے تھے کہی کچھ اور انہونی تو نہیں؟ اس سوچ سے اس کی سانسیں جیسے پل بھر کے لیے تھم گئی تھیں۔

وہ علیزے کی جانب لپکا تھا جس کا درد اب برداشت کے باہر ہونے لگا تھا۔

بخت حویلی کی ساری بتیاں جل اٹھیں تھیں۔

باہر ملازم گاڑیاں تیار کر چکے تھے۔

ایک ہلچل تھی جو کچھ ہی گھنٹوں میں پوری بخت حویلی میں مچ گئی تھی۔

اب ان سب کا رخ شہر ہسپتال کی جانب تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے ہاں بیٹی ہوئی ہے۔" کچھ ہی گھنٹوں میں یہ خوشخبری آگ کی طرح پھیلی تھی۔

وہ پسینہ سے شرابور لمبی لمبی سانسیں لے رہی تھی۔ ایک.... دو.... تین تین گھنٹے گزر چکے تھے لیکن اس کو اب تک وہ قیامت خیز لمحہ ہولا رہا تھا۔ بے شک ڈیلوری نارمل ہوئی تھی مگر ساتویں مہینے ہی اس اچانک ڈیلوری نے اس کے روم روم کو چٹخا ڈالا تھا۔ اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ اللہ نے باپ سے زیادہ ماں کا درجہ اتنا بلند کیوں رکھا ہے شاید یہی وہ سب سے بڑی تکلیف ہوتی ہے جب ایک ماں اپنے جسم سے ایک وجود کو اس دنیا میں لاتی ہے، یہی سب سے بڑا کڑا امتحان ہوتا ہے۔ آج اس امتحان سے گزر

کراس کی روح فنا ہونے کو آئی تھی۔ چیخیں تھیں جو باہر بھیٹی شاہستہ بیگم اور رایمہ کو رلا گئیں تھیں جبکہ ڈاکٹرنی کے یہ کہنے کے بعد کہ "اب ڈلیوری کرنی ہو گی۔"شاہ زیب کچھ لمحوں کے لیے ساکت رہ گیا تھا، وہ تیار نہیں تھا اور سے بڑھ کر علیزے تیار نہیں تھی۔ دو مہینے تو اور تھے، اس کی ڈاکٹرنی نے تو مئی کا وقت دیا تھا مگر وقت سے پہلے ہی اللہ کی رضامندی تھی یہ کسی کو معلوم نہ تھا یعنی وہ ستواسی بچہ تھا۔

جب لمحہ لمحہ وہ اندر درد کی شدتوں کو جھیل رہی تھی، پل صراط سے گزر رہی تھی تو وہی دوسری طرف فارمیلیٹیز پوری کرتا ہوا شاہ زیب اتنا بے چین اور اضطراب میں تھا کہ قلم انگلیوں میں دبائے وہ دستخط کرتا ہوا بالکل اس وقت کی طرح لرزا تھا جس طرح علیزے سے نکاح نامے پر دستخط کرتا ہوا کانپا تھا۔ یہ سب بہت اچانک تھا۔

وہ ابھی بھی بے حال لیٹی تھی۔ اس کے ارد گرد رایمہ، زنیا اور مہرون نساء تھیں اور اس کے پاس بھیٹی شاہستہ بیگم اس کے بال نم آنکھوں سے سہلا رہی تھیں۔

"علیزے؟" وہ شاہستہ بیگم کا ہاتھ تھامی آنکھیں موندے ہوئی تھی جب سِلا ننھی سی جان کو احتیاط سے پکڑ کر لائی اور اس کی جانب بڑھایا۔ علیزے نے چونک کر آنکھیں کھولیں، تذبذب ہوتے ہوئے سب کو دیکھا اور اٹھنے کی کوشش کی تو آگے بڑھ کر رایمہ اور شاہستہ بیگم نے اسے اٹھا کر بٹھایا۔

سِلانے نہایت نرمی سے اس پھول کو اس کے ہاتھوں میں منتقل کیا تو علیزے جی جان سے لرزی۔

اس چھ پونڈ کے سرخ و سپید وجود نے آنکھیں سختی سے بند کی ہوئی تھیں۔ نقش و نگار کا معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ایک انکھو کی خوشبو تھی جو اس پھول سے آ رہی تھی۔ریشمی چاند کا ٹکرا کمبل میں یوں لپٹا تھا جیسے آسمان اپنی تمام تر نرمیوں، دل آویزیوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ ماں کی گود میں اتر آیا ہو۔

علیزے کے دل میں ممتا کی ایک ہوک اٹھی۔اندر ایک چشمہ پھوٹا، ایک جھرنے کا منہ کھل گیا، اس کا دل شدت سے چاہا کہ اس ننھے وجود کو اپنے سینے میں بھر لے، اس کے نرم نرم گلابی چہرے کو دیوانہ وار چوم لے، اس پر ساری محبتیں لٹا دے، ساری گھٹن نکال دے، پتہ نہیں روئے کہ چلائے، ہنسے قہقہے لگائے، اس وقت اس کو اپنے سے بے حد قریب، اپنے پاس، دل کے نزدیق ایک ٹھنڈا میٹھا ٹکرا محسوس ہو رہا تھا۔

"میں تمہیں اب اپنی دسترس میں رکھنے اور اپنے آنے والی اولاد کی ماں کہلانے کے قابل نہیں سمجھتا۔"

"بس ایک آخری سمجھوتا تمہیں کرنا ہو گا نو مہینے اس شخص کا بچہ اپنی کوک میں پالنا ہو گا نو مہینے تک اس شخص کو اپنی نظروں کے سامنے جھیلنا ہو گا نو مہینے تک اس کی دسترس

میں معاف کرنا قید... قید میں رہنا ہوگا مگر میں تمہیں زبان دیتا ہوں کہ جب تک مجھے اپنے ہاتھوں سے میری امانت کو سونپ دو گی تو میں چپ چاپ بنا مزید کوئی لمحہ ضایع کیے تمہیں اسی وقت خود سے دستبردار کر دوں گا اور پھر کبھی پلٹ کر تمہیں نہیں دیکھوں گا اور فکر مت کرو اس بار کی جدائی میں تمہاری کوئی بھی نشانی اپنے پاس نہیں سنبھال کر رکھوں گا۔"

"تم صرف جنم دے رہی ہو بس اسے آگے میں تمہیں اپنے بچے کے حوالے سے کسی گنتی میں نہیں لیتا طلاق کے بعد تمہارا نہ تو مجھ سے کوئی تعلق ہوگا نہ ہی میرے بچے سے تم آزاد ہو کر اپنی زندگی گزارنا جیسے ہمیشہ سے گزارنا چاہتی ہو اپنے محبوب کے ساتھ۔"

"میں دعا کروں گا کہ میری اولاد تم پر نہ جائے۔"

"فکر نہ کرو وہ اپنی ماں کے حوالے سے سوچے گا تک نہیں۔"

"دعا کرو وہ تم پر نہ جائے کیونکہ میں ساری زندگی اس میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔" اور فوراً ہی وہ جملے کانوں کے پاس گونجے اور اس نے اپنے دل پر جبر کر لیا۔ ان چاروں خواتین نے بڑے غور سے علیزے کے تاثرات دیکھے تھے جو نرم ہوتے ہوتے سخت ہو گئے تھے۔

"وہ.... وہ اپنی امان... امانت لینے آئے نہیں؟" منہ پھیر کر بچی کو شاہستہ بیگم کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ ضبط سے ہونٹوں کو دانتوں سے دبوچتے ہوئے بولی۔ وہ چاروں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتی رہ گئیں۔

اسی وقت اس پھول نے ایک کمزور سی معصوم سی ہلکی آواز نکالی شاید وہ بھوک کا احتجاج تھا۔

اسے پہلے شاہستہ بیگم اسے تھامتیں مہرون نساء نے سرد تاثرات لیے آگے بڑھ کر علیزے سے بچی کو تھام لیا۔ ان کے اس انداز میں علیزے بھی چونکی تھی۔ سِلا بھی ناگواری سے علیزے کو دیکھ اپنی بھتیجی کی طرف بڑھی جو مہرون نساء کی گود میں بھوک کا کمزور سا احتجاج کر رہی تھی۔

انہوں نے اپنے سینے سے لگایا اور پھر مشاقی سے الٹے بازو پر اٹھا کر سیدھے ہاتھ سے زینیہ کے ہاتھ سے بوتل میں پانی انڈیلنے لگیں۔ پانی میں ذرا سا شہد ملایا اور قریب ہی کاؤچ پر بیٹھ کر اسے گود میں لٹا کر پانی پلانے لگیں۔

علیزے اب تک سوالیہ نگاہوں سے کبھی شاہستہ بیگم اور کبھی رایمہ کو دیکھنے لگی۔

شاہستہ بیگم خفگی سے اٹھیں اور آنسوؤں کو چھپاتی ہوئی باہر نکل گئیں۔

رایمہ ملامتی نظروں سے علیزے کو دیکھتی ہوئی قریب آئی۔

"کیوں کر رہی ہو علیزے ایسا کیا تمہارا دل اس ننھی سی جان کو دیکھ کر بھی نہیں پگھلا جو کچھ گھنٹے پہلے ہی تمہارے وجود سے اتنی تکلیفوں کے بعد اس دنیا میں آئی ہے دیکھو اسے کتنی معصوم اور پیاری ہے تمہاری اور شاہ زیب بھائی کی بیٹی دیکھو علیزے۔" سِلا اور مہرون نساء اس میں مصروف تھے۔ رایمہ اس کے قریب آئے آہستہ آواز میں اسے لفظوں سے جھنجھوڑ رہی تھی۔

"رایمہ پلیز یہاں سے چلی جاؤں میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔" مہرون نساء اور سِلا کو اس ننھی سی جان کو گود میں لیے باہر جاتے ہوئے دیکھ علیزے رایمہ کی جانب سے منہ پھیر کر بولی۔ وہ تاسف سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"تمہارے اندر دل نہیں ہے علیزے تم پتھر ہو پتھر۔" وہ باہر نکل گئی تھی پیچھے علیزے نے ویسے ہی رخ کیے آنکھیں زور سے میچیں اور بے آواز رونا شروع کر دیا۔

"کیا وہ واقعی پتھر تھی؟" علیزے تڑپ اٹھی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

دو دن گزر چکے تھے اور علیزے ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر واپس حویلی آچکی تھی۔ شاہ زیب کا نہیں پتہ تھا وہ ایک اہم کام سے گیا ہوا تھا اور حویلی آکر ہی علیزے کو معلوم ہوا

تھا کہ اسے بیٹی کی بھی راستے میں خبر ہوئی تھی وہ اب تک اس ننھی سی پھول سے نہیں ملا تھا اور یہی بات علیزے کو حیران کر رہی تھی کہ ایسا بھی کونسا اہم کام ہو سکتا ہے؟

وہ جب سے حویلی آئی تھی عدیب، جنت، ثمن اور دانیال کے علاوہ کوئی بھی اسے سیدھے منہ بات نہیں کر رہا تھا۔ ویٹسن کا بھی فون آیا تھا اور وہ بضد تھا کہ اتنی پیاری بیٹی، اس کی ننھی لیزا ابھی علیزے کے ساتھ رہے مگر علیزے نے اسے صاف لفظوں سے انکار کر دیا تھا۔ اسے امانت لوٹانی تھی وہ امانت لوٹائے گی۔ سب بے حد خفا تھے، انیلا بخت اس ننھی سی جان سے مل کر جیسے ہواؤں میں تھیں۔ آج بھی پورا دن وہ انیلا بخت کے پاس رہی تھی۔ سب جیسے چوبیس گھنٹے اس کے ارد گرد رہتے تھے اور علیزے کو اس سب میں اپنا آپ بہت تنہا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ ناساز حالت کی وجہ سے مکمل بیڈ ریسٹ تھی۔ اس کا کھانا پینا سب کمرے میں ہی تھا۔

"نہیں میں لوں گی۔" وہ آنکھیں موندے بیڈ کی پشت سے سر ٹکائے لیٹی تھی جب اس کے کمرے کے پاس آتی ہوئی یوجنا کی آواز آئی۔

"نہیں اٹھنے کے بعد تو میں ہی کھیلوں گی۔" ثمن کی بھی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔ علیزے نے آہستگی سے آنکھیں کھول کر دروازے کی جانب دیکھا۔

"یار ثمن باجی ابھی بھی تو آپ ہی لی ہوئیں ہیں نا یار دس از سوان فیر میں جب بھی اٹھانے جاتی ہوں کوئی نہ کوئی میری گود سے آ کر لے جاتا ہے۔" وہ دونوں بحث کرتی ہوئی کمرے میں آ چکی تھیں۔ علیزے نے دیکھا ثمن کی گود میں وہ رویوں میں بے حد احتیاط سے لپٹی ہوئی تھی۔ وہ ستواسی تھی اس کا بے حد خیال رکھا جا رہا تھا۔ علیزے کی آنکھوں میں آج پورا دن کے بعد اسے دیکھنے سے ٹھنڈک آ گئی تھی۔ طمانیت رگ و پے میں بس گئی تھی ورنہ وہ چھوٹی موٹی سی صاحبہ ہر کسی کی لاڈلی ہمیشہ کسی نہ کسی کی گود میں پائی جاتی تھیں اور جس کی بیٹی تھی اسی کے پاس وہ بہت کم ہوتی تھی اور شاید یہ ٹھیک بھی تھا علیزے کو اپنی خوشبو سے اسے آشنا کروانا ہی نہیں تھا ورنہ اس کو عادت ہو جاتی، اس نے جیسے اس وقت ڈھیر سارے آنسوؤں کا گلا گھونٹا تھا۔

"آپی پلیز ثمن باجی کو بولیں نا کہ چھوٹی کو مجھے دیں میں اس کی خالہ ہوں میرا زیادہ حق ہے۔" وہ علیزے کے سر پر پہنچ شکایتی انداز میں بولی۔

"جی نہیں علیزے باجی آپ بھی اپنی پدی سی بہن کو بول دیں کہ اگر یہ اس کی خالہ ہے تو میں اپنے پالی شی منّی کی پھوپھو ہوں۔" وہ علیزے سے کہتی ہوئی اس پر جھک کر پیار سے بولی۔

''اور ابھی یہ سونا چاہتی ہے دیکھو کیسی نیندوں میں ہے جیسے صبح سے بیچاری کھیتوں میں مشقت کرتی آرہی ہے۔''اسے پہلے یوجنا مزید احتجاج کرتی ثمن احتیاط سے اس ننھی پری کو علیزے کے برابر لٹاتی ہوئی ہنس کر بولی۔علیزے کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی،وہ واقعی نیندوں میں جھوم رہی تھی اور علیزے کے قریب لیٹتے ہی وہ نیند کی وادیوں میں چلی گئی تھی۔

''کیا لائف ہے نا بس سوتے جاؤ دودھ پیتے جاؤ اور پھر سوتے جاؤ۔''یوجنا نے حسرت بھری نگاہوں سے اپنی بھانجی کو دیکھ کہا پھر سر جھٹکا۔

''آپی میں نے چھوٹی باجی نے بہت ساری پکچرز لی ہیں اور میں نے اپنی ساری فرینڈز کو بھیجی ہیں سب نام پوچھ رہے ہیں آپ کب نام رکھیں گی؟''وہ جوش سے علیزے کے قریب آکر بولی۔علیزے کو سمجھ نہ آیا کیا کہے۔

''ارے یوجنا ابھی نہیں ابھی لالا نہیں آئے نا لالا آئیں گے تو ایک بڑی سی تقریب رکھی جائے گی عقیقہ ہوگا پورا گاؤں آئے گا پھر نام بھی اناؤنس کیا جائے گا۔''ثمن نے مزے سے بتایا۔

"کیا واقعی؟" یوجنا کی آنکھیں پھیل گئیں اور پھر وہ ان کے ساتھ ایسی جوش سے باتیں کرتی ہوئی باہر نکل گئ۔ ان دونوں کے جانے کے بعد علیزے نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے بالکل پاس اس موم کی گڑیا کو دیکھا جو پر سکون سو رہی تھی۔

علیزے لب کاٹتے ہوئے اسے نظروں میں اتارنے لگی، ابھی بس شاہ زیب آئے گا، ان کی طلاق ہو گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اپنے وجود کے حصہ سے جدا ہو جائے گی، وہ پھر کبھی اس کو اتنے پاس سے نہیں دیکھ سکے گی اور نہ وہ کبھی یہ جان پائے گی کہ اس کی ماں کیسی تھی، کتنا روح فرسا خیال تھا۔ آنسوؤں کا ریلا تھا جو اچانک بہنے لگا تھا کہ معاً ہی اس کا فون بجا تو اس نے جلدی سے آنکھیں صاف کرتے ہوئے فون اٹھا کر سکرین کو دیکھا جہاں مہک کی ویڈیو کال آ رہی تھی۔ اس نے اٹینڈ کی تو دوسری طرف مہک کا ہشاش بشاش چہرہ نظر آیا۔ علیزے مغموم مسکرا دی۔

"ہیلو میری جان بہت بہت بہت بہت مبارک ہو اوہ مائے گاڈ میری بیٹی ایک بیٹی کی مما بن گی آئی کانٹ بلیواٹ دانی رائمہ سب نے پکچرز بھیجی اور میں تو صدقے واری ہو گئ اس قدر کیوٹ اور ہیلدھی ہے ماشاللہ ماشاللہ میری ہی نظر لگ جائے گی بالکل ہو بہو تیرے پر گئ ہے یوں گول مٹول میرا دل چاہ رہا تھا کھا جاؤں میں ماشاللہ ماشاللہ۔"

مہک جو شروع ہوئی تو رکنے کا نام نہیں لینے لگی۔ علیزے مسکراتی ہوئی اسے سننے لگی جو انتہا کے جوشیلے پن سے بولے جا رہی تھی۔

"کدھر ہے میری بے بی؟ "

"یہی ہے۔"علیزے نے آہستہ آواز میں کہا۔

"ہیں؟"مہک نہ سننے پر اتنی زور سے چلائی کہ موبائل کے سپیکر سے پھٹ کر آواز ایسی نکلی جیسے وہ ننھی سی گڑیا سہم گئی۔ علیزے نے بے اختیار اس کے سینے پر ہاتھ رکھ مہک کو آنکھیں دکھاتے ہوئے والیم سلو کیا۔

"بہری انسان ڈر گئی وہ۔"اس نے غصہ سے کہتے ہوئے کیمرے کا رخ اس کی جانب کیا جو ماں کا لمس محسوس کرتے ہی پھر سے سو گئی تھی۔ مہک اسے لائیو قریب سے دیکھ روتی شکل بناتی ہوئی فلائینگ کس کرنے لگی۔

"آئی وش آئی کین ہولڈ ہر۔"وہ دل مسوس کر بولی۔

"زے ذرا اس کے پھولے پھولے گالوں کو ٹچ کرنا میں نے دیکھنا ہے کتنے سوفٹ ہیں۔"ایک نئی فرمائش کی گئی جس پر علیزے چونکی اور کیمرے کا رخ ہٹا کر اپنی طرف کر لیا۔

"کیا ہوا؟"مہک الجھی۔

"تم جب خود آؤ گی تو دیکھ لے نا۔ "لہجہ میں کچھ ایسا تھا کہ لمحے کے ہزار ویں سیکینڈ میں مہک کو سمجھ آ گیا۔

"تم اس کو جان بوجھ کر پچ نہیں کرنا چاہتی نا؟ "علیزے نے بے ساختہ نظریں چرائیں اور چھپکے سے لائن کاٹنی چاہی مگر مہک بول پڑی۔

"خبادار جو کال کاٹ کر نیٹ ورک کے اشو کا بہانہ بنایا زے ڈونٹ ٹیل می کہ تو اب تک اسی ضد پر اڑی ہوئی ہے کہ تجھے شاہ زیب بھائی کو چھوڑنا ہے؟ "مہک سنجیدہ ہوئی۔

"مہک جان میں تجھ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔ "علیزے نے ابھی رابطہ منقطع کرنے میں ہی آفیت جانی۔

"خبادار مجھ سے بات کر سن زے تو کیوں کر رہی ہے ایسا کیوں اپنے ہی ہاتھوں اپنا اتنا پیارا گھر توڑنے پر تلی ہے یار تیری ساس تیری نند تیرا سسرال تیرا ددھیال کتنا اچھا ہے کتنا پیار کرتا ہے تجھ سے دادی جان تجھے ہاتھوں کا چھالہ بنا کر رکھتی ہیں سب سے بڑھ کر شاہ زیب بھائی تجھ پر جان چھڑکتے ہیں اور یہ ساری وجہ کافی تھیں جو ایک اور خوبصورت وجہ تیری زندگی میں آ گئی تو ماں بن گئی ہے ڈیو بلیو تو مما بن چکی ہے تیرے برابر جو معصوم پری ہے وہ تیری بیٹی ہے تیری اور شاہ زیب بھائی کے خوبصورت پاک رشتے کی حسین نشانی تو کیوں سب ہنستا بستا اجاڑنے چلی ہے کیوں؟ "

"اسٹاپ اٹ مہک ابھی مما پورا لیکچر دے کر گئیں ہے اور تجھے کیا لگتا ہے کیا کوئی لڑکی اپنی مرضی سے جان بوجھ کر بنا کسی بات کے اپنا گھر تباہ کرتی ہے نہیں خوشیوں پر میرا بھی حق ہے کیا لگتا ہے تجھے میں اپنی اس جان کے ٹکرے سے محبت نہیں کرتی میری ممتا نہیں للچاتی اس کو دیکھ کر لیکن....." وہ ہیجانی کیفیت میں آواز کو ہلکا رکھ غرائی۔

"لیکن کیا ہاں زے بتا مجھ سے شیر کرنا یار۔" مہک نے دوسری جانب مضبوطی سے موبائل تھامتے ہوئے سکرین اپنے اور قریب کی۔ علیزے نے آنکھیں بند کیے گہری سانس لی اور پھر جب آنکھیں کھولیں تو ان میں کھارا پانی جمع دیکھ مہک کو افسوس ہوا، کاش وہ اس وقت اس کے پاس ہوتی اور اسے گلے لگا لیتی۔

"بول نازے ایسی کیا وجہ ہے جو تجھے اتنے خوبصورت رشتوں سے جدا کرنے پر تلی ہے؟ "

"مہک تو جانتی ہے میں نے دل سے قبول کیا تھا سب.... بالکل ٹھیک جا رہا تھا سب کہ اچانک ویٹسن واپس آیا میں تبھی شاہ زیب سے محب... میرا مطلب میں تبھی شاہ زیب کے ساتھ خلوص سے رشتہ نبھا رہی تھی لیکن ویٹسن کی وہ کڈنیپنگ اس سب کے جھنجھٹ میں پڑ گئی تھی اور تجھے معلوم ہے تیری مہندی والے دن میں یار فرینڈ کے

ساتھ تھوڑا سا اتنے سٹریس میں تیری مہندی انجوائے کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر شاہ زیب نے اس کو تھپڑ مارا کیونکہ وہ میرے ساتھ بے تکلف ہو رہا تھا ڈیو بلیواٹ ہی لٹریلی سلیپڑ ہم یہ میں جانتی تھی کہ شاہ زیب کافی حد تک پوزیسو ہے لیکن یہ تو بھی جانتی ہے کہ یہ تو حد درجہ کی ٹاسک سٹی ہے نا۔" مہک خاموشی سے اسے سنتی گئی، وہ آج جیسے اپنے دل کی بڑھاس آخر کار کسی کے سامنے نکال رہی تھی۔

"مجھے بہت غصہ آیا بہت زیادہ اور ویٹسن کا پرپوز کرنا اس کی الگ دیوانگی ان سب میں مجھے ویٹسن بہتر آپشن لگا کیونکہ وہ کم از کم ٹاسک تو نہیں ہے نا اتنا تنگ ذہن تو نہیں ہے کہ مجھے اپنی زندگی جینے نہ دے شادی کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ میری کوئی اپنی ذاتی زندگی نہیں بچی اپنا حلقہ احباب اپنی خواہش اپنے خواب اپنی ترقی اپنی کامیابی اپنی سیلف گروتھ کچھ نہیں سب ختم۔" وہ دو پل کے لیے رکی، وہ اب روتے روتے کہہ رہی تھی۔

"اور پھر.... پھر مجھے معلوم ہوا کہ میں پریگننٹ ہوں ایک ذہنی دباؤ تھا جو بڑھتا گیا اور گھی آگ میں ڈالنے والا کام بھی شاہ زیب نے کیا اس نے میری اور ویٹسن کی ملاقاتوں کو الگ رنگ دیا اس نے مجھ سے جس طرح کے الفاظ استعمال کیے میں تجھے نہیں بتا سکتی مجھے کتنی تکلیف ہوئی اس نے.... اس نے کہا کہ.... چھوڑ اس نے بس ہم سے میں کو

کر دیا اس نے مجھے نہ سنا نہ سمجھا اس نے فیصلہ سنا دیا اب تو ہی بتا میں کیسے اتنی ٹوسکسٹی بھرے ریلشن شپ میں سروایو کر سکتی ہوں یہ ظلم ہو گا میرے ساتھ اور تو جانتی ہے میں خود کو پہلے رکھتی ہوں لیکن سب مجھے خود غرض سمجھ رہے ہیں سب کو لگ رہا ہے کہ میں ایک ناشکری لڑکی ہوں جو ہزار اچھایوں پر چند برایوں کو فوقیت دے رہی ہو اور وہ خامیاں بھی ان کو خامیاں نہیں لگتیں لیکن میرا دم گھٹتا ہے میں تو بچپن سے اڑنا جانتی تھی اور مجھے تو محبت نام کے سونے کے پنجرے میں قید کر دیا ہے لیکن وہ پنجرا محبت کا ہو یا نفرت کا پنجرا پنجرا ہوتا ہے قید قید ہوتی ہے تو سمجھ رہی ہے نا میں کیا کہہ رہی ہو۔" وہ بولتی گئی اور وہ چپ چاپ اسے سنتی گئی۔ وہ اندازہ لگا رہی تھی کہ اس کی جان سے زیادہ پیاری دوست کس قدر ذہنی آزمائشوں میں ان پچھلے وقتوں میں رہی ہے اور اسے تو خبر بھی نہیں تھی۔

"زرے تو ٹھیک ہے؟" اس نے کچھ بھی بولنے سے پہلے پوچھنا مناسب سمجھا۔

"پتا نہیں یار میں بہت تنگ ہوں لوگوں کی دل و دماغ کی جنگ ہوتی ہے لیکن میرا دل ایک طرف تو کھلے آسمان تلے سانس لینا چاہتا ہے تو دوسری طرف اس کے پہلو میں...." وہ آگے بول نہ سکی بلکہ سر جھکا کر رو دی۔

"تجھے شاہ زیب بھائی سے محبت ہو گئی ہے نا؟"علیزے نے چونک کر سر اٹھایا، موبائل بھی ہاتھوں سے لرزا۔ دل جیسے گھوڑوں کی رفتار سے دوڑنے لگا۔

"محبت؟"

"ہاں زے تو بھی اس سونے کے پنجرے میں اپنی من مرضی سے قید ہوتی گئی ہے پنجرے کا دروازہ وہ کھول رہے ہیں لیکن تو پر پھیلا کر باہر افلاک میں اڑان نہیں بھر رہی رہی ایسا کیوں؟"علیزے پل بھر کے لیے ساکت ہوئی۔ مہک اسے آئینہ دکھا رہی تھی۔

"تجھے ویٹسن سے کبھی محبت نہیں ہوئی بلکہ تجھے کبھی کسی سے آج تک محبت نہیں ہوئی تجھے بچپن میں شاہ زیب بھائی سے اپنایت تھی دوستی تھی قریبی تعلق تھا مگر اب اٹھارہ سال بعد اتنے سنگین حالات میں ان کی دسترس میں آنے کے بعد تو بھی وقت کے ساتھ آہستہ آہستہ لمحہ بہ لمحہ اس سونے کے پنجرے میں سکون پانے لگی ہے تو ان کی آغوش میں خود کو محفوظ سمجھنے لگی ہے نہیں؟"مہک نے اسے میل و دور ہو کر بھی پڑھ لیا تھا، اس کے احساسات کو صاف کورے کاغذ کی طرح جان کر اس کے سامنے پیش کر دیا تھا، وہ تمام الجھنیں ختم کر دی تھیں۔

"تو کیوں نہیں مانتی کہ تجھے بھی ان سے محبت ہو گئی ہے تو ابھی بھی اپنے جز باتوں کا غبار نکالتے ہوئے بے دھیانی سے محبت کہنے جا رہی تھی مگر رک گئی یہاں تیرا دماغ آ گیا اس نے تجھے روک دیا تو کیوں مکمل دل کی نہیں سن رہی اگر دل دو باتیں کہہ رہا ہے تو ان دو باتوں کو جوڑ کر دیکھ نا۔" علیزے کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔

"مہک یہ تو کیا کہہ رہی ہے میں فون رکھ رہی ہوں۔" ایک خوف تھا جو اسے محسوس ہوا تھا، تو کیا دسترس کو قید سمجھنے والی اسی دسترس کو محفوظ پناہ گاہ مان چکی ہے؟ کیا اسی دسترس کو سکون کا ڈیرا سمجھ چکی ہے؟ کیا اسے دسترس نام کے لفظ سے بھی اپنایت ہو چکی ہے؟ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی دسترس سے اپنایت؟ شکر گزاری کہ اس دسترس کی وجہ سے ہی تو علیزے کو اس کا اور اسے علیزے کا ساتھ میسر ہے، دسترس سے دستر برداری تو جدا کر دیتی۔

"میں وہی مہک ہوں زے جو بے شک تیری اور شاہ زیب بھائی کی کہانی کو زیادہ نہیں جان پائی تم دونوں کے رشتے کو باریکی سے سمجھ نہیں پائی شاید اس کہانی میں ایک اہم کردار بھی ادا نہیں کر پائی لیکن دو جگہ میں نے ایک بڑا کام کیا ہے یا یہ کہہ لو مجھے اندازہ بھی نہیں تھا لیکن اللہ نے مجھ سے کروایا تا کہ تم لوگوں کی کہانی آگے بڑھ سکے یاد ہیں وہ

دو مقام؟" وہ مہک کی آواز سے چونک کر باہر آئی، پانی سے لبالب بھری آنکھوں کا بوجھ اتنا بڑھ گیا تھا کہ آنسو بنا کسی جدوجہد کے ٹپ ٹپ خود ہی گرنے لگے۔

"کونسے؟" علیزے نے الجھ کر پوچھا۔

"ایک تب جب تو پاکستان نہیں آ رہی تھی تب میں نے رایمہ کی ریکویسٹ پر ہی سہی لیکن تجھے منایا تھا یہاں آنے پر اور دیکھ تیری زندگی یکسر تبدیل ہو گئی۔" علیزے کے ذہن میں کوند لپکا۔

"میں اٹھارہ سال سے نہیں آئی ہوں اب بھی نہیں آؤں گی مجھے نفرت ہے ان سب سے۔"

"اس کا مطلب تم ان سے ڈرتی ہو؟"

"واٹ ربش۔"

"ہاں جب ہی تو تمہیں ڈر ہے کہ تم آئی تو تم ہمیشہ کے لیے یہاں رہ جاؤ گی۔"

"واؤ واٹ آ جاک مجھے یعنی کے علیزے انور پر وہ کیا نام ہے میری سو کالڈ دادی کا ہاں انیلا بخت حکم چلا کر روک سکتی ہیں وہ تو خود اپنے آخری دن گن رہی ہیں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"نہیں انیلا بخت نہیں ان کے بیٹے یعنی کے تمہارے تایا چاچی پھوپھوان کے بچے جو پتا نہیں کتنے بڑے ہو گ ئے تمہیں اس حویلی سے خوف ہے ادھر کے لوگوں سے ہیں نا؟"

"مہک اگر تمہیں لگتا ہے ایسا تو میری بلا سے یہ بات تم بھی جانتی ہو اور سب کہ علیزے انور پر اس کے باپ کا بھی حکم نہیں چلا تو کل کے آئے ہوئے چاچا تایا کیا کر لیں گے۔"

"تو پھر ثابت کرو۔"

"کیسے؟"

"ایک ہفتے کے لیے آ کر۔"

"بولو صرف ایک ہفتے کی بات ہے آخر تمہیں نہیں دیکھنا کہ وہ حویلی میں رہنے والے بخت فیملی ہے کیا؟"

"زے بولو؟"

"اچھا ٹھیک ہے کیا یاد کرو گی تم بھی جسٹ ون ویک۔" علیزے نے واپس مہک کو تحیر سے دیکھا جو سکرین پر مسکراتی ہوئی نظر آ رہی تھی، دونوں نے جیسے ایک ساتھ ہی منظر کو یاد کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اور دوسرا؟"علیزے نے بے ساختہ پوچھا۔

"جب تو نے شاہ زیب بھائی سے نکاح کے لیے رضامندی دکھادی تھی مگر بعد میں جب تو اس کمزور لمحہ سے باہر آئی تو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور تو انکار کرنے جا رہی تھی۔"ایک بار پھر علیزے کے ذہن میں کوند لپکا۔

"کیسا سچ؟ "

"تم نے آج تک چاچو کو کوئی خوشی نہیں دی ہے۔""تم نے ہمیشہ انہیں پریشان کیا ہے۔"

"تم نے انہیں ان کے اپنوں سے اپنی نفرت کے خاطر دور رکھا ہے۔ "

"آج اتنی بڑی خوشی انہیں تم دے رہی تھی اور وہ بھی تم چھین رہی ہو۔ "

"تم نے آج تک اپنی من مانی کی ہے زے آج تک تم نے چاچو کی کوئی بات نہیں مانی آج اپنی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ مان لو کیا پتا اللہ تمہیں اس کا ہی اجر دے دیں تمہارے ماں باپ کے ساتھ کیے سلوک کے گناہ معاف ہو جائے اس ایک اقرار کے بدلے۔ "

"میں نے یہ سب تمہیں تکلیف پہنچانے کے لیے ہر گز نہیں کہا ہے بس میں چاچو کو پھر سے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی اور ان کو تکلیف میں دیکھ تمہیں اذیت میں نہیں دیکھ سکتی۔"

"میں جانتی ہوں میری زے بہت بہادر ہے وہ بہت اچھے سے سامنا کرے گی اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ضرور بہتری ہو گی ان سب کے پیچھے کیا پتا شاہ زیب ہی تمہارے لیے لکھا گیا ہو پھر کیوں اپر کے لکھے فیصلوں کے خلاف ورزی کرنا؟"

علیزے سٹپٹا گئ۔وہ ٹھیک رہی تھی جبکہ مہک مسکرائ۔

"میری جان میں آج بھی ایک آخری بار تمہیں ایک سچی دوست ہونے کے ناطے احساس کروا رہی ہوں میں تمہارے احساسات سے واقف ہو کر اب صرف تمہیں کچھ کہنا چاہوں گی خود بھیٹ کر سوچنا۔"

"کیا؟"

"زے میری بات سنو۔" مہک نے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں موبایل لیا۔

"زے میں تمہاری ہر بات ہر وجہ ہر چیز کو سمجھتی ہوں ہم آج کل کی جنریشن ہے ایک ٹاسک رشتے کو مجبوریوں میں نہیں نبھائیں گے سمجھوتا نہیں کریں گے بہت اچھی بات ہے لیکن زے یہ ایک پہلو ہے جو تم نے دیکھا ہے تم ذرا دوسرے پہلو سے تو دیکھنے کی

کوشش کرو شاہ زیب بھائی نے کیا تم پر آج تک ہاتھ اٹھایا کیا انہوں نے تمہیں گالیاں دیں تمہارے ساتھ جاہلوں کی طرح بی ہیو کیا نہیں اور اس میں کوئی خاص بات بھی نہیں ہے کیونکہ ایک سمجھدار پڑھا لکھا نارمل انسان ایسے ہی ہوتا ہے لیکن میرے یہ سب کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تم نے بالکل بھی بینفٹ آف ڈاؤبٹ نہیں دیا ہوا ہے تم اس وقت تنگ ذہن سے سوچ رہی ہو نا کہ کھلے ذہن سے تم یاد کرو وہ ہر پل جب شاہ زیب بھائی نے تمہاری خوشی کے لیے خود پر جبر کیا تمہیں وہ کرنے دیا تم پر وہ روک ٹوک نہیں لگائی جو ایک گاؤں میں رہنے والا انسان ایک وڈیرہ ایک فڈیول سسٹم سے وابستہ ایک آدمی ضرور لگاتا ہے کیوں کیونکہ وہ تم سے محبت کرتے ہیں تمہارے آگے مجبور ہو جاتے ہیں جس طرح تمہارے بلیفس سسٹم ہیں ان کے بھی اپنے بلیفس سسٹم ہیں جب تم ان کے بلیفس سسٹم کو پوری طرح نہیں قبول کر سکتی تو تم کیسے توقع کرتی ہو کہ وہ تمہارے کریں؟" دھک۔علیزے سن ہی تو رہ گئی تھی، کیا حقیقت تھی جو اس وقت مہک بڑھی سمجھداری سے اسے دکھا رہی تھی۔

"تم خود غرض نہیں ہو میری رس ملائی خود کو پہلے رکھنے کو سیلف لو کہتے ہیں سیلف پرایوٹی ہونی چاہیے یہ ضروری ہے بلکہ یہی ضروری ہے مگر تم بہت تنگ ذہن ہو رہی ہو تم صرف خود کو ہی صحیح اور ان کو غلط سمجھ رہی ہو جیسے تم نے کہا میری مہندی والے دن

جو ہوا وہ تھپڑ تو یہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے تھا کہ یہ ردِ عمل بہت عام بات ہے انہوں نے تو صرف تمہارا لحاظ کرتے ہوئے تھپڑ مارا اگر مار مار کر بھرتا بھی بنا دیتے تب بھی مجھے حیرانی نہیں ہوتی کیسے میں بتاتی ہوں خود کو تم ان کی جگہ رکھ کر دیکھو ایک دفع علیزے کے کردار کو چھوڑ شاہ زیب کے کردار کو اپناؤ یہ ردِ عمل آنا ہی آنا تھا یہ غصہ ہونا ہی ہونا تھا وہ بیٹسن کوئی انجان نہیں تھا کہ اگر وہ تم پر الزام لگاتے تو غلط ہوتا تم پر بھروسہ نہیں کرتے وہ تمہارا ایکس ہے تمہاری اس کے ساتھ ہسٹری رہ چکی ہے تم نے اس کو ان پر فوقیت دی تھی تو ظاہر سی بات ہے اچانک اس کے آجانے پر اس کی تم سے پر ملاقات پر کسی کا بھی ردِ عمل کچھ اس طرح ہی آتا لیکن کیا تم نے آگے بڑھ کر انہیں تھاما بولا کہ چپ ہو جاؤ میں تمہیں بتاتی ہوں سچائی کیا ہے انہوں نے فیصلہ سنایا تو علیزے انور نے بھی یہ فیصلہ مان لیا۔" علیزے کچھ کہنے کے قابل نہ رہی تھی اور مہک نرمی سے بولتی ہوئی چپ ہونے کے اس وقت قابل نہیں تھی۔

"اور یہ بات بھی تم رد نہیں کر سکتی کہ وہ تمہیں کچھ غلط کرنے کا حکم نہیں دیتے کچھ صحیح پر غلط نہیں غلط پر صحیح ٹوکتے ہیں میں جانتی ہوں جو میں کہوں گی اب وہ تمہیں ٹر گر کرے گا بلکہ ہم سب کو ہی کرے گا کیونکہ ہم بہت گناہ گار ہیں زے شاہ زیب بھائی نے کچھ غلط روک ٹوک تو کبھی نہیں کی نا انہوں نے وہ سب کہا جو اللہ کا حکم ہے بنتِ حوا کو

زے ہم معاشرے کی بنائے ریت رواج کے خلاف ہے لیکن دین کے نہیں اور یہ پابندیاں شاہ زیب بھائی یا معاشرے نے نہیں بلکہ اسلام نے ہم پر عاید کی ہیں۔"وہ ٹھیک کہہ رہی تھی، یہ اسے ٹر گر کر گیا تھا جب ہی وہ پہلو بدل کر رہ گئی تھی۔

"ہم اس فانی دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر بہت دور آ چکے ہیں اپنے دین سے اس کے اصولوں سے تم اپنے ایمان سے بتاؤ کیا شاہ زیب بھائی نے ایک شوہر ہونے کے کسی فرایض میں کوتاہی کی ہے؟"علیزے کا سر چاہ کر بھی نفی میں نہ ہل سکا۔

"نہیں مجھے یقین ہے ایسا ہی ہے لیکن تم نے ضرور اپنی بیوی ہونے کے فرایض میں ڈھیروں کوتاہیاں کی ہیں شوہر کو تو کتنا بڑا درجہ حاصل ہے اس کا حکم ماننا اس کی تعبے داری کرنا اس کی خدمت کرنا ہمارا فرض ہے اور وہ بھی ٹھیک حکم غلط نہیں لیکن کیا تم نے ایسا کچھ کیا ہے؟"علیزے سے فون پکڑنا محال ہو گیا تھا۔

"مہک....."اس نے سوکھے لبوں پر زبان پھیری، اس نے قطعی یہ سب مہک سے ایکسپیکٹ نہیں کیا تھا۔

"زے کچھ لوگوں کے شوہر تو کتنے سخت مزاج ہوتے ہیں کتنے برے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی بیویاں بیچاری صابر ہوتی ہیں اللہ کے حکم کے خاطر اور گناہ ان کے شوہروں کو ملتا ہے لیکن یہاں تو تم خوش نصیب ہو تمہیں اتنی محبت کرنے والا انسان ملا ہے تمہیں

اتنا چاہتے ہیں شاہ زیب بھائی ان کی آنکھوں میں وہ چاہ دکھتی ہے لیکن تم... تم سوری ٹو سے اللہ کو ناراض کر رہی ہو۔"علیزے تڑپ اٹھی۔

"تو تم کہہ رہی ہو میری ساری وجوہات سراسر غلط ہیں اور میں سمجھوتا کر کے اس کے ساتھ رہوں؟"مہک نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں میری جان میں کب کہہ رہی ہوں سمجھوتا کر و اور تمہاری کچھ وجوہات بالکل جایز ہیں غلطی پر شاہ زیب بھائی بھی ہیں غلط فہمیاں اتنی بڑھ چکی ہیں کہ تم دونوں ہی اپنی اپنی جگہ غلطی پر ہو اور تم بالکل ٹھیک کہتی ہو ہماری اپنی زندگی ہے اپنی انفرادی حیثیت ہے لیکن ایک بات بتاؤں تمہیں اکثر محبت کرنے والے چاہتے ہیں کہ ان کا محبوب بس ان کا رہے شاہ زیب بھائی چاہتے ہیں کہ تم ایسے رہو کہ انہیں کمفرٹیبل ہو اور تم چاہتی ہو کہ وہ ایسے رہیں کہ تم کمفرٹیبل ہو تم دونوں ہی غلط ہو شادی کے رشتے میں شوہر اور بیوی کو ایک توازن قایم کرنا پڑتا ہے کبھی اس کی تو کبھی اس کی بات ماننی ہوتی ہے ایک دوسرے کو اپنی مٹھی میں قید نہیں کرنا ہوتا ایسے رشتہ ایک طرفہ ہو کر رہ جاتا ہے اور ٹاسک بن جاتا ہے اور سمجھوتا دونوں جانب سے تھوڑا بہت ہوتا ہی ہے کیونکہ تم دو الگ الگ انسان ہو الگ الگ سوچ الگ الگ طور طریقے اور سب سے بڑھ

کر تمہارا محبت کرنے کا الگ انداز اور ان کے محبت کرنے کا الگ انداز ہے تم سمجھ رہی ہو نا میں کیا کہنا چاہ رہی ہوں؟"علیزے نے نفی میں سر ہلایا۔

"مہک میں سمجھ رہی ہوں لیکن میں نے پہلے بھی کوشش کی تھی مگر شاہ زیب کا کنٹرولینگ بے ہیویر ہے نہیں ہو پایا حالات کچھ ایسے بن جاتے ہیں کہ میری اور اس کی نہیں بنتی مختصراً ہماری بن ہی نہیں سکتی ہم ایک دوسرے کے لیے بنے ہی نہیں ہیں جیسے سِلا اور بھائی ایک دوسرے کے لیے نہیں بنے تھے۔"کیا مثال تھی؟ واہ مہک علیزے کی عقل پر ماتم کرتی رہ گئی۔

"میری ماں ان کے رشتے میں محبت نام کا کوئی احساس نہیں تھا اور تمہارے رشتے میں محبت ہی محبت ہے دیکھو نا اتنا کچھ ہوا اور اللہ نے کس طرح تم دونوں کو ملایا اور اللہ ہی نے تمہارے دل میں محبت ڈالی اب بس میں یہ کہوں گی اپنی محبت کو کان لگا کر سنو وہ کیا کہتی ہے یہ سب کچھ یہ دنیاداری یہ مختلف سوچیں یہ الگ اگ پرورش یہ سب کچھ ایک طرف رکھ دو اور اطمینان سے بھیٹ کر اپنے دل سے پوچھو کہ وہ کس کے لیے دھڑک رہا ہے۔"مہک نے کہہ کر بغیر سلام دعا کیے کال کانٹ دی جبکہ علیزے سن سی سکرین کو تکتی رہ گئی۔

"محبت۔ "لب پڑپڑھائے۔ آنکھیں بند کیں۔ ذہن کے پردے پر کچھ گزرے منظر دھندلے سے صاف ہونے لگے، آوازیں قریب آنے لگیں۔

"تاسو زمادز°. خاور° برخہ یاست۔ "

"مطلب تم میرے اسی دل کی بنجر زمین کا حصہ ہو۔"

"تاسو ھغہ° وک یاست چہ° زما حواس راولی۔ "

"تم میرے حواسوں پر قابض ہونے والی وہی تو ہو۔ "

"تہ زماد ضد کار ی°۔ "

"تم میری ضد کی تصویر ہی تو ہو۔ "

"زہ پوھیہ° م چہ° ستاسو° مای زمادلاسر سي پہ دننہ کا° دی۔ "

تمہارا مقام میری دسترس میں جانتی ہو کیوں ہے؟ "

"° مکہ چہ° تاسو زماد سوا° اصلي لامل یاست۔ "

"کیونکہ تم میرے سکون کی اصل وجہ ہو۔"

"تہ زمادز° ہ° و° ہ ی° تہ زمادز° ہ° و° ہ ی°۔ "

"تم میرے دل کا ٹکرا ہو تم میرے دل کا ٹکرا ہو۔ "

"مخدوم شاہ زیب فرقان بخت پوری شدت سے علیزے شاہ زیب بخت کو چاہتا ہے ابھی سے نہیں بچپن سے اس کی چاہت میں غوطے کھا رہا ہے اسے محبت کرتا ہے۔"

"میں تمہارا تھا تمہارا ہوں تمہارا رہوں گا۔"

"کیونکہ شاید تم مخدوم شاہ زیب فرقام بخت کیلئے خاص ہو۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

سورج غروب ہو چکا تھا۔دن سے رات ہو چکی تھی،وہ مہک کی باتیں ملسلسل سوچتی ہوئی آج کھانے سے بھی انکار کر چکی تھی۔اس نے اپنے دل میں جھانکنا شروع کیا تھا اور دل میں چھپی محبت جیسے چیخ چیخ کر اسے شاہ زیب کے ساتھ کی بھیک مانگ رہی تھی۔رات کے آدھے پہر اس وقت برابر سوتی جاگتی وہ ننھی سی جان اس بار کوئی تیسری مرتبہ پھر بھوک کے لیے کچی پکی نیند سے اٹھ کر بلبلانے لگی تھی۔علیزے کو بار بار اسے دودھ پلاتے ہوئے تھکن ہونے لگی تھی،اسے نہیں معلوم تھا بچے کو سنبھالنا اتنا مشکل ہے۔وہ ایک پھر اٹھی اور فیڈر بناتی ہوئی اس کو دودھ پلاتی غنودگی میں جانے لگی لیکن جب اس نے ہاتھ پیر چلائے تو وہ جھٹکا کھا کر اٹھی اور فیڈر سائیڈ پر رکھ اسے احتیاط سے اپنے کندھے سے لگائے اس کی پیٹ سہلاتے ہوئے نیند سے خمار

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE

آنکھیں لیے ٹہلنے لگی۔ پانچ منٹ بعد وہ دوبارہ سو گئ تو وہ اسے پھر سے لٹاتی دوسری طرف آئی اور خود بھی لیٹتی آہستہ آہستہ اس کے سینے پر تھپتھپی دیتی اس کو دیکھنے لگی۔ اس میں کچھ پل کے لیے شاہ زیب کی چھبی نظر آئی۔ وہ مسکرا دی۔

"یا اللہ میں کیا کروں۔" اس نے کروٹ بدلتے ہوئے پھر سے آنکھیں میچیں ایک جنگ میں جٹ گئ۔ اسے آج معلوم ہو رہا تھا کہ شاہ زیب سے اسے کتنی محبت ہو گئ ہے کہ وہ جب اس کے بنا رہنے کا سوچتی تو عجیب سا درد اٹھتا، وہ ماضی، حال اور مستقبل کو سوچتی سوچتی نیند کی وادیوں میں چلی گئ تھی۔

ایک گھنٹہ گزرا تھا، فجر ہونے میں مشکل سے آدھا گھنٹا بچا تھا۔ جب علیزے کے حواس نیند میں بیدار ہونا شروع ہوئے کیونکہ دروازے کھلنے کی آواز خاموش کمرے کو چیرتی ہوئ گونجی تھی۔

اب بھاری قدموں کی آواز قریب آ رہی تھی لیکن آہستہ ہوتی گئ، اسے پہلے علیزے پھر نیند میں جاتی مخصوص عطر کی مہک نے اس کو نتھنوں کو آ کر چھوا تو دشمنِ جاں کی موجودگی کا احساس ہوا۔ وہ بچی کی جانب کروٹ لیے لیٹی تھی کہ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور پہلا منظر جو سامنے دیکھنے کو ملا وہ اتنا خوبصورت تھا جس کو اس نے کبھی پہلے تجربہ نہ کیا ہو گا۔

وہ روئیوں میں دبی اس ننھی پری پر جھکا ہوا تھا، کھڑکی سے سیدھی چاند کی روشنی ان دونوں پر پڑ رہی تھی۔ وہ اپنے دونوں چھوٹے چھوٹے سے ہاتھوں سے اس کے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلی مضبوطی سے پکڑی ہوئی تھی۔ وہ اس کے اتنے نزدیق تھا کہ اس کی داڑھی اس کے سرخ ٹمٹاٹر جیسے موٹے موٹے گالوں پر چبھ رہی تھی۔ وہ نیلی آنکھوں میں نمی لیے اس کے چھوٹے سے چہرے کو کو دیکھ نظروں سے ہی پیار جتا رہا تھا جبکہ وہ پوری آنکھیں کھولے ٹکر ٹکر شاہ زیب کو دیکھ رہی تھی جو بنا پلکیں جھپکائے اس چھوٹی سی گڑیا کی اس دنیا میں موجودگی کی تصدیق کر رہا تھا۔

علیزے کے آنکھوں کے گوشے کب بھیگتے گئے اسے معلوم ہی نہیں ہوا تھا۔

وہ اشتیاق سے اب اس کے چہرے سے نظریں ہٹائے اس کے چھوٹے ہاتھ اس کے کمبل میں دبے پاؤں کو دیکھ رہا تھا جو اتنے نرم اور اتنے سفید تھے کہ ہاتھ لگاؤ تو میلے ہو جائیں۔

وہ اب پہلی بار اپنی بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دے رہا تھا۔ علیزے کا دل چاہا اس منظر کو کیمرے کی آنکھ میں قید کر لے جو یوں تھا کہ اب وہ اس کے گالوں پر اپنی گھنی مونچھوں تلے ہونٹ رکھ رہا تھا پھر اس کی چھوٹی سی ناک پر جو نہ نظر آنے کے برابر تھی پھر اس کی چھوٹے سے ہاتھوں کو چومنے لگا تھا۔ علیزے اس کی نیلی آنکھوں میں

چمکتی نمی کو دیکھتی ہوئی مزید بے آواز رونے لگی تھی۔وہ جیسے آج سارا پیار لٹا دینے والا تھا جبکہ وہ دنیا جہاں سے بے خبر ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے واپس غنودگی میں جا رہی تھی۔

شاہ زیب جیسی اٹھ کر پیچھے ہوا علیزے نے جھٹ سے آنکھیں بند کر لیں۔شاہ زیب نے گردن موڑے اسے دیکھا اور دیکھتا رہ گیا۔ممتا کا کتنا حسین روپ اس پر چڑھا تھا۔لرزتی پلکیں اور چہرے پر آنسوؤں کے نشان اس کے رونے کی چغلی کر رہے تھے۔وہ بے اختیار چہرہ پر ہاتھ پھیر گیا اور ضبط سے اس نے بالوں کو نوچ ڈالا پھر ایک جھٹکے سے اٹھا۔علیزے کا دل بلیوں کی طرح اچھل کر حلق میں آ گیا۔

شاید وہ اس کے قریب آ رہا تھا۔علیزے کا دل دل زور زور سے دھڑکنے لگا مگر وہ سوتی بنی رہی۔

اور پھر وہ لمحہ آ گیا جب وہ اس کی کلائی کو پکڑ کر اس کے سینے پر رکھتے اپنے لیے جگہ بنا کر اس کے قریب بھیٹا۔علیزے کی پشت اب اس کی جانب تھی۔اس کے چھونے پر علیزے کا روم روم جھوم اٹھا۔کیا کیفیت تھی جسے وہ دوچار ہوئی تھی۔ساری جنگیں جیسے ختم ہو گئی تھی جب وہ چند لمحے اس کے آبشار کی طرح پھیلے بالوں کو تکیے پر دیکھتا رہا پھر دھیرے سے آگے کو جھکا،اتنے قریب جھکنے کی وجہ سے اس کا بازو علیزے کی کمر کو چھونے لگا۔

اور اگلے ہی لمحہ ایسا محسوس ہوا جیسے سالوں کی دوریاں سمٹ کر آ گئی ہو جب اس نے بہت آہستگی اور نرمی سے اس کے منہ پر گرتے بالوں کو کان کے پیچھے کیا۔اب وہ مزید سٹل نہ رہ سکی اسیلیے کسمساتی سیدھی ہوئی جیسے دکھایا گیا ہو کہ اس کی نیند میں خلل پیدا ہوا ہے۔اب وہ بالکل چت لیٹی تھی۔

شاہ زیب نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے لے لیا تھا۔ایک عجیب کشمکش تھی۔وہ اس کے چہرے پر پڑتی ہوئی چاندنی میں اس کا چہرہ دیکھتے گیا۔

معلوم ہوا کہ صدیوں سے آنکھوں کی پیاس ہی نہیں بجھی تھی۔وہ ایک ایک نقوش کو دل میں اتارتا گیا جیسے وقت کی کمی ہو، پل سرک رہے ہو، جدائی دروازے پر دستک دے رہی ہو۔

علیزے کو تپش بھری نظریں اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں، اس کا جیسے انگ انگ تپ چکا تھا۔وہ ان نظروں کی تپش میں تپنے لگی تھی۔

اور پھر وہ ہوا جس کا اسے اندازہ نہیں تھا۔

وہ اس پر پوری طرح جھکتے ہوئے اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے لگا گیا یہاں تک کہ دونوں کی ناک آپس میں مس ہونے لگی تھی۔ایک انچ کا فاصلہ صرف دونوں کے لبوں کے درمیان تھا ورنہ آدھا چہرہ اس کے چہرے کو پوری طرح چھو رہا تھا۔

علیزے کادل موم کی بابت پگھلنے لگا۔

ساری اکڑ، ساری انا، سارا غصہ جیسے جھاگ بن گیااور دل نے جب شدت سے اس کے وجود کو جھنجھوڑ ڈالا جب اسے اپنی بائے آنکھ کے تھوڑا نیچے کچھ گیلے پن کا احساس ہوا۔ کوئی بوند گری تھی جیسے بادل سے زمین پر گرتی ہے اور اس وقت شاہ زیب کی آنکھ سے آنسو اس کے چہرے پر ٹپکا تھا۔ دھک وہ رو رہا تھا؟ وہ اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے لگائے، اس کے اوپر پورا جھکے لبوں کو آپس میں پیوست کیے وہ اس کے شفاف چہرے پر جھرنے کی طرح ٹپ... ٹپ آنسو بہانے لگا تھا۔

علیزے کا دل چاہا وہ اس کے اطراف میں بازو حایل کیے اسے خود سے لگا لے مگر ہمت تھی کہ جواب دے گئی تھی۔ اس نے آج سے پہلے کبھی شاہ زیب کو اس طرح ٹوٹتے بکھرتے نہیں دیکھا تھا کہ وہ آنکھوں کو رونے کی اجازت دے دے۔

اور یہ لمحہ تھا جب علیزے سب کچھ بھلائے بے آواز رونے لگی تھی۔ ایسا منظر تھا کہ کوئی دیکھ لے تو وہ رو پڑے۔ دونوں تڑپتے بے آواز رو رہے تھے۔ شاہ زیب آنکھیں میچ چکا تھا اور بے آواز آنکھیں بند کیے ابھی بھی سونے کا ڈھونگ رچتی روتی ہوئی علیزے کو دیکھ چکا تھا، اسے پہلے سے ہی معلوم تھا وہ جاگی ہوئی ہے۔

علیزے کا رونا رکنا پل بھر کے لیے جب بند ہوا تب وہ تھوڑا پیچھے ہوتے ہوئے اپنے لب اس کے لبوں پر رکھ کر خود کو سیراب کرنے لگا۔ علیزے کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی، وہ پھر رونے لگی۔ جب شاہ زیب اس کے لبوں کو آزاد کرتا ہوا پیچھے ہوا اور اس کی بند بھیگی پلکوں پر اپنے لب رکھے۔ علیزے کے رونے میں اور تیزی آئی۔

وہ اس کو زیر کر رہا تھا۔

وہ اس کو زیر کر چکا تھا!

وہ ہتھیار ڈال چکی تھی۔

اب وہ اپنے لب اس کی صبیح پیشانی پر رکھ چکا تھا۔ یہ محبت بھرا لمس اسے جیسے صدیوں بعد نصیب ہوتا محسوس ہوا تھا ورنہ اس کی جانب سے ملتی سفاکی اور بے رخی نے اسے کمزور کر دیا تھا، توڑ پھوڑ دیا تھا۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ "شاہ زیب تمہارا اعلیٰ ظرف ہے جس نے میری نفرت کو شہد کے گھونٹ جیسے پیا میں تمہاری تھوڑی سی ہی بے رخی میں کمزور ہو چکی ہوں" وہ کہنا چاہتی تھی کہ ایسے اس نے اسے اپنا اسیر بنا لیا۔ وہ جیسے بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر الفاظ لبوں پر آ کر ہی دم توڑ جاتے تھے۔

وہ اب اس کے کان کے پاس آیا تھا۔ علیزے نے اتنی قربت پر لبوں کو دانتوں سے تشدد کا نشانہ بنایا۔ کچھ رونے، کچھ حیا، کچھ ضبط کی شدت سے نہ صرف اس کا چہرہ بلکہ گردن تک سرخ پڑ چکی تھی۔

"اس خوبصورت تحفہ کے لیے شکریہ اور آزادی بھی مبارک میرے دل کے ٹکرے۔" دفعتاً اسے اپنے وجود میں چونٹیاں رینگتی محسوس ہوئیں۔ ایک.... دو.... تین لمحے سرکتے گ ئے لیکن اسے جیسے اس جملہ کے بعد کچھ سنائی نہ دیا۔ وہ کب پیچھے ہوا، کب اٹھا، کب باہر نکلا؟ اسے معلوم نہ ہوا! وہ ساکت و جامد چت لیٹی صرف "آزادی مبارک" پر ہی اٹکی رہی۔ نہیں.... نہیں.... نہیں وہ اب شاہ زیب سے دور نہیں جائے گی، وہ دور جا ہی نہیں سکتی، وہ اسے جھنجھوڑ کر کہے گی کہ تم نے ہی تو کہا تھا کہ "تم صرف میری ہو" اور جو بڑے استحاق سے تم کہتے تھے کہ "تو جو میری دسترس میں ہے" وہ مان، وہ حق میں نہیں چھینوں گی۔ میں تمہاری ہوں اٹھارہ سال پہلے سے اب تک تمہاری ہوں۔ علیزے انور بخت مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے بنا ادھوری ہے اور مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کے دل کی زمین علیزے انور بخت کے بنا بنجر ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews www.zubinovelszone.com

اچانک رونے کی آواز پر جب اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کی بیٹی رو رہی تھی۔ علیزے نے آگے بڑھ کر اس ننھے سے وجود کو اپنے سینے میں چھپا لیا اور خود بھی اس کے ساتھ رونے لگی اور ایک عہد کرنے لگی کہ وہ اب اس کو اپنے سے دور نہ کرے گی اور نہ اس کے باپ کو یہ حق دے گی کہ وہ خود سے علیزے کو دور کر کے اس کو اور علیزے کو تکلیف پہنچائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ رات اچانک ہی آیا تھا اور ہوا کے جھونکے کی طرح آکر اچانک ہی کہی چلا گیا تھا۔ اگلے دن صبح سے رات ہو گئی تھی مگر شاہ زیب کا کچھ پتا نہیں تھا۔ علیزے نے اتنی بے چینی سے شاہ زیب کا آج سے پہلے کبھی انتظار نہیں کیا تھا، یہاں تک کہ وہ کئی بار اسے کال بھی ملا چکی تھی مگر دوسری جانب سے وہ اس کی کال موصول نہیں کر رہا تھا۔ اس نے سب سے پوچھا لیکن کسی سے بھی اطمینان بھرا جواب حاصل نہیں ہوا۔

"یار نہیں کر مجھے لینے دے پہلے آجاؤ ماموں کی جان۔" پاس بھیٹے عدیب نے چڑتے ہوئے دانیال کا ہاتھ جھٹکا تھا جو بچی کو اٹھانے جا رہا تھا۔

"عدیب ٹھیک سے نہیں لے رہے تم وہ دیکھو اس کا سر ڈھلک رہا ہے۔" یہ جنت کی آواز تھی۔ علیزے تو جیسے فرش پر نگاہ جمائے کمرے میں سب لوگوں کی موجودگی سے بے نیاز تھی۔

"ہاں تمہیں بڑی پریکٹس ہے۔" عدیب منہ بسور کر بولا اور اس پیاری پر جھک کر اس کے گال چومنے لگا۔

"ارے گندے ہیں آپ بھائی ایسے نہیں کریں وہ بہت حساس ہے اس کے دانیں ہو جائیں گے۔" یوجنا نے اسے چٹاچٹ پیار کرتے ہوئے ٹوکا تھا۔ وہ رک کر اسے گھورنے لگا۔

"بیٹا جب تم چھوٹی تھی نا تو ایسے ہی میں لے کر پیار کرتا تھا اور تم ڈھیٹ کو کچھ ہوا بھی نہیں تھا۔" وہ چڑ ہی تو گیا تھا۔ ایک کے بعد ایک کوئی تلقین کیے جا رہا تھا۔

"ابے سالے یوج ستواسی تھوڑی تھی یہ ہے نا سیونتھ منتھ کی تو اس کی کیر ایکسٹرا آرڈنری ہے۔" دانیال نے چاولوں بھرا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا تھا، وہ لوگ بیڈ پر ہی بھیٹ کھانا کھا رہے تھے۔

"تجھے بڑا پتا ہے دائی نہ ہو تو کچھ دیا تو نے اب تک آیا بڑا اماموں۔" عدیب نے پانچ ہزار کا نوٹ پہلے ہی اس کی بے بی کوٹ میں ڈال دیا تھا جب ہی اکڑ کر دانیال کو شرم دلا رہا تھا۔

"بیٹا میں پیسوں میں نہیں ٹرخاؤں گا میں تو تحفے لاؤں گا لیکن ایک بار نام کرن میرا مطلب نام رکھ لیا جائے عقیقہ تو ہو کیوں زے؟" وہ کولڈ ڈرنک کو لبوں سے لگائے علیزے کو کندھا مارتا ہوا بولا۔

"تو میں نے کونسا کچھ نہیں لانا میں تو اپنی گڑیا کے لیے بہت سپیشل چیز لاؤں گا۔" عدیب کی بات پر جنت مسکرا دی۔

"بالکل ہم چھوٹی سی پری کے لیے روم بھی سجوائیں گے۔" وہ بھی جھک کر اسے پیار کرتی ہوئی بولی جو کسمسا گئی۔

"لیکن کونسا روم؟" یوجنا جو بچی کی تصویریں بنا رہی تھی چونک کر بولی جس پر علیزے چونکی۔

"ادھر حویلی میں ہی۔" علیزے کی بات پر ان چاروں نے تو چونکتے ہوئے دیکھا تھا لیکن فیڈر ہلاتی ہوئی اندر آتی رایمہ بھی چونکی تھی۔ وہ ابھی انور بخت اور شاہستہ بیگم کے پاس سے آ رہی تھی جو بے حد پریشان تھے اور شرمندہ الگ، شاہ زیب نے ضرور سارا الزام خود پر لیا تھا مگر سب سمجھ گئے تھے رہنا ہمیشہ سے علیزے کو ہی نہیں تھا ورنہ شاہ زیب کی محبت سے سب واقف تھے۔

"لیکن تم تو...." عدیب سنجیدہ ہوتا ہوا کہہ رہا تھا کہ وہ بھوک سے رو پڑی۔ جنت نے فوراً سے اسے عدیب کی گود سے لیا اور رایمہ کو دیا جو اسے دودھ پلانے لگی تھی۔

"میں نے کوئی فیصلہ لیا ہے لیکن وہ میں آپ کو بعد میں بتاؤں گی پہلے اس کو بتاؤں گی۔" وہ مسکرا کر دامن سے کھیلتی ہوئی بولی۔ سب نے کچھ حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"بش... بش... میلا بے بی بش۔" اس کو گود میں ہلاتے ہوئے جھلاتے فیڈر کی نپل اس کے چھوٹے سے منہ میں ڈالتے ہوئے رایمہ علیزے کی بات سن کر خوش ہوتے ہوئے اسے پچکارنے لگی تھی، چاولوں کو اندر نگلتے ہوئے دانیال نے گردن موڑ شریر نظروں سے اسے دیکھا۔

"اوئے ہوئے پریکٹس ہو رہی.... آہ میں مر گیا۔" اور یہ دھپ اس کی کمر پر عدیب نے مکہ جڑا تھا جس پر وہ بلبلا اٹھا تھا۔

"میں ادھر ہی بھیٹا ہوں چھچھورے انسان۔" دانیال کو وہ اس وقت بالکل شاہ زیب کا بھائی ہی لگا تھا، آخر خون جو ایک ہی تھا ہنہہ! وہ منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے سر جھٹک کر کھانے میں پھر سے مگن ہو گیا جبکہ یوجنا منہ چھپا کر ہنسی تھی اور رایمہ جھینپ کر واپس بچی کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"رایمہ اس کا ڈایپر بھی چینج کر دینا۔"علیزے نے کباب کا ٹکرا کانٹے سے اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہوئے رایمہ سے کہا۔

"ہاں اور کچھ خود بھی کچھ کر لو علیزے۔"وہ اس کو اپنے سینے سے لگائے مصنوعی خفگی سے بولی۔علیزے کھکھلا کر ہنس دی، عدیب کے اندر اپنی بہن کو اتنے مہینوں بعد ایسے ہنستے ہوئے دیکھ اطمینان پہنچا تھا وہی جنت اور دانیال اسے مسکرا کر دیکھنے لگے تھے۔

"یار وہ نا یہ مجھے آتا نہیں تم بہت اچھا کرتی ہو سب۔"وہ مسکین شکل بنا کر بولی۔رایمہ نے چھوٹی آنکھیں کر کے اسے دیکھا۔

"مانا کہ خالہ ہوں مگر مجھے بھی واپس جانا ہے سیکھو تم خود کیسی ماں ہو۔"وہ اب اسے کندھے سے لگاتی ہوئی تھپتھپی دے رہی تھی۔

"یار قسم سے کوشش کر رہی ہوں مگر...."وہ دانیال کے آگے سے اس معصوم کی کولڈ ڈرنک اٹھائے لبوں سے لگاتے ہوئے بیچارگی سے کندھے اچکا گئی جبکہ سب ہنسنے لگے تھے۔

رات سے اگلی صبح ہو چکی تھی۔آج علیزے کو یقین تھا کہ شاہ زیب اب تو ضرور آجائے گا اسلیے وہ جلدی اٹھ گئی تھی اور منہ ہاتھ دھو کر کمرے سے باہر نکل آئی تھی مگر باہر کا منظر دیکھ اس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی تھی۔

"علیزے تم باہر کیوں آئیں اندر جاؤ کمرے میں تمہاری چھٹی بھی نہیں ہوئی ہے ابھی۔" مہرون نساء جو کسی مہمان کے پاس کھڑی تھی اسے باہر دیکھ چونکتے ہوئے اس کے پاس آکر اسے واپس کمرے میں لے جانے لگی۔

"تائی جان یہ.... یہ سب کیا ہو رہا ہے یہ سب مہمان کیوں آئے ہیں اور یہ ثمن اور عمارہ یہ سب رو کیوں رہی ہیں؟" وہ بوکھلاتے ہوئے بولی کہ عمارہ شادی کے بعد پہلی دفعہ آئی تھی تو ایسے؟ کیا اس کے سسرال میں کچھ ہوا تھا؟ اور یہ اتنا مہمانوں کا جم غفیر کیوں لگا تھا؟

"تم اندر چلو بتاتی ہوں۔" مہرون نساء اس پر اٹھتی ہوئی نظروں کو دیکھ اسے اندر لے کر آ گئیں۔

"کیا ہوا تائی جان سب ٹھیک ہے سب مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے تھے بولیں نا؟" کچھ انہونی کے احساس نے اس کے دل کو ہلا ڈالا تھا۔ پہلا خیال اسے اپنے شریکِ حیات کا ایسا آیا تھا کہ اس کی روح تک کانپ گئی تھی۔ مہرون نساء کے چہرے پر بھی مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے۔

"بیٹا وہ....." وہ رکیں۔ علیزے کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"ماورہ خالقِ حقیقی سے جاملی ہے۔"انہوں نے آہستگی سے بتایا۔علیزے کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"کیا؟"حیرت تھی جو ہوئی تھی۔

"وہ تو کومے میں تھی نا؟"وہ ششدرہ رہ گئی تھی۔

"ہاں مگر کل رات ہی شاہ کو اطلاع ملی تھی کہ وہ...."وہ کہتے کہتے رک گئیں۔علیزے ڈھیلے انداز میں بیڈ پر بھیٹ گئی۔

"یااللہ یہ براہوا بہت برا کہی نہ کہی میری وجہ سے ہی اسے گولی لگی تھی۔"وہ یاسیت سے بولی۔

"اس نے تمہارے نام کی گولی کھا کر اپنے گناہوں کا مداوع کرنے کی کوشش کی تھی تم اس کی مغفرت کے لیے دعا کرو بس میں باہر کے معاملات دیکھ لوں اور ہو سکے تو باہر مت آنا۔"وہ کہہ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھتی ہوئی باہر نکل رہی تھی کہ علیزے نے پکارا۔

"تائی جان میری بچی کہاں ہے؟"اسے اچانک ہی خیال آیا تھا کہ باہر کا ماحول اچھا نہیں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"وہ انور بھائی جان کے پاس سو رہی ہے۔"علیزے نے سر اثبات میں ہلایا۔وہ نکل گئیں۔

"یا اللہ اس کی مغفرت کریے گا پلیز۔"اسے ایک عجیب سا گلٹ محسوس ہو رہا تھا اور دل الگ بھاری ہونے لگا تھا۔

رات تک وہ کمرے میں ہی تھی جب بارہ بجے کے قریب شاہ زیب کمرے میں آیا۔وہ جو بیڈ پر آنکھیں موندے بھیٹی تھی چونک کر سیدھی ہوئی اور اسے بغور دیکھا جو کلیجی رنگ کے شلوار قمیض میں، بکھرے بال اور سرخ آنکھیں لیے تھکا تھکا سا معلوم ہو رہا تھا۔

علیزے فوراً اُٹھ کر اس کے پاس آئی۔

"شاہ زیب تم ٹھیک ہو نا؟"اس نے فکر مندی سے پوچھا۔شاہ زیب نے اسے پر ایک اچٹی نظر ڈالی اور باتھ روم بڑھ گیا۔علیزے لب کچلتے ہوئے بیڈ پر بھیٹ گی اور نگاہ پیچھے سوئی ہوئی اس معصوم پر ڈالی جس کے ابھی کپڑے اس نے شاہستہ بیگم کی مدد سے چینج کروائے تھا۔ہلکے جامنی رنگ کے کمبل میں لپٹی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔علیزے مسکرا دی۔پانی گرنے کی آواز آنے لگی تھی۔وہ شاور لے رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

معمول سے ہٹ کر کچھ زیادہ ہی وقت لے کر وہ تولیے سے بال رگڑتے ہوئے باہر آیا تھا۔اب اس نے سفید کرتا پجاما پہنا ہوا تھا۔

علیزے واپس اٹھی تھی مگر اسے پہلے وہ آگے بڑھتی وہ اسے نظر انداز کیے تولیہ ایک جانب پھینک سوتی ہوئی ننھی سی جان کی طرف بڑھا اور اس پر جھک کر اسے پیار کرنے لگا۔

علیزے سے صبر کا کرنا محال ہونے لگا تھا۔وہ تو اسے ایسے نظر انداز کر رہا تھا جیسے وہ ادھر موجود ہی نہ ہو۔

"شاہ زیب مجھے تم کچھ ضروری بات کرنی ہے۔"انگلیاں مروڑتے وہ جھجھکتے ہوئے دونوں باپ بیٹی کے پیار میں خلل ڈال گئی تھی۔

"مجھے بھی۔"علیزے اس کے جواب پر خوشگوار حیران ہوئی تھی۔وہ اب ایک آخری بار اس کی پیشانی پر لب رکھ اٹھا تھا۔

علیزے نے جلدی سے اپنے بال ٹھیک کیے تھے جو بکھرے بکھرے سے تھے۔

"ہاں کہو؟"مسکرا کر کہا۔شاہ زیب نے اس مسکراتی آواز پر ایک نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا پھر اس کے برابر سے چلتا ہوا دروازہ کھول باہر نکل گیا۔علیزے کو حیرانی ہوئی تھی۔

چند ہی منٹ بعد وہ آیا تو علیزے بچی کے پاس بھیٹی اس کو تھپتھپا رہی تھی۔اس کے آنے پر تیزی سے کھڑی ہو گئ۔اس کے ہاتھ میں کچھ کاغضات تھے۔

"کیا....." اسسے پہلے وہ آگے بڑھ کر اپنا جملہ مکمل کر پاتی وہ ایک بار پھر اسے نظر انداز کرتا ہوا صوفے کی جانب بڑھا اور صوفے پر بھیٹ شیشے کی میز اپنے قریب کی ان پر وہ کاغضات رکھے اور جیب سے پین نکالنے لگا۔علیزے کے ذہن و گمان میں بھی نہیں آیا وہ کیا کر رہا ہے۔

گھڑی کی سویاں ٹک ٹک کرتی ہوئی خاموشی کمرے میں گونجنے لگیں۔شاہ زیب کچھ لمحوں کے لیے رکا۔نیلی نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو اس کے سامنے کھڑی نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔شاہ زیب نے واپس نگاہیں جھکائیں کہ پھر اٹھائیں ،بیڈ کے بیچ و بیچ لیٹی اس پری پیکر کو دیکھا جو دنیا جہاں سے انجان خوابِ خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔شاہ زیب نے واپس نگاہیں جھکالیں۔

زندگی میں تیسری اور آخری دفعہ اس کے دستخط کرتے ہوئے ہاتھ لرزے تھے۔علیزے کا دل کچھ عجیب سے انداز میں دھڑکا۔

وہ کیا کر رہا تھا؟ یہ سوچ اسے ہولانے لگی۔وہ تیزی سے بڑھ کر میز کے قریب آئ۔ قلم سے دستخط کرتے وقت وہ پتھریلی آنکھوں میں سب کچھ سمیٹا ہوا تھا۔

ایک....دو.... تین دھک۔وہ یکدم اٹھا۔علیزے لاشعوری طور پر پیچھے ہوئی اور الجھی نظروں سے اسے دیکھا۔

شاہ زیب نے واپس جھک کر کاغضات اٹھائے اور اس کی جانب بڑھائے۔اس نے سمجھنے نا سمجھنے والے انداز میں کاغضات تھامے۔

"میں نے دستخط کر دیے ہیں تم بھی کر لو اب تم آزاد ہو۔" کرتے کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے وہ بنا کسی تاثرات کے بولا تھا۔علیزے کا چہرہ یکدم سپاٹ ہوا۔ نظریں جب تحریر پر پڑیں تو اسے لگا اس کے جسم سے روح کھینچ لی گئی ہے۔پیروں میں جیسے کھڑے ہونے کی سکت نہ بچی۔وہ بے یقینی کے عالم میں انگت بدنداں ہوتی ہوئی چہرہ اٹھائے اسے دیکھے گئی۔

ان آنکھوں میں کیا کچھ نہیں تھا اس لمحے... حیرت... شکوہ.... خفگی.... غصہ وہ پوری جی جان سے لرزی۔ٹپ...ٹپ کرتے ہوئے آنکھوں میں آنسوں جمع ہوتے گرنے لگے۔

شاہ زیب اب اس کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا،وہ کسی غیر مرئی نقطے پر نگاہ جمائے بے نیاز تھا۔

"واٹ دا....." وہ انگریزی میں گالی دیتے ہیجان سے کاغضات دور پھینک گی کہ شاہ زیب بھی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ کاغضات دور گرے بکھر چکے تھے بالکل اس کے احساسات کی طرح!

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟" وہ روتے ہوئے آگے بڑھی اور اس کا گریبان اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ شاہ زیب کی آنکھوں میں پل بھر کے لیے وہ منظر آیا جب اسی طرح علیزے نے اس کا گریبان پکڑا تھا لیکن تب اور آج میں بہت فرق تھا تب نفرت تھی اور آج.... وہ اس کی آنکھوں میں دیکھے گیا، اسے وہ احساس کیوں نظر آرہا تھا؟ وہ ٹھٹھکا تھا لیکن اگلے ہی پل جبڑے بھینچے اس نے ایک جھٹکے سے علیزے کو خود سے دور کیا تھا کہ وہ پیچھے لڑکھی تھی۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا یہ کیا حرکت ہے؟" وہ حزن چہرہ لیے غصہ سے دھاڑا اور اسی پل بیڈ پر سوئی ہوئی پری ڈر کر جاگی اور بلبلا اٹھی۔ وہ دونوں ہی ایک ساتھ چونکے تھے۔

شاہ زیب علیزے پر ایک غصیلی نگاہ ڈال اس کے برابر سے نکلتے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور اسے اٹھانے کی کوشش کی جو خوف سے بے تہاشہ رونے لگی تھی۔ اسی اثناء

میں دروازے پر دستک ہوئی۔علیزے نے تیزی سے رخ موڑے آنسوؤں کو صاف کیا۔شاہ زیب نے اجازت دی تو عمارہ اندر آئی۔

"لالاوہ....." اسے پہلے وہ کچھ کہتی شاہ زیب خود آگے بڑھااور اسے بچی تھمائی۔

"اس کو لے کر جاؤ۔" عمارہ نے کچھ نا سمجھی سے اس کے پتھریلے چہرے کو دیکھا پھر مسکرا کر سر ہلاتی ہوئی اسے گود میں لیااور باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی شاہ زیب دھاڑسے دروازہ بند کرتے ہوئے علیزے کے پاس آیااور اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف رخ کیا۔

"علیزے....." اس نے ابھی صرف اس کا نام ہی لیا تھا کہ وہ پلٹ کر اس کے سینے سے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔شاہ زیب کچھ لمحوں کے لیے ساکت ہوا مگر اگلے ہی پل اسے بازوؤں سے تھامتے خود سے پیچھے کر کے بولا۔

"کیا مسلہ ہو گیا ہے دستخط کیوں نہیں کر رہی ہاں یہ سب کیا ناٹک ہے یہی چاہتی تھی نا تم اب جب یہ سب پورا ہو رہا ہے تو کیا ڈرامے لگائے ہوئے تم نے؟"علیزے نے سرخ بھیگی آنکھوں سے چہرہ اٹھائے اسے دیکھا۔شاہ زیب نے دانستہ اس کی آنکھوں سے نظریں ہٹالیں اور ایک قدم پیچھے ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"شاہ.... شاہ زیب مجھے سائن نہیں کرنا پلیز یہ سب ختم کر دو میں جانتی ہوں کچھ میری غلطیاں ہیں کچھ تمہاری لیکن ہم بھیٹ کر بات کریں گے سب ٹھیک ہو جائے گا دیکھو نا کوئی نہیں چاہتا ہم الگ ہوں۔" وہ آگے بڑھ کر حلق تر کیے اس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولنا شروع ہوئی، شاہ زیب نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"دوسروں کی نہیں اپنی بات کرو علیزے بی بی تم یہی چاہتی تھی یہی ڈیل ہوئی تھی تو ویسا ہی ہو رہا ہے میں اپنی زبان کا پکا ہوں اس لیے تمہارے ساتھ کیا وعدہ نبھار ہا ہوں تمہاری طرح نہیں ہوں جس کو وعدے کو پورا کرنا تک نہیں آیا تھا۔" وہ اس پر چوٹ کرتے ہوئے بولا۔ اس کی آنکھوں میں تجاہلی دیکھ وہ حزین ہو گئ۔

"اب یہ سب ڈرامے بند کرو اور دستخط کر کے نکلو تم نے مجھے میری امانت دے دی اب جاؤ آسمان میں اڑھو چار دیواری تو تمہارے لیے نہیں بنی یہ بیوی بہو ماں بننا تمہارے بس کی بات نہیں ہے نہ تم نے کبھی میری محبت کا احترام کیا نہ کبھی اس رشتے کا پاس رکھا جاؤ ویٹسن تمہارا انتظار کر رہا ہے۔" علیزے کا دل کٹ کر رہ گیا۔ وہ اپنی کہہ کر پلٹنے لگا جب وہ جلدی سے آنسوؤں کو صاف کرتی ہوئی اس کے سامنے آئ۔

"تمہیں مجھے جتنے طعنے دینے ہیں جتنا کچھ کہنا ہے کہہ لو میں اف تک نہیں کروں گی لیکن پلیز بار بار ڈایورس کی بات مت کرو اللہ کو برا لگے گا۔" اور اسی پل شاہ زیب

شاک ہوا اور اچانک ہی بند لبوں سے قہقہوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ گرم دیواریں اس سرد قہقہے سے جمنے لگیں۔ علیزے کا اس کا یوں استہزائیہ ہنسنا بے حد چبھا۔

"علیزے یار...." وہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔ علیزے کو عجیب سا محسوس ہوا۔ اس ہنسی میں ایک تزلیل تھی جو اسے محسوس ہوئی تھی۔ ایک تضحیک آمیز ہنسی جس نے اس کے دل کو تار تار کیا۔

وہ رکا، انگھوٹے اور شہادت کی انگلی سے پیشانی کو مسلتے ہوئے خود پر قابو پایا پھر ایک تمسخر مسکراہٹ لیے وہ اس کے قریب ہوا، علیزے نے چہرہ اٹھائے اسے اندوہ گیں سے دیکھا۔

"اللہ کو برا لگے گا؟" اس نے پوچھا۔ علیزے نے واپس سر جھکایا۔

"تمہیں اب خیال آرہا ہے جب خیال نہیں آیا جب ہر لمحے تمہاری زبان پر صرف طلاق کا مطالبہ ہوتا تھا؟" علیزے نے اس وقت خود کو مضبوط کیا اور سب سننے کے لیے تیار کیا۔ اسے سننا ہی تھا۔

"نکاح کے کچھ گھنٹے بعد تم نے اپنے شوہر پر حوس کا الزام لگایا تھا۔" علیزے نے نظریں چرائیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بدتمیزی کی ساری حدود ہر وقت توڑی تھی اور میری برداشت کا ناجایز فایدہ اٹھایا تھا۔" اس نے اپنی شرٹ کو دبوچتے اور ہونٹوں کو کچلتے ہوئے جیسے خود پر ضبط کیا۔ سر ہنوز جھکا تھا۔

"اخلاقیات سے باہر جا کر نازیب حرکتیں کی تھیں۔" علیزے نے آنکھیں میچی، اسے اس بات سے سخت اختلاف تھا مگر اس پل لہو کے گھونٹ پینے ہی تھے۔

"اپنے پرانے محبوب کے ساتھ گل چھرے اڑا..... "علیزے کا سر تیزی سے اٹھا اور وہ بے ساختہ اس کی بات کاٹتے ہوئے چلائی۔

"شاہ زیب تم میرے کردار پر بات نہیں کر سکتے۔" انگلی اٹھا کر وہ لہولہان آنکھوں سے اسے گھورنے لگی، شاہ زیب نے دلچسپ نظروں سے اسے دیکھ سینے پر ہاتھ باندھے۔

"سچائی کڑوی لگ رہی ہے؟" آہستگی سے جھک کر پوچھا۔

"تم میرے کردار پر بات نہیں کر سکتے۔" وہ زخمی ناگ کی طرح پھنکارتی ہوئی چبا چبا کر بولی۔

"تمہارا کردار ہے جو اس پر بات کی جائے گی؟" استہلال سے کہتے اس نے انتہا کر دی اور اسی پل علیزے کا چہرہ دھواں دھواں ہوا۔ وہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔ کان جیسے سائیں سائیں کرنے لگے۔ حد سے زیادہ سرخ پڑتی وہ بے یقین نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم کبھی اس لایق ہی نہیں تھی کہ تم سے محبت کی جائے تمہیں یہاں.... "دل پر انگلی رکھی۔" یہاں رکھا جائے تمہیں پلکوں پر بٹھایا جائے تمہیں اپنی قربت بھی دی جائے تم کبھی لایق ہی نہیں تم ٹھیک کہتی تھی کہ تم خود کو پہلے رکھتی ہو اڑنا جانتی ہو سب ٹھیک کہتی تھی کیونکہ ویسے بھی ایسی لڑکیاں کبھی گھر بسا ہی نہیں سکتی کبھی وفادار ہو ہی نہیں سکتی جانتی ہو جو پیڑ جھکنا نہیں جانتا وہ کبھی چھاؤں نہیں دے سکتا تم ایک خود غرض لڑکی ہو جسے صرف خود سے محبت ہے جسے صرف بے جا آزادیاں چاہیے تھیں مجھے لگا کچھ وقت لگے گا تم اس ماحول میں ڈھل جاؤ گی لیکن میں غلط تھا تم پانچ سال کی علیزے نہیں ہو جو اس ماحول میں پیدا ہوئی تھی اس ماحول میں بڑھی ہوئی تھی تم باہر کے رنگوں میں جا کر رنگ چکی ہو تم اجنبی ہو چکی ہو میں نے اپنی علیزے کو اس وقت ہی کھو دیا تھا جب اس نے اس حویلی کی دہلیز پار کی تھی اور اب جب یہ علیزے اس دہلیز کو پار کرے گی تو قسم خدا کی مجھے رتی بھر بھی فرق نہیں پڑے گا جاؤ جا کر اپنی اسی رنگین دنیا میں کھو جاؤ جس دنیا سے تم آئی تھی وہی تمہاری اصل جگہ ہے یہ محبت یہ سمجھوتا یہ رشتوں کا احترام یہ اللہ کا خوف یہ سب تمہارے لیے کبھی اہم نہیں ہو سکتا جاؤ علیزے اندر آج مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نے تمہیں اپنے پورے ہوش و حواس میں آزاد کیا اس سونے کے پنجرے سے جدھر تم پر تمہارے مطابق لاکھوں پابندیاں عاید تھیں

جہاں تمہارا سانس گھٹتا ہے میں نے تمہیں اپنی دسترس سے آزاد کیا اور اپنے دل سے بھی جاؤ لوٹ جاؤ۔" خاموشی....ایسی خاموشی جیسے سوئی بھر گرے تو آواز آئے۔ وہ اسے ساکت و جامد تکے جارہی تھی جو اپنی بات کہہ کر رخ موڑ گیا تھا۔علیزے کی سانسیں آہستگی سے تیز ہوتی گئیں۔ آنکھوں کے نین کٹوروں میں اشک رواں ہو گیا، وہ ششدرہ اپنی جگہ پتھریلی ہو گئ تھی۔ آنسوؤں سے لبریز بے یقینی کے سمندر میں ڈوبی آنکھوں میں کیا کچھ نہ تھا۔ شکوہ، دکھ اور ٹوٹتے ہوئے دل کا پیغام۔

چند منٹ ایسی گزر گ ئے پھر شاہ زیب کو اپنی پشت پر قدموں کی چاپ سنائ دی جو دور ہوتی جارہی تھی۔اس کی کی آنکھوں کی پتلیاں تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔ دل دھڑکنے لگا۔

اب کاغظ کے پنوں کی کی آواز آئ۔ شاہ زیب نے گردن موڑے ترچھی نگاہ سے دیکھا، وہ خاموشی سے جھک کر کاغضات سمیٹتی ہوئی اٹھ رہی تھی، شاہ زیب نے واپس گردن موڑ لی۔

وہ کسی روبوٹ کی مانند چلتی ہوئ صوفے پر آکر بھیٹی۔ کرسٹل میز پر طلاق کے پیپر رکھے، قلم اٹھایا اور آگے کو جھکی اور تندہی سے دستخط کرنے لگی۔ شاہ زیب نے اپنا رخ

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس طرف سے بھی موڑ لیا۔ نچلے لب پر تشدد کرتے ہوئے اس کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں تھیں۔

چند لمحوں میں ہی وہ اٹھ گی اور چلتے ہوئے اس کے پیچھے آئی۔

"علیزے انور نے آج محبت پر عزت کو فوقیت دی ہے۔" اس کی آواز دور کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ شاہ زیب ایسے ہی جیبوں میں ہاتھ ڈالے پلٹا تو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے دل مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ وہ لرزتے لبوں کے ساتھ کہہ رہی تھی۔

"آج میں نے عزت کا انتخاب کیا ہے۔" شدت گریہ کے سبب اس کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔

"تم کیا دو گے مجھے طلاق میں دیتی ہوں طلاق.... میں نے تمہیں طلاق دی.... میں نے تمہیں طلاق دی.... میں نے اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہیں اپنے جملہ حقوق سے آزاد کیا میں نے تمہیں طلاق دے دی۔" ذرد ہوتی ہوئی آنسوؤں سے لبریز سرخ ہتک آمیز تاثرات لیے وہ زور لگا کر بھرپور طریقے سے بھرائی ہوئی چیخی کہ گلے میں خراشیں پیدا ہو گئیں پھر بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے وہ دو قدم پیچھے ہوئی اور جھٹکے سے مڑتی باہر نکل گی پیچھے شاہ زیب کی نیلی نظریں ان کاغظات پر جمی رہ گئیں جہاں اس کے دستخط کے ساتھ علیزے کے دستخط بھی تھے۔

وہ اس کی دسترس سے آزاد ہو چکی تھی۔

باہر رات کی سیاہی اس کی آنکھوں کی طرح مزید سیاہ ہوتی گئ۔

وہ تعلق جو اٹھارہ سال بعد جڑا تھا وہ ختم ہو گیا تھا، ٹوٹ چکا تھا، بکھر چکا تھا ایسے جیسے کسی مالا سے موتی یکدم بکھر کر فرش پر پھیل گ ۓ ہوں۔ کسی نے سوچا تھا انجام یہ ہونا تھا؟ کس نے؟

آہ شاہ زیب آہ!

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اس یونیک فیری ٹیل میں ایک پرنس تھا اور ایک پرنسس پرنس پرنسس سے بہت پیار کرتا تھا لیکن کبھی جتاتا نہیں تھا اور ویسے بھی عمل سے جب محبت ٹپکے تو وہاں الفاظوں کا اظہار غیر ضروری ہو جاتا ہے۔" وہ لیپ ٹاپ کے سامنے بھیٹی ہوئی دھیرے سے نوٹ پیڈ پر نظریں جمائے کہہ رہی تھی۔ لیپ ٹیپ پر چلتی لائیو کلاس میں سب توجہ سے اسے سن رہے تھے۔ یہ اس کی نئ کلاس میں پہلا پروجیکٹ تھا جو اس نے بیس منٹ میں لکھ کر اسے تین گھنٹے پہلے دیا تھا بلکہ یوں کہہ لو کہ اپنی حقیقت کو بیان کیا تھا اور اب یہ اس کو پلے میں ڈالنے کے لیے سکپرٹ سنا کر رضامندی چاہتی تھی۔

جبکہ گھڑی کی سویاں چار گھنٹے پیچھے گئی تو بیڈ کی ایک طرف پایتی پر وہ بھیٹی کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائیں نظر آئی جو بالکل چپ تھی۔ جنت نے لب کاٹتے ہوئے عدیب کو دیکھا جو اندر داخل ہوا اور اس کی جانب بڑھتا ہوا آہستگی سے بولا۔

"تمہاری صبح سات بجے کی فلائیٹ بک ہوئی ہے۔" اس نے اب بھی نظریں نہیں اٹھائیں تھیں۔

"پرنسس شروع شروع میں اسے بالکل پسند نہیں کرتی تھی اس کے محل میں بھی زبردستی رہتی تھی یہاں تک کہ اسے ہر وقت تنفر کی نگاہ سے دیکھتی تھی اسے لڑتی تھی جھگڑتی تھی اور اسے ہمیشہ کے لیے دور جانا چاہتی اس شاہی محل سے ہر رابطہ روڑنا چاہتی تھی جس زمانے میں اس کا بہت قریبی رابطہ اس محل کی درودیوار سے تھا۔" اسے لکھائی سمجھنے میں تھوڑی دکت ہوئی کہ ہمیشہ سے اس کی لکھائی سمجھنے میں دشواری ہوتی تھی مگر وہ غور سے پڑھتی بولتی گئی۔ سب کے چہروں پر دلچسپی آئی۔

"تمہارا سامان....." جنت کی بات ادھوری رہ گئی۔ علیزے نے فوراً نگاہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا اور اس نگاہ میں اس وقت کیا کچھ نہیں تھا کہ وہ ایک لمبی سانس کھینچ کر رہ گئی۔

"ٹھیک ہے تم اکیلی ہی جاؤ گی۔" عدیب کی جانب دیکھا جو سخت تاثرات لیے دروازے کی جانب باہر دیکھنے لگا جہاں ملازموں کی ہلچل بڑھتی جا رہی تھی۔ بخت خاندان کے سب سے بڑے پوتے اور بہو جنہوں نے چند دن پہلے ہی بخت خاندان کو خوشیوں سے نہلایا تھا آج اداسیوں سے گھیرا تنگ کر دیا تھا۔ مہمان خانے میں عدالت لگی تھی جس میں مجرم اس وقت کھڑا لب سیے ہوئے تھا اور سب جیسے بے بس سر ہاتھوں میں دیے ہوئے تھے۔

"پرنس نے کئی بار دعا کی کئی بار چاہا وہ اس سونے کے محل سے آزادی حاصل کر لے جو بے شک بہت خوبصورت اور شاہانہ تھا مگر اندر بے حد گھٹن تھی جس کی پرنس کبھی عادی نہ رہی تھی۔"

"کہاں جا رہی ہو؟" اس کو سپاٹ چہرہ لیے اٹھتا ہوا دیکھ جنت نے بے ساختہ پوچھا۔ عدیب بھی فوراً متوجہ ہوا مگر وہ بنا کوئی جواب دیے باہر نکل گئی پیچھے عدیب نے بیڈ پر ایک لات ماری اور غصہ سے بھیٹ گیا۔

"میری بہن کے ساتھ یہ سب ہونا ضروری تھا جنت وہ کتنی خوش تھی وہ کتنی مکمل لگ رہی تھی وہ...." وہ مٹھیاں بھینچتے ہوئے خود پر قابو پانے لگا۔ جنت نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہی لکھا تھا یہی ہونا تھا۔" عدیب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"لیکن نصیب میں جو لکھا تھا اور جو ہونا تھا وہ نہ تو پرنس کو معلوم تھا نہ پرنسس کو کیونکہ ان دونوں میں سے کوئی بھی غلط نہیں تھا اور دیکھا جائے تو دونوں غلط تھے۔" بڑی سکرین میں الگ الگ ڈبوں سے چہرے نظر آرہے تھے اور ان میں سے ایک چہرا اچانک آگے کو جھک اشتیاق سے اپنی زبان انگریزی میں پوچھنے لگا۔

"تو کیا پرنسس کو کبھی محبت نہیں ہوئی؟" وہ لڑکی پھیکی سی مسکرادی۔

"جون تحمل رکھو وہ آگے پڑھ رہی ہے نا۔" سب سے بیچ کے ڈبے میں ایک ادھیڑ عمر عورت اپنی ناک پر عینک درست کرتی اسے انگریزی میں جھاڑ گئیں۔

"سوری میم۔" وہ خائف سا پیچھا ہوا۔

"تم جاری رکھو۔" اس لڑکی نے سر ہلایا۔

وہ سو رہی تھیں، وہ بنا آواز پیدا کیے ان کے قریب آئی اور ان کے پاس سٹول پر بھیٹ چند لمحوں تک ان کا چہرہ دیکھتی رہی اور پھر اپنی آنکھیں بند کیں۔

"عین.... عین رک جا کیوں کر رہی ہے اتنی شرارتیں؟" جھٹ سے واپس آنکھیں کھولیں۔ اب کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔ وہ کھڑی ہوئی اور جھک کر ان کی جھریوں زدہ پیشانی پر اپنے لب رکھے۔

"اپنی عین کو معاف کر دیجیے گا۔" بے حد دھیمے سے ان کے کانوں میں سرگوشی کرتے ہوئے وہ واپس سیدھی ہوئی اور باہر نکل گئی۔ راستے میں ہی اسے ثمن نے گھیر لیا۔

"آپ کو تائی جان کے کمرے میں بلایا ہے جلدی آئیں آپی۔" اس سے پہلے وہ انکار کرتی ثمن پریشانی سے اسے بازو سے پکڑے دو چار کمرے چھوڑ کمرے میں لے آئی جہاں انور بخت کے علاوہ تمام مرد اب تک شاہ زیب کے ساتھ تھے باقی خواتین اور انور بخت اٹھ کر اب علیزے سے بات کرنے آئے تھے اور لڑکیاں بھی موقع دیکھتے آ بھیٹی تھیں۔

"آؤ علیزے۔" یہ انور بخت تھے جو بے حد سنجیدہ اسے پکارے تھے۔ وہ بادل ناخواستہ چلتی ان سے کچھ فاصلے پر آکر بھیٹ گئی۔ سب کی نظریں اس پر تھیں۔

"پرنس کی محبت اتنی خوبصورت تھی کہ آہستہ آہستہ پرنسس کو سب یاد آنے لگا کہ کیسے وہ اس محل سے آشنا ہے کیسے وہ کسی زمانے میں پرنس کی پرنسس ہوتی تھی اور پھر آہستہ آہستہ اس نے پرنس کو قبول کر لیا۔ "

"تو کیا محبت نہیں ہوئی؟" جون ایک بار پھر بے اختیار بولا۔ اب کی بار کچھ نے اپنی مسکراہٹ دبائی جبکہ کچھ نے بےزاری سے اس کے اتاولے پن کو دیکھا۔ میم کی گھوری پر وہ منہ پر انگلی رکھ گیا۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"محبت بھی ہوئی لیکن دیر ہو گئی۔" پیڈ پر لکھی تحریر میں اس جملہ کے ساتھ گیلا پن بھی صفحے پر تھا۔ اس نے انگلی پھیری تو معلوم ہوا وہ آنسو تھے جو لکھتے ہوئے شاید اس کے گرے تھے اور اسی جملے کے ساتھ جذب ہو گئے تھے۔ وہ رنجیدہ ہو گئی لیکن اگلے ہی پل آگے بولنا شروع کیا کہ سب منتظر تھے۔

"کیا تمہاری بھی باہمی رضامندی تھی اس طلاق میں؟" انور بخت نے بیٹی کے چہرے کو کھوجتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ عدیب اور جنت بھی اسی وقت داخل ہوئیں۔ شائستہ بیگم سے لاکھ اشارے ملنے پر بھی کونے میں رایمہ کے ہمراہ کھڑی یوجنا کمرے سے نہ گئی تھی۔

"یوج آپ کمرے میں جاؤ۔" رایمہ نے دھیرے سے کہا۔

"میں کوئی بچی نہیں ہوں چھوٹی باجی میں نہیں جاؤں گی مجھے اپنی بہن کی زندگی کا فیصلہ جاننا ہے۔" یہ پہلی بار تھا جب اس نے آگے سے کسی بات کو اس طرح رد کیا تھا۔ رایمہ حیرت سے چپ ہو گی کہ ابھی اسے سمجھانے بھیٹنے کا وقت نہیں تھا۔

"جی۔" یک لفظی جواب پر پورے کمرے میں سناٹا پھیل گیا۔

"مجھے تو پہلے دن سے معلوم تھا یہ لڑکی گھر بسانوں والوں میں سے نہیں ہے ایسی لڑکیاں بسا ہی نہیں سکتیں دیکھ لو نتیجہ سامنے ہے بھلا کیا کمی ہے میرے بھتیجے میں ہاں

دو چار باتیں سنا دی تو کیا جاتا ہے شوہر ہے حق رکھتا ہے اب اگر ہر کوئی بات بہ بات طلاقیں لے کر گھروں سے جانے لگے تو بس گ ئے خاندان اس معاشرے میں چل گئیں شادیاں توبہ توبہ قیامت کی نشانی ہے اے لیلیٰ تو کمرے میں جا میں نہیں چاہتی ایسی آزاد خیالی تیرے کانوں میں پڑے اللہ رکھے ابھی ابھی تو تیرا گھر بسا ہے یہ سب کے گھر تڑوائے گی۔" مدیحہ بخت کانوں پر ہاتھ رکھ گئیں تھی۔علیزے نے لہو کے گھونٹ پیتے ہوئے سر جھکا یا تھا۔سب خاموش تھے۔کوئی حمایت میں نہیں بولا تھا بول ہی نہیں سکتا تھا واحد عدیب کے جو لب بھینچے جارحانہ انداز میں آگے بڑھا تھا کہ انور بخت نے اسے ہاتھ اٹھا کے روک دیا۔

"ڈیڈ میں اپنی بہن کے بارے میں اس طرح کے الفاظ نہیں سن سکتا آپ سنیے۔" وہ مدیحہ بخت پر ایک کڑی نظر ڈال باہر نکل گیا تھا۔اس کے پیچھے جنت گئ تھی۔رائمہ نے جلدی سے آنسوؤں کو صاف کیا تھا جبکہ یوجنا نے غصہ اور بے بسی سے سب کو دیکھا تھا۔کوئی کچھ کیوں نہیں کہہ رہا تھا؟ بہنوں کو بھی سخت برا لگا تھا۔

"علیزے بیٹا بھیٹ کر بھی بات ہو سکتی ہے یہ قدم کیوں اٹھایا تم دونوں نے اماں جان سو رہی ہیں ان کو اگر معلوم ہوا تو ان کی طبیعت کے بارے میں علم ہے نا؟" ماں کی نرم

آواز سن کر اس کے اعصاب ڈھیلے پڑے لیکن لب تھے کہ آپس سے جدا ہونے سے آج انکار ہی کر گئے تھے۔ وہ ایک لفظ بھی نہیں کہہ رہی تھی۔

"میں جانتی ہوں شاہ غصہ کا تیز ہے اس نے کچھ کہہ دیا ہو گا لیکن یہ تم تو جانتی ہو نا بیٹا وہ کتنی محبت کرتا ہے تم سے اور ابھی تم دونوں کی زندگی میں اللہ پاک نے کتنا خوبصورت تحفہ بھیجا ہے یہ کیا طریقہ ایسے تو رشتے نہیں چلتے اس نے سمجھداری نہیں دکھائی تو تم دکھاؤ اور سب تلخی بھول کر آگے بڑھو۔" یہ مہرون نساء تھیں۔ علیزے عجیب سے انداز میں مسکائی تھی لیکن بولی کچھ نہیں۔

"پرنس اور پرنسس خوش رہنے لگے تھے بہت خوش دونوں کا ساتھ جیسے اتنا خوبصورت تھا کہ ہر لمحہ لگتا تھا کہ نرم نرم گیلی گھانس پر پھوار پڑ رہی ہو گلاب کے پھول کی مہک اطراف میں چھائی ہو ساری دنیا جیسے سمٹ گئی ہو دونوں کی آنکھوں میں محبت کے دیپ جل رہے ہوں اور وہ بے گانے محبت کی بہاروں کے ساتھ جھوم رہے ہوں۔ "

"واؤ یہ کتنا خوبصورت ہے۔" مائکی آگے بڑھ کر سراہنہ انداز میں بولی تھی اور سب نے تاید کی تھی۔

"اور جب یہ پلے میں پرفارم ہوگا تو اور خوبصورت لگے گا۔" تھامس نے جیسے تصور کر لیا تھا جب ہی چمکتی ہوئی آنکھوں سے بولا۔ وہ لڑکی سب کی تعریفوں پر رکی پھر ایک اداس مسکراہٹ سجائے آگے پڑھنے لگی۔

"ہاں سمجھنے کی کوشش کرو جب اولاد ہو جاتی ہے تو اس کے خاطر کرنا پڑتا ہے اور ہمارا شاہ کونسا خدانہ خواستہ تم پر ظلم کرتا ہے وہ تو کتنی محبت کرتا ہے۔" سلماں بخت نے بھی مفاہمتی انداز میں حصہ لیا تھا۔ عمارہ، لیلیٰ اور ثمن تینوں امید بھری نظروں سے علیزے کو دیکھ رہی تھیں۔ کاش وہ فیصلہ بدل دے اپنا۔ کاش اس کی اور ان کے لالا کی پرفیکٹ جوڑی ٹوٹے نہ مگر آہ یہ کاش!

"نہ بھابھی ایسی لڑکیاں نہیں سنتیں اسے اصل میں وہ آزادی چھن گئی نا اسیلیے"......

"بس آپا۔" یکدم ہی انور بخت کھڑے ہو گئے تھے۔ سب چونکتے ہوئے کھڑے ہوئے تھے۔

"میری بیٹی کے خلاف ایک اور لفظ نہیں یہ میری بیٹی ہی تھی جس نے نا چاہتے ہوئے بھی میرے لیے میرے بھتیجے سے شادی کی تمام نفرت کے باوجود جو اسے ماضی کے باعث تھی۔" علیزے نے حیرت سے انور بخت کو دیکھا۔ یو جنا نم آنکھوں سے مسکائی۔

"میری بیٹی کے کردار پر بات کرنے والا شاہ زیب بھی نہیں ہوتا میری بیٹی کتنی اچھی اور کتنی بری ہے یہ مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا میں اپنی بیٹی کے فیصلے پر راضی ہوں اگر وہ نہیں رکھنا چاہتی یہ رشتہ قایم تواب کی بار کوئی زبردستی نہیں کی جائے گی۔" وہ ہاتھ اٹھا کر حتمی انداز میں بولے۔سب حیرت واستجاب سے انہیں دیکھنے لگے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کیوں بیٹی کا گھر توڑ رہے ہیں؟" شاہستہ بیگم نے نفی کی مگر انور بخت نے انہیں بھی ہاتھ اٹھا کر روک دیا اور علیزے کی طرف مڑے۔

"جاؤ بیٹا تمہیں کوئی نہیں روکے گا مگر ایک بات یاد رکھنا جزباتی فیصلہ مت لینا ابھی بھی وقت ہے۔" وہ اس کے سر ہاتھ رکھتے ہوئے باہر نکل گئے پیچھے خواتین ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتی رہ گئی تھیں۔

"لیکن یہ فیری ٹیل مختلف تھی اس میں پرنسس بہت سٹرونگ تھی بہت زیادہ وہ تمام محبت کے باوجود اپنی ذات کی نفی برداشت نہیں کرتی تھی اور اکثر اسی وجہ سے پرنس پرنسس میں اختلافات ہوتے تھے دوسری فیری ٹیلز کی طرح وہ پرنسس نہیں بدلی وہ ویسے ہی رہی جیسے تھی احساسات میں بدلاؤ آیا لیکن ذات میں نہیں وہ پہلے بھی خود کے لیے کھڑی ہوتی تھی اور اب بھی خود کے لیے کھڑی ہوئی جب ایک رات"......

"مجھے اپنی بیٹی سے ایک آخری بار ملنا ہے۔" آخر چپ کا روزہ ٹوٹا اور وہ مضبوط آواز سے سِلا اور زینیا سے بولی جو ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں۔

"لالا نے منع...." سِلا سے جملہ مکمل نہیں ہوا۔ علیزے مجروح مسکرائی پھر سر کو خم دیا۔ سِلا جا چکی تھی مگر زینیا وہی رہی۔

"تم اس کی ماں ہو علیزے تمہارا پورا اختیار ہے جاؤ جا کر مل لو وہ ویسے بھی بہت رو رہی ہے تمہاری آغوش میں آ کر شاید چپ ہو جائے بھائی اس وقت خفا ہیں تم یوں مت الگ".....

"میں اس کو اس کی امانت لوٹا چکی ہوں تمام اختیار اس کا ہے شکریہ۔" وہ بظاہر کمال کی سادگی سے بولی تھی لیکن بچی کا رونے کا سن کر جو دل لہولہان ہوا تھا وہ ضبط سے باہر تھا جو اس کی آنکھوں میں دکھ چکا تھا۔ اس سے پہلے وہ پلٹتی زینیا نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"میں جانتی ہوں تم اتنی بے حس نہیں ہو پھر کیوں ایسا کر رہی ہو علیزے مرد سے انا اور ضد لگانے والی عورت کے حصہ میں ہمیشہ ہار آتی ہے مرد سے عورت نہیں جیت سکتی تم بھی اپنی انا کو ایک طرف کر دو اور ہار مان لو بھائی تمہیں اپنا لیں گے تم ایک بار کوشش تو کر کے دیکھو وہ محبت کرتے ہیں تم ذرا سی بھی معافی مانگو گی ان کا دل پگھل جائے گا۔"

علیزے نے اسے ایسا دیکھا جیسے غلط سنا ہو۔

"معافی؟"

"ہاں معافی۔"

"کس چیز کی معافی؟"

"سب چیزوں کی معافی جو آپ دونوں کے درمیان اب تک ہوا ہے۔" زینیا ترحم نگاہوں سے اسے دیکھتی ہوئی اپنی کہہ رہی تھی اور علیزے اسے حیرت سے تکے جا رہی تھی۔

"مجھے لگا تھا تم پڑھی لکھی ہو۔" دھک۔ زینیا بے اختیار اس توہین پر سرخ ہوئی۔

"کیا مطلب؟" لہجہ میں سختی آئی تھی۔

"کچھ نہیں شاید کاغذ کی ڈگریوں اور تعلیم میں فرق ہوتا ہے۔" وہ کہہ کر رکی نہ تھی جبکہ اس قدر توہین پر زینیا نے لب بھینچ لیے تھے کہ پھر ایک متاسفانہ نظر اس کی پشت پر ڈالی تھی۔

"علیزے گاڑی تیار ہے۔" عدیب اس کے کمرے میں اس کے پاس آیا تھا۔ علیزے نے سر ہلایا اور چادر اڑھنے لگی۔ وہ کچھ کہتا کہ موبائل چنگھاڑ اٹھا۔ وہ ایسے ہی پلٹ گیا۔ علیزے چادر لیے پلٹی تھی کہ اسے چوکھٹ پر یوجنا کھڑی نظر آئی، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اب تم بھی تسی نہ جاؤ کہنے آئی ہو۔" وہ مسکراتے ہوئے ایسے پوچھنے لگی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"آپی آپ اتنی سٹرونگ کیسے ہیں؟" وہ پوچھتی بھاگتی ہوئی آئی اور اسے لپٹ گئی۔ علیزے نے آنکھوں کے نین کٹوروں میں جمع ہوتے ہوئے پانی کو واپس اندر اتارا۔ دل تو جیسے ٹوٹ پھوٹ کر شکار ہو گیا تھا۔

وہ یوجنا کو لیے بیڈ پر بیٹھی۔

"یوج ایک عورت کو اتنا مضبوط ہونا چاہیے کہ جب وہ اپنے لیے کھڑی ہو تو کوئی پچھتاوہ نہ ہو کوئی آنسو نہ ہو بلکہ خود پر فخر ہو۔" وہ مبہم سا مسکرا کر بولی۔

"تو آپ کیوں رو رہی ہیں؟" یوجنا نے اس کی آنکھوں کی چمکتی ہوئی نمی کو دیکھ لیا تھا۔

"وہ تو اسیلیے کہ میں ایک پیاری سی جان کو چھوڑ کر بہت دور جا رہی ہو نا۔" اس کی آواز لڑکھڑائی۔

"اس کو بھی اپنے ساتھ لیں جائیں نا مما تو بے بی کے ساتھ رہتی ہیں۔" اس نے معصومیت سے کہا۔ علیزے کے دل میں ہوک سی اٹھی۔

"ایسا ہر کسی کے ساتھ تو نہیں ہوتا نا ہم بھی تو اپنی مما کے بغیر رہے تھے۔" وہ پرسوز آواز میں بولی۔

"اور تکلیفیں بھی بہت اٹھائیں تھیں مما کے بغیر کتنا اکیلا محسوس ہوتا تھا بھول گئیں؟"

رایمہ نے اندر آتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"تمہیں جو کرنا ہے کرو علیزے مگر اس چھوٹی سی جان پر رحم کرو اس کی کیا غلطی ہے؟" وہ آگے بڑھی اور اسے کندھوں تھاما۔

"میں امانت لوٹا چکی ہوں۔" وہ مغموم دھیرے سے بولی۔

"اوہ گاڈ بند کرو یار تم تو عقل کا ثبوت دو۔" رایمہ سخت کبیدہ خاطر ہوئی۔

"آپی میں نے آپ کو کچھ دن پہلے اپنے ہائی اسکول میں ہونے والے پلے کے بارے میں بتایا تھا نا اس کی سکرپٹ لکھنی ہے اور مجھے ایک سٹرونگ گرل پر لکھنی تھی اور مجھے اس کے لیے ریسرچ کی ضرورت تھی لیکن اب نہیں میرے سامنے میری آپی سٹرونگ کھڑی ہیں کیا آپ ایک مختلف فیری ٹیل میں پرنسس کا کردار لکھیں گی کیا آپ سکرپٹ لکھیں گی؟" رایمہ نے حیرت سے یوجنا کو دیکھا جو مکمل علیزے کی طرف رخ کیے کہہ رہی تھی۔ علیزے بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

"میرے پاس دس منٹ ہیں۔" یوجنا مسکائی تھی۔

"اس رات جیسے سب کچھ بدل گیا پرنس نے پرنسس کی کردار کشی کی اور پرنسس نے یہ برداشت نہ کیا اور وہ اس عالیشان محل کو پیچھے چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلی گئی کیونکہ وہ

ہر دوسری فیر ٹیلز میں دوسری پرنسس کی طرح نہیں تھی جو اپنی عزتِ نفس کو کچل کر محبت کو اونچے مقام پر رکھے اس کے لیے محبت سے بھی کئی زیادہ اپنا آپ تھا پرنس نے اسے خود غرض کہا تو وہ کندھے اچکا گئی دنیا نے اسے طرح طرح کے طعنے دیے حیرت کی کہ کیسے کوئی اتنا عالیشان اور اتنا امیزنگ پرنس چھوڑ کر جا سکتا ہے لیکن وہ مسکرا دی اور اپنی راہ پر گامزن ہو گئی جہاں عزت تھی جہاں وہ خود سے نظریں ملا سکتی تھی جہاں اپنے کردار پر سمجھوتا نہ تھا جہاں کوئی بے چینی نہیں تھی جہاں ڈھیروں کامیابی تھیں آسمان بہت وسیع تھا اور اس کی طرح کئی پرنسس اس آسمان میں اڑھنے کی قوت رکھتی تھیں اور اس نے بھی اپنے پر پھیلا دیے اور وہ خوبصورت محل اور وہ پرنس دور ہوتا گیا اور اپر آسمان میں اس اڑھتی ہوئی پرنسس کو دیکھنے میں دشواری ہونے لگی وہ اتنی اونچائی میں اڑھ رہی تھی کہ سب کی آنکھیں چندیا گئیں اور وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ "

وہ گاڑی میں بھیٹ چکی تھی۔ وہ کھڑکی پر کھڑا لب بھینچے اسے دیکھ رہا تھا۔

گاڑی چل پڑی تھی اور حویلی کو پیچھے چھوڑتی ہوئی جا رہی تھی جبکہ اس شخص کی نیلی آنکھوں میں سیاہی مزید پھیلتی جا رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ سینے میں موجود لوتھڑا جسے دل کہا جاتا ہے وہ خون سے لت پت پیروں میں آن گر پڑا ہے۔

اس نے ایک جھٹکے سے پردے برابر کر دیے۔اب اس کے کمرے میں مکمل اندھیرا تھا۔

"کیا تم ابھی اپنے وعدے پر قایم ہو؟"گاؤں کی حدود چھوڑتے ہوئے وہ شہر کی جانب بڑھ رہے تھے۔عدیب نے برابر بھیٹی ہوئی علیزے سے پوچھا،اس نے فقت سر ہلایا۔

"کیا تم ابھی بھی اپنے فیصلہ پر قایم ہو؟"ایک اور سوال،علیزے نے بنا اسے دیکھے سر ہلایا۔آگے ڈرایور کے ساتھ بھیٹا دانیال تذبذب ہوا۔

"کیا تمہارا دل چیخ نہیں رہا؟"بہن سے واقف تھا جانتا تھا بظاہر وہ جتنی مضبوط نظر آ رہی اندر سے اتنی ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

"میرے پیچھے میری بیٹی کو دیکھنا ماموں ہونے کا حق ادا کرنا۔"گردن موڑے وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی،عدیب اس آزاردہ مسکراہٹ پر دکھی ہوا تھا۔عدیب اور دانیال دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

کاش وہ لوگ کبھی پاکستان آتے ہی نہ،کاش!

"تم کیسے اتنی کالم ہو علیزے؟"دانیال اکتا کر پوچھنے لگا تھا۔وہ چاہ رہا تھا وہ روئے چیخے چلائے مگر وہ تو بالکل نارمل تھی،کیا وہ اتنا بکھر چکی تھی؟

علیزے نے اس کے سوال پر واپس گردن موڑے اسے دیکھا۔اس کی آنکھوں میں جو عدیب اور دانیال کو دکھا وہ اسے تڑپا گیا تھا۔

وہ ہرگز نارمل نہ تھی۔

"کیونکہ شاید میں خود غرض بے حس اور ایک آوارہ لڑکی ہوں۔" اپنا مزاق اڑھاتے ہوئے وہ شیشہ اتارنے لگی۔عدیب اور دانیال کو قطعی اس کی بات پسند نہیں آئ تھی لیکن بولے کچھ نہیں،اس کی ذہنی صحت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔یہ اچانک سب کیا ہوا تھا؟

وہ شیشے سے سر نکال کر آسمان کی جانب دیکھ مضمحل آنکھیں موند گئ تھی۔سر سراتی ہوا اس کے بال اڑانے لگی تھی۔

دوسری جانب وہ اندھیرے میں بھیٹا ایک ہارے ہوئے جواری کی مانند شکست وریخت نظر آرہا تھا۔

"واؤ زبردست۔"سب نے تالیاں بجائ تھیں۔یوجنا مسکرا دی۔

"بہت اچھے یہ کہانی کس سے انسپایر ہے؟" جارج نے دلچسپی سے پوچھا۔یوجنا مسکرا دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"اس پرنسس سے جو میری انسپریشین ہے جس کو پرنسس ہونے کے لیے پرنس کی ضرورت نہیں جس کو کوئین ہونے کے لیے کنگ کی ضرورت نہیں جس کو مکمل ہونے ہے لیے کسی کی ضرورت نہیں۔" وہ مسکاتے لہجہ میں کہہ رہی تھی۔

"یو جنا انور بہت اچھے یہ سکرپٹ ڈن ہے۔" میم کی آواز پر وہ پر جوش انداز میں مسکرائی۔ سب نے ایک بار پھر تالیاں بجائیں تھیں۔

پورا کمرہ تاریکی میں ڈوبنے لگا۔ اس کے دل میں ٹھیس سی اٹھنے لگی۔ ہاتھوں کے بال کھڑے ہو گئے۔ آنکھوں پر دھند لکا چھانے لگا اور سانس غیر متوازن ہوا۔ اس نے اپنا سیدھا ہاتھ اٹھا کر گردن کے پیچھے رکھا اور تین انگلیوں سے اسے دبانے لگا اور نچلا لب دانتوں میں بری طرح جکڑ لیا اتنی بری طرح کہ وہ خون کی طرح سرخ ہو گیا۔ اس کا وجود لرزنے لگا۔ آنکھوں کے آگے خون چھانے لگا۔ زندگی ختم ہوتی محسوس ہوئی۔ اس نے کرتے کے بٹن کھینچنے والے انداز میں کھولے تو وہ ٹوٹ گئے۔ کمرے میں اچانک دستک ہوئی۔ شاہ زیب اس آواز کو سنے بغیر زمین پر بھیٹتا چلا گیا۔ اس نے ہونٹوں کو اس لیے سختی سے پکڑ رکھا تا کہ وہ احساسِ ندامت کا شکار ہوتے بکھر نہ جائے کیونکہ اسے پچھتاوہ نہیں کرنا تھا اس نے جو کیا بہتر کیا۔ ایسی ہی ہونا لکھا تھا۔ ایسی ہی ہونا تھا۔ علیزے اس کی تھی ہی نہیں !

آہ محبت آہ!

دروزے پر دستک کی آواز بڑھنے لگی تھی۔ شاہ زیب نے آنکھیں بند کرلی تھیں۔اندھیرا کمرے میں ہی نہیں اندر بھی بڑھنے لگا تھا۔سیاہی میں پھیلی آنکھوں کی برقرانی میں اضافہ ہوااور چہرے کے عضلات سکڑسے گ ےئے۔

علیزے کی خوبصورت آواز، کھلکھلاہٹیں،ان کی نوک جھوک،اس کی یادوں کا، باتوں ایک سمندر تھا جس میں وہ ڈوب رہا تھا،ابھر رہا تھا،ابھر کر ڈوب رہا تھا۔

"لالا؟"سِلا کی دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز اس کے کانوں کے پردوں پر نہیں پڑ رہی تھی۔

"لالادروازہ کھولیں۔"اسے سِلا کی آواز کوسوں دور سے آتی ہوئی سنائی دی۔اس کی آنکھیں بند ہوتی گئیں۔وہ ہوش و خرو سے بے گانہ ہو رہا تھا کہ

"لالا گڑیا رونا بند نہیں کررہی اسے بخار ہے۔"اس نے واپس زبردستی آنکھیں کھولیں۔کمرے کی وحشت اسے نگلنے آئی لیکن بیٹی کا سن کر اس کے لرزش آمیز وجود میں طاقت ابھری جیسے اس نے زمین پر نا چاہ کر بھی بکھرتے اپنے وجود کے حصوں کو سمیٹا اور اٹھا۔دور جاتی ہوئی زندگی واپس قریب آنے لگی۔

"لالا آپ....." سِلا کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ وہ دروازہ کھول کر سامنے آیا۔ وہ حق دق اسے دیکھتی گئی۔ کھلا گریبان، سرخ ابلی ہوئی آنکھیں، زرد پڑتا چہرہ اور بکھرے بال وہ خود بکھرا ہوا لگ رہا تھا۔ بنا اس کی جانب دیکھے وہ تیز تیز قدموں سے اپنی بیٹی کی جانب بڑھ گیا جواب اس کا اساسہ تھی۔ وہی ایسے ہی تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی وہ بورڈنگ کے اندر چلی گئی اور کچھ ہی دیر بعد وہ جہاز میں بھیٹی آسمان کی اونچایوں کو چھو گئی۔ عدیب اور دانیال نے سر اونچا کر کے پروان چڑھتے جہاز کو دیکھا جو آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہوا اب غایب ہو چکا تھا۔ دونوں نے گہری سانس بھرتے ہوئے اپنے قدم واپس گاڑی کی جانب بارھا دیے۔ عدیب نے آنکھوں کی نمی کو آستین سے پونچھا تو دانیال نے اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا جبکہ دوسری طرف وہ اس کے تپتی پیشانی پر جاذبیت سے لب رکھے اپنی آنکھیں بند کیے ہوا تھا۔ اور وہ بھی جہاز کے چھوٹے سے شیشے سے باہر بادلوں کو دیکھتی ہوئی آنکھیں بند کر گئی تھی۔

"کہانی کا اختتمام کیا اس طرح ہونا تھا؟"

بادلوں نے ایک دوسرے کو دیکھ حیرت سے پوچھا تھا۔

"ہاں شاید۔" پرزور ہوا اندازہ لگاتی ہوئی گزری جبکہ دور کھڑی قسمت مسکرانے لگی۔ ایک پراسرار مسکراہٹ!

"تو جو میری دسترس میں ہے،

یہ دل میرا اس تڑپ میں ہے،

کہ گر تجھ سے جدا ہوں گا تو جی نہ پاؤں گا،

تیرے بنا ہر پل خود کو تنہا پاؤں گا،

کہ گر نہیں روٹھے گی تو تو کس کو مناؤں گا،

تیری دسترس پانے کیلیے ہر حربہ آزماؤں گا،

لوٹ جانا میری دسترس میں،

خدا کی قسم تجھے اصل محبت سے آشنا کراؤں گا،

افلاک میں اڑنے والے آزاد پنچھی کو قید نہ کر پاؤں گا،

تجھے دسترس کا حوالہ دے کر، تجھے دسترس کے حقیقی معنوں سے متراف کراؤں گا،

ہاں! محبت قید ہوتی ہے، ایک جسم دوں جاں ہوتی ہے،

چراغوں کا بجھنا تو قسمت میں ہے،

ہوا یونہی بدنام ہوتی ہے،

ہاں! محبت قید ہوتی ہے، ایک جسم دو جاں ہوتی ہے،

مگر اس پنجرے میں تجھے قید نہ کر پاؤں گا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

کہ تجھ میں جو اڑان کا حوصلہ، جزبہ، جنوں اور جینے کی امنگ ہے،

جسے میں نہ چھین پاؤں گا،

چاہتا بھی نہیں میں قید کرنا کہ اڑنا ہے تیرے ہمرہ،

کیا بنائے گی تو مجھے سفر میں ہمسفر،

کہ دسترس کے معنی ہیں میرے دلبر،

کہ محبت اڑنا جانتی ہے قید ہو کر بھی بے خبر،

اے میرے ہمسفر! تو جو میری دسترس میں ہے،

تو جو میری دسترس میں ہے،

تو جو میری دسترس میں ہے"

اٹلی کے شہر میلان میں اس شام رم جھم بارش کی پھوار پڑ رہی تھی۔ آسمان کو گہرے سیاہ بادلوں نے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ کہیں کہیں روئی کے سفید گالوں جیسے بادل بھی ان گدلے بادلوں میں اپنی جگہ بنائے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی خوشگوار ہوائیں ماحول کو مسحور کن کیئے ہوئے تھی۔ ہر کوئی موسم کا لطف اٹھانے باہر نکلا ہوا تھا۔ ان بہت سو میں وہ بھی شامل تھی۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی سڑک کے ایک جانب لمبے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

بھورے رنگ کے گھٹنوں تک آتے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چل رہی تھی۔ چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ لیے وہ ارد گرد سے بے پروہ ریشمی کندھے سے اپر تک آتے سیاہ بالوں کو جھٹکتی ہوئی گنگناتی سامنے عمارت کی طرف بڑھ رہی تھی۔

دنیاومافیہا سے بیگانی وہ اپنی ہی دھن میں چلے جا رہی تھی۔ کتنے ہی سائے اس کے آس پاس سے گزر رہے تھے۔ کتنی ہی آوازیں اس کے کانوں ٹکرا رہی تھیں لیکن وہ سب سے بے نیاز مگن بڑی بڑی آنکھوں میں چمک لیے چل رہی تھی اور آج بھی ہونٹ سرخ لپسٹک سے لدے تھے۔

ان چھ سال کے عرصے میں بھی وہ نہیں بدلی تھی۔ نہ بظاہری نہ اندورنی !

وہ علیزے انور آج بھی علیزے انور ہی تھی۔

وہ اب اس جدید عمارت میں داخل ہو چکی تھی اور گہری سانس بھرتی ہوئی لفٹ میں داخل ہو کر اس نے فورتھ فلور کا بٹن دبایا تھا۔ لفٹ اپنی منزل کی طرف گامزن ہو گئی تھی۔ آدھے منٹ میں ہی لفٹ رکی اور دروازہ کھلتے ہی وہ اپنے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گئی۔ کوٹ کی جیب میں چابی ٹٹولنے کی کوشش کی مگر کچھ ہاتھ نہ آیا تو کوٹ کلائی سے پیچھے کرتی اس نے ہتھیلی اپنی جینس کی پاکٹ میں ڈالی اور لمحوں میں ہی چابی نکال کر

اپنے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولتی ہوئی وہ اونچی آواز میں سلام کیے اندر آگئی اور پلٹ کر دروازہ بند کیا۔

جوتے اتارتے ہوئے اس نے ریک میں رکھے اور کورٹ اتارتے ہوئے دیوار پر لگے سٹینڈ پر لٹکائے وہ چھوٹے سے لیکن اسٹایلش اوپن کچن کی جانب بڑھی اور فرڈج کو کھول جوس کی بوتل نکال کر کاؤنٹر پر رکھ واپس پلٹی اور چند گلاسز میں سے ایک گلاس پکڑتے اس میں جوس انڈیلنے لگی۔ پھر جوس کا گلاس اٹھا کر وہ کچن سے باہر آئی اور رستے میں مایکرویو کے اپر آنسر فون آن کیا اور گلاس کو لبوں سے لگاتی ہوئی آگے بڑھی۔ یہ اس کی روز کی روٹین تھی۔

"اسلام علیکم کیسی ہیں آپ؟" اکیس سالہ لڑکی کی آواز خاموش لاؤنج میں گونج اٹھی۔ علیزے مسکاتے ہوئے لاؤنج میں موجود واحد کھڑکی کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

"آج بہت ٹف دن تھا میرا آپ کو پتہ ہے آج عین وقت پہ میں نے اسائنمنٹ جمع کروایا ڈِڈیو بلواٹ؟" شیشے کی سلائڈنگ ونڈو سر کائی تو ہوا کے جھونکے اس کے صبیح چہرے کو چھو گئے۔ وہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرتی ہوئی باہر چلتی دنیا کو دیکھتے ہوئے اسے سننے لگی جو کہہ رہی تھی۔

"آج افی نے مجھ سے پرپوزل کے بارے میں پھر پوچھا اور میں نے تو صاف کہہ دیا کہ جب تک میں اپنی تعلیم مکمل کر کے اپنا کریر نہیں بنا لیتی تب تک وہ منگنی کو بھول ہی جائے اب ہاں کہہ تو دی اب وہ تو پیچھے ہی پڑ گیا میں بتا رہی ہوں آپی میں نے یعنی یوجنا انور بخت نے اس فضول انسان کو ڈمب کر دینا ہے۔" مسکراتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ باہر نکالا۔ بارش کے ننھے ننھے قطرے اس کے ہاتھ پر چھوٹا سا دریا بنانے لگے تھے۔

"اس کو چھوڑو تم علیزے میری سنو دانیال ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ہماری شادی کی سالگرہ بھول گیا۔" اچانک رایمہ کی آواز پر علیزے ہلکا سا ہنسی اور اچانک ہی ہوا کے جھونکے کے ساتھ بارش کی پھوار اس کے چہرے کو بھگونے لگی۔ اس نے یونہی ہنستے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"خیر مجھے اسے یہی امید..... اللہ یہ پھر رونے لگے ابھی تو میں سلا کر آئی تھی اور یہ ایک روتا ہے تو اچھا خاصہ بھلا دوسرا بھی اسے روتے دیکھ گلا پھاڑنے لگتا ہے میں کیا کروں ان شیطانوں کا بالکل باپ پر گئے ہیں۔" وہ افسردگی سے کہتی ہوئی پیچھے سے رونے کی آواز سن سخت جھنجھلا کر بولتی گئی۔ علیزے نے آنکھیں کھولتے مسکراتے ہوئے پلٹ کر آنسر فون کی جانب دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

"آپی آپ کب رابطہ کریں گی ہم سب بہت مس کر رہے ہیں ڈیڈ اور مما نے بھی آپ کو کچھ بھیجا ہے وہ دیکھ لیجیے گا اور.... اور میں آپ کو کال پر ہی بتاؤں گی آپ پلیز اس بار ویڈیو کال پر آجائے گا۔" رایمہ کے جاتے ہی روجنا سپیکر قریب کرتی ہوئی ملتجی لہجہ میں بولی تھی۔ علیزے واپس پلٹی اور گلاس قریب ہی ٹیبل پر رکھتی ہوئی آنسر فون کی طرف بڑھی۔

"ضرور۔" دھیرے سے لبوں کو جنبش دیتے ہوئے اس نے آنسر فون بند کر دیا اور مسرور کمرے کی جانب چل دی۔ آج رات اس کا میچ تھا۔ اسے تیاری کرنی تھی۔

چند ہی گھنٹوں بعد سورج ڈوب گیا تھا۔

یہ منظر میلان کے اس مخصوص علاقے کا تھا جہاں بڑے پیمانے پر تو نہیں مگر بڑے دھوم دھام سے مختلف گروہیں ریس لگاتے تھے، چیلنجز ہوتے تھے اور ایک گروپ دوسرے گروپ کو ٹکر دیتے تھے۔ وہ آج اس ریس میں حصہ نہ لیتی اگر آفس میں جیلی اسے بے حد اصرار نہ کرتی اور جیلی اس کی بہترین کولیگ پلس دوست تھی اور وہ علیزے کے ریکورڈ سے اچھی طرح آشنا تھی کہ اس نے آرسٹیلیا میں ایک بھی میچ نہیں ہارا تھا۔

ایسا نہیں تھا وہ پہلی بار آئی تھی۔ وہ اسے پہلے بھی اپنے پیشن کے ہاتھوں کئی بار آچکی تھی اور اس بار بھی ڈائینل نے جیلی اور شوفر کے ساتھ اسے آتے دیکھ مسکراتے ہوئے بڑے تپاک سے اس کو خوش آمدید کہا تھا جو اسے سائیڈ ہگ کرتی ہوئی ہنس دی جو کہہ رہا تھا۔

"یہ سورج آج کہاں سے نکلا ہے؟"

"کیا میں خواب تو نہیں دیکھ رہا؟" وہ علیزے کا فین تھا۔ ایسا اس کا کہنا تھا۔

"بس کرو اور بتاؤ ریس کب شروع ہو رہی ہے؟" وہ کولڈ ڈرنک کے کین کو انکار کرتی ارد گرد دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔ جہاں لڑکے لڑکیوں کا گروپ آپس میں محو گفتگو تھا۔ ہر جگہ مختلف قیمتی گاڑیوں کے ساتھ کھڑے نوجوان بہت جوشیلے انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ دیواروں پر مختلف رنگوں سے شکلیں بنائی ہوئی تھیں اور جگہ جگہ پیلے نیلے ڈرمز رکھے تھے اور سب کے ہاتھوں میں سنکیس اور ڈرنکس تھیں۔ ایک طایرانہ نگاہ سب پر ڈال وہ واپس ڈائینل کی جانب متوجہ ہوئی اور چونک سی گئی۔

وہ محوت سے اسے تک رہا تھا۔

"کیا ہوا؟" علیزے کا دل دھڑکا۔ کم از کم ایسا نہیں ہونا چاہیے جیسا غلط خیال اسے اس وقت آیا تھا۔

"کک.... کچھ نہیں وہ تمہارے بریڈز کو دیکھ رہا ہوں۔" وہ ہڑبڑاتا ہوا علیزے کے ہیر سٹائل کو دیکھتے ہوئے بولا جس نے آگے سے مانگ نکالتے ہوئے پتلی پتلی چٹیاں بنائے رکھی تھیں۔ جیلی نے کین لبوں سے لگاتے ہوئے مسکراہٹ روکی تھی۔ علیزے کا دل ہلکا ہوا۔

"ڈرا دیا تم نے۔" وہ سر جھٹکتی ہوئی بڑبڑائی۔ ڈائینل اس کا پچھلے تین سال سے بہت اچھا اور قریبی دوست بن چکا تھا۔

"علیزے اس بار بھی کل کرنا ہے۔" شوفر نے علیزے کا شانہ تھتھپایا۔ وہ مسکرادی۔

"کوشش کروں گی۔" کندھے اچکا کر کہا تو اس نے تینوں نے اسے گھور کر دیکھا۔

"میری پوری پاکٹ منی کا سوال ہے یار پارٹی کریں گے۔" ڈائینل نے لالچ دی۔

"جی نہیں ایسا کچھ نہیں ہو رہا میں تھکی ہوئی ہوں آج بھی صرف جیلی کے اصرار پر آئی ہوں۔" ان تینوں کا منہ کھل گیا۔

"مطلب تم پکا ناک کٹواؤں گی۔" شوفر خفگی سے بولا۔

"کیا پہلے کبھی کٹوائی ہے فکر نہ کرو یار...." وہ اپنا جملہ مکمل کرتی کہ اچانک ہی کسی لڑکے کی آواز آئی۔

"اوکے گائیز اٹینشن پلیز۔" وہ تالیاں بجاتے ہوئے سب کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آج کا میچ خاصہ دلچسپ ہونے جارہا ہے کیونکہ آج ایلی اور علیزے کا ٹکر ہوگا۔"اس کے علیزے کی طرف اور سامنے کھڑی لڑکی طرف اشارہ کر کے کہنے پر سب کی تالیاں اور سیٹیاں گونجی تھیں۔

"کم آن گائز۔"علیزے نے آنکھیں چڑھا کر نفی میں سر ہلایا۔

"یہ سب اعلان کرنا ضروری ہے جلدی کرو یار۔"وہ کلائی میں گھڑی پر نظر ڈالتی ہوئی بے زاری سے بولی۔

"اوہ اتنا اعتماد ہے تمہیں خود پر؟"اس سے پہلے کوئی کچھ کہتا ایلی چلتے ہوئے اس کے قریب آئی۔سارے گروپز ان دونوں کی جانب متوجہ ہو گئے۔علیزے نے آبرو اچکائے اسے اپر سے نیچے تک دیکھا جس کے چرچے اس نے بہت سنے تھے۔

وہ بلیک تھی۔ تھیکے پر کشش نین اور دبلی پتلی سی لمبی ایلی نے چمڑے کا صرف گھٹنوں سے کئی اپر تک آتا تنگ ڈریس پہنا ہوا تھا۔ گردن تک چپکے بال اور ناک، کان اور ہونٹ میں کئی چمکتی ہوئیں بالیاں علیزے کی ناک کی بالی کو مات دے رہی تھیں۔وہ اس کے سامنے بے حد سادہ لگ رہی تھی یا آج وہ زیادہ تیار نہیں ہو کر آئی تھی۔

"ہیلو ایلی نائس ٹو میٹ یو۔"علیزے نے مسکرا کر مصافحہ کیلیے ہاتھ بڑھایا تھا مگر ایلی نے صاف نظر انداز کیا تھا۔علیزے نے خجل ہو کر ہاتھ پیچھے لے لیا۔اگر اس میں اٹیٹیوڈ تھا تو یہ بڑی بات نہیں تھی۔

"ہار جاؤ گی چھوڑو گھر جاؤ تمہیں دیر ہو رہی ہے نہیں؟"وہ تضحیک آمیز لہجہ میں بولی۔علیزے کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ آگئی۔ڈائینل، جیلی اور شوفر نے تنقیدی نگاہوں سے ایلی اور اس کے گروپ کو دیکھا تھا جو ہمیشہ سے کچھ زیادہ ہی اپنی کامیابیوں پر اچھلتے تھے۔

"نہیں میچ ختم کر کے ہی جاؤں گی۔"علیزے اب بھی نرم انداز اپنائے ہوئے تھی۔

"ایلی کیا کر رہی ہو چھوڑو میچ شروع کرو۔"اسے پہلے ایلی کچھ کہنے کے لیے لب کھولتی اس کے گروپ سے آواز آئی۔

"ٹھیک ہے ویسے تم جیسوں کو ہرانا تو روز کا کام ہے میرا۔"وہ لاپرواہی سے علیزے پر ایک سرسری نظر ڈال پلٹ گئی۔

"یہ کچھ زیادہ نہیں بول رہی؟"ڈائینل نے دانت کچکچائے۔

"کیا ہو گیا کہاں کچھ زیادہ بولا چھوڑو۔"علیزے نے مسکرا کر ڈائینل کو دیکھ کہا جو خود بھی بلیک تھا اور کالے لوگوں کی طرح سر پر بے شمار مینڈھیاں گوندھ رکھی تھیں مگر وہ

اتنی نمایاں نہیں تھیں کیونکہ اس نے سر پر رومال باندھ رکھا تھاالبتہ جیلی اور شوفر وایٹ تھے اور علیزے تو تھی ہی ایشین جس کا سب کو معلوم تھا۔

میچ شروع ہو چکا تھا۔

وہ اب سرخ جیکیٹ اور سیاہ تنگ جینس میں مبلوس ہیلمٹ پہنتے ہوئے سرخ فراری میں بھیٹ رہی تھی اور اس کے بالکل برابر ایلی بھی سیاہ فراری میں بھیٹ رہی تھی۔

آج ان دونوں کی ریس کے بعد مزید رات تک اور ریسز لگنی تھیں مگر ایلی کی ریس ہمیشہ شروع میں لگتی تھی اور جس سے لگتی تھی وہ ہار جاتا تھا۔ایلی بے حد پاپولر تھی اور غرور کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

اطراف میں کھڑے دونوں لڑکوں نے پیلے جھنڈے لہرائے اور اسی وقت ایلی اور علیزے نے چابی گھمائی تھی۔ڈائینل نے لب دباتے ہوئے گردن موڑ کر ایل ای ڈی پر نظریں جمائیں جہاں گنتی شروع ہو چکی تھی۔ جیلی اور شوفر پرجوشی سے علیزے کو چیر اپ کر رہے تھے اور دونوں کے فراری دوڑانے پر سب کا شور بلند ہو گیا تھا اور کتنوں کی دھڑکن بے ہنگم ہو چکی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

تاحدِ نگاہ پھیلے کھیتوں پہ اتری دھند کو صبح کی نرم کرنوں نے عجیب پراسرار بھرا حسن عطا کررکھا تھا۔پرندوں کی چہکار زندگی کے بیدار ہونے کا پتا دے رہی تھیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں ماحول کو پرسکون بنا رہی تھیں اور کھیتوں میں چلتے ٹریکر کا شور بلند ہوتا جارہا تھا۔وہ معمول کی طرح پلنگ کے پاس کھڑے پشت پر دونوں ہاتھ باندھے سامنے چلتے ہوئے ٹریکر کو دیکھ رہا تھا۔ جس کا شور بلند ہوتا جارہا تھا مگر اسے بے چین نہ کررہا تھا کہ وہ بچپن سے ان آوازوں اور ان ماحول میں پلا بڑھا تھا۔

شرارتی منچلی ہوائیں اس کے سلکی بالوں کو اس کے ماتھے پر بکھیر رہی تھی جس کو وہ بنا ہاتھ لگائے سر جھٹک کر پیچھے کررہا تھا کہ بال آنکھوں تک آرہے تھے۔

سرسراتی کندھوں پہ ڈلی مردانہ شال ہواؤں سے مخاطب ہونا چاہ رہی تھی۔ نیلی ذہین آنکھوں میں ویرانیت سی تھی جبکہ لب آپس میں پیوست وہ ٹریکر پر نظریں گاڑھے ہوئے ایسا تھا کہ نظر ہٹائے گا تو سامنے کا منظر دھندلا جائے گا۔

بڑی بڑی داڑھی سے معلوم ہورہا تھا کہ کئی وقت سے شیو نہ کیا ہو۔

آج چھ سال بعد مخدوم شاہ زیب فرقان بخت میں واضح تبدیلی محسوس ہورہی تھی۔

نیلی آنکھوں کا رخ اچانک ہی بدلا تھا اور نظریں سامنے کھیت سے ہوتے ہوئے قریب ہی منڈیر پر گئی تھیں جہاں کئی چڑیائیں آپس میں چونچ لڑا رہی تھیں۔ان کی جانب

دیکھتے ہوئے اس کے قدم بھی اس منڈیر کے تھوڑا دور رکھے ایک کونے میں ڈرم کی طرف بڑھنے لگے۔ڈرم پر موجود اس نے بوری میں سے اپنی دونوں مٹھیوں کو کسی چیز سے بھرا اور اسی چیز کو چڑیاؤں کی طرف اچھالا تو بہت سی چڑیائیں چہچہاتی ہوئی اڑیں۔شاہ زیب نے ان کی طرف باجرہ پھینکا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد سرمئی اور نیلے پیلے رنگ کے پرندے اور چڑیائیں دانہ چگنے میں ڈھیروں کی تعداد میں وہاں جمع ہو گئیں۔ہلکی سی خنکی فضا میں رچی سوندھی سوندھی کھیتوں میں لگے انواع واقسام کی نعمتیں اور ان سے پھوٹتی خوشبو ماحول کو مسحور کن بنا رہی تھی۔

وہ اب اڑتے ہوئے پرندوں پر نظریں جما گیا جو افلاک میں اڑنے جا رہے تھے۔کتنے سوہنے لگ رہے تھے۔بنا کسی قید میں بنا کسی پابندیوں کے وہ پر پھیلا کر اڑان بھرتے پرندے۔سوچوں کا تلسلسل کہی اور پہنچا تو چہرے پر کئی رنگ آکر گزرے۔

"شاہ؟" کسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھنے پر وہ چونکتا ہوا لمبی سانس کھینچتے ہوئے پلٹا۔

"ہاں کہو ارحم؟" وہی بھاری آواز، وہی انداز، وہ بدلا تھا مگر اتنا نہیں!

"تم کہی جا رہے ہو؟" ارحم نے دور کھڑی اس کی جیپ دیکھتے ہوئے پوچھا۔وہ اس کی نظروں کے تاقعب میں دیکھتے ہوئے سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"کیوں؟"

"جیپ چاہیے تھی شہر جانا ہے۔ "

"ہاں تو لے جاؤ مجھے تو کچھ کام ہے فیکٹری کے معاملات دیکھنے ہیں پھر فصل کی کٹائی کا کام شروع ہو چکا ہے تو اس سب کے بھی کچھ دیگر کام ہیں۔"اس نے واپس پلنگ کی جانب دھیرے دھیرے قدم بڑھاتے ہوئے اپنی آج کہ مصروفیات بتائیں۔ان چھ سالوں میں اس نے خود کو مزید مصروف کر لیا تھا۔

"یعنی تم آج شہر چکر نہیں لگاؤ گے ؟"ارحم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہوں ہاں لگاؤں گا لیکن رات تک۔ "وہ پیشانی مسلتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا۔

"اچھا تو جیپ میں لے جاتا ہوں۔"ارحم نے نوٹس نہیں لیا۔شاہ زیب نے سر کو خم دیا۔دفعتاً چاکلیٹی رنگ کی قمیض کی جیب میں فون تھرتھرایا۔وہ اس جانب متوجہ ہوا۔ارحم جیپ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"جی۔"اس نے واپس نگاہ سامنے پھیلے کھیتوں پر دوڑائیں جدھر اب ٹریکٹر کا نام و نشان نہ تھا۔اس کی بھنویں جڑیں لیکن اگلے ہی کسی کی بات سن اس کے ماتھے پر کئی بل نمودار ہو گ ئے۔

"میں کل آکر ملتا ہوں۔"آنکھیں سختی سے بند کر کے واپس کھولتے ہوئے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے جیپ کی طرف بڑھتا لیکن اسے پہلے کونے میں کھڑے لڑکے کو پکارا۔

"جی لالا؟"

"بچے آج کام پورا کروانا ٹریکٹر واپس بلاؤ میں شہر جا رہا ہوں واپسی شاید کل تک ہو کوشش کروں گا رات تک آؤں مگر مشکل ہے۔" وہ ہدایت دیتا ہوا ارحم کی جانب بڑھ گیا جو اسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ سمجھ گیا تھا۔ لڑکا تعبے داری سے سر ہلاتے ہوئے کھیت کی طرف دیکھنے لگا جبکہ شاہ زیب کی چال میں تیزی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"اینڈ دا ونر از علیزے انور۔" یہ صرف جیت کا اعلان نہیں تھا بلکہ دھماکہ تھا جو اس کے اطراف میں ہوا تھا۔ ایلی کی سماعتیں یہ یقین نہ کرنے پر بضد تھیں کہ وہ آج ہاری ہے اور کوئی اسے جیتا ہے۔ وہ حق دق کھڑی تھی اور وہ لڑکی مسکراتے ہوئے سب کی تعریفیں اور مبارک باد وصول کر رہی تھی۔

"نہیں.... نہیں یہ نہیں ہو سکتا یہ ناممکن ہے۔" وہ بپھری ناگن کی طرح پھنکاری تھی۔ سب اس کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔

"اٹس اوکے ایلی ہار جیت تو کھیل کا حصہ ہے۔" فراق دلی سے علیزے آگے بڑھی تھی۔

"یو نچ....."اس کو مزید طیش آگیا تھا۔یعنی وہ اس کو جان بوجھ کر چڑا رہی تھی؟

علیزے لب بھینچ گئی۔

"واٹ دا ہیل۔"ڈائینل سخت کبیدہ خاطر ہوا تھا۔علیزے کیلیے یہ گالی اسی کو نہیں بلکہ کسی کو پسند نہیں آئی تھی۔

"ایلی بی آوِ من اصل کھلاڑی ہار کر یوں نہیں ری ایکٹ کرتا۔"ان میں سے کسی لڑکے نے آگے بڑھ کر ایلی کے شانے پر ہاتھ رکھ سمجھایا تھا۔

"اوہ سٹاپ دز بلشٹ اس لڑکی نے بے ایمانی کی ہے۔"جارحانہ انداز میں اس کا ہاتھ جھٹک وہ چلائی تھی مگر کسی نے کان نہ دھرے۔

"ایلی کیا کر رہی ہو تم ہمیں شرمندہ کیوں کرنے پر تلی ہو۔"سب کے حیران چہروں کو ایک نظر دیکھتے ہوئے اس کے گروپ سے ایک لڑکی آگے بڑھی تھی اور ایلی کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے تنبیہہ کی۔وہ پیچ وتاب کھا کر رہ گئی۔

"تم لوگ اندھے ہو کیا تمہیں سمجھ نہیں آرہا اس نے بے ایمانی کی ہے۔"علیزے کی برداشت ختم ہو گی تھی۔وہ مزید کوئی الزام نہیں سہہ سکتی تھی جب ہی ایلی کے قریب آ کر بولی۔

"اب یہ حد سے باہر ہے میں نے کوئی بے ایمانی نہیں کی بلکہ پوری ایمانداری سے جیتی ہوں۔"وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال بولی۔اسے پہلے ایلی کچھ کہتی جیلی آگے بڑھی۔

"بالکل تم اس طرح نہیں کہہ سکتی اور اتنا بھی کیا ہارنے کا غم؟"سب کی سمجھ سے باہر تھا۔ایلی اتنی مغرور ہو سکتی تھی کسی کو معلوم نہ تھا۔

"ہاں تم تو یہی کہو گی اور ویسے بھی کیمرے نہ ہونے کی وجہ سے تمہاری بے ایمانی کا میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن اگر تم اتنی ہی اچھی ریس لگاتی ہو تو میں تمہیں ایک ریس آفر کرتی ہوں۔"وہ کٹیلی مسکراہٹ لیے اس کے مزید قریب آئی۔علیزے آنکھیں گھماتے ہوئے پلٹ کر جانے لگی۔

"دبئی میں دو تاریخ کو ایک بہت بڑا انٹرنیشنل کار ریسنگ مقابلہ ہو رہا ہے ہر ملک سے ماہر کھلاڑی آئیں گے تم اگر ادھر حصہ لے کر مجھے اور باقی سب کو ہرا دو گی اور پچاس لاکھ انعام جیت لو گی تو میں مان جاؤں گی کہ تم کتنی ایماندار ہو اور کتنی زبردست کار ریسر۔"

کچھ کے چہروں پر مسکراہٹ کے ساتھ اشتیاق،کچھ کے چہروں پر حیرانی اور کچھ کے چہروں پر جوش آگیا تھا جبکہ علیزے کے چہرے پر بے زاری واضح ہوئی تھی۔

"سنو میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے خود کی ایمانداری ثابت کرنے کا اور یہ دکھانے کا کہ میں کتنی زبردست ریسر ہوں تمہیں یقین کرنا ہے کرو نہیں کرنا تو بھاڑ میں جاؤ۔"

وہ بغیر جیلی، شوفر اور ڈائینل کی جانب دیکھے گاڑی کی جانب چلی گئی تھی جبکہ اس بار ایلی کے چہرے پر توہین کا احساس نہیں تھا بلکہ ایک مسکراہٹ تھی۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھتی ہوئی جیلی کی جانب رخ موڑ گئی۔

"اوہ تو تمہاری دوست ڈرتی ہے۔"

"علیزے کسی سے نہیں ڈرتی۔" جیلی نے ناک بھوں چڑھا کر ایلی کو اوپر سے نیچے تک گھورا۔

"اچھا اگر نہیں ڈرتی تو کیوں انٹرنیشنل کامپیٹیشن میں حصہ نہیں لے رہی لوگ تو مرتے ہیں وہاں جانے کیلیے لیکن وہ جانتی ہے نا کہ وہاں ادھر کی طرح کوئی بے ایمانی نہیں ہو سکتی۔" وہ تضحیک آمیز مسکراہٹ لیے بولی۔ جیلی نے دانت پیسے۔

"اے سنو علیزے وہاں جائے گی حصہ بھی لے گی اور تمہیں اور باقی سب ہو ہرا کر انعام بھی جیت کر لائے گی۔" ڈائینل اشتعال دبائے آگے بڑھا اور چٹکی بجا کر کہتے ہوئے پلٹ گیا۔

"ہنہہ انعام۔" ایلی نے نقل اتارتے ہوئے ڈائینل کی پشت دیکھی جس کے قدم علیزے کی طرف بڑھ رہے تھے جدھر وہ گاڑی سٹارٹ بھی کر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

اس کو شہر پہنچے پہنچتے دوپہر ہو چکی تھی۔

اس پوش علاقے میں جہاں قطار سے بنگلے بنے تھے ان میں سے ایک بنگلے کے سامنے وہ آ کر رکا تھا۔ دروازے پر پہرے داری کرتے ہوئے گارڈ نے فوراً جیپ کے اندر آنے کیلیے دروازہ کھولا مگر وہ باہر چوڑی سڑک کے کنارے پر ہی جیپ پارک کر کے اتر کر آ گیا تھا۔ سلام کا جواب سر کو خم سے دیتے ہوئے وہ تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک نظر چھوٹے پھولوں سے مہکتے خالی لان پر ڈالی اور سیدھا شیشے کا دروازہ ایک طرف دھکیلتے ہوئے اندر لاؤنج کی طرف بڑھا۔

نیے جدید طرز سے بنایہ بنگلہ خوبصورت تھا۔

"امی جان؟" مہرون نساء جو ملازمہ کو کچھ ہدایت دے رہی تھیں۔ شاہ زیب کو آتے دیکھ چونکیں۔

"تم جا کر سبزیاں کاٹو میں آتی ہوں۔" ملازمہ سر ہلاتے ہوئے کچن کی جانب بڑھی۔ مہرون نساء چلتے ہوئے شاہ زیب کے پاس آئیں جو چادر کو قریبی صوفے پر پھینک بے چینی سے ارد گرد متلاشی نظریں دوڑا رہا تھا۔

"اوپر ہے۔" مہرون نساء جو کچھ پوچھنے کیلیے لب کھول رہی تھیں۔اس کی جلد بازی دیکھ اوپر پورشن کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولیں۔وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے چند سیڑھیاں پھلانگتا اوپر چلا گیا۔

وہ باربی سے لدے سٹیکر والا دروازک احتیاط سے کھولتا ہوا اندر آیا تو کمرے میں نیم اندھیرا پایا۔چاروں طرف نگاہ دوڑائی جہاں کھلونے جگہ جگہ بے یار و مددگار پڑے اپنی قسمت پر ماتم کررہے تھے۔چاروں دیواروں پر کارٹونز کی شکلیں بنی تھیں اور ہلکے جامنی اور سفید رنگ کی تھیم تھی،کھڑکی پر انہی رنگوں کے ملے جلے پردے لٹکے تھے۔وہ کمرہ بے حد پیارا لگ رہا تھا۔

وہ مزید چار قدم آگے بڑھتا تو پاؤں میں کچھ آیا۔رک کر دیکھا تو وہ بلاکس تھے۔شاہ زیب نے پاؤں سے ہی اسے پرے دھکیلا اور بیڈ کی جانب دیکھا تو اس کی پشت نظر آئی۔وہ بیڈ پر سینے پر دونوں بازو باندھے بھیٹی تھی۔

"عزہ؟" پہلی بار آواز میں تھوڑی سختی تھی۔وہ ماتھے پر بل لیے اسے پکارا۔پورے کمرے میں اس کی بھاری آواز گونجی۔

چھ سالہ عزہ جو ایک بار پھر دادی کو سمجھ رہی تھی چونک گئی اور تحیر سے پلٹ کر دیکھتے ساتھ کھڑی ہوگئی۔

کمر تک آتے دو رنگ برنگی پونیوں میں بندھے سیاہ سلکی بال جو اس کے قد سے بامشکل تھوڑے ہی کم ہوں گے۔ وہ صحت مند بچی دودھ کی طرح گوری تھی۔ پھولے پھولے گالوں پر سرخیاں ہر وقت بکھری رہتی تھی، بھرے بھرے گلابی ہونٹ اور ننھی سی ناک جو صرف قریب سے دیکھنے پر نظر آئے۔ بڑی بڑی آنکھوں میں وہ رنگ لیے کھڑی تھی جو اس کے باپ کا تھا۔ نیلا! جو اسے مزید پر کشش بناتا تھا۔ نیلی آنکھوں میں لمبی لمبی گھنی پلکیں بار بار جھپکاتے ہوئے وہ اپنے باپ کی موجودگی کو ایک مغلاطہ سمجھ رہی تھی۔

گھٹنوں تک آتی ہوئی نارنگی فراک کو زیب تن کیے تھی جس پر سفید بڑے بڑے پھول بنے تھے۔

ننھی گڑیا پوری چھ سال کی عزہ ہو چکی تھی جو بھلے ہی آنکھوں کا رنگ اپنے باپ سے چرا گئی تھی مگر پہلی شبی میں ہی ماں نظر آتی تھی۔ وہ علیزے انور کی کاپی تھی بالکل بچپن کی کاپی! جس کو بہت قریب سے دس سالہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نے دیکھا تھا۔

پل بھر میں ہی جو تھوڑا بہت غصہ تھا جھاگ کی طرح بہہ گیا، ماتھے کے بل غایب ہو گئے اور آواز میں دنیا جہاں کی محبت اور نرمی گھل گئی جب اس نے دوبارہ پکارا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دبابا ژوند۔" (بابا کی زندگی) وہ دھیرے سے کہتا ہوا گھٹنوں کے بل بھیٹا اور اپنی بانہیں کھولیں تو عزہ کو ہوش آیا۔ وہ پوری جی جان سے کھلکھلاتی ہوئی شاہ زیب کی جانب چند قدم کا فاصلہ مٹاتی بھاگتے ہوئے آئی اور اسے لپٹ گئی۔

"بابا۔" خوشی سے چہرہ دمک اٹھا تھا۔ شاہ زیب نے بنا کچھ کہے اسے خود میں بھینچ لیا۔ ایسا ہی ہوتا تھا جب بھی دو چار دن بعد وہ گاؤں سے لوٹ کر آتا تھا وہ دونوں باپ بیٹی ایسے ملتے تھے جیسے صدیوں سے بچھڑ کر مل رہے ہوں۔

اگر مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی بیٹی اس کی زندگی تھی، جینے کی امید تھی، سانسوں کا آسرا تھا تو عزہ شاہ زیب بخت کا باپ بھی اس کا سب کچھ تھا۔ اس کی ہنسی کی وجہ سے لے کر اس کی خوشیوں کا سبب!

باپ بیٹی کی محبت مثالی تھی یہی وجہ تھی کہ اسے ان چھ سالوں میں ماں کی کمی بہت کم محسوس ہوئی تھی۔ اتنی کم کہ گنی جاسکے شاید یہ کم عمر کا تقاضہ بھی تھا اور نہ صرف اس کا باپ بلکہ اس کے پاس ڈھیروں چاہنے والے رشتے اور بھی تھے، دادی دادا، نانی نانا، ماموں، خالہ پھوپھو اور بہت سارے! بس صرف ایک ماں کا رشتہ نہ تھا جس کی کمی کوئی رشتہ پورا نہ کر سکتا تھا۔

"بابا آپ کب آئے؟" اسے الگ ہوتی عزہ نے بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی کرتے ہوئے پورے اشتیاق اور جوشیلے پن سے پوچھا۔ اس کی آواز میٹھی شیرنی جیسی تھی لیکن انداز.... شاہ زیب کو آج پھر پانچ سالہ علیزے نظر آئی تو چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔

عزہ پونیوں کو جھٹکتی ہوئی جواب کی منتظر تھی۔

"ادھر آؤ۔" شاہ زیب اٹھتا اس کا ہاتھ پکڑ بیڈ تک لایا اور اسے بھیٹنے کا اشارہ کیا۔ وہ مسکراتے ہوئے پاس بھیٹ گئی۔ ہاں اس کی مسکراہٹ بھی اس کے باپ کی طرح تھی۔ بے حد دلکش!

"میں نے آج کیا سنا ہے؟" جب پھر سے یاد آیا کہ وہ کس مقصد سے آیا تھا تو لہجہ میں ہلکی سی سختی در آئی۔ عزہ نے سہم کر اس کو دیکھا اور جو بھیٹی تھی واپس کھڑی ہو کر اس کے عین سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ نظریں جھکا کر وہ دونوں کان پکڑ گئی تھی۔ شاہ زیب نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ جانتا تھا بیٹی ڈرامے باز بھی ہے۔ جان بوجھ کر وہ حربہ آزما رہی تھی جس پر باپ ہمیشہ پگھل جاتا تھا۔

"عزے۔" لہجہ میں مزید سختی آئی تو سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔ نیلی آنکھیں نیلی آنکھوں سے ٹکرائیں۔

"بابا آئی پرامس میں نے صرف بیگ میں کاکراچ ڈالا تھا۔" نچلا لب دباتے ہوئے وہ بھرپور معصومیت سے اپنے پچھلے کارناموں سے ایک کارنامہ یاد کرتی ہوئی بولی۔ تھی تو وہ ستواسی کی لیکن سب پر بھاری تھی۔ شاہ زیب نے آبرو اچکاتے ہوئے اسے گھورا۔ بیٹی کو جانتا تھا۔

"ہاں بکس بھی چھپنی تھیں بس۔" شاہ زیب نے بھنویں جوڑیں اسے مزید گھورا۔

"اچھا اوکے میں نے پانی بھی پھینکا تھا مگر اتنا نہیں کہ وہ پورا نہا جائے بس تھوڑا سا....." شاہ زیب کے چہرے پر بڑھتی سنجیدگی پر وہ بولتے بولتے رکی اور ایک بار پھر مجرم کی طرح جرم کا اعتراف کرتی ہوئی سر جھکا گئی۔

"یہ اس مہینے کی چوتھی کمپلین ہے۔" سر مزید جھکتا گیا کہ گردن نظر آنا بند ہو گئی۔

"سوری۔" دھیرے سے معزرت کی گئی۔

"عزے ہر بار سوری نہیں چلتا کیوں ٹارچر کیا اس بچے کو کیا نام تھا...." وہ کہتے ہوئے پیشانی مسلتے ذہن پر زور ڈالنے لگا جب عزہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"اشعر؟" شاہ زیب نے اس کے شرمندگی سے پاک چہرے کو گھوری دی۔ وہ گڑبڑا کر واپس سر جھکا گئی لیکن چہرے پر ایک اداسی آ گئی۔

"یہ تیسرا بچہ ہے جس کو تم نے ٹارچر کیا ہے اسکول والے بھی تھک چکے ہیں تمہیں پتہ ہے نا بابا کو کتنی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے؟" عزہ نے تڑپ کر سر اٹھایا۔

"بابا آئی سویر میں بالکل وائلنس پر بلیو نہیں کرتی لیکن آحد نے ہی سب سے پہلے کہا تھا کہ گرلز آر ویک اور علینہ نے میرا جیومیٹری باکس جان بوجھ کر توڑا تھا۔" وہ برے برے منہ بناتی ہوئی بتانے لگی۔ شاہ زیب نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے شاکی انداز میں اسے دیکھا۔

"اور اشعر اس بیچارے نے کیا کیا تھا؟"

"اشعر نے...." وہ رکی۔ رونا آنے لگا۔

"ہاں کیا کہا یا کیا تھا عزہ یہ تربیت کی ہے میں نے کہ تم اس طرح کرو اس بچے کو تم نے ریکیٹ دے مارا اس کے والدین سخت خفا ہیں۔" عزہ خاموش ہو گئی۔

"بولو کیا کیا تھا یا کچھ کہہ بھی دیا تھا تو تم نے ریکیٹ سر پر مارا؟" شاہ زیب پہلی بار سخت برہم ہوا تھا۔ عزہ کے آنکھوں سے موٹے موٹے آنسوں گرنے لگے۔

"اس... اس نے کہا تھا عزہ کی مما نہیں ہیں کیونکہ عزہ از آ بیڈ گرل۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ شاہ زیب جو اس کے رونے پر زچ ہو کر اسے تھامنے کیلیے آگے کو ہوا تھا وہی جم کر رہ گیا۔ اس کا چہرہ تاریک ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"بابا جانی عزہ کی مما کہاں ہیں آپ کبھی کچھ نہیں بتاتے بولیں نا؟" وہ ساکت ہوئے شاہ زیب کو آگے بڑھ روتے ہوئے پوچھنے لگی کہ جانتی تھی جب بھی وہ اپنی ماں کا ذکر کرتی ہر کوئی ٹال دیتا اور شاہ زیب سرے سے ہی بات کو نظر انداز کر دیتا اور وہ اسیلیے آگے کچھ نہ کہتی کہ رایمہ خالہ نے سکھایا تھا کہ "عزہ بچے اگر کوئی آپ کے سوال کا جواب نہ دے تو سمجھ جائیں کہ وہ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا اسے بار بار پوچھ کر تنگ کرنا غیر اخلاقی حرکت ہے۔" اور معصوم چھ سالہ عزہ اپنی ماں کے بارے میں پوچھنا غیر اخلاقی حرکت سمجھ بھیٹی تھی مگر آج اس نے روتے ہوئے پوچھ لیا تھا کہ اسے علم تھا شاہ زیب اس کی آنکھوں میں آنسوں نہیں دیکھ سکتا۔ وہ اگر ذرا سا رو کر کچھ بھی مانگے تو وہ چیز اس کے پاس آجایا کرتی تھی تو شاید جواب بھی مل ہی جائے اور اس کی اس غیر اخلاقی حرکت کو نظر انداز کر دیا جائے مگر وہ غلط تھی۔

اگے ہی پل شاہ زیب بجلی کی رفتار سے کھڑے ہو کر دروازے کی جانب بڑھ گیا تھا جہاں مہرون نساء چائے کا کپ تھامے کھڑی بولتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ انہیں نظر انداز کرتا ہوا باہر نکل گیا تھا پیچھے عزہ نے اپنے گالوں کو رگڑا، آنکھیں مسلیں اور دادی کو ایک نظر دیکھا اور آگے بڑھ کر نیچے سے اپنا سٹف

ٹوائے بازو میں بھینچے بیڈ کی جانب بڑھ گئی کہ وہ سمجھدار تھی۔ ضدیں کرنا جانتی نہیں تھی۔ سوال ایک بار کرتی تھی اور جواب نہ ملنے کی صورت میں خاموش ہو جاتی تھی۔

مہرون نساء نے ایک متاسفانہ نگاہ لیٹتی ہوئی اپنی عزیز لاڈلی پوتی پر ڈالی اور ایک لمبی سانس کھینچتے ہوئے پلٹ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ڈین.... "علیزے بولتی بولتی رک گئی۔ وہ زبردستی دروازہ کھول بھیٹ چکا تھا حالانکہ گاڑی چل پڑی تھی۔ اس کے بھیٹتے ہی علیزے نے بنا اس کے دروازہ بند کرنے کے انتظار کیے گاڑی کی رفتار تیز کر کے سڑک پر ڈال دی۔

"علیزے میں کچھ نہیں جانتا تمہیں اس ایلی کا منہ توڑ جواب دینا ہے۔"علیزے لب بھینچے سامنے دیکھتی رہی مگر بولی کچھ نہیں۔

"آخر وہ اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے وہ کیسے تمہیں بے ایمان کہہ سکتی ہے کیسے الزام لگا سکتی ہے خود جو ہار چکی ہے نا۔" وہ غصہ سے ڈیش بورڈ پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ علیزے اب بھی کچھ نہ بولی۔ آنکھوں میں جیسے برف جمنے لگی۔ ماضی آنکھوں کے سامنے آنے لگا۔

"تم دبئ بھی جاؤ گی مقابلے میں حصہ بھی لو گی اور سب کو ہراؤ گی بھی تب جا کر اس کا منہ ".....

"بس ڈین بس۔" یک لخت وہ سٹیر نگ کو پورا گھماتی ہوئی بریک لگا کر چیخی۔ گاڑی سنسان سڑک کے کنارے یکدم جھٹکا کھا کر رک گئی۔ ڈائینل نے بری طرح چونک کر گردن موڑے اسے دیکھا۔

"مجھے کسی کو بھی اپنی پارسائی ثابت کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔" وہ آنسوؤں کا گولہ گلے میں بامشکل پھنساتی بھرائی ہوئی آواز سے ہیجانی کیفیت میں چیخی۔ پوری گاڑی میں اس کی آواز چبتی ہوئی گونجی۔ ڈائینل حیرت ذدہ اسے دیکھتا رہ گیا۔

"کیوں ہر بار مجھے غلط سمجھا جاتا ہے کیوں اتنی آسانی سے مجھ پر واحیات الزام لگا دیے جاتے ہیں کیوں کوئی مجھے ایسے نہیں جانتا جیسے میں ہوں کیوں کوئی میرے اندر جھانک کر نہیں دیکھتا کیوں مجھے پر اپنا کردار ثابت کرنی کی نوبت آتی ہے کیوں آخر کیوں؟" وہ سٹیر نگ پر دونوں ہاتھ مارتے ہوئے لمحوں میں آپے سے باہر ہوئی تھی۔ ڈائینل حونک رہ گیا تھا۔ یہ کون سی علیزے تھی؟ کالم اور کمپوز علیزے تو بالکل نہیں تھی۔

"علیزے تم ٹھیک ہو؟" وہ آنکھیں میچے آنسوؤں کو باہر آنے سے روکنے کی جدوجہد میں لگی تو گاڑی میں خاموشی چھا گئی۔ چند لمحوں بعد ڈائینل نے اس کے شانے پر ہاتھ

رکھ بے حد نرمی سے پوچھا۔علیزے نے گردن موڑ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔ڈائینل کے دل کو کچھ ہوا۔

''ہوں۔''آنسوؤں کے گولے کو بلا آخر ہلک کے اندر واپس اتارتے ہوئے وہ تیزی سے سر ہلاتی ہوئی بولی اور فوراً ہی گلاس ونڈو کھول اس نے گاڑی کا انجن سٹارٹ کیا۔ڈائینل بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کا اندازہ اسے تھا۔

''سوری۔''گاڑی کو واپس سڑک پر ڈال وہ حلق تر کر لہجہ کو ہموار کرتی ہوئی بولی۔ڈائینل نے جھٹ سے نفی میں سر ہلایا۔

''نہیں مجھے اچھا لگا تم نے اپنے اندر کی کیفیت کو ظاہر کیا ورنہ تم نے ایسا پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔''علیزے نے ایک مجروح مسکراہٹ ڈائینل کی جانب اچھالی۔

''ایسا ہی ہے۔''سادگی سے اعتراف کیا۔

''میں بالکل زبردستی نہیں کروں گا اگر تمہیں نہیں جانے کا من ہے تو مت جاؤ مگر یہ مت سمجھو کہ تمہیں ہر کسی کو خود کو ثابت کرنے کی ضرورت ہے میں سمجھتا ہوں تمہیں تم جتنی بظاہر خوبصورت ہو اتنی اندر سے بھی ہو علیزے۔''علیزے کو دھڑکا لگا۔معاً گردن موڑا اسے دیکھا تو وہ آنکھوں میں جزبات لیے اسے تک رہا تھا۔علیزے کو خطرے کی بو آنے لگی۔

"ڈین..." سوکھے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر نہ کہہ پائی۔ ڈائینل سر جھٹک سامنے دیکھنے لگا تھا۔ کچھ ہی دیر میں علیزے نے اس کے اپارٹمنٹ کے سامنے گاڑی روکی تو وہ شکریہ ادا کرتا اتر گیا۔ علیزے نے گہری نگاہوں سے اس کی پشت دیکھی پھر سر جھٹکتے ہوئے گاڑی آگے بڑھالی۔ ڈائینل نے رک کر دور جاتی گاڑی کو دیکھا اور مسکرا دیا لیکن آنکھوں میں الجھن واضح تھی۔ جبکہ دوسری طرف علیزے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے بنا کپڑے تبدیل کیے آنکھیں موندے بھیٹی تھی۔ آج وہ جیتی تھی مگر کوئی خوشی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

موبایل کی بیپ پر اس نے آنکھیں کھولیں یونہی نظرین گھما کر سکرین کو دیکھا تو میسیج پڑھ کر لبوں کو کاٹتے ہوئے جیسے کوئی فیصلہ کرنے لگی۔ دو سے تین منٹ بعد وہ جھٹکے سے اٹھ کر اتری اور سامنے چھوٹی میز پر پڑا لیپ ٹاپ اٹھایا اور واپس بیڈ پر آکر بھیٹی۔ لیپ ٹاپ کی سکرین سیاہ سے روشن ہوئی تو تیزی سے اس کی مخروطی انگلیاں کی بورڈ پر حرکت کرنے لگیں اور چند ہی لمحوں میں وہ ویڈیو کال پر تھی۔

"اسلام علیکم۔" علیزے نے مسکرا کر سکرین کی جانب دیکھا تو خوشگوار موڈ میں بڑے تپاک کے ساتھ اس کے سلام کا جواب دینے والا عدیب انور بخت تھا۔

"کیسی ہو؟" وہ کو جھتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"فٹ فاٹ تم سناؤ جنت کہاں ہے ؟" وہ دانستہ اس کی نظروں سے نظریں ہٹاتی ہوئی اس کی پشت پر دیکھنے لگی جہاں سفید دیوار منہ چڑا رہی تھی۔

"یہی ہے بلاتا ہوں۔" عدیب کی مسکراہٹ سمٹی مگر بنا کچھ ظاہر کیے وہ جنت کو پکارنے لگا۔

"ہاں جی میری جان ؟" جنت ہاتھ میں برش پکڑے عدیب کے بالکل برابر آکر بھیٹی تو عدیب نے بازو سیدھا کرتے ہوئے اس کو اپنے حصار میں لے لیا۔ علیزے ان کی چھ سال بعد بھی مکمل اور خوبصورت جوڑی دیکھ مسکرا دی اور آنکھوں ہی آنکھوں میں نظر اتار لی۔

"کیسی ہو آپ لوگوں کا بزنز کیسا جا رہا ہے میں نے سنا ہے کوئی حسین سی لڑکی اپاینٹ ہوئی ہے بھائی کی نئی اسسٹنٹ کے طور پر ؟" عدیب کی خود پر جمی سنجیدہ نظروں کا مفہوم سمجھتی وہ فوراً ہی سیدھی ہو کر بھیٹی اور شوخ و چنچل سے بات چھیڑ دی جس پر عدیب اسے گھورنے لگا۔

"کوئی نہیں زے میں بھی وہی ہوتی ہوں اور میرے سامنے ہی اپاینٹ ہوئی ہے فکر نہ کرو میر ڈ ہے۔" علیزے ہنس دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"چلو یہ اچھا ہے لیکن پھر بھی دھیان دینا آج کل کے حالات بڑے خراب ہیں۔" وہ مسکراہٹ دبائے عدیب کی ٹانگ کھینچنے لگی جس پر وہ محض اسے گھورتے کی بورڈ پر انگلیاں چلانے لگا۔ جس پر علیزے کچھ پوچھتی کہ دوسرا اکاؤنٹ کنیکٹ دیکھتی ہوئی چونکی۔

"ہیلو گایز۔" اور یہ سکرین کے دوسرے حصہ پر دانیال علی کی ہشاش بشاش شکل دیکھ علیزے کے چہرے کے زاویے بگڑے۔

"تم اپنی شکل گم کرو میرے سامنے سے۔" وہ تپ کر بولی۔ عدیب اور جنت نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیوں کیا کچھ ہوا ہے؟" جنت نے پوچھا۔

"یار میں شادی کی سالگرہ بھول گیا تھا اس پر رایمہ غصہ تھی اور یقیناً یہ خبر اس تک پہنچ گئی ہوگی۔" وہ چھ سال بعد بھی ویسا ہی تھا۔ ہاں بس چہرے پر داڑھی نے جگہ لے لی تھی۔

"ہاں تو میری بہن کو کیوں ستاتے ہو۔" علیزے کی اندر کی محبت جاگی۔

"اڈو کہاں ہے؟" عدیب نے ان کی چلتی ہوئی بحث کو روک دانیال نے پوچھا۔

"ہاں کہاں ہے میرے دونوں جانوں؟" علیزے بھی محبت سے پوچھنے لگی۔

"یہ رہاایک جانواور ایک اپنی اماں کے ساتھ گیا ہوا ہے۔" دانیال نے سکرین سے چند لمحے ہٹتے دو سال کے بچے کو گود میں لیے سکرین کے سامنے کیا تو وہ پیارا سا گول مٹول بچہ ماموں، مامی اور خالہ کو دیکھ چہکنے لگا۔ ان تینوں کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"اڈو جانو کیشا ہے خالہ کی جانی کاں ہو گا ہاں کاں ہو گا؟" علیزے والہانہ انداز میں سکرین پر جھک کر اسے اس کی زبان میں بات کرنے لگی جس پر وہ ننھا بچہ ٹوٹے پھوٹے لفظوں سے اسے پکارنے لگا۔

"رائمہ کہاں ہے؟" عدیب نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"آؤٹ آف سٹی۔" دانیال بتا کر اس شریر کو پکڑنے لگا جو اس کی گود سے مچل رہا تھا۔

"آؤٹ آف سٹی کہاں؟" جنت نے مچلتے بھانجے فلائنگ کس دیتے ہوئے پوچھا۔ دانیال نے دانت پیستے اسے دیکھا پھر عدیب کو جس کے اسی سوال پر لب کھل رہے تھے۔ اس کا اشارہ سمجھ واپس بند ہو گ ئے۔

"کہاں ہے؟" علیزے کی آنکھوں سے اشارے بازی منفی نہ رہی تھی جب ہی پیچھے ہوتی پوچھنے لگی۔

"بس وہ وہاں.... اڈو نہ کرو" دانیال جواب گول کرتا بظاہری بیٹے میں لگ گیا جبکہ وہ بیچارہ تو اب چپ چاپ اس کی گود میں ہی ٹک کر بھیٹ گیا تھا۔

"دانی کہاں ؟"علیزے نے سنجید گی سے پوچھا۔

"ارے وہاں نا۔"دانیال نے نظریں چراتے ہوئے اپنی اولاد کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ تھامنے لگا جو سکرین کو چھو رہا تھا۔

"اچھا وہ میں کہہ رہا تھا کوئی پروگرام بناتے ہیں لندن چلتے ہیں کیا کہتے ہو؟"عدیب نے فوراً ہی موضوع بدلا۔

"ہاں بہت وقت ہو گیا ہم ملے نہیں۔"جنت بھی بولی۔

"دانی؟"علیزے نے نظر انداز کرتے ہوئے دانیال کو دیکھا۔دانیال زچ ہو کر بولا۔

"یار گاؤں گئی ہے حویلی۔"یکدم خاموشی چھا گئی تھی۔کوئی بھی علیزے کے سامنے گاؤں یا حویلی کا ذکر نہیں کرتا تھا۔

"خیر تم لوگ لندن کا کہہ رہے تھے نا؟"دانیال نے عدیب کی سخت نظروں سے گھبراتے ہوئے بات بدلنی چاہی۔

"ہاں وہ...."جنت ایک نظر علیزے کے خاموش چہرے کو دیکھا۔"ہاں مہک کو بھی لو نا کال پر پھر کرتے ہیں پلین۔"علیزے سر جھٹک پھیکا مسکرا کر بھانجے کی جانب متوجہ ہو گئی جو اسے توتلی زبان میں پکار رہا تھا۔

"وہ پتہ نہیں آنلاین"....

"اچھامیں بعد میں بات کرتی ہوں یہاں بہت رات ہوگئی میں سوتی ہوں۔" اچانک علیزے نے کہا۔دانیال بولتے بولتے چپ ہوگیا۔

"تم بات ہی کہاں کرتی ہو زے باقاعدہ اپائنٹمنٹ لیناپڑتا ہے کیوں اتنا کٹ کر رہ رہی ہو؟" جنت نے اداسی سے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے یار بس آفس کا کام اتنا ہوتا ہے اور پھر یہاں ایک روٹین ہے اس میں ہی اب زندگی بھاگ رہی ہے تیزی سے وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے۔" علیزے نے بالوں کو بینڈ سے آزاد کرتے ہوئے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"لیکن اسے پہلے بھی"....

"ہوں ٹھیک ہے تم آرام کرو رات واقعی ہو گئی ہے وہاں اور تم بھی شاید کہی سے آئی ہو تھک گئی ہوگی۔" دانیال کچھ کہتا عدیب نے آنکھوں کے اشارے سے اسے منع کرتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔علیزے خدا حافظ کہتی ویڈیو چیٹ سے لیفٹ ہوئی۔وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"زے بہت بدل گئی ہے۔" دانیال بچہ کو گود سے اتارتا ہوا افسردگی سے بولا۔ جنت نے گہری سانس لیے گردن اثبات میں ہلاتے ہوئے تاید کی جبکہ عدیب بے حد سنجیدہ ہو چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"خبر ہی نہیں ہوتی اس کی زندگی میں اکزیلکی کیا چل رہا ہے ورنہ پہلے ایسا ناممکن تھا کہ وہ کچھ نہ بتائے اتنی پرایوٹ لائف گزارنے لگی ہے۔" جنت کہہ رہی تھی۔ عدیب خاموش تھا۔

وہ لیپ ٹاپ یونہی چھوڑتی بیڈ سے اتری اور چلتے ہوئے الماری کی طرف آئی۔ سلائیڈنگ ڈور کھولتے ہوئے اس نے کلینڈر نکالا اور بیڈ کی ایک جانب ٹک گئی۔ اس کلینڈر میں پچھلے چھ سالوں میں فروری کے مہینے کی تاریخ پر مارک لگا آرہا تھا۔ علیزے کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ وہ اس مارک پر انگلی پھیرتی گئی اور پھر دھواں دھار رونے لگی۔

ان چھ سالوں میں اسے اپنی بیٹی کی یاد کب نہیں آئی تھی؟ وہ چاہتی تو اپنے بہن بھایوں کو ایک میسیج کرتی اور اس کی بیٹی کی تصویریں اسے مل جاتیں، اس کا نام کیا ہے یہ تک معلوم ہو جاتا، وہ کیسی ہے کیسی نہیں ساری معلومات حاصل ہو جاتی لیکن ان چھ سالوں میں اس نے لاکھ چاہنے کے باوجود کبھی جاننے کی کوشش نہ کی۔

میلان وہ پانچ سال پہلے موو ہوئی تھی۔ ایک سال تک سڈنی میں رہی تھی اور ان ایک سال میں اس نے سب سے رابطہ منتقع کر دیا تھا۔ ایک سال بعد میلان شفٹ ہو کر اس

نے واپس اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے رابطہ رکھنا شروع کیا تھا مگر ایک حد تک ! مہینے میں ایک دفعہ ہی بات ہو جاتی اور کبھی کبھی کچھ مہینے گزر جاتے بات ہی نہ ہوتی۔

اس نے ان چھ سالوں میں اپنے اطراف کئی دیواریں کھڑی کر لیں تھیں۔

ہر سال جب اس کی بیٹی کی پیدائش کا دن آتا تو وہ خود کو تنہا کر لیتی تھی اور اپنی بیٹی کیلیے تڑپتی رہتی مگر کبھی خود کو اجازت نہ دی کہ وہ اس تڑپ میں اپنی بیٹی کو صرف ایک بار دیکھ لے، صرف ایک بار اس کا نام تک جان لے۔اس نے خود پر مہارت سے ضبط کیا ہوا تھا۔آج دانیال کے منہ سے حویلی کا ذکر سن ساری یادیں تازہ ہو گئی تھیں۔ماضی ایک پھر سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

ایسا نہیں تھا وہ خوش نہیں تھی۔وہ مطمعین اور خوش تھی مگر سال کے تینسوں بیس دن وہ خوش نہیں رہ سکتی تھی۔وہ جانتی تھی وہ اپنے وجود کا حصہ بہت پیچھے چھوڑ چکی ہے اور وہ بہت محفوظ ہاتھوں میں ہے مگر صرف ایک بار... صرف ایک بار اس کا دل للچاتا ضرور تھا۔ایک بار اپنی بیٹی کو دیکھنے کا، وہ ان چھ سالوں میں کتنی بڑی ہو گئی ہو گی، کیسے دکھتی ہو گی، کیا انداز اطوار ہوں گے۔وہ سوچتی تھی اور روپڑتی تھی۔

یہ کمزور لمحے تھے جو کبھی کبھی اسے اپنی گرفت میں لیے اس کی خوشگوار مصروف زندگی تنگ کر دیتے تھے۔

اور وہ شخص.... اس شخص کی محبت جب بھی انگڑائی لیتی تو وہ سب یاد آجاتا جو وہ اس کو کہہ چکا ہے اور دل کو وہ بری طرح کچل کر بے نیاز ہو جاتی کہ علیزے انور مضبوط تھی۔ جو پیچھے چھوڑ چکی تھی اس پر بھیٹ کر ماتم نہیں کرتی تھی۔ اس نے ان چھ سالوں میں خوبصورتی سے آگے بڑھنا سیکھ لیا تھا۔ بلکہ وہ بڑھ چکی تھی۔ مگر اپنے وجود سے جنی اپنی اولاد کو یاد کرتی تو بکھر جاتی تھی۔ اولاد کی یاد اس کیلیے آزاردہ تھی جیسے ابھی وہ بے تحاشہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ کو چھپائے رو رہی تھی۔ باہر آسمان کی سیاہی افسوس بھری آہ بھر کر رہ گئی تھی۔ اکثر میلان کی راتوں کو یہ دیکھنا پڑتا تھا۔

"تمہاری یاد کے جب زخم بھرنے لگتے ہیں،
کسی بہانے تمہیں یاد کرنے لگتے ہیں،
حدیثِ یار کے عنوان نکھرنے لگتے ہیں،
تو ہر حریم میں گیسو سنورنے لگتے ہیں،
ہر اجنبی میں محرم دکھائی دیتا ہے،
جو اب بھی تیری گلی سے گزرنے لگتے ہیں،
صبا سے کرتے ہیں غربت نصیب ذکرِ وطن،
تو چشم صبح میں آنسو ابھرنے لگتے ہیں،

وہ جب بھی کرتے ہیں اس نطق و لب کی بخیہ گری،

فضا میں اور بھی نغمے بکھرنے لگتے ہیں،

درِ قفس پہ اندھیرے کی مہر لگتی ہے،

تو فیض دل میں ستارے اترنے لگتے ہیں"

کئی دیر تک وہ جی بھر کر روتی رہی پھر آنسوں خود ہی خشک ہو گئے تو کلینڈر کے ایک جانب دیکھتی رہی۔

"نہیں.... نہیں میں اس طرح نہیں ٹوٹ سکتی۔" دل جب پھر سے بھرنے لگا تو وہ خود کو سرزنش کرنے لگی۔ وہ روتی تھی لیکن پھر خود کو سنبھال لیتی تھی مگر آج تو جیسے دل دکھی پر دکھی ہوتا جا رہا تھا۔

وہ آنسوں پونچھتی کھڑی ہوئی اور دل میں کوئی فیصلہ لیتی موبایل کی جانب آئی۔ بیڈ پر پڑا موبایل اٹھایا اور جیلی کی چیٹ کھولی جہاں ڈھیروں میسیجز جگمگا رہے تھے۔ اس نے ان میسیجز کو نظر انداز کر کے کچھ لکھا اور سینڈ کر دیا۔ ایک گہری سانس لیتے ہوئے اس نے موبایل واپس پھینکا۔

اب دل ہلکا محسوس ہونے لگا تھا۔ اسے اپنے آپ کو ڈسٹریکٹ کرنا ہی تھا ورنہ دل کا بوجھ مزید بڑھتا اور وہ اپنے چھ سال پہلے کیے گیے فیصلے پر زندگی میں کبھی بھی پچھتانہ نہیں

چاہتی تھی۔اگر یونہی ماتم کناں رہتی تو پچھتاوے کو احساس کبھی بھی آجاتا جو علیزے انور کو منظور نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ ریلنگ پورے مضبوطی سے تھامے آسمان پر اڑتے ہوئے پنچھیوں کو دیکھ رہا تھا۔آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ چکی تھیں۔سینہ اپر نیچے ہوتے سانسوں کی ٹوٹنے کی وحید سنا رہا تھا۔ گردن کی رگیں ضبط کی شدت سے کھینچی ہوئی تھیں۔آج بیٹی کے منہ سے یہ سوال سن کر دل چھد چکا تھا۔اس کا ذکر اس کے دل کو آج ایک بار پھر تار تار کر گیا تھا۔

"سچ کیوں نہیں بتا دیتے شاہ؟" عقب سے آتی ماں کی آواز پر وہ آنکھیں سختی سے میچ گیا تھا۔

"کیوں نہیں بتا دیتے عزہ کو کہ اس کی ماں اسے چھ سال پہلے اس کے پیدا ہونے کے کچھ دن بعد ہی چھوڑ کر چلی گئی تھی؟" اس کا خون ابلنے لگا تھا۔لیکن پلٹا نہیں۔

"کیوں نہیں بتاتے کہ اس کی ماں نے اسے اپنا دودھ تک نہیں پلایا؟" مہرون نساء کے لہجہ میں تلخی تھی۔کسی حد تک علیزے انور کے لیے ناپسندیگی تھی جو شاہ زیب کی برداشت سے باہر ہوتی چلی گئی تھی۔

"کیوں نہیں بتادیتے کہ اس کی ماں".....

"امی جان۔"وہ تڑپ کر پلٹا۔مہرون نساء نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا جس پر غصہ، تکلیف، بے بسی اور جانے کتنے تاثرات نمایاں تھے۔چہرے پر اضطراب کے سائے اور آنکھوں کے سرخ پپوٹے آنکھوں کو وحشت زدہ بنا رہے تھے۔

"وہ....وہ خود نہیں گئی تھی۔"ٹوٹے بکھرے لہجہ میں کہتے ہوئے مہرون نساء کو یہ شاہ زیب اپنی پوری زندگی میں سب سے مختلف شاہ زیب لگا۔وہ اکڑ، انا، رعب جیسے اس وقت اس کا حصہ ہی نہ تھا۔اس وقت تو وہ بے بس، شکست زدہ اور پچھتاوے سے لبریز محبت میں ڈوبا انسان تھا۔

"شاہ...."وہ بے اختیار ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ آگے بڑھ اس کا دونوں چہرہ ہاتھوں سے تھام گئی۔وہ ہونٹ بھینچے نم آنکھوں سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے دور ہوا۔

"اٹھارہ سال پھر چھ سال پہلے میرے سے ساتھ ہی کیوں...."وہ شکوہ کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔لب بھینچے چہرہ جھکا گیا۔مہرون نساء نے تڑپ کر کچھ کہنا چاہا کہ اس نے واپس چہرہ اٹھایا۔

"میں نے اس کو پا کر بھی کھو دیا اور اس نے مجھے کھو کر بھی پا لیا ہو گا...ہار میری ہوئی ان سب میں لٹا میں برباد میں ہوا....."اطراف میں گھومتی نظروں کے ساتھ کہتے ہوئے

آواز ہر لفظ کے ساتھ بے حد آہستہ ہوتی گئی۔ مہرون نساء دنگ اسے خاموش چہرے کے ساتھ دیکھتی رہ گئی۔ پیشانی پر بھیلی درد کی شکنیں، تھکاماندہ پر مثردہ چہرہ جیسے طویلی مسافت طے کر کے آیا ہو۔

"آہ میں نے یہ تو نہیں چاہا تھا......" مہرون نساء کو بامشکل اس کے لب ہلتے دکھے۔

"کہاں جا رہے ہو؟" کچھ توقف کے بعد وہ خود کو گھسیٹتے ہوئے اندر جانے لگا جب مہرون نساء نے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے پوچھا۔

"فکر مت کریں اس کے پاس نہیں جا رہا وہ حق نہیں رہا۔" ہلکی سی گردن ترچھی کرتے ہوئے وہ انہیں کہتا نظروں سے اوجھل ہو گیا جبکہ اس کے پرسوز لہجہ پر وہ حزین ہو گئیں۔

"یااللہ میرے بچے کو سکون اطا فرماں۔" وہ بے اختیار رنجیدگی سے بولیں کہ پھر کچھ یاد آیا اور وہ فرقان بخت سے بات کرنے کا فیصلہ کرتی گھر کے اندر بڑھ گئیں۔

"بی بی جی آپ کو ہی ڈھونڈ رہی تھی۔" شاہدہ انہی کی طرف آئی۔

"ہاں کہو۔" یہ ملازمہ وہ حویلی سے ہی لائی تھیں۔

"سِلا بی بی کا فون آیا تھا وہ حویلی پہنچ گئی ہیں آپ کو بھی بلا رہی ہیں۔" شاہدہ نے بتایا۔ وہ سوچ میں پڑ گئیں۔

"اچھا شاہدہ تم ایک کام کرو عزہ کو کھانے کیلیے بلا کر لاؤ میں ذرا ان سے ایک بات کرلوں۔"وہ کہتی فرقان بخت کو فون کرنے لاؤنج کی طرف بڑھ گئیں۔انہوں نے کچھ سوچ لیا تھا۔انہیں ہی سوچنا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے شاہ مانے گا؟"فرقان بخت نے تحمل سے ان کی پوری بات سن کر پوچھا تھا۔

"ہمیں منانا پڑے گا زندگی ایسے ہی تو نہیں گزر سکتی نا اپنا نہیں تو معصوم بچی کا تو سوچے ان سب میں اس بچی کا کیا قصور تھا؟"وہ سخت جھنجھلائیں۔

"آپ کو یاد ہے پہلے بھی سمیر نے اس طرح کی کچھ بات چھیڑی تھی تو شاہ کا ردِ عمل کیا تھا؟"مہرون نساء چپ ہو گئیں۔

"آپ دبئی کسی کام سے پیر کو جارہے تھے نا؟"اچانک مہرون نساء کو یاد آیا۔

"ہوں سمیر کو بھیج رہا تھا لیکن گاؤں کے معاملات میں مرد کا ہونا ضروری ہے دلاور تو سلماں کو چھوڑنے ثمن کی طرف گیا ہے بدھ سے پہلے واپسی نہیں اور شاہ نے عزہ کی پڑھائی کی وجہ سے شہر انتقال کر کے اپنا زیادہ تر کام یہی سمیٹ لیا ہے۔ "

"ہاں ثمن کا بھی آخری مہینہ ہے ٹھیک اور کیا یہی کام سمیٹ لیا ہے آپ جانتے ہیں پھر بھی وہ زیادہ تر گاؤں کی طرف ہی ہوتا ہے چار چار دن تک شکل نہیں دکھاتا وہ تو میں یہی

ہوتی ہوں ورنہ بچی کو ملازموں کے سہارے تھوڑی چھوڑا جاتا ہے جب ہی کہتی ہوں شاہ کو بیوی کی نہیں لیکن عزہ کو ماں کی ضرورت ہے۔" وہ پھر سے اسی موضوع پر آچکی تھیں۔

"مہرون نساء آپ جانتی ہیں وہ کتنا برہم ہوگا اس بات پر بھی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیجیے۔" فرقان بخت چڑ کر بولے۔ وہ اچھی چرح جانتے تھے شاہ زیب اب کسی اور کو سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اور اس کو منانے والی انیلا بخت بھی زندہ نہیں تھیں۔

"کیسے چھوڑ دوں ماں ہوں اس کی نہیں دیکھ سکتی ایسے اچھا آپ ایک کام کریے دبئی آپ مت جایے بلکہ شاہ کو بھیج دیں کام کے سلسلے بیرونِ ملک جائے گا تو ذہن بھٹکے گا آج میں نے دیکھا وہ کتنا ذہنی منتشر ہے عزہ نے آج علیزے کے حوالے سے سوال کر کے اس کے زخم تازہ کر دیے میں نہیں جانتی آپ کچھ بھی کریں۔"

"ہوں لیکن وہ عزہ کو تنہا چھوڑ نہیں جائے گا۔" کچھ دیر کے توقف کے بعد وہ بولے۔

"ہاں تو عزہ کو بھی شاہدہ کے ساتھ لے جائے ویسے بھی اس کی چھٹیاں پڑ چکی ہیں لیکن بس کسی طرح وہ جائے چھ سال سے وہ یہی ہے اور اندر ہی اندر گھٹ رہا ہے ماحول نیا ملے گا تو شاید طبیعت پر اچھا اثر پڑے۔" مہرون نساء نے اس بار اسے بھیجنے کا پکا پکا من بنا لیا تھا۔ پاس سے گزرتی ہوئی شاہدہ دبئی جانے کا سن کر خوشی سے پرجوش ہو گئی تھی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بات تو ٹھیک ہے اچھا ہے بیٹی کے ساتھ ایک خوشگوار وقت گزارے گا کام بھی زیادہ نہیں ہے وہاں سے ایک دن کیلیے کینڈا بھی جانا ہے چلیں بات کرتا ہوں۔" فرقان بخت کسی حد تک مان چکے تھے۔

"جی اچھا ہے دونوں ملک گھوم آئیں اور تھوڑا رعب سے اتنا بھی بڑا نہیں ہوا کہ باپ کی بات منہ پر ہی رد کر دے۔" مہرون نساء خفگی سے بولی۔ وہ ہنس پڑے۔

"ہم بوڑھے ہو چکے ہیں مان جائیں آپ۔" وہ مسکاتے لہجہ میں بولے۔ مہرون نساء بھی مسکرا دیں۔

"بات تو ٹھیک ہے۔" چند ایک دو باتیں کرتے انہوں نے فون کریڈل پر رکھ دیا اور ایک سکھ کی سانس لی۔ انہیں یقین تھا شاہ زیب انکار نہیں کرے گا۔ اور ایسا ہی ہونا تھا۔ اسیلیے تھوڑے بہت نخرے کر کے وہ بلا آخر راضی ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا ہے علیزے تم مان گئیں۔" آج مہینے کی تیس تاریخ تھی۔ بدھ کا دن تھا۔ موسم خاصی خوشگوار تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ ایشیا کے سب سے بڑے دبئی مال کا منظر تھا جہاں وہ تینوں آگے پیچھے چلتے ہوئے ہلکی پھلکی شاپنگ کرنے میں مصروف تھے۔ علیزے نے سفید رنگ کی پینسل ہیل کو ریک سے اٹھا کر دیکھ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ڈینم کی جیکیٹ میں ملبوس ڈائینل کو دیکھا جو آنکھوں میں خوشگوار حیرت لیے اب تک حیران تھا یہاں تک کہ وہ لوگ اس وقت دبئی میں کھڑے تھے۔ آج صبح کی فلایٹ سے علیزے، جیلی اور ڈائینل دبئی آئے تھے۔ شوفر پہلے ہی پہنچ کر علیزے کو مقابلے میں شامل کیلیے اقدامات میں مصروف ہو گیا تھا۔ وہ بھی اسی سے رابطے میں مقابلے میں حصہ لینے کیلیے فارمیلیٹیز پوری کر رہی تھی۔ مگر آج چونکے مقابلے میں دو دن تھے تو انہوں نے شاپنگ کرنے کا سوچا تھا۔ دبئی آ کر بھی کوئی دبئی مال سے شاپنگ نہ کرے یہ کیسے ہو سکتا تھا؟

"ڈائینل اب یقین کر لو میں یہی تمہارے سامنے اسی ملک میں کھڑی ہوں۔" علیزے نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہتے ہوئے ایک جدید اور وسیع آؤلٹ کے اندر قدم بڑھائے۔

"جیلی کہاں گئی؟" اسے پہلے ڈائینل کچھ کہتا علیزے نے اندر داخل ہوتے ہوئے پلٹ کر ایک نظر اطراف میں دیکھا۔

"وہ یہی ہو گی نیچے فلور پر۔"ڈائینل نے انجان بننے کی بھرپور اداکاری کی۔

"اچھا۔"علیزے کندھے اچکا کر ڈریسز دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔ڈائینل پیچھے لب کاٹتا ہوا سوچ میں پڑ گیا۔کیا یہ صحیح وقت تھا علیزے کو اپنے جزباتوں کے بارے میں آگاہ کرنے کا؟وہ سوچتے سوچتے علیزے کو دیکھنے لگا۔سلکی گولڈن چمکیلے فلیپر پر اس نے گولڈن ہی فل سلیویز شارٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔بالوں کی اونچی ہائی ٹیل پونی بنائی ہوئی تھی۔البتہ چہرہ سادہ تھا اور ہونٹوں پر لپ گلوز تھی۔

وہ کتنی کلاس میں رہتی تھی۔ڈائینل کو اس کی یہ عادت بے حد اچھی لگتی تھی۔وہ اپنے آپ کو گریس سے کیری کرنا جانتی تھی۔

"کیا ہوا؟"علیزے نے خود پر مسلسل جمی نظروں کو محسوس کر کے گردن موڑے اسے دیکھا۔وہ سٹپٹا گیا۔

"کچھ نہیں وہ میں کہہ رہا تھا کہ جیلی...."وہ یک لخت ارد گرد دیکھنے لگا۔علیزے کے چہرے پر ایک سایا آ کر گزرا۔وہ سنجیدہ ہو گئی۔

"میں جیلی کو دیکھ کر آتی ہوں۔"ڈائینل نے چونک کر اسے دیکھا جو بنا نظریں ملائے آؤلٹ سے باہر نکل گئی تھی۔وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ابھی جزباتوں کے اظہار کا وقت مناسب نہیں تھا۔

وہ ایلی گیٹر سے نیچے آئی اور جیلی کو کال ملا کر موبائل کان سے لگالیا۔ ساتھ ناخن کے ساتھ کھیلتی ہوئی وہ خلفشاری سے تیز تیز قدموں سے چلتی گراؤنڈ فلور پر آچکی تھی۔ جو اس نے ڈائینل کی نگاہوں کی تپش میں محسوس کیا تھا وہ کچھ عام نہ تھا، دوستانہ نہ تھا، معمول کا نہ تھا۔

وہ بے چینی سے بار بار کال ملاتے ہوئے مال سے باہر آگئی تھی۔

"ہیلو...." جیلی نے فون اٹھالیا تھا۔ لیکن بے چینی گھٹ نہیں بڑھ رہی تھی۔ وہ ہوں ہاں کرتی وہی آگے بڑھ کر پول کے پاس کھڑی اس کا انتظار کرنے لگی جو جانے کہاں آرہی تھی اور اس کے ساتھ ہی واپس اندر مال میں جانا تھا۔ سنہیری چھت، پلر سے پھوٹتی روشنی اس کے سنہیری کپڑوں پر پڑتی ہوئی اسے روشن بنا رہی تھی۔

وہ سامنے قطار سے آتی ہوئی گاڑیوں پر نظریں ٹکا گئی جسے نکل کر لوگ مسکاتے چہروں کے ساتھ ارد گرد طایرانہ نگاہ ڈال رہے تھے۔ ہنستے مسکراتے کئی چہرے تصویریں بنا رہے تھے تو کوئی کہی اور کھڑا ہوا کیمرے کو کھولا ہوا تھا۔ زندگی سے بھرپور طرح طرح کے لوگ یہ خوشگوار شام گزار رہے تھے۔ علیزے کا دل عجیب ہوتا گیا۔ بے اختیار اس کا ہاتھ سینے پر گیا۔ وہ اپنا سینا سہلانے لگی۔ یکدم ہی گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔ وہ پلر سے سے نکل کر تھوڑا آگے آئی۔ اور کھلے آسمان کے نیچے آکر کھڑی ہو گئی۔

اب اس کے عین سامنے مال کی عمارت کے پیچھے ہی برج خلیفہ آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہوا نظر آرہا تھا۔ وہ اسے دیکھے گئی۔

اپنے برابر کچھ دور قدم پر اسے ایک عورت کی اونچی آواز آئی تو بے ساختہ اس نے چہرہ موڑ کر دیکھا۔ وہ سکرٹ اور ٹاپ میں کوئی درمیانی قد والی عورت کسی بچے پر جھکی اسے کچھ پوچھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ علیزے نے نظرانداز کر کے واپس اونچی عمارتوں کی جانب دیکھنا چاہا مگر نظریں پھر بھٹک کر اسی عورت کی طرف گئیں۔ جانے کیوں اسے تجسس ہوا کہ وہ اس بچے کو دیکھے اور معاملہ جانے۔ مگر وہ بچہ اس عورت کے پیچھے تھا۔ علیزے کو پیلے رنگ کی فراک نظر آئی۔ دل خواہ مخواہ ہی دھڑکا۔ سانس گھٹتی گھٹتی تیز بڑھنے لگی۔ اس نے پانی کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں۔

"اوہ ہی از مائے چائیلڈ تھینک یو تھینک یو۔" اسے پہلے وہ پانی کیلیے واپس مال کے اندر قدم بڑھاتی اسی عورت کے پاس ادھیڑ عمر کا انسان بھاگتے ہوئے آیا۔ علیزے شکل سے ہی پہچان گئی۔ وہ ایشین تھا اور انگریزی بولنے کی کوشش کی گئی تھی۔

علیزے نے سر جھٹک کر آگے بڑھنا چاہا مگر قدم انکاری ہو گئے۔ دل نے ایک عجیب سی خواہش پکڑی کہ وہ اس بچے کو دیکھے اور یہ خواہش چند ہی لمحوں میں پوری ہو گئی جب وہ چائینز عورت مسکراتے ہوئے سر ہلا کر ایک طرف ہوئی۔

یہ وہ لمحہ تھا جس نے علیزے کو جکڑ لیا تھا۔

وہ اس بچے نہیں بلکہ بچی کو دیکھتی رہ گئی۔

پیلی فراک میں چھوٹی سی جیکیٹ پہنے، کمر تک آتے بالوں کو کھولے آگے سے ہیر بینڈ لگائے وہ نیلی آنکھوں والی بچی نے اسے پل بھر میں اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔اور ایسا کیا تھا کہ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

وہ سرخ وسپید معصوم بچی اس عورت کی جانب دیکھ تیز تیز نفی میں سر ہلا رہی تھی مگر وہ عورت اس کو باپ کے حوالے کر جا چکی تھی۔وہ نیلی آنکھوں سے حراساں اس آدمی کو دیکھنے لگی تھی جو اس کی کلائی پکڑے اسے پچکارتے ہوئے اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔

علیزے کی محویت یکدم ہی ٹوٹی تھی۔سب سمجھنے میں وقت نہیں لگا تھا۔وہ تیزی سے آگے بڑھی تھی۔

"ایکسکیوزمی۔"وہ آدمی چونک کر رکا۔بچی نے تیزی سے پلٹ کر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا اور اپنی بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی کیں۔

دونوں کی نگاہیں ملیں۔آس پاس کی رونق دھندلی ہوتی گئی۔سرسراتی ہواؤں نے جہاں اس بچی کے بالوں سے چھیڑ خانی کی تھی وہیں علیزے کی کپڑے تھرتھرانے لگے۔وہ آدمی تذبذب ہوتا ہوا اس لڑکی کو دیکھے گیا۔جو اس بچی کو تکے جا رہی تھی اور وہ

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

بچی آنکھوں میں اشتیاق لیے اس کو۔اس آدمی نے خایف ہو کر بچی کی کلائی ڈھیلی چھوڑ دی۔

اس انجان نے دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کیلیے پہچان دیکھی تھی۔

بچی کے لب سیٹی کی طرح سکڑے۔علیزے کی آنکھیں کیوں نم ہوئیں۔معلوم نہیں ہوا تھا۔

"آہ....."اس آدمی کو اچانک کیا ہوا اس نے دوبارہ بچی کی کلائی مضبوطی سے تھام لی۔بچی اچانک سسکی۔علیزے تڑپ کر آگے بڑھی۔

"لیو ہر۔"آواز میں جتنی سختی تھی۔وہ آدمی اچھنبے سے اسے دیکھے گیا۔لیکن اعتماد سے بولا۔

"آئم ہس فادر۔"پھر سے غلط انگریزی۔علیزے نے بھنویں جوڑے اسے دیکھا پھر بچی کو جو علیزے کو اپنی طرف پاتا ہوا دیکھ تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"نو ہی از ناٹ مائے فادر۔"علیزے نے چونک کر واپس اس آدمی کو دیکھا۔

"ارے بیٹا کیا ہوا آیس کریم دلاؤں گا نا۔"وہ اچانک اردو میں بولا۔علیزے کو یقین ہونے کو آیا۔وہ آگے بڑھی۔

"کون ہو تم؟"بچی علیزے کو دیکھتے ہوئے اپنی نازک کلائی چھڑانے کی سعی کرنے لگی۔

"میم بیٹی ہے میری ناراض ہو گئی ہے بس۔" وہ آدمی لبوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا۔ علیزے موبائل پر انگلیاں چلانے لگی۔ اس آدمی نے دیکھ لیا۔

"میم واقعی میری بیٹی ہے راستہ بھٹک گئی تھی ہیں ناپیاری گڑیا۔" وہ بچی کے گال پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ بچی نے ایک جھٹکے سے دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ ہٹایا۔

"ڈونٹ ٹچ می آپ میرے بابا نہیں ہیں۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ علیزے کا خون کھولنے لگا۔ وہ جھٹکے سے آگے بڑھی اور سرعت سے اس کی کلائی اس کے ہاتھ سے نکال کر اس بچی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے کیا۔ وہ بچی اس اچانک افتاد پر چونک کر حیرت سے سر اونچا کر کے اس خوبصورت لڑکی کو دیکھنے لگی۔ پھر اپنے ننھے ہاتھ کو جو اس لڑکی نے پکڑا تھا۔ اسے اس بار یہ چھونا بالکل برا نہیں لگا۔

"راستہ تو آپ بھٹک گئے ہیں آئیں صحیح راہ دکھاتی ہوں۔" وہ خشمگین نگاہوں اس آدمی کو گھورتی ہوئی موبائل پر دوسرے ہاتھ سے انگلیاں چلانے لگی۔ وہ آدمی ہڑبڑایا۔

"نہیں غلط فہمی ہوئی ہے ایسی بات نہیں ہے۔" وہ قدم پیچھے لینے لگا۔ علیزے اسے روکنے آگے بڑھتی کہ بچی کی ہلکی سی چیخ نے اس کے قدم روک دیے اور وہ تیزی سے پلٹی جہاں وہ اس کا ہاتھ پکڑے پکڑے بھیٹ گئی تھی۔

"واٹ ہیپینڈ بے بی۔" وہ بے اختیار اس کا ہاتھ ایسے ہی تھامے بھیٹی۔

"مائے...مائے فوٹ۔" اس نے اپنے جوتوں کی جانب اشارہ کیا۔ موٹے موٹے آنسوں نیلی آنکھوں میں دیکھ علیزے کو دو نیلی آنکھیں یاد آئیں۔ وہ سر جھٹک جلدی سے اس کا جوتا کھولنے لگی۔ وہ بچی رونا بھول علیزے کا بے چین چہرہ دیکھنے لگی۔ اس کا لمس کتنا ٹھنڈا محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا؟" اسے کچھ چبھا تھا۔ علیزے نے جلدی سے اس کا جوتا جھاڑا اور اس کا پاؤں دیکھا۔

"آئم فاین۔" وہ بچی اس کے مضطرب چہرے کو ٹکر ٹکر دیکھتے ہوئے بولی۔

"اچھا آر یو شیور؟" وہ ابھی بھی مطمعین نہیں تھی۔ بچی نے ہلکا سا مسکرا کر سر ہلایا۔ علیزے نے چونک کر اس کے چھوٹے چہرے پر معصوم مسکراہٹ دیکھی۔ اس مسکراہٹ میں وہ مسکراہٹ دکھی۔ علیزے نے اپنے خیالاتوں کو جھٹکا اور حلق کو تر کرتے ہوئے آنکھیں بند کیے خود کو کمپوز کیا۔ پھر کھول اس کو جوتا پہنانے لگی۔ اس بچی اس کی ایک ایک حرکت بغور دیکھنے لگی۔

"آپ کون ہیں؟" بے اختیار اسے واپس جوتا پہناتے ہوئے علیزے کا ہاتھ رکا۔ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ کچھ انچ کا فاصلہ تھا۔ اس بچی نے ایک ہاتھ سے اس کے بازو کو پکڑا تھا اور دوسرا ہاتھ اس نے اٹھایا۔ اور ننھی ہتھیلی اس کے گال پر رکھی۔ اتنے پیارے لمس پر

علیزے کی آنکھیں بھیگتی چلی گئیں۔لمحے سر کے۔دبئی مال کے باہر وہ لڑکی اس بچی کے پاس بھیٹی ہاتھوں میں جوتا لیے ہوئی آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے اس پری کو دیکھ رہی تھی جبکہ وہ معصوم پری اپنا ننھا سا ہاتھ اس کے گال پر رکھی پلکیں بار بار جھپکاتی ہوئی اسے تک رہی تھی۔

"وائے آر یو کرائینگ ؟"بچی نے گبھرا کر اپنا ہاتھ پیچھے لے لیا۔

"نتھنگ یو جسٹ رمائینڈ می آف سم ون۔"وہ پل بھر میں ہی سنبھل کر اسے جوتا پہنا کر کھڑا کر گئی تھی۔

"کون ؟"علیزے بھی کھڑی ہوتی ہوئی ارد گرد دیکھتے لب کچلنے لگی تھی جب اس نے پوچھا۔

"آپ کی طرح کوئی ننھی سی پری۔"کیسے زبان سے پھسلا اسے خود ہی خبر نہ ہوئی۔اس بچی نے بے حد اپنایت محسوس ہو رہی تھی۔اور یہ نیلی آنکھیں تو بے حد مشتعل کر رہی تھیں۔

"ریلی ؟"وہ بچی دلچسپی اس کی شرٹ پکڑ کر ہلانے لگی۔علیزے نے اسے دیکھا پھر اس کا ہاتھ اپنی شرٹ سے نکالتے ہوئے ایک گھٹنے کے بل بھیٹی۔بچی مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔

"نام کیا ہے آپ کا؟" اس نے اسی ہاتھ کو لبوں پر لے جاتے ہوئے چوما۔ وہ کھکھلا کر ہنس دی۔ علیزے کو بے حد اطمینان محسوس ہوا۔ اتنی خوبصورت ہنسی؟

"عزہ۔" وہ پورا زور لگا کر بولی۔ اس کی آنکھوں میں معصومیت کے ساتھ شریر پن بھی کئی چھپا تھا۔ دلچسپ بچی تھی یا اسے لگ رہی تھی۔ مگر جو بھی تھا علیزے اس کی جانب کھینچی جا رہی تھی۔

"واؤ واٹ آ پریٹی نیم۔" علیزے مسکرا کر بولی۔ عزہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ عزہ نے اس کا بھرپور جائزہ لیا۔ علیزے نے سر ہوا کو مارا اور اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔

"اب آپ بتائیں عزہ آپ یہاں کیا کر رہی ہیں وہ جو خود کو آپ کے ڈیڈ کہہ رہے تھے ہی واز آ بیڈ گائے آپ کے ریل والے ڈیڈ کہاں ہیں پیرنٹس کہاں ہیں آپ کے؟"

اسے بچی کو احتیاط سے محفوظ جگہ پہچانا تھا۔ اسیلیے نرمی سے پوچھا۔

"بابا ادھر ہی تھے پھر وہ فون پر بات کر رہے تھے اور میں یہ بیلونز دیکھتی ہوئی باہر آ گئی اور اب بابا کہہ نہیں ہیں۔" عزہ کو یاد آیا۔ وہ ارد گرد دیکھتے ہوئے پریشانی سے بولنے لگی۔

"اوہ۔" علیزے نے اس کے اشارے پر پلٹ کر دیکھا تھا تو وا کر میں ایک بچے کے گرد ڈھیروں غبارے لگے تھے اور اس کہ تصویریں لی جا رہی تھیں۔

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ڈو یو لائیک بیلونز؟"علیزے گردن موڑے واپس پوچھا۔عزہ نے مسکرا کر تیز تیز سر ہلایا۔علیزے مسکرا دی۔

"مجھے بھی بہت پسند تھے جب میں آپ کی طرح چھوٹی سی تھی اور اب بھی پسند ہیں۔"علیزے نے اس کے پھولے پھولے گال نوچتے ہوئے کہا۔

"ریلی؟"وہ گال سہلا کر بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی کر کے پوچھنے لگی۔علیزے نے اس کی خوبصورت آنکھوں کو دیکھ سر ہلایا۔ مسکراہٹ سمٹی تھی مگر چہرے پر چمک قایم تھی۔جو یہ چھوٹی سی بچی لائی تھی۔خلفشاری،ڈوبتا دل، بے چینی، گھٹن سب ختم ہو گئی تھی۔

"بٹ بابا..."وہ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھ روہانسی ہو گئی۔علیزے نے بھی ارد گرد دیکھا۔

"وہ مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے اور بہت ٹینس ہوں گے میں نے بابا کو پریشان کر دیا۔"

وہ اداسی سے سر جھکا کر بولی۔علیزے کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا۔

"نہیں بے بی آپ نے جان بوجھ کر تھوڑی کیا ہے ہوتا ہے۔"عزہ نے واپس سر اٹھایا اور نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں آپ نہیں جانتی انہوں نے کہا تھا عزہ آپ بابا کا ہاتھ ہی تھامے رکھو گی اور کہی نہیں جاؤ گی بٹ میں نے ان کا ہاتھ چھوڑ دیا وہ بہت بہت وریڈ ہوں گے میں ان کی زندگی ہوں اور زندگی دور نہیں ہونی چاہیے ہیں نا؟"علیزے دنگ اسے دیکھتی رہ گئی۔ پانچ سے چھ سال کی بچی سے اتنی بڑی بات کی امید نہیں تھی۔

"بالکل زندگی جدا نہیں ہونی چاہیے اور جو ہم سے پیار کرتے ہیں ان کا ہاتھ بھی تھامے رکھنا چاہیے۔"وہ بولتی بولتی کہی گم ہو گئی۔

"علیزے۔" پیچھے سے آتی ہوئی آواز پر وہ چونکتے ہوئے پلٹ کر کھڑی ہوئی۔

"کب سے ڈھونڈ رہی ہوں ڈائینل بھی اتنی کال کر رہا ہے کہاں تھی تم؟"جیلی نے فکرمندی سے پوچھا۔

"بابا۔"عزہ کے لب دھیرے سے ہلے۔ سامنے ہی شاہ زیب اضطراب سے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔ وہ فوراً اس کی جانب بھاگی۔

"میں یہی تھی یار یہ بچی...."علیزے سر کو تھامتے ہوئے پلٹ کر کہتی کہتی رک گئی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔

"کون؟"جیلی نے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"وہ یہی وہ رہی.... " نظریں دوڑائی تو تھوڑی دور ہی اسے عزہ کسی کا ہاتھ تھامی دِکھی۔اس شخص کی پشت علیزے اور جیلی کی جانب تھی۔مہرون کوٹ میں وہ شخص کچھ شناسا لگ رہا تھا۔علیزے نے دیکھنا چاہا۔اسی وقت عزہ نے چہرہ موڑے مسکرا کر علیزے کو دیکھا اور ہاتھ ہلایا۔

علیزے کا ہاتھ بھی خود بخود اٹھا اور دونوں نے مسکرا کر ویو کی۔عزہ نے اس شخص کو بھی رک کر علیزے کی طرف متوجہ کرنا چاہا۔وہ شخص ترچھی گردن کیے عزہ کو دیکھنے لگا۔علیزے کو اس کی داڑھی نظر آئی۔جانے کیوں دل بلیوں کی طرح اچھلنے لگا۔

اسے پہلے وہ پلٹتا علیزے کو کندھے سے پکڑ کسی نے اپنی طرف متوجہ کیا۔

شاہ زیب نے دور کھڑی کسی لڑکی کی پشت دیکھی اور جھولتی ہوئی ہائی ٹیل پونی۔اس کے دل کی بیٹ مس ہوئی۔

"بابا چلیں ان کے پاس...." عزہ نے مسکرا کر علیزے کی جانب قدم بڑھائے۔شاہ زیب نے چونک کر نفی میں سر ہلایا اور پارکنگ کی طرف پلٹ گیا۔

"کہاں تھی تم جلدی چلو کچھ دکھانا ہے۔" ڈائینل اس کا ہاتھ پکڑے جیلی کے ساتھ اسے مال کے جانب لے گیا جبکہ وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی واپس گردن موڑ کر دیکھنے

لگی جہاں رش تھا مگر اس رش میں نہ وہ شخص تھا اور نہ وہ بچی جو اسے کچھ ہی لمحوں میں اپنا بنا گئی تھی۔

"عزہ۔" ڈائینل اور جیلی کے ساتھ کھنچتے اس کے لب ہلے۔ شدت سے دل ایک بار پھر چاہا اس بچی سے ملے۔ مگر ملاقات شاید اتنی ہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"بابا سوری۔" وہ کان پکڑے معصومیت سے کھڑی سر جھکا گئی تھی۔ شاہ زیب نے ایک گہری سانس کھینچتے ہوئے لیپ ٹاپ بند کیا۔ وہ چھ سال بعد بھی بھی رات کو اپنے مخصوص سفید کرتے پجامے میں مبلوس تھا۔ دبئی کے اس فلیٹ میں باپ بیٹی کے علاوہ شاہدہ بھی تھی جو عزہ کی دیکھ بھال کیلیے ساتھ لائی گئی تھی اور اب شاہدہ عزہ کو دودھ دے کر چلی گئی تھی مگر وہ دودھ ایک جانب رکھ اٹھ کر کمرے سے نکل آئی تھی اور شاہ زیب کے بیڈ روم کے دروازے پر کھڑی اس کو خاموشی سے کام کرتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ وہ مال سے واپس آ کر زیادہ بات نہیں کر رہا تھا۔ عزہ جانتی تھی وہ اسے خفا ہے اور باپ کی خفگی وہ دو تین گھنٹوں سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"ادھر آؤ۔" اس کو یونہی دہلیز پر کان پکڑے کھڑے دیکھ شاہ زیب نے اپنے تازہ شیو ہوئے چہرے پر ہاتھ پھیرے اسے پکارا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی اس کے پاس بیڈ کے کنارے آئی۔ شاہ زیب نے آگے بڑھ کر اسے بازوؤں میں بھرا اور اپنے برابر بٹھادیا۔

"بابا تم سے نہیں خود سے ناراض ہیں۔" وہ دھیرے سے بولتا ہوا اس کے ہاتھوں کو کان سے ہٹانے لگا جو اس پورے وقت میں کان کی لوؤں کو چھوڑنے کیلیے تیار نہ تھے جب ہی لال ہو چکے تھے۔

"خود سے؟" عزِہ نے چہرہ اٹھائے تحیر سے اپنے پاس اسے دیکھا۔

"ہوں خود سے۔" آہستگی سے اس کی کان کی ننھی ننھی لوؤں کو نرمی سے سہلاتے ہوئے اس نے کہا۔

"کیوں؟" وہ حیران ہوئی۔ اصولاً تو عزِہ کے بابا کو عزِہ سے ناراض ہونا چاہیے تھا مگر وہ خود سے کیوں ناراض تھے؟ بات سمجھ نہ آئی تھی۔

"کیونکہ میں نے تمہارا ٹھیک سے دھیان نہ رکھا نا۔" وہ اب انگھوٹے سے اس کے پھولے پھولے گلابی گالوں کو محبت سے سہلاتا ہوا بولا۔ لہجہ میں کچھ ایسا تھا کہ عزِہ ٹھٹھکی۔

"نو بابا آپ کی غلطی نہیں تھی غلطی میری تھی مجھے ہی بیلونز کے پیچھے نہیں جانا چاہیے تھا۔ "

"نہ ژوند غلطی بابا کی تھی میں ہی کچھ پل کیلیے فون پر مصروف ہو گیا تھا تمہیں پتہ ہے جب میں نے پلٹ کر دیکھا اور مجھے میری عزِے میری زندگی وہاں نظر نہ آئی تو مجھے لگا میری کسی نے سانسیں کھینچ لی ہیں مجھے لگا میں نے..... آنکھوں کی پتلیوں میں تیزی سے حرکت آئی۔ "میں نے پھر اپنی زندگی کو کھو دیا ہے اور اب موت سامنے کھڑی ہے۔" ننھی عزِہ کے یہ سب سر پر سے گزرا تھا۔ لیکن انداز اور لہجہ میں ایسا تھا کہ وہ سہم گئی تھی۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" وہ ڈرتی ہوئی بولی۔ شاہ زیب کی نیلی آنکھیں اس کی نیلی آنکھوں سے ٹکرائیں۔ معلوم ہوا جیسے آینہ میں اپنا عکس دیکھا ہو۔ وہ عکس ہی تو تھی۔ اس کی بیٹی وہی تو تھی۔ وہ شاہ زیب ہی تو تھی۔ اگر وہ نہ ہو تو شاہ زیب نہ ہو۔ وہ ہے تو شاہ زیب ہے۔

بے اختیار وہ آگے کو جھک کر اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔ آنکھوں میں جھلکتی ہوئی نمی کو آنکھیں میچ کر واپس اندر اتار لیا گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"عزِے بابا کو چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گی نا؟" پیچھے ہوتے ہوئے اس نے چھ سالہ عزِہ کے ہاتھ تھامتے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔ عزِہ کی بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی ہو گئیں۔

"نیور بابا نیور عزِہ اپنے بابا کے ہمیشہ پاس رہے گی۔" اچانک ہی آنکھیں بھیگیں۔ معصوم دل پڑپڑھایا۔ وہ اس کے سینے سے لگ گئی۔ یہ آج عزِہ کے بابا کیسی باتیں کر رہے تھے؟ عزِہ سہم سی گئی۔

"مگر میں قید نہیں کرنا چاہتا۔" اس کے بالوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ کسی اور ہی سوچ میں گم دھیمے سے بولا۔ اتنے دھیمے س کہ عزِہ اس کے اتنے پاس سینے سے نہ لگی ہوتی تو آواز بامشکل آتی۔

"قید یہ کیا ہوتا ہے بابا؟" وہ جھٹکے سے پیچھے ہٹ نیلی آنکھوں میں الجھن لیے پوچھنے لگی۔ شاہ زیب نے اپری لب دانتوں کی گرفت میں لینے کی کوشش کرتے ہوئے نظروں کا رخ غیر مرئی نقطے پر جمایا۔

"قید وہ ہوتی ہے جو ہم کسی اپنے کو محبت کے خاطر کرتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس اور ہمارا ہو کر رہے مکمل ہمارا کوئی اس کی محبت اس کی توجہ کا حصہ دار نہ

ہو....."وہ کہہ رہا تھا اور وہ حق دق الجھتی ہوئی سنتی جا رہی تھی۔اب بھی کچھ پلے نہ پڑا تھا۔

"وہ صرف ہم سے محبت کرے ہمارا ہو کر رہے اس کا صرف ہم پر اور ہمارا صرف اس پر حق ہو۔" نظروں کا رخ واپس عزہ کے نا سمجھ چہرہ پر ہوا تو وہ کچھ سنبھلا۔گلا کنکھارتے ہوئے وہ یکدم ہی سیدھا ہوا۔

"بابا محبت کیا ہوتی ہے؟"پلکیں ایک ہی پل میں کئی بار جھپکاتے ہوئے وہ بے اختیار پوچھ بھیٹی۔شاہ زیب نے چونک کر اسے دیکھا پھر مسکرایا۔

"قید ہوتی ہے۔"عزہ نے دماغ پر زور ڈالا۔

"جو قید کر لیتی ہے اور قید کرواتی ہے۔"لب بھینچتے وہ پاؤں سمیٹے بیڈ سے اترنے لگا۔عزہ اب تک اسی پوزیشن میں بھیٹی رہی۔

"عزے میں کل ایک دن کیلیے کینیڈا جا رہا ہوں شاہدہ کو تنگ نہ کرنا زیادہ۔" حالانکہ وہ دبئی آنے سے پہلے عزہ کو بتا چکا تھا لیکن ایک آخری بار اس نے ریمائنڈ کروایا۔عزہ چونکی۔اسے دیکھا جو کرتے کی سلوٹیں سیدھی کرتا ہوا کمرے سے باہر جا رہا تھا۔

"بابا؟"عزہ نے پکارا۔شاہ زیب نے رک کر گردن موڑے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"آئی لو یو۔" سارے جہاں کی معصومیت اس مسکراہٹ میں سمٹ آئی جس مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کئی بار کہا جملہ دہرایا تھا۔

"آئی لو یو ٹو ڈ باباڑ وند۔" محبت سے ٹوٹ لہجہ میں کہتے ہوئے وہ باہر نکل گیا جبکہ عزہ اب تک "محبت" لفظ پر ہی اٹکی تھی۔

اگلے دن کی صبح عزہ جان بوجھ کر شاہ زیب کو فلیٹ کے دروازے تک سی آف کرنے کیلیے اٹھ گئی تھی۔ دونوں باپ بیٹی نے ساتھ ناشتہ کیا اور ڈھیروں تاکید وہ عزہ کو کرتا ہوا ایر پورٹ کیلیے نکل گیا تھا۔ پیچھے شاہدہ پر مکمل اعتماد تھا مگر پھر بھی وہ اسے بھی کئی تاکید کر گیا تھا اور ساتھ فلیٹ کے سی سی ٹی وی کیمرا ز تو اس کی فون میں کھلے رہتے تھے اور فلیٹ کے چوکیدار کو بھی نظر رکھنے کا کہتے ہوئے وہ اپنی جانب سے ہر اقدامات کر چکا تھا لیکن پھر بھی دل کچھ عجیب ہو رہا تھا۔ ایسا نہیں تھا وہ پہلے کبھی عزہ کو چھوڑ نہیں گیا تھا لیکن اس بار ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ لوٹے گا تو سب ویسا نہیں ہو گا جیسا اب تک ہے۔ شاید یہ اس کے بہت سوچنے کی وجہ تھا۔

وہ ان چھ سالوں میں بہت سوچنے لگا تھا۔ اتنا کہ کبھی کبھی اس کی دماغ کی رگیں پھٹنے کو آتیں۔ وہ اپنا اتنا خیال بھی نہ رکھتا تھا۔ جب بھیی وہ شہر سے باہر ہوتا تو پورے دو دو دن کھانا نہ کھاتا۔ کام میں اتنا مصروف کر لیا تھا کہ اپنی کھانے پینے کا خیال تو بہت پیچھے جا چکا

تھااسی وجہ سے اسے چھوٹی موٹی بیماریوں نے بھی آن گھیرا تھا۔ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت ویسا نہیں رہا تھا جیسا تھا۔ وہ بدل گیا تھا۔ مزاج میں کئی حد تک نرمی بھی آچکی تھی۔ ایک جھکاؤ پن بھی اور انا؟ انا تو جیسے پانی ہو گئی تھی۔ عزہ کے بعد اس نے غصہ کرنا بھی کم کر لیا تھا۔ وہ اپنے غصہ پر کئی حد تک قابو بھی کرنا سیکھ چکا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا یہ بدلاؤ اچھے ہیں یا برے لیکن یہ بدلاؤ اسے مطمعین کر گ ئے تھے اور عزہ نے ہوش سنبھال کر اپنے بابا کو ایسے ہی دیکھا تھا۔ اسے کوئی علم نہیں تھا کہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت چھ سال پہلے کیسا ہوا کرتا تھا کہ ہر کوئی بات کرنے سے پہلے دس بار سوچتا تھا اور خایف رہتا تھا۔ اس کیلیے تو اس کے بابا بہت نرم دل، بہت دھیمے اور ٹھنڈے مزاج کے مالک تھے۔ جو خود کو چھوڑ کر سب کی پروہ کرتے تھے اور اسے دنیا جہاں سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے۔

کینیڈا میں اس کی یہ پہلی شام تھی جس کو اس نے آخری شام بنانے کا بہت پہلے ہی تہیہ کر لیا تھا۔ اس نے اگلے دن صبح کے ہی واپس دبئی کے ٹکٹ کروا لیے تھے۔ وہ عزہ کو انجان ملک ملازمہ کے بھروسے چھوڑنے کا قایل نہ تھا۔

فرقان بخت بھی ناراض ہوئے تھے کہ وہ اپنے ہمرہ عزہ کو کینیڈا کیوں نہیں لایا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ کینیڈا میں کم از کم ایک ہفتہ تو گزاریں۔

مگر جب شاہ زیب کو علم ہوا تھا کہ کام صرف ایک دو دن کا ہی ہے تو اس نے دونوں میٹنگ ایک ہی دن کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ واپس دبئی جا کر عزہ کو واپس پاکستان لے جانے والا تھا۔ وہ ویسے بھی مہرون نساء کے کئی اصرار پر ہی آیا تھا۔ مزید اس کا دبئی اور کینیڈا گھومنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ اپنی خشک طبیعت کے باوجود وہ دبئی میں چند دن رکا تھا۔ یہی بہت تھا۔

یہاں کینیڈا میں دو میٹنگز کے خاطر عزہ اور شاہدہ کو ہوٹل میں لا کر ٹھہرانا کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ دبئی میں وہ فلیٹ شاہ زیب اور سمیر آج سے سات پہلے لے چکے تھے۔ جب وہ ایک میٹنگ میں دبئی آئے تھے۔ پراپرٹی کی انویسٹمنٹ کیلیے انہیں یہ فلیٹ قدرے بہتر لگا تھا جو اب جا کر جدید پر آسایش بن گیا تھا۔ سمیر اور زینیا بھی بچوں کے ساتھ کچھ سال چھوڑ چھوڑ کر یہاں آ کر ٹھہرتے تھے۔

اس خوبصورت کینیڈا کی شام کو اس نے انڈور دونوں میٹنگز میں مغزماری کر کے گزار دیا تھا لیکن پھر بھی کلاینٹ مطمعین نظر نہ آئے تھے جس نے شاہ زیب کے دماغ کو اتنے سالوں بعد بری طرح گھما دیا تھا۔ وہ اتنی دور سے اپنی بیٹی کو چھوڑ ان کے خاطر آیا تھا جو اب غیر دلچسپی دکھا کر دامن بچا رہے تھے۔ شاہ زیب نے دوسری میٹنگ آدھے گھنٹے میں ہی رفع دفع کر دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

صبح کے وقت وہ ہوٹل سے نکل کر جاگنگ کرنے کیلیے کئی سڑکیں عبور کر چکی تھی۔ ہوٹل کافی پیچھے رہ گیا تھا اور وہ ٹریک سوٹ میں مبلوس دو چھوٹی چھوٹی چٹیاں باندھی ہوئی پسینے سے شرابو تھک کر دونوں بازو کمر پر رکھے آنکھیں چھوٹی کیے ارد گرد دیکھ رہی تھی۔ کل اس کا میچ تھا۔ کچھ مشق تھی جو اسے کرنی تھی۔ ڈائینل نے اسے کسی میدان میں شام میں بلایا تھا۔ البتہ جیلی اس کے ہمرہ ہی ہوٹل میں قیام پزیر تھی۔

رات کو دبئ مال سے شاپنگ کرنے کے بعد وہ چند اور جگہ گھومنے گئے تھے اور رات کو باہر ایک شاندار ریستوان میں ڈنر کر کے ہی واپسی ہوئی تھی۔ جب ہی منہ سر میں لپیٹ جیلی تو نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔ مگر علیزے اپنی صحت کے بارے میں کانشز تھی اور جاگنگ، جِم، یوگا کا وہ ناغہ نہیں کرتی تھی۔ شاید اسی وجہ سے وہ اپنی عمر سے کم ابھی بھی تئیس سالہ علیزے لگتی تھی۔

واپسی کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے وہ دبئ کی چلتی دوڑتی جدید رونق دیکھ رہی تھی تبھی اس کی نظر ایک پارک پر گئی۔ آج موسم بھی اچھا تھا۔ علیزے نے ہوٹل جانے کا ارادہ

ترک کر کے پارک کی جانب قدم بڑھا لیے کہ وہ تھوڑا قدرت سے رابطہ کرنا چاہتی تھی۔

پارک کے اندر داخل ہو کر وہ سب سے کونے والی بینچ پر جا کر بیٹھ گئی جس کے اوپر گھنے پیڑ میں پرندوں کی چرچراہٹ ایک خوبصورت ماحول بنا رہی تھی۔ آس پاس جوان جاگنگ کر رہے تھے، بچیں کھیلنے میں مصروف تھے، بوڑھے موسم کا مزا لیتے یونہی بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ ایک بھرپور نظر ماحول پر ڈال وہ آنکھیں موند گئی۔ چند لمحوں کیلیے ایک گہری سانس کھینچی۔ پھر مسکرا کر آنکھیں کھولیں تو بری طرح چونک گئی۔

وہ منہ پر دونوں ہاتھ رکھی بڑی بڑی نیلی آنکھیں مزید بڑی کیے اسے اتنی متحیر دیکھ رہی تھی جیسے وہ کوئی اور مخلوق ہو جو اچانک ہی اس ننھی سی جان کے سامنے آ گئی ہو۔

چھوٹا سا ٹراؤزر اور چھوٹی سی شرٹ میں وہ لمبے بالوں کی پونی بنائے اپنی تمام تر معصومیت اور خوبصورتی لیے اسے تکے جا رہی تھی۔ علیزے کو سمجھ نہ آیا وہ کیا ردِ عمل دے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

اس نے سونے سے پہلے ایک آخری بار اسی بچی کے بارے میں سوچا تھا۔اور پھر مسکراتے ہوئے نیند کی وادیوں میں چلی گئی تھی۔خواہش دل میں اٹھی تھی ایک بار پھر ملنے کی لیکن یہ خواہش اتنی جلدی پوری ہو گی۔اسے قطعی خبر نہ تھی۔

کیا بن مانگی دعائیں ایسے قبول ہوتی ہیں؟

"ہیلو۔" وہ خوشی سے آگے کو جھک کر اس کے گالوں پر رکھتی ہوئی بولی جواب ہاتھوں کو حیرت میں ڈوبے لبوں سے ہٹا چکی تھی۔اب آنکھوں میں چمک تھی۔اتنی واضح کہ اس چمک کی شعائیں علیزے کو اپنے چہرے پر پڑتی محسوس ہوئیں۔اس کی نیلی آنکھوں میں خود کو دیکھتے ہوئے یہ خیال علیزے کے دل میں بے ساختہ آیا تھا۔

"کیا نیلی آنکھوں کے ساتھ میرا کوئی ناطہ ہے؟""آخر کیوں اتنی اپنائیت محسوس ہوتی ہے۔چھ سال پہلے وہ شخص اپنا سا لگتا تھا جو اسے پل بھر میں پرایا کر چکا تھا اور اب چھ سال بعد اسے ملتی جلتی نیلی آنکھوں والی بچی اتنی اپنی کیوں لگتی ہے؟ کیا اگر یہ اسے کھلے گی ملے گی تو یہ بھی پرایا کر دے گی؟ یکدم ہی نیلی آنکھوں سے خوف محسوس ہوا اور جو مسکراتی ہوئی اس کے گالوں پر ہاتھ رکھی ہوئی تھی پیچھے ہو گئی۔

"اسلام علیکم۔" اس نے علیزے کے "ہیلو" کے جواب میں سلام کر کے علیزے کو بلاوجہ ہی شرمندہ کر دیا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''اوہ یس وعلیکم اسلام۔ ''اب علیزے کا انداز محتاط تھا۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز کر رہی تھی کہ یہاں سے اٹھ کر ملاقات ختم کر کے جانا نہیں چاہتی تھی اور نہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ماضی کو یاد کرنا چاہتی تھی۔ عجیب کشمکش تھی۔

''علیزے اس بچی کا کیا تعلق اس سب سے؟ ''معاذل نے جھنجھوڑا۔ علیزے کچھ تذبذب سی ہوتی ہوئی پہلو بدل گئی۔

''آپ یہاں کیسے؟ ''اس کے کی حالت سے انجان عزہ جو شیلے لہجہ میں مسرت سے کہتے اسے مسکرانے اور اس کی جانب متوجہ ہونے پر مجبور کر گئی تھی۔ کوئی سخت دل ہی اس پیاری بچی کو نظر انداز کر سکتا تھا۔ علیزے سوچ کر رہ گئی۔

''آپ یہاں کیسے۔ ''لبوں کو دباتے ہوئے وہ شرارت سے اسی کا سوال اسی کو لوٹا گئی۔ عزِہ کی بے اختیار کھلکھلاہٹ پرندوں کی چرچراہٹ میں گھل گئی۔ کیا سماء تھا جو منظر عام ہوا تھا۔

علیزے اسے دیکھتی رہ گئی۔ اور جانے اگلے پل کیا ہوا وہ آگے جھک کر اتنی پیاری ہنسی پر اس کے گال چومنے لگی۔ عزِہ گد گدائی اور مزاحمت یا شرم سے ہلکی سی گردن تیڑھی کی۔

علیزے نے پیچھے ہو کر بڑی دلچسپ نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا جو سرخ پڑ گیا تھا۔

"یااللہ یہ بچی۔" وہ دل پر ہاتھ ہی رکھ گئی۔ بھلا اتنا کیوٹ کوئی کیسے ہو سکتا تھا؟

عزہ شاہ زیب بخت ہی ہو سکتی تھی اور کون ہو سکتا تھا؟

"آپ اتنے پیارے کیسے ہو یار۔" علیزے پورا زور لگا کر آنکھیں میچیں بولی۔ عزہ مسکائی اور قریب آئی۔

"عزہ کے بابا جانی کہتے ہیں پیاری ہونا عزہ کا حق ہے۔" آنکھیں مٹکاتے ہوئے وہ فخر سے بولی۔ علیزے بے اختیار مسکرا کر اسے دیکھے گئی۔ ایسا لگا جیسے خود ہو۔ وہ یونہی تو کبھی آنکھیں مٹکا کر لیا کرتی تھی۔ مگر اتنی پیاری بچی اور اس کا کوئی میل ہی نہیں تھا۔ نہ کبھی نہیں!

"اوہ تو عزہ کے بابا جانی کو تو سب معلوم ہے۔" وہ اسے گود میں اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے برابر بٹھانے کی سعی کرنے لگی۔ مگر اس کا وزن اٹھانے میں تھوڑی دقت ہوئی مگر عزہ نے تعاون کیا اور خود ہی آگے بڑھ کر بھیٹ گئی۔

"آپ ماشاللہ بہت ہیلتھی ہو نا۔" اسے سر پر ہاتھ مار کر خود اپنے برابر بھیٹتا ہوا دیکھ وہ نچلے لب کا کونا دانتوں تلے دبائی خفیف سی وضاحت دینے لگی۔

"میں ہیلتھی نہیں تھی اب ہوئی ہوں ورنہ پہلے تو میں بہت ویک تھی اور سب میری بہت کیئر کرتے تھے بہت زیادہ والی اب بھی کرتے ہیں بٹ اب میں پہلی کی طرح

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview
www.zubiinovelszone.com

ویک نہیں سٹرونگ ہوں۔" وہ اپنا بازو دکھاتی ہوئی فخریہ انداز میں بولی۔ علیزے کی اس کے نہ دکھنے والے بائی سیپس دیکھ ہنسی چھوٹ گئی۔

"جی جی عزہ تو بہت سٹرونگ ہے کس پر گئی ہے؟" وہ رازداری سے قریب ہو کر پوچھنے لگی۔ عزہ کو ایک دلکش سی مہک علیزے کے پاس سے آئی۔ لاشعوری طور پر وہ اور گھس کر علیزے کے پاس بھیٹ گئی۔ علیزے نے بھی برا نہ مانا بلکہ اسے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر چومے۔

"اپنے بابا جانی پر۔" اکڑ کر کہا۔ علیزے کو محسوس ہوا اپنے والد کے ذکر پر اس کی آنکھوں کی چمک ہی دیکھنے والی ہوتی تھی۔

"ہوں سم ون لوز ہر ڈیڈی سو مچ۔" وہ سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے بولی۔ اسے پتہ ہی نہ چلا وہ عزہ کے ساتھ کب بچی بن گئی۔ اپنے بھانجوں سے مل کر بھی وہ کبھی بچی نہ بنی تھی جتنی اس انجان لڑکی سے مل کر اس کے رنگ میں رنگ رہی تھی۔

"یس آئی لو مائے بابا سو سو مچ۔" علیزے مسکرا دی مگر اگلے ہی پل مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"بیکوز آئی ٰاونلی ہیو ہِم۔" اسے اس جملے کی امید ہرگز نہ تھی۔ وہ ٹھٹکی۔

"ام... عزہ اپنی ماما سے پیار نہیں کرتی؟" جانے کیوں اس نے یونہی پوچھ لیا۔ اور پوچھ کر پچھتائی۔ عزہ کا چہرہ بجھ گیا تھا۔

"عزہ کی ماما نہیں ہیں۔" سر جھکا کر کہا تو دونوں گال لٹک گئے۔ علیزے کو بے اختیار رونا آیا۔

"آئم سو سوری بے بی آئی ڈڈنٹ مینٹ ٹو ہرٹ یو۔" وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے اٹھاتی ہوئی معزرت خواہ ہوئی۔

"نو اٹس او کے یو ڈڈنٹ ہرٹ می۔" عزہ اپنے منہ پر آئی لٹ کو ہتھیلی سے پیچھے کرتی ہوئی بولی۔ علیزے مسکرا دی پھر اس کے بالوں کو دیکھا جو پونی سے آدھے کھل ہی گئے تھے۔

"میں پونی باندھ دوں۔" اس کو الجھن میں دیکھ علیزے نے بے ساختہ آفر کی اور خود کی آفر پر خاصی حیران بھی ہوئی۔

"یس شیور۔" عزہ تو جیسے تیار بیٹھے تھی۔ فوراً اتری اور اپنی پشت اس کی جانب کیے کھڑی ہو گئی۔ علیزے حیران ہوئی پھر مسکرا دی۔

"واؤ ماشاللہ۔" اس کی پونی اتاری تو آبشار کی طرح گھنے سیاہ چمکیلے بال اس کا وجود چھپا گئے۔ علیزے متاثر ہوئی۔

"آپ کے بال تو بہت پیارے ہیں عزہِ لیکن الجھن نہیں ہوتی مجھے دیکھیں میں نے کتنا شارٹ ہیر کٹ کیا ہوا ہے۔" وہ اس کے بال بامشکل پونی میں قید کرتی ہوئی بولی۔ اتنے سلکی تھے کہ پھسل رہے تھے۔

عزہِ نے فوراً گردن موڑے اس کے کندھے سے بھی اپر تک آتی دو چھوٹی چھوٹی پتلی چٹیاں دیکھیں اور منہ چھپا کر ہنس دی۔ علیزے نے اچھنبے سے آخر کار اس کے بالوں کو پونی میں قید کر کے پوچھا۔

"کیا ہوا؟"

"نتھنگ بٹ آپ پر سوٹ کرتے ہیں شارٹ ہیر۔" وہ آگے بڑھ کر اس کی چٹیاں کو چھو کر بولی۔ وہ اپنی اخلاقیت بھول گئی تھی کہ کسی کو ہاتھ لگانے خصوصی کسی کے بالوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے اجازت لینی چاہیے۔ جانے اس لڑکی میں کیا تھا عزہِ سب بھول بھال اسے قریب سے قریب ہوتی جا رہی تھی۔ علیزے کا حال بھی مختلف نہ تھا۔

"آپ پر بھی سوٹ کریں گے آپ کٹنگ کروا کر شارٹ کرواؤ بچوں پر شارٹ ہیر ہی سوٹ کرتے ہیں۔" وہ نرمی سے بولی لیکن عزہِ نے اتنی تیزی سے نفی میں سر ہلایا کہ ایک پل کو علیزے کو لگا اس نے کچھ غلط کہہ دیا ہے۔

"بابا نے سختی سے منع کیا ہے کہ عزہ کے بال بالکل بھی چھوٹے نہیں ہوں گے نو نیور۔" وہ باپ کی فرمانبردار بیٹی علیزے کو چونکا گئی تھی۔

"ایسے کیسے نہیں ہوں گے آپ کے بال ہیں آپ کو ٹربل ہوتا ہوگا اتنی چھوٹی سی تو ہو اتنے لمبے بال کیسے سنبھالتی ہو گی بابا کا کیا جاتا ہے ان کے تھوڑی ہیں۔" وہ منہ بنا کر عزہ کے باباکیلیے ناپسندیگی کا خیال کھلم کھلا بولی۔ عزہ کو ہنسی آ گئی۔

"نو مجھے ٹربل نہیں ہوتا اور باباجانی کو میرے لونگ ہیر ہی پسند ہیں ایک بار چاچی جان نے کہا تھا تو میں نے بھی بابا سے ضد کی بٹ بابا نے مجھے ڈانٹا وہ مجھے نہیں ڈانٹے مگر انہوں نے ڈانٹا ان کو بالکل بھی نہیں پسند کہ میرے بال چھوٹے ہوں ان کو لونگ ہیر پسند ہیں اور کبھی کبھی وہ میری پونی بھی بناتے ہیں کلپنگ بھی کرتے ہیں اور جب میں چھوٹی تھی تو ہیر واش بھی وہ کرتے تھے۔" وہ بنا رکے بولتی گئی۔ علیزے نے اپنے نا پسندیدہ تاثرات کو چھپایا۔ اسے تو بالکل اس کے باباجانی پسند نہیں آئے تھے۔ بھلا بیچاری بچی کیسے سنبھالتی ہو گی اپر سے کتنی گرمی لگتی ہو گی اور جھنجھلاٹ الگ۔ اف ذرا جو خیال ہو بیٹی کا!

"اچھا اینی وے آپ پاکستان سے کہاں سے آئی ہو؟" علیزے نے اس کے گالوں کو نوچتے ہوئے اس کی چلتی گاڑی کو بریک لگا یا۔

"میں اپنے گھر سے۔" معصومیت سے کہا مگر آنکھوں میں ناچتی شرارت علیزے سے منخفی نہ رہی۔

"ناٹی عزہ۔" وہ اس کی ناک دباتی ہوئی بولی۔ وہ پھر کھکھلا کر ہنس دی۔ علیزے محوت سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ اس پیاری سی بچی کی ماں نہیں تھی۔ دل میں ایک ہوک سے اٹھی۔ اس کی بچی کی بھی اس وقت ماں نہیں ہو گی وہ بھی تو اسی کی طرح پیاری ہو گی اور اپنی ماں کا پوچھنے پر افسردہ ہوتی ہو گی۔ مگر نہیں وہ کیسے بھول گئی اسے تو ماں مل چکی ہو گی۔ وہ تو تیسری شادی کر چکا ہو گا۔ اس نے ویسے بھی کہا تھا کہ اس کی بیٹی کو اس کی ماں کا خیال تک نہیں آئے گا۔

"کیا ہوا؟" آنکھوں میں جھلکتی ہوئی نمی کو دیکھ عزہ کی ہنسی کو بریک لگا۔ آگے بڑھ کر فکر مندی سے اس نے علیزے کے گود میں رکھے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں جان۔" علیزے کا دل مزید بھر آیا۔ بیٹیاں کتنی پیاری ہوتی ہیں نا؟ بیٹیاں سچ میں رحمت ہوتی ہیں۔

"آپ روئیں مت ورنہ میں بھی رو دوں گی۔" وہ پھولے گال ناراضگی سے مزید پھلا کر اس کی آنکھ کے کنارے سے نکلتا ہوا منچلا آنسو اپنے ننھے سے پورے میں لیے تنبیہہ کرنے لگی۔ علیزے کا دل باغ باغ ہو گیا۔

"میں نہیں روتی اور خبار دار آپ روئیں اتنی پیاری لڑکی پر صرف مسکراہٹ اچھی لگتی ہے۔" وہ اس کی ناک پر پیار کرتی ہوئی بولی۔

"آپ کونسی کلاس میں ہے۔" اچانک اسے غور سے دیکھتے ہوئے عزہ کو سوال سوجھا۔علیزے ہنس دی۔

"میری کلاس کی عمر گئی بے بی۔ "

"تو پھر آپ کیا کرتی ہیں؟" وہ بلاوجہ ہی غصہ ہوئی۔علیزے حیران ہوتی ہوئی مسکرا دی۔

"میں.... میں گاڑیاں اڑاتی ہوں۔" وہ اس کے قریب جھک کر ہاتھ سے جہاز کا نشان بناتی ہوئی عزہ کے سر پر سے لے کر گئی۔ عزہ کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔

"آئی لو کارز۔" وہ جوش سے اچھلی۔

"ریلی؟" علیزے جی بھر کر حیران ہوئی۔

"یس آئی لو مور دین اینی ڈولز اینڈ آل۔" علیزے کی حیرت مزید بڑھی۔علیزے کا بچپن بھی گڑیا سے کھیلتے ہوئے نہیں بلکہ گاڑیوں سے کھیلتے ہوئے گزرا تھا۔

"واؤ دیٹس گریٹ۔" وہ جوش میں اسے خود سے لگا گئی۔ایک مخصوص خوشبو دونوں کو ایک دوسرے سے محسوس ہوئی۔

"آپ مجھے دکھائیں آپ کیسے اڑاتی ہیں؟" عزہ نے فرمائش کی۔

"ضرور ام ایک منٹ....." علیزے اسے الگ ہوتی ہوئی خوشی سے بولی پھر کچھ یاد آتے اپنے ٹراؤزر میں ہاتھ ڈالا۔ جیب سے تڑمڑا کاغذ جیسا کچھ نکلا۔ عزہ منتظر نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

"یہ میرے میچ کا ٹکٹ ہے لایو آپ آؤ گی؟" اس نے کاغذ کی سلوٹیں سیدھی کرتے ہوئے اس کی جانب بڑھایا۔ عزہ نے حیرت سے اس کاغذ کو دیکھا جس پر گاڑیاں بنی تھیں اور عربی اور انگریزی کے ملے جلے الفاظوں میں کافی کچھ لکھا تھا۔

"آپ یہ جیب میں لے کر گھومتی ہیں؟" وہ اچانک ہی سوال کر گئی۔ علیزے چونکی پھر ہنسی۔ عزہ نے محبت پاش نظروں سے اس کی ہنسی دیکھی۔

"ارے پاگل یہ ایک ٹکٹ میرے ٹراؤزر میں کب سے پڑا تھا مجھے ابھی یاد آیا۔" عزہ سر ہلا کر دلچسپی سے ٹکٹ کو دیکھ مسکرا دی۔

"ڈو یو ہیو موبایل؟" پھر جھٹکے سے چہرہ اٹھا کر سوال کیا۔ علیزے پھر سے حیران ہوئی۔ یہ بچی اسے بہت حیران کرتی تھی۔

"یس ہو ڈز نٹ۔" اپنے انداز میں بولتے ہوئے اس نے کندھے اچکائے۔

"کین یو گو می یار نمبر؟" علیزے کے ہونٹ سیٹی کی طرح سکڑے۔

"نمبر؟ "

"یس آئی ول کال یو آئی ول ٹو ٹالک ٹو یو اینڈ آئی ول کم ٹو۔" وہ ٹکٹ کو دیکھتی ہوئی اپنی دھن میں بولی۔ علیزے چپ سی ہو گئی۔ اسے سمجھ نہ آیا کہ کیا کرے۔

"پلیز۔" اتنی میٹھی نمبر مانگنے کی درخواست چھ سالہ بچی سے؟ یہ پہلا تجربہ تھا۔ اور نہایت اترنگ تھا۔

"شیور.... ام پین؟" وہ ارد گرد دیکھنے لگی۔ عزہ بھی دیکھنے لگی۔

"ویٹ۔" عزہ نے بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی کیں۔ علیزے نے نا سمجھی سے دیکھا مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنے سامنے والی بینچ پر بھیٹی ایک لڑکی کی طرف بھاگی۔

"ارے....." علیزے نے پکارنا چاہا۔ لیکن وہ اس لڑکی کے پاس آکر رکی۔ وہ لڑکی ڈایری لکھتے لکھتے چونکی اور مسکرا کر پیاری بچی کو دیکھا۔ عزہ نے کچھ کہا جس پر وہ کچھ حیران اور کچھ خوش دلی سے اس کی جانب پین بڑھا گئی۔

عزہ واپس بھاگتی ہوئی علیزے کے پاس آئی۔

"آرام سے....." اس لڑکی نے نظر اٹھا کر علیزے کو دیکھا۔

"یور ڈاٹر؟" اس نے اشارے سے مسکرا کر پوچھا جس پر علیزے رسماً بھی نہ مسکرا سکی۔ بے اختیار اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔ دل اداسی سے دھڑکا۔

"پین۔" وہ ہانپتے ہوئے بولی۔ علیزے نے نظریں اٹھا کر اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے بے حسی نظر آئی۔ ان دو نیلی آنکھوں کی!

"نمبر۔" عزہ اسے خود کو یونہی تکتا پا کر اس کا گھٹنا ہلاتی ہوئی بولی۔ وہ چونکی۔

"ہوں ہاں۔" بے دلی سے وہ اسی ٹکٹ کے کنارے اپنا نمبر لکھتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جا رہی ہیں آپ؟" عزہ نے ڈر کر پوچھا۔ وہ دور جا رہی تھی؟ ہاں اسے جانا ہی تھا۔ وہ عزہ کے پاس کیسے رہ سکتی تھی؟ ننھا دل اداس ہوا۔

"عزہ گڑیا چلو بابا کا فون آیا ہے۔" شاہدہ دور سے اسے آوازیں دیتی موبائل لیے اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔ علیزے نے آنکھوں کے بھیگتے گوشوں کو صاف کیا اور بنا عزہ کی جانب دیکھے پلٹ گئی۔

"یہ لو بابا کب سے بات کرنا چاہ رہے کہاں چلی گئی تھی ہاں جان پر بن آئی تھی میری بابا کو کچھ نہ بتانا میں نے کہا ہے صاحب کو کہ تم باتھ روم میں تھیں۔" شاہدہ مسلسل ہدایت دیتی فون اس کے کان سے لگا گئی تھی۔ عزہ بے خبر اس لڑکی کی پشت دیکھ رہی تھی جو تیز تیز قدم اٹھائے پارک سے نکل رہی تھی۔

"اسلام علیکم عزِے ؟"کان میں شاہ زیب کی آواز گونجی۔ مگر تب بھی عزِہ کا دھیان نہ گیا۔ علیزے اب دور ہوتی جا رہی تھی۔

"عزِے ؟"شاہ زیب نے فون کو دوسرے کان میں منتقل کرتے ہوئے پھر پکارا۔

" بابا وہ چلی گئیں۔ "عزِہ اچانک ہی بھرائی ہوئی آواز سے سامنے دیکھتی ہوئی بولی جہاں دھند میں علیزے کا وجود گم ہو گیا تھا۔ شاہ زیب بری طرح چونکا۔

"عزِے کیا ہوا بچے ؟"شاہدہ بھی منہ پر ہاتھ رکھے حیران عزِہ کے کان سے موبایل لگائے رکھی۔

" بابا آئی لو ہر۔ "وہ شاہ زیب کو سکتے میں چھوڑ چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"اوہ مائے گاڈ۔ "جیلی بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے ڈائینل کو کچھ لمحے تک دیکھتی رہ گئی۔ جبکہ وہ اطمینان سے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے لے جا کر صوفے پر نیم دراز تھا۔

"تم واقعی علیزے کو پرپوز کرنے جا رہے ہو؟ "

"کوئی شک ؟"

"واقعی تم اسے پبلک میں سب کے سامنے پرپوز کرو گے ؟ "

"کوئی شک ؟"

"تم.... تم واقعی "......

"ہاں جیلی ہاں بس بھی کرو۔" وہ اکتا کر سیدھا ہوا۔

"تمہیں کیسے اتنا اعتماد ہے کہ وہ تمہارا پرپوزل قبول کرے گی ؟" وہ جھنجھلا کر بولی۔ اسے ڈائینل کا سکون سخت برا لگا تھا۔ علیزے کو وہ جانتی تھی۔ وہ پیار، محبت، شادی، منگنی کے موضوع کو کسی نہ کسی طرح کانٹ دیتی ہے۔ وہ ان سب پر بات کرنا کچھ خاص پسند نہیں کرتی تھی۔ وہ نہ ہی کسی سے افیئر رکھتی تھی۔ وہ کسی سے محبت بھی نہیں کرتی تھی نہ محبت کو اچھا سمجھتی تھی۔ ایسا اس کو لگتا تھا۔

"اس کا کوئی بوائے فرینڈ ہے ؟" ڈائینل نے سنجیدگی سے جواب کے بجائے سوال پوچھا۔

"نہیں۔" جیلی نے جھٹ سے نفی میں سر ہلایا۔ یہ بات تو علیزے کے حلقہ احباب میں سب کو معلوم تھی۔

"وہ کسی کو پسند کرتی ہے ؟" جیلی کا دوبارہ نفی میں سر ہلا۔

"تو بس جب اس کی زندگی میں کوئی نہیں ہے تو میرے لیے جگہ خالی ہے اور وہ مجھے اچھی طرح جانتی ہے کتنی اچھی دوست ہے کتنی پروہ کرتی ہے۔"

"ڈین وہ سب کو اچھی طرح جانتی ہے سب کی اچھی دوست ہے سب ہی کی پروہ کرتی ہے یہ کوئی جواز تو نہیں کہ وہ ہاں کر دے۔" جیلی مطمعین نہ تھی۔

"جیلی پلیز میں اچھا اچھا سوچنا چاہتا ہوں۔" ڈائینل نے فوراً ہاتھ اٹھا لیے۔

"ڈین میں تمہارے لیے ہی کہہ رہی ہوں تمہارا دل دکھے گا تم امیدیں مت لگاؤ ہاں ٹھیک ہے جو تم علیزے کے بارے میں محسوس کرتے ہو اسے بتاؤ مگر یوں سب کے سامنے یہ اکورڈ ہو جائے گا تمہارے لیے بھی اور علیزے کیلیے بھی۔" جیلی نے آگے بڑھ کر اسے نرمی سے سمجھانا چاہا۔

"میں کہہ رہا ہوں نا تمہیں وہ مجھے انکار نہیں کرے گی اب وقت آگیا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کسی کو شمار کرے اور میرا یقین کرو تم میں اسے بہت خوش رکھوں گا ہم ایک اچھی جوڑی بنیں گے۔" جیلی تاسف سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ وہ سمجھ نہیں رہا تھا یا سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا تھا۔

"کاش ایسا ہی ہو۔" وہ شانے اچکا گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

عزہ سے بات کر کے وہ کسی حد تک مطمعین ہو گیا تھا۔ بات کوئی بڑی نہ تھی کہ عزہ ایک لڑکی سے مل کر دوستی کر چکی تھی اور وہ اس کے کافی قریب ہو گئی تھی مگر بات اتنی چھوٹی بھی نہ تھی کہ عزہ بہت کم کسی سے قریب ہوتی تھی۔ وہ شاہ زیب کے علاوہ صرف اپنوں میں ہی قریب رہتی تھی۔ اس کی باہر بھی کسی سے زیادہ دوستیاں نہ تھیں۔ وہ اپنے میں مگن رہنے والی بچی تھی۔ وہ نہ زیادہ سوشل تھی۔ شاید اس کی تربیعت ہی ایسی ہوئی تھی۔ شاہ زیب نے بچپن سے اسے اپنے سے لگائے رکھا تھا۔ اور وہ لاشعوری طور پر بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیٹی اسے زیادہ کسی کو بڑھ کر اہمیت دے۔

یہ اس کی شاید خود غرضی تھی۔ مگر اس کی کل کائنات اس کی بیٹی ہی تھی۔ اس کے جینے کا سہارا، اس کی سانسوں کا آسرا، وہ نہ ہوتی تو آج مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نہ ہوتا۔ وہ چھ سال پہلے اس وقت اسی اندھیرے کمرے میں گھٹ کر مر گیا ہوتا مگر اس کی بیٹی اس کی زندگی بنی تھی تب جب اس کا دل کا ٹکرا اسے چھوڑ گئی تھی۔ اس کی بیٹی نے کئی حد تک اس دل کو مکمل کیا تھا جس کا ایک ٹکرا نہ ہونے کی وجہ سے وہ ادھورا تھا۔

اس کی محبت کی شدت سے چھ سالہ عزہ بھی واقف تھی۔ جب ہی سب سے بڑھ کر اس کو چاہتی تھی اور اپنے باپ کیلیے اس کی محبت، عقیدت اور احترام کئی زیادہ تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
www.zubiinovelszone.com

مگر آج جب اس لڑکی کے ذکر پر عزہ کے لہجہ میں جوش تھا وہ سننے لایق تھا۔ شاہ زیب نے آج سے پہلے کبھی اسے اتنا جوشیلا اور اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔ وہ لڑکی شاید واقعی میں عزہ کیلیے خاص ہو گئی تھی۔ ایک عجیب سی جلن محسوس ہوئی تھی شاہ زیب کو اس انجان لڑکی سے جب اس کی بیٹی بڑھ چڑھ کے اس کی تعریفوں میں رب السان ہو رہی تھی۔ اس کی خوبصورتی کو ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں بتاتی وہ اس کی اسیرہ لگ رہی تھی۔ اور اس کی یہ بات کہ "بابا مجھے ان کے پاس سے بہت اچھی خوشبو آتی ہے" شاہ زیب کو ٹھٹھکا گئی تھی لیکن پھر یہ سوچ کر اس نے سر جھٹک دیا تھا کہ وہ خوشبو کسی برانڈڈ پرفیوم کی ہو گی۔ اس لڑکی سے ملنے کا اس کا صرف کچھ لمحے ہی دل چاہا تھا کہ پھر اس نے عزہ کو اس لڑکی کے موضوع سے ہٹا دیا تھا جو مستقل اسی کے بارے میں بات کیے شاہ زیب کو بے زار اور عجیب سی چڑ دے رہی تھی۔ اسے احساس ہوا تھا کہ وہ اپنی بیٹی کی محبت کو بانٹ نہیں سکتا۔ وہ ہی صرف اپنی بیٹی کی پوری توجہ کا حق رکھتا ہے۔ اور اتنی طفل سوچ پر وہ خود کو سرزنش کر گیا تھا۔

اس کی بیٹی اسی تک تھوڑی محدود تھی۔ اس کی اپنی زندگی ہونی تھی۔ وہ اس کو اس کی ماں کی طرح قید نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ جیسے اس کی ماں پر پھیلانے کو بے تاب ہو گئی

تھی کسی دن اس کی بیٹی بھی اڑان بھرنے کی خواہش بھرے گی۔اور وہ اپنی بیٹی کے پر نہیں کاٹے گا۔

صبح دبئی کی واپسی سے پہلے وہ رات کو مال چلا آیا تھا۔کچھ عزہ کیلیے شاپنگ کا سوچا تھا اور کچھ حویلی والوں کیلیے۔اسے اتنا تجربہ تو نہ تھا اسلیے جیسے تیسے اس نے حویلی والوں کیلیے کچھ تحایف لے لیے تھے اور عزہ کے وقت اسے خاصی تجربہ تھا کہ وہ بچپن سے اس کی خریداری خود کرتا تھا۔

اسلیے ابھی بھی چند فراک لے کر وہ کھلونوں کی بڑی سی دکان میں جا کر ایک بڑی سی گڑیا پسند کر گیا تھا جو بالکل عزہ کی طرح تھی۔وہ دھیمے سے مسکراتے ہوئے پیمنٹ کر کے پلٹا اور باہر نکل آیا۔

وہ شاپنگ سینٹر سے باہر نکل کر نیچے پارکنگ ایریا میں آن پہنچا اور گاڑی کی طرف بڑھا گیا۔

گاڑی کی ڈگی کھول اس نے تمام شاپنگ بیگز اس میں ڈالے۔ایک گاڑی اسی وقت اس کے برابر آ کر پارک ہوئی۔

ایک آخری بیگ ڈالتے ہوئے یونہی سرسری سی اس کی نگاہ برابر سے نکلنے والے شخص پر پڑی تو وہ بھونچکارہ گیا۔ ایک سایا چہرے پر آکر گزرا۔ اس شخص کا ایسے اچانک ملنا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ کسی حد تک سرخ پڑا۔ دل جیسے خون خون ہوا۔ وہ ایک ہی جھٹکے سے ڈگی بند کر گیا۔ پورے خاموش پارکنگ ایریا میں آواز گونجی۔ وہ شخص بھی چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا اور چند ثانیے اسے پہچاننے کی کوشش کی اور جیسے ہی پہچانا تو سن رہ گیا۔

شاہ زیب گاڑی کو چھوڑ چھاڑ فوراً پلٹا اور شاپنگ سینٹر سے باہر نکلنے لگا۔ دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔

"شاہ زیب رایٹ؟" وہ اس کو جاتا ہوا دیکھ جلدی سے اس کے پیچھے بھاگ کر اسے پکارا۔ شاہ زیب کے قدم نا چاہتے ہوئے بھی رک گئے۔ لبوں کو بھینچتے ہوئے وہ سرخ آنکھیں لیے پلٹا۔ وہ خوبصورت نوجوان آج بھی اتنا ہی خوبصورت تھا جو دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ویٹسن ہنی واٹ ہیپنڈ؟" گاڑی سے نکلتی ہوئی اس انگریز لڑکی نے اسے دور کسی شخص کے ساتھ کھڑا دیکھا۔ وہ تیزی سے چلتی اس کے پاس آئی۔

شاہ زیب کی بے تاب نگاہ فوراً نیم برہنہ لباس میں اس لڑکی پر گئی مگر کسی اور کو دیکھ وہ نظریں پھیر گیا کہ اچانک الجھن بھری نظریں ویٹسن پر گئیں۔ویٹسن سمجھ گیا۔

"شی از مائے وائف سانیہ۔" ویٹسن نے اس لڑکی کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے خوشگوار انداز میں اس کی الجھن دور کی۔شاہ زیب کا دماغ بھک سے اڑا۔

"ہیلو۔" وہ لڑکی شائستگی سے بولی۔اس کے اندر جذبات کا ایک زبردست طوفان وجود میں ہچکولے کھانے لگا۔جیسے ساری دنیا تہس نہس کر ڈالے گا۔

"یو....." وہ غصہ سے ویٹسن کی جانب اس کا گریبان پکڑنے بڑھا ہی تھا کہ ویٹسن کے سوال پر اسے لگا جیسے اطراف میں دھماکے ہوئے ہیں۔

"لیزا کیسی ہے؟" وہ بے یقینی سے نیلی آنکھوں میں حیرت کا سمندر لیے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"مجھے کیسے پتہ ہوگا یہ تو تمہیں معلوم ہوگا نا۔" وہ ایک اچٹی نگاہ ویٹسن کے حصار میں اس لڑکی پر ڈال کر لہجہ کو ہموار کرتا ہوا بولا۔جبکہ دماغ تو سن ہو کر رہ گیا تھا۔

"مجھے کیسے پتہ ہوگا وہ تو آپ کی بیوی ہے۔" ویٹسن کے لہجہ میں ہلکی سی اداسی در آئی تھی۔اپنی بیوی کو اپنے حصار سے آزاد کرتے ہوئے وہ بولا تھا۔شاہ زیب کی دماغ کی رگیں پھٹنے کو آئیں۔دل گھوڑوں کی رفتار سے دھڑکا۔

"ہماری.... ہماری چھ سال پہلے طلاق ہو چکی ہے۔" حلق کو تر کرتے ہوئے وہ پتھریلے چہرے کے ساتھ یہ جملہ کیسے ادا کر پایا کسی کو اندازہ نہ ہوا لیکن اس کی آنکھیں کتنی ٹوٹی ہوئی اس انجان لڑکی کو بھی لگی تھیں۔ وہ ناسمجھی سے ویٹسن کو دیکھنے لگی۔

"کیا؟" ویٹسن اچھل پڑا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" شاہ زیب نے لب بھینچ لیے۔

"میرا مطلب...." ویٹسن نے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خود کو بے یقینی کی کیفیت سے نکالا۔

"لیزا نے تو چھ سالہ پہلے ہی مجھ سے مل کر کہہ دیا تھا کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی بلکہ آپ سے کرتی ہے اس نے مجھ سے بہت معافی مانگی تھی وہ بہت روئی تھی اس نے میرے سامنے ہاتھ تک جوڑے تھے وہ میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں باندھ سکتی تھی اسلیے میں بہت تکلیف کے ساتھ ہی سہی اس کی خوشی کیلیے موو آن کر گیا تھا کیونکہ شاید مجھے اس کے توسیل مسلمان ہونا تھا اسلیے یہ سب اللہ کی طرف سے ہی تھا اور ایک سال پہلے ہی میں نے شادی کر لی تھی کیا لیزا آپ کے ساتھ نہیں ہے؟" اسی لمحے جیسے اسے عرش سے فرش پر پٹخ دیا گیا۔ ساری سوچیں، خیالات، جزبات منجمد ہو کر رہ گ ئے۔ شاہ زیب کو لگا تھا وہ سانس نہیں لے پائے گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Fashion|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

☆☆☆☆☆☆☆

جنت نے آہستگی سے چائے کا کپ اور دیگر لوازمات کرسٹل میز پر رکھ کمرے کی گھمبیر خاموشی توڑی تھی۔ پچھلے دس منٹ سے یہ خاموشی یونہی قایم تھی۔ وہ خلفشاری سے مناسب لفظ تلاش کر رہا تھا جبکہ عدیب لب بھینچے پہلو بدل بدل کر تھک گیا تھا۔ اسے یہ شخص اس وقت اپنے سامنے قطعی پسند نہ آ رہا تھا اور جنت کو یوں میز بانی نبھاتے ہوئے دیکھ وہ ہتے سے اکھڑ گیا تھا۔ تبھی وہ اچانک کھڑا ہوا اور اپنے شاندار ڈرائنگ روم سے نکلنے لگا جب شاہ زیب جھٹکے سے کھڑا ہوا اور بے اختیار وہ پوچھا جس نے جہاں عدیب کے قدم روکے تھے وہی جنت کو چونکا دیا تھا۔

"تمہاری بہن کہاں ہے ؟" اس سوال میں کیا کچھ نہیں تھا۔ بے چینی، امید، بے تابی، شرمندگی اور سب سے بڑھ کر وہ تڑپ جو اس کیلیے ہو رہی تھی جو دنیا کے جانے کونسے کونے میں آباد تھی۔

"ایکسکیوز می ؟" عدیب نے ڈرامٹک ٹرن لیا تھا۔ شاہ زیب آج پہلی بار عدیب انور کے سامنے نظریں جھکائے نادم کھڑا تھا۔ جنت کو اس کی حالت دیکھ کر ہی علم ہو گیا کہ اس وقت وہ کس قرب سے گزر رہا ہے۔

"یعنی میری بہن درست تھی۔" عدیب کے دماغ کے سلیٹ میں اچانک کچھ ابھرا۔ وہ چونک کر اس کی جانب آیا۔ شاہ زیب نے نیلی آنکھیں اٹھائیں اور کچھ الجھ کر اسے دیکھا۔

"میری بہن نے ٹھیک کہا تھا ایک دن تم آؤ گے یہ جاننے کہ وہ کہاں ہے۔" دھک۔ شاہ زیب کو محسوس ہوا کہ یہ عالیشان ڈرائینگ روم کی چھت اس پر آن گری ہے۔

"لیکن اس نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں تمہیں کبھی نہ بتاؤں کہ وہ کہاں ہے۔" اس کے نزدیق جاتا وہ چبا چبا کر بولا۔ شاہ زیب اسے ساکن آنکھوں سے دیکھے گیا۔ جنت نے سوکھے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے کچھ کہنا چاہا مگر شاید عدیب جانتا تھا اسیلیے بنا اس کی جانب دیکھے وہ ہاتھ اٹھا گیا۔ جنت نے پہلے اس کے ہاتھ کی پشت کو دیکھا پھر شاہ زیب کو جو ساکت و جامد کھڑا عدیب کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے اضطراب سے کھلے لب واپس بند کر دیے۔

"تم جا سکتے ہو۔" وہ اسی ہاتھ کی مٹھی بنا کر اس میں سے شہادت کی انگلی نکال داخلی دروازے کی جانب کیے گیا۔ اس قدر بے ادبی پر جنت نے پھر کچھ کہنا چاہا کہ رک گئی۔ عدیب بہت کم غصہ میں آتا تھا اور جب آتا تھا تو وہ جنت کی بھی نہیں سنتا تھا۔

"عدیب کہاں ہے وہ؟"لرزتے لبوں سے ایک بار پھر وہی سوال نکلا لیکن اب کی بار اس سوال میں انتہا کا درد تھا۔ نیلی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔ آواز میں کپکپاہٹ واضح تھی اور چہرہ کے عضلات تکلیف سے سکڑ گ ئے تھے۔ جنت کو یہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت اس مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے حد مختلف لگا جس کو اس نے چھ سال پہلے دیکھا تھا۔

"تم نے میری بہن کے ساتھ جو کیا ہے نا شاہ زیب فرقان بخت وہ میں کبھی نہیں بھولوں گا۔"وہ انگلی اٹھا کر اس کے بالکل چہرے کے قریب لے جاتا ہوا بولا۔ شاہ زیب نے آنکھیں میچیں کہ پھر کھولیں۔ اب کی بار آنکھوں میں بے پناہ التجا تھی۔ یہ وہ واقعی شاہ زیب نہ تھا جو اپنے جانب اٹھنے والی انگلی کو ہاتھ سمیت توڑ دیتا تھا۔

"میری بہن نے کیا کچھ نہیں کیا ارے تمہارے لیے اس نے خود کو اس ماحول میں ڈھال لیا جس کیلیے وہ بنی ہی نہیں تھی اس نے تم سے وفاداری نبھائی وہ تمہارے بچے یعنی عزہ اور تمہارے لیے مجھ سے تک لڑ گئی تھی اس نے تم سے محبت کی اس نے تمہیں پورے دل سے اپنایا اور تم نے کیا کیا ہاں جب وہ ساری غلط فہمیاں مٹا کر تم سے تمہیں مانگ رہی تھی جب وہ رشتہ جو تمہارے اور اس کے درمیان تھا وہ قایم کرنا چاہتی تھی تو تم نے اس کے منہ پر طلاق کے کاغذات مارے تم نے میری بہن کو اتنی

تکلیف دی کہ اسے ہم سب کو چھوڑ کر بہت دور جانا پڑا۔" وہ یکدم ہی شاہ زیب کا گریبان پکڑ کر دھاڑا تھا۔

"عدیب۔" جنت بے ساختہ چلا کر قریب آئی تھی۔اور حیرانی سے شاہ زیب کو دیکھا تھا جو آہستگی سے اس کے ہاتھ اپنے گریبان سے چھڑاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"عدیب صرف ایک... ایک بار مجھے اسے ملنے دو صرف ایک بار...." اس کی آواز بھیگی ہوئی معلوم ہوئی تھی۔ کتنا ٹوٹا ملتجی لہجہ تھا جو جنت کی آنکھوں میں بھی نمی چھوڑ گیا تھا۔وہ بکھرا ہوا لگ رہا تھا۔وہ بکھر چکا تھا۔

"تا کہ تم اسے پھر تکلیف پہنچاؤ کبھی نہیں شاہ زیب کبھی نہیں تم میری بہن سے دور رہو جیسے ان چھ سالوں میں رہے ہو میری بہن اپنی زندگی مکمل جی رہی ہے اس کے حال میں ماضی کو مت لاؤ اس کو بخش دو تم نے میری بہن کے کردار پر بات اٹھائی تھی وہ تمہیں چھوڑ کر بہت دور جا چکی ہے وہ اپنے ماضی کو پلٹ کر بھی نہیں دیکھتی اسے اپنی بچی کا نام تک نہیں معلوم مت اس کے سامنے جا کر اس کا خون کرو یہ دیکھو ہاتھ جوڑ رہا ہوں تمہارے آگے میری بہن کو خوش رہنے دو ڈیم اٹ۔" وہ باقاعدہ ہاتھ جوڑے خون آشام آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے چلایا تھا۔ جنت نے منہ پر ہاتھ رکھ باری باری دونوں کو مقابل قریب کھڑے دیکھا تھا۔

شاہ زیب نے اپنا نچلی لب پورا اپنی دانتوں کی گرفت میں لے کر اسے اس قدر کچلا کہ ننھی ننھی خون کی بوندیں نمودار ہو گئیں۔

"نہی.... نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے تمہی... تمہیں مجھے بتانا ہو گا کہ وہ کہاں ہے میں... میں مر جاؤں گا عدیب۔" کس قدر اذیت رقم تھی اس کے وجیہہ چہرے پر کہ ایک پل عدیب بھی چونکا تھا۔ مگر اپنی بہن کا جملہ فوراً اپنے کانوں میں گونجا۔

"کیونکہ شاید میں خود غرض بے حس اور ایک آوارہ لڑکی ہوں۔" وہ درد جو اس کی آواز میں تھا اس نے عدیب کو کسی بھی ہمدردی کرنے سے روک دیا۔ وہ فوراً دو قدم پیچھے ہوا۔

"آئی سیڈ گو آئم ناٹ گونا ٹیل یو اینی تھنگ اور لیٹ یو ڈسٹر وائے مائے سسٹر لائف اگین۔" وہ ایک زوردار کک میز پر مار درشتی سے کہتا ہوا واک آؤٹ ہو گیا تھا۔ شاہ زیب نے قرب سے آنکھیں بند کیں تھیں۔

"شاہ زیب بھائی آپ عدیب کی باتوں کا برا مت...." جنت انگلیاں مروڑتے ہوئے آگے بڑھ کر کہہ رہی تھی جب شاہ زیب نے یکدم آنکھیں کھولیں۔ ایک امید کی کرن اس کے آنکھوں میں چمک لے آئی۔ جنت ٹھٹھکی۔

"جنت تم مجھے بتاؤ کہاں ہے تمہارے تو قریب ہے ناوہ تمہیں تو معلوم ہو گا۔" وہ بے چینی سے اس کے سٹپٹاتے چہرے کو دیکھ پوچھنے لگا۔ جنت گبھرائی۔

"وہ.... وہ اٹ"...

"جنت۔" پیچھے سے آتی چنگھاڑ پر وہ اچھل کر پلٹی تو دروازے پر کھڑے غصیلی نگاہوں سے عدیب کو گھورتا ہوا پایا۔

"تم اس شخص سے کوئی بات نہیں کرو گی جاؤ کمرے میں اور تم اب جا سکتے ہو۔" وہ جنت کو کہتا چٹکی بجاتا ہوا اب شاہ زیب کو حکم دے گیا تھا جو بنا کچھ پر وہ کیے آگے بڑھا۔

"عدیب میری بات سنو۔" مگر عدیب کانوں کو لپیٹے واپس چلا گیا۔

"سوری لیکن آپ باقی سب سے پوچھ سکتے ہیں۔" دھیرے سے کہتے ہوئے جنت نے اسے ایک راہ دکھائی تھی اور تیزی سے ڈرائینگ روم سے نکل گئی تھی۔ شاہ زیب نے چونکتے ہوئے جیب سے موبایل نکالا اور گھر سے نکل گیا۔

وہ کینڈا اسے پہلی فلایٹ کے کر سڈنی آیا تھا۔

"اسلام علیکم چاچا جان آپ گھر پر ہیں جی آپ مجھے پتا بھیج دیں جی میں مل لیا اس سے جی میں آرہا ہوں۔" وہ مشتعل تیزی سے بات کرتے ہوئے اب انور ہاؤس جارہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"علیزے یہ کیا طریقہ ہے ہاں کب سے تمہیں ڈین کال کر رہا ہے نہ تم کال اٹھا رہی ہو نہ ہی تم مشق کیلیے میدان میں آئیں کیوں یار آج آخری دن تھا ہمارے پاس کل رات کو تمہارا میچ ہے۔" جیلی اس کے ہوٹل کے کمرے میں گھستے ہی غصہ سے پھٹ پڑی تھی۔علیزے نے محض ایک نظر اٹھا کر ہی اسے دیکھا تھا۔ جیلی اس کی رونے کی چغلی کرتیں آنکھیں دیکھ چونکی تھی۔

"کیا ہوا تم ٹھیک ہو علیزے؟" وہ اپنا ہینڈ بیگ بازو سے اتار سرعت سے اس کے پاس آئی۔علیزے نے لمبی سانس کھینچتے ہوئے سر اٹھایا اور گردن اثبات میں ہلائی۔

"کیا تم روئی ہو؟" جیلی نے عمیق نگاہوں سے اس کا بجھا ہوا چہرہ دیکھا۔

"میں کیوں روؤں گی؟" وہ تمسخر سے مسکراتی ہوئی اٹھی اور بیڈ پر رکھے اپنے کھلے بیگ کی طرف بڑھ اس میں کپڑے نکال کر واپس طے کرتی ہوئی رکھنے لگی۔ جیلی ٹھٹھکی۔

"یہ تم پیکنگ کیوں کر رہی ہو؟" وہ اٹھ کر اس کے پاس آئی۔

"واپس گھر جانے کیلیے۔" وہ سکون سے بولی۔

"تمہارا دماغ خراب ہے کل تمہارا میچ ہے برو۔" جیلی سیخ پا ہو گئی۔ علیزے کی پہلے ہی حرکت نے اسے غصہ دلایا ہوا تھا۔ اوپر سے اب محترمہ کو پر سکونی سے پیکنگ کرتے ہوئے دیکھ وہ بپھری۔

"کیوں کر رہی ہو یہ سب یار ہوا کیا ہے بتاؤ تو مجھے صبح تک تو بالکل ٹھیک تھیں۔"

"کچھ نہیں ہوا مجھے.... مجھے کوئی میچ نہیں کھیلنا پلیز مجھے مت روکو مجھے واپس گھر جانا ہے میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے۔" وہ کپڑے واپس بیگ میں پھینکتی ہوئی چڑ کر بولتی گردن موڑ کر دبئی کے باہر روشنیوں کے مناظر کو دیکھنے لگی۔ آنکھوں میں چمکتی ہوئی نمی نے جیلی کو متذبذب کر دیا۔

"علیزے پلیز بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے صبح تو سب ٹھیک تھا اچانک دم گھٹنے کیوں لگا تمہارا کیا کچھ ہوا ہے؟" وہ اب کے حلاوت سے اس کے ہاتھ تھامتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"جیلی مجھے سپیس دو۔" علیزے نے اپنے ہاتھ پیچھے لیتے ہوئے ملتجی انداز میں کہا۔ جیلی لب بھینچتے پیچھے ہوئی اور ہوٹل کے روم سے نکل گئی۔ علیزے اس کے جاتے ہی بیڈ پر دونوں ہاتھوں سے سر تھامتے ہوئے بھیٹ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"یااللہ۔" وہ چہرے کو ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی۔ معاً اس کا موبایل تھرتھرایا۔ علیزے نے سر اٹھائے موبایل کو دیکھا جہاں انجان نمبر سے کال آرہی تھی۔

اس نے نظر انداز کیا اور رونے کا مشغلہ جاری رکھا۔ اس کا دل گہری اندھیری کھائی ڈوب رہا تھا۔ آج اپنی بیٹی شدت سے یاد آرہی تھی۔ کاش.... کاش وہ اس کے پاس ہوتی تو اسے اپنے سینے میں بھینچ لیتی، اس پر خوب پیار لٹاتی، اس کے خوب ناز اٹھاتی، اس کی تمام تر خواہشات پوری کرتی، اسے ایک مضبوط لڑکی بناتی، اس کو ہاتھوں کا چھالہ بنا کر رکھتی، اس کے ساتھ وہ سارے ارمان پورے کرتی جو اس کے دل میں دفن تھے، اس کی ہمراز، اس کی دوست، اس کی استاد، اس کی رہنما، اس کی سب کچھ بنتی سب سے بڑھ کر ایک اچھی ماں بنتی۔

لیکن یہ... یہ حق تو شاید کسی اور کو مل چکا ہو گا۔ اس کی ننھی پری تو کسی اور کو اپنی ماں پکارتی ہو گی۔ آہ.... یہ خیال کتنا جان لیوا تھا۔ گرم مایع اس کے رخساروں کو بھگوتا جا رہا تھا جبکہ برابر پڑا موبایل تھرتھراتے توجہ کی بھیک مانگ رہا تھا۔

علیزے نے آنسوؤں سے لبریز آنکھیں بند کیں۔ اس ننھی سی جان کا چہرہ سامنے آیا۔ وہ باآواز رونے لگی۔

"میری بچی۔" وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو سامنے پھیلائے ان کی لکیریں دیکھتی ہوئی کھو سی گئی۔

ایک بار پھر موبایل پوری جی جان سے جھٹکا کھایا۔

علیزے نے اکتا کر گردن موڑا اسے دیکھا اور جھپٹنے والے انداز میں موبایل اٹھا کر یس کا بٹن دباتے ہوئے کان سے لگایا۔

"واٹس یار پرابلم؟" وہ روتے بلکتے اتنی زور سے چیخی کہ کمرے کی دیواروں کے ساتھ اس ننھی سی جان کا دل بھی لرز گیا۔ وہ فوراً ہی سہم کر کان سے فون دور کر گئی۔

"ناؤ وائے آر یو کو ایٹ؟" بے دردی سے رخسار کو رگڑتے ہوئے تپ کو بولی۔

"اسل... اسلام.... اسلام علی.... علیکم۔" ڈرتے ڈرتے اس نے واپس فون کان سے لگا کر دھیمے سے کہا۔ اتنے دھیرے سے کہ علیزے کو سننے کیلیے پوری توجہ لگانی پڑی۔ معصوم سی آواز نے اس پر سلامتی بھیجی تھی۔

"وعلیکم اسلام کون؟" علیزے چونکی۔ یہ آواز.... اتنی جان پہچانی معلوم ہو رہی تھی۔ اور کسی کم عمر انسان کی تھی۔

"عزہ۔" اپنے نام پر پورا زور دے کر وہ لمحے میں کئی پلکیں جھپک گئی۔ سہمی سی وہ فون پکڑے لاؤنج میں کھڑی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"اوہ..... "علیزے کا منہ کھل گیا۔ یکدم ہی اس نے اپنے آنسوؤں کا پونچھا۔ ایک خوشگوار لہر اس کے وجود میں آکر گزری۔

"ہیلو بے بی۔ "متورم آنکھیں مسکرائی۔ عزِہ مسکرا بھی نہ سکی۔

"آپ رو رہی ہیں؟ "کتنی معصومیت اور فکر مندی سے پوچھا تھا۔ علیزے کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔ دل عجیب انداز میں دھڑکا تھا۔ آنکھیں بند کیں۔ ننھی پری کا چہرہ سامنے آیا۔ فوراً آنکھیں کھولیں اور سر جھٹکا۔ دل پھر غمگیں ہوا۔

"نہی... نہیں تو۔ "وہ بھرائی ہوئی آواز سے نفی کر گئی۔ ساتھ حیران بھی ہوئی۔ اسے نہیں علم تھا کہ صبح وہ بچی اس کا نمبر لے کر اب رات کو کال بھی کر لے گی۔

"آپ کو پتہ ہے بابا کہتے ہیں جھوٹ بولنا گناہ ہوتا ہے جھوٹ بولنے پر اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتے ہیں۔ "وہ اپنی پونی جھلاتی ہوئی اس کا جھوٹ فوراً پکڑ گئی تھی۔ علیزے مسکرا دی۔ دائے ہاتھ کی آخری انگلی کے لمبے ناخن سے آنکھوں کے گوشے صاف کرتے ہوئے وہ ہنس بھی دی تھی۔

"آپ کو کیسا پتہ میں جھوٹ کہہ رہی ہوں؟ "

"آپ کی آواز سے۔ "علیزے مزید مسکرائی۔

"آپ روئیں مت۔ "التجائی لہجہ پر علیزے کا دل چاہا پھوٹ کر رو دے۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں...."علیزے نے اس چھوٹی سی گڑیا کو کچھ کہنا چاہا مگر کہہ نہ سکی۔رونے کے باعث زخام ذدہ آواز میں وہ صرف اتنا بولی۔

"کبھی کبھی رونا اچھا ہوتا ہے پیاری یو نو وین ہارٹ از ہیوی یو ہیو ٹو لایٹ دس اپ۔"

"لیکن آپ کیوں رو رہی ہیں؟"عزہ کی آواز میں گھلی اپنایت نے علیزے کو سچ بولنے پر مجبور کر دیا۔

"عزہ....مجھے یاد آ رہی ہے۔"وہ رک کر بولی۔

"میں یاد آ رہی ہوں۔"عزہ آنکھیں پھیلائے حیران ہوئی۔

"آپ نہیں وہ...."علیزے نے نفی میں سر ہلا کر تصحیح کی۔

"کون؟"عزہ جواب پر جانے کیوں اداس ہوئی۔

"میری بیٹی۔"وہ لبوں کو کچلتے ہوئے پھر سے رونے کو تیار ہوئی۔

"آپ کی بیٹی بھی ہے؟"عزہ نے بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی کیں۔علیزے پر سوز مسکرائی۔

"جی۔"

"او مائے گاڈ ہاؤ اولڈ شی از؟"

"سِکس۔"

"سیم کیا وہ میرے جیسی ہے؟" علیزے نے آنکھوں کی پتلیاں اپر کرتے ہوئے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔ آنسوں آنکھیں میں ہی نمی بن کر جھلملا رہے تھے۔

"پتہ نہیں لیکن اتنا پتہ ہے آپ اتنی پیاری ہو وہ اتنی ہی پیاری ہو گی۔" عزہ نہیں مسکرائی۔ جانے کیوں؟

"کیا ہوا؟" کچھ لمحوں کی خاموشی نے علیزے کا دل مزید خراب ہوا۔ س کی آواز کتنی اپنی تھی۔ وہ سننا چاہتی تھی۔

"شی از ویری لکی۔" وہ ہونٹ گراتے ہوئے اداسی سے بولی۔ علیزے کا دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔

"ایسا کیوں؟" آواز مزید بھیٹتی گئی۔

"آپ جو اس کی مما ہو۔" علیزے بے آواز رونے لگی۔

"اگر ایسا ہے تو اس سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں کیونکہ میں اس کی ماں ہوں۔" وہ دل میں سوچ سکی۔

"عزہ بیٹا جی جلدی سے آجائیں کھانا کھالیں اور کسے بات کر رہی ہیں؟" شاہدہ کی آواز پر اس نے چونک کر مڑ کر دیکھا پھر جلدی سے سیدھی ہو کر بولی۔

"اوکے سی یو ٹو مارو آئم سو ایکسائیٹڈ۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Gossip|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"میں نہیں...." اسے پہلے علیزے چونکتے ہوئے اسے کچھ کہتی کال کٹ گئی۔ وہ سکرین دیکھتی رہ گئی۔ پھر جلدی سے جیلی کو میسیج کیا۔

"آئیم ریڈی فار ٹومارو۔" اس کا دل بہت ہلکا ہو چکا تھا۔

"یہ کتنی پیاری بچی ہے نا بیچاری اس کی ماں کی ڈیتھ ہو گئی اتنی پیاری بچی چھوٹی سی اپنی ماں کو کتنا یاد کرتی ہو گی۔" وہ بے اختیار سوچنے لگی کہ اسے اپنی بیٹی یاد آئی۔

"میری بیٹی کو تو علیزے انور کون ہے یہ تک نہیں معلوم ہو گا۔" دل پھر ڈوبتا گیا مگر جلد ہی وہ سنبھل گئی تھی۔ شاید یہ اس پیاری بچی سے بات کرنے کا اثر تھا۔ وہ اپنے غم پر کسی حد تک قابو پا گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

صبح سویرے دبئی میں اجالا بھی نہیں ہوا تھا۔ پرندیں گھونسلوں سے بھی نہیں نکلے تھے۔ ایک سنسنی سی خاموشی ہر سو چھائی ہوئی تھی۔ دبئی کی سڑکیں بھی اتنی آباد نہ تھیں۔

سویرے سویرے اس وقت وہ شاہدہ کے نیند میں دروازہ کھولنے پر سنجیدگی سے اپنے اپارٹمنٹ کے اندر داخل ہوا تھا۔ شاہدہ اسے دیکھ حیران تھی۔ وہ بے شک سیدھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

ایرپورٹ سے آ رہا تھا لیکن اس کا حلیہ ایسا تھا جیسے وہ سڑکوں کی خاک چھان کر دربدر پھرتا آ رہا ہو۔ چہرے پر رقم سنجیدگی ہولناک تھی۔ آنکھوں میں عجیب سی وحشت پھیلی تھی۔ شاہدہ کی نیند اڑھ گئی تھی۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے آتی اس کی پشت کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"صاحب کھانا لگا..... "اس کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔ شاہ زیب نے بنا رکے انگلی اٹھا کر اسے انکار کیا تھا مگر شاہدہ اسے عزہ کے کمرے میں جاتے ہوئے دیکھ چونک گئی تھی۔ اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

"صاحب نشہ کر کے آئیں ہیں؟" وہ منہ پر دو انگلیاں رکھے انگشت بدنداں ہو گئی پھر خود کی فضول سوچوں کی سرزنش کی۔

"صاحب ایسے نہیں ہیں۔" وہ جمائی لیتے ہوئے سر جھٹک گئی۔

عزہ کا کمرہ کھولتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا تو نیم اندھیرے نے خوش آمدید کہا۔ وہ سنگل بیڈ پر خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔ پاس صوفے پر چادر پڑی تھی جو شاہدہ کے یہاں سونے کا پتہ دے رہی تھی۔

وہ دھیرے دھیرے قدم چلتا ہوا سوئی ہوئی عزہ کے قریب آیا۔ اور وہی جگہ بنا کر بھیٹ گیا۔

وہ اپنے لمبے بالوں کی موٹی چوٹی بنائے پر سکون سو رہی تھی۔اس کی معصومیت،اس کے چہرے کی رونق،اس کے نقوش آج بہت واضح تھے یا شاہ زیب عمیق نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ معلوم نہیں!

"عزے۔"لبوں کو کچلتے ہوئے وہ آگے کو جھکا اور اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے۔اس نے اپنی آنکھیں بند کیں۔آنکھوں سے بے تاب آنسوں جھلک پڑے۔

عزہ نے کسمسا کا نیلی آنکھیں پٹ سے کھولیں۔

"بابا...."وہ لبوں کو جنبش دے سکی۔شاہ زیب اسے بوسہ دیتے ہوئے پیچھے ہوا۔دونوں نیلی نگاہیں آپس میں ٹکرائیں۔

"بابا کیا ہوا؟"عزہ سارا جوش بھول بھال پریشانی سے اپنے چھوٹے ہاتھ اس کے وجیہہ چہرے پر رکھ بولی۔شاہ زیب کی سرخ متورم آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں۔عزہ سچ مچ ڈر گئی۔

"بابا....."وہ اپنے چہرے پر سے اس کے ہاتھ ہٹائے ان ہاتھوں کو چومتے ہوئے اپنی آنکھیں پھر سے بند کر گیا۔عزہ نے اٹھنے کی کوشش کی۔

"عزہ بابا تو ندبابا کو معاف کر دو۔" اس کی بھاری آواز مزید بھاری ہوئی۔ عزہ فٹاک سے اٹھ بیٹھی اور آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتی گئی جو اس کے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں سے لگائے معافی مانگ رہا تھا۔

"بابا کیوں آپ کو کیا ہوا ہے؟" عزہ کی آنکھوں میں کھارا پانی جمع ہوتا گیا۔ پھر ٹپ ٹپ موٹے موٹے آنسوؤں نے اس کے سرخ و سپید پھولے پھولے گالوں کو گیلا کر ڈالا۔

"میں نے آپ سے آپ کی ماما چھینی ہیں.... میں نے.... میں نے آپ کی ماما سے آپ کو چھینا ہے۔" وہ اس کے ہاتھوں کو چہرے سے ہٹاتے ہوئے بھیگے لہجہ میں اندوہ گیں انداز میں ایسے بولا کہ عزہ کے کچھ پلے نہ پڑا۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں بابا جانی؟" وہ آگے بڑھ روتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"آپ کے بابا بہت برے ہیں بہت برے...." وہ شدت سے آنکھیں میچیں ضبط کی انتہا پر پہنچ گیا تھا۔ دل تھا پھوٹ پھوٹ کر رونے کی درخواست کر رہا تھا مگر دماغ اب بھی تھوڑا حواسوں میں تھا۔ جب ہی تنبیہہ کرتا اسے ٹوٹ کر اپنی بیٹی کے سامنے بکھرنے سے باز رکھ رہا تھا۔ جانتا تھا ننھی سی جان یہ منظر تاپ میں نہ لا سکے گی۔ کون بیٹی اپنے باپ کو یوں روتا بلکتا دیکھ سکتی تھی؟ اور عزہ شاہ زیب بخت تو کبھی نہیں جس کی جان اپنے باپ میں بستی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"بابا مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" عزہ کیلیے یہ منظر ہی اتنا ہولناک تھا کہ وہ خود دھواں دھار روتے ہوئے اسے لپٹ گئی تھی۔ شاہ زیب نے فوراً ہی اسے خود میں بھینچا۔

"مجھے بھی۔" مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نے پہلی بار اپنی زندگی میں خوف کا اعتراف کیا تھا۔ عزہ تیزی سے پیچھے ہوئی اور آنسوؤں سے لبریز آنکھیں مسلتے ہوئے سر اونچا کر کے سہم کر اسے دیکھا۔

"بابا؟" اس شخص کا یہ اعتراف عزہ کو کنکنپا گیا تھا۔ وہ نازک تھی۔ اس کا دل دہل جاتا تھا۔ وہ نازک ہی پیدا ہوئی تھی۔ اس کا دل تیز تیز دھڑکتا ہوا اپنے باپ کو سننے لگا جو کہہ رہا تھا۔

"میں اسے اپنے پاس بالکل.... بالکل قریب چاہتا ہوں اسے معافی مانگنا چاہتا ہوں اسے واپس سے اپنی دسترس میں چاہتا ہوں کیونکہ میں اسے بے حد چاہتا ہوں عزے میں تمہاری ماں سے بہت محبت کرتا ہوں۔" ٹک... ٹک... ٹک گھڑی کی سوئیاں آواز کرتی ہوئی باپ بیٹی کی دل کی دھڑکنوں سے میل کھا رہی تھیں۔ عزہ بنا پلکیں جھپکائے شاہ زیب کو تکے گئی۔ جو دوسری بار اپنی محبت کا اعتراف کر رہا تھا۔ ایک بار اس کے سامنے کیا تھا مگر اتنا کھلے لفظوں میں نہیں جتنا وہ آج اپنی بیٹی سے اس کی ماں سے محبت کا اعتراف کر گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"با... بابا مما کہاں ہیں؟" عزہ کی آواز کوسوں دور سے آتی ہوئی سنائی دی تھی۔ وہ اسے لپٹی سر اونچا کیے قریب سے اس کی نیلی آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں ڈالے وہ سوال ایک بار پھر پوچھ رہی تھی جس کو وہ اب تک ٹالتا آیا تھا۔ مگر اس بار اس کا پوچھنے کا انداز، موقع محل ایسا تھا کہ شاہ زیب بے ساختہ حلق تر کرتے ہوئے بول اٹھا۔

"کھو دیا میں نے۔" لمحے سرکتے گئے۔ دونوں باپ بیٹی ساکت ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ خاموشی بڑھتی گئی۔ دل ڈوبتا گیا اور پھر... پھر عزہ اس کے سینے سے واپس لگتے اتنی زور سے رونا شروع ہوئی کہ شاہ زیب کی پوری شرٹ بھیگ گئی۔ شاہ زیب اس کے بالوں پر لب رکھے آنکھیں میچ گیا۔

"سوری بچے۔" وہ اس کے بال سہلاتا ہوا دھیمے سے بولا لیکن جانتا تھا عزہ روتے ہوئے کسی کی نہ سنتی تھی اور اب بھی وہ اس کے سینے میں منہ چھپائی دھواں دھار رو رہی تھی۔ شاہ زیب کے دل میں تیز دھار چاقو چلنے لگے۔ اس کی حالت غیر ہونے لگی کہ عزہ کے الفاظوں نے اسے چونکا کر جھٹکا دیا۔

"با... بام... مما کو واپس لا دیں اپن... اپنے لیے اور میرے لیے۔" وہ اس کے سینے میں منہ چھپائی ہچکیوں کے درمیان اٹک اٹک کر ملتجی لہجہ میں ایسے بولی کہ شاہ زیب کے حلق میں کانٹے پھنس گئے۔ وہ بیٹی کو یہ لفظ نہ کہہ سکا۔ "کیسے؟" جو لفظ وہ خود کو

بولتا آرہا تھا۔انور بخت کے گھر ،دانیال، مہک، حویلی فون کر کے رایمہ اور باقی سب سے وہ ہر طرح سے پوچھ چکا تھا مگر کسی کو معلوم نہیں تھا کہ علیزے کہاں ہے۔اور جس کو تھوڑا بہت بھی معلوم تھا وہ اپنے لب سی کر بیٹھیں تھے۔

علیزے کا نمبر بھی کسی کے پاس نہیں تھا۔سوشل میڈیا کے اکاؤنٹ سے وہ سب سے کنکیٹ رہتی تھی۔اور سوشل میڈیا پر وہ اکاؤنٹ اس وقت ڈی ایکٹی ویٹ یا ڈیلیٹ تھا کسے معلوم تھا؟ وہ پراسرار رہتی تھی۔ مہینوں میں اسے بات ہوتی تھی۔وہ کہاں ہے، کیا کر رہی ہے کسی کو ٹھیک سے نہیں معلوم تھا۔

اٹلی سے دبئی کے سفر نے اسے اتنا تھکا یا تھا۔اتنا تھکا یا تھا کہ وہ قدم آگے صرف بیٹی کے خاطر گھسیٹ پایا تھا۔اس کا دل پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا اب مزید ہو گیا تھا۔

عزہ کی ایسی کوئی خواہش نہ تھی جو لبوں سے آنے سے پہلے پوری نہ ہوئی ہو۔ مگر اس بار اس نے اسے جھنجھوڑ کو جو مانگا تھا وہی اس کا دل مانگ رہا تھا لیکن نہ وہ اپنی بیٹی کو اس کی ماں واپس کر سکتا تھا اور نہ ہی خود کو اپنی محبت !

وہ آج دنیا کا سب سے بے بس انسان خود کو محسوس کر رہا تھا۔

بے بسی کیا ہے ؟آج مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو محسوس ہو رہا تھا اور اس کا دل تڑپ رہا تھا۔وہ جل رہا تھا۔وہ بھسم ہو رہا تھا۔اسے معافی مانگنی تھی۔اس غلطی کی جو

اس نے چھ سال پہلے کی تھی۔ علیزے کی محبت پر اس نے ناشکری کی تھی۔ اس کے کردار پر سوال اٹھایا تھا۔ اسے کیا کچھ نہ کہا تھا۔ وہ پیشیمان تھا، وہ نادم تھا، وہ بے بس تھا۔ وہ اس وقت وہ سب کچھ تھا جو اسے بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا۔ وہ تو سمجھ رہا تھا علیزے انور ویٹسن کے ساتھ ایک خوبصورت زندگی گزار رہی ہو گی۔ وہ اتنا غلط تھا؟ کتنا غلط!

محبت میں بھروسہ نہ ہو، عزت نہ ہو تو ایسی محبت کا کیا فایدہ۔

آج وہ یہ اقرار کرتا تھا کہ اس نے علیزے انور کو محبت تو دی تھی مگر شاید عزت نہیں!

گھنٹے بیتتے گئے اور اس کی بے چینیوں میں اضافہ ہوتا گیا۔

وہ دونوں ہاتھ میں سر دیے بھیٹا تھا کہ سر اٹھا کر گردن موڑے سوئی ہوئی عزِہ کو دیکھا جو اس کے گلے لگے روتے روتے سو چکی تھی۔ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان اس کے معصوم چہرے پر واضح اس کا دل کانٹ کر ٹکروں میں کر رہے تھے۔

اس نے اپنی نازک بچی کو پھولوں میں پالا تھا۔ اس نے وہ سب دیا تھا جو اسے دینا چاہیے تھا۔ اس نے باپ اور ماں دونوں بننے کی کوشش کی تھی مگر وہ جانتا تھا ماں ایک ایسی ہستی ہے جس کی کمی کوئی پوری نہیں کر سکتا۔ اور عزِہ کی وہ محرومی اسے منخفی نہ رہی تھی۔

اس نے اپنی بیٹی سے اس کی ماں چھینی تھی۔

"شاہ.... شاہ زیب مجھے ساین نہیں کرنا پلیز یہ سب ختم کر دو میں جانتی ہوں کچھ میری غلطیاں ہیں کچھ تمہاری لیکن ہم بھیٹ کر بات کریں گے سب ٹھیک ہو جائے گا دیکھو نا کوئ نہیں چاہتا ہم الگ ہوں۔"

"تمہیں مجھے جتنے طعنے دینے ہیں جتنا کچھ کہنا ہے کہہ لو میں اف تک نہیں کروں گی۔" علیزے کی تڑپتی آوازیں کانوں میں یکدم ہی بازگشت کرنے لگیں۔وہ تیزی سے اٹھ کر ارد گرد چکر کاٹنے لگا۔ سینہ اپر نیچے ہوتا ہوا اس کی ٹوٹتی ہوئی سانسوں کا پیغام دینے لگا۔وہ سرخ پڑ گیا۔ ہیجانی کیفیت میں زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگا۔اسے پہلے وہ تیزی سے باہر بھاگتا عزہِ کی آواز پر چونک کر رکا۔دھڑکتے دل کے ساتھ وہ قریب آیا۔ عزہِ نیند میں روتی ہوئی شکل بنائی کچھ کہہ رہی تھی۔

شاہ زیب فکر مندی سے جلدی سے اس کے قریب بھیٹا۔

"ماں... مم... مما" عزہِ ماں کو پکار رہی تھی ؟ ہاں عزہ ماں کو پکار رہی تھی۔شاہ زیب سن رہ گیا۔

"صاحب...." دروازے پر شاہدہ کی دستک نے اس کے ساکت وجود کو طاقت دی۔

"علیزے کہاں ہو تم ؟" وہ شاہدہ کو قطعی نظر انداز کیے سر دونوں ہاتھوں میں دے گیا۔

"صاحب۔" شاہدہ جواب نہ ملنے پر دروازے دھکیلتی ہوئی اندر آئی۔

"یہ عزہ بی بی کا ہے۔" وہ پرچہ عزہ کے سائیڈ پر رکھنے لگی کہ شاہ زیب نے سر اٹھائے یونہی کہہ دیا۔

"دکھاؤ؟" شاہدہ نے اسے پرچہ تھمایا اور باہر نکل گئی۔ شاہ زیب نے ایک نظر پھر سے گہری نیند میں جاتی ہوئی عزہ کو دیکھا پھر اسے پرچے کو اور وہ چونکا۔

پہلی نظر اس پر بنی گاڑیوں پر گئی۔ شاہ زیب کو یاد آیا عزہ گڑیا سے زیادہ گاڑیوں سے کھیلنا پسند کرتی تھی۔ اور یہ اس کی عادت علیزے کی ہی یاد دلاتی تھی۔ ہاں وہ بنی بنائی ماں ہی تھی۔ شاہ زیب سے تو اس نے آنکھیں ہی چرائی تھیں۔ اس بات کو وہ منہ پر نہیں بلکہ دل میں اقرار کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی یہ بڑا تکلیف دہ اقرار ہوا کرتا تھا کیونکہ عزہ کی ہر حرکت اسے اسی کی تو یاد دلاتی تھی جس سے اس کا دل چھد کر رہ جاتا تھا۔

"ٹکٹ۔" وہ چونکا تھا۔ یہ دبئی کے کسی بہت بڑے کار ریسنگ کا وی آئی پی ٹکٹ تھا۔ اور آج رات کا تھا۔ شاہ زیب کو یاد آیا۔ انور بخت کے گھر جانے سے پہلے عزہ سے اس کی مختصر سی بات ہوئی تھی جس میں اس نے کہا تھا۔

"بابا میری فرینڈ نے مجھے ان کا ٹکٹ بھی دیا ہے آئی مین ان کا نہیں وہ جہاں کار ز فلائے کریں گی وہاں انہوں نے انوایٹ کیا ہے بابا ہم جائیں گے نا بابا آپ کب آئیں گے ؟"

اور شاہ زیب اتنا منتشر تھا کہ اس نے ٹھیک سے جواب نہ دیا تھا۔

"گاڑیاں.... ریس.... علیزے ؟" شاہ زیب کے ذہن میں ایک بہت بڑا جھماکہ ہوا۔ ہو سکتا ہے عزہ کی فرینڈ جہاں ریس کیلیے گئی ہو وہی علیزے بھی آئی ہو ؟ شاہ زیب جھٹکے سے اٹھا۔

علیزے کا گاڑیوں کو لے کر پیشن اسے چھپا نہ تھا۔ وہ اظہار نہ کرتا تھا لیکن علیزے کی پسند نہ پسند، اس کا جوش، جنوں سب سے واقف تھا۔

اور جہاں علیزے کی بات گاڑیوں کی طرف جاتی وہ دانستہ موڑ دیتا کہ وہ جانتا تھا کہ ان کے ہاں خواتین یہ سب شوق نہیں پالتی اور نہ ہی وہ کبھی علیزے کو اجازت دیتا۔ مگر وہ پہلے والا مخدوم شاہ زیب فرقان بخت ! یہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کون ہوتا تھا کسی کو کوئی اجازت دینے والا ؟ اب اس کی ایسی سوچ تھی۔ کتنی بڑی تبدیلی آئی تھی اس میں !

"علیزے...." وہ گہری سانس لیتا ہوا ٹکٹ پر نظریں جما گیا اور پھر سوئی ہوئی عزہ پر اور دھیمے سے بولا۔

"ہم جائیں گے عزِے ہم جائیں گے۔" ایک آخری امید کی روشنی جگمگا اٹھی تھی۔ اگر علیزے انور نہیں بدلی تھی۔ اگر وہ مضبوط علیزے انور تھی جو اڑنا جانتی تھی تو وہ اس میچ میں ضرور ہو گی۔ کیونکر وہ اپنے خوابوں، اپنے ایمبیشن، اپنے پیشن پر سمجھوتا کرنے والی نہیں تھی۔

دبئی کے ہر سال ہونے والے سب سے بڑے میچ میں اس سال وہ ہو گی؟ ہاں! دل کہہ رہا تھا وہ ضرور ہو گی۔

☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

رات کے سائے آسمان پر بے شک گہرے تھے۔ اندھیرے کی چادر نے آسمان کو مکمل ڈھاک کر رکھا تھا مگر زمین پر دبئی شہر کے اس کونے میں اس وقت روشنیاں ہی روشنیاں جگمگ کر رہی تھی۔ اتنی جگمگ کر رہی تھیں کہ اونچائی سے دیکھنے والے کی آنکھیں چندھیاں جائیں کہ وہ ایک چھوٹا سا روشنی کا گولا معلوم ہو رہا تھا۔ دبئی ہی نہیں بلکہ ایسا لگتا تھا کہ پوری دنیا اس میدان میں آن سمائی ہو۔ دیوانی سر پھری آڈیئنس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ جم غفیر لگا تھا۔ سب کچھ سجا ہوا تھا۔ بھاری تعداد میں لوگ اپنی نشتوں پر براجمان فرط جوش سے ہتھیلیاں مسل رہے تھے تو کچھ لوگ موبائل

اٹھائے دھڑ دھڑ تصوریں اور مووی اتار رہے تھے۔اس وسیع وطرز میدان میں اتنا شور تھا کہ کانوں میں پڑتی آواز سنائی نہ دیتی ہو۔

کونے کونے میں لگی بڑی بڑی اونچی ایل ای ڈی پر سپونسر گاڑیوں کے اشتہارات وقفے وقفے سے رونما ہو رہے تھے۔ساتھ ہی اونچی بنی بلڈنگ کے روف ٹاپ پر گلاس وال کے پیچھے بھیٹے چند افراد مایک میں کچھ بولتے جا رہے تھے جس سے کئی لوگ بے خبر اور بے نیاز تھے کہ ابھی میچ شروع ہونے میں وقت تھا۔ان کا دھیان اپنی موج مستیوں میں تھا۔

اس سال بھی دبئی میں بڑے شاندار طریقے سے وسیع پیمانے پر کار ریسنگ کا مقابلہ زور و شور سے ہونے والا تھا۔

انتظامیاں انگریز مرد، لڑکے، لڑکیاں، عورتیں گلے میں کارڈ پہنے اپنے مخصوص لباس میں ہاتھ میں پکڑا واکی ٹاکی منہ پر لے جاتے ہوائے ادھر ادھر بھاگتے دوڑتے پھر رہے تھے۔

ڈائینل نے سینے پر ہاتھ باندھے مسکراتے ہوئے ایک بھرپور نظر ارد گرد ڈالی تھی۔شوفر فون کان سے لگائے مسلسل ہدایت دیتا ہوا چکر کاٹ رہا تھا۔وہ دونوں اس وقت اسی بلڈنگ کے سیکینڈ فلور پر کھڑے تھے۔ڈائینل اب ریلینگ پر ہاتھ جمائے

جھک کر نیچے چلتی پھرتی جو شیلی آڈینینس اور دوڑتے بھاگتے انتظامیاں کو دیکھ رہا تھا۔اس کی نظریں کسی کو کھوجنے لگیں تھیں۔اب سپیکر سے میوزک کی دھن شور برپا کر رہی تھی۔رنگ برنگی جدید سپورٹس کار آہستہ آہستہ ایک بڑی سی سرخ لکیر پر آکر کھڑی کی جارہی تھیں اور ان کا ایک آخری بار معائنہ ہو رہا تھا۔ایک الگ ہی ہل چل مچی تھی۔

"علیزے کہاں رہ گئی؟"ڈائینل نے بے تابی سے گردن ترچھی کیے شوفر سے پوچھا جو فون کان سے ہٹا گیا تھا۔

"معلوم نہیں یار میں جیلی کو کتنی کال کر چکا ہوں پتہ نہیں اب تک پہنچی کیوں نہیں؟" وہ پریشانی سے ایک بار پھر فون کان سے لگا کر بولا۔

"سارے کنٹیسٹنٹ تقریباً آچکے ہیں یہ لاپرواہی ہے ہمارا کیا اثر پڑے گا میں علیزے کو سیدھا کال کرتا ہوں۔"وہ ریلینگ سے ہاتھ ہٹائے سیدھا ہوتے ہوئے بے چینی سے جیب سے فون نکالنے لگا جب شوفر نے روک دیا۔

"اس کی ضرورت نہیں اس کا فون آف ہے۔ "

"دھت یہ لڑکی کبھی فون آن بھی رکھتی ہے۔"ڈائینل کو شدید کوفت ہوئی اور غصہ بھی آیا۔آج صرف ریس ہی نہیں بلکہ اس کا پرپوزل بھی تو تھا جو اس نے علیزے کو دینا

تھا۔آج اس نے علیزے کو پرپوز کرنا تھا۔ایک نظر جگہ جگہ کھڑی میڈیا اور چاروں اور لگے کیمروں کے دیکھ وہ تذبذب ہوا مگر اگلے ہی پل چہرے پر مسکراہٹ آگئی اور فوراً جیب سے فون نکال کسی کو کال ملا کر کچھ ہدایت دی۔

علیزے پرایوٹ پرسن ہے۔وہ جانتا تھا۔

"آ گئیں۔"شوفر نے اپنے موبایل کی سکرین پر جیلی کا جھلملاتا ہوا ٹیسکٹ دیکھ خوش سے کہا۔ڈائینل چونک کر پلٹا۔اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"اومائے گاڈ یہ بہت اعلیٰ ہے۔"جیلی نے بے ساختہ تبصرہ کریا اور موبایل کو بالکل اپنی ناک کے پاس کیے ویڈیو کا بٹن پریس کر کے بھول ہی گئی تھی اور تیزی تیزی سے پورے علاقے کو ویڈیو میں اتارنے لگی تھی۔

علیزے نے بھی ایک طایرانہ نگاہ روشنیوں سے نہائے میدان پر اور شوروغل سے بھری آڈئینس اور ڈھیروں افراد پر ڈالی اور مسرت و خوشی سے منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا جیلی میں یہاں اتنے بڑے میچ میں اس ریس میں حصہ لوں گی ماہر ماہر ریسر سے کا مپیٹ کروں گی۔"وہ بچوں کی طرح خوش ہوئی۔آنکھوں میں جگنو چمک اٹھے۔جیلی آخر کار موبایل کو پناہ دیتی مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔

"بالکل علیزے تم کامپیٹ بھی کرو گی اور جیت کر پچاس لاکھ انعام بھی گھر لاؤ گی۔"

جیلی نے یقین سے کہا مگر علیزے لب چباتے ہوئے بے حد نروس ہوئی۔

"مجھے نہیں لگتا میں جیتوں گی یار تم دیکھو تو یہ کوئی لوکل میچ نہیں ہے یہ دبئی کا سب سے بڑا کار ریسینگ میچ ہے یہاں مجھ سے بھی ماہر کھلاڑی میدان میں اتریں گے مجھے اتنا اندازہ"....

"تم پاگل ہو؟" پیچھے سے آتی ہوئی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا۔ڈائینل آنکھوں میں خفگی لیے اسے گھور رہا تھا۔علیزے نے معصومیت سے گردن اثبات میں ہلائی۔

"مجھے لگ رہا ہے میں پاگل ہو جاؤں گی ڈین تم دیکھو تو یہ سب کتنا بڑا ہے کتنی عوام ہے کتنا کچھ ہے وہ دیکھو میڈیا وہ دیکھو کیمرا ز اوما ئے گاڈ میری ٹانگیں کنکنپا رہی ہیں میں نے تو اتنا سوچا بھی نہیں تھا۔" وہ سچ مچ انذائیٹی کا شکار ہو گئی تھی۔ایسا نہیں تھا وہ اس طرح کے میچیس میں پہلے نہیں آئی تھی مگر بطورِ آڈینیس اور بطورِ کنٹیسٹنٹ آنے میں بہت بڑا فرق تھا۔وہ تو آڈینس میں بھیٹ پاپ کارن کھاتے ہوئے خوب انجوائے کرتی تھی مگر آج وہ خود سپورٹ کار میں بھیٹ ایک لمبی ریس لگانے والی تھی جس میں کئی حد تک خطرہ بھی تھا۔لاکھ بہادر اور پر اعتماد علیزے بھلا کیسے انزائیٹی کا شکار نہ ہوتی؟ یہ

کوئی لوکل میچ نہیں تھا جس میں کچھ ہی کلو میٹر کی ریسسز لگتی تھی۔ یہ پچاس لاکھ انعام کا دبئی شہر کا سب سے بڑا ریس میچ تھا۔

"تم زیادہ سوچ رہی ہو علیزے مجھے پورا یقین ہے آج تم ہی جیتو گی۔" ڈائینل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ یقین سے کہا۔ علیزے مسکرا بھی نہ سکی۔ بھٹکتی نگاہیں باہر باہر ارد گرد جاتیں اور خوف آنکھوں میں آ جاتا۔

"ہاں علیزے اگر تم اس قابل نہ ہوتی تو آج یوں نہ کھڑی ہوتی تمہارے ریکورڈ کو مدِ نظر رکھا گیا ہے تم پروفینشل ریسر نہیں ہو لیکن کچھ میرے تعلقات اور سب سے بڑھ کر تمہارا اپنا ٹیلینٹ تمہیں اس مقام پر لایا ہے۔" شوفر نے بھی آگے بڑھ کر حصہ لیا۔

"ہاں نہیں تو پھر پاگل یہ بہت بڑا گولڈن چانس ہے تمہیں کریر دے سکتا ہے تمہیں پاپولر کر سکتا ہے۔" جیلی کی بات سے اس نے فوراً ہی عدم اتفاق کیا۔

"جیلی مجھے اگر اس میں کریر بنانا ہوتا یا پاپولر ہونا ہوتا تو بہت پہلے ہو جاتی میں پرایوٹ انسان ہوں یہ میرا شوق اور پیشن ہے اور میں اس کو اسی حد تک رکھنا چاہتی ہوں۔" اس کی بات پر تینوں میں سے کوئی ردِ عمل دیتا سامنے سے آتی ہوئی لڑکی کی آواز نے سب کو چونکا دیا۔

"اوہ ہیلو علیزے انور۔" وہ بڑی ہی مشکل سے اس کا نام لیے ہیل کی ٹک ٹک کرتی ہوئی آواز کے ساتھ اس کے مقابل آئی۔ وہ اور کوئی نہیں بلیک ومن ایلی تھی۔

"ہیلو ایلی اچھا لگا تم سے پھر مل کر۔" علیزے نے اپنی سیاہ جیکیٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کے سراپے کو دیکھا۔ بامشکل پیٹ تک آتا تنگ ٹاپ اور لمبی لمبی ٹانگوں میں چھوٹی سی تنگ لیدر کی سرخ سکرٹ میں وہ آج بھی ڈھیروں پریسنگ سے بھری اس کے سامنے کھڑی اس کی ناک کی اکلوتی بالی کی چمک کو مات دے گئی تھی۔

"لیکن مجھے ذرا بھی اچھا نہیں لگا تم سے مل کر۔" گدی تک آتے بالوں میں ہاتھ پھیر کر وہ ادا سے بولی۔ ان تینوں نے تو منہ چڑائے اسے دیکھا تھا جبکہ علیزے کے چہرے پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔

"ارے کیسے تم نے ہی تو مجھے انوایٹ کیا تھا دیکھو میں کھڑی ہوں تمہارے سامنے تیار ہو تم مقابلے کیلیے؟" جیبوں سے ہاتھ سے نکالے وہ اب سینے پر بازو لپیٹے مزے سے پوچھ رہی تھی۔ جواباً ایلی نے خواہ مخواہ ہی قہقہہ لگایا تھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم اپنی تیاری کی فکر کرو گرل کیونکہ آج تم بری طرح ہارنے والی ہو اپنے شہر میں تو بے ایمانی کی یہاں کیسے کرو گی؟"علیزے نے آنکھیں گھمائے ڈائینل کو غصہ سے آگے بڑھنے سے کلائی سیدھی کرتے ہوئے روکا تھا۔

"وقت بتائے گا جیت ہار تو زندگی کا حصہ ہے نہ مجھے ہارنے سے ڈر لگتا ہے اور نہ مجھے جیتنے کا کوئی غرور رہتا ہے۔"اس کی مسکراہٹ اور لفظوں نے ایلی کو جلایا تھا مگر وہ بھی اپنے نام کی تھی طنزیہ مسکراہٹ سے مڑ گئی۔ایک...دو... تین تالی کی آواز پر علیزے چونک کر پلٹی تو حیران رہ گئی لیکن اگلے ہی پل خوشگوار مسکراہٹ اس کے لبوں پر آ گئی تھی۔شوفر کسی کے عجلت میں بلانے سے بلڈنگ کی طرگ بڑھ گیا تھا اور جیلی ڈائینل کا بازو کھینچ شرارت سے اسے پرپوزل کے بارے میں معلومات لینے کنارے میں لے گئی تھی۔

"ہائے ڈول۔"علیزے جوش سے آگے بڑھ کر زمین پر گھٹنوں کو بل بھیٹ اس کے گلے لگی تھی جبکہ کچھ ہی دور کھڑے وہ شخص یہ منظر دیکھ ساکت و جامد ہو چکا تھا۔معلوم ہوا تھا کہ دھڑکنوں، سماعتوں، سانسوں اور یہاں تک کہ بینائی نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ہے۔اسے سب دھندھلہ نظر آیا تھا۔اس کی نیلی آنکھوں دیکھا منظر

صاف سے دھندلہ ہوتا گیا اور دھندلہ سے صاف۔ بالکل اسی طرح جس طرح وہ ان چھ سالوں میں اس کی یادوں میں ڈوبتا تھا اور ابھرتا تھا، ڈوب کر ابھرتا تھا، ابھر کر ڈوبتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

" بابا آئی کانٹ بلیواٹ آپ مجھے میری فرینڈ کے کار ریسینگ کا مپٹیشن میں لائیں ہیں۔" وہ ٹیکسی سے شاہ زیب کے ساتھ نکلتی ہوئی اس کا ہاتھ پکڑے چلتی جوش سے بار بار بول رہی تھی۔ شاہ زیب نے ایک نظر دھیمے سے مسکرائے سر جھکا کر عزِہ کو دیکھا جو بڑھتے رش کو دیکھتی آنکھیں پھیلا گئی تھی۔

شاہ زیب نے آگے بڑھ کر داخلی دروازے پر پلاسٹک کا کاغذ جیسا دکھتا وی آئے پی ٹکٹ کی پلیٹ دکھائی تھی اور پھر اس کی اور عزِہ کی اچھی طرح تلاشی لے کر اسے اندر جانے کی اجازت مل گئی تھی۔ وہ رش کو چیرتا ہوا عزِہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے اندر آیا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی عزِہ کی آنکھوں کی چمک سوا نیز پر پہنچ گئی تھی۔ متاثر تو شاہ زیب بھی خاصی ہوا تھا۔ اس نے پہلے ٹی وی پر ہی سر سری سا یہ سب دیکھا تھا۔ آج براہ راست دیکھ رہا تھا۔

"واؤ سو مینی کارز او مائے گاڈ۔" عزہ جوش سے ریس پوائنٹ پر قطار سے لگیں سپورٹس کارز دیکھ اچھل پڑی تھی۔ اس کے پاس ایسے ہی گاڑیاں کھلونوں کی شکل میں تھیں۔

"بابا میں نے انہیں ڈرائیو کرنا ہے۔" وہ آڈینس اور میوزک کا شور سنتی مزید اچھل کر پھر گاڑیوں کی جانب دیکھتی ہوئی اشتیاق سے بولی۔ شاہ زیب مسکرا دیا۔

"ابھی بہت چھوٹی ہو ٹونند۔" وہ ایک گھٹنے کے بل بیٹھ کر اس کے ناک کو دباتا ہوا بولا۔ وہ ارد گرد چلتے پھرتے لوگوں سے بے نیاز دوسرا ہاتھ کمر پر رکھ ہونٹ لٹا گئی۔ ایک ہاتھ تو شاہ زیب کی مضبوط گرفت میں تھا جو وہ اتنے رش میں احتیاط سے تھاما ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"بٹ بابا دس از ناٹ فیئر ہم یہاں کیوں آئے ہیں پھر؟" اس کے سوال پر شاہ زیب نے بھنویں اچکائے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

"آپ کی فرینڈ سے ملنے ہیں نا؟" عزہ کھسیا گئی۔

"ہاں مگر میں نے اپنا بھی چانس بنانا تھا نا۔" وہ سر کھجاتے ہوئے شرارت سے بولی۔ شاہ زیب مسکرا کر اس کے گال پر چپت مارتے ہوئے دھڑکتے دل کے ساتھ ارد گرد کھوجتی نظروں سے دیکھنے لگا۔ کاش... کاش وہ اسے دکھ جائے۔

"آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں؟" اچانک عزہ کے پوچھنے پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوا جو ڈرتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

"میں کیوں ہوں گا ناراض؟" وہ ایسے ہی گھٹنے کے بل بھیٹا عزہ سے مخاطب تھا۔ جب وہ باپ بیٹی آمنے سامنے ہوتے تھے تو ارد گرد سے بے گانے ہو جاتے تھے۔ ابھی بھی کتنی ہی نظریں شاہ زیب اور اس بچی پر کتنے لوگوں کی تھیں۔ کئی لڑکیوں نے "اودس از سو کیوٹ۔" کہہ کر دور سے تصویریں بھی کھینچ لی تھیں۔

"میں نے آپ سے ضد کی تھی کہ آپ مما کو لائیں۔" شاہ زیب کے چہرہ پر سنجیدہ تاثرات دیکھ وہ جلدی سے بولی۔

"سوری بابا میں آئندہ مما کی کوئی بات نہیں کروں گی آپ مجھ سے ناراض نہ ہو گا آپ میرے لیے کافی ہیں۔" اس نے اتنے پیار اور معصومیت سے کہا کہ شاہ زیب کی آنکھوں میں نمی سی آگئی۔ اس نے وہی تھاما ہوا ہاتھ لبوں پر لے جاتے ہوئے چوما اور نرم نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میں اپنی ژوند سے کبھی ناراض ہو سکتا ہوں؟" اس نے بڑی محبت سے پوچھا مگر عزہ نے شاید سنا ہی نہ تھا کیونکہ اس کی نظریں فوراً ہی اس کے بہت پیچھے کھڑی اس لڑکی پر

گئی تھی جس کی خوشبو اسے اپنی طرف کھینچتی تھی۔ جسے وہ بے حد اپنی اور قریب لگتی تھی۔

وہ ایک جھٹکے سے شاہ زیب کا ہاتھ چھوڑتی اس کے برابر سے ہوتی ہوئی تقریباً بھاگی۔ شاہ زیب نے بری طرح چونکتے ہوئے عزہ کی زندگی میں پہلی بار یہ حرکت دیکھی کہ وہ اپنے باپ کا ہاتھ جھٹک کر کسی راہ کی سمت بڑھی ہے۔

وہ تیزی سے کھڑا ہو کر پیچھے پلٹا تھا۔ سامنے سے لڑکے لڑکیوں کا ٹولا گزرا تو عزہ چھپ گئی۔ شاہ زیب اس ٹولے کو پار کرتا ہوا بے چینی سے آگے بڑھا کہ وہ ٹولا بھی رک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات جیسے وہ اپنی سب سے قیمتی شہ کو کھو رہا ہے۔ ہاں سب سے قیمتی تو زندگی ہوتی ہے اور اس کی بیٹی اس کے لیے زندگی تھی۔ وہ اس کو کھو رہا تھا۔ وہ اس کو کھو چکا تھا؟ وہ ہیجانی کیفیت میں دیوانہ وار دو تین قدم بھاگ کر آگے آیا تھا۔

اسے عزہ نظر آ گئی تھی۔ وہ کچھ دور کھڑی تالیاں بجا رہی تھی۔ اس کی بے تاب نگاہیں اس پشت پر گئیں جس کو وہ چہرے پر کئی رنگ لیے دیکھتی ہوئی اس کیلیے تالیاں بجا رہی تھی۔ یہ وہی لڑکی تھی۔ جس نے اس کی بیٹی کو اپنی جانب کھینچا تھا۔ شاہ زیب کو ایک بار پھر جلن ہوئی۔ اس "فرینڈ" کی وجہ سے اس کی بیٹی نے آج باپ کا ہاتھ جھٹکا تھا۔ وہ

مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔ کہی نہ کہی مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا گرم خون اب بھی گرم تھا۔ وہ اب بھی جنونی تھا۔ لیکن صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ وہی جما کھڑا اس لڑکی کے پلٹنے کا انتظار کرتا رہا۔

اس لڑکی نے بھورے تنگ ٹائٹس پر بھوری ہی چھوٹی سی جیکٹ پہن رکھی تھی جس کے اندر کی شرٹ جیکیٹ سے چھپ گئی تھی کیونکہ وہ شرٹ جیکیٹ کے ہی ناپ کی ناف تک آتی تھی۔ اس کے کندھے سے اپر تک آتے ہوئے بال تالی کی آواز سے چونک کر ہلتے ہوئے تھمے تھے۔ شاہ زیب کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا۔ یہ پشت وہ دبئی مال کے باہر بھی دیکھ چکا تھا۔

وہ پلٹ رہی تھی۔ وقت جیسے سلو موشن میں آگیا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے سے پلٹ رہی تھی۔ شاہ زیب کی پلکیں دھیرے دھیرے جھپکنے لگیں تھی۔ ارد گرد بھاگتے دوڑتے لوگ آہستگی سے قدم اٹھانے لگے تھے۔ تیز دھڑکتا میوزک کی پنچ لو ہو چکی تھی۔ وہ پلٹ رہی تھی۔ وہ آدھی پلٹ چکی تھی۔ شاہ زیب کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا اور اسی وقت وہ پوری طرح پلٹ گئی۔ وقت پھر سے نارمل ہو گیا۔ وہ تیزی سے اس کی بیٹی کے جھپٹ کر گلے ملی۔ لیکن شاہ زیب نارمل نہ ہو سکا۔ وہ جم گیا تھا۔

وہ علیزے انور کو چھ سال بعد چھ قدم کی دوری پر دیکھ رہا تھا۔ وہ کیسے نہ تھمتا؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

''آئم سو ہیپی ٹو سی یو بے بی۔ ''علیزے اسے الگ ہوتی ہوئی مسکرا کر بولی۔

''آپ نے ان بیڈ گرل کو بہت اچھا جواب دیا سو سیوج۔ ''عزہ نے جلدی سے ایلی کی دور جاتی ہوئی پشت کو دیکھ منہ بسور کر کہا اور آخری دو لفظ پر زور دیتے ہوئے وہ آنکھ دبا گئی۔ علیزے حیران ہوتی ہنسی گئی۔

''سیوج او ہوں واہ۔ ''عزہ نے فخر یہ انداز سے گردن اکڑی تو اس کی لمبی سی پونی میں ہلچل ہوئی۔

''میرے سیکنڈ ماموں نے سکھایا مجھے یہ ورڈ۔ ''اس نے فخر سے بتایا۔ علیزے مسکرا دی۔

''واہ آپ کے سیکنڈ ماموں تو بڑے کول ہیں۔ ''علیزے اس کے ''سیکینڈ'' پر مسکراہٹ دبائے بولی۔ اس کے ذہن و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ اپنے سیکینڈ ماموں ارف دانیال علی کی بات کر رہی ہے۔

''یس میرے دونوں ماموں کول ہیں۔ ''علیزے ہنس دی۔

''اچھا جی۔ ''وہ بھی اس چھوٹی سی بچی سے بات کرتے ہوئے ارد گرد سے بے گانی ہو جاتی تھی۔

"آپ وہ والی کارز ڈرایو کریں گی آپ ہی جیتیں گی کتنا مزا آئے گا نا۔" عزہ للچاتی نظروں سے سپورٹ کار کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"میں کارز نہیں صرف ایک کار ڈرایو کروں گی اور اللہ جانے جیتوں گی یا نہیں لیکن آپ کہہ رہی ہو تو ہو سکتا ہے جیتوں ویسے آپ کو وہ اچھی لگیں کارز؟" اس نے نچلا ہونٹ دباتے ہوئے عزہ کی للچاتی نگاہیں دیکھ لیں تھی۔ اس کے سوال پوچھنے کی دیر تھی عزہ نے جھٹ سے سر ہلایا۔

"مجھے وہ کار ڈرایو کرنی ہے۔" اس نے خواہش کا اظہار کر دیا۔ علیزے کو بہت اچھا لگا۔

"آپ ابھی چھوٹی ہو نا لیکن میں پوری کوشش کروں گی کہ آپ کو اس کار میں اٹلیز بھٹا کر آپ کی پکچر لے لوں اوکے؟" اس کی چھوٹی کہنے پر جہاں عزہ کے تاثرات بگڑے تھے وہی اس کی آگے کی بات سن کر وہ خوشی سے جھوم گئی تھی۔

"میں اس کار میں بھیٹوں گی۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر چھوٹی سی انگلی سے سپورٹس کار کی طرف اشارہ کیا۔ علیزے کا دل اس کی خوشی دیکھ شادمان ہوا۔

"بالکل عزہ نے پہلی بار مجھ سے کوئی خواہش کی ہے کیوں نہ پوری کروں میں۔" عزہ آنکھیں میچتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی۔ علیزے ہنس دی۔ پھر وہ جھٹکے سے الگ ہوئی۔ علیزے نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں آپ سے اتنا مل چکی ہوں۔"اس نے "اتنا" کو کھینچا۔"لیکن مجھے آپ کا نام ہی نہیں پتہ بابا نے پوچھا کہ عزے تمہاری فرینڈ کا نام کیا ہے اور میں نے کہا فرینڈ ہاؤ اسٹوپڈ۔"علیزے اس کے انداز پر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس دی۔

"علیزے نام ہے میرا۔"عزہ کے پھنکڑی جیسے لب ہلے۔

"علیزے... عزہ.... عزے علیزے واؤ۔"وہ بڑبڑاتی ہوئی کچھ اور ہی سوچوں میں گم ہوگئی۔جب علیزے نے اس کے آگے چٹکی بجائی۔

"کہاں؟"اسے پہلے عزہ جوش میں اسے بتاتی کہ بھاگتا ہوا شوفر علیزے کے قریب آیا۔

"چلو علیزے ریس شروع ہو رہی ہے۔"علیزے جھٹ سے کھڑی ہوگئی۔

"اوکے عزہ آپ جاؤ جس کے ساتھ آئی ہو جا کر آڈینس میں بھیٹو ریس شروع ہو رہی ہے۔"اس نے جھک کر عزہ کے گال پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

"آل دا بیسٹ علیزے۔"وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر انگھوٹا دکھا کر بولی۔علیزے مسکرا دی۔

"تھینک یو لو۔"عزہ بھی مسکرا دی اور علیزے شوفر کے ساتھ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی بلڈنگ کی طرف بڑھ گئی۔عزہ سے ملنے کے بعد اس کی ساری نروسنز،انذایٹی سب ختم ہوگئی تھی۔وہ کافی پر اعتماد محسوس کر رہی تھی۔

اور ایسا ہی ہوا۔ جب وہ کپڑے تبدیل کرتے ہیلمٹ پہن کر گاڑی میں بھیٹی تب ہاتھ میں سٹرینگ آتے ہی اس کا اعتماد مزید بحال ہوا۔ پہلے راؤنڈ میں پندرہ گاڑیوں میں سے اٹھ گاڑیاں آخری لاین تک پہنچی جس میں اس کی گاڑی تھی۔ لگ کر چلتی سپورٹز کارز ایک دوسرے کو مستقل بیٹ کر رہی تھیں اور ریس مزیدار ہو گئی تھی۔

پہلے راؤنڈ کے اختتام میں وہ بے حد خوش تھی۔ اور اس نے پہلی فرصت میں عزہ سے ملنا چاہا لیکن آڈینس کے اتنے حجوم میں وہ نظر نہ آئی۔ اور کنڈیٹر ہونے کے باعث اسے جلد سے جلد روم میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں ڈائینل جیلی اور شوفر نے اسے پہلے راؤنڈ کہ مبارک باد دی تھی۔

وہ بے حد خوش تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دوسرا راؤنڈ شروع ہوا جس میں وہ پر جوش ہر گز نہ لگ رہی تھی۔ ڈائینل جیلی اور شوفر وہ تینوں ہی چونکے تھے۔ مگر اظہارِ خیال کا موقع نہ مل سکا۔ ریس شروع ہوئی۔ پانی کی طرح گاڑیاں ایسے پھسلی جیسے پانی ڈھلان میں پھسلتا ہے اور.... اور وہ ہوا جس کو کسی کو اندازہ نہ تھا۔ آٹھ گاڑیوں میں سے پانچ گاڑیاں ہی آخری لاین تک پہنچی اور ان پانچ گاڑیوں میں علیزے کی گاڑی نہیں تھی۔ وہ دوسرے راؤنڈ میں ہی باہر ہو گئی تھی۔

علیزے کے تینوں دوست سر پکڑ کر بھیٹ گ ئے تھے۔یہ بے حد غیر متوقع تھا۔

"علیزے یہ کیسے ہوا؟"مسکراتے ہوئے وہ ہیلمٹ اتارتے ان کے قریب آئی تھی۔اور وہ چلا کر بڑھے تھے۔

"جیسے ہوتا ہے میں نے پہلے بھی کہا تھا ڈین میں پروفیشنل نہیں ہوں میں سیکنڈ راؤنڈ تک پہنچی میرے لیے یہ بہت اعزاز کی بات تھی۔"وہ بہت مطمعین تھی۔

"یار لیکن.... تمہیں معلوم ہے سیکنڈ راؤنڈ میں پہنچنے والی ٹاپ فایو کو دس لاکھ کا انعام تھا۔"جیلی نے انکشافی انداز میں بتایا مگر علیزے سکون سے کھڑی رہی۔

"جانتی ہوں۔"ڈائینل نے اسے عمیق نگاہوں سے دیکھا۔

"علیزے ہمیں کیوں لگا کہ تم جان بوجھ ہر ہاری ہو؟"شوفر نے جیسے ڈائینل کی منہ کی بات چھین لی۔علیزے گڑ بڑائی۔ان تینوں نے بغور اسے دیکھا۔اسے پہلے وہ کچھ کہتی پیچھے سے نسوانی قہقہوں کی آواز پر وہ تینوں چونکے۔سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ ڈائینل نے خاصی بیزاری سے آئی برو کو کھجایا تھا۔

"تمہاری دوست جان بوجھ کر نہیں ہاری بلکہ وہ منہ کے بل گری ہے میں نے کہا تھا ناں یہ تمہارا شہر نہیں ہے جہاں تم لوگ آرام سے بے ایمانی کرلو دیکھا کیسی بری طرح

سیکینڈ راؤنڈ میں ہی نکل گئی آئے تھے پچاس لاکھ جیتنے۔" ایلی تمسخر سے بولتی ہوئی گلی اڑا رہی تھی۔علیزے کی لبوں کی مسکراہٹ چہرے سے جدا نہ ہوئی۔

"اوہ میڈم تم بھی سیکینڈ راؤنڈ میں ہی نکلی ہو تم کونسا ٹاپ فائیو میں ہو ہنہہ۔" جیلی نے انگلی اٹھا کر حساب برابر کیا۔

"جیلی رہنے دو۔" علیزے نے اسے مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔ایلی دانت پیستے ہوئے جیلی کو دیکھنے لگی۔

"ایلی میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اگر میں تم سے اس رات میچ جیت گئی تھی تو تمہیں یہ انا کا مسلہ نہیں بنانا چاہیے تھا دیکھو ایک اصلی سپورٹس مین اور ومین ہارنے کا بھی حوصلہ رکھتے ہیں زندگی میں ہم ہمیشہ جیت نہیں سکتے ہمیں جیت سے زیادہ ہار کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کو قبول کر کے ہمیں اسے سیکھ کر آگے بڑھ جانا چاہیے ہم جب تک دوسروں کی کامیابوں سے خوش نہیں ہوں گے تو ہم چاہے جتنے بھی کامیاب ہو جائیں ہم ایک لوزر ہی رہیں گے جلن حسد ہمیں کبھی آگے نہیں بڑھنے دیتی زندگی میں ہار جیت تو چلتی رہتی ہے یہ ہم پر ہوتا ہے کہ ہم ہار جیت پر کیسا ردِ عمل دیں میرے لیے ہار جیت سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ اس ریس میں میں نے کتنا کچھ سیکھا کتنا کچھ تجربہ کیا کتنا مزا آیا مجھے نہیں فرق پڑتا اگر میں سیکینڈ راؤنڈ میں نکلوں یا فرسٹ راؤنڈ

میں یہاں تک آئی اتنے ماہر کھلاڑیوں کے ساتھ ٹکراؤ ہوا یہی میرے لیے بڑی اور اعزاز کی بات ہے۔" وہ نرمی سے بول کر روم سے باہر نکل گئی۔ جاتے ہوئے اس نے ایلی کے کندھے پر مسکرا کر ہاتھ رکھا تھا۔ایلی اپنی جگہ پہلو بدل کر رہ گئی تھی۔ جیلی اور شوفر نے سینے پر ہاتھ باندھے فخر سے علیزے کی پشت اور ایلی کا جذبذب ہوتا ہوا چہرہ دیکھا تھا جبکہ ڈائینل فوراً علیزے کے پیچھے نکلا تھا۔ جس کا رخ ایک دوسرے کمرے کی جانب تھا جہاں وہ کم عمر انگریز لڑکا پہلے سے عجلت میں علیزے کا انتظار کر رہا تھا۔

"آندرے پلیز شکریہ وکریہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں مبارک باد دینے آئی ہوں تم نے ٹاپ فایو میں آکر دس لاکھ جیتے ہیں اور میری دعا ہے کہ تمہاری ماں کا علاج اب بہت اچھے سے ہو۔" وہ اس لڑکے سے مسکرا کر کہہ رہی تھی جبکہ دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے حیران ڈائینل کی آنکھوں میں اب سے کچھ دیر پہلے والا ریس کا منظر گھوم گیا جہاں علیزے کی کار کو دوسری کار سے ہلکی سی ٹکر لگی تھی مگر وہ سٹیرنگ پورا گھما کر گاڑی کا رخ موڑ گئی تھی اور گاڑی بند ہو چکی تھی۔ ڈائینل کو سکرین پر دیکھتے ہوئے اسی وقت شک ہو گیا تھا کہ علیزے جان بوجھ کر ہاری ہے۔

"میں.... میرے پاس شکریہ کہنے کیلیے الفاظ بھی نہیں ہے علیزے... تم بہت اچھی ہو میری دعا ہے کہ تمہارا اپنا تم سے کبھی جدا نہ ہو جیسے مجھے اپنی ماں کا ڈر تھا کیونکہ میرے

پاس پیسے نہیں تھے اس کے علاج کیلیے لیکن تم نے میری فون پر باتیں سن کر اپنی جگہ مجھے دے دی میں...."علیزے کے ہونٹوں پر ایک تکلیف دہ مسکراہٹ آگئی تھی۔ پھر سر جھٹک بولی۔

"میں نے اتنا کوئی مہان کام نہیں کیا اللہ کا شکر مجھے پیسوں کی کوئی ضرورت نہ تھی تمہیں تھی اسیلیے میں نے اپنی جگہ دے دی کیونکہ تم ڈزرو بھی کرتے تھے اتنی کم عمر میں تم اس مقام پر ہو یہ بڑی بات ہے چلو میں چلتی ہوں آل دا بیسٹ مے دا بیسٹ پرسن ون۔"آندرے تشکرانہ نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھتا رہ گیا جو فرشتہ بن کر آئی تھی۔دل سے اس کیلیے دعائیں نکل رہی تھیں جو اس کی ماں کو ایک نئی زندگی دینے کا وسیلہ بن گئی تھی۔

"ڈین۔"وہ جیسے ہی کمرے سے باہر آئی ڈائینل کو سامنے دیکھ چونکی۔

"تمہارا کردار اتنا حسین کیسے ہے علیزے؟"ڈائینل کا سوال تھا یا خنجر بہت بری طرح دل پر لگا تھا۔

"تمہارا کردار ہے جس پر بات کی جائے؟"اس کے رونٹھے کھڑے ہو گئے تھے۔وہ ڈائینل کو نظرانداز کرتی ہوئی تیزی سے بلڈنگ سے نکلنے لگی جبکہ وہ مسکرا کر اپنی جیب سے ڈبیہ کو ٹٹول کر باہر نکال کر دیکھنے لگا۔

"ایک اور وجہ!" اس کے لب خوبصورتی سے ہلے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

اس کا سانس جکڑنے لگا تھا۔ وہ بلڈنگ کے پیچھے والے حصہ میں تنہا آ گئی تھی۔ جہاں رش خاصی کم تھا۔ دوسری جانب ریس شروع ہونے کے اعلان کی آوازیں آ رہی تھیں۔ علیزے آنکھیں بند کیے سر اٹھائے آسمان کو دیکھنے لگی۔

چھ سال کا عرصہ کبھی اتنا مختصر لگتا کہ پلکیں چند ثانیے جھپکی ہوں اور گزرتا گیا تو کبھی اتنا طویل لگتا کہ محسوس ہوتا ایک لمبی سے کچی پکی سڑک وہ چلتی جا رہی ہو، چلتی جا رہی ہو اور منزل دور ہوتی جا رہی ہو، ہوتی جا رہی ہو۔

وہ اس چھ سال کی زندگی میں مطمعین تھی۔ خوش تھی۔ آئینے میں خود کو دیکھ اعتماد سے نظریں ملاتی تھی۔ کبھی کبھی فخر بھی محسوس کرتی مگر جب کبھی گزرے ہوئے ایام کی کتاب کے گنے چنے صفحے ہوا کے باعث پھڑ پھڑا کر اڑتے توجہ اپنی جانب کھینچتے تو اسے کتاب بند نہ ہو پاتی اور وہ اپنے خول میں بند ہوتی جاتی۔ جیسے اس وقت ہو رہا تھا۔

نچلے ہونٹ پر ظلم کی حدیں پار کر رہی تھی جب نظر سامنے کھڑی لڑکے لڑکیوں کے مختصر سے ٹولے پر پڑی جو سیگرٹ پھونک رہے تھے۔ یکدم ہی اسے اس نشے کی طلب

محسوس ہوئی۔وہ سیگرٹ نوشی سے دور رہتی تھی آیا یہ صحت کیلیے مضمر ہے۔ مگر آج جب گھٹن گہری وجود تنگ پر تنگ کیے جارہی تھی تو اسے اس واحد حلال نشے کی طلب محسوس ہوئی تھی۔

اس کے قدم خود بخود آگے بڑھ گ ئے۔اس ٹولے کے پاس جاکر اس نے چند الفاظوں کا تبدالہ کیا تھا اور انہوں نے خوش دلی سے اسے مہنگی سیگرٹ جلا کر بڑھادی تھی۔ وہ سیگرٹ کو دو انگلیوں سے تھامتی ہوئی واپس چل کر تنہائی میں آگئی۔

ابھی اس نے لبوں میں سیگرٹ دبا کر ایک گہرا کش ہی کھینچا ہو گا جب برق رفتاری سے کسی نے اس کے لبوں سے سیگرٹ کھینچتے ہوئے پھینکی تھی۔وہ بری طرح چونکی تھی۔

اس نے ہڑبڑا کر گردن موڑے اپنے قریب کھڑے اس شخص کو دیکھا۔

اور پھر لمحے سرکتے گ ئے اور وہ خالی خالی نگاہوں سے اس شخص کو دیکھتی رہی۔

خواب تھا یا خیال تھا؟ وہ شخص کون تھا؟

یہ نیلی آنکھیں کس کی تھیں ؟ وہ دیکھتی گئی۔ پھر ہنس دی لیکن پھر اچانک ہی چہرے پر سرد تاثرات آگ ئے۔وہ شخص اسے بے تاثر آنکھوں سے اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا۔ چھ سال بعد!

"تمہیں کس نے حق دیا کہ تم میرے خیالوں میں یوں آسکو؟" وہ آہستگی سے ناپسندیدگی سے اسے دیکھ بولی تھی۔

وہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو دیکھ بولی تھی۔ وہ اس کو ایک سیراب سمجھ رہی تھی جو حقیقت تھا۔

"علیزے۔" اس کے نچلے لب سے نکلتی ہوئی خون کی بوندوں پر نظریں گاڑھے وہ اسے بھی دھیمے سے اس کو پکارا تھا۔ پچھلے دو گھنٹوں سے وہ اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا چکا تھا۔ مگر اب یوں اتنے قریب سے ایک بار پھر دیکھ وہ پھر سے پیاسا ہو رہا تھا۔ علیزے ٹھٹھکی۔ حواسوں میں لوٹی۔ وقت تھما۔ اس کی رنگت خطرناک حد تک سفید پڑ گئی اور اس کا سارا وجود کانپنے لگا اور اسے لگا جیسے اس کی سانسیں حلق میں اٹک کر رہ گئی ہوں۔ وہ وہاں ایسے کھڑی تھی جسے وہاں سنگی مجسمہ نصب ہو

"شاہ..... شاہ زیب۔" اس کے لب بھی ہلے۔ ساری دنیا جیسے سمٹ کر ان کے درمیان کچھ ہی فاصلے پر آگئی۔ آسمان نیچے آتا گیا۔ اتنا نیچے کہ اسے لگا وہ زمین میں دھنس رہی ہے۔ اسے پتا ہی نہ چلا کہ آنسوؤں کے پر حدت قطرے مسلسل اس کے گالوں پر لڑکھنے لگے تھے۔

"شاہ زیب۔" لب پھر ہلے۔اب کی بار لبوں سے آواز نکلی۔ شاہ زیب کی نیلی آنکھوں نے اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں جھانکا۔ دونوں کی آنکھوں میں نمی ایک ساتھ چمکتی گئی۔ علیزے کی نمی کا زور زیادہ تھا کہ وہ آنسوں بن کر ٹپ ٹپ اس کے رخساروں کو بکھور رہی تھی۔

"شاہ زیب۔" اب کی بار آواز اور اونچی ہوئی۔ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے لڑکھڑا کر ہوئی۔ وہ ساکت کھڑا اسے ایسے تک رہا تھا جیسے وہ دنیا کا سب سے خوبصورت مجسما ہو جو اس کی خدمت میں پیش کیا گیا ہو۔ جس کو سہرانے کا حق اس کے پاس ہو۔

علیزے کی پلکیں آہستگی سے بند ہوتی گئیں۔ دل کی دھڑکنیں کم ہوتی گئیں۔ اپنے ارد گرد سناٹے محسوس ہوتے گ ئے پھر یکدم ہی دل و دماغ میں ایک حشر بر پا ہو گیا۔

وہ چھ سال بعد ویسے ہی تھا۔ فرق صرف کلین شیو کا ہی آیا تھا اور شاید نیلی آنکھوں میں جو پہلے برف جیسی سرد رہتی تھی آج جیسے کسی نہر کی طرح بہہ رہی تھیں۔ جزبات سے مغلوب تڑپ رہی تھیں۔ وہ کچھ بولنے سے قاصر ہو گئی۔ ٹانگوں سے جان جانے لگی۔ دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔

جس کو کبھی نہ دیکھنے کی قسم کھائی تھی۔ آج وہ قسم ٹوٹ گئی۔ وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ اس کے پاس کھڑا تھا۔ وہ اس کو ہاتھ بڑھا کر چھو سکتا تھا۔ مگر حق کہاں تھا؟ آہ قسمت آہ!

"علیزے...." اس بچی کی نسوانی میٹھی آواز کانوں میں گھلتی محسوس ہوئی۔ وہ جتنی قریب آواز آرہی تھی اسے اتنی ہی دور جاتی سنائی دے رہی تھی۔

"علیزے یو آر دا بیسٹ اٹ واز امیزنگ ریس آئی ول نیور فارگیٹ اومائے...." وہ جو پرجوش بھاگتی ہوئی بولتی آرہی تھی۔ باپ کو اپنی فرینڈ کے قریب کھڑا دیکھ رک گئی۔ نہ ہی باپ نے اسے دیکھا تھا نہ ہی اس کی دوست نے۔ بلکہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھے جارہے تھے۔ علیزے سرخ چہرہ لیے ڈبڈبائی آنکھوں سے بے یقینی لیے دیکھ رہی تھی جبکہ شاہ زیب کے چہرے پر ہر وہ تاثرات تھے جو آج سے پہلے ہی اس کے چہرے کی زینت بنے ہوں۔ وہ چپ ہو گئی تھی۔

"بابا۔" اس نے اب کے ہلکے سے باپ کو پکارا تھا۔ جو بیٹی کی طرف متوجہ نہ ہوا تھا مگر علیزے کے اندر جان آئی تھی۔ اس کا بے جان سن ہوتا وجود حرکت میں آیا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے گردن موڑے عزہ کو دیکھا تھا جس کے لبوں سے "بابا" لفظ ادا ہوا

تھااور اس کی کانوں کی سماعتوں کو جھنجھوڑ گیا تھا۔شاید اپنے اطراف میں مزید دھماکے ہونا باقی تھے۔

علیزے نے ششدر رہ واپس گردن موڑے شاہ زیب کو دیکھا تھا۔سوالیہ، بے تاب، بے چین نگاہوں سے۔شاہ زیب دھیرے سے سر کو جنبش دے کر اس کے یقین پر مزید مہر لگادی تھی۔

آج سے چھ سال پہلے اس کے وجود سے سات مہینے میں ہی اچانک تکلیفوں کی شدتوں کے مراحل سے گزر کر اس نے جس جان کو اس دنیا میں خوش آمدید کہا تھا۔وہ عزِہ تھی؟

اب علیزے کے اندر اپنے پیروں پر کھڑا رہنے کی بھی سکت نہ رہی تھی۔وہ نڈھال سی زمین پر گر گئی تھی۔عزِہ نا سمجھی سے جلدی سے آگے بڑھی تھی جبکہ شاہ زیب لب بھینچے کچھ قدم پیچھے ہوا تھا۔

"علیزے آر یو اوکے؟"عزِہ فکر مندی سے اس کے رخسار پر بہتے لگاتار آنسوؤں کو دیکھتی ہوئی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔

"بابا واٹ ہیپینڈ آپ نے میری فرینڈ کو رلایا ہے؟"وہ منہ پھلائے باپ کی حالت سے یسکر بے نیاز سر اٹھا کر شاہ زیب کو دیکھ خفگی سے پوچھنے لگی۔

علیزے نے دھیرے سے اپنے کندھے پر رکھے ننھے ہاتھ کو دیکھا اور پھر بے یقین آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے عزہ کے معصوم چہرے کو جو ناراضگی کا اظہار لیے ہوا تھا۔

"ڈونٹ کرائے۔" عزہ اسے اپنی طرف متوجہ پاکر اپنے دونوں ہاتھ اس کے چہرے کے قریب لے جاکر اپنی ننھی ننھی انگلیوں سے اس کے آنسوں پونچھنے لگی۔ شاہ زیب نے بے اختیار اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔ چند آنسوں اس کے بھی آنکھوں سے لڑھکے تھے۔

"یا.... یا اللہ۔" علیزے کا دل پسلیوں سے باہر آنے کو مچلا۔ وہ بے اختیار آگے بڑھ جھپٹ کر عزہ کو اپنے سے لگا گئی۔ عزہ اس اچانک افتاد پر اچھی خاصی بوکھلا گئی جبکہ علیزے اسے بازوؤں سے تھامے اپنے پیچھے کرتے ہوئے اس کے ایک ایک نقوش کو تیزی تیزی سے چھونے لگی۔ ایسے جیسے وقت ختم ہو رہا ہو۔ یہ آخری لمحات ہو۔ عزہ حیرانی سے اسے خود کو یوں چھوتا ہوا دیکھے گئی۔ جس کے رونے میں تیزی آگئی تھی۔ کبھی وہ اس کی ناک کو چومتی، کبھی اس کی آنکھوں کو، کبھی اس کو گالوں کو، کبھی اس کے لبوں کو، کبھی اس کے تھوڑی کو، کبھی اس کی گردن کو، کبھی اس کے ہاتھوں

کو، کبھی بار بار اس کے ننھے وجود کو سینے سے لگا کر یہ احساس کرتی کہ یہ سچ ہے جو ہو رہا ہے۔

شاہ زیب اس کو دیوانہ وار عزہ کو پیار کرتا ہوا دیکھ حق دق عزہ کے پاس آیا اور ایسے ہی علیزے کے پاس گھٹنے کے بل بھیٹا جو اسے مکمل لاپروہ ہو گئی تھی۔

"می... میری بیٹی یہ میری بیٹی ہے۔"علیزے بڑبڑاتی ہوئی اب اس کی پیشانی پر بار بار بوسہ دے رہی تھی۔ عزہ نے حیرانی سے گردن موڑے باپ کو دیکھا۔

"بابا۔"

"عزہ مما۔" شاہ زیب نے علیزے کی ہچکی بند دیکھ اسے دیکھتے ہوئے کہا جس پر اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"مما؟"علیزے نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر روتے ہوئے مسکرا کر زور زور سے ہلایا۔

"میں مما۔"عزہ نے واپس جھٹکے سے باپ کو دیکھا جس نے سر ہلایا تھا۔

"مما؟"وہ کچھ ہی پل میں کئی پلکیں جھپکا گئی۔

"علیزے؟" پیچھے سے آتی ہوئی آواز پر علیزے کا دھیان نہ گیا تھا۔ وہ تو اتنے سالوں بعد اپنی ممتا کی پیاس بجھا رہی تھی۔ اس بچی کو اس نے چھ سال پہلے اپنی گود میں لیا تھا تب وہ کتنی چھوٹی تھی۔

"علیزے؟" ڈائینل نے پھر پکارا۔ شاہ زیب کا دھیان گیا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اب ک بار ڈائینل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ علیزے ہوش کی دنیا میں آئی تھی۔ ایک آخری بار عزہ کو پیار کیے اس نے جلدی سے چہرہ صاف کرتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا اور کھڑی ہوئی۔

"ڈین یہ.... " اسے پہلے وہ خوشی سے چلاتے ہوئے کچھ کہتی اگلے ہی پل ڈائینل ایک گھٹنے پر بھیٹا اور انگھوٹی کی ڈبیہ اس کے سامنے کھول کر رکھی۔

"وِل یو میری می علیزے؟" وہاں جتنے بھی لوگ تھے۔ ہجوم بنتے جمع ہوتے گ ئے۔ جیلی اور شوفر مسکراتے ہوئے پیچھے کھڑے تھے۔ علیزے سپرنگ کی طرح اچھلی تھی۔ یہ بے حد غیر متوقع تھا۔ اور غلط وقت پر تھا۔

اس نے تیزی سے پلٹ کر پیچھے عزہ کو دیکھا جو آنکھیں پر سوچ انداز میں گھماتی ہوئی سوچ میں تھی پھر نظریں پھسلتی شاہ زیب پر گئیں جس کی نیلی آنکھوں میں ایک بڑے سے شیشے کا ٹکرا چھن سے ٹوٹا تھا اور اس کی ہزاروں کرچھیاں اس کی آنکھوں میں ایسا

زخم کر گئی تھی کہ اس کی آنکھیں سرخ سے سرخ ہوتی اس کی نیلے رنگ کی پتلیاں نگلنے کو تھی۔ایک درد تھا جو بیان سے باہر تھا۔اس کی نظریں ملسلسل اس بلیک مین پر تھیں جو ایک گھٹنے پر بھیٹا اس کی سابقہ بیوی،اس کے برار کھڑی بیٹی کی ماں،اس کی پہلی اور آخری محبت،اس کے دل کے ٹکرے کو اپنی زندگی میں داخل ہونے کی دعوت دے رہا تھا۔

علیزے کی نظریں اس کے قرب سے نچڑے چہرے سے اس کے ہاتھوں پر گئی جس کی مٹھیاں بھینچ گئی تھی۔علیزے جانتی تھی اگلا ردِ عمل کیا ہو گا۔وہ آگے بڑھے گا اور ڈائینل کا خون کر دے گا۔

مگر.... مگر ایسا نہ ہوا۔وہ میکانکی انداز میں عزہ کا ہاتھ پکڑ کر پلٹنے لگا۔

علیزے پر حیرتوں کا یہ تیسرا پہاڑ تھا جو ٹوٹا تھا۔

یہ وہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نہیں تھا!

اس کی نگاہ بے ساختہ ہی بجھی ہوئی بے آسرا سیگرٹ پر گئی تھی۔

یہ وہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

"سے یس علیزے۔"شوفر کی آواز نے اسے واپس پلٹنے پر مجبور کیا جو ہونٹ کچلتے ہوئے آنکھوں میں تنی دھند کی چادر کو ہٹانے میں کوشاں تھی۔

"یس واٹ آر یو ویٹنگ فار؟" یہ جو شیلی جیلی تھی۔ ہجوم بڑھتا گیا۔دوسری طرف آج کی ریس کے ونر کا اعلان ہو رہا تھا۔علیزے نے واپس گردن موڑی۔شاہ زیب اور عزہ جاتے ہوئے نظر آرہے تھے۔عزہ بار بار چہرہ موڑے علیزے کو دیکھتی ہوئی پکار رہی تھی اور ہاتھ بھی چڑھانے کی سعی کر رہی تھی مگر شاہ زیب کی گرفت مضبوط تھی۔اس ننھی بچی کی کیا بات تھی؟علیزے نے خود کو بے جان محسوس کیا۔

"مما؟" دفعتاً عزہ نے پوری قوت سے روتے ہوئے اسے پکارا۔

"علیزے پلیس سے یس۔"ڈائینل کی بے تاب آواز نے عزہ کی آواز کو دبایا مگر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی پھیل گئی۔دل نے سکینڈوں میں ایک فیصلہ کیا اور اس سوچ نے اس کے اندر توانائی کا ایک جہان بھر دیا۔اس کے قدم اپنی بیٹی کے جانب تھے۔جس کا باپ ایک بار پھر اس کو اس کی ماں سے دور لے جا رہا تھا۔علیزے اب اتنی بھی سٹرونگ نہ تھی کہ دور ہوتی! بالکل نہیں!

وہ تقریباً بھاگی۔

"مما؟" عزہ خوشی سے اچھلی۔شاہ زیب چونک کر رکا اور پلٹا۔علیزے آدھے منٹ کا فاصلہ سیکنڈوں میں عبور کرتی گرتی چلی گئی۔شاہ زیب کا ہاتھ جھٹکتی وہ عزہ کو اپنے سینے میں چھپا گئی۔شاہ زیب دم بخود وہی کھڑا رہا۔ڈائنل اب بھی ایک گھٹنے پر بے یقین بھیٹا

یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ جبکہ جیلی اور شوفر حیرت سے تیزی میں آکر جوم چھٹانے لگے تھے جن کے اس پرپوزل کو قید کرنے کیلیے کیمرے کھل گ ئے تھے۔
یکدم ہی جیت کی خوشی میں آسمان میں آتش بازی ہونے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

سڈنی میں دن بھر کے سفر کے بعد تھکاماندہ سورج اب ہولے ہولے مغرب کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔ ہر طرف ایک ٹھہری ہوئی خاموشی ہوگئی تھی۔ آسمان پر عجب سے سرخی مایل بادل کے ٹکرے تیرتے پھر رہے تھے۔ تمام دن آوارہ گردی کر کے تھکے ہارے پرندے بھی اب اپنے اپنے آشیانوں پر واپس لوٹ رہے تھے۔

"کافی۔" جنت نے ایل ای ڈی کی روشن سکرین پر پرسوچ نظریں جمائے عدیب کی جانب کاؤچ پر برابر بھیٹ بھاپ اڑاتا ہوا مگ مسکرا کر بڑھایا۔ جسے وہ نرم تاثرات لیے تھام گیا۔

"تم نے کیوں بنائی میں بنالیتا۔" وہ ایک لمبا سپ لیے گردن موڑ کر پیار سے بولا۔ چھ سال بعد بھی جنت اور عدیب کی محبت قایم تھی بلکہ زیادہ بڑھ گئی تھی۔ جنت مزید مسکرادی۔

"کیا ہوا جو آج میں نے بنالی۔" عدیب نے واپس نگاہیں سکرین پر چلتی ہوئی مووی پر لگا دی جس کو وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے بے خیالی میں دیکھ رہا تھا۔ جنت نے غور کیا۔ ایک چھوٹا سا اپنی کافی کا سپ لیتی ہوئی وہ سکرین کو دیکھنے لگی۔

"کون سی مووی ہے؟ "

"ہوں۔" عدیب نے بھنویں اچکا کر اس کو واپس دیکھا۔ وہ واقعی کسی سوچ میں غرق تھا۔

"پتہ نہیں۔" دھیرے سے اپنی غایب دماغی کا اعتراف کیا۔ جنت نے اس کی گود میں رکھا ریموٹ اٹھایا اور ایل ای ڈی کی روشن سکرین پر اندھیرا چھا گیا۔

"بند کیوں کر دیا؟" عدیب نے چھوٹی چھوٹی چسکیاں لیتے ہوئے پوچھا۔ وہ اب خود کو نارمل ظاہر کر رہا تھا۔ جنت سنجیدہ ہوئی۔ مگ نیچے فلور پر رکھا اور پاؤں سمیٹتے ہوئے اس کی جانب رخ کیے سیدھی بیٹھی۔

"عدیب یہ غلط ہے۔ "

"ٹی وی دیکھنا؟ "

"تم جانتے ہو میں کیا بات کر رہی ہوں۔" وہ ناراض ہوئی۔

"کیا بات کر رہی ہو؟" عدیب نے بھی اپنی جانب فلور پر مگ رکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"تم کیوں شاہ زیب بھائی کو نہیں بتا دیتے کہ زے میلان میں ہے ہاں ہمیں اس کا پتہ نہیں معلوم لیکن وہ شاہ زیب بھائی پر تھا وہ ڈھونڈ لیتے۔ "

"یہی میں نہیں چاہتا وہ میری بہن کو ڈھونڈے۔" لب بھینچتے ہوئے وہ اپنا رخ سیدھا کر چکا تھا اور جنت کے پاؤں کے پاس سے ریموٹ اٹھانے لگا تھا۔ جیسے بات ہی ختم کر رہا ہو۔ جنت نے اس کا ہاتھ پکڑ ا سے روک دیا۔

"کیوں عدیب میں جانتی ہوں شاہ زیب بھائی نے ماضی میں جو ہماری زے کہ ساتھ کیا وہ سراسر غلط تھا اور اس وقت زے نے جو کیا وہ ٹھیک تھا مگر اب کیا تم نے ان کی آنکھوں میں وہ تڑپ نہیں دیکھی وہ شرمندگی نہیں دیکھی وہ محبت".....

"فار گاڈ سیک جنت سٹاپ اٹ۔" وہ سخت کبیدہ خاطر ہوئے کھڑے ہو کر چنگاڑا۔ جنت نے پرواہ نہ کی۔

"نو آئی وانٹ۔" وہ بھی کھڑی ہوئی۔ عدیب کو جنت کا شاہ زیب کی وکالت کرنا ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"تم نے دیکھا ناوہ کتنی منت کر رہے تھے ہاں میں صرف ایک دو بار ہی ملی تھی ان سے لیکن ان کی شخصیت کا ایک رعب تھا جو متاثر کر گیا تھا مگر آج ان کی شخصیت میں وہی رعب نہ تھا وہ واقعی بدل گ ئے ہیں وہ واقعی شرمندہ ہیں عدیب تم کیوں ایسا کر رہے ہو؟ "

"تا کہ میری بہن ہرٹ نہ ہو یو نو جنت تم نے سب دیکھا تھا تم نے زے کے آنسوں بھی دیکھے تھے تم نے اس کی تڑپ بھی دیکھی تھی اس شخص کی وجہ سے نہ صرف زے کو حد درجہ تکلیف پہنچی تھی بلکہ وہ اپنی سگی اولاد سے دور ہوئی تھی چار پانچ دن کی بچی کو وہ چھوڑ کر گئی تھی کس ماں میں یہ جگرا ہوتا ہے کسی میں نہیں میں جانتا ہوں اپنی بہن کو وہ بہت بہادر ہے بہت ہمت والی ہے شاید اسی وجہ سے اپنا دل کانٹ گئی وہ اور یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئی جو کہ بالکل ٹھیک تھا جنت میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ شاہ زیب زے سے محبت نہیں کرتا وہ کرتا ہے بالکل کرتا ہے لیکن وہ عزت وہ بھروسہ وہ مان اس نے زے کو کبھی نہیں دیا اور نہ ہی دے سکتا ہے۔" وہ دو قدم جنت کے مزید قریب آیا۔ "بے بی محبت ہر کوئی کر لیتا ہے مگر محبت کے رہتے محبوب کو عزت مان بھروسہ کوئی کوئی دے سکتا ہے۔" جنت نے گردن اثبات میں ہلا کر کچھ کہنا چاہا مگر عدیب نے موقع نہ دیا۔ وہ مزید بولا۔

"جب جب میں اپنی عزہ کو دیکھتا ہوں تو مجھے اپنی بہن دکھتی ہے جب جب اس کو میں بغیر ماں کے دیکھتا ہوں تب تب اپنی بہن کا دکھ میرا دل چیر دیتا ہے کتنی پیاری ہے نا ہماری عزہ کتنی پیاری مگر زرے کو یہ تک نہیں معلوم کہ اس کا نام کیا ہے تمہیں کیا لگتا ہے وہ یاد نہیں کرتی وہ روتی نہیں ہے وہ جتنا ہنسے مسکرائے لیکن اس مسکراہٹ کے پیچھے مجھے وہ آنسو دکھتے ہیں جو وہ تنہائی میں اپنی اولاد کیلیے بہاتی ہو گی جنت وہ میری زرے کی بیٹی ہے وہ اس کی ماں ہے اور اس شاہ زیب نے ماں بیٹی کو الگ کر دیا اور تم چاہتی ہو میں خوشی خوشی اس کو گلے لگا کر کہوں جاؤ واپس جاؤ میری بہن کے پاس محبت کا رونا رو کر اسے واپس زندگی میں لاؤ اور پھر اس کے ساتھ ساتھ میری بھانجی کو دکھ پہنچاؤ نو نیور میں دو دو زندگیاں مزید خراب نہیں ہونے دے سکتا گاٹ اٹ ناؤ نو مور آرگیومنٹ۔" وہ انگلی اٹھا کر کہتا واک آؤٹ ہو گیا تھا جبکہ جنت نے اضطراب سے آنکھیں بند کرتے ہوئے خود کو کمپوز کیا تھا۔ وہ کیوں نہیں سمجھ رہا تھا جو وہ سمجھ چکی تھی؟

مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی زندگی میں یہ دو زندگیاں اس کی زندگی سے بھی اہم ہے۔ یہ بات عدیب کو سمجھنی چاہیے تھی۔

وہ نہیں ہرٹ کر سکتا تھا۔ وہ کر ہی نہیں سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

دبئی کے ہوٹل میں اس وقت علیزے کے کمرے میں اس کی اور عزہ کی کھکھلاہٹیں وقفے وقفے سے گونجتی ہوئی ایک خوبصورت سماء باندھ رہی تھیں۔ مسلسل تین گھنٹے سے عزہ اپنی ماں کے ہمرہ پوری پہچان کے ساتھ تھی۔ اور اب تک یہ تین گھنٹے تین لمحوں جیسے دونوں ماں بیٹی کو معلوم ہوئے تھے۔ ان پورے چھ سالوں کی باتیں جتنی سمیٹ کر وہ کر رہے تھے اتنی پھیل رہی تھیں۔ کیا کچھ نہیں تھا عزہ کے پاس اپنی ماں کو بتانے کیلیے اور کیا کچھ نہیں تھا علیزے کے پاس اپنی بیٹی کو دینے کیلیے۔ وہ محبت اور لاڈ تو اس پر لٹائے جا رہی تھی اور عزہ پہلی بار اپنی ماں کے لمس کو محسوس کر کے سرشار ہو رہی تھی۔ اس ننھی پری کو سرشاری کا مطلب تک نہیں معلوم تھا لیکن جس احساس سے وہ گزر رہی تھی وہ بے حد خوبصورت تھا۔

"اور پھر مما میں نے اس کو ڈشوم کر کے مارا۔" عزہ نے نوالہ چباتے ہوئے ہاتھ کی مٹھی بنا کر ہوا میں مارتے ہوئے بھرپور اداکاری کی۔ علیزے جو اس کیلیے دوسرا نوالا بنا رہی تھی چونک کر دیکھنے لگی۔

"عزہ جانو یہ تیسرا مار پیٹ کا واقع ہے جو آپ بتا رہی ہیں وائلنس از ناٹ گڈ او کے۔" وہ نوالہ اس کے لبوں تک لے کر گئی مگر وہ کھا کم اور بات زیادہ کر رہی تھی جب ہی پچھلے دو منٹ سے ایک ہی نوالہ چبائے چبائے جا رہی تھی۔

"نو آئی ڈونٹ ڈو وائلنس بٹ اس نے کہا عزہ ویک ہے عزہ سے بکس نہیں اٹھائی جاتیں۔" وہ منہ پھلا کر بولی۔ ماں کے ساتھ وہ ضرورت سے زیادہ لاڈ دکھا رہی تھی۔

"تو آپ کہتیں کہ بکس نہ اٹھانے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی ویک ہے یا نہیں۔" وہ نوالہ واپس پلیٹ میں رکھتے ہوئے بولی ساتھ اس کے چبانے کا انتظار کرنے لگی۔

"آئی ٹالڈ ہِم بٹ وہ اپنے آپ کو ہیرو سمجھتا ہے اب آپ آگئی نا آپ میرے اسکول چلیں گا اور اس کی شکایت لگائے گا میں سب کو بتاؤں گی میری مما آگئی ہیں اب مجھے کوئی بھی نہیں کہے گا کہ عزہ از بیڈ گرل ڈیٹس وائے شی ڈزنٹ ہیو مام۔" وہ آخر کار نوالہ ہلک میں اتارتی ہوئی مسرت سے بولی۔ علیزے کے دل میں گھونسا پڑا۔

"آپ سے یہ کہتے تھے سب؟" علیزے کی آنکھیں لمحے میں ڈبڈبا گئی تھیں۔ عزہ چونکی۔

"یس نو نو مما ڈونٹ کرائے۔" وہ فکر مندی سے جلدی سے اس کے قریب آئی اور اپنے ننھے منھے پوروں سے اس کی آنکھوں سے بہنے والے قطرے چننے لگی۔ علیزے کا دل مزید ڈوبا۔

"آپ نے اپنی مما کو بہت یاد کیا ہو گا نا آپ کو رونا آتا ہو گا نا؟" عزہ رکی۔ اس کی آنکھوں میں دیکھا جس کی آنکھوں میں پہلی بار احساسِ ندامت آیا تھا۔ شاہ زیب سے الگ ہونے کا نہیں بلکہ اپنی بیٹی کو خود سے دور کرنے کا۔ پچھتاوں کے چالیس ناگ اس کے وجود کے گرد لپٹنے لگے۔ کاش وہ اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ لے جاتی۔ کاش وہ اتنی کٹھور نہ بنتی۔ کاش آہ کاش!

"جی مما میں نے آپ کو بہت یاد کیا بہت بہت جب سب کی مما پیرنٹس میٹینگ میں آتی تھی تو مجھے بہت رونا آتا تھا اور جب چچی جان روحیل کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتی تھیں مجھے تب بھی رونا آتا تھا اور.... اور جب مجھ سے کوئی پوچھتا عزہ آپ کی مما کہاں ہیں تو مجھے نہیں پتہ ہوتا تھا کہ میری مما کہاں ہے بابا بھی نہیں بتاتے کوئی نہیں بتاتا تھا میں روز رات کو اللہ میاں سے پوچھتی تھی کہ اگر اللہ میاں آپ جانتے ہیں مما میری کہاں ہیں تو ان کو کہیں عزہ ان کو بہت یاد کر رہی ہے پلیز آ جائیں عزہ کو لوری سننی ہے پلیز ایک بار.... ایک بار کو جیسے دانش پھوپھو جان کے پیچھے مما مما کہہ کر

تنگ کرتا رہتا ہے میں نے ایک بار تنگ کرنا ہے اپنی مما کی ڈانٹ کھانی ہے اپنی مما کو....اپنی مما کو پیار کرنا ہے بہت سارا۔"ٹپ...ٹپ...ٹپ دونوں کی بڑی بڑی آنکھوں سے ایک ایک کر کے آنسو گر رہے تھے۔علیزے کو اپنا دل خون ہوتا ہوا محسوس ہوا۔اس نے اگلے گزرتے لمحے کو سرعت سے اپنی مٹھی میں قید کیا اور ایک جھٹکے سے عزہ کو اپنے سے بھینچ لیا۔وقت جیسے تھم گیا۔بے جان در دیواریں بھی رو پڑیں۔یہ ملن بے حد تکلیف دہ بھی تھا۔

"آئم سو.....آئم سوری میر...میری جا....جان آئم سوری مما بہت بری ہیں بہت زیادہ مما کو معاف کر دو پلیز فورگیو می میں نے آپ پر بہت....بہت ظلم کیا ہے میں بہت غلط ہوں میں......"وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی چھ سالہ عزہ کو سینے میں بھینچے معافی مانگ رہی تھی۔عزہ کو اس کے الفاظ ٹھیک سے سمجھ بھی نہ آئے تھے مگر دروازے پر کھڑے شاہ زیب کے دل پر یہ الفاظ ہتھوڑے کی طرح پڑے تھے۔بری وہ نہیں برا وہ تھا۔ہاں وہ تھا برا۔اس کا دل چیخ کر ندامت کر رہا تھا۔پچھتا رہا تھا۔وہ کیوں علیزے کی نہیں سنا تھا؟اس نے کیوں علیزے کو پیچھے دھکیلا تھا جب وہ صلح کیلیے اس کے قریب آئی تھی۔اس نے اس وقت ایسا کیوں کیا تھا؟اس کا جواب اس کے پاس بھی نہیں تھا۔

"علیزے۔" وہ خود پر اختیار نہ رکھ سکا تھا۔ وہ تڑپ کر اندر آیا تھا۔ اور جس تڑپ سے اسے پکارا تھا۔ اس نے روتی بلکتی دونوں ماں بیٹی کو چونکا دیا تھا۔

"بابا۔" عزہ جلدی سے پیچھے ہوئی تھی۔ علیزے سرعت سے خود کو سنبھالتے ہوئے برابر میں رکھے سٹالر سے اپنا گیلا چہرہ صاف کر رہی تھی۔

"بابا ہم گھر واپس کب جائیں گے بابا مما میں آپ ہم جب جائیں گے نا تو پہلے حویلی جائیں گے میں نے مما کو اپنا روم دکھانا ہے وہ ہمارے گھر سے بھی زیادہ اچھا ہے بابا مما اب میرے اسکول میں بھی جائیں گی اور بابا ہم گھومنے بھی جائیں گے۔" عزہ کے سارے جوش سے لاپرواہ وہ علیزے کو دیکھ رہا تھا جو عزہ کی باتیں سن اچانک ہی پریشان ہو گئی تھی۔ اس کو صرف اپنی بیٹی سے مطلب تھا لیکن اس کی بیٹی کو تو اس کے دونوں ماں باپ سے مطلب تھا۔

"بابا ہماری کمپلیٹ فیملی ہو گئی۔" وہ اب اچھل کر ہاتھ بڑھا رہی تھی۔ وہ اس کی گود میں آنا چاہ رہی تھی۔ مگر شاہ زیب جو تکلیف سے لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کیے علیزے کا سرخ چہرے دیکھ رہا تھا عزہ کی بات پر وہ خود تو چونکا ہی ساتھ علیزے سے نظریں دوچار ہوئیں۔ جس نے خود بھی چونک کر شاہ زیب کو دیکھا تھا۔ لیکن پھر نظریں پھیرنے والی علیزے ہی تھی۔

"عزِے...." وہ علیزے کی بے رخی سے نظریں پھیرنے پر دل پر جبر کر کے عزِہ کی جانب جھکا جس کو آج سے پہلے اس نے اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"عزِے میں نے تمہاری مما سے بات کرنی ہے تم باہر"....

"عزِہ آپ کہیں نہیں جا رہی۔" علیزے فوراً اس کی بات کاٹ کر کھڑی ہوئی۔ شاہ زیب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ڈھیلی ڈھالی شرٹ پر وہ جینس میں کھڑی ہوئی تھی۔ وہ آج بھی ویسے ہی علیزے تھی۔ اس کی علیزے! اس کا دل کا ٹکرا!

عزِہ نے نا سمجھی سے علیزے کے درشت لہجہ پر مڑ کر اسے دیکھا پھر شاہ زیب کو۔ شاہ زیب نے لب بھینچ کر عزِہ کی سوالیہ نگاہوں کو دیکھا پھر علیزے کو۔

"مجھے صرف ایک بار بات کرنی ہے۔" اس کا ملتجی لہجہ تھا۔ جو آج سے پہلے کبھی علیزے نے نہیں سنا تھا۔ وہ چونکی تھی لیکن تاثرات چھپا گئی تھی۔

"علیزے۔" دروازے کی ناک پر وہ تینوں یکدم متوجہ ہوئے تھے۔

"ڈین آیا ہے۔" جیلی دھیرے سے بولتی ہوئی پلٹ گئی تھی۔ علیزے نے تیزی سے شاہ زیب کی طرف دیکھا تھا۔ بغور!

"ہم بعد میں بات کر لیں گے۔" وہ سادہ سے لہجہ میں بول کر سیدھا ہو گیا تھا۔ علیزے اب بری طرح چونکی تھی۔ اس کے چہرے پر کئی تکلیف دہ تاثرات تھے مگر غصہ اور سختی کے تاثرات ہر گز نہ تھے۔

اس نے شاہ زیب کی موجودگی میں لاشعوری طور پر سٹالر اٹھایا اور گلے میں پیچھے سے ڈالتے ہوئے باہر نکل گئی۔ عزہ خاموش تھی کہ بولی۔

"بابا کون آیا ہے؟ "

"مما کے فرینڈ تم نے کھانا ختم کیا؟" وہ مختصر سا بتا کر عزہ کو کھانے کی جانب متوجہ کر گیا تھا۔ دہلیز پر پہنچ کر علیزے نے یہ جملہ صاف سنا تھا اور ایک شاک تھا جو اسے لگا تھا۔

یہ وہ شاہ زیب نہیں تھا۔

وہ آنکھیں بند کر کے بھی کہہ سکتی تھی۔ اس کا دل بے اختیار زور زور سے دھڑکنے لگا کیونکہ وہ مخصوص عطر کی مہک اس کے نتھنوں کو چھو گئی تھی جو چھ سال پہلے کئی بار چھوتی تھی۔ خوشگوار یادوں کا پردہ سامنے آیا تھا۔

وہ وہی شاہ زیب تھا مگر وہ شاہ زیب نہیں تھا۔

وہ بوجھل دل لیے آگے بڑھی جہاں ڈائینل چکر کانٹ رہا تھا اور جیلی صوفے پر ٹک ناراض ناراض سی بھیٹی تھی۔

"ڈین آئم سوری۔"علیزے سے یہی الفاظ ادا ہوئے تھے۔وہ دونوں ہی چونکے تھے۔

"یہ تمہاری فیملی ہے؟"ڈائینل کا البتہ دل نہ ٹوٹا تھا مگر وہ ڈسا پایمٹ ہوا تھا۔

"ہاں۔"وہ چاہ کر بھی ناں نہ کہہ سکی۔

"میں نے تمہارا بھی دل دکھایا نا؟"وہ آگے بڑھی۔ڈائینل کے چہرے پر ویٹسن کا چہرہ دکھا۔فرق رنگ کا تھا۔

"نہیں دل تو نہیں دکھا مگر ڈسا پا ینٹمنٹ ہوئی تم نے مجھے اور جیلی کو اپنا نہیں سمجھا تم نے آج تک نہیں بتایا تمہاری کوئی بیٹی بھی ہے؟"جیلی نے خفگی سے پہلو بدلا۔

"آئم سوری یہ سب بہت ذاتی تھا اور میں....."اسے سمجھ نہ آیا کیسے وضاحت دے۔

"اٹس اوکے علیزے اگر تم آرام دہ نہیں ہو تم نہیں پوچھتے تم بے فکر ہو جاؤ۔"ڈائینل نے سمجھ کر مسکرا کر کہا۔علیزے چونکی۔

"تمہارا دل نہیں ٹوٹا؟"اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

"او کم آن علیزے بتا تو چکا ہوں نہیں ٹوٹا پاگل میں تم سے محبت نہیں مگر پسند کرتا تھا بلکہ کرتا ہوں اور تمہیں اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتا تھا کہ جانتا تھا تمہاری زندگی میں اور کوئی نہیں ہے لیکن اب اس سب کے بعد....."اس نے وقفہ لیا۔"علیزے جو ہوا اسے

بھول جاؤ میں اپنی اتنی اچھی دوست کو کھونا نہیں چاہتا۔" وہ دھیرے سے بولا۔ جیلی بھی خفگی بھلائے کھڑی ہو گئی۔

"ڈین ٹھیک کہہ رہا ہے تو اب کیا تم ہم سے دور چلی جاؤ گی؟"

"میں....." علیزے کے پاس جواب نہ تھا۔

"میں تم لوگوں سے بعد میں بات کرتی ہوں۔" اس نے بات ختم کر دی تھی۔ ڈائینل اور جیلی نے سر ہلا دیا۔

"تم واقعی میں ہرٹ نہیں ہوئے نا؟" اسے پہلے ڈائینل اپنی جیکٹ پہنتا ہوا نکلتا علیزے نے انگلیاں مروڑتے ہوئے ایک بار پھر پوچھا۔

"علیزے اب تم نے مزید ایک بار بھی اور پوچھا تو میں نے واقعی میں ہرٹ ہو جانا ہے۔" یہ دھمکی کارآمد تھی۔ علیزے نے لبوں پر ایلفی لگا دی تھی۔

"چلو پھر بعد میں سکون سے بھیٹ کر بات کریں گے۔" جیلی علیزے کے گلے لگی اور ڈائینل کے ساتھ باہر نکل گئی۔ علیزے نے ایک لمبی سانس کھینچ کر چھوڑی۔ ایک بہت بڑا بوجھ دل سے نکل گیا تھا۔

"ڈین تم نے یہ سب علیزے کو جھوٹ کہا یا واقعی تمہیں فرق نہیں پڑا؟" لفٹ میں جیلی نے فوراً ہی سوال دغا تھا۔

"جیلی تم جانتی ہو میں علیزے کو بہت پسند کرتا تھا اور مجھے پورا یقین تھا وہ میرے پرپوزل کو ضرور قبول کرے گی مگر اس کی زندگی کے اس پہلو کو یوں اچانک جان کر مجھے بہت بڑا دھچکا لگا ہے میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ میرا دل دکھا ہے مگر میں یہ بھی نہیں کہوں گا کہ میں بالکل نارمل ہوں تم نے ٹھیک کہا ہم علیزے سے سکون سے بات کریں گے میں جاننا چاہتا ہوں علیزے کا ماضی کیا ہے۔" جیلی نے ڈائینل کے چہرے پر رقم خلفشاری کے تاثرات دیکھ کر کندھے اچکا دیے تھے۔ وہ خود بے حد حیران تھی۔

"سب کی زندگی کا ایک پوشیدہ پہلو ہوتا ہے ہماری دوست علیزے کا بھی ہے۔" اس نے بات سمیٹ دی تھی۔ وہ دونوں پارکنگ ایریا میں چل رہے تھے۔

"علیزے انور جس کی بھی زندگی میں ہو گی وہ خوش نصیب ہو گا یہ شخص بہت خوش نصیب ہے مجھے جلن نہیں رشک آرہا ہے۔" شاہ زیب کا تصور کرتے ہوئے ڈائینل کہہ رہا تھا۔ جیلی مسکرا دی تھی۔ اب وہ ڈھیروں باتیں کرتے ہوئے گاڑی میں بھیٹ اپنے سفر پر گامزن ہو گئے تھے اور اس سفر میں نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

آدھی رات ہو گئی تھی۔ سورج کے طلوع ہونے کے وقت قریب تھا۔ وہ بے چینی سے کروٹ بدل رہی تھی۔ جب آنکھیں بند کرتی ایک جھماکے کی طرح ماضی آنکھوں کے سامنے آجاتا۔ وہ تمام واقعات، وہ سب کچھ جو چھ سال پہلے ہوا تھا۔ اس کا آرسٹیلیا سے پاکستان آنا۔ وہاں اٹھارہ سال بعد شاہ زیب سے ملنا اور پھر کتنا کچھ۔ اس کی زندگی کیسے بدلی تھی۔ لیکن جب اتنا کچھ ہونے کے بعد ہیپی اینڈنگ ہونی تھی تو کیا ہو گیا تھا۔

وہ اب عزہ کو لے کر میلان چلی جائے گی۔ اس نے سوچ لیا تھا۔

اس نے ایک بار پھر کروٹ بدلی اور اپنے پہلو میں بے خبر سوئی عزہ کو دیکھا جو اپنی تمام تر معصومیت لیے اس کے پہلو میں دبے سو رہی تھی۔ علیزے مسکرا دی۔ اس کو دیکھتے ہی شاہ زیب کی یاد آئی جو اس کے ہوٹل سے جب ڈائینل اور جیلی نکلے تھے اس کے پندرہ منٹ بعد ہی نکل گیا تھا تب وہ کچن میں تھی۔ عزہ نے آکر بتایا تھا۔ اس نے ردِ عمل نہ دیا تھا مگر ایک عجیب سی بے چینی ہونے لگی تھی۔ وہ اسے بات کرنے والا تھا اور اب کہی چلا گیا تھا۔

"مجھے اسے کونسا بات کرنی تھی۔" علیزے نے آنکھیں زور سے میچتے ہوئے خود کو یاد دلایا۔ چھ سال بعد مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو دیکھ دل میں دبکی محبت انگرائی لے رہی تھی۔ وہ مشتعل ہو رہی تھی۔ اس کی خلفشاری بڑھتی جا رہی تھی۔ ایسا محسوس

ہو رہا تھا جیسے جسم میں چونٹیاں چل رہی ہوں۔اسے ہلک میں یکدم ہی آگ سی محسوس ہوئی۔ جیسے گلا جل رہا ہے۔وہ بے اختیار اٹھی اور پانی کیلیے کمرے سے باہر نکل گئی۔ جاتے ہوئے وہ عزہ پر کمبل درست کر گئی تھی۔ باہر ہوٹل کے چھوٹے سے لاؤنج میں مٹگجا اندھیرا تھا۔وہ کچن تک آئی اور چھوٹے سے فرڈج کو کھول وہ پانی کی بوتل نکال کر منہ سے لگا گئی۔ کم از کم یونہی کھڑے کھڑے اس نے آدھی بوتل خالی کر دی تھی۔ بوتل واپس فرڈج میں رکھی اور دروازہ بند کیا۔ساری آوازیں خاموش لاؤنج میں بہت واضح گونج رہی تھیں۔

وہ واپس کمرے کی طرف بڑھنے لگی جب اندھیرے کے باعث صوفے سے پاؤں لگا۔وہ رک گئی۔ایک نظر پاؤں کا ناخن دیکھ وہ واپس آگے بڑھنے لگی جب نظر اسی صوفے پر آڑے ترچھے لیٹے ہوئے آنکھوں پر بازو رکھے کسی شخص پر پڑی۔وہ اتنی ڈرپوک نہیں تھی ورنہ ضرور ایک چیخ مارتی۔

دل پر ہاتھ رکھے وہ دبے پاؤں دوسری جانب آئی اور غور سے اس شخص کو دیکھا۔وہ شاہ زیب تھا۔ہاں وہ شاہ زیب تھا۔

وہ کب آیا تھا؟اور کیسے آیا تھا؟وہ چونک گئی تھی پھر سر جھٹک اس نے واپس کمرے میں جانا چاہا کہ دل سے پاؤں کو جکڑ لیا۔وہ چاہ کر بھی رخ نہ موڑ پائی۔ حلق کو تر کرتے ہوئے

اس نے پہلے یقین دہانی کی کہ وہ سو رہا ہے۔ ذرا سا جھک کر اس نے دیکھا وہ سو رہا ہے۔ تذبذب ہوتی ہوئی وہ وہی اس کے سرہانے نیچے زمین پر بھیٹ گئی۔ اس کا سر ایک جانب ہلکا سا ڈھلکا ہوا تھا۔ آنکھوں پر بازو رکھے وہ کچی پکی نیند میں تھا۔

علیزے لب کانٹی ہوئی دھندلائی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی' جس کی نیلی آنکھوں کے علاوہ پورا چہرہ نیم اندھیرے میں نظر آرہا تھا۔

اس کا دل شدت سے چاہا کہ وہ ہاتھ بڑھا کو اسے چھوئے، محسوس کرے، دیکھے کہ وہ وہی ہے ناں۔ اس کا شاہ زیب جس کے ساتھ اس نے کتنے ہی خوبصورت پل بتائے تھے۔ مگر اس کو چھونے کا اختیار تو کب کا ختم ہو چکا تھا۔ علیزے نے فوراً ہی خود کو کمپوز کیا اور اٹھ گئی مگر جیسے ہی وہ پلٹی اس کی سرد کلائی جکڑ لی گئی۔ اس کے اندر کرنٹ سا دوڑا۔

وہ وہی جم گئی۔ دل اتنی زور زور سے دھڑکنے لگا کہ اس کی دھڑکنوں کا ارتعاش برپا ہو گیا۔

"اپنی دل کی دھڑکنوں سے کہو کہ ذرا کم دھڑکیں کیونکہ ان کی گونج خاموشی میں بھی شور مچا رہی ہیں۔" بجلی کی رفتار سے وہ چھ سال پیچھے گئی تھی۔ وہ اب کھڑی نہیں بیڈ پر بھیٹی تھی۔ لیکن پشت اسی کی جانب تھی۔ اس سمے وہ اس کے کان کے پاس آکر بولا

تھااس بار وہ اس کے کان کے پاس نزدیق نہیں آیا تھا۔اس رات جب آیا تھا تو دوریاں مٹادی گئی تھیں۔اس رات فاصلے مٹائے نہیں جا سکتے تھے۔وہ کسی جزباتی رو میں بہنے ہی لگی تھی کہ دماغ نے دل کو دھکا دے کر اوندھے منہ گرایا۔

علیزے سرعت سے پلٹی اور سرخ ہوتے ہوئے چہرے کے ساتھ اس نے شاہ زیب کے ہاتھ سے اپنی کلائی ایک جھٹکے سے چھڑائی۔وہ اٹھ کر بھیٹ گیا تھا۔علیزے کے چہرے پر تاثرات دیکھ وہ دھیمے سے مسکرا گیا تھا۔یعنی اسے سب یاد تھا۔وہ کچھ نہیں بھولی تھی۔اس کی محبت آج بھی قایم تھی؟اب کی بار شاہ زیب کا دل بے اختیار ہو کر دھڑکا۔

"میرے دل کا ٹکرا۔"علیزے کی سانسیں اپر کی اپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔وہ بے حد آہستگی سے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا تھا۔لیکن لاؤنج میں اتنے گھرے سناٹے میں اس کے الفاظ صاف سنائی دیے تھے۔پورے چھ سال ایک مہینے اور دس دن بعد علیزے نے یہ نام اس کے منہ سے اپنے لیے سنا تھا۔پورے بدن میں ایک برقی رو پھیلی تھی۔وہ کرنٹ کھا کر بے ساختہ پیچھے ہوئی تھی۔چہرے پر ہوائیاں اڑ گئی تھی۔اس کا دل ڈوب کر ایسے دھڑکا جیسے آخری بار دھڑکا ہو۔

توکیا مخدوم شاہ زیب فرقان بخت آج بھی علیزے کو یوں پست کر سکتا ہے جیسے اس نے چھ سال پہلے کیا تھا؟ جیسے اس کی نفرت نے گھٹنے ٹیکے تھے تو آج اسی لمحے وہ گھٹنے ٹیک دے گی؟ مگر اب تو نفرت نہیں تھی۔اب تو کچھ بھی نہیں تھا۔اب تو دکھ تھا! کردار پر لگائے گئے الزام کا دکھ۔علیزے کا چہرہ تاریک ہوا۔

شاہ زیب کھڑے ہوتے گہری نظروں سے اس کے اپر نیچے ہوتے ہوئے تاثرات دیکھ رہا تھا۔وہ جانتا تھا وہ کیا سوچ رہی ہے۔اور یہ جاننا کتنا تکلیف دہ تھا!

"میری بیٹی مجھے دے دو۔"علیزے نے چند ثانیے اپنا چہرہ جھکایا اور پھر یکدم اٹھا کر گردن موڑے آہستگی سے کہا۔لہجہ میں درخواست نہ تھی مگر شاہ زیب کو محسوس ہوا کہ وہ درخواست کر رہی ہے۔علیزے کا وہ تند ہی لہجہ اب نہیں رہا تھا۔کیا یہ بدلاؤ آیا تھا اس میں؟اس کی عمیق نظروں نے فوراً رخ بدلا۔اس نے علیزے سے نظریں چرائیں تھیں۔اس نے کچھ نہ کہا تھا مگر علیزے سمجھ گئی تھی۔وہ اپنی بیٹی کو کسی صورت خود سے الگ نہیں کر سکتا۔

"چھ سال وہ تمہارے پاس رہی اب میری بیٹی پر میرا حق ہے۔"بیٹی کی جدائی کا خوف تھا کہ کمزور لمحے کی گرفت علیزے سب بھول بھال فوراً آگے بڑھی اور ملتجی لہجہ میں

اس نے شاہ زیب کو مانو قایل کرنے کی کوشش کی۔ چہرے پر تاثرات میں اتار چڑھاؤ کی باری شاہ زیب کی تھی۔ اس نے نظروں کا واپس رخ علیزے کی جانب کیا۔

دونوں کی نظریں ٹکرائیں۔ علیزے نے ممتا سے چور التجائی نظریں اس پر گاڑھی رکھیں جو بہت آہستگی سے کہہ رہا تھا۔

"علیزے وہ ہماری بیٹی ہے۔" علیزے نے جھٹ سے نفی میں سر ہلایا۔

"وہ میری بیٹی ہے میں اور تم الگ الگ ہیں ہم نہیں۔" اس کی آواز بلند ہوئی۔ شاہ زیب نے لب بھینچے۔

"تو پھر اپنی بیٹی سے دور کیوں ہوئی تھیں؟" "مجھ سے" کے بجائے اس نے "بیٹی" کہا تھا۔ ایسا علیزے کو لگا تھا۔

"تم نے مجھے مجبور کیا تھا۔" اس کی آواز مزید بلند ہوئی۔ ہیجانی کیفیت میں وہ پل بھر میں غصہ اور چڑچڑاہٹ کا شکار ہوئی۔ بلاشبہ یہ شخص آج بھی اس کے ہواسوں پر قابض ہونے کا ہنر رکھتا تھا۔

"میں شرمندہ ہوں۔" دل دہلا دینے والی آواز میں صدیوں کا قرب شامل ہوا۔ کیا ٹوٹا ہوا لہجہ تھا۔ علیزے کو اپنا دل ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا۔ چھ سال بعد وہ شرمندہ تھا؟ چھ سال بعد؟ واہ شاہ زیب واہ!

"ایزیو شلڈ۔"(جیسے تمہیں ہونا چاہیے) تند ہی لہجہ واپس آچکا تھا۔وہ واقعی نہیں بدلی تھی۔سرخ نیلی آنکھیں بھی لبوں کے ہمرہ مسکراا ٹھیں۔وہ آج بھی اس کی علیزے تھی۔وہ واحد لڑکی جس نے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت سے آنکھ سے آنکھ ملا کر گفتگو کی تھی۔جس نے نفرت کا اظہار کھلے میں کیا تھا۔جس نے بناڈرے خود کی پسند ناپسند کو ترجیح دی تھی۔وہ وہی علیزے تھی۔فرق کیا تھا؟غور کرنا چاہا۔فرق کیا تھا؟ بال بے حد چھوٹے تھے اوران کا رنگ بھی تھوڑا سا بدلا ہوا تھا۔کھڑا نقشہ ویسا ہی تھا۔رنگ نکھرا سا لگ رہا تھا اور بس! وہ ویسے ہی حسین تھی۔جبکہ وہ جتنا اندورنی طور پر بدلا تھا اتنا ظاہری بھی بدلا تھا۔نیم اندھیرے میں بھی اس کے آنکھوں کے گرد ہلکے واضح تھے، نیلی آنکھوں کے کنارے تھوڑی جھریاں بھی آئی تھیں اور بال بڑے ہوئے تھے، ہلکی ہلکی داڑھی اور مونچھ تھی، ماتھے پر لکیروں کے نشان پڑے تھے اور چہرہ بہت بجھا بجھا سا محسوس ہوتا تھا۔بولتے بولتے علیزے بھی اس کو قریب سے غور کر گئی اور ساتھ دل میں گھونسا بھی پڑا۔وہ بدل گیا تھا۔وہ کیسے بدل گیا تھا؟ کیا علیزے کی جدائی نے اسے بدلا تھا؟ یا احساسِ ندامت نے؟ وہ صوفے پر بھیٹتی چلی گئی۔اب نگاہوں کو رخ کسی غیر مرئی نقطے پر تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubiinovelszone.com

"علیزے۔" شاہ زیب اس کے پاس ہی گھٹنوں کے بل نیچے بھیٹا۔علیزے کی حیران نظروں نے اس کو دیکھا۔وہ کیوں بدل گیا تھا؟اب سوال یہ تھا۔جیسا بھی تھا مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کا وجیہہ رعب دبدبہ ہی تو تھا جو دلکش تھا۔علیزے نے اس پل ایسا سوچنے پر خود سے خفگی ظاہر کی اور سر جھٹک دیا جبکہ وہ بول رہا تھا۔

"میں نے اس رات جو کیا....."علیزے نے تکلیف سے آنکھیں میچ لیں۔وہ اس رات کو یاد نہیں کرنا چاہتی تھی جس نے اس کی زندگی تیسری بار بدل دی تھی۔پہلی بار جب وہ پاکستان آئی تھی اور شاہ زیب سے شادی ہوا تھا۔دوسری بار جب شاہ زیب محبت ہوئی تھی۔

"اس کی میں کوئی صفائی نہیں دوں گا۔"علیزے چونکی تھی۔وہ جو اس کی لمبی چوڑی وضاحت کا انتظار کر رہی تھی چونک ہی گئی تھی۔وہ سر جھکائے کہہ رہا تھا۔جیسے وہ ملزم ہو اور سر جھکائے اپنے جرائم کا اعتراف کر رہا ہو اور وہ انصاف کی دیوی بنی بھیٹی ہو جو اس پر مہربان ہونے کی سکت رکھتی ہو۔

"میں نے اللہ سے کئی بار معافی مانگی تھی۔"ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پہلے جو کہنا چاہ رہا ہو وہ بعد میں کہہ رہا ہو اور جو بعد میں کہنا چاہ رہا ہو وہ پہلے کہہ رہا ہے۔یہ آگے پیچھے

جملے علیزے کے بے چین کر گ ئے تھے۔ وہ ضبط کا دامن باندھ اس کی جانب سے پہلو بدل گئی تھی۔

"لیکن میں اسے معافی مانگ نہ پایا جس پر میں نے وہ ظلم کیا تھا۔" کردار کشی کرنا ظلم کے مترادف ہوتا ہے یہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت جیسا انسان اقرار کر رہا تھا۔ کتنا خوبصورت بدلاؤ تھا!

"ہاں ہم مختلف تھے۔" تھے؟ علیزے چیخ کر پوچھنا چاہتی تھی۔ وہ اب بھی ہیں۔ وہ دو ایسے دریا ہیں جن کا میلاپ کبھی ممکن نہیں۔ وہ چیخ کر اسے کہنا چاہتی تھی کیوں اسی وقت اٹھ کر چلے نہیں جاتے۔ کیوں اتنے پاس بیٹھے دھیرے دھیرے میرے دل کو اپنی مٹھی میں لے کر چکنا چور کر رہے ہو کہ میرا دل چھوٹے چھوٹے کئی حصوں میں تقسیم ہوتا جا رہا ہے۔ اتنا تقسیم مت کرو کہ میں اپنے دل کے ذرے واپس ڈھونڈ نہ پاؤں، جوڑ نہ پاؤں، دوبارہ زندہ نہ ہو پاؤں۔ مت کرو خدا کیلیے اٹھ کر چلے جاؤ مگر وہ بے حس شخص اس کے سینے میں گھٹی گھٹی چیخیں سننے سے قاصر تھا۔ وہ تو اپنے غم میں ڈوبا کہے جا رہا تھا۔ وہ ترس نہیں کھا رہا تھا۔

"ہاں ہم الگ تھے لیکن محبت سے تو ایک تھے۔" آنسوؤں کے جھرنے کا منہ کھل گیا۔ ضبط کا دامن چھوٹ گیا۔ وہ رو دی۔ وہ بنا آواز آنکھوں سے گرم کھولتے ہوئے پانی کو بہانے لگی۔ چپ چاپ!

"علیزے میں کچھ نہیں جانتا لیکن اب.... اب مجھے تم سے دور رہنا موت کے قریب رہنا لگتا ہے۔" وہ تڑپ کر بولا تھا۔ وہ بنا چھوئے اسے ایسا چھو گیا تھا کہ علیزے کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی محسوس ہوئی تھی۔ آج اسے محسوس ہو رہا تھا لفظ کتنے طاقت ور ہوتے ہیں۔ وہ آپ کو کیسے جھنجھوڑ دیتے ہیں۔

"میں نے اب جانا کہ کیوں اس رات ایک لفظ بھی تم نے اپنی صفائی میں کچھ نہ کہا تھا کیوں تم نے خاموشی سے قدم پیچھے لے لیے تھے کیوں تم نے میرا گریبان پکڑ کر نہ کہا تھا کہ تم کتنی وفادار ہو کتنی سچی ہو علیزے تمہارے کردار کی سچائی کا گواہ کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ تمہارے کردار کی پاکیزگی کو کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے تمہیں خود کے کردار کو خود کو کسی کے آگے میرے آگے وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔"

علیزے نچلا لب دانتوں میں دبائے آنکھیں بند کیے رو رہی تھی اور وہ ظالم کہہ رہا تھا۔

"میں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت آج اقرار کرتا ہوں کہ میری زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی جس نے چوبیس سال پہلے میرے دل کی دنیا آباد کی تھی وہ لڑکی

مجھے جھکا گئی ہے میں ہار مان چکا ہوں وہ جیتی اور میں ہارا۔" اس کا بھاری لہجہ گونجا تھا اور علیزے کی سماعتوں کو بے جان کر گیا تھا۔ علیزے نے ششدر ہو کر اسے دیکھا تھا۔ جو سر جھکائے اپنی شکست تسلیم کر رہا تھا۔ علیزے چند پل کیلیے کچھ نہ کہہ سکی۔ آنسوؤں میں تیزی آگئی تھی۔

"شاہ.... شاہ زیب ہار جیت کا کھیل ہوتا ہے زندگی نہیں۔" وہ بھرائے ہوئے لہجہ میں کہنا شروع ہوئی۔ شاہ زیب نے آہستگی سے سر اٹھایا۔ سرخ آنکھوں میں نمی ہی نمی تھی۔ علیزے کا دل اس نمی میں تیرنے لگا۔

"نہ تم ہارے ہو نہ میں جیتی ہوں۔" وہ بامشکل ہلک سے الفاظ منہ میں دھکیل رہی تھی ورنہ لفظ اس کے تالو سے چمٹ گئے تھے۔ زخام زدہ آواز بھاری کم تھی جو شدت گریہ کے سبب اور بھاری ہو گئی تھی۔

"تم نے اگر اللہ سے معافی مانگی ہے تو میں نے بھی مانگی ہے تم نے اگر اپنے گناہ کا اعتراف کیا ہے تو میں نے بھی اپنے گناہوں کا کیا ہے۔" شاہ زیب کی آنکھ سے ٹوٹ کا ایک آنسو گرا۔ علیزے نے ہتھیلی آگے بڑھائی۔ وہ آنسو اس کی روشن ہتھیلی پر کسی موتی کی طرح چمک رہا تھا۔

"لیکن اس وقت ہمارے درمیان فرق معلوم کیا ہے؟"اس کی نظریں اپنی ہتھیلی پر اس آنسو پر تھیں جبکہ شاہ زیب کی نیلی نگاہیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"میں نے جو آخری فیصلہ تمہاری اور میری زندگی کے متعلق لیا اس پر میں شرمندہ نہیں ہوں اور یہ فیصلہ تم نے مجھے لینے پر مجبور کیا اس پر تم شرمندہ ہو۔"اب کی بار دوسری آنکھ سے اس کی آنکھ سے آنسو گرا جسے علیزے نے نہ چنا۔ وہ اب تک پہلے والے آنسو پر نظریں ٹکائے کہہ رہی تھی۔

"تمہاری شرمندگی میں کتنی سچائی ہے یہ آنسو بیان کر رہا ہے۔"شاہ زیب کی سرخ نگاہیں فوراً ہی اس کی آگے بڑھائی ہوئی ہتھیلی پر گئی جدھر اس کا آنسو اب تک چمک رہا تھا۔

"ایک لڑکی سب کچھ برداشت کر سکتی ہے لیکن بات جب اس کے کردار پر آتی ہے تو وہاں اس کی برداشت ختم ہو جاتی ہے یا تو وہ چیخ پکار کر کے اپنا غم و غصہ نکالتی ہے یا پھر وہ منہ پر قفل لگائے اپنے دل کو دو حصوں میں ٹوٹتے ہوئے محسوس کرتی رہتی ہے لیکن کردار پر سمجھوتا نہیں کرتی سامنے والا جتنا بھی اہم ہو وہ اس کے دل سے اتر جاتا ہے۔" وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں کہہ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"تم بھی میرے دل سے اتر گ ئے تھے خود کیلیے کھڑے ہونے والی علیزے کو گوارا نہ ہوا کہ ایک قدم بھی وہ اس شخص کے ساتھ اس چھت کے تلے رہے جدھر اس کی کردار کشی ہوئی ہے میں نے دل پر پتھر رکھ نہ صرف تمہیں چھوڑا بلکہ اپنی کچھ دن کی ہوئی بیٹی کو بھی چھوڑ دیا میں نے ہزاروں باتیں طعنے سنے میں نے کئی نصیحتیں سنی مجھے بہت نے روکنے کی کوشش کی مجھے بہت نے سمجھانے کی کوشش کی لیکن میں نہ رکی۔" شاہ زیب نے قرب سے آنکھیں بند کرلی تھیں جبکہ اب وہ بے حس بن کر کہہ رہی تھی۔

"میں آسمان پر اڑنا چاہتی تھی میں کھل کر سانس لینا چاہتی تھی میں آزاد ہونا چاہتی تھی لیکن ہمارے معاشرے میں شاید عورت کو اونچا رتبہ ملے یا نیچا اسے کبھی انسان کا رتبہ نہیں ملتا اس کی آزادی کو بے حیائی مرتکب کیا جاتا ہے آہ خیر میں تمہیں عورت پر لیکچر دے کر بور نہیں کروں گی ویسے بھی مردان باتوں سے اکتا جاتے ہیں انہیں یہ عورت کا اپنے حقوق کیلیے رونا پیٹنا بیزار کر دیتا ہے کیونکہ وہ خود مرد ہیں انہیں عورت کا اپنی برابری کیلیے آواز اٹھانا چیپ لگتا ہے کیونکہ وہ عورت ہے برابری کیسے مانگ سکتی ہے ڈھیروں اسلامی دلایل حدیثیں لا کر وہ ثابت کر دیتے ہیں کہ کیسے ہماری پاک بیبیاں تھیں کیسے ہمارے اسلام میں عورت کو پردے کا حکم ہے فرماں برداری کا حکم ہے اس کا

حکم اور اس کا حکم ہے لیکن اگر انہی مردوں سے پوچھیں کہ ہمارے رسول ﷺ کیسے

تھے انہوں نے مردوں کو کیا تعلیم دی انہوں نے اپنی پاک بیوں کو کیسے ٹریٹ کیا وہ

کیا کیا کرتے تھے تب وہی دلایل دینے والے مرد نظر نہیں آتے خیر یہ تو شروع سے

ہے کہ مرد کا اسلام چار شادیوں پر آ کر ختم ہو جاتا ہے یہ سب چھوڑو میں تمہیں بس اتنا

کہنا چاہتی ہوں کہ تم سچ میں شرمندہ ہو اور جب اللہ معاف کر سکتا ہے تو ہم انسان کون

ہوتے ہیں جاؤ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت علیزے انور نے تمہیں معاف کیا۔" وہ

آنسوں پونچھ مسکرا کر کہتے ہوئے گھٹنوں پر ہتھیلیوں کا دباؤ ڈالے اٹھ کھڑی ہوئی

تھی۔شاہ زیب نے کوئی حرکت نہ کی تھی۔اسے لگا جیسے اس کے ذہن کی طنابیں چٹخنے

لگیں ہوں۔وہ لب بھینچ کر اپنے دل کو بکھرتا ہوا محسوس کرنے لگا۔

"میں اپنی زندگی میں سیاہ کروں یا سفید میں خوش ہوں تم بھی سیاہ کرو یا سفید خوش رہو

ہمارے راستے الگ ہیں بس میں عزہ پر اپنا کوئی سمجھوتا نہیں کروں گی میں اپنی بیٹی کو اپنی

طرح بناؤں گی میں اسے اپنی ہیرو خود بننا سیکھاؤں گی میں اسے وہ سب سیکھاؤں گی جو

آنے والی نسل کیلیے سیکھنا بہت ضروری ہے ان شارٹ میں اسے ایک اچھا انسان اور

مسلمان بنانے کی پوری کوشش کروں گی فکر مت کرو بے حیا نہیں بناؤں گی۔" وہ

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آخری جملہ مزاق میں بولی تھی لیکن شاہ زیب کو وہ جملہ تیر کی طرح لگا تھا۔وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کا بازو دبوچے وہ غرایا تھا۔علیزے دنگ رہ گئ تھی

"تم اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو؟" دھک۔پرانا مخدوم شاہ زیب فرقان بخت واپس آچکا تھا؟

"میں....." علیزے نے اپنا بازو چڑھانا چاہا۔اس کی حد درجہ قربت اس کی سانسوں کو مشتعل کرنے لگی۔

"اگر تم سمجھتی ہو کہ میں تمہارے بنا کچھ نہیں ہوں تم میرے لیے لازم ہو اب اور میں تمہیں اپنی زندگی میں تیسری بار لوٹنے کی سفارش کروں گا تم سے تم ہی کو مانگوں گا تو....." وہ رکا۔علیزے اس کی گرم سانسیں اپنے منہ پر محسوس کر رہی تھی۔وہ دم بخود ہو کر مزاحمت ترک کر چکی تھی۔

"تو تم بالکل ٹھیک سمجھتی ہو۔" وہ اس کو بازو چھوڑ چکا تھا۔اور نیچے پنجوں کے بل بھیٹا تھا۔علیزے متحیر تیزی سے پیچھے ہوئی اور اسے دیکھا جس نے اس کی جانب اپنی چوڑی ہتھیلی بڑھائی تھی۔

"علیزے انور میری زندگی کو اس دنیا میں لانے والی میری محبت میرے دل کا ٹکرا کیا تم مجھے یہ اعزاز دو گی کہ میرا نام تمہارے نام سے ایک بار پھر جڑے؟" وہ اپنی پلکیں نہ

جھپکا سکی تھیں۔اس نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا جو ہو رہا تھا۔وہ جو کہہ رہا تھا وہ ناممکن تھا لیکن ہو رہا تھا۔علیزے کو اپنا آپ پگھلتا محسوس ہوا۔دونوں کی آنکھیں ساتھ بھیگیں۔ درمیان میں کھڑی قسمت محبت کے کاندھے پر ہاتھ ڈالے مسکرا کر دونوں کو دیکھنے لگی تھی۔جبکہ دروازے کی چوکھٹ پر معصوم عزہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھے اپنی جوشیلی چیخ روک کر ماں کے جواب کا انتظار کر رہی تھی جو شاید لفظوں سے نہیں خاموشی سے کلام کر رہی تھی۔

وہ بے بس ہو رہی تھی۔علیزے انور اپنی محبت کے آگے بے بس ہو گئی تھی کیونکر وہ اتنی بھی مضبوط نہ تھی۔

☆☆☆☆☆☆

"تو جو میری دسترس میں ہے،

یہ دل میرا اس تڑپ میں ہے،

کہ گر تجھ سے جدا ہوں گا تو جی نہ پاؤں گا،

تیرے بنا ہر پل خود کو تنہا پاؤں گا،

کہ گر نہیں روٹھے گی تو تو کس کو مناؤں گا،

تیری دسترس پانے کیلیے ہر حربہ آزماؤں گا،

لوٹ جانا میری دسترس میں،

خدا کی قسم تجھے اصل محبت سے آشنا کراؤں گا،

افلاک میں اڑنے والے آزاد پنچھی کو قید نہ کر پاؤں گا،

تجھے دسترس کا حوالہ دے کر، تجھے دسترس کے حقیقی معنوں سے متراف کراؤں گا،

ہاں ! محبت قید ہوتی ہے، ایک جسم دوں جاں ہوتی ہے،

چراغوں کا بجھنا تو قسمت میں ہے،

ہوا یو نہی بدنام ہوتی ہے،

ہاں ! محبت قید ہوتی ہے، ایک جسم دو جاں ہوتی ہے،

مگر اس پنجرے میں تجھے قید نہ کر پاؤں گا،

کہ تجھ میں جو اڑان کا حوصلہ، جزبہ، جنوں اور جینے کی امنگ ہے،

جسے میں نہ چھین پاؤں گا،

چاہتا بھی نہیں میں قید کرنا کہ اڑنا ہے تیرے ہمرہ،

کیا بنائے گی تو مجھے سفر میں ہمسفر،

کہ دسترس کے معنی ہیں میرے دلبر،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

کہ محبت اڑنا جانتی ہے قید ہو کر بھی بے خبر،

اے میرے ہمسفر! تو جو میری دسترس میں ہے،

تو جو میری دسترس میں ہے،

تو جو میری دسترس میں ہے"

☆☆☆☆☆☆

آج موسم بہت خوشگوار تھا۔ بادلوں کے ٹکڑے نیلے آسمان پر تیرتے ہوئے سورج سے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے۔ کبھی دھوپ اپنی سنہیری کرنیں بکھیر دیتی تو کبھی دھند لکا سا چھانے لگتا۔ شہر کی بھاگ دوڑ میں یہ علاقہ قدرے پرسکون تھا اور اس علاقے میں ہی وہی جدید خوبصورت بنگلہ تھا جس میں پچھلے چھ سال سے وہ اور اس کی بیٹی قیام پزیر تھی اور اب دو سال بعد مزید پر رونق ہو گیا تھا کیونکہ مزید دو افراد کا شمار ہو گیا تھا اور اب ایک مکمل فیملی رہایش پزیر تھی۔

اس کی گاڑی کو آتا ہوا دیکھ چوکیدار نے تیزی سے بیرونی دروازے کھول دیے تھے۔ وہ کھڑکی سے ہی چوکیدار کے سلام کا جواب سر کو خم دیے پورچ میں گاڑی روک گیا تھا اور عجلت میں باہر نکلا تھا۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE

گہرے بھورے رنگ کے شلوار سوٹ میں وہ آج بھی اتنا ہی وجیہہ لگ رہا تھا جتنا آٹھ سال پہلے لگتا تھا۔

وہ گاڑی سے اتر کا دروازہ بند کرتا ہوا پچھلی سیٹ پر آیا اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر جھکا تو ماتھے پر بال آکر بکھرے جنہیں اس نے پیچھے کرنے کی کوشش نہ کی۔ اندر سے ایک خوبصورت گلاب کے پھولوں کا بکے نکال کر وہ سیدھا ہوا اور دروازہ واپس بند کرتے ہوئے وہ پلٹ گیا۔ ایک ہاتھ سے بالوں کو سنوارتے ہوئے وہ اندر جانے سے پہلے لان کی سمت چلا آیا جہاں اس کی آٹھ سالہ گڑیا ڈرائینگ کرتی ہوئی آڑھی ترچھی گھاس پر لیٹی ہوئی تھی۔ ہری ہری گھاس پر نرم سی دھوپ کی بکھری ہوئی تھی۔ کیاریوں میں کچھوں کی صورت میں خوش ورنگ و خوش نما پھول اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ ہولے ہولے چلتی ہوئی ہوا سرگوشی کرتے ہوئے انہیں اور عزہ شاہ زیب بخت کے لمبے بالوں کو چھیڑ رہی تھیں جو پونی میں مقید تھے مگر پھسل کر کھل گ ئے تھے۔

مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی آنکھوں میں لاڈلی کو دیکھ ڈھیر ساری محبت جگمگا اٹھی۔ عزہ باپ کی موجودگی سے بے خبر انہماک سے کلرنگ کرنے میں مصروف تھی۔

"د باباثوند۔" وہی شیریں ٹپکتے لہجہ سے پکارا تو عزہ نے چونک کر گردن موڑی۔ پھولے پھولے گالوں میں لالی بکھر گئی۔ خوبصورت بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی ہو گئیں۔ وہ فوراً ہی جوشیلے پن سے اٹھ بھیٹی اور انبساط سے شاہ زیب سے لپٹ گئی۔

"بابا۔" شاہ زیب نے بکے ایک طرف رکھا اپنے سے لپٹی عزہ کے بالوں پر لب رکھے۔

"آپ کب آئے؟" وہ پورے ایک دن بعد باپ کو دیکھ رہی تھی۔ پرجوش ہونا بنتا تھا۔

"بس ابھی ابھی کیا کر رہی تھیں؟" شاہ زیب نے ایک نظر اس کی رنگوں سے بھری کلرنگ بک دیکھ پوچھا۔

"ٹایم پاس۔" وہ شرارت سے آنکھ دبا کر بولی۔ شاہ زیب نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔ مسکراہٹ ہلکی سی لبوں پر قایم تھی۔ اب وہ جینے لگا تھا۔ خوش رہنے لگا تھا۔ کیونکہ اب اس کا دل مکمل تھا۔ ٹکرا گم جو نہیں تھا۔

"یہ ٹیوٹر کا وقت نہیں ہے؟" اس نے یاد کرتے ہوئے اپنی چوڑی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھ کہا۔ عزہ نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

"آج میں نے سر کو کال کر کے منع کر دیا میں نے کہا مجھے فیور ہے۔" اس نے اپنا کارنامہ فخر سے باپ کے ہم تن گوش کیا۔

"عزہ جھوٹ میں نے"۔....

"نو بابا آئی ہیونٹ لائے مجھے واقعی میں ہلکا سافیور ہے بہت لوفیل کر رہی ہوں۔" اسے پہلے شاہ زیب اسے ہلکی پھلکی ڈانٹ سے نوازتا وہ فوراً اس کا ہاتھ ماتھے پر رکھ آواز کو دھیما کر گئی۔

"اچھا۔" شاہ زیب نے اسے گھورا۔ ماتھا ٹھنڈا پڑا تھا۔ جانتا تھا بیٹی ڈرامے باز ہے۔

"اچھا سوری وہ آج سپیشل ڈے ہے نا اور ہم سیلیبریٹ کریں گے تو اسیلیے میرا آج پڑھنے کا موڈ نہیں تھا اب آپ مجھے ڈانٹے نہ پکا آئندہ اتنا سا بھی جھوٹ نہیں بولوں گی صرف مزاق کر رہی تھی اچھا نا گھورے مت دیکھیں آپ کے فلاورز سوکھ رہے ہیں۔" شاہ زیب کے چہرے پر آتے ہوئے تاثرات کو وہ مدِ نظر رکھ بولتی گئی اور جلدی سے اس کا دھیان تازہ مہکتے پھولوں کی طرف کر گئی۔ شاہ زیب کو یاد آیا۔

"رکو بچے ابھی تمہاری خبر لیتا ہوں۔" وہ عزہ کو گھوری سے نوازتا ہوا بکے لے کر کھڑا ہو گیا۔ عزہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"بہت شرارتی ہوتی جا رہی ہے سب ماں کی شے ہے۔" وہ بڑبڑاتا ہوا گلاس ڈور سرکاتے ہوئے اندر لاؤنج کی طرف بڑھ گیا۔ پیچھے عزہ ہنستے ہوئے واپس کلرنگ بک پر جھک گئی۔

بیڈروم کے دروازے تک آتے آتے اس کے کانوں میں دشمنِ جاں کی آواز پڑ گئی تھی۔جو کوئی گانا گنگناتی کبھی اونچا سر پکڑتی تو کبھی دھیما ہو جاتی۔شاہ زیب دھیمی سی اپنی مخصوص دلکش مسکراہٹ لیے دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوا تو سامنے ہی قد آوار آینے کے سامنے وہ کھڑی تھی۔اس کی پشت شاہ زیب کی جانب تھی اور وہ بال سٹریٹ کرنے میں اتنا دھن تھی کہ شاہ زیب کی موجودگی سے لاعلم رہی لیکن تب تک جب تک شاہ زیب کے مخصوص عطر اور گلاب کے پھولوں کی مہک ایک ساتھ ہی اس کے نتھنوں کو نہ چھو گئی۔

شاہ زیب چند قدموں میں ہی اس وسیع کمرے میں فاصلہ عبور کر گیا۔

قریب آتے ہوئے اس نے پیچھے سے اس کی پشت کو خود سے لگایا اور جھک کر اپنی تھوڑی اس کے کاندھے پر رکھ کر اپنا بایاں گال اس کے دائے گال سے مس کیا اور دونوں بازو اس کے اطراف میں ڈالتے ہوئے وہ آنکھیں بند کر کے دھیرے سے بولا۔

"شادی کی سالگرہ مبارک ہو۔"علیزے انور آینہ میں اپنے اور اس کے عکس کو دیکھتی مسکرادی تھی۔اونچے فلیپر پر گھٹنوں س اپر تک آتی شارٹ جامنی رنگ کی اسٹایلش سی کرتی میں مبلوس وہ آج بھی اتنی خوبصورت اور مکمل لگ رہی تھی۔

کمر تک چھوتے بال تقریباً سٹریٹ ہو چکے تھے۔ سٹریٹنر ایک طرف رکھ وہ خود کو شاہ زیب کی گرفت سے آزاد کرنے لگی جو آنکھیں بند کیے شاید سو ہی گیا تھا۔

"ہٹو نا۔" وہی انداز تھا۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس اور ناک میں بالی چمک رہی تھی۔ سیدھے ہاتھ کی کلائی میں ایک برانڈ کی قیمتی گھڑی تھی اور اسے زیادہ وہ پہنتی نہ تھی۔ وہ بدلی کہاں تھی؟ وہ بدل سکتی تھی؟ وہ بہتر ہو سکتی تھی۔ وہ بہتر ہوئی تھی!

"تمہارے لیے۔" وہ پیچھے ہوتا اسے بکے بڑھاتا ہوا بولا۔ علیزے کی آنکھوں میں پسندیدگی آئی مگر فوراً ہی اپنی ناراضگی یاد کی۔

"مجھے نہیں چاہیے۔" وہ واپس آئینے کی جانب پلٹ گئی اور بلاوجہ بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔ شاہ زیب نے واپس اسے اپنی طرف گھماتے ہوئے بکے ایک جانب رکھ اسے شانوں سے تھاما۔

"کیوں؟" الجھ کر پوچھا۔

"آہا واہ دیکھو تو کیسے بھولے بن رہے ہو ایک بات بتاؤ یہ تمہیں برتھ ڈے اینیورسری سب اگلے دن ہی کیوں وش کرنا ہوتا ہے لوگ بارہ بجے بڑا سا سپرائز دیتے ہیں اور ایک تم ہو جن کو اگلے یاد آرہا ہوتا ہے۔" وہ جھٹ سے اپنا شکوہ بیان کر گئی۔ ان دو سالوں میں انہوں نے ایک دوسرے سے وعدہ لیا تھا کہ جو دل میں بات ہو گی وہ منہ پر

ہو گی۔ان کے رشتے میں کمیونیکشن گیپ کی وجہ سے دوریاں آئی تھیں۔اب وہ بات چیت کرتے تھے۔جو شکوہ ہوتا تھا کہہ دیتے تھے اور اسیلیے خفگی بھی زیادہ سمے نہیں ٹکتی تھی۔لیکن وہ نوک جھوک تو ہمیشہ چلتی رہتی تھی۔

شاہ زیب نے ایک شوخ نظر اس کے سراپے پر ڈالی۔کمر پر دونوں ہاتھ رکھے وہ سر اونچا کیے خفگی سے پوچھ رہی تھی۔وہی انداز،وہی اطوار!آہ علیزے آہ تم نہیں بدلو گی!

"کرتا تو ہوں رات کو خاص وش۔"ٹھہر ٹھہر کر لفظوں پر زور دیتے ہوئے وہ تھوڑا بہت فاصلہ بھی عبور کر گیا۔نیلی آنکھوں میں شوخی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔علیزے اس کی معنی خیز بات کو سمجھتی فوراً ہی جھینپ گئی۔

"پرے ہٹو بے شرم انسان۔"جھیپ کو مٹاتے ہوئے وہ اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر دور کرتی ہوئی نظریں چرا گئی۔ان خاص دنوں میں اس کا یہ"خاص وش"وہ اچھی طرح جانتی تھی۔

"شرما رہی ہو؟"واپس قریب آتے ہوئے وہ اب محبت سے اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی سرخی دیکھ محفوظ ہو رہا تھا۔

"تنگ نہیں کرو نا۔"وہ منمنا کر بولی۔اتنی قربت میں آج بھی علیزے انور کے اعتماد کو مخدوم شاہ زیب فرقان بخت مات دے دیتا تھا۔

"میرا تو موڈ ہے۔"وہ اب اس پر جھک کر بوجھل آواز میں مخمور کہہ رہا تھا۔علیزے کے گال دہکنے لگے۔وہ زیادہ ہی شرمانے لگی تھی۔اسے احساس ہوا۔

"دیکھو....."اس نے کچھ کہنے کیلیے ہمت باندھی مگر شاہ زیب نے اسے موقع نہ دیا اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گ ئے جب وہ اس کے لبوں پر جھک ہی رہا تھا مگر رونے کی آواز پر دونوں چونکے تھے۔

"بی بی جی۔"دروازے پر دستک ہوئی تو شاہ زیب بدمزہ ہو کر پیچھے ہوا اور سختی سے اونچی آواز میں کہا۔

"کیا مسلہ ہے؟"دوسری جانب ملازمہ علیزے کی آواز کے بجائے شاہ زیب کی سخت آواز سن دوپل کیلیے خاموش ہوگئی تھی مگر اس خاموشی کو توڑتے ہوئے پھر سے ہلک پھاڑ رونے کی آواز گونجی۔علیزے نے تیزی سے خوامخواہ بال درست کرتے ہوئے شاہ زیب کو گھوری دی اور دروازے کی جانب بڑھی۔

"یہ...."دروازہ کھولا تو ملازمہ نے اپنی گود میں دیکھ اشارہ کیا۔

"ہاں تم جاؤ۔"علیزے نے تیزی سے اس چھوٹے پیکٹ بڑے دھماکے کو اپنی گود میں لیا۔

"دیکھو تمہارا چہیتا رو رہا تھا۔" پلٹتے علیزے نے ہنس کر کہا جو ماں کی گود میں آ کر چپ اب باپ کو دیکھ لپک کر چھوٹے چھوٹے ہاتھ اس کی جانب بڑھا رہا تھا۔ شاہ زیب کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ آ گئی۔

"میرا شیر۔" وہ سرعت سے علیزے کی جانب بڑھا اور گیارہ مہینے کے گول مٹول بیٹے کو بازوؤں میں بھرا جو خوشی سے چیخیں مارنے لگا تھا کہ علیزے نے اپنے کانوں پر ہاتھ میں رکھ لیا تھا۔ ان دونوں میاں بیوی کو لگتا تھا کہ ان کے بیٹے کے حلق میں لاؤڈ سپیکر فکس ہے۔ اور علیزے کو پورا اندازہ تھا کہ اس کا بیٹا اپنی خالہ مہک علی پر گیا ہے جس پر مہک فخر سے سر اونچا کر کے کہتی۔ "میرا بھانجا مجھ گیا ہے جب ہی تو میری طرح حسین ہے کہ چلتی پھرتی لڑکیوں کا کرش آ جاتا ہے اور بڑے ہو کر تو ایسا ذہین ہو گا کہ ....." اور پھر سب مہک کے آگے ہاتھ جوڑ کر اسے روک دیتے۔

"ظہیر شاہ زیب بخت اب کیا ہو گیا ہے؟" شاہ زیب کی ڈھیر سارا پیار چٹاچٹ وصول کر کے وہ ایک بار پھر رونا شروع ہو گیا تھا جب ہی علیزے نے ایڑیوں کے بل اچکتے ہوئے شاہ زیب کی گود میں اسے ایسے پوچھا جیسے وہ سچ مچ اسے جواب دے دے گا۔ شاہ زیب نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو یہ دیتا ہے میرا جواب ہیں نا بے بی ٹیل ڈیڈا یو ٹو لڈا یوریتھنگ ٹو مومی ہیں نا؟" وہ اچک کر اس کو پیار کرتی ہوئی بولی جو کسمسا کر اب اس کی گود میں آرہا تھا مگر رونا واپس جاری رکھا ہوا تھا۔

"میرے خیال سے بھوکا ہو رہا ہے اور یہ ڈیڈا ڈیڈا کیا لگا رکھا ہے کتنی بار منع کیا ہے تمہیں عزہ کو بھی تم ڈیڈا بلوانے کے پیچھے پڑی رہتی ہو۔" شاہ زیب اس کی باتوں کو نظر انداز کر کے اب ظہیر کو اسے پکڑاتے ہوئے سنجیدگی سے اسے ٹوک گیا تھا۔ وہ یہ کافی دنوں سے غور کر رہا تھا۔

"ارے یار اٹ از ویری کول کتنا اچھا لگے گا نا میں مومی تم ڈیڈا واؤ سو کول از نٹ اٹ؟" وہ اب ظہیر کو تھپکی دیتی ہوئی جوش سے بولی۔ شاہ زیب نے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے آیندہ تم یہ سب نہیں سکھاؤ گی۔" علیزے کا چہرہ لمحوں میں ہی اتر گیا تھا۔ اسے کہاں اب شاہ زیب کی اتنی سنجیدگی کی عادت تھی۔ پچھلے دو سالوں میں وہ بالکل ایسا نہ تھا جیسے آٹھ سال پہلے ہوا کرتا تھا۔

دو سال پہلے اس رات دبئی کے ہوٹل کے لاؤنج میں جب مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نے چھ سال بعد علیزے انور کو واپس اپنی زندگی میں آنے کی درخواست کی تھی تب

www.zubiinovelszone.com NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسی پل اس خوابناک لمحے کی گرفت میں آتے علیزے کی دل میں سوتی ہوئی محبت جاگ اٹھی تھی۔وہ چاہ کر بھی نہ نہیں کر سکی تھی،وہ چاہ کر بھی انکار کیلیے اپنا سر نہ ہلا سکی تھی،وہ چاہ کر بھی کچھ نہ کہہ سکی تھی۔وہ بے بس ہو گئی تھی۔اسے بے بس کر دیا گیا تھا۔

اسے تکلیف ہوئی تھی۔وہ روئی تھی۔وہ بھی شاہ زیب کے مقابل بھیٹتی چلی گئی تھی۔شاہ زیب انکار سمجھ کر واپس اٹھ گیا تھا۔وہ پلٹ گیا تھا۔دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی ننھی عزہ کا چڑیا دل سہم گیا تھا۔وہ یہ منظر کیسے تاب میں لاتی؟ بھلا کیسے۔

"مما۔"وہ علیزے کو روتا بلکتا دیکھ بھاگ کر اس کے پاس آئی تھی۔شاہ زیب کے ہوٹل سے نکلتے ہوئے قدم جم گئے تھے مگر وہ پلٹا نہیں تھا۔

"مما کی جان۔"عزہ کو خود میں سمیٹتے علیزے کے رونے میں تیزی آئی تھی اور اسی لمحے شاہ زیب نے ہوٹل کا دروازہ کھول دیا تھا۔وہ باہر نکل رہا تھا۔علیزے کو محسوس ہوا اس کا دل اس کے جسم سے باہر نکل رہا ہے۔بس اب اور ہمت نہ تھی۔

"شاہ زیب۔"شاہ زیب ایک قدم باہر نکال چکا تھا جب علیزے کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔عزہ فوراً اس سے الگ ہوتی ہوئی خوشی سے ماں کو دیکھنے لگی جو اس کو پکار اب عزہ کے معصوم چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیے کہہ رہی تھی۔

"اب مما بابا اور عزہ ساتھ رہیں گے ایک کمپلیٹ فیملی کی طرح ہیں ناعزہ؟" جہاں عزہ پرجوش سی ہلکی سی چیخی تھی وہی شاہ زیب کو لگا تھا کہ اس کے مردہ جسم میں کوئی روح پھونک گیا ہو۔ وہ اپنی سرخ پانی سے بھری آنکھیں بند کر گیا تھا۔

کچھ ہی دنوں میں پاکستان واپسی کے بعد حلالے کے ایک عرصے بعد ایک بار پھر بخت حویلی میں مخدوم شاہ زیب فرقان بخت اور علیزے انور کا نکاح ہوا تھا۔ لیکن اس بار اس نکاح میں علیزے مطمعین تھی۔ عزہ اس کے بالکل پاس تھی جب اس نے دستخط کیے تھے۔ جبکہ دوسری جانب شاہ زیب خود کو مکمل محسوس کر رہا تھا۔ نکاح کے بعد بھی چند مہینے تک ان کے درمیان رنجش رہی تھی، علیزے کے دل میں اختلافات رہے تھے، ہچکچاہٹ رہی تھی، فاصلے رہے تھے، دوریاں رہی تھیں لیکن آہستہ آہستہ شاہ زیب نے لفظوں سے کم اور اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ علیزے انور کی محبت سے زیادہ عزت کرنے لگا ہے۔ وہ نارمل ہونے لگے تھے۔ وہ واپس پہلے جیسے ہونے لگے تھے۔ علیزے نے بھی خود کو بدلا نہیں لیکن بہتر کیا تھا۔ جس طرح شاہ زیب اس کی پسند ناپسند کا خیال کرتا علیزے بھی کرنے لگی تھی۔ فرق اتنا تھا کہ شاہ زیب محبت کا اظہار عمل کے ساتھ کھلے عام بھی کرتا تھا اور علیزے اظہار سے زیادہ عمل سے ظاہر

کرتی تھی۔ شاید صنفِ نازک ہی ایسی ہوتی ہے وہ مرد کی طرح محبت کا اظہار ہر دفع نہیں کر سکتی وہ اپنے عمل سے اپنی محبت بیان کرتی ہے۔

ان کی خوشحال زندگی میں اللہ نے جہاں رحمت دی تھی وہی ڈیڑھ سال میں نعمت سے بھی نواز دیا تھا۔ ظہیر شاہ زیب بخت نے نہ صرف ان کی زندگیوں بلکہ ان سے جڑی زندگیوں میں بھی خوشیاں بانٹ دی تھیں۔ حویلی میں عزہ کی پیدائش سے بڑا جشن ظہیر کی پیدائش پہ ہوا تھا اور اس موقع پر سب نے انیلا بخت کو بے حد یاد کیا تھا۔

آج شاہ زیب کی پہلی بار اتنی سنجیدگی سے ٹوکنے پر علیزے کا چہرہ پھیکا پڑ گیا تھا۔ وہ اب عادی نہیں تھی۔ وہ اب اس مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کی عادی نہیں رہی تھی جو وہ اٹھ سال پہلے تھا۔ جس سے علیزے کو نفرت محسوس ہوئی تھی۔ جسے علیزے کو چڑ محسوس ہوتی تھی۔ جسے علیزے بھاگتی تھی۔

"علیزے؟" وہ ظہیر کو لیے فیڈ کروانے پلٹ کر باہر جانے لگی تھی کہ وہ واقعی بھوک سے بے حال ہو رہا تھا جب شاہ زیب نے اسی سنجیدگی سے اسے پکارا جو رکی تھی مگر پلٹی نہیں۔

"ہوں؟" ظہیر کو ایک بازو سے دوسرے بازو میں منتقل کرتے ہوئے اس نے ہنکار بھرا۔

"کیا ہوا؟"علیزے اس بار پلٹی۔

"کچھ بھی تو نہیں۔"علیزے نے عام سے انداز میں کہنے کی کوشش کی۔شاہ زیب نے کچھ نہ کہا۔بس اسے خاموش نظروں سے دیکھا۔وہی دیوار پھر کھڑی ہو رہی تھی۔کمیونیکشن گیپ پھر آ رہا تھا۔غلط فہمیاں پھر پل رہی تھیں۔

"تمہیں مجھے اس طرح نہیں کہنا چاہیے تھا۔"اس کی خاموش نظروں کا خاموش مفہوم سمجھ کر وہ بول پڑی۔شاہ زیب نے ابھی کچھ نہ کہا بس آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر اپنے محبت کی مہر ثابت کی تو وہ اندر تک سرشار ہو گئی تھی۔اس بوسے میں کتنی پاکیزگی اور محبت تھی۔اف شاہ زیب اف!

"سوری بچیں وہی بولیں گے جو بولتے ہیں۔"وہ پگھل گئی تھی۔فوراً معزرت کرلی۔علیزے بدلی نہیں بہتر ہوئی تھی۔شاہ زیب اب مسکرا دیا۔

"اور بچوں کی ماں؟"شرارت سے پوچھا۔علیزے ایک ٹکا کر جواب دیتی کہ ظہیر پھر گلا پھاڑ کر رونا نہ شروع کر دیتا۔وہ یوں سکون سے ماں باپ کو بات کرتا دیکھ کر ڑھ ہی تو گیا تھا۔بیچارہ بھوکا بچہ!

"جاؤ فیڈ کروادو۔"وہ ظہیر کے سرخ چہرے کو پھر سے چومتے ہوئے ہنس کر بولا۔علیزے بھی ہنس دی مگر جیسی ہی پلٹی عزہ دروازے پر کھڑی روتی شکل بنائی ہوئی تھی۔علیزے اور شاہ زیب دونوں ٹھٹکے۔

"اب اسے کیا ہوا؟"

"مماویر آر مائے بلوٹیڈی بیر ؟"عزہ نے تیزی سے قریب ہو کر ماں سے پوچھا جو مسکراہٹ دبائے یکدم بوکھلاتے شاہ زیب کو دیکھنے لگی تھی جو آنکھوں کے اشارے سے علیزے کو کچھ کہنے سے باز رکھ رہا تھا۔

"میں بتاؤں عزہ جانو اس پر آپ کے بابا نے چائے گرادی تھی اور وہ پورا خراب ہو گیا تھا اور انہوں نے چپکے سے جا کر پھینک دیا۔"شاہ زیب نے دانت پیستے ہوئے اپنی چالاک بیوی کو گھوری سے نوازا تھا جو بیٹی کے ساتھ اس کے خلاف ٹیم اپ کر لیتی تھی۔بچے وہ اور معصوم ظہیر جو توتلی زبان میں بھی بول لے بڑی بات تھی۔باپ کا کیا دفاع کرتا۔

"نہ ثوندا سہ ونہ شول دادر رواغ دي۔"(نہیں زندگی ایسا نہیں ہوا تھا یہ جھوٹ ہے)وہ بیٹی کے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں دیکھ فوراً اس کی جانب لپکا تھا۔جو خفگی سے پیچھے ہو گئی تھی۔

"کیا کہا عزہ؟"علیزے نے نا سمجھتے ہوئے بیٹی سے پوچھا جو پشتو سمجھتی تھی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بابا نے کہا آپ جھوٹی ہیں۔" وہ پھولے پھولے سرخ گالوں پر گرتے ہوئے آنسوؤں کو ہتھیلی سے رگڑتے ہوئے بولی اور علیزے کی آنکھیں پھیل گئیں۔ شاہ زیب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"استغفار نہیں میں"۔۔۔۔۔

"تم نے مجھے جھوٹی کہا؟" بیٹی سے زیادہ جزباتی ماں ہتے سے اکھڑ گئی تھی۔

"کیا تم نے نہیں چائے گرائی تھی پرسوں؟" ظہیر اپنا رونا دھونا بھول ٹکر ٹکر چلتی جنگ کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا جو اس کے کچھ پلے پڑھنی تھی۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں گرائی تھی علیزے۔" بیٹی کو پھر سے روتا ہوا دیکھ شاہ زیب کی برداشت ختم ہونے کو تھی کہاں وہ عزہ کے آنکھوں میں آنسوں برداشت کر سکتا تھا۔

"گرائی تو تھی نا۔" اب کے عزہ رونے کے درمیان بولی اور ماں سے لپٹ گئی جو اس کا غم ہلکا کرتی ہوئی اب کہہ رہی تھی۔

"عزہ بابا تو ہے ہی گندے میں آپ کو دلاؤں گی ایک بڑا اسا ٹیڈی بیر نیو۔" وہ اس کو پچکارتی ہوئی بولی۔ شاہ زیب نے آبرو اچکا کر اسے گھورا۔

"تم نے مجھے گندا کہا؟"

"تم نے مجھے جھوٹا کہا۔"

"تو تم گندا کہو گی۔"

"تو تم مجھے جھوٹا کہو گے؟" دونوں بہن بھائی اپنا رونا دھونا بھول ماں باپ کی چلتی بحث کو ہی دیکھتے رہ گ ئے جو بچوں کی طرح لڑنے لگے تھے۔

"مما کال۔" بحث طویل ہوتی عزہ نے علیزے کی کرتی کا دامن پکڑتے ہوئے اسے موبائل کی جانب متوجہ کیا۔

"اٹھاتی ہوں ابھی ہنہہ۔" وہ ظہیر کو لے کر باہر نکل گئی ساتھ شاہ زیب کو منہ چڑانا نہ بھولی جو حیرت سے اس کی پشت دیکھتا رہ گیا پھر یکدم لبوں کے کنارے پھیل گ ئے۔ عزہ نے دلچسپ نظروں سے باپ کو دیکھا کہ پھر خفگی یاد آئی۔

"آپ میری مما کو تنگ نہ کیا کرے۔" وہ گردن اکڑ کر حکم دینے والے انداز میں بولی۔ شاہ زیب محفوظ ہوا۔

"وہ تو میں کروں گا۔" وہ اس کے پاس گھٹنے کے بل بھیٹ اس کی ناک دباتا ہوا بولا۔

"تو پھر میں اور مما دونوں بات نہیں کریں گے آپ سے۔" سینے پر بازو باندھے دھمکایا گیا۔

"عزِے میں دیکھ رہا ہوں مما کے بعد بابا کو تو بھول ہی گئی ہو یار پارٹی ہی بدل لی۔" عزِہ نے مسکراہٹ دبانے کی ناکام کوشش کی۔

"کیونکہ وہ میری مما ہے اور میری پریٹی مما بیسٹ ہیں۔" شاہ زیب نے نچلا لب دانتوں میں دبائے نیلی آنکھوں سے نیلی آنکھوں میں گھورا۔

"اور میں بیسٹ نہیں ہوں؟" عزِہ نے سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے تھوڑی پر انگلی رکھی۔

"ہوں بیسٹ ہیں بٹ میری مما کی طرح گورجز اینڈ بیوٹفل نہیں ہیں۔" وہ بال جھٹکتے ہوئے ادا سے بولی۔ سراسر علیزے کا انداز! شاہ زیب مسکرا کر رہ گیا۔

"ویل آئی اگری۔" (میں اتفاق کرتا ہوں) دونوں ہی ہنس دیے تھے جبکہ علیزے کے کانوں میں باپ بیٹی کی ہنسی کی گونج آئی تو اس کے لب بھی خوبصورتی سے مسکرا اٹھے۔

☆☆☆☆☆☆

"مما ظہیر کب بولے گا؟" عزِہ ظہیر پر جھکی اس کے ساتھ کھیلتے سمے وقفے وقفے سے علیزے سے پوچھ رہی تھی جو موبایل پر انگلیاں چلاتے ہوئے بنا سر سر اٹھائے اسے "جلد ہی" کا جواب دے رہی تھی۔

"مما ظہیر آج کل اتنا رو کیوں رہا ہے؟" وہ اب بھائی کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چومتی ہوئی حیرت سے پوچھ رہی تھی کیونکہ وہ پھر رونے کی شکل بنا گیا تھا۔ یعنی الارم دے رہا تھا کہ لاؤڈ سپیکر پھٹنے والا ہے۔

"دانت نکال رہا ہے ناچندا۔" علیزے ابھی بھی سر موبائل میں دیے جلدی سے جواب دینے لگی۔

"کیا میں روئی تھی میں نے کب دانت نکالے تھے مما؟" اچانک اس نے جوش سے پوچھا اور کھل کر مسکراتے ہوئے اپنے دودھ کے چمکتے دانت دکھائے اور اس عمل میں وہ بے حد پیاری لگی۔ علیزے کا سر یکدم اٹھا۔ موبائل پر چلتی انگلیاں تھم گئیں۔ آنکھوں میں اداسی کے تاثرات آئے جو عزہ کو نظر آگئے۔ اس نے تیزی سے دانتوں تلے زبان دبائی۔

"سوری مما۔" علیزے عزہ کے بچپن میں اپنی غیر موجودگی کیلیے کچھ زیادہ حساس تھی۔ شاہ زیب نے بھی عزہ کو سمجھایا تھا کہ وہ علیزے سے اس طرح کے سوال نہ کرے۔ مگر ابھی وہ جلد بازی میں بھول گئی تھی۔

"کوئی بات نہیں بے بی۔" علیزے نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور آگے بڑھ کر اس کے گال چوم لیے۔ عزہ واپس ظہیر پر جھک گئی جو اس کے ہاتھ میں چھوٹے سے چمکتے

ہوئے بریسلیٹ کی طرف متوجہ ہو گیا تھااور اشتیاق سے اسے چھونے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

"اسلام علیکم۔"علیزے اپنی گود میں رکھے موبایل کی جانب واپس متوجہ ہوئی تو عدیب کی ویڈیو کال دیکھ خوشی سے اٹھائی۔اگلی طرف وہ سکرین پر مسکراتا ہوا بہن کو دیکھنے لگا تھا۔

"وعلیکم اسلام کیسی ہو؟"اس نے مگ لبوں سے لگاتے ہوئے پوچھاتو علیزے نے اپنا موبایل اپنی آنکھوں کے عین سامنے کرتے ہوئے اپنا چہرہ واضح کیمرے پر کیا۔

"خود ہی دیکھ لو۔"وہ مسکرائی تو عدیب بھی مسکرادیا۔اس کی آنکھوں کی چمک سب بیان کررہی تھی۔وہ سنجیدگی سے ایک گہری سانس بھر کررہ گیا۔

"ماموں؟"عزہ عدیب کی آواز سن تیزی سے علیزے کی گود میں آکر بھیٹی اور عدیب کو ہاتھ ہلایا جو فوراً مسکرا اٹھا تھا۔

"ہاؤ آر یو سویٹ ہارٹ؟"محبت سے پوچھا۔

"آئم فاین آپ کیسے ہیں مامی کیسی ہیں مامی کو بلائیں نا۔"وہ ایک ہی سانس میں بول گئی۔علیزے عدیب دونوں مسکرادیے۔

www.zubinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ آفس میں ہے آتی ہی ہو گی۔" عدیب نے ایک نظر اپنے سامنے لگی گھڑی کو دیکھ مگ لبوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ظہیر کہاں ہے زے؟ "

"یہی ہے لو سو گیا۔" علیزے نے پاس ہی کوٹ میں لیٹے ظہیر کی جانب کیمرہ کیا جو گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا۔

"ابھی تو جاگ رہا تھا مما۔" عزہ پریشان ہوئی۔ علیزے اور عدیب ہنس دیے۔

" بالکل اپنی ماں پر گیا ہے سو توں۔" عدیب نے جان بوجھ کر علیزے کو چھیڑا۔

" بالکل نہیں تم پر گیا ہے آئے بڑے۔" علیزے نے منہ بنایا۔ وہ مسکرا دیا۔ اسی وقت بچوں کے کمرے کا دروازہ کھلا اور شاہ زیب آیا۔ علیزے نے سر اٹھایا۔

"علیزے تیار ہو جاؤ عزے جاؤ تیار...." شاہ زیب کی آواز سن عدیب سنجیدہ ہو گیا۔ عزہ جوش سے کمرے سے نکل گئی تھی۔

" کہی جا رہی ہو۔" یونہی اس نے پوچھا۔ شاہ زیب بھی عدیب کی آواز سن چکا تھا اسلیے بولتے بولتے رک گیا۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''ہوں ہاں انیور سری ہے نا آج ہماری۔''علیزے مسکرا کر بولی۔ عدیب نے اپنے ناپسندیدہ تاثرات چھپانے کیلیے واپس مگ ہونٹوں سے لگا کر چہرہ جھکا لیا۔ اسے پہلے علیزے کچھ کہتی شاہ زیب نے اس کے ہاتھ سے موبایل لیا۔

''اسلام علیکم کیسے ہو عدیب چائے کڑوی تو نہیں لگی؟''طنزیہ انداز علیزے اور عدیب دونوں کو سمجھ آ گیا تھا۔ علیزے نے اسے سکرین سے ہٹتے ہوئے گھورا۔

''چائے نہیں کافی ہے۔''سکرین پر شاہ زیب کو دیکھ اس کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے۔ ان دو سالوں میں عدیب کا انداز لیا دیا تھا جبکہ شاہ زیب کو اسے چڑانے میں ایک مزا آنے لگا تھا۔ دو سال پہلے اس نے علیزے کے فیصلے پر بہت اختلاف کیا تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے چھ سال پہلے کیا تھا۔ مگر اس بار وہ اپنی بہن کی محبت اور بھانجی کو دیکھ خاموش ہو گیا تھا۔

''جو بھی ہے کڑوی تو لگی ہو گی الحمد للہ سے ہمارے رشتے کی مضبوطی تو ہر آنکھ کو ہی کٹھکتی ہے۔''علیزے کی کلائی پکڑے جان بوجھ کر اسے سکرین ہر لاتے ہوئے شاہ زیب نے طنز کا تیر پھینکا تھا۔ عدیب نے کچھ کہنا چاہا مگر علیزے کی شکل دیکھ چپ ہو گیا۔

"آپ لوگ بات کرو میں عزہ کی تیاری دیکھ کر آتی ہوں۔"علیزے نے خفیف سے انداز میں کلائی چھڑاتے ہوئے عدیب کو دیکھ مسکرا کر کہا اور دروازے تک پہنچ گئی۔

"اور ہاں شاہ زیب دیکھیے گا ذرا ظہیر کو۔" وہ سوتے ہوئے ظہیر پر اشارہ کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"جی جان۔" جان بوجھ کر وہ انداز اپنایا گیا جو اس کا تھا ہی نہیں۔ وہ کبھی کسی کے سامنے علیزے سے اتنا بے تکلف نہیں ہوا تھا لیکن عدیب کو جلانے کیلیے وہ جان بوجھ کر کرتا تھا اور عدیب کے لب بھینچ کر پہلو بدلتے ہوئے دیکھ وہ جی بھر کر محفوظ بھی ہوا تھا۔

"چلی گئی تمہاری بہن سالے صاحب پوچھ لیں جو پوچھنا ہے۔"موبایل کو جھکائے اس نے ایک نظر سوتے ہوئے ظہیر پر ڈال عدیب کو دیکھ کہا۔ جو تیار ہی بھیٹا تھا۔

"میری بہن سچ مچ خوش ہے نا یا تم اسے پریشان کر رہے ہو دیکھو شاہ زیب اگر مزید ایک اور بار تم

نے زے کا دل دکھایا یا پھر اپنا جاہلانہ انداز"......

"فکر مت کرو تمہاری بہن ہر صبح میرے اٹھنے سے پہلے اٹھتی ہے ناشتہ بناتی میرے جوتے پالش کرتی ہے مجھے اپنے ہاتھوں سے جوتے پہناتی ہے میرے دس بیس کپڑے ایک دن میں روز دھوتی ہے استری کرتی ہے الماری میں لگاتی ہے جب تک میں نہ

آجاؤں پورے گھر کی صفائی اکیلے کرتی ہے میرے لیے روز انواع قسم کے کھانے پکاتی ہے میں نہ کھاؤں تو خود بھوکی رہتی ہے میں لیٹ ہو جاؤں تو جاگتی رہتی ہے میرے طعنے باتیں سب سہتی ہے اور ہفتے میں ایک بار ہاتھ واتھ بھی اٹھالیتا ہوں اور ".....

"شٹ آپ۔" عدیب سرخ چہرہ لیے بڑھکا جبکہ شاہ زیب دل جلانے والی مسکراہٹ لیے پورے موڈ میں تھا۔

"بکواس مت کرو۔" وہ غصہ ہوا۔

"کیا ہوا؟" علیزے جو اندر آئی تھی عدیب کے غرانے پر چونک گئی۔

"کچھ خاص نہیں بس بتا رہا تھا کہ تمہارے اپر کتنے ظلم و ستم ہوتے ہیں۔" وہ ایک شوخ مسکرہٹ علیزے کی جانب اچھالتا ہوا بولا۔

"لو بتاؤ اپنے بھائی کو کتنا ظالم جاہل شوہر ہوں میں۔" وہ اب اٹھ رہا تھا۔

"شاہ زیب۔" علیزے نے اس کا ہاتھ پکڑا اور پھر سکرین پر عدیب کے غصیلے چہرے کو دیکھا۔

"کیا ہوا میں نے کیا کیا سچائی ہی بیان کی ہے کیوں عدیب کچھ غلط کہا میں نے تمہاری میرے بارے میں رائے بالکل درست ہے ایسا ہی ہے۔" وہ مزے سے کہتا ہوا علیزے کے برابر بھیٹا۔

"شاہ زیب ڈونٹ ڈو دس بھائی ایسا کچھ نہیں ہے میں بہت خوش ہوں اور اپنی مرضی سے ہوں تم پلیز یوں بدگمانی ختم کرو ہی از ناٹ دیٹ بیڈ۔" علیزے نے یقین دلایا۔

"نہیں قسم سے جھوٹ بول رہی ہے میرے ڈر سے یہ عدیب میں نے دھمکی دی ہوئی ہے کہ میں ملنا جلنا ختم کروا دوں گا۔" وہ ظہیر کو اٹھتا ہوا دیکھ گود میں لیتے ہوئے اسے پھر سے بولا۔ علیزے نے اسے آنکھیں دکھائیں۔ عدیب نے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"میں جانتی ہوں تم میرے لیے بہت فکر مند ہو لیکن میرا یقین کرو شاہ زیب پلیز۔"

شاہ زیب کو نفی میں سر ہلاتے ہوئے دیکھ وہ چڑی۔ وہ ہلکا سا ہنس دیا۔

"دیکھو عدیب۔" اب سنجیدگی سے اسے مخاطب ہوا جو خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم اپنی بہن کو جانتے اگر میں اس کے ساتھ ٹھیک نہیں ہوں تمہارے لفظوں میں اس کا دل توڑتا ہوں اس کو دکھی کرتا ہوں اسے خوش نہیں رکھتا تو کیا وہ ایسے رشتے میں رہے گی کیا وہ ایسی لڑکیوں میں آتی ہے جو اپنی ذات کا سمجھوتا کرے کسی بھی وجہ سے یہاں تک کہ اولاد کی بھی وجہ سے بھی؟" شاہ زیب کی بات چھوٹی نہ تھی بلکہ بہت بڑی تھی۔ دونوں بہن بھائی کی نظروں کا فوراً تبادلہ ہوا تھا۔ علیزے مسکرائی تھی اور عدیب کے سخت تاثرات نرم پڑے تھے۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ علیزے اپنی حفاظت خود کرنا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

جانتی تھی۔ وہ اپنی خوشی اور سکون کو تحفظ دینا جانتی تھی۔ اس کی پہلی پرایوٹی وہ خود تھی۔ وہ اگر کہہ رہی تھی وہ اس انسان، اس رشتے میں خوش ہے تو وہ خوش تھی۔

علیزے نے شاہ زیب کے کندھے پر اپنا سر ٹکا دیا۔ عدیب نے بغور انہیں دیکھا۔ ان کی جوڑی واقعی میں خوبصورت اور مکمل تھی۔ وہ ایک پیاری مسکراہٹ چھپا گیا۔

"مسکرادو کیوں شیر ماموں کو بولو مسکرادیں۔" وہ ظہیر کو کہتا ہوا عدیب کی چھپی مسکراہٹ پکڑ گیا تھا۔ عدیب حیران ہوا تھا۔ سکرین کے پار وہ کیسے پہچان گیا تھا۔

"تمہارا باپ بہت تیز ہے۔" وہ بے اختیار ظہیر سے بولا۔ ظہیر جانے کیوں ہنس دیا جس پر شاہ زیب نے چونک کر اسے دیکھا جبکہ عدیب اور علیزے کا قہقہہ فضا میں بے ساختہ گونجا۔ شاہ زیب نے دانت کچکچاتے ہوئے دونوں بہن بھائی اور اپنے اکلوتے سپوت کو دیکھا تھا جس نے ٹیم بدل لی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

گاؤں میں آج جمعرات کے دن موسم خاصی خوشگوار تھا۔

بخت حویلی کی خوشگوار فضا کو برآمدے پہ تخت پر بھیٹی علیزے انور کی مسکراہٹ مزید خوشگوار بنا رہی تھی۔ خواتین کا ایک مجمع تھا جو چاندی پر بھیٹا اپنی اپنی فریاد لیے ہوئے

تھا۔علیزے کے بالکل برابر زینیا بھیٹی تھی اوراس کے ایک طرف دو ملازمائیں پانی کے سٹیل کا جگ لیے کھڑی تھیں۔

"آپ.... "علیزے نے تیز ہوا کے باعث سر سے سرکتے دوپٹے کو واپس سر پر جمایا اور دوسری نشت پر بھیٹی نقاب میں عورت کو مخاطب کیا۔

"جی چھوٹی بی بی جی۔" وہ تیزی سے مودوب انداز میں کھڑی ہو گئیں۔

"آ...آ بھیٹ جائیں۔"علیزے نے فوراً کہا۔زینیا نے بھی سر ہلایا۔وہ جھجھکتے ہوئے واپس بھیٹ گئی۔

"آپ کی بیٹی کا داخلہ ہو گیا؟"علیزے نے نرم سی مسکراہٹ لیے پوچھا۔

"جی چھوٹی بی جی آپ کی مہربانی ہے احسان ہے ورنہ کہاں یہاں بیٹیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی جاتی ہے بہت بہت شکریہ۔"زینیا افسردگی سے مسکرادی۔

"نہیں غلط کہا آپ نے یہ میرا احسان یہ مہربانی نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کا احسان اوع اس کی مہربانی ہے۔ "

"جی جی۔"وہ سر جھکا گئی۔زینیا نے علیزے کو دیکھا اور علیزے نے اس کو پھر سامنے جہاں ایک کم عمر لڑکی نے اپنا ہاتھ کھڑا کیا تھا۔علیزے جو کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھ اٹھنے لگی تھی رک گئی۔بخت حویلی کا چکر تو ہر مہینے میں لگ جاتا تھا مگر جمعرات کو وہ

بہت کم آکر مہرون نساء اور سلماں بخت کے ساتھ بھیٹتی تھی کہ زیادہ تر یہاں پشتو زبان میں بات ہوتی تھی جس کا اسے علم نہ تھا۔آج وہ کئی مہینے بعد ایک ہفتے کیلیے رکنے آئی ہوئی تھی۔

مہرون نساء اور سلماں بخت بچوں کو لے کر بازار گئیں تھیں اسیلیے حویلی کی دونوں بہوؤں نے آج کا دن ضایع نہ ہونے دیا تھا۔سڈنی سے تو انور بخت کی فیملی اور عدیب کی فیملی کا آنا تو سال میں دو تین بار ہوتا تھا اور لڑکیاں سب اپنے سسرال سے آئے روز آئیں جاتی تھیں۔

بخت حویلی آج بھی اسی طرح آباد تھی جس طرح انیلا بخت کے دور میں ہوا کرتی تھی۔اسے آباد رکھا گیا تھا۔

"بی بی جی دا یوہ غو°تنہ دہ۔"وہ اتنی فروانی سے بولی کہ زینیا اور علیزے دونوں کو کچھ سمجھ نہ آیا۔زینیا نے گردن موڑے ملازمہ کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"جی یہ کہہ رہی ہے کہ اس کو ایک بڑی درخواست کرنی ہے اردو میں بول نوری۔" ملازمہ نے بتایا۔

"ہاں کہو نا؟"زینیا نے مسکرا کر پوچھا۔علیزے کو چادر میں چھپی کمزور سی کم عمر بچی کو دیکھ عجیب محسوس ہوا۔اس کے چہرے پر نیل پڑے تھے۔

"جی معافی چاہتی ہوں وہ.... وہ چھوٹی بی بی جی میں نے سنا ہے آپ لوگ بہت سخی ہیں آپ لوگ درخواست کو سنتے ہیں جی میری بھی ایک درخواست ہے۔" وہ اپنے لبوں لہجہ میں رک رک کر بولی۔ جیسے ہچکچا رہی ہو۔ علیزے نے بھنویں اچکائیں۔

"چھوٹی بی بی جی آپ میرے شوہر کو دکان دلا دیں گی روٹی کے لالے پڑے ہیں میری دو چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں بھوکے تو ہم رہ سکتے ہیں بچیں تھوڑی۔" علیزے بری طرح چونکی۔

"تم شادی شدہ ہو؟ "

"جی بی بی جی۔" اس کی جگہ ملازمہ نے جواب دیا تھا۔ علیزے نے بھرپور حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا جو شاید یوجنا سے بھی چھوٹی ہو گی جبکہ زینیا کا انداز نارمل تھا۔

"تمہاری عمر کیا ہے؟"

"جی سولہ سال۔ "

"واٹ؟" علیزے کو چار سو چالیس کا جھٹکا لگا۔

"ایسا ہوتا ہے علیزے یہاں سب نارمل ہے۔" زینیا نے سب عورتوں کی عجیب نظروں کو دیکھ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"چھوٹی بی بی ج میرے خسم کو دکان دلوادیں بڑی مہربانی ہو گی گھر میں روٹی نہیں ہوتی تو بھوکا پیٹ مار کھانی پڑتی ہے۔" وہ اپنی جون میں بول رہی تھی۔

"وہ تمہیں مارتا ہے؟" علیزے نے تحیر سے پوچھا۔

"ہاں مجھے بھی بچیوں کو بھی جیب میں پیسے نہیں ہوتے نا نشے کے تو وہ اپنی بھوک اور طلب کبھی مار کے کبھی....." ملازمہ کی سخت نظروں کو دیکھتے ہوئے نوری جھجھک کر رک گئی۔ جبکہ علیزے کو صدمہ لگا۔

"یہ غلط ہے نوری تمہیں بتانا چاہیے تھا تم جانتی ہو نا ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ کم از کم ہمارے گاؤں میں ایسا ظلم نہ ہو رہا ہو تم بچیوں کی تو فکر کرو معصوموں کو کچھ ہو جائے۔" اب کے زینیا سخت کبیدہ خاطر ہوئی۔

"کیا بی بی جی کیسا ظلم میرے پیٹ میں تو تیسرا بچہ بھی نہیں رہا ایک دن اتنا مارا اس نے کہ بچہ گنوا بھیٹی میں۔" نوری کا لہجہ دکھ سے لبریز تھا مگر ہونٹوں پر مجروح مسکراہٹ تھی۔ علیزے نے لبوں کو بھینچ لیا۔

"سیف۔" وہ یکدم دھاڑی۔ دور گن مین سے بات کرتا ہوا سیف فوراً حاظر ہوا۔

"حکم چھوٹی بی بی جی۔" سر جھکا کر وہ ہاتھ باندھ کر گویا ہوا۔

"اس بچی کے شوہر کے خلاف کمپلین کرواور اس بچی کواور اس کی بچیوں کوایک محفوظ پناہ گاہ دواور نوری تم اٹھو سلطانہ تائی سے کھانا لے کر جاؤاور بچیوں کو کھلاؤ جانے کب سے وہ بھوکی ہوں گی۔" وہ سیف کو کہنے کے بعد نوری سے مخاطب ہوئی جو حق دق اسے دیکھنے لگی۔

"جو حکم۔" سیف پلٹنے لگا جب نوری ہڑ بڑا کر کھڑی ہوئی۔

"نہیں چھوٹی بی بی.جی میرے خسم کو کچھ نہ کہیں وہ مجھے طلاق دے دے گا میرا گھر اجڑ جائے گا میری بچیوں کا کیا ہو گا ان پر سے باپ کا سایا اٹھ جائے گا اور....اور یہ معاشرہ یہ تو مجھے"....

"تمہارا دماغ خراب ہے بیٹا تم اس ظالم شخص کو بچار ہی ہوتا کہ تمہارا رشتہ خراب نہ ہو وہ خونی ہے اس نے تمہارے بچے کو مارا ہے کل کو وہ تمہیں مار دے گا تمہاری بچیوں کے ساتھ کچھ کر دے گا پتہ کیا ہے تم جیسی ہی لڑکیاں ہوتی ہیں جو گھر بچانے کے چکر میں ایسے مردوں کو ہوا دیتی ہیں ظلم کرنے والے سے زیادہ ظلم سہنے والا غلط ہوتا ہے تم اپنے لیے نہیں اپنی بچیوں کیلیے آواز اٹھاؤ میں ہوں نا میں تمہیں یقین دلاتی ہوں تمہیں اور تمہاری بچیوں کو اچھا مستقبل دوں گی جتنا ہو سکے گا کروں گی اور جہاں تک بات اس معاشرے کی ہے تو یہ معاشرہ ہم سے بنتا ہے تم ہمت کرو گی تو کوئی اور ہمت کرے گا یہ

معاشرہ کہاں ہوتا ہے جب اس طرح مظلوموں پر ظلم ہوتا ہے؟" نوری کی آنکھوں میں آنسو آگ ئے۔ زینیا نے سیف کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر چلا گیا۔

"بی بی جی کس کس کا مستقبل بنائیں گی یہاں ہر دوسری عورت ان ظلم و ستم کا شکار ہے مرد کی گالیاں اور مار کھانا تو قسمت میں لکھا ہے۔" تیسری نشت میں بھیٹی ایک عورت افسردگی سے بولی تو سب نے ایک آواز میں تاید کی۔ علیزے کو سخت افسوس ہوا۔

"جب تک ہماری یہ سوچ رہے گی نا تب تک یہی ہو گا ارے میں مردوں کو کیا بولوں جب خود ہی عورتیں اپنے بارے میں یہ سوچتی ہیں ایک بات یاد رکھیے گا آپ لوگ جس دن ہم اپنے حقوق سے خبادر ہو گ ئے اپنے حق کیلیے کھڑا ہونا سیکھ لیا آواز اٹھانا سیکھ لی اس دن ان جیسے مردوں میں خوف پیدا ہو جائے گا عورت پر جنسی تشدد یا زبان اور ہاتھ سے مارنے سے پہلے دس بار سوچیں گے ہماری اسی سوچ نے ایسے مردوں کو شہہ دی ہے بلکہ میں تو کہتی ہوں ہم ہی اپنے بیٹوں کو ایسی تربیت دیتے ہیں ہم بھول جاتے ہیں کہ ہمارا بچہ کل کسی کا شوہر اور باپ بنے گا عورت ہو یا مرد انسان جب تک اپنی عزت نہیں کرتا کوئی دوسرا اس کی عزت نہیں کر سکتا اور نوری مرضی ہے تمہاری یا تو تم اس جیسے جلاد کو مزید شہہ دو اور اپنی بیٹیوں کو یہی سیکھ دے کر پڑھنے لکھنے کھیلنے کودنے کی عمر میں کسی کے ساتھ بیاہ دو یا ہمت کر کے کھڑی ہو جاؤ اور اپنی بچیوں کو اور

اپنے مستقبل کو خوبصورت بناؤ عورت کا کام صرف شادی کرنا اور بچیں پیدا کرنا نہیں ہوتا وہ بہت کچھ کر سکتی ہے اس کا اپنے پیروں پر کھڑا ہونا شوق نہیں بلکہ ضرورت ہے کہتے ہیں عورت کا گھر نہیں ہوتا یہ اسیلیے کہتے ہیں کہ عورت نے اپنا گھر پہلے میکہ اور پھر سسرال سمجھا ہوتا ہے صحیح بات ہے سمجھنا بھی چاہیے لیکن صرف نہیں سمجھنا چاہیے اس کا اپنا ذاتی خود کا گھر ہونا چاہیے جدھر باہر تختی پر صرف اس کا نام لکھا ہو وہ اس کی ملکیت ہو تا کہ اسے دوسرے کے گھر سے نکالے جانے کا خوف نہ ہو امید کرتی ہوں تمہیں میری باتوں سے تھوڑی عقل آئی ہو گی۔" وہ سب کو ششدر چھوڑ چادر سنبھالتی ہوئی اٹھی اور برآمدے سے نکل دہلیز پار کرنے لگی۔ پیچھے سب ہی مکھیوں کی طرح چے میگوئیاں شروع ہو چکی تھیں۔ وہ جانتی تھی یہاں اس کے ہر ایک لفظ سے کئی لوگوں نے اختلاف کیا ہو گا۔ مگر اسے پروہ نہ تھی۔ وہ جانتی تھی اس وقت دین کا حوالہ دے کر اسے غلط ثابت کیا جا رہا ہو گا۔ اسے تب بھی فکر نہ تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اس نے جو کہا پورا صحیح نہیں تو پورا غلط بھی نہ کہا تھا۔

پانی سر سے اپر جا چکا تھا۔ سالوں سے عورتوں پر ہوتے ہوئے ظلم کی داستان سنتے صدیاں بیت چکی تھیں۔ اب عورت اپنے لیے کھڑی نہیں ہو گی تو کب ہو گی؟ یہ اس کی

سوچ تھی۔ ہزاروں، لاکھوں اور کرڑوں لوگوں کو اختلاف ہو سکتا تھا۔ اسے پروہ نہ تھی۔

اس کی چال میں وہی اعتماد تھا جو علیزے انور کا تب سے حصہ تھا جب اس نے شعور کی دنیا میں قدم رکھا تھا۔

وہ حویلی سے باہر نکل آئی تھی۔ سامنے ہی مخدوم شاہ زیب فرقان بخت آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ لگائے سیف اور ارحم سے محو گفتگو تھا۔

علیزے کو آتا ہوا دیکھ اس نے آنکھوں سے چشمہ نکالتے ہوئے گربان میں اڑسایا اور سیف اور ارحم کو جانے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر چلے گ ئے۔

"فکر مت کرو ہو جائے گا۔" علیزے کو قریب آتے ہوئے اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھ شاہ زیب نے نرمی سے کہا جس پر اس نے بڑی بڑی آنکھیں اٹھائے شاہ زیب کی نیلی آنکھوں کو بغور دیکھا۔ آج دو بچوں کے بعد بھی ان آنکھوں میں ایسا تھا کہ شاہ زیب کو اپنا آپ ڈوبتا محسوس ہوا۔ اس پورے عرصے میں شاہ زیب کو علیزے سے مزید محبت ہوئی تھی۔ وقت جیسے جیسے اس کے سنگ خوبصورتی سے بیت رہا تھا ویسے ویسے شاہ زیب کی محبت گھٹ نہیں بڑھ رہی تھی۔

"کیا ہوا میرے دل کے ٹکرے؟" وہ علیزے کی آنکھوں میں جھلکتی ہوئی نمی کو دیکھ اس کے سر پر دوپٹا درست کرتے ہوئے پوچھنے لگا اور اسی پل علیزے روتی ہوئی اسے لپٹ گئی۔ شاہ زیب نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"علیزے۔" ہاتھ کی مٹھی بنائے اس کے سر پر رکھی اور مٹھی سے انگھوٹا نکال کر بالوں پر پھیرنے لگا جبکہ دوسرے ہاتھ سے علیزے کے گرد حصار باندھا ہوا تھا۔

"میں بہت ناشکری ہوں نا؟" علیزے نے بنا الگ ہوئے ایسے ہی روتے ہوئے سر اٹھا کر پوچھا تو یک لخت شاہ زیب کے ہونٹوں پر تبسم سا بکھر گیا۔

"وہ تو ہو۔" علیزے متحیر ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ اسے اتنے سیدھے جواب کی توقع نہ تھی پھر مزید بے آواز روتے ہوئے واپس سر اس کے سینے سے ٹکا کر اس کا سیاہ کرتا آنسوؤں سے تر گیلا کرنے لگی۔

"مجھے تم نے کیسے برداشت کیا؟" نادم سی وہ یکدم اسے الگ ہو کر پوچھنے لگی۔ شاہ زیب نے لبوں کو زیادہ پھیلنے سے روکا اور گھمبیر لہجہ میں بولا۔

"جیسے تم نے مجھے کیا۔" ساتھ جھک کر اس کی ناک پر اپنے لمحوں میں لب رکھے پیچھے ہوا۔ حویلی کے باہر سنسان پڑا تھا۔ اندر مجمع جو لگا تھا۔ تب ہی بے تکلفی سے وہ دونوں کھڑے تھے۔

"مطلب ہم دونوں نے ایک دوسرے کو برداشت کیا؟" وہ بچوں کی طرح سوچتی ہوئی بولی۔ شاہ زیب کا اچانک بلند بانگ قہقہہ اسے بے وجہ لگا تھا۔

"ہوں یہی کہہ لو۔" وہ علیزے کے خفگی بھرے تاثرات دیکھ جلدی سے بولا۔ علیزے نے اس کے ہنسنے کے باعث سرخ پڑتے درخشاں چہرے کو بغور دیکھا پھر اگلا ردِعمل ایسا تھا کہ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کنگ رہ گیا۔

اس نے آگے بڑھ کر اپنے گلابی ہونٹ اس داڑھی کے ذرا اپر رکھے تھے اور جلدی سے پیچھے ہو گئی تھی۔

"تھینک یو فار ایوری تھنک مائے لو۔" آنکھوں میں آنکھوں ڈالے ازلی اعتماد لیے وہ وہی علیزے انور تھی جس نے اٹھ نو سال پہلے "ہو آر یو؟" کے جواب میں کہا تھا "ہیلو علیزے انور ہاؤ آر یو لوزر؟" بلاشبہ شاہ زیب وہاں نہیں تھا لیکن یہ جھلک اسی علیزے انور کی تھی جس کو اس نے دو سال پہلے دبئی کے میچ میں باوقار اپنے کمپونینٹ سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا تھا جب میچ شروع ہونے والا تھا اور وہ آگے بھی دیکھنے والا تھا جب وہ مزید میچیز میں حصہ لے گی۔

"کیا ہوا؟" اس کو یوں خاموش گہری نظروں سے خود کو تکتے پا کر علیزے جھنجھلا کر بولی۔

"محبت ہوئی۔" اس نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھ آج پھر اسے سرشار کر دیا تھا۔

"ابھی؟"

"نہیں۔"

"پھر؟"

"جب تم پانچ سال کی تھی اور میں دس سال کا۔" علیزے مسکرائی۔

"بہت شدت والی ہوئی تھی؟" شرارت سے لبوں کو دباتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔" سادگی سے اعتراف کیا گیا۔

"مجھے ویٹسن کے ساتھ دیکھ جلن ہوئی تھی؟" کب سے پوچھنے والا سوال پوچھ ڈالا۔

"ہاں۔" پھر سادگی سے اعتراف کیا گیا۔

"غصہ آیا تھا؟"

"ہاں۔"

"جی چاہا تھا منہ توڑ دوں؟"

"ہاں۔"

"کس کا میرا یا ویٹسن کا؟"

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں۔" نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر؟"

"خود کا۔" وہ حیران ہوئی۔

"کیوں؟"

"تاکہ جو بے غیرت اور بے بس محسوس کر رہا تھا....." اس کی بات درمیان میں ہی کانٹ دی گئی۔

"مخدوم شاہ زیب فرقان بخت بے غیرت اور بے بس بھی محسوس کرتے ہیں۔" حیرت کا سمندر تھا۔

"بالکل۔" سینے پر بازو لپیٹے اطمینان سے کہا گیا۔

"واقعی؟" وہ غش کھانے والی تھی۔

"علیزے شاہ زیب بخت مخدوم شاہ زیب فرقان بخت نے تمہارے معاملے میں ہر وہ احساس محسوس کیا ہے جسے وہ ناآشنا تھا تم نے مجھے زندگی کی طرف ایک نیا پہلو دیا ہے تم نے مجھے بدلا ہے تم نے مجھے اپنا بنایا ہے تم نے مجھے اپنی جانب کھینچا ہے۔" کتنا خوبصورت لہجہ تھا! کس قدر جزبات سے بوجھل آواز تھی۔ کیا اقرار تھا۔ اف شاہ زیب اف!

"تم میرے اپنے تھے لیکن فاصلے پر شاہ زیب میں نے فقط یہ فاصلہ مٹایا ہے میں نے تمہیں اپنی جانب کھینچا نہیں میرے دل نے تمہاری طرف رخ کیا ہے اور تمہارا دل میرے دل کے ذرا سے پہلو بدلنے پر متوجہ ہو گیا تھا۔" کتنی گہری بات تھی! کتنا حسین انداز تھا۔ ہائے علیزے ہائے!

"کیا تمہارا دل ہمیشہ یونہی متوجہ رہے گا؟" دونوں ہاتھوں کو تھماتے ہوئے اس لڑکی نے ایک سوال کیا تھا۔ یہ "ایک سوال" دلوں کے تار چھو گیا تھا۔ کتنا مخمور سوال تھا۔ "کیا تمہارا دل ہمیشہ یونہی میری جانب رخ کیے رہے گا؟" سوال پر سوال آج تک اتنا خوبصورت نہ لگا تھا۔ جتنا اس وقت علیزے انور کو لگا تھا۔ وہ مسکرادی تھی۔ مخدوم شاہ زیب فرقان بخت کو یہ مسکراہٹ دنیا جہاں سے زیادہ حسین لگی تھی۔ اس مسکراہٹ میں ہی جواب تھا۔ لفظوں کی ضرورت ہی کہاں تھی اب؟

اور وہی ہوا لفظوں نے اپنا ساتھ چھوڑ دیا۔ شاہ زیب نے اس کے دونوں ہاتھ جو اس نے تھامے رکھے تھے اس کو لبوں پر لے جاتے محبت سے پیار کیا پھر ایک ہاتھ کو چھوڑتے ہوئے اپنا رخ سامنے جیپ کی جانب کیا اور ایک ہاتھ اس کا مضبوطی سے پکڑ چھوٹے چھوٹے قدم اس کے ہمراہ اٹھانے لگا۔

دفعتاً سامنے دن کے اجالے میں جیپ کو دیکھ آٹھ سال پہلے کا منظر آنکھوں کے سامنے جھلملا گیا۔ تلخی وجود میں اتر آئی۔

"یاد ہے اسی جیپ میں تم مجھے زبردستی بٹھا کر لے کر گئے تھے اور اپنے منگیتر ہونے کا تم نے انکشاف کیا تھا۔" چلتے چلتے شاہ زیب رکا تو وہ بھی رکی۔ علیزے نے گردن موڑے اونچا سر کیے اس کی گہری نیلی آنکھوں میں جھانکا۔

"تم نے کتنی بے دردی سے میرا بازو پکڑا تھا۔" وہ بے حد آہستگی سے بولتی لاشعوری طور پر اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنا بازو سہلا گئی۔ ہاتھ اب تک شاہ زیب کی مضبوط گرفت میں تھا۔ شاہ زیب اسے بنا کسی خاص تاثر کے دیکھے گیا۔

علیزے کی آنکھوں میں عجیب سی ناگواری اتر آئی تھی۔ وہ اپنی جگہ ٹھیک تھی۔ یہ کوئی کہانی نہ تھی جس کے ہیپی اینڈنگ میں ہیرو ہیروین "ہیپیلی آفٹر" ہو جائیں یہ تو زندگی تھی۔ جتنا کچھ ہوا تھا وہ سب کہیں نہ کہیں یاد رہنا تھا۔ نا چاہتے ہوئے بھی دل میں ایک خلش باقی رہنا تھا۔ ہنستی کھیلتی زندگی میں کچھ لمحے ایسے آنے تھے جب ایک دوسرے کے ساتھ کی زیادتی علیزے کو بھی یاد آتی تو شاہ زیب کو دکھ بھی ہوتا اور غصہ بھی آتا۔

شاہ زیب نے واپس قدم بڑھا دیے۔ علیزے جواب آنکھوں میں ایک معزرت کی امید لیے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ بجھ گئی۔ اس کے ارمان پر پانی پھر گیا۔ شاہ زیب نے

محض ''سوری'' جیسا لفظ بھی نہ کہا تھا۔ وہ ویسے ہی انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ علیزے نے اپنا ہاتھ اسے نہ چھڑوایا مگر منہ ایک طرف موڑے وہ تمام تر تلخی پینے لگی جب اسے شاہ زیب کی گرفت اور مضبوط ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے واپس گردن موڑے سر اٹھا کر اپنے شانے سے شانہ ملائے اسے چلتے ہوئے دیکھا جس کے لب کھلے تھے اور ان لبوں سے نکلنے والے الفاظ ایسے محسوس ہوئے تھے جیسے تپتی دھوپ میں جلتی بنجر زمین پر بارش کے ٹھنڈے ننھے ننھے قطروں کی پھوار پڑی ہو۔ اب تیز پڑ رہی ہو۔ اسے بھیگا رہی ہو۔ وہ بھیگتی ہی جا رہی ہو۔

''تا سودز°ہ سرہ انجلا°یاست چ°زما دانا سرہ مخالفت کوي۔'' پختون لہجہ اور مخصوص انداز لیے مخدوم شاہ زیب فرقان بخت دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

علیزے چونک کر رکی تو وہ بھی رکا۔ چہرہ موڑے اس کی الجھی آنکھوں میں دیکھا تو علیزے کو لگا اس کی آنکھوں میں محبت کے جگنو رقص کرنے پر اتر آئے ہیں۔

''کیا مطلب ہے اس کا؟'' پہلی بار اس نے اپنی زبان میں کچھ کہا اور علیزے کے بجائے اس نے یہ سوال داغا۔ علیزے کا دماغ سن ہوا اور دل نے شور مچایا۔ لفظ اپنے آپ لبوں سے نکلے۔ انداز ایسا تھا کہ شاہ زیب کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ رینگنے لگی۔

www.zubiinovelszone.com
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم میری انا کی مخالفت کرتے دل کا ساتھ دیتی لڑکی ہو؟"اس نے واپس اس کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔شاہ زیب نے سرہاتی نظروں سے اسے دیکھا۔اسے یاد تھا؟اسے یاد ہی رہنا تھا۔وہ کیسے بھول سکتی تھی؟

"تاسوزمادز°. خاور° برخہ یاست۔"اب وہ واپس سامنے دیکھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے لگا۔علیزے بھی محوت سے اسے دیکھ قدم سے قدم ملا کر چلنے لگی۔

"تم میرے اسی دل کی بنجر زمین کا حصہ ہو۔"وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولی۔شاہ زیب کی آنکھوں میں چمک بڑھی۔واپس اسے دیکھاوہ کسی خواب کی کیفیت میں اسے دیکھتی کہہ رہی تھی۔جیسے یہ ماحول کا طلسم ہواور وہ طلسم گر ہو۔اسے اپنے بس میں کر رہا ہو۔اور وہ بس میں ہو رہی ہو۔

"تاسوھغہ°وک یاست چ°زماحواس راولی۔"آسمان میں اڑنے والے پرندے بھی متوجہ ہو گئے۔اونچائی سے وہ دونوں ہاتھ تھامے ساتھ چلتے دل کو بڑے بھار ہے تھے۔

"تم میرے حواسوں پر قابض ہونے والی وہی تو ہو۔" علیزے نے کئی بار پلکیں جھپکا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس لمحے کی گرفت میں آکر ایک بار پھر اس شخص کی اسیر ہو رہی تھی۔

"تہ زما د ضد کاریٔ۔" جیپ قریب آچکی تھی۔ وہ اسے سنتے رک ہی رہی تھی کہ شاہ زیب نے رخ موڑ لیا۔ اسے اندازہ نہ ہوا۔ اب جیپ پیچھے تھی اور وہ دوسری گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"تم میری ضد کی تصویر ہی تو ہو۔" علیزے نے مسکرا کر کہا۔ وہ خود پر حیران ہوئی۔ اسے لفظ بہ لفظ یاد تھا۔

"زہ پوھیږم چې ستاسو ځای زما د لاسرسي په دننه کې دی؟" جیپ اب کافی پیچھے ہو گئی تھی اور اسے جڑی تلخ یادیں بھی۔ اس نے علیزے کی بے خبری میں بہت کچھ اسے جتا دیا تھا۔ لفظوں سے تو جتا رہا تھا ساتھ عمل سے بھی اس وقت جتا دیا تھا۔

"تمہارا مقام میری دسترس میں جانتی ہو کیوں ہے؟" علیزے نے آہستگی سے ترجمہ کیا۔ گاڑی قریب آچکی تھی۔

"ځکه چې ستاسو زما د سوا ځای اصلي لامل یاست۔" شاہ زیب اب بھی سامنے دیکھ رہا تھا۔ گاڑی آچکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

"کیونکہ تم میرے سکون کی اصل وجہ ہو۔" وہ رکا۔علیزے بھی رکی۔اس نے علیزے کا ہاتھ چھوڑا۔اس کو برا لگا۔ محوت ٹوٹی۔ جادو کا اثر زایل ہوا مگر ایک جملہ باقی تھا جواب وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کہنے لگا۔

"تہ زمادز ° ہ ° و ° ہ ی°، تہ زمادز ° ہ ° و ° ہ ی°۔" جزبات سے چور آواز میں وہ جھک کر اس کی کنپٹی پر لب رکھتے ہوئے بولا ساتھ چونکا بھی کیونکہ علیزے نے ترجمعہ برجستہ نہیں کیا۔اس نے واپس سیدھے ہوتے ہوئے اسے دیکھا جس کی آنکھیں نم ہونے کو آئیں تھیں اور اس کی نظروں کا رخ بہت دور جیپ پر تھا۔ پھر اس کا رخ بخت حویلی کی شاندار کوٹھی پر گیا۔ محسوس ہوا کہ پہلی بار حویلی کو دیکھ رہی ہے۔

"علیزے؟" شاہ زیب نے آہستگی سے پکارا۔علیزے نے نظروں کا رخ اس کی جانب کیا جواب آنکھوں میں الجھن لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں تمہارے دل کا ٹکرا ہوں میں تمہارے دل کا ٹکرا ہوں۔" وہ محبت سے کہتی اس کے گلے لگ گئی۔ شاہ زیب نے آنکھیں بند کیں۔ایک سکون طمانیت اندر تک اتر گیا۔ چہرے پر قوس وقزح اتر آئی۔

"تم میرے دل کا ٹکرا ہو تم میرے دل کا ٹکرا ہو۔" اس کے گرد حصار باندھتے ہوئے اونچی آواز میں وہ ایک بار پھر اقرار کر گیا۔

مخدوم شاہ زیب فرقان کیلیے علیزے انور اس کا دل کا ٹکرا ہے اور اس کا دل کا ٹکرا اس کی دسترس میں ہے۔

اب شک کہاں تھا؟

وہ دروازہ کھول کر اب علیزے کو گاڑی میں بھٹانے لگا اور خود بھیٹ اس نے گاڑی آگے بڑھالی۔ وہ اب اپنی منزل پر گامزن تھے۔

وہ اب مکمل تھے!

وہ اب ایک دوسرے کے تھے!

کتنا خوبصورت اور کتنا دہلا دینے والا سفر تھا۔

آہ زینب آہ!

کمال کرتی ہو!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
www.zubinovelszone.com

نوٹ

توجو میری دسترس میں ہے از زینب خان پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔

نظرِثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار